بابا محمد یحییٰ خان

کاجل کوٹھا

ظاہر و باطن کے عالمِ مکشوف....

الٰہی! یہ کس نگر کے لوگ ہوتے ہیں......؟

- دُرویشی، ریت کا ذرا سا ذرّہ نہیں ہوتی اور نہ ہی مُٹھی بھر ریگ کی مانند ہے۔ یہ تو اَدب، خِدمت، اطاعت اور رِیاضت کے اَن گِنت اَربوں کھربوں ذرّوں کا خشک صحرا ہوتا ہے...... چکا چوند اُجالے میں سَراب اور گھٹا ٹوپ اَندھیرے میں قُطبی تارا...... حاصل گھاٹ تو کبھی بگڑے بَیل کا ٹاٹ، دَلقِ اَویسؓ تو کبھی کاسۂ قیس یہ فغانِ یعقوب بھی ہے اور کبھی صبرِ ایوب بھی، یہ دَرفشِ کاویانی بھی ہے اور عصائے سُلیمانی بھی ہے یہ ہُنرِ آذری بھی ہے اور سحرِ سامری بھی ہے......!

- مَیں دُرویشی کی رَاہ کا کمزور سا مُسافر ہوں، زادِ راہ ہے نہ ہی ہمت و سکت، دَر دَر بھٹک رہا ہوں، ٹھوکریں، رُسوائیاں، رَتجگے، جاں ماریاں میرا نصیب ہیں۔ مُجھے یہی حکم ہے کہ چلتے رہو...... اللہ کی زمین، آسمان، پہاڑ، دریا، صحرا، جنگل، ویرانے، گُل خانے تمہارے منتظر ہیں، جاؤ! اِن سے آشنائی پیدا کرو، پیادہ، جانوروں کی پیٹھ، گول پہیوں والی مشینوں پہ...... آہنی پَروں والے پرندوں پہ...... سمندروں کے سینوں پہ تیرتے ہوئے رَاج ہنسوں پہ کہ دُرویشی، دَریُوزہ گری نہیں...... دَریدہ دَری اور رَفو گری ہے۔

- گندہ کرنا ایسا مُشکل نہیں جتنا مُشکل پاک صاف کرنا ہوتا ہے۔ سَر سَراتی ہوا کی مانِند مست خرامی کبھی ایسی سوہانِ رُوح نہیں ہوتی جیسی حالتِ قید و قیام، رُوح فرسا ہوتی ہے...... کہہ بول لینا دینا بھی اتنا دُکھ دَرد کا باعث نہیں ہوتا جتنا کہ چُپ گُم، جان جلاتی ہے۔ چکّی کا قُطب خُود تو دھرا، گھڑا، گڑا اور پڑا رہتا ہے مگر مدار کے اَندر پتھر پاٹوں کو جمائے، چلائے، بھگائے رکھتا ہے...... آسمان، ستاروں سے زمین، ذرّوں سے...... سمندر، قطروں سے اور دَشت و دَمن، اَشجار و اَثمار سے جَل تھل ہوتے ہیں......!



رحمت

- کالیاں اِٹاں کالے روڑ
  مینہ وَرسا دے زَور و زَور

برکت



ضوابط

مشاورت و معاونت
نورالحسن

"بسم اللہ" خطاطی و عمل
شفیق فاروقی

سرورق و پس ورق
جنید علی سنی
مختار احمد خان

انتساب عمل
تبسم

تصویر کشی
رحیم اللہ خان

تصحیح کتابت
محمد منصور امین

اہتمام
راشد سلیم
رضوان بھٹی

891.4393 Muhammad Yahya Khan, Baba
Kajal Khotha / Baba Muhammad
Yahya Khan.- Lahore : Sang-e-Meel
Publications, 2010.
968pp.
1. Urdu Literature - Novel.
I. Title.

2010
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

بابا محمد یحییٰ خان
412- نرگس بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون: 042-7844838
موبائل: 0300-9417829,0333-9417829
0322-9417829,0312-9417829

بوجوہ چند نام و مقامات اور واقعاتی کوائف و بیان میں چنداں ترمیم، تخریج و تخصیص ناگزیر تھی..... کوئی بھی مطابقت، مماثلت محض اتفاق ہوگا

ISBN-10: 969-35-2288-5
ISBN-13: 978-969-35-2288-4

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall) Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 37220100-37228143 Fax: 37245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز لاہور

کاجل کوٹھا

بابا محمد یحییٰ خان

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

سپاس

بڑے باباجیؒ

سفیداں بائی' کالے خان

حافظ عطا محمد کاشمیری' بابا رحمٰن کاشمیری گلمرگ

بابا بالی شاہ... کشمیرے سنگھ' سوامی گھورگھو

سائیں ڈھیرے چند... شاہ و بابا نابینا... رام راکھی'

گلابی جان' صوفی عبدالکریم کلیار (درگاہ حضرت بل سری نگر)

سلیمان آفندی' ابوطلحہ نعمانی' جمیل نعمانی' مشہود الرحمٰن گیلانی'

مسعود الرحمٰن گیلانی' شارق بٹل' چندے نیناں والے

حضرت بیات بیگ' عبدالغفور (مینڈ آف مقتال).

شاہ و بابا نابینا' عبید عبداللہ' چکار اچولاہا'

ایلف جوزف' بابا سبحان اللہ'

خان بابا افغانی' جی جان جی

فتح خان شروانی

ن' و' ق

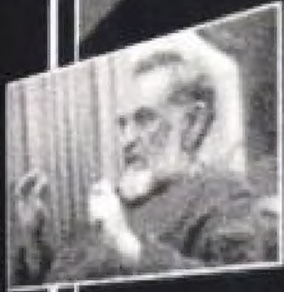
ف' ش' ذ' ن... لافیل قوف

صاحب

- دَر دَر دی دُرّ دُرّ نالوں دُرّ بن جا اِک دَر دا
صاحب معاف کرے تقصیراں تے رَہہ جاوے کجّ پَردا

اِس پَردے دا اُہہ دَر ضامن جس دَر دا تُوں بَردا
بُلّھے شاہ جے پھریئے دَر دَر فیر صاحب معاف نہ کردا

آپ کی نذر



مندی ہاں کہ چنگی ہاں
صاحب تیری بندی ہاں



بارے کچھ اس کتاب ......

- کتاب کی شروعات میں ہی شاہی محلے کے ایک رنجیت شاہی کوٹھے کا کچھ احوال ہے...... جس کی پچھر دار شکستہ سیڑھیوں پہ ٹوٹے دم چڑھتے چڑھتے میں بالآخر اس کی انتہائی منزل کی چھت پہ پہنچا کرتا تھا جہاں ٹاٹ ٹین اور لکڑی کی پھٹیوں سے بنے ہوئے بے ڈھنگے سے کمرے کی ایک جھلنگی کھاٹ پہ دھرا ہوا ایک نسوانی وجود کا تباہ حال "کوٹھا" میرا منتظر ہوتا۔ میں اس کے لئے پیچھے سے میری پایے کا شور با اور امرتسریوں کے تندور سے کلچے لے کر جایا کرتا تھا۔ ہاں میں یہ بتانا بھول گیا کہ اس دوران ہڈ ہڈ المعروف جموں را کا لے یعنی کالے خان میری جان کا جالا بنا میرے ساتھ ساتھ رہتا۔ یہ کالے خان اور کوٹھے والا نسوانی وجود کون تھے اور کیا تھے یہ آپ کو کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوگا۔ سر دست بات "کاجل کوٹھے" کے کوٹھے پہ چڑھتی ہے۔

میرا مزاج اس موسیقار کی طرح ہے جس کے ہاں دھن پہلے تخلیق ہوتی ہے اور بولوں کی بھرت بعد میں کہ یہی صحیح تخلیقی طریقہ ہے۔ اصل چیز تو بنیاد ہے جو پکی اور سیدھی ہونی چاہیے...... اس پہ بعد آ جو چاہو جیسا سمجھو تعمیر کر لو...... میری دیگر کتب کے سرناموں کی طرح "کاجل کوٹھا" جیسا عنوان بیس برس سے بھی پہلے میرے ہاں اتر چکا تھا لیکن اس پہ لکھنے کے مواقع وقت اور وسائل ہاتھ نہیں لگ رہے تھے۔ جب خاصا وقت گزر گیا اور لکھنے کی جانب کوئی خوش رفت نہ ہوئی تو تنگ پڑ کر وقت گزاری کی خاطر جو نوک قلم آیا لکھتا چلا گیا۔ اسی طرح تین چار کتابیں معرض وجود میں آ گئیں۔ اب جو قسم کھلا تو "پیا رنگ کالا" بھی منظر پہ آ گئی...... یہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد یقین یہی تھا کہ اب "کاجل کوٹھا" بھی لکھی جائے گی اور اس موضوع کی بابت جو مواد مسالا اندر کلبلا رہا ہے باہر نکل آئے اور مجھے اک عذاب مسلسل سے نجات مل جائے گی۔ اب جو لکھنے بیٹھوں تو کچھ نہ آئے کہ خشت اول کس رخ رکھوں...... میری عجب سی عادت کہ جب کسی بھی معاملے میں الجھن پیدا ہو جائے تو میں جوتا پگڑی سنبھالے کہیں کالے کوسوں کے سفر پہ نکل لیتا ہوں۔ ایسا سفر جس کی نہ کوئی منزل، ساتھی نہ رہبر، زاد راہ کا اہتمام اور نہ وقت کی قید، بس چل سو چل...... جدھر ہوا چلی، چل دیے۔ تھک گئے تو بیٹھ لیٹ لیے۔ مل گیا جو سو کھا لیا...... دنیا داری، وقت، پیسہ

بال بچے داری..... زندگی موت' سہولت و آرام وغیرہ کا دھیان رکھنے والے بادیہ پیمائی یا جہاں نوردی کے لیے موزوں نہیں ٹھہرتے..... ہر طرح سے مادر پدر آزاد دیوانے ہی ایسے کارنامے انجام دیتے ہیں اور میں تو تھا ہی جہاندیدہ پاگل.....!

خاصی کھجل خواری کے بعد میں وسطی ایشیا سے ہوتا ہوا ریاست جموں کشمیر پہنچا تھا کہ یہاں مجھے جسمانی' ذہنی' باطنی اور روحانی تھکن دور کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ جموں اُترتے ہی یکدم جیسے میرا اندر مچل اٹھا کر "کہ چل کوٹھا" کا دیا ہمیں سے جلے گا۔ آنے کو تو میں یہاں پہلے بھی کئی بار آ چکا تھا مگر اس بار تو میرے اندر باہر کی کیفیت ہی جُداگانہ تھی۔ ہوٹل میں کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کے بعد میں نے سب سے پہلے حضرت بابا بالی شاہؒ کے مزار پہ حاضری ضروری سمجھی..... فاتحہ سے فارغ ہو کر سامنے پُرانے قبرستان کی جانب آ نکلا۔ اِدھر توی کے کنارے سادھو سنت پڑے رہتے ہیں۔ یہاں فاتحہ دُعا کے بعد میں ان فقیروں میں لنگر تقسیم کرنے بیٹھ گیا۔ ان مستوں سے نپٹنا کچھ ایسا آسان نہیں ہوتا۔ ان میں زیادہ تر منشیات کے عادی' دونمبر' جرائم پیشہ ہوتے ہیں۔ کچھ مجنوں دیوانے اور کہیں کوئی اللہ سے لو لگائے ہوئے مجذوب بھی دکھائی دے جاتا ہے۔ میں اُنہیں خوب جانتا پہچانتا ہوں۔ اسی دوران اچانک میری نظر ذرا دور ایک نحیف دھڑنگ مجذوب پہ پڑی جو ایک بیٹھی ہوئی قبر کے کنارے پہ بیٹھا ہُوا میری ہی جانب دیکھ رہا تھا..... نظر سے نظر ملتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا اس باوا سے سینگ پھنسیں ہی پھنسیں۔ ایک کشمیری قہوہ والے سے اپنے لیے قہوہ لیا اور ایک کلہڑ قہوہ اور لنگر' اسی کے ہاتھ اس باوے کو بھی بھجوایا۔ اب جو میں نے چور نظروں سے اس کو دیکھا تو وہ گرم گرم اُبلتا ہوا قہوہ اپنے سر پہ اُنڈیل رہا تھا اور یوں مسرور دکھائی دے رہا تھا جیسے شدید اُمس اور گرمی میں کوئی برفاب اپنے اُوپر ڈال رہا ہو۔ میں زیرِ لب مسکراتے ہوئے سوچنے لگا' باوا نے بڑی شتابی اپنا تعارف کروا دیا۔ قہوہ چکھنے کے بعد زاویہ نگاہ بدلے پھر جو اُدھر دیکھا تو وہ غائب..... دائیں بائیں دیکھنے پہ بھی جو دکھائی نہ دیا تو میں اُٹھ کر قبر کے پاس پہنچ آیا..... آگے جھکتے ہوئے جو جھکی قبر میں جھانکا۔ باوا آرام سے قبر کی گیلی گاد پہ ادھ لیٹا' میری جانب دیکھ رہا تھا۔ ایک آدھ روز پہلے اِدھر جموں میں خوب بارش ہوئی تھی۔ قبرستان کی نم بھری مٹی گل گاد بنی ہوئی تھی۔ میں خود دھنسے قدموں کھڑا تھا۔ باوا نے ہاتھ اوپر بڑھا کر شاید باہر نکلنے کا عندیہ ظاہر کیا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے تھام کر جب اُسے قبر سے نکالنے کی کوشش کی' تو گیلی مٹی میں دھنسے میرے پاؤں پھسل پڑے..... دھڑام رپٹتا ہُوا قبر کے اندر..... نیچے مُردہ اس پہ باوا اور اس کے گود میں..... کپڑے منہ ناک' ہاتھ پاؤں سب کچھ برابر تھا۔ باوا

کبھی کبھی ہنس رہا اور میں کٹے کھائی پارہ مرغی کی مانند بٹ بٹ اُوپر آسمان کی جانب تک رہا تھا جدھر چند چیلیں اِدھر اُدھر جھپٹنے کے لئے پر تول رہی تھیں...... کسی نہ کسی طور باہر نکلا اور باوا کو بھی کھینچ کھانچ باہر کیا...... باہر نکلنے پہ باوا نے کھی کھی کرتے ہوئے میرا بازو تھاما اور توی ندی کی جانب گھسیٹتا ہوا لے چلا۔ اُدھر پہنچ کر وہ چھلانگتے پھلانگتے پانی میں مستیاں کرنے لگا اور میں اپنے کپڑوں کی مٹی دھونے بیٹھ گیا......

کچھ دیر بعد وہ میرے پاس آ کر براجمان ہُوا۔

"کیسے پیتنگ پچھے...... مزہ آیا؟ تیرے لاہور میں جھوں دا کالا بیٹھا ہے۔ وہ سُفیداں بائی بھی اپنی قبر کھودے پڑی ہے...... اُن سے ملنا اور میرا آشیرواد دینا۔"

چند لمحے میری آنکھوں میں گھورتے ہوئے پھر گویا ہوا۔

"تم نے کبھی اپنے گھر کے کوٹھے کے علاوہ کوئی اور کوٹھا دیکھا ہے؟"

میرے اندر دِل سے کھڑکنے لگے کہ کاجل کوٹھے کی بات جو میرے دل میں تھی' باوا اب اسے ضرور کوٹھے پہ چڑھائے گا...... میں کیا جواب دیتا' ڈیلے گھماتے ہوئے باوا کو دیکھا کیے۔

پھر خود ہی مسکرا کر باوا بتانے لگا۔ "طوائف والے بھی ہو جس کہلائے کی طوائف ہی اسی طرح کوٹھا بھلے درس گاہ ہی کیوں نہ ہو' اس کی شہرت کوٹھا ہی ہوگی...... گھر کے کوٹھے اور طوائف والے کوٹھے میں سُرمے اور کاجل جیسا فرق ہوتا ہے۔ آنکھیں سُرمے سے نرگسیں اور نیناں' کجل سے کجرائے جاتے ہیں۔"

میں ہونقوں کی مانند ان کی مشکل سے سمجھ میں آنے والی باتوں پہ غور کر رہا تھا کہ باوا مزید کہنے لگا۔

"ایک کاجل کوٹھا بھی ہوتا ہے۔ جس میں کالک کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی محض اس کے اندر جھانکا ہی لگا لے تو بھی وہ باہر بھیتر سے کالا شا ہو جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم نے محض کاجل کوٹھا کا نام ہی سُن اور سنبھال رکھا ہے کبھی اس کو دیکھا نہیں۔ کاجل کوٹھے کو جاننا اور لکھنا چاہتے ہو تو سامنے تین کاجل کوٹھے ہیں ایک اِدھر شری نگر' دوسرا شاہی محلّہ لاہور اور تیسرا تیرے اپنے اندر......"

قارئین! اس کتاب میں ان کوٹھوں کا بقدر ضرورت ذکر موجود ہے۔ ہاں' باوا نے جن مزید کوٹھوں کی نشاندہی کی' اس سے میں نے کچھ مزید سمجھا اور جانا کہ کاجل کوٹھے کا استعارہ' ذرو لشی وقتر میں کن کن کیفیتوں اور معنوں میں استعمال ہوتا ہے...... کاجل کوٹھے کے نام نے تو مجھے پہلے ہی جکڑ رکھا تھا اب اس باوا نے مجھے اک نئی جہت پہ ڈال دیا تھا۔ کاجل کوٹھا' کاجل کوٹھا' کاجل کوٹھا...... جیسے میرے اندر باہر کا ورد بن کر رہ گیا۔

انسانی کلبوت کے اندر اک جہاں سمایا ہوا ہوتا ہے لیکن فقیر درویش... کلبوت کے اندر کوکوٹھے کمرے کچی ڈیرے جیسے وسیع المطالب استعاروں سے تعبیر کرتے ہیں...... کوٹھے کے ساتھ جب لفظ کاجل جڑ جاتا ہے تو کوٹھا پھر تصوف کے کوٹھے پہ چڑھ جاتا ہے۔ باوا نے مجھے مزید بتایا کہ جس قبر میں لڑھکا تھا وہ گری چھت کا کوٹھا ایک طوائف کا تھا...... چھت بیٹھ جائے تو کوٹھا 'اکوٹھا' ہو جاتا ہے۔ میں اس کی بیٹھی قبر کے اکوٹھے کے نقصان کا اندازہ کر ہی رہا تھا کہ تم اپنے کاجل کوٹھے کا مسئلہ لے کر بیچ میں آ گئے...... کوٹھا طوائف کا ہو یا درویش کا دونوں کا مقصد آنے والوں کی دلبستگی کا سامان مہیا کرنا ہے۔

قارئین! یہ تھی ابتدا 'کاجل کوٹھے' کی...... اس باوا سے ملاقات کے بعد پھر اک زمانہ میں دربدر خاک چھانتا رہا...... قلم اٹھاتا پھر رکھ دیتا کہ اندر سے لکھنے کے لئے کچھ برآمد ہی نہیں ہوتا تھا...... میں یہ سوچ کر خود کو تسلی دے لیتا کہ شاید ابھی وہ لمحہ مقصود نہیں آیا جس میں لکھنے کا امر کھلنا مقسوم ہے......

قصہ کوتاہ! پہلا کاجل کوٹھا شہری عمر کے انتہائی نواح' ڈل کے اس پار کنارے پہ پس ماندہ سی ناپوتا ایک جگہ پہ دیکھا...... جس بزرگ کے وسیلے وساطت سے میں نے یہ سب کچھ دیکھا' سمجھا اور جانا وہ اپنے وقت کے ابدال تھے...... ان سے ملاقات اور نشست برخاست کا احوال نہایت مختصر رہا ہے کہ اس سے زیادہ لکھنے کا امر نہیں تھا۔ مجھ پہ یہ عقدہ بھی کھلا کہ پچھلے چودہ پندرہ برس جو کاجل کوٹھا کے سلسلہ میں مشکلات کی مد میں بیتے یہ کچھ خالی از مصلحت نہیں تھے۔ ابھی تو میرا اپنا کاجل کوٹھا کچا پکا تھا...... اس کی کالک میں پکائی گہرائی' سوگندی اور پچھی نہیں تھی۔ توے کے تھلے' ہنڈیا کے تھلے کی سیاہی...... میری کنالی لگن کے تھلن کے کالے لکڑ اور الٹے ماٹ کی چھت کا لک' آپس میں زمین' مابین اور آسمان سا فرق رکھتے ہیں۔ سرمہ کالا نہیں سرمئی ہوتا ہے۔ کاجل تو شب تاریک تاریکیوں کا تیز تیکھا پن' جو کہ ہر رات کے راہی کا مقدر نہیں ہوتا۔ مجھے کچھ اور تردد ہونا تھا...... میرے مشاہدات و تجربات میں گہرائی تو تھی مگر وہ گہرائی نہیں تھی جو اس موضوع پہ قلم کھولنے کی متقاضی تھی۔

گلستان میں کچھ ایسے کنج اور قطعے روشیں جو عام نظر میں نہیں ہوتیں...... ادھر کچھ خاص پودے' کیاریاں' گل بوٹے اُگے اور اگائے گئے ہوتے ہیں۔ ادھر اٹھلانے والی ہوائیں' چہکنے والی چڑیاں' بلبلیں اور بھونرے بھورے بھی عام نہیں ہوتے۔ ادھر اترنے والی پگڈنڈیاں بھی کشادہ' آراستہ نہیں ہوتیں' مگر کوئی تو ہوتے ہیں جو ادھر بھی جھانکتے ہیں...... راہ کی آڑ باڑ پھلانگتے ہیں۔ پونم کا چاند تو صحن' دالان سے بھی دکھائی دیتا ہے مگر دوج کا چاند اگر جھلک دکھا سکتا ہے تو وہ جگہ کوئی کوٹھا ہی ہو سکتا ہے کہ قطبی تارا بھی

کسی مخصوص اَنگ زاویہ سے ہی جلوہ دکھاتا ہے۔

جب اپنا کاجل کوٹھا پنا نگاہوں میں ٹھہر گیا تو پھر اس کتاب پہ لکھنے کے مراحل شروع ہوئے..... جہاں بھر کی کالکوں کو سمیٹنے کے بعد کاجل کوٹھا بنا..... اس کتاب کے اندر باہر سیاہیاں ہی سیاہیاں دکھائی دیں گی..... میری دسترس میں اتنی ہی تھیں..... میرے علاقے میں ایک کوٹھی 'کالی کوٹھی' کے نام سے مشہور ہے۔ میں اکثر گزرتے ہوئے اس جگہ کو دیکھتا ہوں..... میں بھی اپنے عارضی گھر کا نام کاجل کوٹھا رکھنا چاہتا ہوں۔ کاجل بلاک' کاجل ٹاؤن اور کاجل نگر..... مگر میں شاید ایسا نہیں کر سکتا کہ ہم سیاہ سوچوں' کرتوتوں میں کالی داس تو ہو سکتے ہیں مگر کالی رنگت کو پسند نہیں کرتے..... ہم نے کالا رنگ' سوگ کا رنگ بنا رکھا ہے' کالا سوٹ کالے کپڑے' میت والے گھر افسوس کے لیے مخصوص کر رکھے ہوتے ہیں۔ سیاہ دن' بلیک وارنٹ' کالا پانی' کالی زبان' کالی کلکنے والی' کسی کالی رنگت والے کی تحقیر کے لیے کالو یا کالیا کہنا۔

میں کہتا ہوں کہ ایسی سوچ سمجھ رکھنے والوں کے ہاں کوئی کاجل کوٹھا نہیں ہوتا۔ وہ نہیں جانتے کہ کالکوں میں کیسے کیسے حقیقی اُجالے چھپے ہوتے ہیں۔

ان صفحات میں ازمنہ قریب و قدیم کے بہت سے واقعات و حالات درج ہیں..... کچھ کا تعلق تاریخ و تمدن اور کچھ کا سلسلہ اس دور کی طرز معاشرت' ثقافت اور تصوف و روحانیت سے جُڑا ہُوا ہے..... تاریخ کا حصہ ایسے واقعات و حالات بنتے ہیں جن کے باعث عوام الناس' جنگی جغرافیائی اور سیاسی' سماجی معاملات سے جُڑے ہوئے اور اظہر من الشمس ہوتے ہیں..... مؤرخ سینوں میں دفن رازوں میں زوال اور دماغوں میں دبے ہوئے اسراروں' رازوں کو نہ نکال سکتا ہے اور نہ ان پہ حرف زنی کر سکتا ہے۔ وہ تو وہ کچھ لکھتا یا محفوظ کرتا ہے جو وہ سنتا' دیکھتا یا محسوس کرتا ہے۔ صدیوں پُرانے اسرار و واقعات جن کا واسطہ ذاتیات یا مخصوص کسی مقصد سے ہوتا ہے وہ سربستہ ہی رہتے ہیں اور وقت زمانے کی زد میں آئے بغیر' عہد رفتہ کا حصہ بن کر اساطیر میں ڈھل جاتے ہیں۔ اصول کائنات کے تحت جب کسی رَد و بدل' اُلٹ پھیر' تبدیلی و تصادم کا ظہور ہوتا ہے تو پھر بہت سے نہفتہ و خفتہ اسرار کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ جیسے پہاڑوں کی آتش فشانی' دریاؤں' سمندروں کے سیلاب و طوفان..... ارضی جھٹکے' زلزلے' آندھیاں' جھکڑ' آسمانی بجلیاں' دھماکے وغیرہ اپنے اندر بے شمار کرشماتی اسرار رکھتے ہیں۔ انسان کے لیے نت نئی معلومات سامنے آتی ہیں۔ ارض و آفاق' بحر و بر نے اپنے بطون میں جو کچھ چھپایا ہُوا ہے یہ سب کچھ جنوں اور انسانوں کے لیے ہے' قدسیوں کے کام کی یہ چیزیں نہیں ہیں..... اب ان انسانوں میں کچھ مخصوص بندے بھی ہوتے

ہیں...... یہ بندے خاص اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ وہبی علوم' مابعد الطبیعاتی حسیں اور چشمِ بینا ہوتی ہے۔ گزرا ہوا' موجودہ اور آنے والا وقت زمانہ ان سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ یہ اُن کے مزاج اور انداز سمجھتے ہیں۔ غیر مروجہ' مُردہ زبانیں' لوحیں' حرف' النقش اُن کے روبرو لب کُشا ہوتے ہیں۔ روزِ ازل سے روزِ نشور تک کی ایک ایک ساعت' مخلوق کی ہر حرکت و تخلیق کی ایک ایک جنبش تک رسائی اور آشنائی ہوتی ہے۔

اس کتاب میں ایک اہم باب یوں بھی شامل ہے کہ جس میں میرے مرشد' علامہ' فیلسوف' ڈاکٹر' میرے حکیم الامت' حق آگاہ' واقفِ رموزِ خودی' شاعرِ مشرق' رومی کے مُرید ہندی' بالا سیالکوٹی اقبال لاہوری کے لڑکپن' نوعمری اور دورانِ تعلیم کے چند ایک مخصوص مشاغل و وظائف مذکور ہیں۔ اس دورِ وقت ایام اور اصوات و صُور مرئیات' کیفیات و جزویات کے محفوظات تک رسائی کے لیے زماں و مکاں' مقامات آہ و فغاں کے جھریوں جھروکوں میں جھانکنا کچھ آسان نہ تھا...... زنگ آلودہ قفل کھولنا' پرانے ساز سُر کرنا' ذہن و زبان سے نکلی گزری باتیں' ازسرِ نو تازہ کرنا' پتھروں میں جونک لگانے کے مترادف ہوتا ہے...... مخفی استعاروں کا تو کہیں رجال مستورین کا کاسہ کش ہونا پڑا...... میرا رب قدیر و خبیر ہے جس پہ چاہے بند نقطے کھول دے جسے چاہے تہہ میں جھانکنے اترنے کی توفیق عطا فرما دے۔ میرے ہاں قدرے آسانی یوں بھی تھی کہ تتلی کی طرح میری حسِ شامہ تیکھی اور میرا گھر قریب' مدرسہ' سکول کالج اور مسجد پاس...... گلیاں کوچے بازار تھڑے دکانیں اکھاڑے وغیرہ کچھ بھی تو نہ تھا جس میں کسی نہ کسی نوع کی ساجھے داری نہ ہو...... علامہ کی قلندری خوشبو تب بھی اور آج بھی سیالکوٹ کے کوچوں بازاروں' مزاروں درباروں میں الگ ہی محسوس ہوتی ہے۔ کسی اور کو تو نہیں جانتا لیکن میں اس خوشبو سے خوب شناسائی رکھتا ہوں۔ گھر کے پاس ہی مولوی میر حسن کا مکتب' شیخ مولا بخش کا تالاب' مرے کالج' راہ راستے جو علامہ کی گزرگاہیں تھیں۔ وقت ہولناک راہگزر وہ سڑکیں پتھر' موڑ تھڑے درخت ہنوز وہیں پہ موجود ہیں۔

انسان اپنے مادی جسم کے ساتھ کہیں تحلیل ہو جاتا ہے مگر اس سے وابستہ چیزیں' اُس کی یادیں بہت زمانہ تک اُس کی یاد دلاتی رہتی ہیں۔ اُن کی سانسوں کا ردھم' گفتار کا آہنگ' لہجے کی لاجوتی کھنک' آہیں' لوٹتی ہچکیاں' آشوبِ زماں' خنکی کی دھانس کھانس' تپ زدہ کا تھکا ہارا قافلہ' کیا کچھ میرے روبرو نہیں؟

سیالکوٹ میں میرے ایک مسیحی اُستاد جو عمر میں مجھ سے شاید چند برس ہی بڑے ہوں گے' بڑے اقبال شناس ہی نہ تھے بلکہ اقبال کی خوشبو کے بھی خوگر تھے۔ اُن کے توسط سے جہاں میں نے اور بہت

کچھ حاصل کیا وہیں خوش قسمتی سے ان جگہوں سے بھی آشنائی ملی جدھر علامہ اپنے ابتدائی دور میں تنہائی اور غور و فکر میں کچھ وقت گزارتے تھے..... اور وہ چیدہ چیدہ مقامات بھی جہاں انہیں روحانیت میں درجات حاصل ہوئے۔ اللہ کی توفیق سے میں ایک لمبی تگ و دو اور روحانی ریاضت کے بعد ان مقامات لمحات کو اپنی ظاہری باطنی بصارت بصیرت سے ہم آہنگ کرنے میں نہ صرف کامیاب ہوا بلکہ علامہ کے فیضان سے مزید بہت کچھ جاننے سمجھنے اور لکھنے کے اہل ہوا۔

آج آپ سی ڈی پلیئر میں ڈسک ڈال کر گئے گزرے وقتوں' انسانوں کی حرکت برکت' جسم نطق دے کر دیکھنے کی حد تک یوں زندہ کر لیتے ہیں کہ وہ بیتا ہوا زمانہ اپنی تمام تر حقیقتوں اور جزویات کے ساتھ آپ کے سامنے آجاتا ہے۔

تو پھر تخیل و تمثیل..... فکری وجودی طہارت و تحلیل ضمیر اور سایہ فگن مہربان استعانتیں' زادِ راہ ہوں تو منزل اڑھائی قدم ہوتی ہے..... اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی.....!

زندگی محض سانس لینے کا نام ہی نہیں' دم دلانے کا کام بھی ہے۔ یہ عورت کے پیٹ سے جنم لیتے وقت ہی شروع نہیں ہو جاتی۔ یہ تو کتاب کے کسی ایڈیشن کی رونمائی کی طرح ایک وجودی ترتیبی مرحلہ ہوتا ہے جو اصول تغیر کے تحت منظرِ شہود پہ آتا ہے جبکہ زندگی کی ابتدا تو اسی لمحہ شروع ہو گئی تھی جب مالک و خالق نے اپنے امرِ خاص کو کلبوت آدم میں قرار و قیام کا اذن بخشا تھا۔ ہر انسان کے اندر لمحہ محسوب سے لمحہ موجود تک کی ایک ایک ساعت' سکوت پذیر ہے۔

فلٹر کے فلاسک میں گزرتا ہوا اک اک قطرۂ آب' کیا ان مرحلہ وار گزرگاہوں سے ناآشنا ہوتا ہے جو منبع آب سے اس فلٹر تک کے سفر میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی تھیں..... سیلولر ٹیلیفون کی سم کی مانند اللہ سبحانہٗ کے اس انسانی ٹیلیفون میں بھی ایک سم پڑی ہوتی ہے۔ جس میں ازل سے ابد تک تمام پروگرام موجود ہوتے ہیں۔ اب یہ ایک الگ بات ہے کہ ٹیلیفون کی بیٹری کام نہ کرتی ہو۔ اس میں بیلنس نہ ہو یا بندہ ہی بے چارہ میری طرح ان پڑھ چیٹ و ہو کہ اس کے فنکشن نہ جان پائے..... کوئی بھی سم خود نہیں بولتی..... اس کو زبان دینے کے لیے کسی "علی" اور "بابا" کی ضرورت ہوتی ہے..... جو کھل جا سم سم کہے تو پھر باطنی فنکشن کھلتے ہیں.....!

بابا محمد یحییٰ خان

بانو قدسیہ

محمد یحییٰ خان ''کھوجنے اور بُوجھنے'' کا نام ہے اسی وجہ سے وہ مجھ سے عام قاری کے لیے خود ایک پہیلی بن گیا ہے۔ جو بھی زندگی کو سمجھنے سمجھانے کے عمل میں غوطہ زن ہوگا زندگی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے نیرنگئ حیات کے حوالے کر دے گی۔ یہاں اتنی گہما گہمی، رنگ ترنگ، اجالا میلا، تبدیلی ارتقا، صحرا، جل تھل، تضاد اثبات، انحراف اقرار، گورا کالا غرضیکہ اتنی کیفیات، حالات، اونچ نیچ سے اٹا پڑا راستہ ہے ایسا گورکھ دھندا نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔ لیکن اسی ہمہ جہتی کے لیے ایک روڈ میپ محمد یحییٰ خان نے بھی ''کاجل کوٹھا'' میں پیش کر دیا ہے۔ وہ قاری کو میلے میں کھوئے ہوئے بچے کی طرح انگلی پکڑ کر یوں کھینچے پھرتا ہے گویا یرغمالی ہونے سے بچا رہا ہو۔

اس جہان بینی، جہان آرائی کے شغل میں محمد یحییٰ خان برتے و برتے کو نئے تجربوں سے ماضی حال کی چپقلش سے حاصل شدہ دھاگوں کا ایسا تانا بانا بنتا ہے کہ پڑھنے والا جذب ہو کر محو ہی نہیں ہو جاتا بلکہ مفلوج ہو کر بیٹھا رہ جاتا ہے۔ وہ کالے خاں کی بات کرے یا سُفیداں بائی کے حوالے سے سنتو کھ سنگھ اور کشمیرے سنگھ کا قصہ بیان کرے۔ گُنی میاں کیانی سادھوؤں کا قصہ لے بیٹھے یا کشمیر کے شکاروں کا ذکر کرے ہمیشہ وہ ایسی تمثیلات پیش کرتا ہے جو حیرانی سے گزر کر محیر العقول واقعات میں ڈھل جاتی ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ محمد یحییٰ خان کی زبان دانی، سحر بیانی، انداز تحریر کسی دوسرے ادیب کے لیے قابل نقل ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ کھوجتا، دیکھتا، بوجھتا، رنگ رنگ کی تراکیب الفاظ بھی اختراع کیے جاتا ہے۔ اس شمائل میں لکھنے والا ادیب نوادرات میں شامل ہوا کرتا ہے۔

ممتاز مفتی نے لبیک میں جس کالے کوٹھے کا ذکر کیا تھا۔ یوں لگتا ہے وہ ذکر کہیں بازگشت بن کر کاجل کوٹھے میں شامل ہو گیا ہے۔ بقول محمد یحییٰ خان آدمی ''علامتی ہو یا ملامتی'' زر و زر رکھے یا در و در مشترک ہو زاہد ہو یا زندیق اس کی اصل تلاش انسانی بچے کوٹھے سے چل کر کالے کوٹھے تک ہی ہے۔ محمد یحییٰ خان کے کالے کپڑے گواہ ہیں کہ وہ لحظہ بھر کے لیے بھی اس کھوجنے اور بوجھنے سے غافل نہیں ہوا۔ یہ حیران کن سفر مبارک ہو محمد یحییٰ خان کیونکہ اصلی اور آخری کھوج تو اسی کالے کوٹھے کی تلاش ہے۔

مظفر وارثی

بابا محمد یحیٰی خان کی "پیا رنگ کالا" اور "کاجل کوٹھا" الف سے ی تک میں نے پڑھی ہے۔ تجزیہ کہتا ہے کہ یہ ناول تو ہرگز نہیں' سرگزشت یا آپ بیتی ہے وہ بھی بڑی عجیب سی' ہر چند کہ ان عجائبات کا تعلق حلق کے اوپر سے نہیں حلق کے نیچے سے ہے' تاہم بات سی بات ہیں تکرار کوئی نہیں۔ ہر بات کا لہجہ مصنف کی ذات سے جڑا ہوا ہے' الفاظ کی صنعت گری' خوبصورت پیرائے، ذخیرۂ معلومات، خانقاہی اصطلاحیں، روحانی واردتیں، صوفیانہ بے نیازی، شاعرانہ زندہ دلی، آنکھیں حسن کی پیاسی، دل عشق کا دیوانہ، آگہی بے خبر، منزلیں بے سفر، ان حیرتوں کے درمیان بابا محمد یحیٰی خان ایسا دائرہ نظر آتے ہیں جہاں ہر طرف سے لکیریں ہی لکیریں آکر ملتی ہیں' کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یادِ خدا کے ساتھ ساتھ آتی رہی کسی کی یاد
اور کبھی اک نماز ہم پڑھتے رہے نماز میں

اگر بابا محمد یحیٰی خان کو اس شعر کی زندہ تفسیر کہا جائے تو یقیناً کوئی رنگ برا نہیں مانے گا۔ ان کی محبتیں، حسن سلوک اور ہیچمدانی کے اظہار کا معصومانہ ڈھب بھی نقارے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ وہ باہر ہی سے کالا نہیں اندر سے بھی ہے۔ یہ کوئے ملامت کا درویش ایک پہیلی بھی ہے ایک گورکھ دھندہ بھی اور ایک آئینہ بھی' آپ اسے دماغ سے حل کریں' ہاتھوں سے سُلجھائیں یا دیوار پر آویزاں کر دیں' یہ فیصلہ آپ کا......!

مستنصر حسین تارڑ '

مقام، وادیٔ یوکان کا دور افتادہ قدیم قصبہ ڈاسن سٹی جسے سونے کی تلاش میں سرگرداں آوارہ گردوں نے بسایا تھا' مجھے اگلی سویر "ٹاپ آف دے ورلڈ روڈ" کی خزاں آلود شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے الاسکا میں داخل ہونا تھا اور میں اپنی لکڑی کی کیبن میں گھوک سوتا تھا جب کسی رات کسی نے دستک دی...... باہر یوکان کے تاریک آسمان پر شمالی روشنیوں کا رنگین تماشہ شروع ہو گیا ہے۔ دیکھو گے؟ رنگین بھڑکتی شعاعوں کا معجزہ کم لوگوں کو دیکھنے کو ملتا ہے دیکھو گے؟

اور وہاں ایک تاریک گلی میں تنہا کھڑا منہ اٹھائے میں اس آسمان کو سحر انگیز حیرت میں تکتا تھا جس پر کیسی کیسی رنگ رنگ کی روشنیاں کوندتی تھیں' ان دیکھے' ان سنے' ان کہے رنگوں کے لہریے سانپ لہراتے' سرسراتے آنکھوں کو خیرہ کرتے تھے اور ان کے عجب رنگ کوندتے ہوئے مجھ پر اُترتے اور میں بھی انہی رنگوں میں رنگا جاتا...... ابھی پچھلے دنوں الاسکا کا معجزہ اپنی آنکھوں میں اُترتے دیکھ رہا تھا تو لاکھ کوشش کے باوجود میں اس کے رنگ بیان کرنے سے قاصر رہا۔ اس لیے کہ وہ تو سب کے سب اَن دیکھے' اَن سنے اور اَن کہے تھے تو انہیں کیسے کوئی دیکھے' کیسے کوئی انہیں سنے اور کیسے کوئی لکھے۔ تو میں نے شمالی روشنیوں کے اُن رنگوں کو اَن دیکھا' اَن سنا اور اَن کہا رہنے دیا۔ میں تو صرف معلوم سے آگاہ تھا اور وہ نامعلوم کی سرحد کے باہر کہیں بھڑکتے تھے۔

کچھ ایسے ہی بابا محمد یحییٰ خان کی تحریر کے طلسمی بھڑکتے رنگ شمالی روشنیوں کی مانند مجھے عاجز کرتے ہیں کہ اس کے چہرے' موسم اور منظر بھی نامعلوم کی سرحد کے پار بھڑکتے ہیں اور

انھیں بیان کرنے کے لیے ابھی تک کوئی لغت وجود میں نہیں آئی۔ نامعلوم کے رنگوں سے میری آشنائی نہیں تو میں کیسے اور کن لفظوں میں ان کی توصیف کروں۔ بابا محمد یحییٰ خان کے دشت نامعلوم کے غزال تو اس کے اپنے تخلیق کردہ ہیں تو میں انھیں کس نام سے پکاروں۔ مائیکل انجلو کی مانند اس شخص کو اپنے تراشے ہوئے مونے کے مجسمے کو یہ نہیں کہنا پڑتا کہ بول' تو ہی تو مکمل مونے ہے بلکہ اس کے تراشے ہوئے چہروں' منظروں اور موسموں کے صنم خود بہ خود ہی ہم سے ہم کلام ہونے لگتے ہیں۔

وہ جب بنجر ریت کو بھی اپنی تخلیق کی چھلنی میں چھانتا ہے تو چھلنی میں سونے کی ڈلیاں دمکنے لگتی ہیں۔ اس کی نثر خمار آور اور ہلاکت خیز ہے' اس کی تخلیق کردہ دنیا میں اترنے سے جان جانے کا بھی خدشہ ہے کہ وہ پاتال سے روح کھینچ لیتا ہے۔

عجیب شعبدہ باز' سامری سحر طراز بہروپیہ بازی گر ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے بنائے ہوئے لکھے کہانیاں آپ کی حقیقت کی پرکھ پر پورا اتریں کہ "دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا" مجھ ایسوں کے اندر شکوک کے سنپولیے سے سرسراتے ہیں کہ ہم معلوم میں بھٹکتے ہیں اور نامعلوم کی خبر نہیں رکھتے اور جب بابا محمد یحییٰ خان سے مولانا روم کی مانند پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ تو وہ شمس تبریزؒ کے لہجے میں جواب دیتا ہے کہ یہ وہ ہے جس کی تمھیں خبر نہیں۔

یہ طے ہے کہ ہم دونوں میں سے کوئی ایک ہے جسے خبر نہیں...... اور وہ کون ہے جسے خبر نہیں' بس اس کی خبر نہیں آتی۔

مائی جوڑا' مائی گھوڑا' مائی دا اسوار
مائی نوں مائی دوڑائے' مائی دا کھڑکار

(بلھے شاہ)

امجد اسلام امجدؔ

علم کی روشنی میرے چاروں طرف پھیلتی ہے
اس کی عکسی شعاعیں ہر اک شے کے باطن
کو ظاہر میں تبدیل کرتی ہیں...... میں
انکشافات کے ایک آتش فشاں کے دہانے پہ ہوں
میرے چاروں طرف دھوپ ہے!
میری اقدار کے سبز چشموں پہ صحراؤں کی ریت خیمہ فگن ہے
ہواؤں کے لہجے میں تلخی کا اعلان ہے
اور درختوں کے سائے بھٹکتے ہوئے قافلوں کے تعاقب
میں صحرا کی پہنائیوں میں کہیں کھو چکے ہیں
(بابا بلھے شاہ کی کافی سے لیا گیا ہے)

وہ جو انگریزی میں (Style is the man himself) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اس کا اطلاق یقیناً بابا محمد یحییٰ خان اور ان کی تحریروں پر کیا جا سکتا ہے۔

ان کی نثر ایسی لہردار، فطری، بلا جھجک، سادہ اور پُرکار ہے کہ آپ فوری طور پر اس کے لیے کوئی تشبیہ تلاش نہیں کر سکتے۔ یہاں آپ کو رجب علی بیگ سرور، محمد حسین آزاد اور "ملا رموزی" تینوں کی جھلک تو ملے گی لیکن اس کے علاوہ اسے کسی ایک کے مماثل قرار دینا ممکن نہیں۔ یہی صورت حال درویشی، تصوف، قلندری اور مذہب اور عقیدوں کی قید سے آزاد ہو کر ان وارداتوں اور کیفیات کے ذکر کی ہے جو ان تحریروں میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ وہ ہر شعبۂ زندگی کی مخصوص زبان اور اصطلاحات کا بے محابا استعمال کرتے ہیں اور اس رو میں بعض الفاظ کے معنی، محلِ استعمال اور املا میں ایسی تبدیلیاں بھی کرتے چلے جاتے ہیں کہ

بقول تاثیر ..... ''مقام جنبش ابرو نکل ہی آتے ہیں'' وہ اس کی وضاحت میں اپنی کم علمی کو دلیل ٹھہراتے ہیں لیکن اگر ہم ''اسلوب خود صاحب اسلوب کا آئینہ ہوتا ہے'' سے اتفاق کرتے ہیں تو ہمیں اس مسئلے کو بھی ایک مختلف اور وسیع تر تناظر میں دیکھنا چاہیے لیکن اس پر پھر کبھی بات ہوگی۔ فی الوقت تو میں اس بے مثال قصہ گو اور اشفاق صاحب کی طرح فطری مجمع باز (یہ اصطلاح میں اس کے مثبت معانی کے حوالے سے استعمال کر رہا ہوں) کی چند ایسی خصوصیات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ذاتی طور پر مجھے بہت متاثر کیا ہے شاعری اور ڈرامے سے اپنے فطری تعلق کی بنا پر مجھے وہ تحریریں اپنے دل سے زیادہ قریب محسوس ہوتی ہیں جن میں ان دونوں کے بنیادی اجزائے ترکیبی کو خوبصورتی' قدرت اور مہارت کے ساتھ پیش اور استعمال کیا گیا ہو۔ مثال کے طور پر بابا محمد یحییٰ خان کی زیر نظر کتاب ''کاجل کوٹھا'' کے اسلوب میں منظر نگاری' کردار نگاری' مکالمے' پراسراریت' بے ساختگی' چھوٹی چھوٹی جو ییٹیز کے کلائمکس' زمان و مکاں کی وحدت' Fantasy اور حقیقت کے ملاپ اور لفظوں کے متبادلات اور تشابہات کی وسیع تر لسانی دنیا کو اس سہولت اور کامیابی سے برتا گیا ہے کہ بجائے اس کے کہ قاری موضوع کے پیچھے پیچھے چلے موضوع اس کے ساتھ ساتھ اس طرح چلنا شروع کر دیتا ہے جیسے پرانے دوست خاموش رہ کر بھی ایک دوسرے سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اسلوب تحریر کی معرفت ان دیکھے نامانوس اور ماضی سے مربوط مناظر کی ایسی شاندار عکس بندی بہت کم دیکھنے میں آتی ہے اس کی قریب ترین مثال شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول ''کئی چاند تھے سر آسماں' میں شاید نظر آ جائے۔

''کاجل کوٹھا'' کا شمار ادب کی کون سی صنف میں ہوتا ہے؟ اس کا حساب تو قارئین اور نقاد حضرات کرتے رہیں گے مجھے تو اس وقت بس اتنا ہی کہنا ہے کہ یہ کتاب آپ کو ایک ایسی Insight سے متعارف کراتی ہے جسے بابا محمد یحییٰ خان کے شخصی تجربات' مشاہدات اور انتہائی منفرد اور دلچسپ اسلوب تحریر نے ایک خاصے کی چیز بنا دیا ہے اور اسے پڑھنا جیسے ایک آئینہ خانے میں وقت گزارنا ہے ویسا ہی آئینہ خانہ جس کے بارے میں میر تقی میر نے کہا تھا کہ ..... ۔

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

صدیقہ بیگم

بابا محمد یحییٰ خان کو میں جب پہلی دفعہ ملی تو ذرا بھی مرعوب نہ ہوئی۔ یہ ملاقات ماہنامہ "تحقیق" والے اظہر جاوید کے دفتر میں ہوئی تھی۔ اظہر نے کہا کہ جن خواتین کے سر ننگے ہوتے ہیں ان سے بابا بات نہیں کرتا۔ میں نے کہا کہ نہ کرے بات...... ان کا وزیٹنگ کارڈ دیکھ کر حیرت سی ہوئی۔ تصویر، تین چار فون نمبر درج۔ میں نے کہا کہ یہ بابا تو شہرت کی تلاش میں ہے۔

اشفاق احمد کے انتقال کے بعد جس طرح بانو قدسیہ نے چالیسویں تک فاتحہ خوانی کا سلسلہ جاری رکھا وہ انہی کا کمال تھا کہ غم کو اس طرح منایا کہ ہم سب صدمہ سہنے جوگے ہو گئے۔ بانو قدسیہ کی بہو اور میری بیٹی ثریا انیس نے بھی اس طرح ہر روز اہتمام اور انتظام کیا کہ حق ادا کر دیا۔ یہیں بابا جی سے ملنے جلنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ میری دونوں بیٹیاں ان سے بہت متاثر ہوئیں۔ ان محفلوں میں ان سے اکثر ملاقات رہتی اور ان کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کتنے دانشمند اور جہاندیدہ ہیں۔

مگر میں نے سر پہ دوپٹہ نہ اوڑھا...... انہوں نے مجھے اپنی کتابیں دیں جن میں "پیا رنگ کالا" بھی تھی۔ یہ ناول ہے کہ قصہ؟...... آپ بیتی ہیں کہ جگ بیتی؟...... جو بھی ہے کمال ہے! کیا روانی ہے' کیا تسلسل ہے' کیا انداز ہے' کیا مشاہدہ ہے' کیا مطالعہ ہے' کیا عبور ہے زبان پر...... کاش میں ان کی طرح کی بڑی رائٹر ہوتی۔ ان کے جیسا رائٹر تو کیا میں دو سطریں بھی نہیں لکھ سکتی۔

(ایڈیٹر ماہنامہ "ادبِ لطیف" لاہور)

- متھی کالک چِٹے جھاٹے لیڑے بیڑے کالے
اُدھی راتی تجّل کوٹھے بابا دِیوے بالے

• مائی جیجی تے بابا کالا.....!

"یا علی! تیرے چاہنے والوں کی خیر..........."

اور پھر جھوں را کالے کا آوازہ ۔۔۔ اس صدا میں جذب کا تنک گئے ہوئے رسیلے سیاہ کالے جامنوں کا کھٹا میٹھا "رسیلا" ہوتا۔ مولیٰ علی کے نام کے آہنگ کی خیر و برکت اور خوشبو کچھ اس انداز سے در آتی کہ میں اقبال چیچے مزار دیکھنے پہ مجبور ہو جاتا اور پھر اس آواز میں فرشتے کا ڈالی کی کھنک۔ مضبوط سا ڈنڈا اور کچھ کے [illegible] ا [illegible] اس کے کسی کمان [illegible] آنکھوں سے بیٹھا یا اسم [illegible] شاہی قلعے والے دروازے پہ نظریں جمائے وہ میری راہ دیکھتا رہتا جبکہ میں بھی اسے دور سے ہی دیکھ لیتا تھا۔ میرے قریب پہنچتے ہی چلو پھاڑتے ہوئے اٹھ کر [illegible] پورے حلق سے مولیٰ علی کے نام کی جیجی لگاتا ۔۔۔ ہاتھ سے سلام اور سرخ ہوتی ابلی ہوئی آنکھوں میں عجز و انکساری کی [illegible] پیچھے ہو لیتا ۔۔۔ میں اسے بابا کالا کہا کرتا تھا جبکہ اس کا اصل نام کالے خان تھا۔

میں اپنی اسی دھیمی رفتار سے آگے بڑھتا ہوا بارہ دری کا چکر پورا کرتا پھر قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی پہ ایک سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے بادشاہی مسجد کی جانب ہو لیتا۔ وہاں ڈیوڑھی کی سیڑھیوں پہ چند لمحوں کے لئے سانس درست کرنے کی غرض سے بیٹھ جاتا ۔۔۔ اس دوران وہ کسی مصاحب کی طرح ہاتھ باندھے میری بائیں جانب کچھ فاصلہ رکھ کر کھڑا رہتا ۔۔۔ پھر ادھر سے ذرا تازہ دم ہو کر جب میں اپنے مرشد حضرت علامہ اقبال کے مزار میں داخل ہوتا تو وہ باہر میرے جوتوں کو جھولی میں ڈالے بیٹھا رہتا ۔۔۔ یہاں سے فارغ ہو کر پھر میرا اگلا پڑاؤ جیجی کی دکان ہوتا وہ نظریں اور مزاج شناس مجھے دیکھتے ہی مری پائے کا شوربا اور کلچے بندھوا دیتا ۔۔۔ شوربے کا پیالہ اور کلچوں کا بوجھ اٹھائے بابا کالا اب بھی میرے پیچھے پیچھے ہی ہوتا۔ اس طرح جب میں سفیدان بابا جوتوں والی المعروف فقیر کی چادر دار اندھیری ٹوٹی پھوٹی سیڑھیوں تک پہنچتا تو وہ جھٹ سے قدم بڑھا کر میرے

آگے ہو جاتا یقیناً اس کی اس جرأت رندانہ کا مقصد سکھوں کے نمے کی اس شکستہ بلڈنگ کی تنگ و تاریک چکردار ٹوٹی پھوٹی سیڑھیوں پہ میری رہبری کرنا ہوتا تھا۔ اس دوران وہ شخص ایک آدھ سیڑھی ہی آگے اوپر ہوتا جبکہ اس کا بایاں ہاتھ میرے شانے پہ رہتا' ساتھ ساتھ وہ مجھے شناسائی بھی دیتا جاتا۔

"پاؤں سے ٹٹول لیجئے گا اگلی سیڑھی ذرا چھوٹی ہے۔" یا "پاؤں ذرا دھیان سے دھریئے گا اینٹیں ذرا کھسکی ہوئی ہیں۔"

ایک پون منزل اوپر سے ہی مجھے مائی چٹی کی دمے کی دلدل میں منہ تک دھنسی پھنسی' سانس دھنکی ہوئی تابڑتوڑ کھانسی کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینی شروع ہو جاتیں اور مجھے یہیں سے ہی دکھائی دینے لگتا کہ اوپر کھلے آسمان تلے صحن کے چھت والے اکلوتے کمرے کے باہر ایک جھلنگی کھاٹ پہ وہ گٹھڑی سی دھری پڑی ہے۔ بوسیدہ [illegible] کی چیری ہوئی نے ــــ اس کے بے [illegible] منہ میں لٹکتی اتری ہوئی ہے' بیٹھی ہوئی پھولی آنکھوں میں بجھی راکھ کی ٹھنڈی سفیدی اور دودھیائی جھالے کی چادر اوڑھی ہوئی پتلیں' کھنڈروں کے مقبرے پر چھت کی طرح چٹکی ہوئی ہیں۔

[illegible]

بعد میں خود بھی ٹھہرا سا جاتا ہوں تو ان کا نظر آسا جاتا ہے۔ سانس کی دھونکنی دھواں دینے لگ جاتی ہے۔ کالے خان جان جاتا ہے کہ میری جان پہ بن رہی ہے وہ مجھے اپنے بازوؤں سے مزید سہارا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ میں اسے ذرا ڈانٹ سا دیتا ہوں [illegible] بردباری سے سمجھایا۔ "بھئی کالے خان! مجھے [illegible] خواہ مخواہ ہمدردی نہ جتایا کر مجھے تمہاری قربت سے اجتناب کا [illegible] میری طبیعت مالش کرنے لگتی ہے اور پھر تو بھی ایسا کون سا رستم ہے جو مجھے سنبھالا دے گا تیرے چنڈو نے تجھے چاٹ کر رکھ دیا ہوا ہے۔" وہ جواب میں کمال ڈھٹائی سے جی جی بچیار رہتا۔

جب دوسری منزل کی [illegible] پہ پاؤں پڑتے ہیں تو ہم دونوں کے سانس پھولے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی بانہوں کے بمشکل اپنے [illegible] پاؤں پہ کھڑا رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب ہم دونوں خدائی خوار بڈھوں کا اس منزل کے برآمدے میں کچھ وقت رک کر سانس اور اعصاب کی [illegible] کا جائزہ لینا ضروری ہو جاتا ــــ یہاں کچھ دیر رکنے میں اس کے علاوہ اور کوئی قباحت نہ تھی کہ ادھر پیشہ کمانے والی چند کسبیوں کے ٹھکانے تھے چھوٹے چھوٹے [illegible] جن کی چوکھٹوں کے باہر مڑے تڑے بان کی بدرنگوں کے مونڈھوں پہ دھری وہ آپس کی [illegible] میں مصروف ہوتیں بلکہ یوں کہ دانہ ڈالے دام بچھائے کسی پکھیرو کے پھنسنے کا انتظار کرتی رہتیں ــــ جوں ہی کسی کے دانے دنکے پہ کوئی پنچھی پڑتا تو وہ اس کا جھٹکا

...نے کے لئے اپنی کرسی یا مونڈھے پہ چھالیا، سروتہ یا پلی بچھا کر کواڑ بھیڑ کر اندر چلی جاتیں۔

میرا چونکہ یہاں آنا جانا قریب قریب لگا بندھا تھا اور ویسے بھی اس محلے کی عمر میں بندہ بچارہ کم اور بچہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس رو رعایت کے سبب میں ان کی "منہ ماری" یا "ہتھ چالاکی" سے فی الحال بچا ہوا تھا بلکہ وہ بیشتر میرا لحاظ یا احترام کرنے پہ بھی آمادہ نظر دکھائی دیتی تھیں۔ چھت کی جھٹ نکلی ٹیکنے کے بعد اب ہمارے سامنے تیسری منزل کی جانب اٹھنے والی وہی چوبی زینہ سیڑھیاں ہوتیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ بوڑھے کے لئے اوپر چڑھنا اور جوان کے لئے نیچے اترنا کبھی ایسا آسان بھی نہیں ہوتا۔ چڑھنے کے لئے طاقت وطرار چاہئے ہوتی ہے اور جبکہ اترنے کے لئے طور وتوازن میں تناسب ہونا ضروری ٹھہرتا ہے۔ صدیوں کی قلل خواری اور کھانے کمائی سے میرے مشاہدے میں یہ بھی آیا کہ عمر یا منزل جو بھی ہو۔ کسی ایک ہی شکست لے کر بڑھ نہ چلو خصومت وخواری آڑے آئے گی۔ پیر فرتوت کے ہمرکاب جوان، ناتواں کے سنگ توانا، نادان کے ساتھ سیانا اور بچے کے ہاتھ اگر پکا ہو تو منزل مارنے میں راہ کی مشکل پھر کوئی مشکل نہیں رہتی بلکہ تفریح ترنگ اور تسکین کا [illegible] بن جاتی ہے۔

[illegible] تیسری منزل [illegible] میں میرا ان [illegible] پیارے تقاضا ذاتی [illegible] اشارے سے کی وہ دو سیڑھیاں ایک ساتھ [illegible] چودہ تیا یا لیس سیڑھیاں جب پیالیس جھموں کا [illegible] تیسری منزل کے برآمدے میں [illegible] اوقات [illegible] پیچھے ہوتے اور اپنے تجے رونے کے غباروں کی مانند [illegible] پیچھے [illegible] میں [illegible] قریب بیٹھے [illegible] آ پڑے گا۔ اب ہم دونوں باہم [illegible] پان [illegible] آمادہ نظر ہوں۔

نچلی نسبت یہ تیسری منزل اپنے مکینوں کے حوالے سے قدرے مختلف اور مختصر سی تھی۔ یہاں لمبے وقتوں کی ایک پرانی [illegible] اپنی چھوٹی سی [illegible] پرانی نوکرانی کے ساتھ صرف بیٹھک کا دھندا کرتی تھی۔

ادب اور شاعری [illegible] کہتے ہیں کہ اس محلے میں اگر اور کچھ بھی نہ ہوتا تو اس کی وجہ شہرت کے لئے محض سعادت حسن منٹو، اے حمید، احمد راہی، سیف، مشرقی شمیری، نصیر کا تیمری، صوفی تبسم اور عطاء الحق قاسمی ہی کافی تھے۔ ارباب طرب ونشاط متفق ہیں کہ اگر مختار بیگم، فریدہ اور شمشاد بیگم (پری چہرہ نسیم کی والدہ) وہاں نہ

ہوتیں تو نظری خیال گیت غزل ہمیشہ بانجھ ہی رہتے... مگر میڈم بشیراں کا کامل یقین تھا کہ اگر وہ یہاں پیدا نہ ہوتی تو امبرسر امبرسر نہ ہوتا کوئی مالیر کوٹلے جیسا بستی بسیا ہوتا۔ وہ امبرسرن کہلوا کر بہت خوش ہوتی تھی میں اس سے اپنا چندا بچانے کی خاطر اکثر اس کی چاپلوسی کر دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے کہیں کہہ دیا۔

''واہ بشیراں بائی واہ! باقر خانیاں، کھنڈ کلچے، کشمیری چائے جہ یہ... کیا بات تھی امرتسر کی۔''

وہ ابروؤں کی ڈھیلی کمانیں چڑھا کر پوچھنے لگی۔

''آپ کو کیسے پتہ؟ آپ تو امبرسری نئیں ہیں۔''

میں نے فرحت سے جواب دیا۔

''امرتسر والوں کا داماد ہوں مجھے پتہ ہوگا تو کسے ہوگا۔''

''ہائے ہائے...'' وہ ہاتھ سے ناک کا اشارہ کرتے ہوئے ناک سنیڑ کر کہنے لگی۔

''بدر کو! کیا نا پتا تو دور کی بات اگر کبھی انگلی سے میرے چندے کا نمک ٹک ہی چکھ لیا ہوتا تو پتہ چل جاتا کہ امبرسر کی اصل سوغات کیا تھی۔''

[illegible] بار مجھے اپنے دفتر میں [illegible] ز [illegible] گھڑی دو گھڑی بیٹھنے کی دعوت بھی دے چکی تھی۔ [illegible] درست کرتے کرتے [illegible] دیتے... [illegible] وہ حاجن اور صوم و صلوٰۃ کی پابند بھی تھی۔ [illegible] تسبیح ہر وقت اس کے ہاتھ میں جھولتی رہتی... مگر میں کہتا ہوں کہ اکیلے میں [illegible] خوف کھاتے ہیں... قبرستان میں [illegible]... [illegible] کرتے ہوئے [illegible] میں زور کرتے ہوئے پہلوان اور غروب آفتاب کے بعد کی اذان کے حافظ سے بے تکلف ہونے سے بے حد اجتناب برتنا چاہئے ورنہ بصورت نتائج بڑے افسوسناک اور حیرت انگیز برآمد ہو سکتے ہیں۔

ایک بار میں اس کم بخت کی حویلی کی ڈیوڑھی سے اپنے جوتے چپ کے سے پہن کر اوپر چوتھی منزل کی جانب بڑھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے ایک ''اوئے بدر کا'' سے آگے بڑھ کر میرا کانپتا ہوا ہاتھ پکڑ لیا۔

''حاجی صاحب! کیا ہوا جو ہم کنجر لوگ اس بدنام محلے میں رہتے ہیں۔ خیر سے آپ کی اس حاجن بندی نے بھی زیارتوں کے علاوہ دو حج اور پانچ عمرے کئے ہوئے ہیں۔ ماشاءاللہ آپ بھی حاجی میں بھی حاجن اور پھر میں مائی حوّا سے پندرہ بیس برس چھوٹی بھی ہوں... کبھی ہمارے پاس بھی گھڑی دو گھڑی برکت کے لئے بیٹھ جایا کریں اپنی نگاہ میں رکھیں ہمیں بھی فیضیاب ہونے کا موقع دیں۔''

یاد آیا کہ ایک بار تو وہ مائی جنتی کے لئے لایا ہوا کھانا بھی جھپٹا مار کر لے گئی کہ ابھی آپ پہ حق ہے۔

اسی حاجن نمازن میڈم بشیراں کے تین اوپر تلے چھت پہ چق کی چھت والا ایک کچا پکا سا کمرا تھا جہاں
مائی جنتی اپنی بے اعتبار خستہ و خوار شرمندہ سی زندگی کے پیچھے آخری سانس پورے کر رہی تھی۔ اس کی جوانی کے
... پہ پانی —— اور ادھیڑ عمری کی نیم گرم جھول پہ اوس پڑے بھی اک لمبا عرصہ گزر چکا تھا مگر زندگی کے خشک
دیے میں معدوم سی باقی ہنوز اپنا پیاس لئے ہوئے تھی —— اس کے سرہانے مٹی کے کورے مٹکے میں پڑا ہوا
کفن، مشک کافور، عرق گلاب، خشک نیم کی پتیاں، آبِ زم زم کی شیشی —— خاک نجف کی ڈلی اور اڑھائی دو
انچ غلاف کعبہ کی ایک کترن کے ساتھ سنبھلی پڑی تھی —— یہی وہ کل خزانہ تھا جسے حصار میں لئے ہوئے وہ ایک
بے حس و حرکت بے خم و دم ناگن کی طرح ادھ موئی سی پڑی رہتی —— چڑیا کی چونچ کا ذرا سا خوراک، پیاس کے
لئے دو قطرے آب —— بول و براز سے بیزار —— کئی کئی روز بے موتے بنا ہی بیت جاتے۔ آنتیں خشک اور
پیٹ پتلا پڑ کر پیٹھ لگ چکا تھا۔ بس اک حق ختم تھا جس کے پیندے میں پانی جیسے کئی ساون ... کے بیت چکے
تھے۔ چلم گرم [illegible]
بہانے اس کی [illegible]
جھوتی —— [illegible] زندگی ہوئی بوڑھے اندھی آنکھوں میں خرے کی دھاری، جھریوں کے جالے [illegible] ہوئی
ناک کی جڑ میں ہوا سا مسکراتا ہے [illegible] گال کے پاس ایک مکھی بیٹھ کر مر گیا ہو۔

مائی جنتی کی یہ جنم جان [illegible] ہوتی ہے۔ چاقل جا اتری لنگ کی
تیز مہک اور تند تیز کی تیک آشوبِ چشم کے سے بند بدلے ہوتی ہے پاکی سی گردن والی یہ نرم دانی اب
سے لگ بھگ چالیس برس پہلے جو ہوتی سو ہوتی مگر اب بھی اس کا مدھا سا ناک نقشہ بتا رہا تھا
کیا ہوگا جو اس کے پیچھے کئی لوگ کرتی کناروں پہ سے ذرا سی جھڑکی تھی کہ اب یہ اپنے توازن پہ استوار
رہ گئی شاید اس قدر رنگ سے بھکتان میں یہ چشم کے ... کیا لکھا ہوتی تھی۔

بٹوارے سے پہلے انبالے میں یہ بشیراں تیتاں مائی تھی وہاں سے امرتسر منتقل ہوئے چہ بشیراں
انبالے والی نہ رہی پھر امرتسر والا ہو گئیں وہ بشیراں بائی امرتسر والی دیکھو مگر کہلائی اور اب لب گور مائی جنتی کو
اس نرم دانی کے علاوہ اگر کچھ تصور ابہت یاد پڑتا تھا تو وہ تھی ٹیپ رہ "میں تیرے چاہنے والوں کی خیر" والا
گانے گانا۔ جس کی کوئی عزت تو دور کی بات چالیس سال مٹھی چاپی، خدمت گزاری کے صلہ میں اسے

آج تک ایک وقت کی بے عزتی تک نصیب نہ ہوئی تھی۔ اس سے زیادہ کسی مرد یا عاشق کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جسے جنوں کی حد تک چاہے اور جس کی خاطر اپنا سب کچھ تیاگ چکے تو وہ بت طناز اس سے اچھا برتاؤ ایک طرف منہ پھیر کر کبھی پچھلے منہ تک نہ کرے ...... اس عاشق صادق اور بھری جوانی شادمانی کے زمانے کے اس وفادار نے کتے کی طرح اس دل دہ جان کی مالک کا دوارہ نہ چھوڑا۔ قیامت یہ کہ وہ اسے کبھی دھتکارتی بھی نہ تھی اور نہ ہی کبھی اپنائیت کا اظہار کرتی ...... بس اس کی دبی ہوئی سرمہ دانی کے سرمے سے چمکتی ہوئی خالی خالی مندھی آنکھوں سے کبھی کبھار اک نظر دیکھ لیتی ...... کالے خان نے بس اسی اک سرمہ بھری نظر کے کالے فسوں سے ریشہ خطمی ہو کر اپنی کا ہو کا ختی جوانی کو رنڈی کے غسل خانے سے نکلنے والی گندی موری کا پروردہ کیڑا بنا لیا تھا۔ بس وہ یہی اک خوش فہمی لئے اپنے تجے تجے چالیس سال اس لالہ فام گل اندام شیریں مقال کی تو مری کی کی چیری اور پھر شباب کی زرد و بطلا مرصع پیڑ اور ...... اور اب بڑھاپے کے تعویزی پیادے تدارد کھوسڑے تلے کھسیر بیٹھا تھا کہ وہ کبھی اس کی سرمہ دانی کو پہلے اپنی چٹی چنسی چولی میں دبائے رکھتی تھی پھر کٹوری چھالیہ کے بٹوے ...... اور اب کی بدصاقوں سے کبھی خالی تاتی ہوئی کالی کنگی کی پیچم میں۔

وہ [illegible]

"[illegible]" شاید ہم [illegible] ہیں قصبے جو اس کے خون اور حالی ہٹی کے بطنوں کے درمیان ایک فتنے نے بیل کی طرح بھر طور موجود تھی۔ یہ بھولا بیٹی ہوا تند ازدہا کے بالقبہ [illegible] کبھی نام نمود تا وہ کیا ہو کا مرکم اس کا کبھی کا [illegible] پتا ہو ...... تیز و تند بہاد معلق ایسے بیل ...... مکافات [illegible] تار عنکبوت سے بندھے ہوئے ہیں ...... جنوں کی جنگل کھلیوں میں چھپی ہوئی وہم پرستیں ...... قلب مضطر کے دھاگوں میں پڑی ہوئی گانٹھیں ...... صحراؤں میں صدائیں ...... پاگل افق کی بادلیوں میں ہواؤں کی اندھیاں کی گھٹی گھٹی چیخوں اور بکاوؤں کی طرح ہوتی ہیں جو مرنے دیتی ہیں نہ جینے، دکھائی کچھ دیتی ہیں اور ہوتی کچھ ہیں۔

"بھولا [illegible] تیر سے چاہنے والوں کی خیر" کا باجا بھی اک صدا ہے اسی طرح ہی ہوا یا شاید کبھی اس بات سے بعد مالی ہٹی کے جسم کے نالہ مکان سے کوئی ہٹی بلی کی اداوا کی کوئی مریل سی چوہی مریل باہر جھانکتی ہو پھر فوراً واپس اندر گھس جاتی ہو۔

دیکھئے میں آیا ہے کہ جیں اور کبھیں زندہ انسان کہلاتی ہیں مردوں نفس اور بچے ان مردوں میں پائے جاتے ہیں جہاں جو جو حالات کے خانے موجود ہوتے ہیں اور اپنی کبھی وہیں سے نمودار ہوتی ہیں جہاں کوئی حسرت انارکلی کی طرح زندہ دفن ہو کر رہ گئی ہو۔

● جس کی سانسوں کی خوشبو لالہ و گل چُراتے تھے۔۔۔۔!

وہ کوئی حسرتیں پالنے کے دن تھوڑے ہی تھے ـــ وہ تو خواہشیں خوابیدہ تمنائیں تر و تازہ ـــ چاہتے چاہے جانے اور آرزوئیں اُجالنے کے دن تھے۔ چاہتوں سے سرشار تحسیں، دم دم دمدمے چھوڑتی ہوئی دوپہریں، شفق قامت شفق کے شامیانے گاڑتی ہوئی شامیں ـــ اور بہاروں کے مہکتے مہکتے چیتے گُتی ہوئی راتیں۔

اک چھوٹا سا کنبہ، چھوٹے قد کی صفی کی ماں وہ عدد جواں سال بھائی جو سازندوں میں بیٹھتے تھے۔ ایک عدد خالو جو سارنگی نواز تھا، دو گز اور لائق نوچیاں جو گاتے اور رقص میں جھولا دیتی تھیں۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ـــ انبالے کی شاداب اور شباب انگیز آب و ہوا نے اسے خوب گدرایا اور مہکایا ہوا تھا۔ بانکی چتون، آنکھیں خواب، تو پیکر گلاب تھا ـــ کھڑی کھڑی تیکھی ناک پہ پنا جڑی لونگ کی چمک جیسے معصومیت سے ناک چڑھاتے پہ جھولاتی تو دیکھنے والوں کے دل بتاشے کی مانند پچک جاتے۔ چودھویں کے چاند سے روشن چہرہ ـــ [illegible] لیے [illegible]

انبالے کے دل پھینک [illegible] اس کے سفید رنگ، خوبصورتی اور [illegible] جوانی کے شدت کی وجہ سے ایک دو قتل بھی ہو چکے تھے۔ صفیاں بائی [illegible] کرنے والی کسی [illegible] کی گانے بجانے والی طوائف تھی [illegible] اس نے سرِ عام اعلان کیا ہوا تھا کہ صفیاں کے کوٹھے پہ صرف اور صرف [illegible] ہی جا سکتا ہے [illegible] اور جرأت کرے گا تو وہ پھر اپنے پاؤں [illegible] پہ نیچے اترنے کے قابل نہیں رہے گا۔ [illegible] صفیاں کے کوٹھے سے نیچے پھینک دیا تھا۔ [illegible] صفیاں کے کوٹھے پہ چڑھتے ہوئے کہا۔

"صفیاں! اگر [illegible] ہے تو آج کے بعد [illegible] کے راستے آئے گی۔ [illegible] میری ہے میں تم سے بیاہ رچانا چاہتا ہوں۔"

صفیاں نے درد سے کراہتے ہوئے بازو چھڑا کر جواب دیا۔

"تیرا بیاہ تو ہو چکا ہوا ہے تو ایک بچے کا باپ بھی ہے۔ باقی رہی بات کہ تو مجھے پسند کرتا ہے۔ جیسے تو

مجھے پسند کرتا ہے اسی طرح اور بھی لوگ مجھے پسند کرتے ہیں۔ میں یہاں بازار میں بیٹھی ہوں' یہاں ہر کوئی آ جا سکتا ہے۔ تو نے میرے کو مجھے پہ یہ واردات کر کے کوئی اچھا کام نہیں دکھایا اور غور سے سُن کہ میں نہ تو تیری رکھیل بن سکتی ہوں اور نہ ہی تیرے ساتھ بیاہ کر سکتی ہوں۔ یہ میرا کوٹھا ہے ——— تیرا گاؤں یا جاگیر نہیں ——— تیرا حکم یہاں نہیں چل سکتا۔"

سنتو کا کسی خونخوار شیر کی مانند دھاڑتے ہوئے کہنے لگا۔

"سفیداں! ایہہ تھاں علاقہ میرا پنڈ یا جاگیر ہووے نہ ہووے مگر توں ضرور میری جاگیر ایں۔ میری سوہنی' میری مستی' میری ہیر ایں۔ اوئے میں تیرے لئے ہزاراں بیویاں تے لکھاں پُتر قربان کر سکدا آں ——— میتھوں تیری وکھی پسندی نہیں او تے میرا ایہہ بڑی دا پیادا اے۔"

"——— اور مجھے تُو پسند نہیں۔" سفیداں بائی نے آگے بڑھ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔

"تیری پسند یا ناپسند سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سنتو کے کی بات پتھر پہ لکیر ہے۔"

اسی دوران میں کہیں پولیس پہنچ گئی اور سنتو قابو میں آ گیا۔ جس طرح سے سفیداں بائی نے اس کی جان بچا[illegible] [illegible] یا نیا دان آن میں [illegible] سفیداں بائی نے [illegible] سنتو [illegible]

زندگی پھر اپنی پرانی ڈگر پر چلنے لگی۔ زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے' بج رہا ہے مگر بے آواز ہے۔ بے آواز کی دنیا بھی عجیب ہے۔ رنگ اپنا ہوتا ہے مگر کا رنگ ہے کا سنگ' [illegible] تک جلاوے [illegible] ٹوٹے ہوتا ہے سارنگیوں کے [illegible] مرغزار تک [illegible] زمزمے پنچھے ملت [illegible] ہندستانی [illegible] ٹھمری دادرا کافی وغیرہ۔ موسیقی تو ایک وشال ساگر کی مانند گہری اور گمبھیر ہے۔ جتنا اترو اتنا ہی اترتے جاؤ' جتنا جانو اتنا ہی ڈوبتے جاؤ۔ کچھ خوش بخت ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں قدرت مہربان ہو کے [illegible] سے نوازتی ہے۔ کچھ اپنے شوق' محنت' ریاضت اور ادب و خدمت سے بھی مقام و منزل حاصل کر لیتے ہیں۔ سفیداں بائی کو بھی قدرت نے نواز کا گلا دیا تھا [illegible] ایک دنیا اپنے گھر [illegible] ہمالا [illegible] سلطان راگ الگ [illegible] میں ایک طرف ہی تہذیب اور [illegible] کی تھیں ——— اوپر شکل صورت سبحان اللہ اور پھر [illegible] سیرت [illegible] ——— [illegible] ——— آہنگ آمیزی آفریں آفریں ——— !

سنتو کے نے پکی سزا ہونے سے پہلے اسے پیغام بھیج دیا تھا۔ "پکی بات ہے کہ تو میری ہے۔ میں نے تجھے

پیدا کرنے جا رہا ہے۔ تو تیاری رکھ میں کسی بھی آندھی جھکڑ کی طرح آؤں گا اور تمہیں پھول کی طرح اٹھا کر
لے جاؤں گا... سفید اس بالی نے استہزائیہ ہنسی سے واپس کہلا بھیجا تھا کہ ایسا کوئی پیغام تجھے اپنی بیٹی کو
بھیجنا چاہیے۔ باقی رہی بیاہ والی بات اگر تو سنتوک سنگھ راٹھور کی جگہ مہاراجہ ہری سنگھ بھی ہوتا تو میرا انکار
تجھے اس خواہش کا جواب ہوتا۔

وصالِ یار فقط آرزو کی بات نہیں.....!

مہاوٹوں کے دن تھے۔ رات کے پچھلے پہر بادلوں نے خوب دھما چوکڑی مچائی کہ پوری بستی جل تھل ہو
گئی تھی۔ مٹی کی سوندھی سوندھی مہک نے فضا اور طبیعتوں کو معطر کر دیا ہوا تھا۔ جھینگروں اور مینڈکوں نے اپنی
راگ داری سے سماں باندھ رکھا تھا۔ ایسے میں کسی مردے یا بڈھے بڈھیرے کو ہی نیند آ سکتی ہے۔ آج یہ صبح
سے ہی ماندی سی تھی۔ شام ہی سے جلد اٹھ آئی کہ گھر میں سے بدن ٹوٹ رہا تھا۔ [illegible]
ٹر ٹر بجتا ہوا [illegible] کچی چھت پہ نکل
آئی۔ ادھر بھی ویران [illegible] بادلوں کے [illegible]
بکھری بکھری [illegible] روشنی نظر آئی۔ وہ کسی کی چھت کی منڈیر سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔
نیچے کسی ویران اندھی کھائی کی طرح بازار... عجیب سی وحشت، خاموشی اور ویرانی [illegible] کا سا منظر پیش کر رہا
تھا۔ کہیں روشنی نہ کوئی آواز... اس [illegible] ایک اچٹتی سی نظر نیچے ڈال کر
پیچھے ہٹ گئی۔ گھپ تاریکی اور پر اسرار خاموشی نے اسے دہلا کر رکھ دیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے نیچے اتر
آئی۔ دیوان خانے کی شاید کوئی کھڑکی کھلی تھی اسے لگا جیسے اس چند وہ صحن سے اندر آ رہا ہو۔ ادھر دیکھا
مگر نیم اندھیرے میں کچھ دکھائی نہ دیا... اسے دیوان خانے کی طرف کچھ سا محسوس ہوا... خیال آیا شاید
کوئی جھپٹی بلی وغیرہ کسی کھڑکی سے اندر پھدک آئی ہو۔ بلا ارادہ چند قدم آگے بڑھی تو اچانک دو مضبوط
سے بازوؤں نے اسے اپنے حصار میں جکڑ لیا... اس سے پیشتر کہ وہ اس ناگہانی صورت حال کو کچھ پاتی یا اس
کے منہ سے کوئی چیخ یا آواز بلند ہوتی ایک بھاری بھرکم بالوں بھرا ہاتھ اس کے ہونٹوں پہ آ گیا... وہ
اس آہنی شکنجے میں محصور ہو کر رہ گئی تھی... تاریکی میں اگر بصارت کام نہ کرے تو سماعت ایک دم سے
بیدار ہو جاتی ہے ہلکی سے ہلکی آہٹ مدھم سی سرگوشی ایک بلند آہنگ کی مانند گونجنے لگتی ہے۔
جیسے انگار گال کے پاس [illegible] کان کی لو میں ننھا سا آویزہ تھرتھرایا گھنی مونچھوں کے آخری بال کان

کے اندر تک پہنچتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ پھر موٹے موٹے ہونٹوں نے پورے کان کو ہی منہ میں لے لیا... "ہوں" کا ڈنگ اٹھا جیسے پورے وجود میں سنسنا سا گیا اور آہستہ سے سرگوشی سا آہنگ ابھرا۔

"سفیداں بائی! ستو کے یہاں تجھے بیاہنے آیا ہے ـــ بھولی تو نہیں، میں نے تجھے کہا تھا تو میری ہے۔ اب چپ چاپ میرے ساتھ چل پڑ۔ میں جیل توڑ کر بڑی مشکلوں سے یہاں تک پہنچا ہوں۔"

سفیداں کے ہونٹوں پر گرفت ڈھیلی پڑی تو حواس مجتمع کرتے ہوئے بولی۔

"ستو کے! تو راٹھور ہے۔ راٹھور تو بڑے معتبر ہوتے ہیں لیکن تم اس کے علاوہ آوارہ، [illegible] قاتل اور بیوی کے بے وفا بھی ہو ـــ میں راجپوت مسلمان، بن بیاہی اپنے اصولوں بندھنوں اور اپنی من مرضی کی مالک ایک گانے والی طوائف ہوں اور تو جیل توڑ کر رات کے اس اندھیرے میں چوروں کی طرح چھپ چھپا کر مجھے بیاہنے آیا ہے۔" پھر اس کے بازوؤں کی گرفت کو قدرے ڈھیلا محسوس کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"باپ کا بیٹا [illegible] ـــ بیاہ کرنے جانے والے تو بڑے ٹھاٹ باٹ شان شوکت سے گھوڑی پر [illegible] ڈولی لینے آتے ہیں ـــ اور تو قرض والوں کی طرح منہ چھپا کر دیوار پھلانگ کر اندر آیا ہے۔"

[illegible] ہوئے بولا۔

"[illegible] سفیداں [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]"

سفیداں ایک بار پھر مچھلی کی طرح تڑپ کر اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"ستو کے! [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]"

ستو کے نے گردن پر چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی مانند شکارا بھرتے ہوئے اسے کسی بالک کی طرح اٹھا کر سینے سے لپٹا لیا... فرش سے بالشت بھر پاؤں اٹھے ہوئے وہ جیسے پھانسی کے پھندے پر جھول رہی تھی ـــ ستو کے موٹے موٹے ہونٹ اس کی گلاب کی نازک پنکھڑیوں جیسی پتلی سے پیوست ہو چکے

تھے۔ وہ شاید اپنی ہزیمت کا سارا کرودھ اس کے منہ حلق میں انڈیل دینا چاہتا تھا۔ ایسی تلخ باتیں ــ جنھوں نے اس کے منہ کی ساری مٹھاس بھی تہس نہس کر دی تھی۔

سفیداں کی پہلے زبان چل رہی تھی اب زبان بند ہونے کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں چلنے لگے تھے اور جب وہ بھی تھک ہار کر کچھ شانت پڑ گئے تو مستو کے نے اسے بنا کر بچھے فرش پہ بچھی ہوئی ایک توشک پہ ڈال دیا اور خود بھی اس سے جڑ کر بیٹھ گیا۔

”سن سفیداں! تم سے سر پہ میرے نہیں جڑے ہوئے ــ جوان خوبصورت عورت میرے گھر پہ بھی ہے اور اس بازار کے ہر چوبارے پہ بھی موجود ہے...... میرے لیے خوبصورت عورتوں کی کمی نہیں ــ میرا من تجھ پہ ٹک گیا ہے اور تو جانتی ہے کہ مستو اور سانپ جہاں ایک بار اپنا من منکا مار جاتے ہیں اس کو کبھی نہیں بھولتے......“

ماحول اب مستو کے دیکھ بھال کے لیے سازگار ہو چکا تھا۔ اندھیرا ہو یا [illegible] انسان جب ان کو برداشت کرنے لگتے ہیں تو یہی اندھیرے [illegible] روشنی اور [illegible] دینے لگتے ہیں۔ اس کے بعد [illegible] آنکھیں [illegible] کے ہاتھوں سے [illegible] تھی [illegible] دیوار [illegible] تو مستو لمبا تڑنگا [illegible] اندھیرے سے کسی چیتے کی طرح نکلتی ہوئی [illegible] آنکھیں اسے [illegible] بجلی لگیں [illegible] سفیداں بائی نے ہاتھ بڑھا کر اس کی [illegible] اتار دی [illegible] کھول دیے [illegible] ہوئے ہموار دانت۔ ہاتھ چلتے چلتے اس کی جیا تو اس والے ہاتھ کی چوڑی چھاتی پہ پہنچ گیا تھا۔ جہاں کئی دھک دھک دھڑکے ہو رہے تھے۔ مستو کے نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔ سفیداں بائی نے اچانک سرگوشی کی۔

”مستو کے! تو مجھ سے بہت پیار کرتا ہے کیا؟“

اس نے اس کے ہاتھ پہ دباؤ بڑھاتے ہوئے بے ساختگی سے اسی رنگ میں جواب دیا۔

”میرے دل کی یہ دھک دھک تجھے کیا کہتی ہے“

سفیداں بائی نے سکون سے اس کے شانے پہ سر ٹکا لیا۔

”دل تو پاگل ہوتا ہے یہ یونہی دھک دھک کرتا ہی رہتا ہے ــ تو کچھ اپنے منہ سے بھی بول؟“

مستو کے نے ایک ٹھنڈی لمبی سی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

”منہ سے تو میں کئی بار کہہ چکا ــ مگر تجھے اعتبار نہ آیا۔ اب منہ اور زبان چھوڑ ــ لے یہ

کرپان...... اے دل! اے گردن! یہ جان حاضر ہے۔"

وہ کرپان کی انی سینے پہ دل کی جگہ رکھے ہوئے گردن جھکائے سامنے بیٹھا تھا۔

سفیداں بولی۔

"میری ایک شرط ہے کہ تو اپنی بیوی سے بے وفائی نہیں کرے گا ۔۔۔ اس کی اجازت سے میرے ساتھ دوسرا بیاہ کرے گا ۔۔۔ بیاہ سے پہلے مسلمان ہو جائے گا ۔۔۔ اور اپنی یہ سزا پوری۔۔۔"

ابھی جملہ پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اک دم پولیس سر پہ پہنچ گئی ۔۔۔ "سنتوکے جہاں بیٹھے ہو وہیں بیٹھے رہو۔ اٹھنے کی کوشش کی تو گولی چل جائے گی۔"

لیکن ہونی تو جھکائی سے گردن تک آ چکی تھی ۔۔۔ کرپان کی نوک اس کے دل کے عین اوپر تھی ... پولیس کی بڑبونگ میں اس نے جھکائی سے گردن اٹھانے کی کوشش کی۔ نیچے روڑی کی ترشک پہ جو پاؤں رپٹا وہ اپنے ہی بوجھ سے کرپان پہ چت ہو گیا...... یہ سب کچھ ایسی بے خبری عجلت اور ڈرامائی انداز میں سرزد ہوا کہ سنتوک اور سفیداں دونوں کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی ۔۔۔ وہ اسے کہے جا رہی ہے "سنتوکے! کوئی حرکت نہ کرنا، چپ چاپ [illegible] سے اسے دیکھ رہا ہے۔

پولیس اب پوری طرح سنتوک کو گھیرے میں لے چکی تھی۔ تھوڑی دیر میں ہی ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا۔ [illegible] بازار [illegible] لوگ ہاں [illegible] ہونے لگے۔ پولیس نے [illegible] والوں کی مدد سے روشنی کا انتظام کیا۔

"خاموشی سے گرفتاری دے دے سنتوکے! میں تیرا انتظار کروں گی۔"

سنتوک نے ہلکی سی مسکراہٹ سے اثبات میں سر ہلایا۔ بڑی دقت سے کرپان والا خون آلودہ ہاتھ [illegible] سفیداں کی ٹانگ کو خون سے رنگین کیا ۔۔۔ پھر اس کی جھولی میں گردن ڈال دی۔

اس رات ہرکھا اور سفیداں مل کر روئے تھے۔

دیپ اور دل میں ایک قدر مشترک ہے ۔۔۔ جب بجھیں تو دیر تک دھواں دیتے ہیں۔ ایسا آغاز اور کیسا انجام ۔۔۔ آنے بھی نہ پائے کہ [illegible] گئے۔ وہ اندر ہی اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر رہ گئی تھی۔ پہلی پہلی نفرت اور پہلا پہلا پیار بڑا ستاتے اور تنگ کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ قانونی عدالتی چکروں میں گزرا۔ اس دوران پیشہ مندہ بند ہوا سو ہوا۔ شہر علاقے بازار میں بھی شہرت بگڑی۔ ویسی قتل وقتل کی دو ایک وارداتیں پہلے بھی اسی کوٹھے پہ ہو چکی تھیں۔ عدالتی اہلکاروں

اس پیشے نے خوب مال بٹورا۔ دل و دماغ سکون سے اور صندوقچی مال سے خالی ہو چکے تھے۔ ساتھ برادری نے الگ پریشان کیا ہوا تھا۔ آخر ایک دن یہاں سے کوچ کا فیصلہ ہو گیا۔ اونے پونے سب کچھ بیچ بچا کر سعیداں بائی انبالہ چھوڑ کر امرتسر اٹھ آئی۔

یہاں نیا نیا ٹھیا ٹھکانا بنانے اور پاؤں جمانے میں خاصا سے لگا۔ کچھ جانے پہچانے والیاں کام آئیں۔ آہستہ آہستہ دیا تی چلنے لگے لیکن سعیداں بائی ابھی تک تھکے سے اکھڑی ہوئی تھی۔ خانہ زاد نوچیوں لڑکیوں میں ایسا دم خم نہیں تھا کہ ڈیرے بھر کی کفالت کر سکتیں۔ استادوں، سازندوں پر جب فاقے لوٹنے لگے تو ماں نے واسطہ دے کر دہائی دی۔

"اللہ کی بندی! آخر کب تک ان اکڑوں پہ ٹکتی رہو گی...... ہم پیشہ دار لوگ ہیں! کسی بات کو دل پہ لینا ہمارے طور طریقوں کے خلاف ہوتا ہے۔ جو ہونا تھا ہو چکا...... تمہارا کہیں کوئی لاگ بھی تو نہیں۔ اب رونا دھونا چھوڑ...... دیکھ سبھی لوگ تیری حالت دیکھ دیکھ کر ہلکان ہو رہے ہیں...... اب تو فاقوں اور تنگ دستی نے بھی آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں...... قرض خواہوں کے تقاضے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اٹھو میری [illegible] کچھ دال دلیے کی فکر کر۔"

اکثر پیشہ ور سیاستدانوں، چوروں، ڈکیتوں، بدمعاشوں اور ارباب نشاط کے ڈیرے [illegible] جڑے ہوتے ہیں...... ان کے دستر خوان ہوتے ہیں...... صبح آگلی رات کے ملتے ہیں...... لیکن ان کے تعلق جڑے کر لیے [illegible] ہوتے ہیں۔ ان کی [illegible] ہیں ان کی اصل اوقات ہوتی ہے۔ ان کا کاروبار حیات [illegible] میں بیچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ ان کے ات و انجام بڑے عبرتناک ہوتے ہیں۔ لاکھوں کی آنی جانی کرنے والے [illegible] کی نہیں ہوتی۔ [illegible] دوپہر ملتے اور شام بجھ جاتے...... پیشہ ور چوروں کے گھرانے، بدمعاشوں کے [illegible] اور [illegible] والے پاؤں کے نیچے روندے جانے والے نئے سبز اور سرخ نوٹ...... سب لیلی کی [illegible] اور [illegible] کی ریل پیل کا سامان ہی تو ہوتے ہیں۔

- جو تھا نا خوب بتدریج وہی خوب ہوا......!

مطربہ وقت نے انگڑائی توڑی تو مکانوں سے ساز سازندے آواز اور عورت سے طوائف باہر نکل آئے۔ انبالے اور امرتسر میں دہلی کے چاوڑی اور بمبئی کے پارس روڈ کا فرق ہے۔ ماں بیٹی نے کچھ ایک

جادو کی چھڑی گھمائی کہ کچھ عرصے میں ہی سفیدان بائی نے اپنا اچھا خاصا نام پیدا کرلیا۔ بازار کے پرانے گھرانوں کے بند ہوتے کوٹھے بیٹھکیں چمکنے لگیں۔ اچھے اچھے حسن نواز کن رسیلے گلی کھینچے ہوا کے رخ کے ساتھ ادھر کا رخ پکڑنے لگے۔ نام اور شہرت کو پر لگا کر اڑی تو دور دور سے بلاوے اور دعوتیں پہنچنے لگیں — دن پھرتے کیا دیر لگتی ہے دیکھتے ہی دیکھتے حسن مینا کی نسبت بڑھنے لگا۔

وقت کی چاپ اب ایک اور ہی راگ شروع ہو گیا — نظام قدرت ہی ایسا ہے کہ کسی چیز کو ثبات نہیں۔ تعمیر کے ساتھ ہی تخریب بھی شروع ہو جاتی ہے — ابھی خوشیوں کی شہنائیاں گونج رہی ہوتی ہیں کہ کہیں سے کوئی بری خبر بھی تعاقب میں پہنچ جاتی ہے… شاید یہ سب کچھ نظام حیات کا لازمہ ہے۔ یہاں بھی ابھی بھری بغلوں اڑنے بھی نہ پائے تھے کہ پر پکڑے گئے۔

دبے دبے بٹوارے کی باتیں ہو رہی تھیں — اندر ہی اندر فسادات کی چنگاریاں سلگنے لگی تھیں۔ ہندو مسلم ایک دوسرے سے آنکھیں چرانے لگے تھے۔ سفیدان بائی کی ماں کی ایک منہ بولی بہن جموں کے شاہی بازار میں رہتے دھندے کی ذمہ داری تھی اس نے خبردار کیا کہ حالات خراب ہو رہے ہیں کہ ایک مسلمان [illegible] ہو جانے سے پہلے ہی [illegible] — جنہیں نے جیسا ہے کے [illegible] انتظام کر لیا جائے۔

[illegible] کہ ماحول یا بچھا پڑنے سے پہلے [illegible] اور طوفان — انہیں پہلے وقت کو پیشتر ہی ادراک ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ نقل مکانی کر جاتے ہیں اور بے چارے مجبور [illegible] ہوتے ہیں وہ پیٹ پیچ پچھتاوا کر کے خاموش ہو لیتے ہیں۔

پاکستان ہندوستان کے بٹوارے میں بھی نقل مکانی کرنے والے پہلے یہی لوگ تھے — ابھی صرف افواہیں ہی گردش کر رہی تھیں کہ شاہ عالمی اور رنگ محل، نسبت روڈ، موہن پورہ، [illegible] شاہی محلہ، کرشن نگر، قلعہ [illegible] ہسپتال [illegible] کی جانب سے خالی ہونا شروع ہو گئے تھے۔ سفیدان بائی کی ماں کی بہن کی اس نے دن دیکھا نہ رات، کچھ سوچا نہ سمجھا، سمیٹا زیور، نقدی کے پوٹے بغل میں دابے اور بیٹیاں، استادوں اور سازندوں سمیت جموں جا اتریں۔ [illegible] کہتا ہے کے لے [illegible] — تمام تگ و دو کے باوجود [illegible] کے بنے ہوئے دیوار گیر میز سے لگا کر ہوئے [illegible] جھاڑ فانوس اور دست پناہ تک اٹھا لائی تھی — سوچ یہ سمجھا کہ یہاں پہنچتے ہی ایک مسلمان طوائف کا [illegible] قبضہ اپنا [illegible] کر لیں گے۔ ادھر جاتے سے وہ بیچاری چند دنوں کا کہہ کر چابی ہمسائی کے حوالے کر گئی تھی کہ حالات درست ہوتے ہی واپس آ جائے گی۔ اسے کہتے ہیں مقدر کی سکندری کہ سفیدان بائی کی ماں مرتے مرتے بھی خوب سمیٹ لائی تھی اور اب

یہاں جموں میں بھی جما جمایا سب کچھ مل گیا جس کی توقع تک نہ تھی۔ مگر یہاں پہنچ کر چوتھے مہینے ہی ایک اور انہونی ہو گئی۔۔۔ سفیداں بائی کی ماں بیٹھے بیٹھے میں لوٹ پوٹ ہو کر اپنا پلا پاک کر گئی۔۔۔ سفیداں بائی کی چھوٹی بہن مہ بانو کو اسی روز میٹھا برس لگا تھا۔

● جلوتِ نقش و مثال لذتِ ہجر و وصال۔۔۔!

جموں کی کیا بات تھی۔۔۔ یہاں کے البیلے موسم، نشیلی ٹھنڈی ہوائیں، سرسبز، گلزار و خیرے، مرغزار، ندی نالے، تاپو روشیں، رسیلے رنگیلے انگ رنگ۔۔۔ اور سب سے اہم یہ کہ یہاں کے لوگ سریلے، موسیقی کے لوک انگ کے جانو اور عاشق۔ یہاں کے موسیقی ماحول میں ایک مدھم سی موسیقیت اور ایک دلآویزی رومانیت رچی بسی رہتی تھی۔۔۔ توی کنارے کے نظارے، باغات، پھلوں پھولوں سے لدے پھندے اشجار، مہاراجہ کے خوبصورت محلات، شاہی مہمان خانے۔۔۔!

دور [illegible] زندہ دلی دلیری [illegible] ہے۔ ڈوگرہ حکمرانوں میں جہاں بہت سی کمزوریاں اور خرابیاں پائی جاتی تھیں وہیں چند خوبیاں بھی نمایاں تھیں جو میری رائے میں خاص اہمیت کی حامل تھیں۔ مغلوں کی طرح یہ بھی موسیقی کے قدر دان اور عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ [illegible] ان کے عمدہ [illegible] جہاں وہ [illegible] حوصلہ افزائی کرتے تھے وہیں خصوصی مراعات کے ساتھ ساتھ انعام و اکرام، خطاب و اعزازات سے بھی نوازا کرتے تھے۔ ان کے دربار میں جشنِ موسیقی سے ہی اوّل و آخر ہوتے تھے۔ جموں بھائی گھریوں جشن پر بھی اپنے عیش پسند حکمرانوں سے حد درجہ محبت کرتی تھی۔

جموں کی [illegible] سفیداں بائی کے حسن و جمال، نشست و برخاست میں ایک پُروقار تمکنت اور رچاؤ پیدا کر دیا تھا۔ اس کی مدھم گائیکی اور دلنشین لہجہ [illegible] شہرت خوشبو [illegible] پھیل کر خود اس تک پہنچ چکی تھی [illegible] ہواؤں سے [illegible] میں اڑاتی ہوئی مہک مہاراجہ کے دربار تک جا پہنچی جو حسن جمال و خوش گلو سفیداں بائی کی قدر و قیمت میں ایک نمایاں اضافے کا سبب بنی۔

جوہری اور طوائف بڑے زبردست موقع اور مردم شناس ہوتے ہیں۔ اپنے مال کی اہمیت اور گاہک کی شخصیت و حیثیت کا انھیں خوب اندازہ ہوتا ہے یہی ان کا اصل کمال و ہنر ہے جس سے یہ خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

صفیداں بائی چاہتی تو لاہوری دروازہ کے اس معمولی سے کوٹھے سے اتر کر راجہ صاحب کے سرکردہ لوگوں کی کسی بستی کی جانب ہو لیتی مگر اس نے ایسا نہ کیا ـــــ وہ خوب سمجھتی تھی کہ طوائف ہر حال میں طوائف ہی ہوتی ہے' کوٹھے پر رہے یا کوٹھی میں' اس کی اصالت و مقامت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ اپنی اخلاقی' فنی اور مالی حیثیت کی وجہ سے نمایاں تو ہو سکتی ہے لیکن سماج اور معاشرے میں یا اشراف جیسے درجہ و مرتبے کی اہل نہیں ہو سکتی ـــــ اہل فن و ہنر کسب و کمال' خاص طور پر ارباب نشاط و عشوہ میں انسانی رویوں کے پیچ و بطلان کا ادراک دوسروں سے کچھ زیادہ ہی نمایاں ہوتا ہے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ معاشرے کا حصہ ہونے کے باوجود یہ بے کار فنکار لوگ علیحدہ سے دکھائی دیتے ہیں۔

وہ اب دربار کی سرکاری جلسوں محفلوں میں باطور رقاص بلوائی جانے لگی تھی۔ لیکن اس کے باوجود اس نے نچلے اور درمیانی سطح کے عوام سے بھی اپنا تعلق [illegible] ہوتی [illegible]

راجہ صاحب جموں میں بہار کے جشنوں کے [illegible] ناز نخرے سے اٹھکیلیاں کرتی ہوئی [illegible] کرتی تھیں اس کے شاداب کنارے خوبصورت اور [illegible] کرتے تھے ـــــ پھولوں پھولوں سے آراستہ باغ باغیچے [illegible] کی اطلاق ہوئی معطر ہوائیں رقصیں ـــــ برسات کی جھڑی و پھواروں' بہار بھری راتوں اور چودھویں کی چمکتی ہوئی چاندنی میں چھم چھم کرتی پھوار اترا کرتیں ـــــ ایسے میں جہاں کے چمنستانوں میں محبت، نغمہ اور رنگ و نور کے قافلوں پر قافلے اترا کرتے تھے۔ قمقمے ٹمٹماتے ہوئے جگنوؤں کی مخمور سی قندیلوں سے نغمگی کی گھر جاتیں ـــــ تتلیاں اور چکوروں نے اپنی الگ دھوم مچائی ہوتی ـــــ شاہی باغ کے فوارے سے مہاراجہ کے مشہور جشن میں [illegible] تتلیوں کے پیچ جب منظر [illegible] سے اٹھتے اور شیریں آواز دھنوں کی لے کاری کی لو جاتی ـــــ اور پھر تانیں تو مدھر سے [illegible] اگ کے بہاتے جب اندھرا آنکھ کے رنگ گھولتے ـــــ تو فضا میں [illegible] کے ترنم رات کی رانی کی مہک کی مانند گھل مل سے جاتے اور پھر جیسے پھولوں کے پیچ [illegible] ہوئی شیریں شمال کی طرح آتی ندی کے کنارے بھی ایک کیف بھری غنودگی کو جھٹک کر جاگ پڑتے۔ خوش اداؤں کی نظمیں' چھب چکارے' خوش جبینوں کے جھول جھمکے' خوش گلوں

سے تن من پہلے بھی جو بن پہ آ جاتے ۔۔۔ جدھر نگاہ اٹھتی خوش خوشحالوں اور تماشا دیکھنے والوں کے پرے کے پرے ڈیرے ڈالے بیٹھے ہیں ۔۔۔ چاندنی میں توی ندی کا پارے ایسا ولکیں مارتا ہوا پانی، ڈوگری کشمیری پہاڑی لے میں بسی ہوئی موسیقی ۔۔۔ ٹپے ڈھولے ماہیے گاؤنے گیت دوہے بول بولیاں ۔۔۔ کیا کچھ نہ ہوتا۔ توی کنارے کے جلوے اس پہ مستزاد ہوتے.....!

اکثر ایسا ہوتا کہ مہاراجہ کی حاضری میں اتری ہوئی ڈیریاں طوائفیں اور گانے بجانے والے شاہی مصاحب سے فراغت پا کر بابا پالی شاہ کی سرکار میں سلام اور چوکی بھرنے کی خاطر حاضر ہو جاتے تھے۔ خاص طور پہ نوچندی جمعرات کے روز تو یہاں خوب گہما گہمی ہوتی۔ برصغیر کی بڑی بڑی مشہور نامی گرامی گانے والیاں یہاں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوتیں۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ [illegible] پیر فقیر درگاہیں اور مزار وغیرہ معروف اس طبقے کے لئے مخصوص اور مشہور ہوتے ہیں۔ پاک و ہند میں مسلمانوں ہندوؤں کے بے شمار استھان اور مقامات ایسے ہیں جہاں زیادہ تر بھی گانے ناچنے والی طوائفیں بڑی عقیدت سے حاضری دیتی ہیں ۔۔۔ قوالوں کے بھی اپنے اپنے گرو پیر مرشد اور مزار ہوتے ہیں۔ اسی طرح بدمعاش اور [illegible] صورت میں وہاں حاضری دیتے ہیں اور منت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ جیسے پشاور [illegible] مائی [illegible] والی کا بلیدان چڑھاتے ہیں ۔۔۔ کلکتے کے سونا گاچھی کے علاقے میں پیشہ ور طوائفوں کا ایک مندر ہے جہاں وہ باقاعدہ اپنی کمائی کا ایک مخصوص حصہ پیش کرتی ہیں ۔۔۔ [illegible] شروع ہونے کے بعد ان کے کاروبار کی برکت کے لئے پراتھنا کرتا ہے ان کے لئے [illegible] کرکے آشیرباد دیتا ہے ۔۔۔ دلی جی ٹی روڈ شاہدرے میں کسی [illegible] کا ایک استھان تھا چاوڑی کے علاقے میں [illegible] میاں کا ایک مزار بھی طوائفوں کے لئے مشہور تھا۔ [illegible] سدا سہاگ فقیر [illegible] کی سمت سے مزارات یہاں موجود ہیں۔ جبکہ پرانی بستی نظام الدین میں ملتانی نامی ایک بزرگ کا مزار تو صرف ہیجڑوں کے لئے "مرجع خلائق" ہے۔ لاہور اندرون بھاٹی گیٹ شاہی محلے میں بھی ایک تکیے مزار طوائفوں کے پیروں کے ہیں ۔۔۔ اسی طرح [illegible] بزرگ بھی موجود ہیں جن کی وجہ شہرت طوائفیں ڈیریاں اور گانے والیاں ہیں۔

امیر خسرو، بابا بلھے شاہ، شیخ نظام الدین اولیاء، حضرت معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، سرکار لال شہباز قلندر، شیخ مادھو لعل حسین شاہ اسی طرح جمعول غالب اور قریب قریب تمام شعراء

اور یا ء کا تعلق خاطر کسی نہ کسی طور فنون لطیفہ خاص طور پہ موسیقی و رقص کے حوالے سے ارباب فن و فن سے رہا ہے۔

راجد حانی بھوتوں میں بابا بالی شاہ کا مزار بھی یکتا اپنی ہی شہرت و نوعیت کا حامل تھا۔ برصغیر کی چیدہ چیدہ گانے والیاں یہاں ضرور چوکی بھرنے آتی تھیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ بابا بالی شاہ جس کا گانا سن کر خوش ہو جائیں اُسے سرسوتی کا گیان حاصل ہو جاتا ہے۔ گلے میں لچک اور میٹھے سروں کا بسیرا ہو جاتا ہے۔ کسی میدان میں ہار نہیں ہوتی۔ کامیابی کامرانی اس کا مقدر ——— اور شہرت و دولت اس کی باندیاں بن جاتی ہیں۔ ایسا بھی کہا جاتا تھا کہ خاص طور پہ چوہدویں جمعرات کے روز یہاں چوکی بھرنے سے مراد پوری ہونے کی اُمید زیادہ ہوتی ہے جبکہ کھلی چاندنی میں دوپہر رات ڈھلنے پہ بابا بالی شاہ کے تصرفات اور جود و سخا کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ اس لئے گانے والیاں اس رات [illegible] کا بے چینی سے انتظار کیا کرتی تھیں..... نذر نیاز مناجات و دعا درود سے فراغت کے بعد [illegible] ایک بڑے پنڈال میں خاص و عام جمع ہوتے ——— [illegible] مہاراجہ بھی شرکت کر لیتے۔ ہر گانے والی کو اس کے مراتب و مقام کے مطابق وقت اور پذیرائی ملتی تھی ——— [illegible] میں ایسا [illegible] [illegible] [illegible] ——— [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] مجال ہو کسی مخالف کے سر سے پر [illegible] جائے۔ کوئی خوشی [illegible] یا ایسے ویسے بازاری پن کا مظاہرہ [illegible] پاس ادب اور [illegible] اور تمیز و تہذیب [illegible] تھے۔

بابا مرنا تھا کے [illegible] [illegible] کا میلہ شروع ہو جاتا اور اس کی زائرین اپنے ذات بھگوں کی پیدل اور مسلسل مسافت یا کسی کی امداد سے پاتے کہ ادھر بابا بالی شاہ کا میلہ بھرنے لگتا ہندوستان کے گوشے گوشے سے چھوٹے بڑے سانگ مزدوں پرندوں کی مانند اترنا شروع ہو جاتے ——— راجد ھانی کی انتظامیہ کی جانب سے ندی کے دائیں کنارے والی بستی کی ادھر ی ہوئے سرسبز و شاداب کھلے میدان میں چھولداریوں اور شامیانوں کا ایک قصبہ سا آباد ہو جاتا۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا سارا انتظام انتظامیہ کے ذمہ ہوتا ——— میلے کے آخری تیسرے روز مہاراجہ اپنے درباریوں، پاریوں اور معززین شہر کی معیت میں بابا بالی شاہ کی حاضری کے لئے پدھارتے۔ میلے کے دوران سرکاری پنڈال میں دکھائے جانے والے بہادری، جسمانی کرتب، کمالات، کوڑی، تیغ زنی، ہونے آتش بازی، وزن اٹھانے اور جسموں کی دوڑ، رام لیلا، سوانگ رچانے اور گانے بجانے کے مقابلوں میں خوبصورت کارکردگی دکھانے پہ ان کی محنت و ہنر کو سراہتے انعامات سے نوازتے ——— غرضیکہ راجد ھانی میں آتے ہوئے ہزاروں ہندو، مسلم، سکھ، عقیدت مند زائرین

[illegible] سے بچتا کر ہی واپس لوٹنے کی ٹھانتے تھے۔

سو جنت کشمیر جنت نظیر کی جانب پہلا میدانی پڑاؤ' یہ جموں شہر ہی تھا۔ یہ تھیا ٹھاؤں ہی ایسا تھا کہ میدانی اور پہاڑی دونوں ہی مزے اور موسم یہاں موجود تھے۔ پھلوں پھولوں سبزیوں کی بہتات' زندگی کا ہر سامان و آسائش میسر و آساں۔ باشندے شاداں و فرحاں ــــ اطاعت و محبت مہمانداری پہ آمادہ ــــ [illegible] کے علاوہ ــــ جغرافیائی پس منظر' موسموں کا مزاج' آب و گل کا سواد ــــ ہواؤں کا رنگ [illegible] کا رنگ ــــ بچھیوں سُریلا' کٹیلا اور رومان پرور تھا کہ بدو بدی کچھ نہ کچھ گانے' گنگنانے [illegible] ہر کوئی چاہتا تھا ــــ کشمیری' ڈوگری' گوجری' پہاڑی اور پنجابی بھاشاؤں کا یوں ملاوڑا سا [illegible] کر بیٹھے جو کشمیر کی [illegible] ملتانی مانڈ' پہاڑی اور دیس ایسے راگ راگنیاں آپس میں کوئی گٹھ جوڑ کر بیٹھی ہوں ــــ سونے پہ سہاگہ وقت کے مطلق العنان حکمران [illegible] ــــ شراب و کباب اور شباب [illegible] ــــ اور جہاں سامان خانہ خرابی وافر موجود ہو وہاں پھر راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔ مغلوں کا [illegible] ڈوگری [illegible] کا دربار اور تخت لاہور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بعد [illegible] دربار [illegible] [illegible] حاصل ہوا [illegible] خصوصی مراعات [illegible] [illegible] والیاں [illegible] اور ساز کار باقاعدہ درباری حیثیتوں میں موجود تھے ــــ [illegible] [illegible] کا وقت [illegible] جوشی [illegible] اچھے اچھے منصبوں پہ [illegible] تھے۔ خاص طور پہ خوبصورت [illegible] [illegible] والوں کے سنے تو جموں دربار [illegible] اور سونے چاندی کی [illegible] حسب [illegible] مطلب مال [illegible] اور [illegible] ہوتے۔

[illegible] کے درختوں پہ بور پڑ چکا تھا' موسم بہار کی آمد آمد تھی ــــ بابا امرناتھ کے تیرتھ سے [illegible] کے نصف رستوں میں جمع ہو رہے تھے۔ سرائے مکانوں' آشرموں' گاؤ شالاؤں' جھگیوں [illegible] [illegible] تل دھرنے کو جگہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سائیں جھنگل پیر کے میلے میں ابھی تین روز باقی تھے' مسلسل [illegible] ہونے [illegible] کے باعث [illegible] اپنے اپنے ٹھکانوں پہ بند ہو رہے تھے جبکہ ان کے آگے چند روز بھی مسلسل رت جگوں' بے سکونی اور مسلسل مندی کی نذر ہونے والے تھے ــــ سائیں جھنگل پیر کا میلہ اور بعد پھر تین روز بابا بالی شاہ کا عرس ــــ جس میں خصوصی طور پہ ملک بھر کی

نامی گرامی گانے والیوں میں گانے کے مقابلے ہوتے تھے جس کے لئے وہ مہینوں پہلے تیاریاں شروع کر دیتی تھیں۔ ان طوائفوں اور ڈیرہ داریوں میں بھی درجہ بندی ہوتی تھی ـــ اس مقصد کے لئے مہاراجہ کا ایک خاص محکمہ کام کرتا تھا جو ملتان، بمبئی، آگرہ، امرتسر، لاہور کی بڑی بڑی ڈیرہ داریوں کے ڈیرے کھنگالتا رہتا۔ جدھر کہیں کوئی کام کا دانہ موتی دکھائی پڑتا اسے دام دعوت دے کر بلا لیا جاتا۔ ایسی خصوصی دعوت پہ پہنچی طوائفیں شاہی مہمان خانہ میں ٹھہرائی جاتیں۔ ان کی خاطر مدارت پہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جاتی۔ وقفوں وقفوں منتخب مطرباؤں، نوچیوں اور ہنر کاروں کو مہاراجہ کی سرکار میں نوازے اور نذر گزارنے کا پروانہ ملتا۔ مہاراجہ جس خوش بخت پہ ذاتی التفات کرتا اس کا دامن خوشیوں سے بھر جاتا۔ باقیوں کو محض شرف باریابی و خوشنودی کا اعزاز ہی نصیب ہوتا۔

● رام پوری پٹھان آدھا جن آدھا انسان ـــ!

ریاست رام پور کا اصل [illegible] کے سلسلے میں یہاں بارہ [illegible] ملازمت [illegible] جنوں چلا آیا۔ یہاں سے اس کا ارادہ دو چار روز کے لئے ملتان شریف جانے کا تھا جہاں اس کے [illegible] عزیز رہتے تھے...... ایک [illegible] کے قصبے میں تھی۔ ایک رات جنوں [illegible] کے لئے روانہ [illegible] اس کے پروگرام میں شامل تھا۔ ایک [illegible] وہ مہاشے [illegible] اسے شب بسری کے لئے جگہ مل گئی۔ میلے ٹھیلوں کے دن [illegible] آدمی آدم۔ ہوٹل اور [illegible] ہال، [illegible] بہت پہلے سے بک تھیں۔ مایوس ہو کر وہ [illegible] کی جامع مسجد میں چلا آیا۔ عشاء کی نماز گزار کر اس نے اپنے گرد و پیش نظر ڈالی۔ لیٹنا تو در کنار یہاں تو پاؤں پسارنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ [illegible] رقم بھی تھی [illegible] اس نے اس [illegible] مقام پہ [illegible] رہنا مناسب نہ سمجھا اور یہ سوچتے ہوئے مہاراجہ کے محلوں کی جانب نکل آیا کہ چلو آج رات [illegible] ایک رات [illegible]۔ کل صبح [illegible] سیالکوٹ چلے جائیں گے۔ [illegible] کی رقم [illegible] کرتے ہوئے اب وہ پوری طرح [illegible] اور [illegible] میں مگن ہو گیا اب وہ ٹھنڈی سڑک کی جانب بڑھ آیا تھا ـــ بلکہ یوں کہنا چاہئے [illegible] کے [illegible] نے اسے [illegible] پہ ڈال دیا تھا ـــ کشادہ سڑک، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا، چاندنی نے ہر سو ایک شوق سا سماں باندھا ہوا تھا ـــ فضا میں ایک عجیب سی مہک رچی ہوئی تھی ـــ [illegible] مہاوٹ اور کچے آموں کی مہک ـــ جو صرف جموں

آتی ہے جو صرف چاندنی راتوں میں ہی محسوس ہوتی ہے۔ بھانت بھانت کی بولیاں' خورخورد کے لوگ' بانکے چھیل باتو' پنجابی ڈھگے' ڈوگری تیج' گوجری مٹکے' راجستھانی غیورے' کانپور اور کرنال کے کرارے' بمبئی کے ہیپے' لکھنؤ کے بانکے' دہلی اور حیدرآباد کے چھبیلے' رام پور کے بدمغز سے پٹھان —— ہر کوئی اپنے رنگ ڈھنگ میں مگن تھا۔ مگر کالے خان کے علاوہ شاید ہی کوئی اکیلا دوکیلا ہو۔ اسے یک دم اپنے اکیلے پن کا خیال آیا' پھر جھجکتے ہوئے وہ پیچھا اور آگے بڑھتا آیا' یہاں سے وہ ہجوم سے نکل کر سڑک کے کنارے پہ لگ گیا تھا۔ سڑک کے دونوں اطراف وسیع سبزے کے قطعے تھے۔ گھنے گھنے درخت' خوشبودار جھاڑ —— ہمہ رنگ' تمہت ریز پھولوں والے تختے' کیاریاں باغِ عدن کی راہیں کھوجتی ہوئی روشیں —— مالوے کے درخت' موگرے کی جھاڑیں —— یاسمین و سنبل کے قطعات —— کھلی ڈھلی فضا میں دودھ اور مالوے کی مانند کھلی ہوئی چاندنی نے ایک سحر آگیں سی کیفیت پیدا کر دی ہوئی تھی —— اس کے اکیلے پن کے احساس میں جیسے ایک کانٹا سی پڑ گئی جو ایک خلا اس کی روح کو کچوکتی چلی جا رہی تھی وہ رہ رہا سوسا کنارے کے ساتھ ذرا اندر بیٹھ کر گھاس کے ایک تختے پہ جا کر [illegible] اکلاپے کی شدت سے وہ تھکنے لگا تھا۔

ایک [illegible] یا وقتی یا [illegible] اندازہ ہوتا ہے تو انسان [illegible] اکیلا اپنا ایک داخلی یا خارجی [illegible] پہلے اداسی [illegible] اس کے بعد یہ دیوانگی اور پاگل پن کی کیفیت سے دوچار کرتا ہے اور بعد میں بڑھتے بڑھتے ایک خاص قسم کے مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے ایک خاص اصطلاح میں 'ارتقی [illegible]' سے جانا جاتا ہے۔ اس مرض میں مبتلا مریضوں میں [illegible] کے رجحانات از خود پیدا ہو جاتے ہیں —— کچھ ایسی ہی اس کے اندر بھی کیفیات پیدا ہو چکی تھی۔

کہتے ہیں لاہوری' امرتسری اور سیالکوٹیوں کی طرح پٹھان اور سکھ حضرات کہیں بھی چلے جائیں' مجموعی مقام وحشت کے کیسے کیسے بھی مدارج طے کر لیں۔ عمر کی آخری سے آخری منزل پہ ہوں —— پٹھان پٹھان ہی اور سکھ' سکھ ہی رہے گا۔

رام پور کا یہ کھرا اور تیس راتوں سے خفا پٹھان بھی روایتی پٹھانوں کی طرح اکھڑ' خود سر' ضدی اور بات کا پکا تھا —— بات بات پہ خنجر نکال کر مرنے مارنے پہ اتر آتا —— جہاں چہرہ تمتما اٹھتا وہیں کی ہوائی اتنے کی وجہ سے ہی کچھ بھی جاتی۔ ٹھوڑی کا بال' مونچھ' گلوں ہزاروں کا بھی دینی دینی کر لینا اس کے لئے بہت سے حس پہ ٹل تو ل زبان میزان کاٹنے سے تھے —— اس کی کچھیری' بھنچو کے اٹے ڈھکی آنکھیں' بنی ہوئی مونچھیں کہ نظر بھر دیکھنے سے بھی ڈر لگنے لگیں —— کھنچی ہوئی چھوٹی گول گول سرخی مائل آنکھیں جیسے کوئی

پرانا جھکی جھگڑالو اپنے کا عادی ہوئے ٹکونا سا تنگ ماتھا' وتلی سی لوین' مڑے ہوئے بڑے بڑے کان' گھوڑی ناک ——— اور پھر گردن جانے تھی بھی یا محض خود سید ھے کاندھوں پہ محض تہمت دھری تھی۔ بھرے ہوئے گول بیگن سی رنگت والے لٹکے ہوئے ہونٹ ——— یہ تو اس کے حق میں بہتری ہوا کہ رام پور میں کہیں پیدا ہوا اور یہیں رہا۔ ورنہ ایسا نادرالوجود بچہ اگر کہیں کابل وقندھار ہوتا تو پختون اسے تازہ اتری ذبے کی کھال میں دم پخت کر کے کسی پہاڑی کی اوٹ میں پھینک دیتے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ رب العزت نے اسے خاص طور پہ رعنائی' دلکشی اور مردانہ وجاہت کا نقیض بنانے میں کسی حکمت ومصلحت کا عمل دخل یقیناً پنہاں رکھا ہوگا جو ہماری تمہاری نظروں سے اوجھل تھا ——— وہ رذ ذات اور حفظ ذات کا ایک ایسا آب دار الماس تھا جو ششش پہلو تراشیدہ تھا مگر اس کے پیچھے اس کے ششش پہلوؤں کی نوک ارتکاز ایسی نکلی ہوئی اور یوں نکیلی تھی کہ اس کی خوبیوں کا معترف بھی اس نوک کے آزار سے بچ نہیں سکا تھا۔

آسودہ حال کاروباری بندہ تھا ——— آگانی الحال خالی تھا اور دیکھا تو اس کے پورب تا پچھم جان چھڑا چکا تھا۔ اس [illegible] بندھی' آتی جاتی سانسوں کا اسیر' زندگی بسر کر رہا تھا ——— تھی تو ایک [illegible] اور خوبصورت بیٹی' چونکہ اسے قرابت داروں سے تھی اس لیے شادی اس کا بچھڑ جینے کے ساتھ [illegible] اجاڑ کرنے پہ بندھی ہوئی [illegible] [illegible] دکھائی دیتی تھی جیکہ [illegible] کے حمام خانے کے نکاس آ ـ یہ منصور کسی مہتر کے آگے ایک کمتر سے زیادہ کی اوقات کا دکھائی نہیں پڑتا تھا۔ ایسے نا آسودہ امکان امر مخلص طبع لوگ ہزاروں لاکھوں کیا' کروڑوں انسانوں کے درمیان فعال ومشغول رہ کر بھی اکیلے کے اکیلے رہتے ہیں۔ اپنی اندر کی بدحالی وانتشار سے نباہ کرتا ہوا مشکل امر ہوتا ہے۔ قصبہ نمود وزیاں سے بے نیاز بنتے مسکراتے چہروں میلے ٹھیلے میں کئی لوگوں کے بیچ وہ تنہائی ماریوں چراتا جیسے کوئی جنگلی بوند آ اڑے کی آندھی میں اندھا اور بے دم ہو کر کسی کھیت کھلیان یا کسی بازار میں دھپ آ گرتا ہے یا جس طرح اپنے کنوارے رہ جانے کا احساس کسی دوسرے کی شادی میں شریک ہونے سے ہوتا ہے اسی طرح اپنے اندر سے اکیلے ہونے کی ڈسن ——— یاری دوستی کے بندھن میں بندھے یاردوستوں میلے ٹھیلوں اور شادماں وفرحاں لوگ باگوں کو دیکھ کر سوا ہو جاتی ہے ——— چاہنے اور چاہے جانے کی خواہشیں بھی ایسے لوگوں کے اندر کے تنہائی ا سبب کا محض حز اک ہی تو ہوتی ہیں۔ کسی دلیں کا سکھاسن اکرام وانعامات سے خالی ہو تو ڈی کی کھوپڑی جیسے سے صاف ہو یہ دل میں دیپوں خور ——— اور دل کا آنگن کسی من موہنے خوبیدے سے چھکی سے خالی ہو تو جیسے میں کیا مزہ کیسی چاہت؟ ——— ملاپ کا سواد اور وصل کا لطف اپنی جگہ ——— لیکن جو ہجر' انتظار اور انکلاپے میں سلگتی ہوئی لذت' دھیمی دھیمی میٹھی سی آگ' کسک' چبھن' چھپی لگی ہوتی ہے اس کی لہک لہک تو کوئی

[illegible] بیاری محسوس کرسکتا ہے۔

آلوچے کے جھاڑ سے ٹیک لگائے وہ تھک سا گیا تھا۔ ماحتا سے بچھڑے ہوئے انتوں کے ذے [illegible] کے مارے ہوؤں کو یہ تھوڑی پرانے اور بیچ بڑا پیار دیتے ہیں۔ آلوچے کے ماحتا بھرے جھاڑ نے [illegible] سے جیسے کسی لاوارث بچے کی مانند گود بھر لیا تھا۔

دھپ دھپ اور ٹھک ٹھک کے ٹھیکے کی آواز سے وہ اپنے اندر سے باہر سا نکلا۔ پیچھے ساتھ والے کمرے میں کچھ سازندے اپنے سامنے ساز دھرے ان کی مشکلیں کس اور کان مروڑ توڑ کر انہیں سُر کر رہے ہیں۔ [illegible] سُر میں لانا بھی اک ہوئے شعر کا لانا ہوتا ہے یہ عمل دیکھنے والوں پہ کئی طرح کے اثرات چھوڑتا [illegible] معدودے چند کے ہاں ذوق آگہی اور آداب مشاہدگی کے کچھ نمایاں انداز ہوتے ہیں وہی دیکھتے اور [illegible] سمجھتے ہیں کہ سازوں کو سُر میں لانے والا عمل کیسا جوکھم ہے۔ اس کے لئے کیسی باریک مہارت [illegible] درکار ہوتی ہے۔ اکثر بڑے بڑے گویوں کے طبلے چڑھے یا اترے ہوئے ہوتے ہیں مگر [illegible] ہوتا — [illegible] [illegible] لوگ سمجھتے ہیں — [illegible] اور [illegible] تال [illegible] ان کے استاد کان دھر کر [illegible] کو سُر میں لاتے لاتے استاد لوگوں کے خود اپنے مزاج [illegible] ہو جاتے ہیں — یہی [illegible] ہو رہا تھا۔ ایک [illegible] پاس سارنگی کی ریں ریں جاری تھی — تنبورے کے ساتھ تانا بھری سی ہو رہی تھی — چاندی میں چڑھی انگلی کی ہتھوڑی طبلے پہ پڑتی تو [illegible] ضرب کی [illegible] ساتھ ساتھ سازندے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے [illegible] بارے کی [illegible] کے بارے اور آج رات کے پروگرام میں پیش کئے جانے والے راگوں اور اپنی [illegible] کا ذکر بھی کر رہے تھے۔ اچانک سفیداں بائی کا نام سن کر وہ [illegible] اور [illegible] ادھر [illegible] کر اپنے کان ان کی بات پر دھر دیئے۔ اب سازندے سفیداں بائی کے فن کی تعریف میں [illegible] تھے کہ سفیداں بائی کی [illegible] آواز کا جادو [illegible] سماں پیدا کر دیتا ہے۔ ایک [illegible] تھا — سفیداں بائی سننے سے زیادہ دیکھنے والی ہے مگر یہیں [illegible] محسوس کرنے کی چیز ہے۔ ایک اور نے انکشاف کیا — جیون جنگل میں جن کی راہ ماری گئی ہو وہ اس کی [illegible] میں راہ پکڑ لیتے ہیں۔

بہت دیر تک وہ ان کی باتوں کی تُن تُن لیتا رہا ـــ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کے اکلاپے کے سفر کا انت ہو گیا ہو ـــ وہ اپنی عمر گزر و منزل کے قریب پہنچ چکا ہو۔ گانے والے راگ راگنیوں سے اس کی کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

پر نر سرلیکھا کی پہچان راگ راگنیوں کا گیان اور ساز و آواز کا وردان دھیان تو قدرت کی جانب سے چند مخصوص خوش نصیبوں کو بخشش ہوتا ہے ـــ سنگیت ودیا تو ایک عطا ہے ایک تپسیا ہے ـ ہر کوئی اس کے اہل کہاں؟ ـــ لاکھوں میں کوئی ایک گانے والا اور ہزاروں میں کوئی ایک آدھ نر لیکھا سننے والا ـــ باقی سب شامل واجے اور شیخ خواجے ہوتے ہیں۔

کالے خان تو ذرا لو پٹھان تھا۔ گانے بجانے والے اس کی نظر میں محض بھانڈ میراثی ہوتے تھے جن کی اس کے ہاں چھوٹی کوڑی کی بھی وقعت نہ تھی۔ مگر ان لوگوں نے سفیراں بائی کی تعریف اور اس کی گائیکی کی توصیف کچھ اس انداز سے کی تھی کہ اس کے اندر اسے دیکھنے کی خواہش کا ایک جنگلی پودا ہرا ہو گیا تھا۔ وہ اس ... کو ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا جس کی سریلی تانوں سے ہجوں کی ... راہیں کھلتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ سفیراں سفیراں جیسے جیسے ... کی طرح اس کے ... پہ بجنے لگی تھی ـــ [illegible] رہا ہو ـــ مرتا ہا جیسے موسیقی میں داخل کیا ہو۔ بس یونہی وہ بے دھیانی میں گنگناتا تھا

اے داغ جذب عشق کی دیکھیں گے اب کشش

وہ ... آدمی تھا مگر اسے شعر و شاعری سے ذوق و شوق ضرور تھا۔ کیں استادوں کا زمانہ تھا۔ ... خیال کا ... گیت ... ـــ گھر ہو یا بازار دوکان ہو کہ ... گراموفون بجتے رہتے تھے ـــ موسیقی کسی نہ کسی انگ رنگ میں اس دور کی تہذیب و ثقافت کا ایک نمایاں حصہ تھی۔ ایک سے ایک بڑھ کر گانے والی ـــ زہرہ بائی انبالے والی، اختری بائی فیض آبادی، گوہر جان، رسولن بائی، شمشاد بائی، امیر بیگم، مختار بیگم، میدن بائی، ملکہ پکھراج، ... بیگم، کجن، خورشید بیگم، امیراں جان، فریدہ خانم، راجکماری، روشن آرا بیگم، نور جہاں وغیرہ۔ ... ان کی ... فضا میں ... سے لے کر چوپاٹی ... سے ... ـــ ... کے ... سے ... شہر تک ہر کوئی ... ناپ تول کر بات کرتے ... شعر ... ـــ ادب آداب کی ... تعلیمات ... ـــ چھوٹے بڑے سب ... مراتب کے ... تھے ... اور ارباب ... و ثروت شعر و موسیقی اور مجلس آرائیوں کے دلدادہ تھے۔ ان کے ہاں ارباب نشاط کی خوب پذیرائی ہوتی تھی۔ ان کے

باقاعدہ [illegible] سے بندھے ہوتے انہیں خلعتیں انعامات اعزازات و القابات سے نوازا جاتا۔ درباروں سرکاروں میں مخصوص نشست و قیام کا مستحق ٹھہرایا جاتا۔ اسی طرح عوامی سٹیج پہ بھی ان فنکاروں کی بڑی سج بے کار ہوتی تھی۔

● کوئی آشنائے لذتِ درد ہے تو بات بنے.....!

کالے خان نے اپنے رام پور، جے پور، کلکتہ، دلی، پٹیالہ میں کئی ایک موسیقی کے جشن مقابلے اور بیٹھکیں دیکھ سن رکھے تھے بلکہ کئی ایک گانے والوں اور والیوں سے وہ واقف تھا۔ ان کو گاتے ہوئے بھی سنا تھا مگر محض وقت گزاری اور تفریحِ طبع کے لئے پھر رات گئی بات گئی — اسے یاد نہیں تھا کہ کبھی اس نے سعیداں بائی کا نام یا اس کا گانا سنا ہو نہ ہی اس کی شکل صورت سے شناسا تھا — مگر آج اس کے پہلی کلام کا تاثر — اسے جیسے بچھو کے ڈنک کی طرح ڈس گیا تھا کہ اسے دیکھنے سننے کی شدید خواہش نے اسے بے خود کر دیا۔

[illegible] کو کیا منظور تھا۔ جب وہ [illegible] خان بھی ایک [illegible] ولی شاہ قلندر کا دربار — وہ جیسے دربار پہ آتے خشک پتے کی مانند بے خبر و بے حال بابا ولی شاہ کے مزار تک کھنچا چلا آیا تھا۔ سلام و فاتحہ سے فارغ ہوا تو پھر ایک ایسا ہی اک جھونکا شاہی باغ تک لے گیا — جو کہ دریا کے [illegible] اختتامی تقریب ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ [illegible] کا تمام روشنیوں کا سیلاب تھا [illegible] سے چاندنی کی چاندنی [illegible] کا کوئی سیلاب سی مانند پھیل رہی — خوشبو اور دھوم کے باوجود کہیں اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ ہولے ہولے کھسکتا ہوا پنڈال سے باہر نکل آیا۔ وہ یہیں سعیداں بائی کا گانا سننے اور اسے دیکھنے آیا تھا — مگر یہاں تو بے شمار لوگ ہی لوگ تھے بھانت بھانت کی بولیوں والے..... پنڈال سے پنڈال بھر رہا تھا۔

عشق، طلب اور شوق بھی کیا چیز ہے۔ وہ شاید سعیداں بائی کو اکیلے اپنے سامنے بٹھا کر سننے کا متمنی تھا۔ لیکن جلد ہی اس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ سعیداں بائی محض اس اکیلے کے لئے ہی نہیں وہ تو سب کی ہے۔ محض اکیلا وہی جانثار نہیں ہزاروں اور بھی پروانے یہاں بے تاب و بے قرار ہیں۔

وہ کسی جانب قدرے اونچی جگہ پہ پہنچ کر اس نے سامنے سٹیج کا جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ اس جگہ سے دور سٹیج پہ بیٹھے ہوئے کسی گانے والی کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے، سنا بھی جا سکتا ہے مگر صاف طور پہ جی بھر کر دیکھا

نہیں جا سکتا۔ وہ ایک بار پھر دھکم پیل کرتا ہوا ہجوم سے باہر نکل آیا — کافی دیر غور و خوض کرنے کے بعد وہ ایک لمبا چکر لگا کر اسٹیج کی بغل میں جامن کے ایک بڑے سے درخت تلے پہنچ پایا — یہ جگہ اسے کافی مناسب دکھائی پڑی ایک تو اسٹیج بالکل سامنے تھا دوسرے درخت اور بائیں بغل ہونے کی وجہ سے یہاں آمد و رفت اور عام لوگوں کا بے محابا اژدحام بھی نہیں تھا۔ اچانک اس کی نظر درخت کے اوپر پڑی جدھر چند منچلے نوجوان بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔

ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کرے کیا نہ کرے غلغلہ مچا کہ مہاراج پنڈال میں پدھار رہے ہیں — اسی ہنگامے اور افراتفری میں دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں کے ساتھ اسے بھی درخت پہ چڑھنے کا موقع مل گیا۔ جامن کا پرانا چھتنار درخت ہاتھ کے کھلے پنجے کی مانند پھیلے ہوئے موٹے موٹے تنوں پتوں سے اٹی پڑی گنجان ٹہنیاں اور شاخسارے اوپر پہنچ کر اسے یوں لگا جیسے وہ کسی تھیٹر میں فرسٹ کلاس کی سیٹ پہ بیٹھ گیا ہو — وہ تو چاہتا بھی یہی تھا کہ تن تنہا کہیں بیٹھ کر اس دلآرام کو دیکھے سنے۔ اس کے سریلے سراپے کو قریب سے محسوس کرے... وہ اپنی اس کامیابی پہ بہت مسرور تھا۔ اپنے تئیں وہ واحد فرد تھا جو اس ہزاروں کے پنڈال میں [illegible] ذہنی آسودگی اپنی قلبی طمانیت لیے ہوئے شوق فراواں فرحاں یہاں [illegible]

[illegible] — پہلے چند مقامی فنکاروں نے ٹھمری اور دادرا گا کر چند مقامی لوک گیت سنائے جو شاید ان کی ذیل کے تھے۔ جن میں مہاراج کے [illegible] کلمات — ان کے راج پاٹ کی تعریف اور ان کے [illegible] شادی کے لیے کامنائیں تھیں۔ پھر چل سو چل [illegible] نئے نویلیں — ایک سے بڑھ کر ایک گانے والیاں تھیں۔ خاص و عام ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر "واہ" کرتے "آفرین" و "تحسین" پیش کر رہے تھے۔

کالے خان درخت کی ایک کٹی ہوئی پھنک پہ کسی سواری کی طرح ادھر ادھر ٹانگیں ڈالے بڑی توجہ سے قاضی جان نے آنکھیں گاڑے ہوئے پر کچھ دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ اندر سے بڑا مضطرب و بیتاب تھا۔ اس کے جی میں تھی کہ وہ صرف مغنیاں بائی کو ہی وہاں بٹھا دیتا اور باقی سب گانے والوں کو رخصت بلا کر دیا — اسی طرح بوجھل میں بیٹھے بیٹھے اس کے زانو اور پنڈلیاں دکھنے لگے تھے مگر جہاں شوق اور عشق ہوتا ہے وہاں انسان ہر صعوبت اور اذیت برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کر لیتا ہے — وہ پہلو بدل بدل کر رہ جاتا تھا اس انتظار میں کہ وہ غیرت ناہید آئی کہ اب آئی۔

جس پھنک پہ وہ بیٹھا تھا وہ جھن ہلا۔ پہلی بار اسٹیج سے نظریں ہٹا کر نیچے دیکھا تو دو تین نوجوان اوپر چڑھنے کی جستجو میں گتھم گتھا دکھائی پڑے۔ آخر ان میں سے دو جوان اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ان

[illegible] میں پڑتا تھا اسے ہٹانے یا بچھانے کے بغیر وہ دونوں اوپر نہیں چڑھ سکتے تھے۔ انہیں کچھ کہنے کا موقع [illegible] والے خان مزید اوپر چڑھ آیا... بیٹھنے کے لئے یہ بھی جگہ بہتر تھی بس قباحت یہ تھی کہ [illegible] نیچے کا منظر واضح نہیں تھا گنجان ٹہنیوں کے پتے آڑے آتے تھے — شوق وافر ہو تو عقل ماری جاتی ہے۔ [illegible] سے بھی بہتر کی کھوج میں مزید اوپر سرک گیا۔ یہاں اسٹیج کا منظر پہلے سے بھی صاف تھا۔ یہاں یہ [illegible] تھا جو تنے کی چھت سے بھی لمبی دو ٹہنے اوپر معلق تھا لیکن یہ ٹہن بڑا کمزور اور لچکیلا سا تھا۔ بیٹھتے ہی [illegible] ہوا کہ شاید یہ ٹہن اس کا بوجھ نہ سہار سکے۔ مگر پھر وہی بات کہ شوق اور عشق سر پہ سوار ہوں تو بندہ [illegible] کے بارے میں بڑے غلط تخمینے لگاتا ہے۔ خوش فہمیوں اور خوش گمانیوں کی دھند میں سامنے منظر کو [illegible] ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ کیا ہوتا ہے، حقائق اپنے آپ کو جبراً منواتے ہیں اور دھند وقت کے سورج کی [illegible] جیسے کہیں کافور ہو جاتی ہے۔

وہ انہیں بچھا کر دو ہاتھوں سے اوپر کی شاخوں کو پکڑ کر سمٹ سمٹا کر کسی طرح [illegible] بیٹھ گیا۔

[illegible] سانس اوپر نیچے کی نیچے کیونکہ اسٹیج پر سفیداں بائی کی آمد کا اعلان ہو رہا تھا۔ [illegible]

سامنے اسٹیج کے درمیان سفیداں بائی کھڑی تھی۔ میراثی اب کے ساتھ [illegible] تالیوں اور [illegible] سیٹیوں [illegible] کا استقبال کر رہا تھا۔ تالیوں کا شور تھمتے ہی سفیداں بائی نے نہایت ادب اور [illegible] سے [illegible] قبولیت [illegible] ہی وہ اپنے سازندوں کے [illegible] نشست ہو لی [illegible] ڈال دی ہو۔

[illegible] ہی اس نے حسب روایت پہاڑی کا الاپ لیا — الاپ کا آغاز [illegible] ہوتی تھی [illegible] ایک [illegible] چہچہاہٹ کے ساتھ کالے خان والے ٹہن سے [illegible] داد دیتے ہوئے [illegible] خان اپنے ساتھ بہت سے پتے ٹہنیاں [illegible] اور [illegible] نیچے کے ٹہن پہ بیٹھے ایک [illegible] تماشائی [illegible] منزل کی بلندی سے نیچے آ گرا۔ درخت کے نیچے ہجوم میں ایک کہرام مچا — درمیانی ٹہن [illegible] کا بازو [illegible] اس کی کمر کے [illegible] الٹ پلٹ ہو گئے — وہ [illegible] کرنے والے نیچے [illegible] شاخوں [illegible] ہو جاتے [illegible] اور شور نے نیچے [illegible] کے درمیان میں کھنڈت ڈال دی تھی۔ وہ [illegible] ادھر ادھر ہو گیا۔

"کیا ہوا... کیوں ہوا... کدھر ہوا...؟" ریاستی اہلکاروں نے سنبھالے ادھر لپکتے لوگوں کو ہٹا کر زخمیوں کو نکال کر ہسپتال پہنچایا گیا۔ سارا مزہ کرکرا ہو گیا تھا۔ پنڈال میں مہاراجہ کی موجودگی کی وجہ سے اہلکاروں نے صورت حال پہ فوراً ہی قابو پا لیا اور پروگرام کو از سر نو پھر شروع کروا دیا گیا۔

مگر تال اور صورت حال سے اکھڑی ہوئی سفیداں بائی پھر جم کر نہ گا سکی۔ کالے خان کے گرنے کا سارا سانحہ اس کے سامنے ہی تو ہو گزرا تھا۔

اس کے رُوبرو چند فٹ آگے... "سفیداں! سفیداں!" کا واویلا کرنے والا اپنے زخموں اور تکلیف کو بھول کر "سفیداں! سفیداں!" پکار رہا تھا۔ اس کے پھیلے ہوئے بازو، اس کی وحشت سے پھٹی ہوئی آنکھیں اس کا واویلا اور جوش... کالا وانا سب بھول کر وہ محض اسے دیکھتی ہی تو رہ گئی تھی۔

کالے خان کو جب دو روز بعد ہوش آیا تو خود کو ہسپتال کے بستر پہ چت پڑا ہوا پایا۔ ناف سے اوپر ہنسلی کی دو وقتین تک جیسے سیمنٹ کا پلستر چڑھا ہوا تھا۔ گردن کے گرد کپڑے اور لوہے کی تاروں کا شکنجہ جکڑا ہوا... بس آنکھیں اور ہونٹ آزاد تھے باقی جسم جیسے ساتھ ہی نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ریڑھ کی ہڈی کے دو ایک منکے اپنی جگہ سے ہٹ گئے ہیں۔ جبکہ گردن کے پیچھے جھٹکا پڑنے سے گدی کی [illegible] ایک نس اس [illegible] سے چکاوڑ کی طرح آہ بن کر باہر نکل گئی۔ اس کے بعد وہ کافی دیر تک بے دم سا پڑا رہا... [illegible] پر جب اسے مزید معلوم ہوا کہ [illegible] کے مہرے بیٹھنے تک "اٹھنا بیٹھنا" دور کی بات وہ تو جنبش [illegible] نہیں کر سکتا۔ البتہ سامنے دیکھ سکتا اور منہ سے کچھ بول ضرور سکتا ہے [illegible]

مہاراجہ نے زخمیوں کے علاج معالجے کے لیے خصوصی احکام جاری کیے تھے۔ اسی وجہ سے اسے ہسپتال میں خصوصی توجہ دی جا رہی تھی۔ اس سنگین حادثے کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو اطلاع کرتا مگر ہسپتال والوں کے کہنے کے باوجود بھی اس نے ایسا نہ کیا۔ نہ تو اس نے اپنے بیوی بچوں، دوستوں عزیزوں کے بارے میں کوئی تردد ظاہر کیا اور نہ کسی کاروباری نقصان کا خدشہ... وہ تو جیسے جانی سے گزر کر اپنے جان کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔ زبان پہ کوئی حرف شکایت، پشیمانی، پچھتاوا نہ کسی تکلیف درد سے ہائے وائے۔

[illegible] سکون بھی [illegible]... وہ اپنے تصور میں کہیں دور نظریں جمائے ہوئے چپ چاپ پڑا رہتا جیسے وہ کسی کو دیکھنا چاہتا تھا۔ سفیداں بائی کے اس عجیب و غریب عاشق کو تو ان ہزاروں کے نقصان کا بھی رتی بھر پتا نہ ہوا جو حادثے کے وقت اس کے اندرونی شلوکے کی جیب میں تھے۔ نہ جانے کب کس ضرورت مند نے باقی چیزیں چھوڑ کر صرف روپے نکال لیے تھے۔ اس نے نہ ہسپتال والوں سے پوچھا نہ ہی کوئی رپٹ لکھوائی۔

[illegible] ہو۔ اس کے دل و دماغ کے ہر گوشے کونے میں بس ایک ہی نام کا آہنگ گونج رہا تھا۔
"[illegible] — سفیداں اور سفیداں......"

● [illegible] سمت سے نغموں کی صدا آتی ہے دیکھو......!

موسیقی، تصوف، شعر اور جواہرات سے کچھ نہ کچھ تعلق تو ضرور ہے۔ ہر نائیک، گائیک، استاد [illegible] رنگ سے ان تینوں عزموں میں کہیں نہ کہیں ضرور پکڑا جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ موسیقار، مغنی [illegible] صوفی ہوتا ہے بعد کچھ اور...... مراقبہ، دھیان گیان اور ریاضت ہی اس کے ہنر و فن کی اصل اساس [illegible] ہے۔ وہ سُر کی سچائی کو [illegible] پیش کرتا ہے۔ وہ تان، پلٹوں [illegible] مرکیوں اور جھالوں کے مختلف آہنگوں، کیفیتوں کے حوالوں سے اپنے اندر کے [illegible] تذبذب، تردّد اور عجز و عزم کی نشو و نما کرتا ہے۔ وہ اپنی اسی ریاضت [illegible] کے سفر میں [illegible] اور جذب و جمال کی ایک ایسی کیفیت [illegible] فن و عرفان کی [illegible] منزل [illegible] اس کی ذاتی ہجر کی گھڑیاں اور تقاضے مدد راہ ہوتے ہیں جیسے کوئی [illegible] آپ [illegible] چڑھ لیتا ہے۔ مگر ہر سونے اور بے ہنر آدمی کے لیے [illegible] مشکل ہوتا ہے۔ [illegible] گیانی دھیانی [illegible] ہیں اپنے [illegible] ان میں بے اعتدالیاں در آتی ہیں۔ [illegible] بازاری حرکتیں جنھیں بدکلامی، بدخوئی، [illegible] بازی، [illegible] شطرنج، [illegible] اور پتنگ بازی جیسی خوفناک علتیں اور ان پر [illegible] آرام طلبی [illegible] وغیرہ ان کو اپنی آسودگی کی منزل سے دور لے جاتی ہے۔ [illegible] جسمانی [illegible] اور [illegible] سے ہو جاتے ہیں اور اکثر ان کے آخری ایام [illegible] بیماریوں [illegible] حالات اور [illegible] گزرتے ہیں۔ اس طرح یہ صوفی اور فقیر جن کی اصل میراث سُر کی سچائی [illegible] کی زیبائی اور اس فن لطیف کی مشاطگی و پذیرائی ہوتی ہے جب بداعمالیوں اور اخلاقی [illegible] اپنے شب و روز کا وظیفہ بنا لیتے ہیں تو پھر وہ خان صاحب سے محض میراثی بن جاتے [illegible] شراب، چرس، افیون، زہر بھرے پان، کالی کھانسی، [illegible] ان کی پہچان بن [illegible] جب پھیپھڑوں میں پھپھوندی، سانس میں تعفن اور حلقوں میں حقے کی مانند بد بد بولنے لگتا ہے تو

پھر خان صاحب ــــ چھکوں' تھڑوں' تکیوں اور قبرستانوں میں خون تھوکتے پھرتے ہیں۔ فن اور فنکاروں کی ناقدری' وقت' زمانے کی طوطا چشمی ــــ شاگردوں اور دوستوں کی بے وفائی کا ریاض کرتے رہتے ہیں۔ آخر کسی ہسپتال میں ''داخل دفتر'' ہو کر اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان علتوں کی وجہ سے کیسے کیسے یگانۂ روزگار فنکار بھری جوانی میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

بات سفیداں بائی کی ہو رہی تھی کہ اس دن کے سانحے کے بعد وہ بجھ کر رہ گئی تھی۔ کوٹھے پہ بیٹھی نہ کوئی مجلس آرائی کی۔ گو یہ واقعہ کوئی ایسا سنگین بھی نہ تھا کہ جس کے ردعمل میں وہ یوں کام دھندے سے ہاتھ کھینچ کر سنیاس لے کر بیٹھ جاتی۔

بازار حسن کے کوٹھوں' چوباروں' گلی کوچوں میں چھری چاقو' پھڈے' لڑائی جھگڑا' بدمعاشی' غنڈہ گردی تو روزمرہ میں شامل ہیں۔ یہاں کے مکین' آنے جانے والے' پولیس تھانہ چوکی سب اس کے عادی ہوتے ہیں۔ پھر سفیداں بائی کا اس معمولی سے واقعہ کو جو اس کے کوٹھے پہ نہیں بابا بالی شاہ کے عرس پہ ہوا تھا' اس طرح [illegible] سے لینا [illegible] [illegible] یہ حقیقت تھی کہ وہ [illegible] کی [illegible] اور وہ اس [illegible] دیکھ کر [illegible] کر سفیداں سفیداں پکارتا۔ کپکپاتے ہاتھوں سے اشارے اور التجا بھری نگاہوں سے فریاد کرتا [illegible] ہو کر رہ جاتا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات کبھی آ ہی نہ سکی کہ [illegible] اس کا گانا سننے اور صرف قریب سے دیکھنے کی [illegible] [illegible] اسی وارفتگی کے عالم میں وہ اوسان ہار کر پیچھے آ رہا تھا۔

دو چار روز اس نے انگلی [illegible] میں بتا دیئے تھے۔ وہ ہنڈولے کی طرح اپنے وجود پہ گہرے بات چڑھا کر پڑ گئی تھی یا شاید سے کی کوئی بندش تھی کہ وہ ہوا ہی اندر کوئی سلسلہ بھی نہیں لے رہی تھی۔

● وگ وگ وے توی دیا پانیا تیرے شہر وچ سوچاں اساں مانیاں ـــــ !

بنوں کے محرم سے بادلوں کی نمیوں کی طرح ہو سے ہمارے اور گلی ہوتے ہیں۔ بھلا اس سے بچھو ہی ہوتے ہیں۔ جنت نظیر کشمیر کی بام بلندیوں سے ابامدوں کی مانند اترتی مثلاً پہاڑیوں کے قافلے جب اپنے چندن' چنبیلی' چاندنی' چمپا' زعفران' گیندا' گلاب' نرگس' نسترن' سوسن' سنبل کی مہکاروں

[illegible] —— پچ پیچے میدانی پڑاؤ جموں کے چمن زاروں میں کھولتے ہیں تو جموں کی فضائیں ایک سرمدی
[illegible] سے پائندہ ار تجو سے لگتی ہیں۔

[illegible] تک پڑتے سے میں نیند بھی بڑی شرفی اور سہانے سروپ کی سمیاں ہوتی ہے۔ لیکن سحر خیز دن
[illegible] جیسے سورج سنچارہتا ہے۔ چڑیوں، پچھوؤں کے پیچھے —— سندیں بیلوں اور چنچل بکریوں کی
[illegible] کی میں میں اور کائیں کائیں —— پہاڑی بلبلوں شاہی راج ہنسوں اور ہری بگلوں کی
[illegible] کے تانیں اڑاتے ہوئے پہاڑی پانیوں کی ترنم ریزیاں —— ایک ''صبح روز ازل''
[illegible] —— سحر کے سرمئی آنچل کو چیلنی گوٹ تو بہت بعد میں نصیب ہوتی ہے۔ پر اس سے
[illegible] نور ظہور کے سرمدی رنگ میں رنگی جاتی۔ بابا امرناتھ کے کوتھے پہاڑوں کی اوٹ سے
[illegible] سے پہلے [illegible] سرتانوں کا [illegible] سا آہنگ اس سے لومزید
[illegible] ہوتے ہوئے شب بھر تھکی سی تاریکی تھکی رات میں [illegible] سرسرائی ہوا جیسے
[illegible] رہی ہو [illegible] کے جیسے بانی تال دے رہے ہوں [illegible] اور احساس
[illegible] اور فطرت جیسے پہاڑی [illegible]

[illegible] ہی ایسی
[illegible] نہیں گنگناتے تھے اور [illegible] —— جیسے جیتے نہیں [illegible] اترتے
[illegible] تو تیسرے کالے کے سرمائی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔

[illegible] کی سفید [illegible] یہاں کی سریلی
[illegible] کو یہاں [illegible] —— اپنے آپ سے قدرے بے نیاز بھی کر دیا
[illegible] احساس ہوا کہ وہ [illegible] کے علاوہ [illegible] اور ہوسے اس کا ابھی شاید اسے
[illegible] ہوا تھا۔ وہ اکثر [illegible] ریاضی کے لئے بیدار ہو جایا کرتی تھی۔ اس کے
[illegible] بابا امرناتھ کے پہاڑوں کی جانب تھا۔ سورج کی پہلی کرن جب اس کے چہرے کی
[illegible] اپنے [illegible] کی عبادت کی تیاری میں لگ جاتی مگر حادثے
[illegible] کہ اس سے اپنے یہ روز مرہ کے معمول بھی چھوٹ گئے۔

[illegible] سی تھی۔ پچھلی شب کی بے کلی اور بیداری نے اسے اعصابی طور پر ادھیڑ کر رکھ دیا ہوا
[illegible] میں پکھاوج سے بج رہے تھے —— سارے سر کی رگیں [illegible] کی تاروں کی طرح تنی ہوئی

تھیں۔ ایسے میں وہ بادلِ نخواستہ غسل خانے میں گھس گئی۔ خوب نہائی دھوئی ——— آگ لگے بدن اور دھواں چھوڑتے دماغ اور سلگتی ہوئی آنکھوں میں جیسے ٹھنڈک سی پڑ گئی ہو، جیسے دھیرج سا در آیا ہو۔ پھر نہ جانے کیا جی میں آئی۔ الماری سے سیاہ رنگ کے جے پوری اٹنگ کا ایک لباس نکالا اور زیب تن کیا۔ اٹلے تانکے سے ٹکے ہوئے سیپ کے بٹن ——— فالسے کی گٹھلیوں پہ باندھے ہوئے بنگلوری ریشم کے ہیرے ——— ہاتھ کے کاتے سیاہ سوت کے دھاگے سے گریبان اور آستینوں پہ شکن ڈوری۔ بے جوڑ بے تہہ کی تراش خراش ——— اور پارچہ بھی ایسا بے شکن ویسے لوٹ کر نگاہ پھسل پھسل پڑے۔

جے پور کے ٹھاکر اندر سین سنگھ نے اس مجرم پر بھینٹ کیا تھا کہ بنگلور کے ایک کاریگر نے صرف ایک تھان ڈیڑھ برس میں ہاتھ کی کھڈی پہ بطورِ خاص اسی کارن تیار ہوا۔ اصلی ریشم کا یہ کپڑا ایک چھوٹی سی چاندی کی ڈبیا میں بند تھا ——— اور ڈبیا بھی یوں کہ جس پہ کاشیاواڑ کے ٹنکے ہوئے جے پوری نیلم والے اور نیشاپوری فیروزے ٹکے تھے ——— یہ بھی کہ ڈبیا میں کوئی ناک تھلی ہندا لاق یا کوئی پازیب جھانجھر یا ہوگی ——— یہ تو بعد میں جاکر حیران ہوئی کہ جتنا تک یہ ریشم کا پارچہ ——— اس جوڑے کو تیار بھی جے پور کے شاہی درزی نے کیا تھا [illegible] ——— یہ پہنا اس نے [illegible] چھوئی موئی سا کپڑا ——— آئینے میں دیکھا تو یقین یہ احساس ہوا کہ جیسے کچھ بھی نہ پہنا ہو۔ جہاں بھاری پشواز [illegible] چولی اکثر ہوا اور ہنگا کا سیدھا ——— چھوئی موئی وہ پٹ جیسے پُروا اوڑھ رکھی ہو، سیاہ رات کا چیتھڑا پہن اوڑھ لیا ہو ——— یا پھر کاجل کی سیاہی پوت رکھی ہو [illegible] کوئی سیاہ ناگن اس کے ہاتھ کے لہرا رہی ہے۔ ایسے میں اس کی پالتو شیاما نے اک کوک لگائی اور یہ مسکرا کر اپنے پنجرے کے سامنے بیٹھ کر اپنے سراپے کو دیکھنے لگی ——— اس کا جی چاہا کہ آج وہ کچھ خوب سنوارے۔ چاہے بال بال موتی پرو دے۔ اچھے اچھے کندنی زیور پہنے ——— بناؤ سنگھار کے بعد جب وہ زیور آرائی کرنے لگی تو اچانک اس کی نظر اپنے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی پہ پڑی ——— انگلی میں وہ چاندی کی انگوٹھی تو موجود تھی ——— مگر اس میں لگا ہوا گھسا پٹا اندھا سا وہ نگینہ دکھائی نہ دیا جو انگشتری کے بیچ میں الف کے نقطے کی مانند گھسا ہوا تھا یا طاقچی کی روشنی میں شاید اسے دکھائی نہ دیا ہو۔ نوکِ زبان سے انگلی تک گیلا کر کے انگوٹھی اتاری۔ روشنی میں لا کر غور سے دیکھا۔ نگینہ اپنی جگہ خالی کر گیا تھا۔ مٹی سے ہاتھ کی کشتی کی ڈالی میں یہ انگوٹھی اس کی بہشتی ماں دسولاں بائی کی نشانی تھی۔

دسولاں بائی یہ انگوٹھی اپنی جان سے بھی عزیز رکھتی تھی شاید اس لئے بھی کہ یہ خیراں بائی کے مرحوم باپ کی نشانی بھی تھی جو ایک امیر کبیر شخص تھا۔ طوائفیں مجرے کو تھے اس کے مشاغل نہ تھے وہ تو ایک شریف سا

[illegible] تھا۔ چار یاری میں پھنسا ہوا نگینہ رسولاں بائی کو دیکھ کر بیٹھا — ہوش حواس جاتے رہے۔ [illegible] سب کچھ اٹھا کر اس کے قدموں میں رکھ دیا۔ رسولاں بائی بھی اس دیوانے پہ ایسی ریجھی کہ [illegible] سے چاہنے لگی۔ اس شریف آدمی کے گھر میں بیوی بچے بھی تھے۔ مگر عشق بڑی بلا ہے سر پہ چڑھ [illegible] — اس نیم شکستہ سے ایسا جڑا کہ اس کے گلے کا ہار بن گیا۔ جس کے نتیجے میں سفیداں بائی [illegible] میں آ گئی۔

خوشیاں اور کامیابیاں اگر دائمی قائمی ہوں تو پھر شاید انسان انسان کی صورت میں زندہ ہی نہ رہ [illegible] کامیابیاں ناکامیاں محبت نفرت اور مرنے جینے کے تغیر ہی تو اسے استحکام دیتے ہیں۔ اس کے [illegible] اور حوصلے فراخ کرتے ہیں۔ تدبیر اور تقدیر کے فلسفے کو سمجھنے میں مدثابت ہوتے ہیں۔ اس کے [illegible] اور منزل کا تعین کرتے ہیں۔

[illegible] شریف آدمی نے رسولاں بائی پہ اپنا سب کچھ نثار کر دیا۔ لیکن اپنے پیچھے بیوی بچوں کے لئے اتنا [illegible] عمر کسی کے محتاج نہ رہتے — ایک اور کمال یہ کیا کہ مرتے دم تک اپنے گھر، خاندان [illegible] تعلق [illegible] [illegible] اور باری [illegible] سات روز [illegible] بسر کرتا ہے۔

[illegible] وقت نے انگڑائی توڑی، موسم بدلے، حالات نے کروٹ لی — پھر جیسے [illegible] دیکھتے دیکھتے بات [illegible] لگا تار رہتا ہے — مگر بیا نف [illegible] سمجھتے ہی وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھیں پتھرانے لگتا ہے۔

[illegible] کے لئے ایک بھیانک سپنا دیکھا تھا کہ تین چار دن کی بیماری میں بیٹھے تھے کہ [illegible] دنوں میں ایک بھیانک خیال آیا — آنا فانا وہ بیٹی کی زد میں آ کر بیمار ہو گیا [illegible] مر گیا۔ کہا کون سی گلی کا — وقت کا دریا اپنے سینے پہ رواں دواں رہا — ملی پاک کر جانے [illegible] شریف آدمی نے جو کچھ بھی رسولاں بائی کو نصیب ہوا وہ کتنے دن چلتا۔

سچ ہے کہ داشتہ کے بال اور رنڈی کے مال دونوں میں برکت نہیں ہوتی۔ آئی چلائی ہوتی ہے۔ [illegible] ہاں بھی آیا کہ صرف دو چیزیں بچیں — ایک یہ بچی سفیداں اور دوسری چاندی کی یہ چھلا [illegible] جس میں ایک ننھا سا زمرد پھنسا ہوا تھا — یہ مرنے والے نے نشانی کے طور پہ خود رسولاں بائی کی [illegible] پہنائی تھی۔

طوائف اور سانپ اگر اپنے کاٹوں برباد ہونے والوں سے ہمدردی رکھیں یا ان کے ساتھ خود بھی برباد ہو جائیں تو پھر طوائف' طوائف اور سانپ' سانپ نہیں ہوتے اور پھر سپیولیوں اور طوائف زادیوں میں اپنی ولدیت جاننے کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔ ہوش سنبھالنے پر رسولاں بائی نے سفیداں کو یہی بتایا تھا کہ یہ انگوٹھی تمہارے باپ نے مجھ پہ نچھاور کی تھی۔ ۔۔۔ وہ اکثر ماں سے اپنے باپ کی یہ انگوٹھی مانگا کرتی تھی ۔۔۔ اور کبھی رسولاں بڑی دقت سے اُتار کر اسے دے بھی دیا کرتی تھی پھر سفیداں پہروں اس انگوٹھی سے بچوں کی مانند کھیلا کرتی ۔۔۔ اپنی پتلی پتلی انگلیوں میں پھنسا کر گھمایا کرتی۔ کبھی چومتی' گالوں سے مس کرتی اس سے اُس کے چہرے پہ اک عجیب سی ملکوتی چمک اُبھر آتی۔ وہ دُنیا مافیہا سے بیگانہ سی ہو جاتی ۔۔۔ اور رسولاں بھیگی آنکھوں سے اسے تکتی رہتی ۔۔۔ طوائف اور طوائف زادی ہونے کے باوجود ۔۔۔ دونوں اس مقام پہ انسان سی بن جاتیں تھیں۔ سفیداں نے کئی بار دبے دبے الفاظ میں ماں سے یہ انگوٹھی طلب بھی کی۔

"ماں! میں تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتی ۔۔۔ صرف یہ انگوٹھی میرے ان دیکھے باپ کی آخری نشانی مجھے دے دو۔"

رسولاں بائی عجیب سی نظروں سے اسے تکتی رہ کر خاموش رہتی ۔۔۔ صرف ایک بار سفیداں کے ضد کرنے پہ بولی۔

"جب میں مرنے لگوں گی نا! اُس وقت میری اُنگلی سے اُتار لینا ۔۔۔ جیتے جی میں اسے خود سے جدا نہیں کر سکتی۔"

ایسا دل دہلانے والا جواب سن کر سفیداں رو کر رہ گئی تھی۔ اس دن کے بعد سفیداں نے پھر کبھی ایسی حماقت نہیں کی تھی۔

اس سے رسولاں نے کہنے کو تو یہ کہہ دیا ۔۔۔ پھر وہ پچھتائی بھی بہت کہ ناحق بچی کی دل آزاری ہوئی۔ اسی اُلجھن میں رسولاں بائی بھی ماضی کے دریچے کھول کر کہیں پیچھے سوچوں کی دھند میں اتر گئی۔

خوبصورت تو وہ غیر انسانی حد تک نہ تھی کہ پیمانوں پہ عکس ڈالتی تو وہ چھناک سے ٹوٹ جاتے اور نہ ہی قدامت میں بھی کوئی قیامت اٹھانے والی بات تھی اور نہ ہی آنکھوں میں ایسے شرارے تھے کہ جدھر نگاہ ڈالتی ادھر جنگل کے جنگل خاکستر کر دیتی ۔۔۔ بس وہ قبول صورت و قامت تھی لیکن اس کے پاس خوبصورت آواز اور موسیقی کے ہنر و کمال کے ایسے جادو تھے جو سر چڑھ کر بولتے تھے۔ اس کے جلسے محفل میں بیٹھنے والے بس اس کے ایسے ہو جاتے تھے کہ وہ بازار کی بڑی بڑی خوبصورت نامور طوائفوں اور گانے والیوں سے کنی کترا لیتے ۔۔۔ اس

[illegible] تعلق مشق سے عاری تھا اور ادب آداب ہی ایسے تھے کہ وہ طوائف ہوتے ہوئے بھی کوئی دیوی دکھائی دیتی جیسے موسیقی کا کوئی مندھر سا روپ ہو۔

بڑے بڑے گنی، تماشبین اور موسیقی کے رسیا پرانے استاد کہتے تھے کہ رسولاں بائی انبالے والی کے بعد تان مارنے والی ایسی شگفتہ، سُریلی اور مسلسل کا ملکہ آج تک پھر کہیں نظر آئی نہ سنائی دی ہے۔ تان پلٹے لیتے سمے وہ [illegible] اور باریک ہنرمندی سے اپنے اس انگوٹھی والے ہاتھ کو ترتے کی حرکتیں دیتی کہ [illegible] سے نابلد دیکھنے سننے والا شخص اس اضافی ادا، تیکھی اور لحن لہجے کی پاکیزگی سے ہی اندر باہر [illegible] ہو جاتا۔ وہ کسی لمحے نے انگلی پھرت سے انگوٹھی کو ہونٹوں سے مس کر لیتی کہ ہر کوئی اس کی اس ادا کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔

اب برسوں بعد سفید ابرو بائی بھی تان پلٹے لگاتے ہوئے اپنی اس انگلی کو اپنے چہرے کے قریب لاتی جیسے [illegible] انگلی کے ہر پور سے سُر سروالی کے اندر سے سُر کو اکٹھا کر کے باہر نکال رہی ہو۔ جبکہ وہ اپنی ہتھیلی [illegible] باپ کی نشانی انگوٹھی کو اپنے ہونٹوں سے مس کر رہی ہوتی [illegible] یقین [illegible] اس کے ایمان [illegible] تھا کہ اس کی آواز اس کا فن تمام [illegible] دولت [illegible] سب اسی [illegible]

بابا [illegible] کے پہاڑوں کی جانب سے سُرمئی سا غبار اڑنے لگا تھا جبکہ نگینے کی نا بائی [illegible] سے اس کے [illegible] سفید [illegible] پڑی تھی وہ اسے اپنے لئے بدشگونی محسوس کر رہی تھی [illegible] آب رواں [illegible] جیسے چہرہ [illegible] چاند کے گرد ہالہ کھینچے ہوئے [illegible] ترتیب بال [illegible] ہوئی خوشبو [illegible] ایسے میں تیسری جانب سے تتلیاں [illegible] ہوئی [illegible] مٹی، ہریالی، نمی اور کیوڑے کی مہک بھی دیوانہ کر دینے والی خوشبو [illegible] آخر شب کا نور کا ہوتا اور صبح نو خیز کا انداز ہوا تھا [illegible] قمریوں، [illegible] کے چہچہے بھی اسے دل گرفتگی سے نہ نکال سکے۔ اک انچھی سی نظر قدم آگے پڑ [illegible] کر وہ پژمردہ سی [illegible] گی۔

نیند کا تعلق محض جاگنے سے نہیں [illegible] تاریکی یا رات کے ہونے سے ہی نہیں ہوتا بلکہ ادا سے سوچ، ماحول اور [illegible] کی ضروریات سے بھی ہوتا ہے۔ اس کے اندر تو بے چینیوں کی لہریں اور خدشات وہولے کے بھنور سے بن گئے [illegible] بابا [illegible] شاہ کے میلے والے سائے نے دھمال کی "[illegible]" [illegible] اور ہاتھ پاؤں بڑھا کر سفید اس [illegible] کی "تانا ری ری" ہی کیا کم تھی کہ جواب [illegible] جان سے عزیز ان دیکھے باپ کی نشانی انگوٹھی کے نگینے کی گمشدگی کی تان ٹوٹی بھی باقی رہ گئی تھی۔ نگینہ اور وہ میلے والا زخمی دیوانہ [illegible] جیسے دونوں آپس میں گڈمڈ سے

ہوکر رہ گئے تھے ــــ نیم وا آنکھوں میں سنہری پلکوں تلے شاید ملکۂ نیند کی کسی منہ چڑھی سی کنیز نے جھپکی لے لی تھی۔

مریضِ عشق پہ رحمت خُدا کی......!

دن چڑھے جب کسلمندی ٹوٹی' آنکھ کُھلی تو اس کی بند اکھڑیاں بھی وا ہوئیں تو کُھلے دریچے سے چڑھتے سورج کی مہربان سی کرنیں اس کی بے ترتیب سنہری زلفوں تلے چھوا چھوائی کھیل رہی تھیں ــــ چہرے پہ ہلکی سی طمانیت کا نُور کِھلا ہوا تھا ــــ جیسے آندھی طوفان اور موسلا دھار بارش کے بعد موسم نکھر آتا ہے۔ یہ جنت کا موسم ہی تو ہوتا ہے۔

وہ بھی ایک معصوم سی حور دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دیر تک یونہی بے حس و حرکت پڑی رہی یا شاید وہ دیکھے ان دیکھے سپنے دوہرا رہی تھی۔ یکایک استاد جھورے خان کرتا پڑتا اندر داخل ہوا ایک کاغذ سا خط اس کے سامنے [illegible]

"بی بی! یہ خط پتہ نہیں کہاں سے آیا ہے ــ بے رنگ تھا [illegible] کر گیا ہے۔" وہ اپنے کھچڑی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے التجا بھرے لہجے میں کہنے لگا۔ "پتر! الحمد للہ آج چوتھا روز آن لگا ہے ــ کچھ روز کی گنتی ہے ــ پیچھے دھیان دے ــ یوں جی مارنے سے جیون کٹھن ہو جاتا ہے۔"

جھورے سے خط پکڑتے ہی ایک [illegible] بولی۔

"استاد جی! ذرا امام باندی کو اندر بھیج دیں۔"

امام باندی آئی تو انگلیاں پھیلا کر دکھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری انگوٹھی کا نگینہ گم ہو گیا ہے ــ یہ ہم سب کے لئے کوئی اچھا شگون نہیں ہے۔"

دونوں آگے بڑھ کر انگوٹھی دیکھنے لگے ــ استاد جی بولے۔

"بیٹا! کہیں منہ ہاتھ دھوتے نہاتے وقت گر گیا ہوگا۔ چنانچہ ہم سب ابھی ڈھونڈیں گے' مل جائے گا۔"

پھر وہ سمجھانے کے انداز میں کہنے لگا۔

"بیٹا! کہو تو بڑا کمرا صاف کروا دوں ــ آج شکروار ہے ــ کچھ دال دلیا ــ؟"

سفیداں بائی درمیان میں ٹوکتے ہوئے بولی۔

"استاد جی! بابا بالی شاہ کے میلے کے دن حادثے کے بعد جیسے میرے سُر ہی ختم ہو گئے ہیں اور اب گھنگرو ختم ہونے سے میری تانیں، پلٹے، مُرکیاں، جھمیں سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔۔۔ میرے دل پہ دھپ اور گھٹے بیٹھ گئی ہے۔۔۔ آج صبح جب میں ریاض میں بیٹھی تو محسوس ہوا کہ میں سب کچھ بھول گئی ہوں، کھو بیٹھی ہوں۔"

چھوٹی بہن امام باندی پلنگ کی پٹی پہ بیٹھتے ہوئے روہانسی بولی۔

"دیدی! حادثے نقصان تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ امرتسر اور انبالے ہمارے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا۔۔۔ مگر اس سے پہلے تو تم نے ایسی مایوسی اور بے دلی کبھی نہیں دکھائی۔۔۔ باقی رہی گھنگھرو کی بات۔۔۔ مانا کہ یہ گھنگھرو ہمارے لئے بہت قیمتی تھے کیونکہ تمہارا اس سے ایک جذباتی لگاؤ تھا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں ہم سب مل کر اسے ... کے گھنگھرو پار سنگار کرو۔۔۔ دنیا میں آتے ہیں مایوس ہو کر دوسروں کے چوبارے چڑھ جاتے ہیں۔ آ گئی ... ایک انگوٹھی اور اتفاقیہ حادثے کی وجہ سے ٹھکرانا کفرانِ نعمت ہے۔ اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں۔"

صفیہ ان بالی ... ہو کر بولی۔

"... کی چلک میں ... گھبرانے یا سکون سے۔۔۔ جاؤ تم لوگ ہی جلسے محفل میں بیٹھ لیا کرو۔۔۔ مجھے تنگ نہ کرو۔"

استاد ہاتھ بالا ہے بحث کرنے لگے۔

"صفیہ ان بیٹی! اپنے ... بات ساری تمہارے دم برکت سے۔۔۔ ان نمانڑ چھڑی! اٹھو تیار ہو جاؤ، تمہیں ریاض کرواتا ہوں۔۔۔ تمہارے سُر سب واپس پلٹ آویں گے۔"

وہ تیار ہوئی۔۔۔ بڑے دل سے "اچھا استاد جی!" کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر بے رنگ خط کی طرف متوجہ ہوئی۔

خط، چٹھیاں، زبانی کلامی سندیسے پیغام تو اسے موصول ہوتے ہی رہتے تھے۔ مگر یہ خط ایک تو بے رنگ تھا دوسرے ایک عجیب سی وضع قطع لئے ہوئے تھا۔ جیسے بچے انداز سے سرنامہ لکھا ہوا تھا۔ "فقط ہندوستان کی مشہور طوائف صفیہ ان بالی امرتسر والی کو ملے۔" خط لکھنے والے کا نام درج نہ تھا۔ نیلی یا سیاہ روشنائی کے بجائے سُرخ روشنائی سے تحریر تھا۔ تحریر کی طرح یہ روشنائی بھی ہموار اور یکساں سی نہیں تھی۔ مزید دیکھنے پہ پتہ چلا یہ روشنائی سے نہیں لہو سے لکھا ہوا ہے۔ اس کے لئے یہ بھی کوئی نئی انوکھی بات نہیں تھی۔۔۔

اکثر ایسا بھی ہوتا رہتا تھا۔ لہو سے لکھے ہوئے خط چھلّے، رومال وغیرہ۔ اکثر پیار و محبت کے چکّر میں پھنسا ہوا انسان اگلے کو متاثر کرنے کے لئے بڑی اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتا ہے ..... اس نے بڑی بے نیازی سے لفافہ چاک کیا دیکھیں اندر سے کیا ہوا پھیپھڑا برآمد ہوتا ہے یا کوئی عشق کا تیر کھایا ہوا زخمی دل۔ مگر یہ خط تو کوئی اور ہی خوشبو لئے ہوئے تھا۔ لفافے کے اندر ایک اور لفافہ تھا جس کے دائیں کونے "علی تیرے چاہنے والوں کی خیر" بائیں کونے پہ "جھوں زرا کالے" لکھا تھا۔ اک عجیب سے تجسس اور حیرت بھرے انداز سے وہ آنکھیں پٹ پٹا رہی تھی ..... جب کچھ بوجھ میں نہ آیا تو چھنگلی کا بڑھا ہوا ناخن ڈال کر اندر والے لفافے کو بھی کبوتر کے پر کی طرح چاک کیا۔

عاشق کا خط ہو یا کبوتر فاختہ کا پوٹا۔ برآمد کیا ہوتا ہے۔ چند دانے اناج و غلہ ..... ہرے سرخ کانچ کے ننھے ننھے ٹکڑے چمکیلے اوچھے سنگریزے۔ انگلی کلائی کے لہو سے بنایا دل اور اندر گھسا ہوا تیر یا خنجر۔ عاشقانہ اشعار ..... یا پھر سے جیسے خودکشی کی دھمکی۔

[illegible] کے رجسٹر کا صفحہ گھر درا پیلی رنگت کا تڑا مڑا کاغذ تھا جس کے ایک طرف مریض کا نام مرض تشخیص دوائیں [illegible] حالت [illegible] وغیرہ درج [illegible] بد خطے میں لکھا تھا۔

"مرشد [illegible] کا ادنیٰ بندہ ... [illegible] اک سوختہ حال جان بلب عقیدت مند کا سلام پہنچے [illegible] بابا بلّی شاہ کے میلے پہ آپ کی اکلاپی بھری [illegible] ان سے مجھ کو [illegible] والا ہوں داتا ... [illegible] اگر آپ کی تھوڑی سی توجہ نصیب ہو جائے تو [illegible]"

یک دم اس کی آنکھوں کے آگے وہ میلے والا حادثہ آ گیا۔ ماتھے پہ تریلی آ گئی ہاتھ پاؤں تھر تھر کانپنے لگے اور دل تھا کہ دھک دھک کی دھم پیل سے جیسے باہر لوٹنے کو ہو ..... کچھ دیر تک بالکل ساکت و جامد کی پڑی رہی پھر بڑی مشکلوں سے خود کو سنبھالا۔

طوائف کی زندگی کی ذلت اس کے پیشے کے تقاضے گھر اور ارد گرد کا ماحول اس کی سوچ سمجھ کے اپنے مخصوص انداز شایانِ شان ابھارتے ہیں سب کچھ مال و زر ذہن و دماغ عشوہ و غمزہ و فراخ مشربی اور نشاط و تیزی سے منسلک ہوتا ہے ..... اس کی خوبصورتی اور بھرپور شباب کے لئے چند سال جیتے ہی اس کا کل سرمایہ ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ خوب محنت سے جمع کر رکھتی ہے۔ وہ اپنے ایک ایک اشارے نخرے اداؤں لبھاؤں اعضاء کی ایک ایک حرکت تارِ نفس کی اک اک گرہ کا زیادہ سے زیادہ تاوان وصول کرنے میں کوشاں رہتی ہے تاکہ جوانی کی

شہر... جیبیں گزارنے کے بعد وہ آنے والے بڑھاپے کی سرچڑھی رات کسی محفوظ شامیانے تلے بسر کرنے کی اہل ہو گئے ——— پیسہ اور پیسہ اور پھر پیسہ اس کا فلسفۂ حیات اور زندگی کی آسائشیں حاصل کرنا اس کا دھرم دھیان ہوتا ہے ——— جس کے کھیسے میں دام ہے وہی اس کا غلام ہے ——— پیار محبت عشق و شق اس کے نزدیک محض تضیع اوقات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتے ——— شرم حیا عزت و غیرت و فا نبھا وغیرہ کے مفہوم۔ اس کے پیشے کی ڈکشنری میں بالکل مختلف ہیں ——— لیکن کبھی کبھی کہیں انہونی بھی ہو جاتی ہے۔ ہزاروں میں کوئی "پاگل دی پتر" یا "علی ذکر اسادات" ایسا بھی نکل آتا ہے جو اپنی پیشہ ورانہ روایتوں کے برعکس عمل پیرا ہو جاتا ہے ——— ایسا کسی اونچے بندے کے بارے میں ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے مقدروں میں دھکے در در کی خواری رسوائی اور بدنامی لکھی ہوتی ہے اور یا پھر اس کی رگوں میں شرافت اور خباثت کے خون میں بیلنس نہیں ہے یا اصلی شرافت کی شریان ذرا موٹی ہے۔ بالفاظ دیگر طوائف بھی آخر بندہ بشر ہوتی ہے کسی کی کہیں بھی کسی وقت کوئی بھی [illegible] ایک سکتی ہے بندہ پاگل سکتی ہے اور جب کوئی خاص خناس سما جائے تو پھر طوائف ہو یا شریف زادی کوئی [illegible] مصلحت یا سود و زیاں کو نہیں مانتا پھر چل سو چل والی بات ہوتی ہے۔

وہ سوچ رہی تھی اس کو [illegible] کی خاطر [illegible] کے بعد [illegible] بھی [illegible] ہی [illegible] طلبگار ہوا۔ بلکہ وہ تو اپنے طور پہ بھی مان چکی تھی کہ اس کی اس حالت کی ذمہ دار بھی وہ تو ہے ——— اسی [illegible] اس کے [illegible] سے وہ نہ تھے ——— [illegible] ادب کیا تھا۔

وہ پہر سے ذرا پہلے وہ [illegible] ایک بڑی سی چادر میں سراپا ڈھانپے ہوئے ہسپتال میں آگئی۔ اس کے ساتھ اس کی خلیری بہن جانکاں بائی بھی تھی۔ یہ دونوں عام سی مقامی عورتیں ہی دکھائی دے رہی تھیں اور دونوں جنرل وارڈ کے ایک ایک بیڈ دیکھتی جا رہی تھیں ——— مگر انہیں ایسا کوئی مریض دکھائی نہ دیا جس پر جیون رانا کے "گلو" کا الزام لگایا جا سکتا ہو۔ کافی کی خواری کے بعد آخر انہیں ہسپتال کے ایک ملازم سے معلوم ہوا کہ اس حلیے کا ایک مریض کمرہ نمبر [illegible] میں موجود ہے۔

اس کمرے میں وہ اکیلا ہی مریض تھا۔ ہسپتال والوں کی ہدایت کے مطابق وہ اکیلی ہی اندر داخل ہوئی۔ وہ چاروں شانے چت، گردن سے پیچھے تک پلاستر اور پٹی کی پٹیوں سے جکڑا پڑا تھا۔ پائنتی کی جانب بیڈ کی ریلنگ پہ ہسٹری شیٹ لٹکی ہوئی۔

"[illegible] خان!" وہ خاموشی سے ہیڈ کو الف پڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن جب اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تو اس نے چہرے سے چادر ہٹا کر مریض کو پڑھنا چاہا ——— پاؤں ٹانگیں سرخ کمبل سے ڈھکے

ہوئے تھے۔ پیٹھ سے گردن تک جیسے وہ سنگ مرمر میں ڈھلا ہوا ہو۔ سرگدی کا پچھلا حصہ جس پہ ایک موٹی سلوٹ پڑی ہوئی تھی ننگا تھا۔ سیاہ بالوں سے لدے پھندے بھرے بھرے ننگے بازو۔ ایک تکیے کے نیچے دوجا تکیے کے اوپر۔ گہرا سیاہ بھوجک چہرہ بائیں جانب ڈالے ہوئے وہ کسی دیوہیکل کے پیارے بچے کی مانند چپ چت پڑا ہوا تھا...... تکیے میں دھنسے ہوئے چہرے کا صرف آدھا حصہ ہی وہ دیکھ سکی تھی۔ ایک غلافی آنکھ جو نیم بند تھی۔ ناک کا ایک نتھنا اور موٹے موٹے ادھ کھلے کھلے کلونسے ہوئے ہونٹ ...... وہ شاید کوئی انچل سا خواب دیکھ رہا تھا...... وہ دیکھے جا رہی تھی۔ کبھی اس کے جھاڑ چہرے پہ ہلکی سی مسکان ابھرنے لگتی اور کبھی اس کے خشک ہونٹ کسی انجانے اندیشے سے تھرتھرانے لگتے تو انہیں ہانپا سا لگ جاتا...... پھر اچانک اس کا آدھا دکھائی دیتا ہوا چہرہ ٹھہرے ہوئے پانی کی مانند شانت پڑ جاتا۔

راجوں رئیسوں سے ناطہ اور بارجوانی اٹھوانے والی سرتلیت سے آنکھوں پھیر اٹھکیلیاں لینے والی چیت کی چاندنی کی مانند "عشق نہ دیکھے ذات اوقات" والی بات دہرائی گئی تھی جو پہلے زقند بھرتی ہوئی یہ ہرنی اس نیولے [illegible] کے بھٹ بھر تک چلی آئی تھی۔ تقسیم سزا یا پھر پچھلے جنم کے کسی بول قول کا [illegible] کھٹتان تھا۔ جو ایسے رام [illegible] کے پاس [illegible] سے لوٹ رہی [illegible] کر رہی تھی۔

پھر [illegible] کی جان اس کے [illegible] سے الگ ہوئی۔ کالے خان نے ہلکی سی کراہ کے ساتھ [illegible] اپنا دایاں ہاتھ تکیے کے نیچے سے نکال باہر کیا تھا...... اس کی تیسری انگلی میں جانے کیا کچھ لپٹا ہوا دکھائی دیا۔ سقیداں بائی کے تو جیسے [illegible] ..... ساری رنگت روپ اور حالت ویسے ہی اس کے پیٹ کی ناف میں گھسا اترا ہوا اب آشکار سا گیا...... سقیداں بائی نے ہاتھ اٹھا کر اپنی انگوٹھی پہ نگاہ ڈالی...... وہ تو وہیں پہ موجود تھی۔ اب دوبارہ کالے خان کی انگوٹھی دیکھی...... دونوں ایک ہی۔ یہ کیسے ممکن ہے دونوں ہاتھوں میں ایک ہی سالوں پرانی انگوٹھیاں...... وہ چکرا سی گئی تھی لیکن فوری طور پہ جو بات سمجھ میں آئی وہ یہ کہ ان دونوں انگوٹھیوں کا آپس میں کوئی نہ کوئی سمبندھ تو ضرور ہے۔ کیا ہے کس طرح کا ہے؟ فی الفور اس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ اس نے فوراً سے کالے خان کے چہرے کی طرف دیکھا تاکہ پتہ چل پائے شاید کوئی انجانا سا خواب دیکھ رہا تھا۔ وہ غیر ارادی طور پہ پلنگ کی جانب سے ہٹ کر سرہانے کے پاس کھڑی ہوئی...... اس جگہ کالے خان کا بایاں ہاتھ اس کے عین سامنے تھا...... اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ کے قریب لا کر پھیلا دیا۔ وہ شاید دونوں انگوٹھیوں کا موازنہ کرنا چاہ رہی تھی...... ادھر دل تھا بلیوں اچھل رہا تھا کہ دھڑکنے کی بازگشت اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ وہ جھکے ہوئی شاید کچھ اور

[illegible] تھی کہ دل کے دھماکوں اور سانسوں کی ہلکی ہلکی سرسراہٹ اور تمازت سے کالے خان کے تارِ نفس تھما [illegible] تھے ..... بھاڑ منہ بھی سفیداں بائی کی جانب تھا۔ سرمئی سرخ ڈوروں والی تھوتھنا آنکھیں جھکولا کھا کر کھل [illegible] والی چیز انتہائی قریب ہو تو واضح دکھائی نہیں دیتی ــــ پھر ماندے بندے کی غنودگی تو چھٹتے چھٹتے ہی [illegible] چھٹتی ہے۔ یادداشت دماغ اور اوسان بھی کہیں وقوف لے کر سکت پکڑتے ہیں۔

لیکن یہاں تو واردات ہی دگر تھی۔ جھوں را کالے کی کایا کا ایک ایک کل پرزہ پچھلے روز سے ہی [illegible] کی رگڑ سے رست کر تھا اسے نقاہت نیند کی گھمبیرتا غنودگی کی ظلمتیں گہریوں یا نزدیک و دوری کی [illegible] سے کیا واسطہ؟ ..... آنار کی طرح پھوٹتے ہی "یا علی ترے چاہنے والوں کی خیر ــــ جھوں را کالے [illegible] والوں کی خیر ــــ" کا دھیما سا نعرہ بلند ہوا۔ یہ سب کچھ اتنا اور ایسا اچانک کہ سفیداں بائی ویسے [illegible] دیکھتی اور سنتی رہ گئی۔

حس اور نطق کی توانائیاں جب لرزنے اور دھندلانے لگتی ہیں پھر بصری شمعیں فروزاں ہو جاتی ہیں۔

[illegible] ابھی تک آیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کا آئینہ بنے رو برو تھے۔

[illegible]

[illegible] ..... سفیداں بائی کالے خان کی ڈیوٹی یا کوئی [illegible]

[illegible] ہوئی۔

"آپ ادھر کرسی پر بیٹھ جائیں مریض سے زیادہ بات چیت کرنے کی اجازت نہیں۔"

سفیداں بائی نے بیٹھتے ہوئے [illegible]

"ان کی تکلیف اور علاج کے بارے میں میں کچھ جاننا چاہتی ہوں۔"

نرس اسے گہری نظروں سے تولتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو آپ شاید وہی خاتون ہیں جنہیں اس نے اپنے ہوش سے خط لکھا تھا۔" پھر [illegible] لگی۔ "ان کی حالت بہت نازک تھی۔ دیکھتے ہوئے میں نے خط لکھے اور پوسٹ کرنے میں ان کی [illegible]۔"

سفیداں بائی نے جواب میں مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر شکریہ ادا کیا۔ نرس خوش ہوتے ہوئے بولی۔

"سفیداں بائی جی! آپ کو یہاں اپنے سامنے پا کر میں بے حد خوشی محسوس کر رہی ہوں۔ آپ یہاں [illegible] میں ڈیوٹی ڈاکٹر کو اطلاع کرتی ہوں وہی آپ کو مریض کے بارے میں پوری تفصیل بتا سکیں

اس سے جان چھوٹی تو یہ پھر حیرت' خوشی اور اک بے تابی سی کیفیت کے گرداب میں پھنس گئی۔ دراصل وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ انگوٹھیوں کا چکر کیا ہے۔ وہ کن آنکھیوں سے انگوٹھی اور اسے دیکھ رہی تھی۔

کالے خان کی مجبوری یا معذوری یہ تھی کہ وہ چت لیٹا ہی رہ سکتا تھا۔ کسی حرکت یا کروٹ کے لئے وہ بے بس تھا — پھر بھی وہ خفیف سی گردن یا اچلا کر اسے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا — وہ بہ دقت کہنے لگا۔

"نرگس سرکار! مجھے معذور جان کر معاف کر دینا — میں اگر ذرا بھی اٹھنے کے قابل ہوتا تو واقعی دل و نگاہ فرش کر دیتا۔"

وہ مزید قریب ہو کر کہنے لگی۔

"یوں ہی خاموش اور بے حرکت لیٹے رہو کالے خان! تمہیں میرے لئے اتنی تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تو خود ہی تمہاری عیادت کے لئے یہاں آئی ہوں — کہو کیسے ہو؟ — مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرا گانا سننے کی خاطر کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ جامن کے پیڑ پر چڑھ گئے تھے۔ جامن کا کمزور ٹہنی تمہارا بوجھ سہار نہ سکا اور تم خاصی بلندی سے نیچے گر پڑے۔ جس کے نتیجے میں تم اس حالت کو پہنچے ہو۔ کیا تم مجھے مختصراً بتا [illegible]"

وہ بولا۔

"نرگس سرکار! یہ سب اتفاق ہی ہوا اور جو کچھ بھی ہوا بہت خوب ہوا — بلکہ تمہارا التفات پانے کے لئے تو اور بھی بہت کچھ ہونا چاہیے تھا۔ شوق نے مجھے وہاں پہنچایا — حماقت نے [illegible] جامن پر چڑھایا — اور پھر اتفاق سے میں نیچے گر پڑا — اور [illegible] حاصل ہوئی۔ ویسے نرگس سرکار! وہ تو جامن کا پیڑ تھا — وہاں [illegible] بھی کوئی ہوتی تو اس پر بھی چڑھ جاتا۔"

وہ قدرے محجل ہوتے ہوئے کہنے لگی۔

"تمہیں اس حالت میں زیادہ باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔"

وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔

"تم نے پوچھا تو میرا جواب دینا فرض بنتا ہے۔"

حمیدہ اس ہاں کرنے کو تو باتیں کر رہی تھی مگر اس کا دل و دماغ انگشتری والے گورکھ دھندے میں الجھا ہوا تھا — اسے جب بھی موقعہ ملتا وہ انگشتری کو بغور دیکھ لیتی — کرنیل محمد اکرم کے خان کے قریب آنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ وہ بڑی بے تابی سے انگشتری کے بارے میں جاننا چاہتی تھی مگر اسے کوئی مناسب موقع یا الفاظ نہیں مل رہے تھے — اسی اثناء میں ڈاکٹر اور دو تین نرسیں اندر داخل ہوئے۔ بڑا کوئی سڑیل قسم کا بنگالی ہندو

[illegible] ابتدائی گفتگو کے بعد اس نے مقیداں بائی سے دریافت کیا کہ مریض سے اس کا کیا رشتہ ہے۔ مقیداں بائی نے اسے تمام واقعہ سنایا اور بتایا کہ کالے خان میرا مداح ہے ——— میرے پروگرام میں میرے [illegible] سے آتا ہے چونکہ یہ حادثہ ہوا ہے اس لئے میرا انسانی فرض بنتا ہے کہ میں اس بچارے مفلس کی تیمارداری اور [illegible] کروں ——— ڈاکٹر نے بتایا کہ اس دن والے حادثے سے متاثر ہونے والے چاروں زخمیوں میں سے [illegible] کالے خان ہی اس وقت یہاں خصوصی نگہداشت میں موجود ہے باقی تینوں کو مرہم پٹی کے بعد فارغ کر دیا گیا ——— صرف یہی مریض ہے جو سب سے زیادہ مجروح ہوا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ کولہے اور بازو کی ہڈیاں بھی متاثر ہوئی ہیں۔ ابھی تک اس کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہیں۔ ہم نے کئی بار مریض سے اس کا گھر کا پتہ دریافت کیا ہے تاکہ اس کے لواحقین کو اس کی حالت کے بارے میں اطلاع دی جا سکے ... مگر یہ کچھ بتاتا ہی نہیں ——— صرف آپ کو ہی اپنا والی وارث لکھواتا ہے۔

مقیداں بائی نے کمال انداز دلربائی سے ڈاکٹر کو اپنی حیثیت سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا۔

"ہم لوگ اپنے مداحوں اور چاہنے والوں کی بہت قدر کرتے ہیں..... ہمارے مداح [illegible] قدردان ہی [illegible]

[illegible] درباد سے [illegible] ہے اس کے مہاراجہ صاحب کے حکم سے مطابق اس کا علاج [illegible] ہوگا ——— اور [illegible] معصوم شخص کی تیمارداری اور دلجوئی کے لئے یہاں موجود ہوں۔"

ڈاکٹر اس کے جذبات سے متاثر ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ یہاں تیمارداری کے لئے رہ سکتی ہیں ——— [illegible] کوئی ضرورت نہیں۔ آپ ہر روز آ کر [illegible] جایا کیجئے۔ مگر زیادہ دیر آپ کا موجود ہونا مریض کے لئے مناسب نہیں۔ ہمارا اسٹاف ہر طرح سے [illegible] رکھے گا ——— ہمیں اس مریض کے بارے میں سرکاری طور پر بڑی تاکید ہے۔"

وہ شام ڈھلے تک اس کے پاس بیٹھی رہی۔ کالے خان اسے اور انگشتری کو دیکھتی رہی۔ جاتے جاتے اور باتیں کرنے کی غرض سے نرس نے اسے ٹیکہ لگا کر پرسکون کر دیا ہوا تھا اور اب ایک تختے سے بنچے کی طرح گہری نیند میں اترا ہوا تھا۔ وہ نرس کو چند ضروری ہدایات اور ایمرجنسی میں رابطہ کرنے کے بارے میں سب کچھ سمجھا کر چلی گئی۔

وہ ہر روز صبح سویرے پہنچ جاتی۔ پورا دن اس کے پاس بیٹھی رہتی یا پھر کوئی کتاب رسالہ سامنے دھر لیتی ——— لیکن جونہی اس کی نظر انگشتری پہ پڑتی تو پھر بے سکون سی ہو جاتی۔ انگشتری تو جیسے اس کے اعصاب پہ

سوار ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے اپنی بے تُک سی انگشتری کو بارہا الٹ پلٹ کر دیکھا تھا — دونوں میں اُسے بال برابر بھی کہیں فرق دکھائی نہیں دیا۔ یہ انگوٹھیاں کسی مشین کی بنی ہوئی نہیں تھیں ... یہ تو کسی انتہائی مشاق سنار کے فن کا نمونہ تھیں — سادہ، بے تُکی اور قدرے بھدی سی۔ لگتا تھا کسی خاص انسان نے انہیں اپنی پسند سے بنوایا ہو...

اس نے بہتیرا دماغ کھپایا۔ مگر کچھ بھی سمجھ میں نہ پڑا۔ جب زیادہ زور دیتی اور معاملے کو منطقی انداز فکر سے دیکھتی تو جو نتیجہ نکلتا وہ کوئی زیادہ خوشگوار نہ ہوتا۔ اس انگشتری کے حساب سے کالے خان سے اُس کا کوئی بہت قریب سمبندھ نکلتا — کالے خان یا تو اس کے مرحوم باپ کا کوئی قریبی عزیز ہے۔ بیٹا — اور یا پھر کوئی چور، لیکن کالے خان چور نہیں ہو سکتا — تو پھر وہ بیٹا ہی ہو سکتا ہے۔ ایسی ہی انگوٹھی اس کے باپ نے اس کی ماں کو اپنی محبت کی نشانی کے طور پہ پہنائی تھی اور اب اسی طرح کی انگوٹھی کالے خان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس تلخ حقیقت پہ سوچتے سوچتے پاگل سی ہو جاتی تھی۔

ایک روز اس کے بازو پہ ہلکے ہاتھ سے مالش کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"کالے خان! یہ انگشتری اتار دو۔ ہاتھ پہ ورم کی وجہ سے بُری طرح پھنس پڑی ہے۔"

[illegible]

"ہاں ... [illegible] ... پہنانے والوں کے کہنے کے باوجود بھی نہیں اتارا — یہی تو اک انگوٹھی رہ گئی ہے میرے پاس — میرے ماں باپ کے خاندان کی نشانی۔"

حفیظاں بائی نے کمال [illegible] کہا۔

"یہ تو سب ٹھیک ہے مگر یہ بُری طرح انگلی میں پھنسی ہوئی ہے جلد پڑ سے چڑھ تمہارا جسم [illegible] پڑ گیا ہے۔ ہاتھ بازوؤں پہ ورم اور دوران خون بھی خطرناک ہیں۔ اس لئے اس انگوٹھی کا اتارنا ہی بہتر ہے۔"

"اچھا! اگر تم بھی اسے میرے ہاتھ سے اتارنا مناسب سمجھتی ہو تو اتار لو..."

اس نے ہلکی سی کراہ کے ساتھ اپنا ہاتھ ڈھیلا چھوڑ دیا۔ مگر حفیظاں بائی ہر حربہ آزمانے کے بعد بھی وہ انگشتری نہ اتار سکی۔ جھنجھلا سی بولی۔

"جی کالے خان! یہ تو ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ لگتا ہے اسے بھی تمہارے سے علیحدگی پسند نہیں۔"

وہ اپنے دوپٹے کے پلو سے انگوٹھی صاف کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"اچھا بتاؤ یہ تمہاری ماں کی نشانی ہے باپ کی یا پھر جورو......؟"

اس کی دکھائی دینے والی ایک آنکھ میں جیسے اوس کا چھینٹا سا لگ گیا ہو ... چند ثانیے وہ پلکیں بند کیے

خاموش سا ہو لیا..... سفیداں بائی بولی۔

"میرے اس سوال سے شاید تمہارا دل دُکھا ہو..... مجھے معاف.....!"

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں — یوں ہی کبھی کبھی کلیجے کو کچوکا سا لگ جاتا ہے — ہاں تم پوچھ رہی تھیں کہ یہ انگشتری کس کی نشانی ہے تو سمجھو کہ یہ میرے اماں ابا دونوں کی ہی نشانی ہے۔ میرے ابا نے آگرہ کے رہنے والے اپنے سنار دوست سے بڑی فرمائش کر کے دو انگوٹھیاں بنوائی تھیں — ان انگوٹھیوں کا کندن میرے دادا کی جیبی گھڑی کے ڈھکن کا تھا جو ایک حادثے میں بُری طرح ٹوٹ گئی تھی — ان انگوٹھیوں کے ننھے ننھے نگینے بڑے قیمتی پنے تھے جو میری دادی کے بازو بند سے اترے ہوئے تھے — بڑے شوق و اہتمام سے انگوٹھیوں کی پٹی پہ ابا نے اپنا نام کندہ کروایا... ایک انگوٹھی میری اماں کو اپنی محبت اور وفا کی نشانی کے طور پہ پہنائی تھی — پھر ایک ٹھنڈی آہ بھرنے کے بعد بولا۔ "میری سرکار یہ وہی انگوٹھی ہے جو میرے ابا نے میری ماں کو خود اپنے ہاتھ سے پہنائی تھی۔"

سفیداں بائی کچھ دیر اس کے چہرے کو تکتی رہی — پھر بڑی رسان سے پوچھا۔

"اور دوسری انگوٹھی؟"

"[illegible] رکھتے تھے۔ وہ ہر وقت اسی کی دلجوئی اور خاطر داری میں لگا رہتا تھا۔"

سفیداں بائی خطو ان کی بات درمیان میں قطع کر کے ایک اور سوال پوچھ بیٹھی۔

"کیا تمہاری ماں تمہارے باپ کے خاندان سے تھی یا تمہارے باپ نے اپنی پسند سے —؟"

"نہیں نہیں — ایسی کوئی بات نہیں تھی — ہم اصل پٹھانوں میں شادیاں اپنے خاندان میں ہی ہوتی ہیں — میری ماں کوئی ایسی خوبصورت بھی نہیں تھی۔ دراصل وہ بڑی خوبیوں والی عورت تھی۔ [illegible] — جبکہ میرا باپ بڑا غصیلا اور طیش مزاج قسم کا آدمی تھا مگر میری ماں کے آگے وہ سدا [illegible] [illegible] — مگر افسوس کہ وہ..."

سفیداں بائی اس کے آدھے دکھائی دینے والے چہرے پہ نظریں گاڑے غور سے اس کی بات سن رہی تھی۔ اس کے اچانک خاموش ہو جانے سے اس کی ہتھوڑی پہ بل پڑ گیا — وہ [illegible] سے [illegible]

"کالے خان! تم اپنے والد اور والدہ کے متعلق بات کر رہے تھے کہ میرا باپ میری ماں کی [illegible] [illegible] کرتا تھا مگر افسوس..... اب آگے بات کو بڑھاؤ۔"

''ہاں! میں اپنے باپ کی بات کر رہا تھا۔۔۔ بُری سرکار! میرے اسی باپ نے میری ماں بروشا کر ماں کو زندہ درگور کر دیا۔۔۔ وہ کسی طوائف کی زلفوں کا اسیر ہو کر اسی کا ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ تو بہت بعد میں معلوم ہوا وہ کاروباری مصروفیات کی آڑ میں اس طوائف کے ہاں قیام کرتا تھا پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس کا اپنے بیوی بچوں سے التفات بالکل ہی ختم ہو کر رہ گیا۔۔۔ یہاں تک کہ وہ انگوٹھی جو اس نے اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی تھی جس کے لئے کندن میرے دادا کی گٹھڑی سے لیا گیا تھا۔۔۔ جس کا نگینہ میری دادی کے بازوبند سے اُترا ہوا تھا۔۔۔ اور جس پہ میری ماں کا نام کندہ تھا۔ اس اپنی محبوبہ طوائف کو تحفے میں دے دی۔'' کالے خان نے اتنا کہہ کر پھر خاموشی سادھ لی۔

سفیداں بائی نے تھوڑی دیر بعد ''پھر'' کے دست پناہ سے پھر راکھ کے ڈھیر سے دبی چنگاری نکالنے کی جستجو کی۔

''پھر ایک دن میرا باپ بیٹھا بٹھایا جیتے جی وہاں لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میری ماں بھی چل بسی۔۔۔ اس طرح ایک طوائف کی وجہ سے ہمارا ہنستا بستا گھرانا تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ پھر میرے من میں ایسی کرید [illegible] کہ میرا ایک دن [illegible] زہر لگتی تھی۔ انسانیت [illegible] پیار [illegible] اپنے [illegible] ہو گیا۔ آوارہ گردی شروع کر دی۔ مستقل سے قدرے سکون نصیب ہوتا تھا۔ پچھلے دنوں یونہی کاروباری سلسلے میں کچھ عزیزوں سے ملاقات کی غرض سے جموں پہنچا۔۔۔ اگلے روز سیالکوٹ روانہ ہوتا تھا۔ وقت گزاری کے لئے ایک باغ میں بیٹھا تھا کہ میرے قریب ہی [illegible] قسم کے لوگ بیٹھے اپنے سازوں کو خر کر رہے تھے۔ یونہی باتوں باتوں میں انہوں نے تمہاری گائیکی کی بے انتہا تعریف بلکہ تعریف کی کہ میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔۔۔ پھر جا سن کا پیچ۔۔۔ ہسپتال اور اب یہ ماحصل ہی بیکار باتیں۔۔۔''

سفیداں بائی نے ایک ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

''یہ باتیں بیکار نہیں۔ بڑی کارآمد ہیں۔۔۔ اب صرف ایک اور بات بتاؤ۔۔۔ وہ طوائف جس کو آپ کے ابا سے تعلق خاص رہا تھا، کیا تم نے اسے دیکھا یا کچھ جانتے ہو گے کہ وہ کون تھی۔۔۔ کہاں تھی۔۔۔ یعنی نام وغیرہ؟''

''نہیں۔۔۔ ہمارے ابا نے اس کے بارے میں کبھی کسی کو ہوا تک لگنے نہیں دی تھی اور نہ ہی ہم نے کبھی جاننے کی کوشش کی۔ نا آسودہ محرومیوں کے ڈھیر کو کریدنے سے دکھ کے علاوہ اور تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

سفیداں بائی تو جیسے پاتال میں اتر گئی ہو۔ اس کا رنگ فق ہو چکا تھا۔ بے دھیانی میں اس کے منہ سے نکل گیا۔

"تم نے سچ کہا... طوائف اور گندگی کے ڈھیر سے سوائے بدبو کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

پورے ساڑھے دو ماہ تک سفیداں بائی ہسپتال میں اس کی چارپائی کی پٹی تکی رہی... اس دوران [illegible] بستر پہ پڑا رہا۔ لیٹے لیٹے ہی ہاتھ پاؤں ٹانگوں کی ہلکی سی ورزش کرائی جاتی۔ یہ خود اپنے نازک نازک ہاتھوں سے دبانی، مالش کرتی، سر سہلاتی۔ ٹھوس غذا تو سرے سے ہی بند تھی... سوپ، جوس، چائے یا پھر [illegible] دودھ، موٹا پھل... یہ کھلانا پلانا بھی سفیداں بائی کرتی تھی... بول براز بھی الگ ایک مسئلہ [illegible] کے لئے چارپائی کے نیچے انتظام تھا... پاخانہ [illegible]... ہر دوسرے روز آتا کر [illegible] یہاں بھی سفیداں بائی نرس کا ہاتھ بٹاتی... اکبر کے پچاسی فیصد درست تھے۔ پلاسٹر کاٹا تو جسم [illegible] جیسے ابھی ابھی اس کا جنم ہوا ہو... اٹھنا بیٹھنا یا کھڑا ہونا اور چلنا تو جیسے وہ بھول ہی گیا [illegible] چند منٹ بیٹھنے، کچھ قدم چلنے اور ہلکی ہلکی ورزش کی اجازت [illegible] ہسپتال [illegible] پندرہ روز [illegible]

[illegible] تین ماہ تک سفیداں بائی اپنے کام دھندے سے فارغ اور کالے خان کی تیمارداری میں [illegible] اب [illegible] سے پہلے والا کالے خان تھا اور نہ وہ پہلے والی سفیداں بائی تھی۔

اب کالے خان کا یہ عالم کہ بیماری اور بیزاری سے [illegible] آیا تھا۔ رنگ پہلے ہی سیاہ [illegible] طبیعت مزاج کا بھی [illegible] ہو گیا۔ گردن قدرے آگے کو جھک کر رہ گئی جو دائیں بائیں حرکت پہ [illegible] محسوس ہوتی تھی اور قد بھی جیسے انچ دو انچ کم پڑ گیا ہو۔ کمر ہلکی سی کب نکل آئی تھی اب چلنے سے [illegible] تھی۔ چال میں ہلکا سا لنگ... ان کے دماغ پہ بھی شاید گہرا اثر پڑا تھا کہ وہ اپنا ماضی بھولتا جا رہا ہے [illegible] اپنی شخصیت، حیثیت، ذات وغیرہ کسی معمولی چیز کی طرح کہیں رکھ کر بھول چکا ہو [illegible] جیسے اس کا [illegible] وجود ہی نہ رہا تھا۔ وقت کا [illegible] سے آگے سرک رہا تھا اس سفر میں اس نے خود کو بے دست و پا پا کر خود کو دھارے کے [illegible]

[illegible] کی کے بارے میں سفیداں بائی کے اندیشے ایک زندہ حقیقت کا روپ اختیار کر چکے تھے۔ اس

نے کمال ضبط وتحمل سے اس کڑوی حقیقت کو قبول کر لیا تھا کہ کالے خان سے اس کا خون کا رشتہ ہے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس کی ماں برادری کی بیاہتا تھی جبکہ اس کی ماں خاندانی طوائف تھی۔ کھانے طعام کی فوقیت اپنی جگہ ــــــ لیکن جس برتن میں کھانا پروسا جاتا ہے اس کی پاکی پلیدی کی اپنی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ وہ اس تلخ حقیقت اور خون کے اس تعلق کو اپنے سینے کی اتھاہ گہرائیوں میں دفن کر دینا چاہتی تھی جبکہ یہ امر بھی اس کے لئے باعث تقویت تھا کہ کالے خان کی اس سے عقیدت کسی غرض یا نفسانی خواہش کی سزاوار نہیں اور نہ وہ کلی کلی منڈلانے والا کوئی بھونرا صفت ہے۔ وہ تو اس کے فن و ہنر کا قدردان ہے۔ سوچتے سوچتے وہ بالآخر ایک حتمی فیصلے پہ پہنچ ہی گئی تھی۔

کالے خان کے غسل صحت کے بعد جب سعیداں بائی نے باقاعدہ محفل سجا کر گانا بجانا شروع کرنا چاہا تو یہ عجیب سی شکل بنائے ہاتھ جوڑے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"سرکار! ــــــ میں نے اپنا سب کچھ تیاگ دیا ہے ــــــ جس کا مجھے رتی بھر افسوس یا ملال نہیں ــــــ [illegible] ارش ہے کہ مجھ سے کبھی میرے [illegible] میں ہوں ــــــ اپنے ہاں تھوڑی سی جگہ دے دیجئے جہاں میں پڑا رہوں اور اپنی محفل جس میں ایک کونا جہاں سے میں بیٹھ کر آواز سن سکوں...... میری روزی روٹی کی چنتا نہ کرنا میں چوبارے کے نیچے کوئی ٹھیلا یا رہڑھی لگا لوں گا۔"

دن بھر وہ "جموں را کالے" کی آوازے لگاتا رہتا ــــــ شاید یہ اس کا تکیہ کلام بن چکا تھا ــــــ موتی پھول ٹھیلے پہ سجائے وہ سعیداں بائی کے چوبارے کے نیچے گلی کی نکڑ پہ کھڑا صبح سے شام کر دیتا۔ مستقل آنے جانے والوں دوکانداروں بھڑووں اور تماشبینوں سے اس کی واجبی سی علیک سلیک بھی شروع ہو چکی تھی۔ خیر خیریت اور سلام دعا کے طور پہ وہ "یا علی! تیرے چاہنے والوں کی خیر" کا نعرہ نما فقرہ استعمال کرتا تھا ــــــ پھلوں سے اس کی بے پناہ دلچسپی کی اصلی وجہ تو معلوم نہیں تھی ــــــ ہاں جو بظاہر وجہ نظر آتی تھی وہ یہ کہ رات اپنا روزی ٹھیلا بڑھا کر جب وہ چوبارے کی سیڑھیاں چڑھتا تو اس کے ہاتھ میں ایک وزنی پوٹلا ان چنیدہ پھلوں کا ہوتا جنہیں وہ اپنے پھلوں سے خوب چھانٹ پھٹک کر اپنی نرم دل والی سرکار کے لئے بطور خاص علیحدہ کرتا۔ پھلوں میں اسے صرف جموں کے خوب موٹے موٹے رسیلے میٹھے کر چلے سیلے جامن بہت پسند تھے ــــــ جامنوں کے موسم میں جیسے جوان ہو جاتا۔ ٹھیلے پہ جامنوں کا ٹیلہ بنانے اوپر پھول سجانے وہ سارا دن

"ٹھمکی دوست" کے ٹھیک ٹھیک کر آوازے لگاتا رہتا ... بس جامنوں کے ساتھ بھی اک خرابی ہے کہ ان کا [illegible] بہت جلد ڈھل جاتا ہے ... غریب کی جوانی کی طرح جب یہ پک جاتے ہیں تو پھر آوارہ [illegible] ٹھوکروں کا نشانہ بنتے ہیں۔ جو وہاں سے بچ لیں تو پھر وہ پتھروں روڑوں اور لمبی لمبی قینچیوں کی [illegible] ہوتے ہیں اگر یہاں سے بھی نکل جائیں تو گل سڑ کر راہیں راستے خراب کرتے ہیں۔ ہاتھ' دامن' [illegible] اور طبیعت تک اپنے رنگ میں رنگ ڈالتے ہیں۔ کالے خان کی اپنی طبیعت' شکل صورت' [illegible] سب جلد ڈھلتا سروپ بھی جامن رنگ تھا ... کسیلا' رسیلا ... اور کچھ میٹھا... شاید اس کا انجام بھی کہیں ایسا ہی تھا۔ اب وہ سب سے بچ بچا کر اس راہ پہ پڑا تھا ... حقہ' پان' سگریٹ تو وہ شاید پہلے بھی کھاتا پیتا [illegible] سے بازار میں کھڑا ہوا تو ان کے استعمال میں قدرے اضافہ ہو گیا تھا۔

سفیداں بائی چار' پانچ ماہ کے تعطل کی کسر نکالنے میں مصروف تھی ... ٹھمریوں کی راجدھانی میں وہ عیش [illegible] کی گئی تھی۔ عوام تو عوام خواص' امرا اور رؤسا بھی دن رات بادہ و جام کی محفلوں' [illegible] موسیقی کے جلسوں مجروں میں مگن رہتے تھے۔ [illegible] ملک [illegible] لوچیاں [illegible] ویرو داریاں۔ پریوں کے پرے کے پرے خوشبو ٹھمریوں راجدھانی [illegible] کا اکھاڑہ تھا۔

کچھ ڈیرے محض موسیقی کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں کہ یہاں صرف گانا بجانا ہوتا ہے ... ٹھمری' دادرا' خیال' غزل گیت وغیرہ' یہاں صرف فن و ہنر اور گائیکی کی بات ہوتی ہے ... حسن و شباب اور [illegible] داد و دہش والے ادھر کا رخ نہیں پکڑتے ... یہاں ٹھمریوں میں سفیداں بائی امرتسر والی کا ڈیرہ [illegible] تھا جہاں صرف گل کن رسیلے' گائیکی موسیقی کے تھی ... موسیقی کا اعلیٰ ذوق رکھنے' سنجیدہ مزاج' [illegible] معززین ہی حاضری دیا کرتے تھے ... اس زمانے میں سفیداں بائی ان چند چیدہ [illegible] سے تھی جو ریڈیو پہ بھی صف اول کی حیثیت سے پروگرام پیش کیا کرتی تھیں ... ٹھمری اور [illegible] میں اس کے پہاڑی بول سچے اور گیت جب نشر ہوتے تو راہ چلتے لوگ رک جاتے تھے۔ ریڈیو [illegible] کے تھڑے کے تھڑے لگ جاتے۔ بازار والیوں میں مشہور تھا جب سفیداں بائی اپنی مجلس محفل [illegible] اس کے سازندے بھی سواسیر سونا اور دو مٹکے چاندی تولتے ہیں ... قدری اللہ!

کالے خان کا پھلوں والا تھیلا تین سیڑھیوں کے پیچھے تھا ـــــ ہر چڑھنے اترنے والے پر اس کی نظر ہوتی۔ ـــ اب تو وہ یہاں کھڑے رہ کر ہر ایک کی کھڑی چڑھتی اترتی نظر بھی پہچاننے لگا تھا ـــ رات کا پہلا پہر ختم ہوتے ہی اچھل بلیں بے کلیں وہ تھیلا بڑھا کر اوپر چلا جاتا ... سفیداں بائی کے لئے پھلوں کا تھیلا اندر اس کی خواب گاہ میں پہنچا کر غسل خانے میں گھس جاتا ـــ نہا دھو کر لباس تبدیل کرتا بالوں میں تیل چپڑتا ... عطر پھیلی سے رومال معطر کرتا پھر خاموشی سے بیٹھک میں داخل ہو کر اندرونی دروازے کی اوٹ میں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ جاتا۔ اگلے لمحے وہ انگشتری والے ہاتھ اور سر کی ہلکی سی جنبش سے سلام کرنا نہ بھولتا۔ سفیداں بائی ہلکی سی مسکان سے سلام کا جواب دیتی ـــ دوران محفل وہ سر تک نہ اٹھاتا ـــ ایسے گہرے مراقبے میں اتر جاتا کہ اس کے گزر لینے کا شک پڑ جاتا ـــ شراب تو وہ چھوتا تک نہ تھا اور نہ یہاں نشست میں سگریٹ پانی تک کو ہاتھ لگاتا۔ رات کے کسی پہر جب محفل برخاست ہوتی اور آخری تماش بین بھی سیڑھیوں سے اتر جاتا تو سازندوں اور خانہ زادوں میں فرش پر بکھرے پڑے کرنسی کے نوٹ سمیٹنے کے لئے ایک ہڑبونگ سی مچ جاتی...

کالے خان ایسے میں خاموشی سے اٹھ کر پیچھے صحن میں ٹھنڈی کھولی کے ساتھ اپنی کوٹھری میں کھسک جاتا۔

کوٹھری کے واحد دروازے میں باہر کی جانب [illegible] اگر وہ کھڑا ہوتا تو [illegible] کے ماتھے کے سامنے اوپر [illegible] جب تک اس [illegible] روشن جھروکے سے سفیداں بائی کے درشن نہ ہوتے اور وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے آرام کرنے کا اذن دیتی، وہ کوٹھری کے باہر چوکھٹ پر ہی اکڑوں بیٹھا رہتا۔

● لیلائے مجاز ـــ!

طوائف، طوائف سے بہت پہلے ایک انسان بھی تو ہوتی ہے۔ انسان ہونا ایک بڑا شرف ہے اور یہ شرف انسان کی سوچ، عمل، ذاتی استطاعت اور علم و عقل سے تعبیر ہے۔ اگر خوش بختی سے انسان کو عشق کی جاگ لگ جائے تو یہ انسانیت کی معراج کی جانب مائل پرواز ہوتا ہے جبکہ عشق پہلے لیلائے مجاز کے محمل کی اقامت اختیار کرتا ہے۔ بہت بعد میں کہیں خالق کے در پہ سر رکھنے کا شوق ہو کر محبت طمع کی طرح آخریں ثبت کرتا ہے۔ عشق، تانیث و تذکیر کے تناسب و تفاوت سے ماورا رہتا ہے۔ مادی اور نفسانی خواہشات کو در خور اعتنا نہیں گردانتا۔ یہ مسلک و مذہب، رسوم و روایات کی فرسودگیوں اور رنگ و نسل، حسن و ہیئت کے طول و عرض کی بیہودگیوں سے گریزاں ہوتا ہے ـــ یہ رشتوں ناطوں سے تو پہلے ہی رستگاری حاصل کر چکا ہوتا

ہے۔ شاید سود و زیاں سے کہیں دور مقفل جاں ہو نے کسی کے ترنم کا منتظر پڑا رہتا ہے۔

ظیداں بائی خوب جان چکی تھی کہ کالے خان سے اس کا کیا رشتہ ہے۔۔۔ لیکن وہ کسی طور بھی یہ تلخ حقیقت اس پر آشکار نہیں کر سکتی تھی۔ وہ ایسے معصوم اور شگفتہ خاطر انسان کو کسی اذیت سے دوچار کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کالے خان تو اس کے ہاتھ کا پانی بھی نہیں پیتا تھا۔ سارا دن گا بجا کر "جموں را کالے" کے گن گاتا رہتا۔۔۔ چاہے اس کے ٹھیلے پر آڑو اور آم ہی پڑے ہوتے۔ کہتا تھا جموں کے جامنوں نے ہی تو مجھے من کو ٹھگا ہے۔ میرا من موہن ملایا ہے۔ مجھے کام دھندے پر لگایا ہے۔۔۔ بازار کوٹھوں گلیوں محلوں والے سب جاننے لگے تھے کہ اس کی ظیداں بائی سے [illegible] نہیں۔ غرض کہ اس کا دھن ہے۔۔۔ ہر کوئی حسن کا تماشبین نہیں ہوتا۔ وہ ذوق و شوق سے بازار حسن کا عاشق نہیں تھا۔ موسم کی رعایت کے تحت نماز سے فارغ ہو کر اپنی کھٹیا کوٹھری کے باہر ہی دریچے کے رخ پر ڈال لیتا۔ پھر جب تک نیند نہ چھا جاتی [illegible] ترنم گنگناتا رہتا۔ اکثر ایسے ہی ہوتا کہ ظیداں بائی جب بھی کسی [illegible] دریچہ کھول [illegible] ہمیشہ چکور کی مانند [illegible] اور ادھر [illegible]

[illegible] کی ایک سہانی سی شام تھی۔ ایک عجب شخص چم چم کرتا ہوا [illegible] آگے ایک پاکا سا [illegible] ایسے ہی جیسے ولی تھا یا [illegible] کسی درخت تلے امام [illegible] سے غیر جانب [illegible] غرض بابات کا اگر مدا [illegible] چکری پگڑی باندھے کھچڑی مونچھوں والا [illegible] سے بچے ہوا اور بڑے [illegible] سے پہلیاں کھول کر سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا۔۔۔ تکلے سے اترنے والا بھی یوں لگ [illegible] سے آیا ہوا اور وہ کسی کی یادوں [illegible] آس پاس والے [illegible] اپنی یادوں کے دریچوں اور بالکونیوں سے جھانکنے لگیں [illegible] لوچیاں اس فسادی [illegible] شخصیت کے متعلق اپنی اپنی دانست میں اندازے باندھنے لگیں۔۔۔ ارباب نشاط کے گلی کوچوں [illegible] حیثیت کے لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ یہاں کسی کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا [illegible] اگر پردوں میں کہیں کوئی مرغ [illegible] دکھائی دے جائے تو بے ساختہ نگاہوں کا ادھر اٹھ جانا [illegible] فطری امر ہے۔ اس وقت یہاں بھی کچھ یونہی سی صورت حال تھی۔

اس وقت صفیداں بائی کے کوٹھے تلے اترنے والا بھی لاکھوں میں ایک ہی تھا۔ سرخ بانات کے انگرکھے کے نیچے چست پائجامہ پاؤں میں لکھنؤ کی مطلا سلیم شاہی ۔۔۔ راج ہنس سے گلے میں کھرے موتیوں کی مالا' چڑھی ہوئی غلافی آنکھوں میں بلا کی تیزی و تمکنت ۔۔۔ ستواں ناک کے نیچے موٹے موٹے سرخ ہونٹوں پہ بچھو کے ڈنک سی قلابے دار مونچھیں اور چہرے مہرے پہ اقبال مندی کی کھلی ہوئی چاندنی' وہ بندہ تھا یا کوئی راہ بھولا ہوا کوہ قاف کا شہزادہ!

پورے پانچ قدم پہ کھڑا کالے خان' آنکھیں منہ خربوزے کے گھاؤ کی مانند کھولے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔ جس طرح گلے میں ریشہ گرنے سے کھرکھری سی لگ جاتی ہے بعینہ اس طرح اس کے دل کے اندر نامعلوم سے خدشات ریشے کی مانند گرنے لگے تھے اور اک عجیب سی بے کلی بے چینی در آئی تھی۔

یہ تو بازارِ حسن تھا۔ جدھر رذیلوں شریفوں کا آنا جانا لگا بندھا رہتا ہے۔۔۔ جبکہ صفیداں بائی بھی کسی مسجد کے حجرے میں نہیں رہتی تھی۔ گلے کھیت والے سے اپنے چوبارے میں گانے بجانے کا دھندا کرتی تھی' یہ اس کا تماش [illegible] درویش اور طوائف کے [illegible] رہتے ہیں کسی [illegible] ۔

درویش اور طوائف کے کوائف میں چنداں تفاوت نہیں ہوتا۔ دام و درم [illegible] طوائف اپنے ہاں اترنے والوں کی جیب میں دام و درم کی [illegible] حاضری دینے والوں کے سینوں میں درد و غم کی دھانس پہ ناک لگائے ہوتا ہے۔ طوائف کے کوٹھے اور درویش کی کوٹھڑی کے مابین ایک تضاد چڑھتی اترتی سیڑھیوں اور مار دیتے ہوئے قدموں کا بھی ہوتا ہے۔

طوائف کے کوٹھے کی سیڑھیاں باہر سے اوپر ظاہر کی جانب چڑھتی ہیں جبکہ درویش کی کوٹھڑی کی طرف بڑھنے والے قدم اندر سے نیچے اندرون خانہ کی طرف جاتے ہیں۔

سو درویش اور طوائف کے مابین یہی باہر اندر ۔۔۔ نیچے اوپر اور درد و غم ۔۔۔ دام و درم کا فرق ہوتا ہے۔

وہ وضعدار و دلنشیں زادہ نپے تلے قدموں سے کالے خان کے قریب آیا' چوبارے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔

"صفیداں بائی کا بالا خانہ یہی ہے ۔۔۔؟"

کالے خان بونقوں کی طرح بھاڑ سا منہ کھولے آنکھیں پھاڑے کھڑا تھا منہ سے تو کچھ نہ پھوٹا اثبات میں [illegible] سر ہلا کر رہ گیا ...... رئیس زادے نے چاندی کا کھنکھناتا ہوا روپے کا سکہ اس کی ہتھیلی پہ دھرا اور [illegible] کی جانب بڑھ گیا۔ جدھر طوائف کے روپ میں سفیداں بائی تھی یا پھر سفیداں بیگم کے روپ میں کوئی [illegible]۔ وہ نوجوان [illegible] اگر جانتا ہوتا تو اصلی سفیداں اسے نیچے ہی کالے خان کے دروں خانے میں بیٹھی مل [illegible] بالا خانے میں تو صرف نقلی طوائف تھی۔

نیچے [illegible] کی رونقیں ابھی اپنے شباب پہ نہیں پہنچی تھیں۔ ابھی تو چلمنوں کی اوٹ زرد زرد مومی چہروں [illegible] کی قندیلیں بھی پوری طرح روشن نہیں ہوئی تھیں۔ بائیاں اور نوچیاں ابھی ناز و ادا بناؤ سنگھار اور [illegible] میں مصروف تھیں۔ خانہ زاد ملازم [illegible] کے پیچھے اور چلمنوں کو تازہ کرنے کی تیاریاں [illegible] تھے۔ [illegible] گل شنگاری میں مگن تھیں۔ ڈیرہ دارنیں نائکوں کی زبانیں اور سرودے ایک [illegible] تھے۔ ابھی تو چاندی کی طشتریوں میں نقرئی ورقوں میں لپٹی لونگی ہوئی گلوریوں [illegible] گل شبنم کی [illegible] شاہی قوام اور [illegible]

[illegible]

[illegible] کا سارا کاروبار رات کے اور [illegible] کے دم پہ موقوف اور [illegible] تجارت [illegible] کی اونچ نیچ اور [illegible] ہے۔ ان کے [illegible] کا جنگل ہوتے ہیں [illegible] جیسے [illegible] رہتے ہیں۔ [illegible] ان کی [illegible] شروع ہو جاتی ہے۔ خون آشام [illegible] کی طرح [illegible] شروع کر دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ طوائف کے بالا خانے پہ چڑھنے والا [illegible] اپنے ہی پاؤں سے ہے [illegible] مگر وہ اترے [illegible] اسے اوپر والے اٹھا کر نیچے پھینک دیتے ہیں۔

کالے خان [illegible] آنکھوں سے رئیس زادے کو [illegible] اوپر چڑھتے دیکھ رہا تھا اور ادھر [illegible] طوطا [illegible] اپنی [illegible] آنکھوں سے کالے خان کو دیکھ رہے تھے [illegible] جنہیں وہ [illegible] سے [illegible] لگا لگا کر فروخت کر رہا تھا۔ دیکھیں تو بھلا جموں کے جامنوں اور اودھم پور کے طوطا پری

آسموں کی آپس میں کیا نسبت؟ ــــ اگر نسبت پہ ہی بات ٹھہری تو اس میں اور حفیداں بائی میں کون سی نسبت مشترک تھی؟ نسبت تو شاید بسنت بہار کی پتنگ بازی کی طرح ہوتی ہے ہر کوئی اپنی اپنی چڑھائے ہوئے ہوتا ہے۔ ڈھیل ڈور اور بازو کے زور کی بات اور شاید مقدر کی اوقات بھی کہ دو مڑی ڈھیلی کے تاوے اور چھوٹے بڑے بڑی بڑی نازوں اور داموں والی پریوں پتنگوں کو چشم زدن میں کاٹ کر کانٹوں کے جھاڑ پہ ڈال کر کھیتی کھیتی کر دیتے ہیں۔

بالاخانے پہ تماش بینوں کا چڑھنا اترنا تو لگا ہی رہتا تھا ــــ اور یہ چڑھنے والوں کی چال اور اترنے والوں کا حال دیکھتا رہتا تھا کہ کبھی کوئی ایسی زیر و زبر تحریر پڑی تھی پر آج اسے یہ گمنام صفت تو کوئی کل کرفت سا دکھائی پڑا تھا۔ اس کے اندر کا کوئی جھوں سا اسے بتا رہا تھا اس کوٹھے کا اوپر چڑھنا کچھ خالی از علت نہیں ــــ عاشق نام "مسافر" ہیں اور [illegible] ــــ ان کے تو اندر [illegible] ہیں یہ کسی کار کرتوت سے پہلے اپنے اندر سے شگون لیتے ہیں اور اندر کھٹکے سے ہاں ناں میں فیصلہ دے دیتا ہے...... [illegible] ابھی اندر وہ چند اعمال بچا پڑا تھا۔ اس [illegible] وہ اس سے تھیلا پیچھے گلی میں بڑھا کر اپنی کھڑکی کے آگے [illegible] کھڑا ہو گیا ــــ کھڑکی کی جانب نظر [illegible] [illegible] اترتا دکھائی دیا۔ فوراً آگے [illegible]

"[illegible] یہ شیرازی کبوتر ہے تو بھی اس منتری پہ اترتا دکھائی نہیں [illegible] بھلا کون ہے یہ بتے تو اب؟"

وہ اپنی عادت کے مطابق [illegible]

"[illegible] کیا جانتے ہیں کہ جدھر کوئی سندری کبوتری [illegible] کوئی [illegible] کی وہاں کبوتر تو اتریں گے ہی ــــ کھڑکے کہاں سے منسلک ہوں ہے کہا اسے نہیں ــــ وہ ایسی ہی اندر کی بات تھی جو اسے اس میں محسوس کی ــــ یہ جا اپنے خان کھیتے پہ پہنچا تو وہاں وہی بیگ نظر آ رہا تھا۔ کھڑا وہ تو جانے میں انتظار کر رہا تھا اور وہ گم سا کاری پان لگاتی بڑے ہی بڑے کی سمدھ باتھ پہ بھی کوئی توہ سو لینے کی خاطر اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔

"جیا! کیوں کل پان پیش کروں ــــ ہم حفیداں بائی کے خدمت گار ہیں۔"

وہ پیچ کھڑا اسے دیکھ کر یوں چپکے بنا جیسے یہ انسان نہ ہو کوئی خیالی سایہ تو رہو ــــ منہ سے کوئی شبد تو نہ پھوٹا بس ہندری طرح گوں غاں ہاتھ ہلاتے ہوئے پرے کے تھے سے چالا ــــ یہ حیران ششدر کہ کیسے نظر ہندے سے واسطہ پڑا ہے ــــ کالے خان پھر قریب کھسکتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھیا! کیا تکلیف ہے منہ سے تو کچھ پھوٹو!؟"

اس کی دوبارہ خوں خاں اور چہرے کے کرب سے یہ سمجھ گیا کہ یہ صرف دماغ کا ہی کھسکا ہوا نہیں — حد میں زبان سے بھی کٹا ہوا ہے۔ اس سے مایوس ہو کر وہ پھر اپنے پچھواڑے صحن کی جانب بڑھ آیا، سوچا کہ چلو اوپر جا کے جھانک لیتے ہیں۔ وہ دبے پاؤں اوپر چلا آیا۔ بلکہ سایہ وہ کھسکا کر بیٹھک میں جھانکا تو وہ نواب زادہ مسند پہ بیٹھا ریشمی تکیے سے ٹیک لگائے نیچوان سے شغل کر رہا تھا۔ سامنے آبنوسی فرشی تپائی پہ شراب کی دو بوتلیں، گلاس اور کچھ کھانے ٹونگنے کا سامان دھرا پڑا تھا۔ سازندے ساز پہ نغمہ کر رہے تھے۔ اور نغمہ کی سرکار سفیداں بائی بڑی لگاوٹ اور چاوٹ سے اس کے سامنے میٹھی میٹھی نظروں سے اُسے تک رہی تھی۔ کالے خان کے تن بدن میں شعلے سے بھڑک اٹھے۔ اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔ ایک لرزہ سا اس کے وجود پہ طاری ہو گیا۔ جسم اکڑا، پھر جو جھٹکا کھایا تو کمرے کا دروازہ [illegible] بیٹھا ہوا نغمہ، پھر کہیں ادھر ادھر ہو گیا۔ [illegible] کی دیوار کی طرح [illegible] ڈھیر ہو گیا۔ منہ سے نکلنے والی چیخ کراو بیٹھک میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی سن لی تھی۔ سفیداں بائی بھی سازندوں کے ساتھ پہنچ آئی۔ [illegible] کے پیچھے [illegible] کوٹھری تک پہنچایا۔ ڈاکٹر [illegible] کرے میں [illegible] اب یہ سفیداں بائی [illegible] سفیداں بائی نے اس سے صرف ایک سوال کیا [illegible] یہاں [illegible] سے [illegible] کیوں [illegible] کوئی [illegible] جواب نہ پا کر سفیداں [illegible] ایک [illegible] کے دل [illegible] پائی تھی۔

یہ کشمیرے سے شروع تھا۔ [illegible] کے اصل [illegible] خاندان کا [illegible] چراغ۔ [illegible] کا بھی [illegible] تھا [illegible] کے [illegible] پہ [illegible] جس نام کا ایک [illegible] والا ہوٹل اور اس کے علاوہ [illegible] میں [illegible] بہت سی تھے۔ در اصل اس کی [illegible] میں ملے تھے — [illegible] صرف قانونی کاغذوں میں اس کی بیوی تھی۔ شادی کے بعد [illegible] انگلینڈ چلے گئے۔ [illegible] جانے کس بات پہ [illegible] اجنبیوں کی طرح [illegible] ہو گئے۔ ان کے مابین زبانی طور پر ایک معاہدہ طے پایا۔ طلاق نہیں ہو گی۔ دونوں کو اپنی اپنی مرضی کا جیون گزارنے کا پورا پورا ادھیکار ہو گا۔ [illegible] نے [illegible] میں ملنے والی تمام منقولہ غیر منقولہ جائیداد کشمیرے کے نام

کر دی اور صرف یہ شرط رکھی کہ وہ آپس کی علیحدگی کو بھی کسی پہ ظاہر نہیں کرے گا ـــــ پریتی انگلینڈ جا کر پھر واپس نہ آئی۔ جبکہ کشمیر سے واپس کشمیر آ گیا۔ پریتی نے وہاں اپنی پسند کا طرزِ حیات اختیار کر لیا تھا۔ ماڈلنگ کا شوق تو تھا ہی مزید تربیت اور تعلیم حاصل کر کے یہی پروفیشن اختیار کرنا اس کا ایک خواب تھا۔ پریتی سے عملی علیحدگی کے بعد کشمیر سے تو جیسے بجھ کر رہ گیا۔ عورت ذات سے اس کا اعتماد اٹھ چکا تھا۔ اس کے دن رات اب ناؤنوش میں گزرنے لگے۔ بے تحاشا شراب نوشی نے اس کی صحت برباد کر کے رکھ دی تھی۔ اب وہ اس حد تک آگے بڑھ چکا تھا کہ اپنی کشتی میں شراب کی بوتلیں بھر لیا کرتا ساتھ کسی نرالی سی مغنیہ کو بٹھا کر ساری ساری رات ڈل کی وسعتوں اور گہرائیوں میں اپنے درد کا مداوا تلاش کرتا رہتا ـــــ اگلی صبح سویرے سویرے چھوٹی چھوٹی کشتیوں اور چپوؤں پہ سوار بچے بوڑھے شراب کی قیمتی خالی بوتلیں تلاش کرتے پھرتے جنہیں کشمیر سے خالی کرنے کے بعد وہ چار روپیوں کے نوٹ اندر ڈال کر ڈل کے پانیوں میں ڈال دیا کرتا۔ اس عجیب سے شغل کے بعد صبح سے پہلے واپسی پہ حضرت بل کی درگاہ پہ سلام کرنا بھی نہ بھولتا ـــــ اچھی شراب، اچھی آواز اور اچھا کلام اس کی کمزوری بن چکے تھے ـــــ گوجری اور کشمیری ٹپے بول مرن اور پہاڑی انگ راگ پہ وہ خود کو خوب خراب کرتا رہتا تھا۔ وہ اسی دوران دو تین بار انگلینڈ بھی گیا۔ پریتی سے بھی ملاقات ہوئی مگر وہ اب شاید بہت ہی دور نکل چکی تھی۔ [illegible] کی بھول تھی کہ اس کا جنم کشمیر میں ہوا تھا۔ وہ سخت گیر [illegible] سے قدیم قدروں کا دلدادہ کوئی پروا [illegible] سب کچھ فراموش کر کے ایک پتھر بن کے رہ گئی تھی۔ ایسا پتھر جس کا کچھ وزن تو ہوتا ہے لیکن اس کے پاس کوئی حس نہیں ہوتی، جذبات نہیں ہوتے۔ شاید یہی پریتی کا انداز فکر تھا۔

ایک روز جیسے بیٹھے بٹھائے نہ جانے جی میں کیا آئی کشمیر نے آبائی گھر چھوڑ دیا۔ کاروبار اپنے کارندوں کے سپرد کر کے حیدرآباد چلا آیا۔ یہاں کا پرلطف ماحول، ادب آداب ـــــ نفاست و شرافت، تکلفات، شعر و ادب، موسیقی میں رچی بسی فضا ـــــ صاف ستھرے سلیقے ہوئے لوگ اسے اچھے لگے تھے۔ یہاں کے بالاخانوں میں بھی کئی ایک سے ایک گانے بجانے والی اس کے دل بہلاوے کے لئے موجود تھی ـــــ دن مدہوش رہتے اور راتیں پیتے پلانے اور ٹھمکے سنانے میں بسر ہونے لگیں ـــــ اب وہ آہستہ آہستہ یہاں کے رنگ ڈھنگ میں رنگا جانے لگا۔ اس کی نشست و برخاست، گفتگو، ادب آداب، وضع قطع لباس، دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ جناب کوئی کشمیری سکھ ہیں۔

یہیں کہیں ایک دن ایسا سازندے نے اسے خبر دی کہ آندھرا پردیش کے [illegible] جنگل میں ایک سائیں بابا جن کی عمر کوئی دو سو برس سے بھی زیادہ ہو گی۔ جنم جنم سے برگد کے ایک درخت پہ لٹکے ہوئے ہیں۔

اس کے جسم اعضا بھی درخت کا حصہ بن چکے ہیں ۔۔۔ جیسے آپ ٹہنی سمجھ رہے ہوں گے وہ ان کی ٹانگ یا بازو
ہوگا پتے، کونپلیں، کونپلیں ان کی بغل، کمر، سر، گردن پہ بھی اُگ آئے ہیں ۔۔۔ ان کی داڑھی اور سر کی جٹاؤں میں
پرندوں نے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں اور یہ کہ وہ سائیں بابا وقت حاضر کے سب سے بڑے گرو نانک ہیں۔
[illegible] پرمیا کا تحمل بڑھنا ان کے چرنوں میں ہے۔ وہ جسے بھی اپنے جسم پہ اُگی ہوئے کونپل کھلا دیتے ہیں۔
سرسوتی دیوی اس کے گلے میں اپنا استھان ڈال دیتی ہے ۔۔۔ تیرے من کی چتا اور اندر کی دُکھن کا اپائے اسی
سائیں بابا کے درشن اور ان کے سر پہ کی کوئی کونپل کونپل ہے۔ یہ کونجوں، تیتروں، مجروں میں گانے والیاں ۔۔۔
آنکھ جھپکنے کی چنگاریاں ہیں، پل دو پل چمک دمکی اور بجھ گئیں۔ تو وہیں جا اور اپنی چتا کا اپائے پا ۔۔۔!

کشمیرے کا حیدرآباد میں یہ آخری دن تھا۔ دن رات ایک کر کے وہ بڑے جتنوں سے دُور دراز کے
گاؤں چتر اپار بھی پہنچا، بات کاٹے تھا تھکا ٹوٹا ایک آشرم میں پڑ گیا۔ دوسرے دن وہ بابا کی تلاش میں نکلا۔
جس سے بھی پوچھتا وہ اسے کوئی جواب دینے کی بجائے گھورتا ہوا اپنا رستہ پکڑتا۔ بڑی مشکل سے ایک
[illegible] نے یہ بتایا کہ دور جنگل میں کوئی [illegible] والا [illegible] جاتی ہیں بابا استھان بھی ہے
[illegible]
بیٹھے ہیں [illegible] سے پکوڑے بنا کر ان لوگوں کو دیتے ہیں۔
سادھو کے ہاتھ میں کچھ پیسے تھماتے ہوئے اس نے راستے کی ٹوہ لی۔ اپنا [illegible] تھا، سادھوں
وغیرہ پہ غور کرتا ہوا جنگل کی جانب [illegible] غربت و افلاس کی دھول میں
اَٹے ہوئے مفلوک الحال لوگ، چہروں پہ حیرانی اور ویرانی کھنڈائی ہوئی ۔۔۔ چھوٹے چھوٹے جھونپڑوں پہ مشتمل
بستیاں ۔۔۔ یہاں شاید شودروں کے قبیلے، بھیل، سنتھالے یا گری رہتے تھے۔ حیران نظروں ویران چہروں
اور [illegible] کی جھونک، سخت کی بھونک سے بے ارحم کے کتوں نے اس کا استقبال کیا ۔۔۔ لگتا تھا معاشی بندشوں،
ظلم سے بیگانگیوں اور موسموں کی سختیوں اور طبقاتی استحصال کی چیرہ دستیوں نے ان انسانوں کو محرومیوں،
غربتوں اور ذلالتوں کا بھوت بنا دیا ہوا ہے۔ وہ انہی کے بارے میں سوچتا ہوا جھاڑ جھنکار سے اٹے کچے
راستوں پہ آگے بڑھ رہا تھا ۔۔۔ ان بھوت نما انسانوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں اور کھیت اب بہت پیچھے رہ گئے
تھے ۔۔۔ آگے تاحدِ نظر ویرانے ہی ویرانے ۔۔۔ کچھ گھنا سا جنگل اور کچھ صدیوں پرانے کھنڈرات جیسے اب
دھرتی سے اُبھر کر سامنے آ گئے تھے ۔۔۔ کھنڈرات بھی جیسے لدے زمانوں میں مندر، آشرم، جتنوں کے
موسم ہے یا یوگیوں کی تپسیا کے استھان رہے ہوں۔ بدھ مت، جین مت، برہمن مت اور شیو مت میں ۔۔۔

سادھو سنت، سوامی، جپ دھاری، یوگیوں، رامانوجی، وشنو کی تربیت و تپسیا کے لئے بستیوں شہروں سے دور
جنگلوں، گپھاؤں، ویرانوں اور پہاڑوں گھاٹیوں میں ایسے ہی دھرم شالے اور آشرم تعمیر کیئے جاتے تھے۔ آج بھی
متھرا، ہردوار، بنارس، ہمالیہ پربت، گنگوتری، سرسوتی اور کشمیر میں ایسے آشرم اور دھرم شالے موجود ہیں۔

ہندو فلسفہ چار مقاصدِ حیات قرار دیتا ہے۔
ارتھ (معیشت) کام (جنس) دھرم (مذہب) اور موکش یعنی (نجات) آگے پھر ہندوؤں کے بڑے
معتبر دھرم پرچارک فلاسفر منو نے بھی حیاتِ انسانی کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کی حدود واضح کر دی ہیں۔
(۱) برہم چریہ آشرم (25 برس تک) (۲) گرہست آشرم (25-50 برس تک)
(۳) بان پرست آشرم (50-75 برس تک) (۴) سنیاس آشرم (75 سے 100 برس تک)
اسی فلاسفی کی تربیت اور تکمیل و ترویج کے لئے یہ آشرم بنائے جاتے تھے۔ بدھ مت نے بھی تپسیا اور
کارِ دھرم پر یہ آشرم کا تصور ہندو مت سے ہی مستعار لیا۔ آج بھی تبت، سری لنکا اور نیپال کی دشوار گزار
ترائیوں اور گھاٹیوں میں [illegible] آشرم، غاروں، گپھاؤں [illegible] بدھوؤں کی
صورت میں [illegible]

یہ جگہ بھی شاید کبھی ایسی ہی کوئی بستی رہی ہو — بستیاں جب اجڑ جاتی ہیں تو کھنڈروں کے ڈھیر
بن جاتی ہیں۔ وہاں پھر برگد، پیپل اور [illegible] اُگ آتے ہیں۔ [illegible] آرام کرتے ہیں۔ وہاں
اور [illegible] جاتے ہیں — [illegible] اپنی [illegible] سے مزید توقف [illegible]
کرنے کے لئے کہیں سے ٹپک پڑتے ہیں۔
اب وہ ایسی ویران سی جگہ پہنچ گیا تھا جہاں شاید ہی کوئی ذی ہوش انسان آنا پسند کرے اور گرد کے
کھنڈرات اور ٹوٹی پھوٹی چیزوں سے پتہ چلتا تھا کہ صدیوں پہلے یہاں کسی دنیا آباد رہی ہوگی۔ ان کے درمیان دھرم
کی کسی [illegible] نشانیاں موجود تھیں۔ [illegible] کے ٹوٹے ہوئے [illegible] احاطوں میں پتھر کی [illegible] مورتی کی
ہوئی [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] اشنان کے لئے تالاب [illegible]
چھوٹے [illegible] پتھر [illegible] سنسکرت میں اشلوک بھی کندہ [illegible] دکھائی دیتے۔ اب وہ [illegible]
کی [illegible] کنارے ایک [illegible] پتھر پر بیٹھ گیا — پاس ہی [illegible] اپنا [illegible] تالاب کا [illegible] بھی رکھ
لیا — سگریٹ سلگا کر دو چار کش ہی لئے تھے کہ پیچھے ہندوؤں کے گنگنانے کی آوازیں آئیں — پلٹ کر دیکھا

یہ مخصوص سا بندر اس کا تھیلا زمین پہ گھسیٹتے لیے جا رہا تھا —— وہ اس کے پیچھے بھاگا۔ مگر وہ تو یہ جا وہ جا —— !

بندر تو ہوتا ہی نامعقول اور بے ہودہ قسم کا اچھل جانور ہے۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی کہ پاکستان کے بڑے تمام جنگلوں میں بندر نہ ہونے کے برابر ہیں —— بندروں کے بارے میں ہماری معلومات گنتی چند یا شہر کے دو چار مداریوں کی رسیوں میں بندھے پیچھے گھسٹتے ہوئے مریل سے بندر نما جانوروں یا پھر شمالی علاقہ جات اور جنگلوں میں رہنے والے کچھ مدقوق اور داڑھی والے قسم کے لنگوروں تک محدود ہیں —— موجودہ نسل نے اصلی اور حقیقی بندر کبھی دیکھے ہی نہیں —— شیر' ہاتھی' گینڈا' حتیٰ کہ سانپ تک سے کہیں نہ کہیں کبھی نہ کبھی خیر کی امید ہو سکتی ہے —— مگر بندر (خواہ وہ کیسا ہی مریل اور بے ضرر دکھائی پڑے) اس سے کوئی امید خیال رکھنا سراسر حماقت اور بیوقوفی ہے —— خدا کسی بندے کا پالا کبھی بندر سے نہ پڑوائے۔ یہ بندر مصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔

کچھ ملکوں میں تو ان کی پوجا ہوتی ہے۔ ہنومان جی کے مندر ہیں —— انھیں دودھ' مٹھائیاں' مٹھی [illegible] کی طرح کی پھل پھول پیش کیے جاتے ہیں —— انھیں نمسکار کیا جاتا ہے —— [illegible] اٹھائے جاتے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہنومان جی کی [illegible] بھینٹ میں مٹھائی جان کر لی جاتی ہیں —— اور خوش ہوتی ہیں کہ ہنومان جی نے ان کی نذر قبول [illegible] کر لیا ہے۔

[illegible] تذکرہ یوں بھی یاد آیا کہ مجھے کئی بار پیالہ سماجی کے میلے میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ [illegible] کے معروف چند بڑے میلوں میں سے ایک ہے —— یہ میلہ محض ایک مذہبی میلہ ہی نہیں [illegible] سے بڑھ کر کہیں ایک ثقافتی' تفریحی' علاقائی میلہ بن گیا ہے۔ یہاں علوم جدید و قدیم' یوگا' جادوگری' [illegible] کے بڑے بڑے ماہرین اور سادھو اکٹھے ہوتے ہیں۔ کئی دن یہ میلے ہوتے اس میلے [illegible] [illegible] لگتا ہے اور دن رات اتنا ہی ہجوم ہوتا ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک [illegible] دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوتے ہیں۔ [illegible] کا بندوبست بڑے بڑے مہمان خانے [illegible] [illegible] [illegible] ۔۔۔ [illegible] [illegible] [illegible] ان کے علاوہ وہاں کئی جوگی جانور —— اور خوش رنگ پرندے' دلچسپ رنگ برنگے [illegible] بیچنے والے ۔۔۔ ان کے ساتھ چھوٹا اچھے افغانی نمبرے کیسے ۔۔۔ ہر قسم کے دیگر ثقافتی اور مذہبی میلوں کی طرح یہاں بھی بڑے پیمانے پہ شراب نوشی' قمار بازی اور منشیات کا استعمال ہوتا ہے۔ بردہ فروشی

اپنے عروج اور جسم فروشی اپنی انتہا پہ ہوتی ہے...... ملک بھر کی طوائفیں، ویشائیں، کنچنیاں یہاں داد عیش وصول کرتی ہیں... خاص طور پہ حکیموں، ویدوں، سنیاسیوں کی بڑی چاندی ہوتی ہے... جگہ جگہ آپ کو انسانی اکٹھ نظر آئیں گے۔ سینکڑوں انسان حلقے میں کھڑے ہوتے ہیں، درمیان میں ایک جٹا دھاری سنیاسی... بڑے بڑے دیومالائی کہانیاں قصے سنا رہا ہوگا... ایسے ایسے دلچسپ اور سنسنی خیز قصے سچی جھوٹی کہانیاں اور ایسی خوب لفاظی، چرب زبانی کہ سننے والا منہ دیکھتا رہ جائے... مجمع جما کر لوگوں کی طبیعت پہ چھا کر ماحول بنا کر پھر یہ (میری طرح) اپنی کتھا درمیان میں ہی بند کر دیتے ہیں اور اپنے تریاق، کشتے، بھسم وغیرہ بیچنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ دھوکہ باز اپنے فن میں ایسے طاق کہ اپلوں کی راکھ کو سوا لاکھ میں بیچ دیں... کئی پنڈالوں، مجمعوں میں آپ کی آنکھوں کے سامنے کشتے، بھسم اور دیگر دوائیں بھی تیار ہوتی ہیں۔ لوگ آنکھیں پھاڑے سانس روکے ان سنیاسیوں کے شعبدے دیکھتے ہیں۔ کہیں زندہ کالے ناگ کے منہ سے منکا اور پھر اس کے دانتوں سے مہلک زہر نکال کے چوس کر باہر نکالا جا رہا ہے۔ اسے کچا کچ چبایا جا رہا ہے۔ حلق میں داخل کر کے ناک یا کان سے باہر کھینچا جا رہا ہے... زہریلے سانپوں سے زبان پہ ڈسوایا جا رہا ہے۔ ترشول، بید کے آر پار ہو رہا ہے۔ آگ کے شعلوں سے اشنان ہو رہا ہے [illegible] لی جا رہی ہیں... ایک [illegible] اکڑوں بیٹھا ہیں [illegible] پہ دانت اور آنت تیز کر رہا ہے۔ کالے ناگ، الو، کالے مرغے، جنگلی سور، بکرے، ریچھ کھڑیال وغیرہ کے تماشے ہو رہے ہیں۔ ایک جگہ ایک کالی چڑیل سی عورت کو الٹا کر کے بالوں سے باندھ کر ایک درخت سے لٹکایا ہوا ہے... کہیں [illegible] ہوا ہے۔ ایک لڑکی کا سر تا دھڑ کمر اوپر ایک جہازی سائز کا الو بٹھایا ہوا ہے... کہیں گردن تک ایک جوگی جیسے منش کو زمین میں گاڑا ہوا ہے۔ اس کی آنکھوں کانوں سے خون رس رہا ہے۔ ایک جگہ ایک سادھو اپنے الف ننگے بدن پہ ہزاروں بچھوؤں کو چمٹائے پڑا ہوا ہے اور انہی بچھوؤں کو پکڑ پکڑ مزے سے کھا رہا ہے۔ ایک پیالے میں خون بھرا پڑا ہے، وقفہ وقفہ اس کا گھونٹ بھی لے لیتا ہے... کہیں میں نے سو سو سالہ یوگی جٹا دھاری سنیاسی بابے دیکھے۔ جن کی سخت کٹھن تپسیا سے ان کے جسم سوکھ کر کانٹا بن چکے تھے۔ سر کی جٹائیں جانوروں کے گھونسلوں کی طرح جکڑی جکڑی ہوئی ہیں اور حشرات الخبائث سے بھری ہوئی ہیں۔ کئی کئی فٹ لمبے مینڈھے کے سینگوں کی مانند مڑے ناخن بڑھائے ہوئے کھڑے ہیں۔ ناخن پہ کوڑوں کی طرح اُگے ہوئے سادھو... اور کئی کئی دن حبسِ دم کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیشہ ور شعبدہ باز۔

ہندومت کے حوالے سے انعقاد پذیر ہونے والے اس کثیر المشاغل اور وسیع المقاصد میلے میں میری

بچپن ہی سے مجھے گونا گوں سرگرمیاں، مختلف نوع کے علوم و فنون کا مطالعہ ـــ حیاتیاتی، انسانی، مافوق الفطرتی اور ماوراء فوق الفطری شعبدہ بازیوں کا مشاہدہ اور معدوم سے معلوم کی کھوج تک محدود تھی ـــ لاکھوں کے مجمع میں کسے خبر کون ہندو ہے کون سکھ یا مسلمان ـــ دھیان، گیان، مراقبہ، محاسبہ، تزکیہ نفس، ریاضت، مجاہدت وغیرہ کو ہندو، بدھ مت اور جین مت کے علاوہ اسلام میں بھی کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ بلکہ دنیا کے تمام مذاہب میں یہی بنیادی اساس ہیں۔ ان ہی سے انسانی سائیکی کے چھپے گوشوں، جسمانی، وجدانی، قلبی، ذہنی، دماغی اور روحانی صلاحیتوں، حسوں کو نمایاں کرنے میں خاطر خواہ مدد ملتی ہے۔

ہندو مت کے سارے فلسفے کا محور ہی تصوراتی دیوتاؤں، دیویوں، موسموں، اچھے برے پرندوں، چرندوں، حشرات الارض، شیطانی قوتوں، جنتروں، منتروں، تنتروں اور محیر العقول توہمات کے مد و جزر سے [illegible] سینکڑوں پر محیط نظر آتا ہے ـــ بایں ہمہ فنون لطیفہ کی تر و تازگی اور تائید و ترقی میں رسم و روایات کی [illegible] حیثیت، ناٹک، سوانگ، میلے ٹھیلے، رنگ برنگے تہواروں کی دلچسپیاں ـــ ذہن کی آزادی [illegible] [illegible] ہیں۔ [illegible] اسے تقدیس [illegible] یوگا اور منتروں کے مخصوص آسنوں ـــ دھیان گیان کی پرکشش مخفی اور دیومالائی داستانوں نے اسے مزید تقویت [illegible] دیا ـــ نمائش جسم، جنس کی آزادی بھی [illegible] مذہبی ادب ہو یا قلم، مصوری ہو یا [illegible] گیت ہو یا رقص، کتاب، شراب، کباب ـــ سب اسی لئے خاص و عام میں پسندیدہ اور دلچسپ لگتے ہیں کہ ان میں بے محابا جنس و شہوانی [illegible] کو نمایاں دکھایا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ علم کی جستجو ـــ ایک ضرورت مند کی طرح ہوتی ہے۔ جو اپنے مطلب کی چیز خریدنے [illegible] دکان پر جاتا ہے ـــ چاہے وہ دکان کسی ناپسندیدہ شخص کی ہو ـــ مطلب تو اپنی ضرورت کی چیز سے ہے، قیمت ادا کی، وہ چیز اٹھائی اور چلے آئے ـــ میں بھی بچپن ہی سے [illegible] کچھ حاصل کرنے، سمجھنے، دیکھنے، جاننے کی کھوج میں رہتا۔ لہٰذا مختلف علوم کی [illegible] بلا تخصیص و تمیز اور [illegible] ہر اس جگہ پہنچ جاتا جہاں تک میرے وسائل کی رسائی ہو۔

بندرا بن کا بندرا رام......!

اس مہا کمبھ کے میلے میں اتفاق سے میری رسائی ایک بندروں والے قلندر (بہ معنی مداری) ہو گئی — یعنی قلندر اور بندر کے درمیان میں "میں" ایک پخندر پھنس گیا — نام اس کا بندرا رام تھا — میرے اپنے اندازے کے مطابق اس نے تمام عمر اپنے سر سے ٹخنے جسم پہ بوسیدہ لنگوٹ کے سوا اور کچھ نہ پہنا تھا — اس کا سارا جسم موسموں کی شدت سے جھلسا اور بندروں ایسے بھورے بھورے چھدرے بالوں سے ڈھول اٹا ہوا تھا۔ بندروں میں رہتے ہوئے اس کا چہرہ مہرہ بھی قریب قریب ہنومان سا ہو گیا تھا — بس فرق صرف دُم لنگوم اور منہ میں زبان کا تھا...... اور زبان بھی ایسی چربیلی اور رسیلی کہ سینکڑوں کا مجمع اس نے اپنی نوتری زبان کے ذریعے سے اپنے گرد اکٹھا کر رکھا تھا — میں خود چربیلے رنگ دار گوشت اور چربیلی زبان لچھے دار گفتگو کرنے والے مجمع بازوں، شعبدہ گروں، خطیبوں، رنگ بازوں اور کوٹھے بازوں کو بہت پسند کرتا ہوں — [illegible] کے چربیلے گوشت کی بوٹی تکے کی صورت یا عربی افغانی پلاؤ میں بکے کی شکل میں سامنے آئے — [illegible] بھاری [illegible] ہوتی ہے۔ ان مجمع بازوں کی چرب زبانی — تو اسے یوں سمجھئے کہ اگر چربیلی بوٹی زبان کا ذائقہ رہ جاتی ہے تو ایسی ہی چرب زبانی کان کا ذائقہ رہ جاتی ہے — طوطا چشم، سکندر ذوالقرنین، داستان امیر حمزہ، قصہ چہار درویش، ہزار داستان، الف لیلیٰ، امیر علی ٹھگ وغیرہ — [illegible] ایسے کمال دکھا رہا ہوتا ہے کہ اردگرد بیٹھے ان سے اپنے پیروں کی انگلی پہ بے سکت و حرکت — دنیا و مافیہا اور کھیسے کٹنے سے بے خبر اس کی چربیلی گفتگو کے سحر میں جکڑے کھڑے ہوتے ہیں۔

میں بھی ادھر ادھر "مجھے گھسی" کرتا ہوا اس بندر والے کے مجمع میں بندر گھسی کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا — اس باکمال اور بندر کمال شخص نے مجھ ایسے قلندر سے کو چند لمحوں میں چپکا کر دیا۔ ہر چند کہ میں محض یہ دیکھنے کے لئے رکا تھا — کہ ادھر کیا ہو رہا ہے؟ بھوک سے برا حال تھا — چند ہی ثانیے تھا کہ پھر سیدھے کسی ڈھابے پہ پیٹ پوجا کا ارادہ تھا — پہ اس بندر والے کے نکتے چرب زبانی اور مجمع کے درمیان چند عجیب و غریب قسم کے بندر نما جانوروں نے دوسرے لوگوں کی مانند مجھے بھی باندھ لیا تھا — یہ مجمع باز بھی ہندوں متروک سنسکرت بھاشا میں کولام کی قدیم دیو مالائی کتھا کے لفظ مروج پہ تھا۔ جس کے اہم کردار بندر تھے...... الجھے ہوئے مریل بازوؤں کی مٹھیاں بھینچی ہوئی بندروں کی مانند خصی ہوتی چھوٹی

آنکھوں سے وحشت و خباثت کے شرارے پھوٹ رہے تھے۔ بڑے بڑے کانوں کی لٹکی ہوئی لوئیں پھڑک رہی تھیں اور موٹے موٹے سیاہ ہونٹوں پہ چپکے ہوئے معدوم سے ناک سے یوں سیٹیاں سی نکل رہی تھیں جیسے کسی [illegible] گڑیا کی ناف والی سیٹی اس کی ناک میں پھنسی پڑی ہو۔۔۔ اس کے مکروہ جسم پہ بھورے بالوں کا ایک لبادہ سا تھا جیسے خباثت اور نحوست کے آتشیں جھکڑوں شیطانی شرشرار کے شعلوں نے آگ دکھا دی ہو۔ کچھ جل [illegible] کچھ بچ گیا ہو۔۔۔ لنگوٹ بھی بس یوں ہی تھا کہ وہ اپنی حدود میں محدود تھا۔ کپڑے کی ایک تند تار جیسے سے ملی ہوئی چیتھڑے سے چوتڑوں کے درمیان کہیں پھنس کر گم سی ہوئی تھی۔ اس کی فرعونی اور کبریائی کا یہ عالم دیکھ کر جی چاہا کہ آگے ہاتھ جوڑ کر کہوں۔ بابا! یہ تکلف بھی اتار دو یا پھر ان دنوں ضرورت سے زیادہ بالغ [illegible] کا بھی کوئی انتظام کر دو۔ جو سرعام ننگ دھڑنگ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں کہ ان کی حرکتوں کو دیکھتے ہوئے [illegible] شرم کسی کا کہیں اور جانے کو بھی نہیں چاہتا۔ وہ تو آسانی ہوئی کہ اس [illegible] شدت [illegible] حضرات بھاشا بھی [illegible] کی ان قبیح حرکتوں [illegible] سے ہی پلے پڑ رہی تھی۔۔۔ کیونکہ واللہ علم [illegible] بندر [illegible] کی من [illegible] تمثیل اور [illegible] کرنے لگے۔۔۔ بندروں کا ایسا کمال اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا ان کا کمال فن [illegible] ان پہ ختم [illegible] بندروں میں وہ بات بھی [illegible] [illegible] [illegible] حرکت کر رہے تھے۔

دراصل میں یہاں اس وقت پہنچا تھا جب وہ دونوں [illegible] قریب [illegible] تھا [illegible] بندروں کی جنسی طاقت [illegible] ہو جانے کے لئے [illegible] تھا۔ اس نے اچانک [illegible] اٹھالی۔ اس میں سے ایک [illegible] نکالا۔ پھر زمین پہ پڑے [illegible] کے ایک [illegible] میں ڈال کر [illegible]۔

"اس خالی [illegible] کے بعد [illegible] کی شیشی سے [illegible] حاصل کرنے کے لئے [illegible] جو کچھ [illegible] پڑتے ہیں۔ اس کے لئے مجھے ایک ایسے ہی [illegible] (بندر) کی کھوج کرنا پڑتی ہے جو اس سے آپ [illegible] دیکھ رہے ہیں۔۔۔ [illegible] دیکھتے میں اس پانی کو [illegible] میں [illegible] والا دیکھا [illegible] ہے [illegible] پلاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے پانی [illegible] بندر کو پلا دیا۔ پانی پینے کی دیر تھی بندر نے آنکھیں بند کر لیں اور چت لیٹ گیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ تھرانے لگا تھا جیسے وہ گہری نیند میں چلا گیا ہو۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس مکار نے ایک بھرپور انگڑائی توڑ دی۔۔۔ پھر پورا جبڑا حلقوں تک کھول کر جمائی لی تھا [illegible]۔ [illegible] کی بھوری آنکھوں میں عجب سی چمک عود آئی تھی۔ اب وہ [illegible] چلنے لگا جیسے [illegible]

پہلوان سردائی پی کر جھوم جھوم مستی کے عالم میں کسرت کرتے ہیں۔ ہلکی سی ورزش کے بعد یکدم جھٹکے سے لپک کر اس نے پاس پڑی ہوئی غریب سی بندریا کو دبوچ لیا ــــ پھر ــــ ؟

میں دیکھ رہا تھا مچھندر کو نہیں بندر کو جو سرِعام کام شاستر کا عملی مظاہرہ کر کے تماشائیوں سے داد وصول کر چکا تھا اور تماشائی سادھو سے کام شکتی کی دوا حاصل کر کے اپنے تئیں شکتی مان بن چکے تھے۔

میلے ٹھیلوں میں خاص طور پر [illegible] کے لئے زیادہ تر یہی سوغاتیں ہوتی ہیں۔ تبت ہمالیہ کے برفانی ریچھوں کے بالوں کی چربی ــــ چترال کے کالے پہاڑوں کی خالص سلاجیت۔ راجستھانی صحرائی اونٹوں کے گردوں کی نازکی۔ موتھے ساندوں کی پشت کا تیل ــــ افریقی بن مانس کی خلب کا سنہری روغن۔ روسی چڑیوں اور کاغانی کنجشک کا دماغ، سمندر تن کے شیر کی میانی۔ الماس، کا کا بای موتی، سنگ ابری مروارید اور مرجان قلمی کے کشتے جسم ــــ کستوری، [illegible] جوت، عنبر، زعفران، [illegible] کی معجونیں وغیرہ ــــ مگر سرِعام عملی مظاہرے کی اک جھلک آج پہلی بار دیکھی تھی۔

مجمع [illegible] سے تو ویسے ہی ہٹ رہا تھا ــــ لیکن میں باہر نکل آیا۔ کیونکہ یہ سب کچھ میرا دیکھا بھالا تھا۔ نئی بات تو بندر اور بندریا والی [illegible] تھی [illegible] شکتی میں اس [illegible] ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکے تھے ــــ دو چار کوئی ذرا سخت قسم کی شکتی حاصل کرنے والے اب بھی سادھو کے [illegible] تھے۔ میں بھی ذرا پرے اس کھیل کا "دی اینڈ" دیکھنے کے لئے کھڑا تھا ــــ [illegible] اس وقت اپنی ہیئت چھوڑ کر سب جلد باز نکل چکے [illegible] اپنی عادت کے مطابق میں سادھو پر نظریں اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ بڑا تھکا ہارا اور ہاتھوں کی جوڑی لئے میرے پاس کے [illegible] ہوا ــــ [illegible] کام جو اس نے کیا [illegible] تھیلیوں کا دونا تول کر ہاتھوں کے آگے رکھا۔ پھر [illegible] کے چلم [illegible] دو چار بھرپور قسم کے کش لگانے کے بعد وہ قریب کھڑے ہوئے ان دو تین منشوں سے مخاطب ہوا جو شاید کچھ پوشیدہ قسم کی کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔ میں ایک دو قدم مزید آگے بڑھ آیا۔ سادھو بابا نے ان منشوں کو جلدی فارغ کر دیا۔ اب سادھو نے [illegible] مجھے دیکھا۔ وہ مجھے بھی شاید شکتی کی دوا کا کوئی طلبگار سمجھ رہا تھا [illegible] پوچھنے لگا۔

"کیا روگ ہے بچہ ....؟" (حالانکہ میں اس کے چاچا کا بھی باپ تھا)

اچانک میرے منہ سے نکل گیا۔

"مجھے کھوجنے اور بوجھنے کا روگ ہے۔"

وہ بچ فرقوت شاید میری بات صحیح سے سُن نہیں پایا تھا بولا۔

"بچہ! میرے پاس کسی کھاج کھراج کا دارو نہیں..... مریڈ شکتی پُرش ہنت کا تریاق ہے۔ کھاج کھراج کا لیپ ہوتا تو پہلے اپنے بانرے کو دیتا ہر وقت کھاجتا رہتا ہے۔"

"مہاراج! میں نے کھاج کھجلی کی بات نہیں کی' کھوج کھبت کی بات کر رہا ہوں۔ مجھے بندروں سے دل چسپی ہے بندر تو بہت سے دیکھے..... مگر ایسا قد و کاٹھ اور چمکتا رہ والا بندر میں نے پہلی بار دیکھا ہے۔"

سادھو نے اسی بندر کے جلیبی والے دونے سے جلیبی کا ایک ٹکڑا اٹھا کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔

"لو پہلے ہنومان جی کا پرشاد چکھ لو۔"

میں نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے چھما کریں میں مٹھائی نہیں کھاتا مجھے شوگر ہے..... مجھے کچھ اس بانر کی جاتا بارے بتائیں.....؟"

سادھو نے میرے انکار پہ وہ جلیبی اپنے منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ جلیبی کی مٹھائی تو منشیہ منشیہ اور منشیہ سے جنم لینے والی ذرکھناؤں سے [illegible] کی رکھشا کرتی ہے....."

وہ جلیبی کا ایک ٹکڑا بندر کے منہ میں ڈالتے ہوئے [illegible] نے کہا

"[illegible] بانروں کی [illegible] جاننا چاہتے ہو؟"

"مہاراج! بندر کو دیکھ کر بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اندر کوئی منش چھپا بیٹھا ہے اور منش کو دیکھ کر کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اندر بھی کہیں نہ کہیں کوئی چھوٹا یا بڑا بندر چھپا ہوا بیٹھا ہوتا ہے..... بعض لوگوں کی بھی عادتیں بندروں جیسی ہوتی ہیں جبکہ بندروں میں بھی بہت کچھ منشوں جیسا ہوتا ہے..... کہیں یہ دونوں آپس میں رشتہ دار تو نہیں ہیں؟"

اس سے پیشتر کہ وہ کوئی جواب دیتا..... اسی بندر نے پیچھے کھڑے ہو کر خوخو کرتے ہوئے میرے سر کے بالوں کو کھنگالنا شروع کر دیا۔ جیسے وہ جوئیں تلاش کرنا چاہ رہا ہو..... سادھو نے ایک جھینپا سا قہقہہ لگا کر بندر کو کھینچتے ہوئے کہا۔

"تم نے ادش ٹھیک سمجھا ہے بندر منشیوں کی طرح ہوتا ہے جو ہر منش میں چھپا ہوتا ہے..... اور منش ہر اس بانر کی مانند ہوتا ہے جو ہر بانر کے بھیتر موجود ہوتا ہے۔"

میں نے کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے ایک اور سوال چھوڑ دیا۔

"مہاراج! یہ جو ہنومان جی کی پوجا ہوتی ہے..... بانروں کو جو عزت احترام دیا جاتا ہے..... طرح

طرح کے پھل مٹھائیاں پکوان پیش کئے جاتے ہیں — کیا یہ سب کچھ ایسے ہی ہونا چاہئے —؟"

وہ ترشی سے گھورتے ہوئے بولا۔

"بانر ہمارے لئے دیوتا سمان ہیں۔ یہ ہنومان جی کے کُل قبیلے سے ہیں — ان کی پوجا اور عزت کرنا ہمارے دھرم کے دھرو ہیں —"

اب میں بولا۔ "لیکن ان کی حرکتیں اور عادتیں بھی تو دیوتاؤں جیسی ہونی چاہئیں — یہ تو اپنی حرکتوں سے ناک میں دم اور عادتوں سے انسان کو شرمندہ کر دیتے ہیں۔ دیوتاؤں کو تو بڑا اُجل کومل — کاج کرم بھی پاک پوتر ہونے چاہئیں۔"

مجھے حیرانی ہوئی کہ سادھو نے میری باتوں کا برا ماننے کی بجائے مجھے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو بچہ! — اپنی اپنی سمجھ بوجھ ہے جو بھی بدھی سدھی میں سمایا وہی تم نے اگل دیا — پر تم یہ بھی جانو کہ دیوتا اور منش میں بڑا بھید اوٹ ہے۔ ایسا ہی بھید اوٹ جناور اور منش میں ہوتا ہے۔"

وہ شاید مجھے ٹالنا چاہ رہا تھا — میں ایک سوال پھر پوچھ بیٹھا۔

"مہاراج! آپ نے ابھی [illegible] بندر کو کھانا [illegible] اور وہ بھی سب کے سامنے [illegible]"

"بچہ! — سب جناور [illegible] اسی طرح [illegible] کرتے ہیں اور انہیں سب دیکھتے [illegible] ہے۔ جو ان میں ایسی شرم کرتے ہیں وہ [illegible] ہیں — [illegible] اور ایسی عادتیں [illegible] تو ضرور [illegible] ہے اور [illegible] اس معاملے میں بھاگیہ ور ہے..."

اچانک وہی بانر گھوم کر میرے سامنے آ بیٹھا اور انتہائی بے ہودگی سے وہی قبیح حرکت کرنے لگا جو اکثر بندر کرتے رہتے ہیں..... اور میں اکتا کر اٹھ آیا۔

بات بندر سے بندریا [illegible] سے شروع [illegible] گیا تھا — وہ آگے آگے [illegible] ہوا چھپتا چھپاتا ہوا تھیلا گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا اور یہ بدحواس سا پیچھے پیچھے [illegible] بھاگ رہا تھا۔ کہاں ہنومان جی مہاراج اور کہاں صرف ایک [illegible] — وہ بھاگتے بھاگتے کوئی آدھے گھنٹے تک نکل آیا تھا۔ آخر ایک [illegible] سی جگہ پہ وہ رکتے سا گیا۔ سامنے گھنا جنگل تھا یا درختوں کا جھنڈ — یہ بندر اسی طرف کہیں غائب ہو گیا تھا۔ تھیلے میں اخبار رسالے [illegible] کے خطوط تصویریں ضروری کاغذات اور کچھ ریزگاری — اور

کی ہر شے کچھ کہ جو سفر میں لازم ہوتا ہے — ایک فالتو کپڑوں کا جوڑا بھی تھا۔ اس وقت اُسے سگریٹ کی
بے حد طلب محسوس ہو رہی تھی۔ تھکنے سے ہانپتا کانپتا وہ اپنے زانو پہ ٹکے ہانپنے لگا — اردگرد نگاہ دوڑائی
— دور تک کہیں کوئی چرند پرند نظر نہیں آیا۔ یوں دکھائی دیتا تھا کہ واقعی یہ جگہ بھوت پریت کا استھان ہے۔ عجیب
سی وحشت، خاموشی اور بے رونقی — کہ انسان تو کیا ادھر تو کوئی الو بھی آنا پسند نہ کرے۔

دم درست کر کے وہ اٹھا اور جنگل کی جانب چل دیا۔ شاید وہ لاشعوری طور پہ حوائج ضروریہ کے لیے
ادھر نکل آیا تھا۔ چھدرا چھدرا سا جنگل، درخت کم اور جھاڑ جھنکار زیادہ — اور آگے بڑھا تو دور سے ایک
بڑا بڑ دکھائی دیا.... جس کے اردگرد بڑے بڑے درخت تھے اور ایک بڑا سا ہموار میدان — یہاں آثار
یہ دکھائی دیے کہ جیسے ادھر بے شمار لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہو۔ عارضی قیام کے لیے ہموار کی گئی زمین۔
کھانا پکانے کے لیے بنے ہوئے پتھروں کے چولہے.... بیل گاڑیوں کے ٹھہرانے کی جگہ وغیرہ وغیرہ....
کیا سوچنے اور دیکھا دیکھی میں وہ بھول ہی گیا کہ اسے ایک مچھندر سا بندر زادِ راہ سے محروم کر گیا ہے۔ اسے
پیاس محسوس ہوئی۔ پانی، بیئر کی بوتل بھی تھیلے میں تھی — اسی پریشانی میں چلتا چلتا جوہڑ کے کنارے تک پہنچ
گیا کہ [illegible] جوہڑ تھا۔
[illegible] پہ ایک بہت
بڑا گھنا برگد دکھائی دیا۔

برگد کے درخت کی اپنی ایک الگ ہی شان، شخصیت اور وقار ہوتا ہے۔ یوں تو وہ درخت ہے مگر مشاہدہ
[illegible] — خوش، مطمئن اور با رونق
[illegible] یہ گیانی، یہ دھیانی.... اور یہ چھتنار — برگد سایہ دیتا تو ضرور ہے مگر اپنے زیرِ سایہ کسی کو پنپنے
نہیں دیتا کہ جو پنپا وہ [illegible]۔

تھکے سے قدموں ایک لمبا پھیر چل کر اس چھتنار برگد کے قریب پہنچ گیا — بدبو اور سڑاند نے اس کے
[illegible] برگد کے نیچے چمگادڑوں کی لاشیں نظر آنے لگیں اور بندروں کی غلاظت کے ڈھیر — یعنی سڑی
[illegible] — اور جو نگاہ اٹھی تو اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی — سینکڑوں ہزاروں الٹی لٹکی ہوئی چمگادڑیں.... ان
[illegible] — جیسے جہنم کے کسی عقوبت خانے میں نا آسودہ خبیث
روحوں کو الٹا لٹکا دیا گیا ہو۔

ابھی اس عجیب مکروہ نظارے سے اس کی نظر نہیں ہٹی تھی کہ اچانک وہی تھیلے والا بندر.... چھلاوے
کی طرح کہیں سے ظاہر ہوا — اور چیخ چیخ کر آسمان سر پہ اٹھا لیا — بس جیسے پھر کوئی قسمت کھلی کہ جدھر نگاہ

جاتے بندر ہی بندر... لمبی لمبی دُموں والے لنگور، سفید اور سیاہ چہروں والے ننھے ننھے بندر چھاتیوں کے ساتھ چمٹے ہوئے چلبلے چلبیلے سے بچے۔ تھیا اجبول اسے اپنی پڑ گئی کہ یہ تو اس کے تن کے کپڑے تک اُتار لے جاویں گے۔ یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ وہ اسے پکڑ کر کہیں قید کر دیں یا اس چھتنار برگد والے باپ کے پاس لے جا کر اپنے سا بندر بنوا دیں۔ وہ اسی کشمکش میں پھنسا سوچ رہا تھا کیا کرے کیا نہ کرے کہ ایک موٹا سا گوگل چٹاک کر کے اس کے سر پر پڑا اور دو تین چار پڑے پھر بارش میں اولوں کی طرح یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ جیسے ہنومان کی فوج اسے راون سمجھ کر چاند ماری کر رہی ہو۔ سرخ سیندوری گوگل گرنیڈوں کی مانند اس کے سر جسم سے ٹکرا کر پھٹ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لیسدار سرخ بیجوں کی غلاظت سے لتھڑ کر رہ گیا... جو ہونا تھا ہو چکا کپڑے بُری طرح لتھڑ گئے۔ ناک منہ ماتھا بے پہچان ہو کر رہ گئے۔ جہاں ناس وہاں ستیاناس بلکہ ساڑھے ستیاناس وہ بر اندیشہ سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر برگد کے بیچ ناک [illegible] کے سامنے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا کہ اب جو ہو سو ہو... چادر اور کرتا اتار کر ننگے پنڈے یوں پڑ گیا جیسے بندروں کو دعوت دے رہا ہو کہ بھائی لو خوب اپنے دل کی حسرت نکال لو... کہو تو نیچے سے پاجامہ بھی نکال دوں جب ایک آنکھ سے نکل جائے تو دوجی آنکھ میں شرم کا کیا کام... چاند ماری میں اور شدت آ گئی... [illegible] تھے۔

ابا [illegible] جو اس کا تھیہ اُٹھا کر بھاگا تھا... اب بھی وہ بیچ بیچ کر دوسرے بندروں کو کچھ ہدایات دے رہا تھا۔ اس سے ظاہر تھا یہ اُن کا سردار بندر ہے... ننھے شاید بندروں کا ہر اول دستہ تھے جوان جوان ایک [illegible] اور [illegible] کے تربیت یافتہ کر [illegible] کے بیچے کے [illegible] برسا رہے تھے... کیا مجال جو دائیں بائیں شانوں، پیچھے پسلیوں یا ناف کی گندی پہ کوئی ضرب در آئے یا گردن چہرے پہ گوگل کال گے... تھیرے بڑا پریشان کہ تعجب سے [illegible] بندر ہیں۔ [illegible] یہ تماشا دیکھنے کے بعد پھر جانے جی میں کیا سمائی کہ کرتے [illegible] کیا اور پاجامہ نیچے سرکا دیا [illegible] ان سے نجات حاصل کرنے کا [illegible] چاہا۔ اب وہ چاروں شانے الف [illegible] برگد کے نیچے [illegible] تھا۔ لنگ [illegible] کے لئے نام نہاد لنگوٹ بنایا یا ہاتھ ہتھیلی کی تختی تک کا تکلف نہ تھا۔

میرا تجربہ بتاتا ہے کہ شرارت، فحش لطیفہ، گندی گالی، حرامی یا بے حیائی بے غیرتی کو صرف انگلی ہی تیرے والی انگلی لگانے کی دیر ہوتی ہے پھر چل سو چل والا سلسلہ چل نکلتا ہے اور آدمی اندر باہر سے ایسا ننگا ہو جاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

کشمیرے ملنگ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا تھا ۔۔۔ بندروں کی جگہ اگر دس بندے بدمعاش بھی ہوتے تو یہ ان سے نمٹ سکتا تھا ۔۔۔ مگر کیا کیجیے کہ دس بدمعاش ایک بندر سے عاجز آ جاتے ہیں ۔۔۔ اب کوئی دیکھتا کہ کیسے کشمیرا وہ پھر تیج دیا ان بابا نے 'بھوت پریت کے بیر' بابا برگد کے دیے ۔۔۔ کشمیرے ملنگ کا کھڑا ہے۔ بندر اس کی بعد آزار رہے ہیں۔ اب بندروں نے اپنا چاند ماری کا ہدف بدل دیا تھا ۔۔۔ جیسے چھاتی سے وہ کبھی نیچے ترائی میں اب نرائی کر رہے تھے ۔۔۔ یہ نئی صورت حال اس کے لئے خاصی پریشان کن تھی ۔۔۔ اور پھر سے سوچا تو وہ منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ یہ کیا ہوا؟ ۔۔۔ ایک دم خاموشی ۔۔۔ کنکروں کی چاند ماری 'غوغو' ۔۔۔ دھما چوکڑی جیسے کچھ تھا ہی نہیں ۔۔۔ ایسی خاموشی اور سکوت کہ اسے اپنے دل کے دھڑکنے کی دھم دھم تک سنائی دینے لگی ۔۔۔ وہ پریشان سا ہو کر کنکھیوں سے اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا ۔۔۔ بندر غائب تھے۔ ہلکا سا سر اٹھا اوپر جھانکا ۔۔۔ وہاں بھی سارے ڈالے ڈالے خالی ۔۔۔ وہ سوچنے لگا اگر تار ایسے سارے کر تو پیٹے کہاں غائب ہو گئے؟ ۔۔۔ پھر خیال آیا کہ اس کی یہ الف لام ننگے ہونے کی ترکیب کام کر گئی ۔۔۔ سارے لونڈے اپنی دم دبا کر بھاگ گئے ۔۔۔ وہ اپنی عقلمندی سے خوش ہو کر پاجامہ اٹھانے کے لئے جھکا ۔۔۔ پیچھے سے کوئی [illegible] شاید اس [illegible] جنگل میں کچھ [illegible] اس کی نظر اپنی [illegible] بندر [illegible] تھا ۔۔۔ پھر تو چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی ۔۔۔ ادھر کتیں راہ کی [illegible] پیچھے پیچھے آتے گئے ۔۔۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کشمیرے کے ساتھ کیا بیتی۔

آگے وہی چھوٹی سی بستی تھی جب وہاں کے لوگوں نے اسے [illegible] اور بد حالت میں اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اپنے بچوں اور عورتوں کو جھونپڑوں میں دھکیل دیا ۔۔۔ بستی کے چند ایک بوڑھوں نے اس کی خستہ ہوئی حالت پر ترس کھا کر اسے جل پان کرایا۔ تن ڈھانپنے کو کپڑے دے کر وہاں سے چلتا کیا۔

دراصل کشمیرے سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے بندروں کے لئے جو پھل مٹھائی وغیرہ کا بندوبست نہیں کیا تھا ۔۔۔ بندر اس کا تھیلا بھی مٹھائی اور کچھ کھانے پینے کی جستجو میں اٹھا کر لے گئے تھے ۔۔۔ مگر اس تھیلے میں تو بھنگ کے [illegible] اور سگریٹ وغیرہ تھے۔ جو اس نے برگد بابا کے پاس رکھوا دیے تھے۔

پھر ایک وقت بعد جب سلیمان بائی کی بستی کے پروگرام کے سلسلے میں ادھر آئی تو برگد والا بابا کے [illegible] میں بھی حاضری کے لئے پہنچی ۔۔۔ بابا نے اسے کشمیرے کا تھیلا اور کپڑے دیے اور تاکید کی کہ

کشمیرے کو تلاش کرکے اس کی چیزیں اس کے حوالے کرے اور بابا کا آشیرواد بھی دے۔

کشمیرے کے سامان میں اس کی ایک دو تصویریں اور چند ذاتی خطوط بھی تھے۔ یہیں سے اس کا پتہ حاصل کرکے سفیداں بائی نے کشمیرے کو یکے بعد دیگرے دو تین خط بھی لکھوائے۔ مگر اس کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا... کشمیرے تو آوارہ بادل کی طرح کبھی اس نگر کبھی اس ڈگر۔ اس واقعہ کے اڑھائی تین برس بعد ان خطوط میں سے صرف ایک خط کسی طرح کشمیرے تک پہنچ پایا... ظاہر ہے کہ کشمیرے نے اپنی کتابوں، ڈائری اور تصویروں کے لئے سفیداں بائی سے رابطہ کرنا ضروری سمجھا۔ ویسے بھی وہ سفیداں بائی کے فن، اس کی شہرت شخصیت سے خاصا متاثر تھا۔ لیکن رُو بہ رو ملنے یا سامنے بیٹھ سکنے کا ابھی تک کوئی موقعہ میسّر نہیں آیا تھا... امرتسر لکھے گئے کسی خط کا جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ اس سے ملنے خود نکل آیا۔

● جموں میں سمیا مکوں ....!

جموں میں امیروں کبیروں کے علاقے میں اس [illegible] جو تھی

جہاں موسم [illegible] [illegible] سری نگر سے

جموں پہنچا تو یہاں کے موسم نے اسے گدگدا کر رکھ دیا... جی میں ٹھانی کہ اب جموں میں جم کر رہیں گے

اس نے ملازموں کو کوٹھی کی صفائی ستھرائی کا کہہ دیا۔ فالتو سامان اور کاٹھ کباڑ کو ہٹوایا... رنگ روغن مرمت کے علاوہ نیا فرنیچر، نئے قالین... [illegible] رانی جیسی ایک خوبصورت آرام دہ اور دلنشیں قیام گاہ کا منظر پیش کرنے لگی... مرمت و تزئین کے دوران اس نے ایک آدھ بار نہایت خاموشی سے بغیر سامنے آئے ہوئے اس بازار کا چکر بھی لگایا۔ وقت بے وقت پہنچ کر سفیداں بائی کے چوبارے کو بھی اچٹتی سی نظر سے دیکھ لیا تھا۔ وہ اپنی طبع فطرت کے بالکل خلاف بڑے صبر اور تحمل سے اس مبارک گھڑی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ اپنی من چاہی تیاری اور شوق فراواں کے ساتھ سفیداں بائی کو اپنی آمد کی اطلاع دے گا۔ وہ دراصل اسے ایک بڑا سرپرائز دینا چاہ رہا تھا۔

● کشمیرے ڈلکیرے نُر جھائے آسیرے......!

وہ ایک پڑھا لکھا فنونِ لطیفہ اور سیر و سیاحت سے دلچسپی رکھنے والا امیر کبیر خاندانی آدمی تھا۔ جوانی

کی دھوپ ابھی اس کے آنگن سے پوری طرح نہیں ہٹی تھی اور نہ ہی ابھی سر پہ چاندی کا کوئی تار چمکا تھا۔ [illegible] کے سینچے ہوئے ذوق و شوق، حسن جمال کی فراوانی، مطالعے و مشاہدے کی عادت اور رقص و موسیقی سے رغبت نے اسے اپنے حلقۂ قرابت کی ہر دو جنس میں مقبول و منظور بنا دیا ہوا تھا۔ صنفِ نازک کے بارے میں بھی وہ بڑے سلجھے ہوئے خیالات رکھتا تھا۔ عورت اس کے نزدیک محض دل بہلاوا یا کوئی دل لگی کی جنس نہیں تھی اور نہ ہی محض دل بستگی یا عیش عیاشی کا کوئی سامان — وہ تو پڑھے لکھے مہذب انسانوں کی طرح اس کی توقیر و تعظیم کا قائل تھا اور اسے کائنات کا حسن، زندگی کا رنگ اور خوشیوں، مسرتوں کی ترنگ کا محور سمجھتا تھا۔ گو اس کی پہلی بیوی پڑھی لکھی، جو فیشن، آزادی اور شخصی بے راہروی کی دلدادہ تھی، جس پہ پوری طرح مغربی رنگ چڑھا ہوا تھا، بد قسمتی سے یا وہ اسے اپنے رنگ ڈھنگ میں نہ ڈھال سکا۔ بالآخر یہ فیشنی اور شاندار شادی، بڑی بد مزگی کا شکار ہو کر جلد ہی اذیت ناک علیحدگی پہ منتج ہوئی۔ اس بھیانک تجربے کے بعد بھی صنفِ نازک کے بارے میں اس کے خیالات و جذبات میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی پیدا نہ ہوئی بلکہ پڑتی گئی — یعنی عورت کے اس روپ و رنگ کو بھی اس نے [illegible] سے دلبرانہ اور عاشقانہ انداز سے ہی ملذذ کیا تھا۔ اس کی آوارگی، موسیقی سے غیر معمولی رغبت — شریف شباب سے شغف اور زندگی کے معاملات [illegible] شاید اسی [illegible] شاید [illegible] بے آب و گیاہ صحرا میں [illegible] روح پرور نخلستان کی جستجو میں رہتا تھا۔ موسیقی کی [illegible] الاپوں [illegible] اسے شاید سچے سکون کی [illegible] — اور [illegible] شاید سے خود فراموشی کی فراہمی میں [illegible] دیتی تھی — جبکہ غیر شعوری طور پہ وہ ان کی [illegible] میں کسی [illegible] اختر کو [illegible] رہتا جو عورت کے متعلق اس کے حسنِ ظن کو قائم رکھ سکے۔ مگر وہ تو [illegible] کے۔ عورت کے سر پہ جتنے بال اتنے ہی اس کے چلتر — مگر وہ شاید اس [illegible] بات کو [illegible] رہتا تھا کہ جس کی بات یہ بھی کہا گیا ہے کہ جتنی پیاری ویسے ہی کم ساری — یا پھر جتنے [illegible] اس کے اتنے ہی [illegible] اس کے [illegible] — بس ایسی لگی رہی اور کم ساری تاری اس کی [illegible] تھی۔ اب اس کوچے میں پہنچنا بھی اس کی [illegible] تھی۔

[illegible] کھیلے، [illegible] نکالے اور [illegible] وہ اگر [illegible] کی تلاش میں ہو تو حفظِ ماتقدم کے طور پہ وہ [illegible] کے دل میں ابھی جھانکنے کو بے دقتی نہیں کرواتا۔ [illegible] ہی اس کی [illegible] تھی۔ اپنے بندروں والے سامان کا تھیلا لینا تو بس ایک [illegible] وسیلہ بن گیا تھا۔ اس تھیلے میں تھا ہی کیا؟ اس کی

بے سمت، بے مہار اور بے قاعدہ زندگی کے قریب قریب پچھلے دس برسوں کا نچوڑ — مختلف ڈائریوں کے اُجلے اوراق پہ سرطان کے کسی مریض کی قے کے چھینٹوں کی مانند داغ دھبے — اسے خدشہ تھا کہ کہیں یہ سب کچھ سفیداں بائی کی نگاہ میں نہ آ گیا ہو۔ پرانی سی چند تصویریں — پریتی مکھی کے ساتھ — گزرے وقتوں کے دو تین پرنٹ — کالج کے وقتوں کی کلاس فیلوز کے ساتھ کچھ پوز، کچھ پرانے خطوط، ایسا ہی الم غلم — جو بھی تھا، اس کو دیکھ بھال کر کوئی بھی انسان، صاحبِ سامان کی حیثیت، شخصیت کا کچھ نہ کچھ اندازہ تو لگا ہی لیتا ہے... بس یہی کچھ جھنجھٹ تھا۔ کون جانے، سفیداں بائی نے اس کے بارے میں کیا کچھ گمان کر لیا ہو۔

حویلی کی صفائی ستھرائی اور نئے سرے سے سجاوٹ بناوٹ میں کئی دن لگ گئے تھے۔ اس دوران وہ خود کو بھی "آمادۂ ملاقات" کرتا رہا۔ ایک عجیب سی جھجک اس کے اندر [illegible] سر ابھار رہی تھی — کسی بھی چیز کا شوق جب حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو وہ چیز ایک ان دیکھے بتوں کی سی شکلیں اختیار کرنا شروع کر دیتی ہے... کبھی کسی رنگ میں، کبھی کسی روپ میں — کبھی اور دوانی بھی، شوقِ وصال بھی ابھر آتے ہیں، فرقت و فراق کے حربے بھی ڈالے جاتے ہیں۔ خوف و رقابت کی [illegible] راتوں کی [illegible] [illegible] لگتے ہیں۔
دل و دماغ کی عجیب و غریب حالتیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اچھا خاصا سنجیدہ آدمی بھی چھچھورا بن کر رہ جاتا ہے۔

یہی کچھ [illegible] کشمیرے کے ساتھ بھی تھی۔ ایک ایک چیز کی الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ کشمیرے تو وہ کشمیرے رہا ہی نہیں تھا۔ [illegible] — یہاں وہ کھڑی ہوگی، یہاں بیٹھے ہوگی۔ ادھر دیکھ رہی ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ ہر روز کوٹھے پار جانے کا ارادہ کرتا مگر ہر مرتبہ وہ کہیں نہ کہیں اٹک جاتا — یہ دن ڈھونڈنے کے لیے ٹھیک نہیں، موسم کھل جائے تو پھر بہتر ہو گا۔ بوندی کے شکوے نے شرارت پکڑ لی تو تب۔ پورا ماشی کی شب چلیں گے — غرضیکہ کوئی نہ کوئی بہانہ گھڑ کے وہ دونوں کو ٹالتا رہا۔ جس طرح ہوشیار دکاندار مصنوعی قلت پیدا کر کے خریداری پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح معصوم سے عاشق معشوق بھی مزہ لینے کی خاطر مصنوعی ہجر و فراق کی کیفیت پیدا کر لیتے ہیں۔ مصنوعی ناراضی، شکوے گلے، لڑائی جھگڑے، منت سماجت کی پیاری آوازاری وغیرہ وغیرہ — مگر تابکے! ہانڈی بھی ایک دن کھل جاتی ہے اور قصے ہوا کرتے رہتے ہیں۔

آخر ایک سہانی سی شام وہ سفیداں بائی کے "آستانے" پہنچ ہی گیا۔ کوٹھے اور کوٹھی آنے جانے

کے لئے پیشگی اطلاع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جن کے ہاں کج ادائی اور خوش حالی ہو وہ بلا جھجک دونوں جگہوں پہ آ سکتے ہیں۔ ویسے بھی اگر سعیدہ بائی کے ہاں پہنچنے کے لئے پیشگی اطلاع کی پابندی ہوتی تو وہ خود با اعتماد نہ کر سکتا۔ وہ بن بتائے اچانک سامنے پہنچ کر اسے متحیر کر دینا چاہتا تھا ۔۔۔ جبکہ صرف تصلیے کے حوالے سے ان کی بیچ کی آشنائی میں کسی خوش گمانی کی کوئی گنجائش نہیں تھی یا شاید وہ گھنگھرو بندھنے کے وقت سے پہلے وہاں پہنچ کر اسے اس کے روزمرہ کے روپ میں دیکھنا چاہ رہا ہو یا وہ اس ظاہری باطنی شخصی خدوخال کی اپنے انداز میں پرکھ کرنا چاہتا ہو۔ محرومیاں، نامرادیاں ۔۔۔ بے پناہ انتظار ۔۔۔ صبر اور جبر، پھر مجبوریاں اور معذوریاں بھی انسان کو کتنا پختہ بنا دیتی ہیں۔ اس کی نظر میں کتنی گہرائی اور تجربے میں کیسی گیرائی پیدا کر دیتی ہیں کہ اس میں اپنی ذات کے جیسے منتشر، تیلے بکھرنے کے قریب آ جاتے ہیں۔ جس کے لئے کر اپنی چیخوں کو چپ چاپ چبانے کا حوصلہ اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنے اندر کے داغوں کو چراغوں کی مانند اجالنے کے ڈھنگ آ جاتے ہیں۔ ہماری کٹاری کی کاٹ کی طرح آتے جاتے سانسوں میں سرگم کی سی آروہی امروہی آلاپنے کا گن گنگنا اٹھتا ہے۔ خوب کسی نے کہا ۔۔۔

[illegible]

سعیدہ بائی کی بارگاہ دل نواز کو ساز و آواز کی سرگاہ تک پہنچنے کے لئے سرو چشم ساز و روشنی تو نہ تھا البتہ اسے ایک رئیس زادے کے طور یہاں پہنچنا قرین مصلحت جانا۔

اس دور زمانے میں روساء اور امراء وزرا ایسے ہی مرد فن نظرانی اور صفات پانے سے شعر و نغمہ اور موسیقی کے جلسوں، محفلوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ان کے قیمتی ملبوس شانے دوشالے زری کا مدار ٹوپی، ہاتھ کی جڑاؤ چھڑی ۔۔۔ گلے کی موتی مالا، منقش پاپوش، چمکیلی نرم نرم مخمل نرم گداز گاڑی بان کا صاحب بہادر گاڑی کھینچے والا، رنگین لباس شہری پچھ ۔۔۔ آگے پیچھے کے طرز اور حجب دار دروازہ ۔۔۔ دو چار اشرفیوں اور چند درہموں کی اطلس و دیبا کی بنی ہوئی طلائی زری کا مدار تھیلیاں جنہیں لونڈی باندیوں کے سروں پہ چھپے موتیوں کے تھال سے بھرے ہوتے ۔۔۔ ان ظاہری لوازمات سے ان کے مرتبے کی جانچ ہوتی اور اسی تناسب و نقل سے ان کی نشست اور خاطر مدارات کا اہتمام ہوتا ۔۔۔ ان اچھے وقتوں میں سفلے کم سواد اور بے حیثیت ان چنیدہ جگہوں ۔۔۔ اہلِ پانے کی خواہشوں اور گانے والیوں کی قربت کا تصور بھی نہیں کر پاتے تھے۔

کشمیرے سنگھ ایسے شمشاد قامت خوبرو نجیلے تھے سارے۔ تو شمرو تو اتنا کا طرحدار تیکھا جب بازار میں داخل ہوا تو دیکھنے والے دیکھا کیے۔۔۔ جس طنطنے اور پُروقار انداز میں وہ تانگے سے اترا اور پھر جیسے تُلے تُلے قدموں سے اوپر سیڑھیاں چڑھا۔۔۔ ایسے لگا کہ جیسے اس کا ہر قدم دیکھنے والوں کے سینے پہ پڑا ہو۔

ادھر سفیداں بائی اپنے معمول کے مطابق بڑے کمرے میں اپنی مخصوص نشست پہ بیٹھی کنگھی سے اپنے بالوں میں گل تسبیح کے کھلے رنگوں کی مانند پھول گوندھوا رہی تھی۔ مالا پھل درخت کے اس پھول کا بھی جواب نہیں۔ موگرے کی کلیوں جیسے بھینی بھینی خوشبو والے گل شبنم کے شاخچوں کی جلو میں پڑے یوں دکھائی دیتے ہیں کہ جیسے زمردیں غبار میں دمکتے ہوئے سپید گنگا ماسی موتیوں کی لڑی میں لعل بدخشاں دھرے ہوں۔ مالا پھل کے قیمتی درخت۔۔۔ ہردوار، شملہ، متھرا، ہانسی پور، گلمرگ، آگرہ، جموں اور شاہدرہ دلی میں کبھی دیکھے تھے۔ پاکستان میں حیدرآباد، ایبٹ آباد، شمالی علاقہ جات کی بعض جگہوں پہ نظر آئے۔ جناح گارڈن لاہور میں بھی موجود ہیں۔

سفیداں بائی کی مشکی عنبریں دراز زلفوں میں یہ کھلے ہوئے دلفریب عجیب بہار دکھا رہے تھے۔ کھلی ہوئی شہابی رنگت۔۔۔ جسے وادی کی صحت بخش رُتوں نے مزید نکھار دیا تھا۔ غزالوں کی سی وحشت بھری کجراری آنکھیں۔۔۔ [illegible] کتے ہوئے لب سپید ہموار دندان موتی ایسے کہ اگر کسی مرجھائے جوہری کو دکھا دیے جاویں تو وہ صرف ان کی آب و تاب ہی دوبارہ دیکھنے کے لیے اپنا دوالا پٹوا دے۔

گول کمرے کے صدر دروازے سے چلمن ہٹا کے آئینہ رو بہ رو کیے وہ کنگھی کے ہاتھوں اترتے ہوئے پھول شگوفوں کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ شمیا خلیفہ باہر منتظر سے ہانپتا کانپتا اندر داخل ہوا۔۔۔ ہاتھ جوڑ کے نمسکار کرتے ہوئے "آگرہ باراشاہ سے کسی بڑی آسامی کے آنے کی خبر دی۔۔۔ اس بدلے سمے کون اتنا والا آ پہنچا۔۔۔ اس کے مختصر سے ماتھے پہ کئی چھوٹی شکنیں ابھر آئیں۔۔۔ وہ اُدھر ہو کر بیٹھی۔

"ہائیں رام! کے اوپر چڑھا لایا ہے تو اتنی جلدی سے سیڑھے؟ ابھی تو کے کا وقت بھی نہیں ہوا۔۔۔!"

وہ تیوری ڈالے سوچنے لگی۔۔۔ کون ہو سکتا ہے؟ ابھی تو ہمارے سازندوں کے گال بھی تمتمائے نہ تھے۔۔۔ سارنگیوں کی سانسیں بھی پوری نہ اُٹھی تھیں۔۔۔ آدھے پونے سازندے ابھی بیٹھے سازوں کے تیور درست کر رہے تھے۔ جس میں خاصا سمے برباد ہوتا ہے۔

حویلی والے لوگ کہتے ہیں۔ ساز، سنگھار، ملازم، پالتو جانور، ہتھیار، بیوی اور تعلقات ــــ اگر انہیں
حفاظت میں نہ کیا جائے تو بڑے نتیجے خاطر خواہ برآمد نہیں ہوتے ــــ بائیوں، مجرائیوں، گانے بجانے والیوں
کے ہاں ــــ تعلیم و ریاضت اور مرمت کے ہنر کا بہت دھیان رکھا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے کہ محفل
شروع کرنے سے پہلے تمام انتظامات تسلی آمیز کر لینا، سازوں کو تر کرنا ــــ نشست کے تمام لوازمات مثلاً
پان، تمباکو، خورد و نوش کا سامان ــــ بخورات، سہرے، گجرے، خوشبویات ــــ جھاڑ فانوس ــــ شمعیں
قندیلیں ــــ دریچوں، کھڑکیوں، محرابوں، جھروکوں کے نفیس پردے ــــ موتی چلمنیں، خس ٹٹیاں، جالیاں
سکھی فرشی غالیچے، قالین، چاندنیاں ــــ تکیے، پر بھرے تکیے والے ــــ غرضیکہ ایک ایک چیز کے معیار اور
رکھ رکھاؤ دیکھنا ہوتا ہے امیر کبیر تماشبین چونکہ بڑے نفاست پسند اور نازک مزاج ہوتے۔ اس لئے بڑی بڑی
مشہور ڈیرہ داریاں ــــ گانے والی اور مجرا کرنے والی تعداد طوائفیں اپنے مرمت کے ہنر پر خاصا
دھیان دیتیں۔ بلکہ بعض قدیمی طوائفوں کے خاص خاص گھرانے اپنے اسی مرمت کے ہنر پر خصوصی توجہ اور
[illegible] انتظامات کے حوالے کی بنا پر خاصی شہرت رکھتے تھے ــــ انہوں نے اپنے عروج کے دور میں بڑی
[illegible] دولت کمائی ــــ خاص طور [illegible]
[illegible]
[illegible] تھے ــــ مگر یہاں وہ مولوی مدن کی سی بات نہیں تھی۔

* گندھرب ورشن.....

سفیداں بائی نے کیوں پھولوں کے تھال کو سامنے سے ہٹاتے ہوئے داہنے شانے کے تیور سے نگاہ
اٹھا کر دیکھا ــــ وہ بیچ چوکھٹ ایک مجسمے کی مانند یوں استادہ تھا جیسے کسی ماہر مجسمہ ساز نے رعنائی، دلربائی
اور [illegible] وجاہت و جمال کا ایک مکمل پیکر تراش کر صرف سفیداں بائی سے داد و کمال پانے کے لئے یہ
[illegible] سفیداں بائی کی پہلی ہی نگاہ نے تھیلے کے اندر سے باہر سے جھانکنے والے اور بازار وقار یار کے
سب سے وقت سے پہلے آنے والے اس البیلے مہمان کو خود سے ہی پہچان لیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں
[illegible] اشتیاق اور پیشانی پر شکنوں کی بجائے ذہانت کی ہلکی سی تراوت دوڑ رہی تھی۔ اس کے کسی
[illegible] میں بھی تجسس تھا کہ یوں اچانک ہونٹ لے [illegible] تھیلے والا شیر کے [illegible] ایک حسین خیال کی مانند
سامنے آ جائے گا۔ ہونٹوں کے عنابی شگوفے کھلنے سے تھرتھرا اٹھے وہ مبہوت سی کچھ [illegible] بولی [illegible] نے شاید

کسی کیفیت میں اس کے شانے پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا ـــــ گل شبنم کی چنچل چھاتی چنچی کی مانند جھولا لے کر اس کا بازو حرکت میں آیا اور مومی ہاتھ کے اشارے سے تخیُّن کو وہاں سے ٹلنے کا اذن دیتے ہوئے وہ یوں اٹھی جیسے کسی کافوری شمع کا بڑھا ہوا گل کتر دیا ہو۔ وہ لچکتی ہوئی لیٹ کی طرح سرہانے تک جا اٹھی تھی ـــــ ایسے میں سرِ شام جنت نظیر کشمیر کی بالائیوں سے وادی کی اترائیوں تک مست مست مٹک مٹک اترنے والی پوپلی پوپلی کنگلی کنگلی پروائی اسے کشمیرے سنگھ کے جسم سے اٹھتی ہوئی چاہت کی خوشبو کا پتہ دے چکی تھی ـــــ معاً ایک بلند سی تمیز کے تکلف میں رچی بسی آواز ابھری۔

"آداب عرض ہے ـ میں شاید بے وقت اور بغیر اطلاع کے حاضر ہوا ہوں ـــــ مگر ابھی تک آپ کی چوکھٹ نہیں الانگی...... اجازت ہو تو اندر آ جاؤں......؟"

اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا اور اس کی شستہ زبان اور پاکیزہ لہجہ ـــــ وہ انبساط سے لہرا گئی تھی ـــــ کھڑی کھڑی کمر کو خفیف سا جھولا دیتے ہوئے گویا ہوئی۔

"شکر ہے آپ آئے تو ـ [illegible] کشمیرے سنگھ جی! پدھاریئے تشریف لایئے ـ بندی کی تسلیمات بجا لاتی ہے۔"

[illegible]

"[illegible] راہ دکھائی آپ نے ـــــ!" اسے اپنی دائیں جانب ایک مسند کی طرف [illegible] ہوئے [illegible] کی تلی کی طرح چلی۔

"[illegible] ـــــ تو پھر تو یار آپ نے بے نیازی اور کج ادائی" وہ شاید اپنی اصل طبیعت کے برعکس کچھ زیادہ ہی چہک اٹھی تھی۔

کشمیرے سنگھ اس سے مہارانی رئیت سنگھ کا لاڈلا [illegible] لیپ سنگھ ہی تو لگ رہا تھا ـــــ پتلی پتلی ریشمی مونچھوں تلے نرم باریک اکلاوہ سے [illegible] ہوئے [illegible] ـــــ مضبوط مردانہ بانکی آنکھوں میں دید دری کی مستی داری ہوئی ـــــ بڑی تمکنت سے سنہری بالی کی بخملی ترنم ریز چوکی سے مغلوب ہو رہا تھا ـــــ سچ تو یہ تھا کہ وہ سنہری بالی سے جس سے ملنے کے لئے وہ کیسے کیسے بے تاب رہا ـــــ کتنے لمبے انتظار کا کشٹ کھینچا ـــــ جس کی [illegible] اور مدھر آواز کے قصوں نے اسے دیوانہ بنائے رکھا ـــــ جس سے ایک تعلق خاطر نے اس کی پارہ صفت طبیعت میں ایک ٹھہراؤ پیدا کر دیا تھا ـــــ یہی تو وہ تھی جس کے تصور اور ترنم تکلم نے اس کے منتشر ذات کے بارے میں ٹوٹ کر بکھرتے ہوئے اعتماد کو ایک بار پھر استحکام کی دولت سے مالا مال کیا تھا ـــــ اور پھر وہ تو پچھلی لاحاصل زندگی میں قدرے قرینہ اور بے رونق شب و روز میں کچھ مصروفیت نکل آئی تھی۔

وہ اس ٹک ٹک دیدم سے قدرے جھینپتے ہوئے بولی۔

"ہائے اللہ! ایسے بھی کیا سینگ نکل آئے میرے ماتھے پہ کہ مہاشے دیکھے ہی جا رہے ہیں۔"

وہ یونہی آنکھ جھپکے اسی طور بولا۔

"میں تو تیرا نصیب دیکھ رہا ہوں۔"

وہ اس کے ترت جواب کے جوبن کا مزہ لیتے ہوئے بولی۔

"مہاراج! کہاں آفتاب کی کرن اور کہاں ایک حقیر ذرۂ خاک..... ایسے بے میل نصیبے، ترت [illegible] زدہ آواز کی طرح ہوتے ہیں..... ایک شعر آپ کی نذر ہے۔

اکثر یہی ہوتا ہے کہ محبت کی طلب میں
دل ملتے ہیں آپس میں ستارے نہیں ملتے

شعر پڑھتے ہوئے اچانک اسے ایک ایسا ہی زبردستی کے ستارے اور نصیبے ملانے والا [illegible] یاد [illegible]

[illegible]

[illegible] ..... اس کے اندر [illegible] شروع ہو گئے [illegible]

[illegible] ..... پھر ان [illegible]

[illegible] ..... تو [illegible]

[illegible] جہاں [illegible] کے نصیبے شاید کسی آسمانی لوح پہ نہیں لکھے جاتے۔ [illegible] کی خاندانی [illegible] میں رقم ہوتے ہیں ..... کی روشنائی سے نہیں [illegible]"

[illegible] خوش نما پرندے ہوتے ہیں ..... [illegible]

[illegible] قوسِ قزح ..... انسان جب ان [illegible] پرندوں کے پیچھے لگ جاتا ہے تو پھر وہ [illegible] گرفت سے [illegible] جاتا ہے ..... [illegible]

[illegible] پرندوں کے پیچھے [illegible] ہوتا ہے ..... آنکھیں [illegible] دیکھ رہی ہوتی ہیں مگر سامنے نہیں ..... کہیں اور [illegible]

[illegible] ..... جہاں کہیں [illegible] پرواز ہوتے ہیں۔ اسی طرح کان بھی وا ہوتے ہیں مگر وہ کسی اور

فریکوئنسی پہ سیٹ ہوتے ہیں۔

یہاں بھی شاید یہی کیفیت طاری تھی... سفیداں بائی سامنے بیٹھی ہے —— آنکھوں سے آنکھیں [illegible] ہیں... سوال و جواب ہو رہے ہیں —— مگر درمیان میں وہی سوچوں اور خیالوں کے فریج زدہ —— نہ جانے کہاں سے ٹپک پڑے تھے۔ چند بوجھل سے لمحے جب سفیداں بائی نے نہ آنکھ جھپکی اور نہ خاموشی کی مہر توڑی تو کشمیرے کو موقع مل گیا۔

"آپ نے خوب شعر پڑھا۔ اب کیا یوں نظریں گاڑے میرے چہرے پہ شرمندگی تلاش کر رہی ہیں؟ یونہی اچانک نادانی میں یہ نصیبوں والی بات منہ سے نکل گئی —— آپ نے فوراً لوٹا دی... مجھے چند ساعتیں تو خوش فہمی میں ہی لینے دیا ہوتا"

یہ کچوکے سننے کے باوجود بھی سفیداں بائی کی حالت میں کچھ تبدیلی نہ آئی تو کشمیرے نے لہجے کا [illegible] بدلتے ہوئے [illegible] سوال کر دیا۔

"سفیداں بائی! میرے چہرے پہ [illegible] یا موسیقی کی کوئی غزل ابھر آئی ہے جسے [illegible] پڑھتے میں آپ [illegible] دشواری پیش [illegible]"

[illegible] ثانیوں کے بعد وہ [illegible] تکتے ہوئے کہنے لگی۔

"کشمیرے تمہیں منتو کا دکھائی دیا تھا۔ تمہاری آنکھیں ناک نقشہ —— بھی منتو جیسے —— "

"منتو کون —— کون؟" کشمیرے نے قدرے بےچین ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ دوبارہ چہرے پہ آنکھیں گاڑے ہوئی اسی خوابناک لہجے میں کہنے لگی۔

"وہی ڈل کی طرح روگی روگی نیلی جھیل آنکھیں، لب، دانت، کھڑی اٹھی ہوئی گردن —— وہی ادا وہی چاہت...... اور ویسی ہی نصیبوں والی بات......"

سرگوشی میں بات کرتے ہوئے وہ گھبرائی ہوئے کہنے لگی۔

"نہ —— نہ...... اللہ ایسا نہ کرے......"

ہاتھوں سے چہرہ چھپائے وہ رو ہانسی ہو گئی —— کشمیرا یہ کیفیت دیکھ کر گھبرا سا گیا۔

"کون تھا یہ منتو —— مجھے بتاؤ میں تمہاری بات سنوں گا۔ کیا رشتہ تھا اس سے —— ؟" کشمیرے نے بڑے تحمل سے کام لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

سفیداں بائی نے جھروکے کے جھوکے میں بیٹھے ہوئے سازندوں کو ہاتھ کے اشارے سے جانے

[illegible] دیتے ہوئے کہا۔

”کبھی سنتوک نے بھی مجھ سے نصیبوں کی بات کی تھی۔ وہ بھی اپنی اور میرے نصیبوں کو آپس میں ملانا چاہتا تھا۔ وہ بھی تمہاری طرح دل کی بات زبان پر لانے میں دیر نہیں کرتا تھا — سکھ بڑے جلد باز اور جذباتی ہوتے ہیں۔ دل دینے اور لینے کے معاملے میں بڑے خود کفیل — وہ یہ نہیں دیکھتے کہ چیز بکنے یا ملنے والی ہے کہ نہیں — جھٹ مول بول لگا دیتے ہیں — تم نے بھی تو ابھی یہی کچھ کیا۔“

وہ رومال سے ماتھے کا پسینہ پونچھتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

”مجھے سنتوک کے بارے میں کچھ اور بتاؤ — اس سے تمہارا کیا ناتا تھا — اب وہ کہاں ہے، کیا کرتا ہے؟“

سفیداں بائی اب قدرے سنبھل چکی تھی۔ بڑی رسان سے کہنے لگی۔

”اس کے بارے میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ اک خواب تھا، خیال تھا۔ اک [illegible] ہوا کے جھونکے کی مانند — اک جھکڑ [illegible] جس تیزی سے آیا اس سے کہیں زیادہ تیزی سے [illegible] [illegible] — آپ کا تھیلا تو میرے خیال میں تک [illegible] — [illegible] چیز تو نہیں [illegible]؟“ وہ شاید بہت بہت [illegible] باتیں کرتا دیکھ کر خوب محظوظ ہو رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس طرح کی باتیں [illegible] دھیان بٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔

”اچھا اب میری سنو [illegible] ہندوستان سے باہر جانا [illegible] حیثیت [illegible] تو کیا میں خود اپنے آپ سے بھی بیگانہ سا ہو گیا — سب کچھ عرصہ پہلے [illegible] تو سب سے پہلے مجھے تم یاد آ گئیں۔“

تب سفیداں بائی بول پڑی۔

”اگر آپ یہاں میری بجائے تھیلے کا لفظ استعمال کریں تو موقع محل کے مطابق ہوگا۔“

وہ مسکراتے ہوئے مزید کہنے لگا۔

”[illegible] مجھے تمہارا صرف ایک خط ملا — تمہیں حالات ایسے تھے کہ فوری طور پر رابطہ نہ کر سکا۔ پھر [illegible] کا بھی معلوم ہو چکا تھا — اب تم بتاؤ کہ میرا تھیلا اور اس کے اندر سارا سامان تو موجود ہے نا؟ [illegible] ڈیاں اور کچھ نایاب تصاویر میرے لئے بڑی اہم ہیں۔“

وہ [illegible] بے رکھائی سے بولی۔

''تو آپ اصل میں اپنی ڈائریوں اور تصویروں کی خاطر تشریف لائے ہیں۔''

وہ مزہ لیتے ہوئے بولا۔

''بھئی اگر کہوں بھی کہ میں تمہیں دیکھنے ملنے آیا ہوں تو تمہیں یقین نہیں آئے گا ___ اس لئے یہی کہو لو کہ میں ڈائریوں اور تصویروں کی خاطر آیا ہوں ___ اب خدا کے لئے صرف اتنا بتاؤ کہ میرا تھیلا محفوظ ہے؟ کہیں بندروں نے ستیاناس کر دیا ہے؟''

''مجھے تو کتنا چھوٹا تھیلا ملا تھا' جسے میں نے جوں کا توں امانتاً سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ تمہارے پاؤں کی ایک چپل بھی ہے' دوسرا پاؤں تلاش کے باوجود ادھر کہیں نظر نہیں آیا۔''

اب کشمیرے نے اک نیا سوال کر دیا۔

''تم وہاں گئی تھی تو بندروں نے تمہارے ساتھ کوئی ایسا ویسا سلوک نہیں کیا تھا؟''

''نہیں' بالکل نہیں ___ بندروں کے لئے کھانے پینے کے لئے لیتے ہوئے جاؤ تو ان کا دماغ خراب ہے کہ وہ خواہ مخواہ لوگوں کو تنگ کرتے پھریں ___ بلکہ وہ تو جنگلوں کی رکھشا کیا کرتے ہیں۔ بابا کے قدموں تک وہ آیا کرتے ہیں۔ یاتریوں کے سامان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔''

[illegible] روشن بھی نہ تھے۔ [illegible] بابا [illegible] کی اور مہا گیانی ہیں۔ سنگیت ودیا کے ساگر کہلاتے ہیں۔ جو کوئی ان کے چرنوں میں لیتا ہے ان کی شرن کی آشیر واد حاصل کر لیتا ہے وہ سنگیت شاستر کی شکتی اور شانتی حاصل کر لیتا ہے ___ میں تو کھوج اور دھن کی موج میں وہاں گئی تھی [illegible] افسوس کہ میرا وہاں پہنچنا [illegible] گیا۔''

سفیداں بات سن کر بولی۔

''وہ کیسے......؟''

''من کی کامنا پوری نہ ہوئی ___ الٹا بندروں سے الگ خجالت ہوئی ___ اور تو اور میرے کپڑے تک اتر گئے اور میں ننگے پنڈے [illegible] وہاں سے بھاگا تھا۔''

وہ اس کی ایسی حالت سن کر کھسیانی سی ہنسی سے کہنے لگا۔

''تم نے کہا کہ بابا کے پاس جانے سے کوئی فائدہ ہوا۔ مگر میرا اشارہ اس بے کہ وہ گرو بابا مہا شکتی والا ہیں۔ جو بھی ادھر ان کے چرنوں تک پہنچتا ہے وہ بھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ جو شخص نیک ارادے سے جاتا ہے اس کو اس کی مراد ضرور ملتی ہے۔ میں تو جون میں ایک دو بار ضرور وہاں جاتی ہوں ___ میں تو اتنی ہوں سے میں رہتی ہوں ___ میرے سُروں میں سو رنگ' تانوں میں ترنگ' الاپوں میں الکش الکا لگاتا ہی کی شکتی پہ

[illegible] یہ تو محض تمہارا اچنبھا' کیا یہ بابا کا چمتکار نہیں۔"

[illegible] نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے بولا۔

"ہاں' یہ تو درست ہے۔ مجھے ایک سیانے نے برگد بابا کے پاس پہنچنے کا مشورہ دیا تھا کہ تمہارے من [illegible] جیت کی چتا کا دارو شکیت شکتی کا دھان ہے ۔۔۔ اور یہ سوچ کر میں برگد بابا کے چرنوں سے ملے [illegible] بھی دھیان پلے باندھے ادھر پہنچا تھا۔"

پھر وہ آنکھیں موندھ ہاتھ جوڑے کہنے لگا۔

"دھن ہو برگد والے بابا! مجھے آج جیت چتا کا پت چور بھی مل گیا۔"

پھر بھی ملاقات ۔۔۔!

شراب آئی' کباب آئے' پھر سازندے ساز جوڑ کے بیٹھ گئے۔ شعر و نغمہ کی محفل تھی ۔۔۔ اہتمام خاص [illegible] عام داخلہ بند تھا۔ صرف گردھر تھا اور رادھے کا تھی ۔۔۔ ادھر رادھا بھی جیسے تھم اور ٹھہری [illegible] نے اس کی زلفیں ابھی صرف کر تمک ہی کھولی تھیں کہ شاہی نقارخانے بجے اور پہر رات [illegible] سے شراب کے خمار اور شباب کے نکھار سے [illegible] دونوں اپنی [illegible] تھے۔ ادھر [illegible]

مقید ان بالی کے اندر اور کہیں دلی ہوئی عورت جیسے احسب معمول [illegible] سے باہر نکل آئی [illegible] کی نگاہوں کے سامنے بیٹھے [illegible] ۔ موقع بہ موقع شعر و نغمہ سے [illegible] رہی تھی ۔۔۔ اس کے ہاں مرزا آتے جاتے رہتے تھے' اشراف بھی اجلاف بھی ۔۔۔ ایک سے [illegible] خوبصورت و حسن اور دولت والے ۔۔۔ جو اس کے ادنیٰ اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کا [illegible] تھے۔ لیکن مقید ان بالی خاندانی طوائف تھی' عصمت فروشی اور عشوہ گری اس کا قرینہ نہ تھا ۔۔۔ اور نہ [illegible] منصب سے گزر کر کوئی حرکت وہ کرنے کی روادار تھی ۔۔۔ اپنے پیشے میں رہنا ہی وقار [illegible] اس کا چلن رہا۔

[illegible] تو اس کی زندگی اسی پیشے اور تماش میں گزر رہی تھی۔ جہاں جھک جاتا' کچھ عیب بھی [illegible] اس کا دامن عصمت آلودگی سے پاک تھا ۔۔۔ یہ خاندانی طوائفیں جو صرف موسیقی سے [illegible] جن کا پیشہ محض گانا ہی ہوتا ہے ۔۔۔ ان میں شادی کوئی گندی حرکت ہوتی ہو۔ بالعموم یہ اپنے [illegible] عزت داروں میں کھپ جاتی ہیں۔ بصورت دیگر وہ کسی ایسے امیر کبیر رئیس سے ناتا جوڑ

کر بیٹھ جاتی ہیں اور اکثر یہ کام وہ اس عمر میں کر لیتی ہیں کہ آتش جوان ہوتا ہے یعنی یہ بڑھاپے کا انتظام بھرے میلے میں ہی کر لینے پہ یقین رکھتی ہیں۔ پرانی پیٹا ہو یا بوڑھی کا نیک —— تار دونوں کے ہی ڈھیلے پڑے ہوتے ہیں جو بھرائی کسائی سے ٹوٹ تو سکتے ہیں مگر ارتعاش و ارتباط پیدا نہیں کر سکتے۔

شمشاد بائی امرتسر والی' وحیدن بائی' عیدن بائی' خورشید بیگم' اختری بائی' اقبال بانو' ثریا ملتانیکر' زہرہ بائی انبالے والی' روشن آرا بیگم' ممتاز بیگم' فریدہ خانم' امراؤ بیگم' شمشاد بیگم' ملکہ پکھراج' عابدہ پروین' زاہدہ پروین' نور جہاں وغیرہ یہ چند ایک ایسے قبیل کی مشہور گانے والیاں ہیں جنہوں نے جوانی کمائی اور بڑھاپے میں چین کی بنسری بجائی —— اور بھی جنہیں آج کی نسل نہیں جانتی پہچانتی۔ خاص طور پہ محض گانے بجانے کا دھندا پیشہ اکثر وہی طوائفیں اختیار کرتی ہیں جو شکل و جہ' کسی جسمانی عذر یا پھر جنون کی حد تک موسیقی سے لگاؤ رکھتی ہیں۔ جن کے نزدیک گانا کسی لے کاری پر اوڑھنا اور عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ جبکہ اس فن سے نام و نمود یا مال و زر اکٹھا کرنا ان کا مقصد و مسلک نہیں ہوتا۔

عیدن بائی کا تعلق بھی اسی مکتب فن و ہنر سے تھا —— قد کاٹھ' شکل و صورت [illegible] روپ بھی ماشاءاللہ [illegible] سے نہال کھلواتے [illegible] زعفرانی ز[illegible]نے والا ——!

عورت طوائف ہو یا عفیف [illegible] والی ہو وہ مقام [illegible] عورت ہی ہوتی ہے۔ اس پہ رنگ مرد انگ لگانے سے ہی چڑھتے ہیں۔ مرد کی محبت و مروت کی نظر اسے اس کی اپنی نظر میں عزت بخشتی ہے۔ لاکھ مومن ہو یا کافر' مرد فن سے ہو [illegible] اس کے حق سے ایک ایک [illegible] دوم کی گوریوں سے

کل بن جل کی ناچھی ناہیں' پُرش بن جگ میں ناری ناہیں

کی جلترنگ بجتی رہتی ہے۔ جنگلی مور پیا اس کے انگ سنگ [illegible] ہو گئے —— اس کے جتنے بھی ساری بیاکرن [illegible] سے —— اس رات کے مختلف پہروں کے بیچوں میں جو گھنگھرو چھن چھنا رہے ہوتے ہیں بظاہر تو ان کی چھن چھنا چھن کا آہنگ ایک سا ہی لگتا ہے۔ لیکن تھے کے مدھ پہ مدار کوئی کتنا ہی [illegible] سکتا ہے کہ [illegible] پہلو بدلتا ہوا ہر پہلو پہ کس کس [illegible] شر میں کن لیتا ہے۔

بھی کس شر شاید اس نغمے کے سنگم کی سنگت تھی...... رات کا وہ چوتھا پہر جس کی چپ میں گھنگھرو باندھے مرت کے چند [illegible] ٹوٹ رہے تو پتا چلا تھا کہ کیدارا راگ چپکے سے گنگناتی ہوئی آ رہی تھی —— دیپک مہاراج

ایک جل ۔۔۔ ایسے تھلے تھلے والی کہ سانس بھی اُونچا نہ لینے دے۔

اس ساز نے شدھ بدھ بسرا نے پیمان توڑنے کشمیر سے ہی چڑے تھے۔ سفیداں بائی نے بھی [illegible] میں ایسی ایسی تانیں پلٹائیں، آڑے ترچھے بہلاووں کی پھریاں پھیریں کہ ساز کی مرکیوں اور [illegible] کے مصنوں پہ پسینہ آ گیا۔ اس پچھلی شب سفیداں بائی ایسے ہی بھرگائی تھی کہ کشمیرے سنگھ اس کی گائیکی اور ادائی پہ پورا کشمیر نچھاور کر چکا تھا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ کالے خان کو بھی دوسرے خانہ زادوں اور روزمرہ کے آنے جانے کی طرح محفل میں بیٹھنے کی اجازت نہ ملی تھی۔۔۔۔ وہ پوری رات اپنی کوٹھڑی کے سامنے اکڑوں بیٹھا اس پائیں جھروکے کی جانب دیکھتا رہا۔۔۔ جس سے ساز و آواز کا اُبھرتا ڈوبتا آہنگ اس کی سماعت سے ٹکراتا رہا۔۔۔ اسی دوران ایک [illegible] دو بار [illegible] کالے خان کو بھی دور سے دیکھ آیا تھا۔۔۔ جو بڑی مستعدی سے [illegible] سے تحمل کر رہا [illegible] ویسے وہ پھر اس کے پاس نہ آیا تھا۔

[illegible] سفیداں بائی کا بلاوا [illegible] ٹوٹے کی

[illegible] کس [illegible] کا بنا ہوا تھا یا کوئی بدمعاش کہ ایک ہی جھپ اور بے شمار چیزیں [illegible] صبح صبح نشہ [illegible] وہ بھی اپنی [illegible] انداز سے سیڑھیوں سے اترا اور اپنے ٹھکانے میں سوار ہو کر چلا گیا۔

ایسے کبھی کبھی کسی بات [illegible] بیٹھے بٹھائے یا وجہ کوئی بات دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ کالے خان کے ڈانواں ڈول دل میں بھی اس رئیس کو دیکھ کر یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ وہ [illegible] ان کوٹھوں میں ضرور بیٹھے گا۔۔۔ ان سیڑھیوں پہ سے مختلف قدموں کا اترنا چڑھنا تو کالا ہی [illegible] ایسی عملداری تو [illegible] ہوا تھا۔ اسے یوں اور ایسے سوچنا بھی نہیں چاہئے تھا کہ یہ کوٹھے [illegible] جھروکے کی کھڑکیاں، خوبصورت چلمنیں اور [illegible] یہاں کے در و دیوار کے ساتھ جنہیں [illegible] والی قیمتیں، امر سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔۔۔ یہاں مصنوعی دل بہلانے والی ادائیں [illegible] اور جھوٹے عشق محبت کے معنوں، پیار اعتبار کے ناطوں سے بھری تجوریوں میں سجنے سجانے والی [illegible] یہاں عزت، غیرت، حیا، وفا نام کی کوئی جنس موجود نہیں ہوتی۔۔۔ خوبصورت پرچھائیوں کی اس نگری [illegible] رشتے ناتے کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔۔۔ ماں، بہن، بیٹی، بھائی، باپ، شوہر۔۔۔ ان سب رشتوں [illegible] ایک ہی مشترکہ پہچان ہے وہ ہے پیسہ، حسن اور شہرت۔۔۔ پھر۔۔۔ اسے ایسی چنتا کیوں تھی

ہوئی تھی — سفیداں بائی نہ تو اس کی رشتہ دار ہے اور نہ ہی رکھیل — وہ جیسا بھی کھیل جس کے ساتھ چاہے کھیلے... جو من چاہے کرے اُس پہ بھلا کون اُنگلی رکھ سکتا ہے۔

اس دن سے اس کوٹھے چوبارے کا چال و چلن ہی بدل کر رہ گیا تھا — یہاں کی رُتوں' فضاؤں' ہواؤں نے جیسے اپنے پرانے طور طریقے انداز بھول کر نئے راہ و رسم اختیار کر لئے تھے.... اس کے لئے نہ تو کوئی حکم جاری ہوا تھا نہ کوئی بات مشورہ... خود بخود ہی ہر شے اسی طرح ڈھل گئی جیسے سفیداں بائی نے چاہا.... سیڑھیوں کے نیچے دروازے پہ نیا گورکھا پہرے دار آ ہرا جا — جو کسی بندے کو تو کیا کسی پرندے تک کو اوپر جانے نہیں دیتا تھا.... بازار کے ٹھیہ سے پنواڑی' عطر پھلیل والے' مسّی چاپنی' گرک لوز بیچنے والے' گلال اور گلاب کے گجرے بیچنے والے ایک قلم موقوف ٹھہرے اور تو اور استادوں کی بغلوں میں بیٹھنے والے شاگرد گوشے تانے ٹھلیئے' دم و ظہرے کونوں کھدروں' دروازوں سے جھانکا لینے والوں کو بھی دیس نکالا مل گیا تھا۔
اب ہر روز سرِ شام کشمیر سے منگو کا رنگ رنگیلا یکّہ بڑی شان بان سے چوبارے کی پائیں گلی میں کالے خان کی ناک نیچے ٹھیلے کے برابر بڑے طمطراق سے آ رکتا — پھلیل پاش کے ہنگے کی بات تو گاڑی بان اپنی مخصوص زبان میں [illegible] رنگین پھندنوں والی چھڑی کا [illegible] کے چھپتے ہوئے کنول میں اڑوستے ہوئے نیچے اترتا — بندے کے [illegible] انداز میں گاڑی سے پائیدان کھینچ باہر نکالتا پھر رومال کی گرہ پکڑ کر ہاتھ باندھے سر خمیدہ سا [illegible] ہو جاتا — کشمیر سے منگو کسی ریاستی تعلقہ دار کی مانند [illegible] والے چپل جھپکاں بھول جاتے۔
ادھر کالے خان یہ سارا منظر' کارروائی اپنے ٹھیلے پہ جمیٹھا [illegible] کم ہی کبھی ایسا ہوا کہ کشمیر سے منگو کے یہاں پہنچنے کے بعد وہ جگن بڑے سے یہاں گزار پاتا ہو — اس کے پہنچتے ہی وہ اپنا ٹھیلا سمیٹنا شروع کر دیتا۔ پھل دل بکیں نہ بکیں دو سر میوڑے پچھلے گٹن کی طرف چل دیتا۔

اب تو وہ پھل پھول بھی اتنا ہی لاتا جو دن ہی دن میں نکل جائیں — یہ رئیس کون ہے کہاں رہتا ہے اس کا کاروبار کیا ہے؟ — اسی نوع کے بہت سے سوالات ان کے ذہن میں بچھوؤں کی مانند کلبلاتے رہتے۔ ایک دو بار [illegible] اس پہ منگو سے گاڑی بان کی بھی تھی۔ بے اوقاتا سیدھے منہ کسی سے بات کرنا اپنی ہتک سمجھتا تھا۔ اب تک اس کی کسی بات کا اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ جواب دینا تو درکنار وہ تو اس کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا... موچھوں کو بل دینا اور بیڑی پینا — بس دو ہی اس کے مشغلے تھے۔

سفیداں بائی اب جیسے کسی کو پہچانتی ہی نہ تھی۔ کار قضا اگر کسی سے سامنا ہو جاتا تو وہ طرح دے جاتی تھی۔ [illegible] کے ٹھسے ٹھسکے بھی اب پہلے سے نہیں رہے تھے۔ لگتا تھا وہ پہلے والی سفیداں بائی کسی دیس سدھار گئی ہے یا اپنی جگہ وہ اپنی ہی ہم شکل بدصورت سوروالی کوئی لڑکی خانہ پری کے لئے چھوڑ گئی ہے۔

سچ ہی وہ جو سیانے وڈوا لے کہہ گئے کہ جو ایک دفعہ محبت کے مرض میں مبتلا ہو جائے ۔۔۔ پریم پاتک تو بھلے ہی جو [illegible] بچے پریم روگ کی عشق بیچاں اپنی لپیٹ میں لے لیوے وہ دین دنیا سے فارغ' نہ اپنے جوگا [illegible] کے کاج کا رہتا ہے۔

چند دنوں میں ہی سفیداں بائی کی ایسی حالت ہو گئی کہ اسے کشمیرے سنگھ کی دلجوئی اور خاطر مدارت کے علاوہ اور کچھ سوجھتا ہی نہیں تھا۔ ہر لحظہ نفاست ستھرائی کا دھیان خاص طور خانہ زادوں کو بات بات پہ ٹوکنا۔ [illegible] پھول بوٹے، جھاڑ ستھرائی' پکوان پکوان ۔۔۔ کیا مجال جو کسی تو شک' چاندنی تکیے غلاف پہ کہیں داغ دھبہ یا شکن دکھائی پڑے ۔۔۔ کوئی چیز ادھر ادھر یا کسی کام میں دیر سویر ہو جاتی تو سیدھا [illegible] کر رکھ دیتی۔ [illegible]

[illegible] زادہ پگڑے باندھ کر [illegible] اور [illegible] جھاڑ کر [illegible] جو کہتے ہیں [illegible] کو چاندی سا [illegible] تو اس کی [illegible] بھی [illegible] بلکہ بہت [illegible] لگتے ہیں ۔۔۔ [illegible] تو اندر کا مال [illegible] کاری کی [illegible] ایسے میں [illegible] سب ہی [illegible] لیٹے [illegible] دھارے گئے اور [illegible] آ گئے تھے۔

کالے خان تو شروع سے ہی رزق حلال پہ لگا ہوا تھا ۔۔۔ اکیلا تھا اس کا دن [illegible] تھا۔ اشراف کا [illegible] بڑے بڑے [illegible] پڑ گیا تھا۔ سفیداں بائی کی [illegible] بے رخی اور کج ادائی پہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا [illegible] منہ سے کچھ بک بول نہیں رہا تھا۔

[illegible] بڑے بوڑھے تجربہ کار جو کہتے ہیں کہ [illegible] رشتہ سے خالص غیرت مند لوگ بھی چند راتیں [illegible] کے [illegible] یا کچھ عرصہ اس بازار کی [illegible] دوکان [illegible] پکڑ [illegible] اور پھر [illegible] قید [illegible] بے غیرت بے ضمیر اور بدلحاظ بے دیدہ لگے گا ۔۔۔ جہاں خوشبوؤں اور معطر فضاؤں' ہواؤں کی [illegible] ہوگی وہاں سے گزرنے والے بھی شاد کام ہوں گے اور جدھر فضا مکدر و [illegible] متعفن اور سڑاند

سی ہوگی وہاں لاکھ مُنہ ناک پہ رومال رکھ کر نازک طبیعت اور مزاج مالش کرنے ہی لگتے ہیں۔

مانا کہ کالے خان کا دال دلیہ اپنا تھا اس کے کوٹھے کے مال کا لقمہ بھر بھی اس کے لئے حرام تھا—— پر سانس سانس تو وہ اسی پراگندہ ماحول میں لیتا تھا۔ اٹھنا بیٹھنا علیک سلیک' دم دُعا اسی بازار کے ویکھوں سے تھی —— حیا آتے آتے آتی ہے اور اس کے جانے میں محض دو چار بے حیا مُنہوں ڈھوں پھٹ قسم کے ملنے جلنے والوں کی عنایات ہی کافی ہوتی ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے حیا کی چڑیاں پُھر سے اُڑ جاتی ہیں اور پھر پُھر سے اُڑی ہوئی چڑیاں کب کسی کی گرفت میں آتی ہیں۔

● برزخ کا پول یا بلیک ہول......

وقت تو مٹھی کی ریگ کی طرح ہوتا ہے' رات رات ذرہ ذرہ کھسکتا رہتا ہے لیکن محسوس یوں ہی ہوتا ہے کہ مٹھی بھری ہوئی ہے' "ابھی تو میں جوان ہوں" [illegible] پتہ تب چلتا ہے [illegible] مٹھی کی ریت کی [illegible] صرف اور صرف خلاء باقی رہ [illegible] جوڑ توڑ کا ایک لامتناہی سلسلہ [illegible] ہر لحظہ دی سائیکل ہوتا رہتا ہے۔

راتیں آئیں' راتیں گئیں [illegible] تھے مرے کے جیسے —— وقت کروٹ پہ کروٹ بدلتا رہا۔ تب بدلا تو ان دونوں کا چلن —— اب تو سفیداں بائی نے باہر کے جلسوں اور پروگراموں میں بھی شرکت نہ ہونے کے برابر کر دی تھی۔ پرائیویٹ محفلیں تو اس زمانے سے ختم ہو چکی تھیں —— یوں ظاہر ہوتا تھا کہ سفیداں بائی نے اپنا سب کچھ زندگی' وقت' فن' کا نیکی' سونا چاندی' یا رشتہ دار صرف اور صرف شبیرے مُنّو کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اب کچھ عرصے سے سفیداں بائی شبیرے مُنّو کے ساتھ باہر بھی جانے لگی تھی —— سر شام یا رات گئے کسی تانگے میں سوار ہو کر کہیں نکل جاتے —— لیکن صبح سے پہلے پہلے سفیداں بائی بہر صورت واپس آ جاتی۔

کالے خان ساری رات اپنی کوٹھڑی کے باہر بیٹھا ان کے پلٹنے کا انتظار کھینچتا رہتا۔ کُھلے کان ان کے تانگے کے گھوڑے کی مخصوص آہٹ پہ لگے رہتے۔ وہ ان مُٹلتے دنوں اپنی ناآسودگی اور آسودگی کے درمیان برزخ میں لٹکا ہوا تھا۔

برزخ ... ؟ مجھے ایک وقت سمجھائی دیا کہ وقت، فاصلہ اور گردش ان تینوں کا برزخ ـــــ افلاک کا کائنات کی اندھیری، انتہائی گہری غار کی صورت ہے جسے عالمان افلاکیات و سماوات بلیک ہول کہتے ہیں۔ اس کا خلائی بلیک ہول کی مانند ایک انسانیاتی بلیک ہول بھی ہوتا ہے، بالکل اسے دریافت کرنا ہر کسی کی دسترس میں نہیں ہوتا ـــــ بلیک ہول علامتوں اور حقیقتوں کی طرح یہ بھی کہیں معدومی کیفیت میں دبا پڑا ہوتا ہے۔

اس کا تو نام ہی کالے خان تھا۔ جسے رام پوریے اپنے مخصوص لہجے میں "کالا خول" کہہ گزرتے تھے۔ ہر چند کہ کالے خان بظاہر کالے خان ہی تھا مگر بہ باطن وہ شاید کالا خول یعنی بلیک ہول تھا۔ وقت، فاصلہ اور گردش کا برزخ! ان تینوں کیفیتوں، قوتوں کی ری سائیکلنگ کا فاضل فضلہ ـــــ یہ شاید دنیا کے ان چند کالے لوگوں میں سے ایک کالا تھا جو کسی طور اپنے اندر کی کالی سرنگ دریافت کر لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سو یہ کسی کالا سوتیا اترتا ہے، کالی چیچک اور کالی کھانسی بھی کچھ نہیں کہتی ـــــ اس کے پاس شاید کوئی ایسا ودیا منتر تھا جس یا وارث شاہ ایسے مجنوؤں کے لئے جاننا ضروری ہے جو کسی کالی لیلیٰ پہ عاشق ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

باجھ مشتروں لمول نہ کیلیے تی

یہ چاروں کالی رات کی طرح ہوتے ہیں ـــــ کالی رات کی کالی مثل پر مٹ کے کالی ہوتی ہے۔ کالی رات کالے چہرے کا لے [illegible]

وہ خوب جانتا تھا کہ اس کی رسائی جنت والوں سے بے انت دوزخیوں تک ـــــ وہ ایک نامعلوم [illegible] کی جانب گمشدہ رہا ہے۔ اندھیری انتہائی گہری سرنگ، خون آشام، چمگادڑیں ـــــ پیچھے تیز تیز اڑتی بکھتے چلے گئے "کالے" کہلاتے اندھے مرئل چہرے۔ جو شاید خود کسی چور دروازے کی کھوج میں سرگرداں تھے۔ جو انہیں اس برزخ سے نجات دلا دے۔ کبھی کچھ محسوس کرتے اور سوچتے سوچتے اس کے غلاظ دماغ سے [illegible] اور مغلوب کر کے [illegible] ٹوٹتے ہی گئے ـــــ کبھی کبھی سوچ کی لہریں بھی در آتیں کہ اس نے تو اس [illegible] سے نکل بیٹھے شہروں کی خاک چھانی تھی کہ اس کی ملکیت سہاگے کی کونے میں بیٹھ کر وہ اپنے تھوتھے تن [illegible] کے من کی مہتاب پہ شکار کر سکے۔ اسی کارن تو اس نے سب چھوڑ دیا تھا ـــــ پھر اس کی کھوپڑی میں یہ بات آئی کہ وہ بڑے بڑے دھنوان مہاپرش! ـــــ جو قصوں کے پردوں رومیں کے تو ثبت تھیلے ـــــ سونے

چاندی کی تھالیوں میں پروسا ہوا بھوجن ——— آگے پیچھے سواگت کے لئے باندھیاں داسیاں ——— زر و جواہر کے ڈھیر، شان شوکت شانتی سب کچھ تیاگ کر در در کی ٹھوکریں، ذلتیں، نفرتیں، بھوک پیاس، من ماری اور گم نامی کی راہ پکڑتے ہیں آخر کچھ تو ہو گا ان اونچی اور اوبڑی راہوں میں ——— جن کی لگن میں مگن وہ ایسے انتہائی فیصلے کر لیتے ہیں اور عمل پیرا بھی ہو جاتے ہیں۔

دیکھا گیا ہے کہ من ماری اور خود ملامتی بڑی کٹھن راہ ہے۔ جسم سے جان اور دل سے ارماں گھسیٹ گھسیٹ کر باہر نکال دیتی ہے ——— رسوائی سے چن چن کر ترو ڑے اور پکوڑوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر کوڑے کھانے پڑتے ہیں۔ عزت ملے تو آہ و بکا، جوتے پڑیں تو جی جی کہنا پڑتا ہے۔ ہوا ہو کہ بہتا دریا، الٹا رخ پکڑتے ہیں۔ یہ کالے شاہ ملامتی بابے یہ من لٹے یہ من مارے ——— قبرستانوں میں قیلولہ، ریگستانوں میں پالوں اور گلستانوں میں [illegible] جاتے ہیں۔ الٹی کھاؤں، دل گردہ کلیجے کی [illegible] پاپوں کی کاٹ۔ گرو کا [illegible] ریشمی رختوں ——— زہر ہلاہل سے لبالب پیالوں، جھکی گردنوں، [illegible] ہاتھوں سے "من و تو" [illegible] کریں کھول لیتے ہیں ——— ہمہ اوست اور ہمہ از اوست ——— کے معنی [illegible] ان سے زیادہ اور بھی کون جانے [illegible] ہی لگے۔ یہ بھی لدنی، [illegible] جان تو ذرا ہیں۔ جذب و مستی کی کیفیتیں ——— آہیں، ہوکیں، جاں سوزیاں ——— جلال و جمال کے عالم۔ یہ سب [illegible] اور گردشوں کے بعد ہی تو ہیں۔ کپالی کپالی کے لئے [illegible] کے جنگوں کے دو دوش ——— بے چینی و بے کلی [illegible] کی فصیلیں ——— [illegible] نداؤں، فریادوں اور چیخوں کے لئے حلقوم ہی لے ——— [illegible] ——— پیپ اور گھاؤں کی غلاظت، تعفن بہاتے ہوئے [illegible] چھوڑتے ——— یہ بھی سب شاید اپنے اپنے برزخ کا بلیک ہول ہیں۔

کالے خان کی طرح شمیرے [illegible] بھی شاید اسی کے برزخ سے اتر کر اپنے بلیک ہول تک آ پہنچا تھا۔ وہ بھی تو اپنی بے کلی، بے چینی، بے مزہ زندگی کا اپائے [illegible] کے سرگم میں ڈھونڈنے نکلا تھا۔ سفیداں بابی کے نورانی تھے اور اسی کے من آواز و شخصیت کے سحر میں اب وہ شام سحر آنکھوں تک ڈوبا رہتا تھا۔ ادھر سفیداں بابی کو شمیرے منچھ کے روپ میں ایک مخلص، [illegible] سامنے مل گیا تھا۔ جو کسی لوبھ لالچ سے بہت پرے تھا۔ اس کے پاس عزت نفس کی خوشبو تھی۔ وہ احترام اور اعتراف کرنا جانتا تھا ——— جو جمال اور کمال کا گرویدہ تھا۔ اسی کی کلا کا قدرداں ... جس نے چھونا تو در کنار، اچٹتی نظر سے بھی کبھی تاکا نہ تھا ——— مرے کی

اسے یہ سب سمجھتے جانتے ہوئے بھی کہ سفیداں بائی کا تعلق قبیلہ نشاط و طرب سے ہے۔ جفا کاری اور وفا کشی جن کے پیشے کے تقاضے ہیں ..... جو غمزوں اور عشووں کا بیوپار کرتے ہیں۔ جن کے شبستان گُل اندامون اور شیریں مقالوں سے عشرت بیدار رہتے ہیں۔ ہوش و خرد کے پر جلتے ہیں۔ داد و دہش اور دولت کے ڈونگرے برستے ہیں۔ جہاں راتیں پگھلتی اور دن ٹھٹھرتے ہیں — مگر وہ جو کہا گیا ہے کہ دل آنے کے ڈھنگ نرالے ہوتے ہیں۔ آنکھیں بند اور زبان پہ تالے ہوتے ہیں۔ کچھ سُجھتا ہے اور نہ کچھ ُسجھاتا ہے۔

● پہ آثار آلوچہ دل پہ غبار......!

جو کچھ ہوا عجیب ہوا کہ کالے خان کچھ دنوں کے بعد ہی پکے ہوئے پھوڑے کی طرح خود بخود پھٹ پڑا۔ بس یونہی اسے ایک موقع ہاتھ لگ گیا تھا۔ رسوئی کی کھڑکی میں مٹی کے تھیلے میں سفیداں بائی کے [illegible] کے لئے دالوں کے پتے چھلکے منگوا رکھے۔ جتے تھے ... وہ بھر بیٹھے پہ کنچن اور فی تھیلے سے لوٹا بھر پانی [illegible] کے تھیلے جیسے ہاں دھو [illegible] دام ملا کرتا او
[illegible]
[illegible] سے جتنیا اندر کھا چاہا تو سب کی کم بختی آ گئی — سر دھونے اور تا لوچی کی مالش کا ایک [illegible] اس کی جان شغل میں ڈال دیتا تھا — جہاں سر اونچا ہو جاتا وہاں پھر نکل آنے لگتے۔ کھوپڑی کا [illegible] جیسے چٹخنے لگ پڑتا — [illegible] قادر بخش کے منہ سے [illegible] چپکے سے نکل گیا کہ کالے خان کھڑکی ہی باہر دکھائی پڑا تھا۔ بس جبھی کالے خان کی گلی ہوئی — [illegible] نے کچھے پہ جہاں تہاں کالے خان [illegible] کے خلوت خانے میں چلا گیا۔ سفیداں بائی نیم دراز مسندی کچھ کسے پہ پڑی تھی — دو چار [illegible] اور رسو یا قادر بخش بھی موجود تھے۔ تھیلے کے اندر سے پڑے کے متعلق اس نے اپنی لاعلمی کا اظہار [illegible] کرتے ہوئے کہا۔

"میں ادھر کھڑکی کے پاس اٹکی کی رسی باندھنے ضرور گیا تھا مگر میں باہر تھا جی! اندر کر اوپر اس [illegible] کیا سروکار رہتا ہے۔"

پھر آہستگی سے جیسے یاد کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں تو کئی روز سے چوبارے کی چوکھٹ تک نہیں آیا اور نہ ہی ادھر رسوئی یا نیچے دالان میں

وہ جب قدرے روہانسو سا ہونے لگا تو سفیداں بائی نے ہاتھ کے اشارے سے تمام ملازموں کو وہاں سے ہٹا دیا —— پھر قدرے خشمگیں سی کہنے لگی۔

"اس میں چھپنے کی کیا بات ہے اگر تم سے جیلا اوندھا نہیں پڑا تو کہہ دو کہ مجھ سے ایسے نہیں ہوا قادر بخش نے یونہی کہہ دیا کہ تم وہاں کھڑے تھے۔"

"ہاں' سفیداں بائی! بس یونہی تو کہہ دیا جاتا ہے۔ میں نے بھی ایک بار یونہی کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اور کچھ نہیں چاہتا یا مانگتا بس اپنے جلسے محفل میں بیٹھ لینے دیا کرو —— کسی ایک کونے کھدرے میں جدھر میں کسی کو نظر نہ آؤں۔ —— آج کئی روز گزر گئے تمہیں سننا تو درکنار تمہاری صورت دیکھنے کو آنکھیں ترس گئیں کیسے کٹھور سے دن اور بچھوؤں کے ڈنک لگاتی راتیں جس نے انگاروں پہ لوٹتے ہوئے بتا دیں۔ تم نے مرد ہونے پہ ایسا فساد اٹھایا اور الٹا مجھ پہ جیلا اٹھانے کا الزام بھی دھر دیا۔ میں نے زندگی سے ہاتھ دھونے پہ اُف تک نہ کی۔ تم نے ایک [illegible] کی خاطر مجھے اس زندگی سے بھی رخصت کر دیا۔" وہ ایک چلتی سانس میں یہ سب کچھ کہہ گیا تھا۔ جیسے اسے آج ہی یہ سب کچھ کہہ دینا ہو۔

[illegible] بخش مرزا ——

خانہ خراب اپنے عذاب کے لیے رستہ نہیں رہتے —— جنگ میں لڑنے والا مجاہد اپنی جان کی پروا نہیں کرتا اسی طرح محبت کی راہ میں مست عاشق بھی اپنی عزت کی پروا نہیں کرتا۔ کسی عاشق نے [illegible] اپنی [illegible] کی عزت کو محفوظ رکھا ہے —— کدھر [illegible] اور کہاں [illegible] —— مگر یہ [illegible] بھی ملنے والے نے خوب ملایا تھا۔ وقت' وقت اور جنت کی بات ہوتی ہے۔ عشق میں کوئی ذات ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اوقات ہوتی ہے —— یہاں تو مات' مات اور محض مات ہی ہوتی ہے۔

وہ چند ثانیے عجیب سی نظروں سے اسے تکتی رہی پھر اٹھلا کر بولی۔

"تم نے کہہ دیا ہوگا کہتا تھا —— اچھا ہوا تم نے اپنے اندر کا عبدہ نکال باہر کیا —— تب ہی تو کچھ وجیرن بگاڑ گئے۔ جہاں تک میں جانتی اور سمجھتی ہوں تم مجھ سے صرف عقیدت رکھتے ہو۔ یہ عقیدت محبت سے کمال اور پرے کی چیز ہوتی ہے —— محبت میں جذبات کا عنصر زیادہ ہوتا ہے اور عقیدت صرف اور صرف حقیقت ہوتی ہے —— سنا ہوگا' محبت اندھی ہوتی ہے جبکہ عقیدت اک دیدہ بینا ہوتی ہے۔ محبت' شعبدے کا تیر سچ' جھوٹ اور وہ بیوقوف' ڈرامے گیر' جذبات پسند افراد کے درمیان شاید ایک ریت کا پل ہوتی ہے۔ جس کے

... بے یقینی، بدگمانی اور بے اعتمادی کے جھکڑ، آندھیاں مسلسل زور آزمائیاں کرتے رہتے ہیں۔ عقیدت میں ... شعور نہیں ہوتا۔ ہم دوکاندار لوگ ہوتے ہیں، یہاں عقیدتیں نہیں پالتے یا بیچتے۔ ہم ادھر ہنر، ادائیں ... چاہتوں اور خلوتوں کے سودے کرتے ہیں۔ تم شاید نہیں جانتے ایک طوائف کو اپنا پیشہ کمانے کے لیے ... عرصہ دستیاب ہوتا ہے۔ محض چند سال شباب اور پھر بہت سے لمبے برس بڑھاپے کے ذلیل عذاب کے ... اسی مختصر مدت میں وہ سب کچھ کر لینا چاہتی ہے۔"

کالے خان اس کی تلخ حقیقت سے لتھڑی کھردری باتیں سن کر حیران سا سوچ رہا تھا کہ اک ... طوائف سے بہتر عزت، ذلت، آغاز و انجام، اچھائی برائی اور محبت و عقیدت کو کون جانتا ہوگا۔ ... کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔۔۔!

"کالے خان! میرے یہاں ہر قسم کے قدر دان آتے ہیں اور مجھے ان کی پسند ناپسند کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کچھ قدر دان اپنے اور میرے درمیان کسی تیسرے کا وجود برداشت نہیں کرتے..... وہ کھری چاندی کی ... سونے کی اشرفیاں، خلوت کی شرط پہ ہی نذر کرتے ہیں۔"

کالے خان تڑپ کر بولا۔

"اف کالے خان! تم ایسا کر سکتے ہو۔"

"کیا اگر تم ... اپنے چوبارے کے دروازے بند کر دو ... میں کچھ بھی ... دے سکتا ہوں۔"

اک استہزائیہ سی ہنسی ... نے جواب دیا۔

"یہ ایک طرح تو ہو سکتا ہے، وہ طرح نہیں۔"

کالے خان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! میں کچھ سمجھا نہیں......!"

"یوں سمجھو کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے تو ترک کی آواز کو ... میں تمہیں قبول کروں ... تم قارون کا خزانہ بھی میرے قدموں میں ڈھیر کر دو تب بھی تم مشتاق کے برابر وہ توجہ اور ... حاصل نہیں کر پاؤ گے جو شری شیر ... کے لئے میرے من میں پیدا ہو چکی ہے۔ اب وہ مجھے چاہے ... بھی نہ دے تب بھی میرا تن من سب اسی کا ہے۔"

کالے خان، سفیداں بائی کی گفتگو سن کر حیران رہ گیا۔ پہلے تو کبھی اس نے ایسی بے باک گفتگو نہیں کی تھی..... وہ پوچھ بیٹھا۔

''تم نے تو ابھی کہا تھا کہ طوائف کے لئے صرف اور صرف دولت ہی سب کچھ ہے؟''

''ہاں' کہا تھا ــــ اور اب بھی یہی کہتی ہوں۔ لیکن جب کوئی طوائف کسی کو اپنا میت مان لیتی ہے تو پھر اپنا سب کچھ اس پہ قربان بھی کر دیتی ہے... اور اپنے پلے سوائے اس کے پیار کے اور کچھ بھی تو نہیں رہنے دیتی...'' وہ بڑے پیار سے پوچھنے لگی۔

''کالے خان! تم میری کلا کے عاشق تھے یا میرے... تمہیں یہاں کس نے باندھ رکھا ہے...... وہ عقیدت یا محبت...... جواب دو......؟''

وہ سر جھکائے کھڑا رہا تھا۔

''میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ تم میری نظروں کی ٹھنڈک ہو۔ تمہارے سُر ــــ تمہارا مدھر سنگیت میرے بیکل من کو شانتی دیتا ہے... میں نے تم سے تمہارا جسم اور تمہاری دولت نہیں چاہی۔ بس یہی کہ مجھے اپنی سنگیت سبھا میں بیٹھنے دیا کرو۔''

''میں [illegible] سنگھ کی موجودگی میں کسی کا بھی وہاں بیٹھنا پسند نہیں کرتی ــــ اور ہاں' شاید میں بہت جلد [illegible] بازار اس کوٹھے چوبارے [illegible] مجھے [illegible] ہے کہ میں اور [illegible] ہیں اور اب ایک دوسرے کے لئے [illegible] اور مر [illegible] گے۔''

وہ [illegible] کہنے لگی۔ ''اگر تم چاہو تو ابھی بھی [illegible] اپنا [illegible] مت کھویا کرو۔ دیر بدیر [illegible] شاید [illegible] سنگھ کی حویلی منتقل ہو جاؤں۔ ظاہر ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ وہاں نہیں لے جا سکوں گی اور یہاں میرے پیچھے ان بازاری لوگوں کے ساتھ تم نہیں رہ سکو گے... بولو! کیا کہتے ہو' خوب سوچ کر جواب دینا......؟''

وہ بڑے سکون [illegible] سب کچھ سنتا رہا... پھر اسی دھیرج سے بولا۔

''میری نظروں کی سرکار! میں نے تو اسی دن واپسی کی ساری کشتیاں جلا ڈالی تھیں جس دن تمہارے نام کا قرعہ ڈالا تھا اور پھر مجھے یہاں بابا بالی شاہ اور جھولی والوں نے باندھ لیا ہوا ہے۔ میں نے اب کہاں جانا ہے۔''

پھر وہ اسے ایک حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''تم یہاں سے چلی بھی جاؤ' تم رہو گی تو میرے دل میں... اسی جھونپڑی میں اور میں جانتا ہوں کہ تم بابا بالی شاہ کے دربار پہ حاضری دیئے بنا نہیں رہ سکتی ــــ میں یہاں سے اٹھ کر وہاں جا بیٹھوں گا۔ جہاں سے

[illegible] مجھ سے تخت تو کیا..... مہاراجہ کشمیر بھی نہیں اٹھا سکتا۔"

● وقت کی چماری چمپاوتی.....!

فطرت وقت کی نغمہ ریزیاں کبھی نہیں تھمتیں۔ اس کے زمزموں کے نغمے ہر لحظہ دلبا تے رہتے ہیں۔ [illegible] اپنے تان پلٹے اور مرکیاں مختلف انگوں رنگوں ---- جگنوں شکلوں میں جلوہ نما ہوتی رہتی ہیں۔ تار نفس سے نکلنے والا ہر قدم پہلے نغمے کا اک نیا روپ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے جدا سا عالم ہے ---- مگر دیکھنے محسوس کرنے سے [illegible] رہ سکتا ہے۔ پہلے قدم کے بعد کا ہر قدم پہلے اٹھنے والے ہر قدم سے مختلف ہوتا ہے۔ کچھوا چھوٹے [illegible] سے ایک ہے مسرتا رواں دواں کم ہی محسوس ہوتا ہے۔ مگر وہ صدیوں کے فاصلوں کو یوں طے کر لیتا ہے کہ [illegible] عقل ششدر سی رہ جاتی ہے۔ حضرت آدم سے لے کر آج تک کروڑوں کھربوں سال بیت [illegible] بھی محسوس نہیں ہوئے۔ ہر دور کے انسان نے ہر لحظہ خود کو تازہ دم محسوس کیا اور [illegible]

[illegible] چال چل کر چماری چمپاوتی چیچل کی پہاڑیوں سے چل کر یہاں تک آ پہنچی تھی [illegible] اس راہ میں صرف ایک پگ ہی چلی۔ وقت بڑا [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہوا اور ہونے کو انہونا کر دیتا ہے۔ وقت کا پیٹ ہمیشہ اسرار و رموز حکمت و مصلحت، نفرت و محبت، شقاوت و شفقت اور عداوت و عدالت سے

بھرا رہتا ہے ---- اس کے ایک ہاتھ میں خنجر اور اس کے دوسرے ہاتھ میں مرہم۔ کبھی زہر اور کبھی تریاق ---- کبھی [illegible] ---- کبھی وفا ہے اور پھر کبھی دغا ہے۔ کبھی صبر کبھی جبر ---- کبھی ثواب اور کبھی عذاب ---- یہ دوست بھی دشمن بھی ---- ان دونوں میں کیا عجب۔ وقت سفیداں بائی کے سر پہ ہما جیسے کسی پرندے کا پر تو بنا ہوا [illegible] دوست بن جائے تو دشمن بھی جان بن جاتے ہیں۔ [illegible] قدم [illegible] بن جاتا ہے [illegible] ہیں ---- [illegible] آتی ہے ---- [illegible] ہے ---- [illegible] قرعے میں نکل آتا ہے اور [illegible] رقم تر جاتی ہے ---- سفیداں بائی کے ساتھ بھی کچھ یوں ہوا ---- وقت کی ستم ظریفی نے اسے کوٹھے سے نکال کر حویلی میں لا اتارا تھا۔

بزرگوں کی نشانی پرانی حویلی کا اب نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ ڈیوڑھی' تھڑے' محرابیں' غلام گردش' جھروکے اور اونچی کاٹھ وبام کے وسیع وعریض کمروں کو ایسی خوبصورتی اور نفاست ومہارت سے آراستہ کیا گیا کہ قدامت اور جدیدیت دونوں کے انداز ومحاسن بڑی دلفریبی سے اُبھر کے سامنے آگئے تھے۔ لان اور وسیع باغیچے میں کشمیر کے قیمتی خوش رنگ پھل پھولوں کے درخت' پودے اور جھاڑ جھالرے کچھ ایسی ترتیب وترکیب سے استادہ وآراستہ تھے کہ نظارہ کرنے والا صاحب خانہ کے ذوق وجمال اور حسن نفاست کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ پرانی وضع قطع کا کشمیری مسلمان ملازم پہلگام کی دو مامائیں' شری نگر کا رسویا اور خبرداری پہ مامور مسلح چوکیدار... گاڑی بان' مالی اور گھر کے سودا سلف کے لئے گلمرگ کی مالن۔ ہر حکم بجالانے پہ معمور ومستعد' خدام اور تن من دھن سے عاشق' کشمیرے سنگھ سا شوہر۔ سفیداں بائی کو اور کیا چاہئے تھا؟

کشمیرے سنگھ نے صرف دو باتیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ وہ اس سے کورٹ میرج کرے گا اور اپنا دھرم نہیں بدلے گا۔ دوسری یہ بات... کوٹھے سے اُترنے کے بعد وہ اپنا ماضی فراموش کر دے گی۔ اسے وہ [illegible] بازار یا کوٹھے کے کسی فرد سے کوئی تعلق اور [illegible] نہیں رکھے گی۔ کشمیرے سنگھ نے لاکھوں کے جائیداد و زیور [illegible]

سفیداں بائی نے اپنے دین ودھرم پہ قائم رہتے ہوئے کشمیرے سنگھ سے بیاہ کر لیا تھا۔ بیاہ بھی کیا تھا اک چھوٹی سی تقریب [illegible] میں کشمیرے سنگھ کے چند قریبی دوست اور رشتہ دار شامل ہوئے۔ سفیداں بائی کی جانب سے ایک کشمیری مولوی تھے۔ اور ایک [illegible] قاری صاحب [illegible] بازار کی نکڑ والی مسجد میں مدرس' موذن اور امام بھی تھے۔

سہاگ رات' کشمیرے سنگھ نے اسے ایک بیش قیمت الماس کی انگشتری تحفہ میں پہنائی تھی۔ اس انگلی میں چند برس پہلے اس کی ماں کی دی ہوئی انگوٹھی ہوا کرتی تھی۔ جو گم ہو چکی تھی اور بالکل ایسی ہی انگوٹھی اسے کالے خان کی انگلی میں پڑی ہوئی دکھائی دی تھی... پوچھنے پہ اس نے بتایا تھا کہ یہ انگوٹھی اس کے مرحوم باپ نے اس کی مرحومہ ماں کو بھی خود پہنائی تھی۔

بالکل اسی سے سہاگ رات اسے کالے خان یاد آ گیا۔ نادان' معصوم... اگر وہ یہ انگوٹھی والا جان جاتا تو اس پہ کیا بیتتی۔ سفیداں بائی پہ تو اس لئے کچھ خاص اثر نہ ہوا کہ اس کے پیشے میں رشتوں ناتوں کو کچھ اہمیت نہیں دی جاتی اور اگر وہ کچھ اہمیت دینا بھی چاہتی تو اب حالات کی تیز چکی کو پاٹ ہوا بہت دیر ہو چکی تھی۔ اب تو محض یک طرفہ سا کچھ خون کا ہلکا سا احساس وبھرم قائم رکھنا بھی بڑی بات تھی۔

[illegible] سے بصد مجبوری و کراہ نبھا رہی تھی۔

یہ تحفے سے منکر والا معاملہ بھی شاید اس کے لاشعور میں ابھرتی ہوئی کسی خلش خدشے کا ردِ عمل تھا۔ [illegible] وہ کالے خان کا سامنا کرتے ہوئے کتراتی تھی۔ آخر تھی تو اشراف کا خون ..... اب یہ علیحدہ سی بات تھی کہ شریف نے اپنا خون کس گندی موری میں انڈیل دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ رذیل کیسا بھی شرافت کا لبادہ اوڑھ لے وہ اپنا اصل رنگ ڈھنگ چھپا نہیں سکتا۔ جبکہ شریف خاندانی انسان کیسے بھی معاملے میں یا کیسے بھی برے [illegible] حالات کا شکار ہو۔ وہ اپنی نسبی حسبی خوشبو مہک کو لکا نہیں سکتا۔ بھلا مانس اپنا نام ہمیشہ خیر و خول پہ ہی رکھے گا۔ جیسا کہ کالے خان نے بھی اپنی بات کے تلے کی مٹی نہیں چھوڑی تھی۔ سفیداں بائی ادھر چوبارے کی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی تو وہ پچھارے جانب چند تصویرِ بتاں جو سفیداں بائی کی تھیں اور اپنا برائے نام سا جینا [illegible] میں دبائے کوٹھے اور کوٹھڑی کو الوداعی نظروں سے دیکھتا ہوا نکل رہا تھا ..... جبکہ سفیداں بائی بھی اس [illegible] چاقنل کا [illegible] فرسودائی اپنی دستی تھیلی میں ڈال لائی تھی۔ اس کے علاوہ [illegible] بھی تھا اپنے دیے [illegible] ڈال دیا تھا۔ [illegible] سے وہ چپ چاپ راضی [illegible] سا اپنے بے ثمر [illegible] کے پاس کھڑا [illegible] [illegible] کے سوار ہوتے دیکھتا رہا [illegible] سوچ رہا تھا کہ [illegible] ہے جس کی [illegible] ..... وہ یوں [illegible] تانگے میں بیٹھی تھی جیسے بازار سے سودا سلف لینے کے لئے جا رہی ہو۔ مگر [illegible] اس کے ایک [illegible] کی بند پوٹلی میں تھا اور یہی واحد چیز تھی جسے وہ اس کوٹھے سے لے کر نکلی تھی۔

[illegible] تانگا پاس آ [illegible] کالے خان نے اسے الوداع کیا [illegible] نے بھی پھیکی سی مسکراہٹ سے جواب دیا تھا پھر جب تک تانگے کا ہیولا دکھائی دیتا رہا ..... وہ دم بخود کھڑا دیکھتا رہا۔ کچھ دیر وہاں [illegible] کے بعد وہ ایک لمبی سی سانس کھینچتے ہوئے بابا پالی شاہ کے مزار کی جانب چل دیا۔

- سوچ فقیر دی' مرضی ہے پیر دی......!

سفیداں بائی کو دی ہوئی فرسودائی بھی خوب تھی ..... اسے یاد تھا کچھ عرصہ پہلے ایک جمعرات کے [illegible] کے لئے وہ سفیداں بائی کی معیت میں بابا پالی شاہ کے مزار پہ حاضر ہوا تھا۔ وہ اندر برآمدے [illegible] کی خدمت میں چلی گئی۔ یہ باہر تاروں اور پیڑوں کی چھاؤں میں مستوں ملنگوں درویشوں کی [illegible] دھرنے بیٹھ گیا۔ وہیں ایک ننگ دھڑنگ مجذوب بھی اپنے آپ میں مست سا پڑا ہوا تھا۔

آنے والے والوں سے پتہ چلا کہ چند روز پہلے کہیں اوپر کے برفانی پہاڑوں سے نیچے اترا ہے۔

یہ مجذوب بابے بھی شاید دیوانوں اور فرزانوں کے مابین کی کوئی چیز ہوتے ہیں۔ جہاں لنگ ٹوٹی وہ لٹ گئے اور جدھر تھیر پڑی اُدھر ہی ٹھٹک گئے ۔۔۔ من چلے پہ چل پڑے اور نگ ٹھہرنے پہ ٹھہر جاتے ہیں کچھ جان نہیں پڑتا تھا یہ بابا ہندو ہیں یا مسلمان؟ شاید ایسے مجذوبوں کو مذہبی تکلفیوں میں پڑنے سے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہوتی۔ جٹا دھاری کے منہ ماتھا ناک نقشہ کچھ بھی تو واضح دکھائی نہیں دیتا تھا ۔۔۔ ہڈیوں پہ منڈھی کھال ۔۔۔ میلے کچیلے چیکٹ میں گندھے ہوئے بالوں کا دلدلی جنگل ۔۔۔ ہتھیلی سے ذرا چھوٹی چمڑے کی ڈگ تلی سے چپٹی ہوئی ناف کے نیچے لٹک رہی تھی۔ سینگوں کی مانند مڑے تڑے طویل مکروہ ناخن آپس میں گتھم گتھا۔ لعاب دہن سے لتھڑی ہوئی ٹھری مونچھیں۔ داڑھی کے ریشوں، جھنڈوں اور تعفن کے اٹھتے ہوئے بھبکوں سے پتہ چلتا تھا کہ بابا برسوں صفائی ستھرائی کے قریب نہیں پھٹکے۔ نیلی تہوں اور پتوں کے ذرد زرد بے تحاشا بڑھے ہوئے بالوں سے بھی یہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ پیر فرتوت کہیں برفانی پہاڑوں کی اندھیری کھوکھلی غاروں میں برفانی ریچھوں کی ساجھے داری میں بسر اوقات کرتے رہے ہیں۔ جوگی، سنیاسی، فقیر درویش بھی پہاڑوں سے نیچے وادیوں میں اترتے ہیں ۔۔۔ [illegible] سے پایا تھا کہ ہاں کوئی فیر [illegible]

جوگی اُتر پہاڑوں آیا نیا تیری نور دیکھ کے

پہاڑوں سے اترنے والے جوگی لوگ کچھ اس طور ننگ دھڑنگ بھی نہیں ہوتے کہ کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہ سکے ۔۔۔ ان کے ہاں کچھ نہ کچھ پوشش کا اہتمام ضرور ہوتا ہے مگر مجذوب تو جیسے ہر شے سے بے نیاز سا ہو جاتا ہے۔ اسے احساس و احتمال، خوف و خیالات، تکلف و تردد سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ جب نظری پچھوڑا دے نرالی ہی کچھ تند سے سوچ و سمجھ کے سوتے ہی خشک پڑے ہوں اور اندیشہ سود و زیاں کا قلع قمع ہو جائے ۔۔۔ اپنے پرائے کا مفہوم، عقل اور حس و تو کی تکرار ختم ہو جائے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے؟ یا ۔۔۔ شاید پھر باقی جذبات کا جذام ہی رہ جاتا ہے۔ ہوش کی خبر جب ختم ۔۔۔ اور عشق کا خروش جب خواب ہی جاویں تو پھر مجذوب اُلٹے پڑے بھٹے کی حالت باقی بچ جاتا ہے۔ جو لاکھ کوشش کے باوجود بھر نہیں سکتا ۔۔۔ کار زار، ٹھوکروں اس کا اندیشہ وحشت چپ کر جاتے ہیں ۔۔۔ اور یہ صرف مانند اک پیالہ باقی بچ رہتا ہے جو برسات کی رم جھم ہو مقدر سے چند قطرے قیام کر جائیں تو قلزم ہو جائیں ۔۔۔ وہ دھول مٹی اور رڑ میں کرن ذرے دھوپ میں چمکتے دکھائی دیتے ہیں ۔۔۔ جنہیں جاہل احمق ۔۔۔ کہکشاں کے جھومر تعبیر کرتے ہیں۔

یہ بھی کوئی ایسا ہی مجذوب تھا جس سے اتفاقاً کالے خان کی مڈھ بھیڑ ہوگئی تھی۔ ہر چند مجذوب کی [illegible] ترنگ یا رنگ الگ ہوتا ہے۔ اس مجذوب بابے کا رنگ یہ تھا کہ اس کے سامنے ایک خاص تعداد میں سرمہ دانیوں کی ڈھیری پڑی تھی۔ لکڑی، لاکھ، کانسی، پیتل، مٹی — رنگین منقش کی مختلف چھوٹی بڑی سرمہ دانیاں ڈھیر [illegible] جیسے مجذوب نے بیچنے کی خاطر دوکان سجا رکھی ہو — کالے خان نے بیٹھا دیکھا کیے کہ مجذوب کے چرن چھونے آتا وہ کوئی نہ کوئی سرمہ دانی ضرور نذر گزارتا... یہ ترنگ میں ہوتا تو نذر قبول کرتے سرمہ دانی سے سلائی کھینچ کر پپوٹوں پہ پھیر لیتا اور سرمہ دانی سامنے پڑے ڈھیر میں ڈال دیتا — اور اگر ترنگ میں نہ ہوتا تو نہ نذر پہ نظر ڈالتا اور نہ ہی پیش کرنے والے "نذر بیگ" کو نظروں میں لاتا۔

کالے خان تو یہی سوچ کر اس کے پاس بیٹھا تھا کہ کوئی الوپ انجن میرے کا سرمہ بیچنے والا سوانگ رچائے بیٹھا ہے۔ ابھی اس کا بیان شروع ہوگا جو اس کے سرمے کی سلائی پھیرنے والے اندھے کو دن میں [illegible] شب فراق کے مارے کو صبح وصال کی نوید سناتا ہوگا — کچھ دیر وہ اس کے بیان کے انتظار میں بیٹھا [illegible] سرمہ دانیوں والا بابا خاموش بیٹھا رہا — جب اکتا گیا اور مجذوب نے ابھی اسے گھاس نہ ڈالی تو وہ [illegible] پوچھنے لگا۔

[illegible] بیچتے ہو یا [illegible] سرمہ دانیاں [illegible] سامنے [illegible] رکھی ہیں

مجذوب نے جیسے سنا ہی نہ ہو۔ کالے خان اس کے جواب کے انتظار میں سرمہ دانیوں پہ نظریں جمائے [illegible] مجذوب کی جانب سے کوئی جواب تو نہ ملا البتہ اس کو ان ٹھکروں میں ایک چیز [illegible] گیا — ایک [illegible] بنی ہوئی سرمہ دانی [illegible] یکتا دکھائی پڑی — اس نے بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا کر اچک لی۔ گول مٹول جیسے [illegible] کے نیچے چپٹا ابھی گول اور [illegible] سلائی کے اوپر بھی یہ بنی ہوئی کا ننھا سا [illegible] جیسے [illegible] کر وہ سیاہ پڑ گیا ہو — ابھی یہ اس [illegible] سرمہ دانی کو الٹ پلٹ کر دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک خونخوار [illegible] — یہ مجذوب [illegible] سرمہ دانیوں والا ہاتھ تھا — سرمہ دانی بیچ مٹی میں گر پڑی۔ اس اچانک حملے سے گھبرا کر [illegible] ہاتھ جوڑتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔

"کچھ نہیں مہاراج! مجھ سے بھول ہوئی۔" کہتے ہوئے وہ الٹے پاؤں واپس ہوا — مجذوب [illegible] سے اسے گھور رہا تھا۔ کالے خان ابھی سنبھلنے نہیں پایا تھا کہ مجذوب وہیں بیٹھے بیٹھے دھاڑنے [illegible] لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ اس پریشانی اور [illegible] میں آس پاس اور آنے جانے والے بھی تماشا دیکھنے [illegible] — کچھ دیر جب وہ خاک میں خوب لوٹ پوٹ ہولیا تو بڑی دھیرج سے اپنی سیدھ بیٹھ گیا جیسے

اس کے غیظ و غضب کی ساری گرمی جوا نکل گئی ہو۔ اس کی آنکھوں میں بھی اب گھورتا کی بجائے تشکر ہی تھی۔ ابرو گرائے ماتھا تھرائے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اُسے پاس بلایا۔ یہ ڈرتا ڈرتا آگے بڑھا۔۔۔ مجذوب نے ہاتھ بڑھا کر وہی سرمہ دانی اٹھائی اور اسے تھماتے ہوئے ہاتھ کی حرکت سے یہ اشارہ دیا کہ لو اسے سنبھال کر رکھنا اور ہر روز اسے استعمال کرنا۔

کالے خان کو تو جیسے کوئی نعمت ہاتھ آگئی ہو۔ سرمہ دانی مٹھی میں دبائی، چرن چھوئے اور وہاں سے چھو منتر ہو لیا۔ اسی رات اُس نے سوتے سے ذرا پہلے ایک ایک سلائی آنکھوں میں پھیر لی جبکہ سرمہ تو اس کے اندر تھا ہی نہیں۔۔۔ ساری رات اسے عجیب عجیب سے سپنے دکھائی دیتے رہے۔ خاص بات یہ تھی کہ ہر سپنے میں سفید ابا والی کسی نہ کسی اپسرا کی سہار میں ضرور موجود تھی۔۔۔ خوشگوار میٹھے میٹھے سپنے اُسے لمبی رات ہلکی ہلکی پھوار میں بھگوتے رہے۔

صبح سویرے وہ اپنی کٹیا پا آکر ون بیٹھا ہوئے خوشگوار موڈ میں رات کے سپنوں کو تازہ کر رہا تھا مگر کسی ایک سپنے کی کوئی اگلی سی کڑی بھی اس کے ہاتھ نہ آ رہی تھی۔۔۔ بس ایک سنہری سی دھند اور دھول کا غبار اس کی یادداشت [illegible] جانے بجھے [illegible] کہیں غائب ہو جاتے۔

اس صبح کالے خان کا پہلا درشن کرنے والی خوش قسمت ناری ورکی درشنو تھی۔ صبح سویرے وہ اس کی کوٹھری کے سامنے جھاڑو دے رہی تھی۔۔۔ پھر وہ کوڑا اٹھائے واپس اس کی ناک کے نیچے سے یوں چل دی۔ تھپ تھپ سی گزرتی جیسے کسی کا ہاتھ لے کر جا رہی ہو۔ مگر اس عجلت میں بھی ماتھے پہ ہتھیلی رکھ کر پرنام کرنا نہ بھولتی۔

اس صبح جب پرنام کرنے سے پہلے اس کی نگاہ کالے خان پہ پڑی تو وہ کھسیانی سی ہنسی کی ٹلیاں بجاتی ہوئی اس کے قریب آئی اور دیدے پھاڑے یوں اُسے تکنے لگی جیسے اُس چہرے پہ ناک کی جگہ گوبھی کی شاخ اُگ آئی ہو۔۔۔ حیران ہوتے ہوئے بولی۔

"خان صاحب! معلوم ہووے پورا کاجل کوٹھڑی آنکھین میں انڈیل لیو ہو۔"

پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہنے لگی۔

"اوئی میا! آنکھین یوں چمکت جیسے جگنوا دمکت پڑت ہے۔"

وہ نکلی تو یہ کوٹھڑی میں آئینہ پکڑ بیٹھا۔۔۔ توبہ توبہ، رنگت تو پہلے ہی دھواں دھواں تھی اب آنکھیں بھی

[illegible] تھیں۔ سرمہ دانی کا کاجل سرمہ جو بھی تھا ایسے چمکیلے ہوئے تھا جیسے سلائی سے خالی ہو۔ قلعی سفیدی [illegible] سے پھیرا گیا ہو۔ اب وہ سرمہ دانی کے حوالے ہو گیا۔ سرمچو نکال باہر کیا، اندر جھانکا، ہلایا، [illegible] ہتھیلی پہ الٹا، دھکا یا ٹھونکا۔ مجال جو ذرہ سے کی آنکھ کے تل کے برابر بھی کوئی سرمہ کا جل [illegible] سرمچو کی سلائی کلائی پہ پھیری [illegible] ایسی صاف ستھری کہ کوئی ہلکا سا نشان دھبہ تک نہ پڑا [illegible] سرمہ دانی اندر باہر سے یوں صاف جیسے کسی نے خوب دھو دھا کر اسے افشاں بھرنے کے لئے رکھ [illegible] جب اس کی کھوپڑی میں کچھ نہ سمایا تو اسے شلوکے کی جیب میں ڈال کر نل کے نیچے آ بیٹھا، پانی کے [illegible] غرضیکہ سو جتن کر لئے پر آنکھوں میں گھسی اور پپوٹوں پہ تھپی سیاہی نہ گئی [illegible] اسے یہ [illegible] بے سود اور بے کار سے لگے کہ کالک سیاہی اور پکی پڑ گئی تھی [illegible] ایسے میں وہ مجذوب دھاڑ [illegible] آنکھوں کے سامنے آ گیا [illegible] میں پڑا رہا۔

[illegible] کے بعد دالان سے گزرتے ہوئے [illegible] سفیدن بانی کی نظر اس پہ پڑی [illegible] تو وہ بھی [illegible] رہ گئی۔

[illegible]

[illegible] ہوئے بولی۔

[illegible] یہ تو [illegible] کالک کہاں [illegible] توبہ توبہ آنکھیں [illegible] ہیں [illegible] کہاں سے [illegible] کالی کھتا میں؟"

[illegible] حیرت میں کھڑی ہوئی اتنی قریب آ گئی کہ سانسوں کی تاریں آپس میں الجھنے لگیں [illegible] اور ہونے کے بھید سے کی پوٹ کے پاس انفاس کی مہک سے ایسا شاد کام ہوا [illegible] سے کیا پوچھ رہی ہے۔ بس یہ جو سے تاکے لئے لے کر خوش ہو رہا تھا۔ وہ بھی اس کی [illegible] حیرت بھانپتے ہوئے مسکرا کر رہ گئی۔

[illegible] کی ہوگی پھر [illegible] آنکھوں میں کجلی اور پپوٹوں پہ تھپی ہوئی سیاہی [illegible] کہیں پہلے والی حالت پہ آ گئیں۔ یہ اچانک تبدیلی بھی [illegible] خان کی سمجھ عقل سے بالا [illegible] رات پھر اس سرمہ دانی کو آزمانے کی ٹھانی۔ خوب اسے الٹ پلٹ کر دیکھے [illegible] لگا کر اس کے اندر پھریری پھیری مگر اندر کچھ ہوتا تو سامنے آتا۔ وہ سوچتا رہ گیا کہ [illegible] کیا جنتر منتری سرمہ دانی تھا دی ہے جس میں سرمہ کا جل تو نظر نہ آوے پر جب سلائی

پھیر لو تو آنکھیں سیاہی سے پوتی جائیں۔ پھر کالی گھٹا کی طرح خوب برس کر خود کھل بھی جائیں۔ آس پاس وھیان ادھر بھی گیا ہو سکتا ہے کہ اس کی کاتھ یا سرمچو میں کوئی چمتکار ہو۔ ۔۔۔ اس رات اس نے پھر ایک ایک سلائی آنکھوں میں پھیر لی تھی ۔۔۔ نتیجہ وہی کہ صبح آنکھیں کاجل کوٹھری بنی ہوئیں۔ ۔۔۔ دو چار روز بعد اسے یہ بھی محسوس ہوا کہ جب سے اس نے یہ سرمہ دانی استعمال کرنی شروع کی ہے تب سے اسے ایک خوشگوار سی خنکی اور تراوٹ کا احساس ہوتا ہے۔ دل دماغ جیسے روشن روشن رہنے لگے ہوں۔ سپنے بھی سہانے آنے لگے تھے۔ گویا یہ جادوئی سرمہ دانی اس کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔

حفیداں بائی کے بعد اگر اسے کسی کی چنتا لگی رہتی تو وہ یہی سرمہ دانی تھی جسے وہ بڑی حفاظت اور محبت سے خوشبودار روئی میں لپیٹ لپاٹ کر شلوکے کی اندرونی جیب میں ڈالے رکھتا تھا۔

انہی دنوں وہ جمعرات کو ایک خاص اہتمام سے بابا بالی شاہ کے مزار پر پہنچا کہ مجذوب بابا کے چرنوں میں بیٹھے گا۔ وہ اپنے ساتھ کچھ مٹھائیاں بھی لیتا گیا تھا مگر وہاں استھان خالی تھا ۔۔۔ [illegible] پاس سے پتہ چلا کہ بابا نوا کے تازہ [illegible] کے کی مانند کہیں سے آیا تھا اور پھر جانے کب آندھی کے جھکڑ کی صورت کہیں غائب ہو گیا۔

ایسے درویشوں کے [illegible] کے دوست ہوتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں۔

خیر! اس نے اب سرمہ دانی کی اہمیت اور حفاظت کی خاطر اس کی ناڑے کی گردن میں چاندی کی زنجیر ڈال دی اور زنجیر [illegible] گلے سے نکال اور کمر تک کی سلائیاں بندھی ہوئی تھیں [illegible] سینے پہ دل کی جگہ لٹکی رہتی تھی۔ اب رات کو سوتے سے آنکھوں میں سلائی پھیرنا اس کا معمول بن چکا تھا ۔۔۔ آنکھوں میں ٹھنڈک اتر کر رات بھر خوب مزے مزے سے سپنے دیکھتا رہتا اور اب تو آمنا سامنا کرنے والوں نے بھی اس کی آنکھوں کی کالک پہ بات کرنی چھوڑ دی تھی۔

ایک دوپہر کڑاکے کی گرمی اور لو چل رہی تھی۔ کوٹھے اور کوٹھریوں کے مکین دم سادھے اپنے اپنے ٹھکانوں میں دبکے پڑے تھے ۔۔۔ ویسے بھی پیشہ داروں میں جن کی راتیں جاگتی ہیں وہ دن کے اجالے میں جاگن مرود کر ڈالتے ہیں ۔۔۔ ابابیلیں، چمگادڑیں، جھینگروں اور جگنوؤں کی طرح دن بھر چھپے اور رات کو اپنی اونگھ توڑتے ہیں ۔۔۔ بارہ دری میں کالو کی بیٹھک پاس وہ بھی اونگھ رہا تھا کہ شہزادی کی ایک آنکھیں ہرنی طرح رہائی ہوئی ایک ملازمہ آئی اور پیغام دیا کہ بائی جی اس کو یاد کر رہی ہیں ۔۔۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھا پوچھنے لگا۔ اس وقت..... خیریت تو ہے؟ سوچنے لگا اس دوپہر سے پیشہ داروں میں خوشیدگی بھی ہو جائے تو میت کو شام تک ڈھانپ کر رکھ چھوڑے رہتے ہیں کہ آرام و نیند میں خلل نہ پڑے۔ وہ مزید جانکاری کے لئے پوچھنے لگا۔

"آخر پتہ چلے کہ ہُوا کیا......؟"

وہ نازک سی ناک سکیڑتے ہوئے بولی۔ "آنکھوں کی طبیعت ماندی ہے۔"

"کچھ منہ سے بھی تو پھوٹو ہُوا کیا ہے——؟" وہ اُٹھتے ہوئے دھاڑا۔

"خود چل کر دیکھ لو... صبح سے چھپرکھٹ کی پٹی سے لگی پڑی ہیں۔"

وہ گھر بھاگ پہنچا تو دیکھا سفیداں بائی چت پڑی ہے ایک ملازمہ آنکھوں پہ برف کے پوٹلے سے [illegible] رہی تھی۔ آنکھوں کے پٹ بھنچے پڑے تھے۔ کالے خان کی آہٹ پا کر کہنے لگی۔

"کنپٹیوں کے پیچھے کھنچے پڑے ہیں۔ آنکھوں کے ڈیلوں میں ڈگل مگل ہو رہی ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہی کیا بچا پڑی—— کچھ تم ہی اپنی اٹکل سے چارہ کرو۔"

کالے خان کیا کہتا... علاج معالجہ تو لوگوں کو [illegible] سے آتے کیا [illegible] پہلے آنکھیں ٹکا ٹکر دیکھتا رہا پھر کچھ ساعت لے کر بولا۔

"کیا ہلکے ہلکے ہاتھ سے گدی ماتھا سہلا دوں......؟"

سفیداں بائی [illegible] ہوئے [illegible] بولی۔

"[illegible] میری آنکھیں [illegible] آ رہی ہیں۔"

وہ آنکھیں بند کیے ہی ماتھا [illegible] کچھ یاد کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"سفیداں بائی! ہمارا جب [illegible] کنپٹیاں اس طرح ڈکی پڑیں تو اماں [illegible] تیل سے گردن کی رگیں کنپٹیاں پکڑ کر ہلکے ہاتھ سے مالش کر دیا کرتی تھیں پھر گھڑی دو گھڑی [illegible] لیتے تو سکون پڑ جاتا تھا—— اب پچھلے پہر [illegible] سے سرمہ [illegible] تھا۔ میاں [illegible] کرتیں۔ بس بابا کی سرمہ دانی سے سرمچو کھینچا اور آنکھوں سے چھوا لیا تھا۔"

"سرمچو کا سرمہ [illegible] کی ذہن سے کیسا [illegible] —— کالے خان؟" سفیداں بائی نے آنکھیں میچے میچے اونگھتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

"یہ تو میں نہ جانوں—— پر اتنا پتہ ہے کہ سرمہ سرمہ دانی اور سرمچو کی نظر سے شروع ہوتے [illegible] تیوروں کی تکلیف کو [illegible] شانت کر دیتی ہے۔ ایسے ہی میرے بابا کی سرمہ دانی [illegible] شوریدہ کی نظر گردانی کو سرد کر دیتا ہے۔"

آنکھیں جھپکتے ہوئے سفیداں بائی تکیے چھوڑ کر اُٹھ بیٹھی۔ عجیب عجیب نظروں سے اسے تولنے

ہوئے گویا ہوئی۔

"یہ خوب! دکھاؤ تو سہی ذرا اپنی کرشماتی سُرمے دانی ——— بہت چرچا کیے ہو تم اس کا ——— ہم بھی دیکھیں اس کا سُرمچو پھیرنے سے کیسے جادو بولتے ہیں آنکھوں میں۔"

پھر شلوکے کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال اس نے سُرمے دانی باہر کی ——— سفید اس پاتی سُرمے دانی کو یوں ٹٹولنے لگی جیسے کالے خان نے الٹن سانپ کا اتھرا بچہ اپنی سہم نکلی مٹھی میں بھینچ رکھا ہو ... گہری سانولی رنگت یوں باقی چھڑ رہی کہ بیکانیر کی سانڈنی سانڈنی کی تھوتھن میں سے کسی نے بائیں تلیل کھسیٹ باہر کی ہو ——— یوں بھی کہ لکھنؤ کے کسی پشتینی نواب کے خلوت خانے میں چھپر کھٹ کی بغل استادہ ڈیوڑھی مہاگنی کی منقش دیوار گیری کی محراب کلسی ...... کسی بالک کے مکھوڑے کی ٹوٹی چنڈی یا کسی کافرستانی دوشیزہ کے بالوں کے لڑ سے اترا ہوا موگرے کا گچھا ...... مگر [illegible] کی خاطر سفید اس پاتی نے اسے کالے خان کے ہاتھ سے اچک لیا۔ کیا اس کا ڈھکنا ڈھکنا اور پیٹ تھا [illegible] پر کنول ——— اور بیچوں بیچ اترا ہوا [illegible] مرغ زریں کی سی ستواں گردن ——— اس کا ملائم اور ملامت آگئیں [illegible] محسوس ہوا ——— سرمچو ہلکا سا کھینچا کر باہر کیا۔ آنکھ بھر لمبائی کا [illegible] کاجل سے [illegible] حیرانی سے دو بار سرمچو [illegible] لہاتے ہوئے سرمچو وہ الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے [illegible] آنکھوں میں پھیر لیا تھا۔ پھر سرمے دانی مٹھی میں دبائی اور تکیے پر [illegible] کر پڑی ——— پچھلی [illegible] پڑی تھی کہ وہ اپنے ہی سرشاری سے [illegible] کیف کی گردش [illegible] آنکھیں پھیلانے سکیڑنے لگی ——— اسے یوں لگا آنکھوں میں کافوری ٹھنڈک اتر آئی ہو جیسے برف کے ننھے ننھے پھوئے کالے [illegible] پھوئے [illegible] مانند ہونے لگے ہیں ——— دیکھتے ہی دیکھتے سارا آنکھوں کے ریچوں سے [illegible] دماغ کے شوریدہ صحرا کی جانب دراز ہوتا ہوا محسوس ہوا ——— سکون اور [illegible] کی [illegible] ساتھ ہی اس کی آنکھیں خود بخود مندنے لگیں اور وہ تکیے سے ٹیک لگا کر لیٹ گئی۔

"سبحان اللہ! کالے خان تیرا سارا [illegible] ——— یہ کیسا چمتکار ہے اس سرمے دانی میں۔" پھر [illegible] ہوئے اپنے گال سے مس کرتے ہوئے کہا۔ "کبھی اپنا تو اب ہماری ہو ——— بولو کیا لو گے اس کا؟"

کالے خان نے بچوں کی مانند خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے موتیوں کی مانند [illegible] کی سرکار! [illegible] کے میرا مان بڑھا دیا ہے۔"

کالے خان ابھی اپنی بات پوری طرح کہہ بھی نہ پایا تھا کہ رام دلاری حیرت سے بولی۔

"لوئی بی بی! تمہاری آنکھوں پہ کیا تھی؟"

"یہ [illegible] ہوئی تھیں۔

"ہائیں! یہ کالک کہاں سے پٹ گئی۔"

[illegible] سب خوفزدہ کھڑے دیکھتے رہے۔ آئینے کے سامنے کھڑے کھڑے ہی کئی رنگ ابھر کے چھپے [illegible] ۔۔۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس لوئی بی کی آنکھوں میں جو دیکھنے میں بڑی بھلی لگتی تھی۔ [illegible] کی آنکھوں میں اتر آیا کرتی ہیں۔

سرمے اور کاجل کے بارے میں یہ جان پایا کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔۔۔ سرمہ از قسم پتھر [illegible] کالک ہوتا ہے۔ سنگ پہ پیاس [illegible] [illegible] اور کاجل [illegible] ۔۔۔ دیکھیں تو سرمئی آنکھوں اور کجرارے نینوں میں قیامت کا [illegible] [illegible] کاجل [illegible] [illegible] [illegible] جبکہ کاجل محبت کشش اور شگفت جاتی ہوتا ہے۔

- حضرت علیؓ اور بابا [illegible]

[illegible] کی ایک [illegible] ایک مختصر [illegible] ہے۔ اس کے [illegible] پانیوں پہ تیرتے [illegible] مچھلیوں کی مانند [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [illegible] [illegible] ۔۔۔ یہاں کے [illegible] موسم [illegible] بادل [illegible] پہاڑوں کی [illegible] برف پوش پہاڑوں پہ چناروں کے [illegible] ۔۔۔ [illegible] فرحت بخش

ہوائیں، قوسِ قزح کے رنگ لیے ہیے... اور خوش نوا طیور کی نغمہ ریزیاں... مرغزاروں میں بھیڑیں، جگنوؤں کے جھالے زمانے۔ یوں لگتا ہے جیسے فطرت نے اپنے سارے رنگ ترنگ، نعمتیں، برکتیں، صباحتیں، ملاحتیں اس جنت نظیر کشمیر کو بخش دی ہیں۔ انسان قدرت کی اس حنائی فیاضی، دلکشی اور ربائی کو دیکھ کر مبہوت رہ جاتا ہے اور پھر جیلی زلفوں میں گوجریوں کے پیچے بول بولیاں سن کر اور ان کا سادہ مگر پرکار حسن و جمال محسوس کر کے یہیں مرنے جینے کو جی چاہتا ہے۔

کشمیر، ارضی جنت کا بل چیر......!

میں اس کشمیر جنت نظیر کا ایک دیوانہ ہوں۔ خاص طور پہ سرینگر، گلمرگ اپنے حسن و جمال، محل وقوع اور موسمی اعتدال کی نسبت سے ہمیشہ میری ترجیح رہے ہیں... پھر یہاں کی مساجد، مزارات اور خاص طور پہ حضرت بل شریف کی درگاہ و زیارات کی کشش میں نے اپنے دل میں ہمیشہ تر و تازہ سی محسوس کی ہے۔ مجھے جب بھی کوئی موقع کشمیر جانے کا ملتا میں جنت ارضی کا رخ کر لیتا۔ سری نگر پہنچنے کے راستے کئی ایک ہیں۔ مگر ان میں [illegible] یاد اور [illegible] ہمارے بھی جنت سے وہاں پہنچا جا سکتا ہے لیکن میں اکثر براستہ جموں وہاں پہنچنا پسند کرتا تھا۔ اس راستے میں جو لطف اور زندگی ہے وہ کسی اور رستے سے وہاں پہنچنے میں نہیں۔ مسافت تیز جانے اور قدر مختصر ہونے کا بڑا فرق ہے۔ جموں کے راستے سفر کرنے سے آپ [illegible] مزاج کا قطرہ قطرہ پیتے ہیں اور بالآخر سری نگر پہنچتے پہنچتے آپ پوری طرح کشمیر جنت کی مستی بھرے سے نشے ہوتے ہیں۔ موسم موافق اور راستہ صاف ہو تو یہ سفر عموماً دس بارہ گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے ورنہ بصورت دیگر تین تین دن درکار ہوتے ہیں۔ پیچھے دوسرے گیئر میں گاڑیاں چیونٹی یا کچھوے کی چال چلتی رہتی ہیں کہ آپ بالکل چلتی گاڑی بس سے اتر کر بڑے سکون آرام سے حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر دوبارہ اچک کر سوار ہو جاتے ہیں۔ راستے میں ایسے ایسے موڑ اور اترائیاں چڑھائیاں اور گہری کھائیوں سے پالا پڑتا ہے کہ مسافر بچھڑ کر اور بھی اترا جاتا ہے۔ گھنٹہ بھر کے سفر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف ایک آدھ کلومیٹر ہی آگے بڑھے ہیں... دریائے جہلم اپنی تمام تر شورش سامانیوں کے ساتھ آپ کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے... بس والے یہاں مارچ کرنے والے جلد پہنچ جاتے ہیں کہ وہ بھی چکردار سڑک کی بجائے شارٹ کٹ درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں۔ راستے کے کنارے [illegible] ہوٹل ڈھابے... چشمے، جھرنے، باغات وغیرہ سفر کے دوران آپ کو طول سے طول تر کرتے چلے جاتے ہیں۔ بہر حال

[illegible] کی مسافت کے سفر کے بعد سری نگر بس ٹرمینل پہنچ کر جو ایک گونہ سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے
[illegible] سے باہر ہوتا ہے۔ سری نگر ڈل روڈ، گلمرگ، نشاط کیمپس، سری نگر مارگ، ویلی روڈ وغیرہ اور خاص طور
[illegible] میں پرائیویٹ اقامت گاہوں کے علاوہ ادنیٰ اور اعلیٰ اقسام کے ہوٹلوں، موٹلوں، ہٹوں اور فلیٹوں کی
[illegible] ہیں۔ تھری، فور اور فائیو سٹار ہوٹلوں، لگژری فلیٹس اور وی آئی پی ہٹس کی ایسی بہتات کم از کم ہندوستان میں
[illegible] کم ہی دکھائی دیتی ہے۔ یہ پُر آسائش، شاہانہ اور انتہائی مہنگی قیام گاہیں مجھ ایسے عام سیر سپاٹے کے
[illegible] کے لیے کیا جگہیں تھیں..... یہاں تو بڑے بڑے کاروباری لوگ، غیر ملکی سیاح، فلم سٹار، ہنی مون کے
[illegible] والے نودولتیے جوڑے یا پھر وہ چیدہ لوگ، جن کے ہاں کالے دھن کی کمی نہیں ہوتی — میری
حیثیت کے لوگ دھرم شالاؤں، سراؤں اور پرائیویٹ مکانوں یا دوں یعنی چارپائی ہوٹلوں میں آسرا لیتے
ہیں جن کے کرائے مصارف نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ یہاں کے مقامی غریب لوگ، اپنے گھروں
[illegible] کشتیوں اور کھیتوں کے فالتو حصے بھی کرائے پر اٹھا دیتے ہیں۔ ڈل کے پانیوں میں تیرتی ہوئی چھوٹی
[illegible] کشتیاں چند دنوں یا پورے سیزن کے لیے بھی دستیاب ہو جاتی ہیں — یعنی یہ سب جیب ٹٹولنے کی
[illegible] اور فرصت پہ موقوف ہوتا ہے۔

سری نگر میں اچھی خاصی واقفیت کے باوجود میں اپنے قیام کے لیے موسم اور استطاعت جیب کے
[illegible] رشتہ داروں، دوستوں کے ہاں اس لیے قیام نہیں کرتا کہ یہ خاصا صبر آزما ثابت ہوتا ہے۔
[illegible] کے آزمودہ [illegible] میدانی شہروں اور قصبوں کے [illegible] کے عادی لوگوں کے لیے
[illegible] بود و باش اپنانا بڑا مشکل کام ہے۔ موسمی، جغرافیائی اور معاشی مجبوریوں کی بنا پر کشمیری لوگ بڑے
[illegible] سادہ قسم کے ماحول میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے غسل خانے، بیت الخلا
[illegible] شب بسری کی جگہیں اتنا زیادہ [illegible] کی مظہر نہیں ہوتیں۔ خاص طور پہ موسم سرما، برف باری کے
[illegible] سانس لینے کے لئے بھی یہ لوگ باہر نہیں نکلتے۔ کمروں دالانوں میں آگ کے الاؤ، کانگڑیوں کے
[illegible] انگیٹھیاں، گڑگڑ کرتے دھوئیں کی پھواریں چھوڑتے ہوئے حقے — کمروں کی آپس میں ٹکراتی
[illegible] بوئیں، پچ پچے گوشتابوں اور پھولوں کے دیگچوں سے خارج ہوتی ہوئی بھاپیں ایسا حبس دم پیدا
[illegible] کہ سانس کا چلنا محال ہو جاتا ہے۔

سری نگر میں خشکی کم اور تری زیادہ ہے۔ تخت کش لوگ اکثر چھوٹے چھوٹے گھونسلا نما لکڑی کے
مکانوں میں بطوں کی مانند رہتے ہیں۔ جبکہ دو تہائی آبادی کی سکونت ڈل کے پانیوں اور پہاڑوں کی اونچی

یہی کہانیوں ڈراموں میں خانہ بدوشی کی صورت میں ہوتی ہے ۔۔۔ امیر اور کاروباری لوگ ڈل کے شاداب کناروں مرغزاروں اور گردونواح کے پرفضا علاقوں میں رہائش پذیر ہوتے ہیں اور دوسری طرف ڈل کے ساکت پانیوں پر جھم جھم سے ڈولتی تیرتی ہوئی کشتیوں پر مقیم کشمیریوں کا رہن سہن دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ دوپایہ زمینی جانور کس طرح آبی مخلوق کی مانند ان ٹھہرے پرسکون پانیوں پر اپنی ساری زندگی تمام کر دیتا ہے۔ ان کے شب و روز کے سب کار و بار یہیں شروع ہوتے ہیں اور یہیں ختم ہوتے ہیں۔ ان کا سونا جاگنا ملنا جلنا مرگ پیدائش رسمیں ہنگامے شادیاں بیاہ جلسے جلوس تہوار دن دیہاڑے غرضیکہ سب کچھ یہیں ساکت کھڑی سرکتی ہوئی کشتیوں ہی ان کی گلی ماڑیاں حویلیاں محلیں۔ برآمدے صحن خواب گاہیں کھیل کے میدان اور کھیت کھلیان ہیں۔

علی الصبح، سر شام یا شب کے ڈوبتے پہر [illegible] ڈل کے کنارے کھڑے ہو کر دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کسی وسیع و عریض نخلستان کے سامنے استادہ ہیں اور آپ کے روبرو سینکڑوں قافلے اترے پڑے ہیں ۔۔۔ جگنوؤں کی مانند محو خواب دھیمی ٹمٹماتی ہوئی لالٹینیں ۔۔۔ دور تک [illegible] سے لہریئے لیے ہوئے دھواں۔ کشتیوں کے صحن [illegible] میں ملبوس مرد و زن [illegible] مچھلیاں ۔۔۔ اٹھتے [illegible] کی گنگناہٹ سی ہوتی [illegible] پانی کے سینے پر [illegible] ہوئی نیم خوابیدہ مرغابیاں ۔۔۔ ڈل کے ڈھلوانوں کی چمکیلی [illegible] اور شفاف شیشیں کنول کے کٹورے پھول ۔۔۔ اور کشتیوں کی چھتوں پر سجائے ہوئے سوکھے چنار اور کانگڑی [illegible] ہوئی مرد و عورتیں [illegible] پکوانوں کی مہک میں رچتی ہیں ۔۔۔ یخ چناروں کی ترشگی سی مہک ۔۔۔ اور گرد نگہداروں کی مانند استادہ سر بلند [illegible] پہاڑ اور ان کی بغلوں سے جھانکتی ہوئی [illegible] مرغابیوں کی [illegible] ۔۔۔ کہیں ایسا ہی وہ سامان قیامت ہوتا ہے جو ہم ایسے آوارہ منش دیوانوں کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔

اس بار بھی میں ڈل ہی پر فرصت کے روز و شب گزارنے کا فیصلہ کیے ہوئے تھا۔ [illegible] میں اپنے ایک دیرینہ دوست کو ساتھ لیا جو ایک اشاعتی ادارے میں تالیف و تصنیف کا جزوقتی کام بھی کرتا تھا [illegible] ذاتی سامان رکھا۔ میں ایک آدھ جوڑا کپڑے صابن تولیہ اور کچھ کتابیں رسالے [illegible] کافی دنوں کے لیے میں [illegible] حافظ عطا محمد کے ہاں حضرت بل شریف پہنچ گیا۔ انہوں نے کمال شفقت و محبت سے ایک درمیانی سی کشتی کا انتظام کر دیا۔ ساتھ ہی کشتی کھینے کے لئے اپنا ایک حافظ شاگرد اور ایک سیانا سا بچہ بھی

خدمت کی خاطر تفویض کر دیا۔

کی کشتیاں اور شکارے بڑے ٹھیک اور ایک خاص وضع قطع کے ہوتے ہیں — ایک خاص کوٹ
سے ... انہیں تیار کرتے ہیں۔ ... پانیوں اور خمیر سے پانیوں کے طریق تقاضے بڑے عجیب ہوتے
ہیں۔ ... چلنے والی کشتیاں اور اسی نوع کی دوسری چیزیں بھی وزن، ساخت، لکڑی اور طول و عرض کے لحاظ
سے بہت مختلف ہوتی ہیں۔ جن کشتیوں پر بڑے بڑے کشادہ ہوٹل ہوتے وہ کشتیاں ایک خاص کشمیر کی دیودار
سے ... بار برداری کے بجرے بھی ایک اور مخصوص لکڑی سے تعمیر ہوتے ہیں جو وزن اور مضبوطی میں
... کی سی خاصیت رکھتے ہیں۔ رہائشی مقاصد کے لئے بنائی گئی کشتیاں بھی بڑی عجیب خصوصیات
... سے بنائی جاتی ہیں — موسمی اثرات، نمی، آگ کی تپش اور وقت کی گردش بہت کم اس پر اثر انداز
... کنارے سے ... کنارے تک کی آمد و رفت شکار کشتیوں کی دوڑ کے لئے کشتیاں
... رنگ و روپ کی نوعیت سے جداگانہ ہوتی ہیں۔ کچھ مخصوص کشتیاں ... جاتا جو دولہن کے
... جن کی زیبائش انوپ روپ اور آسائش دیکھنے کے لائق ہوتی ہے۔ ... بڑے
[illegible]
[illegible]
... حاضر باش ... کے سفید گاؤ تکیے پانچاتے اور ...
... پشمینہ کی جالیوں والا ... اطلس کے تکیے
... رکھا ہوا تھا —
... کے ... کے جھولوں کی ڈالیاں ...
... مانند ... نظر ...
... دیکھنے کو جی چاہے۔

• ... کشتی ...!

میں نے حافظ صاحب کی وساطت سے چند دنوں کے لئے جو کشتی کرائے پر حاصل کی ...
... بقول حافظ صاحب پچھلے چار عشروں تک ... جو رات دن
... میں ہوائی جہاز کے لنگر کی طرح پڑے ہوئے قبضے میں آ ... اس قبضے کا

واحد دروازہ وا اکثر بند ہی دکھائی پڑا ۔۔۔ دنیا کے ہنگاموں سے دور ہر چیز سے بیگانہ یہ دیوانہ نہ تو کسی سے بات چیت کرتا اور نہ ہی کسی سے کچھ مانگتا یا کھاتا پیتا دکھائی دیا ۔۔۔ کہاں سے آیا' کون ہے اس کا دین دھرم کیا ہے یہ بھی کوئی نہیں جانتا تھا..... بس کہیں سے بھی ادھر آیا ... کشتی کرائے پہ لی لائسنس کی فیس جمع کرائی۔ ٹھیکیدار کا بھتہ بھرا اور منہ سر ڈال کر ڈل میں پڑ گیا۔

اس کشتی کا کوئی کھویا بھی تو نہ تھا ۔۔۔ ہوا کا جدھر رخ ہوتا ادھر کو ہو لیتی۔ جس ریوڑ کا کوئی رکھوالا اور جس عورت کا کوئی گھر والا اور جس پتنگ کی ڈور کسی کے ہاتھوں نہ ہو اور ایسی کشتی جس کا کوئی ناخدا نہ ہو اس کا شاید پھر خدا ہی حافظ ہوتا ہے' جدھر چل پڑی' ادھر چلی گئی اور جہاں رک گئی وہیں اٹک پڑی۔ کبھی یہاں کبھی وہاں ۔۔۔ ڈل بھر میں یہ کشتورا مچھلی کی مانند لہر لہر' موج موج گھومتی پھرتی۔ سونا گھاٹ' مغل گارڈن' نہرو پارک' حضرت بل' [illegible] ۔۔۔ غرضیکہ گھاٹ گھاٹ کا پانی اور مائی' پیتی اور چاٹتی رہتی ۔۔۔ نہ کبھی کسی نے اس کا لنگر اٹھایا' نہ کسی نے اسے کہیں کھونٹے پہ بندھا دیکھا اور نہ کسی کھوجی یا جھانکو نے اندر جھانک کر یہ پتہ لگایا کہ اس کے اندر ریشم کیڑے کے خول کی مانند بند قفے میں کچھ اچھا ہے یا کوئی منحوس ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اسے منحوس' آسیب زدہ [illegible] کا مسکن سمجھتے ہوئے [illegible] تو انسان کی [illegible] اس کے کناروں [illegible] سے نیچے دکھائی پڑتے۔ ان کی نشست اور اضطرابی کیفیت سے ایسا جان پڑتا جیسے اندر کچھ میں کوئی بزرگ یا مقدس [illegible] پڑا ہے اور یہ سب اس کی تعزیت پہ آئے ہوئے ہوں۔

یہ سب کچھ مجھے [illegible] کشتیوں والوں کے مخفی سے معلوم ہوا تھا۔

مخفی ازیاد رکھنے سے اس پُراسرار کشتی کے بارے میں مجھے معلومات بہم پہنچا رہا تھا اور میں اپنی بدعادت سے مجبور اس کی داستان طرازی پہ پورے پورے کان دھیان دھرے' آنکھیں پھیلائے سن رہا تھا کیونکہ اس کے علاوہ میرے پاس وقت گزاری کا کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔ اس کے کارندے پھر کام سے کھانے کے نام سے یہ نادر روزگار کشتی بیچنے کے لئے گئے ہوئے تھے ۔۔۔ مخفی کو ذرا دم دینے کی خاطر میں نے یونہی پوچھ لیا۔

"شیخ جی! ان خان صاحب کا کیا ہوا' کیا انھوں نے یہ کشتی بیچ دی یا ان کا دیہانت ہو گیا؟"

شیخ صاحب نے تمباکو والی حقے کے ایک بھرپور کش کا دھواں اگلنے کے بعد فرماتے ہوئے کوشش کی۔

"خان صاحب! یہ سادھو سنت' جال جال جنگل کی چیزیں دیہات دیہات سے پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ مرگ موت تو خود ان سے شکل چھپاتی پھرتی ہے۔ بس یہ لوگ اچانک کہیں ایسے گم ہو جاتے

[illegible] تب تک نہیں چھوڑتے۔ پاتال میں اتر جاتے ہوں یا آکاش کی سیدھ اڑ جاتے ہیں بس ایسا ہی کچھ
[illegible] عامل صاحب کے ساتھ بھی ہوا۔ دو چار ہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اس عامل صاحب کی صورت دیکھی
[illegible] سب یہی قیاس کریں کہ کوئی منحوس ہے جو کسی تپسیا کو خصم میں جکڑا ہوا تھا۔ اسی کارن کوئی
[illegible] نہیں دیتا تھا۔۔۔" اتنا کہہ چکنے کے بعد شیخ صاحب اپنی حسب عادت یا ضرورت پھر حقے پہ جھک
[illegible]

[illegible] اور کشمیریوں میں یہ عادت یا علت ہے کہ وہ حقوں نئے یا نسوار کے بغیر تھوک بھی نہیں
[illegible] کی تو اضع ہو شادی مرگ یا گھریلو و مشاورت جھگڑا فیصلہ یا مصالحت۔۔۔ ان کی حقے
[illegible] تھی۔

[illegible] کے خلیفہ طوفان سے اپنا انقلاب گرتے ہوئے [illegible] جسارت کرتے ہوئے پوچھ لیا۔
"شیخ صاحب پھر؟"

[illegible] نے اپنی ڈھیلی ڈھالی آستین سے آنکھیں اور ناک بیک وقت صاف کرتے ہوئے کہا۔
[illegible] وہی پھر یہی چڑیا اڑی ہوئی تھی [illegible]

[illegible] پانی اور کوؤں کے شور و غل اور تعداد میں بھی اضافہ محسوس ہوا تو [illegible]
[illegible] کشتی پہ ویرانی سی ویرانی تھی وہ چار مردہ کوے [illegible] تھے۔ جب کسی
[illegible] دکھائی نہ دئیے تو کشتی کے درمیان کے ڈھلوان [illegible] چلا کر چھوڑ گئے تو
[illegible] چٹائی بچھی تھی پاس [illegible] گھڑا اور [illegible] گہرے رنگ کی [illegible]
[illegible] دکھائی پڑتا تھا کہ کئی دنوں سے یہ پیالہ ایک قبر نما قبر کسی شخص سے خالی ہے۔
[illegible] ہو وہاں چاہے اور [illegible] سانس کی گرمی اور کوئی نہ کوئی حرکت ہر لحظہ ضرور
[illegible] خاک اڑی ہوئی تھی اور کوؤں سے بے رونق ایک ساری صورت حال سامنے تھی۔ آخر
[illegible] عامل صاحب کہیں غائب ہو گئے ہیں یا پھر کسی جھوٹ سے [illegible]
[illegible] تب اس منحوس لاوارث کشتی کو کوئی دس روپے میں خریدنے پہ تیار نہ ہوا۔۔۔ جلنے والے
[illegible] حافظ صاحب نے اپنے ذمہ ڈال لیا۔"

[illegible] اس دن تک یہ منحوس بے تک نام کشتی کشتیوں کے مرگھٹ پہ گلتی پڑی تھی جہاں
[illegible] کے بعد حسب ضرورت اسے بھی کاٹ چیر کر ایندھن کے طور فروخت کر دیا جاتا۔

میری بدقسمتی کہ حافظ صاحب مجھے بھی کچھ اسی قبیل کی چیز سمجھتے تھے اور جانتے بھی تھے کہ میں کسی اللہ ماری قسم کی کوئی کشتی لے کر ہفتوں دلدل میں پڑا رہتا ہوں — میری صورت میں انہیں اس سب موجود تھا بے شک وہ اس کشتی کا ایک معقول کرایہ دار دوسرے لفظوں میں ایک کانٹا کا آنکڑا مل گیا۔ جو پلے سے پیسے خرچ کر اس پاپن کے پاپ دھونے خود ہی پہنچ آیا تھا اور ادھر میں دل ہی دل میں خوش کہ قسمت سے مجھے ایک نادر روزگار کشتی مل گئی جس کے قریب کوئی نہیں پھٹکتا اور جو قوال لوگوں کا مسکن ہے — جس کا قبر نما قبہ سے کالا اور اندر کالا شا کالا ہے اور جس پہ کسی چڑیل کا الٹ ہوا ہے۔ سبحان اللہ ایسی بھاگوان کشتی! جس کے لئے مجھے اگر ہزار روپے روز بھی کرائے کی مد میں ادا کرنے پڑتے تو میں بخوشی ادا کرتا۔ لیکن یہ مجھے قریب قریب مفت پڑی تھی یعنی کل پچیس روپے جا چکے تھے میں دو دن استعمال میں لا دوں یا دو تھے۔

ان ہی باتوں میں دو ڈھائی گھنٹے گزر گئے تب کہیں جا کر اس کشتی کی صورت دکھائی دی۔ کشتی دیکھ کر میرا دل دھڑکنے لگا۔ عجیب سوختہ روزی سی کشتی تھی [illegible] رہتا [illegible] جائے تو [illegible] کشتی [illegible] کو [illegible] سے [illegible] تھے جیسے کسی [illegible] سے تعمیر کر ستون سے باہر کرتے ہیں۔ وہ اسے کچھ فاصلے پر رکے ہوئے تھے اسے تھاما ہوا اور [illegible] کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس پہ سوار ہونے کے بجائے ایک ہاتھ کی کے پیچھے باندھ کر لاتے تھے۔ [illegible] اپنے دل کے تیز کرانے سے ہم مجھے اس کے ابھار [illegible] جب تک اس پہ سوار ہوئے تھے وہ دونوں [illegible] میں سہم گئے۔ مجھے احساس ہوا کہ انہیں اس کشتی پہ سوار ہونے میں تامل ہے کیونکہ تھے اندر سے سہم گئے ہیں۔ میں نے انہیں کچھ رقم دے کر فارغ کر دیا۔ لنگر والی رسی کو کھینچتے ہوئے میں اس پہ سوار ہو گیا پھر بازو چڑھا کر کھاٹ کے چوبی ستون کو دھکا دے کشتی کو ڈال کے حوالے کیا۔ [illegible] کنارے پہ نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ دونوں مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ پانی ہوتے [illegible] کشتی [illegible] دیکھا کرتے تھے — کنارے کی جانب سے [illegible] کی جست نے مجھے خاصا دور کر دیا تھا۔ کنارا چھوڑنے والے کنارے کو اس وقت تک [illegible] جب تک وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جائے — لاشعوری طور پہ پھر جو میری نگاہ کنارے کی جانب اٹھی تو شیخ صاحب اپنے پہلی منزل والے دفتر کی کھڑکی سے ہوئی حقے کا دھواں باہر خارج کرتے

[illegible] رہے تھے۔ وہ شاید دعوتیں اور ہاتھ کے الوداعی اشارے سے مجھے مزید ڈل اور کشتی کے سپرد کر رہے تھے۔

چند ایک کشتیاں اور شکارے مجھ سے ایک فاصلہ رکھ کر گزر رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہر کوئی میری کشتی کی جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھنے لگتا ہے۔ بیک وقت ان کی آنکھوں میں رحم خوف اور استعجاب [illegible] تھا۔ یقیناً میں ان کی دانست میں پہلے سال جیسا کوئی ہم پاگل تھا جس کے انجام سے وہ باخبر تھے۔

خدا جانے کب اور کیسے میں نشاط باغ والے راستے پہ آ لگا تھا۔ جی ہاں! خشکی کی طرح فضاؤں ہواؤں [illegible] ڈل جھیلوں میں بھی باقاعدہ شاہراہیں اور راستے ہوتے ہیں۔ جن کی بظاہر نشاندہی نہیں ہوتی [illegible] سفر کرنے والے ہر راہ راست سے آشنا ہوتے ہیں اور وہ [illegible] کی بجائے آنے جانے کے [illegible] معین شدہ راستوں پہ ہی سفر کرتے ہیں...... ایک آدھ ڈل [illegible] کی کشتی بھی میرے [illegible] اور مجھے کشتی سے نکالنے کی ترغیب دیتے ہوئے پیچھے رہ گئی۔

[illegible]

[illegible] کھلی تو منظر ہی بدلا ہوا تھا۔ آسمان پہ گہرے بادل [illegible] [illegible]

میری جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے باقی کوؤں نے بھی کائیں کائیں کا شور شروع کر دیا تھا۔ کانوں کے پردے پھٹنے لگے تو میں نے اپنا تھیلا گھسیٹتے ہوئے جھٹ سے پٹ کو دھکیل کر قُبّے کے اندر چھلانگ لگا دی۔ گھپ اندھیرے میں میں نے ہاتھوں سے اپنے اردگرد ٹٹولنا شروع کیا۔ کھردرے پتھروں کی چٹانی میرے نیچے تھی یا پھر ہوں پتھر جن پہ نمی اور گھٹن کی وجہ سے نرم نرم بدبودار پھپھوندی سی بھی محسوس ہوئی۔ قبر نما یہ چھوٹا سا قبہ تین کشتی کے درمیان بنا ہوا تھا۔ اونچائی ایسی کہ عام قد کا آدمی بھی سیدھا کھڑا نہ ہو پائے۔ لیٹے تو پورے پاؤں پسارے نہ جا ویں۔ روزن اور نہ کوئی دریچہ کھڑکی ——— ہاں اوپر قبے کے ایک ذرا روشن دان سا ہوا تھا ایسا کہ قدرے ہوا داخل ہونا چاہے تو داخل ہو جائے پر روشنی کی کوئی کرن گھسنے نہ پائے۔

پٹ اچھی طرح بھیڑنے سے کوؤں کی کاں کاں سے قدرے نجات ملی...... میں بھی آنکھیں موند کے پڑ سا گیا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا...... طبیعت بوجھل بھی سنائی باہر بادو باراں' خوفناک قسم کے پر اسرار کوؤں کی یلغار ——— اور پھر رات سر پہ آن پاس بندہ نہ بندے کی ذات [illegible] ختم کر باہر ار[illegible] حفظ اور [illegible] ایسی کہ جو پہلے اس کے حوالے سے کبھی دیکھی نہ تھی۔ جیسے کشتی کی [illegible] پر اسرار جگہ [illegible]

[illegible] زمانے میں [illegible] کی طرح جو پٹھو ہوتے ہیں۔ ان میں جنگل کے دوران پیش آنے والے ہنگامی حالات میں [illegible] ضرورت کی ہر ناگزیر چیز مناسب مقدار میں موجود ہوتی ہے [illegible] ایسے ہی حال مست ملنگ آوارہ گرد جن کی زندگی [illegible] کاندھوں کی بجائے اندر ایک پٹھو سا ہے ——— جس میں خوراک' دوا اور اسم اعظم بھی ہو جائے ——— صبر' برداشت' بے خوفی' معاملات' معاملات سے نمٹنے اور اک خیال' سوچ اور عمل میں توانائی' توازن اور یہ جذبہ ایمان کہ اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں ——— آگ ہو پانی' کٹ ہو [illegible] تاریکی ہو یا روشنی' دشمن ہو یا دوست' امن ہو یا جنگ ——— درویش تنگ نہیں ہوتا۔ [illegible] آزردگیوں' بیماریوں' تکلیفوں' مخالفتوں میں وہ اور سوا ہو جاتا ہے ——— بدتر سے بدترین حالات میں آسودہ' نظر اور کشادہ خاطر رہتا ہے۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو تو اس کی پیشانی کا چراغ لو دینے لگتا ہے اس کی آنکھوں سے ذہن کی جوالا پھوٹ پڑتی ہے۔ درویش کے پاس کشتی نجات کی مانند چند [illegible] تو ہوتی ہیں مگر ایک سا تو یہ بھی ہوتی ہے۔ صحراؤں' دشوار گزار پہاڑوں کے لئے خصوصی طور پہ تیار کی گاڑیاں فور وہیل ڈرائیو ہوتی ہیں ——— ان کے پہیے بھاری' تازہ مضبوط چوڑے اور گہرے کھانچوں والے ہوتے ہیں ——— گاڑیوں میں ریورس اور فارورڈ کے لئے [illegible] گیئر ہوتے ہیں۔ ان کے آگے پیچھے فاضل پانی اور ایندھن کے

[illegible] لائٹیں اور آہنی رسّوں کی چرخیاں لگی ہوتی ہیں۔

[illegible] رویش کے ساتھ بھی اسی نوع کا بہت سا سامان لگا ہوتا ہے۔۔۔ یہ بھی فور وہیل ڈرائیو کی طرح [illegible] ڈرائیو ہوتا ہے۔ اس کے بھی پاؤں پکے مضبوط اور پیچھے کی مٹی نہ چھوڑنے والے ہوتے ہیں۔ [illegible] پیچھے دیکھنے کی تیز نگاہ' آنکھوں میں فاضل پانی کی تھیلیاں اللہ کے خوف کا ایندھن اور ازل و ابد کی جانب [illegible] کے سپیشل گیئر ہوتے ہیں۔ انہیں بھی صبر و جبر کے دشت' تحمل و بردباری کے صحراؤں' حق و حقانیت کے [illegible] نیچے پہاڑوں اور غم و اندوہ' مصائب و آلام' طعنہ و تشنیع کی دلدلوں سے سرخروئی کے ساتھ گزرنے کے لیے خصوصی طور پہ تیار کیا جاتا ہے۔

بات زُلفِ یار کی مانند لہرا کر رہ گئی ہے۔۔۔۔ کہنا مقصود تھا کہ اس تنگ و تاریک قطعے سے سر دست نجات کا کوئی راستہ سامنے نہیں تھا۔ مگر ایسے موقعوں پہ لگانے کے لئے میرے پاس ایک سپیشل گیئر موجود ہوتا ہے۔ [illegible] دبا کر میں نے اندر کی چکّی کا گیئر بدل دیا۔

- وقت کا توقف اور توقف کا وقت

[illegible] وقت اور توقف کی [illegible] پہچان۔

[illegible] لایا جائے تو لمس کی شکل بن جاتی ہے۔ [illegible] دھاگے سے [illegible] ہوتے ہیں۔ مراقبہ' تحلیل' تسبیح [illegible] کی ساعتوں میں۔۔۔ وقت احساس' خوف و تذبذب کے تقاضے سر اٹھانے سے گریز کرتے [illegible] انسان خالی الذہن ہوتا ہے تو وہ خاموشی کی خلاؤں میں [illegible] کے پھولوں کی مانند [illegible] سا سرسراتا رہتا ہے۔

ایسے ہی سکون کے [illegible] میں [illegible] ان کے [illegible] ہوئی [illegible] سب کچھ معدوم ہو گیا۔۔۔ [illegible] خاموشی کے اور بے خبری کی [illegible] نے مجھے [illegible] میں لے لیا تھا۔۔۔ بے خبری کی ایک ساعت [illegible] ایک ہی [illegible] ہوں گی کہ [illegible] سے کوئی [illegible] میرے قریب آ گری۔۔۔ [illegible] آنکھ کھل گئی [illegible] اندھیرے سے [illegible] گئی تھی۔ نیم اندھیرے میں ہاتھ بڑھا کر ٹٹولا تو [illegible] ہاتھ لمبائی چوڑائی میں لکڑی کا کوئی

دو ڈھائی انچ موم جیسا ٹکڑا جس کے درمیان ابھار والا ملائم سا پتھر دکھائی پڑا۔ کچھ سمجھ نہ آیا تو مزید جاننے کی خاطر اسے
کر چہرے کے قریب کرنا چاہا تو سختی سے میرے گلے میں پڑی ہوئی پتھروں کی مالا اس سے چمٹ گئی۔ وہ بھی
یوں کہ علیحدہ کرتے ہوئے بھی نہ بنی ۔۔۔ فوراً جو بات سمجھ میں آئی کہ مالا میں سنگ حدید کا الٹ ٹکڑی کے
بڑے پتھر سے متوجہ ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہوا کہ یہ پتھر بھی آہن ربا نوع ہے اس کی قسم معلوم کرنے کے لئے
میں نے اس سے مزید زور آزمائی کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ طولی سنگ حدید ہے جو دنیا کا سب سے معتبر
زبردست توجہ کی کشش رکھنے والا پتھر ہوتا ہے اور جس کو آپ اس قسم آہن بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ اپنے حجم کے
مطابق قریب اور بہت دور تک اپنی جانب کھینچنے اور متوجہ کرنے کی قوت رکھتا ہے ۔۔۔۔ اس بات کو اس طرح
سے سمجھا جا سکتا ہے کہ رات کے وقت کسی تالاب کے کنارے طولی سنگ حدید کا ایک ٹکڑا رکھ دیں اور دوسرے
کنارے ایک خالی ماچس کی ڈبیہ [illegible] کا ایک چھوٹا ٹکڑا چپکا کر پانی میں چھوڑ دیں صبح دیکھیں کہ
وہ ڈبیا دوسرے کنارے طولی سنگ حدید کے سامنے کھڑی ہوگی۔ میرا مشاہدہ اور تجربہ بتاتا ہے کہ اس طلسمی
پتھر کے متعدد [illegible] سمت کی ترتیب و تعین سے آپ بہت عجیب و غریب کام لے سکتے ہیں [illegible]
میں اس کی [illegible]
عاملوں [illegible]
[illegible] آہن کی سائنس [illegible] سے سمجھے سے قاصر ہے۔

یہ پتھر ابھی تک [illegible] جنہیں میں کوشش کے
باوجود کسی آہن سے علیحدہ نہ کر سکا تھا۔ اسی دوران [illegible] بجلی کی کڑک سنائی دی [illegible] کے پٹ کو بلاوجہ
کر یاد ہوا تو بجلی کی بارش بھی شروع ہو چکی تھی۔ [illegible] ایک خیال آیا کہ بجلی کی کڑک کے دوران اگر میں
مالا کے الٹ کو پتھر سے الگ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور بجلی کڑکی اور میں
نے جلدی سے ہاتھ سے الٹ ونگ آہن ربا سے الگ کر دیا۔ جمادات بالخصوص سنگ آہن کا تعلق
سے وہی جیسا ہی تعلق ہے جو ماہتاب کی حرکت [illegible] سمندر کی [illegible] اور آفتاب کی تمازت کا
معدنیات و نباتات سے ہے۔

فلکیات ارضیات سے دلچسپی رکھنے والے اور پر اسرار لطیف علوم کے عالم جانتے ہیں کہ ساعت سے
گر کے چاند سورج گرہن ستاروں کے ٹوٹ کر گرنے کے وقت ..... زلزلے کے دوران ..... دمدار ستارے

[illegible] کے ظہور سے ــــ لو چندی رات کے اختتام پہ اور پورے چاند کو کسی باؤلی کے پانی میں دکھائی دینے سے محوں میں کیا کچھ کیا جا سکتا ہے اور کیا کیا نہیں ہوتا۔

[illegible] کو سنگ آہن زیارت سے علیحدہ کرنے کے بعد میں نے پتھر کو چادر میں لپیٹ کر اپنے تھیلا میں ڈال دیا تھا۔ اب باہر خوب رم جھم شروع ہو چکی تھی۔ میں ایک بار پھر چت ہو کر پاؤں پسارے پڑ گیا تھا [illegible] کی [illegible] برابر [illegible] چل رہی تھیں۔ قبے کے اندر چھت سے پتھر کا گرنا' کشتی کا اس نامانوس اور [illegible] ماحول میں پہنچ جانا' بڑے بڑے ڈراؤنی شکلوں والے کوؤں کی یلغار' موسم کی عجیب و غریب [illegible] اس نوع کے اور بھی کئی سوالات آپس میں گڈمڈ تھے۔ میں نے باری باری ان پہ بچار کرنے کی [illegible] ــــ یہ لکڑی کے مضبوط چوکھٹے میں جکڑا طویل سنگ حدید کہاں تھا اور میرے اوپر کیسے آ گرا؟! ــــ یہ [illegible] کر میں نے قبے کی چھت کا جائزہ لینا چاہا۔ میں بمشکل کھڑا ہو سکا۔ قریب ساڑھے پانچ [illegible] میں وہ [illegible] نظر آیا۔

[illegible]

[illegible] کر سے خلیا کی چھت پہ [illegible] کے لئے یہ سوراخ یا انتظام رکھے جاتے [illegible] اور [illegible] پیدا نہیں ہونے دیتے ــــ [illegible] کشتیوں [illegible] وغیرہ میں بھی یہ [illegible] صرف ان کی [illegible] مختلف ہوتی ہیں۔ [illegible] بارش ہو تو اندر چھینٹے بھی پڑتے ہیں۔ [illegible] اور [illegible] اطراف میں کھلنے والے اور [illegible] ــــ قبے چوکور [illegible] کی [illegible] بنا ہوا تھا جس [illegible] کے درمیان سوراخ [illegible] کا کھلا گول [illegible] ہوا تھا جو روشنی کا کام دیتا تھا۔ اس کے اوپر یا اندر شاید یہ پتھر بھی کسی [illegible] دیا گیا تھا ــــ باد و باراں یا [illegible] سے [illegible] ہو کر مجھ پہ آ گرا تھا۔

[illegible] میرے نیچے پاؤں تلے جیسے کچھ ہلچل سی ہوئی ــــ کشتی پہ کھڑے ہوں تو پاؤں کے نیچے [illegible] ہوتا ہے۔ پانی [illegible] کوئی موج [illegible] ہوئی موج اور [illegible] ہوتی ہوئی لہر یا کوئی [illegible] ــــ [illegible] کے پیٹ پہ [illegible] ہوئی [illegible] میں چھپے ہوئے آبی [illegible] پہ [illegible] مارتے ہوئے [illegible] سے اٹھتے [illegible] ہوائی حباب' پہیے کے [illegible] کی مانند چھلکے لیتے رہتے [illegible] میں کشتی پہ ہاتھی کا [illegible] پاگل [illegible] کی [illegible] کا [illegible] یہ مجرا اور کشتی دونوں کے لئے رنگ [illegible]

حیا کے تقاضوں کا پاؤں کی مانند ہوتا ہے۔۔۔ بات ساری اپنے اپنے ظرف اور اپنے عزم و عجز کی ہوتی ہے۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر پاؤں تلے کھردری سی چٹائی نیچے جیسے کوئی کروٹ بدل رہا ہو ــــ میں نے اب واضح طور پر محسوس کر لیا تھا ــــ نیچے یا تو کوئی بڑی سی مچھلی چھینا جھپٹی کر رہی ہے یا پھر کوئی بڑا سا کچھوا جو کشتی کے پیندے سے قدرے رگڑتے ہوئے اپنی خارشت مٹا رہا ہے ــــ جو بھی تھا مگر کچھ تھا ضرور ــــ اب میں نے اپنی پوری توجہ پاؤں تلے مرکوز کر دی۔ چند لمحے خاموشی سے گزرے ہوں گے کہ پھر وہی حرکت ہوئی ــــ ٹارچ روشن کرتے ہوئے فرش کی چٹائی پاؤں سے کھسکا کر پرے کر دی۔ نیچے چوبی تختے تھے جنہیں غور سے دیکھنے پہ معلوم ہوا کہ آٹھ آٹھ ہاتھ لمبے ہاتھ بھر چوڑائی کے پانچ تختوں سے بنا ہوا ایک پٹ سا کشتی کے فرش پہ برابر سا لگا ہوا ہے جس کو اٹھانے کے لئے اس کے کونے میں پیتل کا ایک کنڈا بھی موجود ہے۔ بڑی کشتیوں میں یہ دہرا پیندا ہوتا ہے۔۔۔ سفر کے دوران جو پانی رس کر اندر جمع ہوتا رہتا ہے تختے ایک مقررہ وقفے کے بعد پمپ یا ڈول کے ذریعے نکال دیا جاتا ہے یا پھر یہاں فاضل سامان اور زاد راہ جنس وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے کہ ہو سکتا ہے [illegible] اندر کیا ہو جو تختے کھا رہی ہے۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر میں نے پٹ کے کنڈے پہ ہاتھ ڈال کر اسے اوپر [illegible]

میرے [illegible] بیٹھے میں [illegible] طرف شاید [illegible] پھری ہوئی تھی۔ ٹارچ کی مدھم سی روشنی میں کچھ بھی تو نظر نہیں آ رہا [illegible] سامنے زلفوں کی گھٹا سی پھیلی [illegible] بال چہرے پہ [illegible] ہونٹوں اور ٹھوڑی سے [illegible] ــــ یا تو مجھے سامنے پا کر اس کا بے جڑا [illegible] سی زبان باہر نکل آئی تھی یا پھر اس کے ماتھے پہ سرخ سفید تین لکیروں میں چمکتا ہوا قشقہ نظر آیا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ [illegible] یا کالی پوجا کی بھوگ ہے ــــ [illegible] جیسے چلے جگوں میں [illegible] ہیں ــــ یہاں [illegible] ایران کی [illegible] ایسے عجیب و غریب [illegible] کرتے رہتے ہیں۔ جس دھرم کی جو ناری اور [illegible] ترین شکتی تپسیا ہے ــــ وہ اس مدت کے لئے زندہ قبر میں دفن ہوتی ہے۔ اس سے پہلے ایک اور شکتی ہوتی ہے جو پانی میں [illegible] تک اتر کر اور پھر آنکھوں تک غرق ہو کر کی جاتی ہے۔ کچھ تپسیا تو مکمل طور پہ غرق آب ہو کر بھی کی جاتی ہیں [illegible] ہفتوں مہینوں سالوں تک بھی محیط ہوتی ہیں۔ اسی طرح [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] کے کچھ چلے بھی ہوتے ہیں جو [illegible] ــــ جلتے شعلوں اور انگاروں کے ڈھیر میں مراقبت کرنے پڑتے ہیں۔ ایک پرانا رام نام کی تپسیا بھی ہوتی ہے۔ جس [illegible] اس عشق میں سانس کو دماغ میں لے جا کر روک دیا

حالت میں پھر خدا کا تصور باندھ کر عبادت کی جاتی ہے۔ یہ تپسیا اور دھیان گیان کے سلسلے کبھی ختم نہیں ہوتے ـــــ جنگلوں کی ویرانیوں' تنہائیوں اور پہاڑوں غاروں کی گپھاؤں' صدیوں پرانے درختوں کی کھوؤں میں بیٹھ کر دنیا جہان سے بے خبر و بے نیاز ہو کر گیانی دھیانی' سادھو سنت بڑے بڑے تپ کرتے ہیں۔ یوں تپسیا کر کے انہیں کوئی شکتی حاصل ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک یوگ کے ذریعے ہی تپ تاپ کر پراپت حاصل کیا جا سکتا ہے ـــــ اس طرح یوگی وجود کا ایک خاص حصہ ریاضت و تپسیا میں جلانے کے بعد اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ زمین' پانی' ہوا' آگ میں جو چاہیں کرتب دکھاتے پھریں انہیں کوئی گزند نہیں پہنچتا۔

ہمارے آسمانی صحیفوں' مختلف قدیم کتابوں' اساطیر الاولین وہ متاخرین میں جادوگروں اور خارق العادت قوتوں کا اظہار کرنے والے جن ساحروں کے محیر العقول واقعات پڑھنے سننے کو ملتے ہیں وہ یقیناً اسی طرح کے عملیات اور مشاغل و ریاضت کی منزلوں سے ہو کر گزرے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اسی قسم کے [illegible] عملیات کا علمِ سلیم یا روحانیت سے قطعی کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب محض قوتِ ارادی' قوتِ متخیلہ [illegible]

[illegible]

[illegible] وخیال کی لا یعنی شعبدہ بازیاں ہیں۔

[illegible] ان کی قوت سے [illegible] معلوم ہو رہا تھا۔ اس سے قبل کہ میں سوچتا وہ اپنی گرفت [illegible] سے نکلنے کی کوشش کرتا [illegible] بیٹھے ہوئے ہونٹوں میں حرکت پیدا ہوئی۔

"میرے دھیان گیان میں کھنڈت ڈال کر تم نے اچھا نہیں کیا۔"

میں نے فوراً سنبھلتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے شما کر دیں مہاراج' میں نہیں جانتا تھا کہ آپ یہاں براجمان ہیں اور پھر آپ اگر [illegible] کے پیچھے کوئی رکاوٹ نہ کرتے تو میں یہ بات ہرگز نہ کرتا ـــــ دیکھا آپ یہاں لیٹے ہوئے کیا کر [illegible] رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کس نے قید کر دیا ہے۔"

وہ یوں ہوں ہوں کرتے ہوئے مجھے کچھ سمجھانے کی کوشش کرنے لگا ـــــ لیکن میں نے سنی ان سنی کرتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کہا۔

''مہاراج! اگر باہر نکلنا چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔''

یوگی خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے ہوئے تھوڑا سا اپنے پاؤں کی جانب کھسک لیا۔ اب ہاتھ اوپر کرتے ہوئے شاید باہر نکلنے کا اشارہ دے رہا تھا۔ میں نے اس کا استخوانی ہاتھ تھام کر اٹھانا چاہا۔

میرے مالک! ایسے ٹھنڈے ہاتھ جیسے برف میں لگے ہوئے ہوں ــــ میرے ہاتھوں پہ اس کی گرفت ایسی پڑی کہ مجھے اپنے ہاتھ تڑختے ہوئے محسوس ہوئے۔ سوکھے سڑے ہاتھ جیسے آہنی پنجے ہوں... میں انہیں چھڑوانا بھی چاہتا تو شاید ایسا نہ کر سکتا۔ اپنی ٹانگوں اور کمر پہ زور ڈالتے ہوئے میں نے اُسے باہر یوں کھینچ نکالا جیسے کفن چور پوری قبر کھولے بغیر تھوڑی گردن جتنے سوراخ سے مردے کا پورا کفن کھینچ باہر کرتے ہیں ــــ اس دوران باہر کا موسم بھی جیسے کچھ معتدل سا ہو گیا تھا... صبح کے ملگجے سے اجالے میں اب اندر باہر کچھ کچھ واضح غیر واضح سا دکھائی دینے لگا تھا۔

میرے اللہ! یہ کیا؟ کالا بھجنگ مریل سا یوگی سرتاپا الف ننگا آگے پیچھے کے ستر پہ پرانے چیتھڑے سے بنی ہوئی [illegible] کے بالشت بھر کپڑے کی [illegible] ــــ پورا جسم بدبودار کالے چکنے کیچڑ سے لتھڑا ہوا ــــ یوں لگا جیسے [illegible] [illegible] [illegible] باہر نکال دیا [illegible] [illegible] [illegible] اپنے کپڑے اور تھیلا [illegible] ــــ بابا نے کروٹ لیتے ہوئے مجھے بڑی دھیان سے کہا۔

''بچہ! اپنے تھیلے میں کالا جل پڑا ہے۔ کچھ بوندیں میرے منہ میں ٹپکا دو۔''

[illegible] سے بیچ [illegible] [illegible] جو شاید اندر رس رس کر جمع ہوتا رہا۔ چھاگل اسی پانی میں تیرتی ہوئی نظر آئی۔ ہاتھ بڑھا کر باہر نکالی۔ خشک اور بیا کدو کی چھاگل کا منہ گلی سے بند تھا ــــ ڈاٹ نکال کر چند قطرے پانی یوگی کے منہ میں ٹپکاتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ اب مجھے ادھر سے نکل لینا چاہیے ــــ بدبو سے میرا دماغ خراب ہو رہا تھا۔ پانی پی کر یوگی نے جیسے آنند سے آنکھیں میچ لیں ــــ اب میں نے تھیلا جس میں طوبیٰ منتر کا ٹکڑا موجود تھا اٹھا کر باہر نکلنے کا سوچا ہی تھا کہ یوگی نے جیسے ارادہ بھانپ لیا ــــ بن آنکھیں کھولے اس نے میرے پاؤں پہ اپنا لرزتا سا ہاتھ دھر دیا۔

''بچہ! اب جب تم نے میری تپسیا میں کھنڈت ڈال دیا ہے تو اب مجھے یہاں سے نکال کر باہر بٹھانا بھی تیرا کام ہے ــــ ڈال جل سے مجھے اشنان کراؤ۔ پھر جل پان کراؤ ــــ یوگی کے کا سمان ہے۔''

مرتا کیا نہ کرتا... شتم پشتم بابا کے نیچے سر کو چٹائی پہ کروٹ کے بل ڈال کر گھسیٹ باہر تھڑے کے چبوترے پہ رکھ دیا ــــ موسم اچھا خاصا کھل چکا تھا، ہلکے ہلکے اجالے میں قریب و جوار کچھ دیکھا جا سکتا تھا ــــ

وادیٔ ہنزہ میں بالخصوص صبح سے اور بالعموم ہر شام چھدری یا گہری دھند کا ہونا یہاں کے معمولات میں شامل ہے ـــــ دھند کے عالم میں ڈل جھیل کا ماحول بڑا خوابناک اور سحر آگیں سا ہوتا ہے۔

فنونِ لطیفہ سے متعلق افراد سیاح، رومان اور یاسیت پسند لوگ خاص طور پہ یہاں فطرت کے ایسے ہی نظاروں سے حظ حاصل کرنے کی خاطر دور دور سے کھنچے چلے آتے ہیں۔ وادی میں گھر گھر دستک دیتے ہوئے دھنک سے بادل، کشمیری گھروں کی چمنیوں اور جھیل میں جھولتے مست خرام بجروں، چپوؤں اور کشتیوں کے بادبانوں سے لپٹ لپٹتے بل کھاتے دھوئیں، جھیل کی سطح سے اٹھنے والے موسمی گرم و سرد بخارات کا دھندلا دھندلا غبار۔ یہ سب مل کر ایک ایسا ملکوتی سا ماحول پیدا کر دیتے ہیں کہ انسان مبہوت سا ہو کر محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ بعد از مرگ ہر لین دین سے فارغ ہو کر جنت میں اتر آیا ہے، لگتا ہے یہاں وقت، انتظار، جستجو سب کچھ ختم ہو چکا ہے ـــــ گناہ و ثواب، سزا و جزا، زندگی موت، علم و حکمت، منطق، فلسفہ غرضیکہ سب کچھ اپنے اپنے مطالب، مفہوم اور اصول کھو چکے ہیں۔ یہاں صرف مظاہر فطرت میں خالق کی رعنائی ابد لگتا ہے۔

[illegible] کے باہر بھی کچھ ایسا ہی ماحول تھا ـــــ ایک دھندلی دھندلی اور دھند [illegible] سے کوئی [illegible] کشتی [illegible] کر ہی نے [illegible] کی طرف اشارہ کیا جس کے ساتھ ایک [illegible] ہوئے ایک شخص کے نانبے کی طرف اشارہ کیا جس کے ساتھ ایک [illegible] کنارا بند سا [illegible] میں بابا کا مطلب سمجھ گیا ـــــ شکن کا ڈبا لے کر میں آگے بڑھا تو بابا نے کہا۔

"بچے! میرا مطلب ہے مجھے ادھر کنارے سے لگے اتار دو۔"

پھر دھند میں ذرا غور سے دیکھا کہ کیا وہ کنارے سے لگی کھڑی ہے۔ ایسا سرسبز و شاداب کنارا، آلوچے جامن کے اشجار ـــــ پھولوں کے تختے، چھوٹی چھوٹی روشیں اور مخملی گھاس کے تختے ـــــ صبح کا سی میں بچھو دوں سبزیوں کی ٹوکریوں پہ چلنے والی چہچہاتی ہوئی تیز پرواز پہاڑی چڑیاں ـــــ سطح آب پہ نیچے پرواز کرتے چھپتے مچلتے ہوئے بگلے، ڈال گلز، چند مرغابیاں اور قرقابیاں ـــــ جھولتی ہلالی کشتیوں کے قول کے غول۔ سطح آب پہ تیرتے ہوئے خس و خاشاک پہ شب بسر مچھروں اور ٹڈیوں کا ناشتہ کرنے والی مچھلیوں کی اچھل کود ـــــ یہ سب یوں دکھائی دیتا تھا کہ جیسے یہ سب کچھ باغِ عدن کا کوئی حصہ ہو۔

میں بڑی آسانی سے قدم اتار کنارے پہ پہنچ گیا ـــــ پھر کر دوش کا بڑا سا جائزہ لیتے ہوئے کشتی کو دائیں ہاتھ سے کھینچ کر کنارے سے لگا دیا ـــــ اب میں دوبارہ کشتی پہ چڑھ آیا تھا ـــــ سطح سلامی پیکی کو اسی چپالی میں پیچھے کھینچتے ہوئے کنارے پہ دوبارہ اتر آیا ـــــ یہاں ایک بڑے سے ہموار پتھر پہ جو آدھے سے زیادہ

پانی میں ڈوبا ہوا تھا اٹھا دیا ۔۔۔۔ اب میں وہی مٹی کا ڈبا اٹھائے پھر کشتی میں کود گیا ۔۔۔۔ جہاں تک وہاں حقیقتاً تو میں نے ذہنی طور پہ خود کو لیٹے ہوئے یوگی کے اشنان کے لئے تیار کر لیا تھا ۔۔۔۔ مردوں کو غسلانے کفنانے اور قبر میں دبانے کا مجھے ویسے بھی بڑا تجربہ تھا' کئی قبریں کھودیں تیار کیا ۔۔۔۔ اندر لیٹ کر اوپر دور دکھائی دیتے والے آسمان کو دیکھا ۔۔۔۔ خود کو مردہ تصور کر کے قبر میں فرشتوں سے سوال و جواب کے لئے یقینی مراقبہ الموت اور مراقبہ القبر کے بہت سے تجربے مشاہدے کئے ۔۔۔۔ بنگال سادھوؤں' نجومیوں' فارچیتوں اور اگھوڑوں سے کئی بار واسطہ پڑا ۔۔۔۔ یہ یوگی کیا چیز تھا جو میں کسی تذبذب میں پڑتا' باقی رہی گندگی' بدبو اور کراہت تو یہ سب کچھ انسان کے اندر بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ فرق صرف اتنا کہ یہ کچھ دوسرے کا تو دکھائی دیتا ہے خود میں نظر نہیں آتا۔ اگر نظر آتا بھی ہے تو اس پہ دھیان نہیں دیا جاتا۔

صبح کا اجالا پھیلا اور اٹھ آیا تھا یوگی [illegible] سامنے ملائم سے پتھر پہ پڑا تھا کہ جیسے ارتھی سجانے سے پہلے ہندو اپنے مردوں کو مرن تختے پہ رکھ کر بھسم کرتے ہیں ۔۔۔۔ اب میں ڈبے میں پانی بھر لا رہا ہوں یوگی آنکھیں میچے خوب اشنان کے مزے لوٹ رہا ہے ۔۔۔۔ میں نہلاتے ہوئے جب کچھ صاف ہو تو انکشاف ہوا [illegible] بڈیاں اور بازو [illegible] ہیں۔ کمال ہے [illegible] کی مانند [illegible] ایک جلی سی [illegible] یوگی پانی [illegible] نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا' کچھ ہوئے اٹھنے میں مدد دینے کا اشارہ کیا ۔۔۔۔ جب وہ کسی سے بیٹھ چکا اور [illegible] کے قابل ہوا تو میں نے کہا۔

"مہاراج! اگر چاہیں [illegible] اور خستہ [illegible] ہوں۔"

یوگی نے منہ سے کی بجائے [illegible] مسکرا کر [illegible] ۔۔۔۔ [illegible] کی تیز کالی سے کچھ [illegible] کے ساتھ [illegible] ان کے اندر جیسے زندگی کی حرارت پیدا کر دی تھی۔ [illegible] کے بعد یوگی نے [illegible] سے مجھے [illegible] اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ دیا ۔۔۔۔ جب میں پاس پتھر پہ بیٹھ چکا تو کہنے لگا۔

"[illegible] نے میرے دھیان [illegible] ڈالی۔ [illegible] ہے تیرا دل روشن ہے۔ تیرا [illegible] دھیان [illegible] تیرے کام کرم میں [illegible] ہے ۔۔۔۔ پھر آشیرباد کے لئے میرے سر پہ ہاتھ کا سایہ کرتے ہوئے بولا۔

"کہاں سے ہو بچے ۔۔۔۔ اپنا شبھ نام بولو ۔۔۔۔؟"

"مہاراج! میرا نام محمد یحییٰ خان ہے۔ میں بہت دور سے یہاں کچھ کھوجنے اور ڈھونڈنے آتا ہوں ۔۔۔۔

[illegible] میاں جی! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس مجھ سے پہلے آپ جوان ہو چکے ہیں تو میں بھی اب پہلے [illegible] مجھے بچہ سا کر دیجئے......!"

بوڑھی نے میرے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بالک! مالک کے کام نرالے ہوتے ہیں — [illegible] تو [illegible] ہے۔ [illegible] ایسے ہی پیاسا [illegible]۔ اس کا [illegible] تو میرے سے پہنچا۔ اچھا اب بول تو یہ پیام [illegible] کا ہے [illegible]؟"

اس نے میرے کالے لباس کی طرف کی جانب اشارہ کر کے پوچھا۔

"یہ میرے بابا نے پہنایا۔ تم تو جانتے ہو پھر کاہے کو پوچھتے ہو۔" میں نے جواب دیا۔

"شیاں ہو گیاں ہو [illegible] اس نے [illegible] لیں تھیں۔

بس پیارے موہن پیارے......!

[illegible] آنکھیں [illegible] ان میں اتر جاتے ہیں جیسے [illegible] ہوں۔ پاس بیٹھے [illegible] کے دل میں [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible] اور مجھے [illegible] ان کے [illegible] میں [illegible] سانس کے زیر و [illegible] سے دیکھتے رہتے ہیں [illegible] دل میں ان کی آسانی [illegible] مانگتے رہتے ہیں۔ [illegible] اسی قسم کی [illegible] میں [illegible] نکل جاتے ہیں کہ [illegible] آتے [illegible] والے ہوتے ہیں [illegible] جب آنکھیں [illegible] تو [illegible] نکل گئے ہیں۔ [illegible] موہن پیارے [illegible] بہانہ لگاتے ہیں۔

[illegible] ہمارا [illegible] تھا [illegible] جھیل کے بیچ بیچ سے [illegible] کی بار [illegible] تھی۔ [illegible] سے پہلے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] دکھائی دیں اور [illegible] تو [illegible] نہیں [illegible] تھی۔ [illegible] سے تعلق رکھتی ہے [illegible] میری نظریں [illegible] اور ان کے [illegible] کو [illegible] جو کشمیریوں کا [illegible] شوق اور ان کی معیشت میں [illegible] کی حیثیت رکھتے

ہیں۔ جن کے بغیر ان کی مرغزار، کھیت میدان، گھر آنگن ادھورے ہیں۔ مگر یہاں ان کا وجود تک نہ تھا۔ ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی بظاہر موجود نہیں تھا۔

اپنی ان سوچوں سے دامن چھڑا کر میں نے چاٹ کر یوگی کی طرف دھیان دیا۔ اب یہ آنکھیں کھولے میٹھی میٹھی نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

''کیا سوچ رہے ہو؟ اوکھلی میں سر دے کر موسلوں سے ڈرتے ہو؟''

''بچہ! یہ سنسار مایا ہے۔ سب مالک کے چمتکار ہیں۔ تو منش کا یا پُتر تو کاگا بن گیا ہے ۔۔۔ مجھ والے شکتی مان شلے کو جھولے سے نکال کے اپنے ہاتھ میں تھام اور مجھے یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جدھر تیرا من چاہے نکل ۔۔۔ پر تو شلے (سنگ آہن ربا) پہ نظر رکھ ۔۔۔ جدھر کاگا اڑتے دکھائی دیں ادھر چل پڑ۔''

یہ کچھ کہنے کے بعد وہ پھر کسی گہری یادوں میں اتر گیا تھا ۔۔۔ اس کی بات کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے میں نے ہلکے سے ایک دوبار ''مہاراج! مہاراج!'' کہتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہا ۔۔۔ مگر وہ تو جیسے پراں چھوڑ چکا تھا ۔۔۔ اس لیے کچھ چارہ کرنے کے لئے وہاں سے کہیں ادھر ادھر ہونا ہی مناسب نظر آیا۔

[illegible] کے بعد

چھوٹ رہے تھے ۔۔۔ جنگلی ڈال کی سوکھی ٹہنیاں اور دھکی ٹہنیاں جو ہوا سے جھکے خالی کر رہی تھیں۔ کناروں پہ قدرتی پھیلے والی بوٹیوں کے سرخ پھولوں کے تنوں کا رنگین زر قدرے پر آنکھ کا باعث بنا ہوا تھا۔ اس سے مجھے الرجی ہے۔ ناک میں تنا جانوں تو زکام کی شکایت ہو جاتی ہے۔ پھر دھوپ کے چلے ڈھلنے سے ہی یہ کبھی رفع ہو جاتی ہے۔

مگر ابھی تو سورج نے منہ ہاتھ بھی نہیں دھویا تھا ۔۔۔ میں منہ ناک ڈھانپتے ہوئے اپنی عادت کے مطابق دائیں جانب چل دیا ۔۔۔ شلا یعنی وہ مقناطیسی پتھر جو لکڑی کے فریم میں جڑا ہوا تھا، تھیلے سے نکال کر اپنے سینے سے ہاتھ میں لے لیا۔ بس اسی لمحے مجھے یاد آیا کہ یوگی نے شاید کسی کاگوں والوں کا ذکر بھی کیا تھا۔ جدھر وہ اڑتے ہوئے دکھائی دیں ادھر کو ہو لینا۔ یونہی اچٹتی سی نگاہ اوپر آسمان کی طرف ڈالی ۔۔۔ دور اونچی پہاڑی ہوئی تو زوروں کی ایک آدھ قطار دکھائی پڑی۔ کوؤں کا کوئی کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ چل سو چل آگے سامنے ایک اٹھی ہوئی پہاڑی پڑ گئی ۔۔۔ چند منٹ سستانے لینے کے بعد پھر میں حسب عادت دائیں طرف ہو لیا ۔۔۔ جبکہ بائیں جانب راہ راست [illegible] دکھائی دے رہا تھا۔

یہ دائیں طرف والی میری عادت یا میرا طریق بھی اک عجیب سی منطق پہ ٹکی ہے ۔۔۔ ویسے بھی تو

سیدھا جسم بھی دائیں جانب ہوتی ہے۔ کھانا پینا' علیک سلیک مصافحہ' انگشتِ شہادت' لکھنا لکھانا' پڑھتے ہوئے کتاب کے اوراق کھولنا' رزقِ حلال کمانے کے لئے اسی دائیں ہاتھ کا زیادہ استعمال ــــ دایاں پہلے بڑھانا' نماز میں دائیں جانب اسلام علیکم کہنا ــــ نیکیوں لکھنے والا دائیں طرف والا فرشتہ۔ انسانی جسم میں دائیں جانب کے اعضا و اعصاب کو بائیں جانب سے بدرجہ فوقیت حاصل ہے۔ جو دائیں ہاتھ بازو اور ٹانگ پاؤں میں طاقت ہوتی ہے وہ بائیں جانب کو نصیب تک نہیں۔ جو دائیں آنکھ دیکھ سکتی ہے وہ بائیں آنکھ دوسری جانب نہیں۔ بشارت بھی یہی آنکھ پاتی ہے۔ تحمل و تنگی کی برداشت کی اہل بھی یہی آنکھ ہو سکتی ہے۔ جنت کو بھی پہلے یہی آنکھ دیکھے گی ... اس کا پھڑکنا بھی سعد و برکت ہوتا ہے۔ تاریکی میں سب سے پہلے دائیں آنکھ روشن ہوتی ہے۔ سوتے سے بند بائیں اور بیدار ہوتے ہوئے پہلے وا بھی یہی دائیں آنکھ ہوتی ہے ــــ دوسرے کے لئے قہر و کراہت بائیں طرف سے اترتی ہے اور محبوب کے لئے مہر و محبت دائیں عین قلب کے بیچ میں سے کسی کی مانند دھڑکنیں مارتی ہے۔ دلہن کے دائیں پاؤں کا سن اور دولہا کے دائیں ہاتھ کا [illegible] دائیں اور بائیں بازو ــــ دائیں پیر کی مٹی ــــ غور سے دیکھیں ہر دو کی [illegible] حرکت کر سکتی [illegible] دائیں جانب جھولا کھاتا ہے ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ہمیشہ سیدھی طرف گھما جاتا ہے۔ گھڑی کی سوئیاں دائیں جانب حرکت کرتی ہیں [illegible] کے [illegible] میں اذان دی جاتی ہے۔ یوم حساب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف [illegible] بائیں جانب ہوگی [illegible] کے دائیں جانب ہے۔ جنت ہو یا نماز [illegible] دائیں جانب سلامتی اور سلامتی ہونے کا ایک قدرتی تصور ہے۔

میں نے اپنے بزرگوں کے ہاں بھی یہی طریقہ دیکھا ــــ خصوصی طور پہ میرے بابا جی نے کمال شفقت سے مجھے ایک بار نصیحت کی تھی کہ کسی بھی شدید و عجیب دار و گیر الجھن معاملہ یا کسی وعدہ پہ توقف [illegible] آ جائے تو دائیں راہ پہ اللہ پہ بھروسہ کرتے ہوئے چل پڑو ــــ اسی لئے شاید دائیں [illegible] سیدھا ہاتھ کہتے ہیں ــــ پھر مجھے میرے تجربے نے بتایا کہ اکثر دائیں جانب چلنے والے منزل کی سے بآسانی پہنچ ہی جاتے ہیں ــــ میں نے لق و دق صحراؤں پہاڑوں بیابانوں ویرانوں اور ہاتھ سجھائی نہ دیتے اندھیروں میں یہی طریقہ استعمال کیا ــــ شرط یہ ہے کہ انسان دائیں جانب بڑھنے سے پہلے خود کو ان کی سپرداری میں بھی دے دے۔

سامنے والی چھوٹی سی سرسبز پہاڑی کے نیچے پہنچ کر میں رکا۔ آنکھیں میچ کر خالی الذہن ہو گیا۔

چند تا بیٹے نزدیک سے ہوں گے کہ دماغ میں دائیں جانب مزاحمت کرنے کا الارم بجنے لگا۔ دوسری جانب رکتو قدم تیز بڑھانے ہوں گے کہ وہ پہاڑی کوّے "کہاں کہاں؟" کہتے ہوئے میرے سر پہ آگئے۔ اس کا مطلب تھا کہ میں ٹھیک سمت پہ ہوں۔ تیز تیز میری راہ والے اس نیم پہاڑی میدان میں ہر جانب گلزار کھلے ہوئے تھے۔ صبح کی الہڑ خوشبوؤں اور البیلی کلیوں نے دھوم مچائی ہوئی تھی... کچھ کچھ میں جا بجا خودرو جھنڈے اور سنبل کے مسکراتے ہوئے پھول جنہوں نے ابھی ابھی شبنم سے نکھرے دھوئے تھے لہلہاتے شرماتے مجھ سے چہلیں کرنے لگے۔ اسی مست خرامی میں میں بہکتا بہکتا کافی آگے نکل گیا۔ راہ پگڈنڈی جیسے قصبے کی راہ کی مانند تو وہ خود کھنچتی جا رہی تھی۔ اب سامنے ایک سیب کا جھاڑ کھڑا تھا۔ دم بیچ رک لیا۔ "کہاں کہاں" کی آواز پہ کانوں کی لویں تھرتھرا گئیں۔ جھیل کی جانب سے تین چار وہ کوّے میری جانب پرواز کرتے ... دیکھتے ہی دیکھتے اوپر سے گزر گئے۔ نیچے اور ٹھنڈے پتھر کو الانگتے ہوئے میں بھی اسی جانب چل دیا۔ ایک دو کو [illegible] اور بھی میرے سے گزر گئیں ... وہی صورت تھی جیسے صبح صبح کارخانے مزدور کسی کارخانے میں آگے پیچھے جا رہے ہیں۔ ... سامنے کوئی کارخانہ یا ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... ایک پرندے کی طرح ... [illegible] ... سے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔ ایسے راستے اور ایسی ... کیسے راستے اور کیسی منزلیں ہوتی ہیں جنہیں ... اختیار کیا جاتا ہے ... [illegible] ... کی قید نہ اندیشہ سود و زیاں ... بے اختیار کی خدائی ... کی طرح ... کی مانند بے پروا و ... جگنوؤں کی طرح ایک شام و سحر

ایسے بے اختیار راستوں اور بے طلب منزلوں کے درمیان رواں مجھے ایسے آشفتہ سر کہاں اوٹ پٹانگیاں سوچ سکتے ہیں۔

دائیں کاندھے پہ اترتے ہوئے سورج کی ہلکی تمازت نے مجھے ہوشیار کیا۔ مشرق کی پہاڑیوں سے نور کے تڑکے کا ایک دھارا سا بہتا ہوا اترا۔ جھرنوں میں سماں منظر بدل گیا۔ ... کی بالائی دیواریں دیکھتے ہی دیکھتے سونا ہو گئیں ... آسمان کے نیلے دوپٹے پہ بادلوں کی ... دھنک رنگ ... کے عارضے ... رنگ ... ہو رہے تھے۔ ہوا کی ... کی خوشبو میں گھلی ہوئی تھی۔ کوّوں کی ایک اور ٹکڑی "کہاں کہاں کدھر کدھر" کی کہانی کہتی میرے اوپر سے گزر رہی تھی۔ ان کی پرواز کے رخ پہ دیکھا تو سامنے پہاڑ کی چٹان کے نیچے جھاڑ جھنکار دکھائی دیے جس کا درمیانی فاصلہ اب کچھ زیادہ نہ تھا۔

ہوا تھا — میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ لوگ اس جھنڈ میں کہیں غائب ہو گئے — شاید میری لاشعوری سوچ پہ عمل ہو رہا تھا — میں جلد سے جلد جھنڈ تک پہنچ جانا چاہتا تھا — مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ استھان ہے جہاں مجھے اس یوگی نے مجھے پہنچنے کا اشارہ دیا تھا۔ لوگ بھی یہیں کہیں پہنچ کر غائب ہو رہے تھے — اس جھنڈ میں ضرور کوئی اسرار ہے اس تجسس نے جہاں میری رفتار بڑھا دی وہیں میرے دل کی دھڑکن بھی تیز ہو گئی تھی۔ اسی کیفیت میں میں جھنڈ تک آ گیا تھا۔ یہ چند گھنے پرانے درختوں کا جھنڈ تھا، آلوچے، خوبانی اور چند چھوٹے چھوٹے پودوں کے جھاڑ — آگے بڑھا تو دیکھا کہ درختوں کے درمیان اچھی خاصی کھلی جگہ تھی۔ سامنے کوئی بڑا جیسے وہ زمین سے اگی ہو۔ چکنی چپٹی خوبصورت پتھروں والی اور ایسی سیدھی کہ سر اٹھا کر اوپر دیکھنا پڑے — میں اسے دلچسپی سے دیکھنے لگا۔ حیرانی یہ تھی کہ اس [illegible] میں اس کا وجود کچھ عجیب سا ہی دکھائی دیتا تھا — میں اس کے ارد گرد گھوم کے دیکھنا چاہتا تھا [illegible] کی وجہ سے ایک پتھر پہ بیٹھ گیا [illegible] ماحول پہ نظر دوڑائی تو ادھر ادھر کچھ چیزیں دکھائی دیں [illegible] — پانی کے [illegible] — اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] — میں ذرا مزید قریب ہوا [illegible] پہلا خیال [illegible] یہاں سر جھکایا جائے — پانی کی تلاش ہوئی یہاں سے [illegible] زمین پہ بارش کا [illegible] ایک [illegible] ہوئی تھی۔ [illegible] اور [illegible] اور وہ [illegible] بیٹھ کر جگہ پا آ گیا۔ [illegible] — قریب ہی [illegible] اذان [illegible] — ایک عجیب سا سرور [illegible] نا قابل بیان سا سرور حاصل ہوا۔

[illegible] جنگل بھی ہے [illegible] کے عالم میں سر جھکانے کا ایک [illegible] ہوتا ہے — صرف بندہ اور معبود — جیسے ایک دوسرے کے سامنے براہ راست معاملات [illegible] ہیں۔

[illegible] کے بعد میں وہیں سجدہ گاہ میں تبدیل ہو چکا اپنے معمول کی [illegible] میں مصروف ہو گیا [illegible] ساتھ [illegible] ہوتی ہے کہ پہلے کبھی نہ تھوڑی دیر آتی ہے — آنکھوں کے [illegible] ہیں — دماغ میں غبار اور دھواں سا [illegible] ہے اور جسم میں وہیں [illegible] گھر میں ہوں تو کوئی فکر، مسجد میں ہوں تو کوئی نمازی — باقی ادھر ادھر کی مسافت، مہاجرت

گدھے سواری اور اونٹ اتاری، ریل، گاڑی، جہاز، ٹم ٹم وغیرہ پہ کوئی مسافر راہگیر جاتو، حبس، ہوا، دھوپ، بھوک وغیرہ مجھے بلا خلل کر اٹھا بٹھا دیتے ہیں ۔۔۔ یہاں تو میں پچھلی رات کا جگا ہوا تھا ... کچھ اس میں ایسا لڑھکا کہ کچھ خبر نہ رہی۔ کشمیری ڈل میں ہوں یا بیکانیر کے محل میں ۔۔۔ خوب گھوڑے بیچ کر سویا اور آپ جانتے ہیں کہ سویا مرا برابر ہوتا ہے۔

جب دیدوں کے در وا ہوئے تو دریائے جہلم میں ڈل جھیل کا بہت سا وافر پانی بہہ چکا تھا۔

”جاگو موہن پیارے بہت سو لیے...“

آواز کی سمت گھومتے ہوئے اٹھ کر دیکھا تو اک رجال سیاہ پوش، کشمیری عبا پہنے یوں کھڑا تھا جیسے وقت کے سینے پہ گڑا ہوا امر ہو۔ جھکا واں شانوں پہ تسلیم کی تعلیم سے آراستہ دراز گیسو..... کسی اعلیٰ ظرف کی مانند کشادہ پیشانی ۔۔۔ جس پہ بندگی کی مہر مہتاباں کی مانند ۔۔۔ روشن زمرد یدہ آنکھیں ۔۔۔ لب مثل دُرِ شہوار برنگ لعلِ بدخشاں یوں احمریں گل گوں کہ خونِ کبک کے چھینٹے لگے ہوں ۔۔۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا کہ اکثر شب زندہ دار بزرگ نیند و غنودگی سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے ایک خاص کاجل استعمال کرتے ہیں جس کے مسلسل استعمال سے آنکھ کے ڈورے، کنارے [illegible] سرخ رنگت اختیار کر لیتے ہیں۔ دیکھنے والے کو [illegible]

الغرض مجھ سے نظریں ملاتے جھیل میں اُٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔ ہاتھ کے اشارے سے سلام پیش کیا۔ ابھی تک میری حیرت اور [illegible] حواس پوری طرح بیدار نہیں ہوئے تھے۔ میں خرگوش کی مانند آنکھیں پھاڑے "ٹک ٹک دیدم" بنا ہوا تھا ... مجھے [illegible] مسکراتے ہوئے میرے پاس آئے۔

”خوب سوئے ۔۔۔ ہاتھ منہ دھو لو ۔۔۔ میں نے تمہارے لئے ناشتہ تیار کیا ہے۔“ کہتے ہوئے چٹان کی ایک جانب ہو لیے۔

میں وہیں کھڑا انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ مجھے اپنے اوپر سے کیوں کیوں کی آواز سنائی دی۔ اوپر دیکھا تو جھاڑوں پہ بہت سے [illegible] دکھائی دیئے۔ ننھے ننھے سیاہ دم سے جیسے وقت پہ بیٹھے ہوں ۔۔۔ مجھے اپنی موجودگی کا احساس دلا کر وہ پھر جیسے کسی مراقبے میں اتر گئے ہوں ۔۔۔ یہ قمریاں، عندلیب، کونجیں [illegible] چند [illegible] ہوں تو ہوں یہ کالے کوؤں پہ ڈھیروں بے خبر [illegible] کیا مقام ۔۔۔ [illegible] استنجا سا چھینک کر میں پانی کی ڈاب کی جانب بڑھ آیا ۔۔۔ حاجات سے فارغ ہو کر واپس پہنچا تو سیاہ پوش نماز والے چبوترے پہ ناشتہ رکھے میرے انتظار میں تھے ۔۔۔ سلام کر کے ادب سے پاس بیٹھ گیا۔

لبے ہوئے چاول اور شوربے والی کوئی ترکاری تھی۔ جو کچھ بھی تھا لذیذ تھا ـــــ بزرگوں نے کہا ہے
[illegible] وہ جو تجھی تسلی اور تسکین و تاب دے پیٹ بھر وہ جو تن ڈھانپنے کے ساتھ عزت و وقار دے ـــــ بابا جی
[illegible] ساتھ شامل تھے میں ان کے کھانے کے درویشانہ انداز کو دیکھ رہا تھا۔ وہ خود تو برائے نام مگر مجھے خوب
[illegible] کی ترغیب دے رہے تھے۔ کھانے کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں نے دنیا جہان کی نعمتوں سے
[illegible] لیا ہے۔ کہیں بھی ایسا نہیں لگا کہ یہ محض تام چینی کی چنبل زدہ پلیٹ میں دو مٹھی باسی چاول اور لبے
[illegible] کی ترکاری پہ مشتمل طعام ہے نون مرچ مصالحے اور گھی تیل کے تکلف کے علاوہ گرم کرنے کے
[illegible] بھی محفوظ رکھا گیا ہے ـــــ فارغ ہوئے تو بابا جی سمیت کر فرغل سے ایک خوش رنگ سا سیب
[illegible] ہوئے بولے۔

"کشمیر کی مٹھائی کھاؤ ـــــ میں [illegible] تمہارے لیے قہوہ بنا لاتا ہوں۔"

میرے کسی جواب سے پہلے ہی وہ اٹھ چکے تھے۔

[illegible] "کیوں" کی ہلکی آواز نے مجھے پھر متوجہ کر لیا تھا ـــــ پہاڑوں پہ پہاڑ کا [illegible] سے مراوگ
[illegible] جان سے اٹھتے تھے [illegible] ہوں [illegible] کو کوں
[illegible] ہیں

[illegible] ہے استقبال و ملاقات کے لیے منتظر رہتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان کا جو [illegible] خطے میں
[illegible] کی طرح [illegible] کو بھی [illegible] سات تہوں میں بھی کھول [illegible] بالکل ایسے میں
[illegible] کی شاید ان کالے [illegible] والوں کے لیے [illegible] ملاقات مجھے خود حیرانی ہوتی ہے کہ
[illegible] حویلی اور ان کا میں کہاں سے [illegible] واقف ہوں ـــــ [illegible] کی بھوں بھوں اور میاؤں میاؤں
[illegible] بھی کائیں کائیں ہی ہوتی ہے۔ ان کا ہر موقع حال کی ہر کیفیت کا اظہار کائیں کائیں کے
[illegible] ہوتا ہے۔ لیکن میری سمجھ میں آتا ہے کہ بظاہر کائیں کائیں سے صوت میں الجھے جذبات کی کیا کیا
[illegible] ہوتی ہیں جیسے کائیں ہوتی کوئی ہے [illegible] بابا ہو [illegible] ان ہی کرواتا ہے۔ جبکہ
[illegible] والے ان کی پا [illegible] میں [illegible] کی خوبصورت [illegible] بہلا [illegible]
[illegible] سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ایک [illegible] کو محسوس کرتے [illegible] ہیں۔ یہ [illegible]
[illegible] بھاشا میں سے کہیں کبھی پڑھی نہیں ـــــ اگر میں پرندوں جانوروں کی بولیاں سمجھتا جانتا تو سب
[illegible] بلبل کوئل کی بولیاں بولیں سمجھ کر ان کے ترنگ و ترانے ہجر و فراق اور لطف و نوا کے
[illegible] سے تو یقیناً کچھ آشنائی حاصل کرتا ـــــ یہ کالے کوّے اور میری ساتھی شاید ایک ہی رخ پہ ہے

اسی لئے میں ان سے اور یہ مجھ سے بہت قریب ہیں ـــ کتا چوپایوں کا درویش اور کوا پرندوں کا درویش۔

بابا تام چینی کی کلوسی ہوئی کیتلی میں گرم گرم قہوہ بھر کر لائے تھے ـــ قہوہ، کافی اور چائے ہیں تو تینوں گرم گرم سکون آور مشروب مگر مزا اپنا اپنا اور مزے ڈالنے میں قطعی ایک دوسرے سے مختلف ـــ ان تینوں میں سے صرف قہوے کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے حصول، تیاری اور مابعد باقیات سے لطف اندوز ہونے کے لئے کسی تردد یا تکلف سے واسطہ نہیں پڑتا جبکہ دیگر مشروبات کی تیاری اور دیگر لوازموں کے لئے دودھ، شکر، شہد، نمک، بالائی، مکھن اور حسب ضرورت و مذاق الائچی، بادیان خطائی، سونٹھ، سونف، برانڈی یا بادام پستہ کا چورہ وغیرہ کا تکلف بھی برتا جاتا ہے ـــ قہوہ کشمیری ہو یا قندھاری، ترکش ہو یا مصری ـــ عربی ہو یا عمانی، پشاوری ہو یا پٹھواری، چینی ہو، جاپانی ہو یا یمنی، ایرانی یا عراقی ـــ سوڈانی یا سومالی سب قہوے معمولی سی افراط و تفریط کے ساتھ ایک سے ہی ہیں ـــ شکر کی ضرورت نہ دودھ کریم کی اور نہ ہی اس کی تیاری اور استعمال کے لئے کسی مخصوص آلات و ظروف کی ضرورت ہوتی ہے ـــ یہی کہا جا سکتا ہے کہ گرم گرم سکون آور مشروبات میں صرف یہی [illegible] ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے کم لاگت بے پناہ افادیت کا حامل ہے۔

بابا نے جو کشمیری قہوہ پلایا ایسا منفرد اور پر لطف قہوہ مجھے ایک بار [illegible] کے ایک درویش کے ہاں پینے کو ملا یا پھر سری نگر کے ایک [illegible] کے ہاں ایک [illegible] ایسی ہی لطف انگیز زعفرانی قہوہ پینے کا موقع نصیب ہوا تھا۔ میرے تجسس اور قہوے کے شوق کو دیکھتے ہوئے انہوں نے بتایا یہ مخصوص قہوہ کسی کسی خوش نصیب ہی کو پینا نصیب ہوتا ہے ـــ سری نگر کے [illegible] پور میں دنیا کے سب سے اعلیٰ اور قیمتی زعفران کے کھیت ہیں۔ وہیں کہیں قریب ہی ایک مخصوص قطعے میں اس نادر قہوہ کی کاشت بھی ہوتی ہے۔ یہاں کے زعفران کی طرح یہ مخصوص زعفرانی قہوہ بھی دنیا میں کہیں اور کاشت نہیں ہوتا ـــ یہاں سے یہ چند مخصوص ہاتھوں تک پہنچتا ہے۔ شاید یہ کہیں بکتا ہو تو اس کا خریدار [illegible] ہوتا ہے اسے سونے سے بھی زیادہ قیمتی سمجھا جاتا ہے ـــ اس کی خمار انگیز زعفرانی مہک اور اس کے مدھر مزے سے ایک بار جو شناسا ہو جاتا ہے کبھی بھی اسے فراموش نہیں کر سکتا ـــ ایک بار چکھا ہے پھر چکھنے کی ہوس ہے جیتا ہوا اس کی جستجو میں رہتا ہے گویا آرزوئے وصل یار کی طرح ہی رہتا ہے۔

[illegible] نے کمال محبت سے تین چار گھونٹ قہوے کے عنایت کیے تھے۔ قہوے کی کیتلی دیکھ کر پہلے تو یہی
[illegible] تھا کہ یہ بھی کوئی روایتی عام قسم کی چائے یا قہوہ ہوگا — چودہ طبق تو تب روشن اور بیدار ہوئے جب
[illegible] چسکیاں لیں — قہوے کی روایتی تلخی کے ساتھ جس چیز نے میری روح کو معطر کر دیا تھا وہ اس کی
[illegible] بھینی بھینی زعفرانی مہک تھی جس میں قدرتی طور پر شامل روغن لیموں کا ایک الگ تیکھا سا ذائقہ اپنی
[illegible] — کسی بھی اچھے مشروب میں تین خصوصیات ہونی چاہئیں۔ رنگ نفیس، سیال بالکل معتدل اور
[illegible] — خوشبو مشام جاں کو معطر کرنے والی، جو طبیعت میں فرحت و بشاشت لائے اور روح کو پُرنور
[illegible] — صحیح تر قہوے کی یہ تمام خصوصیات صرف اور صرف اللہ کی بے مثال نعمت دودھ میں موجود ہیں —
[illegible] مشروبات مثلاً دودھ، پھلوں کے رس، پانی وغیرہ کے علاوہ جو مشروبات جنہیں انسانی ہاتھوں نے
[illegible] موسم اور علاقائی ضرورت و تہذیب کے مطابق اختراع کیا ہے ان کے بنیادی عناصر میں پانی
[illegible] بھی ہے — جس آگ کی آنچ تپش سے پیدا ہونے والے تغیر [illegible] کے نتیجے میں جو کیمیائی
[illegible] ذائقہ و سیال حاصل ہوتے وہ ان کے چند یہ مشروب مخمر ہے — [illegible] طرح
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب سے انسان نے اپنی غذا کی تیاری میں آگ کو
[illegible] اپنی فطری قوت مدافعت جھلسا کر رکھ دی ہے۔ [illegible]
[illegible] بچا تا ہی [illegible]

• [illegible] وحانس کی موتھا...!

[illegible] مجھے [illegible] تین [illegible] — شاید [illegible] اور [illegible] تھے — [illegible]
[illegible] اور میرے سامنے کھول کر رکھ دیے تھے — میں واضح طور پر محسوس کر رہا تھا کہ میں
[illegible] اور [illegible] میں ہوں — قہوے نے مجھ پر سے ظاہر و باطن کی ساری خشک سالی کو
[illegible] بہا لے جانے والا [illegible] تھا۔ [illegible] کے پار پاتال کے نیچے
[illegible] کی سرگوشیوں اور پرندوں کے چہچہوں کی چہلیں سمجھ میں آ رہی ہوں — بابا جی
[illegible] رہے تھے۔

میں نے دیکھا جانا اور سمجھا کہ روشنیوں' اجالوں اور دھنک رنگوں کی کوئی الف' با نے' شناخت نہیں ہے اور نہ کوئی پیش و پس' ابتدا انتہا' الا تاروتیرگی' سیاہی اور سیاہ بختی کے راستے بند ہوتے ہیں۔ کوچہ قاتل کے سوا..... سیاہ بختوں کی صبح امید بھی شام یاس ہوتی ہے۔ کاتب سیاہ پوشوں کے لئے سارے دھنک رنگ شب تار کے سنگ ہوتے ہیں۔ تیرہ مزاجوں' سوچوں والے روشن وقتوں میں بھی شب تیرہ ہوتے ہیں..... سائنس نے تو آج اندھیرے اجالنے والی عینکیں دریافت کی ہیں' سائیں تو اپنے بجھے دیدوں سے دیکھتے تو اندھیروں میں ہیں۔ ان اندھیر اندھوں کو اندھیروں میں بہت دُور کی سوجھتی ہے..... یہ دن مردہ دار اور شب زندہ دار ہوتے ہیں..... ان کی شبیں منظر و معطر اور دن' تھکے دن و حبس..... !

"قہوہ کیسا لگا......؟" بابا نے اچانک پوچھا۔

میں تو کہیں اور ہی کھویا ہوا تھا۔ پتہ نہیں کیا الٹا سیدھا سوچ رہا تھا۔ اپنے اندر سے ابھر کر جواب دیا۔

"بابا! کیا یہ قہوہ ہی تھا؟..... ایسی تشفی' تسکین اور طمانیت حاصل ہوئی جس کو بیان کرنا میرے بس سے باہر ہے..... مجھے تو یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم و جان اور دل و دماغ کے [illegible] بند کھڑکیاں دروازے [illegible] کی شناختیں بھی بچی ہوں اور تشنگی کسی شوخ خوش رنگ تتلی کے سبک سراپے میں تبدیل ہو چکا ہوں۔"

بابا نے بڑی [illegible] سے جواب دیا۔

"ہاں' کہا سے ہوسکے [illegible]"

"گلاب پایا ہوا قہوہ؟" میں نے زیر لب دہرایا۔ "ایسا قہوہ تو میں نے کبھی دیکھا نہ پیا نہ تھا۔"

بابا نے جیسے میرا دماغ پڑھ لیا تھا' بولے۔

"دماغ پہ باؤ ڈالنے کی ضرورت نہیں..... میرے کاجل کوٹھے میں کاجل گل کے اوپر یہ قہوہ بھی کبھی دھری رہتی ہے۔ ضرورت سے گھونٹ گھونٹ پیتا رہتا ہوں۔" وہ میرا ہاتھ تھامتے ہوئے بولے۔ "آؤ میں تمہیں اپنا کاجل کوٹھا دکھاتا ہوں۔" وہ مجھے لئے دالان کی دائیں جانب چل دیے۔ ایک کچے پکے کمرے کے دروازے پہ کھڑے ہو کے بتانے لگے۔

"یہ ہے میرا کاجل کوٹھا..... کچی پتھروں اور لکڑی سے تعمیر' ایک کوٹھا سا میرے روبرو تھا۔ پرانی لکڑی کے بنے ہوئے بے ڈھبے سے دروازے کا پٹ ہٹاتے ہوئے مجھے اندر لے آئے..... نیم اندھیرے میں کچھ دکھائی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں کسی اندھے کی مانند ٹپک ٹپک ٹٹولتا ہوا جب کچھ دور اندر آ گیا تو

[illegible] میں جیسے کسی اندھی قبر میں آ پہنچا ہوں — کالا گھپ اندھیرا، کسی قدر گھٹن اور گرمی — ہاتھ کو [illegible] سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ در و دیوار پہ کالے گھنے اندھیرے چپکے ہوئے — عجیب کیسلے سواد والے روغنی [illegible] سے دھوئیں کا ایک چھدرا جال سا تنا ہوا تھا۔ اس کے باوجود ایک خوشگوار سی تلخی اور خوشبو میرے منہ اور [illegible] میں اتر چکی تھی۔ اندھیرے سے آنکھیں مانوس ہوئیں تو دیکھا غار کے درمیان ایک بڑے سیاہ پتھر پہ [illegible] چھوٹے پتھروں سے ایک چولہا سا بنا ہوا ہے۔ جس پہ سیاہ رنگت کی مٹی سے بنا ہوا ایک طباق الٹا پڑا [illegible] ہے۔ [illegible] مٹی کے کٹورے میں تیل اور اس میں پڑی روئی کی موٹی سی بتی کے ہونٹ سرخ تھے — [illegible] قہوے کی کیتلی میں مزید کچھ پانی اور قہوے کی پتیاں ڈال کر کاجل والی کنالی کے اوپر رکھ دی — دروازہ [illegible] بھیڑتے ہوئے کونے میں بچھی پھونس کی ایک چٹائی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم نے کچھ [illegible] لیا اب یہاں [illegible] کر پاؤں پسار کے [illegible] وم دھیرج کرو — میں کچھ [illegible] یہاں سے تھوڑی دور چڑے باجو گھاٹ پہ جا رہا ہوں۔ تمہارے کھانے پینے کے لئے کچھ سامان لیتا [illegible] تم ادھر بکھو دیکھو، جاتو اور [illegible]....."

[illegible] باہر کا سامنا [illegible] ہوتے ہوئے کہا۔

"[illegible] [illegible] [illegible] چھتا دور ہوگی [illegible]

"کیا [illegible] یہاں اوبنے لگوں بہتر ہے آپ کے ساتھ ہی چلا چلوں۔"

بابا نے [illegible] اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اوبنے کی [illegible] [illegible] کہتے ہیں کہ گیان دھیان کی [illegible] کے لئے زمین کے نیچے کی کوئی بانجھ باؤلی یا زمین کے اوپر بلندی پہ کوئی بے نور روشنی کا مینار ہی [illegible] کے استھان ہوتے ہیں۔ جہاں اترنے چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں۔ کوئی منزل اتر کر سر [illegible] کوئی اوپر چڑھ کر پاؤں پڑتی ہے — اور ہاں دم دھیان کی دھیر پتا کی جانکاری کے لئے زمین [illegible] استھان ہوتا ہے دو بے کوئی کاجل — کوٹھا یہاں پاؤں سے چڑھا اترا تو نجس جاتا الٹا پاؤں [illegible] جا سکتے ہیں — کاجل منڈپ کی جانب پاؤں پڑیں تو دم کی دھونکنی سے دھوئیں کی دھانسا [illegible] پھیر ہوتی ہے تو دم دم میں کاجل کے رنگ سے جل اٹھتے ہیں۔ ہر دم روزن کا دیا دیپک اپنی [illegible] اوپ کالائی والا ہوتا ہے۔

تم ادھر دھیان جما کر اس کاجل دیپ کی آرتی اتارو میں کچھ لے دے کر پلٹتا ہوں....."

سینے میں ارمان سلگ رہے ہوں یا کسی کی یاد کا دیپک روشن ہو تو ظاہر ہے کہ دھواں دھانس تو اُٹھے گا جو حلق سے نکلتے نکلتے آہ و کراہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ہر وہ شے جو جل سکتی ہے گرمی روشنی اور دھواں پیدا کرتی ہے۔ ان میں روشنی ایک چند گرمی دو چند اور دھواں کئی چند رہتا ہے۔

اوّل بھی اور آخر بھی یہی دھواں، پٹلے لچھے لہریے جھٹکے اور پیچے لے لے کر ماتم کناں یا رقص فرما رہتا ہے۔ خصوصی مراقبوں تحلیل نفسی، تزکیہ نفس کی مشقوں تسخیر ذات و ہمزاد کی ریاضتوں، جلسوں، چلّوں میں ایسی ویرانیاں، تنہائیاں، جھونپڑیاں اور قبریں، تکیے، بے میلے، کنوئیں، باؤلیاں، ٹھیائیں، غاریں وغیرہ بڑے مددگار و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

اردی سے طالبعلم کی حیثیت سے ان سے مناسب سی راہ و رسم بھی تھی۔ گاہے کاجل کوٹھڑی یا کوٹھے کے بارے میں سنا پڑھا بھی تھا۔ اب وہ اندر بیٹھی پڑھتی تھی... بابا کے شعوری طور پہ نگاہ ڈھڑ کا کیے دروازہ بھیڑ کے چل دیئے تھے۔ باہر کی روشنی چھوٹتے ہی اندر کے اندھیرے اُجلنے لگے۔ شاید یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں پکا چوندی کی دھجیاں خود گھپ اندھیرے میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر بھی اندھیروں کی گمنامی کے باطن سے آگہی اور اُجالا کا ننھی تارا سا طلوع ہوتا ہے جس کی تابناکی سے ظاہر و باطن کی آنکھیں چندھیا نہیں بلکہ چمک اُٹھتی ہے۔

بابا جھاڑوں پہ منڈیاں ڈالے بڑے بڑے پروں والے بازو لٹکائے مراقبے کی خلوت میں بیٹھی کسی سے "کیوں، کیوں" کی تکرار لگائی یا مجھے تازیانہ لگا کہ میں اس کی جانب گھوم گیا... آنکھیں کھلی تھیں یا بند... یہ تو نہ سوچا لیکن سمجھا یہی ہے کہ وجود ہے رہا تھا... سامنے کاجل سے گھپ سے سیاہ سورج اُبھرا ہوا گلے چل پھل کر رہا تھا... تعلق ہوتا تو اسے اگیا جیالا جان کر جان بوجھ کر ختم کر لیتا۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ اندھیرے والے کالے جبرت کا بلیلا ہے اور دیئے کے تیل کی دھانس ہے جو دماغ میں دھماچوکڑی مچائے ہوئی ہے اور اس کالک کی شیتل سی دھول دھند ہے جو نقشوں نگاروں کی چڑھائی ہے... دھیانی گیانی کہتے ہیں۔ دھیان کے لئے دھواں اور گیان کے لئے گیا (تنا ذکر و علیحدہ کی جگہ) لازم و ملزوم ہیں۔ دھواں دل سے اُٹھے یا جاں سے... اگر کے دھوئیں سے یا چندن کے چوب سے جنگل سے... عود کے کاغذ سے یا لوبان کے سم سے اُٹھے... خود دھوئیں کی دھونیٹ ہو یا کالی گھوٹی کی دھانس... تمہاری مولیوں یا کسی کی چتیوں کی دھونی... تمباکو کے دھوئیں یا عشق کے ادوؤں کا دھواں، فلفل اسرار و رموز کا دھواں... اسپند چیتے یا مارخور کے سینگ کا دھواں... خونخوار ناری کے زریں بالوں کا دھواں یا الٹا جنم لینے والے بچے کے نازو کا دھواں یعنی دھیان کسی بھی ذمہ کا ہو اس کے لئے دھواں دھونی جزو لاینفک ہے۔

ولی، قطب، فقیر، سادھو، سنت، ملنگ، عامل کامل، عاشق عابد، مزار، قبر، ڈھیری، مقبرہ، مندر، مسجد، معبد کچھ بھی کیوں نہ ہو —— دھواں دھونی ضرور ہوگی —— حاضرات، موکلات، جنات، وظیفے، چلے، چوکے، چوبارے .... [illegible] ہوئے بن نہ جن حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی دیگر حاضرات —— محبوب آتا ہے نہ معشوق پہنچتا ہے۔ ایسے ہی [illegible] کے لئے مہابی گوارہ ہوتا ہے یعنی ایسا استھان جو صرف دھیان گیان میں کوئی کھنڈت نہ ڈالے۔ ظاہر ہے ایسی جگہ جنگل، پہاڑ، غار، کٹیا، باؤلی، قبرستان یا کوئی ویرانہ وغیرہ میں ہی ہوگی —— یہی وجہ ہے کہ دھیانی گیانی، سادھو، درویش، عاشق معشوق —— آبادیوں کی بجائے اکثر بربادیوں اور ویرانوں میں پائے جاتے ہیں۔

بابا جی کا بھی اس دھواں دھار کٹیا میں پایا جانا خوب سمجھ میں آتا تھا۔ جبکہ میں اس پنجرے میں پھنسا ہوا [illegible] تھا۔ پھنسا ہوا ہی کیا بلکہ میں تو ایسا پرندہ تھا جو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنے لئے کنج قفس تلاش کرتا ہو۔ مجھ جیسے [illegible] آشفتہ حال، شکستہ بال و پر پرندے تو پنجرے کی پناہ مانگتے ہیں۔

کوئلے کی کان، کاجل کوٹھا یا لوہار، عطار کی دوکان ادھر اُجلے دامنوں کا کیا کام؟ ادھر تو دریدہ دامن [illegible] ہوتے ہوں گے نہ بھی ہوں تو بھی ہو جاتے ہیں۔ کالے تن من پر اُجلے پن کی داغ دھبا [illegible] خالہ بھی دکھائی نہیں دیتا —— [illegible]

[illegible]

اس دوران میرا اپنا ایسا ہی کچھ تشخص ہو گیا تھا —— وقت کی چاپ، رم یا تھم [illegible] ترن ترن [illegible] ہوا، کبھی [illegible] یوں احساس ٹھہرا کہ زمانہ یا وقت ہر ایک پہ ہمیشہ ایک سا نہیں پڑتا۔ بلکہ ہر ایک [illegible] کے پاس زمانہ، وقت [illegible] اپنے اپنے الگ الگ پیمانے ہوتے ہیں —— ساعتوں، لمحوں، پلوں، دنوں، ہفتوں، عشروں، برسوں، صدیوں، قرنوں کو محسوس کرنے کے اپنے اپنے [illegible] شعوری رویے ہوتے ہیں —— کسی کے لئے ایک پل ایک صدی کے برابر ہوتا ہے اور کہیں صدیاں ساعتوں میں دکھائی دیتی ہیں —— [illegible] ہر نفس [illegible] وقت کے [illegible] اپنی الگ [illegible] رکھتا ہے۔ ساعت، وقفے کا کوئی پیمانہ نہیں ہوتا۔ وقت تو ایک [illegible] قلزم میں ٹھہرے پانی کی مانند ہے۔ جس کی اپنی کوئی مخصوص شکل و صورت نہیں ہوتی۔ وہ جس ظرف، ظروف میں اترے گا اسی کی سی صورت حالات اختیار کرے گا۔ وہ جام ہو یا سبو، مٹکا، دریا [illegible] وغیرہ —— علیٰ ھذا القیاس وقت ہر ایک کے لئے الگ تشخص، اثرات اور اشکال رکھتا ہے۔ جیسے ایک ہی صحرا میں ہر ذرہ اپنا ایک الگ وجود رکھتا

اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ سرپٹ وقت کی اپنی رفتار اور مٹھی میں بند ریت کے دانہ دانہ کھسکنے کی

سوچ سمیٹ ہی رہا تھا کہ بابا اپنی کالی چادر میں کچھ سامان باندھے اندر داخل ہوئے۔

"السلام علیکم" کا چراغ جلا کر وہ میرے سامنے چٹائی پہ بیٹھ گئے۔

"کہو بچے، کیسے گزر ہوئی؟ — میں نے تو اپنی طرف سے کچھ دیر نہیں کی۔ جانا آنا ہی کیا ہے۔" چادر کھول کر مجھے سامان دکھانے لگے۔ "تمہارے لئے نرم نرم گلو گوشے' تازے تازے سرخ خوشبودار میٹھے میٹھے سیب' کھیرے' سبز مرچیں' آلو اور مچھلی بھی لایا ہوں.... چاول' گڑ' مکئی کا آٹا یہاں موجود ہے۔ ہم پکائیں گے اور خوب کھائیں گے۔"

میں نے سامان سے نظریں ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"بابا! آج مجھے کیا ہوا پہلے صرف کالی چیز ہی کالی دکھائی دیتی تھی اور اب ہر رنگ سیاہ نظر آتا ہے یوں لگتا ہے جیسے میں باہر کے علاوہ اندر سے بھی کالا سیاہ ہو گیا ہوں — میرا جسم' میرے خون کا رنگ' میرا دل دماغ' انگ انگ' پور پور سیاہیاں بٹ گئی ہیں.... اور تو اور مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا اتار نفس' دھوئیں کی تہیں ہی ایک [illegible] میں تبدیل ہو گیا ہے — بابا! مجھے اک عجیب سی خوشبو نے سرمست کیا ہوا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ کیا ہے — یہ [illegible] پاکیزہ سی [illegible] روشن روشن اندھیرے — [illegible] آفاقی سی خوشبو [illegible] اور گہرائیوں کے باطن سے [illegible] والی کوئی لافانی سگندھ ہے۔ جسے کے چپ میں پڑی کانسی کی پائل سے نکلتی ہوئی سی جھنکار کی مسکان ہے — بابا! یہ سب [illegible]؟"

بابا اپنا کوئی سامان ہاتھ [illegible] اپنی روٹی کی پوروں سے میرے [illegible] کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"ایسی پیاری پیاری اوقی سی باتیں کہاں سے سیکھی ہیں تم نے؟ .... لگتا ہے جیسے کوئی کویتا سنا رہے ہو اور ہاں میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے تمہارا کسی کاجل کوٹھے سے واسطہ نہیں پڑا ورنہ تم ایسی باتیں نہ کرتے۔ کاجل کوٹھے کی اپنی ایک الگ ہی دنیا ہوتی ہے — اس کا ظاہر زمانے کی زد میں اور باطن وقت کی قید سے آزاد ہوتا ہے — کالکو ودھیاں کی تپسیا کچھ ایسی آسان [illegible] آسان بھی نہیں ہوتی — اور نہ ہر کوئی منش اسے جھیلنے کے لائق ہوتا ہے — دودھ کی دھار تو ہر کوئی پی لیتا ہے پر کانے وِش کا پیالہ پینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ بس جس کی سرا لوگ کوئے پنیاتی اور تپسیا کریں وہی کالکو ودھیاں میں دھیان دے سکے ہے — اور تمہیں اندر اس کاجل کوٹھے تک بس باہر دکھوں پہ بیٹھے ہوئے سرا لوگ ہی تو لانے ہیں — کچھ تن من باہر بھیتر اجلا اور روشن تو کوشش اور کھوج سے ہو سکتا ہے پر ایسے کالا کلوٹا کرنا اور پھر اسے کھرا اور قائم رکھنا کچھ ایسا آسان بھی نہیں...."

کاجل منڈل' کاہو اور صندل......!

پھر وہ کاجل منڈل پہ ایک کسی درخت کے ٹھونٹھ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے۔
"یہ کاہو کا ٹھنٹھ دیکھتے ہو — جس پہ دیپک دھرا ہے۔ کاہو اور چنچل پتھر ایک برابر ہوتا ہے۔
[illegible] ہوتا ہے کے شغل کے موافق جس شخص کی آواز دیتا ہے — کاٹو تو آرہ کند کر دے۔ ندی میں پھینکو تو نیچے
تہہ میں بیٹھ جائے — ایسا کٹھور اور کٹھن جیسے والا کا ٹھنٹھ دھرتی پہ کوئی اور نہ ہوئے۔ پہ یہ کاجل کوٹھے میں پڑ کر
ایسے ہو جاتا ہے کہ شغل آفتاب دمکتا ہے۔"
میں فوراً بول پڑا۔ "ہاں بابا! میں نے اسے ایسے ہی روشن دیکھا۔ مگر ایسی روشنی جو آسمان والے
سورج سے مختلف تھی — میں اگر اسے کالی روشنی کہوں تو شاید یہ درست نہ ہو یا شاید اس طرح کہ جب
اندھیروں میں مزید اندھیرے گہرے ہو جاتے ہیں تو پھر وہ منک کر روشن ہو جاتے ہیں جس طرح دکھ آلام
[illegible] جب چشم تر کرتے ہیں تو مزہ دینے لگتے ہیں۔"
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہو جائے۔ اس جلالی روشنی صفت کاہو کو ایک خاص مقصد کے تحت کاجل کوٹھے
تک [illegible] شغل کے لیے رکھتے ہیں اور یہ اندھیرے [illegible] پتہ نہیں کیا سے کیا ہو جاتا ہے — تیل اتر ترا ہٹ
[illegible] تیل اور آس پاس کی [illegible] روشنی [illegible] ہوتی ہے — وقت کوٹھے سے باہر رہ جاتا
ہے [illegible] آں سوز و ساز روئی بتی [illegible] راز کی [illegible] رہتے رہتے منک [illegible] میں تبدیل ہو جاتا ہے۔"
"بابا! یہ کالا دھواں کب تک جاری رہتا ہے کیا اس کا کوئی انت بھی ہے؟"
بابا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولے۔
"جب کاہو کا ٹھنٹھ پہ دھرا دیپک میں تیل باقی رہے کبھی جلتا رہے تو جان لو کہ چنچل کی تپسیا انت ہو
[illegible] ہوتی ہے تب آتا ہے جب مراد کو کسی نے مراد کو لے آتے ہیں — آنے والے اپنے
[illegible] دیپک میں تیل باقی ڈالتا ہے — یا کاہو کا ٹھنٹھ تیار کر کے امتحان بناتا ہے۔"
بابا چند لمحے رکنے کے بعد عجیب تیز نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے پھر بولے۔
"تم دیکھ سکتے ہو کہ دیپک تیل سے خالی ہو کھڑا ہے — اور جل بھی رہا ہے۔"
بابا کی بات کی یہ گھات جان کر میری تو سٹی گم ہو گئی — چپ سی لگ گئی — یا خدا! یہ کیا — اب مجھ

میں آیا کہ یہ بڑے بڑے کوّے — جو کوؤں سے زیادہ کوؤں کے روبوٹ لگتے تھے کیوں میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں...... کشتی اور کشتی والا پُراسرار بابا — یہاں دیکھا جھیل کا کنارہ، مقناطیسی پتھر — جو اسی کاجل کوٹھے والے کا جو شلوکے کے زیرِ اثر تھا اور کوؤں کی رہنمائی وغیرہ وغیرہ — جب ہر چیز اچھی طرح واضح ہو گئی تو میں نے بابا کے چرن چھوتے ہوئے عرض کی۔

"آپ میرے لئے کیا حکم ہے.....؟"

"آج رات میں تمہاری راہنمائی کے لئے یہاں رکوں گا — تمہارا کشتی والا شلوکا یہاں پرانے شلوکوں کی جگہ لے لے گا — دیپ سے دیپ جلے گا، نیا تیل ڈالنی پڑے گی اور پھر تم سے ہماری اللہ بیلی ہو جائے گی۔"

میں نے اپنے کشتی والے شلوکے مقناطیسی پتھر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"بابا! یہ شلوکا؟ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ اور امتحان والا شلوکا ایک ہی چیز ہیں۔"

"ہاں — تمہارا والا شلوکا بھی کالا جو شلوکا ہی ہے..... جو پچھلے برس اسی امتحان پر جڑا پڑا تھا — اس پہ کالکو دھیان ... ہے — اس کو تراش خراش کر شلوکا بنا دیا گیا ہے جو اس کا ... ہے۔"

میں نے امتحان والے شلوکے ... ہوئے پوچھا۔

[illegible]

"ہاں اس کو بھی تراش خراش کر تمہارے شلوکے کی مانند بنا دیا جائے گا — یہی وہ پتھر ہے جو ... سے اٹھایا اور ... کے ٹکڑے اترتے ہیں وہ بھی ... کام کے کیمیائی ہوتے ہیں۔ اس سے خاص الخاص ... اور ... ہیں ... کوؤں کے منکے — دیپک روئے ... جھڑیوں کے ... کے میں ڈالنے والی لاٹیں، تختیاں، پنجے، کڑا اور جوگیوں کے کانوں میں ڈالنے والے بالے وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں — اور یہ چیزیں صرف سادھو جوگی فقیر درویشوں، سنتوں کے کام کی ہی ہوتی ہیں۔"

میں نے جب بابا سے پوچھا کہ اس شلوکے میں کون سا ایسا ... ہوتا ہے کہ اسے صرف گیانی دھیانی فقیر درویش ہی اہمیت دیتے ہیں تو وہ کہنے لگے۔

"اگر میں صرف تمہیں اس کاجل کی خوبی والی اور کاجل کوٹھے کا ... ہی بتا دوں تو تم حیران رہ جاؤ گے — اس کی خوبی والی یہ ہے کہ ... کاجل بھرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی — اگر روزانہ اس میں سے صرف سلائی ... کر آنکھوں میں پھیر لو تو ... آنکھوں میں اتر آتی ہیں — اندھیروں میں بھی دکھائی اور دور دور تک سجھائی دینے لگتا ہے — دیدوں میں دیدہ وری در آتی ہے۔ آنکھیں حسین اور

[illegible] ہوئی ہیں سمجھ لو کہ اسی طرح اس سے بنی ہوئی دیگر اشیاء بھی عجیب و غریب اثرات کی حامل ہوتی ہیں۔ کیونکہ عقل سے ماورا ہیں۔"

بات ذرا بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک آ پہنچی کہ وہ مصرعہ سامنے آ گیا۔

"بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے"

قصے کے رخِ تاباں سے ذرا آنچل سرکائیں تو محسوس ہو کہ نگاہ جھلملے جھلملے کہاں پہ آ رکی ہے۔ [illegible] ذرا [illegible] تھا اسی گفتگو نے پیچ و خم کا کہ سفیداں بائی کے سر میں کشمیرے سنگھ کی محبت و صحبت کا سودا سمایا ہوا تھا [illegible] رات اس کے خیالوں میں گم نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا چین۔ کام قماش سے بے رغبت اپنے [illegible] سے بے مروت اور ادھر کالے خان [illegible] چپ چاپ [illegible] لب و دل دم کرے سب کچھ دیکھا [illegible] ایک روز سرِ شام سفیداں بائی سر کی ذہن اور آنکھوں کی جلن سے بے کل ہوئی تو کالے خان سے [illegible] اپنے شلوکے کی جیب سے ایک سرمے دانی نکال کر اس کے دیدوں میں ایک ایک سلائی پھیرا [illegible] دیکھتے جہاں [illegible] ہو جاتا [illegible] وہاں اس [illegible] آنکھوں میں [illegible] [illegible] سرمے دانی [illegible] [illegible] سے کا جل کول کی اتنی نہیں تھی جس کی سلائی آنکھوں میں کھینچنے سے [illegible] تن من کی [illegible] دور [illegible] ہو گئیں۔ پھر سفیداں بائی نے کالے خان سے یہ سرمے دانی [illegible] طلب کی تھی جس طرح [illegible] کی طرح دار [illegible] وفا کی [illegible] کالے خان [illegible] سرمے دانی [illegible] بخش کر جیسے کوئی [illegible] ہے۔ سرمے دانی دینے کے بعد وہ یہی سوچ سوچ کر نہال ہو رہا تھا چلو [illegible] میں بائی چاہے وہ کسی کی بھی ہو۔" سفیداں بائی بھی سرمے دانی پا کر یوں [illegible] مشکور [illegible] سرمے دانی [illegible] سے [illegible] یہ خاص سرمے دانی بھی اسی کا [illegible] تحفہ [illegible] تھی۔

[illegible] کے بیٹے [illegible] جیسے [illegible] سے آرزوؤں کے سامنے سوتے پڑے ہوں۔ خوب وقت تھا کہ [illegible] کشمیرے سنگھ ایک [illegible] کا سایہ [illegible] اور سایوں کا سلسلہ روشنیوں [illegible] [illegible] اور [illegible] مستقل نہیں ہوتے۔ ان میں زیادہ جھکاؤ [illegible] ہوتا ہے۔ وقت کے [illegible] [illegible] اور [illegible] دیوانے کی دیوانگی پا لی۔ آنکھیں قدرے [illegible] رکھی تھیں کہ ہر عمل [illegible] [illegible] کے بعد اپنا ایک منطقی انجام سر پڑ [illegible] باقی رہ جاتا ہے اور اب شاید یہ نے بھی سر آ لگا تھا۔

سفیداں بائی اپنا عندیہ و ارادہ کسی پہ کھولنے کی پابند تو نہ تھی ..... نہ ہی اب تک کسی کی نوچی رہی یا کسی
کی تابعداری و پابندی کی کڑی پاؤں میں پڑی۔ وہ تو خودمختار و مشہور رنڈی تھی جو سکۂ رائج الوقت کی مانند شہر و شہر
اور حسن و عشق کے ہر کوچہ بازار میں بصد اہتمام گردش میں رہی تھی۔

بر محفل شوق احمد بھی ہی چنچل چغتائی کہ کشمیرے سنگھ کے ساتھ ڈیرہ دون جانے کی۔ آگے پیچھے تو
جانا تو اس کا لگا ہی رہتا تھا لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس بار یہ بلبل ہزار داستان اس پنچھی کے شہزادے
کے ساتھ کسی لمبی ہی اڑان پہ ہے ..... دو چار روز میں ہی اس نے اپنا مکان چوبارہ آگرہ کی ایک طوائف
خوش بخت جہاں کو کرایہ پہ اٹھوایا اور تو اور ادھر دونوں نوچیوں، سازندوں، خانہ زادوں کو بھی اسی طوائف کا
پابند کروا دیا۔ کالے خان کو پہلے ہی جتا کر دلا دیا تھا [illegible] سمجھایا کہ طوائف تو کھڑے سورج تلے مٹی کا دِیا
ہی تو ہوتی ہے آگے پیچھے [illegible]۔ سر چڑھی تو کبھی پاؤں پڑی ..... اس کا دھندا ہی [illegible] رجھانا، بہلانا، پھسلانا اور
داؤ دھر کے [illegible] دال روٹی کا دھندا دور کرنا ہوتا ہے۔ جو دام دے اسی کی داسی وہ بھی [illegible] پہ بھی راضی
تم [illegible] ..... رنڈی کسی کی جورو [illegible]
[illegible] تم خود اپنا [illegible] تم یہاں رہو
ساتھ چلو [illegible] نہیں پڑتا ..... یہ کچھ توقف سے قدرے [illegible] کر بیٹھی۔

"رنڈی [illegible] تو عورت ذات ہے ..... کسی [illegible] کی پابندی [illegible] جاتی
ہے۔ ہاں تو یہ ہے کہ مجھے خود [illegible] سے لگاوٹ سی ہوتی ہے [illegible] جانتے ہو کہ رنڈی جس سے
دام سے نہ [illegible] جائے تو وہ پھر ہر حال اسے حاصل کرنا چاہتی ہے۔"

کالے خان گھیری چمدری مونچھوں کے نیچے موٹے موٹے کالے ہونٹوں سے [illegible] ہوئے
لگانے [illegible] تھے [illegible] کو یوں تک رہا تھا جیسے اس پہ فردِ جرم عائد کر کے اسے
اس کے پور پور کاٹنے کا حکم سنایا جا رہا ہو۔

● اُڑی اُدھر کو راکھ جدھر ہوا چلی..... !

کہنے کو تو وہ باتیں کر رہی تھی مگر بڑی [illegible] سے وہ کالے خان کے [illegible] چہرے پہ
دھندلے دھندلے نقوش ابھرتے ڈوبتے دیکھ رہی تھی۔ جن میں اسے اپنے مرحوم باپ کی ہو بہو شباہت

[illegible] سے ... ہی تھی۔ انگوٹھی' نام اور رام پور کے حوالے سے اُسے شروع روز سے ہی پہچان چکی تھی کہ وہ اس کا [illegible] ہے ۔۔۔ جہاں اُسے اس امر کا دکھ ہوا کہ وہ اپنے باپ کے نقشِ قدم پہ چلتا ہوا اس تک پہنچا' وہیں [illegible] بھی ہوئی تھی کہ چلو کوئی تو اس کا اپنا تو ملا ۔۔۔ جو اس کا اپنا خون تھا۔ مگر رنڈیوں' طوائفوں کے [illegible] ماں باپ اور بہن بھائیوں' بیٹوں کے رشتے تعلق چنداں اہمیت نہیں رکھتے۔ یہاں منتیں' دعائیں [illegible] لڑکوں کی بجائے لڑکیاں مانگی جاتی ہیں کہ ان کے پیکروں میں پارہ' پاؤں میں گھنگھرو' گلے میں [illegible] کر کے اُن کے حسن و جمال کو اجالا دے کر عشرت کدوں کی زینت بنا دیا جائے۔ ان کے بچے' بیٹے [illegible] کے محتاج نے' بجانے اور نذرانے اٹھاتے ہیں۔ ان کے لئے قدر دان دولت مند گاہک تلاش [illegible] تے ہیں۔ ان کی عیش گاہوں کے باہر پہرہ دیتے ہیں ۔۔۔ اس قماش و کاروبار میں شرم' حیا' وفا یا [illegible] کا نہ تو کوئی تصور ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی گنجائش۔

[illegible] کوئی بات تو تھی کہ جو سفیداں بائی نے کالے خان کو کالے بچھوں کی طرح اپنے من کی کوٹھری [illegible] رکھا ہوا تھا ۔۔۔ خوب جانتی تھی کہ وہ نظر دینے کا لیوا نہیں ہے محض اس کے [illegible] کی سچائی [illegible] قدر دان کی ایسا کہ اس کی خاطر [illegible] سفیداں بائی نے [illegible] [illegible] اس کے دسترخوان سے ایک لقمہ تک توڑنے کا روادار نہ ہوا تھا۔ اپنی محنت مشقت سے اپنا [illegible] سفیداں بائی نے اسے قدر و منزلت کے مقام پر رکھا ہوا تھا۔ [illegible] ان کے حقے [illegible] کوٹھری میں بیٹھا ہوا تھا۔ [illegible] لڑکی کی جس کی منزل کے بارے [illegible] نہیں جانتی تھی۔ ایسے میں وہ اسے اپنے ساتھ بھگا کر لے جا سکتی تھی ۔۔۔ اپنے قیمتی پارچات' قاقم [illegible] کا زیور' [illegible] ماں کی چند نشانیاں اور [illegible] کا [illegible] دیگر سامان اس کی کوٹھری میں رکھوا [illegible] دیے کوئی [illegible] کے حوالے کر کے صرف کالے خان کی فرمانبرداری' انگیا میں ڈال کر [illegible] کسی سے [illegible] گھوڑے کی بگھی میں سوار ہوئی۔ تو [illegible] [illegible] آنکھوں میں جیسے سارا [illegible] گئے۔ [illegible] چہروں پہ خاک اڑنے لگی [illegible] [illegible] جیسے رنگ ہی نہ [illegible] کالے خان بھی [illegible] اپنی [illegible] آنکھوں سے دیکھتا [illegible]

اب کالے خان کے پاس جینے مرنے کے لئے باقی کیا رہ گیا تھا؟

جو جیا با تو جیسے تیسے بھی ہوں نگاہ میں دھرے رہیں تو دم سادھ رہتا ہے ۔۔۔ کہیں اوجھل ہو [illegible] سادھنے لگتا ہے۔ سانپ کے کاٹے سے سراپا نیلا اور ڈھیلا پڑ جاتا ہے جیسے [illegible] جائے

اس کا سر ہی نہیں بلکہ اندر آتما تک سلگ اٹھتی ہے۔ پھر اس کا علاج اپائے سُر سنبھالی ہوتی ہے — لیکن جو سُر کے سنگ سنبھا بھی گئی اور سجاوتی بھی — مگر جنہیں خود اپنے ہاتھوں اپنی کٹیا جلانے اور لٹیا ڈبونے کا ڈھنگ مل گیا ہو انہیں کسی نئی بربادی کی چنتا کیسی — ؟

جب جانے والا مسافر منظر سے معدوم ہو گیا تو وہ ویران آنکھوں کے خالی خشک پٹ بند کر کے کوٹھری کے کھدرے میں دھرے سفید ایلہ بالی کے سامان پر ڈھیر ہو گیا۔

چلے گھر سے نکالے ہوئے بچے کچھے بھروسے ہوئے سامان پر نیم لے کر کھلی آنکھوں سے لمبے سموں کے سپنے دیکھنے سے بڑی شانتی اور سکھ ملتا ہے — وقت کے اکتارے کی ترنم ترک تو کبھی نہیں ہوتی کوئی کان بند رکھے یا کھلے یہ تو بجتا ہی رہتا ہے — بیراگی جوگی اسے انگشت کرتے ہیں تو یہ جھولا ڈول بولتا ہے۔

نکالنے والے باپ نے اپنے کھیتوں کے ایک کانجھ کدو سے اک [illegible] بنانا چاہا کہ اک جوگی [illegible] دھوپ تاپ سے خشک ہوا تو بیٹ مل آرے جیسا اک کا تھوڑا [illegible] کیا۔ عجب [illegible] کانچ بنالی — [illegible] — [illegible] نام کے بہانے نام ہی [illegible] ہے۔ [illegible] وہی اک [illegible] ہے۔ یہ ایلہ بالی کے [illegible] رنگ ایلہ کی [illegible] ہوگی۔

کالے خان کبھی سُر [illegible] ہو گیا تھا [illegible] وقت کوٹھری میں پڑا سوتا رہتا یا جی بھر آتا تو سفید ایلہ بالی کے سامان کی جھاڑ پونچھ کر کے اپنے دل کو بہلاتا۔ اس کے کپڑے لتے صندوق سے نکال کر دیکھتا رہتا۔ پشوازیں، جوتے، دو چار جوڑیاں پاؤں کے گھنگھروؤں کی تھیں۔ بھاری کامدار چنری چاندی کے جھومر، چھلے اور پھر [illegible] — کچھ ٹھپے کے پرانے دوپٹوں کے بھاری پلو، کامدار چادریں زری بوٹے جو کچھ تھا گھر سے باندھ لے [illegible] ٹھمری دادرا [illegible] کیا کچھ نہ تھا — یوں بھی وہ کبھی وہمی سا ہو گیا تھا کہ کوئی یہ متاع لے جائے — وہاں کھڑا اپنے پیٹے دانت کا سا تیر چلا بیٹھا رہتا۔

ایک دن وہ چوری کے بھاری بھرکم ستار دان کی جھاڑ پونچھ کر رہا تھا کہ افشاں کی کوئی ڈبیہ پڑی ملی — بکھری ہوئی افشاں اور چمکتی ہوئی سیاہی کا سینہ پھوڑا ایسا آسمان کبھی نہیں ہوتا — ہاتھ منہ تک سنہرا ہو جاتا ہے — کچھ یہاں کی ہوا افشاں کی چاندنی چھٹے چھٹے کہیں کوئی سرے کی پوٹ بھی پڑی — پھر کیا تھا کہ اندھیری رات میں ستارے سے چمکنے لگے۔ جو پڑا کر سیدھا اٹھا ہاتھ پڑا تو سفید وردی [illegible]

[illegible] کی ۔ غازے کا ڈبا جو پہلے پچکا پڑا تھا ہاتھ چھوتے ہی آبگینے کی مانند پھوٹ پڑا ۔۔۔ افشاں اور غازے
[illegible] جب گلابی غازے کا غبار اڑ کر شامل ہوا تو عجب سی رنگوں کی کہکشاں سی اچھل گئی ۔۔۔ جھاڑ پونچھ میں
[illegible] تھا سب چمک چاٹ کے ہو گئے ملا جلا غبار اڑا تو کھانسو اور آنکھیں آ پڑے ۔۔۔ سب کچھ وہیں الٹ
[illegible] کر وہ صحن میں نکل آیا۔ ہاتھ منہ سر دھو چھپک کر تینوں باہر منڈیر پہ بیٹھا سوچنے لگا مت ماری گئی تھی
[illegible] سنگار دان کیا کھول بیٹھا کہ بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ لیا۔ غبار کی دھانس جب چھوٹی تب اندر آیا
[illegible] کی مشکل سے سب چیزیں صاف کر کے سنگار دان کو خالی کر دیا ۔۔۔ الٹ پلٹ کرتے ہوئے
[illegible] سے سنگار دان کے نیچے پیندے میں اک کھٹکا سا دکھائی دیا ذرا دبایا تو وہ علیحدہ ہو گیا ۔۔۔ حیرانی کے
[illegible] سے لمحوں کے بعد ہلکے سے جو جھک کے دیکھا اندر موم جامے کے لفافے میں کچھ کاغذات لپٹے
[illegible] ملے ۔۔۔ ہلکے سے جھٹکے سے وہ لفافہ [illegible] کی جھولی میں آ گرا ۔۔۔ اوپر لپٹا ہوا کالا دھاگہ
[illegible] کھولنے سے خطوط اور ان کے درمیان ایک گہری خاکستری سی تصویر جس کے نقوش بجھے بجھے سے
[illegible] آنکھیں سر پہ رام پوری صافہ سوئی سوئی تلاش کرتی آنکھیں ۔۔۔ قدرے جھکی ہوئی ناک کی
[illegible] سا ۔۔۔ بھاری گلا اور [illegible] ۔۔۔ دیکھتے ہی
[illegible] پھوں پھوں
[illegible] اس کے مرحوم ابا تھے [illegible] ان ہی پہ تو۔ ایک ایک نقش [illegible] دیکھے
[illegible] آئینے کے روبرو کھڑا ہو [illegible] دیکھتے دیکھتے وہ جیسے باپ کی آنکھوں میں اتر گیا۔

اس کے باپ کے پاس [illegible] آنکھیں ہی تو تھیں [illegible] رام پوری پٹھان تھا۔
[illegible] خوبصورت کسرتی جسم رعب داب والی مونچھیں [illegible] یہ تو
[illegible] پاس ہوتے ہیں مگر اس کے ابا کے پاس یہ بولتی ہوئی [illegible] آنکھیں ان واقعات کے سوا تھیں۔
[illegible] اپنی پرشانہ تلاش کرتی آنکھیں کسی نے [illegible] تو وہ بھی پتھر [illegible] سے ہو
[illegible] گئے تھے ۔۔۔!

ان آنکھوں کی تصویر اگر کہیں ملتی ہے تو وہ ماضی کے [illegible] تھے۔ اس زمانے
[illegible] مسلمانوں کے ہاں، لڑکیوں کے [illegible] معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا
[illegible] امیر خاندانی کی اپنے ماحول میں دو چار [illegible] درجے کی طوائفوں سے مستقل تعلق نہ ہوتا یا
[illegible] میں کوئی طرحدار [illegible] یافتہ یا خستہ [illegible] نہ ہوتی تو اس کی اخلاقی تہذیبی مالی حیثیت

ہی مشکوک ہو کر رہ جاتی تھی ۔۔۔ گھر، حویلی، حرم میں پڑی ہوئی باقاعدہ منکوحہ بیویاں بھی شوہروں کے اس [illegible]
پہ چیں بہ جبیں نہ ہوتی تھیں۔ یعنی مردوں کا یہ چلن ان کے نزدیک کوئی خاص اخلاق باختہ سی چیز نہ تھی
بلکہ اسے روزمرہ سمجھا جاتا ۔۔۔ یہاں تک کہ چھوٹے بڑے بچے بھی یہ ادراک رکھتے تھے کہ ان کے [illegible]
فلاں فلاں رنڈی ڈالے ہوئے ہیں۔ انھیں یہاں تک خبر ہوتی کہ موصوف آج کس کے کوٹھے پہ قیلولہ فرما رہے
ہیں۔ ایسا بھی تھا کہ ادھیڑ عمر باپ اور جوان بیٹا ایک ہی کوٹھے پہ موجود ہوتے ۔۔۔ یا پھر ابا نے بڑی [illegible]
ہوئی ہے اور بیٹے نے اس کی بیٹی بٹھائی ہوئی ہے ۔۔۔ بات کھلنے پہ بھی کوئی ہنگامہ کوئی قیامت نہیں ٹوٹتی تھی۔ [illegible]
آنے جانے کے اوقات تبدیل ہو جاتے تھے ۔۔۔ اگر اتفاقاً کہیں آمنا سامنا ہو بھی جاتا تو سر سے دوپٹہ [illegible]
اُتار منہ پہ ڈال کر طرح دے دی جاتی اس پہ کہیں عاق یا قتل کی نوبت نہ آتی تھی۔

ایسے وقتوں کے ایسے [illegible] میں کالے خان کے ابا بھی شامل تھے۔ خاندانی کاروباری [illegible]
تھے ۔۔۔ جسم جوانی میں [illegible] ذوق شوق بھی اعلیٰ ۔۔۔ روپے پیسے میں اچھی [illegible] تھے اور پھر کاروباری [illegible]
میں قریب [illegible] کا آنا جانا بھی لگا رہتا تھا ۔۔۔ جسم میں خون [illegible] میں پیسہ مزاج میں [illegible] اور طبیعت [illegible]
[illegible]
باہر کے [illegible]

● [illegible] !

ایسے ہی سہرے دنوں کی ایک سرمئی سی شام کالے خان کا باپ ایک کوٹھے کی سیڑھیوں پہ [illegible]
گیا تھا ۔۔۔ صرف ایک روز پہلے وہ اپنے فرنیچر کے کاروبار کا جائزہ لینے کی خاطر پنجاب پہنچا تھا ۔۔۔ خیال تو یہ
تھا کہ وہ یہاں مقیم اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں قیام کرے گا مگر یہاں اُترتے ہی اس نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا۔
اب وہ کسی مناسب محفوظ اور آرام دہ ہوٹل کی تلاش میں شہر میں گھوم رہا تھا۔ تانگے والا اسے ایک چھوٹے سے
ستھرے سے ہوٹل پہ لے آیا ۔۔۔۔ بڑے اعتماد سے کہنے لگا۔

"بڑے صاحب! اس ہوٹل سے بہتر پورے شہر میں کوئی اور جگہ نہیں۔" پھر وہ اس کی خوبیاں
گنوانے لگا۔ "صفائی ستھرائی اور گاڑیوں کا اڈا نزدیک، سارے اہم بازار بغل کے نیچے ۔۔۔ ٹیلیفون وہ سامنے ہے۔
ڈاک خانے کے پاس۔ جامع مسجد دائیں جانب کمپنی باغ کے سامنے ۔۔۔ ہسپتال، بینک اور پولیس تھانہ
نزدیک ۔۔۔"

وہ شاید ابھی نہ رکتا اگر یہ اُسے ہاتھ کے اشارے سے روک نہ دیتا..... یکّے والا زبان پہ بریک [illegible] بھی یہ بتا گیا کہ اس بازار سے بائیں جانب والی پوری بستی چمپا رنگتیں بانکی چتونیں تیکھی ادائیں [illegible] جیسے چھن چھن..... گلوں میں نُرتیاں نگاہوں میں شیشے اور شیشوں میں مستیوں والی یعنی پری بستیوں [illegible] سخت پکا تجربہ زبان یکّے والا پورے علاقے شہر کا جغرافیہ بیان کر گیا تھا..... سوچنے لگا جس شہر [illegible] والے ایسے گنی اور شاید باز ہیں وہاں کے ملکیوں کا کیا عالم ہوگا؟ وہ اسی ہوٹل میں اُتر لیا۔

[illegible] دو دن تو اپنے کاروباری مسئلے مسائل میں الجھا رہا لیکن توقع کے برعکس وہ جلد ہی فارغ ہو [illegible] اسے یہاں کے بازاروں میں کچھ مطلب کی خرید و فروخت اور آوارہ گردی کی غرض سے نکلنا [illegible] یہاں کے شالے دوشالے' اونی' سوتی اور ریشمی چادریں' ململ' گاڑھا' واکل' کنی' چمڑے کی [illegible] میں سے اسے گھر کی چار دیواری کے اندر پہننے والی سلک کی پیجرو وغیرہ بہت پسند آئیں۔ آئندہ [illegible] میں اس نے خاصا مطلب کا سامان خرید کر رام پور کے لیے بک کروا دیا۔ جب چاروں کھونٹ [illegible] اس نے پیٹ بھر خوب ڈٹ کر آرام کیا۔ پھر سرشام ہی [illegible] کرنے والے کی بتلائی ہوئی بائیں [illegible] کی جانب رخ کیا۔ [illegible] ہی ہوتے [illegible] شہد سے اور [illegible] جھوٹے دھلیے سے عطر فروش..... [illegible] کچھ فرق وقت سے [illegible] دے تو وہ [illegible] کے پیچھے کی اوقات رنگ یا نیچے اوپر کے مقام و حیثیت کا ہوتا ہے..... ان روشن دنا[illegible] [illegible] وہ اپنے کام دھندوں میں بٹے [illegible] بازار گلی کوچے میں آنے جانے والوں پہ ان کی پوری پوری نگاہ ہوتی ہے۔ کون [illegible] ابھی مفلس ہے یا اصل میں کٹ کے نچا ہے یا لاکھ تیا..... جیب تراش ہے یا اٹھائی گیرا [illegible] ہے یا کن رسیا ہوشی دَرسی یا مکس نادہ؟ کہیں نیا نیا پھنسا ہے یا پرانی چوٹ والا ہے۔ افسر' قاتل' [illegible] پولیس ملازم..... غرضیکہ وہ ایک ایک کے جانو پہچانو ہوتے ہیں۔ خاص طور پہ پنواڑی' [illegible] ان کے خفیہ راز دان' مٹھائی فروش..... آپ اپنی جیب کو سہما رہے اترتے پنچھی [illegible] اور تھر دریا بہتوں کی نظر پہچان لیتے ہیں۔

[illegible] چاک سے پہلے ایک نئی نیلی پنواڑی کی دوکان کے سامنے یکّے سے اتر گیا تھا۔ ان وقتوں [illegible] چوکوں یا گھنٹوں کے ارد گرد میرے کاہوں لاری بس کے اڈوں ریلوے اسٹیشنوں پہ [illegible] ہونے والی دوکانیں دولہنوں کی مانند سجی ہوتی تھیں..... اس زمانے کی خوبصورت

مشہور گانے والیوں، ایکٹرسوں کی پھولوں سے سجی ہوئی تصویریں... معروف بانکوں، پہلوانوں اور نامور بادشاہوں فاتحوں کے فوٹو بڑے اہتمام سے آویزاں ہوتے تھے... ہر دوکان پہ باہتمام و حیثیت توے والے گراموفون کا ہونا ضروری ہوتا تھا۔ ایک خاص کارندہ صرف کوک بھرنے، سوئیاں تبدیل کرنے، فرمائش پہ ریکارڈ بجانے کے لئے مخصوص ہوتا۔ کسی دوکان پہ پنڈت پران ناتھ دھرپت گا رہے ہیں تو کہیں بڑے غلام علی خان نے دادرا چھیڑ رکھا ہے۔ کوئی ٹھیا صرف روشن آرا بیگم کے سُر بہار سے روشن ہے تو کہیں ٹھیا اختری بائی فیض آبادی کی غزلوں کے دم سے لو دے رہا ہے۔ ادھر ملکہ پکھراج گوجری میں پہاڑی الاپ رہی ہے تو ادھر سامنے استاد احمد خان قمر کوالے نے طلپت میں لے کاڑی ہوئی ہے۔ تماشائیوں کے گچھے کے گچھے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے ... سر خم ہے سر ہل رہے ہیں، کہیں تال تھاپ پہ پاؤں ٹھیکا دے رہے ہیں۔ منہ میں لکھنؤ کا خاص لوالی زعفرانی زردہ، حیدرآبادی شاہی قوام اور سانچی کے پان کی گلوری۔ پان کا تنکا کر آردہ ختک کے ہاتھ سے چھوڑو تو زمین پہ پڑتے ہی حیا اور نزاکت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے..... ہر طرف ایک طرح سے کن رس چوپال کی محفل ہوتی۔ ایک سے ایک جانو کی رسیا، سنگیت ودیا کو موسیقی کا ساز کار کی یہاں پہ [illegible] کہیں تو بحث ہو رہی ہے [illegible] سے بات کر بتایا جا رہا ہے [illegible] تال اور [illegible] تکلی ادھیڑ رہے ہیں... ناتھ گوپال اور سدا رنگ قوت خاں صاحب کی بندشوں پہ بات ہو رہی ہے۔ عبدالکریم خاں اور پنڈت اوم کار ناتھ کے فن کا موازنہ ہو رہا ہے۔ سلطان بائی اور منیت بائی والی کے درمیان کی باریکیاں بیان ہو رہی ہیں۔ موسیقی کے مہربانوں پہ بات چل رہی ہے۔ کوئی [illegible] گھرانے کی بات ہے جتا کر رہا ہے تو کوئی گوالیار گھرانے کے گن گا رہا ہے۔ شام چوراسی کی شان ہو رہی ہے تو کوئی اندور اور پٹیالہ گھرانے کے انداز بتا رہا ہے۔ موسیقی کے گھرانوں پہ گفتگو جو چل نکلی ہے تو گھنٹیا پہ آرکتی ہے۔ پھر کوئی راگنی راگ پہ اٹکی ہوئی ہے وہاں سے جو بی ماروا ہے [illegible] ساتھ ہے۔ ایسا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہتا جب تک بازار کھلا ہے۔ دوکان، پان اور گراموفون تینوں بجتے رہتے رہے لگا۔

ایسی ہی ایک دوکان کے سامنے جب وہ بگے سے اترا تو تھا کہ دوکاندار نے وہیں سے تاڑ لیا۔

کچھ کڑکا باہر سے آیا ہے... جسم میں تازہ خون، کچھ بڑی بڑی [illegible] اور کھیسے میں زر بھی ہے۔ اوپر سے طبیعت کا قدرے منچلا... لیکن حسن پرست اور عاشق مزاج ہے، مان مانی کرنے کا عادی صاحب اہل وعیال ہے.....!

... نے جسم نگاہوں سے ہی اردگرد کا جائزہ لیا۔ پھر ایک لمبی سانس بھر کر وہ دکان کی جانب سرک ... نے پیک بھرے بند منہ کو کھولے بغیر سر کے خفیف اشارے اور بڑی کاروباری مسکراہٹ سے ... پٹھان کو خوش آمدید کہا۔

... وفون پہ ریکارڈ بج رہا تھا...... ؎

"جلوہ دیکھا تری رعنائی کا' کیا کلیجا ہے تماشائی کا"

... کی غزل' گانے والی تھی شمشاد بائی امرتسر والی —— سرِشام ابھی تو دھنک سے فانوسوں سے لو ... ہی تھی —— موتیا اور چنبیلی کے ہار گجرے جوڑے آویزے گہنے ابھی نئے سودے تھے پٹو تلے مہکی مہکی ... رہے تھے۔ کچھ ہی دیر پہلے سوزکی نے پانی کے مسلسل چھینٹوں سے دن بھر کی پیاسی زمین کے دل ... ی تھی —— کسبیاں، کنچنیاں، طوائفیں ابھی ابھی اپنے کوٹھوں بیٹھکوں اور کمروں سے نچو نچلے بنا ... بیٹھی تھیں ... بوڑھے استاد خوش کر رہے تو شاگرد پیشہ طبلوں کے ... کرنے میں مصروف ... تھے تو قلفیں' اچار' اگالدان' پاندان سے تشتی کے آلات محروف' [illegible]

[illegible]

... نے ایک بڑی سی پیک ہاتھ کی اوٹ سے اگالدان میں تھوکتے ہوئے ... ہاتھ سے ... تھوڑی سی ایک مہک آور گلوری ... پیش کی —— [illegible] حیرت ... مسکراہٹ سے [illegible] اس نے اس کی پسند والے ... گلوری بڑھا دی تھی گلوری بڑے سلیقے سے کلے میں دبا کر اس نے انگلیاں اپنی گدی ... چاہا تو بنواڑی نے سرخ بانات کا ایک خوبصورت رومال ان کی جانب بڑھا دیا۔

"... پیش کروں یا حقے سے شغل فرمایئے گا؟" زیادہ دیدہ چشیدہ بنواڑی نے بڑی ... دریافت کیا۔

... نے جواب میں یہی شعر جو شمشاد بائی الاپ رہی تھی دُہرایا۔

"جلوہ دیکھا تری رعنائی کا' کیا کلیجا ہے تماشائی کا" ... پھر کہنے لگا۔

"... اللہ کیا خوب شعر ہے۔ ایسا شعر کہنے کا حق صرف داغ ہی کو دیا جا سکتا ہے اور گانے والی بھی ... کیا خوب حق ادا کر رہی ہے۔"

"... ماشاء اللہ! سرکار نے شعر فہمی اور موسیقی کا کیا عمدہ ذوق پایا ہے۔" پھر قدرے جھینپتے ہوئے

پوچھنے لگا۔ ''آپ کو بھی پہلے اس کوچہ رعنائی و دلربائی میں نہیں دیکھا؟''

''یہاں تو کیا' ہم آپ کے اس شہر میں بھی پہلی بار آئے ہیں' میاں! دو چار روز کا قیام تھا — کہ آخری روز' سوچا چلو ذرا اس خوبصورت شہر کے خوبصورت لوگوں کو بھی اک نظر دیکھتے چلیں۔'' اس نے چوئی پان پرات پہ دھرتے ہوئے مزید کہا۔

''میاں تنبولی! اس بازار میں اترتے ہی تمہارے میٹھے بولوں' اس غزل کے تل نسروں اور تمہاری گلوری کی مہکتی تکمن نے بڑا اثر ور دیا ہے۔'' — پھر آستین کے رومال سے باچھ کا کونہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اس بازار کے سنہرے کیلنوں میں بھی کوئی ایسا رتن دانہ ہے جس کے ہاں یہ تینوں خاصے موجود ہوں''

پنواڑی نے زدیدگی سے مسکراتے ہوئے ہاتھ سے آداب عرض کرتے ہوئے بولا۔

''حضور! ایک سے ایک نابدار دانہ پڑا ہے' جس پہ نگاہ رکھیں وہی دل ونگاہ کو خیرہ کر دے گا — حکم کریں۔''

''میاں! بازار میں دھرا سب مال عام طور پہ گھٹیا اور تھرڈ کلاس ہوتا ہے جو ہر کسی کی نظر میں [illegible] اس کی خیر [illegible] پھرے سے [illegible]

''حضور! غزل سماعت فرمائیں۔ میں گلوریاں باندھے دیتا ہوں۔''

تب اس نے [illegible] کی جانب پلٹ کر ''قادر میاں'' کا ہانکا لگایا۔ پھر [illegible] ایک ساتھی پان کر [illegible] سے کی سی آواز میں آداب عرض کہتا ہوا سر پہ پاں کھڑا ہو گیا اور یقیناً وہ انہیں بھی سنتا ہو گا کہ پنواڑی جھک کر اس کے کان کے قریب ہو کر ذرا بلند آواز کہنے لگا۔

''خان صاحب خاص مہمان ہیں' انہیں [illegible] گلابی جان کے ڈیرے پہ پہنچا آ۔'' پھر پان کی ایک گلوری [illegible] اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے تاکید کرنے لگا۔ ''دیکھ کوئی گڑبڑ نہ ہونے پائے — سیدھے وہیں لے جائیو' جب تک خان صاحب وہاں قیام کریں تو وہیں [illegible] میں پا سے رہیو۔ اگر حضور کا جی وہاں نہ لگے — تو دوسری [illegible] کے ہاں لے جانا آگے''

وہ [illegible] کی مانند سر ہلاتا ہوا پیچھے پیچھے اور یہ [illegible] ساتھ ساتھ آگے — وہ ایک گلی تین چار موڑ اور ایک چوک مڑ کر لیٹنے کے بعد جب مطلوبہ مکان پہ پہنچے تو شام ڈھلنے لگی اور شب اپنی جلد پہ [illegible] کا دھنگی تھی خاکستری اور جامنی رنگوں کی بھرمار تھی۔ ماحول میں اک عجیب سی اداسی گھلی ہوئی — جیسے کہ

[illegible] اپنی اپنی غرفتوں میں رات سوتی کی سلگتی ہوئی نرمیں جھیڑ سے ادھر سے ہو گزرتے ہوں ۔۔۔
[illegible] سے بوجھل اور تھکن آلودہ ۔۔۔ یا شاید شام اور شب کے ملن پہ کچھ گھڑیاں پل ایسے بھی در آتے ہیں کہ
[illegible] کے پیچھے شلنگ اٹھتے ہیں اور ہر سو ان کے دھوئیں کی دھانس سی پھیل جاتی ہے۔

یہ میں کہاں نکل آیا ۔۔۔ چلنے والے کی طرح چوانڈی بھی اک عجیب کایاں دکھائی دیا اور یہ بوبک
بوڑھا بھی عجب تنگی کا مارا ہو ۔۔۔ اب خدا جانے آگے کس منی کے لوگ ملیں؟'' ۔۔۔ اندر باہر گن گن لیتا اور
پہ دل میں حساب لگاتا ہوا اوپر سیڑھیاں چڑھ رہا تھا جبکہ بوڑھا قادر میاں ہانپتا ہانپتا پیچھے پیچھے تھا ۔۔۔ ان
[illegible] ڈھنگوں میں جوانیاں گنوائے ہوئے بوڑھے گلی کوچوں میں چاہے دو قدم چلنے کا دم نہ رکھتے ہوں
لیکن چوباروں کی سو سو سیڑھیاں بندروں کی طرح پھلانگ جاتے ہیں۔

صدر دروازے کے درمیان سے آنے والے پہلے مہمان کی حیثیت کو نگاہوں سے تول کر سر جھکاتے
ہوئے کورنش بجا لائی ۔ بکمال شرعت و ملاحت سے چوکھٹ کی ملاوٹ رنگین ہوئی لڑکیوں میں ہاتھوں سے رستہ
[illegible] نے اس کا استقبال کیا تھا مناسب سا کر [illegible] ۔۔۔ [illegible] چاندنیوں پہ
[illegible]
[illegible]
[illegible] دروازے کھلتے ہوئے دروازے جن پہ رنگین ملاوٹ موتی مالاؤں کی آبشاریں لٹک رہی تھیں۔
[illegible] نفیس ایرانی قالین ۔۔۔ جس پہ مخمل کے [illegible] گاؤ تکیے [illegible] والے
پڑے ہوئے تھے ۔۔۔ سامنے ایک [illegible] مخمل [illegible] آئینے میں فرمائش
ہوتے تھے ۔۔۔ جن میں سونا چاندی اور ہاتھی دانت کے نقش و نگار ہوئے ۔ فولادی تاریں خاص طور پہ
[illegible] سے منگوائی جاتی تھیں ۔ لکڑی کا [illegible] سے انہیں [illegible] ایک قدیم سازکار خاندان تیار کرتا تھا ۔۔۔
[illegible] بھی مخصوص ہیں ۔ اس قسم کے گھر بیٹھے تانپورے طاؤس اور ستار ہی بڑے بڑے [illegible] یا پھر
[illegible] موسیقاروں کے ہاں ہی دیکھنے سننے کو ملتے تھے ۔ ان کے مقابلے میں [illegible] دہلی [illegible]
[illegible] لکھنؤ لاہور کے بنے ہوئے ایسے ساز نہ صرف سستے اور بے ذوق ہوتے بلکہ بھدا بجاتا اور [illegible]
[illegible] سے تو فرے ۔۔۔ شہر کا خانے سے ہٹا کر دو دیوان جن پہ سرخ مخمل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے
[illegible] جن کی کلغیاں [illegible] سرخ نہیں ہوئی تھیں [illegible] کا پورا احاطہ پڑا تھا۔

ایسے میں ایک دھان پان لڑکی سی بڑھیا مدہوش کورنش بجا لا کر بولی۔

''تھوڑا تشریف رکھیں ۔ بڑی بٹیا کی انگلی پہ طوطے نے چونچ کاٹ دی ہے ۔ تکلیف سے انگلی

میں آنسو آ گئے۔ سب اُدھری دھرے ہیں۔"

"اوہو ——" اچانک اس کے منہ سے نکلا۔ "بڑی بی! نیلی داب آئی یا خرخشہ ہو گیا؟"

وہ منہ بنا کر بولی۔ "رام جانے 'تھورا' میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ بس سنا تی ہے۔"

ایسے میں ایک اور نوچی چلی آئی۔ وہ جھری ہو کر آداب عرض کہا۔ مسکرا کر بولی۔

"آپ ادھر تشریف رکھیں —— بائی جی آیا ہی چاہتی ہیں۔"

عجب گومگو کی کیفیت میں وہ ادھر خرشتے غالیچے پہ بیٹھ گیا —— اب پیچھے سے ایک اور چھوری آئی جو بڑھا کر چلی گئی —— شربت اور پھر پان آئے۔۔۔ عجیب سی حالت یہاں نہ کے کوئی چاہے اور نہ اُٹھنے کا یارا۔

پہلے خوشبو آئی پھر اس کی جلو میں گلابی جان آئی۔

رنڈیوں میں ایسا نام پہلی بار سنا تھا ——"گلابی جان" کیسا نام ہے بھلا ——؟

اونا سا قد، عام سا ناک نقشہ، لباس بھی سادہ سا —— [illegible] پٹی اور بناؤ سنگھار بھی گھریلو۔۔۔ جیسے کوئی سہاگن رسوئی سے اُٹھ کر چلی آ رہی ہو —— اس کے دائیں ہاتھ کی پہلی انگلی پہ پٹی سی بندھی ہوئی تھی —— [illegible] ہاتھ سے اس نے قدرے جھک کر سلام کیا۔

[illegible]

وہ سامنے ہی بیٹھ گئی —— ہاتھ بڑھا کر گلوری پیش کرتی ہوئی بولی۔

"آپ کوٹھی کے ہاں پہلی بار تشریف لائے ہیں —— صدق دل سے تابعدار کی اس کوتاہی سے صرف نظر فرمایئے۔ میری مینا تھی کہتے ہیں [illegible] منحوس بخل میں [illegible] اس پہ اس بے نظر نے میری انگلی چونچ میں دبا لی۔ جی نہایت [illegible] نے کہ طوطے سا طوطا چشم اور کوئی نہیں ہوتا۔ بولی ہی بات کو [illegible] پہ بادام دکھا دکھا کر کھلائے۔ اصلی گھی کی چوری، بادام، پنے، چلغوزے، کشمش، امرود —— اس مردار نے [illegible] توڑے اور امرود ہی تک یاد رہ گئے پر جو نہ یاد رہی وہ وفاداری۔ صاحب! طوطا بڑا ہی بے مروت بے دید اور بد لحاظ پکھیرو ہے۔ ایسا خوبصورت اور ایسا کورے رام۔۔۔؟!"

خان صاحب بڑی دلچسپی سے اس کی معصوم معصوم باتیں سن رہے تھے اور نگاہیں تھیں کہ اسے ایک ٹک دیکھے جاتے تھے کہ حسن کا تصور کم از کم اس بازار میں نہیں کیا جا سکتا۔ جی تو یہ تھا کہ اسے یہ سب کچھ ذرا اچھا [illegible] اچھا لگا۔ اب ایک ایک کر کے خدمت والے بھی بیٹھ چکے —— تو گلابی جان نے بڑے ادب سے [illegible] اور مشروبات کی پسندیدگی دریافت کی۔ خان صاحب بولے۔

"بی اماں کسی چیز کی ضرورت نہیں —— آپ صرف یونہی مجھ سے باتیں کرتی رہیں۔ آپ کی باتیں

[illegible] دلچسپ ہیں۔"

"کیا آپ بندی سے صرف اس کی یہ ہی باتیں ہی سنیے گا — گانا نہیں سنیں گے؟ میرے آس پاس [illegible] کہتے ہیں کہ مجھے باتیں کرنی نہیں آتیں اور آپ کہتے ہیں میری باتیں بڑی دلچسپ ہیں۔ اچھا یونہی سہی آپ میری باتیں سننا چاہتے ہیں تو باتیں ہی سہی۔ فرمائیں کیسی باتیں ہوں ....؟"

وہ تہذیب سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"آپ کی باتوں کے ساتھ اگر سازوں کی سنگت کی ضرورت نہ ہو تو انہیں سازندوں کو بھی یہاں بیٹھنے کی زحمت نہ دیں۔ ضرورت پہ بعد میں بلا لیجئے گا اور اس لئے بھی کہ آپ کی باتیں سچی اور سریلی ہونے کے [illegible] رنگ میں بھی ہیں۔"

وہ بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑی ... [illegible] خان صاحب بولے۔

"یقین کریں آپ کی ہنسی بھی سچی اور سریلی ہے۔ ہنسنے اور رونے میں دل کی [illegible] موافقت ہو تو شیشے میں [illegible] ہے — ویسے آپ کی باتوں اور ہنسی مسکراہٹ کا یہ حال ہے تو گائیکی کا کیا عالم ہوگا —؟"

[illegible] خان صاحب نے قادر میاں کو آواز دی ... [illegible] وہ

"قادر میاں! اس محفل سے [illegible] طرف سے شکریہ کہنا اور کہنا تم نے ہمیں نئی [illegible] پہ بٹھایا۔"

دونوں کی عمروں میں [illegible] تضاد تھا جبکہ مزاج، مرتبہ، پیشہ اور حسب نسب میں تو بہت ہی فرق تھا لیکن [illegible] کہتے ہیں کہ انسان کی قسمت میں جو خواریاں یا خوب آسانیاں لکھی ہوتی ہیں وہ ہو کر رہتی ہیں۔

خان صاحب، سلیماں بائی کی اماں کی باتوں گھاتوں اور تان پلٹوں میں ایسے پھنسے کہ مرتے دم [illegible] ساتھ نہ چھوڑا۔ خریداری یہ کہ نیک بیوی اور بچوں کو زندگی بھر اس تعلق کی بھنک تک نہ پڑنے [illegible] سے نکاح تو نہ کیا البتہ باقاعدہ داشتہ کر لی تھی ... ہر دو چند دنوں کے لئے آتے ... [illegible] واپس چلے جاتے۔ وہ جو کہتے ہیں کہ زندگی کی خوبی اور دکھوں کا قرض [illegible] ادا کرنا پڑتا ہے [illegible] ان دونوں مختلف انسانوں کے درمیان خاقہ بھی کوئی چپقلش پیدا ہوئی اور نہ کبھی کوئی گلہ شکوہ [illegible] ہوئے خوب باتیں ہوتیں ... گانا بجانا خوب وقت کٹتا ... [illegible] خان صاحب [illegible] تھے اور گائی جان بھی ایک اچھی تمیز اور وضع دار طوائف تھی۔ جو طوائف ہونے کے باوجود شرافت، عزت، اعتماد اور وفا کے معنوں سے بھی خوب واقف تھی۔ خان صاحب بھی کبھی اسے

خیر خیریت یا آنے جانے کے بارے میں خط بھی لکھا کرتے تھے — بہت سے پارچات' زیورات اور دیگر تحفے تحائف بھی دے رکھے تھے۔ کیسی بات کہ اس اللہ کی بندی نے کبھی کچھ از خود طلب نہ کیا تھا۔

تعلق کے دو برس بعد جب سفیداں پیدا ہوئی تو گلابی جان کی خواہش پہ قانونی طور پہ خان صاحب نے اسے اپنی بیٹی تسلیم کر لیا تھا۔ تنخواہ خرچہ بھی بڑھا دیا اور گلابی جان کو پابند کیا کہ وہ سفیداں کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھے — بلکہ کئی ایک بار خان صاحب نے کوشش کی کہ اس کو وہاں کے ماحول سے نکال کر کسی اور جگہ رکھ کر پرورش کی جائے مگر شاید طوائفوں میں بیٹیاں باپوں کے سپرد کرنے کا رواج نہیں ہوتا۔ ان گلیوں کوٹھوں پہ باقاعدہ آنے جانے والے کہتے ہیں کہ جو بچی عیاشی یا اس بازار کی پیداوار ہو وہ طوائف ہی بنے گی اور اسے طوائف ہی بننا چاہیے تاکہ وہ تمام عمر اپنے عیاش باپ کے گناہ کا پرائشچت کرتی رہے' بھگتان بھگتتی رہے۔

گلابی جان کا پیشہ جسم فروشی نہیں گانا بجانا تھا — مگر کیا کہیے کہ ان بدنام بازاروں' کوٹھوں کے درمیان ہر مرد باپ [illegible] ہے اسی طرح وہاں لڑکی پڑی بچی ہر عورت طوائف ہی کہلاتی ہے — ناچنے گانے والی ہو یا کسبی عصمت فروش — سب ایک ہی کھاتے میں ہوتی ہیں۔ [illegible] کسبی صرف جسم فروش ہوتی ہے ناچتی گاتی نہیں۔ لیکن کبھی ناچنے والیاں بھی اچھے دام لگنے پہ ذرا پردہ قدم ہو جاتی ہیں یا کسی گانے کے شوقین رئیس [illegible] خواہ پرچی رکھتی ہیں۔ یہ بھی ایک باضابطہ شریفانہ اور باوقار قسم کی عصمت فروشی ہی ہوتی ہے۔

پرانے رکھ رکھاؤ اور اشرافیہ میں یہ چلن عام تھا — تعلقات کی پاداش میں جو اولادیں معرض وجود میں آتیں۔ وہ قریب قریب اسی فیصد لڑکیاں ہوتی ہیں جو اپنے جلیل القدر باپ اور جمیل القدر ماں کی منتقل ہوتی ہیں — چندے آفتاب چندے ماہتاب تیکھے نین نقشوں والے حسن و جمالی پیکر۔

پہلے اور آج بھی بازارِ حسن میں اکثر بے شمار طوائفیں' فلم ایکٹریسیں اور خوبرو لڑکے جو دکھائی دیتے ہیں وہ کسی غریب کا بیج بیٹھا نہیں بلکہ وہ کسی اونچے گھرانے کے رئیس زادے' کسی قبلہ صاحب مخدوم' رئیس' یا وڈیرے کریمے' کسی عیاش جاگیردار یا وزیر کے قیمتی خون کا جوہر ہوتے ہیں۔ طوائفوں میں ایک خاموش اور مضبوط معاہدے کے تحت باپ کا نام اکثر خالی رکھا جاتا ہے — مکافات عمل کی اس سے زیادہ ہولناک تصویر اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک بدبخت اندھی جوانی اور دولت کے جوش میں کسی کی بازی میں گناہ کے چند بیج دبا کر خاموش

ہوتا ہے۔ مگر اس بازی میں جو خوبصورت پھولوں والی زہریلی کانٹے دار جھاڑیاں جنم لیتی ہیں وہ اپنے باپ [illegible] ناموں کو ساری عمر کچوکے لگا لگا کر خونبار کرتی رہتی ہیں۔

خان صاحب نے بھی جنون اور جوانی کے جوش میں یہ نہ سوچا کہ ایک گانے والی سے اختلاط کی صورت میں اولاد بھی جنم لے سکتی ہے اور وہ بھی حرام الولد ناجائز ۔۔۔ گو بعد میں حالات کی سنگینی کا ادراک ہونے پر انہوں نے گلابی جان سے ایک شریفانہ معاہدہ کیا ۔۔۔ جس کے تحت سفیداں اپنی ماں کی زیر کفالت و تربیت رہے گی ۔۔۔ باپ کا نام ملے گا مگر کبھی ظاہر نہ ہوگا ۔۔۔ ایک مخصوص رقم ادا کر دی گئی اور ہر ماہ خرچہ الگ باندھا گیا۔ دیے ہوئے تحائف میں وہ ایک انگوٹھی بھی شامل تھی ۔۔۔ جس کے ساتھ کی دوسری انگوٹھی کالے خان کی [illegible] انگشت میں تھی ۔۔۔ یہی انگوٹھی نانی کے مرنے کے بعد کالے خان کے پاس تھی اور دوسری گلابی جان کی [illegible] سے ہوتے ہوئے سفیداں کی انگشت میں چڑھی۔

تصویر دیکھنے اور خطوط ملاحظہ کرنے کے بعد ساری حقیقت روز روشن کی مانند سامنے آ گئی۔ اس کی [illegible] سب کچھ آیا کہ سفیداں بائی کے چہرے پر [illegible] خاص کی اہمیت [illegible] آنکھوں [illegible] کر دیا [illegible] تصویر اور معاہدے کی تحریر پر غور کرنے کے بعد وہ اس راز سے آگاہ ہو چکا تھا کہ سفیداں بائی [illegible] باپ کی ناجائز بیٹی ہے۔ بیٹی کا تو شجرہ ہی ایسا ہے کہ وہ جائز ہو یا ناجائز بیٹی ہی ہوتی ہے۔ جب [illegible] کے باپ نانا کی [illegible] تصویر اور کاغذات کو دیکھتے ہوئے ہاتھوں سے آنکھوں میں [illegible] لگ گئی۔ [illegible] یاد آ گئی ۔۔۔ سخت گیر مگر ہر طرح کی آسودگیاں فراہم کرنے والے باپ کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ نفرت کا ایک بگولہ اس کے تن من میں ابھر آیا۔ [illegible] وہ اپنے باپ کے کرم یا قدم پر [illegible] اسے اپنا عکس اپنا آپ بھی دکھائی دیا کہ وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر ہی تو چل نکلا ہے۔ پھر [illegible] یہ خیال آیا کہ سب کچھ تباہ کر چکا ابھی تو بہن کے پاؤں پر ۔۔۔ باپ نے کم از کم اپنے ہونے والے بچے کو [illegible] سے بچانے کی کوشش کی ہے [illegible] نہیں کیا تھا ۔۔۔ باپ مرا بھی تو اپنے گھر ۔۔۔ جنازے میں تو کم از کم [illegible] گھر والے تو موجود تھے اور نہ ہی کسی کو اس کے ناجائز جرم کی بھنک پڑی تھی اور نہ اس کی ناجائز بچی [illegible]

شام تک وہ اسی اضطراب میں غلطاں رہا ۔۔۔ بالآخر اس نے بڑی کراہت کے ساتھ تصویر اور خطوط بری طرح پھاڑ کر نذر آتش کر دیے۔ اپنے تئیں اس نے ماضی کے اس اندوہناک المیے کا قصہ تمام کر دیا تھا مگر

کانٹا لاکھ نکل لے پر نہیں تو اپنے وقت پہ ہی جان چھوڑتی ہے۔ کئی شب و روز وہ جان کنی کے عذاب میں مبتلا رہا تھا۔

● ڈیرہ دُون، سُرخ تتلی موون......!

ڈیرہ دون کالے کوسوں دور — میدانی شہروں بستیوں سے مختلف خوبصورت مناظر و منازل میں گھرا ہوا فرحت آفریں شہر — فطرت کی مہربانیوں، جولانیوں کی آماجگاہ — سبزہ زاروں، کہساروں اور دلکش نظاروں کی بہاروں سے آراستہ پیراستہ، ایک ایسا مقام جہاں پہنچ کر بیمار تندرست اور زندگی سے بیزار لوگ زندگی سے پیار کرنے لگتے ہیں — ادھر کے پھل پھول ترکاریاں چاول، چائے اور کیمیائی تاثیر رکھنے والا پانی، جسم و جان کو پاکیزگی بخشنے والی آب و ہوا کا جواب نہیں یہاں پہنچ کر انسان محسوس کرتا کہ جیسے وہ سورگ میں آ گیا ہے۔ عشق و محبت کے طوطوں میناؤں کی کہانیاں کہنے والوں، زندگی کی حقیقتوں سے آنکھیں چرا کر جو [illegible] ہے — دنیا بھر [illegible] جن کی جیب و دل میں محبت کے پیسے اور ارمان ہوتے ہیں وہ [illegible] اہتمام سے آتے ہیں۔ بڑی بڑی کمپنیوں اداروں کے سالانہ اجلاس، ماہانہ میٹنگیں، سیمینار وغیرہ یہاں منعقد ہوتے ہیں۔ کام کا کام اور آرام کا آرام...... [illegible] نینی تال وغیرہ بھی اسی نوع کے شہروں میں شمار ہوتے ہیں۔

یہاں ڈیرہ دون میں نسیم سے نمو کے خاندان کا جو کاروباری سلسلہ تو نہ تھا۔ لیکن چوڑی روڈ پہ ایک بڑی سی کاٹج اور دفتر ان کے ایک عزیز کے تصرف میں تھے۔ اس کے باوجود نسیم نے بہت پرے ایک پہاڑی کے دامن میں جہاں خود رو خوش رنگ پھولوں کے تختے اور قدرتی ناشتے تھے ایک الگ تھلگ بنگلہ کوئی لیز پہ حاصل کر لیا تھا۔ یہاں سے کچھ دور ایک چھوٹی سی جھیل اور جھرنے بھی تھے — آبی پرندوں کی قطاریں پہاڑی کونجیں اس کاٹج کے اوپر سے گزرا کرتی تھیں خوش رنگ تتلیاں بھٹکتی پھرتی ہیں اور رات کی تاریکی میں جگنوؤں کی جھلملاتی ٹمٹماتی کہکشائیں — جھرنوں اور جھیل کے پانی کی بوچھار سے اڑتے ہوئے شبنم نم کا غبار اور فضا میں بکھری بولتی ہوئی اتھاہ خاموشی کا ایسا جادو... جو سر پہ چڑھ کر بولتا تھا۔

تمیرے عشق کے ذوق جمال اور فطرت کی حشر سامانیوں سے کماحقہ مستفیض ہونے کے شوق و کمال [illegible] بڑی ہوگی کہ اس نے اپنی محبوب سفیداں بائی کے فن و ہنر طبیعت و شخصیت کی فیروزمندی کے مطابق [illegible] وفاداری کی تلاش و جستجو کی جس کی وہ یقیناً مستحق تھی ۔۔۔ ایسی گہ عافیت پا کر سفیداں بائی کو ایسے [illegible] وہ جیسے اپنی منزل پہ پہنچ گئی ۔۔۔ اسے اپنے سپنوں کی تعبیر مل گئی ہو۔ وہ یہاں زندگی کی آخری [illegible] خوش و خرم رہ سکتی تھی۔ اسے یہ بھی طمانیت تھی کہ تمیرے عشق کی چاہت کوئی بھڑکتے ہوئے شعلوں [illegible] قریب آنے والی ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دے بلکہ وہ تو تیج تیج نکلنے والی اگربتی کی طرح تھی یا [illegible] شمع کی مانند ۔۔۔ جو کسی ترم ناز میں ادھ کھلے دریچے کی چوکھٹ پہ دھرے بلوری کنول میں [illegible] تصیلوں سے لجا شرما رہی ہو۔

[illegible] مشاہدہ بتاتا ہے [illegible] کی راہ میں ہو [illegible] کی راہ میں [illegible] سانپ کی راہ میں پہاڑ اور مرد [illegible] موسم حالات مد موافقت کے مطابق نہ آویں تو بچھر سکتے اور حادثے جنم لیتے [illegible]

[illegible]

[illegible] پانی کی سوختگی کے دکھوں کی تلچھٹ باقی رہ جاتی ہے۔

[illegible] خوشبوؤں خوش [illegible] کی جلوتیں [illegible] ۔۔۔ وہ بہر یا [illegible] مانند تابدار شامیں شرمگیں اور راتیں راحتوں کے رتجگے تھے ۔۔۔ دن [illegible] جیسے [illegible] اڑے جا رہے تھے۔ چاہتوں کے جگنوؤں لکاوٹ کی تمیوں اور جوانی نکلتے امنگوں کے [illegible] میں چھائی ہوئی تھیں۔ لیکن تتلیاں جگنوؤں اور مست رنگوں کے موسموں کی مانند عشقوں [illegible] خوش ادائیوں کے دن بھی گنے چنے ہوتے ہیں ۔۔۔ چشم فلک کچھ تو اترتے یہ منظر و مذاق [illegible] رقی اور مذہبی انسانی فطرت و جبلت میں یوں ہے کہ وہ لگاتار لگاوٹ و محبت میں جما رہے۔ [illegible] ہے ۔۔۔ اسے محبت کے ساتھ نفرت خیر کے ساتھ خرابی اور قہقہے کے ساتھ گھٹنے کی بھی ضرورت [illegible] ۔ محبت ہی محبت ہوں اور دشمن کوئی نہ ہو تو آدمی دوستی کے مفہوم و معانی کو سمجھ ہی نہیں پاتا۔ [illegible] بھی آشنا رہوں اور زندگی کوئی شام و شب نہ ہو وہیں خاک مزہ آئے گا ۔۔۔ انسان سمجھے نہ سمجھے [illegible] چنانچہ وقت اور فطرت کے کھلاڑی حالات و معاملات کی بساط پہ اپنے اپنے شاہ و فرزیں فیلے

اسپ و پیادے وغیرہ آگے پیچھے دائیں بائیں آڑے ترچھے کرتے رہتے ہیں۔ یوں بساط کے خانے آباد و برباد ہوتے رہتے ہیں۔ کسی کو کہیں ٹھکانہ نصیب نہیں ہوتا۔ پل دو پل کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے۔

یہ دونوں شیخ و دیوانے دنیا و مافیہا سے بیگانہ ایک دوجے پہ نثار و دیوانہ وار ۔۔۔ ان کے لئے یہ بھی ممکن ہی نظر آتا تھا کہ انہیں اوقی سنگریزہ بھی ذر شہوار دکھتا تھا تب کہیں سے کیا آب جو میں ایک بلا سا آیا ۔۔۔ دریاؤں ندیوں میں رہتے بستے نہ آویں تو وہ ایک بدذہن کر دو جاویں۔ سمندروں و شمال ساگروں میں جو جوار بھاٹے نہ جائیں تو وہ بحر مردار کی مانند بے مراد ہو جائیں ۔۔۔ گا بے ما بے اگر تندرست انسان بخار میں نہ تپے تو وہ جسمانی فاسد مادوں کی بھرمار سے اندر ہی اندر بھسم ہو جائے۔ فی المثل بخار کی مانند اگر یہ بھی حرارت ٹوٹے تو وہ بھی جان کا آزار بن جاتا ہے۔ [illegible] کا مسلمہ اصول کہ ہر عنصر، مادہ اپنے نقیض کی جانب رجوع کرتا ہے ۔۔۔ تمام مسند تو ذکر ہی تو اصل تو انائی کا تصور ہیں۔ گاہے زندگی کی ضد تو حذف ۔۔۔ موت کا تصور مفقود ہو تو زندگی میں کیا مفہوم، مزہ یا مقصد باقی بچ جاتا ہے! اسی طرح وصل از [illegible] صاحت میں وقت بہ وقت معدوم اور فراق کی کلفت و [illegible] [illegible] خالی اور آنسو آنسوؤں سے [illegible]۔

ایسا ہی کچھ [illegible] ایک شب نہ جانے کس کی جانب سے [illegible] بھری گھٹا میں اندر آئیں اور چھتوں جیسے بڑھا کر [illegible] ماحول اور موسم کی ضد جو قبضہ کر کھو دیا تھا۔ اونچے اونچے پہاڑوں کٹے ہے [illegible] جیسے پنداروں میں نہالی ہوئی پون پرواہی جھٹک جائے تو دھنک احتدی بن جاتی ہے اور اگر کہیں بادل پانیوں تک بھری گھٹا میں ٹھہر جائیں تو پھر ٹھنڈی ہوائیں بستی کے [illegible] کو تو ڈھلنے نہیں دیتیں۔ ہوتے ہوتے کال گھٹا میں بڑھنے اور پھیلنے لگتے ہیں۔ گھروں کے گھر مانند سے چڑھ جاتے ہیں۔

- ہر نئی تعمیر پہ لازم ہے تخریب تمام ۔۔۔!

تشبیہ سے نکلے کہیں اوپری سی تصدقا گیا تھا۔ نفع نقصان جو بھی مقدر میں لکھا ہو تو اس کے لئے کوئی بہانہ بن ہی جاتا ہے۔ پہلا ایک ڈیڑھ پہر تو خوب خوش فعلیوں میں گزرا ۔۔۔ مغنیہ اس پائی بڑی [illegible]

...شیر سنگھ کے پہلو میں پڑی کیدارے کے انگ میں ایک مدھر سی اجھائی گنگنا رہی تھی۔ بھیگے ہوئے
... انگ بھی ہولی کوئی خنک سی لہر کہیں سے اندر گھس آئی ہوگی۔ سفیداں بائی نے دوشالہ اوپر کھینچا
... شیر سنگھ مہوے کی شراب کا ایک بڑا سا گھونٹ حلق سے اتار کر سفیداں بائی کے انگ لگ گیا۔

رات کے آخری پہر سفیداں بائی کو یوں لگا جیسے اس کے پہلو میں کوئی بھٹ دہکا ہوا دھرا ہے۔ جب
... پڑا کہ شیر سنگھ کو تیز تپ نے تپایا ہوا ہے۔ سانس کی دھونکنی دھب دھب مار رہی
... آنکھیں دیکھیں تو لال ہوئی ... لب کہ ہوتے ابھی پھٹے۔ گالوں پہ انار ترشے ہوئے۔ سفیداں بائی
... کی دہائی دیتے ہوئے دوہری توشک ڈالتے ہوئے اسے سینے سے لپٹا لیا۔ گال سے گال جوڑ
... تپ کے تپائے ڈاڑھ کے دکھائے بچھو کے ڈنگوائے اور چندر گرہن کے جائے کو کہاں چین پڑتا ہے۔
... مکنداا ... دنیا کی گود ... انگ سنگ کچھ بھی تو بجھائی
... [illegible] بے درد سا لگتا ہے۔ شیر سنگھ کی حالت لحظہ بہ لحظہ دگرگوں ہوتی جا رہی تھی۔
... تپ کے تار کی طرح ... لگے تھے۔ جاڑے کے بخار میں مریض کی کیفیت ... عجیب و غریب
... زبان ... [illegible] ... کرتا ہے جیسے
[illegible] ... عقل کی بھی
... بات ہو رہی تھی۔ لگتا تھا کہ بخار اس کے دماغ پر چڑھ گیا ہے یا شاید شدید قسم کے ... کا عمل تھا
... تھا ... بھول کے ... کیا کرے۔ ایسے ... کہاں ... سے ... تھا۔
... تھیلے میں پڑی ... وقت ... کوئی بھی نہ تھا جو اس وقت اس کی
...

رات کا آخری پہر آبادی سے الگ تھلگ ... لیٹے ہوئے ... ایک ... قسم کا ...
... اس کی ... کہیں باہر ... کے ساتھ تھی ... دروازے ... سے
... مرد ہوا میں ... محفوظ خواب گاہ میں ... ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ ایسے میں وہ
... کیا کرے ... کہاں جائے؟ جب ... میں آیا تو بمشکل شیر سنگھ کو خود سے علیحدہ
... کرتے ہوئے پاؤں ... اٹھی۔ وہ اس کے لب سے جا ... کی ... نکال کر
... میں رکھیں ... پانی کے دو گھونٹ حلق سے اترے تو اس نے ... وقت آنکھیں کھولیں جو
... سے پھر آنکھیں موند کے پڑ گیا ... سرد اور سرد سی رات کا بقایا حصہ سفیداں بائی نے جیسے
... پلنگ سے ... جڑی تھی ... خیالات ... الگ جان کا آزار بنے رہے۔ خدا خدا

کر کے کہیں صبح کے ملگجے میں دودھ والے بھینے کے گھنگھروؤں کی مخصوص آہٹ کان پڑی تو وہ اپنا آپ پیٹے دروازے تک آئی۔ آواز دے کر اسے کہا کہ وہ بختو ملازم کو فوراً بلا لائے۔

وہ ہونقا بونگا سا بوکھلایا ہوا پہنچا تو ادھر کشیرے سنگھ کی حالت مزید بگڑ چکی تھی ۔۔۔ بختو اور دودھ والے بھینے کو کسی ڈاکٹر کی تلاش میں بھیجا ۔۔۔ صبح صبح کڑاکے کی سردی اور ہلکی ہلکی ژالہ باری ۔۔۔ ڈیڑھ دو گھنٹے بعد گئے دور بستی سے وہ ایک بوڑھے کرسچین ڈاکٹر کو بڑے جتنوں سے اٹھا کر لائے ۔۔۔۔ تفصیل سے چیک کرنے کے بعد اس نے فوراً مریض کو ہسپتال پہنچانے کا بندوبست کیا ۔۔۔ نمونیے کا شدید حملہ تھا۔

بس یہیں ۔۔۔ اسی گزشتہ رات اور اس وقت جب کشیرے سنگھ کو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ سفیداں کو بڑی شدت سے احساس ہوا کہ وہ یہاں کتنی اکیلی، غیر محفوظ اور بے بس سی ہے۔ اس کے اندر ایک سوئی ہوئی عورت جاگ اٹھی تھی ۔۔۔ پانی میں تیرتی ہوئی مچھلی، فضا میں پرواز کرتے ہوئے پنچھی اور پریم کے جادو میں جکڑے ہوئے عشق جب تک لطف، زعم و تجربہ میں چھپتے رہتے اور خشے رہتے ہیں یہی سمجھتے ہیں کہ زندگی کے اسی جہان میں [illegible] دنیائے عیش و طرب اور کائنات لطف و [illegible] ہے۔ [illegible] ہوتا ہے [illegible] کم ہوتی کا احساس ہوتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ بہت خوشی، اقبال مندی کے عالم میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ہم جیتے [illegible] کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔

سفیداں بائی اپنا [illegible] کر آئی تھی۔ [illegible] پینگ میں اسے اتنا ادراک بھی نہ تھا کہ پیار پینگ ہمیشہ نہیں جھولی جاتی ۔۔۔ کنڈے کنڈی کی پینگ کے موسموں، ساون بھادوں کی جنگلی رتوں کے باغوں میں بور پھولنے کے دنوں، کوئل کے کوکنے کے سموں میں ہی پینگ چڑھاں پکڑے جھولے کھاتے ہیں آگے پیچھے محض نکو بننے والی بات ہوتی ہے۔

وہ پیار کی پینگ ساونوں کے دنوں میں جھول تو بیٹھی تھی پر اب اچانک وقت کے ٹھہراؤ کی آندھی چلی۔ دھڑام سے نیچے تو نہ گری لیکن اتنا احساس ضرور ہو گیا کہ وہ کتنی اکیلی تھی۔ ایسے میں آس پاس اپنوں کا ہونا کتنا ضروری ہوتا ہے۔ بستیوں، شہروں میں مل جل کر رہنے میں کیا مزہ اور کتنی آسانیاں ہوتی ہیں۔ ویرانوں، جنگلوں میں انسانوں اور آبادی، میلوں سے بھاگ کر دور تنہا رہنے والے ہی پاگل یا بے [illegible] خیالی ٹامک ٹوئیاں مارتے ہی تو ہوتے ہیں۔ لگے ہے کہ من میں کسی منش کا دھیان دھرے تنہا الو کی طرح نہیں رہا جا سکتا۔

اس نے پہلی فرصت میں کالے خان اور رام پیاری کو اطلاع بھجوائی کہ فوراً پہنچو ۔۔۔ وہ [illegible]

[illegible] گئے تھے۔ چار پانچ دن ہسپتال میں پڑے رہنے کے بعد کشمیرے خان بھی اپنے گھر واپس پہنچ گیا۔ [illegible] سفیداں بائی نے دن رات اس کی پلنگ پٹی سے لگ کر اس کی تیمارداری کی تھی۔ مگر بیماری کی [illegible] نہیں تھی کہ کمزور دل و دماغ کے کشمیرے نے انتہائی درشتی سے کالے خان اور رام پیاری کی آمد [illegible] اور غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے سفیداں بائی کو انتہائی سخت کہا۔ وہ اس کے ترش اور [illegible] پہ ششدر رہ گئی۔ کشمیرے خان کی طرف سے یہ اس کی عزت نفس اور اعتماد و وقار پہ پہاڑ جیسا [illegible] ریزہ ریزہ کر رکھ دیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کشمیرے خان اس کے ساتھ ایسا تکلفانہ رویہ بھی [illegible] اور اس کے خاندانوں کے روبرو اس کی پان پت اتار کر رکھ سکتا ہے۔ کالے خان کو بلانا [illegible] تھا۔ کشمیری ملازم میں اتنا وقوف نہیں تھا کہ وہ صحیح سے دوا دارو لا سکتا۔ ہسپتال یا کسی ڈاکٹر وغیرہ [illegible] دل وہ یہ سوچتے ہوئے بات ٹال گئی کہ کمزوری اور نقاہت نے اسے چڑچڑا کر دیا ہے مگر یہ [illegible] روشنی کی مانند صاف تھی کہ اس کے دل کے آئینے میں ملال کا بال ضرور آ گیا تھا گرچہ وہ

[illegible]

[illegible] آ کر بٹھایا کہ ایسے میں رام پیاری بھی پانی لئے آ پہنچی تھی۔ جس میں [illegible] پانی [illegible] کے گلاس پہ ہاتھ چلایا تو گلاس پانی اور رام [illegible] فرش پہ آ رہے۔ [illegible] کے [illegible] بال [illegible] پہ تازہ دونوں کے [illegible] میں یہ سب کچھ سرزد ہو گیا تھا۔ سفیداں گنگ سی آنکھیں پھاڑے کبھی رام پیاری اور کبھی [illegible] کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ایک عجیب سی شدید کی حالت میں تھی [illegible] کہ کشمیرے خان ایسی گری ہوئی بیہودہ حرکت بھی کر سکتا ہے۔

[illegible] ہاتھ اٹھایا۔ پھر جب کوئی تصور ہی نہ ہو وہ تو ایسی گھٹیا حرکت کا تصور بھی [illegible] کی ارادے اس کے منہ سے خود بخود ہی نکل گیا۔

[illegible] صاحب! آپ کو کیا ہو گیا [illegible] بے چاری آپ کے لئے پانی لائی اور آپ نے اس پہ [illegible] کیا ہے؟"

[illegible] ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ کلائی میں بھرے کانچ کی ایک چوڑی کا ٹکڑا سا اکھڑا ہوا تھا۔ [illegible] ہی اٹھی اور رام پیاری کی جانب بڑھنے لگی تو کشمیرا زخمی ریچھ کی مانند دھاڑا۔

"خبردار! جو مجھے چھوڑ کر اس دو ٹکے کی ویشیا سے ہمدردی جتانے کی کوشش کی۔"

سفیداں بائی وہیں سے پلٹ کر بولی۔

"کنور صاحب! میں بھی تو اک طوائف ہوں۔ میری ماں میری نانی پڑنانی سب طوائفیں تھیں [illegible]
میری یہ سب سہیلیاں باندیاں سب طوائفیں ہیں۔ مگر ہم برے لوگ بھی کبھی اپنے ملازموں، سیوکوں [illegible]
کرنے کا سوچ نہیں سکتے ——— ان پہ ہاتھ اٹھانے کا تو تصور تک نہیں کر سکتے ——— ہم تو ان کو اپنی جان سے [illegible]
کھلانے سے بھی گریز نہیں کرتے ——— اور آپ خاندانی لوگ، عزت و دولت والے ——— آپ! آپ [illegible]
کہ اس معصوم کا قصور کیا ہے؟"

وہ اُبل کر بولا۔ "سفیداں بائی! میں زیادہ گفتگو نہیں کر سکتا اور نہ ہی تم سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔
[illegible] نہیں کہ تمہارے اور میرے درمیان اک اقرار ہوا تھا کہ اس کوٹھے سے اترنے اور میرے ساتھ ہمیشہ
کے لئے روانہ ہونے کے بعد تم اس پیشے قماش اپنے تعلق داروں ملازموں سازندوں کسی سے بھی کسی قسم کا [illegible]
رابطہ نہیں رکھو گی۔ گاؤں کی تو صرف میرے لئے ——— جب میں نے تمہاری خاطر اپنا سب کچھ تیاگ [illegible]
باپ [illegible]
میں تمہیں [illegible]
بلوالیا۔ مجھے [illegible] بتائے بنا تم نے انہیں ٹیلیگرام بھجوایا اور حد یہ کہ تم اس [illegible] کے ہاتھوں مجھے پانی بھی [illegible]
ہو۔ سفیداں بائی! تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی ——— میرے اعتماد کو [illegible]"

اب جو کچھ اس [illegible] سفیداں نے آگے بڑھ کر اس کا [illegible]
شروع کیا۔ اشارے سے رام پیاری کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اس نے دیکھا کہ شمیرے کے ہونٹ خشک [illegible]
سے چٹخے، سانس بھی بے [illegible] ہو رہی ہے۔ پانی تو اس نے پہلے بھی طلب کیا تھا اور اب تو وہ [illegible]
ہو گیا تھا۔ سفیداں پانی کے لئے بے تحاشا اٹھی ——— بے دھیانی میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ نیچے [illegible]
کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں ——— کچ کچ کچ کچ کا فوری دم سے پاؤں کے نازک تلوے [illegible]
لہو کے دھارے بہہ نکلے۔ بن آواز نکالے وہ درد سے چوٹ ہو گئی۔ ہاتھ اور بازو پہ کانچ کا [illegible]
سے ہی تھی ——— شمیرے سنگھ تو اپنے سانس [illegible] میں پھنسا ہوا ہے [illegible] کیا ہو گیا ہے۔
[illegible] دیکھتے تلووں خون بہہ نکلا شاید پاؤں پنڈلی کی کوئی رگ کٹ گئی تھی۔

بیمار، کمزور اور زخمی انسان اگر اپنا بہتا ہوا خون یا کوئی بھیانک خواب دیکھ لیں تو وہ محض خوف سے
نیم بیہوش ہو جاتے ہیں۔ شاید خون، خوف اور خواب کا آپس میں کوئی معاہدہ موجود ہو۔ سفیداں [illegible]

[illegible] ــ بجلی خوں چکاں کونج کی مانند بے یار و مددگار رنا لیکچے پہ پڑی تھی جبکہ رام پیاری باہر دالان کی
[illegible] ــ دالان کے ایک کونے میں دبکی ہوئی بھیں بھیں کر رہی تھی ۔ اس کے ساتھ والی کوٹھری میں
[illegible] ہوئے اور کشمیری ہاتھ چاقو دبوچے ہوئے پڑے تھے۔ باقی رہے کالے خاں تو وہ اس وقت خواب
[illegible] میں کھڑا یہ "طوائف کا پیار" ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ وہ اندر کے سارے سین سٹیپ' بمع مکالمہ
[illegible] منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سن چکا تھا۔ اس کی وحشت سے پھٹی ہوئی ساکت
[illegible] سے کپکپاتے ہوئے نتھنے اور بھینچے ہوئے ہونٹ' کھوسے ہوئے دانت' گردن بازوؤں کی تنی ہوئی
[illegible] ہاتھ میں کھلا ہوا اکلائی والا رامپوری خمدار چھرا' وہ اپنے بڑے مضبوط قدموں پہ کھڑا تھا۔ سمندر
[illegible] سے شانت اندر سے کھولایا ہوا' تہس نہس کر دینے پہ آمادہ ۔ چھرا تو اس نے اسی وقت نکال لیا
[illegible] والے سے کشمیرے نے رام پیاری کے تاک محل والے گلاس پہ ذہانے کا الٹا ہاتھ دیا
[illegible] کشمیرے نے [illegible] ماتا نے پنجہ صاحب کے مقدس چشمے حسن ابدال سے خصوصی طور پہ منگوا کر اپنے
[illegible] کے رکھا ہوا تھا۔

[illegible] اپنے اپنی [illegible] سے مقدس
[illegible] خواص و اثرات کے حامل مانے جاتے ہیں۔ آب حیات تو ہماری روایاتی داستانوں کا ایک
[illegible] ہے۔ ساگر [illegible] کہانیاں۔ عربوں کی الف لیلیٰ' ایرانیوں کی چہل ہزار داستان'
[illegible] طلسم ہوش ربا [illegible] سمرقند بخارا کی قدیم سرائیں۔
[illegible] پشاور کا قصہ خوانی۔ طرابلس کی طرب گاہیں یا قرطبہ کی عبادت گاہیں۔ آذربائیجان
[illegible] کے نخلستان۔ عدن کی منڈیاں یا جدہ کا ساحل۔ ہندو کا گھاٹ یا گنگا کے پاٹ' ہر یا جگہ کا
[illegible] شکل' تاثیر اور سواد [illegible] یا مقدس جو بھی ہو اپنا اپنے مقام پہ ایک تاریخی اور روایاتی
[illegible] ہے۔

[illegible] ہو یا ظلم گنگا ہو یا زمزم چترال کی چناب ترقی کرشنا نرمدا [illegible] یا جھیل سیف الملوک
[illegible] جھیل ان ندیوں دریاؤں آب جوؤں کے پانی کسی نہ کسی خصوصیت کی بنا پہ مشہور
[illegible] گیان اور عشق شانتی کے حصول کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے اور کوئی جسمانی' جلدی
[illegible] ہے۔ خفقان اور دیگر امراض میں اکسیر تو کوئی آخرت اور دوسرے جنم کی آسودگی کے لئے
[illegible] ہے۔ گردوں کی صفائی' قوت باہ' [illegible] معدہ' تلی اور قولنج کے لئے ایسے تریاق پانی منگوا

کر استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ وہاں چشموں، جھرنوں، تالابوں اور دریاؤں تک پہنچ کر مختلف طریقوں سے غسل اشنان کرتے ہیں۔ بوتلوں اور کنستروں میں بھر بھر کر ساتھ لاتے ہیں۔

یوں تو دنیا بھر میں بے شمار ایسے دریا، سمندر، جھرنے، تالاب اور چشمے وغیرہ موجود ہیں [illegible] تاریخی پس منظر، طوالت، محیط، اطراف و اکناف، ثروت، زرخیزی و اسرار دریائے نیل اور اس کے آب [illegible] ہوئے وہ کسی اور دریا کے حصے میں نہ آئے اور نہ آئیں گے۔

وادیٔ نیل، تحفۂ ربِ جلیل......!

وادیٔ نیل مصر جلیل القدر پیغمبروں، مطلق العنان خدائی کا دعویٰ کرنے والے حکمرانوں کی جولان گاہ تو رہا ہی ہے مگر اس کی اصل وجہ شہرت اس کے توسط اور کرشمہ جو عقول، فاضل کیمیا گروں اور جادوگروں، دستکاروں، ساحروں، منجموں، ہیئت دانوں، ماہرین ارضیات و فلکیات [illegible] فن تعمیر سے [illegible] بے مثل [illegible] دشا [illegible] فلسفہ تاریخ کے مؤلفین [illegible] تھے۔ ان ایک قصیدہ [illegible] ہی [illegible] اور تاریخ [illegible] جتنی بھی [illegible] ماں [illegible] جو بھی کھیل کھیلے گئے وہ سب اپنے منطقی انجام تک پہنچتے ہوئے اپنے سیاق و سباق [illegible] میں آتے گئے پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ [illegible] ہو کر تاریخ [illegible] بن گئے۔ ان کے قصے [illegible] علوم و فنون [illegible] اوراق [illegible] [illegible] کم و بیش چار ہزار سال سے یہاں کسی مصری [illegible] سے رقاصہ کی [illegible] تماشائیوں کی رزم [illegible] کا مرکز بنی رہتی ہے۔

یہ سرزمین ظاہری اور باطنی ہر دو طرح کے خزانوں سے بھری پڑی ہے۔ [illegible] اسے خوب لوٹا [illegible] اب تک لوٹ رہے ہیں مگر لوٹنے کھسوٹنے والوں کے ہاتھ [illegible] اور [illegible] ان کے خزانے اور دفینے میں مطلق کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ اس کی تاریخ پہ کبھی کوئی [illegible] جا سکی۔ فی الواقع یہ اندازوں، گمانوں، قیاسوں، اسراروں اور [illegible] کارناموں [illegible] محیر العقول واقعات پہ پھیلا ہوا قطعۂ ارض ہے۔ اس کے ایک ایک منظر اور ایک ایک ذرے میں [illegible] رچی بسی ہے۔ جو نیل کے ایک ایک قطرۂ آب، ہزاروں میلوں پہ پھیلے ہوئے ساحلوں [illegible] کسمساتی ہوئی موجوں، لہراتی ہوئی لہروں کے سینوں کی دھڑکنوں میں، سانسوں کی سسکیوں میں [illegible]

[illegible] کی ان کہی داستانوں اور نغموں کی بازگشت گونجتی رہتی ہے۔ — کوئی صاحب نگاہ لبِ نیل
[illegible] دیکھے تو ...... جنگ و جدال کے خونچکاں مناظر، ریاست سیاست کی فتنہ کاریوں ... عشق و محبت
[illegible] — حرص و ہوس کی تباہ کاریاں — جاہ و حشمت کی حشر آرائیاں — زر و جواہر کی فراوانیوں
[illegible] سعی و کاوش کی معجزہ آفرینیوں کے پرت در پرت کھلتے دکھائی دیں گے۔ دریا کی پیٹھ کی جانب اتریں
[illegible] کی طرف پہنچیں اس کی جہالت اور جاہلیت آپ کو مبہوت کر دیں گے۔ چوڑے چوڑے
[illegible] سے نیچے ٹخنوں تک اترتی ہوئی عبائیں — صحراؤں جیسے فراخ سینے، سیاہ بالوں سے اٹے ہوئے جسموں
[illegible] سے شہرا اور لامبے لامبے دہقان، حد نظر تک پھیلے ہوئے فصل یا کھلیان کھیت، ثمر بار باغ باغیچے ...
[illegible] بہشت کے سارے میوے — رسیلے ذائقے کے خوش رنگ شیریں تربوز .... سرخ و ارغوانی سے لبالب
[illegible] رنگ انگور .... سنگترے [illegible] — جو، جوار، سنہری میٹھی مکئی
[illegible] چاول، سویابین، سورج مکھی، نایاب گندم وغیرہ — مقدس گھاس المعروف سنہری ریشہ جس کی ایک
[illegible] تولنے کے قابل ہوتی ہے۔ نیل کے اتھلے پانیوں کی سیاہ فام اور [illegible] پانیوں کی
[illegible] مچھلی — جس کے [illegible]
[illegible]
[illegible] جاتے ہیں جو سب کا [illegible] ہوتے ہیں۔ دنیا کے خوفناک عظیم الجثہ [illegible]
[illegible] تک خوبصورت ترین پرندے اور [illegible] ہوئے [illegible] والے
[illegible] مینڈک — [illegible] خزانے کی مانند پھیلی ہوئی
[illegible] مونگ موتی کے [illegible] کناروں کی بازوؤں سے [illegible] ڈوبتے سورج کے مناظر
[illegible] سنہری [illegible] ہوئے [illegible] مناظر پیش کرتی ہیں۔ نیل کے بہتے پانیوں کا
[illegible] طلسم ہے۔ نیلگوں آسمان پر [illegible] روئی کے گالوں جیسے چھدرے بادل —
[illegible] جیسا کھلا ہوا چاند، جگنوؤں کی مانند ٹمٹماتے ہوئے تارے اور ایسے میں دریا کے بہاؤ پہ سفر
[illegible]

یہاں اب اگر اللہ نے [illegible] کا احساسات [illegible] زندگی میں علم و عرفان اور ذوقِ سلیم
[illegible] ہے — وجدان [illegible] کی وسعت کا حامل ہے — [illegible] جمالی اور [illegible] کے
[illegible] آوارگی، آفاقی سی طبیعت — رنگوں سے شناسائی، آمدن سے آگاہی اور قرب و دور تک
[illegible] — آئینہ تصور بھی صاف ہو اور [illegible] صاف ہو ..... سوچ میں جولانی ہو، پرواز فکر طولانی ہو تو پھر

دیکھئے کہ بوڑھا نیل اپنے سربستہ اسراروں کے پرت پہ پرت کیونکر اتارتا ہے۔ آپ کو اس کے [illegible] میں ڈوبی ہوئی ان گنت صدیوں کی گھٹی گھٹی صدائیں اور دبی دبی سرگوشیاں سُنائی دیں گی۔ یوں محسوس [illegible] چم چم چمکتی چاندنی اٹھلاتی ہوئی موجیں اور لہریے لیتی لہریں اپنے بطون میں پڑی کئی ان کہی [illegible] کہنے اُجالنے پہ آمادہ خاطر ہیں۔ بس آپ نے ذرا سا دھیان دیا تو جانیے کہ آپ صاحب حال [illegible] صاحب ماضی بن الٹیل ہو گئے۔ اب تو نیل آپ کو نیلو نیل کرنا شروع کردے گا۔

نیل کرائیاں نیلکاں میرا تن من نیلو نیل
اساں سودے کیتے دلاں دے اساں رکھے نین وکیل

اس بے پناہ رسیلے سُریلے لوک گیت میں "نیل کرائیاں نیلکاں" اور "تن من نیلو نیل" کی جو [illegible] ی تکرار ہے یہ خاصے کی چیز ہے۔ نیل کرائیاں نیلکاں میں کیسے کیسے شگفتہ اور سُریلے اُتار چڑھاؤ ہیں۔ نیل ہی ہے [illegible] دہن نطق میں وہی نیل گوں کا سواد کھلنے لگتا ہے۔ تصور میں نیلوفر کے شگوفے [illegible] نیلے نیلے نازک پروں [illegible] تتلیاں [illegible] والی نیلم پریاں بھی پریاں سی اڑانے لگتی ہیں۔

[illegible] بھی نیلی پانی [illegible] جیسوں کی مانند اب کہ ہر ایک ہی لگی جو نیلی ہر گز تھی [illegible] پھر اتفاق یہ کہ [illegible] دوکان پہ ایک نیل [illegible] دکھائی دے گئی [illegible] خوش ہوا کہ گھر میں [illegible] اور [illegible] کے ساتھ یہ خوشنما ہو جائے گے [illegible] قیمت [illegible] خرید لیا [illegible] تانبے کے تاروں سے [illegible] آرام وہ [illegible] کہ [illegible] دن بعد نیل [illegible] ہو گئے۔ بالائے ستم یہ کہ [illegible] واقعہ کے بعد باقی پرندوں نے بھی بڑی پُراسرار چپ سادھ لی [illegible] گنگناتا تھا نیل اڑاتا [illegible] وہ نیلی سی آواز [illegible] نیلے [illegible] چھوڑ کر نیلی آنکھیں [illegible] کلائی میں [illegible] نیلی چوڑیاں نیلوفر کے پھول شگوفے [illegible] نیلی [illegible] ملتانی کاشی کاری کی [illegible] نیلم کی [illegible] نیلا آسمان جھیل سیف الملوک کا [illegible] پانی...... گلابی قرطاس پہ نیلی روشنائی سے لکھے ہوئے الفت نامے......؟

قاہرہ [illegible] سے اسکندریہ تک ساحل ساحل بہنے والا ([illegible] آف نائل) نیل کا نیلم [illegible] پرتعیش اور اچھی خاصی شہرت کا حامل بجرہ تھا۔ گہرے نیلے رنگ پانچ ستاروں والا یہ تیرتا ہوا ہوٹل [illegible]

[illegible] نہیں تھا کہ جو چاہے اس پہ نشست حاصل کر سکتا۔ خاص طور پہ سیر و سیاحت کے موسم میں اس کی [illegible] مہینوں پہلے ہی شروع ہو جاتی۔ ظاہر ہے کہ ایسے مہنگے پُر آسائش شاندار و رہائشی ہوٹل میں زیادہ [illegible] وغیرہ ہی سفر کرتے تھے۔ اس لئے مقامی اور مجھ جیسے فقیرے قسم کے لوگ بس اسے حسرت [illegible] بھری نظروں سے دیکھنے پہ ہی اکتفا کرتے تھے ویسے بھی اس کی ٹکٹ ڈالروں اور پونڈوں میں [illegible] ہوتی جو ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہ ہوتی۔ اس کی وجہ شہرت میں ایک نمایاں حصہ اس کے منفرد [illegible] ہوٹل جیسا کہ ذائقہ صحرائی انداز کی پوشاک قدیم فراعنہ کی طرز کا فرنیچر لباس قالین کراکری اور [illegible] تھا۔ وہی گئے وقتوں کے ساز و سامان پہ اسرار مسحور کن دھنیں... وہی ہی جسم برہنہ کئے [illegible] زہریلی رقاصائیں۔ صنوبر انگلیوں والے نازک جسم غلام ہیولا کی شکلوں والے ساحر شعبدہ گر [illegible] جیسا ماحول کا فوری روشنیاں بہتی چھوڑی ہوئی [illegible] قندیلیں اور مختلف رنگین شمعیں۔ سو اس [illegible] ماحول میں چند روز رہنے والا مہمان واقعی ہی جیسے دنیا سے کٹ کر صدیوں پہلے کے زمانے میں خود کو [illegible] وہ ایسی سحر انگیز تفریح اور تفنن کی جدت آفرینی بھی فراموش نہیں کر پاتا۔

[illegible]

[illegible] کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرتے رہتے ہوں کہ اڑ کر یہاں پہنچیں۔ مصر [illegible] دنیا میں [illegible] سرزمین کہلاتی ہے جہاں کی جہاں گشت سیاح تاریخ دان علم الانسان اقوام کے طالب علم [illegible] جغرافیہ دان [illegible] علم الاعداد و تاریخ دان [illegible] جہاں حیرت کدہ ہوا ہو [illegible] سیاحت بڑا منظم اور فعال ہے یہاں تک کہ یہ مصری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ [illegible] قدیم تمدن اپنی سرزمین اور عظیم آسیب زدہ ثقافتی و آثارات اور معلومات و پیداوار کی اسرار کو [illegible] لئے انہوں نے جدید اصولوں و طریقوں کو اختیار کر کے سیاحت کے میدان میں خبری [illegible] کر لی ہے۔ قاہرہ اور اسکندریہ کے عظیم الشان عجائب خانے اہرام، معبد، مسجدیں، مقبرے [illegible] اور قدیم ثقافتی یادگاریں ان کے لئے دن رات ڈالر کھینچتی اور سونے چاندی کے سکے اگاتی [illegible] ان کی قومی آمدنی کا [illegible] دنیا کی وسیع تر اور جغرافیائی محل وقوع والی ہوائی گذر گاہ ہے۔ انداز و فرما ئیں [illegible] دنیا کی اولین بستی کی سرسبز وادیوں سے پہچانی ہوئی۔ [illegible] دنیا کا ہر قابل ذکر پانچ ستاروں والے ہوٹل یہاں موجود۔ کلب نائٹ کلب شراب خانے [illegible] رقص گاہیں۔ تھیٹر سینما تفریح گاہیں کے یہ عیش مراکز۔ غرضیکہ مصریوں نے کام پہ کام [illegible]

پھانسنے کے پھندے گاڑے ہوتے ہیں۔ یہاں نہیں وہاں..... اس گلی میں نہیں اگلی گلی میں صیدِ دام میں پھنس ہی جاتا ہے۔ سابق شاہ فاروق کی حماقتوں اور رنگینیوں بھری زندگی اور ام کلثوم کے غنائیہ زمزموں کے پس منظر میں مصر کے مزاج و مذاق کو خوب سمجھا جا سکتا ہے۔

میں نے جانا کہ مصر کو جاننے کے لئے شاہ فاروق، ام کلثوم، فرعون کے اہرام اور نیل کے ڈیلٹا کو جاننا سمجھنا بہت ضروری ہے اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ دریا میں اترے بنا دریا کو اصلاً نہیں جانا جا سکتا۔ اس اصل کو جاننے کی غرض سے میں مصر سے باہر اس مسافر کی مانند پڑا ہوا تھا جو رات فصیل شہر کا دروازہ بند ہونے پر صبح کے انتظار میں جاگا سویا ہوتا ہے۔

● درویشی دیگچے صحرائی ثرید اور حرچنگ لکیرے.....

بیسویں صدی کی ساتویں دہائی کے آغاز، موسم سرما کے ابتدائی مرحلے سے ان گنت خیمے پائے جاتے [illegible] کے باہر سمندر اور صحرا کے درمیان ایک قدیم قصبہ [illegible] سکتے ہیں تیرے دنوں کے [illegible] مجبوری کے میری اقرنی [illegible] تھا۔

فندق [illegible] رہنے کا کوئی مرحلہ نہ تھا جو سستے تھا وہ ان [illegible] سب خیمہ پتھروں کی دیواروں پہ کھپریل اونٹوں کی [illegible] ام خیمہ جن کا نام تھا اور فرق ہوئی کھردری سرخی ریت پہ اترے ہوئے چائے قالینوں اور اونٹ کے گدیوں کے بالوں کی دریوں جس پہ جا بجا [illegible] کے دھبے نمایاں تھے۔ ان چلتے ہوئے پاؤں اور ہاتھوں سے حشرات [illegible] کا روشن چھوٹے چھوٹے چرتیلے ٹکڑے [illegible] کی ریت [illegible] دیکھتے ہوئے [illegible] والے پڑے [illegible] اور [illegible] کی مانند خوبصورت [illegible] کل کل کرتا [illegible] رہتے تھے۔ ادھر رہنے والوں میں [illegible] دو ہاتھوں ہاتھوں سے اپنے جسم کے کسی نہ کسی عضو کو [illegible] دکھائی پڑتا [illegible] کسی جگہ رہنے یا کسی جگہ سے رہنے میں ایک نمایاں فرق ہے [illegible] عرب اللہ یار مغلوب الحال آشرم میں الف سے لے کر یا تک سب پڑے ہوئے ہی تھے۔ میری صحت دماغ صحت اور جیب پاکٹ سے بے نیاز [illegible] کوئی گھوڑا ساحل پہ اترتا تو ناک کی سیدھ سیدھا ادھر پہنچ جاتا۔ کوئی صحرانوردی سے فارغ ہوتا تو ادھر کو سیدھی کرنے پہنچ جاتا۔ جنگل بیگار سے چلنے والے بھی ادھر کو

پناہ لے ___ اور جو دنیا میں محض دھرتی کا بوجھ سمجھے جاتے ہیں ان کی جائے پناہ بھی یہی بھٹیار خانہ تھا ___ یہ [illegible] دنیا کا واحد بھٹیار خانہ نما ہوٹل تھا جو دو چار یا پانچ سات ستاروں کا محتاج نہ تھا بلکہ یہ کئی ستارہ کہکشانی ہوٹل تھا ___ جس کے صدر دروازے پہ کوئی باوردی بارعب مونچھوں والا کھڑا نہیں رہتا تھا اور نہ ہی یہاں پہ [illegible] کے لئے کسی ٹو تھری سٹار فائیو پاسپورٹ شناختی کارڈ کریڈٹ کارڈز اور ڈالروں پونڈوں دیناروں کی ضرورت ہوتی ___ کوئی اندراج کوئی نمبر اور نہ کوئی مددگار ___ یہاں رہنے کے لئے صرف انسان کے [illegible] میں محض بوجھ کی ضرورت ہوتی بس یہی اوصاف اس کی وجہ شہرت تھے۔ یمن تیونس الجزائر لبنان [illegible] مصر لیبیا عراق فلسطین غرضیکہ دنیا بھر کے فقرے خرچ ہوئے مفلس و قلاش اور بیمار قسم کے سیاح [illegible] بین الاقوامی دریوزہ گر بھک منگے چھوٹے موٹے سمگلر حشیش اور شراب پینے والے جہاندیدہ وقت باز [illegible] سے بیزار دین دنیا سے بیزار غرضیکہ ہر ذلیل و خوار کا بوجھ [illegible] یہاں پہنچ جاتا ___ کئی دیکھے جو بچپنے میں آئے اور جوانی کہیں پڑے پڑے کہیں غائب ہو گئی ___ کئی روز سے آئے اور یہیں سے دو فرلانگ دور [illegible] میں جا کر لیٹ گئے۔ نہ آنے کی خبر نہ خوشی نہ جانے یا مرنے کا غم۔ پانچ سات [illegible]

ایک [illegible] پہاڑوں کے [illegible] ہو سیاہ رنگ کی مکھی کی طرح ... وہ اور اس کے بیٹے ہر وقت آنے جانے والے مہمانوں [illegible] تھے ___ رہائشی کمروں سے ذرا ہٹ کر ٹوٹی پھوٹی دیواروں اور بغیر چھت کے ایک باورچی خانہ تھا [illegible] کے لئے ایک [illegible] آلاؤ ___ بڑے بڑے پتھروں کے چولہے اور ان پہ دیگوں کے دھوئیں سے گلوٹے ہوئے [illegible] دیگچے اور کھلے کنستر ___ [illegible] کہ اتنے سارے لوگوں کے لئے سامان خورد و نوش کہاں سے [illegible] کون لاتا تھا؟

میں نے اپنے قیام کے دوران کئی بار اس راز کو جاننا چاہا مگر ہر بار ناکام ہی رہا ___ پانی کے لئے [illegible] ایک بڑا حوض تھا۔ جو صرف جانوروں کے علاوہ انسانوں کی بھی ضرورت پوری کرتا تھا۔ اس [illegible] کے لئے پانی کہاں سے پہنچتا تھا یہ یہاں کے لاتعداد رازوں میں سے ایک راز تھا۔ اس اردلی بھٹیارے [illegible] کے دو بڑے بیٹے اکثر باورچی خانے کے اندر کھانے پکانے میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔ [illegible] دیکھا [illegible] سے دیگچوں میں کالی گری کا ایک بڑا سا لقمہ ڈالتے ہی دیکھا ___ ان دیگچوں میں لاثانی قسم کا شوربہ [illegible] ___ جس کا جزو خاص پہاڑی بوٹی ہوتا ... جس کی یا تو تیز شراب بنتی ہے یا پھر جانوروں کو بطور چارا کھلایا

جاتا ہے۔ اس جو میں نشاستہ کم اور چوکر چھلکا زیادہ ہوتا ہے۔ اس صحرا کی مخصوص و عام ڈش بھی یہ
واحد ثرید تھا۔ جو ہیں گھنٹے اس کے دیگچے چڑھے رہتے۔ جسے بھوک محسوس ہوتی وہ خود باورچی خانے میں
اپنی ضرورت کا ثرید حاصل کر لیتا۔ یہ ثرید آش کی مانند پتلا اور پکا ہوتا۔ جسے ہر کوئی آسانی سے استعمال کر
لیتا۔ ثرید کے دیگچوں میں جو تو چڑھے ہی تھے اس کے علاوہ غذائی ضرورت کے تحت اس میں صحرائی کیڑے
بھی گھوٹے جاتے تھے۔

لیبیا، اردن اور مصر کے صحراؤں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت و مصلحت سے ایک کیڑا پیدا کیا
ہے۔ جو سمندری دریائی کیکڑوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ سمندری کیکڑے چھوٹے بھی ہوتے ہیں
اور ناقابل یقین حد تک بڑے بڑے بھی۔ جنہیں دیکھ کر خوف محسوس ہوتا ہے۔ مگر یہ مخصوص صحرائی کیکڑے
بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹے سے مینڈک کی مانند ایک ہی سائز اور یکساں رنگ و روپ۔ انتہائی
پھرتیلے اور چست و چالاک۔ خدا جانے ان کے پاس کون سی قوت و خاصیت ہے کہ وہ انسان کے ارادے
اور نیت سے واقف ہو جاتے ہیں۔ آپ بیٹھے یا لیٹے ہیں اور خطرناک سایہ انسانی [illegible] سے واقف
[illegible]
[illegible]
نظر انداز کریں گے اور بے خوف و خطر آپ کے جسم پر رینگتے پھریں گے۔ یہاں کی انگلیوں [illegible]
ناخنوں اور [illegible] سے بچتے کی سیل چلیں۔ ناک منہ کی آلائش لعاب [illegible] پاؤں کے بڑھے ہوئے
ناخنوں میں رہائش پذیر خوردبینی [illegible] جوویں وغیرہ ان کے من پسند
کھانے ہیں۔ ظاہر ہے یہ چیزیں انہیں دنیا میں صرف اور صرف انسانی آلائش سے [illegible] ہی دستیاب ہو
سکتی ہیں۔ حیرت ہے کہ وہ کمال ذہانت سے آپ کو اپنا تختۂ مشق بناتے ہیں آپ کے جسم میں ایسی ایسی چیزیں
دریافت کر لیں گے کہ جن سے آپ خود بھی ابھی تک واقف نہیں ہوئے ہوں گے۔

اس عالم [illegible] میں اگر آپ نے کہیں نہ معلوم انداز میں بھی یہ سوچ لیا کہ ان کم بختوں سے نجات
پانے تو یقین جانیے اگلے ہی لمحے وہ یوں غائب یا چھپ جائیں گے جیسے ان کا کبھی وجود ہی نہ تھا۔ آپ بے
تحیر ششدر رہ جائیں گے کہ ابھی تو میں نے سوچا ہی تھا انہیں کیا خبر ہوئی؟ اسی طرح
اگر آپ نے اپنی [illegible] کی غرض سے [illegible] کی کوشش یا کوئی ایک جھپٹ کی تو یاد رہے کہ وہ کبھی آپ
کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ وہ ماہر جنوں یا شعبدوں کی طرح آپ کو وہیں بائیں بھوڑے بھاگتے رہتے ہو
یہ جا وہ جا۔ یا کبھی کوئی مقدر کا پھلا یا قسمت کا ٹکا آپ کے ہتھے چڑھ بھی گیا تو وہ مال غنیمت بطور [illegible]

... پیچے میں پہنچ جاتا۔

اس طرح سارا دن سب مسافر ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ضرور ہی اتقا یا یحیٰی احتجاجاً شرماشری ... کے ... ٹکڑے ... کرتے تھے۔ ادھر مقامی لوگ اس بے ضرر سے بے حد بھر تیلے ہوشیار اور نمایاں ... والے ٹکڑے کو یہاں کی صحرائی دیہاتی زبان میں اتحوغ کہتے ہیں۔ یہاں صحرا ریگزار میں ... لہٰذا یہاں کے لوگ جسمانی طبعی کمزوری قوت باہ جلدی بیماریاں سانپ بچھو کو ... کی خرابی آنتوں کی جلن سوزش بڑھی ہوئی تلی گردوں کی پتھری پھیپھڑے اور پیچش کی آنت کا ... جو ظاہری باطنی بیماری کا آخری شافی علاج یہی نادر روزگار اتحوغ تھا۔

... کی ... پہ محیط صحرائی سفر نے مجھے بچوں کا بنا دیا ہوا تھا ____ میری جسمانی ذہنی اخلاقی اور مالی حالت ... تنگ پتلی ہو چکی تھی ____ [illegible] ... سلسل ... آرائی لگاتار سفر موسموں ... اور صحرائی پیدل ... نے مجھے خاصا چڑچڑا اور خود سے بیزار سا کر دیا ہوا تھا۔ مگر یہاں ... کی وحشت میں پہنچتے ہی میں اپنے آپ میں خاصی تبدیلی محسوس کرنے لگا تھا۔ میری ... چہرے کی اڑی ہوئی شادابی یادداشت ... [illegible] ... تھی۔ جب ... [illegible] ...

... رنگ نسل کے لوگوں کا باہمی سلوک واتفاق اور ... سے بھرپور صحرائی ... والے ... سے بھرپور تھا ____ چوپایوں کے چارے والے ... صحرائی پیاز کی ... [illegible] ... اور ... اگر میسر ہوتو ____ ... والے تمام ... کی ... سے بھرپور اتحوغ کھائے جاتے تھے ____ ... یا ... جو ہضم ہو جائے ... کے کھانے چکھنے کے قابل ہو ____ اپنی تمام تر افادیت اور ذائقے کے اعتبار سے بھرپور ... [illegible] ... کے باوجود اصل مسئلہ اس کا ... پایا جاتا تھا ____ ... [illegible] ... ٹکڑے ... ہوتے اور پانی مقدار میں کم ہوتا یا ... کے پیچھے تازہ ... ہوتا تو ... کے ... کی طرف ہوتا ____ ... آنتوں کی طرح ... [illegible] ... آنتیں ٹکڑوں کے ... کے سلسلے ... جانوروں والے ... پانی ... زیادہ ... بیماریاں ... کی یا ... ٹکڑے ... کم اور ... سے ہوتے ... بالفرض اگر ... پانی ... ہے۔ ... والیں اور ... وغیرہ ... حکیم ارشد والی کی طرح قلیل ہیں ٹکڑوں کی پیدائش میں کمی ہے یا ابھی کمسن ہیں ماؤں کی

کوڑیں چھوڑنے کے لائق نہیں ۔۔۔ ترکاریوں میں تری کی ترتراہٹ ختم ہو گئی ہے اور ادھر دیگچوں کے بے
خشک لوکیوں کی تری مری بیٹھیں مصری تربوزوں کے ادھ خشک چھلکے ۔۔۔ پرانے ریڈ سول اور سیاحوں سے
سفرناموں کے بیکار مسودے جل بجھ چکے تو جانیں کہ ایسا ثرید محض پیا ہی جا سکتا ہے ۔۔۔ جو بے انتہا مقوی
خوب ثواب آور ہے۔ ایسا ثرید پینے کے بعد میں نے سلیمان اینڈ سنز دو چار پرانے رہنے والوں کے سوا
اور کو آرام سے کھلتے ہوئے نہیں دیکھا ۔۔۔ ہر بندہ پاجامہ تھامے باہر بھاگتا دکھائی دیا ۔۔۔ جن میں میں بھی
شامل ہوتا ۔۔۔ گو میں بھی اسی قبیلہ بیکاراں نادر روزگاراں میں شامل تھا جن کا کام ہی ریگ یا بوسیدہ تختے
پہ پڑے رہنا تھا کیونکہ نہ تو ادھر آنے کی دعوت تھی اور نہ ہی یہاں سے جانے کا تقاضا تھا۔

بنی اسرائیل کے لئے من وسلویٰ خاص طور پہ آسمان سے اترتا تھا لیکن یہاں اس قبیلہ آوارگاں
کا من وسلویٰ جیسے شش جہت عالم سے بھجوایا جاتا تھا۔ خود رو اور ہر قسم ترکاریاں انہیں ادھر ادھر صحرا سے مل جاتی
تھیں۔ آسمان سے پانی بھی کبھی کبھار بالانداز بارش ان کے قدیمی حوض نما تالاب تک پہنچ جاتا۔ ہرن یا [illegible]
تحفے مل کر کھا لیتے اور ساحل تک جاتے اور جو کچھ بھی ماہی گیر [illegible] اور سمندر ساحل پہ اگل [illegible] جاتے یہ
اسے لکڑیوں میں باندھ لاتے۔

[illegible] پہ رات سے
اندھیروں میں [illegible] انسانوں کو سمگل کرنے والوں اور غیر قانونی ماہی گیری کرنے والوں کی کشتیاں اور بحری
جہاز سے اپنی کارروائیاں عمل میں لاتے تھے ۔۔۔ کئی باریوں بھی ہوا کرتی تھی یہاں سے وہاں سے ۔۔۔ واپس [illegible]
آتے یا نہ جانے کہاں روانہ ہوتے [illegible] داری کی بات ہے کہ کوئی کسی کے جانے یا آنے کی بابت دریافت کرنے
کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا ۔۔۔ کبھی کبھی گلی سڑی بدبودار مچھلیاں بھی مل جاتیں ۔۔۔ جن کی سڑاند یہ
ہوا اور ریتوں کے بار بار استعمال ہونے والے تیل میں تھوڑی دور کیا جاتا ۔۔۔ ساحل سے اٹھا کر لائے
جانے والے مال غنیمت سے بعض اوقات بڑے کام کی چیزیں بھی دستیاب ہو جاتیں ۔۔۔ پرانے [illegible]
پھٹے کپڑوں کی گٹھڑیاں، ٹوٹے [illegible] ڈبوں کے ٹکڑے۔ شراب بیئر کی خالی بوتلیں، [illegible] سگار کے ادھ
جلے ٹکڑے کھانے پینے کا [illegible] اور باسی سامان ۔۔۔ مچھلیاں پکڑنے کے پرانے جال، ٹوپیاں، لکڑی [illegible]
[illegible] اور کبھی کبھی تو ان لوگوں کے وارے نیارے بھی ہو جاتے ۔۔۔ [illegible] چھپے گھڑیاں اور سونے کے
سکے اور یاں بھی ہاتھ لگ جاتیں [illegible] یا چھوٹے [illegible] کرنسی [illegible] کے نوٹ بھی دیکھے پائے جاتے

وہاں سے لائے جانے والے سامان کو حسن [illegible] سلیمان اڈی کے سپرد کر دیا جاتا ۔۔۔ وہ کمال [illegible]
سے اس سامان سے ایک ایک چیز الگ کرتا ۔۔۔ ثرید کا سامان الگ ایندھن کے لئے استعمال ہونے والا الگ

بکنے والی چیزیں ایک طرف ..... اس کے اپنے لئے اور لڑکوں کے لئے جوتے کپڑے ٹوپیاں الگ۔ بیچنی ہوں تو وہ حسب ضرورت یہاں کے فقیروں میں بانٹ دیتا ..... بالکل اسی طرح مشرق و مغرب اور شمال و جنوب سے ان انتہائی مختلف ملکوں کے لئے سامان خرید و چشیدہ لباس فاخرہ و عاجزہ، چین از فرنگ و کلاہ و تاج بکتے تھے ..... میں بھی انہی سا ایک بین الاقوامی منظور نظر تھا۔ منفعت خوری، منفعت سفری، منفعت بصری، منفعت حشری اور منفعت نشری کے سامان کھاتے کھاتے جنہیں جلوتیں، خلوتیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ڈھونڈا کرتا تھا۔ وہ کیا زمانے تھے، دل میں چاہتے تھے۔ از حد جذب و برداشت کا پارا تھا۔ رگوں میں خون نہ تھا پارا تھا، صبح کہیں شام کہیں، کہیں قیام کہیں آرام کہیں۔ اک سودا سوار تھا سر پہ ایک قدم سحر میں اک در پہ۔ پہنچ جانے کا پکا تھا، دنیا جہان دیکھنے کا پکا تھا۔

• دمشق، دامِ عشق.....!

تمام [illegible] دمشق [illegible] شام [illegible] کے مزار کے [illegible] پر قرآن [illegible] کی موجودگی سے پتہ چلتا تھا کہ نماز کی ادائیگی کے لئے مخصوص ہے۔ علاوہ ازیں [illegible] ایک [illegible] قسم کا [illegible] تھا ..... مجھے [illegible] انگلش شلوار اور [illegible] کی [illegible] دے کر [illegible] تھا ..... چند منٹ [illegible] لباس [illegible] سے [illegible] تھے معلوم ہوا وہ دونوں شامی فوج کے سپاہی ہیں جو اس پہاڑی پہ یہودی فوج کے سامنے پوزیشن لئے بیٹھے ہیں ..... ہم سب نے اکٹھے نماز مغرب ادا کی ..... سورج اوجھل ہو چکا تھا، شام کے دھندلکے میں ہم نے [illegible] کھائی ..... ٹیکسی میں بیٹھ چکے تھے تو اچانک ایک عجیب سی ہیئت کذائی والا [illegible] بوڑھا [illegible] کی [illegible] سے ظاہر ہوا۔ ٹیکسی ڈرائیور اسے دیکھتے ہی عجلت میں گاڑی سے باہر نکلا، [illegible] آگے بڑھ کر بڑی عقیدت سے ہاتھ چومتے ہوئے بڑی تیزی سے عربی میں گفتگو کرنے لگا [illegible] سے ساتھ بیٹھا [illegible] بھی باہر نکلنے لگا تو میں نے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

''یہ بزرگ کون ہیں؟''

وہ بے وقوف میری بات ان سنی کرتا ہوا ہاتھ چھڑا کر باہر نکل گیا ..... اس نے بھی وہی کچھ کیا جو ڈرائیور کر چکا تھا۔ وہ تینوں آپس میں بڑے انہماک و عقیدت سے بات چیت میں مصروف تھے۔ میں دیکھ رہا

تھا کہ وہ دونوں سروں کو خم کیے نگاہیں زمیں دوز کیے دایاں ہاتھ دل پہ لگائے ان بزرگ کے ہر جملے پہ [illegible]
طیب طیب، مرحبا مرحبا کہے جا رہے ہیں۔

ظاہر ہے اب میری باری تھی۔ میں گاڑی سے نیچے اتر آیا۔ مجھے نیچے اترتے دیکھ کر وہ تینوں [illegible] جانب آ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر بڑی عاجزی سے سلام کیا — حسب رواج و روایات انہوں نے معانقہ فرمایا میرے گال پہ بوسہ ثبت کیا اور میرا حال احوال پوچھا۔ اب میرے ٹیکسی ڈرائیور نے مجھ سے کہا کہ میں اجازت دوں تو ان بزرگ کو ساتھ بٹھا لیں — ان کا گاؤں کہیں قریب ہی تھا۔ مجھے کیا انکار ہو سکتا تھا بلکہ میں نے فوراً اگلا دروازہ کھول کر انہیں سیٹ پہ بیٹھنے میں مدد دی۔ ان بزرگ نے بڑی شفقت اور محبت بھری مسکراہٹ سے مجھے آفرین کہا۔

گاڑی چل دی تو انہوں نے [illegible] سے بات چیت شروع کر دی۔ وہ عربی میں مخاطب تھے۔ گائیڈ انگریزی میں ترجمہ کر کے ہم دونوں کی مشکل حل کر رہا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ میرے متعلق جب آگاہ ہوتے تو ہر وقت پلٹ کر میری جانب تحسین و آفرین بھری نظروں سے دیکھتے۔ خاص طور پہ پاکستان اور میرا سیاحت کا شوق — [illegible] انہوں نے [illegible] کر پتہ بھی نہ چلا [illegible] ان کے گاؤں پہنچ گئے۔ گاؤں کیا تھا چند معمولی سے گھر، چھوٹی سی مسجد اور [illegible] تھا — پہاڑی شاہراہ کے کنارے پہ چند گھر [illegible] پرانے کھجوروں کے درخت [illegible] چھوٹی سی مسجد — چند [illegible] بچے بھی دکھائی دیے — [illegible] عبائیں اور سروں پہ گول گول ٹوپیاں۔

شام کے سائے اب خاصے گہرے ہو چکے تھے — گاڑی رکتے ہی بچے تیز تیز کلام کرتے ہوئے قریب آ کر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ ان بزرگ سے پہلے ہم تینوں نیچے اتر چکے تھے۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا [illegible] عبا سنبھالتے ہوئے نیچے اترتے دکھائی دیتا تھا وہ اب عمر اور تقدس و تدبر کے اس مقام تک پہنچ چکے تھے جہاں [illegible] سفر کے [illegible] ہوتے ہیں — [illegible] صاف چہرے پہ عیاں تھی۔ [illegible] مزاج کی شگفتگی اور طبیعت کی [illegible] میں سب سے پیچھے [illegible] کھڑا تھا میری جانب [illegible] مجھ سے قریب آ کے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سامنے مسجد کی جانب ہو لیے — ڈرائیور اور گائیڈ بھی پیچھے پیچھے سایوں کی طرح چل رہے تھے۔ چلتے چلتے اچانک بزرگ نے تیز تیز عربی میں کچھ بچوں سے کہا بچے طیب طیب کہتے بھاگتے ہوئے

[illegible] سے گھر میں گھس گئے۔

[illegible] کے بالوں کے نمدے پہ معمولی سا پرانا قالین بچھا ہوا تھا۔ چبوترے کے گرد گھٹنوں کی
[illegible] تک ریت کے بلاکوں کی دیوار تھی۔ قبلہ رخ انہی ریت کے بلاکوں کا منبر و محراب۔ لکڑی کی ایک
[illegible] الماری جس میں کچھ پرانی سی کتابیں تسبیحیں اور مصحف پاک پڑے ہوئے تھے۔ اللہ اللہ کیا اللہ
[illegible] نہ زرق برق نہ کوئی چکا چوند۔ یہاں اخلاص ہی اخلاص تھا بندوں میں، مسجد میں اور اعمال
میں۔ تب بزرگ نے گائیڈ کی وساطت سے کہا۔

"اس مختصر راستے میں چونکہ میرا غریب خانہ پڑتا ہے۔ لہٰذا لازم تھا کہ میں آپ کی اپنی حیثیت کے
مطابق مدارت کروں اور ویسے بھی آپ ہمارے پاکستانی مسلمان بھائی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے یہ
[illegible] دیں گے۔" وہ سینے پہ دل کی جگہ ہاتھ رکھے بڑے عجز سے یہ بات کر رہے تھے۔

میں ان کے گھٹنوں [illegible] سا نوجوان ان کی شفقت [illegible] کے آگے بکری کی
[illegible] کرنے لگا۔ اب باقاعدہ بات چیت شروع ہو چکی تھی۔ گو ابھی دو طرفہ [illegible]
[illegible] تھی بہرحال [illegible] تھی [illegible] متعلق [illegible] دریافت کیا۔
[illegible] سے گفتگو ہو [illegible] شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ ان کے گھر سے ماحضر آ چکا تھا۔ تھوڑی
[illegible] کے تھلے [illegible] کھجوروں کا پھل اور قہوہ [illegible] ایسی لذت
[illegible] کھانا کھایا [illegible] جمعہ کا روز ہے [illegible] سے آ [illegible] جمعہ کی نماز
[illegible] اوپر مزار پہ پڑھ لینا۔ پھر میرا [illegible] اور [illegible] سے پسندیدہ [illegible]
[illegible] جس سے تم یقیناً مسرور ہو گے۔ پھر رخصت کرتے ہوئے مزید ارشاد ہوا [illegible] اپنی
[illegible] سے اپنی [illegible] کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا
ہوں [illegible] کے پاس صرف [illegible] نہیں ہوتیں۔

[illegible] رخصت کا [illegible] کرتے ہوئے میں نے شدت سے محسوس کیا کہ جیسے [illegible]
[illegible] ملاقات سے اب تک میں
[illegible] کی حالت میں [illegible] پہاڑی راستوں
[illegible] تیزی سے گاڑی چلا رہا تھا۔ [illegible] سے بڑا لطف آ رہا تھا
[illegible] ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔ پچھلے سفر میں اس سیٹ پہ بزرگ بیٹھے تھے لیکن مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا

کہ وہ اب بھی وہیں بیٹھے ہیں۔۔۔ گاڑی کے اندر اب بھی وہی سنجیدہ ماحول وہی مہک خوشبو محسوس ہو رہی [illegible]

کہتے ہیں عورتیں اور عربی کہیں بھی بیٹھے ہوں وہ خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ عورتیں [illegible]

کے سروتے سے باتوں پتیلیوں کی چھالیاں کاٹتی رہتی ہیں۔ اسی طرح عربی النسل کہیں بھی ہوں [illegible]

جو بیٹو شروع ہی رکھتے ہیں۔ موضوعات کی ان کے ہاں کمی نہیں ہوتی۔ گھوڑے سے لے کر امریکی [illegible]

نئی نئی شادیاں، تیراکی کے تالاب، جیالوز، صوفیہ لورین، ام کلثوم، ریکھا، ہیلن، بازار شکر سے موسم [illegible]

موقع کوئی بھی ہو وہ بلا تکان بولتے چلے جائیں گے۔۔۔ حیرت ہوتی ہے کہ اعراب ادا کرتے وقت جس [illegible]

مہارت سے وہ اپنے حلقوم اور زبان تالو کا استعمال کرتے ہیں ایسا اگر کوئی بھی کرنا چاہے تو یا اس کے حلق [illegible]

بیٹھ جائے گا۔۔۔ تالو پہ چھالے لگ جائیں گے یا پھر اس کی زبان ٹوٹ جائے گی۔۔۔ حیرت کا مقام تھا کہ یہ

عربی النسل خاموش تھے اور میں بھی ان کی خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پوری یکسوئی سے ان بزرگ کے

بارے میں اپنے آنکھوں دیکھے اندازے قیاسات ٹٹول رہا تھا۔ خاص طور پہ ان کی شخصیت

[illegible] یہ بات بڑی تسکین افزا تھی کہ "تمہارے پسندیدہ موضوع پہ [illegible] ہو گی

میں ان سے ملنے کا اشتیاق [illegible] خاموشی [illegible] ایک

[illegible]

"[illegible] مجھے بتاؤ ان بزرگ کے بارے میں بتاؤ؟"

میرے [illegible] پانی شفٹ [illegible] دونوں [illegible] اور ضرورت کے

کھانے پینے کے معاملے پہ [illegible] یوں پڑتا تھا میں نے [illegible]

مجھے بتاؤ اپنی [illegible] کے بارے میں بتاؤ۔ وہ منہ پھاڑ کیسے میری اور خالی خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا [illegible]

آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"بھائی! میری طرف یوں کیوں دیکھ رہے ہو۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ مجھے ان بزرگ سے

کچھ معلومات بہم پہنچاؤ۔۔۔ ان کا نام کام اور اگر کوئی کاروبار ہو تو وہ بھی۔۔۔؟"

اس کی بجائے ڈرائیور نے جواب دیا۔

"ان بزرگ کا نام ابوطاہر یمانی ہے۔ ان کا تعلق اس خاندان سے ہے جو صدیوں سے حضرت

قابیل کے مزارات کی مجاورت سنبھالے ہوئے ہے۔۔۔ یہ بزرگ یہاں کے کلید بردار بھی ہیں۔۔۔ تم تو

جانتے ہو گے کہ کلید بردار ہونا بذات خود ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ حکومت کی جانب بڑی خاص

مراعات ہوتی ہیں۔۔۔ اس کے علاوہ یہ اپنی ذاتی حیثیت میں بھی بڑی قابل قدر اور پہنچی ہوئی شخصیت ہیں

[illegible] عمر زہد و تقویٰ تبلیغ و تدریس اور مراقبات و عبادات میں گزری ہے ۔۔۔ اس علاقے میں [illegible] بڑی عزت و تکریم کی جاتی ہے ۔۔۔ اور کچھ پوچھنا چاہو تو پوچھ سکتے ہو۔"

[illegible] سے موڑ پہ ڈرائیور نے گاڑی کی رفتار سست کرتے ہوئے پھر خود ہی کہنا شروع کیا۔
[illegible] بزرگ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ صاحب کشف ہیں۔ مراقبۂ القمر بھی کرتے [illegible]

میں کان کھڑے کیے آنکھیں چھپائے اس کی ایک ایک بات پہ دھیان دیے ہوئے تھا۔ لیکن [illegible] کیا ہو۔

[illegible] ہے کہ پیغمبروں کے وقتوں کے کئی جنات بھی ان کے پاس آتے ہیں۔۔۔۔تم نے دیکھا نہیں وہ [illegible] مہربان سے جن ہی دکھائی دیتے ہیں [illegible] یہاں [illegible] اور سیاح لے کر آتا ہوں۔ ان [illegible] اور صحبت سے فیض یاب ہوتا رہتا ہوں مگر آج ان کی ایک عجیب سی کیفیت دیکھی جو اس سے قبل [illegible] میں نے انہیں آج تک کسی کی ایسی پذیرائی کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی انہوں نے [illegible] تک اس بات پہ حیران [illegible] شفقت [illegible] سے پیش آ [illegible] اپنے ہاتھ سے [illegible] مجھے تو لگتا ہے کہ تم بھی کوئی نیک ہستی ہو۔ تب ہی تو انہوں نے تمہیں [illegible] نماز پڑھنے کے لیے بلایا ہے۔۔۔ اور پھر یہ کہ [illegible] وہ اپنے [illegible] خاص طور پہ [illegible] سے بھیج رہے ہیں۔"

اس سے پہلے کہ میں اس کی ان باتوں کا کوئی جواب دیتا ہم شہر کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ [illegible] عجیب [illegible] پہ اٹک گئی تھی۔ اگلے چند منٹ میرے ہوٹل تک پہنچنے میں صرف ہوئے۔ [illegible] رخصت ہوتے کے ان دونوں نے بڑی عقیدت سے میرے ہاتھوں پہ بوسہ دیا تھا۔

[illegible] بات بھی میرے لیے بڑے بڑے سوالات لیے ہوئے تھی۔ کھانا میں کھا کر آیا تھا۔ [illegible] نے قہوہ منگوایا۔۔۔ [illegible] بیٹھے ہوئے [illegible] مشتری کی [illegible] سامنے رکھ لیے۔ [illegible] اور [illegible] بیٹھے ہوئے آج کھانا [illegible] مشغول ہے۔ اور [illegible] کا مشتری کا نام [illegible] چلے۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] میں ہوتا ہے۔ اس طرح [illegible] اور قوت [illegible] میں بے کار وقت گزاری [illegible] انتظار [illegible] غم اور خوشی کے لمحات میں تنہا [illegible]

اور شکم خوری سے بہتر اور کوئی شغل نہیں ہوتا ــــ شیر و شہد، صغیر و کبیر، غریب و امیر اسی تمنا کو شکم کے اسیر ہوتے ہیں۔ شیشہ نوشی (حقّہ پینا) توبہ توبہ بڑی قبیح علت ہے مگر یہ شکم (توئی) بڑا سود مند مشغلہ ہے ــــ کام کا کام طعام کا طعام ــــ خالی خولی منہ باندھ کر پڑے رہنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ صحت اور بجٹ اپرو رج کھلواتے رہیں۔ کام کا کام گٹھلیوں کے دام۔

مجھے یہ تیّج کھانے سے بے پناہ رغبت رہی، مگر ایک قباحت بھی واضح ہے کہ آپ یہ شغل صرف خطہ عرب میں ہی سرانجام دیں تو مناسب ہے جیسے چپل کباب کھانے کا حقیقی لطف صرف اور صرف صوبہ سرحد میں ہے ــــ سرحد سے دو قدم باہر نکل آئیں تو یہ چٹ پٹے مرچیلے چٹخارے دار جلے منہ جلے کباب، کباب نہیں ایک عذاب بن کر آپ کے پیٹ میں جہنم دہکا دیتے ہیں۔ پشاوریوں کی گلی محلوں پائے، تکے، چھولے ــــ اور دہی ــــ حلیم اور نہاری ــــ نکلیاں، تکے ــــ چاٹ اور گول گپے ــــ یہ چیزیں صرف لاہور کی حدود میں ہی لطف اور اپنا ذائقہ برقرار رکھتی ہیں۔ تجربہ کرنا ہو تو ان کھانوں کو بند حوا کر اپنے ساتھ لے لیں اور راوی کا پل کراس کر کے کہیں بیٹھ کر کھائیں ــــ آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اب نہ وہ ذائقہ ہے نہ مزہ [illegible] [illegible] [illegible] سے بھی ہوتا ہے۔

بات ہو رہی تھی کہ پورا عالم عرب، اردن، لبنان، بیروت، دبئی وغیرہ کے حقیقی [illegible] رہ کر [illegible] پیٹ بھرا [illegible]

اس وقت میں بھی دمشق کے ایک اونچے ہوٹل میں نیم دراز مانچا بھرا [illegible] اور نظریں [illegible] کے ساتھ چلے [illegible] ساتھ۔ سارے دن کی آوارہ گردی، پیالوں کی اڑان، جسم کے جوڑ جوڑ دکھ رہے تھے ــــ پیٹ پہلے ہی بھرا ہوا تھا اس سے پہلے کئی پیالے چائے کے بھی پی چکا تھا ــــ اچھا چھوڑیے خالی الذہن ہونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا ــــ آنکھوں کے باوجود میں ایک لمحے کے لئے بھی اس معشوق کی صورت اپنی آنکھوں کے سامنے سے نہ ہٹا سکا۔ کتابی چہرہ، نورانی سا چہرہ ــــ مہربان سی آنکھیں، جیسے خوبصورت سی روشنی ــــ مخروطی انگلیاں [illegible] سرخ ہونٹوں سے ہلکا ہلکا مسکرانا اور تبسم کا انوکھا انداز ــــ بہت سادہ سے کپڑے کی قبا سر پہ دستار فضیلت ــــ سیدھا سادہ سا سیدھا سچا تاثر ــــ واقعی وہ کوئی صوفی منش مخلوق جان پڑتے تھے۔ آج انہوں نے جو میرے ساتھ انتہائی مشفقانہ سلوک کیا تھا وہ میرے لئے کچھ ناقابل فہم بھی تھا۔ میں ایک عام سا آوارہ گرد، ٹھنڈ جاہل سا گندہ بات [illegible]

[illegible] ہم نے فاضل بھلا ان کے کس کام میں [illegible] سوچنے لگا یہاں تو بڑے بڑے اجل فاضل حاضری دیتے ہیں گے [illegible] یہاں تو ان کے مزارات کے متولی جو شخص ہے کیا کلام ہو جناب ولی قطب بھی آتے ہوں۔ [illegible] اور میری ان وجہ اور کی حالت و صورت سے میری ظاہری باطنی حالت مترشح تھی [illegible] آخر اس [illegible] اپنائیت و محبت دینے کی کوئی وجہ؟ اس سرگشتگی و سرگردانی میں رات کے کسی پہر آخر کہیں آنکھ جڑ گئی۔

[illegible] کے آس پاس ٹیلیفون کی کرخت اور مسلسل گھنٹی نے مجھے گہری نیند سے اچاٹ کر دیا تھا۔ [illegible] انگریزی میں گڈ مارننگ کہہ کر اس وقت ڈسٹرب کرنے پہ معذرت چاہنے لگا۔ آنکھوں میں [illegible] کچھ سویا ہوا کچھ جاگا ہوا ایسے میں کچھ جان نہ پایا کہ ایسی شستہ انگریزی بولنے والا میرا [illegible] ہو سکتا ہے جبکہ ابھی ہوٹل کا نمبر بھی میں نے کسی کو نہیں دیا تھا۔ [illegible] کہ میں کچھ الٹا سیدھا جواب [illegible] سے پھر سلسلہ کلام شروع ہو گیا۔

[illegible] بھائی ہے مجھے اپنے حضرت آب دادا سے ہدایات ملی ہیں کہ میں آپ سے رابطہ [illegible] ت حاصل

[illegible] ان پہ چھائی ہوئی دھند چھٹ چکی تھی [illegible] بزرگ کا [illegible] آنکھوں کے [illegible] لگا پاتے [illegible] کیا۔

[illegible] آپ کے [illegible] دادا سے [illegible] حاصل ہوا تھا اور آج ان کے حوالے سے آپ سے ملاقات بھی [illegible] باعث [illegible] آپ [illegible] تشریف لائیں گے؟"

مجھے بھی ایسی ہی شگفتگی و شائستگی سے جواب ملا۔

[illegible] ان شاء اللہ ٹھیک [illegible] بجے [illegible] کے نیچے [illegible] مجھے اور میری مشین [illegible] کو [illegible] تو نہیں ہو گا کیونکہ ہم دونوں [illegible] جواب نہیں [illegible] اور ہاں [illegible] کے ساتھ [illegible] آپ کے ساتھ [illegible]

[illegible] یہ کیا چیز تھی؟ ہم مرشد [illegible] ایسا [illegible] تیز [illegible] کی [illegible] اب میرے اعصاب پہ دادا کے ساتھ پوتا بھی سوار ہو چکا تھا۔

عربی' پٹھان اور سکھ' چاہے ساری زندگی میامی' پیرس' لندن' ٹرانٹو یا نیویارک میں بسر کر دیں۔ وہی عربی' پٹھان اور سکھ ہی ہیں۔ اپنا موڈ' وضع قطع' لب و لہجہ اور طرز حیات نہیں بدلتے۔ [illegible] ظاہر ہے نفسیات آپ بزرگ کا پوتا تھا اور وہ بزرگ سوائے عربی کسی اور زبان سے نابلد تھے۔ اب اس نادیدہ [illegible] لب و لہجہ میں بھی اس کے شامی ہونے کی چغلی نہیں کھاتا تھا — میرے دل میں آیا ممکن ہے ان بزرگ کی [illegible] کسی غیر ملکی ماں کے بطن سے ہو اور اس کی تعلیم و تربیت کہیں یورپ وغیرہ ہوئی ہو۔ بہرحال' اب میں تقدس کے چنگل سے نکل کر پوتے کی پُر لطف شخصیت کے جنگل میں گم ہو چکا تھا۔

ہوٹل کی تیسری منزل پہ میرا کمرا اس کے عین صدر دروازے کے اوپر تھا۔ کمرے کی دونوں کھڑکیاں باہر سڑک کی جانب کھلتی تھیں۔ نہایا دھویا کپڑے تبدیل کئے' ہلکا سا ناشتہ لیا... بارہ بجنے میں پانچ منٹ تھے کہ میں نے کھڑکی کھول کر نیچے جھانکا... اگر عجیب و غریب موٹر سائیکل وہاں نہ ہوتی تو سمجھتا کہ کوئی [illegible] نوسر باز قسم کا دو نمبر عربی [illegible] مجمع لگائے دوکانداری کر رہا ہے — موٹر [illegible] جہازی سیٹ [illegible] گھٹنے [illegible] دونوں [illegible]

[illegible]

[illegible] امریکن ہیرو کی طرح [illegible] بدن [illegible] ہوئے تھا۔ شرٹ [illegible] آنکھوں پہ کالی [illegible] چڑھی ہوئی تھی — [illegible] ان کا [illegible] لیا۔

[illegible] موٹر سائیکلیں جو زیادہ تر [illegible] ہوتی ہیں یا محدود تعداد میں [illegible] صورت میں [illegible] یہ شوقین لوگوں کے لئے تیار ہوتی ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں ان کا بڑا کریز ہے۔ ان ممالک کے [illegible] اگر آپ [illegible] ہوں دیکھیں گے کہ آپ کی بغل سے [illegible] اڑن طشتری کی سی سواری اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی آنکھوں کے سامنے پیش منظر میں غائب ہوتی ہے۔ جس طرح [illegible] ڈرائیور قریب قریب لیٹ کر ڈرائیو کرتا ہے اسی طرح اس پہ بھی قریب قریب رکوع کی حالت میں [illegible] ڈرائیو کیا جاتا ہے۔ [illegible] اگر آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں [illegible] خلائی جہاز پہ جانے کی تیاری میں [illegible] اس کا [illegible] گوشت پوست [illegible] ہیوی ڈیوٹی مشین کی مانند ہی ہوتا ہے۔ اس مشین کو [illegible] میں ڈرائیو کرنے والے زیادہ تر [illegible] ہوتے ہیں ان کے بس میں ہو تو وہ اس مشین کو اڑن طشتری سمجھتے ہوئے اگلا پہیہ اٹھا کر افلاک کی جانب

[illegible] حرکت کر جاتی ہیں — یہ بڑی قیمتی نادر عجوبہ قسم کی ہوتی ہے۔ موٹر سائیکلوں کے کسی عجائب خانے
[illegible] کی بجائے لوگ اسے سڑک پہ ہی دیکھ لیتے ہیں — یہ موٹر سائیکل کم گینڈا زیادہ دکھائی دیتی۔ بلکہ
[illegible] کی شکل بجو بارہ سنگھا اور ڈائنو سار کی طرح بھی — میں نے کئی ایک اس قسم کی موٹر مشینیں دیکھی ہیں جن کے
[illegible] بارہ سنگھے کے بڑے بڑے سینگ لگے ہوتے تھے۔ ہاتھی کے بڑے بڑے دانت، گھڑیال اور بارہ
سنگھے کے جبڑے، گینڈوں کے نوکیلے سینگ، حنوط کیے ہوئے اژدہے اور بھیڑیوں کے سر۔۔ یورپ امریکہ
[illegible] فرانس میں ان موٹر سائیکل رائیڈروں کی بڑی بڑی تنظیمیں ہیں — جن کے زیر اہتمام بڑی
[illegible] کے اہتمام ہوتے ہیں — ایشیا کے ممالک میں یہ شوق شغل نہ ہونے کے برابر ہے — شاذ ہی
[illegible] عجوبہ روزگار [illegible] مشین دکھائی دیتی ہو۔

ہمارے ہوٹل کے صدر دروازے کے باہر بھی اس وقت اسی قسم کی موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ جس کے گرد
[illegible] لوگ اس کو اور کبھی اس کے مالک کو عجیب عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ میں زیر لب مسکراتے
[illegible] ہوئے نیچے اتر آیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے میں [illegible] بھی دیر نہیں
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے کہ [illegible] حالت یا بہر
[illegible] موٹر سائیکل [illegible] ہوتے تھے — [illegible] کے پیچھے [illegible]
[illegible] رہا — [illegible] خوب کھینچی۔

[illegible] جوان تھا [illegible] دیکھ رہا تھا اس کی پیشانی پہ
[illegible] — جو یقیناً اس کے بزرگ [illegible] کا تصرف تھی۔ نیلی آنکھیں، گوری رنگت، سنہری بال
[illegible] اس کی ماں کا تصرف ہو سکتا تھا۔ دوران گفتگو اس نے ایک لفظ تک عربی کا استعمال نہیں کیا تھا۔
[illegible] علیکم کی بجائے اس نے [illegible] کیا تھا [illegible] موٹر سائیکل نے
[illegible] کرنے کے برابر — اور پھر اس پہ سوار ہونا بھی ایک [illegible]
[illegible] شتر بے مہار پہ بیٹھنے کے مترادف ہوتا ہے — اس کے [illegible] کی دہشت کے
[illegible] جیسے [illegible] کے [illegible] پیدا کیا — اس نے [illegible] ہوتے ہوئے [illegible] لوگوں
[illegible] صورت کھڑے [illegible] نے خوب [illegible] کرتے ہوئے تالیاں بجائیں — جب دھماکوں کی آوازوں
[illegible] اور دھویں میں اعتدال ختم ہوا تو اس جوان خوب رو خوش خصال نے کمال مہارت و مہادت

سے سر پہ وہ خلائی خول پہنا جسے انگریزی میں ہلمٹ کہتے ہیں۔ تھوڑی کے نیچے تسمہ باندھ کر اس نے [illegible]
کے آگے براؤن رنگ کی عینک کی سکرین گرائی اور کمال بے اعتنائی و بے نیازی سے خبردار کیا۔

"میرے پیارے دوست! ذرا سنبھل کر بیٹھنا ــــ رفتار اور کردار کے معاملے میں یہ احمق کچھ
زیادہ قابلِ بھروسہ نہیں ہے۔"

میں نے کچھ زیادہ نہ سمجھتے ہوئے یونہی پوچھ لیا۔

"کیا مطلب......؟"

اس نے مشین گیئر میں ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"رفتار اور کردار کا مطلب سمجھانے کے لئے مجھے تمہیں ایک واقعہ یا قصہ سنانا پڑے گا۔
عمرو عیار کے وقتوں کی بات ہے ایک بدو نے کسی خرید و فروخت کے تحت گدھا خریدنا چاہا تو وہ [illegible]
کے تاجر کے پاس پہنچا اور اپنا عندیہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی ایسا نسلی اور خاندانی شریف بہادر سا گدھا چاہئے کہ کم از کم جس کی رفتار اور کردار [illegible]
[illegible]"

[illegible]

گدھا [illegible]...... بڑی گہری نظر سے اپنے گدھوں کے ریوڑ کو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"[illegible] یہ سامنے حاضر مال کابلی گدھوں کا ہے ــــ ان میں کوئی ایسا گدھا دکھائی نہیں [illegible]
آپ کی طلب کے مطابق [illegible] ایک نادر الوجود جانور ہے
جسے گدھا کہنا اس کی توہین کے مصداق ہے۔ اگر آپ چاہیں اور اس کی شایانِ شان قیمت ادا کرنے کا [illegible]
رکھتے ہوں تو حاضر کرتا ہوں۔"

خریدار اس کی چرب زبانی سے خاصا متاثر ہوا اور جی فوراً ملاحظہ کا ارادہ ظاہر کیا [illegible]
کشاں کشاں اپنے گھر گیا کچھ دیر بعد ایک مریل سے گدھے پہ سوار واپس آیا ــــ گدھا بمشکل اس کا
لادے لڑکھڑاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"[illegible] قدر شناس [illegible] خاص الخاص خراسانی جانور ہے آپ نے گدھا دیکھ کر اپنی سواری کا [illegible]
ہے ــــ آپ کو نسلی خاندانی اور شریف قسم کے جانور کی خواہش ہے جو رفتار اور کردار کا بھی غازی ہو یہ
اوصافِ حمیدہ صرف اسی میں موجود ہیں...... اسی لئے تو یہ الگ باندھ کر رکھا ہے کہ [illegible]
خرید نہ پائے گا ــــ" آپ کے نصیبوں میں اگر یہ نادر تحفہ لکھا موجود ہے تو سبحان اللہ ــــ ورنہ [illegible]

[illegible] بصرے کے بابا الصباح صادق کے ذخیرے کی کھجوروں کی چھلکی ہوئی گٹھلیاں خراسانی [illegible] کے خشک کوچلیں اور شہر حلب کے انگور کے باغوں کے نرم نرم پتّے کھا رہا تھا ــــ آپ جو ظلم ......!"

[illegible] کی مت بھی اُلٹ گئی ــــ وہ تحسین و تکریم بھری نظروں سے جانور کی ٹانگیں پٹھیں اور دیگر [illegible] ٹٹولنے لگا ــــ تاجر تاڑ گیا کہ احمق گرفتار ہونے کو ہے ــــ اس نے کمال عیّاری و اداکاری [illegible] واپس گھر لے جانا چاہا ــــ بدّو نے دیکھا تو خوشامدانہ رویہ اختیار کرتے کہنے لگا۔

"یا شیخ! مجھے یہ جانور پسند آیا اب نعم البدل بیان کر" ــــ تاجر نے اس کی قیمت بتائی جو چار گدھوں کے [illegible] ــــ تکرار کے بعد بیکار و بیمار تین گدھے برابر قیمت خریدار کے ہاتھوں اُٹھ گیا۔ وہ بصد کھینچا تانی "ذی حکم [illegible]" اپنی راہ لگا ــــ کچھ راہ آگے اس نے سوچا کہ جانور کا مطلب ہے کہ اب پہ سواری کی جائے نہ [illegible] کھینچا جائے چنانچہ وہ گدھے کو پچکارتے ہوئے اس پہ سوار ہو گیا ــــ اب جنبش نہ ہنجید مثل گنبد [illegible] حضرت وہیں پہ گھر کا رُخ کرتے جھول رہے ہیں ــــ جھنجھلایا ہوا بدّو بہت دیر تک اس کے [illegible] آتا رہا مگر بے سود حرکت نہ برکت ــــ وہ ابھی مزید غور کر ہی رہا تھا کہ پیچھے سے کوئی [illegible]

[illegible] کسی نے جنگل کی جھاڑ جھاڑ دیئے ہوں ــــ ایسی [illegible] میں بدّو کے حواس بھی جاتے رہے۔ [illegible] سے بھاگے گدھے پہ [illegible] تو وہ اپنا توازن کسی نہ کسی طور سنبھالے رہا مگر اچانک گدھے [illegible] دیا تو [illegible] اور گدھا اسی رفتار سے [illegible] بھاگا جا رہا تھا ــــ بڑی دیر تک تو بدّو نے گھٹنوں ٹخنوں پہ ہاتھ پھیرا اور [illegible] وہ لنگڑاتا واپس ہوا اور [illegible] کے پاس پہنچا ــــ بڑی زاری اور شکایت کے انداز میں ساری بپتا [illegible] دوسری طرف وجیہہ [illegible] کمال ہمدردی و توجہ سے تمام داستان الم ناک سُن کر کہنے لگا کہ [illegible] افسوس ہی کر سکتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس گدھے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ایسی تیز رفتار گدھوں کے [illegible] حصولات ہیں۔ قطع نظر اس واقعہ کے اگر آپ کی خاطر خصوصیات سے بچے ہوئے ہاتھ [illegible] میں ذمہ دار ہوں۔ بدّو گھٹنے کی دُکھن سے کراہتے ہوئے کہنے لگا۔

[illegible] نے رفتار اور کردار پہ زور دیا تھا کہ یہ دونوں خوبیاں گدھے میں ہر جا تم ہونی چاہئیں ــــ اور [illegible] میرے لئے ناقابلِ اطمینان رہی ــــ وہ خود چلنے سے قاصر تھا مجھے گھسیٹتے ہوئے لے جانا پڑا۔ [illegible] اس پہ سوار ہوا کہ دیکھو شاید اسی طرح یہ رواں ہو جائے ــــ پر اسے تو شاید کسی اپاہج گدھی نے

جتا تھا۔ میرے اوپر بیٹھتے ہی وہ پیچھے ہٹنے لگا۔۔۔ یہاں تک کہ میرے نتھنے ذہن پلٹ گئے ـــــ یہ تو ہوئی اصل چاول کی حالت اب اس کے چلن کا آنکھوں دیکھا حال سنو ـــــ میری اور میرے نصیبوں کی بربادی کہ سامنے سے کہیں ایک الھڑ یا گلی سی گدھی چندان بوجھ اٹھائے اٹھکیلیاں توڑتی ہوئی چلی آ رہی تھی ـــــ اس پر نظر پڑتے ہی اسے جنون چڑھ گیا۔۔۔ جسم اینٹھنے لگا ـــــ مردار کے اندر جیسے ہاتھی کی قوت اُمڈ آئی تھی۔ وہ دولتیاں جھاڑتے ہی دھاڑیں لگاتا ہوا گدھی کی جانب بھاگا۔۔۔ میں اوپر سوار کہاں تک سنبھلتا۔۔۔ نابکار نے جو ایک جھٹکا دیا اور میں نیچے۔ میری حالت دیکھو بڑی مشکل سے گرتا پڑتا یہاں تک پہنچا ہوں۔ اب میری بات غور سے سنو یہ جانور نہیں بلکہ سو فیصد گدھا ہے اور میں یہ بھی دعویٰ کرتا ہوں کہ خراسانی ہوتا تو دور کی بات یہ زردسیاہ کاٹھ بھی نہیں ـــــ یا تو یہ بنگالی یا پھر صومالی ہے تمہارے چال اور چلن کے دونوں دعوے غلط ثابت ہوئے اب تم میری رقم واپس کر دو۔“

تجمل مجھے بقراط اور کردار کی کہانی سنا رہا تھا اور میں اس کھوڑے مسکراتے ہوئے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کس مزے سے اتنی گل افشانیاں کر رہا ہے ـــــ اس الھڑ عمر میں ایسی بلوغت کی باتیں اس نے کہاں سے سیکھیں۔ بات کرنے کے کا ایسا من موہنا انداز کہاں سے پایا۔ مجھے اس طرح تکتا پا کر وہ جھینپ گیا۔ ستم ظریف۔۔۔

”اچھا اچھا میرا خیال ہے کہ میں کچھ زیادہ ہی بول رہا ہوں۔“ پھر کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ ”اوہو ہم لیٹ ہو رہے ہیں ـــــ چلو اٹھو۔“

● تجمل پاشا اور قاتلیں ـــــ !

کوارن کی پہاڑیوں کی جانب بڑھنے والی سڑک ایسی پیچدار تھی جیسے ذلتی کے بدوپ کی دراڑوں کی طرح اس پر تین چار گاڑیاں رواں دواں تھیں ـــــ کہ پہاڑی علاقہ تھا۔ بعض جگہ چھوٹے بڑے موڑ ـــــ موٹر سائیکل پر مرا رکے پیچھے بیٹھا ہوا ساتھی عجب سی دوہری کیفیت میں پھنسا ہوتا ہے۔ بات وہ بالکل ہی نہیں کر سکتا ـــــ تیز رفتاری، ہوا کا دباؤ، ٹرانیر کے ہاتھ وغیرہ کی وجہ سے وہ مظلوم ذرا زور سے بولے تو سنا ہوا ہوتا ہے۔ ہاتھ کہنی کا اشارہ، ٹہوکا، بغل یا پیٹ میں چٹکی وغیرہ بکواس کی۔ کچھ احساس نہیں ہوتا ستم ظریف نے اتنا کچھ اور ایسا کچھ پیدا اور ضائع ہوتا ہے کہ اسے ہوف والے نوٹ یا کچھ تو موٹا خوف کے متوجہ کیا جا سکتا ہے ـــــ اس موٹر سائیکل کے آگے راستے سمٹتے ہی نہیں سکڑتے بھی جاتے ہیں۔ لگتا ہے

[illegible] طرف سے سڑک رواں ہو رہی ہے۔ کسی شہر خموشاں یا کسی ملک عدم و غفلت میں پہنچنے کے لئے اس سے
[illegible] ابھی ایجاد نہیں ہوئی۔ میں تو ویسے بھی جب کہیں باہر جانے کا قصد کرتا ہوں [illegible]
[illegible] سکتا ہوں۔ یعنی سفر آخری سفر سمجھ کر ہی شروع کرتا ہوں ۔۔۔ اس کے باوجود میں پیچھے سہما سہما
[illegible] سے ڈرے ہوئے چوہے کی طرح سمٹا چپکا ہوا بیٹھا تھا ۔۔۔ کبھی کبھی کافی آنکھ سے اپنے دائیں بائیں
[illegible] سے گزرتی گاڑیوں، ملٹری کے ٹرکوں، ٹوٹے کھمبوں کو دیکھ کر رفتار کا اندازہ لگانے کی ناکام کوشش کرتا۔
[illegible] سے موڑ کے آگے یکدم رفتار کم ہوئی۔ میں نے اس کے شانے کے اوپر سے سامنے دیکھا تو سڑک
[illegible] کر پانچ سات کچے پکے گھر گھروندے، اکیلے مینار والی چھوٹی سی مسجد اور ایک دو دوکانیں دکھائی
[illegible]۔ ہم ایک قہوہ خانے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔

"چائے، کافی، قہوہ یا کوئی سافٹ ڈرنک؟"

اس نے ہیلمٹ اتارتے ہوئے مجھ سے پوچھا۔

"[illegible] نہیں"

[illegible]

[illegible] تک واپس آیا۔"

میں کیا جواب دیتا۔ وہ کسی پرندے کی طرح پھدکتا چلا گیا [illegible] قہوہ خانے کے قریب
[illegible] صحرائی انداز کے [illegible] تھا ۔۔۔ مجھے اس کا عجیب سا [illegible] ہے۔
[illegible] کا تو پتہ نہیں چلتا ۔۔۔ اپنے متعلق میری ہر رائے کو پامال کرتا چلا جاتا ہے۔ پھر میرا دھیان اس کے
[illegible] کی طرف دھیان چلا گیا۔ ان کا نورانی چہرہ [illegible] میں ان کی عزت [illegible]
[illegible] اور بالکل [illegible] اپنے بزرگوں
[illegible] گیا تھا۔

میں نے دیکھ [illegible] ہوا چلا آ رہا ہے۔ [illegible] اس کی انگلیوں میں [illegible]
[illegible]

"ہائے میٹ....."

اس نے السلام علیکم کی بجائے ہائی کہا۔ انگلینڈ کے علاوہ یارکشائر میں متوسط طبقے کے لوگ آپس
میں ملاقات پر یہی کلمہ استعمال کرتے ہیں جبکہ اشراف میں ایسا لب و لہجہ اور طرز تخاطب اکثر سننے میں نہیں آتا۔

میں پھر ایک بار سوچوں کی دلدل میں اتر چکا تھا۔ یہ یقیناً مانچسٹر، لیڈز یا بریڈفورڈ کی کسی یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہے یا زیادہ وقت اُدھر ہی گزر رہا ہے۔

اس نے بے تکلفی کا ہاتھ بڑھا کر مجھے سوچوں کی دلدل سے باہر کیا پھر خود ہی بتانے لگا۔

"جانتے ہو میں کہاں گیا؟"

میں نے جواب میں بھونڈوں کی طرح نفی میں سر ہلا دیا..... بتائیں؟

وہ بائیں آنکھ دبا کر بتانے لگا۔

"میں اپنی گرل فرینڈ سے ذرا لانت سا ہیلو کہنے گیا تھا..... یہ قہوہ خانہ اور سٹور دیکھ رہے ہو؟ یہ میرے ہونے والے فادر ان لاء کا ہے..... جو رشتے میں میرے قریب کے انکل بھی لگتے ہیں۔"

موٹر سائیکل کو کک مارتے ہوئے مزید بتانے لگا۔

"اس قندیل لڑکی کا نام کلثوم ہے میں اسے پیار سے ثومی کہتا ہوں..... بڑی گریس فل سادہ سی ہے..... میرے ساتھ ہی پڑھتی رہی ہے..... آنے والے دسمبر اس کی ڈگری ہو جائے گی..... اور اسی دن ہماری شادی بھی ہو جائے گی ان شاء اللہ!"

[illegible]

"میں اپنا سگریٹ اس کو دے آیا ہوں اور یہ سگریٹ اس کی لبوں سے لگا کر لایا ہوں۔ اس سگریٹ کے فلٹر پر اس کی لپ سٹک کا نشان نظر آ رہا ہے نا۔" وہ سگریٹ کی راکھ ہوا میں اچھالتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"آئی لو یو ثومی..... آئی لو یو..... چلو جلدی کرو۔ ہم پہلے ہی لیٹ ہیں۔"

پہاڑی کی اونچائی پر مزار پہ پہنچے تو مسجد نما مقبرے کے ساتھ تھوڑے سے ہموار قطعے پر چٹائیوں اور دریوں پر کچھ لوگ بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے..... یہ قریب قریب سارے ہی قوال تھے..... دو دیوں میں گیت..... ان کا سلسلہ بھی چل رہا تھا..... تقریباً بابا جو رنگ سیاہ جبہ اوڑھے سر پہ دستار ہاتھ میں عصا..... تھے..... ظاہر ہے کہ ہم دیر سے پہنچے تھے..... دروازے سے ہم دونوں الٹے قدموں پیچھے چپل لے کے نکلنے چڑھ گئے تھے۔ نماز کے بعد میں نے فوراً بابا سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور اپنے اپنے راستوں پہ ہو گئے۔ کچھ اور مقامی لوگ بھی تھے بعد میں مزارات کی اوٹ سے کچھ بڑی جوان خواتین اور بچے بھی آئے..... جو بزرگ بابا کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ گئے..... ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان تھا انہوں نے درمیان بچھے ہوئے دسترخوان پہ سجا کر رکھ دیا۔ کھجوریں، زیتون کا پھل، دودھ، دہی..... چائے

... تنوری روٹیاں، سرکے میں ڈوبا ہوا اچار، خشک میوے اور حلویات بھی تھے۔ کھانے سے پہلے بابا
... نے ایک ایک کی حال احوال دریافت کیا۔ پھر بسم اللہ کہہ کر کھانے کا اذن دیا۔ عربی تنوری
... نان۔ ان چیزوں کا اکٹھا استعمال بھی اک علیحدہ ہی تجربہ اور ذائقہ ہے۔ ساتھ دو چار کھجوریں
... الحمد للہ۔ اس سے بہتر، مکمل اور سادہ غذا دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ہلکی پھلکی باتیں اور
... ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ قہوے کے فنجان بھی تھے آدھا آدھا گھونٹ قہوہ بھی نصیب ہوا۔
... ڈائننگ ہے۔ کھانے سے فراغت ہوئی تو بزرگ بابا ہاتھ منہ دھلوا کر چبوترے پہ تشریف
لے گئے۔ اب باری باری ایک ایک فرد وہاں پہنچ بزرگ بابا سے اپنی بات کرتا۔ میں نجیل کے ساتھ دور
... بزرگ بابا ہر اک کی بات غور سے کان لگا کر سنتے، کسی کو مشورہ دیتے، کسی کے سر پہ ہاتھ
... آنکھوں پہ کچھ پڑھتے... پھر پھونک دیتے... کسی کے سینے پہ [illegible] کسی کی آنکھوں پہ دم کر کے
... بچے، جوان، بوڑھے، عورتیں، لڑکیاں سب ہی اپنی اپنی باری جاتیں۔ [illegible] مطمئن سی ہو کر واپس

... نے کہنی سے مجھے متوجہ کیا... [illegible] اب میرے

[illegible]

...؟"

... نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا کہ شاید لی جائے مگر وہ اسی چیز کی [illegible] تھا کہ جس پہ پانی،
... ہے، الفاظ [illegible] کی بھی [illegible] تھی

... اس نے ہاتھ سے میرے گھٹنے کو دباتے ہوئے کہا۔

... دیکھ رہو... یہ خوش عقیدہ، خوش فہم اور خوش خواب... سیدھے سادے [illegible] فقیر کے فقیر
... تیسری دنیا کے مسلمان ذہنی اور فکری طور پہ [illegible] مگر مذہبی خوش عقیدگی اور خوش فہمی
... اور [illegible] انسان کبھی بھی اپنے ہم عصروں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل سکتا اور نہ
... ساتھ دے سکتا ہے۔"

میں نے بڑی ناگواری سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"... آج کی ضرورت اور وقت کا تقاضا ہی ہے ... کرانا، اس کے ہاتھ پاؤں چومنا یا تعویذ
... نہیں... جدید ٹیکنالوجی، ایڈوانس سائنس کو پڑھنا، سمجھنا اور حاصل کرنا ہے۔ تم نے میری

چیونٹشین دیکھی — یہ کس نے بنائی ایجاد کی — تم اس کے میکنزم کو دیکھو تو حیران رہ جاؤ یہ دور اس مشین سے
کہیں اوپر خلاؤں میں گردش کرتی ہوئی مشینوں کا ہے۔ کیا کبھی ان سادہ لوح انسانوں نے غور کیا کہ یہ
کس نے بنائی ہیں؟ کس کی ہیں ان سے کون فائدے حاصل کر رہا ہے؟ — سفر کے لیے تمہاری بیل گاڑیاں
اور گھوڑا گاڑیاں کیا اس دور کی بدلتی ہوئی سفری ضروریات کا ساتھ دے سکتی ہیں۔ یہ وہ خلا پن ہے کہ میرے
واجب الاحترام دادا میرے اصرار کے باوجود بھی اس چیونٹشین پہ نہیں بیٹھتے کہ وہ اسے شیطانی چرخہ کہتے
ہیں — لیکن موٹر کار، جیپ یا بس پہ شوق سے بیٹھ جاتے ہیں۔ میں اس شیطانی چرخے پہ یہاں سے [illegible]
تک بیس منٹ میں پہنچ جاتا ہوں وہ ڈیڑھ گھنٹہ لگا دیتے ہیں — میں تو اپنے محترم دادا کو مشورہ دوں گا کہ وہ
کے لئے یہ کہتے جائیں، دستاریں اتاریں اور جینز، جیکٹ، پی کیپ پہنیں۔ دین کو صدیوں پرانی ایسی رسموں
نہ بنائیں جو محض لڑنے جھگڑنے، اختلاف [illegible] عبادت کرنے کے لئے ہی ہو۔ چلیں اس کی
جگہ نئی کتابیں اور ایک جدید یونیورسٹی کا تصور کریں۔ جہاں عہد حاضر کے جدید علوم سے آگاہی ہو
سکے — [illegible] قرآن، دین، مسلک، شریعت اپنی جگہ۔ اس سے انکار و فرار ممکن نہیں لیکن وقت کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کوئی علم [illegible] وغیرہ دیکھو گے۔ آنکھوں میں بے پناہ احترام بھر کر ان کے [illegible]
گے — ان کے پاؤں [illegible] خاک تبرک کا حاصل کرو گے۔ ان صدیوں پرانے مزاروں کی بابت پوچھو گے
ان کے حجرے میں [illegible] تبرکات دیکھو گے۔ [illegible] میرے دادا تمہیں [illegible]
وغیرہ دیں گے۔ [illegible] کوئی تعویذ، لوح، دعا گا — [illegible]! … دنیا کہاں سے
پہنچ گئی اور ہم ابھی تک حجروں سے باہر نہیں نکل پائے۔"

ایکا ایکی وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو لمبی لمبی سانسیں کھینچنے
لگا۔

"معاف کرنا دوست! مجھے اس وقت شدت سے سگریٹ کی طلب محسوس ہو رہی ہے اور گلثوم کی [illegible]
رہی ہے — جانتے ہو میری منگیتر گلثوم [illegible] خیالات کی کوئی پرواہ نہیں [illegible] تہجد نماز پڑھنے والی
نہیں۔ وہ [illegible] سائنس میں گریجویٹ ہے — [illegible] ہے — [illegible]
مذہبی حد بندیوں کی قائل نہیں البتہ وہ ضرورت مندوں کی مدد کرتی ہے — [illegible] قرآن پڑھتی ہے
باغ بانی، ڈرامے، فنکشن شوق سے کرتی ہے اور سینما بھی دیکھتی ہے۔ جیسے سگریٹ [illegible]

[illegible] میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی ۔۔۔ اسی لئے مجھے پسند ہے کہ وہ کوئی بیک ورلڈ قبائلی لڑکی نہیں ۔۔۔ بلکہ اس زمانے کی قدروں تقاضوں سے ہم آہنگ لڑکی ہے۔"

وہ مجھے بائی بائی کر کے چھکڑے سے نیچے ڈھلوان کی جانب اتر گئی۔

بزرگ بابا نے دیکھتے ہی دیکھتے تمام عقیدت مند نمٹا دیئے تھے ۔۔۔ لوگ ہاتھ فارغ ہوتے ہی [illegible] اپنی اپنی راہ ہو لئے ۔۔۔ زیادہ تر مرد و عورتیں پیدل ہی تھیں جو پہاڑی راستوں پہ اترتے [illegible] رہے تھے ۔۔۔ دو چار بوڑھے اب بھی یہاں موجود تھے جنہیں بزرگ بابا اشاروں سے کچھ [illegible] رہے تھے۔

جونہی ان سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے اشارے سے اپنے پاس طلب فرمایا ۔۔۔ میں سلام کر کے [illegible] بیٹھ گیا۔ انہوں نے کچھ عربی میں ارشاد فرمایا ۔۔۔ اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق میں نے یہی سمجھا [illegible] اپنے پوتے جمیل کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ وہ کہاں گیا ہے۔ میں نے [illegible] مشکل ٹوٹی پھوٹی عربی [illegible] کا سہارا لے کر انہیں بتانے کی کوشش کی کہ وہ [illegible] پہ گیا ہے۔ وہ [illegible] پھر کچھ [illegible] کہتے رہے مگر میں [illegible] اپنی [illegible] کی خاطر میں [illegible] سمجھتے ہوئے [illegible] جو شاید یہاں پہریداری پہ مامور تھا ہمارے پاس آیا ۔۔۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ بہت [illegible] ترجمہ کے فرائض بھی انجام دیتا رہا ہے۔ اس کا نام بھی یحییٰ تھا ۔۔۔ اس کی وساطت [illegible] اس کا پوتا [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] بابا [illegible] یقین ہے کہ اس نے تم کو [illegible] یا ہوگا اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ تم اسے پسند کرتے ہو لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ اس کی [illegible] سے پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس کے خیالات و نظریات سے متفق ہونا میرے لئے ممکن نہیں ہے لیکن [illegible] بھی تمہاری طرح اسے بے حد چاہنے پہ مجبور ہوں کہ وہ میرے اکلوتے شہید بیٹے کی واحد نشانی [illegible] میری نسل کی بقا محض جمیل یمانی کی مرہون منت ہے۔

[illegible] ایک لمبی خاموشی [illegible] کر بتانے لگے کہ اس کا شہید باپ بھی بالکل اسی جیسا تھا ۔۔۔ ایسے ہی [illegible] تھا ۔۔۔ مذہب اور دینی معاملات اس کے نزدیک ثانوی سی چیزیں تھیں ۔۔۔ وہ بھی [illegible] تھا [illegible] استعمال سے مسلم امہ کو ناقابل تلافی حد تک نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس نے یہاں کی اسلامی یونیورسٹی [illegible] ستان میں تعلیم حاصل کرنے کو ترجیح دی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اس نے اپنے لئے عسکری تربیت [illegible] حاصل کرنا اپنا مقصد بنا لیا۔ اس کے نزدیک عالم فاضل یا مولوی ملا بننا وقت کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ عسکری

میدان میں کوئی کارنامہ ہائے سرانجام دینا چاہتا تھا۔ ایک لمبا عرصہ گزارنے کے بعد جب واپس آیا تو [illegible] یکسر بدلا ہوا تعلیم یافتہ مضبوط انسان تھا۔ وطن پہنچتے ہی اسے فوج میں کمیشن مل گیا۔ اپنی عسکری قابلیت [illegible] تربیت کی بنا پہ بہت جلد اعلیٰ عہدے پہ پہنچ گیا۔ پھر کچھ مدت کے بعد وہ مزید ایک کورس کے لئے انگلستان گیا۔۔۔ لگ بھگ تین سال بعد جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ساتھ ایک بیوی اور بچہ بھی تھا۔ وہ بچہ نبیل یمانی ہے۔۔۔ نبیل یمانی کا باپ یعنی میرا مجاہد بیٹا' عین اپنی خواہش کے مطابق اسرائیل کے ساتھ محاذ پہ میں شہید ہو گیا۔ خوش قسمتی سے میری بہو بہت اچھی تھی گو کہ وہ انگریز مگر اس نے میرے شہید بیٹے کے لئے اسلام قبول نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو شادی سے بہت پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھی ۔۔۔ اس نے مشرقی [illegible] مذہب اسلام پہ باقاعدہ ڈگریاں حاصل کی ہوئی تھیں ۔۔۔ پانچ نماز قرآن کی تلاوت اور حد تو یہ کہ [illegible] عربیوں کی طرح بولتی تھی ۔۔۔ اسے مسلمان معاشرے میں رہنا بہت اچھا لگتا تھا ۔۔۔ نبیل یمانی جب [illegible] ہوا تو میری بہو نے محسوس کیا کہ یہ یہاں افراتفری کے عالم اور جنگ زدہ ماحول میں خاطر خواہ تعلیم حاصل نہیں کر سکے گا تو میرے مشورے اور اجازت سے اس کو لے کر انگلینڈ چلی گئی۔ وہاں خود تو اس نے ایک [illegible] میں ملازمت کر لی اور اسے ایک معیاری سکول میں داخل کروا دیا [illegible] رہتی۔ [illegible] دو متحارب معاشروں کے درمیان ایک پل کی مانند معلق رہے۔ پھر ایک وقت آیا نبیل یمانی بڑا ہو گیا' تعلیم [illegible] ہوئی تو میری بہو [illegible] کہ یہاں میرے پاس آ گئی۔ میں بھی بوڑھا ہو گیا ہوں اب یہی دونوں [illegible] خدمت اور دیکھ بھال کرتے ہیں۔ [illegible] نبیل یمانی کی شادی کا سوچ رہے ہیں۔ اس کے لئے لڑکی بھی دیکھ بھالی ہے ۔۔۔ بس کچھ ہی عرصے میں اس کی شادی بھی ہو جائے گی۔

میں بڑے انہماک سے ان کی تمام باتیں سن رہا تھا ۔۔۔ اور وہ بھی کچھ اس طرح سے بیان فرما رہے تھے جیسے میں ان کے خاندان کا کوئی اہم فرد ہوں ۔۔۔ جبکہ میری اور ان کی آشنائی کا دورانیہ چند ہی گھنٹے سے کم تھا ۔۔۔ پانی کے چند گھونٹ پینے کے بعد وہ پھر فرمانے لگے۔

"تم سوچ رہے ہو گے کہ میں یہ کہانی لے کر بیٹھ گیا ۔۔۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ تم اس کی [illegible] [illegible] سلجھانے کی صلاحیت رکھتے ہو۔۔۔۔"

پھر وہ زاویہ نگاہی سے مجھے تولتے ہوئے فرمانے لگے۔

"مجھے یقین ہے کہ تم میری ضرور مدد کرو گے۔۔۔۔"

[illegible] یہ بات سن کر میں تو مارے حیا اور خجالت زمین میں گڑ گیا — ہاتھ باندھے نہایت عاجزی [illegible]

"[illegible] آپ کیا فرما رہے ہیں — میں تو خود ہدایت کا طلبگار ہوں — قریہ قریہ گھاٹ گھاٹ در بدر [illegible] کوئی ملے جو میرا ہاتھ پکڑے مجھے میں میں کی بکری — کیوں کیوں 'کیا کیا کا' کاگا اور [illegible] کرنے [illegible] بننے سے بچالے — آپ اپنی موجودگی میں مجھ جاہل نااہل کو اپنے جلیل القدر [illegible] بیٹے [illegible] خراش کے لئے کہہ رہے ہیں۔ وہ بھی ایسے وثوق سے کہ جیسے آپ —؟"

[illegible] نے میری بات قطع کرتے ہوئے فرمایا۔

"[illegible] انجیل بھائی اور تمہاری طرح میں زیادہ باتیں تو نہیں کر سکتا — بوڑھا آدمی ہوں [illegible] [illegible] اور نہ سُنائی۔ حافظہ مخدوش اور دماغ مفلوج' جملہ قویٰ ڈھیلے ڈھالے..... لیکن ایک بات [illegible] سے کہتا ہوں کہ تم دونوں میں بہت سی قدریں مشترک ہیں۔ اپنی ہی کرنے والے اور اپنی ذاتی [illegible] ٹھوکر کھاتے ہوئے دیکھنا تم دونوں کا چلن نہیں تم دونوں ٹھوکر کھا کر [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کی ادائیں [illegible] آنکھ [illegible] پائیاں دکھاتے ہوئے بولے۔

"یہ پایاں جن پر ہمارے [illegible] کے [illegible] ان کی خوشبو میں باقی ہیں — میرے [illegible] ان کی حفاظت کرے گا — ان کی حرمت [illegible] ہو جائے گا — آؤ میرے ساتھ"

[illegible] اٹھتے ہوئے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے — مزارات کی جانب بڑھ گئے۔

[illegible] کی صداؤں میں متانت اور وقار سے [illegible] — اونچے طاق' چھت' فرش' [illegible] 'تو میں [illegible] — یہ سب انسانوں نے تعمیر کئے تھے یا جنوں نے — ایک [illegible] آتی ایک ایک چوب [illegible] اپنے اپنے حال [illegible] الگ الگ کہانی لئے [illegible] [illegible] ہوئی تھی [illegible] کوئی نام یا پہچان بھی [illegible]

مجھے دنیا میں مختلف مقامات پر اللہ کے نیک [illegible] قلندروں اور درویشوں کے [illegible] کے مواقع نصیب ہوئے۔ ہر ہستی کے مزار کی اپنی ایک الگ ہی خوشبو پائی۔ مگر ایسی انوکھی

کی مہک میرے لئے ایک نیا انوکھا تجربہ تھی۔ عود خالص کو اگر بیک کستوری اور برگ حنا کے عطر میں کچھ اس ڈھنگ سے ہم آمیز کیا جائے اور جو شکل بنے یہ شاید ایسی ہی کوئی مہک تھی۔ ہر رنگ و گل کی اپنی ایک مخصوص پہچان، خوشبو ہوتی ہے۔ کئی مدھم، تیز، خاموش، دھیمی، الجھا اور چونکا دینے والی، نحا یا جگا دینے والی — اور رلا دینے والی، غور و خوض، کچھ سوچنے اور محسوس پر آمادہ کر دینے والی۔ عود بھی صاحب مزارات کے درجات و مقامات کے مطابق اپنی ایک پہچان خوشبو رکھتی ہوتی ہے۔ ایسی خوشبوؤں کو صرف اور صرف لوگ ہی محسوس کر سکتے ہیں — یہ خوشبوئیں ان کے مطہر و منزہ اجسام و وجود سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ان کی قبر اور گرد کی مٹی بھی اکسیر ہوتی ہے یہاں تک کہ وہاں سے گزرنے والی ہوائیں بھی عطر بیز ہو جاتی ہیں۔ — قدسیوں میں بیٹھ کر لیوں کی چھتریوں اور سینوں کی کانکوں سے اڑنے والے دعاؤں کے ہر بیل بوٹے [illegible] بن جاتے ہیں۔ ان کے آستانوں پہ ہونے والے عطر بہت [illegible] وقت بڑے وقار سے قطرہ قطرہ ہوتا ہے۔ یہاں ظاہری انتظام بندوں کے پاس اور مخفی نظام قدسیوں کے ہاں ہوتا ہے۔

وقت کے ہاتھوں یہاں لئے آ [illegible] تھا۔ [illegible] ایک جہاں [illegible] نظام گردش کی مانند ایک طویل [illegible] تجربہ [illegible] بہت بھی سی تھی [illegible] دھوپ اور [illegible] کی چھاپ [illegible] ان گنت صدیوں زمانوں [illegible] بے ثباتی اور مرگ کی یاد دہانی [illegible] دے رہی تھی کہ انسان چاہے اولیٰ آقا ہو یا غلام، شہنشاہ ہو یا درویش ہر ایک نے ایک دن اسی طرح رزق خاک ہونا ہے — لیکن برگزیدہ انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو عام انسانوں کی طرح مٹی سے مٹی نہیں ہوتے بلکہ [illegible] ہوتے ہیں۔ ایسے عالی مرتبت انسانوں کی پہچان ہی الگ ہوتی ہے — ان کی قبریں سانس لیتی ہیں حالاب دلوں کی مانند پھڑکتی ہیں۔ ان سے پھوٹتی خوشبو قلوب کی روشنی محسوس کی جا سکتی ہے۔ ایسی یادوں کی مہک ہی الگ اور رنگ بھی جدا ہوتا ہے۔ [illegible] مزارات ان کا کوئی [illegible] نہیں جب وہاں قرآن تلاوت اور ذکر اذکار نہ ہوتا ہو — یہاں [illegible] مراقب [illegible] تسبیح و تہلیل میں مشغول ہوتے ہیں [illegible] مقامات پہ ہر لمحہ [illegible] رحمتوں برکتوں اور تجلیات کا نزول ہوتا رہتا ہے — [illegible] کا پانیوں اور جلوہ افروزیوں سے مقامات مرقد و منازل منور رہتے ہیں — [illegible] دیے شمعیں [illegible] روشن و درخشندہ رہتے ہیں — آندھیاں چلیں، طوفان آئیں، بھونچال و سیلاب اور ارضی سماوی آفات [illegible]

لگتے ہیں۔ محسوس تبدیلی ہوں ——— یہاں کے موسم نہیں بدلتے' ادھر کے معمولات میں سر مو برابر فرق نہیں
پڑتا ... سکون ہی سکون' طمانیت ہی طمانیت' محبت ہی محبت کا ماحول دستیاب ہوتا ہے ——— مگر کچھ
... حضرات ایسے بھی دیکھنے میں آئے ——— جہاں یہ سب چیزوں کا عشر عشیر بھی نظر نہ آیا۔ خوشبو دیا
... پھول نہ پتی۔ اوڑھنے تاننے کی کوئی چادر غلاف تک دکھائی نہ دیا ——— اک عجیب سی ویرانی' اداسی
... وقت ٹھہرا ہوا نہیں بلکہ خودکشی سے حرام موت مرا ہوا محسوس ہوا۔۔ ایسی صورت میں دو باتیں مجھ
... صاحب مزار اصل نہیں ہیں ——— کسی بھی طرح غلط روایت سے کچھ کا کچھ مشہور ہو چکا ہے اور
... زائرین بلا تحقیق و تمیز کچھ کا کچھ سمجھ رہے ہیں۔ دوم صاحب مرقد ہیں تو اصلی مگر کسی بھی وجہ
سے ... مراتب و مقام میں کوئی سقم واقع ہو گیا ——— وہ کسی قہر و گرفت میں ہیں۔

میں انہی سوچوں کے [illegible] بزرگ نے مجھے ہاتھ کے اشارے
سے فاتحہ پڑھنے کے لئے اشارہ کیا ——— نماز کی مانند کی نیت مزار پہ فاتحہ پڑھنے کا عمل بھی بڑی واضح حقیقت
... دلا اپنی نماز دعا اور فاتحہ کے مستجاب ہونے یا نہ ہونے کی بابت اسی وقت محسوس کر لیتا
... ہلتے رہے پلکیں جھکی ہوئی تھیں...... [illegible]
[illegible]
... فاتحہ پوری کی ——— مزار کے گرد آہستہ آہستہ ایک چکر لیا ——— [illegible]
... شاید ان کا عمل نہیں تھا۔ [illegible] بابا کے پیچھے پیچھے
... باہر نکل آیا ——— بابا کے مزار کے [illegible] دکھائی دیئے۔ بزرگ بابا
[illegible]
... سے [illegible] پتہ نہیں کیا ——— میں نے ایک سوال دانستہ اپنے اندر [illegible] پیدا
... ہو چکا۔

''بابا! شاید میرے سوال میں [illegible] جسارت نہ ہو تاہم اجازت ہو تو میں کچھ پوچھوں۔''
انہوں نے میری جانب مشفقانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
''ضرور پوچھو ——— اگر میرے علم میں کچھ ہوا تو تمہیں حتی الوسع جواب دینا پسند کروں گا۔''
میں نے ایک معصوم سی معافی کے ساتھ پھر اپنے سوال کی نوعیت پہ غور کیا ——— ایمانداری سے مجھے
... میرا سوال ہر لحاظ سے [illegible] جواب دینے والا حتمی طور پہ خواہ کسی بھی حیثیت کا مالک
... اس کا جواب حتمی طور پہ نہیں دے سکتا ——— قرآن حدیث کا سہارا لے گا یا پھر سینہ بہ سینہ منتقل ہونے

والی روایات کو دہرائے گا ۔۔۔ قرآن حدیث کے علاوہ کوئی روایات سند نہیں بن سکتی۔ شرعی حدود و ...
اختراع میں افتراق کا احتمال بہر طور موجود رہتا ہے۔ وہ شاید میری کوفتوں کی کیفیت جان گئے تھے اور ...
مجھے خاموش پا کر کمال شفقت سے میرا ہاتھ تھام کر میری ہمت بڑھاتے ہوئے بولے۔

"جو بھی دل میں آئے ضرور پوچھو ۔۔۔ سوال کرنے کے لئے اور جواب دینے کے لئے ہوتا ہے"

میں نے اپنا خشک حلق تر کرتے ہوئے پوچھا۔

"مشفق بابا! کیا واقعی یہ مزارات ہابیل و قابیل علیہ السلام کے ہیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور ایک بھائی دوسرے سگے بھائی کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا ۔۔۔ کفن دفن کے طریقے میں ایک ... نے راہنمائی کی تھی ۔۔۔ اور کیا یہ واقعہ اسی جگہ پیش آیا تھا جہاں آج یہ مزار ہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو خاص ... حضرت آدم علیہ السلام کی بود و باش بھی یہیں کہیں قریب ہی رہی ہوگی؟"

میں نے ایک ہی سانس میں کئی ایک سوالات کی پوری میگزین خالی کر دی تھی ۔۔۔ خاموش ہو کر ناک سے ایک ہی دھواں نکل رہا تھا جیسے پوری میگزین فائر کرنے پر گن کے نتھنوں سے خارج ہو رہا ہوتا ہے۔
[illegible]
میں سرزد [illegible]

"مجھے از حد خوشی ہوئی کہ میرا تمہارے متعلق اندازہ بالکل درست نکلا۔ تم اور ... دونوں ایک ہی قالب میں لپٹے ہوئے ... مگر بے تاب روحوں والے نٹ کھٹ بچے ہو ۔۔۔ جن کی دنیا ان کی چادر کے اندر محدود ہے مگر تم شریروں نے اپنے ... سے نجات پانے کی خاطر اپنی تیز طرار انگلیوں سے ... سوراخ بنا لئے ہیں ۔۔۔ ان چھوٹے بڑے سوراخوں سے تم باہر کے منظر دیکھنے کی اپنی سعی کرتے اور کم از کم اتنا تو جانتے ہی ہو گے کہ ... سوراخ سے باہر کا منظر دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ ... کرنا پڑتا ہے ۔۔۔ اور کوئی منظر اپنی پوری جلوتوں اور وسعتوں کے ساتھ اس وقت تک نہیں کھلتا جب تک دونوں آنکھوں کے دریچے سے نہ دیکھا جائے ۔۔۔ اب اس جہان آب و گل میں کچھ منظر ایسے ہوتے ہیں جو دونوں آنکھوں سے دیکھنے پر بھی واضح نہیں ہوتے۔ انہیں کما حقہ طور پر جاننے سمجھنے کے لئے تیسری آنکھ کی ضرورت پڑتی ہے ۔۔۔ اس سے آگے بڑھتا جاؤ تو کئی حقیقتیں تو تب بھی اپنی گیرائی ... نہیں کھلتیں۔ اس مقام پر ظاہری بصارت ماند پڑ جاتی ہے۔ عقل کی دانائیاں ختم ۔۔۔ علم و ادراک کی ... ٹھہر جانے کے بعد ۔۔۔ اب جہاں سے کشف، مراقبہ، دھیان اور جذب وغیرہ کی منزلیں شروع ہو جاتی ہیں۔ تم بچے بھی دوسرے لوگوں کی طرح دین و دنیا کو دیکھنے کے لئے اپنی ظاہری آنکھ استعمال کرتے ہو ۔۔۔ جو صرف

...حد سائنس دکھاتی ہے۔ اس کے باطن بھید تک پہنچنا اس کے بس کی بات نہیں۔ اندھیرے میں دیکھیں: کیمرے، ٹیلی ویژن، الٹرا ساؤنڈ، لیزر گن، کیمرے کا نینڈو، موبائل وغیرہ اسی نوع کی ادنیٰ سی مثالیں ہیں۔ باقی رہی بات کہ یہ واقعی ہابیل قابیل کا مزار ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ آج تک [illegible] میں جیسے الفاظ کی معنوی لحاظ سے تصدیق یا توثیق نہیں کی جا سکی — مسلمان تو محض سنی سنائی پڑھی [illegible] سینہ بہ سینہ صدیوں کا سفر کرتی ہوئی باتوں حکایتوں اور روایتوں پہ آمنا صدقنا کہتا ہوا [illegible] ہے — ہم ایمان بالغیب پہ کاربند لوگ ہیں ... آخر مان لینے میں حرج ہی کتنا ہے۔ یہاں پہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ حکایت یاد آتی ہے — ایک لادین شخص حاضر ہوا کہنے لگا۔

"یا علی ابن ابوطالب! میں اللہ کو واحد و لاشریک نہیں مانتا — جبکہ آپؑ مانتے ہیں۔ اب آپؑ یہ بتائیے کہ مجھ میں اور آپؑ میں کیا فرق ہے — کھانا پینا پہننا آپؑ کے ساتھ بھی لگا ہوا ہے اور میرے ساتھ بھی — [illegible] ہوں آپؑ بھی — پھر مجھے آپؑ کے اللہ کو ماننے یا کلمہ پڑھنے کی کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی؟"

آپؑ مسکرا دیئے بڑی نرمی سے فرمایا۔

"فرض کرو کہ میدان حشر بپا ہے — خدا اور اس کی عدالت وہاں پہ موجود ہے — [illegible] والوں کو جہنم [illegible] جانے میں [illegible]"

وہ لادین بولا۔

"یقیناً میں گھاٹے میں ہوں گا کہ اللہ کو نہیں مانتا۔"

آپؑ پھر فرمانے لگے۔

"اب فرض کرو کہ بقول تمہارے کہ اللہ کا وجود نہیں — تو پھر کیا صورت ہوگی — [illegible] تمہیں [illegible] کوئی گھاٹا؟"

وہ لادین بولا۔

"بالکل درست۔"

آپؑ مسکرائے اور فرمانے لگے۔

"پہلی صورت میں تم گھاٹے میں تھے... دوسری صورت میں ہم دونوں برابر... تو کیا یہ نفع کا سودا نہیں کہ میں مان لوں کہ اللہ واحد و لاشریک ہے — تاکہ کسی بھی قسم کا گھاٹے کا احتمال ہی نہ رہے۔"

وہ مشرک یہ عقلی دلیل سن کر ایمان لے آیا — مقصد بیان کرنے کا یہ تھا کہ سوائے موت کے کسی اور

امر کے لئے "واقع" کا صیغہ کا استعمال کرنا بڑا مشکل ہے۔ موت بھی اس لئے کہ یہ ظاہری آنکھوں کے سامنے "واقع" واقع ہوتی ہے۔" کچھ دیر آنکھیں بند کرنے کے بعد پھر فرمانے لگے۔

"اب ہمارے سامنے صرف ایک ہی سلامتی اور تشفی کا راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ ہم ایمان کا دامن مضبوطی سے تھام لیں۔ عقلی دلائل نہ مانگیں ___ حجت نہ پیش کریں یعنی جو کچھ اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں اسی کو درست جانیں ___ شرط صرف یہ ہے کہ کیا ہمارے اسلاف راہِ حق پہ تھے؟..... آخر کسی نہ کسی آدمیوں کے گروہ نے یہ مزار تعمیر کئے ہوں گے ___ انہیں کفن یا دفنایا ہوگا ___ ان کی اگلی نسل ___ پھر اس سے اگلی نسل ___ یہاں تک کہ تم اور مجھ تک کا زمانہ آگیا ___ اسی طرح یہ سلسلہ آگے بھی روزِ حشر تک جاری و ساری رہے گا۔ یاد رکھو تسلیم و رضا یعنی حق' خیر کی بات کو مان لینا ہی بہتر ہوتا ہے ___ مانو کہ ہمیشہ حق سچ کا پودا اسی طرح پروان چڑھتا ہے۔ اس کا پھل میٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے..... جھوٹ' افترا اور باطل کو دوام نہیں۔"

بزرگ بابا اپنے چہرے پہ نگاہیں گاڑے کچھ لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے جیسے وہ حرف [illegible] کرنے کے لئے [illegible] توانائی مجتمع کرنے کے لئے رکے ہوں پھر دھیمے سے بولے۔

"[illegible] محسوس کر رہا ہوں کہ تم میرے [illegible] مطمئن [illegible] اور مجھے [illegible] اندازہ ہے [illegible]"

"جی بابا ___ میں جانتا ہوں کہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور آپ یہاں زیادہ دیر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ صرف آخری [illegible] مزارات پہ ایسی اداسی' بے رونقی اور ویرانی سی کیوں ہے ___ جب کہ یقیناً ان ولیوں' قطبوں کے مزار [illegible] ہوتی ___ لیکن یہاں ایک بے [illegible] وحشت اور دل کو جکڑ دینے والی گھٹن کیوں ہے ___ یہاں [illegible]"

انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے میری بات کو بیچ میں ہی قطع کر دیا۔

"ہر صاحبِ مزار کا اپنا مزاج اور ماحول ہوتا ہے۔ پھر اور بھی کچھ محرکات ہوتے ہیں جو ان سے دانستہ یا نادانستہ طور پہ سرزد ہو جانے والے اعمال یا کسی بھول کا شاخسانہ ہوتے ہیں۔ بہت سی مثالوں میں سے ایک مثال ہاروت ماروت فرشتوں کی دی جا سکتی ہے ___ شیطان کے بہکاوے میں آ کر جن سے گناہ سرزد ہوا جس کی پاداش میں انہیں قیامت تک کنویں میں الٹا لٹکا دیا گیا ___ انسان روشنی کے لئے دیا تو جلا سکتا ہے اس کو جلائے رکھنا اس کے اجالے سے ظلمت کے اندھیرے دور کرنا تو اس کے بس میں نہیں ہوتا ___ یہ تو قادرِ مطلق کا کام ہے..... اور قبر کے اندر کا حال وہی جانتا ہے ___ تمہیں تو تجربہ ہوگا کہ کسی مزار پہ دل کنول کی مانند کھل اٹھتا ہے ___ کہیں طبیعت ملول ہو جاتی ہے ___ اور کہیں رونے' آہ و بکا' سینہ کوبی کرنے کو جی

[illegible] ہوتا ہے تو وہاں پہ چپ کی مہر لگ جاتی ہے ذہن ماؤف ہو جاتا ہے۔ کہیں پہنچتے ہی صاحب مزار کا
[illegible] ہو جاتا ہے ۔۔۔ اور کہیں ساری عمر کی حاضریوں سے کچھ ہاتھ نہیں لگتا ۔۔۔ لیکن بیٹا! ہمیں ان
[illegible] سے حیران نہیں ہونا چاہئے۔ فاتحہ شریف دعا ہوتی ہے ۔۔۔ ہمارا کام یہی ہے کہ ہم ان کے
[illegible] کے لئے دعا مانگیں۔"

[illegible] دوشست کو بیٹے کی عنایت سے فرمانے لگے۔

[illegible] خیال ہے کہ اب تمہارے سوال ختم ہو چکے ہیں ۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارا اگلا سیر و سیاحت کا
[illegible] ۔۔۔ اگر وقت ہو تو جب تک چاہو مجھ عاجز کو شرف میزبانی بخشو ... جمیل یمانی کے ساتھ اس
[illegible] خوب گھومو پھرو ۔۔۔ ایک دوسرے کی رفاقت میں تم دونوں کا وقت خوب گزرے گا ۔۔۔ اور
[illegible] ہے۔ صرف تم ہی اس کی سوچوں اور خیالات میں کچھ مثبت تبدیلی لا سکتے ہو۔"

[illegible] وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہیں ۔۔۔ میں تو خود بڑا بگڑا ہوا افلاطون ہوں ۔۔۔ میری
[illegible] بھی نہیں۔"

[illegible] ہوئے بولے۔

[illegible] اجازت
[illegible] درخواست دی جاتی ہے جیسے [illegible] ۔۔۔ یہ درخواستیں عسکری تحفظات [illegible]
[illegible] پھر اس زائر کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات کی نقلیں اور ضروری معلومات وغیرہ
[illegible] ہیں ۔۔۔ میں یہاں متولی ہونے کے علاوہ [illegible] اس علاقے کا قاضی بھی
[illegible] سے میں تمہارے متعلق تمام ضروری معلومات رکھتا ہوں ۔۔۔ جمیل یمانی بھی تمہیں
[illegible] دیکھا کہ وہ خراماں خراماں تمہیں لینے کے لئے ہوٹل پہنچا تھا۔"

جمیل بھی پہنچ گیا ۔۔۔ وہ جمیل سے مخاطب ہوتے ہوئے بولے۔

[illegible] آج کے دن کے لئے ان سے فراغت ہوئی۔ اب تمہاری ذمہ داری ہے ۔۔۔ اسے
دمشق کی سیر کراؤ ۔۔۔ خدا یاد رہے ۔۔۔ یہ تمہارا دوست بھی ہے اور بھائی بھی۔"

[illegible] نے مجھے وہاں سے لانے کے لئے آنکھ لگائی ۔۔۔ بزرگ بابا کی دعاؤں کے ساتھ میں
[illegible]

[illegible] دمشق میں کئی روز سے مقیم تھا۔ میرا ایک فائیو سٹار ہوٹل شہر کے وسط میں ایک شاہراہ پہ واقع تھا
[illegible] کی آسانیاں میسر تھیں۔ میں عموماً اپنے مختصر سے قیام کے لئے اسی ہوٹل میں ٹھہرتا تھا۔ اس

کا مجہول سا مالک جو اس کا منیجر بیرا' چوکیدار' باورچی اور نہ جانے کیا کچھ تھا' میرا خوب آشنا تھا۔ اسے موقع ملتا شامی سٹائل انگریزی میں وہ مجھ سے خوب مزے مزے کی باتیں کرتا رہتا ۔۔۔ اس ہوٹل کے سامنے دمشق بلدیہ کا دفتر' اس کے پیچھے کی جانب جامع اُمیہ' ساتھ ہی سوق حمیدیہ ۔۔۔ اور گردو نواح میں اور جدید بازار' گلیاں' کوچے' قلعہ دمشق' بس سٹیشن' چوک' فوارے' ستون' چبوترے' جھروکے ۔۔۔ جھکی ہوئی انگوروں کی بیلیں' آرزووں' اشتغالوں سے منڈھی ہوئی تنگ دیواریں ۔۔۔ پانی کے تنگ حوض ان میں سجے ہوئے گل ریحان اور موگرے کی کلیاں ۔۔۔!

بغداد' دمشق' قاہرہ اور استنبول دنیا بھر میں یہ چار تاریخی بلد ایسے ہیں جن کے بازار' گلی کوچے اور بہاؤ ۔۔۔ ان کی تہذیب' رسم و رواج پر اثرات' یہاں کے لوگ' یہاں کی روایات' قدامت انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ شرط فقط یہ ہے کہ بندہ ذرا آنکھ کا کھلا ہونا چاہیے [illegible] پرانے دمشق کے گلی بازاروں کی [illegible] گلیوں اور خوبصورتیوں میں کھویا ہوا انسان بڑی مشکل سے باہر نکلتا ہے [illegible]
پانچوں نماز [illegible] جامع امیہ میں ہی ادا کرتا [illegible] باقی [illegible] چہ
کو چوں [illegible]
لوٹتا ہوا ہوٹل واپس پہنچ جاتا۔

اگلے روز دوپہر [illegible] ہوٹل میں داخل ہوتے ہی مجھے حکم دیا۔
"جلدی سے فوراً تیار ہو جاؤ۔ آج تمہیں میری چھچھوندری سے ملنا ہے۔"
میں نے اچنبھایا۔
"بھائی! مجھے وہاں مت لے جاؤ...... وہاں میرا کیا کام......؟"
وہ حسب عادت آنکھ دبا کر بولا۔
"دوست! ذرا میری چھچھوندری تو دیکھو ۔۔۔ میں نے کل اس سے تمہارا ذکر کیا تھا کہ انگلینڈ سے ایک دوست سیاحت کے لئے یہاں آیا ہے۔ وہ خوشی سے چہکتے ہوئے کہنے لگی۔ اس سے ضرور ملواؤ ۔۔۔ آج لنچ پر تمہارے لئے خصوصی طور پر فش اینڈ چپس کا آرڈر دیا ۔۔۔ مشروم سوپ اور ٹیم بون سٹیک کا اہتمام کیا ہے ۔۔۔ اور رات کو ہم تینوں فلم دیکھنے چلیں گے ۔۔۔ میلوڈ روز رائس ۔۔۔ اور [illegible] صوفیہ لورین اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اس فلم میں جلوہ گر رہی ہے۔"

وہ میری انگلیوں کی پوروں کو اکٹھا کرتے ہوئے چوم کر کچھ مزید کہنے لگا تو میں نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"پیارے بھائی! کل کی تھکن ابھی تک دور نہیں، رات صبح سے سو بھی نہیں سکا۔ سر میں ہتھوڑے سے لگ رہے ہیں۔۔۔ خدا کے لئے مجھے آج معاف کر دو۔۔۔ ان شاء اللہ! کل لنچ اور فلم دونوں پہ چلیں گے۔۔۔۔"

وہ میری التجا بھری درخواست پہ خاک ڈالتے ہوئے گویا ہوا۔

"دوست! میری کلثوم سے ملو گے تو درد ورد سب بھول جاؤ گے! ایسی الٹرا اسمارٹ اور روشن خیال و خواب صورت لڑکی تم نے زندگی بھر نہ دیکھی ہوگی۔۔۔ اگر پھر بھی کوئی کسر رہ گئی ہوگی تو [illegible] رائس میں [illegible] پوری کر دے گی۔۔۔۔"

میں نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ شروع ہو چکا تھا۔

"شاید تمہیں معلوم ہو کہ صوفیہ لورین کو بچپن کے عالم غربت میں کالا یرقان ہو گیا تھا۔۔۔ باقاعدہ [illegible] تو نہیں، مسکین یہاں علاج کروانے سے عاجز تھی۔۔۔ صوفیہ پہلے ہی پیلی پھٹکی سی تھی یرقان نے مزید [illegible] وہ ابھی تک پیلی مینڈکی سی ہے۔ [illegible] رائس اس کی مناسبت سے بالکل درست نام [illegible] میں ان گنت بار دیکھ چکا ہوں یہاں تو غیر [illegible] کر کے دکھائی جا رہی [illegible] سے اس کا [illegible] عربی میں [illegible] کے صوفیہ کا مافی الضمیر بتاتا جاؤں گا۔۔۔۔"

میں نے اس کی لن ترانی سے زچ ہو کر کہا۔

"بھائی! میں نے بھی اتفاق سے یہ فلم دیکھی ہے۔۔۔ میں [illegible] عربی میں نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ [illegible] ایک بڑی مقدس اور پر وقار زبان ہے۔۔۔ آئی لو یو والی زبان نہیں۔"

اس نے فوراً بات اچکتے ہوئے کہا۔

"مہربان! میں یہ فلم تمہیں عربی زبان کے حوالے سے دکھا نہیں رہا ہوں۔ میں تو صرف تمہیں اس فلم کی [illegible] لطف اندوز کرنے کے لئے دکھا رہا ہوں۔ [illegible] ایڈیشن [illegible] رائس [illegible] ہائے ہائے اس کے لیے [illegible] سب [illegible] پہ اپنی [illegible] کرتی ہوتی ہے [illegible] پیلا [illegible] پیلی چھتری [illegible] پیلے بالوں میں اڑتی ہوئی پیلی خوشی کی کلیاں [illegible] اس فلم کا یہ فریم زیبا کا سب سے خوبصورت فلمی فریم ہے۔"

میں نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"آخر تمہیں پیلا رنگ اس قدر کیوں پسند ہے؟"

کھٹ سے اُس کا جواب آیا۔

''اس لئے کہ میری منگیتر کلثوم کو یرقان ہے۔ اُس کی آنکھوں میں سرسوں پھولی رہتی ہے۔ جو … بسنت بہار کا سماں رہتا ہے...... گالوں' ہونٹوں اور ناخنوں میں خون کی رمق نہیں۔ دانت حد سے زیادہ … وٹامن سی اور کیلشیم کی بے انتہا کمی..... وزن ساٹھ پونڈ سے کم' کمر ستر انچ اور سینہ.....؟''

میں ہاتھ جوڑے رونی سی صورت بنا کر سامنے کھڑا ہو گیا۔

''ظلّی پنجابی یا نبیل بھائی! اگر تم میں رتی بھر بھی حس ایمانی موجود ہے تو میرے اگلے پچھلے گناہ … اور مجھے آج نہ لے جاؤ۔ دیکھو میرے سر میں بلا کا درد ہے......''

وہ انتہائی ڈھٹائی سے گھسیٹ کر مجھے کمرے سے باہر کرتے ہوئے بولا۔

''تم میرے ساتھ تو چلو...... میرے پاس سب امراض کے علاج موجود ہیں...''

یہاں میں نے اندازہ کر لیا کہ اس پاگل کے آگے میری کچھ ہاں ناں چلنے کی نہیں۔ یہاں تو … قابل قدر … نے بھی ہتھیار ڈال دیئے ہوتے ہیں' بھلا میں کس باغ کی مولی ہوں … میں جب کچھ کہنے کے لئے لب کھولتا وہ میری بات اُچک کر مجھے … الٹی … ڈال دیتا.... اس صورت حال کا … کرتے ہو [illegible] … دیا۔

ہو سو ہو!

ایک دریائی سفر کے دوران مجھے ایک دریا برد ملاح نے … کام کا ٹوٹکا بتایا تھا — غرق ہونے والے کو اگر یہ احساس ہو جائے کہ بپھرے تند دریا کے سامنے اس کی ایک نہیں چلے گی تو اس کے لئے لازم ہے کہ خود کو ڈھیلا ڈھالا چھوڑ کر بہاؤ کے رحم و کرم پر ڈال دے … ہاتھ پاؤں ہلانا چلانا بالکل بند کر دے اور حواس برقرار رکھتے ہوئے اپنی توانائی کو ضائع نہ ہونے دے۔ سانس روکنے اور بھرنے پر دھیان رکھے جب دریا اسے نیچے لے جائے تو فوراً پھیپھڑوں میں ہوا بھر کر بلا کسی مزاحمت کے نیچے چلا جائے۔ … ہو گی تو پانی … سے اوپر سطح پر لے آئے گا اور … فوراً ہوا خارج کر دے۔ پھر نیا سانس بھرے۔ … پھر نیچے لے جائے تو بغیر کسی مزاحمت کے پھر نیچے چلا جائے۔ یہی عمل دہراتا رہے تا وقتیکہ کوئی ایسا … آئے کہ وہ معمولی سی کوشش سے کسی کنارے لگ جائے۔ اس ٹوٹکے پر صاد کرتے ہوئے میں نے … نا گہانی نبیل بھائی کے سپرد کر دیا تھا۔

کم و بیش گھنٹہ بھر کے طوفانی سفر کے بعد ہم خیر خیریت سے اس کے سسرالی گاؤں (جو محض چند …

...مٹی کی چھتوں والے ڈربہ نما گھروں پہ مشتمل تھا) پہنچے تو سورج کی تمازت میں خاصی تیزی آ چکی
...بعد میں اس نے موٹر سائیکل ایک دیوار کے سامنے میں کھڑی کی۔ مجھے گھسیٹتا ہوا وہ اپنے سسر
...ہوا۔۔۔ علیک سلیک چوما چاٹی کے بعد تعارف ہوا۔ ٹھنڈے میٹھے مشروب سے تواضع ہوئی
...کی جانب نکل آئے یہاں الگ تھلگ سے مکان میں اس کی منگیتر کلثوم رہتی تھی۔ وہ مجھے
...اندر داخل ہوا جیسے میں یہاں سے بچپن کا بھاگا ہوا تھا... دستک نہ کوئی کھٹکورا۔۔۔ سیدھے
...صحرائی گھرانوں میں نشست و برخاست طعام و قیام کے طور طریقے بڑے سادے اور فطری
...فرشی نشست بڑا سکون اور آرام دیتی ہے۔۔۔ بات چیت کھانا پینا آرام و قیلولہ اور شب بسری
...ولی تکلف نہ تکلیف کلثوم کے گھر والے مجھے یوں ملے جیسے میں ان ہی کے خاندان کا ایک فرد
...مدت کے بعد پردیس سے لوٹا ہوں..... کلثوم نے ایک تنگ سی جینز اور ہاف بلاؤز پہنا ہوا تھا۔ بال
...اور ... ابھرے ہوئے تھے اونچی ایڑی کے سینڈل... ہلکا پھلکا میک اپ۔۔۔ وہ چھری کی
...ہمارے اندر داخل ہوتے ہی اس کے لپ سٹک سجے ہونٹوں ... بھری چنی والا
...تھوڑی دیر اس کی ماں ... اس ... کا شاخسانہ ...
... اس چھوٹے
...تمباکو کا دھواں ... پھیلی تھی۔ ابھی ابھی کہاں دھر گیا؟ ... باورچی خانہ
...کے تلے جلنے کی بو میں خوشبوئیں آ رہی تھیں۔۔۔ جس ... ابھی انگڑائی توڑ
مگر اس سے پہلے ... اور مشروب رکھ دیئے گئے۔ بڑا سا کیرم بورڈ بھی آ
...بلاتمیز و امتیاز ادب و حجاب ایک دوسرے میں گم و پیوست کیرم کھیل رہے تھے ...
...پھیلانے اس ... مسکراتی گم ... سب ... انسانی لسانی تعصبات و کدورتوں سے
...کھیل کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ چاروں ادھر مصروف تھے۔ میں پاس بیٹھا فارغ اور کلثوم باورچی خانے
کلثوم نے اندر باورچی خانے سے ہی ہانک لگائی۔
...بچوں کو ادھر لگا رہنے دو۔۔۔ تم میرے پاس اندر آ جاؤ۔۔۔ کام بھی کریں گے اور ساتھ ساتھ

...اندر جانے نہ جانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ کلثوم نے مجھے آنکھ لگائی اور منہ بگاڑتے
باورچی خانے میں جانے کا اشارہ کیا۔
باورچی خانہ کیا تھا اک کباڑ خانہ تھا۔۔۔ شاید ان لوگوں نے یہ مکان عارضی طور پہ بنا رکھا تھا۔

سالٹڈ ریس کا چولہا ۔۔۔ ادھر ادھر بے ترتیب سے رکھے کھانے پینے کے برتن ۔۔۔ بے ہنگم سی فریج جو [illegible] جھٹکے لے رہی تھی ۔۔۔ پانی کے لئے پلاسٹک کا ایک ڈرم ۔۔۔ خشک پیاز لہسن کے لٹکے ہوئے ہار ۔۔۔ [illegible] کے پارچے جو جھنڈیوں کی طرح اس دیوار سے اس دیوار تک پلاسٹک کی رسیوں پہ لٹکے سوکھ رہے تھے اب سمجھ میں آیا کہ مچھلی کی بو باس کہاں سے آ رہی تھی ۔۔۔ کلثوم نے انگریزی میں بات کرنے کے بعد مجھے پوٹیٹو پیلر پکڑاتے ہوئے کہا۔

"تم آلو چھیلو میں سبزیاں کاٹتی ہوں۔"

ذرا اندازہ کریں کہ کیا خوبصورت بے تکلفی تھی ۔۔۔ آتے ہی تین منٹوں میں انہوں نے مجھے چھیلنے پہ لگا دیا ۔۔۔ اور وہ خود [illegible] میں مگن ۔۔۔!

"محترمہ [illegible] کہ تم یقیناً خوش ہوئے ہو گے ۔۔۔ [illegible] نے اپنے شفیق فرشتہ سیرت [illegible] اس سے پہلے کہیں دیکھے ہیں؟"

وہ [illegible] بڑی نفیس انگریزی میں بات کر رہی تھی۔

"[illegible] خوش قسمت ہیں [illegible] تمہیں نصیب ہوئے [illegible] کہ تم [illegible] زیارت [illegible] مشاغل ہیں ۔۔۔ تم کھانے سے بھی شغف رکھتے ہو ۔۔۔ اور سب سے بڑی بات کہ تمہارا [illegible] کہیں شام تک تمہاری [illegible] ہے ۔۔۔ مجھے یہ سب کچھ جان کر بہت خوشی ہوئی تھی ۔۔۔ اس لئے میں نے [illegible] تاکید کی تھی کہ وہ تمہیں یہاں [illegible]"

وہ بجھتے ہوئے سگریٹ کے ساتھ دوسرا سگریٹ سلگا کر [illegible] کہنے لگی۔

"ہم دونوں بھی تمہاری طرح ہیں یعنی ہماری تمہاری ایک ہی برادری ہے لیکن تعجب ہے کہ تم [illegible] نہیں پیتے ۔۔۔ یعنی یہ کیا لمبے لمبے طرح طرح کے لوگ میرا مطلب ہے تم اپنی بوریت کیسے [illegible] ہو؟" وہ حقائی سگریٹ کا پیکٹ بڑھاتے ہوئے بولی۔

"لو ایک سگریٹ سلگا کر دیکھو ۔۔۔ یہ مصر کے بہترین تمباکو سے بنے ہیں۔"

"شکریہ ۔۔۔ میں تمباکو کی بو سے الرجک ہوں ۔۔۔ لیکن کبھی موڈ ہو تو پی بھی لیتا ہوں [illegible] ۔۔۔ شاید مصری تمباکو بڑا [illegible] ہوتا ہے۔"

وہ سبزیاں دھو کر چھلنی میں ڈالتی ہوئی بولی۔

"چھوڑو یار تمباکو کو ۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں پیرانارمل سائنسز سے کس حد تک دلچسپی ہے ۔۔۔ یہ تو [illegible]

[illegible] ہے ہی راستوں کے مسافر ہو لیکن میں صرف اتنا جاننا چاہتی ہوں کہ تم اب تک اس منزل کا کتنا راستہ [illegible]...؟"

مجھے ہرگز توقع نہیں تھی کہ ایسی الٹرا ماڈرن مادر پدر آزاد لڑکی اچانک ایسا سوال داغ دے گی کہ جس کا [illegible] اس کی ذات صفات سے نہیں ملتا۔ جب فوراً کچھ جواب بن نہ پڑا تو میں نے ایک شعر [illegible] دیا۔

"میڈم! واضح کر دوں کہ میں مجنوں اور تمہاری طرح کوئی پڑھا لکھا ڈگری ہولڈر نہیں... ان پڑھ جاہل [illegible]... آپ نے ابھی جو مشکل سا لفظ بولا ہے میں تو اس کے معنی تک نہیں جانتا۔ بس مجھے دربدر [illegible] خوار ہونے کا شوق ہے۔ باقی رہا کہ مجھے مزاروں، قبرستانوں سے دلچسپی ہے اور بزرگوں بابوں [illegible] ہوں تو یہ سب کچھ مجھے اچھا لگتا ہے۔ میں خود نہیں جانتا کہ میں کس کے راستے پہ ہوں۔ خوش نصیبی [illegible] یونیورسٹیوں تک تو میری رسائی نہ ہو سکی لہٰذا میں قبروں، خانقاہوں، مسجدوں، معبدوں اور بابوں [illegible] کی جستجو میں ہوں جو میری غیر ضروری ظاہریت، مادیت، ساقتی کی حد تک جا [illegible] کر دے [illegible] [illegible] ایک بار کی [illegible]

[illegible] گزار دو گے تو نئے ارض و سما دیکھو گے... روشنی اور [illegible] کے تو نئے زمانہ و زمین دیکھو گے [illegible] نئے شہر دیکھو گے... پرندے کا کام اڑنا، روشنی کا کام پھیلنا اور خوشبو کا کام [illegible]... پرندے روشنی اور خوشبو [illegible] کہاں کی حد [illegible] راہ نہیں [illegible] کی شاہراہوں پہ نکل جاتے ہیں... کہتے ہیں کہ سوار سے زیادہ پیادہ حاصل کرتا ہے... راستوں [illegible] منزل پہ تو ہر جگہ۔"

[illegible] چپ تھی میں کچھ جار ہا تھا اور وہ بت بنی مجھے تکے جا رہی تھی... سگریٹ اس کی انگلیوں میں [illegible] تھا... وہ شاید اپنی روشنی کا کش لگانا ہی بھول گئی تھی... وہ آنکھیں جھپکے بنا تکنے لگی۔

[illegible] روشنیوں اور خوشبوؤں کے بارے میں میرے اندازے تجربے تم سے اکثر ملتے [illegible] اس میں [illegible] اور محض [illegible] بھی شامل کر لو تو یہ بھی سچ ہوگا... شاید تم جانتے ہو گے [illegible] اور خوشبو ایک طرح سے مختلف روپ [illegible] ہیں۔ یہ تینوں آپس میں اس طرح سے گم ہیں کہ ان [illegible] کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا... یہی علامتی استعارے پیرانارمل سائنسز کی اصل بنیاد [illegible]

میں حیران پریشان کہ یہ چنچل چنچل جھنجلائی سی لڑکی..... کیسی ادق فدق سی باتوں میں اُلجھ رہی ہے۔ مختلف چیزوں کی اشتہا انگیز بھاپ اور خوشبو نے دل و دماغ کی کھڑکیاں جھروکے بند اور معدے پیٹ کا در کھول دیا تھا..... میں نے بات کا رُخ پلٹنے کی خاطر کہا۔

"میڈم! پیٹ میں بڑا ابنارمل سی بھوک نے فساد برپا کر دیا ہے..... آپ کی فش اور چپس نہ جانے چین سے کب برآمد ہوں گے.....؟"

وہ بلی جلی شرارت اور محبت سے مجھے گھورتے ہوئے بولی۔

"میں جانتی ہوں ہم تھرڈ ورلڈ کے بے چارے لوگوں کے لئے ایک بڑا مسئلہ بھوک بھی ہے اور عام طور پہ وہ بے سواد اور سویٹ ٹیسٹ لوگ جو سگریٹ نوشی' تاش' کیرم بورڈ' موسیقی' ڈانس اور چلے ہوئے میگزین پڑھنے کے فوائد سے واقف نہیں انھیں بھوک [illegible] خوب لگتی ہے۔ جس بے سواد نے [illegible] پینے کے علاوہ کسی اور تفریح سے دلچسپی نہ ہوگی وہ کیا جیئے گا۔ بہرحال صبر کے [illegible] اونٹ کے گھٹنے [illegible] اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔"

"بھوک کی بات میں سگریٹ' کیرم' تاش' موسیقی اور چلے ہوئے میگزین کہاں سے [illegible]"

[illegible]

وہ [illegible] بولی۔

"بالکل اسی طرح' جس طرح ہماری تمہاری اس خوشگوار ملاقات کے درمیان [illegible] ماسٹرز [illegible] ہے..... اور [illegible] ذہنی طور پہ بڑا [illegible] ہے۔ پھر وہ کوئی نفسیاتی' جنسیاتی یا اور کوئی [illegible] قسم کی تخریب کاری تو کر سکتا ہے تعمیری تخلیقی طرز کا کوئی شہپارہ ترتیب نہیں دے سکتا۔ [illegible] سے تخریب اور تعمیر وابستہ ہے..... یہ انسانی سائیکی پہ مبنی کھیل تماشے' مشغلے' رقص' پاپ' [illegible] کرکٹ وغیرہ یہ سب کیا ہیں؟ محض انسانی بہلاوے' وقت گزاری کی دلچسپیاں..... کھیل ہی کھیل میں [illegible] زبانِ طبیعت اس کی خوبیوں خرابیوں اور کمینگیوں کے نمود و اظہار کے استعارے۔ جس طرح پھول میں [illegible] قید نہیں رہ سکتی' پھلوں میں مہک اور مٹھاس بند نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح پھوڑے کے گھاؤ میں زہر پیدا [illegible] بھی اپنا اظہار اور نمود چاہتا ہے خواہ [illegible] نمود و اظہار..... صحت مند [illegible] متوازن سوچ [illegible] فطری طرز زندگی کا انداز ہے۔ [illegible] دیکھو کہ تم میرا [illegible] ہمارے [illegible] مرد بچے و جوان کیرم پہ بیٹھے دنیا و مافیہا سے بے خبر [illegible] بھوک پیاس سے بے نیاز ایک [illegible] —

... میں مصروف ہیں۔ قہقہے' لطیفے' پھبتیاں' جگتیں' بے ایمانیاں' بے تکلفیاں سب چل رہی ہیں —
... ہیں کہ یہ محض کھیل ہے... حقیقت نہیں —— یہ فلمیں' رسالے' میوزک' ڈانس' سگریٹ' چھوٹے موٹے
... میر تمرائیاں' جھگڑے سب اسی طرح کے کھیل تماشے ہیں ... محض زندگی کو بہلانے خوشگوار بنانے کو
ہے بہانے —— مذہب' عقیدہ اپنی جگہ پہ درست رکھو —— مگر زندگی بسر کرنا بھی سیکھو.... قرآن حکیم اپنی
... عظمت کے ساتھ ہمیشہ زندہ و تابندہ ہے مگر اس کے علاوہ بھی تو زمینی آسمانی کتابیں پڑھی جا سکتی
ہیں ... بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ دین کے ساتھ دنیا بہت ضروری ہے ورنہ ادھورے لولے لنگڑے اور
... رہو گے —— مائی گاڈ!"

میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا نبیل اور اس کا قارورہ ایک ہی ہے۔ اللہ نے خوب جوڑی ملائی
ہے ... شادی کے بعد بچے وچے انہوں نے کیا پیدا کرنے ہیں۔ انشاء اللہ یہ ساری عمر آپس میں سینگ
پھنسائے رہیں گے اور یہ ... ایک دوسرے کو برداشت کر بیٹھے تو دونوں پاگل ہو جائیں گے۔ میرا تجربہ ہے کہ
... پاگل سے واسطہ پڑ جائے تو فوراً خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
... ایک ... کے درمیان جب اس نے الجھی ہوئی چیزوں میں ایک ... نکال کر چکھنا
... پا کر کیرم ... کمرے میں ... نبیل بھائی نے میری جانب ... پوچھا۔
"کھانے کی کیا خبر ہے ... "

میرا ... کھانے سے کتنا ہی بہتر ثابت ہوا کہ کیرم بورڈ اٹھانے اور دستر خوان بچھانے کا حکم صادر ہو
... ہوئی سبزیاں' تلی ہوئی مچھلی' آلو کے چپس —— تنوری خمیری روٹیاں' روغنی نان' شہد' پنیر اور مربے۔
... شلجم' سبز مرچیں اور گوبھی ..... بھوک کی آندھی سی امڈی ہوئی تھی —— لکڑی کے ایک بڑے سے
... میں ماحضر ڈھیر کر دیا گیا اور پھر ہر کوئی مرد و زن اپنی اپنی استطاعت کے مطابق نبرد آزما ہو گیا —— کھانے
... اصل لطف بھی ایسی چھینا جھپٹی اور نفسا نفسی میں ہی حاصل ہوتا ہے۔ انگلیاں' ہاتھ' منہ' پیٹ' آنکھیں
... کا ... ایک میدان حشر بپا تھا ... اس مناقی میدان میں پتہ چلتا ہے کہ آدمی انسان تو کبھی کبھی
... درندہ اکثر ہی ہوتا ہے۔

نبیل بھائی نے اگلے ایک دو روز اپنی سپیڈ مشین پہ مجھے خوب گھمایا ... کلثوم بھی ساتھ تھی اگر
... پہ تینوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی —— لبنان کی جانب نکلنے سے پیشتر میں ثمر بھائی کے ساتھ

بزرگ بابا کو سلام کرنے کی غرض سے گیا بہت خوش ہوئے بہت سی دعائیں دیتے ہوئے نصیحت کی کہ جس کی بنیاد کسبِ حلال پہ ہوگی اُس کا مینارہ کلمۂ حق ہوگا۔

میری سمجھ میں کچھ نہ پڑا۔

پھر فرمایا۔

"کتابوں، مدرسوں میں عنوان ملتے ہیں..... علم و حلم کی پہچان سفر بے وسیلہ میں ہوتی ہے"

یہ فرمودہ بھی پلے نہ پڑا ..... مجھے سڑک تک چھوڑنے آئے ..... تاکید کی کہ جب بیروت پہنچو تو سمندر کے ساحل پہ درویش سلیمان آئی کی سرائے میں ضرور جانا اُسے میرا سلام کہنا..... درویش کسے کہتے ہیں یہ تمہیں اس سے مل کر اندازہ ہوگا ..... دمشق والے بزرگ بابا کے مشورے کے تحت آپ میں اُدھر ہولیا۔

یہ ساری کتھا کہنے کا مقصود صرف یہ تھا کہ میں فی الحال بیروت کے قریب ساحل سے جڑے سلیمان آئی کی [illegible] والی سرائے میں صرف درویش دیکھنے کے لئے پڑا ہوا تھا۔

[illegible]

درویشی ہوتی ہی کمال شیا ہے ..... لفظ درویش کو جس رنگ ڈھنگ میں بھی پڑھیں ..... اندر سے کالک اور سواہ ہی نکلتی ہے ..... "در" پڑھیں یا "دُر" پڑھیں ..... اور ویش [illegible] ..... ویش یا ویس پڑھیں۔ اس سے ملاحت ہی ٹپکتی ہے ..... ملائمت اور عاجزی [illegible] سے پت ہوتے ہیں جذبات، کرب اور صدق کے خمیر سے ان کی گل تیار ہوئی ہوتی ہے۔ پھر ایک جگ سے زیادہ قلب [illegible] اور اسی عبوت کے اندر انوکھے سے کرتوت ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں فی صد دالت کی قطعی سمجھ نہیں آتی۔ یہ مومن دکھائی دیتے ہیں اور زندیق یہ عجب سے باریک ہوتے ہیں ..... جیتے جی کفن [illegible] ہوتے ہیں اور جان کو جان سمجھتے ہیں کتا یا انسان نہیں.....!

میں روزِ اول سے ہی سلیمان آئی اور اس کے دونوں بیٹوں پہ نگاہ رکھے ہوئے تھا ..... عجیب کمال کے بنے ہوئے خاندان تھے ..... کہ جن میں رنگ و نسل تو سیاہ دکھائی نہ دیتے ..... البتہ خشک منش اور خاموش نار خرابوں کی کمی نہ تھی ..... دن کو دیکھو تو کھانے پکانے میں لگے ہوئے اور رات کو کبھی پہر دیکھو تو کسی کام دھندے میں جتے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں کبھی سوتے ہوئے دیکھا اور نہ ہی کبھی ہنستے روتے پایا۔ دیکھی نہ مڑے نہ جھکے نہ تھکن پائی ..... ہر لحظہ مستعد اور ہر پل مہرباں اور کبھی یوں محسوس ہوتا کہ جیسے وہ

[illegible] نہ ہوں کوئی آفاقی مخلوق ہوں جو بشری تقاضوں انسانی حد بندیوں سے ماورا — یا پھر جاپانی
[illegible] کھانے پینے مہیا کیے ہوئے طے شدہ نظام کے تحت بے تکان و تندہی برسرِ عمل رہتے ہیں — کیسے کیسے فضول
[illegible] کیسے [illegible] ازلی آوارہ گرد، پیدائشی بدقماش — قسم قسم کے نکھٹو اور مفت خورے معذور بنے
[illegible] ہوتے رہتے ہیں — اکثر اپنے کریا کرم تک یہیں پڑے رہتے ... کسی کا کوئی اندراج اور نہ
کسی سے کوئی پوچھ گچھ ... کالا ہے یا گورا — کھٹا ہے یا میٹھا — ہندی ہے یا اعرابی — افریقی ہے یا
[illegible] — سنکر یا بھگوڑا۔ یہاں کوئی تخصیص نہیں — اس صحرائی حمام میں سب ایک سے ننگے تلنگے ہیں۔
لطف یہ کہ کسی کی کوئی اجارہ داری نہیں ... نہ لڑائی جھگڑا نہ تُو تکرار — جیسے یہاں آسرا کرنے
والے اپنے دماغ، زبانیں، سوچیں اور نفرتیں محبتیں کہیں گروی رکھ آتے ہیں۔ وہ یہاں صرف دو آنکھیں دو
[illegible] ایک پیٹ والے لنگر سے [illegible] رہتے ہیں [illegible] باری باری پکڑ کر [illegible] یہاں اُن کی اپنے مشہور زمانہ ثرید میں
[illegible] رہتا ہے ... ان بہت سے لنگروں میں ایک میں بھی تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ لنگر سے ضرور تھا
[illegible] اپنا پیٹ بھرنے پہ مجبور تھے اور میں صرف لنگروں والے کی لنگری لنگڑی کی ملاحظہ کرنے یہاں پہنچا تھا۔

میں شاید ایک [illegible] یہاں [illegible] تھا — اور جہاں [illegible] صرف فقیر اور درویش کی ایک پہچان ہے — جس کے
[illegible] قدم اور [illegible] جہاں [illegible] ہوتی ہیں — جہاں [illegible] کے پاس ایک مختلف
[illegible] ایک بلی — بلائی سا تجسس — یہاں کی [illegible] اور ایک [illegible] کی تیسری آنکھ ہوتی ہے۔
دیکھا جائے تو سانپ محض اس لئے خطرناک نہیں کہ اس کے اگلے دانتوں کے غدودوں میں مہلک
[illegible] ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ مہلک زہر تو انسان کے علاوہ کئی ایک نباتات، معدنیات اور جمادات میں
[illegible] موجود ہوتا ہے — سانپ اس لئے خوفناک اور پُراسرار ہے کہ اس کے پاس دل، سوچنے والی، [illegible]
[illegible] ہے — زبان و شناخت — جو ایک خودکار ریڈار کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ آنکھ کے [illegible] ہی
[illegible] کہ سونے ہوگے کو پتہ لگنے لگے — اپنی [illegible] باصرہ [illegible] اسرار [illegible] کہ جس
کے [illegible] پاؤں کان [illegible] نہیں ہوتے — مگر وہ رفتار میں اسپ تازی کو پیچھے ڈال دیتا ہے۔ میلوں
[illegible] کسی جاندار کے قدموں کی چاپ تک سن سکتا ہے اور جس کو [illegible] ایک [illegible]
ہے — سانپ کو [illegible] بلی الو شاہین اور شیر کی آنکھوں میں ایک ایسی مقناطیسیت ہوتی ہے جو مقابل کے

دماغی اور اعصابی نظام کو شل کر کے اک خوف و دہشت کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ ان کی جسمانی ساخت…
لپک اور آنکھوں میں مسخر کر دینے والی قوت ہی ان کی دماغی اور بدنی صلاحیتوں کی اصل ماخذ ہوتی ہے…
پاتال اور پچھتال کی خبر لاتے ہیں ۔۔۔ سخت کوش، سخت جان، موسموں، ماحول، بھوک، پیاس کی سہہ آتے…
جھیلتے ہیں ۔۔۔ فقیر ان احوال والے اور ذرہ نشانہ چال والے، کچھ قیل والے کچھ قال والے ۔۔۔ سُر…
تال والے ۔۔۔ جلال والے اور جمال والے ۔۔۔ کوئی سیاح ہر سمت آگاہ ۔۔۔ کوئی محقق سی مہم والا تو کوئی…
کی میلان رکھنے والا ۔۔۔ کوئی یادوں، خوشبوؤں، خوابوں، خیالوں سا آوارہ گرد لیکن ان سب میں ایک…
آنکھ کی طاقت اور پُراسراریت مشترک ہوتی ہے۔ جہاں گرد ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ ان مذکورہ…
نکات کا حامل نہ ہو ۔۔۔ کہیں وہ دور دور کا گشت بناؤ رڈر کے آواز سے سنتا ہوا کوئی چیل چھوڑی ہوئی…
کرتا ہے، کہیں وہ عالم بالا پہ شاہین کی مانند اڑان بھرتا ہے۔ جدھر سے وہ عالم ہست کو اک حقیر…
دیکھتا ہے ۔۔۔ اور کبھی کبھی وہ سانپ کی طرح موسموں، انسانوں سے بدک کر اپنی ذات کی کھوہ…
اندھیروں ویرانوں میں کہیں روپوش ہو کر جھولایا سا اور بے حس و بے جان سا پڑا رہتا ہے کہیں
[illegible]
[illegible]
…ہے تو اب عبادت کی توہین کی راہ ہموار ۔۔۔ کیا کیا؟ ۔۔۔ کیوں کیوں؟ ۔۔۔ کی…
ہاتھوں اپنے کان دبے ۔۔۔ کی رٹ لگاتی ہوئی بے وقوف بکریوں کے سروں پہ منڈلاتا رہتا ہے
کبھی یہاں رنگ و بو میں کسی الو کی طرح ۔۔۔ تلاش کرتا رہتا ہے تا کہ وہ…
تپ تپیا کے لئے کسی ویراگی کی طرح سادھی جما سکے۔

درویش کسی بوڑھے بے برگ و برکت درخت کے نیچے بیٹھا اس دنیا و مافیہا کی حقیقت…
پہ غور و فکر کرتا رہتا ہے۔ یہ چند روشنیاں اور طرب و تفنن آمیز چٹخارے اس کے لئے آگ کے…
ہوتے ہیں۔ اس لئے ۔۔۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے، اداسیوں، ویرانیوں کی مسلسل آواز، نحوستوں اور…
حکایتیں، خاموشیاں اور غیب ساعتوں کے راز تاج، ان کی قسم و پیتے ہیں اور کہیں تو وہ کربل کی طرح…
شتیل ہوتا۔ اس کی سوچیں کسی بلی کے نرم نرم پاؤں کی گدیوں میں چھپے نوکیلے خطرناک ناخنوں کی طرح
ہیں وہ روشنی میں کم اور تاریکی میں خوب دیکھا ہو سکتا ہے اسے اپنے علم و ادراک کے بوجھ سے بھی…
خوب لگتا ہے ۔۔۔ کسی پستی سے ابھرتے سر نہیں اٹھاتا اور کسی بلندی سے گرے پتھوں بل ہی گرتا ہے
سے اترنے کے داؤ تو سکھا دیتا ہے مگر دار پہ چڑھنے کا بھید کسی کو نہیں بتاتا ۔۔۔ جب کوئی راہ منظر کی…

[illegible] کے دل پہ جھپٹتا ہے۔ جب جی چاہتا ہے بلک بلک کر بَین کرنے لگتا ہے اور جب جی نہیں [illegible] ہوکر اپنی ہی بوٹیاں نوچنے لگتا ہے۔ ظاہر جس قدر باطن عجیب ۔۔۔ تن تو نگر طبیعت غریب ۔۔۔ [illegible] جہاں بھر کی جہاں نوریاں اور جہاں سوزیاں جمع ہو جائیں تو وہاں ایک جامِ جم اترتا ہے جو کسی [illegible] ہوتا ہے اور پھر اس درویش کے لئے واقعی یہ جہاں ایک جامِ جم کی صورت ہی ہوتا ہے۔۔۔۔ [illegible] ساری گردشیں ۔۔۔ لیکن دو امکاں کی ساری منزلیں اس کے ادراک سے شروع اور اس پہ ہی ختم [illegible]

ہر شے مسافر ہر چیز راہی۔۔۔۔۔!

سلیمان اتنی کسی سے بھی بات کرنے کا روادار نہیں تھا اور نہ ہی وہ کوئی ایسا مردم بیزار ۔۔۔ وہ شاید عادتاً [illegible] کا کوئی از قسم ماد ہوتا ۔۔۔ تیل کے چلر و حاری بیل کی مانند یا شاید وہ کولہو کے طواف مسلسل کا [illegible] سفر کچھ قائم باورچی خانے اور مسافر خانے کے مابین ہی تمام ہو [illegible] جیسے قسّامِ ازل نے [illegible] یوم نشور تک اسی سفر کے لئے منتخب کر رکھا ہے ۔ کھاتے پیتے سانس لیتے [illegible] کے [illegible]

[illegible] درویش [illegible] تو اسے کوئی ایسا کام سرانجام [illegible] ہوئے دیکھوں جس [illegible] بشری تقاضے ہیں ۔۔۔ مگر [illegible] سے اللہ نے اعمال و خصائل اور وسائل و دلائل بندہ بشر کی گنتی سے قاصر رہا ۔۔۔ اس کے [illegible] بھی سو فیصد [illegible] کی پیاس نوے فیصد ان کی کمائی تھے ۔۔۔ اللہ ایسی مٹی کے بنے ہوتے ہیں۔ [illegible] دن رات آنے گئے مسافروں کی خدمت گزاری میں جٹے ہوتے ہیں ۔۔۔ کوئی ایک بار [illegible] یا دوبارہ شکلیں یاد نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ہاتھ پہ لکھتے ۔۔۔ ان کا کام صرف یہ تھا کہ جو آئے [illegible] اس کی خدمت کرو اور جو جائے اس کی پشت مت دیکھو ۔۔۔!

منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی۔۔۔۔۔

میرے باباجی نے ایک مرتبہ مجھے نصیحت فرمائی۔

درویش کھاتا کم ہے کھلاتا زیادہ ہے ۔۔۔ فرمایا۔ اللہ کی مخلوق کی بلاتخصیص و تمیز تواضع ۔۔۔ ان کے [illegible] کا اہتمام کرنا درویشی کی خشتِ اول ہے۔ دوم یہ کہ وہ درویش ہو ہی نہیں سکتا جو مینڈک کی مانند

ہو جائے' جو اچھے بُروں سب پہ برابر برستا ہے ---- بادل! جو سب پہ یکساں سایہ فگن ہوتے ہیں ---- قرص
کی مانند جس سے ادنیٰ و اعلیٰ خوب فیض یاب ہوتے ---- زمین کی طرح جو سب کے نیچے بڑی عاجزی سے
رہتی ہے ---- ماہتاب و آفتاب' نجوم و پروین ---- قوس و قزح' شفق' چودھویں کا چاند' کہکشاں' محو
ہلالِ عید' قطبی تارا ---- یہ سب چراغ' یہ سارے گلاب یہ نظارے' نعمتیں' عنایتیں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے
اپنی مخلوق کے لئے ہیں۔

درویش ثواب و اجر کے چکر میں نہیں پڑتا وہ تو مالک کے آگے سالک ---- سالک سے
مالک ---- مالک کے آگے نوکر.... نوکر کے آگے چاکر اور پھر چاکر کے آگے احقر بن کر اپنی ڈیوٹی پر
ہے ---- یہ مقام مالک کی ڈیوڑھی کے باہر دروازے سے ہٹ کر دم ہلانے کا ہوتا ہے اور یہ درویش
"فنا فی" کی پہلی سیڑھی بھی ہوتی ہے۔ مجذوب باہر سے بے ہوش اور اندر سے باہوش ہوتا ہے
درویش باہر سے باہوش اور اندر سے بے ہوش ہوتا ہے۔ یہی الکھ جگاتا اور الکھ ملاتا ہے۔

● طے ہو گئے دفترِ خویش بکشا گرد رو بارا دوا ------ آید ......!

سلیمان اتّی بھی باہر سے باہوش اور اندر سے بے ہوش قسم کا درویش تھا۔ دیکھنے کو باہر کا
ہوتا ہے ---- اور اندر سے رب اندر کا اکھاڑا ہے ---- یہ ننگا پہلوان ہر وقت لنگوٹ کسے اپنے پٹھوں
اور کے پٹھوں کی خاطر مدارات میں جتا رہتا تھا۔

ایک دو پہر وہ ثریا کا بڑا دوپٹہ صحرائی بھر بھری ریت سے رگڑ رہا تھا ---- جن دیگچوں پر توں
کی تین کے داغ رہتے' تو بھاند یا چلے ہوئے پتوان کی کاز کچھ دھلوائی ہو اس کے لئے ریت سے
بہتر نہیں گو اس مقصد کے لئے آگ کی راکھ چونا مٹی کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے مگر صفائی کے ساتھ
تاب و چمک صرف راکھ اور ریگ سے پیدا ہوتی ہے مگر اس میں تھوڑی سی قباحت ہے کہ یہ برتنوں سے
ہاتھوں پر بھی رگڑ لگا جاتی ہے ---- ناخن اور ہاتھوں کی جلد کمزور اور پتلی ہو جاتی ہے۔ سلیمان اتّی کے
ہاتھ ایسے ہی تھے۔ وہ انسانی ہاتھوں کی بجائے کسی اونٹ کے پاؤں تھے۔ چپٹے' موٹے بھدے
تو جیسے تھے ہی نہیں اور انگلیاں اگر تھیں تو ایسی کہ ہتھیلی کے ساتھ جیسے ادرک کی پیوند کاری کی گئی ہو ---- کہ
بازو بھی چھت کی چوبی کڑیوں کی طرح کڑیل ---- جیسے وادیٔ سینا کی مانند فراخ ---- اور جیسے صحرا سے
بیٹھا ہوتا تو کوہِ سلیمان لگتا' کھڑا ہوتا تو کوہ قراقرم ----!

[illegible] سے مختلف زاویوں، قرب و جوار کے فاصلوں ——— اندھیروں اجالوں، فصلوں اور مختلف سموں [illegible] سے آ آ کر دیکھا کرتا ——— یوں محسوس ہوتا جیسے جیسے وقت کی ہر جنبش، کروٹ کے ساتھ اس کے [illegible] کی تبدیل ہوتے رہتے ہیں ——— یوں کہ خود کچھ بھی نہ ہو۔ وہ صرف وقت ہو، زمانہ ہو ... جو ہر پل [illegible] بیت، رفتار اور گفتار بدلتا رہتا ہے۔

[illegible] میں کہہ رہا تھا وہ ریت سے دیگچے رگڑنے میں لگا ہوا تھا۔ یہ حلیم، ثرید، چنے، ہریسہ اور شب دیگ یا [illegible] تیار کرنے والے دیگچے برتن اکثر جھلسے ہوئے، مڑے تڑے بے ہنگم سے دکھائی دیتے ہیں۔ وجہ یہ کہ [illegible] سے ان کی حالت بہت بری ہے ——— ہجر فراق کے مارے آشفتہ حال عاشق، دمہ، دق کے بوڑھے مریض یا کسی [illegible] بیوہ کی طرح یہ ساری رات زندہ در آگ جلتے رہتے ہیں۔ دیگچوں میں اگر مسلسل گھوٹا نہ گھوٹا [illegible] تو تلے میں گاد لگ کر جلنا شروع ہو جاتی ہے جو تھوڑی دیر کے بعد جل کر کوئلے کی مانند سیاہ اور سخت [illegible] ہے۔ پھر ذائقہ ہی خراب نہیں ہوتا ——— کھانے کا رنگ بھی سیاہ ہو جاتا ہے، جلے ہونے کی دھانس الگ [illegible] اور ساتھ دیگچے کا بھی ستیاناس ہو جاتا ہے۔ پھر ایسے لگے مڑے برتن دیگچے کو صاف کرنا ایک [illegible] ——— ان کو مانجھنا، صاف کرنا [illegible] پھر چمکانا اور [illegible] کی طرح کسی [illegible] کے استعمال [illegible] جیسی ہوں۔

[illegible] بڑے شہروں میں [illegible] استعمال شدہ برتنوں کی صفائی کے ضمن میں بڑی [illegible] برتی جاتی ہیں۔ نیم گرم گندے پانی میں، گندی صافی سے پلیٹیں گلاس کٹوری وغیرہ صاف کی جاتی [illegible] کی جاتی ہے۔ یہی حال بڑے بڑے برتنوں کا ہوتا ہے کہ جن میں کھانا پکتا ہے۔ ان دیگچوں [illegible] پیندے سے تہہ تک لگی ہوئی سیاہ گاد نکلی ہوئی ہو گی۔ [illegible] صدیوں پرانی جمی ہوئی گاد [illegible] کے پیندے کا حصہ بن چکی ہوتی ہے ... اور پیندے کی صفائی رگڑائی [illegible] کا کام ہے [illegible]

[illegible] دیگچے میں آ [illegible] رہا تھا اس کے پیندے سے چپکی ہوئی گاد کو ریت کی رگڑائی سے اتار رہا [illegible] سے دیکھنے والا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا ——— اس نے نیم گنجے سر اوپر [illegible] سے پکڑا [illegible] اپنی تمازت کی پوری توجہ سے اس کی کارکردگی ملاحظہ کر رہا تھا اور میں بہت ادھر ادھر وقت کی [illegible] کے سائے میں اس کی مشقت اور محنت کو عجب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا ——— شاید میں کچھ

دیکھنے جاننے کے لئے ہاتھل قاتھل والے بزرگ بابا نے مجھے ادھر اس لق ودق صحرا میں بھیجا تھا — مو...
کہ میں اور کتنے روز یونہی یہاں پڑا رہوں گا۔ بس یہ کچھ دیکھنے کے لئے وہ آ رہا ہے وہ جا رہا ہے
یہ نکل رہا۔ دھو رہا ہے گھور رہا ہے — بس یہی کچھ تو تھا جو ایک بار دیکھا یا سو بار دیکھا۔

میں بلا ارادہ اٹھ کر اس کے پاس چلا آیا۔ "السلام علیکم یا سلیمان آقی!" — کہو کیسے ہو...
اکڑوں سا اس کے پاس بیٹھ گیا۔ مگر کیا مجال جو اس نے ایک نظر اٹھا کر بھی مجھے دیکھا ہو۔ ہو سکتا ہے...
زیر لب سلام کا جواب بھی دیا ہو جسے میں واضح طور پہ سن نہیں سکا ہوں گا — میرا پاس بیٹھنا شاید فضول...
کہ وہ تو اسی انہماک سے رگڑ رگڑی میں جتا ہوا تھا۔ اس کے پاس کون ہے اسے کچھ خبر نہ تھی — ...
جرأت کرکے اک کھنگورے سے اسے متوجہ کیا اور ہاتھ سے دوسرے دیگچے کی جانب اشارے کرتے ہو...
یہ کہنا چاہا — اگر اجازت دو تو میں اس گندے دیگچے کی صفائی کرکے تمہاری مدد کروں؟ — ...
میری اس مخلصانہ پیشکش کو کسی بھی طور درخور اعتنا نہ سمجھا بلکہ ہاں یا نہ کا کوئی اشارہ دینے کی بجائے ...
میں مزید انہماک دکھانے لگا۔ جیسے اسے میری یہ مداخلت پسند نہ آئی ہو۔

[illegible]
شاید [illegible]
کے [illegible] ہونے کے ساتھ ساتھ یہ احساس بھی ابھرتا کہ وہ کانوں سے بہرہ اور [illegible] طور پہ...
بھی ہے — [illegible] اور بظاہر [illegible] کی بنا پہ [illegible]
ہوئے [illegible] کرتے تھے۔ مجھے [illegible] کر خاصی مایوسی ہوئی تھی کہ...
بند وہ پیچھے پہ ہاتھ رکھنے نہیں دیتا — سوچنے لگا کوئی ایسی ترکیب ہو کہ یہ تنا ہیں دام میں آئے — ...
دماغ کی کوئی بند کھڑکی کھلی — کیوں نہ میں ہاتھل قاتھل والے بزرگ بابا کے حوالے سے بات کی...
نے ہمت باندھتے ہوئے کوئی ٹوٹی پھوٹی عربی اور آسان سی انگریزی میں بزرگ بابا کا حوالہ دیتے...
تعارف کرایا اور وضاحت چاہی کہ میں درویشی کی راہ کا کمتر سا مسافر ہوں [illegible]
بھٹک رہا ہوں، ٹھوکریں، رسوائیاں، رت جگے، [illegible] میرا نصیب ہیں۔ مجھے بتا کہ...
پاک اللہ کی زمین، آسمان، پہاڑ اور صحرا، جنگل، دریا [illegible] تمہارے منتظر ہیں۔ جاؤ! ان سے
پیار کرو۔ پا پیادہ، جانوروں کی پیٹھ پہ چڑھ کے، چھوٹے گول پہیوں والی مشینوں پہ۔ آسمان پہ اڑنے والے
پرندوں پہ، سمندروں کے سینوں پہ تیرتے ہوئے راج ہنسوں پہ۔ یاد رکھو یہ درویشی دریوزہ گری نہیں ہے
دریدہ دری اور رفوگری ہے....."

[illegible] اتی کو یوں بریک لگی جیسے اچھی خاصی چلتی کام کرتی مشین بجلی بند ہو جانے سے بیران چھوڑ
[illegible] ساکت صوفی سی گردن موڑے ۔۔۔ موٹے موٹے ڈیلے نکالے مجھے خفیہ والوں کی طرح
[illegible] کر دیکھے جیسے میں نے انجانے میں کوئی انتہائی حساس سی بات کہہ دی ہو ۔۔۔ اس کے اچانک چونکنے پہ
[illegible] میں بھی ٹھٹکا سا گیا تھا۔ یوں چند مضطرب سی ساعتیں ہمارے درمیان خاموشی سے گزر گئیں ۔۔۔
[illegible] آنکھوں سے اپنی آنکھیں نکالے بغیر ہی پاس پڑے ہوئے ان ڈھلے بڑے سے دیگچے کو گھسیٹ
[illegible] آگے کر دیا' دو مٹھیاں ریت دیگچے میں ڈالیں پھر اپنی پھسلتی عربی اور لڑکھڑاتی انگریزی میں کہا۔

"گندہ کرنا ایسا مشکل نہیں جتنا مشکل پاک صاف کرنا ہوتا ہے۔ چلتی ہوئی ہوا کی مانند مست خرامی
[illegible] روح نہیں ہوتی جیسی حالت قید و قیام روح فرسا ہوتی ہے ۔۔۔ کہہ بول لینا بھی اتنا دکھ درد کا
[illegible] ہوتا جتنا کہ چپ گم جان جلاتی ہے۔ چپ کا قفل [illegible] اگر اور پڑا رہتا ہے مگر مدار کے
[illegible] ہوتا ہے چلانے بھگانے رکھتا ہے۔ آسمان ستاروں سے ۔۔۔ زمین ذروں سے ۔۔۔ سمندر
[illegible] وہ میں آشیار و اشارے حل و حل ہوتے ہیں۔"

[illegible] ریت کی ایک اور مٹھی [illegible] دیگچے میں ڈالتے ہوئے کہنے لگا

[illegible] خدمت
[illegible] کے ان گنت اربوں کھربوں ذروں کا خشک سمندر صحرا ہوتا ہے [illegible] چند اجالے
[illegible] میں قطبی تارا ۔۔۔ حاصل محبت تو بھی [illegible] تو
[illegible] ۔ یہ نخلستان [illegible] کا اسمان بھی ہے اور عصائے سلیمانی
[illegible] آزادی بھی ہے اور محو ساحری بھی ہے"

[illegible] حیرت سے میری آنکھیں شق تھیں ۔۔۔ الٰہی ایسے بھی کے لوگ ہوتے ہیں ۔۔۔ ہوتے بھی
[illegible] اور دیتے ہیں ۔۔۔ کہ قلم کو لکھنا پڑے کیسے [illegible] ۔۔۔ کلام میں ایسی
[illegible] اور جڑ بندی کہ معانی و مطالب سمجھنے میں [illegible] دقت نہ ہوئی ۔۔۔ عین الیقین سے
[illegible] کی مانند چمک [illegible] ادراک پہ منقش ہوتا رہا۔ معلوم ہوا کہ عشق و مشک کا بحر و تصوف کی
[illegible] بھی لاکھ چھپائے نہیں رہتی اور من و مطلب کی بات چیت کسی عربی فارسی اردو انگریزی کی
[illegible] ہوتی۔ جس کی بھی اور جتنی زبانوں میں اس نے گفتگو کی تھی اگر اسے لکھ کر میرے سامنے سمجھنے کے
[illegible] جاتا۔ سمجھنا تو در کنار میں شاید اسے صحیح سے پڑھ بھی نہ سکتا مگر بھلا ہو میری خانہ خرابی شوق و مطالب
[illegible] جب اسرار و صفات کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ میرے باطنی شعور پہ میرے لئے قابل فہم صورت میں

اُتارا ہوا ـــــ اور شاید اسی طریقِ تکلم سے وہ بھی میرے سوال و طلب کے مافی الضمیر سے آشنا ہوا تھا۔

جب عربی عجمی درمیان سے ہٹے تو اب وہ طالب و مطلوب، عاشق و معشوق ... محبوب
آمنے سامنے تھے۔ پانچوں انگلیوں والی ریت بھری مٹھی دیگچے میں ڈال کر بولا۔

"لو ... تم بھی اپنا شوق پورا کرلو ـــــ لیکن یہ یاد رکھنا کہ تمہیں خوب معلوم اور محسوس ہونا چاہئے
کیا کر رہے ہو اور کیوں کر رہے ہو......"

میں ان الفاظ کے اندر چھپا فلسفہ ہی ٹٹولتا رہ گیا اور وہ پھر اپنے رگڑائی صفائی میں جُت گیا ـــــ دیگچے
میلے چیکٹ پیندے میں بکھری ہوئی سفید موٹی بھربھری سی ریت میری توجہ کی منتظر تھی .... آستینیں چڑھا کر
نے بھی ہلہ بول دیا ـــــ مگر چند ابتدائی رگڑوں سے ہی میری چیخیں بول گئیں ـــــ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ
صفائی ستھرائی کے کام کو میں نے جتنا آسان سمجھا تھا حقیقت میں یہ اتنا آسان بھی نہیں۔ عملی طور پر
نبٹنے کے لئے محض جسمانی ہمت و طاقت کی ہی ضرورت نہیں بلکہ صبر، ہنر اور روحانی بُردباری کی بھی
ہے ـــــ جبکہ [illegible] میرا ایک نیا تجربہ تھا۔

[illegible]

[illegible]

کاسہ سر یا فرات کنارے کے بھلوں کی کدو کا پیالہ جیسے ـــــ کہ وہ ارض کا تحفہ تھا قریب ـ وہ اپنے [illegible]
کے ساتھ ہی ہے کے [illegible] بنا ہوا تھا جبکہ میرے ہاتھ انگلیاں ریت کی رگڑ سے [illegible] سی تھیں
شوق اور استغراق دیکھ کر [illegible] ـــــ [illegible] ہاتھوں
ہو گیا ـــــ ریت میرے نرم نرم ہاتھوں انگلیوں کو چاٹ سی گئی ـــــ پوروں، ناخنوں سے خون رستے
دراتیاں سی چلنے لگیں مگر میں دانتوں تلے جیسے زبان دبائے رگڑتا رہا ـــــ ماتھے پر تیوری اور چہرے پر زردی
سی تھیں ـــــ معاً جو نظر پڑی تو میرے دیگچے میں پیندے کی چکناہٹ میں اب سرخی بھی شامل ہو چکی تھی
اپنی جو وجہ انسان پر جب اس سا ہو جاتا ہے وہ لاشعوری طور پہ نقاہت سی محسوس کرنے لگتا ہے .... ہاتھ
کی مانند لرزنے لگے ـــــ رگڑ کھائی ہوئی جلدوں سے خون رس رہا تھا ـــــ شاید اس روشن ضمیر نے دیکھ
نگاہ اُٹھائے اور ہاتھ روکے بغیر وہ بولا۔

"بس ہاتھ سے نکلتے نکلتے جب تب بھر تک نہ پہنچے تو روشنی کے راہ راستے تجلی [illegible] نہیں ہوتے
تمہاری اتنی رگڑائی ہی کافی ہے۔"

اگلے کئی روز میرے ہاتھ سُرخ ٹوٹی تکیلے تکیلے اور سُوجے سُوجے رہے ـــــ مگر ہاتھ دھونا

[illegible] کہ کسی چیز کو چھونا تک اجیرن ہو گیا۔ موٹی موٹی باسی روٹیاں توڑنا تو کجا..... نکڑوں والے [illegible] ہوئے چمچے کو منہ تک لے جانا بھی کارِ دارد بن گیا۔ زیتون کے تیل چیڑ سے چپڑے لیپٹے ہاتھ [illegible] سخت جنت رکھتا رہا کہ ہوا تک چھونے سے بھی ٹیسیں اٹھنے لگتیں اور جی بے حال ہو جاتا۔

[illegible] یا امریکی کوئی فلم چلتی تھی۔ بلیک اینڈ وائٹ فلموں کا دور دورہ تھا..... فلم کے شروع ٹائٹل میں [illegible] والے جہازی ٹل پہ ایک قد آور پہلوان نما آدمی دھنگ دا آہنگ سے چوٹیں لگاتا ..... ڈون ڈون ڈون! [illegible] میں بیٹھا ہر تماشائی یہ آہنگ وہ دھنگ اپنے دماغ و سماعت میں بری طرح محسوس کرتا۔ لہٰذا فلم کے [illegible] فلم بینوں پہ ایک نامحسوس سا دبدبہ یا خوف سا طاری ہو جاتا تھا اور فلم جیسی بھی بھلی بری ہوتی بڑی [illegible] سے دیکھی جاتی۔

[illegible] سلیمان اڑیٹی کی زبانی یہ دیکھیوں کے پیندوں کی جلن سڑن تپش اور ہاتھوں کے برے حال کا سن [illegible] کے توطوطے اڑ گئے۔ ادھر میرے ہاتھوں کا کوئی الگ ہی حال کہ جیسے ابھی ابھی دھکی کھائی [illegible]

[illegible]

[illegible] اور انگلیوں

[illegible] زدہ رنجل کو سناف [illegible]

[illegible] اور پنڈی کی اگلی جانب رہنے والے ہر باشندے کو پٹھان کہتے ہیں جو حقیقت میں ایسا [illegible] والا تاجکی جا جگی پشاوری کابلی پٹھان افغانی وغیرہ یہ سب مختلف قومیں ہیں۔ ان کی [illegible] طریق ایک دوسرے سے جدا گانہ ہیں۔ ان علاقوں کے اچھوتی ندوں سے میں بڑا [illegible] علاقہ پار اور پشاور کے اصل پٹھانوں سے کہ یہ بڑا کے عموماً ہوتے ہیں [illegible] معاملات میں بڑے انتہا پسند اور سخت گیر۔ پولیس والوں کی طرح بد ان کی دوستی اچھی [illegible]

[illegible] بے شمار عقیدت مند ان علاقوں کے باسی ہیں۔ ان میں خالص پٹھان بھی ہیں اور اصل افغانی [illegible] وہ بھی جو یہ کچھ نہیں ہیں..... میں عام طور پہ کسی عقیدت مند کے گھر نہیں جاتا کہ میرا طریق اور

چلن کچھ اور ہے لیکن خاص طور پہ چترالی کے اس پار تو بالکل نہیں جاتا کہ پٹھانوں اور افغانیوں کا بیچ دل سے پیروں فقیروں کے معاملے میں "انداز عقیدت" کچھ دگر قسم کا ہوتا ہے۔ یہ دعائیں اور مرادیں بھی کالا منتروں کے ذریعے زیر وقتی حاصل کرتے ہیں۔ ادھر شمالی علاقہ جات بھی ہیں۔ یہاں کے باسیوں میں پٹھانوں والی تو نہیں لیکن بے علمی اور توہم پرستی عروج پہ ہے۔ سر بفلک سرسبز پہاڑ شوریدہ دریا رواں چشمے اور جھرنے کھلی فضائیں اور رسیلی ہوائیں، پھل پھول خوشبوئیں نظارے۔ غرضیکہ قدرت کی بے پناہ فیاضیوں نے ان علاقوں کو جنت نظیر بنا رکھا ہے۔ یہاں کے باشندے صحت مند قانع دھیمے مزاج والے محنتی اور جفاکش ہیں۔ تعلیم و تہذیب سے قریب قریب بے بہرہ۔ دور دراز اور دشوار گزار ہونے کی بنا پہ ترقی پذیر دنیا سے کٹے ہوئے۔ یہاں کے مسلمانوں کی اکثریت میں نام نہاد زیادہ ہیں۔ بیشتر مختلف فرقوں کے پیروکار اور بہت سے لا دین اور کافر۔ گو بدلتے وقت کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں بے شمار مثبت تبدیلیاں ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں مگر ناخواندگی قدامت پسندی اور توہم پرستی کے سبب یہاں کے باشندے صحت مند تبدیلیوں کو قبول کرنے سے قدرے اجتناب برتتے ہیں۔ وہ اسی پرانے ماحول اور اپنے آباؤ اجداد کی چند روایات کے مطابق بسر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ وقت اور رواں دور کی مشینی ترقی سائنسی جدید ایجادات سے [illegible] ناواقف ہیں۔ [illegible]

یہاں کچھ قدیم لوگ اور قبیلے ایسے بھی ہیں جو خود کو پہاڑوں اور دیوتاؤں کی اولاد مانتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ان جنت نظیر وادیوں اور سر بفلک چاندی لگی برف سے سر پوش پہاڑوں صدیوں سے گرم گلیشیروں، رواں جھرنوں اور شور مچاتے دریاؤں آبشاروں کے یہی مالک و وارث ہیں۔ یہاں کے اور وہاں کے جن اور جادو ہیں۔ لیکن ان شعبوں کا کوئی خاص چاہت و گرم جوشی سے سواگت کرتے۔ یہاں بیمار و لاچار ہونے کا تصور بھی ناپید ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں ڈاکٹر انجینئر وکیل سکول یا کسی محکمے کے افسروں کو وہ عجیب سی نظروں سے تکتے ہیں۔ ہاں جہاز دیکھ کر تو ڈر کر چھپ جاتے اور کالی ذات کا تصور کرتے نیلوں پہ دوڑتا جیپیں لانے والوں کو پہاڑوں کے ساتھ آسمان سے اترنے والا تصور کرتے ہیں۔ کئی یہ کے بیٹے یہاں کے حکمران ہوتے ہیں۔ صدیوں سے یونہی ہوتا چلا آیا ہے اور شاید ایسے ہی ہوتا رہے گا۔

میں ان دور دراز پس ماندہ اور پر اسرار علاقوں میں خوب خوار و خراب ہوا ہوں۔ وہ علاقے جو شہروں کے قریب و جوار میں ہیں ان میں آپ کو کسی طرح کا کوئی ایڈونچر نہیں ملے گا۔ اصل اسرار جلال و جمال تو بہت پرے ہے۔ دشوار و تنگ رہگزاروں خوفناک دروں کھائیوں ۔۔۔ اترائیوں چڑھائیوں اور موسم کی چیرہ دستیوں سے آگے ۔۔۔ جہاں پہنچ کر محسوس ہوتا ہے کہ انسان بالکل فطرت کے آنگن میں آ

ہے ۔۔۔۔ جسم و جان اور سوچ و فکر کی ساری کثافتیں ۔۔۔ دنیا داری کے سارے جھمیلے کہیں دور بہت پیچھے رہ جاتے ہیں ۔۔۔ یہاں تک کہ مذہب و مسلک بھی کتنی آسودہ ہو جاتا ہے کہ یہاں انسان جیسے نیا جنم لیتا ہے اور [illegible] حضرت سے ہم پہ پیدا ہوتا ہے۔

عمر کا ایک آسودہ حال تاجر بچہ جو کاروباری سلسلے میں لاہور آتا جاتا رہتا تھا میرے ساتھ اٹکی سی [illegible] سے وابستہ تھا۔ شجر چلغوزہ سی اٹھان والا اچھا خاصا پڑھا لکھا اور خوش خیال و خواب جوان کہ جسے دیکھ [illegible] سامنے آ جائے ۔۔۔۔ مزید برآں یہ شکر درے کے قدیمی اہل ثروت و حشمت خاندان سے تعلق رکھتا تھا [illegible] صاحب اختیار سمجھا جاتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر جو حیرت کا مقام کہ یہ خاندان اہل حسن و احناف [illegible] وہاں کٹر قسم کے اہل حدیث اور اسماعیلیوں کا تناسب زیادہ ہے ۔۔۔ یہ اللہ کا ولی اپنا سلسلہ [illegible] سے جوڑتا تھا۔ نام عبدالرحمن گیلانی ۔۔۔۔ اس کے ساتھ پہلی ملاقات داتا ہجویری کے ہاں [illegible] میں ہوئی تھی ۔۔۔ عجز و ادب کی اوس میں تر بتر چہرہ حیا کھائی ہوئی کٹورا آنکھیں ۔۔۔۔ اس کا ہاتھ [illegible] مجھے ایک خفیف سا جھٹکا لگا کہ اس کا قلب جاری تھا۔ خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد [illegible] [illegible] سلسلوں سے [illegible] [illegible] کی جو ہری [illegible] بھی آ چکا ہے۔

[illegible] جب چاند کی پہلی جمعرات کو داتا دربار پہنچتا تھا جسے نوچندی جمعرات کہتے ہیں ۔۔۔ مجھ سے [illegible] [illegible] اور تمام کی تشنہ لبی کی شکایت [illegible] سے دو مرید وں سے کی مراقبے کے قبے میں اتر جاتا ۔۔۔ کسی بھی مخل ہونا پسند نہ [illegible] اور نشست کے برخاست ہونے پہ مجھ سے بھری بوتل پانی دم کرواتا اور رخصت ہو جاتا۔ [illegible] جب وہ معمول کے مطابق نہ پہنچا تو میں نے اس کی کمی کو غیر معمولی طور پہ محسوس کیا۔

[illegible] ولی بھی ہو وہ اپنی شکل و صورت دولت و حشمت اور رنگ و نسل کی وجہ سے کم ہی پہچانا جاتا ہے [illegible] خوبیوں کردار و تقدس اور ادب و اخلاص سے زیادہ نمایاں و نمودار ہوتا ہے۔ یہاں بھی شاید [illegible] اس کا آج تک سرایا سراپا لطف و محبت اور عزت و مراتب کا ایک نفیس سا نمونہ تھا ۔۔۔ جیسے کہ [illegible] بھی تک عرض کر چکا ہوں کہ ہر انسان اپنا ایک جبلی بو اور اپنی مخصوص بو رکھتا ہے ۔۔۔ یہ بو [illegible] بھی ہو سکتا ہے چرند و پرند اور خزندہ بھی۔ اسی طرح اس کے بدن بطون کی بو ۔۔۔ خوشبو بھی ہو سکتی ہے [illegible] ۔۔۔۔ یہ کچھ قسام ازل کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور زیادہ کچھ انسان کی اپنی سوچ طینت اور

کرم و کرامات کا شاخسانہ بھی ..... اگر آپ صاحب حس و ذکا ہیں تو محسوس کیا ہوگا کہ آپ سے ہاتھ ملانے والا مصافحہ کرنے والا یا قریب نشست اختیار کرنے والا آپ کو ایک عجیب سی طمانیت یا انجانی سی محبت سے آشنا کر گیا ہے ..... بھینی بھینی خواب آگیں سی مہک نے آپ کا احاطہ کر لیا ہے۔ آپ اس شخص سے صرف بات ہی نہیں بلکہ اس کی قربت کے خواہش مند بھی ہوتے ہیں۔ اسے اپنی نگاہ کا محور بنا لیتے ہیں ..... جبکہ وہ آپ کا کوئی قرابت دار یا جاننے والا بھی نہیں ہوتا۔

اسی طرح بہت سے ملنے والے قریبی رشتہ دار یا آس پاس کے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا تصور بھی آپ کے لئے سوہان روح ہوتا ہے۔ ان کی قربت سے طبیعت میں خلجان پیدا ہوتا ہے اور فوراً آپ کو بدبو کا احساس ہونے لگتا ہے۔

کچھ مخصوص ہستیوں کے ہاں یہ صلاحیتیں چنداں زیادہ ہی ہوتی ہیں ..... ان کی ظاہری باطنی صحبت اتنی شاداب اور شاندار ہوتی ہیں کہ سایہ سراپا، سروپ، سماعت، سماجی اور سماز کیلئے پڑھنے، دیکھنے اور سمجھنے میں انہیں شعور کی وقت نہیں ہوتی ..... [illegible] انسان پیشو ان کے سامنے کھلی کتاب اور بولنے کی مانند [illegible] ہیں [illegible] ہستیاں ہیں وہ [illegible] کے ہاں خلیفۃ الارض ہیں ..... یہی ہیں وہ لوگ جن کی بات میرے مرشد حکیم الامت نے فرمایا ہے۔

یہ [illegible] [illegible] ان کو
پڑھ لیتے ہیں اپنی آنکھوں میں

مشہور الحسن گیلانی کو ایک ہفتہ کی غیر حاضری کے بعد جب دربار سرکار پہنچا تو میں نے انگاروں کی آنکھوں میں اس سے غیر حاضری کی وجہ دریافت کی تو وہ بجائے جواب دینے کی بجائے حسب معمول سر جھکا کر نہیں مرا [illegible] نشست سنبھالنے سے پہلے اسے اپنے پاس بلایا ..... حال احوال پوچھا حسب معمول وہ سر اثبات میں جھکائے الحمدللہ الحمدللہ کہتا رہا ..... یہ واحد میرا عقیدت مند تھا جو ناصحوں کی زبان سے مجھ سے مستفید تھا ..... میں نے خود ہی کہا۔

"لاؤ مجھے پانی کی بوتل دو دم کر دوں۔"

وہ اسی انداز میں بیٹھے بیٹھے بولا۔ "شاہ جی نے کہا تھا اب میرے لئے پانی لانا چھوڑ دو ..... افاقے کی کوئی صورت نہیں اتنی دور سے بوجھ اٹھا کر لانے کا کیا فائدہ؟"

میں نے چند ثانیے اس کی بات پہ غور کرنے کے بعد پوچھا۔

"شاہ جی کون ہیں اور لفافے 'فائدے والی' کیا بات ہے؟"

کچھ دیر تک وہ پس و پیش کرنے کے بعد ایک لفافہ میرے پاؤں کے پاس دھرتے ہوئے کہنے لگا۔

"باباجی! میں نے اپنی غیر حاضری کی وجہ اور اپنے بڑے بھائی مسعود الرحمٰن گیلانی کی پریشانی تفصیل سے تحریر کر دی ہے ― آپ برائے مہربانی اس مکمل تحریر کو پڑھنے کی زحمت فرمالیجئے گا۔"

میں نے اس موٹے سے لفافے کو ہاتھ سے تولتے ہوئے کہا۔

"میرے بچے! پڑھنے لکھنے سے تو میں پہلے ہی بہت عاجز ہوں اور نہ ہی میرے پاس اتنی فرصت ہے۔ مناسب سمجھو تو مختصر الفاظ میں اپنا مافی الضمیر بیان کر دو۔" وہ کچھ الجھا سا کہنے لگا۔

"باباجی! بیان کرتا بھی چاہوں تو شاید سے تمام حالات و واقعات بیان نہ کر سکوں آپ کے روبرو بیٹھ کر بولنا مشکل ہے اور آپ کے قیمتی وقت کا بھی احساس....."

میں نے اسے اذن رخصت دیتے ہوئے کہا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] لاہور پہنچنے میں ابھی تین روز باقی پڑے تھے کہ اس نے ٹیلیفون پہ سلام دعا کے بعد [illegible] دریافت کیا کہ میں نے اس کے کاغذات پڑھ لئے ہیں؟ ― ظاہر ہے میں نے اس کا پلندہ تحریروں والی فائل میں بن پڑھے ہی رکھ دیا تھا کہ مہینے بھر کا وقفہ ہے کسی وقت فرصت میں [illegible] میں نے مصروفیت کا بہانہ کیا کہ ابھی میں اسے نہیں دیکھ سکا ― ان شاء اللہ جلد دیکھ لوں گا [illegible] بتاؤ وہاں کیا ہے؟ ― ویسے میں نے اس کے لئے دعا کر دی تھی۔

"باباجی ― میں پنڈی سے بول رہا ہوں ― صورت حال بڑی آزمائش کی ہے۔ ہم سب یہاں [illegible] اور پریشانی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں ― آپ سے دست بستہ دعا کی التجا ہے۔"

میں اس کی گفتگو کے اندر چھپے ہوئے کرب کو بڑی اچھی طرح محسوس کر رہا تھا ― میں جانتا تھا وہ [illegible] ہے یقیناً وہ کسی بھیانک قلاقل میں گھرا ہوا ہے۔ ورنہ عام صورت وہ کبھی اس انداز میں فون [illegible]۔

میں نے قدرے وقفہ لینے کے بعد بڑے کرب سے پوچھا۔

"بیٹے! اللہ رحم کرے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جب معاملہ امکانی تدابیر سے آگے نکل جائے پھر مشیت ایزدی پہ توکل کرنا چاہئے...... یقیناً اللہ کریم کبھی کسی کو اس کی جسمانی 'روحانی استطاعت سے بڑھ کر آزمائش میں ڈالنا پسند نہیں فرماتا۔ مختصر الفاظ میں اپنی پریشانی بتاؤ۔"

جواب میں وہی ہچکچاہٹ 'ممیاہٹ......!

میں نے زچ ہوتے ہوئے جھلا کر کہا۔

"سیدھی طرح بات کرنی ہے تو کرو ورنہ بصورت ٹیلیفون بند کر دو۔"

وہ جیسے بغل میں منہ ڈالے بات کر رہا تھا۔

"باباجی! اگر آپ سے بات کرنے کا یارا ہوتا تو لکھ کر کیوں پیش کرتا...... اور یہ قصہ تو ویسے بھی بتانے سنانے لائق نہیں...... باباجی! اس ضرر رسانی کی معافی چاہتا ہوں۔" اللہ حافظ کہہ کر اس نے ٹیلیفون بند کر دیا۔ میں کئی بوجھل لمحے بند ٹیلیفون کان سے لگائے اس کی بات کی تکنیکی پہ غور کرتا رہا۔

اگلے دن میں نے پہلی فرصت میں اس کے دیئے ہوئے ورق مطالعہ کے لئے نکالے...... جلی خط نستعلیق اور [illegible] کی تحریر تھی۔ ایک تحریر [illegible] عالم و [illegible] کے [illegible] لکھے [illegible] معمولی سے

بڑے لکھوں [illegible]

"محترم المقام باباجی! السلام علیکم

اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے۔ گزشتہ ماہ معمول کے مطابق [illegible] سرکار [illegible] کے قدموں میں بندہ حاضر ہوا۔ [illegible] یقین فرمائیں کہ میں غیر حاضری کے باوجود باطنی طور پر [illegible] موجود تھا...... باباجی! میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں اس ابتلا کو کس طرح بیان کروں...... کہ اس کا تعلق میرے بڑے بھائی مسعود الحسن گیلانی کی ذات سے ہے جس کے بہت گہرے اثرات بالواسطہ میری ذات پہ بھی مرتب ہیں۔ میں تو کسی نہ کسی طور برداشت کر لیتا ہوں مگر ہمارے ضعیف العمر والدین اور بھائی صاحب کے بیوی بچوں کے لئے یہ اذیت مسلسل ناقابل برداشت ہے۔ بھائی صاحب ایک ایسے نا گہانی اور ناقابل فہم وحشیانہ ارتعاش میں مبتلا ہیں کہ وہ مستقل تجسس میں ہیں...... ہم انہیں دن رات کے کسی لمحے اکیلا نہیں چھوڑتے کہ وہ کئی مرتبہ خودکشی کی ناکام کوشش بھی کر چکے ہیں۔ اب بھی وہ اسی تاک میں رہتے ہیں کہ انہیں موقع ملے اور وہ اپنا قصہ پاک کر جائیں۔"

یہاں تک کا مضمون صرف ایک قرطاس پہ تھا۔ اس سے آگے اسی طرح کے کئی صفحے تھے جنہیں پڑھنا اب میرے لئے بہت مشکل تھا کہ میں کسی کے اندوہناک حالات مسلسل ایک نشست میں لکھے پڑھنے کا متحمل

[illegible] — جتنا کچھ میں پڑھ چکا اُسی پہ کڑھتے ہوئے غور کرنے لگا — بقیہ اوراق میری گود میں دھرے [illegible] حالت میں پڑے پڑے نہ جانے کس اونگھ بونگھ میں نور کے لڈو بٹنے لگا۔

[illegible] لمبی چوڑی زمینیں — جہاں گندم، مکئی، جو، جوار — پھل پھول اور خوب ہری بھری سبزیاں اُگا کرتی [illegible] اور بھیڑ بکریاں، دودھ، گھی، مکھن کی فراوانی — گھریلو ملازم، حویلیاں اور بڑے بڑے باڑے۔ [illegible] مرغزاروں میں کھلیاڑے — ادھر کے قدیمی متمول صاحبِ حیثیت گیلانی سادات سے تعلق [illegible] کئی نسلوں سے ان دشوار گزار پہاڑوں کی دل آویز وادیوں، گھاٹیوں اور نباتات سے آسودہ آرام سے رہتے [illegible] موتی برساتے جھرنوں اور کرنوں کے جھالے جھلاتے آبشاروں کی جلو میں سادگی اور آشنائی [illegible] بھری زندگی بسر کر رہے تھے — گیلانیوں کا یہ گھرانہ شاید محدودے چند گھرانوں میں سے ایک تھا جو [illegible] دینی تعلیم و تدریس کے علاوہ عصری تعلیم کے تقاضوں کو بھی سمجھتا تھا — چنانچہ سید غلام قادر گیلانی [illegible] دونوں بیٹوں مسعود الحسن گیلانی اور مشہود الحسن گیلانی کی دینی اور دنیوی دونوں طرز کی تعلیم [illegible] میں سے [illegible] تھے اور جنہوں [illegible] سیت و قابلیت [illegible] ذہنی و فکری پسماندگی کے لیے بھی [illegible] ادا کیا۔

[illegible] صاحب جب عملی طور پہ وظائفِ زندگی سے علیحدہ ہوئے تو خاندان کی تمام ذمہ داریاں [illegible] مسعود الحسن گیلانی کے کندھوں پہ آ پڑیں [illegible] اپنے علاقائی روایاتی طرزِ معاش [illegible] کو جدید انداز و طریق سے کاروبار کی ٹھانی۔ پٹرول پمپ بنایا، گھی تیل آٹا کی ایجنسیاں حاصل [illegible] مشہود الحسن گیلانی چونکہ کنوارہ تھا، سیر سپاٹے کا شوقین اور کاروباری سوجھ بوجھ کی بدولت اُتم [illegible] جائیداد زمین اور خرید و فروخت کے سلسلہ میں بیشتر وقت شہر سے باہر ہی رہتا۔ اس نے اپنا [illegible] معمول کچھ اس طور وضع کیا ہوا تھا کہ نئے چاند کی پہلی جمعرات وہ بہر صورت داتا گنج [illegible] علی ہجویری کی چوکھٹ اقدس پہ حاضری دیتا، فاتحہ تلاوت اور تسبیح و تہلیل کے بعد کچھ وقت میری صحبت میں [illegible] گزارتا۔

[illegible] ان مشہور قصبوں، شہروں اور بازاروں کے ارد گرد بیٹھے کھڑے ہونے والے لوگ بھی عجب و غریب [illegible] ہوتے ہیں۔ اکثر نازو نعیم از قسم گزیدہ مرید ہوتے ہیں۔ کھڑے بیٹھے گھورتے رہیں گے، پاس نہیں پھٹکتے کہ [illegible] سے دور دور رہا کرتے ہیں۔ جیسے سینما ہال کے باہر قریب قریب ایکٹروں کے قد کی بڑے بڑے پوسٹر اور

فٹ ویئر ہی دیکھ کر اپنا رانجھا راضی کر لیتے ہیں۔ اسی طرح یہ روحانی بھوکے بھی ہوتے ہیں...... یہ ولی
مقامات کے اندازے لگاتے رہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ شطرنج یا گنجفہ کی چوپال جمی ہو تو
اصل کھلاڑی تو دو چار ہوتے ہیں مگر ملاحظین اور مشیر و مندوب زیادہ ہوتے ہیں۔ بابوں کی چوپال میں بھی
باادب و باامر دو چار والے ہی ہوتے ہیں۔ باقی اکثر شہرت پسند، رضا پسند یا عیدو قسم ہوتے ہیں جو ولی
کمیٹیوں، لاٹریوں کے نمبروں کی تلاش میں ہوتے ہیں یا پھر ویزوں، امیگریشن کے چکروں، لڑکیوں سے
کے افیئر چلانے والے...... کچھ قرضوں اور کاروباری الجھنوں میں جکڑے ہوئے...... یہ سب بے موسمی
کی طرح ہوتے ہیں کہ حالات کے موسم میں کہیں ہلکی سی گرمی سردی آئی تو یہ چڑھ دوڑے مزاروں اور
فقیروں کے ڈیروں پر...... اور جونہی حالات میں بہتری آئی تو پھر وہی ہنگی سی پکالی۔

جیسے کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ یہ چھوٹا مسعود الرحمٰن گیلانی کم از کم ایسا نہیں تھا۔ اس
کے ولی نے تو کبھی مجھ سے انتہائی آخروں سے زیادہ بات ہی نہیں کی تھی...... آنکھ جھپک سے اوپر کی
نہیں ملائی تھی۔ بس چپ چاپ دونوں تہ ہوئے قدموں میں پڑا رہتا جیسے یہ دنیا و مافیہا سے بے
دھیانی کیا [illegible]

مسعود الرحمٰن گیلانی کو اپنے بڑے بھائی سے [illegible]
آگے ہونا چاہیے تھا مگر بدقسمتی سے ایسا نہیں تھا...... کاروبار اور بڑا ہونے کے زعم [illegible] خود سری
خود پسندی آ گئی تھی...... حقیقت ہے باپ کے بیمار ہونے کے بعد خاندانی روحانی سلسلے کی باگ ڈور جب
کے ہاتھ آئی تو قدر و قدر میں مزید اضافہ [illegible] جو نخوت و غرور ان میں پہلے
سیاست و قیادت نے بھی طاقت و نشے میں اک چمک پیدا کر دی تھی...... بس یہیں تو ان کا گیا
کر عیش پسند احباب نے پوری کر دی...... مسعود الرحمٰن گیلانی راہ راست سے ہٹ کر عشرت و عزلت کی
کھائیوں کی جانب بڑھنا شروع ہو گئے۔ شراب و کباب کے ساتھ طاؤس و رباب اور حسین سے حسین تر
لڑکی ان سب کے ذائقے ان کو مل رہے تھے۔ خاندان سے ہی ایک قبول صورت سادہ سی بیوی تھی
جس کی گود میں دو بچوں سے بچے باپ کی محبت اور شفقت کے لیے ترستے ہوئے تھے...... ایسے میں
اور کاروباری مصروفیت کی آڑ میں کئی کئی شب و روز گھر سے غائب رہنا ایک معمول بن چکا تھا......
کاروبار اچھے بڑے کارندوں کے سپرد تھے۔ وہ مالک کی عیش کوشی اور عدم توجہی کی وجہ سے دونوں ہاتھوں سے
لوٹ رہے تھے...... مسعود الرحمٰن گیلانی باپ کی جگہ کھڑے ہوئے بھائی کی ہر حرکت سے واقف تھا۔ وہ
حد ادب میں رہتے ہوئے بھائی کی غیر اخلاقی اور غیر ذمہ دارانہ مصروفیت پر تشویش کا اظہار بھی کر چکا تھا

... کے آگے چھوٹا بھائی ہونا بڑی ذلت ہوتا ہے۔ منہ کھولو تو سوائے جھاڑ پھٹکار کے کچھ حاصل
... سے یہی جواب ملتا۔۔۔ تو اپنے کام سے کام رکھ۔ میں خوب جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے اور
... مہینے کے پچیس دن باہر رہتا ہے۔ یہاں مجھے اچھے برے سب سے صاحب سلامت رکھنی
... میں زندہ رہنا کچھ ایسا آسان بھی نہیں ہوتا۔۔۔ ویسے بھی سیاسی اور کامیاب لوگوں کے دشمن
... تو ادھر ادھر کی باتیں نہ سنا کر۔۔۔ مشہود الرحمن گیلانی کی سمجھ میں یہ بات آ چکی تھی کہ بھائی
... چکا ہے ان راہوں کے آگے تباہی بربادی اور رسوائیوں کی گہری کھائیاں ہیں۔۔۔۔ وہ اپنی
... ننھے ننھے بچوں کو جھوٹی سچی تسلیاں دیتا رہتا۔۔۔ اور اپنے کاروباری سفر کے دوران ہر اس
... دکھائی دے جاتا۔۔۔ لاہور داتا صاحب کا دربار اقدس تو اس کی التجاؤں کا آستانہ تھا۔
... کہتے ہیں۔ معصیت اور برائی کی دلدل کا سفر ہوتا ہے۔ جو ایک بار یہ راستہ اختیار کر
... واپسی اس کے اختیار میں نہیں رہتا۔ لاکھ چاہے تب بھی قدم ہٹا کر ٹھہر نہیں سکتا بلکہ اپنے بوجھ
... ہے۔۔۔ جبکہ خیر و نیکی روحانی یعنی انسان کو سفر ... ہوتا ہے۔ جو اختیار ... کا کام
[illegible]
[illegible]
... بھی کوئی دھکا دینے والا موجود ہوگا۔ جبکہ بھائی دلدل سے ... جا رہا تھا۔
... کی کاروباری میں چور دروازے سے ... داخل ہو چکے تھے۔ ... تو غیر معمولی چیز تھی
... مثال ملیں۔۔۔ اب رہا حسن و شباب۔۔۔ تو اس
... کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ جن بدنصیبوں کو کھانے پینے میں باہر کے چسکے لگ جائیں
... ان کی دوڑ بھی ... ہے۔ علاقہ ایسا تھا کہ یہاں فحاشی نہ ہونے کے برابر۔۔۔ مقامی لوگ شرم و حیا
... کا یہاں تصور تک نہ تھا۔ لہٰذا پنڈی، پشاور اور لاہور تک سے بے حیا عصمت فروش عورتیں
... محنت اور مشقت سے روزی روٹی کماتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی دیکھے جنہیں دیکھ
... لگتا ہے کہ ... انہیں راس ہی آ گئی ہیں یا شاید قدرت ان کی رسی دراز کر دیتی ہے اور
... پھر اپنی جوانی، مستی اور دولت و طاقت کے زعم میں ... آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں
... کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا ان کی رسی ... کھینچ لی جاتی ہے۔ ان کی
... اور عزت کا سارا کاروبار چھپکلیوں کا فضلہ بن کر عبرت و کراہت کا سامان بن جاتا ہے۔
مشہود الرحمن گیلانی اور اس کے بدقماش دوستوں نے اپنی عیاشی کے لئے کئی ایک خفیہ اڈے بنائے

ہوئے تھے۔ عام آبادی سے دور پہاڑوں کی محفوظ غاروں میں ہر ممکنہ آسائش و سہولت سے آراستہ
طرح کے کوٹھی خانے تھے۔ معزز مہمانوں اور سیاحوں کے روپ میں یہاں بڑے بڑے شہروں سے
تجربے والی طوائفوں اور گانے بجانے والوں کا آنا جانا لگا رہتا ... ہپی ٹائپ کے منچلے جوڑوں
کی عادی میموں کی چرس چانڈو کی ضروریات پوری کر کے انہیں عیاشی و فحاشی کے لئے استعمال کیا جاتا
ہے یہاں منشیات کا ہلکا پھلکا دھندا بھی ہوتا تھا۔

آج کل دنیا میں عجیب و غریب فلمیں بن رہی ہیں۔ ان کا کوئی سر پیر نظر نہیں آتا۔ دیکھنے والے
پھاڑے ویڈیو پہ تماشے دھک دھک دل، حیرت کا نے دہشت و وحشت زدہ سے فلم دیکھتے رہتے ہیں۔ حیرت
بھوت سے بنے یہ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ یہ کیا تھا — کدھر تھا اور کیوں تھا؟ — یہ سوچتے سوچتے
فلم کا ایک کردار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ایک دو تین چار چھ ماہ میں اس طرح کی مافوق العقل،
ماورائے فطرت و جبلت غیر منطقی آغاز و انجام والی ہیجان خیز فلمیں دیکھنے کے بعد بندہ، بندے کا بچہ نہیں
وہ ایک شیطانی پتلا سا بن جاتا ہے — انسانیت اور روحانیت تو کہیں غائب ہوتا شروع ہو جاتی ہے
کی جگہ ابلیسیت اور درندگی در آتی ہے — پھر نفسانی جنسی اور روحانی [illegible]
[illegible]
ہونے [illegible] — بازاری قسم کی جنسی قوت بڑھانے والی اشتہاری دوائیں اور دوسری [illegible] اور [illegible]
مقدر بن جاتی ہیں [illegible] بااختیار صاحب حیثیت متمول لوگ جب تن آسانی اور عیش کوشی میں
ہیں تو پھر کوئی بے اعتدالی کے [illegible] اور بے حیائی بے غیرتی ان کی [illegible] حد نہیں ہوتی وہ پھلانگتے
پھلانگتے ہی چلے جاتے ہیں — پھر کہیں کوئی پھلانگ ان کی آخری چھلانگ ٹھہرتی ہے۔ جس
کرتے رہتے ہیں اور [illegible] — کبھی کبھی چند آسودہ اور [illegible] لوگوں میں بھی پیدا ہو گیا تھا۔

مارتھا مرسنڈیز ایوان جو آئرش کی رہنے والی تھی [illegible] نیلی آنکھوں والی تیکھی سی [illegible]
تھی۔ وہاں یونیورسٹی سے اس نے مشرقی اقدار و علوم میں تحصیل کرنے کی ٹھانی — یہ بھی [illegible]
میں ہوا کہ اس نے اچانک پاکستان، خاص طور پر شمالی علاقہ جات کی تعلیمی معلوماتی سیاحت کا فیصلہ
یہاں میں پاکستانیوں کی ایک خاصی تعداد موجود ہے — ہر نوع کے لوگ، پڑھے لکھے۔ مرسنڈیز کا [illegible]
معمولی محنت کش بھی — بلکہ پڑھے لکھے لوگ تعلیم و تحقیق کے میدان میں بھی تھے۔ تعلیم کے زمانے میں اس کا
یونیورسٹی فیلو اورنگ زیب تھا — جو ایبٹ آباد کے ایک متمول آسودہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اورنگ [illegible]

[illegible] تھیں آنکھیں ان کا حیادار جامہ زیب اور جاذبِ نظر — انہی اوصاف کی بنا پہ وہ مار تھا
[illegible] بیٹھا تھا۔ مگر وہ یہاں صرف تحصیلِ علم کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس کے پیشِ نظر صرف اپنا
[illegible] گوری کو پھنسا کر یہاں کی شہریت حاصل کرنا — وہ خاصا عرصہ قریب رہ کر یہ محسوس کر چکا
[illegible] ت کی لڑکی نہیں۔

[illegible] پڑھے اور روشن خیال گھرانے کی چشم و چراغ تھی۔ خدا جانے وہ کیوں اور کس طرح
[illegible] سے متاثر ہوئی تھی۔ خاص طور پہ شمالی علاقہ جات یہاں کا رہن سہن رسم و رواج موسیقی
[illegible] رکھا ہے — ان علاقوں کے متعلق اس نے ڈھیروں لٹریچر اکٹھا کر رکھا تھا — اور شاید
[illegible] سے غیر معمولی دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ اس کا تعلق بھی اسی خطۂ ارض سے تھا — ویسے تو
[illegible] پیدا ہوا مگر پلا بڑھا تھا [illegible] — اورنگ زیب خان
[illegible] کا رجوع اسلام کی طرف تھا — دیگر ادیان و مذاہب کی الہامی مذہبی کتابوں
[illegible] کا مطالعہ بھی مکمل کر لیا ہوا تھا — نماز روزہ اور دیگر مناسب ارکان سے بھی خاصی
[illegible] تھی تو وہ با عمل مسلمان [illegible] اورنگ [illegible]
[illegible]
[illegible] تھی کہ وہ اسے اپنے دل اور روح کے قریب محسوس ہوا — یہی وجہ تھی کہ اس نے
[illegible] کی تھی۔

[illegible] خان کا [illegible] وہ جیسے دیس میں رہنے والا
[illegible] اپنے کام سے مطلب رکھنے والا۔ دیکھا جائے کہ ایسے سنجیدہ طبع لوگوں کی انا بڑی کیلی ہوتی
[illegible] یا اکھڑ پن سے مغرور کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ کیا کہئے کہ اس کی یہ خامی بھی
[illegible] ایک خوبی ٹھہری تھی۔

[illegible] زیب خان اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے اکاموت کے تاثرات کو محسوس کرتا تھا اس
[illegible] سے سراپا سپاس تھا — بحیثیت ایک ساتھی طالب علم کے بھی وہ قابلِ قدر تھی — اس
[illegible] کی مخصوص عادات — پاکستان اور دینِ اسلام سے محبت بھی قابلِ ستائش تھی — مگر اس
[illegible] نے اپنے اور اس کے درمیان ایک حدِ فاصل قائم کر دی تھی — اس نے
[illegible] سے پیش قدمی کا موقع نہیں دیا تھا اور نہ ہی کبھی اس کے سامنے خود کو ایک ماورا انسان کے
[illegible] صوم و صلوٰۃ کا پابند کٹر مسلمان بننے کا سوانگ رچایا تھا۔ نہ اشارے کنائے سے بھی کبھی کوئی ایسی

آس امید والی تھی جس سے مار تھا'' جواب آں غزل'' تھی لیکن ۔۔۔!

کمال کا کمال کہ چار سال کا عرصہ دیکھتے ہی دیکھتے بیت گیا اور دونوں اپنی اپنی جگہ پہ قائم ۔۔۔ اپنا بھائی ہوتا تو کم از کم چار بچے اور کئی بار طلاق بھی ہو چکی ہوتی ۔۔۔ جیسے گیا تھا ویسے کا ویسا ڈاکٹری سے لوٹ آیا۔ ایئرپورٹ پہ رخصت ہوتے ہوئے نہ کوئی وعدہ نہ کوئی آنسو ہچکی ۔۔۔ اور الوداعی بوسے کا ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ۔۔۔ ہلکی سی مینٹنٹ بھری مسکراہٹ کے تبادلے کے بعد دونوں اپنی اپنی راہ پر گئے ...... ایسے کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

وہ دونوں شاید اپنی اپنی انا کے غلام تھے۔ عورت اندر سے بڑی نازک سی چیز ہوتی ہے۔ پندار ذات کا بڑا دھیان ہوتا ہے وہ لاشعوری طور پہ اس امر پہ ایمان رکھتی ہے کہ کائنات کا سب سے قیمتی اور اعلیٰ اثاثہ اس کے پاس محفوظ ہے ۔۔۔ وہ اسے بہت بچا کر رکھتی ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ عورت کی سنبھالی ہوئی اس دولت کو آپ اس کی عزت نفس کہہ لیں یا چاہت پیار وغیرہ ۔۔۔ یہ بھی ایسا ہوا کہ عورت کی سب سے قیمتی چیز عورت کا جو احساس یا خود نفسی ہے ۔۔۔ وہ سب کچھ [illegible] لینے کا جذبہ رکھتی ہے مگر کوئی اس کی محبت یا وقار کو ٹھکرا دے [illegible] اس کی [illegible] ہے جب اس کی عزت یا احساس [illegible] وہ اس کی نظر میں خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ وہ عورت اپنے حسب نسب و مال حسب نصیب کی اہمیت کو چنداں ایسا اہم نہیں گردانتی۔ وہ تو اپنی محبت [illegible] والی شے سمجھتی ہے ۔۔۔ حسن و جمال [illegible] حسب نسب وغیرہ و قوس قزح کے رنگوں کی جھلملیاں ۔۔۔ مکمل عورت تو نسائیت (جنس) کے کچے رنگوں سے رنگی ہوتی ہے ۔۔۔ مگر اپنی نسائیت کی توہین برداشت نہیں ۔۔۔!

یہاں اورنگ زیب خان اور ماتھا مرسیڈیز والے قصے میں بھی شاید یہی کچھ تھا۔ فوزیہ وہ ایئرپورٹ سے نکل گئی اور وہ بھی اپنی اُداسی بے اعتنائی سے پورٹ لاؤنج کی جانب بڑھ گیا تھا۔ خود بخود دونوں جانب رہی ہوگی۔ انسان بالآخر انسان ہی ہوتا ہے پتھر تو نہیں ۔۔۔ چند دنوں ہی کی سہی کی رفاقت تو تھی۔

راستے میں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہی تھی ۔۔۔ خان نے رخصت ہوتے سے کوئی بھولی تسلی تک نہ چھوڑی۔ یوں ہاتھ چھڑا گیا جیسے کوئی اجنبی تھا ۔۔۔ کیا مسلمان پٹھان ایسے ہی ہوتے ہیں اپنے کام سے کام رکھنے والے یا مطلب پرست ۔۔۔ اس نے ایک لفظ شکریہ تک کا منہ سے نہ نکالا

… ذات 'نسائیت' ہر چیز کو الانگتا پھلانگتا آگے بڑھ گیا۔

… صنفوں کے درمیان کوئی بھی رشتہ یا تعلق ہو کہیں نہ کہیں جنس ضرور کارفرما ہوتی ہے اور … کسی نہ کسی سطح پہ ظہور پذیر ہوئے بغیر نہیں رہتے ۔۔۔ اور اگر کہیں نہیں ہوتے تو وہ یقیناً کوئی … ہیں گے ۔۔۔ عورت' عورت ہی اور مرد' مرد ہی ہوتے ہیں۔ خواہ ان کا تعلق کسی بھی رنگ' نسل' … مشرق' مغرب سے ہو ۔۔۔ جذبات و احساسات' جنسی جبلی زدبے۔ غم' غصہ' پیار' اظہار تو سب … ہی ہوتے ہیں۔

… پہ اس کا دماغ مختلف نوع کی باتوں' سوچوں اور خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ایسے ہی اس کی … خان کی اس طور پہ آگئی اور سرد مہری پہ اک نئے زاویہ نگاہ سے غور کرنے لگی ۔۔۔ دماغ اک … کی مانند زوال وقت کے بارشوں کے ہاتھوں [illegible] تھا۔ گمان گزرا شاید یہ انداز بھی … شخصیت کا کوئی انوکھا سا زاویہ ہو۔ انسان بھی شاید کسی تراشیدہ یا ناتراشیدہ گوہر کی مانند ہوتا … کہیں منفرد سے سینکڑوں پہلو ۔۔۔ ظاہر و باطن کئی کئی رنگ الگ مختلف نوع اثرات … [illegible] اور کہاں پہنچے … [illegible] جب بھولا اپنے … بال پھینکا۔

… خلاف توقع خان کا ٹیلیفون آ گیا کہ وہ خیریت سے گھر پہنچ گیا ہے ۔۔۔ اس نے شکریہ بھی … آج کل مصروف [illegible] میں۔ اپنا خیال رکھنا۔ ٹیلیفون … دیر تک ہاتھ میں رکھا۔ انتظار کرتی رہی شاید وہ کچھ مزید کہے گا۔

… فکر و بیاں کا اثر ہر ذی [illegible] معمولی اور غیر اہم دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ذرا سا حیوان بدلا ہو … وجود سے نکل جاتے ہیں۔ چند ساعتوں کی اٹکن کے بعد آگے چلو تو وقت کا پہیہ آگے … چلا ہوتا ہے۔ اس طرح تین [illegible] اور کئی شامیں بیت گئے دوبارہ آ گئے تھے ۔۔۔ ٹیلیفون پہ … کی چند ہی جملے ۔۔۔ "کیسی ہو؟ پڑھائی کر رہی یا آگئی جاب؟ اپنا خیال رکھنا" یہی کوئی … تھیں۔ آخر ایک دن اس نے "مژدہ" سنایا کہ پچھلے ہفتے اس کی شادی ہو چکی ہے ۔۔۔ ماں جنت … کی امید نہیں تھی ۔۔۔ اس کی آخری خواہش کے احترام میں میرا نکاح پڑھوا دیا گیا ۔۔۔ ٹیلیفون … بھی ۔۔۔ اب تم بھی شادی کر کے گھر بسا لو ۔۔۔ اس نے یہ سب کچھ یوں کہہ دیا جیسے بتا رہا ہو … گرمی کی وجہ سے میرے چہرے پہ گرمی دانے نکل آئے تھے۔ میں نے فلاں کریم استعمال کی جس

سے مجھے اتفاق ہوا تمہارے چہرے پہ بھی دانے نکلتے رہتے ہیں۔ تم بھی یہ کریم استعمال کر کے دیکھو
حسبِ معمول خان کی یہ اطلاع بھی معمول کی ایک واردات گردان کر دل میں "داخل دفتر" کر دی۔

ایک دن اس نے بھی اُسے اطلاع کر دی کہ ہفتہ کی صبح 7 بجے اسلام آباد پہنچ رہی ہے۔ پ
موسم بہار اُترا ہوا ہے ۔۔۔ تیز رو شوریدہ دریا خوب دھوم میں مچا رہے ہوں گے۔ جھرنوں اور آب
بوچھاریں اُڑائی ہوں گی ۔۔۔ خوش نوا پرندوں کی چہکاروں نے اک سماں باندھا ہوگا ۔۔۔ جگنوؤں کے
اُترے ہوں گے ۔۔۔ خوش رنگ گلوں کی نکہت بیزیاں عروج پہ ہوں گی وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ اور میں
لے کر آرہی ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے تم مجھے اپنے روبرو پا کر پھولے نہیں سماؤ گے ۔۔۔ میں تمہارے
کیڈ بری اور سوئس چاکلیٹ اور تمہاری پسندیدہ کافی کا وافر اسٹاک لے کر آرہی ہوں۔

امیگریشن اور کسٹم سے فارغ ہو کر وہ باہر نکلی تو اُسے بے ہنگم انسانوں کا ہجوم جیسے اُسی
شور غوغا بھانت بھانت کی آوازیں، آنکھوں میں تشنگی ۔۔۔ ہر کوئی اس کی جانب لپک رہا ہے
رکشے اور ہوٹل والوں نے اُسے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ عجیب و غریب قسم کی انگریزی میں اُسے
خدمات پیش کر رہے تھے۔ ایک آدھ نے تو اس کے سامان والی ٹرالی پر بھی ہاتھ رکھ دیا تھا ۔۔۔ وہ مجھ
کو بھی نہیں [illegible] رہی تھی
وہاں ہوتا تو کہیں دکھائی دیتا ۔۔۔ اسی شد و مد میں جب کچھ وقت گزر گیا تو اس نے صورتِ حال کو ک
کی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ خان یا تو لیٹ ہو گیا ہے یا پھر کوئی اس کا ناگہانی واقع ہو گیا ہے کہ وہ یہاں نہ
پہنچ سکا ۔۔۔ اچانک اسے [illegible] دکھائی دیا۔ اس نے فوراً اُسے
انہیں اپنی پریشانی سے آگاہ کیا ۔۔۔ انہوں نے اس اکیلی لڑکی کو ایسے واہیات لوگوں کے نرغے میں پھ
فوراً اس کے پاس پہنچے ۔۔۔ صورتِ حال کو بھانپ کر اُسے اپنے ساتھ ہی ہوٹل لے گئے۔ مشورہ دیا کہ
ایک اکیلی لڑکی کا پاکستان آنا کچھ مناسب اقدام نہیں۔ یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔ زبان کا مسئلہ
یہاں کا کلچر بہت مختلف اور دقیانوسی ہے۔ مزید مشورہ دیا کہ یہاں کسی پہ بھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ اگر
رہنے کا ارادہ ہے تو فائیو سٹار ہوٹل کے علاوہ کہیں اور نہ ٹھہرنا ۔۔۔ ہوٹل کی ٹیکسیاں اور فون
استعمال کرنا اور کسی بھی اجنبی کے ساتھ بے تکلف ہونے سے احتراز کرنا ۔۔۔ کسی بھی ناپسندیدہ صورتِ حال سے
نمٹنے کے لئے پولیس اور اپنے سفارت خانے سے رابطہ کرنا۔ ابھی اسی وقت انہیں اپنے بارے میں
یقیناً وہ تمہارا خیال رکھیں گے بلکہ یہاں تمہارے گھومنے پھرنے کے انتظامات بھی کر دیں گے۔

فوری ضروریات سے فارغ ہوتے ہی اس نے خان سے رابطہ کیا۔ خان ایئرپورٹ پہ آتے

[illegible] سے جس کا ڑی خراب ہو گئی تھی چنانچہ وہ ایئرپورٹ پہ دیر سے پہنچا اسی دوران ماریا ایئرپورٹ سے [illegible]

[illegible] زیب ہوٹل پہنچا تو اس کے ساتھ بھائی اور ایک سالا تھا۔ کمرے کی بجائے یہ ملاقات [illegible] میں ہوئی۔ خان بڑا اوپرا اوپرا سا جان پڑا۔ بڑے رُوکھے رُوکھے انداز میں اس نے [illegible] محسوس ہوتا تھا جیسے وہ طوعاً و کرہاً ایسا کر رہا ہو۔ اس کے چہرے بشرے سے نہ تو خوشی جھلکتی تھی [illegible] لہجے میں کسی گرم جوشی کا شائبہ تھا۔ وہ ایک روبوٹ کی مانند سامنے پڑا تھا۔ روبوٹ میں [illegible] ہے مگر اس کے پاس احساسات اور جذبات نہیں ہو سکتے ..... درد اور سوز نہیں ہوتا ..... وہ اسے [illegible] کے باوجود اس وقت متعجب تھی کہ یہ ویسا ہی پتھر کا پتھر ہے ..... گفتگو کے درمیان وہ بار بار اپنی [illegible] تا تھا ..... [illegible] کر ماریا نے پوچھ لی۔

[illegible] محسوس ہو رہا ہے تمہارے پاس وقت کچھ محدود ہے تمہیں کہیں پہنچنا ہو ..... اگر ایسی کوئی [illegible] اگلی نشست پہ ہو جائیں گی اور ہاں تم نے تو پوچھا ہی نہیں کہ میں ہوٹل [illegible] اور کیوں کر [illegible] رہی ہوں۔"

[illegible] اقبال ہے کالج [illegible] مجھے اسی سلسلے میں ساڑھے دس بجے محکمہ تعلیم کے ایک [illegible] سے ملنا ہے [illegible] ہر طرح کی سہولت ملے گی ..... یہ بڑا اچھا اور پُرآسائش ہوٹل ہے۔ ایئرپورٹ [illegible] کا ڑی کی [illegible] لائبریری کے آفس شاپنگ مال جم [illegible] وغیرہ ..... فائیو سٹار ہوٹل کی زبردست سہولتیں۔"

[illegible] یہاں ہوٹل میں رہنے کے لئے نہیں آئی ..... میں تو ایبٹ آباد میں رہنا چاہتی ہوں ..... تم [illegible] نے تو مجھی دکھانے تھے جو مجھے دیکھنا ہے ..... تمہارے پاپا ممی بھائی اور بہنیں ..... اور پھر تم [illegible] سرحد اور شمالی علاقہ جات دکھانے کا وعدہ کیا ہوا ہے ..... سوات کا اسنو پہ [illegible] [illegible] جھیل سیف الملوک۔"

[illegible] زیب خان ایک بار پھر گھڑی پہ نظر ڈالتے ہوئے اٹھ کر بولا۔

[illegible] سمجھنے کی کوشش کرو میرے ..... دوست کے لیے یہ بڑا سوال ہے۔ تم تھکی ہوئی ہو خوب آرام [illegible] میں جلد ہی تم سے خود رابطہ کروں گا۔"

"اچھا تم ضرور جاؤ مگر کم از کم اپنی چیزیں تو لیتے جاؤ ..... جو بطور خاص میں تمہارے لئے لائی

ہوں۔''

وہ پرس سنبھالتے ہوئے اٹھی۔ خان کو اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

''میرے ساتھ کمرے تک آؤ اور سامان لانے میں میری مدد کرو۔''

خان اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر مارتھا کے ساتھ لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

مارتھا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے خان سے سوال کیا۔

''خان! تم وہی تو ہو جو جرمنی میں میرا یونیورسٹی فیلو ہوا کرتے تھے۔ جو ٹک ٹک ہو... صبح و شام میرے ساتھ رہے۔ تم سے میں نے اسلام اور مشرق کے بارے میں بہت کچھ جانا۔ قرآن پڑھنا سیکھا۔ میں نے تمہارے وسیلے سے پاکستان کے کلچر، روایات، یہاں کے لوگوں کی ثقافت دیکھنا چاہتی ہوں، محسوس کرنا چاہتی ہوں... جرمنی سے ادھر آنے کا کیا مقصد ہے؟ ذرا سوچو! میں ہوں اور غیر ملکی... تم مجھے یہاں ہوٹل میں اکیلی اور بغیر کسی تحفظ کے چھوڑ رہے ہو؟''

[illegible] دیکھتے ہوئے بولا۔ ''مارتھا! پلیز، میں اس وقت سوال و جواب کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ تم [illegible] روایات اور [illegible] پاکستان کی روایات [illegible]

[illegible]

حجاب میں [illegible] ہیں۔''

''یہ سب [illegible] میں جانتی ہوں اور ایسا مجھے اچھا بھی لگتا ہے۔ اگر میں حجاب لے لوں تو تم مجھے [illegible] نہیں ہونا چاہئے۔''

وہ زچ ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

''پلیز مارتھا! ڈونٹ مائنڈ... میں تم جیسی ایسا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ تم جانتی ہو، میری شادی اپنے خاندان میں ہو چکی ہے... میں تمہیں بہت عرصے پہلے جرمنی میں واضح طور پر بتا چکا ہوں کہ خاندان میں شادیاں قرابت داروں میں طے پاتی ہیں۔ یہ ہمارے قبیلے کی پرانی روایت ہے... تم ایک بہترین دوست اور محسن ہو مگر تمہارے اور میرے مابین نامحرم، مشرقی اور مغربی ہونے کی بھی ایک دیوار ہے۔''

وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھنے لگی۔

''کیا تمہارے میزبانی کی روایات جن پر آپ ناز کرتے ہیں اور فخریہ بیان کرتے ہیں... کسی خاتون کے لئے بھی کوئی گنجائش ہوتی ہے یا نہیں...؟''

قیمتی ہوتی ہے ۔۔۔ اگر وہ اپنے محرم کے ساتھ اور حجاب میں ہو ۔۔۔ تم میری بات اور مجبوری [illegible] دل سے غور کرنا۔ تم اسی ہوٹل میں رہو ۔۔۔ ایک دو روز خوب ریسٹ کرو۔ میں تم سے خود رابطہ [illegible]"

اسی دوران دروازے پہ دستک ہوئی ۔۔۔ خان نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو باہر خونخوار نظروں سے گھورتا [illegible] کھڑا تھا ۔۔۔ وہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"تم اس کے ساتھ دروازہ بند کر کے کیا باتیں کر رہے ہو ۔۔۔ جلدی نیچے پہنچو دیر ہو رہی ہے۔"

مارتھا نے اس شخص کے معاندانہ رویے کو محسوس کرتے ہوئے خان سے پوچھا۔

"یہ اجڈ آدمی کون ہے؟"

خان نے جرمن زبان میں جواب دیا۔

"یہ آدمی اجڈ نہیں ... لیکن ایک ایسی بہن کا بھائی ہے جو اتفاق سے میری بیوی ہے اور ہمارے ہاں [illegible] بیوی کے شوہر کو کسی نامحرم عورت کے ساتھ بے تکلف ہوتے دیکھ لے تو فوراً قتل کر دیتا ہے۔"

[illegible] کا ہاتھ جیب میں اور انگلی ٹریگر [illegible]

مارتھا سیدھی [illegible] چوبیس گھنٹوں میں صرف تین بار اپنے کمرے سے باہر نکلی [illegible] کھانا کھایا اور ہم [illegible] اور لیکچر کا [illegible] ریسٹ کرنے کے لیے ۔۔۔ وہ جسے [illegible] کی تھی اس کو بڑی [illegible] باتیں یاد آئیں وہ جیسے خود کو یہاں غیر محفوظ سمجھنے لگی تھی ۔۔۔ اس کے دماغ کی [illegible] حرکت میں آ [illegible] سوچنے لگی کہ لمبا وقت اور زرکثیر خرچ کر کے بیرونی ممالک کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ڈگریاں [illegible] سے کیا فائدہ کہ انسان اپنی ذاتی کدورت اور فکری پس ماندگی سے نجات حاصل نہ کر سکے۔ اپنی [illegible] جڑوں سے رشتہ داری نہ [illegible]۔ ایسی تعلیم سے تو کہیں بہتر ہے کہ ایسے قدامت پرست اور [illegible] کے جنگلات میں چلے جائیں جہاں آج بھی ایسے قبائل موجود ہیں جو [illegible] عورت کو چڑیل سمجھتے ہیں ۔۔۔ سورج کی ترچھی کرنوں والے جھونپڑوں میں [illegible] کے ساتھ [illegible] قبیلوں کی [illegible] روحیں بھٹکتی ہوئی محسوس آتی ہیں۔ غیر قبیلے کی کوئی عورت ہاتھ [illegible] اس کی ناک کے اندر روئی [illegible] چہرے کی [illegible] کی صورت [illegible] دیتے ہیں ... تا کہ اس کے جسم کی لذت سے تو فائدہ اٹھایا جائے مگر اس کے شر سے محفوظ رہا جائے۔

ایسے ہی سوچتے سوچتے جب وہ اپنی کی بندشی حد تک آ پہنچی تو سوچ کا دھارا اُلٹے رُخ بہنے لگا۔ یہ اس کی فطرت کا عجب خاصا تھا کہ وہ ہر مسئلہ کے دونوں رُخوں پہ خوب سرکھپائی کرتی تھی۔ اُسے دوسرے ذاتی رائے' تجربے' مشاہدے کی کسوٹی پہ پرکھتی بلکہ انسانی جبلت و سرشت کے تناظر میں بھی اس کا مصدر ڈھونڈنے لگی۔ اچھا خاصا بیڈ ریسٹ لیتے اور خیال و خوابوں کے جنگل جزیروں میں خوب آوارہ گردی کرنے کے بعد وہ نتیجے پہ پہنچی کہ اگر وہ خان کی جگہ ہوتی تو یہی کچھ ظہور پذیر ہوتا۔ اس میں خان کا کوئی دوش نہیں — یہ سب مزاج اور معاشرہ ہی کچھ ایسا ہے کہ فرد انفرادی طور پہ نہیں بلکہ دوسروں سے جُڑ کر جیتا ہے۔ وہ خود مختار ہوتے بھی اپنے اردگرد سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ انسانی رشتے' سماجی رویے ..... طبقاتی حد بندیاں اور مذہبی چیرہ دستیاں اُسے اسی راہ پہ گامزن رہنے پہ مجبور کر دیتے ہیں جس پہ سب چل رہے ہوتے ہیں۔

وہ سوچ رہی تھی کہ جب اس کے گھر والوں کو پتہ معلوم ہوا ہوگا کہ جرمنی سے کوئی لڑکی اُسے ملنے کے لئے پاکستان آئی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی بیوی کے کان کھڑے ہو گئے ہوں گے ..... دل و دماغ میں شک و شبہات کی گرد کا بیٹھ جانا بھی ایک فطری امر ہے۔ خان نے لاکھ توجیہ پیش کی ہوگی لیکن ...... سالا صاحب اور ایک دوست سمیت وہ اُترا تو بطور حفاظتی [illegible] آتے ..... اب اس [illegible] خان کے [illegible] شاید وہ سہولتیں بھی [illegible] جو کسی غیر ملکی کو ہوٹل میں میسر آ سکتی ہے ..... اس کی بیوی کی برداشت نہیں کرے گی کہ خاوند کی ایک دوست اس کے گھر میں قیام کرے ..... اسی طرح بے طرح کی باتیں سوچتے سوچتے جیسے مطمئن سی ہو گئی۔

پاکستان میں پہلی نماز اور جرمن ترجمے والے قرآن کی تلاوت کی سعادت اُسے اسی ہوٹل کے کمرے میں نصیب ہوئی ..... دوسرا ایک اہم کام جو اس سے ہوا۔ ہوٹل کی بوتیک سے قیمتاً تیاب چند دوپٹے سلے ہوئے اور شلوار قمیضوں کے چند جوڑے خریدے اور دھوپ کے لئے ایک کالا چشمہ بھی — اب وہ کم غیر ملکی دکھائی دے رہی تھی۔ جب سے اس کے حسن و نج کو تیسے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔ ہوٹل سے ٹیکسی گاڑی لے کر وہ اسلام آباد اور گردو نواح کی بہت سی جگہیں گھوم آئی تھی ..... ٹیکسلا کا میوزیم' فیصل مسجد' شکر پڑیاں' سرکاری' غیر سرکاری عمارات' جاپان پارک' باغیچے' وغیرہ۔ اب وہ مری اور ایوبیہ دیکھنے کا سوچ رہی تھی ..... ان دو تین روز کے درمیان اُسے خان کی جانب سے ایک پیغام اور ایک آدھ ٹیلیفون کال موصول ہوئے تھے — میں ابھی مصروف ہوں' پہلی فرصت میں تم سے ملنے آؤں گا ..... اندر بڑی بوریت ہو رہی تھی۔

[illegible] خوبصورت شہر ہے یہاں اچھے اچھے کلب، جم کورٹ ہوٹل اور سیرگاہیں ہیں۔ یہ ایک [illegible] میں جو غیر ملکیوں کے لئے ـــــ فارن ایکسچینج کی ضرورت ہو تو بتانا وغیرہ وغیرہ۔

[illegible] اگر کسی کو پانی میں تیرنا سکھانا ہو تو اسے اٹھا کر کسی ندی دریا میں پھینک دو اور خود کانوں میں [illegible] آنکھیں بند کر لو ـــــ ایک سو چھپتر تک گنتی گنو یا کسی یا قوم کی تسبیح شروع کر دو اگر اس [illegible] پیچھے سے پہنچ کر آپ کی واضح لاتوں مکوں اور گالیوں سے شروع کر دے تو سمجھ لینا [illegible] کے لئے تیرنا سیکھ چکا ہے۔ دریں صورت اگر وہ برآمد نہیں ہوتا تو جان لینا چاہئے کہ "ختم [illegible]" معاملہ ہو چکا ہے۔ کسی کو تیرنا یا جینا سکھانے کی اس سے بہتر کوئی اور ترکیب نہیں... غور [illegible] پتہ چلے گا کہ اس ترکیب کے ہر دو انجام میں آخر کار سیکھنے والے کا ہی فائدہ ہوتا ہے یعنی مر [illegible] تو غازی ـــــ ڈوب کر مرے سے بچنے کے لئے اگر اس نے کوئی حربہ ترکیب استعمال کر لی [illegible] اور اوسان بحال رکھے تو کسی نہ کسی طور کنارے پہ آ لگے گا اور اگر وہ عقل و خرد سعی و جستجو کا [illegible] دیر میں تہ میں جا بیٹھے گا۔

[illegible] ایسے فرد کو جینے کا کوئی حق نہیں جو اپنی [illegible] کی [illegible] ۔۔۔ اپنی جنت [illegible] اور جہد و جہد [illegible] کرنے کا مقام ہے ـــــ!

[illegible] حال نے [illegible] کے ضمن میں اٹھا کر پھینک دیا تھا [illegible] تھی سے اسے حالات کی [illegible] بہت جلد ہو گیا تھا۔ اس نے خود کو دیوں اور [illegible] نہیں ہونے دیا ـــــ اس کی تعلیم یا تربیت کا [illegible] بد ترین معاملات میں سے بھی کسی خوش معاملگی کی کوئی صورت تلاش کرنے میں کامیاب [illegible] کو ایسے ہی طے نہیں آج اسے بے ہنگام و گمنام گھستی تھی۔ اس نے اپنے تئیں فیصلہ کر لیا کہ [illegible] یہاں قیام کرنے کی اپنی مدد آپ کرے گی ـــــ جس کی مصروفیات میں مخل نہیں ہوگی اور نہ ہی [illegible] میں کسی قسم کا کوئی خلل پیدا کرے گی۔

[illegible] نے جرمن ایمبیسی اور محکمہ سیر و سیاحت سے رابطہ کر کے اپنے مطلب اور ضرورت کی تمام [illegible] ـــــ ایمبیسی کے مشورے سے اس نے ہوٹل چھوڑ کر اسلام آباد کے وی آئی پی علاقے [illegible] گیسٹ ہاؤس میں سکونت اختیار کی جو جرمن ایمبیسی میں رجسٹرڈ تھا اور خاص طور پہ فارنرز کے لئے [illegible] ـــــ یہاں بھی فائیو سٹار ہوٹل والی سہولیات میسر تھیں۔ پوش علاقہ، اعلیٰ درجے کے ریسٹوران، کلب،

شاپنگ مال، گولف کلب، گارڈن اور سب سے بڑی نعمت فیصل مسجد بھی بہت قریب ----- اس کی بالکونی سے مسجد کا پاکیزہ سا نظارہ ----- مارگلہ کی خوبصورت سرسبز پہاڑیاں ----- نیلا آسمان، مہکتے ہوئے درختوں کے جنگل ----- یہاں پہنچ کر وہ جیسے نہال سی ہو گئی۔ ... سیل فون سے اس نے خان کو اپنی نئی اقامت گاہ سے آگاہ کر دیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اسے اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ----- جرمن ایمبیسی اور پاکستان [illegible] کی وساطت سے میں نے اپنا سارا پروگرام ترتیب دے لیا ہے ..... وہ بلا تردد و تکاؤ اپنی مصروفیات جاری رکھے ----- کسی قسم کی ضرورت یا پریشانی کی صورت میں میں ازخود رابطہ کر لوں گی ..... اور ہاں اپنے سر میرے ہاں کبھی مت آنا۔ اس کو یقین دلا دو کہ اس کی بہن کو کم از کم مجھ سے کوئی اندیشہ لاحق نہیں ہونا چاہئے۔

اسلام آباد میں قریب قریب ایک عشرہ قیام کے دوران فیصل مسجد میں ہر روز پہنچنا اس کا معمول بن گیا تھا..... اذان کا سننا، یہاں نماز پڑھنا اور یہاں نمائش و برکت کے لئے رکھے گئے عظیم الشان قرآن پاک دیکھنا اور پڑھنے کی کوشش کرنا اسے خوب اچھا لگتا تھا۔ اسلامی لباس و حجاب میں وہ کسی عرب ریاست کی کوئی معلمہ [illegible] و سیاحت پہ نکلی ہوئی کوئی پُروقار خاتون دکھائی پڑتی تھی ----- اتفاق سے یہیں اس کی ملاقات [illegible] ہوئی چند لڑکیوں سے ہوئی جو کراچی [illegible] میں اپنی تعلیم مکمل کر رہی تھیں گروپ میں [illegible] ہوئی روزہ قیام کے دوران ان کی آپس میں خوب گاڑھی چھننے لگی۔ پھر انہی کے اصرار پہ وہ ان کے ساتھ بذریعہ ٹرین کراچی نکل گئی [illegible] کراچی اسے بہت پسند آیا۔ اس دوران وہ خان سے [illegible] رابطے میں رہی۔ وہ پاکی [illegible] چٹان کی مانند [illegible] اسلام آباد ہو یا کراچی پانچ وقت کی نماز اس کی عادت تھی اور تلاوت اس کی [illegible] ----- اندر سے مسلمان تو وہ پہلے ہی تھی مگر باقاعدہ مسلمان وہ کراچی میں حضرت ایک عالم دین کے ہاتھوں ہوئی۔ کراچی والی سہیلیوں میں ایک لڑکی کے وہ قریبی دوست تھے ----- کراچی یونیورسٹی میں اسلامیات اور تاریخ کے پروفیسر بھی۔ ایک گھریلو نشست میں جو ان کی توجہ نصیب ہوئی اس نعمت سے کیا کچھ ہوئی ----- یہ حضرت صاحب کوئی روایتی طرز کے پیر، مولوی، مولانا نہیں تھے جدید دور کے علوم کے دیدہ روشن خیال عالم تھے ----- انہوں نے دین فطرت کو ایسے انداز سے سمجھایا کہ اس کی ہم کلی ہوئی کہ وہ اس ایک معمولی سے جھٹکے سے مکمل کھل گئی۔ اس کے ظاہر و باطن کے قلعے سے اندھیرے یقین اور ایمان کی چکاچوندیوں سے جگمگا اٹھے ----- وہ کائنات، خالق کائنات، حیات، مقصد حیات، عبادت عبادت کے معنوں اور باریکیوں سے آشنا ہوئی ----- چھوٹا سا حمائل شریف اس کے گلے کا زیور ہو گیا۔ وہ سے فارغ ہوتی تو اس کے چہرے پہ قدسیوں سی پاکیزگی اور نور اترا آتا۔

مستقل مستقر گو اسلام آباد کا گیسٹ ہاؤس تھا لیکن وہ یہاں ٹھہرتی بہت کم تھی — اس کی پوسٹ [illegible] میں مختلف پارسل وغیرہ یہیں پہنچتے — زیادہ تر وقت اس کا تاریخی نوعیت کے قدیم شہر، قلعے، [illegible] وادیاں اور عجائب خانے دیکھنے میں گزرتا تھا۔ باقی وقت ذاتی کتنے عبادات اور مطالعہ میں [illegible]۔

[illegible] وہ شمالی علاقہ جات کا تفصیلی دورہ کرنے کی پلاننگ کر رہی تھی — اس کے لئے ضروری سامان [illegible] کا بندوبست کرنے میں لگی ہوئی تھی — پہلے وہ پشاور، طورخم، جلال آباد اور کابل، قندھار، چمن [illegible] جانا چاہتی تھی.... مگر [illegible] اور محمد نور اعظم کے مشورے پر اس نے ادھر جانے کا پروگرام موخر کر دیا کہ [illegible] کی فضا اکیلی غیر ملکی عورت کے سفر کے لئے مناسب نہیں۔

اس دوران خان بھی آیا مگر اس دفعہ وہ اکیلا تھا اور اگر کوئی ساتھ بھی ہو گا تو اسے ساتھ نہیں لایا [illegible] ایک بڑی تبدیلی دیکھ کر وہ حیران رہ گیا — اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ وہ بارغبت و رضا اسلام قبول کر [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کی شخصیت میں ایک مشرقی دلآویزی پیدا کر دی تھی۔

[illegible] نے آج اسے ایک [illegible] خواب دیکھ رہا تھا اس جان [illegible] اس کی محویت کو توڑنے کی غرض سے اس کی آنکھوں کے سامنے اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا مجھے اس طرح گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو؟"

وہ اسی طرح گم صم سا بولا۔

"دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں پاکستان خوب راس آیا ہے۔"

"ماشاءاللہ بھی ساتھ کہو —" وہ اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔

"ماشاءاللہ، ماشاءاللہ! چشم بد دور — خدا تمہاری طہارت و پاکیزگی کی حفاظت فرمائے۔ ڈرتا ہوں [illegible] میری نظر نہ لگ جائے۔ لاؤ میں ذرا تمہیں اپنی انگلی سے ذرا [illegible] لگا دوں۔"

اسی طرح مذاق مذاق میں مونیکا نے بتایا وہ عنقریب شمالی علاقہ جات کی جانب مراجعت کرنے والی [illegible] کاغان، ناران، جھیل سیف الملوک، شاہراہ ریشم، کوہ ہندوکش، کے ٹو — گلگشت، وادی ہنزہ، چترال،

گلگت، سکردو کا قبرستان.....!

وہ حیرانی سے ڈ پلے نکالتے ہوئے گویا ہوا۔

"اتنی ساری جھیلیں، جھیلیں، وادیاں، دشوار گزار گھاٹیاں، پتھریلے، برفیلے راستے..... معیوب موسم اور پھر عجیب و غریب لوگ..... آسائشوں اور سہولتوں کا فقدان، اتم یہ سب کچھ برداشت نہ کر پاؤ۔ بیمار پڑنے کا اندیشہ بھی موجود ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے کہنے لگی۔

"مائی ڈیئر پاکستانی! میں جرمن ہوں اور مسلمان ہوں..... میرا عزم، شوق اور حالات کے مطابق کو ڈھالنے کی صلاحیت میرے ہاں بدرجہ اتم موجود ہے۔"

وہ اپنے گلے میں تعویذ کی شکل کا ایک قرآن پاک دکھا کر مزید کہنے لگی۔

"یہ خدا کا مقدس کلام میرے پاس موجود رہتا ہے..... یہ میرا انیو گیٹر ہے۔ دن میں روشن ہے رات کو قطبی ستارہ۔ نماز میری حفاظت اور ایمان میری جرأت اور طاقت ہے..... جبکہ تجرد کی حفاظت میری اور تمہاری بھی ایسا کرتے ہے....."

[illegible]

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں..... ہمارے ہاں عورت کا تصور کچھ اور طرح کا ہے۔ عورت کو ساتھ لیے پھرنا ہماری تہذیب و رواج کے خلاف ہے۔ اب تم دیکھنا کہ یہ لباس، حجاب، محرم نامحرم کا مسئلہ تمہارے لئے کتنی مشکلات پیدا کرتا ہے۔"

مومنہ جان کا یہ عجیب و غریب طریقہ تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز سیر و سیاحت پھر واپس اسلام آباد اپنے میس سیکشن پہنچ جاتی..... دو تین روز آرام اور اپنی ڈائری لکھنے ڈاک دیکھنے گزارتی۔ نئے سفر کا عزم ہو جاتی..... پلاننگ کرتی اور پھر انتظامات میں جت جاتی۔

ایک خاصا مختصر اور طویل سفر طے کر کے وہ چترال پہنچی تھی..... کراچی والے شاہ بابا نے جس کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا تھا، اسے یہ علاقہ دیکھنے کی ترغیب دی تھی اور خاص طور پر ایک بزرگ سے ملاقات کی تاکید کرتے ہوئے تاکید کی تھی کہ وہاں پہنچ کر فاتحہ شریف پڑھے اور اپنے لئے خیر و برکت کی استقامت طلب کرے..... ایک آدھ حکومتی رہائش گاہ نیم سرکاری اور پرائیویٹ قسم کی اقامت گاہوں کی فہرست اس کے پاس تھی۔ چترال جانے کی اگر کوئی سہولت ہوتی تو وہ شاید اسلام آباد سے ہی انتظام کر لیتی۔

[illegible] دشوار گزار اور بنیادی سہولتوں سے خاصے محروم علاقے میں خاص طور پہ غیر ملکیوں کے لئے [illegible] تھیں اور اس پہ مستزاد ایک جوان لڑکی آفتاب چندے ماہتاب — وہ تو بہتر تھا کہ مکمل حجاب میں [illegible] عشق مشک، حسن و خوبی، جھوٹ اور پٹھان، نائی اور میراثی — ہجڑا اور نامرد، کبھی لاکھ چھپانے [illegible] روشن کی مانند عیاں ہو جاتے ہیں۔ سات پردوں میں بھی اپنی خوشبو چھوڑے بنا نہیں رہتے۔

مومنہ جان جب شکردرہ پہنچی تو نماز عصر کی اذان بلند ہو رہی تھی — کوہستانی فضائیں اللہ بلند و برتر کی [illegible] رہی تھیں۔ ٹورسٹ کوچ سے اترتے ہی ہلکی ہلکی سردی نے اس کے وجود میں جھرجھری سی پیدا کر [illegible] بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی ایک خاصی تعداد وہاں پہلے سے ہی موجود تھی۔ سرخ و سپید چہرے [illegible] کچھ کھوجتی ہوئی [illegible] سبز آنکھیں لباس و حال سے [illegible] لیٹے ہوئے عسرت و تنگدستی کے [illegible] چند مزدور قسم کے نوجوان اس ہجوم کو اپنی مقامی زبان میں کوچ کے قریب آنے سے منع کر رہے [illegible] کوچ سے اترتے ہوئے لوگوں اور ان کے سامان کو یوں تاڑ رہے تھے جیسے یہ لوگ [illegible] ان کے لئے [illegible] تھے [illegible] لوگوں [illegible] والے [illegible] باربرداری کے مزدور جو ادھر پہنچنے والوں کے سامان کی نقل و حرکت کے لئے یہاں انتظار کر [illegible] مسافروں میں مومنہ جان کے علاوہ دو تین چند غیر ملکی یہاں پہنچے تھے۔ مومنہ [illegible] پورے حجاب میں تھی [illegible] سے کوئی غیر ملکی [illegible] ان [illegible] لوگوں اور گائیڈوں کی ساری توجہ [illegible] ان پہ مرکوز تھی۔ اس [illegible] بے چاری کو کوئی [illegible] نے گھاس تک نہ [illegible] قریب قریب سب مسافر بٹ گئے تو ایک لمبا سا گائیڈ لڑکا اس کی جانب بڑھا — ایک دو منٹ [illegible] میں ہی وہ جان گیا کہ یہ کوئی غیر ملکی مسلمان خاتون ہے۔ مومنہ جان نے گائیڈ کو کسی محفوظ سے [illegible] لے جانے کو کہا — اتفاق کہ شکردرہ کے کسی بھی اچھے ہوٹل میں اسے جگہ نہ ملی۔ نچلے درجے کے سرائے [illegible] رہنے کے قابل نہ تھے۔ کسی معقول سی جگہ کی تلاش میں ایک اور مقامی اہل دار کو شامل کیا [illegible] ہوتا تو کوئی پریشانی نہ ہوتی — غیر ملکی خاتون جو حجاب میں اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھی، کے [illegible] رہائش کا بندوبست نہ ہو سکا۔ آخر کار ایک مقامی بزرگ جو ایک رفاہی ادارے کے سربراہ اور [illegible] ہیڈ ماسٹر تھے۔ انہوں نے از راہ ہمدردی غیر ملکی مسلم خاتون کو اپنے ذاتی گھر میں سرپرستی [illegible] رہائش فراہم کی۔ اس گھر میں ان کی دو پڑھی لکھی لڑکیاں، ایک سادہ سی بیمار بیگم اور ایک جوان

سال بیٹا بھی رہتا تھا۔ مومنہ جان ان کی قریب قریب ہم عمر بیٹیوں سے مل کر بہت خوش ہوئی۔ ...تھیں
خوبصورت اور فیس ملکہ روشن خیال ـــــ عذرا اور نصرت بھی مومنہ جان سے یوں گھل مل گئیں۔ جیسے وہ
اسی گھر میں پل بڑھ کر جوان ہوئی ہوں۔ یہ رات تو ان تینوں نے ایک دو بجے کے سنے سنانے میں گزار
دی۔... اسلام سے محبت نماز قرآن سے رغبت اور پھر حیاداری اور حجاب ـــــ یہ سب کچھ ایسا تھا کہ
مومنہ جان کا گرویدہ ہو گیا۔ اسی گھر میں عذرا اور نصرت کا اکلوتا بھائی گل نواز بھی رہتا تھا۔ نیم تعلیم یافتہ
اخلاق باختہ یہ نوجوان سیاحوں کو، کوہ نوردوں کو بار برداری کے لئے مزدور، گائیڈ خیمے اور جملہ سامان کی
فراہم کرتا تھا..... اکلوتا ہونے کے ناطے خاصا بگڑا ہوا اور نجی معاملات میں بے حد غیر ذمہ دارانہ رویہ
تھا ـــ والدین تو شاکی رہتے ہی تھے مگر بہنیں اس کی غیر اخلاقی حرکات سے اکثر ملول رہتی تھیں۔
ایک جگہوں پہ شادی کی بات پہنچتے پہنچتے رک گئی کہ بھائی کا چال چلن مشکوک اور مشاغل غیر شریفانہ تھے
مرتبہ بات تھانے کچہری تک بھی پہنچی تھی... لڑائیوں جھگڑوں میں اکثر ملوث رہتا..... آئے دن
ہوتی رہتی ـــ اپنے پڑھے لکھے اور چار شریف آدمیوں میں اٹھنے بیٹھنے والے عزت دار باپ کی
آفات و تعزیرات سے بچا رہتا..... [illegible]
کے بارے [illegible]
دے کر اسے چھپا لیتی تھی۔

مومنہ جان جب جب شکردرہ میں پہلی رات اپنی میزبان عذرا اور نصرت کے ساتھ بیٹھی قرآن اور
فقہی مسائل پہ بات چیت کر رہی تھی اس وقت گل نواز اپنی چوپال میں بیٹھا ناؤ نوش اور شب
میں مگن تھا۔ ایک اوباش سی چھنال مستانہ ادائیں دکھا دکھا کر ساقی گری کر رہی تھی ـــ شہری آبادی سے
پرے پہاڑوں کا ایک بڑا اڈا تھا۔ یہاں ان کی نسل کشی پوری ہوتی تھی ـــ یہاں ان کا ڈیرا تھا۔ گل نواز کو
ایک دوست نے شکردرہ پہنچنے والے سیاحوں کی تفصیل بتائی اور یہ بھی خاص طور پہ بتایا کہ کس طرح ایک
مسلمان لڑکی کی رہائش کا مسئلہ پیدا ہوا ـــ کوشش کے باوجود جب اس کے لائق رہائش دستیاب نہ ہوئی تو
کے والد صاحب نے اپنے ہاں ٹھہرا کر اس کی مشکل آسان کر دی۔

غیر ملکی مسلمان لڑکی؟ ـــ گل نواز نے خود کلامی کے انداز میں یہ الفاظ دہرائے ـــ اس کے
کئی شکلیں بنیں۔ اس نے اپنے دوست کو پاس بلا کر پوری بات سنی ـــ مقامی طور پہ کشید کی ہوئی
شراب سے چہرہ پہلے سے شعلہ بداماں ہو رہا تھا۔ اب غیر ملکی لڑکی کے ذکر سے آتش ہوس بھی سوا ہو گئی۔
کی صحبت تو چھوڑی جا سکتی تھی مگر طبیعت میں جو سختی اور ضد تھی جو قوت رانڈ آیا تھا اس کا ظہور لے کر اس رات

[illegible] ضرورت نہیں تھا۔

چنانچہ اس نے شراب نہیں پی — تاش اور رقص و موسیقی سے جی کو بہلاتا اور دھیرے دھیرے
[illegible] دیتا رہا۔ صبحدم وہ ہلکی سی نیند لینے کے لئے وہیں فرشی بستر پر پڑ گیا تھا۔ دن چڑھے نہا دھو خود کو
[illegible] گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کی راتیں رنگین ہوتی ہیں ان کی صبحیں
[illegible] ہوتی ہیں — طوائف کی صحبت، رقص و سرور کی سنگت، شراب کباب کی محفل اور تاش جوئے کی
[illegible] صبح طلوع ہوتی ہے وہ بیتی رات والے بندے پہ بڑی بھاری ہوتی ہے — اس کا ضمیر، ذہن،
[illegible] دماغ اور روح تک ہر چیز اک ہولناک ملامت میں مبتلا ہوتی ہے۔ وہ دوسرے سے کیا خود اپنے
[illegible] شرمندہ سا ہوتا ہے۔ وہ اپنوں کی چبھتی سی نظروں اور بہت سے سوالات اٹھائے ہوئی زبانوں کا
[illegible] نہیں کر سکتا ...... وہ بیماری، آوازاری اور دیگر غیر معقول سے بہانوں کا آسرا لے کر کسی گوشۂ تنہائی میں
[illegible] ہی عافیت محسوس کرتا ہے۔

[illegible] اس وقت اس کا تھا — اگر اس غیر ملکی اور غیر معمولی سی لڑکی کو دیکھنے کا [illegible] ہوتا
[illegible] بہت سے گھر لوٹتا — دیکھنا یہ ہوگا کہ [illegible] عیاشی [illegible] عورت بازی
[illegible] دیکھتے رہتے
[illegible] تو والد صاحب حسب معمول سکول چلے گئے ہوئے تھے۔ والدہ اور چھوٹی [illegible] دوپہر کے
[illegible] میں کی ہوئی تھیں۔ بڑی بہن اور مومنہ جان باورچی خانے کے باہر دالان میں چارپائی پہ بیٹھی اپنا
[illegible] ہوئے تھیں۔ اپنے گھر میں داخل ہونے کے لئے کسی اجازت کی ضرورت تو ہوتی نہیں —
[illegible] اندر چلا آیا — غیر متوقع، اچانک جب کوئی حرکت سرزد ہو جاتی ہے تو انسان چند لمحوں کے لئے
[illegible] جاتا ہے۔ حواس مختل ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب کچھ وقت دے کر واپس اپنے آپ میں آتا
[illegible] ہے اچٹتے یا بڑے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ یعنی یہی کچھ یہاں بھی ہوا — ادھر انہی قدموں پہ
[illegible] گیا تھا۔ زمین نے جیسے اس کے پاؤں پکڑ لئے تھے۔ وہ آنکھیں پھاڑے بے حیاؤں کی طرح
[illegible] تو — اور وہ باحیا سر کا [illegible] نصرت کی طرف متوجہ ہو گئی — بھائی کے اس طرح
[illegible] ہونے پہ نصرت قدرے مخل سی ہو گئی — اسے اپنے اس آوارہ بھائی کے اس وقت گھر پہنچنے
[illegible] شرمندگی بھی — اس کی آنکھوں اور چہرے سے صاف عیاں تھا کہ وہ کس حال میں ہے —
[illegible] بھی اندازہ ہوتا کہ وہ اس وقت بھی آ سکتا ہے تو وہ یقیناً اندر رہتی — وہ تو کئی کئی دن گھر سے
[illegible] تھا۔ خیر اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ نصرت نے آہستہ سے مومنہ جان کو بتایا کہ اس کا بھائی گل نواز

ہے۔ اب وہ بھائی سے مخاطب ہوئی۔

''بھائی! یہ میری بہن ہے مومنہ جان... جرمنی سے پاکستان دیکھنے آئی ہے۔ ماشاءاللہ [illegible]
بے حجاب میں رہتی ہے۔ تمہیں دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہونا چاہئے تھا۔''

گل نواز تو جیسے کہیں اور پہنچا ہوا تھا... اس نے کچھ سنا یا نہیں۔ منہ سے صرف ''جی'' [illegible]
کے وہ باورچی خانے میں گھس گیا... نصرت نے سوری کہتے ہوئے مومنہ جان کو بتایا۔

''اکلوتا بھائی ہے۔ والدہ کے لاڈ پیار نے اسے بگاڑ کر رکھ دیا ہوا ہے۔ پڑھائی بھی مکمل نہیں کی [illegible]
اور بدقماش دوستوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ والد صاحب اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اسے راہِ راست [illegible]
لا سکے۔ تنگ آ کر انہوں نے اس سے قطع تعلق کر کے گھر بدر کر دیا ہوا ہے... ان کی غیر موجودگی میں [illegible]
ماں سے ملنے آ جاتا ہے... ماں اسے بڑا پیار کرتی ہے۔ [illegible] دیر کر دے تو رو رو کر ہلکان [illegible]
ہے... اور ستم یہ کہ وہ اسے معصوم سا بچہ سمجھتی ہے۔ جبکہ والد صاحب کو وہ ایک ظالم اور اولاد کی محبت سے
انسان کہتی [illegible]۔''

[illegible] مومنہ جان بولی۔

[illegible] معصوم اور [illegible]
ہیں... وہ اپنے بچوں کے معاملے میں تعلق کوئی سمجھوتا نہیں کرتیں... خاوند تو پھر خاوند ہوا اپنے آپ
سے بھی جھگڑ لیتی ہیں [illegible]

''ہاں لیکن مجھے ہمارا [illegible] بھائی بڑا بھائی [illegible]
قابلِ رشک انداز میں پولیس اخلاق اور شریعت ہے... لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے کئی بار جیل جا کر [illegible]
والد صاحب کا شہر کے معززترین اور پڑھے لکھے لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ پورے علاقے میں ان کی [illegible]
مگر غیرت اور شرم کے مارے وہ لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔''

مومنہ جان نصرت کے کان کے پاس سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''اکلوتا بھائی ہے اس کی شادی کر دے تو شاید ایسی حرکتیں نہ کرتا۔ بیوی اچھی ہو تو بگڑے سے
خاوند بھی گھر سے دلچسپی لینے لگتا ہے۔''

وہ آنکھیں پھیلا کر کان کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

''توبہ توبہ... اس کی شادی کا تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ کسی معصوم کی زندگی خراب کریں
کیا؟ ایسے بگڑے ہوؤں کو گھریلو بیویاں اچھی نہیں لگتیں۔ جن کو باہر کے چسکے پڑے ہوں ان کے حلق سے

[illegible] پیچھے نہیں اترتی ...

[illegible] چوسیوں میں خاصا وقت گزر گیا۔۔۔ گل نواز باورچی خانہ میں ماں کے پاس بیٹھا شاید اسی
[illegible] پر غور کر رہا تھا۔ وہ نظریں بچا کر باہر بھی دیکھ لیتا۔ وہ حیران تھا کہ یہ کس طرح کی غیر ملکی لڑکی ہے جو
[illegible] ہے۔۔۔ چہرہ ڈھانپ کر رکھتی ہے۔۔۔ جو فارنر لڑکیاں تھیں اس نے دیکھ رکھی تھیں وہ تو بڑی
[illegible] باتیں کرنے والی۔۔۔ سگریٹ، چرس کے دم کش اور وہسکی شیری کے پیگ لگانے والی اور یہ
[illegible] کہ غیر کو اپنا سایہ تک نہ دکھائے۔

دراصل اسے شروع میں خراب ہی غیر ملکی میموں نے کیا تھا۔۔۔ پہلا ہیپی اسموک کے ذائقہ والا غیر ملکی
[illegible] نے ایک امریکن لیڈی سے مانگ کر پیا۔۔۔ سکاچ وسکی کا گھونٹ بھی ایک انگریز میم کی چھوڑی
[illegible] کی بوتل سے نصیب ہوا تھا اور [illegible] چرس کے سوٹے لگوائے تھے۔ اسی
[illegible] پہلے جو عورت ذات اس کے ہاتھ لگی تھی وہ ایک فرانسیسی ادھیڑ عمر [illegible] کا فربہ سا مصور خاوند
[illegible] نظاروں کی اسکیچنگ میں بسر کرتا تھا۔۔۔ یہ [illegible] کی حیثیت سے پہاڑی
[illegible] کی خدمت میں تھا۔ [illegible]
[illegible] ہی باقی رہ
[illegible] کر بھی ہم پیشہ ہم نشینوں نے پوری کر دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شریف عزت دار باپ نے اپنی
[illegible] جانے [illegible] کر اسے گھر نکالا دے دیا۔

[illegible] پہلے بھی تحریر کر چکا ہوں کہ [illegible] عورت کی نفسانی خواہشات بھی
[illegible] ہوتی ہیں۔۔۔ انکی لوئی پیاس کی مانند جو کھارا پانی پینے کے بعد بھی نہیں بجھتی۔ اس نوع کے
[illegible] مرد کا جنس مخالف کے بارے میں اپنا اپنا الگ معیار اور مطالبہ ہوتا ہے۔ کوئی رنگ [illegible] پہ مرتا
[illegible] چھاتی پہ جی دھرتا ہے۔ آنکھیں، ہونٹ، بال، ہاتھ، کلائیاں، جسمانی ساخت و قد وغیرہ بے پناہ
[illegible] ہوتے ہیں۔ کوئی تو محض ادا پہ فریفتہ ہو جاتے ہیں۔۔۔ مصری، [illegible] اور [illegible]
[illegible] جسمانی اور جنسی لحاظ سے الگ خاص شہرت و شوکت رکھتے ہیں۔۔۔ مغربی ممالک میں ایشیائی
[illegible] نمکین ملیح رنگت عورتیں بے پناہ کشش کی حامل تصور کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ہندوستانی اپنی
[illegible] کے مرد ولایت کی میموں، گوریوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ ان کی آئیڈیل آئٹم
[illegible] طور پہ سرحدی شمالی پس ماندہ علاقوں کے ناآسودگیوں اور محرومیوں میں دبے پسے جنس زدہ
[illegible] عورتیں اس دنیا میں جنت کی حوروں سے کم درجہ نہیں رکھتیں۔۔۔ ان دور دراز علاقوں میں اگر

کوئی پرکٹی گوری میم سیاحت کے لئے پہنچ جاتی تو آس پاس کے سب گاؤں گوٹھوں والے مرد وزن بچے بوڑھے اس عجیب مخلوق کی زیارت کو پہنچ جاتے۔

گل نواز کی نفسانی کمزوری بھی اسی قسم کی غیر ملکی میمیں تھیں بلکہ اسی پہ ہی کیا موقوف اس کی پوری قوم بھی اسی علت میں دھنسی پڑی تھی — چرس' گانجا' افیون اور یہاں کی مقامی کشید کی ہوئی شفتالو کی دیسی شراب ان کے بڑے بڑے پھندے تھے.... جن کے ذریعے یہ مفلوک الحال منشیات کے عادی بھی مرد و زن اپنے چنگل میں پھانستے۔ پھر ان کی مدقوق بچیوں اور آبرو باختہ بیٹوں سے اجتماعی زیادتی کے مرتکب ہوتے ایسے بدکاروں کا کہنا ہے کہ دیسی عورتیں.... مولویوں' حافظوں' قاریوں اور شریف نیک لوگوں کے لئے ہیں — ایسی عورتیں محض گھریلو کام کاج یا پھر بچے پیدا کرنے کی مشین کی مانند ہوتی ہیں اور یہ مٹی کے اس طرح تھوپے کا تھوپا ہوتی ہیں۔ یہ مردوں کی زندگی کو گھٹاتی اور اپنے بڑھاپے کو بڑھاتی ہیں — اور جنسی رفاقت کے لطف و چسکا کو چند بلکہ صد چند کرنے کا ڈھنگ اور فن جانتی ہیں اور یہ گوری کہ پرانی شراب ہر دم چلتی ہے اور یہ اُٹھا ہوا شباب کبھی ڈھلتا ہے اور نہ کبھی بدلتا ہے۔

[illegible]

سے ہوٹل تک رسائی میں مدد کی درخواست کی۔ نصرت نے جواب دیا "ناشتہ لئے بغیر ہی جانا چاہ رہی ہو کیا؟ ناشتہ ہو چکا تو باتیں شروع ہو گئیں تو گفتگو میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ جب چوسا تو گل نواز کی چرتا ہوئی تو وہ ختم کب ہوئی اور ... کی۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو ہلکی ہلکی رم جھم شروع ہو گئی — موسم تو پچھلے دو روز سے نم آلود تھا خوشگوار سردی نے ارد گرد ماحول کو خوب گدرایا ہوا تھا۔ موصد جان نے موقع پاتے ہی پھر نرم سے لہجہ میں جانے کی اجازت چاہی — نصرت بے نیازی سے ہاتھ لہراتے ہوئے کہنے لگی۔

"موسم کے تیور دیکھو کالی گھٹائیں امڈ امڈ کر آ رہی ہیں کسی لمحہ بھی جل تھل ہوا چاہتی ہے.... بارش کے بعد کی سردی — توبہ توبہ! میری مانو تو آرام سے ادھر لیٹی پڑی رہو۔ موسم بحال ہوتے ہی ہم سب چلی جانا.... فی الحال!"

موصد جان سمجھ گئی تھی کہ یہ اسے کہیں جانے نہیں دینا چاہتی بلکہ اسے خود بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے نرم نرم سے وہ کہیں بہہ رہی ہو۔ دل ذہن اور فکر کا ملاپ ہی تو ہوتا ہے۔ جہاں جدھر یہ تینوں تھک جائیں وہیں سب بے کار ہو جاتا ہے۔ ورنہ دیکھا ہے کہ صدیوں ایک آنگن میں ایک ساتھ رہنے والے

[illegible] تے ہیں ۔۔۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عذرا اور اُن کی ماں بھی باورچی خانے سے فارغ ہو کر ان [illegible] تھیں ۔۔۔ گل نواز بھی تھوڑا سا اِدھر اُدھر ہو کے پڑ رہ گیا۔ لے رہا تھا اس کی بدلگامی اس کا ساتھ نہیں [illegible] ۔۔۔ نصرت کا ماتھا ٹھنکا' وہ اس کی بہن تھی ۔۔۔ اس سے زیادہ اسے اور کون جانتا تھا ۔۔۔ اس کے [illegible] ۔۔۔ نصرت' تیرے بھائی کی نیت ٹھیک نہیں' تو اسے گھر پہ زیادہ دیر نہ رکھ ۔۔۔ !

[illegible] کی ماں پوچھنے لگی۔

"بچی' تمہیں ہم غریبوں کا کھانا پسند آیا کہ نہیں؟"

[illegible] نے ماں کی بات کا ترجمہ کر کے موسٹ جان کو بتایا۔ موسٹ جان نے اظہارِ تشکر کے طور پہ آگے [illegible] کے ہاتھوں کو چوم کر شکریہ کہا اور کھانے کی تعریف کی۔ نصرت نے ماں کو بتایا کہ موسٹ جان' اب [illegible] سے اجازت چاہ رہی ہے ۔۔۔ ماں نے نصرت کو اشارے سے اندر کمرے میں چلنے کو کہا۔ وہ عذرا کو [illegible] کے پاس بیٹھا کر معذرت کر کے اندر چلی آئی ۔۔۔ وہاں گل نواز خان بھی موجود تھا۔ ماں نے اپنے [illegible] ہوئے موسٹ جان کی تعریف کی اور [illegible] الفاظ میں اپنی اور گل نواز کی خواہش کا

[illegible] بہت پسند آئی ہے ۔۔۔ [illegible] والی کوئی بات ہی نہیں [illegible] میں نے آج تک نہیں دیکھی ۔۔۔ نماز ادا کرتی ہے ۔۔۔ باقاعدہ قرآن کی [illegible] کے [illegible] تعویز کی مانند لٹکا رہتا ہے۔ تمہارے بھائی کو بھی یہ بہت پسند آئی [illegible] ہاتھ [illegible] دوں گا ۔۔۔ ابا جو کہیں گے وہی [illegible] اس سے شادی کروا دیں۔"

[illegible] ماں کو دیکھ رہی تھی۔ اسی دوران اس نے ایک اچٹتی سی نظر گل نواز پہ بھی ڈالی جو ہر [illegible] معصوم اور شریف سا بنا ہوا کھڑا تھا جیسے وہ قصدِ حاجت نماز کی نیت باندھتے ہوئے [illegible] بھائی کی مکاری پہ بیک وقت اس کا جی اندر ہی اندر پیٹ لینے کو جی چاہا ۔۔۔ اس نے ماں کی [illegible] چھوڑتے ہوئے گل نواز سے کہا۔

"[illegible] تم تھوڑی دیر کے لئے ذرا باہر چلے جاؤ اور موسٹ جان کے لئے کسی اچھے سے ہوٹل میں [illegible] اور وہ ہوٹل غیر ملکیوں کے لئے نہیں بلکہ پاکستانی مسلمانوں کے رہنے کے قابل ہونا [illegible] ہے۔"

[illegible] تے ہوئے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

''افضو! اچھی بھلی بات کو بگاڑنا تمہاری پرانی عادت ہے۔ اتنی نیک اور اچھی لڑکی جسے ابا خود [illegible]
سے گھر لائے۔ تم اسے ہوٹلوں میں در بدر ہونے کے لئے بھیج رہی ہو..... ماں بتا رہی تھی کہ ایسی [illegible]
نیک، سلیقہ شعار لڑکی تو اس نے مسلمانوں میں بھی نہیں دیکھی۔ ایک ہی دن میں وہ ایسی گھل مل گئی ہے [illegible]
اسی گھر میں پیدا ہوئی ہو۔''

نصرت نے فی الفور جواب دیا۔

''اگر وہ اسی گھر میں پیدا ہوئی ہو تو اس حساب سے وہ تمہاری بہن برابر ہے۔ اب تم [illegible]
نکاح ہو سکتا ہے.....؟''

اس کا غصہ دیدنی تھا — اس کے بس میں نہیں ورنہ وہ اس بات پہ نصرت کو قتل کر دیتا —
ضبط و جبر سے وہ ماں کی جانب متوجہ ہوا۔

''ماں! تم نے سنا اس نے کیا بکواس کی ہے — بہن نہ ہوتی تو میں اس کی زبان کاٹ دیتا
[illegible] جس طرح بھی آئی وہ خود اپنی مرضی سے چل کر ہمارے گھر پہنچی — اس کا [illegible] ہاں [illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک اور [illegible] میں گھر میں داخل ہوا تھا تو اس نے شرما کر اپنا منہ چھپا لیا تھا — !''

نصرت نے [illegible] کو اس پہ جتلا کر کہا۔

''تم اپنی بکواس بند [illegible] کی بات معلوم ہو جائے تو کیا [illegible]
یہی کہ ایک رات پناہ دی اور صبح ہاتھ مانگ لیا۔''

''کیا کسی لڑکی سے شادی کی خواہش رکھنا اوچھا پن کی بات ہے؟!''

''نہیں ایسی بات نہیں لیکن یہ ساری کارروائی موقع پرستی اور بہت عجلت سے ہوا لگ [illegible]
ہے — وہ جوانی کی اچھی ترین بد نصیبی سے تعلیم یافتہ ہے۔ ایک معزز صاحب حیثیت خاندان سے
ہے — کھلے ماحول اور روشن خیالات اور فکر و تعلیم کی حامل ہے اور اس کے مقابل تم؟ — [illegible] ایک
رکھنے کے علاوہ تم میں کوئی اور خوبی ہو تو بتاؤ؟ — بھائی! محض چاہ لینے سے کچھ نہیں ہوتا — [illegible]
اہل ہونا بھی ضروری ہے۔''

وہ پنجے جھاڑتے ہوئے چنگاڑا۔

''شکر ہے کہ تم نے مجھے انسان کا کلبوت تو تسلیم کیا۔''

...ں سے مخاطب ہوا۔ ''ماں! اسے سمجھا لو ـــــ میں اس لڑکی سے شادی ضرور کروں گا۔ چاہے اس
... آگ کا دریا، شعلوں سے بھرا صحرا اور دوا آتشا پہاڑی کیوں نہ عبور کرنا پڑے۔'' وہ کسی بگولے کی
... سے ... گیا۔
... ں اپنی اپنی جگہ حیران و ششدر ذرست کی نئی دروازے کے پٹ کو دیکھ رہی تھیں جو ابھی تک لرز

... دھمکیاں...... میں پہاڑ پر سے کود جاؤں گا ـــــ اس گھر کو مکینوں سمیت آگ لگا دوں گا ـــــ اس
... اس کی پسلیاں توڑ دوں گا وغیرہ وغیرہ والی بڑی بڑی بوتیاں، دھمکیاں گویا اس کا روزمرہ کا وطیرہ
... تھیں۔ اس کے باوجود جیسے نصرت کے اندر خطرے کا گھنگرو بج چکا تھا۔ اب شاید ماں کے بولنے کی

...رت اسے ... اپنی جگہ پہ ذرست کی نئی مگر مومنہ جان تو میرے من کو بھی لگتی ہے ـــــ میری بہو
... گھر میں بیٹھی اچھی کھاتی پیتی باتیں کرتی ہوئی پیاری نہیں لگتی۔ اپنی جان ... احساس ہوتی
... تو تمہارا بھائی ... جائے تو
... سے آ جائے
... تمہاری مرضی!''
... کی باتیں ... کر وہ جیسے ... گئی تھی ... اپنے عقل کے ... اپنی مرضی کے فیصلے
... چند ثانیے وہ جیسے سکتے کی صورت
... ... مرکز ... کی جانب بڑھ گئی۔ ... مومنہ اور عذرا ... طرح
... دیکھ رہی تھیں۔ نصرت کو ان دونوں کا اس طرح دیکھنا کچھ عجیب سا لگا۔ جیسے پولیس
... ۔ وہ پاس بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔
... ایسی جان نکالنے والی نظروں سے مجھے کیوں گھور رہی ہو؟''
... ... گئی۔
... بھابھو جان! شاید تمہیں یہ خیال نہیں رہا کہ ... کے پٹ کھلے پڑے
... شروع ہوا تھا اس کا ایک ایک ... ہم تک پہنچ رہا تھا ـــــ یہ تو آپ
... یہ ڈرامہ کتنی لائیو ٹیلی کاسٹ ہے......!''
... کی اندر کی گفتگو باہر والوں تک پہنچ گئی ہے۔ اب وہ ... مومنہ اور عذرا کی جانب

دیکھ رہی تھی مگر اسے ادھر کسی قسم کی کوئی تبدیلی دکھائی نہ دی۔۔۔ خفگی، استعجاب یا کوئی بھی ایسا تاثر کہ جس سے
کے ردعمل کی کیفیات کا کوئی اندازہ لگایا جاسکتا۔۔۔ اس کے لئے یہ درمیانی وقفے بڑے اذیت ناک تھے
کہ اندر ساری گفتگو مومنہ کے متعلق تھی۔۔۔ اور یہاں وہ یوں مطمئن سی بیٹھی ہے کہ جیسے گفتگو اس کی شادی سے
متعلق نہیں اسے مرنے پہ جینے کے بارے ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کیا بات کرے' کس طرح سے
کرے؟ لاشعوری طور پہ منہ سے نکل گیا۔

"مومنہ! انہی لئے تم نے اس جاہل کی گفتگو اس پاگل کی خواہش کا اندازہ کرلیا۔۔۔ اس کی ان
حرکتوں کی وجہ سے ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں۔۔۔ پلیز مومنہ! اس کی ان فضول باتوں کو بھول
لینا۔۔۔۔۔ اس کی جانب سے میں معذرت خواہ ہوں۔"

مومنہ نے فرشتوں کی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ہر شخص کو خواب دیکھنے کا حق ہے اسی طرح خواہشیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ
وہ پوری بھی ہوں۔ ایک شخص کی خواہش ہے کہ وہ ایک بڑا ایکٹر بنے یا ایک کامیاب بزنس مین بنے
خواہش وہ کر سکتا ہے مگر آسانی سے ایسا بن نہیں سکتا کیونکہ اس کے پاس محنت، اہلیت اور قسمت کا فقدان
وہ صرف تمنا کر [illegible] حیات سے
خواہش کرنا [illegible] تو ہو سکتی ہے مگر اس میں برائی کوئی نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک مثبت رویے کی علامت ہوتی
ہاں ایک زاویے سے [illegible] رہائی کر بیٹھے ہے کہ اس نے دل میں جو بھی تھا اسے اظہار میں ملا کر دیا۔"

اتنا کہہ کر وہ چپ ہو کے تکنے کی جس پہ پڑی
صدیوں سے اترے ہوئے کسی امر کی طرح ہے۔۔۔ ظلم میں تبدیلی آسکتی ہے مگر امر تو کرتے ہوئے مستحکم
کی مانند ہوتا ہے۔۔۔ اس کے چہرے پہ کبھی جیسے برف کی سی ہوائیں ٹھنڈک سی لگ رہی تھی۔ نصرت وقفے سے
خوشی اور چہرے کے گداز ہوتے خدوخال دیکھتے ہوئے شاید پریشان سی ہو گئی تھی۔ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے
ہوئے پوچھ بیٹھی۔

"مومنہ! تم ٹھیک تو ہو ناں؟ بات کرتے کرتے اچانک تمہیں کیا ہو گیا ہے۔"

مومنہ جیسے چونکتے ہوئے بولی۔

"ہاں الحمدللہ میں اب ٹھیک ہوں جبکہ پہلے نہیں تھی۔"

"کیا مطلب میں کچھ سمجھی نہیں؟"

مومنہ اس کی توجہ پہاڑوں کی جانب مبذول کرواتے ہوئے بولی۔

"[illegible] ٹمپریچر میں مریض کے سر پہ برف کی تھیلی اس لئے رکھتے ہیں کہ اس کا ٹمپریچر کنٹرول کیا جا [illegible] ان برف پوش پہاڑوں کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ شاید ان پہاڑوں کا ٹمپریچر کنٹرول کرنے [illegible] سے بڑے حکیم نے ان کے سروں پہ ازل سے ہی برف کے پوٹلے رکھ دیئے ہوئے ہیں کہ یہ [illegible] گے۔ دیکھنے کو بہت سے پہاڑ برف کے بغیر بھی ہوتے ہیں کہ یہ نارمل ہوتے ہیں یا اپنی جغرافیائی [illegible] کی سختی اور مزاجی اعتبار سے مانے گئے ہیں۔ اسی طرح شاید انسانوں میں بھی کچھ ماٹھے اور کچھ [illegible] ہوتے ہیں۔ کچھ جو اپنے اندر کے لاوے اندر ہی اندر رکھتے ہیں اور کچھ یوں بھی کہ اپنے اندر کی [illegible] باہر نکال رکھتے ہیں۔ اب میں تمہیں کسی پہاڑ کا تو نہیں البتہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کا مختصر سا [illegible] جس نے اپنے اندر ایک پہاڑ کی بے وفائی، بے حسی کا کھولتا ہوا لاوا چھپا رکھا ہے۔"

[illegible] اس نے ساری پریم کہانی بغیر نام و مقام سنا ڈالی ـــــ چند ساعتیں خاموش رہنے کے بعد گویا ہوئی

[illegible]

"[illegible] کی رنجشیں انسان کو کیسے کیسے ڈالتی ہیں ـــــ اپنی نظر سے گرا دیتی ہیں۔ کچھ [illegible] اور [illegible] نادان [illegible] ہے جس [illegible] ایک [illegible] ایسے [illegible] بھی [illegible] ہوتی ہے۔"

[illegible] کی [illegible] تھی [illegible] ہو کر رو رہی تھی ـــــ وہ [illegible] تھی [illegible] لڑکی نے [illegible] اپنے جسم سے [illegible] کیا تھی پھر اس کا [illegible] [illegible] کیسا بدنصیب اور بے وفا چار سال تک اس سے محبت کرتا رہا [illegible] میں مبتلا [illegible] سچوں اور جذبات سے کھیلتا رہا ـــــ پھر اچانک اپنا مقصد پورا ہونے پہ اس سے یوں علیحدہ [illegible] [illegible] تھا ـــــ پاکستان میں بھی اس نے ایسا ہی اجنبیوں سا سلوک روا رکھا۔ شادی کر لی [illegible] بھی کوئی چیز ہے۔ انسان کو اتنا خود غرض اور کمینہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔

[illegible] اسے چپ چاپ دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

"[illegible] سوچ رہی ہو ـــــ؟"

"[illegible] کیا ہے بس انسانوں کی اقسام پہ غور کر رہی تھی۔"

"[illegible] بڑا یا مختلف غور کر رہی ہو! ـــــ مائی ڈیئر! یہ زندگی اور یہ دوپایہ جانور یعنی [illegible] ـــــ دونوں اک چیستان کی طرح ہیں ـــــ ان دونوں کے مفہوم، کبھی کبھی اور کسی کے لئے بھی

ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے ــــ ہنستی مسکراتی خوش و خوشحال زندگی کبھی کیسی خوبصورت دکھائی دیتی ہے اور کبھی سوہانِ روح ہو کر جہنم کی آگ بن جاتی ہے ــــ اسی طرح بظاہر خوبصورت اور بااخلاق تعلیم یافتہ شخص میں خدائے پاک کا تحفہ محسوس ہوتا ہے اور یہی کبھی ایسا بیشتر بدلتا ہے کہ انسان کے نام سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اچھے میں بُرا اور بُرے میں اچھا یہی ری ایکشن ہی فطرتِ زندگی اور فطرتِ انسان ہے۔ کبھی کسی کو دیکھ کر فوری ایمان نہ لے آؤ اور نہ کبھی کسی کو بُری حالت میں پا کر اس کے خلاف فتویٰ صادر کرو ــــ انسان ہر کروٹ اور ہر سانس کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں ــــ کون جانے کس بُرے کا انت اچھا ہے اچھے کا آخیر ذلت و رسوائی سے ملوث ہے......!"

مومنہ جیسے گفتگو کو سمیٹتے ہوئے بولی۔

"بہت ہو گئیں باتیں اب اجازت دو اور بھائی کو بولو کہ وہ میرے لئے کسی اچھے سے ہوٹل میں رہائش اور کسی گروپ کے ساتھ آؤٹنگ کا بندوبست کرے۔"

نصرت بڑے عجیب سے لہجے میں بولی۔

"[illegible] ہو [illegible]

ہے ــــ اور [illegible] جب [illegible] اور جانے [illegible] کرنا چاہتی ہو [illegible] جب ابا آئیں گے وہی تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے۔ ان [illegible] اجازت کے بغیر اگر جانا ضروری ہو تو جاؤ......!"

مومنہ کو پہلے ہی نصرت کی [illegible] مشکل ضرور ہے ــــ [illegible] چاہنے کی تو یہ نہائی دی تو اس کے [illegible] کا [illegible] ہو گیا۔

نصرت کے والد صاحب نے مومنہ کو ایک روز مزید اپنا مہمان رکھا ــــ [illegible] کی ــــ کچھ کتابوں کے تحفے اور [illegible] ساری ادا بیگی بھی دی ــــ مومنہ نے نصرت اور [illegible] سے خاص استدعا کی تھی کہ وہ والد صاحب کو گل نواز کی گھر پہ آمد اور اس کے [illegible] کے متعلق کچھ بھی نہ بتائیں کے بعد اسے اس گھر کے باہر قدم رکھنا نصیب ہوا اور وہ شہر سے قدرے ہٹ کر ایک سرکاری ہٹ میں ہو گئی۔ اس کا انتظام نصرت کے والد صاحب نے کیا تھا۔ یہاں قریب قریب بنے ہوئے [illegible] اور غیر ملکی سیاح پہلے سے ہی مقیم تھے ــــ [illegible] ٹیلیفون اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی سہولتیں بھی میسر تھیں ــــ یہاں اسے یہ آسانی ہو گئی کہ وہ دوسرے غیر ملکیوں کے گروپ میں شامل ہو کر سیاحت کے لئے جا سکتی تھی۔ اگلے چار پانچ روز وہ چیدہ چیدہ جگہوں پہ ہو آئی تھی......بس یہیں ایک [illegible]

[…] اس کا کھانا پینا' پہناوا اور دیگر مشاغل اپنے ساتھیوں سے الگ نہیں کھاتے تھے۔ وہ اس کے سر سے […] تک حجاب' نماز و درود کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے تھے۔ شراب' خنزیر اور سگریٹ تو دور کی چیز ہیں […] کوئی مچھلی' پنیر اور سوپ تک استعمال نہ کرتی جو یورپ سے منگوایا گیا ہو۔ مصحف پاک اور مصلّے […] سے ساتھ رہتا۔

● مستان نفس و نحوس کا دم کٹا باگھ اور چنچل بکری ....!

ایک بجھی سی دوپہر وہ اپنے کالج کے برآمدے میں آرام کرسی پہ پڑی جھولے لے رہی تھی […] ہلکی […] دھوپ میں بڑی میٹھی سی تمازت تھی جو سردی اور نرمی کا انوکھا سا امتزاج پیش کر رہی تھی۔ اپنے ممی ڈیڈی […] کے خطوط جو پچھلے دنوں اسے اسلام آباد سے موصول ہوئے تھے اس کے سامنے بید کی تپائی پہ کھلے دھرے […] وہ ان کا تفصیل سے مطالعہ کر کے چکی ہی تھی کہ وضع قطع سے نہایت شریف دکھائی دینے والا ایک […] اس کے پاس "السلام علیکم" کہتا ہوا آ کھڑا ہوا […] مخاطب ہوا۔

[…] کے روانہ ہو رہا […] جس میں اکثریت خواتین کی ہے بلکہ کم عمر بچے بھی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ […] مسلمان ہیں […] آپ خوش ہوں گی کہ گروپ میں اکثریت باپردہ خواتین کی ہے […] یہ لوگ کراچی سے آئے ہوئے ہیں۔"

[…] کی توجہ ادھر آئی تھی […] وہ ایسی ہی کوئی صحبت چاہتی تھی جس میں اسے کسی طور بھی اجنبیت کا […] پڑھے لکھے' روشن خیال و روشن ضمیر […] تاکہ وہ ان سے کھل ڈل کر ہر طرح کی بات چیت کر […] اس نے اس کا نفیس قسم کے شخص سے رہائش' قیام و طعام کے علاوہ دیگر امور کے متعلق بھی تفصیلات […] بینک بیلنس چیک کرتے ہوئے اگلی تاریخ تیار رہنے کا عندیہ دے دیا۔

گل […] تو پتے مجھوں ہو چکا تھا […] وہ کوئی ایسی حسین و جمیل لڑکی بھی نہیں تھی کہ اس پہ مر مٹیں اور […] پہ دل آنے کے لئے ضروری نہیں […] ایسے ہی کسی کی چھب' کوئی ادا' حرکت دل کو […] بھا جاتی ہے کہ اچھا بھلا آدمی […] چکر بن کر رہ جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے گل نواز بھی کسی غیر ملکی لڑکی سے دلی […] کرکے ہم مشربوں یا معتقدوں میں اپنی بے جا بے جا ہنا چاہتا ہو ... اسے اسی دن معلوم ہو گیا تھا

مومنہ کسی ہوٹل یا گیسٹ ہاؤس میں ٹھہر جاتی ہے اور وہ اس علاقے کی سیاحت کے لئے جرمنی سے آئی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے والد اور عذرا سے کافی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اُسے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی تھی کہ اس نے شادی والی بات پہ قطعی کوئی برا نہیں منایا تھا۔ بلکہ یہ تک کہا کہ گل نواز نے اپنے دل کی بات کو زبان تک لا کر بڑی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے۔ اس بات نے اس پہ الٹا اثر کیا بلکہ غیر ملکی میموں کو دیہ [illegible] کے بارے میں جو اس کا خبط تھا اُسے مزید بھڑکا دیا۔

مومنہ عام سی غیر ملکی ہوتی تو کوئی بات نہ ہوتی ---- ایسی عورتیں اور مرد آتے جاتے رہتے ہیں اور [illegible] کا کاروبار خاص طور پہ ان غیر ملکیوں کی آمد و رفت سے وابستہ ہے۔ ڈالر، پونڈ، سگریٹ، شراب، کپڑے، کیمرے وغیرہ ان کے لئے بڑی کشش کا باعث ہیں۔ اکثر آنے والوں میں زیادہ تر منشیات کے شوقین ہوتے ہیں اور جو نہیں ہوتے انہیں یہاں کے اکثر گائیڈ اور مددگار قسم کے لوگ شوقین بنا دیتے ہیں۔ گھوڑے خچر کوہ نوردی کے آلات، گرم کپڑے، برتن، ادویات، کیمرے وغیرہ کرائے پہ اٹھانے والے ٹھیکیدار، گائیڈ اور مددگار ان چیزوں [illegible] اپنا رزق [illegible] کرتے ہیں [illegible] بڑے بڑے [illegible] ہوتا جب تک [illegible] کے منشیات [illegible]۔ ان پیشہ ور لوگوں میں بھی چند گندے والے موجود تھے جو اس سیر و سیاحت کے پیشے کی آڑ میں منشیات، کرنسی، سمگلنگ، بردہ فروشی اور اخلاقی برائیوں میں ملوث تھے۔ یہ ایک علاقائی مافیا تھا۔ جس کی پشت پناہی [illegible] اور چور سرکاری اہلکار کرتے تھے۔ ان کے خفیہ اڈے تھے جہاں شراب نوشی، مجرے، قمار بازی، منشیات کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ ان [illegible] بگڑے لوگوں کی سب سے اعلیٰ عیاشی غیر ملکی عورتوں کو [illegible] لا کر انہیں بے آبرو کرنا تھا۔ اس طرح ان کے ہاتھوں نشے اور جنسی بے راہ روی میں پھنسی ہوئی عورتیں پھر کہیں بھی جانے کے قابل نہ رہتیں۔ یہ لوگ یہ حرکتیں مل جل کر کرتے تھے۔ لیکن ان کا ایک اصول بھی تھا وہ یہ کہ وہ خراب کو ہی مزید خراب کرتے ... اچھے اور نیک لوگوں کے لئے وہ ایک [illegible] رہتے تھے۔

اس علاقے کا مرشد وہاں کے ایک نامور خاندان کا چشم و چراغ تھا جسے آپ فی الحال شادی کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ صرف ظاہری طور پہ ایک مخلص اور فعال انسان تھا بلکہ سیاسی اور کاروباری افق پہ بھی ایک کامیاب شخص تھا... اس کا کمال یہ تھا کہ وہاں کے مقامی باشندوں میں اس کی شرافت، اخلاق اور وضعداری کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کمال ہوشیاری اور حکمت سے اپنی منفی مصروفیات پہ پردہ ڈال رکھا تھا...... اس کی احتیاط

[illegible] یہ علاقہ کی مافیا کے چند مخصوص لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کے چنگل میں پھنسنے والی کوئی غیر ملکی عورت سب سے پہلے اس شخص کے تصرف میں آتی ہے۔ اس کا ڈیرہ بہت ہی الگ تھلگ پہاڑ کے اندر بنے ہوئے ایک غار میں تھا — جس کے باہر ایک پرانے نام سا ہوٹل بنا ہوا تھا۔ دراصل پہاڑ کی جانب بڑھنے والوں کے لئے یہ جگہ پہلے زمینی پڑاؤ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان لوگوں کی یہ کمین گاہ ہر طرح کی سہولتوں سے آراستہ تھی۔ شاہ صاحب کے خاص الخاص گماشتے ہی اس راستے سے واقف تھے جو اس کے عیش کدے کی جانب جاتا تھا۔ چونکہ یہ بااختیار شخص سیاحت کے کاروبار میں بھی ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لئے [illegible] آنے جانے والوں کی تعداد جنس اور قومیت کی تفصیل اس تک پہنچ جاتی تھی۔

موحنہ کے شکردرہ میں قدم رکھنے کے ایک گھنٹہ بعد اس کی رپورٹ اس تک پہنچ چکی تھی اور یہ بھی کہ کسی مناسب قیام کی سہولت نہ ملنے کی وجہ سے گل نواز کے والد صاحب اسے اپنے گھر مہمان کی حیثیت سے لے گئے تھے۔ دو روز بعد وہ جب الیس این اچ کے ہٹ میں پہنچی تو بھی اسے اطلاع پہنچ گئی — اسے تو اپنے ذرائع سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ گل نواز اس غیر ملکی مسلمان لڑکی پر فریفتہ ہو گیا ہے اور شادی کرنے پہ [illegible] چند ایک غیر معمولی اطلاعات تھیں جن کی بنا پر اس کے اندر ایک عجیب سا تجسس پیدا ہو چکا تھا۔ [illegible] دلہن بنانے [illegible] گل نواز کی جرأت پہ حیرت بھی تھی اور غصہ بھی تھا کیونکہ یہاں تو [illegible] کر کھانے والا [illegible] ان وادیوں کا کوئی [illegible] نہیں تھا۔ اس نے سب سے پہلے وہ اس [illegible] اور پھر وہ گل نواز سے [illegible] اس مقصد [illegible] وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ اس کے ہٹ کی پچھلی جانب ہو لیا۔ وہ [illegible] سائبان کے نیچے کوئی کتاب پڑھ رہی تھی [illegible] تلاوت کر رہی تھی اور وہ [illegible] اپنے آپ میں مگن تھی کہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ [illegible] نور کا ہالہ ایک گلاب کی مانند دمک رہا تھا۔ وہ اسے محسوس کرتا ہی رہ گیا۔ ایسا [illegible] حسن [illegible] اس سے پیشتر کہاں کس نے بھلا دیکھا ہوگا؟ گل نواز کا اس پر فریفتہ ہونا اور شادی کا سوچنا اس کی [illegible] آ چکا تھا۔

یہ لڑکی اس کے دل میں [illegible] کے کانٹے کی مانند اتر گئی تھی۔

گل نواز کی تلاش ہوئی تو وہ گھر پہ اپنی ماں کو موحنہ کے سلسلے میں [illegible] رہا تھا۔ شادی کا پیغام لے کے [illegible] پہنچ گیا۔ شاہ جی نے بلا تمہید و تکلف سیدھی سیدھی موحنہ کی بات شروع کر دی اور اپنا یہ فیصلہ [illegible] کر دیا کہ یہ غیر ملکی عورت دیر بدیر ان کے ٹھکانے پہ پہنچنی چاہئے۔ دراصل یہ بات کہہ کر وہ گل نواز کا

عندیہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ مومنہ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ انسان جبلّی طور پہ انتہائی خود غرض واقع ہے۔ خاص طور پہ عورت' دولت اور شہرت کے معاملہ میں تو وہ اخلاقی' انسانی اور قانونی حدوں کو بھی سفاکی سے پار کر جاتا ہے۔

شاہ جی کی زبان اور آنکھوں سے مومنہ کی بات سن اور جان کر وہ کسی کرونڈیے سانپ کی طرح کسمساتے ہوئے کہنے لگا۔

"شاہ جی! دراصل مومنہ ہمارے ہاں اُباکے جاننے والے ایک دوست کی وساطت سے آئی ہے۔ وہ دوست پاکستانی ہے مگر جرمنی میں رہائش پذیر ہے۔ مومنہ ایک نومسلم ہے' وہ آباسے اسلام کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتی ہے اور ساتھ ساتھ سیر سیاحت بھی ——— اب چونکہ ان ذاتی باتوں کا یہاں کسی کو کوئی علم نہیں اس لئے اُسے محض ایک ٹورسٹ ہی سمجھا جا رہا ہے۔"

شاہ جی جانتا تھا کہ یہ سچا جھوٹ بول رہا ہے پھر اس نے اتمام حجت کے طور پہ کہہ دیا۔

"[illegible] آپ کے اُبا سے دین سیکھنے آئی ہے اور تم اس سے شادی کا چکر چلانا چاہتے ہو۔ کیا یہی دین اسلام ہے؟ ——— دراصل تم یہ [illegible] اور یہاں سب کچھ [illegible] آپ کے [illegible] بھول جاؤ [illegible] مومنہ نامی کوئی لڑکی تمہارے گھر رہتی تھی اور تم نے اس سے شادی کا کوئی خواب دیکھا تھا۔"

شاہ جی کے [illegible] کر مومنہ کو اپنے گروپ میں شامل کر لیا تھا ——— [illegible] یہ گروپ سات روز کے لئے [illegible] پہاڑوں [illegible] جھیلوں کی سیاحت [illegible] کیمپ [illegible] پہاڑ کا دامن تھا جدھر ان کا ہوٹل اور پہاڑ کے اندر خفیہ غار تھا۔ اس بیس کیمپ میں چند جھٹ سیٹ ہوئے اور گودام بھی بنے تھے جن میں ایندھن' تیل' جلانے کی لکڑی' گیس سلنڈر' خیمے' سلیپنگ بیگ اور گھوڑوں' خچروں' ٹٹوؤں کے لئے مخصوص اور قلیوں' ملاحوں کے واسطے بھی چیزیں سجی ہوئے تھے ——— پہلے پڑاؤ پہنچ کر گروپ نے ناشتہ کرنا تھا ساتھ ریفرشنگ بھی کی تھی۔ پہلے روز کا سارا سفر محض چند کوس پیدل واک تھی ——— راستے میں ایک ٹھکانے بھی ہونے سونے' گرم لباسوں میں ملبوس سروں پہ گرم ٹوپیاں ہاتھوں پہ دستانے ——— پیدل اور کچھ خچروں پہ سوار ——— ساتھ ساتھ رہبر اور کچھ ضرورت کا ضروری سامان خچروں پہ لادے سیاحوں کی معاونت میں تھے۔ مگر ان میں گل نواز کو دانستہ شامل نہیں کیا گیا تھا۔

پہاڑوں میں کیا ہوتا ہے جو لوگ انہیں دور دور سے دیکھنے آتے ہیں۔ میرے اپنے خیال میں

[illegible] کے تحمل سہانے کی طرح" ۔۔۔ "پہاڑ دور سے ہی اچھے" بھی ہونا چاہئے۔ پہاڑوں میں آوارہ گردی کرنا
[illegible] ترین مشغلہ ہے۔ بندہ ایک آدھ دن پہاڑوں میں گزار لے تو خود کو بندے سے زیادہ بندر سمجھنے پہ مجبور
ہو جاتا ہے۔ یہ پگڈنڈیوں اور رستوں کی مدد سے جان جوکھم میں ڈالے ہوئے سرپھرے جو خود سے پہاڑوں پہ
چڑھتے ہیں۔ بندۂ خدا! پھر اوپر ہی رہو وہیں سے پچھواڑا اوپر ہی اوپر اس سے بھی اوپر چلے جاؤ۔ نیچے کی
ست مڑو۔۔۔ آخر اگر نیچے ہی اترنا ہے تو اوپر کی سمت مت اٹھو نو۔ یہ پاگل سیاح جو پہاڑوں پہ بڑے شوق سے
چڑھتے ہیں۔ نیچے اترتے ہی چارپائیوں پہ پڑ جاتے ہیں پھر کئی کئی روز ان کی ٹانگوں کی مچھلیاں نرم نہیں
[illegible] ہر طرح کی تھکاوٹ ان کی جان شکنجے میں ڈالے ہوئے ہوتی ہے۔

پہلے دن یہ لوگ اتنا زیادہ تھک گئے کہ دوسرے روز کے پروگرام کینسل کرنا پڑے۔ وہاں کے
[illegible] کو بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اجرت تو وہ پورے دنوں کی لے لیتے ہیں مگر اتنے فعال بہت کم
[illegible] وہ پہلے اور دوسرے روز سیاحوں کو اتنا تھکا دیتا ہے کہ اگلے ایک دو روز بے چارے ایک
[illegible] پاتے رہتے ہیں یا سردی، تھکاوٹ کھا کر پڑ جاتے ہیں۔
[illegible] خوب
[illegible] تھے۔ مگر [illegible] معاملہ دگر تھا۔ اس کے روزمرہ کے معمولات میں رتی برابر بھی فرق نہیں
[illegible] کی سیر و [illegible] معمولات اور ناشتے کے ساتھ بڑا جامع مطالعہ۔
دوسرے دن ہوٹل جب [illegible] ایکشن کی سیاحت کے لئے [illegible] علاوہ صرف وہ فری جانے کے
پیچھے باقی سب تھوڑے تھکے ہوئے پڑے تھے۔ [illegible] ان دونوں نے بھی آج کا پروگرام ملتوی
[illegible] انفرادی طور پہ ادھر ادھر نکل گئے ۔۔۔ اپنے ہٹ کی جانب لوٹ رہی تھی کہ سامنے سے عبداللہ کا چہرہ
دکھائی دیا۔ یہ وہی شخص تھا جس سے پہلے روز سیاحت کے سلسلے میں بات ہوئی تھی۔۔۔ سلام کے بعد
[illegible] دن کا پروگرام ملتوی ہونے پہ معذرت چاہی۔۔۔ ہلکی پھلکی گپ شپ کرتے ہوئے وہ اس کے ہٹ تک
[illegible] تھا۔
"میڈم! اگر آپ پسند کریں تو میں صرف آپ کی خاطر ایک خاص ایکشن دکھانے کی سعادت
حاصل کر سکتا ہوں۔" بڑے عجز، خلوص اور ادب کی چاشنی میں [illegible] ہوئی آفر تھی جسے وہ قبول کر بیٹھی۔
ہلکی سی تیاری کے بعد وہ اسے دم دمی کے پراسرار غار کی جانب لے گیا۔ اس قدرتی غار کے اندر
بھی نرم نیلے پانی کا چشمہ رواں تھا۔۔۔۔ ہلکی ہلکی گندھکی دھانس اور سفید جھاگ اڑاتا ہوا شفاف پانی جلدی

اور جلدی امراض کے لئے اکسیر مانا جاتا تھا — راستہ دشوار گزار، کٹھا پتھنا اور چڑھائی کا تھا۔ عام لوگ ادھر ادھر آتے ہوئے کتراتے تھے۔ صرف بیمار حاجت مند اور اس پانی کا کاروبار کرنے والے ہی ادھر کا رخ کرتے — لوگوں کا کہنا تھا کہ اس شفا آمیز پانی کی اجارہ داری بھی شاہ صاحب کے پاس ہے۔ یہ مقدس معجزاتی پانی کی حیثیت سے دور دور تک بھیجا جاتا تھا — یعنی یہ قدرتی پانی بھی ایک اچھا خاصا کاروبار بن چکا تھا۔

ایک معتمد مددگار گائیڈ عبید اللہ اور میڈم مومنہ جان، جو خچر ٹٹوؤں پہ سوار تھے دم ذی کے پہاڑی سلسلے کی جانب روانہ ہوئے۔ موسم رسیلا اور چمکیلا تھا — کھانے پینے کا سامان اور کچھ ضروری اشیاء ایک معتمد مددگار ٹٹو پہ لدی ہوئی تھیں — وہاں پہنچتے پہنچتے دو اڑھائی گھنٹے لگ گئے — راستہ چونکہ پُر خطر اترائیوں چڑھائیوں اور گہری کھائیوں سے اٹا پڑا تھا۔ اس وجہ سے مومنہ پورا وقت ورد درود پڑھتی رہی۔

یہ صدیوں پرانا غار شروع دہانے پہ قدرے تنگ مگر اندر سے دور تک ایک وسیع منظر پیش کرتا تھا — اندر کچھ غیر قدرتی سی تبدیلیاں بھی تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کچھ انسانی عمل دخل بھی ہے — نیلے اور فیروزی رنگت کے خوبصورت ملائم پتھروں سے اٹکھیلیاں کرتا ہوا رواں پانی جانے کہاں سے کود رہا [illegible] مقام پہ [illegible] بیچ پتھروں سے ایک دیوار سی اٹھا دی گئی تھی — یہاں لگتا تھا کہ یہ جگہ غسل کے لئے مخصوص ہے۔ پانی کے گول گول چکنے سے پتھر تھے شاید ان پہ بیٹھ کر غسل کیا جاتا ہوگا — مددگار باہر ٹٹو سے سواری [illegible] کے کھانے پینے کے انتظام میں مصروف ہو گیا — عبید اللہ گائیڈ مومنہ کو لے کر غار کی طرف آ گیا۔ ٹارچ اس کے ہاتھ میں اور تھیلا اس کے کندھے پہ لٹکا ہوا تھا — دہانے میں داخل ہوتے ہی اس نے ٹارچ روشن کرتے ہوئے کہا۔

"صرف چند قدم ٹارچ کی ضرورت ہے پھر آگے اندر ضرورت محسوس نہیں ہوگی — قدرتی طور غار کے اندر روشنی ہوتی ہے۔"

دورانِ سفر اس نے اس پُراسرار غار کے بارے میں کافی حد تک چھوٹی موٹی معلومات بہم پہنچا کر مومنہ کے شوق و تجسس کو ہوا دی تھی — اب اس نے مزید بتانا شروع کیا۔

"میڈم! یہ غار بڑا مقدس مانا جاتا ہے ہم نے تو اپنے بزرگوں سے سنا لیکن انہوں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ غار حضرت سلیمان علیہ السلام کے دورِ حکومت میں جنوں اور پری زادوں کے لئے ایک قید خانے کی حیثیت رکھتا تھا۔ جھیل سیف الملوک کی مانند یہ بھی نوری ناری مخلوق کی ارضی جنت کی آماجگاہ تھی۔۔۔

[illegible] برفانی چوٹیوں پہ ہوتی تھی اور یہاں برفانی چوٹیوں والے پہاڑوں کی پُراسرار غاروں اور گھپاؤں میں ۔۔۔ انسان کے پاس سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھ ہو تو آج بھی اس مقدس غار میں پری زادوں کے قہقہوں کی سرسراہٹ اُن پاکیزہ ہستیوں کی خوشبو اور بے خد و خال شبیہوں والے سراپے لہراتے سے محسوس ہوتے ہیں۔۔۔۔۔"

وہ ذرا سی ذرا سانس درست کرنے کی خاطر رُکا تو سردی یا خوف سے شلوتی ہوئی موعذ یادل نخواستہ پوچھ بیٹھی۔

"کیا اب بھی یہاں جنوں اور پری زادوں کا عمل دخل ہے؟"

"عمل دخل کے بارے میں تو میں وثوق سے کچھ نہیں بتا سکتا۔ ہاں البتہ کچھ اثرات ضرور موجود ہیں۔" گائیڈ نے بات بتاتے ہوئے جواب دیا۔

موعذ مزید کریدتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"کیا یہ اثرات یہاں ہر پہنچنے والا محسوس کرتا ہے یا صرف غار کے اندر داخل ہونے والے پہ ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں اور وہ اثرات کس نوعیت کے ہوتے ہیں؟"

"ان [illegible] ہوں وہ یہ [illegible] محسوس کیے۔"

"مثلاً چند ایک نے کس قسم کے اثرات محسوس کیے۔۔۔؟"

وہ جیسے ہاتھ دھو کر اُس کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ گائیڈ بوکھلا سا گیا۔

"یہی کہ کوئی اچانک چپ سادھ لیتا" "انہیں جیسے دنیا سے ذہنی چپقلش ہو جاتی ہو۔۔۔ پہچیدگی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہو۔۔۔ لگتا ہے جیسے کسی نادیدہ ہستی سے باتیں کر رہا ہو۔۔۔ ایک آدھ کو بے ہوش ہوتے ہوئے بھی دیکھا" "پھر اچانک جیسے اسے یکھ دیا" "کچھ بات۔ چند ایک کو بے پناہ خوشی اور مسرت سے رقص بھی دیکھا۔۔۔ جیسے انہوں نے یہاں آ کر اچانک کوئی خزانہ پا لیا ہو یا کوئی ایسی چیز مل گئی جس کی تلاش میں وہ دربدر گردوں مکوں ملکوں خاک چھان رہے تھے۔۔۔ میڈم او دو چار کیس دیکھے ہیں۔۔۔؟

اچانک اسے بریک لگ گئے جیسے نہ دکھائی دینے والی کسی پُراسرار ہستی نے اس کے ہونٹوں پہ [illegible] سے رکھ دیا ہو کیونکہ وہ خوفزدہ سی آنکھوں کے ساتھ تھر تھر کانپ بھی رہا تھا۔

وہ اسے ایسی حالت میں دیکھ کر گھبرا سی گئی پوچھنے لگی۔

"کیا ہوا؟۔۔۔ یہ لو پانی پیو!۔۔۔ بیٹھ جاؤ اور اپنی بات مکمل کرو۔ تم کہہ رہے تھے دو چار کیس ایسے

جی ...... کیسے کیس تھے یہ؟ ...... سکون سے بتاؤ۔"

ایک بڑا سا گھونٹ لے کر وہ بولا۔

"میڈم! ایک دو اصل یوں ہوا تھا، باقی دو چار کسی ایسے گم ہوئے کہ جیسے ہی غائب ہو گئے۔"

وہ غار کے اندرونی حصے کو دور تک نیم تاریکی میں ڈوبا دیکھتے ہوئے مزید گویا ہوا۔

"وہ غار کے اس تاریک خطرناک حصے کی جانب یوں بڑھتے ہوئے چلے گئے تھے جیسے کسی نے انہیں ادھر کھینچنے پہ مجبور کر دیا ہو۔ میری وارننگ پہ بھی انہوں نے کان نہیں دھرے۔ آگے بڑھ کر روکا بھی ...... مگر سحر زدہ سے آگے ہی آگے بڑھتے گئے۔"

وہ فلاسک کے کپ میں باقی ماندہ پانی پینے لگا تو مومنہ نے ایک اور سوال چھوڑ دیا۔

"بتا سکتے ہو کہ یہ غار کہاں جا کر ختم ہوتا ہے ...... اس حصے میں کیا ہے اور کیا تم یا کوئی اور ...... اس کے اندر اتنا تک گیا ہے؟"

وہ غار کے اندرونی تاریکی میں آگے بڑھتے ہوئے راستے سے نظریں ہٹاتے ہوئے بتانے لگا۔

"میڈم! آپ دیکھ رہی ہیں کہ اندر کہیں سے نکلتے ہوئے چشمے کا پانی یہاں تک پہنچتے پہنچتے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا [illegible] بائیں طرف [illegible] شفا پانی کی خاطر بائیاں حصہ عورتوں اور دایاں حصہ مردوں کے غسل کرنے کے لیے مخصوص ہے مگر شاید ہی کوئی ایسا آیا ہو کہ مرد اور عورتیں اکٹھے غسل کے لئے موجود ہوں۔ اگر ایسا کبھی ہو بھی جائے تو پہلے صرف مرد اور پھر عورتوں کو موقع دیا جاتا ہے کہ [illegible] بدن کے ساتھ باطنی غسل کر کے [illegible]۔ وہ یہاں سے فارغ ہو کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ جدھر بظاہر اندھیرے ہیں مگر باطن اجالے اجالے ہی ہوتے ہیں [illegible] پھر ان لوگوں کا [illegible] قبول ہو جاتا ہے۔ انہیں اب کسی گائیڈ کی ضرورت نہیں رہتی وہ اپنی راہوں کے خود ہی راہی اور اپنی منزل کے آپ ہی متلاشی ہوتے ہیں۔"

"یہ باطنی غسل کیا ہوتا ہے؟"

مومنہ پانی کی ایک جانب سے پتھر پہ بیٹھتی ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"میڈم! میں ایک عام سا گائیڈ ہوں۔ میری معلومات سینہ بہ سینہ سنی سنائی باتوں پہ ٹکی ہیں۔ سنی سنائی باتیں میں آگے بھی سنا دیتا ہوں [illegible] سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے اس کی بابت اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر ایک بات بالکل سچ ہے کہ ادھر کہساروں اور غاروں میں رہنے والے کم از کم دروغ گو نہیں ہوتے۔ [illegible] کے اردگرد اوپر نیچے نزدیک و دور سچائیاں ہی سچائیاں اور قدرت و فطرت کی بے باکیاں ہوتی ہیں۔ ایسے

[illegible] میں ہم لوگوں کو دروغ کی جرأت کہاں ہوتی ہوگی۔ ویسے میرے ذاتی تجربے اور مشاہدہ میں ابھی [illegible] وجدانی غسل کا ادراک نہیں آیا۔"

وہ اپنی چھڑی سے غار کے اندر ذرا دور ایک ابھری چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں اس جگہ سے آگے کبھی گیا ہی نہیں ۔۔۔!"

"کیا اس غار کے اندر چمگادڑیں یا اسی نوع کے پرندے جانور بھی ہیں؟"

"میڈم! میں آپ کو بتاتا ہوں ایسے مکروہ پرندے جانور وہاں ہوتے ہیں جہاں نحوست ہوتی یا [illegible] روحوں کی آماجگاہیں ہوں۔ ہمارے ان برفانی علاقوں پہاڑوں میں ایسے ابلیسی ٹھکانوں کی گنجائش [illegible] ۔۔۔ ان برف زاروں میں پری زاد اور جنات تو رہتے ہیں مگر وہ جو دائرہ اسلام میں ہوں ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں چرند پرند یا درندے بھی کم والے ہوتے ہیں ۔۔۔ مکروہ جانور، چمگادڑیں، الو، سانپ [illegible] بچھو وغیرہ یہاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آپ اس غار کو ہی دیکھیں یہاں آپ کو کسی جانور یا [illegible] دکھائی نہیں دے گی اور نہ کوئی مکروہ حرام جانور نظر آئے گا ۔۔۔ جہاں گندگی ہو وہاں [illegible]

[illegible]

[illegible] عجیب سی نظروں سے اسے تکتی رہی ..... پھر بولی۔

"اس غار میں پینے کا صاف پانی بھی ہے؟"

"ہاں تو وہ سے تین چار [illegible] سے قطرہ قطرہ پانی ٹپکتا رہتا ہے [illegible] کی صفائی کر کے ایک حوض سی بنا دی ہے۔ ایسا ٹھنڈا میٹھا امرت سا پانی ۔۔۔ پلو بھر پیو تو اندر [illegible] ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے۔ جسم کی پیاس بجھ جاتی ہے ۔۔۔ دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ اپنی [illegible] قطار میں رکھ جاتے ہیں ۔۔۔ پچھلے دو مہینے پہلے تک یہاں ایک مجذوب سا پڑا رہتا تھا۔ خدا [illegible] اوقات کہاں سے رکھتا تھا۔ جب دیکھو [illegible] دکھائی دیتا جیسے کسی سے جھگڑ رہا ہو۔ [illegible] رہا ہو ۔۔۔ [illegible] کبھی کبھی اپنے موڈ میں ہوتا تو [illegible] اپنی اپنی جگہ رکھ دیتا جب لوگ دوبارہ ادھر کو پھر آتے تو اپنا اپنا پانی اٹھا کر لے جاتے [illegible] روٹی [illegible] کی صورت اس کو دے جاتے۔ دو ماہ ہوئے وہ ادھر سے [illegible] عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے اس کی یہاں ڈیوٹی ختم ہوگئی ہے۔ کوئی کہتا [illegible] غائب ہو گیا ہے، کچھ کہتے ہیں وہ غار کے اس پار کہیں نکل گیا ۔۔۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔"

تروڈا وہ جگہ تھی جہاں سے چشمے کا پانی دو علیحدہ آب جوؤں میں تقسیم ہوتا تھا..... بڑا سا چکنا
درمیان میں تھا جس پر سفید رنگ سے تروڈا شریف لکھا تھا..... آگے آگے عبیداللہ گائیڈ اور پیچھے پیچھے مومنہ
گیلے چکنے بے ڈھبے پتھروں پر مضبوطی سے پاؤں جماتے ہوئے پانی کے حوض کے پاس پہنچ گئے..... حوض کے
اندر سبز رنگ کی کائی کی شاخیں ادھر ادھر لہرا رہی تھیں۔ اوپر اونچائی سے قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا تھا۔ تھمے
پانی میں جب موٹا سا قطرہ گرتا تو ایک خاصا گرداب سا لہرا اٹھتا اور ٹپ کا آہنگ عجیب سرمدی سی موسیقی
ارتعاش پیدا کر دیتا..... وہ جھک کر جمع شدہ پانی کو دیکھنے لگی پھر ہاتھ کا چلو بنا کر پانی ہونٹوں کے قریب کیا
نوک زباں تر ہوئی تو پانی انگلیوں سے اتر گیا..... اب دونوں ہاتھوں کے اوک سے پانی اٹھایا سیر ہو کر
گلاسک میں بھر کر کھینچی گئی۔

"سبحان اللہ! ایسا منظر اور ذائقہ پانی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔ شکریہ عبیداللہ! تم نے مجھے
عجیب نعمت سے مستفید کروایا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ جب تک میرا قیام یہاں پر ہے پینے کے لیے یہی
پانی دستیاب ہو۔ کیا تم میرے لیے اس کا انتظام کر سکتے ہو؟"

"اس کے لیے مجھے شاہ جی سے رابطہ کرنا پڑے گا کیونکہ یہاں کے دونوں چشموں اور غار کا
انتظام انہی [illegible] ہو جائے
گی۔"

"اب [illegible] کہاں سے آ گئے؟"

"میڈم! یہ سمجھ لیں کہ [illegible] اسی غار میں سے
میں بند کر کے گھر لے جانے میں شاید یا اپنی کرامت و برکت کو سمجھتے ہیں۔ مورو ناتی جنگل میں [illegible]
ہے..... گھر یا حجرہ یا گھر میں نہیں۔"

"شاید تم نے ٹھیک کہا ہے۔ اچھا اب یہ بھی بتاؤ کہ شاہ صاحب کون ہیں؟"

"شاہ صاحب کوئی بوڑھے سے بزرگ یا فقیر نہیں ہیں۔ یہ تو خوبرو جوان آدمی ہیں۔ اس
علاقے میں ان کی بڑی عزت و شہرت ہے۔ کاروباری اور سیاسی آدمی ہیں..... یہاں اردگرد اکثر
پہاڑ ان کی ملکیت میں ہیں۔ یہاں یاتریوں اور سیاحوں کو لے جانے کے لیے یہ جیپ ان کی ہی
گاڑی ہے..... پڑھے لکھے ہیں بہت سی زبانیں جانتے ہیں اور یہاں کے چپے چپے سے
واقف..... اس علاقے میں موجود تمام مزارات، شاہزادت، قلعے، پہاڑ، غاریں، پل وغیرہ کے متعلق
معلومات مصدقہ اور مکمل ہوتی ہیں۔ اس غار کے بارے میں جو کچھ وہ بتا سکتے ہیں میں بھی نہیں جانتا

[illegible] کی قابل شخصیت یا بیرونی ممالک سے کوئی پروفیسرز لوگ آتے ہیں تو شاہ صاحب خود انہیں یہاں [illegible] آتے ہیں۔"

"[illegible] بیٹے کا گائیڈ ——— کیا وہ بھی پیسے لے کر کام کرتا ہے؟"

"ہاں وہ چھوٹے موٹے ولیکی قسم کے سیاحوں کو ادھر ادھر لے جاتا ہے۔ اسے غیر ملکیوں کو لے کر [illegible] اجازت نہیں یعنی اس کے پاس ایسا لائسنس نہیں ہے ——— آپ تو اس کے گھر پہ بھی رہی ہیں ——— اس [illegible] آپ سے بھی ایسی ویسی ہی توقعات بھی قائم کر لی تھیں لیکن مجھے یقین ہے اس بیوقوف کو آپ نے معاف کر دیا ہوگا۔"

انہی باتوں باتوں میں وقت خاصا آگے نکل گیا تھا۔ بابا جی کا گرم گرم کھانا کھانے کے بعد سومن اور [illegible] الگ الگ اپنی نماز ادا کی۔ سومن نے عبید اللہ سے کہا کہ وہ اب غار کے باہر دوسرے مددگار کے [illegible] اپنی مرضی سے وقت گزار سکتا ہے ——— وہ کچھ وقت اکیلے غار کے اندر رہنا چاہتی ہے ——— وہ پریشان سی [illegible] سے سومن کو دیکھتا ہوا غار سے باہر اتر گیا۔

[illegible] باتیں ہوتی ہیں ——— جیسا اندر [illegible] گہرائی کیفیتیں اندھیرے سے ملتے جلتے [illegible] دینے والے [illegible] انسان کی نظر میں آتے ہیں یا اپنے باطن کی وادی میں ایک جھلک [illegible] کی سی صورت حال سے [illegible] ——— [illegible] قدم [illegible] تو اس ایک ذات کا ہاتھ پکڑ کے [illegible] ہوتے ہیں۔ دل کے ملنے کی گت تیز ہو جاتی ہے۔

[illegible] کچھ کیفیت سومن کی بھی تھی ——— اسے یوں محسوس ہوا کہ اپنے اندر کے کسی نہاں خانے میں اتر آئی [illegible] سے اندھیرے سے بہتا ہوا سیاہ جھاگ والا نیلا پانی جیسے اس کی وادی ہو ——— تلاش تنہائی جیسے اس کا سدا [illegible] ——— [illegible] سنگ ریزے اس کی خواہشیں آرزوئیں ——— نیم اندھے اندھیرے جیسے اس کی [illegible] نامعلوم اُفق والا راستہ جیسے اس کی منزل کا بے چہرہ سنگِ میل ہو۔

[illegible] سوچتی دیکھتی جاتی ایک ٹرانس کی سی حالت میں وہ غار کے اندر بڑھتی چلی گئی۔ یہاں غار کہ [illegible] کہیں اندر دور نیلاہٹ آمیز اندھیروں میں گم ہوتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ بہت مدھم سی الجھتے بکھرتے پانی [illegible] جیسے انگنت زہریلی ناگنوں کا بیک وقت سیال زہر بہتا ہوا کہیں سے چلا آرہا ہو ——— دریاؤں [illegible] اور نصیحتوں کے خلاف سفر اور اصرار کرنے میں انسان کی تجسسات فہم و فکر کو بڑی تسکین ہوتی ہے۔

حسی اور مشاہداتی فہامت و فراست کے سہارے ہوتے ہیں سے پہچانتے ہیں۔ — دنیا کی کم وبیش تمام
دریافتیں ایجادات عجائبات نوادرات وغیرہ اسی نوع کے الٹے سفر اور انتھک کھوج ہی کے امر سے منصۂ شہود
پر آئے۔ عام سفر ہو تو مسافر راستہ طے کرنے پہ لگ جاتا ہے مگر کچھ سفر ایسے بھی درپیش ہوتے ہیں جہاں
خود راستہ کو طے کرتا ہے — یہ بھی شاید کوئی ایسا ہی سفر تھا کہ وہ آگے ہی آگے بڑھتی چلی جارہی تھی — قدرت
کا عجب انتظام ہے کہ ایسی تاریک و عمیق گھپاؤں غاروں میں تازہ ہوا اور روشنی کی کمی محسوس نہیں ہوتی
سوئی کے ناکے سے بھی گزر جاتی ہے جبکہ سورج کی روشنی عمل انعکاس سے ایسے ایسے تاریک اور گہرے گوشے
کھدرے بھی روشن کردیتی ہے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے — نہ تو اس نے کہیں ٹھوکر کھائی اور نہ
کسی دائیں بائیں یا چھت کے کسی پتھر سے ٹکرائی۔ آگے کچھ تنگ اور چڑھائی کی راہ تھی مگر وہ وہاں سے گزر
گئی — کچھ آگے بڑھی تو لگا جیسے پانی میں چل رہی ہے۔ پانی کافی گرم — اب قدم قدم پیچھے گہرائی
میں اتر رہی ہو — پنڈلیوں کے آگے بات جب گھٹنوں تک پہنچنے لگی تو وہ ٹھٹک کر رک سی گئی کہ کہیں
مزید گہرائی سے واسطہ نہ پڑ جائے — یہیں کہیں نہ ٹھٹکے کھڑی تھی کہ اسے سرگوشی سی سنائی دی۔

"[illegible] آ [illegible]"

[illegible] بائیں ہاتھ تمہارے [illegible] اس کی جانب بڑھتا ہوا ہاتھ دکھائی دیا — وہ ہاتھ بڑھا
کر اس کی کلائی تھامتے ہوئے بولا۔

"آگے پانی گہرا ہے ادھر کنارے پہ آجاؤ۔"

اس نے مڑ کے [illegible] ہاتھ کی سمت دی۔ اگلے لمحے وہ کنارے
اس سے جڑی کھڑی تھی۔ وہاں گول گول چکنے پتھر اور ساتھ پیچھے ہی ٹیڑھی سی چٹان — یہ
جانے کے لئے اتنی چوڑی تھی کہ وہ اس سے ہٹ کر الگ سی کھڑی ہوئی پھر پیچھے ایک چکنی ابھری ہوئی [illegible]
دراصل سہارا دیے ہوئے نہ ہوتا تو شاید وہ دھڑام سے پانی میں جا گری ہوتی۔

جیسے چہرے ایک منہ میں زبان رکھتے ہوئے بھی بے زبان ہوتے ہیں۔ یونہی کچھ لوگ چہرے
کے ہوتے ہوئے بھی بے چہرہ ہوتے ہیں — انسانی چہرہ فقط ناک آنکھیں کان ماتھا اور ٹھوڑی سے ہی تشکیل
نہیں ہوتا یہ تو چہرے کے ظاہری خدوخال ہوتے ہیں۔ اصل چہرہ تو اس چہرے کے بہت پیچھے منقش ان
کیفیات کے اندر کہیں زندہ تپش ہوتا ہے۔ اس چہرے کے خدوخال — اس فرد کی سوچ و فکر عقل و
فہم و کردار کے مطابق ہوتے ہیں۔ کچھ چہرے خالی پلیٹ کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے چہروں والے
لوگ ہوتے ہیں جو صاحب الرائے نہیں ہوتے یا وہ ایک ایسے سحر سے پکڑے ہوتے ہیں کہ وہ [illegible]

[illegible] ہوتے ہیں [illegible]
[illegible] ایسے رستے منتخب ہو جاتے ہیں جو بالرغبت جنت اور جہنم کی جانب کھلتے ہیں۔ اب انہیں ہوا کس
[illegible] ارزقی ہے یہ راہ کی کسی واردات پہ منحصر ہے۔

وہ بے چہرہ سا شخص اس کو ہولے ہولے کھسکاتا ہوا ایک قدرے فراخ سی جگہ پہ لے آیا۔ یہاں پہنچ
[illegible] نے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اس مدد کا شکریہ! میں بے ارادہ ہی اس جانب بڑھ آئی جبکہ عبداللہ نے مجھے اس غار کی
[illegible] کی بابت ہر بات سے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔ آپ کون ہیں اور ادھر۔۔۔؟"

اس بے چہرہ شخص نے انتہائی روانی اور آسانی سے جھوٹ بولتے ہوئے بتایا۔

"میں بھی ایک خبطی سا سیاح ہوں۔ قدیمی اور پراسرار جگہوں پہ آوارہ گردی کرنا میرا پسندیدہ
[illegible] ہے۔ آپ حیران ہوں گی کہ میں پچھلے ہفتے سے اس غار میں مقیم ہوں۔ اس غار کی خوبصورتی، خوشبو نے
[illegible] میٹھے معدنیاتی پانی نے مجھے یہیں باندھ لیا ہے۔ [illegible] یہاں [illegible] اور [illegible]
[illegible] کونے کی
[illegible] اس جگہ میں پچھلے چھ سات روز سے رہ رہا ہوں [illegible] حیران ہوں
[illegible] یہاں رہ پایا ہوں؟ ایسا سکون اور طمانیت بھلا اور کہاں ہو گی؟ یقین کریں میڈم! یہاں
[illegible] یہ چند روز میری زندگی کا ایک بے بہا قیمتی اثاثہ ہیں۔۔۔!"

وہ مومنہ کو اپنے اس [illegible] ہوا تھا۔۔۔ مومنہ کو ایک ہموار
[illegible] پہ بیٹھنے کی دعوت دیتے ہوئے مزید کہنے لگا۔

"آپ یہاں بیٹھئے، میں آپ کو گرم گرم کافی پیش کرتا ہوں۔"

وہ اب ایک چھوٹے سے چولہے کے [illegible] پانی کی [illegible] سے [illegible] دیکھ رہی تھی
[illegible] میں اس نے اس کے چہرے کی جانب غور سے دیکھا۔۔۔ وہ ایک وجیہ و توانا مرد تھا۔۔۔ اس کے
[illegible] سیاہ بالوں سے [illegible] ہوئے تھے۔۔۔ اس کا چہرہ ہر طرح کے احساسات سے خالی اور آنکھیں تو جیسے
[illegible] کسی سے ادھار مانگ لایا ہو۔ وہ یہاں بیٹھی۔

"یہ بہتا ہوا نیلا پانی۔۔۔ گنددھک کی بو، خاموشی، ویرانی اور تنہائی۔۔۔ میرے لئے حیران کن! انسان
[illegible] میں رہ سکتا ہے پتھروں میں نہیں۔ مجھے آپ کوئی سادھو، سنیاسی یا پجاری بھی دکھائی نہیں دیتے جو دنیا کو تیاگ
[illegible] ویران سنسان جگہوں پہ سمادھی لگانے پہنچ جاتے ہیں۔"

وہ اپنے بھیگے ہوئے کپڑوں کے جوتے اتارنے کی جانب متوجہ ہوئی تو وہ جواب میں گویا ہوا۔

"آپ نے درست کہا کوئی دنیادار کچھ وقت تو اس قسم کی جگہوں پہ گزار سکتا ہے لیکن دن تک [illegible] مہینے نہیں رہ سکتا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس سے پیشتر کوئی موقع ایسا آیا ہو کہ میں کسی ایسی جگہ مسلسل دن رات [illegible] ہوں۔ ہاں چند ایک خاص کیفیات میں نے یہاں بطور خاص محسوس کی ہیں ایک تو یہ کہ یہاں وقت ٹھہر ٹھہر [illegible] رک رک کھسکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ دوسری بات یہاں بھوک پیاس یاد ہی نہیں رہتی۔ قطرہ قطرہ حوض میں جمع ہونے والے پانی کے دو چار گھونٹ بھوک پیاس نیند کمزوری اور ہر قسم کے فکر و فساد کو ختم کر دیتے ہیں۔ اندیشۂ سود و زیاں عنقا ہو جاتا ہے..... انسان ایک عجب سی سرشاری اور سرمستی میں مگن رہتا ہے اور اس غار میں صبح و شام کی گردش کا کوئی احساس ہی نہیں ہوتا۔"

"ماں باپ بیوی بچوں..... کاروبار دنیاداری کے جھمیلوں میں پھنسا ہوا انسان شاید ان [illegible] عیاشیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا..... یہ غاروں پہاڑوں اور اندھیروں کے راستے رہبانیت کی جانب مڑتے ہیں اور آپ کی [illegible] ایسی نہیں جو تنہائیوں اور ویرانوں کی جانب راغب ہوں۔"

"[illegible] گردشوں [illegible] خراب ہوئی [illegible] آپ [illegible]"

یہ [illegible] نہیں زیادہ کوئی جذبی [illegible] تھا لیکن جو بھی تھا وہ [illegible] اور مسرت آگیں تھا۔ ہر گھونٹ پیاسے [illegible] اس کے اندر کی گرد [illegible] ہو..... پھر کچھ [illegible] وہ [illegible] ہونے والی اس [illegible] کی جسم کی [illegible] کو کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ [illegible] صرف اندرون خانہ ہوتی ہے۔ جسم اور ہوش و خرد کی دیواریں قائم..... لیکن قوت مدافعت اور عمل کرنے کی صلاحیت اس میں نہ رہی..... دیکھ رہی ہے سن اور سمجھ رہی ہے لیکن اس کے حق یا خلاف کچھ کہنے کرنے سے عاجز..... عجیب سی کیفیت در آئی تھی۔ ہوش میں بے ہوشی اور بے بسی..... کوئی نعرہ اس کے اندر سے [illegible] اڑان بھر کر نکلا اور غار کے سنگلاخ کی چکنی چٹانوں سے ٹکراتا ہوا کہیں غائب ہو گیا۔ یعنی اتجا جا [illegible] چلائی۔

وہ دیکھ رہی تھی اس شخص نے اسے [illegible] پہ لٹایا..... اس کی جیکٹ کی زپ [illegible] کی..... اس نے مدافعت میں ہاتھ پاؤں چلانے چاہے مگر وہ انگلی تک کو بھی حرکت نہ دے سکی۔ البتہ زبان اس کے [illegible] تھی۔ وہ تحکمانہ انداز میں اس سے مخاطب ہوئی۔

"تم یہ کیا کر رہے ہو؟ میں غیر ملکی ضرور ہوں مگر مسلمان ہوں اور تمہارے علاقے میں مہمان....

وہ تو جیسے سماعت سے محروم ہو گیا تھا۔ سنی ان سنی کرتے ہوئے اس نے جیکٹ اتار کر پرے پھینک دی۔ اب وہ اس کی شرٹ اتارنے کے درپے ہو گیا تھا — تبھی وہ منت سماجت پہ اتر آئی۔

"دیکھو میں وضو سے ہوں۔ کچھ دیر قبل میں نے ظہر کی نماز ادا کی ہے — مجھے آج تک کسی مرد نے نہیں چھوا — میرا نام مومنہ ہے۔ خدا کے غضب سے ڈرو۔ میں نے عمرہ کرنے کی نیت کی ہوئی ہے۔"

وہ اس کی شرٹ اتار چکا تھا مومنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اس نے بھیگی آنکھوں سے اپنے ننگے جسم کو دیکھا۔ وہ شخص جیسے بے حس ہو گیا تھا۔ جنگلی وحشیوں کی طرح نہیں بلکہ بڑے اطمینان و سکون سے اسے بے لباس کرنے پہ تلا ہوا تھا جیسے وہ کوئی اہم فریضہ ادا کر رہا ہو۔ جب اس نے اس کے شلواری پاجامے پہ ہاتھ ڈالا تب ایک زخمی شیرنی کی مانند دھاڑی — ہاتھ پاؤں جسم نے تو ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس نے جیسے اپنی تمام توانائی گلے میں اکٹھی کر لی تھی۔

"خدا اور رسول کا واسطہ ہے جس کو بھی تم مانتے ہو مجھے بے آبرو نہ کرو۔"

وہ گڑگڑا رہی تھی — یہ شاید اس کی بے بسی کی انتہا تھی۔ الاسٹک والا پاجامہ اور زیر جامہ اتارنے میں [illegible] کی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی [illegible] اس مرد نے اب اپنے کپڑے اتارنے شروع کر [illegible] آپ کو اس [illegible] دیا۔

وہ نرمی کی بجائے لوتھ ذبات کا شفاف جسم کی صورت پڑی تھی — پھر جب اپنے آپ کو [illegible] قید سے آزاد کرنے کے بعد اس کی جانب بڑھا تو وہ کہنے لگی۔

"جو تم کرنے جا رہے ہو اگر یہی تمہارا مقصد ہے تو پہلے ایک کام کرو۔"

وہ اپنے گلے میں پڑے ہوئے ایک بڑے سے تعویذ کے متعلق بتانے لگی۔

"یہ میرے گلے میں میرے بابا کی لیلی ... کا پہنایا ہوا چھوٹا سا قرآن شریف موجود ہے۔ چونکہ میرے بابا ساتھ نہیں رہے اس لئے تم اسے میرے گلے سے اتار دو — ویسے بھی شاید مجھے اس کی اب ضرورت نہیں رہی — مجھے بتایا گیا تھا کہ خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ میں نے اس خدا کے کلام کو سینے سے لگا کر رکھا کہ میں ایک عورت ہوں یہ میری حفاظت کرے گا — مگر شاید میں نے خدا اور اس کے کلام سے کچھ زیادہ ہی توقع لگا لی تھی — بہر حال ہم دونوں کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ تم اس قرآنی تعویذ کو مجھ سے علیحدہ کر دو۔"

وہ انسان ہوتا تو یہ حرکت ہی نہ کرتا ۔۔ وہ تو ایک بے حس جنگلی درندہ بنا ہوا تھا — جھٹ آگے بڑھا

چیخ مار کر قرآنی تعویذ کو گلے سے علیحدہ کرلیا۔ بس جیسے ایک قیامت ٹوٹ گئی ---- ایک ایسی دلدوز چیخ کہ غار
کی چٹانوں کے کلیجے بھی دہل اٹھے۔ قرآنی تعویذ ہاتھوں سے کسی کروڈھیئے سانپ کی مانند لپٹا ہوا تھا۔ وہ اسے
جھٹک جھٹک کر پرے پھینکنے کی کوشش میں تھا مگر تعویذ تو جیسے اپنے زہریلے دانت اس کے ہاتھوں میں گاڑ چکا
تھا ---- وہ کسی زخمی سانڈ کی طرح بے طرح ڈکراتا چنگھاڑتا ---- لوٹنیاں لیتا کسی جانب ہولیا۔ اس اچانک رونما
ہونے والے واقعے نے موحد کو اک سکتے کی حالت میں ڈال دیا تھا ...... وہ اسی طرح بے سُدھ و حس پڑی رہی۔
غار کے اندر چیخ کی اُودھم ابھی تک ایک ایکو پیدا کیے ہوئے تھی ---- آپ نے دیکھا ہوگا کہ غاروں، ذرا
گنبدوں میناروں اور گہرے کنوؤں باؤلیوں میں بازگشت دیر تک گونجا کرتی ہے۔ یہ کچھ دیر اسی طرح بے حس
سی پڑی رہی ---- آنکھیں دماغ روشن تھے۔ اسے قیامت کی آنکھ سے گزرنے والے ہر اذیت آمیز لمحے کا
ادراک تھا۔ تبھی اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کا بے حس جسم اور بدن آہستہ آہستہ بیدار ہو رہے ہیں۔
تھوڑی دیر بعد ہی ہمت کرکے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ لباس زیب تن کیا، حواس اور حلیہ درست کرتے ہوئے اس نے
وہیں پتھروں پر پڑے ہوئے اس شخص کے سامان پر اچٹتی سی نظر ڈالی ---- یہیں اسے وہ پلاسٹک کا کپ رکھا
دیا جس میں ابھی اسے کافی دی تھی۔ اس میں ابھی ایک آدھ گھونٹ خیال موجود تھا۔ اس نے اسے [illegible]
چھونے سے [illegible]

ایک لمبے عرصے نے دوپہر کو سہ پہر کی منزل پہ پہنچا دیا تھا ---- غار سے باہر ڈھلوانوں کی ایک آنکھ
عبداللہ کا نیز اور [illegible] ابھی خاصی نیند توڑ دی گئی ---- گھڑی پہ نگاہ ڈالتے ہوئے عبداللہ غار کی جانب
آیا۔ اس کے حساب میں میڈم [illegible] غار سے تو دو ایک ناشتے ہوں گے۔ عصر کی نماز پڑھی اور
قطرہ قطرہ ٹپکنے والے پانی سے خوب پیاس بجھائی ہوگی۔

موحد نے سلام پھیرا تو عبداللہ سامنے کھڑا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میڈم! اچھی بات یہ ہے کہ میں باہر بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا ---- آپ کو کہیں میری غیر حاضری سے
پریشانی تو نہیں ہوئی؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ "نہیں تو ... میں نے تو تمہاری غیر حاضری میں خوب انجوائے کیا
نہیں رہ کے میں بہت خوش باش ہوں ---- چلو اب واپس لے چلو بہت دیر ہوگئی ہے۔"

اس رات یہ خوب سوئی ایسی گہری نیند بچوں پہ اترتی ہے یا پھر ان خوش نصیب بوڑھوں پہ جن کی گہری
نیند کا اعلان مسجدوں کے لاؤڈ سپیکروں پہ ہوتا ہے اور کچھ سانحے حادثے بڑے سہانے سپنوں والی نیندیں لاتے
ہیں اور کچھ خوشخبریاں کامیابیاں نیندیں اڑا دینے والی راتوں کا سندیس بھی بن جاتی ہیں ---- چاہے تو یہ تھا۔

[illegible] ہوتی تو لاکھوں پاؤ کھلی ہوتی اسی شام یہاں سے بھاگ لیتی یا کہیں شکایت رپورٹ کرتی' کسی [illegible] سے یا کسی رپورٹر کو بتا دیتی — مگر ایک تجسس تھا — اس واقعے نے اس کے ارادوں کو مزید مستحکم کر دیا۔ اس نے اپنے سارے پروگرام موخر کر دیے اب وہ یہاں رہ کر یہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون تھا؟ یہ تو طے تھا کہ وہ انسان ہی تھا گو انسانیت کے معاملے میں اس کی بے حسی اور کج روی سے وہ کوئی دیو سا لگتا تھا یا پھر شاید وہ ایک جنسی انتہا پسند مریض تھا۔ جس کی شخصیت کے دو رخ تھے۔ وہ جس رخ کے زیر اثر ہوتا اسی میں انتہا کر دیتا — اور یہ بھی کہ وہ کہیں دور دراز سے آیا ہوا کوئی سیاح بھی دکھائی نہیں دیتا تھا بلکہ مقامی یا پھر کوئی ایسا آوارہ گرد جو اس علاقے خصوصی طور پہ اس غار کے محل وقوع اور دیگر کوائف سے خوب واقف تھا۔ اس نے اپنے تئیں ٹھان لیا کہ وہ اس اسرار کو خوب سمجھے گی.... وہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتی تھی اور نہ ہی اس معاملے میں کسی کو اعتماد میں لے سکتی تھی.... یہاں کل تو اس کے علاوہ [illegible] تھی یا پھر یہ عبداللہ گائیڈ' ان کے علاوہ کون تھا جس سے وہ اپنی رام کہانی کہتی — ابھی تو ایک [illegible] بھی اپنے اعمال کے ساتھ صاف نہیں ہوا تھا۔ گزرے دن کا وہ مختصر اوقات' جو اس [illegible] اور اس شخص کے [illegible] ذو غور طلب تھا۔ وہ ان [illegible] کی کوشش کر [illegible] سے چھینا جاتا [illegible] تھا جیسے اس نے انجانے میں اپنے ہاتھوں سے کسی قیمتی اثاثہ دینے کی لوح کو [illegible] لیا ہو — نمی [illegible] ہوا [illegible] غائب ہو گیا تھا۔ جو دیر تک اس کی [illegible] سنائی دیتی رہی پھر [illegible] ختم ہو گئی۔ [illegible]

صبح کے معمولات سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی میڈیکل کٹ نکالی [illegible] پروگرام پلاننگ کا تجزیہ [illegible] کرتے ہوئے اس کھولی کے چند قطرے پیچ [illegible] قوت مدافعت منتقل کرنے والی دوا سے [illegible] کیا تھا۔

عبداللہ گائیڈ جب اپنے وقت مقررہ پہ اس کے ٹینٹ میں پہنچا تو وہ صبح کے مطالعہ اور ناشتہ لینے کے بعد [illegible] تحریر کر رہی تھی۔ وہ صبح کا سلام کرنے کے بعد آج کے پروگرام کے بارے میں دریافت کرنے [illegible] کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"ایک کپ چائے پیو — اس عرصہ میں میں اپنے [illegible] کام مکمل کر لوں — پھر دیکھتے ہیں کہ آج کیا [illegible] ہو سکتے ہیں؟"

دو گھنٹے بعد جب وہ اپنے گائیڈ اور مددگار کے ہمراہ اس غار تک پہنچی تو موسم خاصا خوشگوار ہو چکا

تھا۔۔۔ صبح' پہلے پہر کی سردی اور کپکپاہٹ سے کسی حد تک نجات مل چکی تھی۔۔۔ یہاں پہلے ہی کوہ نوردوں کا ایک گروپ موجود تھا۔۔۔ غار میں داخل ہوتے ہی اس نے عبیداللہ گائیڈ سے کہا۔

"آج ہم ذرا اندر اور تک جائیں گے۔۔۔ میں چشمے کے آمدِ پانی اور اندرونی چٹانوں کے قدرتی قدرتی خوبصورتیوں کی تصویر کشی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ اس غرض سے میں اپنا مخصوص کیمرہ جو زبردست فیچر کا حامل ہے ساتھ لے کر آئی ہوں۔"

غار کے اندر اور میٹھے پانی والے حوض کے گرد' چند مقامی اور غیر مقامی ٹورسٹ موجود تھے۔ جن میں سے گل نواز بھی دکھائی دیا جو ایک دیسی جوڑے کو قطرہ قطرہ ٹپکنے والے پانی کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔۔ موسونہ پر نظر پڑتے ہی وہ بڑی طرح چونکا۔۔۔ کچھ مجوب مجوب سا وہ آگے بڑھ آیا۔۔۔ روایتی انداز سے سلام کرنے کے بعد اس نے عبیداللہ سے اپنی مقامی زبان میں خیر خیریت دریافت کی۔ موسونہ حسبِ معمول اپنے حجابی لبادے میں تھی' دیکھنے والا اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ ملکی ہے یا غیر ملکی۔۔۔ گل نواز اپنے کلائنٹ کے ساتھ ہولیا اور وہ گائیڈ کو لے کر غار کے اندر اس جانب بڑھ آئی جدھر گزرے دن اک قیامت ٹوٹ گئی تھی۔

"میڈم! میں نے پہلے بھی عرض [illegible] کی تھی کہ آگے بڑھنا خطرے سے خالی نہیں۔۔۔ دیکھے یہ ابھرا ہوا [illegible] ہے۔ [illegible] خطرہ ہے۔ ہم کلائنٹ کو بھی یہاں تک ہی لا کے دکھاتے ہیں۔۔۔ آگے بڑھنے کی ہمیں اجازت نہیں۔"

موسونہ اس کا جواب نہ دکھاتی کر گویا کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئی بعد [illegible] پوچھنے لگی۔

"تم یہاں کے مقامی ہو [illegible] وہ ولی اور [illegible] آگے گیا ہو گا۔ مجھے کچھ بتاتے کیا ہے اشیر [illegible] یا کوئی دیو؟ جو ادھر جانے والوں کو پیچھا کرتے ہیں۔۔۔ یا کوئی آدم خور ہے جو لوگوں کو کھا جاتا ہے۔ بتاؤ' کیا کوئی جنگلی ہے جو عورتوں کی عصمت تار تار کر دیتا ہے۔۔۔!"

وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گئی تھی۔ وہ خوف سے آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگا۔ خشک حلق تر کرتے ہوئے بولا۔

"میڈم! میں بھی کچھ آگے تک ضرور گیا ہوں کچھ اور لوگ بھی آگے جانے کی جرأت کرتے رہے ہیں مگر میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ عجیب عجیب سی داستانیں ہیں جو سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہیں جنہیں سن کر دل پہ لرزہ طاری آ جاتی ہے۔ اب سچ کیا ہے جھوٹ کیا ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔۔۔ لیکن بہتری اسی میں ہے کہ اس پتھر سے آگے نہ جایا جائے۔"

"تم آگے کہاں تک گئے ہو یا جا سکتے ہو؟"

بادلِ نخواستہ وہ جواب میں کہنے لگا۔

"میں آگے جھیل موز تک تو کئی مرتبہ گیا ہوں وہاں چشمے کا پانی کافی گہرا ہے اور خوب گرم ہوتا ہے۔ جس کنارے کے پتھروں پہ ایک گہرے نیلے رنگ کی کائی جمی ہوتی ہے جو مردوں کے استعمال کی ایک خاص دوا میں استعمال ہوتی ہے۔ ہم لوگ کبھی کبھی ضرورت پڑنے پہ وہاں سے یہ کائی کھرچ لاتے ہیں۔"

"تم بھی یہ دوا استعمال کرتے ہو......؟"

وہ کانوں کی لویں پکڑتے ہوئے بولا۔

"توبہ توبہ جی! یہ انسانوں کی کھانے کی چیز تھوڑی ہے۔ اس استعمال کر کے بندہ بندر بن جاتا ہے۔ ہاں میں یہ کام ضرور کرتا ہوں کہ مہینے میں ایک آدھ بار وہاں جا کر یہ کائی ضرور کھرچ لاتا ہوں اور آگے بیچ دیتا ہوں۔"

"کسے بیچتے ہو......؟"

"میں نام بھی لوں تو کیا فائدہ؟ آپ تو کسی کو جانتی نہیں۔"

وہ [illegible]

"[illegible]"

جیسے [illegible] کیفیت میں ہکلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"میڈم! آپ وہاں جا کر کیا کریں گی؟"

"میں اس خوبصورت جگہ کی تصویر کشی [illegible] گہرا پانی ہے جس کے کنارے کے پتھروں پہ ایسی قیمتی نیلی رنگت والی پائی جاتی ہے جو مردوں کے کسی استعمال میں آتی ہے — میں اس پہ بھی تحقیق کروں گی کہ یہ اور کس مرض کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔"

"سوری میڈم صاحبہ! میں یہ خدمت بجا لانے سے معذور ہوں — میرے رزق روزی کا معاملہ ہے یہ شخص تبدیل ہو جائے گا۔ شاہ صاحب کی جانب سے ہمیں کسی کو بھی آگے لے جانے کی اجازت نہیں۔"

وہ سر جھکا کر مزید گویا ہوا۔

"آپ چاہیں تو مجھے میری خدمات سے فارغ کر سکتی ہیں۔"

وہ سوچتے ہوئے کہنے لگی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ تم بہت اچھے آدمی ہو — تم تو ان لوگوں کی خصلت عادت سے واقف ہو۔ ہم لوگوں میں بال کی کھال اتارنے کی بیماری ہوتی ہے — تم کل کی طرح باہر جا کر آرام کرو اور مجھے

میرے حال پہ چھوڑ دو۔"

وہ غار سے باہر نکلتے ہوئے کہنے لگا۔

"میڈم! آپ کے مفاد میں یہ بہتر ہو گا کہ آپ اس مقررہ حد سے آگے نہ بڑھیں کیونکہ .....؟"

وہ اُسے گھورتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"کیونکہ کے آگے بھی کچھ کہو ....؟"

"میں شاید یہ کہنا چاہ رہا تھا .... آپ بہت اچھی اور مہربان ہیں مسلمان ہیں ـــ میں آپ کو کسی بھی ممکنہ نقصان سے آگاہ کرنا اور بچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں ..... ماضی میں دو چار ایسے واقعات ہو گزرے ہیں کہ کچھ ایڈونچر پسند کوہ نورد غار کے اسرار دیکھنے کی خاطر اندر چلے گئے۔ پھر دوبارہ وہ کہیں دکھائی نہیں دیے ـــ کوئی کہتا ہے یہ غار اندر ہی اندر [illegible] ہوئی جھیل سیف الملوک تک جا نکلتی ہے۔ پرانے لوگ یہ بھی کہتے ہیں یہ غار کسی بونوں کے ملک تک جاتی ہے ـــ یہاں اندر کچھ لوگوں کو بونے بھی نظر آتے رہے ہیں۔ میں نے بونوں کی نشانیاں خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ جنات اور پریزادوں کے قصے [illegible] یہاں موجود ہیں۔ ان کی [illegible]

[illegible] شاید وہ اپنے غار کے اسرار [illegible] کے متعلق کچھ حقائق سے کچھ زیادہ ہی آشنا ہو چکی تھی۔ آج پھر اندر اسی راستے پہ چل پڑی۔ لیکن آج وہ خوب [illegible] تھی۔ سنبھل سنبھل کر دیکھتے بھالتے قدم بہ قدم اسی واقعے والی جگہ پہ پہنچ گئی ـــ مناسب سی قدرتی روشنی موجود تھی اس نے [illegible] ٹارچ کی روشنی کر لی تھی۔ وہاں اس کل والے شخص کا سامان موجود نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس واقعے کے بعد اس سامان کو اٹھا لیا گیا تھا ـــ اچانک اس کی [illegible] ایک پتھر کی اوٹ میں کسی چمکتی ہوئی چیز پہ پڑی ـــ وہ ایک قیمتی گھڑی تھی۔ جس کے سٹریپ کی ایک پتی ٹوٹی ہوئی تھی ـــ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ ہاتھوں پہ [illegible] کے بعد واویلا کے دوران گھڑی کی پن نکل گئی گھڑی وہ پتھروں کے بیچ میں گر پڑی۔ جو بعد میں سامان اٹھانے والے کی نظر میں نہیں آئی ... [illegible] گھڑی کو اپنے بیگ میں محفوظ کر لیا ـــ وہ ٹارچ کی روشنی میں اس جگہ کا باریک بینی سے جائزہ لیتی رہی۔ [illegible] اور پتھر [illegible] پہ وہ دوبارہ [illegible] رہی۔ اچانک [illegible] ابھر اٹھی۔ اس کی [illegible] اور کانوں پہ [illegible] کے نشان [illegible] منظر واقعی یاد کرتے ہی احساس ہونے لگے تھے۔ [illegible] اس کے [illegible] کی کوئی [illegible] وہ فوکس کرنے کی۔ وہ شخص ہاتھوں پہ قیامت ٹوٹنے کے بعد اذیت اور بدحواسی کے عالم میں واویلا کرتا ہوا چشمے کے اطراف [illegible] لڑکھڑاتا سا بھاگتا کہیں اوجھل ہو گیا تھا۔

اس نے اپنی ٹارچ کا رُخ آگے کی جانب کر دیا۔ چشمے اور نیلی کائی سے اٹے ہوئے پتھروں پہ بچ بچ قدم دھرتی وہ آگے بڑھنے لگی۔ کل جو سانحہ ہو گزرا تھا اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ وہ بھولے سے بھی ادھر کا رُخ نہ کرتی۔ لیکن کیا کیجیے کہ جب کوئی ہونی ہونے پہ آتی ہے تو وہی کچھ متردد ہوتا ہے جو نہ ہونا چاہیے اور وہ کچھ نہیں ہوتا جو ہونا چاہیے۔ آگے کا کٹا پھٹا، پتھروں چٹانوں سے اٹا، کہیں تنگ اور کہیں پھیلا ہوا راستہ، سفید جھاگ اور دھند دکھاتی ہوئی بھاپ نے اک عجب سا سماں باندھا ہوا تھا۔ ٹارچ کے دائرہ میں کسمساتی ہوئی شے نے الگ اسرار چھوڑے ہوئے تھے۔ دائیں بائیں کے کپت موڑ اور کھڑے کھائیاں ایسی کہ نظر چوکی تو جان گئی۔ — کہیں وہ بندروں کی طرح قدم جماتی تو کہیں بندروں کی مانند چھلانگے مارتی، کہیں پاؤں کا پنجہ دھرنے کی جا ہوتی تو کہیں ایڑی پہ ٹکنے کی تھاہ ہوتی۔

انسان اگر کسی لگن میں ہو تو پھر پتہ نہیں ہوتی کہ وہ کیا ہے، کہاں ہے اور کدھر ہے۔ وقت، ہلدی [illegible] مقش [illegible] جیسے رام — اور کھیا، کھوٹے چاٹ چاٹ کر [illegible] کا [illegible] بن جائے لیکن [illegible] ہلدی کی [illegible] گھنڈ نہیں چھوڑتی۔

جھرنے اور آبشار میں مقدار رفتار اور [illegible] قندیل اور شمع میں بھی یہی ہوتا [illegible] الذکر میں [illegible] اور [illegible] الذکر میں انسانیت — یہاں بھی اسی انسانیت کے مختلف [illegible] روپ اور [illegible] تھے۔

اسے یوں لگا جیسے کوئی کراہ رہا ہے — جیسے کوئی آواز، کوئی جانور ہے، انسان یا [illegible] ہے تو وہم — کچھ آگے تو ایک [illegible] سا موڑ [illegible] ہوئی تھی۔ [illegible] بڑی [illegible] دکھائی دی۔ لگتا تھا کہ انسانی شخص نے کسی مقصد کے تحت اس جگہ کو ہموار کیا ہے۔ دیوار چٹانوں میں چند قدرتی طاق سے بنے ہوئے تھے۔ — چشمے کا پانی بھی اچھلا اچھلا پھیلا ہوا — حد یہ کہ یہاں بھی قدرتی روشنی موجود تھی۔ ایسی اور اتنی روشنی [illegible] کہ یہاں تاریکی کا احساس نہ ہو — ابھی اس جگہ کا معائنہ کر رہی تھی کہ ایک مدھم سی کراہ اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ چند لمحوں کے لئے گم صم ہو گئی یوں لگا اپنا سانس بھی ٹھہر اور ٹھٹھرا ہوا محسوس ہوا [illegible] قدموں پہ ساکت وجامد کھڑی، آنکھیں پھاڑے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ ایک اور گھٹی گھٹی سی کراہ نے اسے [illegible] ایک [illegible] سے پتھر کی آڑ میں رکنے پہ مجبور کر دیا — گردن ٹیڑھی کر کے دیکھا تو اسے کوئی انسان [illegible] میں اور ادھا [illegible] سے پتھروں پہ پڑا دکھائی دیا۔ وہ چند قدم آگے اس طرف بڑھ آئی۔

"کون ہو تم ...؟"

کوئی جواب نہ پا کر مزید آگے بڑھ آئی — اس شخص کے دونوں ہاتھ چشمے کے بہتے پانی میں تھے۔

ہاتھوں میں خاصا ارتعاش تھا جیسے انہیں بجلی کے تاروں سے جوڑ دیا گیا ہو۔ جواب کیا دیتا' وہ تو جیسے کہ عذاب مسلسل میں مبتلا تھا۔

مومنہ ٹارچ روشن کر کے اس کے سر پہ پہنچ گئی۔ اب چہرہ دیکھا تو اس کی چیخ حلق میں گھٹ کر رہ گئی..... یہ تو وہی کل والا شخص تھا۔ اسے اور تو کچھ نہ سوجھا' ہاتھ لگے کا سارا سامان نیچے پھینک کر اسے پانی سے باہر نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔ خاصی تگ و دو کے بعد اسے ایک معقول سی جگہ پہ کھینچ لائی..... اس کی نبض اور ٹمپریچر چیک کیا۔ بوتل نکال ایک آدھ گھونٹ پانی اس کے حلق میں انڈیلا..... وہ بیہوش نہیں تھا' ہاتھوں کے درد سے نڈھال تھا..... تین چوبیس گھنٹے بن کچھ کھائے پیئے اس آزار میں مبتلا رہا..... نتیجے میں وہ خاصا بدحال ہو چکا تھا۔ مومنہ نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے فوراً بسکٹ نکالے۔ گرم گرم کافی کپ میں انڈیلی بسکٹ بھگو بھگو کر اس کے منہ میں ڈالنے لگی۔ اس دوران اس نے محسوس کیا کہ اس کی سب سے بڑی مشکل اس کے ہاتھوں کا درد ہے۔ دو تین پین کلر ٹیبلٹ دینے کے بعد مومنہ نے اپنی زبان کھولی۔

"میں آپ کی کل والی دوست ہوں آپ گھبرائیں نہیں۔ میں نے آپ کو دوا دے دی ہے۔ تھوڑی دیر میں آ[illegible]"

[illegible] چکر میں نہیں پڑنا وہ تو بس کسی طرح زندہ رہنا چاہتا ہے۔

وہ بڑی اذیت سے آنکھیں میچتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے ہاتھ جہنم کی آگ [illegible] مجھے [illegible] خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں اور مجھے اس عذاب سے نجات دلا دیں۔"

مومنہ نے جھکتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو دیکھا..... اسے کوئی الگ سی تبدیلی نظر نہ آئی۔ زخم کوئی آبلہ چھالا' سیاہی سرخی سوجن کچھ بھی تو نہ تھا۔

"تمہارے ہاتھوں پہ بظاہر تو کچھ دکھائی نہیں دیتا جو تکلیف کا باعث ہو۔ کچھ تمہیں معلوم ہو تو..."

وہ کراہتے ہوئے پہلو بدل کر بولا۔

"میں تو صرف اتنا جانتا ہوں جب تمہارے گلے کے قرآنی تعویذ کو اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اس وقت مجھے ایسا جھٹکا لگا تھا۔ جیسے کوئی آتشی جھٹکا میرے ہاتھ چاٹ گیا ہو۔ بس وہ دن اور یہ وقت کہ مجھے ایک لمحے کے لئے چین نہیں..... میرے ہاتھوں کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔"

"وہ قرآنی تعویذ کہاں ہے؟ تمہیں معلوم ہونا چاہئے وہ کوئی تعویذ نہیں بلکہ انتہائی مختصر سائز کا قرآن

[illegible] ہے جو میرے کراچی والے بابا نے اپنے ہاتھوں میرے گلے میں برکت اور حفاظت کے لئے ڈالا
[illegible]

"مجھے کچھ معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔ مجھے تو اپنی خبر نہیں۔۔۔ میں کون ہوں' کہاں ہوں ... خدا کے لئے
[illegible] عذاب سے نجات دلاؤ۔ میں تم سے معافی چاہتا ہوں' تمہارے پاؤں پڑتا ہوں۔۔۔"

وہ لیٹے لیٹے مومنہ کے پاؤں کی جانب بڑھا۔

وہ ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔

"میں نے تجھے معاف کیا۔۔۔ اب یہ تیرے اور قرآن کے درمیان معاملہ ہے۔۔۔ فی الحال تم مجھے
[illegible] تم کون ہو اور کہاں رہتے ہو؟ تا کہ میں تمہیں یہاں سے نکالنے' ہسپتال یا تمہارے گھر خبر کرنے کی کوئی
[illegible]۔"

وہ مچھلی کی مانند تڑپتے ہوئے گڑگڑایا۔

"نہیں' بالکل ایسا مت کرنا۔۔۔ اگر تم مجھ پر کوئی احسان کرنا چاہتی ہو تو مجھے صدق دل سے معاف کر دو
[illegible] کرنے کا وعدہ [illegible] یہاں سے چلے جاؤ تو میں خود
[illegible]"

"میں تمہیں صدق دل سے معاف کر چکی ہوں بلکہ میں تو تمہاری بے حد شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے
[illegible] سے [illegible] ہے بلکہ اس واقعے نے قرآن کی عظمت اور حقانیت کے بارے میں میرے
[illegible]۔۔۔ میں دعا کروں گی [illegible] اللہ تمہیں معاف کر دے اور اس تکلیف سے نجات دے۔ [illegible]
[illegible] جو تم بتانا پسند کرو گے اور یہ بھی کہ اگر میں تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لئے کبھی ملنا چاہوں تو ...
[illegible] جیسے تم مجھے اپنا ایک دوست سمجھو۔۔۔ باعتماد اور مخلص!"

اس نے آنکھ اٹھا کر چند لمحے اس کی جانب دیکھا۔۔۔ مرجھاتے ہوئے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ
[illegible] بالکل ایسے ہی جیسے سورج کی پہلی کرن کا ظہور ہوتا ہے۔

"میں یہاں "شاہ جی" کے نام سے مشہور ہوں۔۔۔ یہاں کا ہر مرد و زن بچہ بوڑھا مجھے جانتا ہے۔
[illegible] ایک باعزت خاندان کا پڑھا لکھا فرد ہوں۔ لیکن میرے اعمال اچھے نہیں ہیں۔ دولت شہرت اور
[illegible] نے میرے اعمال پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آج میں خدا کی پکڑ میں آ گیا ہوں۔ میں نے
[illegible] کے تقدس کو پامال کیا ہے۔۔۔ میں آج تمہارے روبرو اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور تمہاری
[illegible] رہوں۔۔۔"

وہ مضبوط مرد ہونے کے باوجود رو رہا تھا۔

"میرا خیال ہے تم شادی شدہ بھی ہو......؟"

"ہاں میں بال بچے دار ہوں۔ میری بیوی بہت اچھی ہے جبکہ میں بہت بُرا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو سکتا کہ میں ایسا بدکردار اور گھٹیا انسان ہو سکتا ہوں۔"

مومنہ گھڑی پہ وقت کا اندازہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میرا خیال اب مجھے یہاں سے جانا چاہئے۔"

وہ ٹارچ کی روشنی میں ادھر ادھر اپنا قرآن پاک والا تعویذ تلاش کرنے لگی.... تلاش بسیار کے باوجود بھی جب کہیں اسے دکھائی نہ دیا تو پوچھ بیٹھی۔

"شاید تمہیں کچھ اندازہ ہو کہ قرآن پاک کہاں پہ گرا ہو گا......؟"

"مجھے تو کچھ ہوش نہیں تھا لیکن اتنا یاد ہے کہ جب میں وہاں سے اوپر پہنچا تھا تو وہ تعویذ میرے ہاتھوں سے چھوٹا ہوا تھا۔ یقیناً وہ ادھر ہی کہیں گرا ہو گا۔"

مومنہ پھر تلاش میں جٹ گئی [illegible] اچانک [illegible] آتے [illegible] ہوئے [illegible] پڑی۔ [illegible]

مومنہ جھکتے ہوئے تعویذ کو گلے میں ڈال کر باہر نکل آئی --- آج وہ خلاف توقع بہت پہلے ہی پہنچ گئی تھی۔ دوپہر کا کھانا بھی جو وہ ساتھ پیک کر کے لے گئی تھی یہاں پہنچ کر کھا لیا۔ عبداللہ کا بیٹا بھی ساتھ شریک کیا۔ اصل میں وہ [illegible] حاصل کرنا چاہتی تھی۔

شام کے بعد شاہ صاحب کی شوہ وبال غار سے واپس اپنے گھر پہنچ چکے تھے۔ بظاہر انہیں کوئی تکلیف کا اندازہ نہیں ہوتا تھا لیکن ان کی آہ و بکا کلیجہ چیر دینے والی تھی۔ کسی پل چین نہیں پڑتا تھا [illegible] میں تو جلتی سی لگ گئی۔ [illegible] ظاہر کیا کہ غار کے اندر ایک جگہ کھڑے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے یہ حال ہوا ہے۔ پانی میں کوئی زہریلا مادہ موجود تھا یا کسی مار سیاہ کی آنکھیں بس گئی جس کی وجہ سے ہاتھوں کی نازیوں میں جلن تھی۔ ڈاکٹر حکیم سیانے حاضر ہو گئے ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی اور اپنا اپنا چارہ کیا [illegible] مگر [illegible] ہوا ہوتا گیا --- مرہم پٹی [illegible] تجربہ کیا [illegible] آزمایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی --- [illegible] لگے --- [illegible] ہاتھ بازوؤں کو [illegible] کر دیکھا گیا۔ روشن روشن زردی چٹیاں بچ رہی [illegible] مگر چین نہ آیا۔ جب ہر چارہ سازی بھی بے بس ہو گئی تو پھر پیر فقیر تعویذ ٹونے کی جانب رخ کر لیا.... غرض مند دیوانہ ہوتا ہے جو کسی نے تجویز کیا اسی پہ عمل کیا مگر نہ ہوئی تکلیف کہیں رفع

گئیں۔ جب ایسا وقت بھی آیا اس نے اپنے ہاتھ لوگوں کے آگے کر دیے کہ انہیں علیحدہ کر دو۔ مجھ سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔

کسی سمجھدار کے مشورہ سے شاہ صاحب کو اسلام آباد بڑے ہسپتال میں لایا گیا وہ اس حالت میں کہ ... کی پرانی ربڑ ٹیوب کاٹ کر اس میں کچا دودھ بھر دیا گیا۔ ہاتھ کہنیوں تک اس میں ڈال دیے گئے ... کئی طرح کے ٹیسٹوں کے بعد بھی ڈاکٹر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ وہ جان ہی نہ پائے کہ ان کے آزار کا سبب کیا ہے۔ ادھر ان کی تکلیف کا یہ عالم تھا کہ اب انہیں نیند کے انجکشن سے مسلسل سلائے رکھنا ... کی مجبوری بن چکا تھا — گھر والے بیوی بچے دوست احباب سب پریشان کہ کیا کیا جائے۔ دھن دولت کی کمی نہیں تھی لیکن دھن دولت سے اگر دکھ اور روگ دور کیا جا سکتا ہوتا تو کوئی دھنوان بیمار نہ پڑے —

یہ صورت کہ دونوں ہاتھوں سے دولت لٹانے کے باوجود خود دلی ڈورا سیت والی بات تھی — تنگ آ کر سب مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ آخری چانس کے طور پر تعویذوں اور ضیاعی نسخوں ٹوٹکوں کو بھی آزمایا گیا۔ مگر ان سے بھی ... کوئی صورت دکھائی نہ دی۔

[illegible] ... جان تو ... [illegible]

... چھائی رہتی ہے جو کی پلاسٹک کی بالٹی ہر جگہ ساتھ لگی ہوئی ہے — شاہ صاحب اپنے ... تک ڈبوئے رکھتے ہیں — ہائے والے نہیں کی توبہ اللہ مجھے معاف کر دے ... پیر والے ان کا وظیفہ ... سے۔ چہرے پر ... اپنی ... جیسے ... ڈھیر سے ڈھیر سے واضح مفارقت ... جو چار دانے تعلقات کی شکست تیغ میں باقی بچے تھے وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اب پانی کے ... ساتھ قباحت یہ تھی کہ وہ تین گھنٹے بعد اس میں بدبو پیدا ہو جاتی تھی۔ اگر اسے فوراً تبدیل نہ کیا جاتا تو ... والی سڑاند پیدا ہوتی کہ دو کی بھی تک ناکوں پر ہاتھ رکھے وہاں سے کھسک لیتے۔ ہاتھ بازو کہنی تک پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے گلنے اور سڑنے لگے تھے جبکہ ان پر جھریاں سی پڑ چکی تھیں۔ ناخن سفید اور ... — کلائیاں پتلی پڑنے لگیں جیسے چند دنوں میں خود بخود سے بن جائیں گی۔

شاہ صاحب زندگی کے معاملات میں مکمل طور پر ایک ناکارہ وجود بن کر رہ گئے تھے۔ ویسے ... سے انہوں نے اپنا سارا کاروبار اپنے چھوٹے بھائی اور دیگر کارندوں کے سپرد کر دیا تھا — سماجی سیاسی اور ... مصروفیات ختم ہو کر رہ گئیں ... پرانے احباب رشتہ دار بس نام کام کا تعلق ہی رکھے ہوئے تھے۔ اب ... حقیقت کو شاہ صاحب خوب سمجھ گئے تھے کہ وہ اب محض پنجرے کے شیر بن کر رہ گئے ہیں۔

مومنہ چند روز مزید ادھر ٹھہری تھی.... بڑھتی ہوئی سردی اور بدلتے ہوئے موسم نے اسے اسلام آباد لوٹنے پہ مجبور کر دیا تھا۔ مگر جانے سے پیشتر وہ اپنے پہلے دن کی میزبان نصرت اور عذرا سے الوداعی ملاقات کرنا نہیں بھولی تھی۔۔۔ نصرت نے اسے زبردستی ایک دن کے لئے پھر ادھر رکنے پہ آمادہ کر لیا تھا... وہی انہی عورتوں والی باتیں۔ گل نواز اس کے یہاں رکنے پہ بہت خوش ہوا۔۔۔ اس کی خاطر مدارت میں لگا رہا۔ ایک عجیب بات کہ وہ اس بار بڑی شرافت سے پیش آ رہا تھا۔ مومنہ بھی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے بات چیت کرنے لگی تھی۔ دوپہر کے کھانے پہ موسم، سیاحت اور پہاڑوں غاروں پہ گفتگو کرتے کرتے بات گائیڈوں اور شاہ صاحب تک بڑھ آئی تو برسبیل تذکرہ گل نواز نے ذکر کیا کہ شاہ صاحب کے ہاتھ پاؤں پہ کسی نامعلوم سی الرجی کا حملہ ہوا ہے جس کے کارن وہ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ہر طرح کا علاج معالجہ کر چکے ہیں مگر تکلیف ہے کہ دن بہ دن بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اب انہیں اسلام آباد یا لاہور کے کسی اچھے ہسپتال میں لے جانے کا پروگرام بن رہا ہے۔ مومنہ یہ سن کر قدرے پریشان سی ہو گئی۔ وہ سوچ رہی تھی شاہ صاحب نے الرجی والی بات خوب بنائی ہے۔ اصل حقیقت بتانا ان کے لئے کچھ آسان بھی تو نہیں تھا۔ مومنہ نے چاہا بھی کہ وہ اس واقعے کے بارے میں [illegible] بتا دے۔ یہ یاد آنے پہ [illegible] رہی تھی۔ وہ یہ سمجھ سکتی تھی کہ شاہ صاحب سے روحانی محبت کے اثر یا کسی نفسیاتی، اتفاقی ہیجان کی بنا پہ یہ سب ہو گیا ہے۔ ابتدائی گفتگو شروع کا معجزہ دیکھا بھی تو ایسا تھا جس سے پتہ چلتا کہ وہ کوئی غیر معمولی شخصیت انسان ہے۔ وہ شخص کی طالب تھی اپنی ذہنی [illegible] کی۔ اس کے نزدیک ایسے لوگ بس تھوڑی سی توجہ، نرمی اور ہمدردانہ آسودگی کے متقاضی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں اس کے لئے نرم سا گوشہ محسوس کر رہی تھی۔ اپنے خلوص کی اتھاہ گہرائیوں سے چاہتی تھی کہ اللہ اسے معاف کر دے جب بھی آزار دہ امتحان سے نکال لے۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہو گزرا تھا اس کے لئے کسی حد تک وہ خود کو ذمہ دار سمجھتی تھی۔ وہ وہاں نہ جاتی تو یہ کچھ سرزد نہ ہوتا۔ رہ رہ کر اسے اس کے بیوی بچوں کا خیال آتا۔ خدا جانے اس عذاب سے اس کی جان چھوٹی بھی ہے یا نہیں۔

باتوں ہی باتوں میں مومنہ نے نصرت اور گل نواز سے اس کے خانگی حالات کی بابت بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔ اسے یہاں تک بھی پتہ چل گیا کہ اس کی بیوی بچپن میں پولیو کے عارضہ میں مبتلا رہنے کے بعد ایک ٹانگ سے قریب قریب معذور ہے... قبیلے کی کزن ہونے کے ناتے اسے مجبوراً شادی کرنی پڑی تھی۔ پیارے پیارے بچے ہونے کے باوجود وہ اس سے خوش نہیں تھا جبکہ اس کی خواہش تھی کہ اس کی بیوی بھی

خوبصورت اور سوشل سی ہوتی، جو رفاہ عامہ کے کاموں اور سیاسی امور میں اس کا ہاتھ بٹا سکتی۔ اس کے دوستوں اور غیر مقامی رفقاء کی بیویاں اکثر ایسی ہی تھیں۔ یہ بھی ایک سوشل سٹیٹس ہوتا ہے جس سے وہ محروم تھا۔

دوسرے دن وہ نصرت کو اپنے رابطہ نمبر لکھوا کر اسلام آباد چلی آئی تھی ۔۔۔ گل نواز کو بھی اس نے اپنے حوالوں اور جنون جیسی محبت سے سیدھا کر لیا ہوا تھا جبکہ شاہ صاحب کا ٹیلیفون نمبر بھی اس کی ڈائری میں درج تھا۔

انہی دنوں شاہ صاحب کو ایبٹ آباد سے ایک دوست نے اطلاع بھجوائی کہ اسلام آباد کے ایک [illegible] ہسپتال میں جرمنی سے الرجی اور امراض جلد کا ایک سپیشلسٹ ڈاکٹر بین الاقوامی سطح کے ایک سیمینار میں شرکت کی غرض سے آیا ہوا ہے۔ اسلام آباد میں چند سیاسی اور ذاتی تعلق داروں کے چند رابطے کام آ گئے اور [illegible] چشم ڈاکٹر صاحب سے معائنے کے لئے اسلام آباد پہنچ گئے ۔۔۔ ڈاکٹر نے ان کی میڈیکل فائل [illegible] مریض سے جملہ کوائف معلوم کرنے کے بعد چند ایک ٹیسٹ بھی لئے ۔۔۔ مکمل تشخیص کے بعد [illegible] الرجی ہے اور یہ [illegible] [illegible] شاہ صاحب [illegible] [illegible] [illegible] اس نے اسے [illegible] سے بھی گزارا۔ جب طرح سے ناکامی کے بعد [illegible] شاہ جی نے [illegible] شاہ [illegible] واقعہ کہہ سنایا۔ ڈاکٹر صرف اتنا کہہ سکا۔

مجھے یقین تھا کہ تم [illegible] ۔۔۔ یاد رکھو ڈاکٹر اور پولیس سے [illegible] کی [illegible] بیانی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ کسی وقت ہر بار مرنے والی بات ہوتی ہے۔ اب غور سے سنو [illegible] اس تکلیف کا علاج دنیا کے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے۔ اب صرف اللہ یا پھر اس خاتون کی دعا معافی [illegible] تمہیں شفا مل سکتی ہے۔"

[illegible] کی بات تو جیسے اس کے دل کی بات تھی وہ جانتا تھا اس تکلیف کی شفا اللہ یا پھر اس خاتون ہی [illegible] لیکن یہ کافر اس دوست کو منظر پر بھی نہیں لانا چاہتا تھا کہ اس سے دونوں اطراف کی رسوائی تھی [illegible] اپنی عزت کی شاید اسے اتنی پرواہ نہیں تھی لیکن وہ اس عفت مآب کو سب کے سامنے نہیں لانا چاہتا تھا [illegible] ہونے کے بعد بھی وہ اس واقعے کے دن کے کسی منظر کی طرح ۔۔۔ ماضی کی گفتگو کے کسی لفظ اپنی [illegible] سے اور اس کے ایمان و ایقان ۔۔۔ حوالت و شعور کے کسی مرحلے کو ایک پل کے لئے بھی اپنے آپ سے علیحدہ نہیں کر سکا تھا۔ یہ سب کچھ ایک ایسے طویل سین کی طرح تھا جو کسی خرابی کی وجہ سے بار بار شروع اور

ختم ہوتا ہو ــــــ شاید یہ اک عذاب مسلسل تھا جو دل خراش غیبوں اور دل پاش چیخوں میں ڈھل کر ماتم کناں تھا۔

شاہ صاحب نے کسی رنگ ڈھنگ سے گل نواز کے ذریعے مومنہ کا رابطہ نمبر اور ہوٹل کا پتہ حاصل کر کے اُسے اپنی حالت زار بتاتے ہوئے پھر معافی اور دعا کی درخواست کیا اور ساتھ ہی جرمنی کے اس ڈاکٹر کی باتوں کا بھی حوالہ دیا ــــــ یہ محض اتفاق ہی تھا کہ مومنہ اس ڈاکٹر کو جانتی تھی جو پچھ روز قبل واپس جا چکا تھا ــــــ مومنہ نے شاہ صاحب کو بھرپور تسلی دی اور کہا میں نے اسی روز سے آپ کو معاف کر دیا ہوا ہے اور اپنا عہد بھی نبھایا ہے یعنی کسی سے اس واقعے کا ذکر نہیں ہوا ــــــ بلکہ میں تو آپ سے معافی چاہتی ہوں کہ میری وجہ سے آپ اس مشکل میں پڑے ــــــ میں اس مشکل میں ہر طرح سے مدد کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ فرط جذبات سے شاہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ــــــ آواز بھر آگئی اور انہوں نے ٹیلیفون بند کر دیا۔

شاہ صاحب کی تو جیسے دنیا ہی بدل گئی ــــــ پرانی ہاتھوں والی چوٹ تو تھی ہی اب اک نئی چوٹ دل پہ بھی لگ گئی تھی ــــــ عالم یہ کہ اب کچھ پتہ نہیں چلتا تھا وہ پرانی چوٹ سے تڑپ رہے ہیں یا نئی چوٹ انہیں نڈھال کیے ہوئے ہے۔

وقت [illegible] جیسے کسی [illegible] معلوم [illegible] دل کی [illegible] تھا۔ [illegible]

خیالات ــــــ [illegible] کہ وقت [illegible]

کچھ [illegible] خیال نہیں رہتا۔ ان چیزوں میں شاہ صاحب کا آزار بھی شامل تھا۔ اتنا لمبا عرصہ [illegible] کے بعد وہی کچھ تھا جو پہلے [illegible] ــــــ کوئی دن اور کوئی شب ایسی نہیں گزر رہی ہوگی جب [illegible] کو [illegible] ہو ــــــ آہ و بکا [illegible] ــــــ [illegible] بے بسی اور بے چارگی۔ [illegible] برداشت نہیں کرتا تھا۔ جیسے [illegible] کا تقدس ختم ہو چکا ہو۔ یہاں تک کہ بیوی بچے تک شاہ صاحب کے پاس بیٹھنے اٹھنے سے گریز کرتے تھے۔ یہاں بیوی والے تعلقات تو مدتوں سے دم توڑے ہوئے تھے۔ بیوی اب برائے نام بیوی اور خاوند سے دکھاوے اور نبھاوے کا روگ لیا تھا۔

اس کے برعکس اسلام آباد خوب آباد اور ٹیلیفون پہ رابطہ بحال ــــــ بہانے بہانے شاہ صاحب [illegible] جاتے۔ علاج معالجہ بھی چلتا تھا اور مومنہ کی زیارت بھی ہو جاتی ــــــ ماتھے کا چراغ اور دل کی [illegible] ہو چکے تھے ــــــ شادی کو ایک عمر بیت گئی تھی ویسے بھی وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مومنہ کا دل خوش ہو اور وہ دل کی گہرائیوں سے دعا مانگ کر انہیں اس دکھ سے نجات دلا دے۔ ادھر مومنہ کے دل میں تھا کہ سب چونکہ اس کی وجہ سے ہوا ہے لہٰذا اسے شاہ صاحب کی مدد کرنا چاہیے۔

اس دوران مومنہ جرمنی بھی گئی ــــــ اس کے اُدھر کچھ ضروری کام تھے۔ وہاں وہ اسلام آباد سے

[illegible] مزار کے شہر سے بھی ملی۔ ڈاکٹر سے مل کر اس نے شاہ جی کی بیماری کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی' مزید [illegible] لیے۔ واپسی پہ وہ چند ہومیو پیتھی کی ادویات بھی لیتی آئی۔ ادھر پہاڑوں' وادیوں میں برف نے [illegible] ڈال دیے تھے۔ سردی عروج پہ اور موسم انتہائی ناگفتہ بہ ۔۔۔ یہ تیور دیکھتے ہوئے شاہ جی نے عارضی طور پہ [illegible] اسلام آباد کر لیا..... بری امام کے قدموں کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی پہ ایک مناسب سی [illegible] تھی جو ایک قریبی جاننے والے کی وساطت سے اگلے برس مارچ تک مل گئی تھی ۔۔۔ بیوی بچے تو بھلا [illegible] تھے' بس دو معتقد' جن میں ایک باورچی کم ڈرائیور اور ایک نوعمر سا بچہ' گھر کے چھوٹے موٹے کام [illegible] کے ساتھ تھے۔ اس طرح شاید وہ کاروبار اور قبیلہ داری کا سارا بوجھ' چھوٹے بھائی پہ ڈال کے [illegible] ایک طرح سے آسودہ ہو گئے تھے۔

• [illegible] بھی اور منبع بھی......!

چھوٹا بھائی بھی [illegible] بے حد سمجھدار [illegible] بھائی باپ سے [illegible] یہ نہیں تھا کہ [illegible] پہچان نہیں رکھتا تھا۔ [illegible] رکھتا تھا مگر [illegible] اس کا شیوہ نہ تھا۔ بھائی کی ہر حرکت اور [illegible] مسئولیت کا اسے بھی علم تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ بھائی کن راستوں سے گزرتا رہا ہے اور یہ موجودہ [illegible] کی کسی غیر اخلاقی [illegible] سے واقف نہیں تھا اور شاید اسے [illegible] کوئی خواہش بھی نہیں تھی ۔۔۔ ویسے بھی یہ کوئی خواہشوں' آرزوؤں اور تمناؤں کا معاملہ نہیں تھا [illegible] علی سے حضرت [illegible] اور [illegible] قبیلوں کی سار لیتا رہتا۔ مزاروں پہ بھی حاضری دیتا ۔۔۔ مطالعہ کا بھی شوقین' تصوف اور تذکرے اس کی پسندیدہ کتابیں [illegible] قدرت اللہ شہاب سے لے کر اشفاق احمد خان' بانو قدسیہ اور ممتاز مفتی تک سب کو پڑھا ہوا [illegible] تصوف کے راستے کا راہی تھا۔ آپ کی ذریعے سے میری کتاب "پیار رنگ کالا" اس کے ہاتھ چڑھ [illegible] کچھ سوچ کر لینے کے بعد جب وہ اپنی پہلی فرصت میں جب مجھ سے ملا تو میں نے پہلی نظر میں ہی اس [illegible] کے اندر کا حال اور اندر کا اندازہ کر لیا تھا۔

کوئی پڑھنے والا ایسا بھی ہوتا ہے جس کے لئے پوری کتاب کا مطالعہ کرنا ضروری نہیں ہوتا بس ایک

آدھے صفحے شروع کا ۔۔۔ دو چار بیچ کے درمیان اور آخری سطر تمت بالخیر! یوں پوری کتاب اپنے نفسِ مضمون کے ساتھ ان کے سامنے ہوتی ہے۔ اور کچھ ایسے بھی کہ خالی جلد یا اسٹرکی کو چھو لیں تو کتاب 'الف لیلٰی' ہو کر روبرو ہو جاتی ہے اور ایسے بھی کچھ بندے "حساب و کتاب" بھی دیکھیے کہ مصنف کو ہی محض اک نظر ٹٹول کر پوری کتاب کھول لیتے ہیں۔ دیکھا ہوگا کچھ ان پڑھ عاشق و معشوق قسم کے لوگ اپنے محبوب کی چٹھیاں وغیرہ دکھیے یا اپنے اعتماد والے کسی پڑھے لکھے سے پڑھواتے لکھواتے ہیں۔ لیکن اس کاروبارِ قلب و نظر میں اک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ طالب و مطلوب کو باہمی پیغامبری کی ضرورت نہیں رہتی اور اگر کوئی بے رنگ خط آ بھی جائے تو صرف لفافہ دیکھ کر ہی محبوب کی جیب اور اندر کے مضمون کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ تحریر تو پڑھنے سمجھنے کے لئے ہوتی ہے ۔۔۔ وہ خط کی ہو، کتاب یا چہرے کی۔

میں بھی شاید ایسی تحریریں پڑھنے سمجھنے کے قدرتے لائق نہیں لیکن ایک بُری عادت کہ میں ایک نشست میں کبھی کوئی تحریر تمام نہیں کرتا۔ چند لائنیں کہیں سے بھی پڑھ کر مزید مؤخر کر دیتا ہوں کہ "باقی محبت باقی [illegible] ... [illegible]

[illegible]

"پیا رنگ کالا" ... [illegible] ... ایک الگ سی سب سر و پا سرگزشت ہے۔ قاری کے حال وحسب اس کی بصیرت اور ذوقِ طلب کے مطابق اپنے پرت اور [illegible] آ جاتی ہے ... [illegible] ... اور [illegible] کی ... کے ... [illegible] ... تو [illegible] ... اسے وہی [illegible] ... کالا رنگ [illegible] ... اور [illegible] ... "کالے" نے کالا ہو

عاشق بھوڑ فقیر تے ناگ کالے
باجھ منتروں مول نہ کیلیے نی

یہ چاروں ہی اندر [illegible] سے کالے ہوتے ہیں۔ بابا وارث شاہ فرماتے ہیں کہ ان چاروں سے [illegible] اعتماد [illegible] ایک مشکل امر ہے [illegible] کی کے ... نہیں ہوتے۔ [illegible] اگر ان کی قربت کا حصول بھی ضرورت بن جائے تو "پیا رنگ" ڈھنگ اور رویہ اختیار کرنا چاہیے کہ ان کی فطری مجبوریوں سے محفوظ ہوتے ہوئے صرف خیر سے مستفید ہوا جا سکے۔

اس بچے نے بھی اپنے ادب' اخلاق' اخلاص اور پاکیزہ رویے سے مجھ ایسے کالے کو کیل لیا ہوا تھا—— ملاقات سے پیشتر وہ "پیا رنگ کالا" کے چند ابواب پڑھ چکا تھا—— شروع کے ان ڈیڑھ سو صفحات کی ... نے اسے اس حد تک مجبور کر دیا کہ مجھے کھوجتا ہوا سرکار علی ہجویری کے در پہ پہنچ آیا۔ میری مجلس ... سے پہلے ہی اس نے اپنی بسنری شیٹ چہرے پہ آویزاں کر دی ہوئی تھی—— میں نے اپنی عادت کے ... دو چار اکھر ہی دیکھنے پہ اکتفا کیا تھا کہ باقی کا اللہ باقی——!

سلسلۂ وفا و حیا اور ادب و ادا کا دراز ہوتے ہوتے وہ اپنے تئیں آدھی کتاب چاٹ چکا تھا۔ لیکن ... جب اس نے کتاب کے مندرجات یا حسن و قبح کے حوالے سے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا۔ کتاب تو رہی ... اس نے تو کوئی آدھا سا لفظ بھی اپنی ذات اوقات کی بابت نہیں کہا تھا...... اور نہ ہی اپنے بھائی کی ... گھریلو پریشانیوں پہ کبھی زبان کھولی۔

خدا جانے کیا سوچ کر اس نے سالگرہ پہ "پیا رنگ کالا" کی ایک جلد بھائی کو تحفے کے طور پیش کر ... شاید اس کی یہ سوچ رہی ہو کہ اس کتاب سے بھائی کا دھیان بنا رہے گا—— کتاب کا تحفہ لینے کے بعد ... بھائی نے ... سے کہا۔

"... [illegible] ... شاید تم نے ... مجھ سے مذاق کیا ہے۔"

... کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔

"شاہ جی کی کتاب آپ ... پڑھیں گے۔ انشاء اللہ!"

بات کا درمیانی پیغام درد اور ... کا مارا ہوا ہے چارہ کب سے جسمانی اور روحانی تخت میں ... —— اسی فکر میں اس کے رات بے خوابی یا سکون نیند کے حرف لوٹ رہے ہیں—— اور یہ ... پہلو لوٹ رہا ہے۔ اب یہ عالم کہ درد دور کرنے کی گولیاں یا نیند قریب لانے والی ادویات بھی ... ہو رہی تھیں۔ تھوڑا بہت جو اثر تھا وہ بس اتنا کہ جسم میں اگر اس کے ہاتھ اور بازو' انگلیوں تک ... قدرے افاقہ رہتا—— لیکن وقتے سے ٹیسوں کی لہریں جاری رہتیں جو رگ جان کو ... محسوس ہوتیں۔

اس نے بھی اس کے ہاتھ سامنے تپائی پہ دھرے اسی کے تکیے میں دبے ہوئے تھے۔ ناخنوں پہ ... تھا جس پہ جا بجا دوائی کے دھبے تھے۔ تاکہ وہ اس کی نظر دائیں جانب میز پہ رکھی کتاب کے بیک کور پہ ... دو ہاتھ نمایاں تھے ایک ہاتھ میں قلم اور دوسرا اوپر کتاب پہ انگلیاں ٹکائے ہوئے—— بھوک کو برتی

دکھائی نہیں صرف روٹیاں ہی نظر آتی ہیں۔ اس کے لئے ہاتھ ہاتھی ہی تھے ۔۔۔ جن کے پاؤں تلے سب کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ کمال یہ کہ جس باپ کے وہ ہاتھ تھے وہ بابا اسے نظر ہی نہ آیا۔ نہ وہ انگوٹھیوں والا وں کا جو باپ نے زیب انگشت و گردن کیا ہوا تھا ۔۔۔ وہ ہاتھ اسے منتظر سے محسوس ہوئے ۔۔۔ پھر یوں لگا جیسے انگلیاں جو کتاب پہ اک جھکاؤ لئے رکی ہوئی تھیں ان میں حرکت پیدا ہوئی' اپنا رخ بدلا اور اسے اشارے سے ادھر بلانے لگیں۔ یا مظہر العجائب! یہ کیا؟ شاید عصر و نظر کا واہمہ ہو ۔۔۔ چند ثانیوں بعد دوبارہ نظر غور سے دیکھا ۔۔۔ اب تو واضح طور پہ انگشت شہادت بلانے کے انداز میں حرکت پذیر تھی ۔۔۔ ان کتاب والے ہاتھوں کو دیکھتے دیکھتے وہ جیسے اپنے ہاتھوں کے نہ تھکنے والے دکھ درد بھول گیا تھا ۔۔۔ تبھی اسے معاً اپنے بھائی کی بات یاد آ گئی۔

"بھائی جی! یہ کتاب آپ خود اپنے ہاتھوں میں تھام کر [illegible] پڑھیں گے' انشاء اللہ!"

اک عجیب سی کیفیت میں اس نے دہی کے برتن سے ہاتھ کھینچے اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہاتھ صاف کئے' تولیے سے خشک کر کے کتاب کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔ کتاب کو پہلی بار قریب اور غور سے دیکھا ہاتھوں ہی ہاتھوں [illegible] ہاتھوں کے علاوہ اب بابا بھی تھے۔ [illegible] میں قلم کتاب کھلا تھا ۔۔۔ مگر وہ تو [illegible] سے یقین ہو گیا کتاب نہیں' انتخاب ہے تب ہی تو اس پہ منتظر اور منقش ہاتھ ہیں ۔۔۔ اک وارفتگی کے عالم میں اس نے انتخاب کو اپنے لرزتے ہاتھوں میں تھام لیا ۔۔۔ کتنے نرم اور جھریوں بھرے ہاتھ تھے۔ جب انتخاب کھولا تو اندر بھی وہ ہاتھ ہی تھے ۔۔۔ [illegible] یہاں تک اسے کچھ نظر آنے لگا [illegible] اور تب ہی کھولا ۔۔۔ غرض منہ دیکھنے والے کی اک عجیب سی کیفیت ہوتی ہے۔ اسے ہر شے میں بھوکے کی طرح روٹیاں ہی دکھائی دیتی ہیں ۔۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے انتخاب کو بیچ میں سے کھولتے ہوئے کھولا۔ سامنے کا صفحہ نمبر ۵۰۷ اس کے روبرو تھا۔ جس میں ایک بنگالی [illegible] کا ذکر ہے جو اپنی مسلمان شاگرد لڑکی [illegible] ایک رات بیاہ کر دیتا ہے۔ مگر [illegible] وہ اس کے منہ پہ تھوک دیتی ہے۔ اس نفرت بھرے تھوک کو وہ [illegible] کے چہرے کو ایسا [illegible] بنا دیتا ہے کہ وہ اپنا [illegible] دیکھنے کی خاطر اس پہ سب کا ایک [illegible] چڑھا لیتا ہے۔ پھر اک مدت بعد اک درویش کے [illegible] سے اندر آ کر اسے شفا [illegible] دیتے ہیں [illegible] آنکھیں پھاڑے اس واقعے کو پڑھ رہا تھا۔ اب کہاں کا درد دکھ ۔۔۔ وہ جیسے انتخاب کی پاتال کے اندر کہیں اتر چکا تھا۔

یہ واقعہ پڑھ کر اسے یوں محسوس ہوا کہ یہ تمام مقام اور واقعات کی معمولی سی تبدیلی کے ساتھ اسی کی

[illegible] ہے اور اس کا علاج بھی اسی ہندو درویش کے ہاتھوں مقدر ہے۔ اس پوری رات شاہ صاحب ذکی کے [illegible] ہاتھ ڈالے بغیر 'انتخاب' کا یہی باب بار بار پڑھتے اور روتے رہے۔ صبح ہوتے ہی انہوں نے [illegible] الرحمٰن کو سامنے بٹھایا اور اس کتاب اور مصنف کے بارے میں پوچھا۔۔۔ کتاب پہ درج ٹیلیفون کے [illegible] رابطہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔۔۔ عشیودالرحمٰن ان کی موجودہ حالت کی بہتری دیکھ کر بہت خوش ہوا [illegible] اس نے بڑے بھائی کو تسلی دی کہ وہ بہت جلد بابا جی سے رابطہ کرے گا اور ان سے دعا کے لئے کہے گا۔ ٹیلی فون پر بات کرنا اس نے کچھ مناسب نہیں سمجھا تھا۔

موحد نے بیچ کا عرصہ مختلف عجائب خانوں اور سندھ کے کھنڈرات، مقابر، قلعے وغیرہ کھنگالنے میں [illegible]۔ شمالی علاقہ جات کی سردی اور برف باری نے اس کی سیاحت کی راہیں مسدود کر دی ہوئی تھیں۔ پاکستان میں موجودگی کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اسی طور اٹھا سکتی تھی کہ وہ گرم اور میدانی علاقوں کی جانب رجوع کرے۔ [illegible] وہ مسلسل عذرا وغیرہ سے رابطے میں رہی۔۔۔ شاہ صاحب کے بارے میں اسے معلومات حاصل [illegible]

[illegible] ان کی [illegible]

[illegible] موجود [illegible] کے باوجود وہاں کوئی فرق نہیں پڑا۔۔۔ شاہ صاحب کے خاندان میں بھی چند [illegible] کے لئے تعلیم حاصل کرنا [illegible] ناممکن تھا۔ یہ تعلیم [illegible] قدیم تہذیبی اور اخلاقی [illegible] شاہ صاحب [illegible] جو کہ خاندان سے تھی، کو اسے [illegible] احساس تھا کہ اس کا شوہر اسے دل سے پسند نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ خوبصورت اور تعلیم یافتہ نہیں تھی بلکہ اس کی وجہ اس کی بے علمی اور توہم پرستی بھی تھی۔ وہ قدرے لنگڑا کر بھی چلتی تھی۔ شاہ صاحب نے [illegible] پیدا کرنے کے باوجود بھی اسے [illegible] مسکراہٹ کا تحفہ بھی نہیں دیا تھا۔ ایک ستم اور بھی ہوا کہ کہیں سے [illegible] اڑا دی کہ شاہ صاحب نے کبھی کسی بہن یا اس کی بیوی کی بے حرمتی کی ہے اور بہنوں نے ان کے ہاتھوں [illegible] پائے۔۔۔ یہ بھی کہ ان کا اثر آئندہ نسلوں تک چلے گا۔۔۔ خاندان کے متعدد افراد بھی [illegible] ہو جائیں گے۔ کسی نے اسے [illegible] بیماری بھی قرار دیا تھا اور ان کی [illegible] اسی قسم کی چھوٹی بڑی افواہیں بھی تھیں۔۔۔ ان کے سالے بھی کاروباری اور سیاسی لوگ تھے۔۔۔ ان کی [illegible] کرتوتوں سے کسی حد تک واقف بھی۔۔۔ شاہ صاحب کی ایسی حالت، گھریلو معاملات میں سب توجہ [illegible] دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنی بہن کی علیحدگی کا مطالبہ کر دیا۔ ایک بیوی کی [illegible] کیا موقوف یہ تو زندگی بلکہ اپنے

آپ سے بھی بیزار بیٹھے ہوئے تھے۔ جھٹ ایک اچھی خاصی جائیداد اور رقم دے دلا کر اپنی گلوخلاصی کروالی۔ سچ تو تھا کہ ایسی بلندی اور ایسی پستی دیکھ کر وہ خودکشی کے سامنے مُنہ دھرنے کے قائل نہیں سمجھتے تھے۔

اسلام آباد میں ان کی زندگی کا اک نیا دور شروع ہوا.... حضرت بری امامؒ کے قدموں کی جانب ایک مجذوب سی پہاڑی پہ جس مکان میں اقامت تھی' ان کے ایک دوست نے گرمی کے دنوں میں اپنی اور زائرین کی رہائش کے لئے بنوایا تھا۔ بری سرکار کا یہ عقیدت مند عمارتی لکڑی کا تاجر تھا۔ یہ جگہ سارا سال خالی رہتی تھی۔ چوکی داری کے لئے ایک گھبدار یہاں پہ موجود رہتا ____ یہ گھبدار بھی عجیب شخص تھا۔ اپنے شوق اور وقت گزاری کی خاطر چند بھیڑ بکریاں پال رکھی تھیں ____ عارف کھڑی شریف میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی ارادت رکھتا تھا۔ ان کا کلام دلپذیر انتہائی سوز و عقیدت سے پڑھا کرتا تھا... اور ایسا پڑھتا کہ آس پاس کا سارا ماحول اک ملکوتی سی کیفیت میں ڈوب جاتا ____ شاہ صاحب کے یہاں آنے سے جیسے یہ پہاڑ جگہ کچھ آباد سے اور رونق والی ہو گئی تھی ____ شاہ صاحب کے اپنے ذاتی ملازم بھی تھے۔ باورچی ڈرائیور اور ایک نوعمر یتیم لڑکا جو ان کے اپنے خاندان سے تھا۔ ٹیلیفون پہلے موجود نہیں تھا چند دنوں میں یہ کمی بھی دور ہو گئی [illegible] کاروباری دوروں کے بعد یہیں قیام [illegible] طلاق [illegible] خیالات [illegible] شغل صحبت [illegible]

میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کے سوز و گداز نے ایسی تڑپ پیدا کر دی [illegible] چھلکنے لگی تھیں ____ گھبدار [illegible] نے اپنی لے سے اسے جیسے باندھ دیا تھا [illegible] جب "پیا رنگ" کا [illegible] صاحب [illegible] !

چھٹے کا ڈانگا روئے اور کالے کا کانا سوئے

[illegible] جون کے دنوں تک اپنے دیس، سندھ اور بلوچستان کی لمبی سیاحت کے بعد اب تھکی ہاری سی اسلام آباد اپنے بھائی کے گیسٹ ہاؤس میں پڑی تھی ____ دو روز تک مکمل آرام تھا، کتابت اور ڈائری لکھنے میں گزار دیئے تھے۔ جب ذرا دل، دماغ اور تھکے اعصاب نے فرصت پکڑی تو پہلا رابطہ نصرت منڈرا کی خیر خیریت سے کیا ____ وہیں سے دیگر معلومات بشمول شاہ صاحب کی تحریت طلاق وغیرہ بھی معلوم ہوئیں ____ حیرت محض اس لئے نہ ہوئی کہ وہ جس "مقام مرشدی" پہ تھے وہاں کچھ بھی ہو سکتا تھا ____ ٹیلیفون نمبر بھی وہیں سے دستیاب ہوا تھا۔ فوراً جو رابطہ کیا تو فقط دو کے نمبر مل گیا.... رسمی گفتگو کے بعد شاہ صاحب نے ایک ضروری ملاقات کے لئے درخواست کی۔

مومنہ جہاں [illegible] کی چوکھٹ [illegible] تجھوٹ [illegible] کے سر
کے [illegible] وہ بیرونِ تحمل پہنچ گئی۔ ٹکی ٹکی سنہری دھوپ سے پہاڑیاں نمایاں [illegible] کندن کی سی دمک سے دمک رہے تھے۔ وہ اس سے پیشتر بھی یہاں بڑی سرکار کی چوکھٹ پہ حاضری کے لئے آئی تھی۔ مگر اس بار اس کی [illegible] کیفیت قدرے مختلف تھی۔ وہی کیفیت جو اچھی طرح غسل کے بعد پیدا ہوتی ہے ۔۔۔ وہ سرکار کی جو [illegible] ہوتے ہی ہلکی پھلکی اور سہانی سی ہو گئی تھی۔ شاہ صاحب سے ملی تو انہیں قدرے بہتر اور سنبھلا ہوا [illegible] ہاتھوں کی تکلیف میں وہ پہلی سی شدت نہیں رہی تھی لیکن ایک اور مصیبت سر اٹھا رہی تھی ۔۔۔ ہاتھوں کی [illegible] جا رہی تھی کسی پرانی لاش کے بین گوشت ہاتھوں کی مانند جو بدبو اور تعفن کے تراڑے چھوڑتے ہوئے [illegible] دیکھا جائے نہ برداشت کیا جائے۔ [illegible] موقوف کہ شاید اسی کی وجہ سے گوشت نرم پڑ کر سڑنا شروع ہو چکا ہو ۔۔۔ مومنہ جہاں یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے گھبرا گئی اور بیرونِ ملک علاج کی تجویز پیش کی۔

شاہ صاحب نے ملکی اور غیر ملکی ہر طرح کے علاج پہ لعنت بھیجتے ہوئے کہا۔

"[illegible] ہو چکی اور جو باقی رہ گئی ہے وہ بھی ہو جائے ۔۔۔ میں ان علاج معالجوں سے بیزار ہو چکا [illegible]

[illegible] ہاتھ ہوتا ہے۔
[illegible] تھی ایک الحاقی [illegible] کے بغیر [illegible] رہتا ہے ۔۔۔ ایسے ہی انسان کی ہاتھوں کے [illegible] طہارت [illegible] لکھنا پڑھنا اور [illegible] حیات غور کریں تو [illegible] ہاتھ کام آتے ہیں [illegible] سب کی بات کر لیتے ہیں اور جو [illegible] دونوں ہاتھوں کے محتاج ہیں۔

مومنہ جہاں نے "پیارا نگ والا" کتاب پڑی دیکھی۔ کتاب کے عجیب و غریب سرورق نے اسے چونکا دیا [illegible] نگاہیں ٹکائے کئی لمحے کتاب کو دیکھتی رہی۔ پھر الٹا کر پلٹ کر دیکھا اور دیکھتی رہی ۔۔۔ شاہ صاحب [illegible] پوچھ بیٹھے۔

"کتاب کے دونوں اطراف کون سی چیز مشترک ہے؟"

اس نے بغیر نظریں ہٹائے جواب دیا۔

"ہاتھ..... توانا، متحرک اور منظم!..... تمہیں یہ کتاب کہاں سے ملی؟"

"میرے چھوٹے بھائی مشہود الرحمٰن نے مجھے سالگرہ پہ تحفہ دی ہے۔"

وہ گوٹے پہ اپنی چھنگلی دھرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں پورے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ نوشتہ مضامینِ تصوف پہ مبنی ہے اور مجھے پورا پورا یقین ہے کہ تمہیں اس آزار سے نکالنے میں بڑی مددگار ثابت ہوگی۔"

جیسے اس نے کتاب کو کھولا، فلیپ پہ انگشتِ شہادت رکھ کر یوں سطر سطر پھیرنے لگی جیسے ان پڑھ قرآن شریف کی سطروں پہ انگلی پھیرتے ہیں گویا کہ وہ اسے پڑھ رہے ہوتے ہیں ـــــ شاہ صاحب اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ چاہیں تو میں پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔"

"میں اس وقت صرف اس کتاب کو مس کر کے محسوس کرنا چاہوں گی ـــــ جب تک یہ کتاب مجھے خود پڑھنے کے لئے نہ کہے۔ میں اسے صرف دیکھنے اور محسوس کرنے پہ ہی اکتفا کروں گی۔"

شاہ جی نے مزید جاننے کے لئے ایک اور سوال کیا۔

"یہ کتاب اردو میں ہے اور اردو آپ نہیں جانتی ـــــ لیکن یہ جو آپ سطر بہ سطر انگلی پھیر رہی ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟"

وہ [illegible] بولی۔

"[illegible] ہے۔ آپ فلیپ سے کتاب کے میرا مقصد کا کس حد تک اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں بھی فلیپ سے ہی مقصد حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ باقی رہی زبان کی بات ـــــ تو کتاب پڑھنے کے لئے کتاب کی زبان جاننا ضروری نہیں خاص طور پہ تصوف ـــــ"

"میں آپ کی یہ بات قطعی سمجھ نہیں پایا ـــــ کیا آپ کوئی مثال دے سکتی ہیں؟"

"اس سے بہتر اور کون سی مثال ہو سکتی ہے کہ میں قرآن پاک ہر روز پڑھتی ہوں لیکن میں عربی سے قطعی نابلد ہوں۔ میں اسی طرح اس کی ہر سطر پہ انگلی پھیرتی جاتی ہوں اور قرآن پاک کا معنی میرے دل و دماغ پہ اترتا جاتا ہے۔ تم نے کبھی کسی مست یا بے کو دیکھا ہے؟ یہ کسی بھی مکتب میں نہیں گئے ہوتے نہ ہی کسی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اصل علم ان ہی کے پاس ہوتا ہے۔ یہ ظاہری دماغ و ذہن سے کہیں زیادہ ان کا باطن اور وجدان فیض آشنا ہوتا ہے۔ یہ کتاب کہیں بھی رکھی ہو اپنی خوشبو آپ ہی دے جاتی ہے۔ جیسے کلی کلی اپنی مہک سے ماحول کو مہکائے رکھتی ہے۔ تصوف تو رنگ و رنگت سے جیسے منتظم بھی ہوتے ہیں۔ حروف و الفاظ اور زبانیں تو محض ظاہری استعداد کی صوتی، امثالی اشکال اور صورتیں ہوتے ہیں جبکہ اصل ماخذ و مخزن ان کا محتاج نہیں ہوتا۔"

شاہ صاحب بٹ بٹ اس کی جانب دیکھتے ہوئے اس کی مجلی اردو گفتگو کو سمجھنے کی اپنی سی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ اور حیران ہو رہے تھے کہ ایک فرانسیسی جو نئی نئی مسلمان ہوئی ہے۔۔۔ تصوف کی کیسی کیسی منزلیں سمجھ بیٹھی ہے جنہیں نام نہاد دین و مذہب کے داعی شاید تمام عمر نہیں سمجھ پاتے۔ پھر وہ کتاب پر ایک بابا کی تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہ بابا موجود ہیں یا لاموجود ہیں؟"

"لاہور میں داتا علی ہجویری کے مزار اقدس پر فروکش ہیں۔" شاہ صاحب نے جواب دیا۔

وہ کتاب کو باہر اندر غور سے دیکھتے ہوئے پھر پوچھنے لگی۔ "تم ان سے ملے ہو؟"

"مجھے ابھی تک یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔۔۔ البتہ میرا چھوٹا بھائی مشہود الرحمٰن ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔"

وہ کتاب پر دیئے گئے ٹیلیفون نمبر کو اپنی ڈائری میں لکھ کر کتاب واپس اپنی جگہ پر رکھتے ہوئے مشورہ دینے لگی۔

"[illegible] فرصت میں [illegible] فون ضرور کریں گی۔"

[illegible] گئے وہ چار روز تک [illegible] اور بخار میں تو کمی واقع ہوئی تھی لیکن دوسری طرف ہاتھوں بازوؤں کی سوجن میں اضافہ ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ گوشت ہڈیوں سے علیحدہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہاتھوں کی جڑوں میں دراڑیں پڑ رہی تھیں۔۔۔ جیسے ہڈیوں میں خلا پیدا ہو رہے ہوں۔ یہ صورت حال انتہائی تشویشناک تھی۔

[illegible] پھر وہی ڈاکٹروں ہسپتالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نئے نئے ٹیسٹ۔۔۔ ہڈیوں کی بیماری اور شعاعوں سے علاج کرنے والے۔۔۔ کھال کے ٹشوز، خون، بول، براز، تھوک وغیرہ سب پرکھے گئے۔۔۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سب ایک نقطے پر متفق ہو گئے کہ بازو کہنیوں تک کاٹ دیئے جائیں اس صورت میں شاید بازو بچ سکتے ہیں ورنہ آہستہ آہستہ پورے جسم کا یہی حال ہو سکتا ہے۔ اس پوری تشخیص و تدبیر میں مشہود بھائی نے پورا پورا ساتھ دیا۔ اس دوران خود ماں لاہور والے بابا سے رابطہ کر چکی تھی لیکن صرف ذاتی حیثیت کی حد تک۔۔۔ شاہ صاحب اُن کی بیماری یا اس کیس میں ان کے اپنے کردار کا کوئی ذکر نہ تھا۔۔۔ ادھر شاہ صاحب نے کئی بار مشہود الرحمٰن سے کہا کہ بابا جی سے رابطہ کیا جائے لیکن ہر بار وہ طرح دے جاتا۔۔۔ شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ وہ نہیں چاہتا تھا بابا جی اس کے بھائی کی کرتوتوں سے واقف ہوں مگر اب پانی آنکھوں

تک آ چکا تھا — آخری چارے کے طور آپ بابا جی ہی دکھائی دیتے تھے۔

ایک ڈیڑھ دن لگا کر مشہود الرحمٰن نے الف تا یے ساری کتھا من و عن دائرہ تحریر میں لا کر بابا جی کے آگے دھر دی تھی کہ اس زود اور ناگفتہ بہ کو پڑھ کر کچھ دستگیری کریں گے — لیکن انھوں نے تو اپنی عادت کے مطابق شروع تمہید چند لائنیں پڑھ کر بقیہ صفحات کو مخرفات کی ٹوکری میں ڈال دیا تھا — اس دوران راہ پنچ کی شکل چوٹی پہ کئی فٹ برف کی تہہ چڑھ چکی تھی اور شاہ صاحب کے ہاتھ بازوؤں پہ گوشت کھال کے کئی پرت ہوا کر اتر چکے تھے — آخری ٹیلیفون پہ تنہائی کی کیفیت کی تنگی کو محسوس کرتے ہوئے لاہور والے بابے نے بروقت مشہود الرحمٰن کو اجازت دی کہ وہ بیمار بھائی کو لے کر تین دن بعد بدھ کے روز سیہون شریف آ جائے...... اس دوران جو خوراک دی جائے وہ صرف سبزی کے دم پخت نرم پتوں پہ مشتمل ہو۔ شلجم، مولی، چقندر کے پتے، پالک، میتھی، دھنیا، پودینہ وغیرہ جس میں قطعی کسی طرح مصالحہ یا نمک کی آمیزش نہ ہو۔ نرم پتوں کو پانی میں ابال کر پانی سے ہاتھ بازوؤں کو اچھی طرح دھولیا جائے۔ کسی کپڑے یا تولیے سے خشک کیے بغیر ان پہ دیسی تیل کے چھینٹے ہوئے نرم پتے چپکا کر سوتی کپڑے کی پٹیاں لپیٹ دی جائیں اور ہاتھوں بازوؤں پر موم جامے کے تھیلے چڑھا کر سی دیے جائیں — لیکن ایک بار [illegible] تھیلے چڑھا لینے کے بعد اتارے نہ جائیں۔

بابے کے سیہون شریف پہنچنے کے اگلے روز یہ لوگ بھی پہنچ گئے — شاہ صاحب، چھوٹے بھائی مشہود الرحمٰن ایک [illegible] ملازم اور سر تا پا [illegible] کے نقاب میں لپٹی ہوئی ایک خاتون بھی ان کے ہمراہ تھی۔ [illegible] سے جان گئی۔ جب یہ پانچ افراد بابے کے گیسٹ ہاؤس کے کمرے میں داخل ہوئے تو ایک [illegible] مزاج کی [illegible] بھی ان کے جلو میں تھی۔ بابے کو مرض اور اس کی نوعیت کو تکنے میں [illegible] بھر بھی وقت نہ لگا۔ شاہ صاحب کی ظاہری و باطنی حالت ان کے چہرے سے مترشح تھی۔ دعا سلام کے بعد بابا تو چپ ہو گئے اور وہ [illegible] عقیدتمندانہ حرکات کرنے کی کوشش کی جو پیروں سے ملاقات پہ عقیدتمند یا مریدین سے سرزد ہوتی ہیں۔

بابا نے مناسب سی [illegible] کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جگہ اور یہ وقت ان خصوصیات کے لیے نہیں اور نہ ہی میں ان کا مستحق ہوں — آپ بیٹھ جائیے اور مجھے بھی بیٹھے رہنے دیں — جس مقصد کے لیے آئے ہیں اسے حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ تعاون کریں۔"

بابا نے خاتون کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے بتائے بغیر اس بی بی کو ساتھ لائے ہیں۔ اگر ان کا ساتھ آنا ناگزیر تھا تو مجھے اطلاع کر

[illegible] تھا۔"

اب بابا براہ راست خاتون سے مخاطب ہوئے۔

"خاتون! آپ کا مریض سے کیا رشتہ ہے؟"

مومنہ نے فی الفور ملی جلی اردو انگریزی میں بڑی شائستگی سے جواب دیا۔

"بابا! میں ان کی ہونے والی بیوی ہوں اور کوئی بیاہ یا نکاح اس وقت تک سرانجام نہیں پاتا جب [illegible] موقع پہ موجود نہ ہوں۔"

مومنہ کی یہ بات ایک گرنیڈ کی مانند پھٹی ہر کوئی اس کا منہ دیکھنے لگا۔

بابا باری باری سب کی جانب حیرانگی سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"آپ لوگوں کا مقصد علاج ہے یا آپ شادی نکاح کرنے آئے ہیں۔"

مومنہ نے پھر جرأت گفتار کی۔

"بابا! کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے اور نماز سے پہلے نیت [illegible] اس لئے بھی ضروری ہے کہ طعام [illegible] کی برکات سے مستفید ہوا جائے۔ آ [illegible] ہاتھوں [illegible]

[illegible] سے پہلے مومنہ کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

"بیٹی! [illegible] ابہام پیدا ہوتا ہے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے میں احتیاط اور آسانی سے کام [illegible] احسن طریقہ ہے۔"

اس سے پیشتر کہ مومنہ اپنی بات مکمل کرتی۔ شاہ صاحب نے کچھ کہنے کی اجازت چاہی۔ بابا نے [illegible] سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ خیال رہے کہ نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ اچھا انتظار [illegible]۔"

"بابا! اس خاتون نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ یہ خاتون آپ سے اس کے علاوہ بھی بہت [illegible] کی ہے۔ میں خاموش رہتا اگر انہوں نے یہ نہ کہا ہوتا کہ میں ان کی ہونے والی بیوی ہوں۔ [illegible] سے پہلے ہی نکل چکے ہیں۔ اب ان کی اس بات نے میرے من کے اندر کی ایک جہنم دہکا دیا [illegible] میں آپ کے روبرو اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان کا، قرآن پاک کا اور اپنے ضمیر کا مجرم [illegible] میں انسان سے ایک جنسی بھیڑیا بن گیا ہوا تھا۔ میں اپنی دانست میں سمجھتا تھا کہ جو آپ سے آنے

والی گوریاں جس میں آبرو باختہ ہوتی ہیں انہیں چرس گانجا اور پاؤڈر کے عوض عیاشی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔۔ اس طرح بے شمار ملکی اور غیر ملکی عورتوں کو ہم اوباشوں نے منشیات کے عوض بلیک میل کیا۔۔۔۔ یہ خاتون بھی بدقسمتی سے میرے بچھائے ہوئے دام میں پھنس گئی۔۔۔۔ یہ دام میں نے ایک چیلنج کو قبول کرتے ہوئے بڑی پلاننگ سے بچھایا تھا۔۔۔ اس خاتون کے شکر درہ پہنچتے ہی ہم اوباشوں میں اک غلغلہ سا مچ گیا تھا۔۔۔ گو سیاہ حجاب میں تھی کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔ یہ بھی پتہ چلا کہ یہ نومسلم ہے۔ اس کے باوجود خوبصورتی کی باتیں ہونے لگیں۔۔۔ ہمارے لئے اس کا حجاب اور نومسلم ہونا اس لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ اکثر یہاں پہنچنے والی یہاں عورتوں کی دیکھا دیکھی بطور فیشن حجاب اوڑھ لیتی ہیں اور اکثر اسلام بھی قبول کر لیتی ہیں کہ انہیں یہاں سہولتیں اور ہمدردیاں حاصل ہوں۔ ہم نے بہت سی ایسی برائے نام مسلم حجاب والی میموں کو منشیات کا عادی دیکھا۔۔۔ اسی روشنی میں ہم سب نے اپنے اپنے طریقے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔۔۔ ایک طرح کا مقابلہ شروع ہو گیا کہ کون "سورما" اسے پھنساتا ہے۔ ایک روز مجھے کارندے سے اطلاع ملی کہ یہ چشمے والی غار میں پہنچنے والی ہے۔ میں اس کے پہنچنے سے پہلے وہاں [illegible] کے ساتھ پہنچ [illegible] [illegible] [illegible] کر میرے پاؤں [illegible] گئی تھی۔ بہتے چشمے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے ہوئے ایک پھسلنے پتھر پر [illegible] اچانک سامنے آ کر [illegible] گرنے سے بچا لیا۔ پھر اسے اپنی چکنی چپڑی باتوں میں الجھا کر یقین دلایا کہ میری بہن ہے۔ اور [illegible] سمجھنے کے لئے یہاں [illegible] بات چیت کے دوران جب ذرا بے تکلفی پیدا ہوئی تو میں نے ازراہ خاطر داری گرما گرم کافی پیش کی [illegible] ایک ایسی دوا شامل تھی جو انسان کے مدافعتی نظام کو کچھ دیر کے لئے بے بس کر دیتی ہے مگر سمجھنے سمجھنے کی صلاحیت کو متاثر نہیں کرتی۔ کافی پینے کے چند لمحوں بعد جب وہ بے بس ہو گئی تو میں نے اسے اس کے حجاب سے آزاد [illegible]۔۔۔ وہ چیخی چلائی احتجاج کرتی رہی مگر میں نے سنی ان سنی کرتے ہوئے [illegible] بھی اتار دیئے۔ جب اس نے محسوس کیا وہ کافی میں شامل کی دوا کے زیر اثر بے بس کر دی گئی ہے [illegible] کی بظاہر کوئی صورت بھی نہیں تو اس نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں اپنے گلے میں پڑے قرآنی تعویذ [illegible] کرنے کی درخواست کی۔۔۔ میرے سر پہ شیطان سوار تھا۔ شہوت اور شیطنت نے کچھ سوچنے سمجھنے کی [illegible] ختم کر دی ہوئی تھی آگے بڑھ کر میں نے ایک جھٹکے سے تعویذ اتار پھینکا۔۔۔ بس یہیں سے میری داستانِ بربادی کی شروع اور آخر ہوتی ہے۔۔۔۔"

[illegible] کے بعد اس نے اپنے سر کا "شاہ" یوں نیچے جھکا دیا جیسے اپنی ہی غلط چال میں پھنسا ہوا

[illegible] حریف سے شکست پا کر خود ہی اپنا بادشاہ بساط پہ گرا دیتا ہے ۔۔۔۔ میں چند لمحے اسے گھورتا رہا

[illegible] کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کے لئے ساتھ والے دو کمرے مناسب سی سہولتوں کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ وہاں [illegible] پہلے کمرے میں یہ خاتون اور یہ ملازم بچہ ٹھہریں گے، دوسرے میں آپ حضرات! ضرورت اور [illegible] ہر چیز آپ کو اپنے کمروں میں میسر ہوگی ۔۔۔ اشد ضرورت کے بغیر آپ لوگ اپنے کمروں سے باہر [illegible] ۔۔۔ مریض کی پٹیاں بندھی رہیں اور باقی سب کچھ اگلی ملاقات پہ!"

مومنہ جان مجھ سے کچھ روز پہلے کتاب کے حوالے سے کئی بار رابطہ کر چکی تھی لیکن اُس نے کبھی بھی [illegible] یا اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ کتاب کے مندرجات پہ [illegible] اور تصوف پس منظر میں [illegible] ۔ ایک الگ سی خاص چیز جو میں نے اس کی گفتگو سے محسوس کی تھی وہ فطرت اور [illegible] سے زیادہ دلچسپی اور تجسس تھا ۔۔۔ دینی علوم کی طالبہ بھی دکھائی دی ۔۔۔ انسانی [illegible]

[illegible] ٹھہری ۔۔۔ [illegible] اپنے آپ [illegible]

مسعود الرحمن [illegible] المعروف شاہ جی کی داستان [illegible]

[illegible]

[illegible] بسم اللہ [illegible]

[illegible]

مومنہ جان کا [illegible] [illegible]

[illegible]

کر کے سہاوٹ اور شرمندگی کی پھپھوندی لگے پھپھولوں کو پھولوں کی مانند تجل کر دیا تھا۔

• تن گوری، سُندر رس کی کٹوری......!

ہندو سنسکرت ادب کی سناتن دھرمی بھی عجیب بھید بھاؤوں، ویدوں، شاستروں اور پدھیتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ سارے پُران، پتر، پدھیتیاں، کویوں، برہم چاریوں، پنڈتوں اور سادھوی کرم چاریوں نے اپنے اپنے اسلوب اپنے اپنے رنگ ڈھنگ میں تحریر کیا۔ راج پاٹ، سنگرام، سیاست، پریم، پراتھنا، لوبھ، واسنا، کرم کرودھ، دھرم کے ساتھ ساتھ منتش، مریادہ اور ناری کے گُنوں کا خوب ذکر کیا۔ خاص طور پہ ناری کو اس کی جنسی خصوصیت اور سُندرتا، چتر تا کے حوالے سے یوں نمایاں کیا کہ وہ اپنی افادیت سے پہچانی گئی...... ماتا بہن استری پتنی میں داخل کر کر چھوٹی بڑی کر بھائی بھائی بنتا اس کے لئے سر درد ہی بنا رہا...... کوٹھے پہ پہنچی تو اسے طوائف بنا دیا گیا۔ کبھی [illegible] تو کھیلتی تھی۔ محل میں پہنچی تو رنگی کے روپ میں۔ مندر گئی تو دیوداسی بن گئی۔ ریاست میں [illegible] کے لئے استعمال کی گئی [illegible] کے [illegible] طرح دیو مالا [illegible] کسی بھی [illegible] معلومات [illegible] کی مٹی پلید کیے بنا قبول ہی نہیں سکتیں۔ ہمارے مصوری، شاعری یا اصنام گری میں ناری کو برہنہ کیے بغیر داد نہیں پاتیں۔

ہندو بدھی مالوں سے شروع ہوتے شاستروں اور کتھاؤں میں بھی ناری کے مختلف روپ، چھب اور اقسام پہ سیر حاصل مواد ملتا ہے۔ سیتا، ساوتری، شاردا، لکشمی، پاروتی، گنگا، [illegible] کامنی، بھان متی، ان سب کے ساتھ کوئی نہ کوئی دیو مالائی کتھا کہانی جڑی ہوئی ہے۔ ان سے آگے بڑھیں تو کچھ اور نام بھی دکھائی دیتے ہیں جو کسی اپنی خصوصی صفتوں کی بنا پر اپنی الگ پہچان اور شخصیت رکھتی ہیں...... مثلاً ناری، کام، نیا، چندن، جلّ، ناگ، نیا، سیوری، نیل، لکھی، مدرادوی، نین متی، ناگ، کل، مُرگ ناری، مرگھانی، منوہری، مہاتی وغیرہ۔ اسی طرح ناری کی ایک ذات قسم تن گوری بھی ہوتی ہے۔ ناریاں خود پسند اور بے حد احتیاط برتنے والی ہوتی ہیں...... ان کو وہم ہوتا ہے کہ چھونا تو بڑی بات کسی کے آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے بھی بھرشٹ ہو جائیں گی۔ وہ ہر سے بچی رہتی ہیں اور نیچا پہنائی رہتی ہیں کہ کسی بے چارے کی نظر یا لمس سے آلودہ ہو جائیں...... انہیں ہر لمحہ صفائی ستھرائی اور احتیاط پرہیز کا شدید احساس رہتا ہے...... [illegible] ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ شوہر ان کے جسم کو چھوئے گا تو [illegible]

۔۔۔ بے مجھے ہو جائے گی۔" یہ تصور ہی ان کے لئے سوہانِ روح ہوتا ہے ۔۔۔ تن کوری ناری کا ایک اور المیہ ہے ۔۔۔ وہ کبھی حکیم، ڈاکٹر، درزی، چوڑیاں چڑھانے والے کے قریب بھی نہیں پھٹکتی کہ وہ اپنے جسم یا کسی ۔۔۔ کے ہاتھ سے چھونا پسند نہیں کرتی۔ لیکن مقامِ حیرت ہے کہیں کسی مقام پہ وہ کبھی ایک ایسا فیصلہ بھی کر لیتی ۔۔۔ جس پہ عقل اور ضد پہ ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ اس طرح نت نئے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ آگے ۔۔۔ جس میں یہ بات زیرِ غور رہے کہ "تن کوری" کوئی ذات گوت نہیں ہے۔ یہ ایسی ہی ہے جیسے کوئی جنم کی ۔۔۔ ہوتی ہے۔ تاہم اس کے مسائل خصائل ذرا مختلف اور انتہائی حساس قسم کے ہوتے ہیں ۔۔۔ لاکھوں میں کوئی ایک آدھ دانہ ایسا نکلتا ہے۔

۔۔۔ ہاں ایک جاننے والے ایسا ہی ایک نیا مسئلہ لے کر آئے ۔۔۔ ان کی ایک عزیزہ جو انتہائی ۔۔۔ ایسے ہی ۔۔۔ میں پھنسی ہوئی تھی۔ اکلوتی اولاد ۔۔۔ اسی لئے سر چڑھی بلکہ کچھ بھی ۔۔۔ کر رکھا تھا۔ یہ ایم اے بی اے کرنے کے بعد گھر میں بڑی بہن کی ۔۔۔ نبھا رہی کہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ یہ ہے کہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ جوان کنواری ۔۔۔ اور وہ جو خوش جمال ۔۔۔ بدشامتِ اعمال لڑکی اپینڈکس کے عارضہ میں مبتلا ہو کر جان بہ لب ہو گئی۔ آپریشن میں ۔۔۔ جان کو بچانا محال تھا۔ بروقت علاج معالجے سے لڑکی بچ گئی اور چند ہی روز میں بظاہر ۔۔۔ کی زندگی بسر کرنے لگی لیکن نہیں بلکہ یوں کہئے کہ وہ مزید خطرناک حد تک بیمار ہو ۔۔۔ گیا کہ دماغ میں تن شادی کی نازی ابھر آئی۔ کہاں پہلے شادی کے نام پہ کاٹ ۔۔۔ یہ عالم کہ شادی نہ سے تھکے۔ گھر والے خوش ہو گئے کہ بالآخر لڑکی کا ذہن بدلا اور کہ ۔۔۔ ڈھونڈنے کا قصد کیا تو صاحبزادی نے آنکھ دکھائی کہ بادل اترے چاند کا آسمان پہ ۔۔۔ پتہ چلا کہ اپنی طرف سے کام آسان کر دیا۔ والدین اس کا منہ تکتے رہ گئے ۔۔۔ لڑکی ۔۔۔ شادی ہوگی تو ۔۔۔ ساری زندگی گھر بیٹھی رہے گی۔ لڑکی کا فیصلہ ماں باپ پہ قیامت ۔۔۔ کر ڈال گئے۔ چنانچہ ۔۔۔ کو بھی کر رواں کیا ۔۔۔ کے بارے میں بیان کر ۔۔۔ وہی ڈاکٹر صاحب تھے جنہوں نے اپینڈکس کا آپریشن کیا تھا ۔۔۔ بال بچوں والے ۔۔۔ کے باپ ۔۔۔ بیٹی کو بہتیرا سمجھایا اونچ نیچ عمر کا فرق اور یہ کہ ان کی بیٹی اس سے بڑی ۔۔۔ یا جو اپنے جسم کو چھونے والے کے علاوہ کسی کو اپنا لے۔ لڑکی نے ماں باپ کی ہر حجت پہ

یہی جواب دیا۔

''اس نے میرے جسم کو چھوا ہے' دیکھا ہے' محسوس کیا ہے۔ میرا شوہر ہونے کا حق اب صرف اس کا ہے ـــــ وہ کیا ہے' کون ہے' کیسا ہے؟ مجھے اس سے کچھ غرض نہیں۔''

ماں باپ نے اس نئی افتاد سے بوکھلا کر کسی ذریعے سے ڈاکٹر صاحب تک اپنی پریشانی پہنچائی ـــــ انہوں نے اسے پاگل خانے پہنچانے کا مشورہ دے کر اپنا پنڈا چھڑا لیا۔ والدین کی خوب سبکی ہو رہی تھی۔ لڑکی نے ہسپتال پہنچ کر ڈاکٹر سے ملنے کی کوشش کی۔ ٹیلیفون اور خط و کتابت کا یک طرفہ سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ تنگ آ کر والدین نے اسے سختی سے گھر میں پابند کر دیا مگر تا بکے' لڑکی ایک دن کسی طرح پھر ہسپتال پہنچ گئی۔ کمرہ آپریشن تھیٹر میں گھس گئی۔ وہاں تجھ ڈھونڈ گئی ـــــ اس نے نشتر اٹھا کر خود کو زخمی کر لیا..... نتیجے میں ڈاکٹر نے اسے وہیں سے پاگل خانے پہنچا دیا..... اس مصیبت کی بدنامی سے گھبرا کر ڈاکٹر نے ہسپتال ہی چھوڑ دیا ـــــ اس کے بعد کی کہانی خاصی طویل ہے جس کا یہاں محل نہیں۔ بتانا یہ مقصود تھا کہ تن کوری ناری کون ہوتی ہے ـــــ

[illegible] چوبارے درمیان ایک [illegible] تالاب ہے [illegible] تالاب [illegible] جاتی ہیں۔ میں نے اس تالاب کو اکثر پانی سے خالی ہی دیکھا ـــــ یقیناً اس میں کبھی پانی رہتا ہوگا اور وہ شاید پارٹیشن سے پہلے کا ہوگا۔ چاروں اطراف رنگا رنگ کارخانے تھے۔ یہاں چمڑے کا سامان تیار ہوتا تھا۔ کینوس بیگ' ٹینس اور فٹ بال وغیرہ..... ان [illegible] تھے ـــــ مگر کام کرنے والے مسلمان ہوا کرتے تھے۔ اس وقت تالاب کا پانی بڑا شفاف ہوتا ـــــ کنول کھلے کے پھول اور قسم قسم کی خود رو بوٹیاں جب بہار دکھایا کرتی تھیں ـــــ یہاں جوان مرد عورت اشنان بھی کرتے تھے ـــــ دن کے زیادہ مرد اور شام سے عورتیں اشنان کرتیں۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہوئی کہ شام کے وقت کارخانوں میں چھٹی ہو جاتی تھی۔ چاروں داخلی راستوں کے پھاٹک عام آمد و رفت کے لئے بند کر دیے جاتے اور عورتیں اور آسانی سے تالاب میں نہاتیں ـــــ یہیں نہال چند اگروال کے کا کارخانہ بڑا مشہور تھا۔ اگروال کے کارخانے کی پرشاندار چار منزلہ عمارت تین تالاب کے کنارے پر واقع تھی۔ نیچے کی تین منزلوں میں کام چلتا اوپر آخری منزل پر ان کی ذاتی رہائش تھی ـــــ اولاد میں صرف ایک چھوٹی موٹی سی جوان بیٹی تھی خوبصورت' دھان پان کہ جب تالاب میں اشنان کے لئے اترتی تو تیرتے ہوئے پھول پتے سے کرتے ـــــ چھاج بھر لمبے بالوں کا گھمبیر بادل پانیوں پر اتر آتا ـــــ وہ تیرتی' نہاتی ہوئی ایک

[illegible] رہتی تھی۔ بابو نہال سنگھ اپنی بچھڑی نور ہادی کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا نہال ہوتا رہتا۔

یہ نہال سنگھ بھی عجیب ہوئی تھا۔ انسانی جسم میں کچھ اعضا و عضلات ایسے بھی ہیں جو گوشت ہیں اور نہ [illegible] ہڈیاں بھی کہ وہ زندہ ہیں نہ مردہ — لیکن جسم و جان کا ایک ضروری حصہ ہیں۔ نہال سنگھ بھی کوئی [illegible] تھا جس کے بارے میں حتمی طور پہ کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ اصل میں ہے کیا؟ — اس کا مرشد [illegible] مجذوب مسلمان تھا — برسوں اس کا بوجھ اپنے ہاتھوں سے اٹھایا تب کہیں مرشد نے اولاد کی [illegible] دیتے ہوئے کہا — یہ بچی تیرے بیٹے کی طرح ہو گی اسی سے تیری نسل میں نور اجالا پھوٹے گا۔ مرشد [illegible] سے پیدا ہونے والی بچی کا نام اسی نسبت سے نور ہادی رکھا گیا — عجیب سی لڑکی تھی کھیل کود سے دلچسپی نہ [illegible] سہیلیوں سے کوئی رغبت — بس جب دیکھو لکھتی پڑھتی دکھائی دیتی یا پھر گھر کے کام کاج — دھن [illegible] کی [illegible] سی تھی لیکن طبیعت میں سادگی اور صدق [illegible] رب [illegible] کرنے میں سکون ملتا۔

جوں جوں جوان ہوتی گئی اک کڑی کمان ہوتی گئی رعنائی و زیبائی کی تاب سے آپ پارا کی مانند [illegible] رہی تھی — بس اک ہی قباحت تھی کہ اسے صاف ستھرا رہنے کا بڑا الکا رہتا — [illegible] ہاتھ دھو [illegible] ڈھانپنے کا خبط — کیا مجال جو جسم کہیں سے ننگا دکھائی دے جائے۔ بس [illegible] چھائی تھی [illegible]

شام ڈھلتے ہی وہ گلی کے [illegible] کی مانند چادر کی [illegible] اپنے کارخانے کے سامنے [illegible] پرستش کے لئے اتر آتی۔ اس کے ساتھ دو چار ہمسائی لڑکیاں [illegible] ہوتیں جو ارد گرد [illegible] کے [illegible] کرتیں۔ [illegible] عورتوں کے [illegible] ہوتا [illegible] مرد [illegible] طرف جانے سے اجتناب برتتے — ارد گرد کے آنگن پہ بادلوں کی کھڑکیاں دروازے بھی [illegible] — لیکن نہال سنگھ کے کارخانے کی پچھلی منزل پہ ایک کھڑکی کی برسوں سے کسی پوری بند تھی [illegible] کے پیچھے دو بے قرار [illegible] آنکھیں اس لڑکی کے نیچے نور ہادی کو اشنان کرتے [illegible] تک آتی۔

[illegible] کے رنگلے نینوں والا یہ لڑکا شہر کے قریب ایک گاؤں [illegible] پوٹھوہار کے ایک مفلوک الحال [illegible] تھا۔ یہ دیہاتی تھا جیسے دیہاتی ماحول میں پلے بڑھے تمام دیہاتی لڑکے ہوتے ہیں — [illegible] ہاتھ پاؤں کا کھلا ڈھلا — مردانہ جبڑا اور فٹ بال گراؤنڈ جیسا فراخ ماتھا جس پہ برسوں کے [illegible] کی

نقاہت میں چیچڑی بنی ایک آوارہ سی لٹ چڑی رہتی تھی۔ نوٹے کٹے کی آدھی کنڈیری کی مانند موٹے موٹے رسیلے ہونٹ، صاف سی گردن تلے جھکاؤ میں پُرگوشت شانے — ساتھ ہی سینے کا ابھار جس میں جابجا گھنے بالوں کی جھاڑیاں ... جو یہ پتہ دیں کہ پریم پر لکھا ہے کچھ زیادہ سے نہیں بیتا۔

اس کا نام نور علی تھا لیکن اسے سب نُورا کہتے تھے۔ دیہاتی باپ نے اپنی چینڈو عقل و آنکھ سے کے ماتھے اور وجود کا ٹھپہ دو دیکھتے ہوئے اسے شہر بھیج دیا کہ کھیتی باڑی اور گاؤں کا ماحول اسے راس نہ آنے والے فوج میں بھرتی کروانا چاہتا تھا۔ سیالکوٹ چھاؤنی بھرتی کے لئے پہنچا بھی اپنے ڈیل ڈول اور قد کاٹھ کی رعایت سے منتخب بھی ہو گیا لیکن میڈیکل ٹیسٹ سے بھگوڑا ہو گیا۔ ہندو ڈاکٹر نے اسے کپڑے اتارنے کے لئے کہا۔ اس نے کرتہ اتار دیا — ڈاکٹر نے شلوار بھی علیحدہ کرنے کا حکم دیا کہ فوج میں بھرتی ہونے کے لئے مکمل معائنہ ضروری ہے..... اس نے ٹھیٹ اردو پنجابی قسم کی گالیاں اسے ڈاکٹر اور فوج کو نوازتے ہوئے پہن کر وہاں سے نکل آنا مناسب سمجھا۔

سیالکوٹ ایک صنعتی شہر ہے ادھر محنت کرنے والوں اور ہنرمندوں کے لئے روزگار کی کمی نہیں — گردونواح کے تمام علاقوں دیہاتوں کے اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش بھی سیالکوٹ [illegible] کاروبار ہے [illegible] ڈھول باجے، ساز، لکڑی کی [illegible] مشینیں وغیرہ — یہاں کا ایک قریبی قصبہ [illegible] سرجیکل [illegible] میں بڑا [illegible] ہے۔ یہاں فن و ہنر میں یکتا لے روزگار اور تاریخ ساز [illegible] ہوئے [illegible] انجینئرنگ میں بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔

نورے کے گاؤں کے کئی نوجوان یہاں کی فیکٹریوں، کارخانوں میں کام کرتے تھے۔ اس کی طبیعت کو جاننے والے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ سیالکوٹ میں صرف ایک ہی ایسا کارخانہ ہے جو تمہیں برداشت کر سکتا ہے لہٰذا اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہاں لے جا سکتا ہوں۔ جب اسے پتہ چلا کہ یہ کارخانہ ہے تو وہ بھڑک اٹھا کہ میرے لئے یہی کافروں کا کارخانہ رہ گیا ہے۔ اس کے دوست نے کوئی [illegible] دیئے بغیر اس کا ہاتھ پکڑ کر آلہ والوں کے کارخانے رام تعلق لے گیا — گرمیوں کے دن تھے یہاں [illegible] پانی میں پاؤں لٹکائے تالاب کی سیڑھیوں پہ بیٹھا تھا — [illegible] کیسی — [illegible] عجیب [illegible] رہا تھا۔ اس کی ایسی حالت دیکھ کر نورے کی [illegible] گئی اور ایسی آواز نکلی جیسے [illegible] کی صورت میں کسی کے حلق سے خارج ہوتی ہے۔ نہالے نے پلٹ کر [illegible] یہ دونوں چینڈو اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ نہالا بڑے غضب سے انہیں گھورتا رہا — [illegible]

[illegible] ہوئے غبارے کی مانند پھٹا۔

"اوئے تم دونوں مجھ پہ ہنس رہے ہو؟"

وہ نورے کے دوست کو جانتا تھا وہ بہت عرصہ اس کے ہاں کام کر چکا تھا۔

"اوئے حمیدیا! توں شکر دوپہری کتھوں ٹھیک پیاں ایں۔ تے اے کھوتا دیہہ یا ترے نال کھلوتا [illegible]"

جب حمیدے نے اس کا نام نورا بتایا تو نیازا ایک اور جست میں پانی میں اتر گیا وہیں ایک ڈبکی لے کر باہر [illegible] کی طرح جیسے جسم سے پانی صاف کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"کیا کرتے ہو......؟"

نورے نے جواب دیا۔ "[illegible] کرنے کے لئے ہی یہاں آیا ہوں۔"

[illegible] نورے نے جو کچھ کر دیا [illegible] وہ کوئی نور والا ہی کر سکتا ہے۔ اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں

[illegible] چلا رہا تھی۔ یہاں ہونے والے سارے کاموں کا وہ ماہر بن گیا۔ [illegible] کی ضرورت

[illegible] اصل بات [illegible] تھی [illegible] بیٹھے پڑا

[illegible] رہی تھیں۔

[illegible] اپنی ضرورت تھی لیکن اس اپنی تنخے میں اس کا کام ہوتا [illegible] ہوتا

[illegible] اور اپنی قوت کی حدود میں رہنا ہی اصل وجہ تھی۔ دل دکھاوے کی شان نہیں تھی۔ اسی

[illegible] عقیدت کی انتہا [illegible] کی [illegible] کے باوجود اس نے

[illegible] نہیں دیکھا تھا۔ [illegible] دکھائی۔ بچے کی عادت نے اسے ایک [illegible] دیا ہوا

[illegible] کے لئے باقاعدہ ضرورت کی اشیاء بھی لاتا اس کے ساتھ [illegible] اور کاج بھی جاتا

[illegible] غیر ضروری بات اور سوال جواب کرنے کی اس کی عادت بھی نہیں تھی

[illegible] وہ اپنا [illegible] آیا اور نیازے یہاں نے اپنے ہاں شامل کر لیا تو اسے صرف ایک ہی نصیحت کی

[illegible]

"اوئے! پیار اعتبار اور پیار میں کبھی ڈنڈی نہ مارنا سونا ہی جاؤ گے اور کبھی تم نے ان چیزوں میں [illegible] کی قیمت کبھی نہیں دو گے۔" [illegible] کی محنت، ندامت اور [illegible] سے

[illegible] کر دیا تھا کہ وہ ان اکسیروں کی کسوٹی پہ پورا اترا ہے۔ [illegible] وہ ہوتا ہے جو کسی کے دل میں

[illegible] اور [illegible] اسے کہتے ہیں جو کسی کے دل سے اتر جاتا ہے۔ غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ "میں" اور

"سے" کے جواب میں زندگی اور موت کن اور کیسے کیسے معنوں میں اپنے پرت کھولتی ہے۔ جب پیار اعتبار و پیار کی سلامتی اپنے نکتہ عروج پہ پہنچ جاتی ہے تو پھر مقابل اپنی ذات کا پرتو ہی تو بن جاتا ہے۔ اونچ نیچ ذات پات دشمن ذمحرم بہت دور رہ جاتے ہیں ـــ نہالے سیہاں نے سارا کارخانہ اس کے حوالے کر دیا ہوا تھا۔

وقت کا پہیہ چلتا ہوا تو آہستہ آہستہ دکھائی دیتا ہے مگر اکثر و بیشتر برق رفتار خرگوش سے بہت پہلے منزل پہ پہنچ جاتا ہے۔ وقت کا ثمر بھی ہوتا ہے اور اجر بھی اور یہی وقت کبھی صبر اور جبر بھی ہوتا ہے ـــ کبھی کبھی مقدر اور وقت آپس میں گٹھ جوڑ بھی کر لیتے ہیں یا یونہی پاؤں پانسہ کبھی صبر جبر کے ایسے خانے میں پڑ جاتا جو کہ گزرے گمان میں بھی نہیں ہوتا ـــ یہاں بھی بس یوں ہی کچھ سرزد ہو گیا۔ نور بانو اپنی سکھیوں سنگ کارخانے کی ڈیوڑھی کے سامنے تالاب کی سیڑھیوں پہ اشنان کر رہی تھی جو چکر آیا تو لہرا کر پانی میں جا گری..... پاؤں تلے سیڑھی نکلی تو [illegible] کی جانب جا پڑی ـــ سکھیوں نے آگے لپک تھامنا چاہا مگر وہ مچھلی کی مانند پھسلتی ہوئی ڈبکی کھا گئی۔ واویلا مچا ـــ نورا حسب معمول کھڑکی کی اوٹ کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ جست کر کے کھولی اوپر سے ہی اڑان چھلانگ جو لگائی جائے تو [illegible] اور مچھلی سے پانی میں [illegible] ـــ [illegible]
[illegible]
مچھلی [illegible] لیتے ہوئے اور پنج پکڑوں سے تیج سر اٹھایا ـــ بغل میں [illegible] کی مانند دابے ہوئے [illegible] کر سیڑھیوں سے [illegible] نہالا سیہاں [illegible] آرام کر رہا تھا ـــ لوگوں کا شور [illegible] سیڑھیاں پھلانگ نیچے [illegible] ـــ [illegible] ہوتا ہے۔ ملے جلے لفظوں سے وہ اس کے پیٹ پڑا پانی نکال رہا تھا۔ اس طرح شاید پھیپھڑے سکڑ کر پانی خارج کر دیتے ہیں اور دل کی دھڑکن بھی سنبھل جاتی ہے ـــ اس دوران شاید کوئی ڈاکٹر وید بھی [illegible] مگر نورے نے اسے قریب آنے سے منع کر دیا۔ نہالا سیہاں گم صم ورکی چوکھٹ میں یوں ٹکا کھڑا تھا جیسے کوئی چور رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو اور وہ اس کی بے بسی کا تماشا دیکھ رہا ہو۔ بلکہ اس طرح اس نے لوگوں کو بھی اندر آنے سے روک رکھا تھا۔ اس تالاب کی تاریخ تھی کہ آج تک کوئی ڈوبنے والا زندہ نہ بچا تھا۔ سال بھر میں ایک آدھ جان کی بلی لینا اس دھرتالی کی ریت تھی۔ نہالا سیہاں یوں الٹا لٹکا ساکت سی کچھ سوچ رہا تھا کہ دیکھیں ـــ قدرت سے نورا کیا ظہور میں آتا ہے ـــ!

نورے نے پھر کچھ توت پڑتے ہوئے بڑے آرام سے نور بانو کو نیچے دری پہ لٹا دیا۔ نہالا سیہاں جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"بابو! رب نے رکھ لی ہے۔"

"ہاں پُت! رب نے رکھ ہی لی ہے۔"

[illegible] نوریا وی بھی تن کوری تھی ... نصرت پکڑتے ہی اس نے ساری صورتِ حال کو سمجھا ... باپ کے [illegible] کر بین کرنے لگی۔

"بابو! جس نے مجھے نیا جیون دیا، میرے نرول شریر کو چھوا، انگ لگایا ... وہی میرا جیون ساتھی [illegible]"

[illegible] بس اتنا کہہ پایا۔

"تم نے میرا انت سپھل کر دیا۔" جیتے ہوئے بیٹی کو مسلمان ہونے کی اجازت دے دی۔

[illegible] کے ہیں ... ان میں سے ایک مومن بھی تھی ... جس نے اپنے منہ سے [illegible] والی بیوی ہوں۔"

[illegible] بات کو موت

[illegible] کے خلاف استعمال نہیں کیا تھا ... بلکہ مسلسل بے روزگاری ہاتھوں کی بیماری کے علاج سے پہلے [illegible] شاہ صاحب کی نیت اور فقر کا علاج ضروری سمجھا۔ مغرب کی نماز کے بعد ان دونوں کو [illegible] مسلمان کر دیا گیا [illegible] کی لیٹی ہاتھوں بازوؤں میں [illegible] تھا۔ اصل حرج تو اندر کا احساسِ گناہ ... قرآن پاک کی بے حرمتی کا خوف اور بے طرح کی [illegible] تھی۔

اس رات عشاء کی نماز کے بعد ان کے سر ... ان کے ہاتھ بازوؤں کی پٹیاں علیحدہ کرنے کا [illegible] ... لوبان، مرہم اور مرہم کے دوسرے [illegible] شام ہی ... ضروری لوازمات کا [illegible] موجود تھا ... پٹیاں اترتے ... سب کے منہ تک ... ناک سے آ ... باندھ [illegible] پلاسٹک کے تھیلے سامنے رکھ کر جو پٹیاں ... بدبو ... سر [illegible] اور ناک ... بچے کو ... جانب بھاگ ... جو ہول ... دوسرے ... اپنا جی خراب کرنے لگے ... میں نے ان سب کو [illegible] کمرے میں چلے جانے کو کہا ... اتنی دیر میں مشہود الرحمٰن نے بھی ایک بڑا سا ... حفاظت سے

ماحول اس مچھلی گھاٹ کی طرح بنا دیا جدھر ماہی گیر سڑی بسی مچھلیاں پھینک دیتے ہیں۔ اب میدان میں مریض اس کی نئی نویلی دلہن موصوفہ اور میں رہ گئے تھے... آخری پٹی کی تہہ کھولنے پر تنباکو کے پتے — جسم پر جا بجا سڑی گلی خون اور پیپ سے آلودہ کھال چپکی ہوئی تھی نمودار ہو گئے۔ یہ منظر ایسا کریہہ اور نحوست آمیز تھا کہ موصوفہ جس کے ہاتھوں پر نرم و نازک دستانے چڑھے ہوئے تھے لرزنے لگے تھے۔

"بیٹی! تم بھی ادھر کمرے میں چلی جاؤ اور دوسروں کا خیال رکھو — میں انشاء اللہ! خود ہی یہ کام سرانجام دے لوں گا۔"

وہ بڑی بردباری سے بولی۔ "بابا! ابھی کچھ سیکھنے جاننے کے لئے تو میں نے آپ کے قدم پکڑے ہیں —"

"میری بچی! برداشت اور صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے — لیکن یہ حدیں سب کے لئے ایک سی نہیں ہوتیں... ہر ایک کے ظرف اور درجات کے تحت ہوتی ہیں۔ تم ابھی اس مقام پر نہیں ہو جہاں قوا... کی بلندی ہوتی ہے اور میری دعا ہے تم اس بلندی تک کبھی نہ اٹھ سکو کہ تم بہر طور ایک جنس نہیں ہو — ربِ الکائنات نے از لطف و کرم خلق کیا ہے۔ تم ابھی اندر [illegible]"

"وہ [illegible] ہاتھ پاؤں بندھے ہیں [illegible]" اس دوران میں — شاہ صاحب سے دریافت کیا۔

"آپ یقیناً شدید درد محسوس کر رہے ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ پٹیاں اتارنے سے آپ کو تکلیف نہ پہنچے۔"

شاہ صاحب سے کوئی جواب نہ پا کر میں نے ان کی جانب دیکھا — ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور کونے بھیگے ہوئے تھے۔

دونوں ہاتھ باندھ پٹیوں سے آزاد ہو چکے تھے — اب صرف تنباکو کے ملیدہ پتے چپکے ہوئے تھے جنہیں اتارنے کے لئے بڑی احتیاط اور مہارت کی ضرورت تھی۔ گوشت و پوست کی سڑاند و تعفن سے سانس تک لینا دوبھر ہو رہا تھا — گو میرے ہاتھوں پر بھی ربڑ کے دستانے تھے مگر اس کے باوجود یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے زخموں کا سارا زہر میرے ہاتھوں میں سرایت کر رہا ہے۔

میں بڑی احتیاط و مہارت سے تنباکو کے متعفن [illegible] سے پتے اتار رہا تھا۔ پتوں کے ساتھ گلی سڑی کھال یوں علیحدہ ہو رہی تھی جیسے ابالی ہوئی شکرقندی کے چھلکے اترتے ہیں — سرخ لہو کے دھبے چھوڑتی ہوئی سفید جھاگ عجب سی سراسیمگی پیدا کر رہی تھی — کہیں کہیں سرخ لہو کی جھلکتی ہوئی بوندیں۔

کے فن سے میسا ختہ ہی ہنسی ہونی کراہیں۔ لگتا تھا میں کو زمیوں جذامیوں کے بیچ خود ایک انجام جذامی ہوں۔ میں گندی پٹیاں سمیت رہا تھا کہ مومنہ السلام علیکم کہتی ہوئی اندر داخل ہوئی ... رہا ہوا اور چہرہ فکر مند رہا۔ آتے ہی معذرت خواہانہ لہجے میں کہنے لگی۔

"بابا جی! خدا کے لئے اب مجھے اندر جانے کا نہ کہئے گا۔ میں ایسی بھی کمزور نہیں جتنا آپ مجھے سمجھتے ہیں۔ ان کی بیوی کے علاوہ ایک انسان ہونے کے ناتے بھی میرا فرض بنتا ہے کہ میں کم از کم آپ کا ہاتھ بٹاؤں۔"

اسی دوران مشہود الحسن بھی پہنچ گیا جس نے آتے ہی بڑے بھائی کو پیچھے سے اپنے حصار میں لے لیا۔ ... جسم فرخ کرب سے تھر تھر کانپ رہا اور پیشانی ضبط و برداشت سے عرق آلود تھی۔ یہ دیکھ کر ... آنکھوں میں آنسو بھر آئے وہ ... مشہود الحسن کی جگہ آ کھڑی ہوئی اور شاہ صاحب کا سر تھام ... کا پسینہ صاف کرنے لگی۔ میں نگاہ ادھر اٹھائے بغیر خوب دیکھا کئے کہ شاہ صاحب کے چہرے پہ ... چھلکنے لگا تھا۔ ایسا اجالا جو آسودہ زندگی کی تاریک گھڑیوں کو "امید گل بہار" سے منور کر دیتا ہے۔

... قصہ طولانی ہو گیا۔ اصل بات تو اس درویش صورت پٹھان آئی کے ذریعہ ... تھی جس کی ... دیکھ کر میرا دل ہل گیا تھا۔

... روز تک حال بے حال رہا تو مسکین ان آئی نے اشارے سے ... مشورہ دیتے کہا۔

"... درویش بھائی! ابھی تم درویش کی کمائی میں کچے ہو۔ ... اوپر کنارے پہ ہی ہاتھ نکال ... سکتے ہو ... بیچ گرو کے تو باز رہ نا انھیں بھی تم وہ جھو گے ... اب تم مصری جانب ... کرو۔ ... کے راستے سکندریہ پہنچو راستے میں آب نیل سے ہاتھ پاؤں کو دھوتے اور ... وہیں تسکین مل جائے گی۔" پھر ذرا مجھے گھورتے ہوئے گویا ہوا۔

"... جسم سے ... دیا جو ان کی خون بھری سے بچھنے والے ہاتھ ابھی آسانی سے ... اور بیٹا ابھی اک درویش رہے گا۔"

"درویش دیکھے ..." میں نے ... "کیا بابا جی، سچ مچ بھی درویش ہوتے ہیں ...؟"

"ہاں بھی تو درویش ہوتے ہیں۔ ان کی کارکردگی کبھی غور سے ملاحظہ کی ہے؟ ... آگے اور ..."

آگ..... اندر ابالے ..... جان کے لالے او دنیا کے رکھوالے۔"

میں دھواں دیتے ہوئے دل اور سلگتے ہاتھوں کو نیل سے چھڑے چھکڑوں سے لپیٹے مصر کی جو عازم سفر ہوا۔ یہ وہی سفر تھا جس کا ابتدائی ذکر پچھلے صفحات میں رقم کر چکا ہوں — قاہرہ اور اسکندریہ کے درمیانی سفر — چار ستاروں والا دخانی جہاز نیل کا نیلم اپنے وقتوں کا قابل دید پُر آسائش اور محفوظ ترین تھا — مصر کی پراسرار زمین یہاں کی تہذیبی ثقافتی اور قدیمی قدروں کا حامل یہ بجرہ اس لحاظ سے بھی قابل دید کہ جدیدیت کے اس دور میں بھی اس کا قیام و طعام انتظام و انصرام ماحول مزاج اور نشست و برخاست میں قدامت پسندی کا عنصر نمایاں تھا — پورے بجرے میں فرنیچر برائے نام ہی تھا۔ درمیانی عرشے پر ایک صحرا بچھا ہوا — وہی ریگ زار نخلستان چھوٹے چھوٹے ٹیلے صحرائی جھاڑیاں کھجوروں کے پیڑ — چھوٹے چھوٹے خیمے چھولداریاں — صحرائی ساز و سامان [illegible] — ایک کونے میں چھوٹی سی مسجد قہوہ خانے آگ کا الاؤ [illegible] انگاروں پہ سنکتی ہوئی سالم بھیڑیں مچھلیاں [illegible] — لانبی لانبی [illegible] ساقیں [illegible] ٹیم [illegible] الغرض کہ مہمان [illegible] بھول جاتے کہ وہ نیل [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے [illegible] پیش کرتے۔ اپنے مشاہدات تجربات کو عملی صورت میں دکھاتے [illegible] اور مصریات کے [illegible] علوم و فنون کے ماہرین بھی مدعو کیے جاتے — ایسے موقعوں پہ مصر کے علاوہ [illegible] سے بھی شائقین اور سیاح [illegible] قطاروں میں کھڑے ہوتے تاکہ [illegible] نشستیں حاصل کر سکیں — کہا جاتا ہے جب ایسے مواقع ظہور پذیر ہونے والے ہوتے تو کئی ماہ پہلے سے بکنگ شروع ہو جاتی — کہنا ہے کہ ایسے مخصوص سفر کی بکنگ پیرس، جنیوا اور لندن میں بھی کی جاتی۔ اخبارات میں اشتہارات شائع ہوتے۔

● بگڑے ہاتھ کا نیل !

ام المدائن قاہرہ پہنچتے ہی میں اس جہاز کی نشست حاصل کرنے کی جستجو میں لگ گیا۔ [illegible] میرے ایک مصری واقف کار کی کوشش سے مجھے ایسا ایک ہی سفر کی ایک نشست مل گئی۔ تیسرے درجے کی — اس درجے کے مسافر اپنی درجاتی کمتری کی بنا پہ ایسے مخصوص پروگرام میں شرکت کے اہل نہیں پاتے تھے — یہاں مجھے از حد مایوسی ہوئی کہ اس جہاز پہ سفر کرنے کے باوجود میں ان حسین

...وں میں شریک نہیں ہو سکتا تھا — اس اول درجے کے مخصوص مہمانوں کے لئے بسا اوقات یہ دنیا ہی الگ تھی۔ نچلے درجے کے "مسافران محض" اس موسیقی کی ابھرتی ڈوبتی مدھر دھنوں کی بازگشت ہی سن سکتے تھے یا تالیاں پیٹنے کی آوازیں۔ اس نچلے درجے کے مسافر تو معمولی تجارت پیشہ یا نچلے درجے کے لوگ ہوتے جن کا سفر محض آمد و رفت کے لئے ہوتا۔ انہیں تفریح یا سیاحت سے غرض نہ ہوتی۔ اپنے ... سے بے نیاز یہ لوگ عرشے کی فرشی نشستوں پہ اونگھتے یا تمباکو نوشی میں مصروف دکھائی دیتے۔

جہاز پہ پہنچنے کے بعد ظاہر ہے کہ میں بھی ان نچلوں کی نحوست کا حصہ بن گیا تھا۔ میری بے چینی اور گھبراہٹ کا یہ عالم کہ میں اپنا سفری سامان گود میں رکھے ایک الگ سے کونے میں کسی زود رنجی ہوئے بچے کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ چہرہ مہرہ بھی ایسا ہو رہا تھا جیسے کسی وقت کسی استاد نے کسی غلطی اور شرارتی شاگرد کو سزا کے طور سب سے الگ تھلگ بٹھا دیا ہو — اپنی روانگی کے بعد جہاز کسی بیمار کی طرح نیل کے اتھلے پانیوں پہ ... ہوئے ساحل چھوڑ رہا تھا — دریائی چڑیاں بگلے — مرغابیاں پرندوں کی سفید جھاگ ... میں ... اور ...

جہاز ... [illegible] ...

... ہاتھ ہلا ہلا کر الوداعی سلام کر رہے تھے — میں ان نظاروں میں گم ہونے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا ... کی شکست کا احساس اور نہ ہوتا تھا ... میں بائی ... کے ... کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

ساحل اور بستی سے اب ہم خاصے دور ہو چکے تھے۔ میرے نتھنوں نے انتہائی گھٹیا تمباکو کی ناگوار بو محسوس کی۔ دیکھا تو ایک نحیف قسم کا مصری دکھائی دیا۔ بڑے مزے سے تمباکو نوشی میں مگن تھا۔ ... ہوئے میں وہاں سے ہٹ کر ... ہو کر کھڑا ہو گیا — مگر وہ جو کسی کی ... میں لگ گیا۔

"یہ ... نظر نہیں آئے گے" اس وقت ... میرے ساتھ ہوا — ... آخری ... کے بعد سگریٹ کی باقیات دریا ... کے پھر میرے قریب آ کھڑا ہوا۔ جان نہ پہچان میں تیرا ... میری جانب جھکتے ہوئے انتہائی رازداری کے انداز میں پوچھنے لگا۔

"بھائی ... سے آئے ہو یا کسی کا ... کر جا رہے ہو؟"

وہ صاحب ... میں ... ہوا تھا میں نے ... نظروں سے اسے گھورا اور ... ہوئے ... اور ... سے لگ گیا۔

آسمانی بجلی اور اس قسم کی زمینی بلاؤں سے اگر ایک مرتبہ کہیں واسطہ پڑ جائے تو ان سے فی الفور دوبارہ سہ بارہ معصیت یاب ہونے کا امکان سو فیصد ہو جاتا ہے — میں بظاہر اس بفلول سے پنڈا چھڑا کر الگ آ کھڑا ہوا تھا مگر میرے اندر خطرے کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی کہ یہ پنڈلی داس مجھے ایسی آسانی سے نہیں چھوڑے گا... اس قسم کے نوسرباز اور جیب تراش آپ کو ہر اس جگہ پر ملیں گے جہاں سیاحوں، آوارہ گردوں اور غیر ملکیوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ یہ مختلف بھیسوں، حلیوں میں ہوتے ہیں۔ کہیں کہیں سیاحوں اور گائیڈوں کے روپ میں بھی آپ کو ملیں گے، یہ بھکاریوں اور معذوروں میں بھی ہوتے ہیں — نوادرات اور جعلی سکے فروخت کرنے میں بھی یہی پیش پیش ہوتے ہیں — امساک، طاقت کی جڑی بوٹیاں، جعلی خوشبوئیں، سستے جڑے زیورات، کانچ کے ہیرے بھی یہی لوگ بیچتے نظر آتے ہیں — اور کچھ نہیں تو محض کھانے پینے یا سگریٹ، حشیش حاصل کرنے کے لیے بھی اجنبیوں سے راہ و رسم بڑھا لیتے ہیں — میرے ہاں ان کی خوب پہچان ہے کیونکہ میں خود بھی ایک لمبا عرصہ ایسا ہی خانہ بدوش رہا۔ جوتا ہے تو ٹوپی نہیں... کھانا ہے تو پانی نہیں۔ [illegible] ہے تو زادِ سفر نہیں — فٹ پاتھ، جھونپڑی، آشرم، مسجدیں، قبرستان، اونچے مزار، خوب خراب و خوار [illegible] چھوٹی موٹی چوریاں [illegible] یاں، منتیں [illegible] چائے، چرس، پان، بھنگ [illegible] — [illegible] دیکھے، جھکے، مگر [illegible] — میری آوارہ مزاجی [illegible] کی بے کلی کو کہیں چین [illegible] ایک ختم ہو [illegible] تیار... بیوی بچے بیزار...!

میں نے عمر بھر کی جمع پونجی سے یہ نکتہ نکالا — آوارہ گردوں، جہاں گشتوں کو شادی بیاہ، بیوی بچوں کے جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بیوی وقت مانگتی ہے، بچے توجہ چاہتے ہیں — سب کے پیٹ ہوتے ہیں جنہیں دو وقت کھانا چاہیے۔ کھانے کے پیسے، اور پیسے کمانے کے لیے محنت اور وقت چاہیے اور یہی آوارہ منشوں کے ہاں نہیں ہوتا۔

بات ہو رہی تھی اس بیہودہ مسخرے کی جس نے محض سگریٹ کے عوض سے میری طبیعت مکدر ہوئی تھی اور جس نے مجھے طول و عرض [illegible] دیکھتے ہوئے کر دیا تھی "بھائی تازہ تازہ جیل سے نکلے ہو یا کہیں گھر سے بھاگے ہو؟" میرے شٹ اپ کہنے سے اسے مجھے ایک ٹیڑھی گالی سے نواز کر منظر سے غائب ہو جانا چاہیے تھی۔ مگر میرے اندازے کے عین مطابق اس نے میری شٹ اپ کا برا نہیں منایا تھا بلکہ اسے اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہوئے میرے پاس پہنچ کر مریضوں نے سینے پہ ہاتھ دھر کر انتہائی خشوع سے کہنے لگا۔

"تھینک یو جنٹلمین مرحبا ...!"

[illegible] ایک بار پھر سر جھکا کر بولا۔

"آئی ایم یور سروانٹ ..."

مجھے اس کے اس انداز دعنائی سے قطعی کوئی تعجب نہیں ہوا تھا بلکہ یہ یقین ہو گیا کہ یہ کوئی میرا ابھی [illegible] سے بیچنا یا مجھے کسی نہ کسی مقدار میں چونا لگانے گا ... کبھی کبھی تو میں جان بوجھ کر بھی چونا لگوا لیتا ہوں کہ [illegible] کچھ واپس لوٹا دینا چاہیے۔

پھر چند لمحے اس کے چہرے پر نگاہیں لگانے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"تم نے شاید مجھے غلطی سے جنٹلمین کہہ دیا ہے کیونکہ چند ساعتیں پہلے میں تمہاری نظر میں جیل سے [illegible] یافتہ اور چور اچکا تھا ..."

وہ بڑے بڑے [illegible] گندے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کھل کھلا کر قہقہہ لگا کر میرے کندھے پر اپنا [illegible] رکھتے ہوئے بولا۔

[illegible] میں ابھی ابھی اچانک میری نظر [illegible] تھی [illegible] تمہارا حلیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] تم سے مخاطب ہونے کی جرات کر بیٹھا [illegible] بات جیل اور چور اچکے [illegible] تو میں کسی [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کے حدود سے باہر نکالنا چاہتا تھا۔ تم نے [illegible] اپنی کوشش [illegible] دیا ..."

اب وہ اپنی ڈھیلی ڈھالی سی عبا کی جیب ٹٹولنے لگا ... میرے اندازے کے مطابق وہ مزید سگریٹ [illegible] تو ...... میں فوراً بول اٹھا۔

"میں [illegible] تمہارا [illegible] گندے دانتوں پر [illegible] ہونے [illegible] بچتے ہوئے [illegible] سے [illegible]

یہ کہہ کر میں نے بیگ اٹھایا اور عرشے کی دوسری جانب بڑھ گیا۔

یہاں نیل کا پاٹ [illegible] لمبا چوڑا تھا۔ دوسرے کنارے [illegible] دور دور تک نظر جاتی تھی۔ چھوٹی بڑی کشتیاں [illegible] ملاحوں کا ایک جمعہ بازار لگا ہوا تھا۔ [illegible] میں ان [illegible] کے بجے ہوئے [illegible] سے [illegible] رہا تھا۔ اسی کوشش میں میں دریائی نظارے میں منہمک ہو گیا ... جہاز ابھی اپنی معمول کی رفتار [illegible] رہا تھا اور نہ ہی ابھی بندرگاہ کی حدود سے باہر نکلنے والے رہبر کشتی نے سے آزاد کیا تھا ... کشتیوں اور

مخصوص اشاروں والے وسطوں کے تاجروں نے خوب سماں باندھا ہوا تھا۔ اسی دیکھا دیکھی میں میں شاید [illegible]
پچھلی مصری کو فراموش کر چکا تھا اور ایک معصوم بچے کی طرح جس نے پہلی بار یہ سب کچھ دیکھا ہو میں بھی سب
دیکھنے اور محسوس کرنے میں مگن تھا کہ وہ تاجر نہایت وحشتناکی سے پھر میرے قریب آ گیا۔ اب وہی کہ خوشبو
کامیابیوں کی کوئی سرحد نہیں نہ کہیں واقع ہوتی ہے مگر دکھ اور مصیبتیں بے کنار ہوتی ہیں۔ عقل کہیں نہ کہیں
تھک سے لیتی ہے لیکن عشق کا کوئی انت نہیں ہوتا۔ اسی طرح گفتگو کی کوئی حد ہوتی ہے مگر بکواس و بحث کی کوئی
انتہا نہیں ہوتی۔

دنیا جہاں کی خاک چھانتے ہوئے کھوجل جہاں نورد کہتے ہیں — موت کے فرشتے سے جان
چھڑائی جا سکتی ہے مگر گائیڈ سے نہیں۔ وہ کسی نہ کسی حیلے بہانے تو ویسے آپ سے کچھ نہ کچھ بٹورتے رہتے
سنجیدہ اور دور اندیش قسم کے نوجوان اپنے گائیڈ کے آزار و عذاب سے بچنے کی خاطر اسے خاطر خواہ رقم
اس شرط پہ پیش کرتے ہیں کہ وہ ساتھ چلے مگر اپنی چرب اور کذب سے آلودہ زبان دانتوں تلے دبائے
رکھے۔

گائیڈ [illegible] کے قبیلے سے تعلق رکھنے والے [illegible]
[illegible]
یقین فرمائیں ان میں اکثر جاہل اور وحشی ہوتے ہیں انھیں اپنے [illegible] کی بھی [illegible]
نہیں ہوتی۔ ان سے پہلے اگر کچھ ہوتا ہے تو وہ جھوٹ کذب اور فراڈ [illegible] ان کے
ہی ان [illegible] سے [illegible] یہ حضرت فرعون مصر
کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں [illegible] ان کی رضائی [illegible] ہوئی تھی
تمام اہرام، مصر [illegible] اور مسجدوں کے بنیادی نقشے ان کے دماغوں کی اختراع تھے
کے تمام عجائب خانوں کے نوادرات کی تاریخ و ترتیب ان کی مشاورت سے مکمل ہوتی ہے [illegible]
صدیوں پرانے [illegible] اور جعلی [illegible] بھی ماہر ہوتے ہیں۔ [illegible]
دیکھتے ہی ان کے سیاہ و سفید سے آگاہ ہو جاتے ہیں دنیا کی ہر وہ زبان بھی جانتے ہیں جو ابھی معرض
اور منظر شہود پر نہیں آئی۔

میں ایک بار تاؤمن کوآن کے قریب دیوار چین پہ مٹرگشت کر رہا تھا — میری طرح [illegible]
سے جہاں گرد موجود تھے — تاؤمن کوآن ایک ایسا سپاٹ ہے جہاں دیوار چین اپنی پوری جلالت [illegible]
اور قد و طوالت کا وسیع منظر پیش کرتی ہے — آمد و رفت کے خاطر خواہ وسائل بھی سیاحوں کے لیے [illegible]

[illegible] تے ہیں۔ مجھے ایک [illegible] سا گائیڈ میرے حوالے ہو گیا۔ میری شکل و صورت اور حال حلیے سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ میں ایشین ہوں اور میرا تعلق پاکستان یا انڈیا سے ہے۔ اس نے مجھے مرید مٹولنے کی خاطر بڑی عاجزی اور محبت سے سلام کیا پھر انگریزی میں بات بڑھاتے ہوئے اپنی خدمات پیش کیں اب چونکہ میں [illegible] کی نیت جان گیا تھا اس لئے منہ بند کئے رہا۔۔۔ گونگوں کی طرح اشارے سے میں نے تاثر دیا کہ میں انگریزی نہیں سمجھتا ... مگر وہ گائیڈ ہی کیا جو اتنی آسانی سے پیچھا چھوڑ دے۔۔۔ میں آگے بڑھا تو وہ پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ قریب آ کر وہ اب عربی میں اپنا مدعا پیش کرنے لگا۔ یہاں بھی میں نے اپنی نابلدی کا مظاہرہ [illegible]۔ میں آگے بڑھتا رہا وہ میرے ساتھ ساتھ ترکی فارسی اردو۔۔۔ اپنے ترکش کا ہر تیر آزما رہا تھا کہ کہیں تسخیر کرے گا۔ مگر ہر بار اس کے پھینکے ہوئے تیر کا رخ اس کی جانب پھیر دیتا تھا کہ میں ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ آخر میں آگے بڑھتے ہوئے دیوار کے کنارے پہ آ کھڑا ہوا یہاں نیچے بہت گہری کھائی تھی۔ میں نے ایک چھوٹا سا پتھر اٹھا کر کھائی میں پھینکا۔ اس عمل سے میں اسے یہ پیغام دینا چاہتا تھا کہ بندہ [illegible]۔۔۔ ورنہ میں تمہیں اس پتھر کی طرح کھائی میں لڑھکا دوں گا۔ میرے اس [illegible] شاید وہ بھی [illegible] گیا تھا کہ یہ چڑیا کچی ہاتھ آنے کی نہیں۔۔۔ [illegible] اس [illegible]

"تم کون سی زبان سمجھتے ہو......؟"

میں نے اس [illegible] اور تصورات پہ لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا۔

"[illegible]......"

مجھے کوستے ہوئے اس نے کہا۔

"چل مداری یہ پیسہ کھوٹا......!"

اور وہ انگلش میں مداری۔ اس انگلش کھوٹے پیسے کو سلام کر کے واپس کسی گاہک کی تلاش میں چلا گیا۔

میں بات کر رہا تھا گائیڈ اور ان نیکیوں انشورنس ایجنٹوں کی۔۔۔ کتنی عجیب بات ہے کہ گائیڈ ماضی سے [illegible] کی پیدائش سے بہت پہلے کی باتیں کرتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ وہ [illegible] وقت بتا رہا ہے اور [illegible] بہت سے ماضی کے بارے میں مشورے دیتا ہے اور دلائل و مباحث موٹی موٹی شکلوں کتابوں سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اور انشورنس ایجنٹ یہ تو پیدائش سے پہلے کی باتوں پہ بات و بحث کرتا ہے اور نہ ہی موجودہ حال کی بے حالی پہ انگشت اٹھاتا ہے بلکہ اس کا سارا زور موت اور مابعد الموت

پڑھتا ہے۔ وہ آپ کے انتقال پُرملال کے بعد کے زمانے کو آپ اور آپ کے اہل و عیال کے لئے سنہری زمانے سے تعبیر کرتا ہے۔ آپ کے مرنے کے بعد کی خوشحالی کی ایسی تصویر کشی کرتا ہے کہ بیوی بچے باپ کو رشک بھری نگاہوں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ چشم تصور سے جب وہ ان لاکھوں روپوں کے بنڈلوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی نظروں میں باپ کی چند روزہ زندگی کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ بیوی خاوند کی خدمت مدارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھتی۔ بچے باپ کی شفقت کے حصول کے لئے سراپا اولاد بن جاتے ہیں
بندہ بیچارہ انشورنس ایجنٹ کی مساعی جمیلہ سے ___ مرنے کے بعد کی خوشحالی اور خوشحالی اور آسودہ حالی کی جنت کے مزے اس چند روزہ زندگی میں ہی لوٹنے لگتا ہے۔

مجھے یقین تھا یہ ایک لفنگا ہے جو بھری محفل میں کوئی [illegible] ___ دیوار چین پہ کھڑے ہونے والے کی طرح یہ بھی مجھ سے اپنی اوقات کھلوانے کے درپے دکھائی دیتا تھا۔ وہ ایک بار پھر میرے پاس آ کر بولا۔ "جناب میں آپ کی شکر گزاری کرتا ہوں کہ آپ نے میری محنت کی ... اب میں بالکل ہی ہلکا پھلکا ہو گیا ہوں۔"
اب میں نے [illegible] سے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔ اس نے [illegible] سے ہاتھ اٹھا کر مجھے [illegible] دیا۔ [illegible]
"میں اصولی گفتگو کرتا ہوں۔ ایک سوال کرے تو دوسرا جواب دے۔ تم نے تمباکو نوشی اور دھوئیں والے ... خطرات کی بات تو کر دی لیکن میرا کوئی جواب سنے بغیر وہاں سے ہٹ کر ادھر آ گئے۔ جیسے میں کوئی گندہ کیڑا ہوں اور تم میری [illegible] سے خود کو بچانا چاہتے ہو ___ یقین جانیں میرا مقصد محض تمہاری اداسی اور اکیلے پن کو دور کرنا تھا۔ باقی رہی بات کہ تمہیں میرے تمباکو اور دھوئیں سے الرجی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی کسی کو اداس پریشان دیکھنے کی الرجی ہو۔"
اس نے اپنے سگریٹ کا پیکٹ توڑ مروڑ کر دریا میں پھینکتے ہوئے کہا۔
"جناب میں اب سگریٹ نوشی نہیں کروں گا۔" پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
"میرا [illegible] حاضر ہے اسے [illegible] لیکن خدارا اپنی اداسی دور کر دو یا پھر اس کی وجہ بتاؤ تاکہ میں تمہاری اداسی پریشانی دور کرنے میں کچھ تعاون پیش کر سکوں۔"
اس کی ایسی گفتگو اور ظاہری شخصیت سے ہٹ کر اس کے باطن کا یہ انوکھا سا روپ دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور تعجب بھی ___ پھر یک دم خیال آیا ہو سکتا ہے کہ یہ بھی پھانسنے کا ایک انداز ہو ___ میں نے اپنے شبے کی تصدیق کے لئے اسے مزید کریدنا چاہا۔

"دیکھو برادر! آپ تو مجھے اجنبیوں سے بے تکلف ہونے کا کوئی شوق نہیں۔ دوسرے مجھے کسی کا گائیڈ یا ترجمان کی بھی ضرورت نہیں پڑتی کہ میرا اپنا بڑا ایکا چاکا ہوتا ہے اور میری ایک بُری عادت کہ کسی شے کو جاننے کے لئے میں حتی الوسع اپنے وسائل استعمال کرتا ہوں۔ قیامت اتفاق کہ مجھے جام پاس کرنے کے لئے کسی کی طلب ہے اور نہ ہی مجھے کوئی تواز لوح تعویذ یا تصویر چاہئے۔ میں تو درویش فقیری کی راہوں کا مسافر ہوں اور یہاں کسی کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔"

یقیناً وہ غور سے میری باتیں سن رہا ہوگا لیکن بظاہر وہ ایک ننھے کھردرے پتھر سے اپنے ہی ماس کی رکھتے ہوئے ناخنوں کو رگڑ رہا تھا ۔۔۔ اپنی بات ختم کئے ہوئے چند طویل سے لمحے گزر چکے تھے۔ مگر وہ اسی بے نیازی سے اپنی رگڑائی والے کام میں مگن تھا یوں کہ میری بات اس کے نزدیک قابل سماعت ہی نہ ٹھہری ہو۔ میں نے جھنجھلا کر اس کی جانب دیکھا ۔۔۔ معاً ایک کوندا سا لپکا کہ سلیمان اتنی ریت سے دیگچوں کی صفائی کرتا تھا اور یہ پتھر سے ناخنوں کی ۔۔۔ کوئی دم بیتا تو اچانک اس نے پوچھا۔

"تمہارے ہاتھوں کا کیا حال ہے جنٹلمین ۔۔۔؟" تب میں نے اپنے ہاتھوں کی طرف دھیان دیا جو [illegible] [illegible] [illegible] سے بے خبر ہوتی۔ میری جانب دیکھے بغیر وہ پھر مجھ سے مخاطب ہوا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا جنٹلمین!"

"تو ۔۔۔ تم نے میرے ہاتھوں کو [illegible] ہاتھوں کو؟"

اسی لہجے میں اس نے میری جانب ان دیکھے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"اگر میں جانتا تو تم سے کیوں پوچھتا ۔۔۔ تم نے اپنے ہاتھوں کو چھپایا ہوا ہے۔ اب صرف جاننا تو یہ ہے کہ تم انہیں واپس کر لو۔ سب ظاہر ہے تمہارے ہاتھوں کو کوئی تکلیف رہی ہوگی ۔۔۔"

جواب مدلل ۔۔۔ مگر میں مطمئن نہیں ہوا تھا۔ ایک تجسس سا محسوس ہونے لگا تھا۔ ذہن میں ایک خارش سی کلبلا رہی تھی جو انتہائی حیرت والے انداز کے سلیمان اتنی کے دیگچوں والی ریت اور قاہرہ کے اس دریائی کنارے کے ناخنوں کے تیزرے سے ہے کے رشتے پر اس عجیب و غریب مصری کے ہاتھ کے پتھر میں کچھ نہ کچھ تعلق ضرور موجود ہے ۔۔۔ سلیمان اتنی اور اس مصری کے سوال کے پیچھے میں کوئی بے پناہ مماثلت موجود تھی۔۔۔

[illegible] ایسا کہ وہ خبیث چالو تھا اور یہ کھرکھرے والا باتوں کا کالا ۔۔۔ اس سے بات اگلوانا مرتبے کے منہ سے بیٹھے والے مرتبان سے گاڑھے شیرے میں ڈوبا ہوا آلو نکالنے کی طرح تھا جبکہ اس کی باتوں کی

برسات سے بھیگتے بھیگتے کپکپی سی چھڑ جاتی ہے۔ ذات نمونیے کا خدشہ لاحق رہتا ہے۔

مگر ذاتی میں مگن وہ اسی اُمنگ میں پھر بولا۔

''جنٹلمین! اصولی گفتگو ہے کہ......؟''

میں نے جھلا کر بیچ میں ہی اس کی اصولی گفتگو والی بات قطع کر دی۔

''دیکھو مسٹر! مجھ سے پہیلیوں میں گفتگو مت کرو..... سیدھے سیدھی بات کرو..... تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

حسبِ معمول اس نے میری اس کھردری سی بات پہ کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کرتے ہوئے ہاتھ کا چمچ پھونک سے صاف کرتے ہوئے جیب میں رکھا پھر دونوں ہاتھوں اُلٹا سیدھا کرتے ہوئے ناخنوں کی صفائی ملاحظہ کی..... اب بڑے اطمینان سے میری جانب رُخ پلٹ کر میری آنکھوں میں آنکھیں ترازو کرتے ہوئے کہا۔

''جنٹلمین! درویشی [illegible] کی مانند تقسیم ہو کر بکھرنے کا نام ہے..... جیسا کہ پتھر اس طرح [illegible] ہو کر [illegible] ہونے کا کام ہے.....''

[illegible] معمول کے مطابق تبدیل [illegible] تھی۔ مگر درویشی کے منظر میں کشادگی اور تراوٹ کا احساس در آیا تھا..... اور پُراسرار سا مصری [illegible] پتھر کی بات کر کے خود بھی ایک پیاز سا دکھائی دینے لگا تھا [illegible] [illegible] کی مانند ہو کے کر سوچنے لگا یہ درویشی فقیری کیا مصیبت ہے۔ اس کے کتنے روپ اور کیسے کیسے انگ رنگ ہیں کوئی [illegible] ہے اور کسی کے پاس اس کی [illegible] اور تعریف ہے..... کسی کی دانست میں گوشہ نشینی ترکِ علائق، لذائذ ریاضت و مجاہدات کو درویشی فقیری گردانتا ہے۔ کوئی منشیات میں غرق ہو کر فقیری تلاش کرتا ہے۔ [illegible] کے ہاں تھی..... [illegible] [illegible] کسی کے لئے [illegible] کسی کے لئے صرف دم اور کوئی [illegible] بڑے کان کے اور کوئی لمبے لمبے [illegible] کر [illegible] ہو جائے..... اصل کون جانے پیا یا کیا ہے؟ [illegible] جانا کہ یہ جہاں [illegible] بس [illegible] اور [illegible] ہے..... [illegible] بھی درویشی [illegible] فقیری..... [illegible] کی دین اور جہاں بانی و جہاں گیری..... جہاں بینی و جہاں نوردی..... ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی گوشۂ گمان میں گم شدگی.....!

قولِ فیصل یہ ہے کہ [illegible] سورج، بادل، ہوا اور زمین کی مانند ہوتا ہے۔ وہ کاسۂ درویش [illegible]

ہے۔ وہ محرم جستجو نے ادراک ہے ۔۔۔ وہ ابر صبر نمناک ہے ۔۔۔ وہ خفت میں بھی طاق ہے۔ وہ اک [illegible] ہے ۔۔۔ وہ کھلتا ہوا آفاق ہے ۔۔۔ وہ گریبان صد چاک ہے۔ راکھ ہے کبھی خاک ہے۔ [illegible] کیا نہیں ہوتے ۔۔۔ یہ نوک شمشیر پہ قتل بٹھانے والے۔ یہ سر حرف کاں سولی سجانے والے ۔۔۔ [illegible] سے ٹکرا جانے والے ۔۔۔ سردار کلمۂ حق سنانے والے ۔۔۔ یہ فرزانے دیوانے جن کے لئے عالم تمام [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible] صادق اظہار لوگ کہتے ہیں۔ بہت جاننا بھی ہے وجہ خرابی ۔۔۔ جیسے اک رکشے کے پیچھے لکھا [illegible] "عقل نہ ہووے تے موجاں ای موجاں" ۔۔۔ کہیں بہت جاننا عیب ٹھہرتا ہے تو کہیں کم جاننا جہالت سمجھا [illegible]۔ کہیں عقل عیار ہے تو کہیں عقل [illegible] ہے کہیں حجاب بے حجابی کی دلیل میں آ جاتا ہے ۔۔۔ حجاب کی اوٹ میں نقاب سی آنکھیں ۔۔۔ کتنے حجابوں کی پردہ پوشی کرتی ہوں گی ..... الف ننگی تلوار اور [illegible] کی کاٹ کیسی بے حجاب ہوتی ہے۔ جیسے شمشیر کی آب اور درویش کی آنکھ کی تاب کے [illegible] سے نہ گردوں۔ [illegible] [illegible] والے [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible] کے [illegible] [illegible] کے اختر بختر ہوتے ہیں جو محفلوں میں کسی کے پاؤں کی پازیب بنتے ۔۔۔ اور کسی [illegible] کا سرتاج ہوتے۔

[illegible] چھوٹا سا قہ تھا [illegible] صدیوں کے بیاسے [illegible] تھے ۔۔۔ [illegible] اور کہیں بھی روشنی کا [illegible] سامنے میں [illegible] پہنچنے میں حائل ہوتا ہے ۔۔۔ کوئی پھاٹک جھونا چھوٹ چھوٹ کی اٹک اٹکور [illegible] تو قد قامت اور قرار [illegible] نہیں پاتا ۔۔۔ [illegible] دوسرے کھیتوں میں اگا نے [illegible] رنگ [illegible] خوشبو بھرے شجر و اشجار سر بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ یوں ہی الٹے خیالوں کی [illegible] [illegible] ہوئے نہ جانے باہر کے منظروں اور فاصلوں نے کتنے موسم بدل چکے تھے ۔۔۔ آدھے وقت کی [illegible] بھی ایک عام انسان کے فہم و ادراک میں آنے والی اکائیاں نہیں ہیں ۔۔۔ موسموں، ذاتوں [illegible] ساعتوں کی وقت کے ساتھ ایک اپنی علیحدہ منطق ہوتی ہے ۔۔۔ وقت یا زمانہ ایک لمحے [illegible] [illegible] ۔۔۔ دیکھو تو لگتا ہے یہ تو پچھلے کا بھی باپ ہے ۔۔۔ لیکن آنکھ بند کر کے پھر کھول کے دیکھو تو [illegible] پر پھیلا ہوتا ہے ۔۔۔ چوڑوں کے دریچوں اور ٹیلوں کی جھکن کی اوٹ بڑے اسرار ہیں۔ پچھلے کی [illegible] ۔۔۔ چند ساعتوں کی خود فراموشی ۔۔۔ معمولی سا دھیان اور کچھ دیر کا مراقبہ ۔۔۔ انسان کو زمان و مکان

سے آزاد کر دیتا ہے ۔۔۔ شب کیا ہے اس کے اسرار کیا ہیں ۔۔۔ وقت کیا ہے۔ یہ گزرتا ہے یا کٹتا ہے ۔۔۔ ٹھہرتا ہے یا مختصر ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ کسی عیش و عشرت کے دلدادہ کے شبستان میں نہیں ہو سکتا ۔۔۔ یہ تو کوئی شب رو، شب گزیدہ شب زندہ دار ہی جانتا ہوگا۔

ہم دونوں کے درمیان بھی وقت شاید ٹھہر کر تھم سا گیا تھا ۔۔۔ عرشے کے آہنی اور چوبی ریلنگ سے لگے ہم کھڑے کھڑوں سے لگے تھے ۔۔۔ آگے دریا نے آہستہ سے کروٹ بدلی تھی اور جہاز دائیں جانب ہلکے ہلکے جھولے لینے لگا تھا۔ سیپری کی نرم نرم پروائی نے گدگدانا شروع کر دیا تھا ۔۔۔ جہاز نے تین لمبی سیٹیاں بجا کر شاید شہر سے نکل کر کھلے دریا میں اترنے کا اعلان کیا تھا ۔۔۔ وہ جیسے گہری نیند سے جاگتے ہوئے بڑبڑایا۔

"جنٹلمین! اب ہمارا اصل سفر شروع ہو رہا ہے ۔۔۔ آؤ ہم دونوں مل کر اس سہانے سفر کے نام پر ایک جام مصری [illegible] کا نوش جاں کرتے ہیں ۔"

عرشے کی [illegible] کے اندر وہ تین قدم [illegible] ۔۔۔ [illegible] اپنی اپنی [illegible] نشستوں پر بیٹھ گئے ۔۔۔ [illegible] کی ایک ہلکی سی تہہ ابھی تک ہمارے درمیان [illegible]۔ تب تو ہلکی ہلکی چسکیوں کی [illegible] میں اس کی بیت اور ٹھہراؤ والی پر پیچ باتوں پر غور کر رہا تھا ۔ خیال کی میز کی ایک ایک بات دھاگوں کی طرح روشن ہوتی گئی ۔ سمجھ آئی کہ اس [illegible] وقت والے سلیمان [illegible] کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے ۔۔۔ اور بیت ٹلالی اور دیگر باتوں کے حوالوں سے یہ بھی اندازہ ہوا فلق العز برائے والے تمام واقعات سے نہ صرف واقف ہے بلکہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں یہاں نیل کے کس مقصد کے لئے پہنچا ہوں۔

"تو ہو جائے ایک اور پیالہ ہو کے جنٹلمین!" اس نے اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! گو یہ بہت تلخ ہے پھر بھی میں اس سے تسکین حاصل کر رہا ہوں ۔"

گرم گرم قہوے کا پیالہ میرے سامنے بھرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تسکین اور طمانیت ہمیشہ تلخی سے حاصل ہوتی ہے ۔"

"اور شیرینی سے؟" میں نے فوراً پوچھ لیا۔

"وقتی اور جزوی تسکین ۔۔۔ جو کچھ دیر بعد عنقا ہو جاتی ہے ۔۔۔ اور منہ میں کسیلا پن چھوڑ جاتی ہے ۔"

[illegible] ٹھنڈی خون اور مزاج صاف کرتی ہیں۔ شیریں شکر اور شربت قساد ۔۔۔ چینیوں جاپانیوں کو دیکھیں وہ [illegible] پانی بھی اُبال کر پیتے ہیں ۔۔۔ اور اگر اِس اُبلتے ہوئے پانی میں چند پتیاں قہوے اور گل نسرین کی [illegible] تو یہ مشروب صحت، محبت اور روحانی باطنی صالحیت کے لئے اکسیر ہوتا ہے جنٹلمین!"

میں نظریں گاڑے اُس کے حوق سے چہرے کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔ یہ خستہ حال سا مصری اصل میں کیا چیز ہے ۔۔۔ تب میں نے سوال کی صورت میں ایک اندھا تیر چھوڑا۔

"تم سلیمان آفندی کو جانتے ہو......؟"

وہ اُسی پُرسکون انداز میں گویا دیا۔

"وہی سلیمان آفندی، جس نے تمہیں اِس سفر کا مشورہ دیا ۔۔۔ ہاں میں اُسے خوب جانتا ہوں ۔۔۔ اُس نے مجھے بھی یہاں، کبھی تمہاری طرح بھیجا تھا ۔۔۔ وہ جس سے بھی اپنا پنڈ چھڑانا چاہتا ہے ۔۔۔ اُسے نیل کے [illegible] ہے۔ ویسے ہی جیسے کبھی کلوپیٹرا اپنے وصل یافتہ عاشقوں کو نیل کے آدم خور مگرمچھوں کے سپرد کر دیا [illegible] جنٹلمین!"

[illegible]

[illegible] میں قہوہ [illegible] بالکل پی رہا ہوں۔

"سلیمان آفندی [illegible] کسی سے ملنے کے لئے یہاں بھیجا تو [illegible] کے لئے؟" میں نے [illegible] کے چہرے پہ نگاہیں گاڑتے ہوئے پوچھا۔

اُس نے اپنے سوکھے بھدے ہاتھ میرے سامنے میز پہ پھیلا کر جواب دیا۔

"میرے یہ ہاتھ کبھی تمہارے ہاتھوں کی طرح نرم اور خوب صورت ہوا کرتے تھے ۔۔۔ درویشی کی چھینک [illegible] میری منحوس جیسے سلیمان آفندی سے کرا دی تھی ۔۔۔ نتیجہ یہ نکلا کہ میں ایک زمانہ اُس کے چیلوں چانٹوں [illegible] ہے۔ [illegible] تم شاید جانتے ہو گے کہ [illegible] اور [illegible] بیچے اور [illegible] اور تربیت پاتے [illegible] کچھ تو [illegible] ہے ۔۔۔ [illegible] اور [illegible] سیاہ [illegible] اور [illegible] جنٹلمین!"

"اب تم کہاں جا رہے ہو......؟"

"تمہارے ساتھ ہی ہوں ۔۔۔ دیکھئے کہاں تک تم میرے ساتھ ہو اور میں تمہارے ساتھ؟ ... [illegible] اِس بجرے پہ ہیں جس کی پہلی منزل سکندریہ ۔۔۔ اور پھر واپسی قاہرہ......"

''تم کیا کرتے ہو..... گائیڈ ہو یا کوئی اور کام دھندا؟'' میں نے بڑی ہوشیاری سے جیسے پیاز سے پرت اُتارتے ہوئے پوچھا۔

اس نے بھی اسی بے نیازی سے جواب دیا۔

''کوئی بھی کام جسے کر سکوں وہ میں کر لیتا ہوں ویسے میں بطور گائیڈ بھی کام کرتا رہا ہوں جنٹلمین''

''..... اور آج کل؟'' قہوے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے میں نے پوچھا۔

''اس بجرے پہ ملازم ہوں..... اوّل درجے کے مسافروں کے لئے رات کو محیّرالعقول تماشے پیش کرتا ہوں جنٹلمین!..... یعنی میں شعبدہ گر ہوں۔ تم مجھے مداری بھی کہہ سکتے ہو۔''

اس کے منہ سے تماشے کا لفظ سن کر میں آپ یوں تکنے لگا جیسے وہ بھی ایک تماشا ہی ہو۔

''تم اس بجرے پہ تماشے دکھاتے ہو..... میرا مطلب ہے کہ اوّل درجے کے مہمانوں کے لئے تماشے پیش کرتے ہو؟''

''ہاں! مگر تم اس قدر حیرت کا اظہار کیوں کر رہے ہو..... کھیل تماشا دکھانا کوئی انہونی یا اچنبھے کی بات ہے جنٹلمین؟''

میں نے [illegible] پوچھا۔

''تو تم ضرور مجھے بھی اپنے تماشے دکھاؤ گے.....''

وہ عجیب سی نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے بولا۔

''اس کے لئے مجھے سوچنا پڑے گا..... اور سچ پوچھو تو میں ابھی صحیح سے کوئی بات بھی نہیں کہہ سکتا..... میرا بدن ٹوٹ رہا ہے اور خواس مختل سے ہو رہے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں تمہیں جنٹلمین کہنا بھی بھولنے لگا ہوں جنٹلمین.....!''

میں نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

''خیریت..... کیا تم بیمار ہو یا اچانک طبیعت خراب ہو گئی ہے؟''

''نہیں..... میں بیمار وار بالکل نہیں..... صرف سگریٹ نہ پینے کی وجہ سے بے طرح بے چین ہوں..... اگر تم جنٹلمین ہونے کی حیثیت سے مجھے ایک دو سگریٹ پینے کی اجازت دو تو میں شاید تمہارے لئے کوئی ترکیب نکال سکوں۔ ورنہ اس صورت میں شاید آج رات خود بھی کوئی تماشا دکھانے کے قابل نہ رہوں گا جنٹلمین!''

میں اس کی چالاکی کو سمجھ گیا تھا..... مگر مجبور تھا کہ تماشا دیکھنے کا اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے' تمھیں کوئی ترکیب سوچنے کی خاطر صرف ایک سگریٹ پینے کی اجازت ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کا دھواں حلق کے نیچے نہ جائے اور نہ ہی اس کی گھٹیا بدبو اردگرد پھیلے ....."

وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"منظور' مگر تمھیں مجھے وہ ترکیب بھی بتانی ہوگی کہ دھواں پیٹ میں بھی نہ جائے اور اردگرد بھی نہ پھیلے جنٹلمین!"

"میرے پاس تو کوئی ایسی بے ہودہ ترکیب نہیں ۔۔۔ یہ تو تیری سر دردی ہے کہ ان شرائط کے ساتھ کیسے سگریٹ پیا جا سکتا ہے۔" میں نے بظاہر بے نیازی سے جواب دیا۔

میری اجازت ملتے ہی اس نے اپنی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا' بڑی عجلت سے سگریٹ سلگا کر ایک طویل سا کش کھینچا۔ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ کش سے دھواں خارج تو نہیں ہو رہا۔ مگر کیا مجال جو منہ' ناک یا کان سے دھوئیں کی کوئی لکیر ہی باہر تک برآمد ہوئی ہو۔ اس کی نشست کے پیچھے بھی جھانکا' وہاں بھی کچھ نہ تھا ... نہ کہیں [illegible] تک ظاہر نہ ہوئی' بس اس کا چہرہ قدرے تمتما اٹھا تھا ۔۔۔ [illegible] کی خاطر میں [illegible] بیٹھا۔

"ہاں ذرا [illegible] دیکھو' پہلے تم نے سگریٹ کا پیکٹ [illegible] سگریٹ [illegible] نکالا اور اس [illegible]"

وہ [illegible] زدہ سی مسکراہٹ پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

"جنٹلمین [illegible] تحیر العقول تماشے دکھانے والا ۔۔۔ سگریٹ [illegible] اور دھواں غائب [illegible] کام ہے ۔۔۔ [illegible] دیا تو باقی ماندہ سگریٹ بھی بھسم ہو گیا مگر دھوئیں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ وہ دھواں پی رہا تھا' کھا رہا تھا یا جذب کر رہا تھا ۔۔۔ میں متحیر و [illegible] نگاہی سے سوالیہ انداز سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ وہ شاید میری پریشانی بھانپ چکا تھا۔ کہنے لگا۔

"جنٹلمین ادھر دیکھو ۔۔۔" وہ ہاتھ کے اشارے سے [illegible] کے ساتھ گئے دو سوڈانیوں کی جانب اشارہ کر رہا تھا جدھر ایک لمبے تڑنگے سوڈانی کی لمبی عبا کے نیچے سے ہلکا ہلکا سا دھواں نکل رہا تھا ۔۔۔ یوں لگ رہا تھا کہ اس سوڈانی نے اپنے [illegible] کے درمیان کوئی انگیٹھی داب رکھی ہے جس میں سے گیلے اُپلے دھواں دے رہے تھے۔

میں آنکھیں پھاڑے کبھی ادھر اس مصری کو اور کبھی ادھر ان سوڈانیوں کو دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ جو شام سے جیسے [illegible] میں بڑے پیارے موڈ میں آپس کی کسی گفتگو میں مصروف تھے ۔۔۔ جبکہ ان میں سے کوئی بھی تمباکو نوشی بھی نہیں کر رہا تھا ۔۔۔ لیکن ہلکا ہلکا دھواں مرغولے ان کے ٹخنوں تک برابر عبا کے نیچے سے نکل رہا تھا۔

وہ میری حیرانی اور پریشانی سے خوب محظوظ ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بمشکل پانچ چھ جھٹکے دار کشوں سے اس نے سلگائے ہوئے سگریٹ کو فارغ کر دیا تھا۔۔۔ باقی بچا ہوا مسلا کچلا سگریٹ دریا بُرد کرتے ہوئے وہ خود بخود بڑبڑانے لگا۔

''مصری سگریٹوں اور عورتوں میں یہی ایک خرابی مشترک ہے کہ دونوں اسٹ اگلرنہیں ہوتے۔۔۔ بے وفا اور جلد یا بدیر ساتھ چھوڑ جانے والے'جنٹلمین!''

بن سوچے میرے منہ سے نکل گیا۔

''یہ تمہارا ذاتی تجربہ ہے یا کچھ بے ہی ایسا۔۔۔؟''

''جنٹلمین! اس معاملہ میں میرا ذاتی تجربہ کچھ زیادہ ہے۔ لیکن ہے بھی ایسے ہی۔۔۔''

اس نے مجھے خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے جواب دیا تھا۔ میں نے بھی اسی لہجہ میں جواب دیا۔

''میرا ذاتی خیال ہے کہ ان دونوں مکروہات اور مشروعات کا استعمال اگر قدرے احتیاط اور خدا خوفی سے کیا جائے تو شاید ایسا کہنے کی نوبت نہ آئے۔''

وہ [illegible] ہوئے بولا۔

''[illegible] نہیں سکتے۔۔۔ میں تو توقع کر رہا ہوں تم کوئی کام کی بات کرو گے جنٹلمین!''

''کام کی بات تو میں بتا چکا ہوں کہ اوپر والے عرشے پر ہونے والے پروگرام دیکھنا چاہتا ہوں [illegible] بار میں داخل ہو جانے اور وقت بے وقت [illegible] کی [illegible] ہے تم نے سگریٹ پینے کی اجازت کے بدلے میری مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ سو تم نے سگریٹوں کا کورس پورا کر لیا ہے اب۔۔۔ تم ایک جنٹلمین کے وعدے کی طرح اپنا عہد نبھاؤ۔''

اس کی بھوری موٹی موٹی آنکھوں میں بڑی تیزی سے مکاری کی پرچھائیاں ابھریں۔ مجھے یقین ہو چلا اب یہ یہاں اپنا ترپ کا پتا پھینکے گا۔ وہ جہاز کے اوپر والے عرشے کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''کیا تم جانتے ہو جہاز کا یہ سفر کتنے روز جاری رہے گا' جنٹلمین؟''

''یہ بھی تم ہی بہتر بتا سکتے ہو۔''

''ہوں۔۔۔ فی دن بھی ایک پیگ لگایا جائے تو تمہیں کم از کم چھ سات پیگوں کے پینے کی اجازت بہرحال ریتی ہی پڑے گی اور وہ بھی ایڈوانس' جنٹلمین۔''

''دیکھو تم اپنے جنٹلمین پر امر میں زبردستی کی گنجائش پیدا کر رہے ہو۔''

وہ شرارتی انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ تو ہے...... تمہاری ڈیمانڈ بھی تو بڑی اونچی ہے اور پھر کم از کم پچاس پونڈ کی بچت بھی ...... جنٹلمین!"

"مجھے قبول ہے...... میں ادھر بینچ پہ بیٹھتا ہوں تم ادھر ریلنگ کے پاس پانچ دس تیس چالیس جتنی بھی چاہو پینٹ تمباکو بتیاں سلگا لو مگر تمہیں فرعون اقاتون کا واسطہ کہ ان کا دھواں کسی مسافر کی دھوتی پاجامے [illegible] ...... وہ دیکھو وہ بیچارے سوڈانی کس مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کے عباؤں کو [illegible] اور اپنے مستورہ سمانی اعضاء کو ٹٹول کر یہ پتہ چلانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ دھواں کہاں سے [illegible] ہم دونوں جانتے ہیں کہ وہ کبھی بھی حقیقت نہ جان پائیں گے۔"

جہاز اپنی رفتار معتدل اور ہموار کر چکا تھا ...... اوپر عرشے پہ مختلف اعلانات ہو رہے تھے ...... ظاہر ہے [illegible] کا تعلق ہم نچلے درجے کے کیبن مسافروں سے نہیں تھا اس لئے میں بے مقصد ساحل پہ ادھیڑ اس مداری کو [illegible] کے ساتھ "[illegible]" کرتے دیکھنے پہ مجبور تھا اور ساتھ ہی اس کے دھوئیں پہ بھی نظر رکھے ہوئے تھا [illegible] اپنے منہ سے خارج ہو رہا تھا۔ میری پوری توجہ اس کی جانب تھی مگر اندرون خانہ [illegible]

[illegible]

[illegible] وہ اپنا خیال سوچ ارادہ یا کوئی اچھا یا حکم بھی منتقل کر سکتا ہے ...... [illegible] کی [illegible] [illegible] سے جان سکتا ہے ...... میں اسی قسم کی ناملک [illegible] خیالات [illegible] غلطاں تھا کہ وہ میری [illegible] [illegible]

"جنٹلمین ابھی وہاں پہنچیں یا تم میرے پاس پہنچتے ہو؟"

میں [illegible] کر [illegible] اٹھا تو اس کے پاس ریلنگ پہ جا کھڑا ہوا ...... "فرمائیے!" کہہ کر میں نے خود [illegible] کر دیا کیونکہ اس نے وہاں اچھا خاصا معطر کثیف دھواں پھیلایا ہوا تھا جو میری برداشت سے [illegible] کہنے لگا۔

"کبھی کبھی کوئی ناپسندیدہ چیزیں بھی برداشت کرنی پڑ جاتی ہیں ...... یہی تو اصل امتحان یا آزمائش [illegible] ہوتا ہے ...... ہو سکتا ہے میں بھی تمہیں اپنی انتہائی برداشت کی حد تک برداشت کر رہا ہوں ...... [illegible] [illegible] چاہوں کہ ناپسندیدہ اور کڑوی کسیلی چیزیں اور حقیقتیں ہی اصل میں کوہ اندیشی کی عارضی خوشی اور [illegible] [illegible] ہوتی ہیں ...... جیسے ابھی ابھی تم نے مادہ اور عنصری حرکات کے انتقال کے بارے میں دماغی [illegible] رہے تھے ...... یہ سب ذہن سوچ ارادے اور تخیل کا فطری ارتکاز ہے اور انتہائی معمولی چیز ......

سوچو اگر میں حقیقت میں ایسا کر سکتا ہوتا تو آج یہ گھٹیا سگریٹ ...... اس گھٹیا جہاز کی گھٹیا نوکری اور اس گھٹیا عرشے پر تم ایسے گھٹیا شخص کے پاس کھڑا ہوتا جنٹلمین ——! میری انگلیوں میں ہوانا یا مراکش کا بڑھیا سگار ہوتا میں دنیا کی قیمتی ترین پرتعیش یونانی کشتی "سمندر کی جل پری" کے دیوان خاص میں برفانی چیتے کی سفید کھال والے صوفے میں دھنسا ہوتا۔ میرے سامنے بلجیم کے قیمتی کرسٹل کے جام و مینا پڑے ہوتے' جن کے شفاف پیٹ بازو اور سینے —— جزیرہ ہوائی کی مہنگی اور اعلیٰ ترین سفید شراب سے شرابور ہوتے ...... اور میرے پہلو میں تمہاری بجائے لبنان کی حسین ترین مغنیہ رقاصہ سمیعہ درویش ہوتی —— جس کے صوتی زمزموں کے ارتعاش سے مردہ حیات میں گھنگھرو کھل اٹھتے ہیں۔ جس کی جنبش اعضاء سے کائنات وجد میں آجاتی ہے اور جس کے حسن جہاں سوز سے ......؟"

میرے جسم میں آگ سی لگ گئی تھی ...... میں بغل کی طرف سے اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں قلوپطرہ کا واسطہ —— یہاں تنہائی ہمیں بند کردو آگے ایک لفظ بھی مت کہنا —— ورنہ میں مجھے جو بھی [illegible] ہوں گا۔"

"[illegible]"

"شاید تم کے پالنے کی ہوناکی اور اس کے اندر دوڑنے والے خون کی آمیزش گڑیال کی خوش خوراکی سے واقف نہیں ہو —— یہ گڑیال مصری جادوگرنی یعنی قلوپطرہ کے پالتو گڑیالوں کی اس نسل سے ہیں جنہیں وہ ہر شب صبح کا ناشتہ ...... ایک شب کا عاشق صادق بطور ناشتہ پیش کیا کرتی تھی —— جنٹلمین! اور جب سے بدبخت انسان خودکشی کرنے والا ...... اس ٹینک میں ڈوبنے والے فریقہ خودکشی کو خوش دلی سے قبول کرتا —— اس سے تو کہیں بہتر خودکشی یہ ہے کہ انسان اس دنیا سے خانہ خراب میں چند دن اور زندہ رہنے کو ترجیح دے لے ...... بولو جنٹلمین!"

میں نے کچھ نہیں بولا —— مجھے اپنی پائی پائی پر بڑا ناز تھا مگر جب سے میں اس مصری اونٹ کے ہاتھ آیا تھا میری بولتی بند ہوئی تھی —— میں نے اپنی زبان اپنے دانتوں تلے دے کر اپنے کان پورے کھول لیے تھے —— نیل کے گھڑیالوں سے جان بچانے کا مردست میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

شام کے جھٹپٹے میں کیفیٹیریا کی میز کے گرد بیٹھے کڑوے کسیلے قہوے اور شیریں خوش ذائقہ تربوز سے خندہ ماری کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ وہ مجھے اوپر والے درجے کے متعلق معلومات بھی بہم پہنچا رہا تھا کہ وہ ......

یہ جز وقتی ملازم ہے یعنی مہینے میں دو دو بار جہاز کے سفر کے ساتھ شامل ہوتا — باقی کے دن وہ اپنے گاؤں جاتا یا پھر قاہرہ میں آوارہ گردی کرتا رہتا۔۔ اپنے بارے میں یہی بتا رہا تھا کہ جہاز پہ حیرت میں مبتلا کر دینے والے تماشے پیش کرتا ہے — تو حیرت بتانے میں وہ تاہم گریزاں تھا — اس نے اول درجے کے اس تماشے پہ میری شرکت یقینی بنانے کے لئے یہ راستہ نکالا تھا کہ میں اس کے معمول یعنی معاون ساتھی کی حیثیت سے شرکت کروں — اس کے مستقل معاونوں میں ایک جوان خوبصورت سی لڑکی — ایک ادھیڑ عمر عورت اور دو مرد تھے — اتفاق کہ ان میں سے ایک مرد ساتھی کسی وجہ سے اس سفر میں شامل نہ ہو سکا تھا۔ جہاز کے قہوہ خانہ سے مجھے اپنے کیبن میں لے آیا تھا۔ جو ادنیٰ تھرڈ کلاس کے عرشے پہ انجن کے دودکش والے جھکاؤ کے پیچھے ایک نہایت نامعقول سی جگہ پہ واقع تھا — انجن کی گھڑگھڑاہٹ اور گرمی نے اسے جہنم کی جانب کھلنے والی ایک کھڑکی سی بنا رکھا تھا۔ کیبن میں داخل ہوتے ہی مجھے ابکائی سی آنے لگی..... ایک تیکھے تیکھے خدوخال والی خوبصورت سی پتلی دبلی لڑکی اور ایک چھنال قسم کی ادھیڑ سی عورت وہاں پہلے سے ہی موجود تھیں..... وہی [illegible] اور مقامی گھٹیا [illegible] کی بو سی بھی — وہ مجھے دیکھتے ہی آپس میں کھسر پھسر کرنے لگی تھیں۔

[illegible] عربی بول کر [illegible] کی بو سی آنے لگتی ہے۔ جیسے مصری عربی نہیں بول رہے بلکہ کسی پرانی نسل سے ایک [illegible] یا بولیاں انہیں آمنے سامنے ایک دوسرے کے [illegible] کی بجائے عربی سے [illegible] رہی ہیں۔

میں نے انہیں السلام علیکم کہا — انہوں نے وعلیکم کی جگہ مسکراہٹ میں ہلا کر اشارے سے بیٹھنے اور [illegible] کی دعوت دی — مصری مداری نے غیر مانوس سے الفاظ میں کچھ کہا تو انہوں نے مجھ کو اپنی دعوت [illegible] — ایک رنگین لکڑی کے صندوق پہ پرانی بوسیدہ چیتے کی کھال بچھا کر میرے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی گئی۔ تنگ اور چھوٹے سے کیبن میں جہاں اطمینان سے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ کم تھی۔ الم غلم سے اٹا پڑا تھا۔ [illegible] کس جنجال پورے میں آ پھنسا۔ میرے اردگرد بکسے اور ایسی ایسی نادر و نایاب [illegible] [illegible] حنوط شدہ تھیں کہ جن کی ایک سالم حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میرے پیچھے چیتے کی کھال تھی [illegible] کھال اس کے بے داشت جبڑے میں اپنا [illegible] مصالحہ بھری ہوئی ہیں۔ آنکھوں کے گڑھوں میں [illegible] ڈھیلوں کی بجائے آرزو کی گٹھلیاں پھنسی ہیں — اسی طرح اژدھے مگرمچھ حنوط کئے ہوئے [illegible] — معلوم ہوتا تھا حضرت نوح کی کشتی کے جو جانور دوران سفر فوت ہو گئے ہوں گے وہ سب اس

مصری بغلول کے تصرف میں آ گئے تھے۔

وہ سگریٹ سلگاتے ہوئے مجھ سے مخاطب ہوا۔

"جنٹلمین! تم اوپر والے عرشے میں صرف ایک ہی ترکیب سے پہنچ سکتے ہو وہ یہ کہ میرے کھیل تماشے میں میرے معاون بن جاؤ۔ اس طرح تم بلا کسی روک ٹوک اور پچاس پونڈ ادا کئے بغیر اوپر پہنچ سکتے ہو ۔۔۔ میرے کھیل کے بعد بھی میں تمہارا وہاں ٹکنے کا بندوبست کر دوں گا ۔۔۔ اس طرح تم پورے سفر کے دوران اوّل درجے کے پروگراموں سے لطف اندوز ہو سکتے ہو ۔۔۔ البتہ آرام اور سونے کی خاطر تمہیں نیچے اسی عرشے پر اپنے کیبن میں آنا پڑے گا ۔۔۔ بولو کیا کہتے ہو؟ ۔۔۔ ارادہ ہو تو میں تمہیں تمہارے کام کی ریہرسل کروا دوں ...... جنٹلمین!"

میں اپنا خشک حلق تر کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "مجھے کیا کام کرنا پڑے گا؟" وہ بڑی آسانی سے بتانے لگا۔

"تمہیں پہلے انسان اور پھر چیتا اور پھر ایک بار انسان بننا پڑے گا ۔۔۔ بہت آسان اور دلچسپ ہے جنٹلمین!"

[illegible] ہاں ۔۔۔ [illegible] بکی چیز تھی۔ پہلے تو آدمی سے انسان بننا مشکل ہے پھر انسان سے چیتا بننا بھی کوئی آسان کام نہیں پھر دوبارہ چیتے سے انسان کے قالب میں ڈھلنا تو اور بھی دشوار ہے ۔۔۔ میں مضطربانہ انداز میں کہنے لگا۔

"یہ کام مجھے مشکل دکھائی دیتا ہے ۔۔۔ کوئی اور آسان کام بتاؤ ۔۔۔ میں تو بلی کی میاؤں سے ڈرتا ہوں اور تم مجھے چیتا بنانے جا رہے ہو ۔۔۔ ویسے یہ دلچسپی کی بات ہے کیا انسان چیتا بن سکتا ہے اور اگر بن جائے تو کیا پھر انسان کے قالب میں دوبارہ بھی ڈھل سکتا ہے؟" وہ مجھے یوں گھورنے لگا جیسے میں نے اس سے پوچھ لیا ہو تمہارا باپ انسان تھا یا کوئی چیتا؟

وہ کسمساتے ہوئے بولا۔

"کیا تم خود [illegible] سے انسان کے قالب میں نہیں ڈھلے ۔۔۔ اور تم پھر کیا دوبارہ [illegible] میں تبدیل ہو کر اس بار [illegible] کے لئے [illegible] جاؤ گے؟ ۔۔۔ جنٹلمین! میں نے تو تمہیں [illegible] کے لئے میدان میں بننے کے لئے کہا ہے ۔۔۔ محض چند قدم آگے ہونے [illegible] تم دہاڑتے ہوئے پیچھے ہٹو گے۔ سچ مچ تھوڑی ہی ہو گے ...... یہ محض فریب نظر کا کھیل ہے ......"

"مجھے شاید فریب نظر کے کھیل تماشے دیکھنے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہاں! کسی اللہ والے فقیر [illegible]

[illegible] حاصل ہو جائے تو خوش قسمتی سمجھوں گا۔"

"جنٹلمین! دیا جلانے کا اصل مقصد اگر روشنی کا حصول ہی ہوتا تو صوفی، فقیر، درویش سوداروں کی [illegible] ہے ۔ وہ محض بیٹھوں پہ دیئے ہی جلاتے چلے جاتے اور پھر ہر مقام پر جا دیئے ہی دیئے روشن [illegible] نہ ہوتے۔ یہ تو محض سمجھانے کے لئے روشن کئے جاتے ہیں کہ ہدایت کی روشنی حاصل کرنے کے لئے [illegible] کیا کچھ لوازمات، طور طریق اور ہنر و احتیاط کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جو نگاہ ظر دیئے کی لو پہ [illegible] ہے ..... وہ نور کی تجلی کو کیونکر برداشت کر سکتی ہے جنٹلمین!"

اس کی پہلی کون سی باتیں تھیں جو میرے پلے پڑی تھیں جو اب یہ بھی میری سمجھ میں آتی۔ میں [illegible] بس شائیں کرتا رہ گیا۔ چند ناگوار سے لمحے جیسے پھر ٹھٹھر کر رہ گئے تھے ۔ خاموشی جم سی گئی تھی۔

[illegible] اس نے بات کی دیا سلائی جلائی۔ دور دریائے پار خلاؤں میں کھوئے ہوئے بتانے لگا۔

"تمہیں وقتی طور پہ چھپا ہوا پسند نہیں تھیں تو سلیمان اُٹی نے بارہ برس [illegible] کر باندھے رکھا۔ [illegible] آخر [illegible] نکالی تھیں [illegible] سے چھپنے کا [illegible] اور تھا جنٹلمین!"

[illegible] اشارہ کرتے ہوئے بتانے لگا۔

"یہ [illegible] سلیمان اُٹی کے قبیلے کا فرض چلا آ رہا ہے [illegible] کے محل میں ایک [illegible] سانپ دکھائی ہے [illegible] کے بعد [illegible] مقبرے میں زندہ دفن کر دیا جاتا ہے [illegible] صدیاں [illegible] کے بعد اس کے دل سے اپنے [illegible] کی یاد نہیں نکلتی اور یہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک ناگن کا سر لا اختیار کر لیتی ہے اور [illegible] کسی [illegible] طرح مقبرے سے باہر نکل آتی ہے۔ اپنے محبوب کی تلاش میں وہ [illegible] مقبرے سے [illegible] ہے [illegible] کے اور پھر بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ [illegible] میں ہر انسان کو اپنے ہونٹوں کے شعلوں سے جلا کر خاکستر کر دیتی ہے جو اس کے سامنے آتا ہے۔ اس عالم میں اس کی [illegible] کے ایک ایسے پروفیسر سے ہوتی ہے جو ایک عالمی ادارے کی [illegible] مقبروں کی تحقیق پہ مامور ہوتا ہے۔ [illegible] اتفاق اس کی شکل [illegible] اس کے محبوب سے [illegible] ملتی ہے۔ وہ اسے بھی جلا کر خاک کر دینا چاہتی ہے مگر نہ جانے کیوں وہ ایسا نہیں کر پاتی۔ شاید محبوب کی [illegible] اسے ایسا کرنے سے باز رکھتی ہے۔ پھر ایک رات جب چاندنی اپنے جوبن پہ ہوتی ہے وہ اپنے اصل

عورت کے پیکر میں اس کے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ پروفیسر اس کے آتشیں حسن ...... وہی صدیوں پرانے لباس زیورات و کی ہی خوبرو کنیزوں والی کافرانہ ادائیں دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ پھر جونہی چاند پر منزل پہ پہنچتا ہے تو یہ کنیز عالم وارفتگی میں ڈوبے ہوئے اس پروفیسر کو اپنے محبوب کا نعم البدل سمجھتے ہوئے ساتھ لے کر اپنے مقبرے کی جانب بڑھ جاتی ہے......''

وہ سگریٹ سلگانے کی خاطر رکا تو میں نے فوراً ہی سوال داغ دیا۔

''یہ تم کوئی داستان سنا رہے ہو یا اپنے کھیل کا کوئی دوسرا سین؟''

''یہ میرے کھیل کا ایک حصہ ہے جو تمہارے چھتے والے کھیل کے بعد شروع ہوتا ہے...... ہاں مجھے ابھی میرے دماغ میں آیا ہے کہ اگر تم چھتا پٹنے میں کوئی دشواری سمجھتے ہو تو اس کنیز کے محبوب پروفیسر کا کردار لوچیتے والا پارٹ میرا دوسرا معاون کرے گا۔''

بات کرتے کرتے وہ رک سا گیا پھر داڑھی کھجاتے ہوئے بولا۔

''لیکن یاد آیا کہ اس پروفیسر والے کردار میں بھی ایک قباحت موجود ہے ایسا نہ ہو کہ تمہارا کھیل بھی ایک جانے تخلیں......''

''[illegible]''

وہ [illegible] بولا۔

''دراصل مجھ سے قباحت غلط لفظ ادا ہو گیا ہے۔ مجھے کہنا چاہئے تھا کہ یہ ذرا مشکل اور قدرے تکلیف دہ کردار ہے [illegible] چونکہ مقبرے سے انسانی روپ کے ساتھ نکل نہیں سکتی تھی۔ اس لئے ضرورتاً اس نے ناگن کا روپ لیا...... مقبرے میں واپسی پہ چونکہ اس کے محبوب کے روپ میں پروفیسر بھی ساتھ تھا...... اس لئے اس نے پروفیسر کو بھی ایک ناگ کا روپ دینے سے پہلے تو اس کا لباس جدا کیا اور یک بیک اسے یاد آیا کہ اس کے محبوب کے سینے پر گھنے بالوں کا ایک دائرہ تھا جسے وہ کئی قرنوں سے چوما کرتی تھی...... اب وہ ہاتھ زبان پھیر پھیر کر گھنے سینے پہ وہ بالوں کا گچھا تلاش کرتی ہے جو اسے نہیں ملتا...... اسی دوران وہ فرط غیض سے ایک بار پھر ناگن بن کر شعلے چھوڑنا شروع کر دیتی ہے...... پروفیسر اس کا یہ خطرناک روپ دیکھ کر ڈر کی بھاگ اٹھتا ہے...... ناگن وہیں سے زبان کو باہر نکال کر ایک لپکتا ہوا شعلہ رم کرتی ہے اور بے خود ہو بھاگتا ہوا پروفیسر ایک خاشاک کی مانند آگ پکڑ کر راکھ ہو جاتا ہے۔ تبھی زوردار ہوا چلنا شروع ہو جاتی ہے۔ خاکستر پروفیسر کی چوٹیں اور ہاتھوں کی بچی کھچی راکھ کی باقیات تیز ہوا کے ساتھ نابود ہو جاتی ہیں...... تم نے دیکھا کہ اس کردار میں کتنا سسپنس ہے......

ہے... تماش بینوں کے ہوش گم ہو جاتے ہیں۔ سانسیں رک جاتی ہیں اور نبضیں ڈوبنے لگتی ہیں... امید غل
ہے... وہ تحسین تمہارے حصے میں آئے گی... تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے... جیسا کہ تم جانتے ہو کچھ
پانے کی خاطر کچھ کھونا بھی پڑتا ہے... بس ذرا ننگا ہونے کی جھجک اور پھر ذرا سی تکلیف اس وقت
جب سرپٹ بھاگتے ہوئے تمہارے ننگے جسم پر جس پر ایک مخصوص کیمیکل لگا ہوگا خفیہ پیٹرن سے
آگ کا گولہ پھینکا جائے گا۔ جس سے دکھائی دے گا کہ آگ بھڑک اٹھی ہے لیکن وہ آگ نہیں
پھر آندھی اور تیز ہوا کا تاثر پیدا کیا جائے گا۔ ساتھ ہی بجلی کی کڑک پھر ایک دم اندھیرا...
شعلوں کے درمیان... تمہارے نیچے سے تختہ سرکے گا اور تم نیچے ایک خفیہ خانے میں غائب ہو جاؤ
تمہاری جگہ سفید سفید جلی ہوئی ہڈیاں اور دھواں چھوڑتی ہوئی تمہاری کھوپڑی اوندھی پڑی ہوگی۔ وہ
ایک اور تیز جھونکے کے ساتھ غائب ہو جائے گی... ہوا ایسا کہ تمہارا کیا کرایا؟...... یہ سنسنی خیزی
مروج ہوئی چاہئیں!"

میں تصور میں یہ سب کچھ اپنے ساتھ ہوتے دیکھ رہا تھا... آنکھیں پھٹی ہوئی رنگ فق اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

میں نے اپنے خشک حلق کو کسی قدر تر کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی امیں [illegible] کی سنسنی خیزی سے بہت متاثر ہوا [illegible] زمانے میں پڑھی
[illegible] موت کا منظر [illegible] جیسے تم نے مجھے موت سے
[illegible] کہ جب ایسا ہے [illegible] تصور سے مسرت [illegible] یہ آدھ [illegible] موت کا کوئی ایسا
[illegible] اس کتاب میں کئی [illegible] تھیں... جس طرح تم نے اس پاگل [illegible] چیزیں سے مجھے
[illegible] دیا اور پھر آگ کے [illegible] سے مجھے جلا کر خاک کر دیا اور تم [illegible] میری ہڈیوں اور کھوپڑی
[illegible] دکھا دی ہیں... تم کہتے ہو میں اپنے کردار کی سنسنی خیزی پہ مبہوت ہو کر رہ گیا ہوں"

میں نے ہاتھ جوڑتے ہوئے لرزتی ٹانگوں پہ بمشکل کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں [illegible] اور اس پہ [illegible] تمام ایسے کھیل تماشوں
[illegible] انسان کو حیوان بنا دیں... شریف آدمیوں کو جن کی وجہ سے ان کے ہاتھوں بے بس ہو کر ایسی
[illegible] کہ ان کی ہڈیوں کی راکھ کی تیز ہوائیں اڑا لے جائیں..."

اس نے میرے کانپتے ہوئے بازو کو پیچھے سے پکڑ کر مجھے واپس چھتے کی چوکی پہ بٹھا دیا۔

"سگریٹ تم نہیں پیتے ــــ شراب بیئر سے تمہیں بیر ہے ــــ نظر اٹھا کر تم نے ابھی تک اس نیل ناگن کو نہیں دیکھا ــــ چھیلا بننا تمہیں پسند نہیں ــــ پروفیسر تم نہیں بننا چاہتے ــــ تھرڈ کلاس میں مصری آدمی کے بورے کی مانند پڑے ہوئے ہو ــــ اور شوق و جستجو ہے درویش بننے کی ــــ آدھ گھنٹہ ریت سے جتیلا ذکھا مہینے بھر کے لئے ہاتھوں پہ پٹیاں باندھ لیں ــــ میں بھی لعنت بھیجتا ہوں تمہاری تھوڑدلی اور اس بے رنگی پہ ــــ سنو! چیتا' چڑیل' چنڈال ــــ ہڈیاں کھوپڑی کھال ــــ یہ سب ظاہر و باطن کے مآل ہیں۔"

مجھے اندر باہر سے لوٹ پوٹ کر کے بظاہر بے نیاز سا ہو کر وہ رات کے کھیل کی ریہرسل میں لگ گیا ــــ خوف و ہراس سے لرزیدہ پسینے میں نہایا ہوا میں بھی کچھ دیر بعد باہر کھلی فضا میں نکل آیا ــــ شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ مغرب کی جانب آسمان پہ آگ سی لگی ہوئی تھی۔ میں سوچنے لگا' تھوڑ دلا صبح ڈوبنے سے ایسا خشمناک کیوں ہو جاتا ہے؟

رات نے اپنا دامن پھیلا دیا ہوا تھا۔ جہاز کے قریب و دور سے گزرتی ہوئی بادبان دار کشتیاں کشتیوں کے [illegible] لائے لائے [illegible] دور دور تک [illegible] سے نکلے [illegible] کا غبار سا پھیلا دیا تھا ــــ فضا اور ہوا میں اک عجیب سی پُراسراریت رچی ہوئی محسوس ہوتا تھا کہ [illegible] شاید اتنا ہوا اور زندہ جو اپنے تھیروں میں تیغ نکل آیا ہو کہ یقینا نیل سے ڈیلٹاؤں' کھیتوں' کناروں اور [illegible] آ رہا تھا' قمقمے روشن ہو چکے تھے۔ ام کلثوم کے زمزموں سے آراستہ سازینہ دھیرے دھیرے ابھرنا شروع ہوا تو میں ریلنگ سے ہٹ کر ایک چوبی ٹاٹ پہ بیٹھ گیا۔ سگریٹ پیتے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ میں اندر باہر اک عجیب سی اداسی سے بوجھل ہوں۔ یہ اس مصری مداری کی ذکر میں آنے والی باتوں کا اثر تھا یا اس نیل کے پاٹوں کے درمیان محبت جو اب زرد ہو کر آخری ہچکیوں پہ تھی۔ ان ہی سکتے ہوئے لمحوں میں دور کنارے کی کسی مسجد سے "حیّ علی الفلاح' حیّ علی الفلاح" کے الہامی الفاظ امرت کی طرح کانوں میں اتر گئے۔

میں اٹھا ــــ جھونکے کے عرشے کی مسجد میں پہنچا ــــ دیکھا کہ وہ مصری مداری پچھلی صف میں سب سے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

مسلمان ــــ خصوصی طور پہ عربی دنیا میں کہیں بھی ہوں نماز کے لئے قیام و سجود کا اہتمام ضرور کئے مسجدیں بنائیں گے خیر و خیرات کے ادارے' مکتب و مدرسے' شفا خانے تعمیر کرنے میں دلچسپی لیتے

بیشتر مسلم ممالک میں خصوصی طور پر مصر ترکی لبنان شام جو وہاں میں رقص کا ہوں قمار خانوں شبینہ [illegible] کے بڑے بڑے مراکز کے علاوہ جسم فروشی کے مقامات پر بھی باقاعدہ ـــــ چھوٹی ہو یا بڑی [illegible] ۔ ان مراکز پر عالم ہے کہ قتل و غیرہ وہ غیر شرعی اخلاقی حرکات کے علاوہ وہ کیا ہوتا ہوگا تکلیف سے [illegible] آپ دیکھیں کہ مسجد میں بھی حاضری پوری ہوگی ـــــ یعنی رند کے رند رہے اور ہاتھ سے جنت بھی [illegible] یورپ کے ایسے ممالک جہاں کبھی مسلمانوں کا تسلط رہا یا جہاں مسلمانوں کی کئی نسلیں پروان چڑھیں یا [illegible] ثقافت و معاشرے کا نمایاں حصہ ہیں وہاں بھی یہی عالم ہے۔ جیسے یورپ میں الجزائر ترک کرد لیبیا اور [illegible] ممالک کے باشندوں کی ایک خاصی قابل ذکر تعداد موجود ہے۔ جو کئی نسلوں سے وہاں آباد ہیں... [illegible] محلے اور اپنے پورے قصبے شہر ہیں ـــــ سینکڑوں مسجدوں کی بھرمار عبائیں قبائے اور داڑھیاں [illegible] موسم گرما میں گی لیکن وہ اقوال و شعائر جنہیں ہم غیر اسلامی سمجھا جاتا ہے ان کے ہاں وہ روزمرہ [illegible] ـــــ بیئر انگوری شراب کو تو وہ پانی تک سمجھتے ہیں ـــــ کھانے کے ساتھ پانی پینے کا تصور ان کے [illegible] تصور کیا جاتا ہے ـــــ پانی کا استعمال ان کے منہ دھونے اور دیگر کپڑوں کی صفائی کے لئے ہوتا [illegible] لئے بیئر اور انگوری شراب [illegible] تعلقات [illegible] ایک عام سی [illegible] عام ہے۔ [illegible] غیر اخلاقی کام و معاشی ان کا وطیرہ ہے ـــــ یعنی مسجدیں اور مکتب آباد ـــــ اللہ اکبر کی صدائیں [illegible] ـ حی علی الفلاح کی آوازیں گونج رہی ہیں ـــــ یہی تو رہا ہے وہ کیا ہو رہا ہے کوئی الجھ رہا [illegible] رہا ہے۔

[illegible] واقف تھا اس لئے میں اس مصری مدارس کی مسجد کی پچھلی صف میں بیٹھے دیکھ کر بھی ایسا متعجب نہیں [illegible] حقیقت کہ یہ لوگ نماز بھی ادا کر لیتے ہیں۔ نماز کے بعد میری دعا مختصر سی ہوتی ہے۔ مگر وہیں [illegible] کے حصار میں بیٹھے ہوئے لوگ دعاؤں پر زور دیتے ہیں ـــــ لمبی لمبی دعائیں انہیں بڑی [illegible] ہیں ـــــ دعا کے بعد وہ خدا سے نہلائے معصوم بچوں کی مانند نکل آتے ہیں لیکن یورپی النسل [illegible] کے بعد دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے ـــــ کہتے ہیں کہ نماز بذات خود دعا ہی تو ہے ـــــ کہتے تو [illegible] ہیں مگر ہم سادہ لوح مسلمان جنہیں مسلمانی باپ دادا سے وراثت میں ملی ہوتی ہے نماز کو عبادت اور [illegible] سمجھتے ہیں۔ سے تو یہی فرصت بہرحال انہیں آنکھیں موند کے ہاتھ یوں پھیلائے کہ جیسے اللہ [illegible] سے مانگ رہا ہوں ـــــ آگے پیچھے بیٹھے ہوئے لوگ دعا میں مشغول تھا اور مجھے کیا خبر تھی کہ [illegible] علیکم ورحمتہ اللہ سلام پھیرتے ہی نمازیوں کا مجرا بازار اٹھ جاتا ہے۔ اچانک پیچھے سے میرا

کندھا کسی نے جھٹکے سے ہلایا۔ آنکھیں کھولیں... دیکھا وہ مصری مداری خشمگیں نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔

"السلام علیکم یا اہل القبور! نماز ہو چکی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی کچھ اور بھی مصروفیات ہیں ——— محض ربّ العجمی ہی نہیں ربّ العالمین بھی ہے ——— تھرڈ ورلڈ کے مسلمانوں میں ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ اور دوسروں کا وقت بہت ضائع کرتے ہیں ——— اٹھو مسجد خالی کرو جنٹلمین ——— !"

ایک کارڈ مجھے تھماتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک آٹھ بجے اوپر ڈیک پہنچ جانا ——— کپڑے اگر ہوں تو ذرا معقولیت سے پہننا ——— یہ تھرڈ ورلڈ کی گندی بدبودار چیتھڑوں کو در بدر کرتے آنا۔ اوپر پہنچو گے تو دربان تمہیں میرے پاس پہنچا دے گا ——— "

وہ مسجد سے نکلتے نکلتے کہہ رہا تھا۔ "کھانا ٹھونس کر آنا جنٹلمین!"

یہ جادو جا ——— وہ ایک چھلاوے کی مانند مسجد سے باہر تھا ——— میں نے چونکہ دعا تیج میں ہی چھوڑ دی تھی لہٰذا باقی ماندہ دعا جس میں خاندان کے جملہ متوفیاں کے لیے مغفرت کی التجا ہوتی ہے پوری کی غرض خصوصی طور پر اس مصری مداری کے لیے مختص ہوا کہ الٰہی اس کی [illegible] جتنی باتیں [illegible] پوری نہیں ہوئیں وہ میری [illegible] میں آ جائیں۔

او[illegible] ہی مجھے یوں لگا جیسے میں [illegible] سے سیدھا [illegible] کے [illegible] میں [illegible] جیسے عقل یا [illegible] سے [illegible] ہی لے کر [illegible] میں آ گیا ہوں۔ رنگین روشنیوں کی [illegible] کی تجب [illegible] رہی تھی۔ [illegible] ایک [illegible] مجھے [illegible] کی طرح سے ایک [illegible] دو حصہ [illegible] کی ٹوپی تنی ہوئی تھی۔ جس کے اندر اپنا اندر کا کھانا دوڑتا ہوا تھا۔

[illegible] ایک سرکس کے پھیلاؤ جیسا ماحول تھا جہاں باہر سے اندر کو دیکھا نہیں جا سکتا تھا ——— کی مانند صرف سامنے ہی باہر سے دکھائی دیتے تھے ——— لانبے لانبے شاہ رگت تو مندا باہر رہے تھے ——— لمبی لمبی عبائیں سروں پہ سیاہ کھا [illegible] پہ مشرقی [illegible] پہ [illegible] ہوئے [illegible] اندر کمر بندوں میں لٹکے ہوئے تلوار خنجر اور اسی طرح طرحدار [illegible] ——— شاہانہ [illegible] اطلاقی ہوئی جام بکف ساقیں۔" الٰہی الحیر ——— "میرے منہ سے آپ ہی آپ نکل گیا۔

رات کا پہلا پہر [illegible] جام و سبو شروع ہو چکا تھا ——— بڑے [illegible] کی ٹوپی کے اندر [illegible] نگاہوں سے اوجھل ہی رہا ——— یہ سب پچھلے عرصے کا تماشا تھا۔ ریلنگ کے ساتھ ساتھ عربی انداز میں [illegible] آرام دہ نشستوں کا اہتمام تھا ——— دبیز قالینوں قالیچوں پہ چھوٹے بڑے طباقوں میں سامان خورد و نوش [illegible]

[illegible] میدان کھلے اور لگاندان دھرے تھے۔ کہیں وائلن والا اپنی دھن بجا رہا ہے۔ نفیری اور دفوں نے اپنے راگ چھیڑے ہوئے ہیں۔ الغوزے، تمبورے، طوطیاں۔ گھنگھرو، گھیریاں لیتی تھرکتی اٹک اٹک [illegible] ہوئی سیاہ چشم و گیسو رقاصائیں۔۔۔ ان سے اٹھکیلیاں لیتے، چھیڑ خانی کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے [illegible]

میں ایک کونے میں ابھی ''محو تماشائے لب بام'' تھا کہ پیچھے سے مجھے کسی نے یوں جھپٹ کر کھینچا کہ [illegible] اپنے بوجھ سے ہی گر پڑا۔۔۔ یہ وہی مصری مداری تھا۔

''میں تمہارا اپنے کیبن میں انتظار کر رہا ہوں اور تم یہاں دھرے کھڑے ہو۔۔۔ جنٹلمین!''

''میں بھی یہاں تمہارا یا کسی کارندے کا منتظر تھا۔۔۔ جو مجھے تمہارے ٹھکانے پہ پہنچاتا۔۔۔'' میں نے [illegible] سے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

وہ مجھے تنگی سے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

''جنٹلمین! ایک تو تم میں بحث کرنے کی بڑی عادت ہے۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔''

[illegible] کوپی کے [illegible] مداریوں اور جادوگروں کی چھولداریاں [illegible] سے نکلتے ہیں اور اپنا اپنا کھیل تماشا دکھا کر ہیں واپس چلے جاتے ہیں۔ اس کی [illegible] ایسے ہی کاٹھ کباڑ سے بھری پڑی تھی جس کا کوئی سر تھا نہ پیر۔ مداریوں کے جھولے یا عمرو عیاری [illegible] جس میں آیا جہاں کا طلسم [illegible] مداری کی انگلیوں میں ہوتا ہے۔

میری طبیعت چھولداری میں داخل ہوتے ہی اوبنے لگی تھی۔ جن جگہوں پہ ماورائے طبع و فطرت [illegible] کے اشغال ہوتے ہوں وہاں سڑی بوٹیوں کی بو پیدا ہو جاتی ہے۔ جن بھوت چڑیل پریت [illegible] جادو ٹونوں والوں کے ہاں بھی ایسی ہی نحوست بھری کسی مسان کی سڑاند سی رچی رہتی ہے [illegible] چھلاوہ بار جانے والے اس بد بو کو واضح طور پہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی بو ان امور کی نشاندہی کرتی [illegible] جن کا ارتکاب ہوتے ہیں۔ میری بے چینی اور بے کلی بھانپتے ہوئے وہ شاطر کہنے لگا۔

''مجھے اور تجھے بھی علم ہے کہ تم میرے یا خود اپنے کسی کام وام کے نہیں ہو۔ تم ور دو رہ خوار ہونے والے [illegible] جنٹلمین کی ذریعے نہیں۔ درویش بنا مشکل نہیں البتہ درویش بنا ایسا ہی مشکل ہے جیسے [illegible] یا صدف کی جنبش جان کا دانہ یکتا یعنی لولو کا ذر بنتا ہے۔۔۔ ذرہ یتیم و رحیم ہوتا تو محض ہوتا [illegible] اور دُرّ یتیم ہوتا در اصل ہوتا ہے۔۔۔ جنٹلمین!''

اف خدایا! میں کہاں پھر پھنس گیا۔ میں نے اپنے ہاتھ کنپٹیوں پہ رکھ لیے۔

"میں یہ باتیں تم سے کئی بار سن چکا ہوں ——— بات وہ کیا کرو جو سیدھی کانوں سے اتر کر دل میں ترازو ہو جائے۔ مجھے ناک کو بازو پیچھے گھما کر پکڑنا نہ بتاؤ میں الجھ جاتا ہوں' کہو اور آسان لفظوں میں کہ مجھے یہاں اس کباڑ خانے میں کیوں لائے ہو؟"

کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں بات کو چھوڑ سکتا ہوں ——— اگر تمہارا جواب آں جواب ——— "جواب آں جواب حرم" [illegible] شدید متقاضی نہ ہو ——— باتوں کی ریت سے رگڑا میں بھی لگاتا ہوں ——— جبکہ تم بھی ایسا ہی کرتے ہو مگر دو [illegible] سے پٹیاں باندھ کر بھاگ بھی لیتے ہو۔ وہاں اس کی چپ سے دوڑ لگا دی اب یہاں میری پک پک سے [illegible] ہو ——— بہرکیف میں نے ایک بہت بڑی [illegible] سے کہہ کر تمہیں یہاں کھیل تماشے دیکھنے کی اجازت دلوا دی تھی۔ اس کے بدلے میں تمہیں غبارے پھلانے والے اہلکار کی مدد کرنا پڑے گی ... ایک سلنڈر کے ذریعے غباروں میں گیس بھر کر ایک پلاسٹک کے کپڑے کے خیمے میں جمع کیے جاتے ہیں ——— ان غباروں کے اندر آتش [illegible] مسالا ہوتا ہے [illegible] ایک پروگرام کے اختتام پر ان غباروں کو [illegible] کے ذریعے بلندی پر چھوڑا جاتا ہے یا ایک خاص [illegible] میں لکھا جاتا ہے [illegible] تیر! تمہیں اس سے کیا مطلب کہ فضا میں کس کا نام لکھا جاتا ہے۔ بس تم [illegible] غبارے والے کی مدد کرنی ہے۔ پھر آرام سے ادھر ہی بیٹھ کر شب بھر تماشے دیکھتے رہو ——— پر خیال ——— کام میں کوتاہی نہ ہو ...... ہینڈلین!

جہاز پہ چاندنی شب کے ابتدائی ایک ڈیڑھ تین گھنٹے میرے مختلف رنگوں والے غباروں میں گیس بھرنے اور ان پہ دھاگے باندھنے چڑھانے میں گزرے ——— اس دوران کیا کچھ ہوتا رہا نہیں ——— کیونکہ میں ایک بہت بڑا پلاسٹک کے خیمے میں ایک مصری نوجوان کے ساتھ غباروں کی گیس بھرنے میں لگا ہوا تھا۔ شکر ہے کہ یہ نوجوان عام مصریوں کی طرح چپڑ اور سطحی سوچ و فکر کا حامل نہیں تھا بلکہ [illegible] کھلی آنکھوں' کھلے کانوں والا ایک طالب علم تھا۔ مصر کے کسی یونیورسٹی میں باقاعدہ طالب علم [illegible] اپنی تعلیم کے اخراجات پورے کرنے کے لیے ایسے اضافی جز وقتی کام تلاش کرتا رہتا تھا ——— اس کام میں دلچسپی کی وجہ جہاز دریائی مفت سیر کے علاوہ غیر ملکیوں سے ملاقاتوں کے مواقع بھی تھے۔ یہ اس کی سوچ درست [illegible] غیر ملکیوں سے دوستی پیدا کرنا۔ ان سے ان کے ملک' کلچر' تہذیب اور دیگر مختلف موضوعات پہ سیر حاصل گفتگو

[illegible] انسان کو بڑا بلیغ' باخبر اور باعلم بنا دیتی ہے ــــ مختلف قوموں کی زبانیں سیکھنے جاننے کا مفت موقع ملتا ہے [illegible] اگر کوئی غیر ملکی انسان دوستی' مروت' ہمدردی کے چکر میں پھنس جائے تو وہ انسان کی قسمت بھی بدلنے میں مددگار ہو سکتا ہے۔ ۔ وہ بھی کسی ایسی گوری کی تلاش میں تھا جو اسے اپنی پیٹھ پہ بٹھا کر یورپ کے کسی سنہری دیش میں لے جائے ــــ جہاں وہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی صدیوں پرانی دیہاتی سوچ' انداز زندگی اور بھوک' بے روزگاری مانند غربت کے بھیانک نشان دور کر سکے۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ میں یورپ کا قانونی اور پرانا مقیم مسلم پاکستانی ہوں تو اُسے بے حد خوشی ہوئی۔ وہ ابتدائی چند منٹوں میں ہی میرا دوست بن چکا تھا۔ [illegible] صاف ستھری انگریزی میں مجھ سے گفتگو کرتا رہا۔ میں حیران ہُوا کہ اُسے جرمن' فرانسیسی' ہسپانوی زبانوں سے بھی شد بد تھی۔ وہ ذہن رسا کا مالک تھا' نکلتی ہوئی قامت' چھریرا مگر مضبوط بدن' گہری گندمی رنگت' [illegible] سانولوں دیہاتیوں کی وراثت ہے بڑی بڑی موٹی موٹی مسکراتی سیاہ آنکھیں جن پہ جھکی ہوئی خمدار پلکوں کی گھنی جھالریں جو کسی قدر زنانیت کا لطیف سا تاثر بھی چھوڑتی تھیں' آفتابی ماتھا [illegible] بالے گنجان ہوتے ہوئے [illegible] کے نیچے ایسے گداز [illegible] ہونٹ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کا حامل جوان رعنا [illegible] کسی آسودہ سے متمول دل والے پہ آئی ہوئی کسی ایسی [illegible] [illegible] دل میں ایسا [illegible] وہ اسے برقت اپنے ساتھ لے جا کر اس کی قسمت بدل دے گی۔

میں نے دیکھا ہے کہ اکثر امیر کبیر' کئی کئی فٹ لمبی [illegible] فرینڈ اور اپنی حیات [illegible] کے کئی کئی [illegible] ہوئی [illegible] تھی ــــ اپنی [illegible] پہ [illegible] مرضی کرا کر ان گرم ساحلوں والے ملکوں [illegible] سیاحت پہ صرف اپنی عمر کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینے والے کسی مزدور کی تلاش میں آتی ہیں۔ [illegible] جیسے کئی ساحلی مزدور ایسی مزدوری بڑی رغبت و محنت سے کرتے ہیں ــــ ہو سکتا ہے یہ لوچیرا بھی [illegible] والے ایک رات کے مزدوروں والی نسل سے ہوں۔

اس کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ یہ بھی اس چالاک مداری کا پھانسا ہوا یہاں پھنسا ہوا ہے۔ وہ بھی [illegible] [illegible] ٹیسٹ ٹیوب' ریڈ' وریڈ وغیرہ والے طلسماتی آدمی اور شکل کا بیان وغیرہ وغیرہ کھیل تماشوں میں شامل ہے ــــ اس نے مزید بتایا کہ مداری زیادہ دیر کسی کو ایک ہی کھیل تک محدود نہیں رکھتا ــــ بلکہ مختلف تجربے [illegible] ہے۔ آج کل وہ غباروں کا کرتب دکھانے پہ مقرر تھا۔ میں نے یونہی بات چلانے کی خاطر یہ پوچھ لیا۔

"یہ چیتا بننا، پروفیسر کے روپ میں جل کر خاکستر ہو جانا ——— ان کھیلوں میں حصہ لے کر تم نے کیا محسوس کیا ہے......؟"

وہ ایک دلفریب معصوم سی ہنسی ہنسا...... کہنے لگا۔

"یہ سب نظر بندی کے کھیل ہیں۔ ہمارے اُستاد کا اصل کمال الفاظ کا جادو ہے۔ سب سے پہلے ماحول بناتا ہے۔ یہ ماحول بنانے میں موسیقی کے زیروبم روشنی کے اتار اوچڑھاؤ سائے چھپا کے سیلاب بیچھے ہوئے خفیہ سینما پروجیکشن کے ذریعے سلائیڈ اور چیشل بنائی گئی فلم کا استعمال ہوتا ہے کہ دیکھنے والوں کو محسوس نہیں ہوتا کہ جو پہلا دکھائی دیا تھا وہ چیتا نہیں ایک نوجوان لڑکا تھا جس نے چیتے کی کھال اوڑھ رکھی تھی ——— وہ چیتا جب ہوا میں بلند ہوتا ہے دہاڑ لگا کر غائب ہوتا ہے تو وہ فلم کا سین ہوتا ہے جو چھپے ہوئے باریک پردے پر دکھایا جاتا ہے...... یہ سب ایسی پھرتی اور اندھیرے اُجالے کے کچھ ایسے چھلتے ہوئے لمحات میں یوں منظر انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ دیکھنے والوں کی بصارت' سماعت اور عقل و دماغ کو یہ موقعہ ہی نہیں ملتا کہ وہ اصل نقل یا بناوٹ اور حقیقت کے درمیان کسی فرق کو محسوس کر سکیں ——— اسی کو ہی فریب نظر کہتے ہیں خفیہ علوم کا بھی ماہر ہے...... مسمریزم ارتکاز خیال انتقال خیال میں بھی بڑا ماہر ہے۔"

[illegible]

"نہیں یہ تو سائنس ہے علم اور ہنر ہے ——— کھیل اور تماشا اسی کو ہی کہتے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے ——— جیسے ہم فلم دیکھتے ہیں جانتے ہیں کہ یہ سب اداکاری اور بناوٹ ہے۔ پھر بھی دیکھتے ہیں۔ لطف حاصل کرتے ہیں ...... [illegible] ...... بھی ہے ——— جبکہ یہ سب نقل ہوتی ہے اصل نہیں۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"افسوس ہے کہ اس ترقی یافتہ دور کا انسان سب کچھ جانتے سمجھتے ہوئے بھی خود فریبی میں جینا چاہتا ہے۔"

"یہ اس کی مجبوری ہے ——— "اس کا سامنے جس کا نام شارق جمل تھا بے ساختگی سے جواب دیا۔

"حقیقتیں اتنی تلخ اور زندہ رہنے کی مجبوریاں اتنی بے درد ہوتی ہیں کہ انسان یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی جان بوجھ کر انہیں نظرانداز کر دیتا ہے۔ چاہے یہ جھوٹے کھیل تماشے' چشم پوشیاں' جھوٹی تسلیاں' خوشیاں اور کھوکھلے قہقہے ...... بے شک وقتی ہی کیوں نہ ہوں کچھ نہ کچھ تو جینے کی سکت تو دیتے ہیں ——— پل کے لئے ہی کسی انسان کے چہرے کا جغرافیہ تو بدل جاتا ہے...... جیسے کہتے ہیں"

[illegible] جھوٹ بہتر ۔۔۔ جو فساد پیدا نہیں کرتا' جدا نہیں کرتا' انسان سے زندگی سے نفرت پیدا نہیں ہونے [illegible]

میں نے گفتگو کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے۔ گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر پوچھا۔

"میں نے تمہیں تمباکو نوشی کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟"

"میں تمباکو نوشی پہ لعنت بھیجتا ہوں ۔۔۔ تمباکو نوشی کرنے والے مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتے .... مجھے [illegible] ازلی جہالت کی بو آتی ہے ۔۔۔ ہاں' تمہیں شاید اچھا نہ لگے کہ میں کبھی کبھی یا میسر آنے پہ شراب ضرور [illegible] ...... لیکن بڑھیا اور ولایتی ......"

میں اس کا منہ تکنے لگا۔

"یعنی تم چھوٹی خباثت پہ لعنت بھیجتے ہو اور بڑی ام الخبائث سے رغبت فرماتے ہو کیا یہ تمہاری ازلی اور [illegible] جہالت کی نشاندہی نہیں؟ تم تو اپنے استاد سے بھی دو جوتے آگے نکلے ۔۔۔ تم اگر اپنے نفیس و جمیل نہ [illegible] کی تین حرف بھیج کر یہاں سے نکل لیتا۔"

[illegible] بات تو تم بھی [illegible]

[illegible] پھر بھی نہیں [illegible]

[illegible] جلد سے جلد مکمل کر لینی چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم [illegible] تسلی [illegible]

[illegible] دیکھ سکیں گے [illegible]

[illegible] گھنٹے میں ہم [illegible] باہر بیٹھ گئے تھے۔ شارق مصری [illegible] نکال کر چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں قہوہ ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ مصری رقاصاؤں کا رقص دیکھو۔ ۔۔۔ یہ طائفہ یہاں کا مشہور اور مہنگا ترین طائفہ ہے [illegible] جاتی ہے۔ میرا اطمینان کے ہوشربا رقص دیکھنے کا اصل لطف اسی شہر سے پہنچ آتا ہے۔ دریائے [illegible] نیل کے ساحلوں کی مسحور کن ہوا ۔۔۔ شب کا پہلا پہر ۔۔۔ یہ سب مل کر ایک ایسا سحر آگیں [illegible] کرتے ہیں جو کسی زمینی رقص گاہ میں ممکن نہیں ہو سکتا۔"

[illegible] آنکھیں تو پہلے ہی اس "فتنہ مصری" پہ لگی ہوئی تھیں۔ شارق کی اس جادو بیانی پہ مزید کھل کر [illegible] میں دیکھ رہا تھا اس کا فربہ ملائم اور گورے سانچے میں ڈھلا ہوا جسم جس میں شاید ہڈیوں کا کوئی [illegible] تھا۔ اس میں پارے کی مانند تھرکن تھی ایسی بجلی سی تھرکن اور گدگدی سی کھلبلاہٹ انسانی جسم میں پیدا کرتا [illegible] تھی۔ لیکن عربی النسل رقاصاؤں کی یہی اک وجہ شہرت ہے۔ جس طرح پشتو فلموں میں رقص کا محور

بھرپور جسم کی کمر پتلی اور پیٹ ہوتی ہے بالکل ایسے ہی یہاں کے رقص کا مرکزی خیال یا نقطہ اتصال بھی خم گدرائے ہوئے پیٹ کے بیچ گہری تنگی سی موتی جڑی ناف اور پارا آور سینہ ہوتا ہے۔ یہ سامان داد و دہش تراکیب استعمال جس رقاصہ کے ہاں وافر پائے جائیں گے وہی وقت کی آرزو اور مس آزوری ہوتی ہے۔

دُنیا کے ہر خطے ملک میں حُسن و جمال کے اپنے اپنے انداز و معیار ہیں ——— جس طرح ہر شخص اپنا الگ جداگانہ انداز فکر رکھتا ہے اسی طرح حسن و جمال کے پرکھنے دیکھنے کے لئے بھی ہر قوم ملک اور فرد کے پاس اپنی اپنی پسندیدہ کسوٹیاں ہیں۔ کہیں کہیں تو ہنسی نکل جاتی ہے اور بات سمجھ سے بالا ہو جاتی ہے۔

باؤ پاؤ بھر لٹکے ہوئے ہونٹ ——— ناک ایسی بیٹھی ہوئی کہ اسے چپٹا نہیں لیٹنا کہتے ہیں۔ گردن ڈیڑھ فٹ لمبی جس میں لوہے اور پیتل کے کڑے چڑھے ہوں ——— قامت کہ شب دیجور بھی شرمائے چھاتیاں پورے پکے ہوئے پپیتوں کی مانند نیچے گھٹنوں تک لٹکی ہوئی ——— بال ایسا گھنگھرالا جس میں مرغاب سی بیا خوں کا گمان ہو۔ جسے آندھیاں چلیں تو بجلیاں کڑکیں۔ ایسی ہوتی ہے افریقہ [illegible] ہوائی اور یونان والے چھاتیوں کی [illegible] تراش کا ہے۔ [illegible] ہوا سے پسند کرتے ہیں بلکہ جس عورت کی چھاتی اپنے ہی بوجھ سے تھلتھلاتی ہو اسے دونا ڈوبت سمجھتے ہیں افغان کرد اور ازبک ——— صحت مند عورت کو عورت نہیں بلکہ دو دو دیکھنا چاہتے ہیں۔ بڑے بڑے ہاتھ پاؤں فربہ جسم کیا ہوا چہرہ موٹے سر سے قدو [illegible] مکمل عورت کہی جاتی ہے فرانسیسی اور انگریزوں امریکیوں کے ہاں عورت کا تصور بڑا ہی متوازن اور مکمل ہوتا ہے۔ عام طور پر ان کے ہاں عورت کا ہاتھ پاؤں اور بال پیوں تک محدود ہوتا ہے یا پھر وہ عورت جو دور سے ٹی بی کی مریضہ لگے۔ جس کے منہ سے کچے ناریل کے تیل اور جسم سے مری ہوئی مچھلی کی باس آئے۔ جس کی آنکھیں کی طرح تنگی اور پاؤں کے جوتے میں ہرگز قبول اسے ہوں ——— چینی جاپانی فلپائنی تائیوانی ویت نامی وغیرہ میں عورت مکمل عورت ہے۔ کوئی ڈیکوریشن پیس یا شو پیس نہیں ہوتا۔ بس وہ باقی چیزیں ہونی چاہئیں۔ ان کے ہاں بال آنکھیں ناک قد اعضاء وغیرہ سب فالتو اور بیکار چیزیں ہیں۔ ان کے ہاں عورتوں کو ایسی گڑیا جیسی ہے جو معلوم ہوئے کہ کون سی ہے جوان کون اور بوڑھی تو وہاں کوئی ہوتی نہیں وہاں کی عورت کے چلنے پھرنے ہوتا ہی نہیں جسے کوئی زوال آئے ——— آنکھ سے کچھ کچھ نظر آتا ہو اور ناک سے چھینک برآمد ہوتی ہو تو وہ وہاں کی حسین ترین عورت ہے۔ باقی رہے پاکستان اور ہندوستان وغیرہ تو یہ

عورت کا معیار حسن یہ کہ اس کی نبض چلتی ہو یا وہ پھر دوسرے کی بیٹی بہن بیوی ہو۔ ایسا بھی ہوا کہ جسے حسین حسین ہونا گیا تحقیق سے وہ ہیجڑا نکلا ۔۔۔ کہنا یہ تھا کہ مصر لبنان اردن شام یا اسی قبیل کے "جھانویں" ملکوں کی فلموں ٹاٹ کلبوں وغیرہ میں جو رقاصہ اور حسین عورت کا تصور ہے وہ ایک تھرکتی ہوئی زلزلہ زدہ گوشت پوست کی زرخیز پہاڑی کا نام ہے ۔۔۔ جیسے ہمارے ہاں کوہساروں کی ملکۂ حسن مری ہے اور اس کا پیشتر حسن پنڈی روڈ والے چرچ کی ناف میں بعد قدرے اس کے پوسٹ آفس کے بیچ حیاں دار چیتے اور باقی [illegible] پنڈی پوائنٹ کی ٹانگوں اور سیسل ہوٹل کی پیشانی وغیرہ میں ہے۔

ان عربی الطرز رقاصاؤں میں کسی بھی کنواری چٹی کی گنجائش بالکل نہیں ہوتی ۔۔۔ پکی پکروڑ ہوئے پیلے ہوئی خوبانی کی مانند ۔۔۔ جس کا رسیلا رس نظر کی معمولی چوب سے ہی ٹپک ٹپک پڑے ۔۔۔ بھرپور اور [illegible] بدن جسے چار سو چالیس وولٹ کے ننگے تار چھوا دیئے گئے ہوں۔ جیسے مسلسل تشنج کے دورے پڑتے ہوں۔ [illegible] کے پیٹ میں عین ناف کے نیچے لہریئے دار قولنج کا گولا گھومتا ہو ۔۔۔ گرمی کے احساس سے مرمریں [illegible] پروانے نام پائل بھی تہمت کی طرح دھرا ہو۔

[illegible]

[illegible] بیٹا باپ کی [illegible] حسین وجمیل [illegible] بھری نظروں سے دیکھ کر اپنے باذوق ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں [illegible] بارے کے [illegible] قدردان اکٹھے [illegible] شامل ہوتے ہیں جیسے ہمارے ہاں ہر دو شریف [illegible] قرأت کی محافل [illegible] اور لوگ مع بچوں [illegible] کے شریک ہوتے ہیں۔

میر احلوانی بھی ایک ایسی ہی جسم ہلتے اور دھوپ والی پہلوان رقاصہ تھی جس کی وجہ شہرت محض جسمانی اوصاف و خصائص تھے۔ اسی کی وجہ سے میں نے اسے یونہی میر اپہلوانی کہہ دیا تو شارق بگڑ بیٹھا۔

"تم حلوانی کی بجائے پہلوانی کہہ کر مصر بلکہ پورے عرب کی مایہ ناز اور عظیم ترین فنکارہ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہو ۔۔۔ شکر کرو کہ تم اس وقت یہ نازیبا الفاظ ادا کر رہے ہو جب شاہ فاروق زندہ نہیں [illegible] کے قتل ہونے سے [illegible] بھاری بھرکم [illegible] حسیناؤں کے بارے میں اپنا [illegible] نظر [illegible] رقاصہ کی [illegible] اور شہرت [illegible] میں [illegible] کی نسبت اس کی قربت کا زیادہ [illegible] تھا۔ [illegible] کے دور میں [illegible] تہران [illegible] نے نازک اندامی اور [illegible] کی خاطر [illegible] اور [illegible] پر [illegible] شروع کر دیئے تھے کہ شاہ [illegible] کشیدہ قامتی پسند کرتا ہے شہنشاہ [illegible] کی فروتنی نہیں ۔۔۔ ایسے ہی

شاہ فاروق کے دور "زرو زروں" میں ـــ زنانِ مصر بازاری نے اپنی ہلکی کشتیوں کے ساتھ بھاری بھاری لنگر باندھنے شروع کر دیئے تھے۔ پیٹوں اور پنڈلیوں پہ موٹی موٹی پٹیاں، چھاتیوں پہ آتشچ کے غلاف، کولہوں پہ موٹے کپڑے کے استر اور شانوں کی ہڈیوں پہ روئی کے شفتلے رکھتیں کہ مبادا شاہ کی نظر ان پہ پڑے اور محروم التفات رہ جائیں۔

عرشے کے وی آئی پی مہمان اور اوّل و اعلیٰ ترین توجہ کے اہل مسافر درجہ بدرجہ اپنی اپنی نشستوں پہ فروکش تھے۔ شیشے، حقے، چیچوان سلگ رہے تھے ـــ دنیا بھر کی اعلیٰ سے اعلیٰ شراب پیش کی جا رہی تھی بڑے بڑے تانبے اور چوبی طباقوں میں سامان خورد و نوش سجا ہوا تھا ـــ سالم ذبح نیل کی مچھلی [illegible] کے مرغ زرین مع رنگین پروں کی ... "افغانستان اور یونان کی بکریں" ... عربی بھیڑ، بڑی بڑی جہازی [illegible] خمیری تافتان، بھنے سنگھاڑے آلو اور خشک و تر میووں کا اک جہان طعام سجا ہوا تھا... زرق برق روایتی [illegible] میں ملبوس مؤدب خدام ـــ سیہ چشم چوکڑیاں بھرتی، دل و نگاہ کو گرماتی، عیش و عشرت [illegible] جھلاتیں ... سب پہ قیامت "میر اپلوانی" کا ہیجان خیز رقص [illegible] شباب [illegible] جنہیں وہ ... چھنک چھنک ... دیا جاتا ہے۔ شاید ایسے ہی رقص کو کسی اور صورت میں ڈھلتے جانے کو رقص بسمل کہتے ہیں اب کہہ سکتے ہیں کہ رقص درویش کی تو کوئی اور ہی کیفیت ہوتی ہوگی۔

شارق اظہل نے [illegible] کہ گرم گرم قہوے کی پیالی [illegible] ہوئے کہا۔

"ان تھکنوں کے ساتھ ساتھ منہ اور زبان کو مصروف رکھنا چاہیے۔ اس طرح اعضاء و اعصاب میں اعتدال قائم رہتا ہے۔ کیا دیکھتیں نہیں رہے کہ سب لوگ کھا پی اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ قہوے کی ہلکی ہلکی چسکی بھرو۔ اسی طرح میر اپلوانی کے رقص کی شہوت انگیز چھنکیوں کا اثر نہیں ہوگا ـــ اور ہو سکے تو ہلکی ہلکی بات چیت کا سلسلہ بھی جاری رکھو.... دھیان بٹا رہتا ہے۔"

"شارق! ـــ مجھے یقین ہے کہ تم نے ابھی شادی وادی کا جھنجھٹ نہیں پالا۔"

"تم ٹھیک سمجھے ہو ـــ" اس نے "میر اپلوانی" سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیا۔

"تمہاری صحت، شخصیت اور وجود و کام کی نوعیت بتاتی ہے کہ صنف لطیف کی جانب رجحان [illegible] بھی تمہیں کوئی دلچسپی نہیں۔"

اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ اسی بے نیازی کی حالت میں جواب دیا۔

"بالکل نہیں ـــ تم نے جنسِ لطیف کا لفظ استعمال کیا ہے ... میں جنسِ لطیف کو کثیف بنانے کے حق میں نہیں ہوں۔"

"ایسے شہوانی ہیجان پیدا کرنے والے رقص اور مناظر تو تم روز ہی دیکھتے ہوگے۔ اس کا کچھ نہ کچھ اثر بھی تو ہوتا ہوگا؟ جوان ہو خوبصورت ہو جیب پیسہ اور خون ـــ جیب و جسم میں ہو تو ضرور کھنکتا ہے بولتا ہے ـــ بلکہ پورا پورا تولتا ہے۔"

میری جانب توجہ دیے بغیر اس نے جواب دیا۔

"یہ بھی تم ٹھیک کہتے ہو....."

معاً مجھے محسوس ہوا جیسے وہ غنودگی یا ہلکے سے نشے کی کیفیت میں ہے۔

"شارق!... تم میرے سوالوں کا ٹھیک سے جواب نہیں دے رہے ـــ معلوم ہوتا ہے جیسے تم نشے کی حالت میں ہو......؟"

وہ اچٹتی سی نظر مجھ پہ ڈال کر بولا۔

"نشے میں تو نہیں البتہ ہلکے سے سرور میں کہہ سکتے ہو۔"

[illegible]

"قہوے کے بدلے انہیں ہمیشہ اس کام کے دوران اپنے قہوے میں مصری لیکور کی رم ملا کر پیتا ہوں۔ اس سے مجھے حوصلہ ملتا ہے۔ تم بھی تو دو تین پیالیاں چڑھا گئے ہو۔ کیا تمہیں یہ محسوس نہیں ہوا؟ تم نے اس قہوے سے پہلے دو گھونٹ ہی کافی ہوتے ہیں میں نے بتایا تھا کہ تمہیں رم ملا ہوا قہوہ پیش کر رہا۔"

میری تو سٹی گم ہو گئی۔

"کیا تم نے قہوے میں شراب پلا دیا......؟"

"قہوہ کم بخت چیز ہی ایسی ہے زہر بھی ملا کر پلا دو تو محسوس نہیں ہوتا ـــ اس کی تلخی میں ہر چیز کا سواد ختم ہو جاتا ہے۔"

"تم نے میرے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔"

"پہلی بار پینے پر میں نے بھی اپنے دوست سے ایسے ہی شکوہ کیا تھا ـــ پھر میں اپنے استاد سے بے حد بگڑا کہ وہ مجھے قہوے میں مسلسل رم پلاتا رہا جس پہ میرے استاد نے بتایا کہ وہ بھی کسی اپنے ہی ساتھی سے بے حد خفا ہوا تھا کہ وہ اسے مسلسل کئی برس پلاتا رہا ہے ـــ لہٰذا برادر! گولان کی

پہاڑی والے بزرگ بابا کی لڑی لڑی سے ہر کوئی دانہ ایسے ہی جڑتا ہے ـــــ لو ایک پیالی قہوہ اور پیو ـــــ کوشش کرو کہ میرا حلوائی کی ناف سے نظر نہ ہٹے......"

"یا اللہ ـــــ!"

میرے منہ سے بیساختہ نکلا اور میں عقل و فکر سے بیگانہ ہو گیا ـــــ باقی بعید جو کچھ ہوا وہ میرے فہم سے ماورا تھا۔

- نویں فقیری دا دھواں تے کچی یاری کا بھانبڑ......!

سات راتوں اور چھ دن کا سفر میرے سلطے کی حفوص پہ بھاری تھا ـــــ تبھی مجھے معلوم ہوا کہ خود کو چھپانا ـــــ کتنا کٹھن ہوتا ہے۔ اس کی مثل یوں کہ کسی مفلس و نادار کے ہاتھ اگر کہیں سے کوئی خزانہ ہاتھ لگ جائے پھر کیا کچھ ہو سکتا ہے ـــــ یہی کہ اگر وہ دیانت سے کام لے کر اسے چھپا جائے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دے اور پھر [illegible] اپنی جائز ضرورت کے مطابق خرچ کرے ـــــ اپنے چلے [illegible] طریقہ [illegible] [illegible] [illegible] حالت [illegible] [illegible] ہے [illegible] کر والے کا خزانہ پایا اور کمایا۔ انہیں ایسا چھپانا ہی مشکل کام ہوتا ہے۔

فقیر اپنی [illegible] درویش اپنی درویشی ـــــ اسی طرح چھپاتے ہیں جس طرح کوئی خزانہ [illegible] [illegible] [illegible] چھپاتی [illegible] ہے۔ خود کو ملامت کے کوڑے مارنا [illegible] آسان بھی نہیں ـــــ [illegible] وہ کوچہ ـــــ اور جو ظاہر ہو وہ بھی [illegible] ـــــ یہ فقیر یہ درویش ملامتی چپ کپ میں ملاتی ـــــ کیا مجھے کوئی کہ [illegible] حالت جذب میں جام بکف ـــــ [illegible] منصور حلاج کا کھلی آنکھوں سے [illegible] [illegible] دیکھنا تھیں اور فیصلے کرواتا۔ ایسی حال تو وہ ولی کا مسلک نہیں۔ کسی فقیر درویش کا منصب [illegible] بلند ہوا تو ـــــ جام بکف ہوا اور ـــــ فقیری اور درویشی کی راہ تو کو ئے ملامت سے ہو کر گزرتی ہے [illegible] [illegible] [illegible] جام [illegible] [illegible] [illegible] نحو کریں زمانہ [illegible] چمک [illegible] ـــــ تعزیریں [illegible] [illegible] [illegible] ـــــ [illegible] کوڑے زنجیریں [illegible] [illegible] ـــــ یہ سب بھی ان ہی کے لئے تو ہیں وہ والی تو [illegible] بن جاتا ہے۔ ماں کی دعا سے بن جاتا ہے۔ آنکھ کی حیا سے بن جاتا ہے ـــــ مگر فقیر اور درویش تو [illegible] ہے ـــــ بقا اور فنا سے بنتا ہے۔ اسے ملامت میں اور ملامت کے لئے بنایا جاتا ہے۔ یہ لوگوں کی نظروں کا نظر بٹو ہوتا ہے۔ یہ مخلوقِ خدا کے لئے بیکار کا ٹٹو ہوتا ہے ـــــ یہ چتوروں کے لئے چٹو اور اپنے [illegible]

[illegible] نظر میں کتنا کھٹو ہوتا ہے۔

یہ صدقے کا کالا بزبچہ ——— جو بند تو تیغ سے ناخنوں پہ کھڑا ہو رکھتا ہے اور جس کے منہ سے "میں" تو [illegible] سے تیغ ہی نہیں۔ جو چھری تو کیا محض قصائی کی بو پاتے ہی خود بخود ذبح ہو جاتا ہے۔

میں نے جانا کہ تیغے میں جو کچا رہ جائے تو کبھی پختہ نہیں ہوتا۔ تیغے میں کچی اس وقت تک نہیں نکلتا [illegible] منزل منزل ہیں ——— ہر سنگِ میل اپنی گزشت سے مختلف اور سخت آزمائش کا حامل ——— کوئی بے یقینی اور [illegible] تشکیک کے جنگل کے پاس گڑا ہے ——— کوئی بدعت و شرک کی دلدل کے قریب ایستادہ ہے۔ کوئی سنگ [illegible] راہ ابہام کے صحرا میں سراب کی مانند ہے ——— غرضیکہ مجازی اصل چیز ہے یہی ہلکی سی تبدیلی سے [illegible] میں بدل جاتا ہے ——— [illegible] تو مجاز اور حقیقت کا مسئلہ ہی [illegible] ——— بس حق ہی حق ہوتا ہے ——— کوئی دوئی باقی نہیں بچتی ——— [illegible] رہنا چاہئے کہ [illegible] پہنچتا ایسے ہی کے چکر لگاتا رہتا ہے۔ لوگ اسے [illegible] کہتے ہیں [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] تو زندگی کے [illegible] [illegible] ہے۔ کچا پھل انسانوں سے زیادہ پرندوں کے کام آتا ہے۔ کچا [illegible] پیٹ میں فساد [illegible] ہے۔ [illegible] جائے تو ہونٹوں میں [illegible] کر جینا عذاب بنا دیتا ہے۔ [illegible] ہو خواہش خواب یا [illegible] یا محبت۔

"[illegible] رہ گئی جہاں دی یاری [illegible] تے [illegible]"

کچی کا [illegible] ——— کچی رہ جائیں تو وقت پہ پچھتاوا [illegible] ہیں۔ [illegible] [illegible] دوں تو بڑی مصیبت ڈالتے ہیں ——— کچی [illegible] میدان میں [illegible] دیتی ہے۔ [illegible] ہیں اور کچی زبان [illegible] میں [illegible] ہے ——— کچا [illegible] کے [illegible] ——— کچا [illegible] کے قول کا اور کچا [illegible] چھوٹے کا نے چھول کا۔

ان سب [illegible] میں سب سے زیادہ نقصان دہ فقیری کا ہے۔ کہا گیا کہ "[illegible] فقیری تے [illegible] [illegible] کچا فقیر اپنے اور دوستوں کے لئے بربادیوں کی اک [illegible] ہے۔ [illegible] ——— مخلوقِ خدا کے لئے اک عذاب کا موجب رکھتا ہے۔ دیکھے ہوں گے کہ بڑے بڑے [illegible] [illegible] تام نہاد روشن ضمیر ——— دن رات چرس بھنگ کے نشے میں ڈوبے ہوئے ——— ہاتھ کی انگلیوں

میں پانچ پانچ چرس کے سگریٹ بھا کر خود اور مریدوں کو سوٹے لگوانے والے ۔۔۔ دین کی ہوش نہ دنیا کی۔ کچھ عصری علم کی بوجھ اور نہ دین کی کچھ سوجھ ۔۔۔ !

شاید دھوئیں کا بھی پکی فقیری کے ساتھ کوئی تعلق ہے کہ دھواں جہاں کہیں سے اٹھ رہا ہوگا وہاں کہیں نہ کسی حساب کتاب میں کوئی فقیر' فقرا فاقہ مست' فراق زدہ' فسوں کار' فرو تن ضرور ہوگا۔ "یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے"۔۔۔ دل و جان کے علاوہ بھی یہ بہت سی جگہوں سے اٹھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس وقت میں کچے فقیر' کچے دھوئیں یا "تویں فقیری تے دو پہریں دھواں" کی بات کر رہا ہوں۔ فقیری نئی ہو یا پرانی دھوئیں کے بغیر نہیں چلتی۔۔۔ فقیروں درویشوں' سادھو سنتوں کے ہاں کوئی باقاعدہ باورچی خانہ تو ہوتا نہیں یہ خود مست جنگلوں' مٹھوں' پہاڑوں' صحراؤں میں بے در و دیوار' ننگی زمین اور کھلے آسمان تلے براجمان ہوتے ہیں۔ اپنی چائے چلم کے لئے ڈیرے [illegible] کی الاؤ کا ہی طرح بند و بست رکھتے ہیں۔ گھاس پھونس جھاڑ جھنکاڑ جنگل بیلے کی لکڑی گیلی ہی ان کا ایندھن ہوتا ہے جس کی کمی نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان کا یہ الاؤ ہمہ وقت روشن رہتا ہے۔۔۔ [illegible] ہے کہ جہاں گیلی سیلی لکڑیوں اور ہرے پیلے پتوں ٹہنیوں کا دو شن دیکا [illegible] وہاں دھواں [illegible] [illegible] دھوئیں کا ننھا سا جھیلا ڈیرہ بھی ہوگا۔۔۔ [illegible] ہیں ۔۔۔ [illegible] فقیر کے ڈیرے [illegible] [illegible] سے [illegible] جنگلی جانور قریب نہیں پھٹکتے ۔۔۔ روشنی کے لئے کسی لالٹین یا دیئے باتی کی حاجت باقی نہیں رہتی [illegible] [illegible] ملتی سے بچاتی اور سردیوں میں کو ڈی کڑے سے فراغت رہتی ہے [illegible] اور [illegible] اکیلے دو کیلے کا من پرچا دیتا ہے ۔۔۔ چنگاریوں کا رقص' ایرانی [illegible] کے توڑے' شوخ [illegible] [illegible] نیلے پیلے قرمزی' نارنجی رنگوں کی راس لیلا اک نرالا سماں باندھے رکھتی ہے۔

یہ سارے کارو بار پکے اور اصلی سادھو سنتوں' فقیروں درویشوں کے ہوتے تھے۔ اب یہ سب [illegible] فقیروں کے ڈیروں پر کسی اور طریقے انداز سے سرانجام پاتے ہیں ۔۔۔ اس طرح نیا قوسے [illegible] "فقیری دھواں" ہوتا ہے نکی چرسیلا دھواں ۔۔۔ اب یہ تکیئے گوشہ نشین یا تارک الدنیا فقیروں کے نہیں بلکہ اشتہاری مجرموں' منشیات فروشوں' قمار بازوں اور منشیات کے عادی' تارک الدین دنیا بوقت کی پناہ گاہیں ہیں ۔۔۔ عرسوں اور میلوں ٹھیلوں کی اوٹ میں چرس بھنگ کے بڑے بڑے بیوپار [illegible] بازار سجتے ہیں۔ دو ریوڑ یہ "تویں فقیری اور فقیری دھواں" اک زبردست دھندا ہے۔ جس کی پشت منشیات کے بڑے بڑے ڈیلر اور اسمگلر کرتے ہیں ۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہ غیر قانونی کاروبار سرکاری اداروں کی کالی بھیڑوں کی ملی بھگت کے بغیر ممکن نہیں ۔۔۔ لہٰذا بڑے بڑے عرسوں میلوں پہ منوں ٹنوں کے حساب

[illegible] محنت اور استعمال ہوتی ہے ـــــ غضب خدا کا قبروں آستانوں مسجدوں کی دیواروں صحنوں اور حجروں میں [illegible] بھرے جاتے ہیں اور بنا کسی حیا و حجاب کے کھلم کھلا سوٹے لگائے جاتے ہیں۔ بلکہ خود نام نہاد [illegible] ملنگ اور مرشد اس کارِ خبیث میں شامل ہوتے ہیں اور اسے فقیری دھونی کا نام دیتے ہوئے نہیں [illegible] ـــــ الحفیظ و الاماں ـــــ!

ان مقامات پہ آپ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نئی نسل کے نوجوانوں طالبعلموں اور عام محنت کشوں کو [illegible] اور ایک خاص منصوبہ بندی سے اس قعرِ مذلت میں دھکیلا جا رہا ہے ـــــ آسودگی سکون یکسوئی [illegible] ملنگی کے جھانسے میں پھنسایا جاتا ہے۔ یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ فقیری درویشی ملنگی کے لئے یہ [illegible] دھواں انتہائی ضروری عنصر ہے۔ اس سے نہ صرف دھیان بنا رہتا ہے بلکہ نروان اور گیان حاصل [illegible] ہے۔ اسی ڈرگ مافیا نے خاص [illegible] دوران اور معاشرتی ناانصافیوں کے مارے ہوئے [illegible] کے لئے مخصوص نعرے دھمالیں غزلیں اور قوالیاں ایجاد کیں ـــــ جن میں جام سبو قلیان شیشہ [illegible] کی اصطلاحات اور استعارے [illegible] انداز میں استعمال کئے ہیں کہ [illegible] آسودہ ذہن [illegible] لیتے ہیں ـــــ [illegible]

[illegible] لئے ہی مخصوص ہو کر رہ گیا ہے ـــــ (استغفر اللہ!)

ملتان شریف میرا آنا جانا [illegible] رہتا ہے ـــــ [illegible] اور میں کچھ عزیزوں کے ایک [illegible] کام کے سلسلے میں محض چند گھنٹوں کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز یہاں پہنچا تھا ـــــ رات کی آخری [illegible] لاہور کے لئے میری واپسی کنفرم تھی۔ ملتان ایئرپورٹ پہ میرے عقیدت مند موجود تھے ـــــ گرم جوشی [illegible] ایسے موقعوں پہ استقبال کرنے والوں کے برتاؤ میں ہوتی ہے مفقود تھی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ لوگ [illegible] استقبال کر رہے ہیں ـــــ نشہ بخشے مجھے ہوئے ـــــ آنکھیں بجھی ہوئیں اور مصافحے کے لئے [illegible] ہاتھ بے جان و نخ ـــــ الٰہی! یہ مردے کہاں سے نکل آئے ؟ ـــــ کار میں بیٹھتے ہی میں نے [illegible]

"سائیں! خیریت؟ ـــــ یہ سب میری آپ کے چہروں پہ بارہ بج رہے ہیں ـــــ انتہائی گرمی کے [illegible] ـــــ آشیانوں کی خیر ہو بابا! کچھ تو کہو آخر ماجرا کیا ہے ـــــ!"

میری دائیں جانب بیٹھا ہوا عزیز ہنسیں ہنسیں کرتا ہوا چہکا۔

"باباجی! گھر پہنچ کر پہلے آرام فرمائیں پھر کوئی گزارش کریں گے۔"

مجھے کھٹک سی گئی کہ جس کام کے لئے آیا ہوں وہ کچھ مزید بگڑ چکا ہے۔ تینوں افراد گم صم منہ سے خاموشیاں ڈالے ہوئے تھے۔ میری طبیعت اوب سی گئی میں نے دوبارہ دریافت کیا۔

"سائیں! زندگی موت، دکھ سکھ تو ساتھ ساتھ یونہی چلتے رہیں گے ان سے تو مفر ممکن نہیں۔۔۔ بولو تم لوگوں کے منہ کیوں بنے ہوئے ہیں؟"

ایک بوڑھے نے بادلِ نخواستہ زبان کھولی۔

"باباجی! ہم تو جیتے جی برباد ہو رہے ہیں۔۔۔ کوئی مر جائے تو صبر آ جاتا ہے لیکن اگر کوئی سسک سسک کر مرے تو کسی طور چین آتا ہے نہ صبر۔۔۔"

وہ ہلکی ہلکی سسکیوں کی زد میں آ چکا تھا۔

"بشارت کہاں ہے۔۔۔ گھر پہ نہیں۔۔۔؟" میں نے معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کی خاطر پوچھا۔

"جی وہ آپ کے آنے کی خبر پاتے ہی کل رات گھر سے بھاگ گیا تھا۔۔۔ ہم پیچھا کرتے ہوئے [illegible] کے مرشد کے [illegible] پہنچے تو وہ اپنے بابا کے قدموں [illegible] پڑا ہوا تھا۔ ہم جونہی اسے کو اٹھانے [illegible] کیا [illegible] مشاہدہ فرما چکے ہیں جو بھی کوئی ان کی خدمت میں خلل انداز ہوگا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ہم وہاں کافی دیر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتے رہے مگر وہ شاید لمبا ہی نشے میں ڈوبا ہوا تھا۔"

"حد ہو گئی۔۔۔۔ وہ جس حالت میں تھا آپ اسے اٹھا کر گھر لے آتے۔"

"ایسا بھی کئی بار کر چکے ہیں۔۔۔ مگر جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ ہوش میں آنے کے بعد طرح دیواروں دروازوں سے سر پٹختا ہے۔۔۔ خود کو کتوں کی طرح نوچنے کھسوٹنے لگتا ہے۔۔۔ دہائی دیتا ہے۔۔۔ گھر والے تو کجا ہمسائے اور محلے والے بھی عاجز آ جاتے ہیں۔"

"یہ بابا کیا چیز ہیں۔۔۔۔؟" میں نے مزید دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"جی! دراصل وہ کوئی عمر کے لحاظ سے بابا نہیں بلکہ ایک بارہ تیرہ برس کا لڑکا ہے۔۔۔ کسی سے بات نہیں کرتا۔۔۔ لوگوں میں چپ شاہ سرکار مشہور ہے۔ مجھ اندھیرے [illegible] پیچھے دالان میں ایک چادروں سے ڈھانپی ہوئی قبر کے پہلو میں پڑا آنے جانے والوں کو خالی خالی نگاہوں سے تکتا رہتا ہے۔۔۔ تو خوش ہو کر لے لیتا ہے ہاں پاس پہنچ کر سلام کرنے والوں کو تھپڑ لگانا نہیں بھولتا۔۔۔"

"واہ۔۔۔!" بے ساختہ میرے منہ سے نکلا۔ "وہ قبر کس کی ہے اور چپ شاہ سرکار کیا ہیں؟"

کوئی شرع شریعت یا نماز روزہ......؟"

"تو پتہ تو ہے جی......" وہ کانوں کو چھو کر بتانے لگا۔ "بابا جی! شرع شریعت کا کیا کام؟ وہاں تو کوئی [illegible] بھی نہیں کرتا۔ دن رات چرس کے سوٹے لگتے ہیں۔ بھنگ گھوٹی جاتی ہے۔ قلیان بھرے جاتے ہیں...... وہاں پہنچ کر آپ خود ملاحظہ فرمائیں۔ اندر باہر ہر طرف نشئی مردے پڑے اپنے شغل میلے میں مست رہتے ہیں...... وہ قبر! سنا ہے کسی نیم مجذوب ملنگ کی ہے جو خود بھی نشہ کرتا تھا اور یہ بچہ...... پتہ نہیں کہ یہ اس کا بیٹا ہے یا کوئی چیلا چانٹا۔ ڈیرے پہ آنے جانے والوں سے سنا ہے کہ ایک رات وہ ملنگ سوتے میں ہی ختم ہو گیا۔ صبح کو یہ بچہ اس کے مردے کے پاس بیٹھا پایا گیا تھا...... پرانے ملنگوں چیلوں نے باہمی مشاورت سے مجبوراً اسی بچے کو مجاور بنا کر قبر پہ بٹھا دیا...... اڑتی ہوئی یہ خبر بھی سنی تھی کہ ان ملنگوں نے ہی کہیں سے یہ بدبخت بچہ اغوا کر کے یہاں پہنچا دیا تھا۔ اس کی زبان ڈیموڑوں سے ڈنگوا کر بے کار کر دی...... پھر اسے مجذوبیت پہ لگا دیا...... نیم پاگل ملنگ بچہ' رات دن میں چھٹانک بھر چرس پھونک ڈالتا ہے...... بندر کی طرح [illegible] کر کے بیوقوف لوگوں کو دعائیں دیتا ہے۔ لوگ ہیں کہ جوق در جوق آتے ہیں، کوئی [illegible] یہاں آ جاتا [illegible] ڈنڈا اٹھانے والے ملنگ سب اس چپ شاہ کے ماننے والے ہیں۔ یہاں [illegible] کا بھی آنا جانا رہتا ہے۔ یہاں کے بدمعاش منشیات فروش اور پولیس بھی ان عاملوں کی [illegible] دیگر منشیات سے ناجائز [illegible]

میں اس کی لمبی چوڑی کتھا سن کر اصل معاملہ کی تہہ تک پہنچ چکا تھا کہ ان کا نوجوان بھائی کن لوگوں کے چنگل میں پھنس چکا ہے۔ مگر تسلی کر کے میں نے کچھ مزید سوال کیے۔ اسی دوران ہاشم [illegible] سے میں نے کہا کہ مجھے بشارت کا کمرہ دکھایا جائے۔ کمرے میں پہنچ کر میں نے سب کو باہر رہنے کا کہہ کر دروازہ بند کر دیا۔

بشارت اپنے بھائیوں میں بس کچھ پڑھا لکھا خوبرو نوجوان تھا۔ بھائیوں کے ساتھ ہی کاروبار کرتا تھا...... مگر اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے کچھ خودسر اور ضدی بھی تھا۔ اس کی شادی کے [illegible] بڑے اپنے بھائی سے اس کی بیٹی کا ہاتھ مانگ رکھا تھا۔ لڑکی کی تعلیم مکمل ہونے میں ابھی ایک دو سال کا عرصہ درکار تھا۔ اسی دوران ملتان میں ایک صنعتی نمائش کا انعقاد ہوا جہاں دوسروں کی طرح بشارت نے [illegible] مصنوعات کا ایک وسیع و عریض خوبصورت سا سٹال لگایا۔ سٹال ملتانی انداز کی ٹائلوں کا تھا جس پہ بڑے

جاذبِ نظر رنگوں اور خطاطی کے مختلف انداز سے کلمہ طیبہ' خانہ کعبہ' گنبد خضریٰ' قرآنی آیات' اسمائے حسنیٰ' مولانا رومیؒ' مولانا سعدیؒ' علامہ اقبالؒ کے اشعار وغیرہ بنے ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اونٹ کی کھال کے مخمل لیمپ' تسبیحاں' جائے نماز وغیرہ ۔۔۔ ایک روز ایک ملنگ سا بوڑھا آیا' شال کے سامنے کھڑے ہو کر بے تحاشا قہقہے لگانے لگا۔ جب کافی دیر تک وہ نہ ٹلا تو بشارت نے اپنے ایک ملازم کو کہا کہ وہ اسے سامنے سے ہٹائے۔ ملازم نے پہلے تو بڑے احترام و آرام سے ملنگ کو ہٹانا چاہا مگر جب وہ نہ ٹلا تو اس نے بازو سے پکڑ کر پرے کر دیا ۔۔۔ وہ ملنگ شاید نشے میں تھا تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور بشارت کے منہ پر تھوک کر قہقہے لگانے لگا ۔۔۔ مشتعل ہو کر بشارت نے الٹا اسے تھوک دیا۔ ہاتھ ہلکا سا اوچھا پڑ گیا تھا کہ ملنگ لڑھک گیا۔ قصہ مختصر کہ بس ڈیڑھ سال کی تھانہ کچہری کے بعد بشارت کی جان چھوٹی' پر اک روگ اور جان کا آزار بن گیا۔ اسے وہم ہو گیا کہ اس سے اک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اسی وہم اور نفسیاتی خلجان نے اسے ازحد دورنج اور دکھی بنا دیا ۔۔۔ کاروبار سے دھیان اچاٹ گیا تھا۔ اک جوان رعنا ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر رہ گیا۔ اب بشارت تجرد کی زندگی میں ۔۔۔ وہ پیریں دھواں اور درویشی دامن کی کہانی شروع ہوتی ہے۔ بشارت [illegible] تھا ۔۔۔ گھر والے [illegible] کرنی۔ [illegible]

اب یہ عالم کہ جو بھی ملنگ' فقیر' سادھو نظر آتا' یہ اس کے پاؤں پڑ جاتا۔ اس کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کر دیتا ۔۔۔ [illegible] روپے پیسے کی چونکہ کمی نہ تھی خوب خاطر مدارت کرتا' کپڑے جوتے لے کر دیتا ۔۔۔ اب اس کے [illegible] اور ملنگوں کے ڈیرے پر بھی آنا شروع کر دیا۔ اب دھیرے دھیرے یہ حالت ہو گئی کہ کوئی بھی اسے پیر' فقیر بن کر لوٹ لیتا۔ اسے تو یہ بھی نہ پتا کہ اسے کون کون سا فقیر کتنی بار لوٹ چکا ہے۔ تعجب کہ اس دوران وہ ایک خوبصورت بچے کا باپ بھی بن چکا تھا ۔۔۔ خوبصورت وفا شعار بیوی ایڑیاں اٹھا اٹھا کر اس کی راہ دیکھتی رہتی مگر یہ ہر چیز' ہر رشتے ناطے' احساس ذمہ داری سے بے نیاز مزاروں' ڈیروں' قبرستانوں میں خاک چھانتا رہتا ۔۔۔ بھائی' رشتہ دار' دوست اسے تلاش کرتے' منت سماجت کرتے' بہلا پھسلا یا زبردستی اٹھا کر لاتے۔ گھر داری کرتے کے باندھا بھی' کمرے میں بند کر دیا ۔۔۔ یہ توڑ پھوڑ شروع کر دیتا' خود کو مارتا' سر پھوڑ لیتا آخر وہ وقت بھی آیا کہ سب نے عاجز آ کر اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا۔

اب بدقسمتی کا دوسرا دور شروع ہوا۔ مرے کو مارے شاہ مدار کے مصداق ملنگوں نے اسے چرس پہ لگا دیا' اب یہ سرعام نشہ کرنے لگا' دولت کے ساتھ صحت بھی برباد ہونے لگی۔ بات یہاں تک ہی رہتی تو

[illegible] کسی انتہائی بدبخت زدہ سیاہ قسم کے استاد نشئی نے آپ چرک سے آشنا کر دیا۔ جو کسی نشئی کے لئے آخری نشہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد تو زہریلے سانپ سے زبان پر ڈسوانا ہی آخری تجربہ رہ جاتا ہے۔
[illegible] اکثر لوگ واقف ہیں لیکن چرک سے خال خال ہی کوئی آشنا ہوگا ___ کیونکہ یہ خاص ایک خطرناک [illegible] سے معرض وجود میں آتی ہے ___ اسے نہ تو ہر کوئی استعمال کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عام آدمی اسے بنا سکتا ہے ___ چرس نہ ملے تو نشئی پریشان ہوتا ہے تردد اور کمزوری' بے چینی محسوس کرتا مگر عام حالات میں نہ [illegible] ہے اور نہ ہی مرنے مارنے کی حد تک اترتا ہے ___ مناسب کی توجہ' محبت اور علاج معالجے سے چرس کی [illegible] بھی کر سکتا ہے مگر اس ذلیل چرک کا چسکا جسے ایک بار پڑ جائے وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا ___ [illegible] کوئی رشتہ' کوئی نصیحت اور کوئی عقوبت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی ___ انتہائی طلب کی حالت میں وہ [illegible] اپنی کلائیوں' انگلیوں' رانوں کو کاٹتا ہے' لہولہان ہو جاتا ہے' پھر کتے کی طرح اپنے ہی خون کا سواد لے [illegible] تسکین حاصل کرتا ہے۔ چرس اور چرک' خون کی ایک ایک بوند میں ایک گھٹیا تعفن بدبو کے ساتھ [illegible] نشئی کے ہاتھ پاؤں اپنے تھوک سے اس کپڑے رومال ___ لوگ [illegible] استعمال [illegible]

[illegible] اس نے کمرے میں [illegible] چونکہ [illegible] کی بوئی [illegible]
[illegible] رہ رہی تھی اس لئے کمرا مجھے بالکل خالی [illegible] کمرے کی ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر موجود تھی [illegible] الماریاں [illegible] وغیرہ۔ میں ہر ایک چیز کو بڑے غور و فکر کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ اس کمرے [illegible] قسمت لے کر آئے ہیں [illegible] کی کیچ حرکت نے کیسے بھرے پرے [illegible] تباہی و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے۔

میں اسی ادھیڑبن کی حالت میں ایک کرسی پر بیٹھ سا گیا ___ نیم وا آنکھوں سے کمرے کی ایک ایک [illegible] دیکھنے لگا ___ قدرے طبیعت سنبھلی تو میں نے توجہ دینا شروع کی۔ سب سے پہلے میری ناک [illegible] کی کہ یہاں چرس نہیں بلکہ چرک پینے والا رہتا ہے۔ اپنی تصدیق کی خاطر میں اٹھا اور سامنے [illegible] لٹکی ہوئی شلوار قمیص کو سونگھا کہ ان کپڑوں کا مالک چرس نہیں چرک پیا کرتا ہے۔

چرک کیا ہے؟ ___ اس کی دو اقسام ہیں۔ ایک خشکی اور دوسری گیلی ___ خطرناک تو دونوں ہیں مگر خشکی [illegible] مختلف ہے۔ اسے خشکی اس لئے بھی کہتے ہیں کہ یہ نشئی کو گھن لگا کر کھوکھلا کر دیتی ہے ___ اول الذکر میں [illegible] مخصوص کپڑوں کے دھاگے' ان کی راکھ کا فورکول' کچا چونا' گسی کے بیج اور خشک عقرب سیاہ ان سب [illegible] کی خاص مقدار میں لے کر یک جان اور غلیظ ہونے تک کھرل کیا جاتا ہے۔ قطرہ قطرہ روغن ارنڈی

بھی شامل کیا جاتا ہے۔۔۔ سایہ میں نیم خشک کرنے کے بعد کالے چنے کے برابر قرص بانٹ لیے جاتے ہیں۔۔۔ دوسرے درجے پہ جنگلزی۔۔۔تو اس میں اضافہ صرف تخم بھنگ پوست وغیرہ کا ہوتا ہے۔۔۔ جس شخص کو جیتے جی فارغ کرنا ہو اُسے کسی رنگ ڈھنگ سے چرک بھرا سگریٹ پلا دو وہ پھر اپنے آخری دموں تک موذی سے اپنی جان نہیں چھڑا سکتا۔ ہاں البتہ صرف ایک طریقہ ہے جو آگے چل کر بتاؤں گا۔

بشارت کے کمرے میں میں نے اس کے تن لگے کپڑوں کے علاوہ اور کئی ایک روزمرہ کی چیزوں کا بغور مشاہدہ کیا۔ اس کمرے میں مختلف جگہوں سے مجھے کئی ایک تعویذ اور گانٹھوں والی ڈوریاں بھی ملیں۔ کئی تصویریں بچپن سے لے کر شادی تک اُس کی ڈائری اور خوشبوئیں۔۔۔ میں اس نتیجے پہ پہنچا کہ وہ ایک ذمہ دار شخص' شوق و ذوق اور صحت مند نوجوان تھا۔ وہ غیر یہاں قصیروں کی جس دلدل میں ناک منہ تک دھنس چکا تھا ماضی میں صورت حال کے پیش نظر وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ یہ تو واضح ہو چکا تھا کہ وہ چرک نوشی کا عادی تھا جس کی کمرو بو اور غلیظ ترین بو کپڑوں کے علاوہ کمرے میں موجود تھی۔۔۔ میں نے ایک فیصلے پہ پہنچتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ باہر سب گھر والے منہ لٹکائے ہوئے پریشان خاطر سے میرا انتظار کر رہے تھے۔

[illegible]

[illegible] آ گئے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible]

کسی تعویذ [illegible] سے [illegible] کے لئے [illegible] کر دیا ہوا ہے۔۔۔ [illegible]

میرے اندر کے [illegible] بشارت ہو کہ پہلے ان سب چاروں کو نا امیدی [illegible] کی کیفیت سے [illegible] چاہئے۔ میں نے ہاتھ کے اشارے سے [illegible] اب میں میز کے پاس [illegible] اور انہیں بھی سامنے صوفوں پہ بیٹھنے کا اشارہ دیا۔۔۔ جب سب بیٹھ گئے تو میں نے بشارت کی چیزیں سامنے رکھیں۔۔۔ پاس پڑی ہوئی موم بتی اور اگربتیوں کو جلا کر یہ ذکر چھیڑ دیا۔۔۔

بے کیفی سے کیفی دیا' داتا دا کی یارتی جا مہا دیا

پان چڑھے پھول اور چڑھے میوا لڈوؤں کا بھوگ لگے کیل تیری سیوا

تھوڑی دیر خاموشی کے بعد میں نے پلٹ کر ان سب پہ نگاہ کی۔۔۔ سب آنکھیں پھاڑے استفہامیہ نظروں سے میری جانب تک رہے تھے۔۔۔ ظاہر ہے کہ میری یہ حرکت اور شبد ان کی سمجھ سے باہر تھے۔ میں نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پوچھنا چاہتے ہیں کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں۔۔۔ دراصل میں بشارت مہاراج کی آرتی اتار رہا ہوں۔۔۔ کیونکہ یہاں کوئی پاک کلام اثر کرنے سے رہا' اب وہ جس صورت حال اور نشے میں پھنسا

[illegible] سب [illegible] یا ہی کا رکام آ ثر کرے گا۔

چڑیں پیٹو تے اکھاں لال کچڑے جاؤ تے نیچو لال نس جاؤ تے مجھے لال

اس کہت کو تو آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے ـــــ بشارت کو اس حالت میں پہنچانے میں آپ سب لوگوں کا بھی حصہ ہے ـــــ پیر فقیر، گنڈے تعویذوں اور چڑیں ٹوٹکے نے اسے ناک منہ تک غرق کر دیا ہے۔ اب صرف تمھیں دو دن بچے کو باقی رہ گئی ہیں ـــــ مطلب یہ کہ صرف پانچ فیصد چانس ہے۔"

اس کی ماں اور بہنیں سسکیاں بھر بھر کر رونے لگیں ـــــ باپ تو جیسے سکتہ ہو گیا تھا ـــــ بڑا بھائی بولا۔

"بابا جی! اب کچھ آپ ہی کوئی حل نکالیں۔ ہم تو سب ذہنی طور پہ مفلوج ہو چکے ہیں ـــــ"

میں اک لمبی سی ہوں کر کے سر ڈال کر خاموش ہو گیا... کچھ دیر بعد میں نے سر اٹھایا اور کہا۔

"بڑی گناہ ہے۔ کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

پھر میں نے مٹھی کھول کر تعویذ گنڈے دکھاتے ہوئے کہا۔

"یہ تعویذ آپ میں سے کسی نے یہاں مختلف جگہوں پہ پھیلائے ـــــ وہ ماں [illegible] سے [illegible] [illegible] اور [illegible] تعویذ ہیں اور [illegible] اس وہ ماں [illegible] سے [illegible] ایک ٹیپ شاہ کے دربار سے جا کر معلوم کرے کہ بشارت وہاں موجود ہے یا نہیں۔ اس سے [illegible] میری ماتان [illegible] موجودگی کے متعلق بتانے کی ضرورت نہیں۔"

[illegible] شاہ کے قبرستان کی دوسری جانب گوالوں کے باڑے تھے ـــــ عمیق باغات، کچے پکے اور [illegible] کی قبروں کے گرد اصل ایشاؤں، دختوں کے ٹیلے جھیلیا اور خانہ بدوشوں کی مستقل جھگیاں ـــــ ان کے [illegible] سے آم کے درختوں کے جھنڈ میں یہ ڈیرہ تھا۔ سڑک پکی اور آمد و رفت بھی باقی۔ موٹر [illegible] وہاں پہنچنے میں آدھ گھنٹہ لگا۔ گاڑی سڑک پہ ہی چھوڑ دی تھی کہ وہاں آگے کچا تنگ اور پیدل راستہ [illegible] نے راہ داری ہوئی تھی ـــــ پانچ چھ جانے ایک دوسرے کو تکتے ہوئے تقریباً ہم چار بجے [illegible] تک پہنچے ـــــ وہاں تو دنیا ہی الگ تھی ـــــ لوگوں ٹکڑیوں کی صورت میں درختوں کے نیچے بیٹھے [illegible] کی پالی میں مصروف تھے ـــــ میں اکیلا ہوتا تو کوئی بھی ہماری جانب توجہ نہ دیتا۔ لوگوں کا [illegible] پایا جانا تو لگا ہی رہتا ہے۔ ویسے میں کہیں بھی جاؤں لوگوں کا میری جانب متوجہ ہونا لازمی امر [illegible] ـــــ میرا کالا لباس، چہرہ مہرہ، گلے کی مالائیں، انگوٹھیاں وغیرہ وغیرہ ہی لوگوں کو متوجہ کرنے کا موجب

بنتی ہیں۔ ایسی صورت حال سے بسا اوقات میں خود بھی پریشان ہو جاتا ہوں۔ یہاں بھی قریب قریب یہی عالم تھا— میں آگے آگے دوسرے لوگ پیچھے پیچھے۔ وہاں کے "نشئیوں" نے مجھے کوئی پیر مرشد سمجھتے ہوئے سلام کرنا شروع کر دیے— چند آگے آگے اور کچھ پیچھے پیچھے ہو لیے— سامنے ہی وہ کچا پکا کوٹھا جس کے دالان میں ایک بڑی سی قبر تھی جس کے پاس مطلا مسندوں سے آگے چُپ شاہ سرکار یعنی وہ ننگا دھڑنگا لونڈا دکھائی دیا۔

سیاہ رنگ لنگوٹے کسے ہوئے وہ پنجوں کے بل اکڑوں بیٹھا تھا جیسے حاجت ضروریہ سے فارغ ہو رہا ہو۔ سر کی جٹیں بڑھی ہوئی، سانولی سی رنگت، تیکھے تیکھے نین نقش، سپید دانت اور دبلے پتلے— دوسری نظر میں مجھے وہ امرتسر والا جنگل بوائے صابو دکھائی دیا۔ یقیناً اس نے بھی مجھے دیکھ لیا تھا کیونکہ وہ اپنی جگہ پر گھبرایا سا کھڑا ہو گیا۔ اس کے ارد گرد بہت سے چیلے چانٹے بیٹھے سوٹے لگا رہے تھے۔ ہم قریب پہنچ گئے... میں نے دائیں جانب بشارت کے بھائی سے کانا پھوسی کی۔

"[illegible] تمہیں بشارت دکھائی دے رہا......؟"

"[illegible]"

"[illegible]"

[illegible] میرے لیے مزید آگے بڑھنا مشکل تھا۔ دالان میں چرس کے دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے— جیسے وہ کوئلے والے ریلوے انجن کی طرح دھوئیں کے بادل اگل رہا ہے— [illegible] کے پیچھے پہنچ کر رک گیا۔ [illegible] کھڑے ہو گئے۔ وہ چُپ چُپ شاہ [illegible] آپ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اسے گھور رہا ہوں۔ شاید اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں وہاں کھڑا کیوں اسے اور گھور کیوں رہا ہوں۔ [illegible] بیت گیا— آخر کار وہ اسی ننگ دھڑنگ حالت میں میری جانب بڑھا آیا اور اب وہ بالکل میرے روبرو آ کھڑا تھا۔ میں نے ایک قدم آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ایسا لگا تھا کہ وہ میرے پاؤں پڑ گیا۔ میں نے اس کو اٹھایا— پوچھا۔

"چُپ شاہ جی! کیا حال ہے......؟"

وہ خوش خوش کرتا ہوا اپنا حال بتانے لگا— وہ نشے میں دھت تھا۔ اس کے منہ اور جسم سے بے انتہا بدبو اٹھ رہی تھی۔ میں نے قدرے اطمینان سے کہا۔

"چُپ شاہ جی! ہم اپنے بچے بشارت کو لینے آئے ہیں۔"

اس نے پلٹ کر دور بیٹھے ہوئے بشارت کو دیکھا۔ قدرے توقف کے بعد غوں غاں اور ہاتھ سے

[illegible] سے کچھ بتانے لگا جو ہماری سمجھ سے بالا تھا۔

اب میں نے قدرے درشتی سے زور دے کر کہا۔

”خپپ شاہ جی! ہمارا یہ بچہ بڑا قیمتی ہے۔ اسے ہم نے ہر قیمت پہ یہاں سے لے کر جانا ہے۔ مجھے [illegible] ہے تم لوگوں نے چرک پلا کر اس سے خاصے پیسے بٹور رہے ہیں۔ اب تمہاری بہتری اسی میں ہے [illegible] یہ کسی کا عادی ہے یا بھنگڑی کا تاکہ میں اس کا کوئی اپائے کر سکوں۔۔۔؟“

خیریت یہ رہی کہ اس کی قسمت اچھی اور ہمارے بچے کی تقدیر کہ دونوں بچ گئے۔ خپپ شاہ واپس [illegible] نے چلا گیا۔۔۔ وہاں سے ایک پڑیا لا کر مجھے تھمائی اور غوں غاں کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

میں نے ناک دھرا تو وہ چرس نہیں چرک تھی۔ بشارت کو اٹھا کر ہم چلے آئے۔ رات عشاء کی نماز کے قریب شاہ اپنے دو تین چیلوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔۔۔ ہاتھ جوڑ کر معافی چاہنے لگا۔۔۔ اور ایک پوٹلی [illegible] ہوئے غوں غاں کرنے لگا۔ اس کے چیلے نے بتایا کہ بشارت نے یہ زیورات اور رقم [illegible] انہیں دی تھی یہ واپس کر رہے ہیں۔۔۔ خپپ شاہ اور اس کے ساتھیوں نے پھر ایک بار پاؤں پڑ کر معافی چاہی۔

[illegible]

[illegible] یہ مستور فقیروں [illegible] جھوٹی درویشی کتنی خطرناک ہوتی ہے۔ [illegible] منشیات کے عادی اور [illegible] حرکت کرنے والے [illegible] مشغلہ [illegible] بناتے ہیں۔ یاد رہے کہ بدمستی [illegible] سے جبکہ سرمستی مشاہدۂ ذات سے اور جذب و کیفیت مشاہدۂ حق سے پیدا ہوتے ہیں۔

بدمستی اور سرمستی و جذب میں فرق محسوس کرنا ہی اصل بات ہے۔ منشیات کا عادی شرع [illegible] عصری اور دینی تعلیم سے عاری بھیک مانگنے والا درویش کہلاتا ہو سکتا ہے راہ فقر کا فقیر اور [illegible] درویش نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض فقیر و درویشوں سے حالت جذب اور عالم سرمستی میں ایسی [illegible] باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جو بظاہر خلاف شریعت یا باہر دکھائی دیتی ہیں۔ چونکہ ہر انسان کے بس میں نہیں کہ وہ کسی بات یا حرکت و عمل کا مکمل سیاق و سباق کی روشنی میں احاطہ کر سکے چنانچہ غلط فہمی کا [illegible] مستور رہتا ہے۔ فقیر و درویش مجذوب عام انسان نہیں ہوتے، وہ موجود نہیں ہوتے ہیں [illegible] نہیں ہوتے۔۔۔ وہ کہتے کچھ ہیں مطلب اشارہ کچھ اور ہوتا ہے۔۔۔ وہ مختلف راہوں کے راہی ہوتے [illegible] اشارہ کنایہ استعارہ۔۔۔ وہ مستور گفتگو کرتے ہیں۔ چنانچہ ابہام قدم قدم پہ موجود ہوتا ہے۔۔۔

دھڑیں بناتے چھوڑتے ہیں۔۔۔۔ ان کی حرکات' باتوں اور عمل پہ اگر دھیان دھرا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ چھپا رہے ہیں۔۔۔۔ وہ سوال و جواب اور بات ادھوری چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ مسائل اور مسائل کو کسی ایسے مقام پہ لا کے کھڑا کر دیتے ہیں کہ آگے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا یا پھر اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے۔ قطعیت تو بات نہیں ہوتی' دوڑیں اور دونوں معنویت میں ہوتی ہے۔ کسی مصلحت کے تحت کبھی کبھی کوئی ایسی بات بھی کہہ جاتے ہیں کہ مخاطب انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔۔۔۔ وہ خود ہی موقف اور خود ہی موقوف ہوتے ہیں۔ باالفاظ دیگر وہ فقیری ستر چھپانے کی خاطر قول و فعل ہی کچھ کا کچھ کر گزرتے ہیں۔

حد وچ اولیاءؒ بے حد آ ہوے پیر
ساریاں حداں جیہڑا ٹپے' اوہدا ناں فقیر

شارق جلال بتانے لگا۔

"انسان گلاب کے پھول کی مانند کسی شاخ پہ پیدا نہیں ہوتا کہ وہ سراپا خوشبو ہی خوشبو [illegible] رنگت [illegible] اس کی خوراک [illegible] اس طرح شیر خواری' بچپن' نوجوانی' جوانی اور ادھیڑ عمری' بڑھاپے سے مرض مرگ تک ہر موقع' مقام پہ [illegible] پائی۔۔۔ برائی اچھائی' [illegible] نقصان' نفع اور گناہ و ثواب کی اک درمیانی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے۔ کبھی تو کبھی وہ بیم و رجا کی گرفت سے [illegible] کے چکر میں جکڑا رہتا ہے [illegible] شخصیت گناہوں کی دلدل میں پھنس کر اپنی سوچوں کو صندلا کر لیتا ہے اور کبھی نیکیوں اور اچھائیوں کی اجلی [illegible] خود کو روشن کرنے لگتا ہے۔۔۔۔ اسی طرح ہوتے ہوتے وہ موت کی کھائی میں اتر جاتا ہے۔ یہاں تک آخری ہچکی پہ بھی یہ سمجھ نہیں پاتا کہ وہ کامیابی کی سند لے کر مر رہا ہے یا ناکامی کا افسوس۔۔۔۔ گناہ گار سے نیکوکار۔۔۔۔ میرے دوست الفاظ ہی۔۔۔۔ اچھائی برائی اور گناہ و ثواب کا فلسفہ بھی اک نہ سمجھ میں آنے کا گورکھ دھندا ہے۔۔۔۔ اچھائی سے برائی جنم لیتی ہے اور تخریب سے تعمیر نکلتی ہے۔۔۔۔ کہیں کہا گیا ہے تم شر کے ختم نہیں چاہتے کہ اس میں کہاں خیر چھپی ہوتی ہے۔۔۔۔ یہ ہی سائنٹفک سسٹم ہے۔ الیکٹرون پروٹون میں متصادم ہوتا ہوا ایک دوسرے کی جگہ لیتے رہتے ہیں۔۔۔۔ تغیر اسی کا نام ہے۔ مثبت منفی کا تانا [illegible] گلے اور یہ سب کھیل تماشے یہی زندگی اور معاشرے کا ایک پہلو ہیں۔۔۔۔ زندگی ہمہ جہتی اور ہمہ تغیر [illegible] کا نام ہے۔۔۔۔ روشن حصہ دوسرے لمحے تاریکی میں ڈوب جاتا ہے۔۔۔۔ یہ چاند' سورج' ستاروں کا طلوع و غروب

رات سے دن اور دن سے شام اور پھر رات کا جنم لینا ۔۔۔ کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ روشنی کے ساتھ تاریکی
بھی ایک حقیقت ہے۔ ہمارے درویش بھی اک مداری ہی ہوتا ہے مگر ایک کے دو اور دو کے چار بنانے والا
نہیں ۔۔۔ دو چار کے دو ۔۔۔ دو سے ایک اور پھر وہ ایک کو بھی صفر کر دیتا ہے ۔۔۔ اب صفر سے نقطہ نکلتا ہے ۔۔۔
نقطے سے "لا" کا نکتہ پھوٹتا ہے ۔۔۔ جو نفی کا صیغہ ہے ۔۔۔ ہر اثبات کو ثابت کرنے کے لئے پہلے نفی کو سمجھنا
پڑتا ہے ۔۔۔ اللہ کو معبود اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول ثابت کرنے کے لئے پہلے نفی کا صیغہ یعنی
لا کا نقطہ پڑتا ہے۔ "نہیں" کو جان کر ہی "ہاں" سمجھ میں آتا ہے ۔۔۔ یہ سارے کام جو ہم سے گو ان کی
[illegible] والے بزرگ بابا اور سلیمان اٹی کروا رہے ہیں ۔۔۔ یہ سب نفی کو جاننے کے بتدریج اسباق ہیں ۔۔۔
[illegible] غوث قطب پیدا ہوتے ہیں ۔۔۔ فقیر درویش مجذوب کھرے جاتے ہیں تھاپے جاتے ہیں ۔۔۔ تراشے
جاتے ہیں اور جس فن پارے کو شاہکار بنانا مقصود ہو اسے خوب تراشا خراشا جانچا پرکھا اور جتنی کڑی
[illegible] گزرنا پڑتا ہے تا کہ اس میں کسی کمی خامی کا امکان باقی نہ رہے۔"

وہ [illegible] کے جا رہا تھا اور میں بت بنے اسے تکے جا رہا تھا۔

[illegible] ہیں۔ اس بیچ تو
[illegible] دو صورتوں سے واسطہ رہتا ہے۔ یا تو کھانے والا [illegible]
[illegible] دو چار لقمے تو [illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] اس کی ایک بات کر دے
[illegible] کرتا تو پہلے [illegible] ہو جاتیں۔ اب میرے لئے بھی اک چارہ رہ گیا تھا
[illegible] کی مانند تکی ہوئی آنکھوں سے اسے بھی خدا خدا دیکھتا ہی رہوں ۔۔۔ اسے ہلکا سا
[illegible] کی نظر میں نے اپنی ہی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو تو اپنا دم درست کرنے کی خاطر قہوے کا ہلکا سا گھونٹ لے لو۔"

تیز رفتار گاڑی کو ایک لخت بریک لگائے جائیں تو ایک زوردار جھٹکا ضرور محسوس ہوتا ہے۔ میں تو
[illegible] کے لئے تیار تھا مگر اسے میری مداخلت سے شاید ناگوار جھٹکا لگا تھا ۔۔۔ مجھے خشمگیں نگاہوں سے
دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ایسا کیوں کہہ رہے ہو ۔۔۔ پر کیا کروں وقت محدود اور کہنا لامحدود ہو تو
[illegible] ایسی ہی صورت حال پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ پانی کا دھارا پرجوش، تند و تیز ہو اور دریا کا حلق تنگ ۔۔۔

وجود ہلکے اور ساخت تنگ ہو تو اس کا ابھرنا پڑتا تو درکنار ــــ وہ ڈوبے ڈولے ہی کھاتی رہتی ہے پانی کی چند بوندیں مقدر سے ٹھہر جائیں تو غنیمت ــــ ورنہ چٹا باچی رہتی ہے۔

قہوے کا مگ خالی کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔ ''تیار رہو۔ کام کا وقت آ لگا ہے......''

کپڑے کے ایک بڑے سے بورے میں ایک خاص ترکیب و ترتیب سے بھرے ہوئے تھے مختلف نوع کے غبارے...... جن کے اندر عجیب و غریب چیزیں بھری ہوئی تھیں اور جن کے ساتھ بارود سے بھری ہوئی ایک ڈبیا بھی بندھی تھی۔ جب انہیں ہم ایک خاص مشینی پمپ کے ذریعے فضاء میں اچھالتے تو فضا میں ایک قوس و قزح کا نظارا قائم ہو جاتا...... اور پھر جب اک خاص وقفے کے بعد وہ بارود کی ڈبیا پھٹتی تو لاکھوں کروڑوں ستارے بکھر کر فضاء میں رنگ و نور کا اک گلستان کھلا دیتے ــــ اگلے آدھ گھنٹے تک ہمارا کھیل ختم ہو چکا تھا۔ شارق بطل نے اپنا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔

''بھائی اب میں تو اپنے کیبن میں آرام کرنے جا رہا ہوں۔ تم یقیناً تھک چکے ہو گے۔ ضرور دل کو بھر کر یہاں کے تماشے بیٹھ کے دیکھو ــــ تمہیں اس جگہ سے کوئی بھی نہیں اٹھائے گا۔ جب جی بھر جائے تو یہاں سے اٹھ کر اپنے کیبن میں چلے جانا......''

[illegible]

یکے بعد دیگرے کھیل تماشے رقص و موسیقی...... اک نہ تھمنے والی دلچسپیاں۔

[illegible] قہقہے ــــ [illegible] مستی و سرشاری غرضیکہ اک طوفان عیش و عشرت ــــ جوں جوں رات ڈھلتی جا رہی تھی توں توں یہاں کی رنگینی تر کی بڑھتی جا رہی تھی ــــ بظاہر نظر آنے والے ایک حد سے بھی اب بے باشے سے دم پکڑ کر لگائے ہوئے چوہے کی مانند بیٹھا آنکھیں مسکر مسکرا کر سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ آخر کب تک ــــ خدا جانے کب کس پل اور کس گھڑی میری پلک جھپکی ہو گی۔

آنکھ کھلی تو سورج کافی اوپر آیا ہوا تھا ــــ میں اسی رات والے کونے میں اپنے بچھونے سے بے ہوئے کیبن میں تھا ــــ صفائی پر مامور عملہ بڑی مستعدی سے عرشے کی صفائی کر رہا تھا ــــ پچھلی شب کے سب قہقہے ایک ایک کر کے دماغ میں گھومنے لگے ــــ سر میں ہلکی سی گرانی محسوس ہو رہی تھی۔ تازہ صبح کا تازہ ہوا نیل کے پانیوں کی اپنی سی تراوت و تازگی ــــ سرسبز کھیتوں کناروں کھیتی ہوئی لمبی لمبی کشتیاں ــــ کھیتوں میں کام کرتے ہوئے کسان ــــ محبت اور معصومیت سے سرشار ہاتھ ہلاتے ہوئے بچے...... ان مناظر پر چند اچٹتی سی نظریں ڈال کر میں نیچے اپنے کیبن کی جانب اتر آیا۔

اگلے چھ سات روز میں اسی طرح دن رات کی صحبت و مشقت میں جتا رہا۔۔۔ دن کا خاصا حصہ اُس [illegible] مصری کی صحبت کی نذر ہو جاتا جبکہ شام اور شروع رات کا بقایا حصہ شارق بٹل کے ساتھ غبارے بھرنے [illegible] مشقت میں خرچ ہو جاتا۔۔۔ پانچویں چھٹے روز تو مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے میں روزِ ازل سے اسی جہاز [illegible] ہوں۔۔۔ یہی غبارے بھرنے کی بیگار رقص و موسیقی کے ہنگامے اور شعبدہ بازی نظر بندی کے کھیل تماشے [illegible] میری زندگی ہے۔۔۔۔ واپسی کے آخری روز اگر شارق بٹل اور اس کا استاد مجھ سے الوداعی بات چیت [illegible] تو مجھے محسوس ہی نہ ہوتا کہ میری کوئی دنیا۔۔۔ اس جہاز اور اس کے کھیل تماشوں سے ہٹ کر بھی ہے۔

● آبِ سلطانی۔۔۔۔۔ وگدی ندی دا پانی۔۔۔۔۔!

جہاز قاہرہ کی خشکی سے لگا تو میں دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اتر آیا۔۔۔ سامنے ٹائم تاور کے [illegible] مداریوں کا ٹولہ "گروہ" مشروبات سامنے دھرے بیٹھے دکھائی دیا۔ نگاہیں چار ہوتے ہی اُس مصری [illegible] نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے بلایا۔

[illegible]

وہ ایک سادہ سا مشروب مجھے تھماتے ہوئے مزید کہنے لگا۔

"کیو نیل کا [illegible] جہاز کی دلچسپیاں۔۔۔ ہماری دوستی، گپ شپ وغیرہ کیسی لگیں!۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ [illegible] اس سفر اور ہمیں کبھی نہیں بھولو گے۔۔۔ اور ایک خاص بات۔۔۔ [illegible] اسی طرح [illegible] تب تک وہ [illegible] سے اپنا تعلق نہ جوڑے۔۔۔ جہاز مصر کا ہو یا کہ پانی کا اپنے مستقر پہ ہی سفر اختتام کرتا ہے۔ [illegible] کے نظارے دلچسپیاں سب عارضی اور نامکمل ہوتی ہیں۔۔۔ اصل حقیقت منزل اور اپنی خوشی [illegible] سے منسلک ہونے والے ترقی انجام سے ہوتی ہے۔۔۔ جہاں سے آغاز ہوا تھا وہیں انجام [illegible] ہو جاتا جو دیکھا اور سمجھا اس کے علاوہ سب کچھ بھول جاؤ۔۔۔ جنٹلمین!"

پھر ایک بوتل بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"جنٹلمین! یہ دم کی خالی بوتل میں نیل کا پانی ہے۔ بڑی نایاب اور کام کی چیز ہے۔ اسے ہمیشہ اپنے [illegible] میں سنبھال کر رکھنا۔ یہ کہاں کہاں اکسیر ہے اس کے کیا کیا خواص ہیں۔۔۔ چاند کے گھٹاؤ اور [illegible] میں اس کے آر پار دیکھنے سے کیا کچھ نظر آتا ہے۔ یہ تمہیں پھر کبھی کسی اور سے معلوم ہوگا۔۔۔ اور ہاں یہ [illegible] بھی تمہارے لئے اچنبھے کا باعث ہوگا کہ چند قطرہ اس پانی کا تعلق محض نیل سے ہی نہیں بلکہ اس آبِ جو

سے بھی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرتی ہوئی فرعون کی فوج کی تباہی کا سبب بنی تھی۔ یعنی اس راستے کا پانی ہے... جو بیچ دریا کو دولخت کرنے سے واقع ہوا تھا اور...''

معاً میرے منہ سے نکلا۔

''مگر دریا تو دولخت ہونے کے بعد پھر ویسے کا ویسا ہی ہو گیا تھا۔ پھر کس آب جو کا وجود باقی بچا؟... اور یہ بھی کہ اس خاص محلِ وقوع کا تعین کیسے ہوا کہ جس کا یہ مخصوص پانی ہے؟''

وہ مجھے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''مائی ڈیئر جنٹلمین! بال کی کھال اتارنے سے باقی کچھ نہیں بچتا... ہم مسلمان منطقی پچھیاں والے والے شکاری قسم کے لوگ ہیں... ہمیں کوئی ایسی کہانی کہاوت روایت چاہیے ہوتی ہے جس کے پیچھے کوئی محیر العقول واقعہ یا کوئی روحانی مذہبی قسم کی کوئی دلچسپی ہو تو وہ چیز جہل زدہ بڑھتی ہوئی ہماری بے مقصد نقش کی تہذیب اور آئمہ کے مقدمے ایمان کا جزو بن جاتی ہے... میں بھی چاہتا ہوں یہ یثرب اور زمزم کی طرح میں جو گندا سا پانی ہے کہیں وہ سامنے گھاٹ سے بھرا جاتا ہے۔ جبکہ ان بوتلوں کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے اور نہ پانی کو فلٹر کیا جاتا ہے... بس بھرا جاتا ہے اور مقدس پانی کے نام [illegible] بیچا جاتا ہے۔ [illegible] کریں ہم مسلمان [illegible] تو تم بھی مقدس جان کر اور تحفہ کے طور پر قبول کر لو... اور ہاں اگر چاہو تو اس آب نیل کے بارے میں قصے اور کہانیاں سنتے چلو تاکہ تمہیں اس دریائے نیل کے مقدس پانی کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ اس مقدس نیل کے پانی کے کناروں نے نہ جانے کتنی تہذیبوں کو پالا پوسا اور [illegible] ہیں۔ انہیں [illegible] ان کی پیاس بجھائی ہے... تم شاید جانتے ہو گے جب عزیزِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام اس دارِ فانی سے رخصت فرما گئے تو ان کی تدفین پر کچھ بدمزگی پیدا ہو گئی تھی۔ کنعان والے انہیں اپنے ہاں دفنانا چاہتے تھے کہ کنعانی ہونے کے سبب ان کا حق زیادہ بنتا ہے مگر مصر والے اپنے استحقاق کو یوں ثابت کرتے تھے کہ چونکہ آپ نے وہاں سے ہجرت فرما کر یہاں سکونت اور حکومت اختیار کی تھی اس لئے ان کی تدفین اسی سرزمین پر ہو جائے۔ چنانچہ کسی قابلِ قبول اور حتمی فیصلے کے لئے علمائے یہود اکٹھے ہوئے... بڑی بحث و تمحیص دلائل و براہین کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ میت کو ایک مضبوط آہنی تابوت میں مقفل کر کے دریائے نیل کے وسط میں اتار دیا جائے... اس طرح نیل کا مقدس پانی اور بھی بابرکت ہو جائے گا مصر اور کنعان دونوں مستفید ہوتے رہیں گے... اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ مصر اور کنعان کے کھیتوں میں فصلیں سونا اگلنے لگی تھیں... ایک ایک خوشہ بالی اور جنس مروارید اور جواہرات کے تول تلتی... پھر اک لمبے زمانے کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام

فرعون اور ان کے مابین معرکہ جنگ ہوا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے آپ کو کسی نہ کسی طرح القا ہو چکا تھا کہ جب تک تابوت یوسف دریائے نیل سے باہر نہ ہوگا فرعون اور اس کی سپاہ اس میں غرق نہ ہو سکے گی۔ تابوت کی شروع تلاش ہوئی جو نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔ پھر ایک بوڑھی مجذوب سی عورت نے ایک عجیب مطالبے کے بعد اس جگہ کی نشاندہی کروائی۔۔۔ یہودیوں نے کمال عجلت اور عیاری سے کام لیتے ہوئے تابوت کو فلسطین میں منتقل کر دیا۔۔۔ مجھے یقین ہے اب تم اس پانی کی اہمیت و برکت خوب جان گئے ہو گے۔۔۔"

میں نے حیرت کے دریا سے باہر نکلتے ہوئے چند لمبی سانسیں کھینچ کر پوچھا۔

"بھائی! مجھے یہ سب کچھ سنانے کا کیا مقصد ہے؟"

وہ کمال بے پروائی سے بولا۔

"مائی ڈیئر جنٹلمین! چونکہ تم بھی سچے پکے مسلمان ہو اور مسلمان روایتوں، کہانیوں، قصوں اور حکایات پر کچھ زیادہ ہی یقین رکھتے ہیں۔ اس لئے میں تمہیں یہ روایت سنا رہا تھا۔"

پھر اس نے آنکھوں کو ... اصرار کرتے ہوئے ... یقین ... [illegible]

اشیا کو کوئی دین مذہب، مسلک، نظر، عقیدہ ایسا نہیں جن کے ہاں کوئی نہ کوئی اور کسی نہ کسی طرح کا کوئی تصور موجود نہ ہو۔ کلاسیکی کتابیں اور عالمان ارض و حیات، وجود و تبات، نمو و بالیدگی بتاتے ہیں کہ ارض پہلے کچھ نہ تھا تو پانی ہی پانی تھا۔ پانی ... زمین کی ہر معلوم اور نامعلوم چیز پانی سے ہے۔ انسانی حیوانی معیشت کی ہر ضرورت پانی سے شروع و تمام ہوتی ہے۔۔۔ انسانی پیدائش کے چند قطرے۔۔۔ تو لیے نہلاتے اور وقت آخر غسل کے لئے بھی یہی پانی درکار ہوتا ہے۔ سمندروں، جھیلوں، جوہڑوں، نہروں، کنوؤں، تالابوں کا پانی۔۔۔ زمین کے اندر پانی، جسم میں پانی، آنکھوں میں پانی۔۔۔ پھلوں، سبزیوں، ترکاریوں میں۔۔۔ پودوں، درختوں میں پانی۔۔۔ یہاں تک کہ پتھروں، عام و خاص کاغذ میں بھی پانی کی ایک ہلکی سی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر نہ ہو تو کاغذ بکھر بکھر کر ختم ہو جائے۔ غرضیکہ پانی کی تراوٹ ہی نمو و زندگی کی اصل بنیاد ہے۔ اب پانی کی بھی بے شمار قسمیں۔۔۔ کچھ حیات پرور، کوئی سریع الاثر جان لیوا، کچھ خوش ذائقہ ہیں تو کچھ تیزاب ہیں۔۔۔ خوشبودار پانی کچھ اور کچھ بدمزہ، متعفن و غلیظ۔ پہاڑوں، جنگلوں سے نکلنے والے چشموں، جھرنوں، آبشاروں کے معدنیاتی پانی اور گوندیں جلدی امراض کے لئے اکسیر اور جسمانی بیشتر تکالیف کا بہدف علاج

ہوتے ہیں اور انہی جنگلوں، جھیلوں، پہاڑوں اور جڑی بوٹیوں کے بعض پانی زہر جان لیوا بھی ہوتے ہیں۔ زہر کی مانند کڑوے کسیلے اور تلخ کہ انسانی زبان اور مزاج برداشت ہی نہ کر سکیں..... یہی از قسم زہر ہے ہیں ..... اب آگے بڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی انسان کی مادی ضرورتوں کے علاوہ اس کی تہذیبی، مذہبی اور روحانی حدوں میں بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ تمام مذاہب میں "متبرک آبیات" کا تصور موجود ہے۔ جنم کے بعد اور مرن سے پہلے یہی متبرک پانی اس کے حلق میں ٹپکائے جاتے ہیں اس پہ چھڑکے جاتے ہیں۔ مذہبی رسوم و مجالس، مناسک و عبادات غرض کہ میں بھی یہی مقدس آبیات استعمال میں لائے جاتے ہیں۔

ہمارے جدِ امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بابرکت ایڑیوں کے صدقے میں پھوٹے ہوئے [illegible] ہزاروں برسوں سے آج تک اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے ایک گرانقدر بابرکت نعمت کے طور پر استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح یہودیوں، عیسائیوں، پارسیوں، ہندوؤں، سکھوں اور بدھوں کے ہاں کسی نہ کسی نوع کے مقدس پانیوں کی اہمیت موجود ہے۔ اساطیر میں بھی ایسے طلسماتی پانیوں، خاص طور پر آبِ حیات آبِ حیات یا امرت جل کا ذکر اپنے پورے وجود سے ملتا ہے ..... ہندوؤں میں گنگا جل کے [illegible] کوئی تین [illegible] تو رو کائے کے پیشاب [illegible] کو بھی [illegible] ہیں۔ ان کا [illegible] استھان، کا [illegible] ہندوؤں [illegible] ذاتوں والوں کا [illegible] کا پیشاب ..... مریض کی شفا اور آتما کی مکتی کے لئے بھی پیالہ بھر کر [illegible] مقدس پانی کا جل اور [illegible] کے ضمن میں چند ایک قصے ذکر کرو درمیان [illegible] پانیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔

بارش اور اوس کے پانیوں کو بھی پاک اور مقدس سمجھا جاتا ہے۔ جھیل سیف الملوک، چشمہ [illegible] ابدال، سید عبداللہ شاہ غازی کلفٹن کراچی، سہون شریف کے چشمے، منگھو پیر ..... دربار صاحب امرتسر کے تالاب، مانسرو، وادیٔ کاغان، ناران کا کنواں، چترال اور جل کا ہاں کے چشمے، بابا گرو نانک کی باولی، ٹیکسلا، [illegible] پانی پت، [illegible] اور میانی، اشبیلیہ، بیشاپ، وغیرہ ..... محرم میں جگہ جگہ ٹھنڈے میٹھے پانی کی سبیلیں لگتی ہیں۔ لوگ بڑی عقیدت اور محبت سے پانی پیتے ہیں۔ اسی طرح مخصوص جگہوں پر ایسی ہی سبیلیں جیسے پانی، شربت، دودھ وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ مقامی تنظیمیں، خیر لوگ، سبیل لگوانے والے، [illegible] والے یہ سبیلیں اور ثواب کے لئے لگاتے ہیں۔

دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء کی چوکھٹ، حضرت معین الدین چشتی اجمیری، حضرت بابا فرید گنج [illegible]

حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت لال شہباز قلندر، حضرت سلیم چشتی،
حضرت [illegible] لال حسینؒ، حضرت بہاؤالدین جھولن بخاریؒ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ ....!

یہ چند ایک اولیاء اللہ کے ایسے مزارات ہیں جن کے قرب و جوار میں ان کے نام کی سبیلیں تھیں اور کئی اب بھی موجود ہیں۔ دور دراز سے آنے والے زائرین اپنی پیاس بجھا کر تازہ دم ہو کر حاضری کے لئے آگے بڑھتے ——— پانی بڑے بڑے مٹکوں، حوضوں میں ہوتا ——— بڑے بڑے مٹکے نم دار ریت یا مٹی میں دبے ہوتے تھے۔ مٹکوں کا جو حصہ باہر ہوتا اس پر سرخ رنگ کی صافیاں لپٹی ہوئی ہوتیں۔ مٹی کے سبک پیالے، گلیز ... ہوتے۔ پلانے والے اکثر بوڑھے بچے یا عمر سے اتری ہوئی ایسی عورتیں ——— جو کسی بھی وجہ سے دنیاداری کے جھمیلوں سے آزاد ہوتیں ——— اس طرح پانی یا کوئی ٹھنڈا میٹھا مشروب پلانے والے کسی کاروباری انداز فکر سے یہ کام نہیں کرتے تھے۔ انہیں صرف حسنات کی مشقت اٹھاتے ہوئے پیاسے زائرین کی پیاس بجھانی مقصود ہوتی تھی۔ اگر کوئی اپنی مرضی یا خوشی سے پیسہ دھیلا ڈال جاتا تو انکار بھی نہ کیا جاتا بلکہ انہی پیسوں کی شکر یا برف [illegible] لی جاتی۔

[illegible] بھی [illegible] یا وہ پانی ہو [illegible] مسافرت کی بے خواری اور خرابی، ایسے میں مجھے یہ اندر باہر کی پیاس بجھانے والی [illegible] پیاس بجھانے کے بعد میں حسب عادت مشروب پلانے والے کی ذات کی ٹوہ [illegible] لگا لیتا تھا۔ مجھے [illegible] عام سے لوگ نہیں ہوتے [illegible] یا کوئی کم ہوتا ہوگا ——— یہ ارفع درجات والی ہستیاں ہوتی ہیں۔ دیکھا ہے کہ اللہ کی مخلوق کو [illegible] پلانے والوں کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے ——— یہ بڑے رزاق کے آگے چھوٹے چھوٹے رزاق ہوتے ہیں جبکہ بڑا رزاق ان کے ہاں کو دام کی کمی نہیں ہونے دیتا۔ اس میں کوئی مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی کی تخصیص نہیں ہے۔ جو بھی کھانے پلانے کا کام کرے گا ایک سا اجر ہی پائے گا۔

ہندوؤں، سکھوں میں اور دیکھا جائے تو ایک صفت ضرور ہے کہ وہ دان پن بہت کرتے ہیں۔ ہندو ان [illegible] کاروباری انداز فکر اور دان پن سے ہوتا ہے ——— خدا کی ہر طرح کی مخلوق کے لئے ان کے پاس دیا اور [illegible] ہوتے ہیں ..... ہسپتال، تعلیمی ادارے، دھرم شالے، کنوئیں، باولیاں ——— نادار بچوں اور عورتوں کے لئے پناہ گاہیں وغیرہ وغیرہ ..... آج بھی آپ کو پاکستان کے کونے کونے میں غیر مسلموں [illegible] کی ہوئی بے شمار عمارتیں، ہسپتال، لائبریریاں، تعلیمی ادارے، عبادت گاہیں ..... [illegible] اور آبی [illegible]

اور حاجیوں کے لئے سرائیں وغیرہ کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں۔ جنہیں ہم کافر کہتے ہوئے نہیں تھکتے انہی کی بخشی ہوئی درسگاہوں سے فارغ التحصیل ہونا ہم اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ انہی کے قائم کردہ وقف ہسپتالوں سے ہم شفا حاصل کرتے ہیں ... میں نے ایسی ایسی دور افتادہ اور غیر معروف جگہوں پہ غیر مسلم کے دان پن کے کام دیکھے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ انہوں نے سینکڑوں سال پہلے انسانیت کی بہبود کے لئے کیسے کیسے کام کئے کہ رہتی دنیا تک انسان ان سے فیض یاب ہوتا رہے گا۔

سندھ اور بلوچستان ایسے عظیم الشان ولولہ انگیز صوبے ہیں کہ تاریخ و تہذیب معاشرت و ثقافت اور روحانیت کے طالبعلم ان پہ تحقیق کرتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے اور ان اصناف پہ ان کا کام اور دلچسپی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ ان صوبوں کا اصل حسن ان کے باطن میں اتر کر کھلتا ہے۔ یہ اخروٹ کی مانند ظاہر اور بیرون سے کھردرے سخت لیکن بھیتر سے نرم و لذیذ ——— پنجاب اور سرحد اپنی جگہ پہ لیکن یہ سندھ اور بلوچستان ہے تہذیبی علمی روحانی اور [illegible] جغرافیائی پس منظر میں عہد عتیق سے ہی معتبر و اولی و موخر رہے۔ کوہ کیرتھر کوہ سلیمان موہنجو داڑو ہڑپہ آمری اسکلی مہر گڑھ سنگھالہ کافر کوٹ امر کوٹ رحمن ڈھیری دیبل [illegible] کی ساحرہ [illegible] ہمیشہ سے باعث کشش [illegible]

میدانوں اور [illegible] دریاؤں کی یادیں یہاں میں مہرگڑھ کا ایک تاریخ حصہ غرق کیا ہے [illegible] چلے ہوکر [illegible] ہونے کی لت نے اس بڑھاپے میں بھی مجھے تنہا نہیں چھوڑا ——— کبھی [illegible] بھی راہ منزل ہو ——— قدم قدم پہ [illegible] تعلقات [illegible] جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ درویش کے اندر باہر کی مسافتیں ہی تو ہوتی ہیں جو اسے درویش بنا کر رہنے دیتا ——— کنکر روڑے پتھر معمولی ہیرے جواہر ——— جھاڑ کانٹے پھول کلیاں ——— کھائیاں کو ہے بد بو خوشبو ——— راہزن رہبر ——— موسم آفات کیا کچھ نہیں ہوتا اس کی راہ میں ——— وہ سب سے ہوا مست خرام رہتا ہے ——— وہ کسی سراب سے دھوکا نہیں کھاتا اور نہ کسی گلستان سے آسودہ ہوتا ہے تلاطم اس کا دامن نہیں بھگو سکتا اور نہ کسی ناگہانی طوفان و جھکڑ میں اڑتی ہوئی خار دار جھاڑ اس کی دستار سے الجھتی ——— کاٹ جو کوئی شام اس کے لئے باعث راحت نہیں اور نہ ہی کوئی یاس ملال سے الفت [illegible] ہے۔ صبح کی سپیدی شام کی سرخی اور شب تاریک ہولناک تاریکی کے معنی اس پہ تمام ہوتے ہیں۔ خوف کا طوفان بھی نہیں ——— وہ چلتا اور بہتا ہوا مست و شور رہتا ہے ——— راہ روش کی بے مہری کا اس پہ ظہور ہوتا ہے۔

[illegible] بات پانی کی ہو رہی تھی کہ نیل کے گھاٹ پر اس مصری مداری نے مجھے زکھتی پر شراب کی خالی بوتل میں [illegible] گدلا سا پانی دیتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ نیل کا مقدس پانی ہے میری جانب سے تحفہ ۔۔۔ سنبھال کر رکھنا بڑے کام کی چیز ہے"۔۔۔ اسی [illegible] پانی کے ذکر سے ان قابل ذکر پانیوں کے چشمے بھی پھوٹ پڑے ۔۔۔ اسی طرح کے ایک اور پانی کا ذکر [illegible] بھی ہوگا۔

صحرا پار کر کے راستے ' بے پناہ جدوجہد پر اصرار ' [illegible] کا یہ [illegible] صحرا کا صحرائی اور نیم صحرائی [illegible] خطے سیلانی کے لئے بڑی کشش اور مشقت رکھتا ہے۔ آج کل تو خیر چند نیم پختہ سڑکوں اور [illegible] نے اس راہ کی کلفتوں کو بہت حد تک ختم کر دیا ہے۔ میں [illegible] زمانے کا ذکر کر رہا ہوں ان [illegible] سفر کے لئے [illegible] جانی ' وافر پانی اور صحرا رانی کے لئے ایک مستعد و مضبوط اونٹ اور بہت حد تک [illegible] ضرورت ہوتی تھی کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے ایک نہ ایک دن اس کا مزہ چکھنا ہے۔ اس [illegible] موت میں [illegible] فرق [illegible] [illegible] اور یا سمندر یا [illegible] [illegible] سے صحرا میں [illegible] موت میں بڑا دھیانک فرق واقع ہوتا ہے کہ یہاں مارنے کی صورت میں سر پہ ہلکی [illegible] [illegible] کے [illegible] پر سورج [illegible] کے [illegible] جنگل علاقے میں [illegible] کے [illegible] [illegible] بیٹے ہوتے ہیں جنگل [illegible] علاقے پر بالادست ' زبردست کے لئے بار سے جان بچ جاتی ہے۔ جنگل میں نیچے اور اوپر امان [illegible] صحرا میں نیچے اور اوپر ' دونوں اطراف دہکتا چھلکتا ہوا جہنم ہوتا ہے ..... جان اوپر سے جلتی اور نیچے [illegible] محسوس ہوتی ہے۔ ایسے میں صرف تین چیزیں بچا رکھتی ہیں ۔۔۔ سایہ ' پانی اور یا امید اور جذبہ کہ [illegible] اس صحرا کے پار اتر جاتا ہے صحراؤں کے راہوں میں اترنے والوں کے عزیز و اقارب [illegible] آنسوؤں چہروں اور متفکر دست دعائیں بچنے کی آرزو اور دعاؤں کی رسم میں رخصت [illegible] وہ اس وقت تک ان پر سے نظر نہیں ہٹاتے جب تک صحرا کا مسافر ان سے اوجھل نہ ہو جائے۔ لیکن مجھے "الف ہاتھ برابر" صحرا و دریا کو کبھی رخصت کرنے اور واپسی ملاقات کرنے والے میسر ہی نہیں ہوئے۔ اس لئے مجھے بھی صحرا و دریا میں اترنے کے بعد پلٹ کر پیچھے دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی ۔۔۔ مجھے تھامنے اور چاہنے والے شاید بیرون صحرا و دریا نہیں'

اندرون ممنوع و سراب ہوتے ہیں۔

میں صحرا کے پیٹ میں رزق کی مانند اترا ہوا تھا ___ کھوپے' مونچھیں اور بے نیلے ذرے مجھ میں جذب ہیں' میرے ساتھ ساتھ ___ آسمان کی سفاکیاں' زمین کی سنگینیاں اور آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے موسموں کی چالاکیاں بھی ہمرکاب ___ پانی کی چھاگل' گڑ چاول اور کالے تلوں کے مرنڈے' بھنے چنے اور جو کے ستو تھیلے میں موجود تھے ___ میرا طریق کہ دوران سفر کسی سے کوئی مدد نہیں لیتا۔ آرام' قیام اور طعام حاجتوں کے لئے میں حتی الوسع کسی کا مرہون منت نہیں ہوتا۔ اونٹوں' ریوڑوں' قافلوں والے اکیلے مسافر کی بڑی مدد کرتے ہیں ___ بیماری لاچاری میں دوا دارو' سواری' خوراک پانی سب کچھ مہیا کرتے ہیں۔ پیدل چلنا' صعوبتیں' سختیاں' بھوک پیاس برداشت کرنا اور ان سے لطف کشید کرنا ہی سیاحت و صحرا نوردی کا اصل مزہ ہے ___ ویسے سیاحت' صحرا نوردی' بادیہ پیمائی' آوارہ گردی اور جہاں گشتی میں صرف ایک قدر مشترک ہے کہ سب ہمہ وقت حرکت میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ سب مختلف معنی رکھتی ہیں [illegible] وغیرہ [illegible] ہیں ___ کسی قدم بے طلب منزل سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور کبھی کئی منزلوں پہلے ٹھہر جاتا ہے [illegible] منزل اور وقت کا پابند و محتاج نہیں ___ جس سفر میں [illegible] پہ نظر ہو [illegible] وہ سفر نہیں انگریزی کا [illegible] ہوتا ہے۔

کئی صحرائی بستیوں اور [illegible] شاموں اور عشروں کی مانند بکھرے رہتے [illegible] بعد میں ایک [illegible] کی طرح ___ وقت افطار اپنے کھرتی پایا ہو۔ عمر کوٹ اور چھور چھوڑتے ہوئے [illegible] پار تک پہنچا تھا وہاں سے صحران اللہ۔ کے جو پار جو گا' بھالو چیلا [illegible] کے نواح میں ایک اجاڑ سی [illegible] کی راہ پہ آ گیا تھا ___ آس پاس [illegible] اور [illegible] صحرائی تھے اور جو [illegible] ہوئے نیچے مارے گئے پچھلے بازوؤں علیاؤں میں پڑے سوکھ رہے رتیلے راہ راستوں پہ قافلوں کی [illegible] دیکھ کر میرے شبے کی تصدیق ہوئی کہ ادھر بھی نو حریوں کے ڈیرے ہیں۔ طبیعت میں ہلکی سی کراہت کا ذکر رہوا..... خوف یہی صحرائی سور جنگلی سور سے مختلف ہوتا ہے ___ قیمہ بچوں کی طرح اس کی تھوتھنی لمبوتری' کان چھوٹے' تیز شکاری کتیا کی مانند ہوتا ہے

[illegible] رحمانی ہوتی اور دم دار ے کے بال کی طرح تنی ہوئی ہوتی ہے — یہ بھی عام صحرائیوں کی طرح
[illegible] ہوتا ہے جو سامنے ہو اور اس پر نظر رکھا جا سکے — خشک سالی کے دنوں میں یہ کھوؤں، بلوں اور
[illegible] یہ کچھ بھی رکھ کر مار خوروں کی مانند سانس کھینچ کر [illegible] چھپکلیاں، ٹڈیاں، سانپ تک کھا جاتا
[illegible] کی کھوپڑیاں انتہائی غلیظ بدبودار ہوتی ہیں۔ جہاں پہنچی ہوں وہاں سے حشرات الارض تک بھاگ
جاتے ہیں۔

صحراؤں کے باسی بھی ایک جگہ مستقل نہیں ٹھہرتے۔ یہ موسموں، پانی اور مویشیوں کے چارے کے
[illegible] اپنے سفر اور سکونتیں بدلتے رہتے ہیں۔ صحراؤں میں شہروں، قصبوں کے نزدیک جو لوگ بستے ہیں وہ
[illegible] قبیلوں میں رہتے ہیں۔ یہ بھی چند کچے گھروں اور جھونپڑیوں پر مشتمل کوئی ایسی ہی کوٹھی تھی کہ
[illegible] میں پہلی بار پڑا تھا۔ یہاں سے [illegible] پانی کی تلاش [illegible] ایک ایسے راستے پر تھا جدھر
[illegible] پر بچے چند جھونپڑے کھڑے تھے۔ نزدیک و دور چند مرغیاں اور چوپائے بھی دکھائی دیئے مگر [illegible]
[illegible] ہو گیا تھا۔ ذرا آگے بڑھا تو سیدھے ہاتھ [illegible] ایک خستہ حال سا جھونپڑا دکھائی دیا جو
[illegible]
[illegible] جھونپڑے
[illegible] جانب ایک بوڑھی سی عورت کا [illegible] پڑی تھی [illegible] مردوں کی
[illegible] کے [illegible] ڈال رکھا ہو
[illegible] سے [illegible] اپنے [illegible] کو
[illegible] چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ یقیناً وہ [illegible] آگے دکھائی دیتی
[illegible] ہوتی تب بھی [illegible] — [illegible]
[illegible] جھونپڑی کی ٹی کے پاس بیٹھے [illegible] گئی تھی۔

صحرائی عورتوں میں تین چیزیں بڑی کاری ہوتی ہیں — آنکھیں، ہونٹ اور رنگت — آنکھوں میں
[illegible] اور تجسس رہتا ہے جو [illegible] کی آنکھوں کا خاصہ ہے — ہونٹوں میں ایک وقت [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہونٹوں کے کناروں کی نیلاہٹ، ابھاروں پر [illegible] "زہر ہلاہل" اور
[illegible] ہوتے ہیں — رنگت میں وہ [illegible] ہوتا ہے جو شام اور شب کے [illegible] چند ساعتوں
[illegible] ہوتا ہے۔ اس آفاقی [illegible] کی رنگت — شاید انسان کی نا آسودگیوں [illegible]
[illegible] کے [illegible] الاؤ کے دبے [illegible] کی طرح [illegible] ہوتی ہے — [illegible]

قمریوں کی فاختوں کی خاکستری رونیں اور فلسطینی گندم کے بھٹے کے فاختائی احمر کے رنگوں کے ملاپ سے کوئی تلملایا ہوا تیکھا تیور رنگ تصور میں آتا ہے تو یہی یہاں کی مہالاؤں ناریوں کا اصلی رنگ ہوگا۔ آپ سیاہ، سلونا، سانولا، گندمی، نمکین یا گندمی، فلفلی، ترکی شیامی کہہ ہی نہیں سکتے ——— یا یوں کہ آپ [illegible] جسم بس رنگتوں کو ملا کر جو جوہر کشید کریں ہر چند اس میں کچھ صباحت و ملاحت کے چند قطرے ٹپکا دیں تو جو حاصل عمل ہوگا تو وہ ان کی رنگت رہا ہوگی ——— بارے ان کی تیکھی آنکھوں کی کارنجی پتلیوں کے گرد ان کے چیپائی ایسی سپید ہوتی ہے کہ اگر کوئی انجانا بے دھیانے میں دیکھ لے تو پھٹکری کے پھول کی مانند [illegible] پڑے ——— جس طرح سپیرا سانپوں اور مچھیرا مچھلیوں کے بیچ چوبند رہتا ہے یونہی گھر گھر کا نوتی فقیر اپنی سحر میلوں کی زگیدوں ناگڑوں سے چوکنا رہتا ہے۔

وہ شاید زندگی اور حالات کے موسموں کی ماری ہوئی کوئی بوڑھی عورت تھی۔ بڑھاپے اور تنگ دستی نے اس کے اردگرد مکڑی کی طرح کا ایک جال سا تن رکھا تھا جس میں وہ نیم مردہ مکھی کی مانند بُری طرح پھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھی... ناوار بے بس اور کمزور کے پاس کچھ اور ہوتا ہو نہ ہو زبان میں زہر آلودگی اور [illegible] سی کاٹ ضرور ہوتی ہے... یہی دو طاقتیں اسے زندہ رہنے کی شکتی دیتی ہیں... [illegible]
[illegible] ہے۔ اس قدری زبان میں گفتگو کا ایک الگ ہی سواد ہوتا ہے۔ جب ہم دونوں کے درمیان ایک سماں اس انجام و [illegible] ہو گیا تو میں ادب کر اٹھ کھڑا ہوا کہ آگے بڑھوں... عورت ذات سے [illegible] کلی لینا شاید اسے اچھا نہ لگے [illegible] ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پیچھے سے اتری ہوئی مگر بھرپور آواز ابھری۔

"تم دوست کر لے مجھ سے ادھر چلے جاؤ ——— یہاں پڑی ہوئی [illegible] پانی پی لو"

مجھے اس کی آواز میں ایک عجیب طرح کا اپنا سا محسوس ہوا جیسے ایک مظلوم کی مانند [illegible] سے آئی تھی ——— دھیان دینے سے دیکھا کہ اس کے دائیں ہاتھ سرخ گت کپڑے سے ڈھکا ہوا ایک مٹکا پڑا ہوا ہے جس کا ایک تہائی حصہ ریت میں گڑا ہوا ہے۔ اب جو اس نے کپڑا اٹھایا تو میری آنکھیں سے اٹکی پڑیں۔ مٹکے پہ اردو اور ہندی میں لکھا تھا ——— "خواجہ کی چھبیل" یعنی یہ عورت مسلمان [illegible] خواجہ غریب نواز سے عقیدت رکھنے والی ہے ——— وہ ڈھکن اٹھا کے مٹی کے کٹورے سے پانی نکال رہی تھی۔

میرے منہ سے غیر ارادی طور پہ نکل گیا۔

"میں مسلمان ہوں، کیا اس کوٹھے میں مسلمان بھی رہتے ہیں ———؟"

وہ مجھے پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے بولی۔

"پہلے ذرا حیرت سے جل پان کرو۔ پھر کوئی بات! میں تمہیں کچھ کھانے کو بھی دیتی ہوں۔"

گلاس ہاتھ سے چھوتے ہی یوں لگا جیسے میں نے کشمیر کے کسی گلیشیر کو مَس کر لیا ہے ——— پانی کے ایک گھونٹ نے میرے چودہ طبق جگر جگر کر دیے کہ مجھے حسبِ عادت گھونٹ لینے کے بعد الحمدللہ بھی کہنا یاد نہ رہا ——— حیرت سے میری آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں ایسی لو اور تپش ——— نیچے اوپر سے آگ برساتا ہوا صحرا کہ جہاں بھاپ بن کر غائب ہو جائے اور ایسے میں یہ چشمہ رکنی سا یخ بستہ شیریں پانی ——— !

میں اسی مخمصے میں پھنسا ہوا تھا کہ وہ مہربان بولی۔

"خواجہ کی کھجری کا پانی پچھتاتے تو ہر گھونٹ پہ الحمدللہ بھی کہہ لو!"

یوں کہ میں غٹاغٹ سارا پانی چڑھا گیا ——— اس نے دوبارہ میرا گلاس بھر دیا ——— الحمدللہ الحمدللہ کہتا کہتا میں اسے بھی پی چکا تھا۔

جو اور باجرے کی موٹی خشک روٹی اور صحرائی ککڑی کے اچار کی پھانک اس نے میرے آگے دھری

...تھا۔

میں بیٹھا ایسے اپنے گھر آنگن میں باورچی خانے کے سامنے بیٹھا اپنی ماں کے ہاتھوں سے کھا رہا ہوں ——— کھانے کے بعد پھر ایک بار پانی کا گلاس پیا۔ ماں کو دیکھتا رہا ——— وہ عجب اطمینان بھری نظروں سے مجھے تکتی رہی ——— باتوں کے دوران ... چند بار الحمدللہ کہنے کے اس تک ... ہوئے تھا۔

دن ڈھلے اُٹھے سیدھے سبھی بچوں کی گوٹھ ——— یہی وہ صحرا میں ہوتا ہے تاحدِ نظر ریت ہی ریت جیسے ... جھاڑ جھنکاڑ یاں اکا دکا بستیاں اور سوائے چند مریل مویشیوں کوئی ذی النفس ہی نظر آتا رہا تھا ——— کہ مکان تک نیچے ہوں یا جھونپڑوں میں بیٹھے کہیں آرام کر رہے ہوں گے۔ صحرا میں ایسی ... کوئی بیوقوف ہی ہوگا جو اپنی جان ہونے کے لیے باہر نکلے ——— میں سوچنے لگا ——— یہ ادھیڑ عمر عورت ... میں مجھ کو یہاں پانی کہاں سے لا کر ... ہے ——— شاید پانی پلانے پر کوئی دھیلا ٹکا وصول کرتی ہو ——— پیالا کبھی نہیں دیکھتی ——— کوئی دو کا تدارک ہوتی تو مٹکے پہ تو دیل کھجری کی بجائے "ٹھنڈا میٹھا پانی ٹکے پیالہ" لکھوا ——— اور بن مانگے روٹی اچار بھی نہ دے جاتی ——— آخری لقمہ منہ میں بھرتے ہوئے میں اسے کچھ

رام دھیان دینے کا سوچ ہی رہا تھا کہ وہ نرم ہنسی سے کہنے لگی۔

"تھکے ماندے مسافر کی بھوک پیاس اور رام کا دھیان کرنا بہت بڑے پن کی بات ہے — جو کچھ دیر یہاں سانس لے کر کمر سیدھی کرلو — میں تمہیں پنکھا جھلوں گی اور خواجہ پیا کا گاؤن بھی سناؤں گی —"

میں نے بے سوچے سمجھے پوچھ لیا۔

"اس کار کرم کا اُتار میں کیسے کر پاؤں گا.....؟"

وہ ہاتھ بڑھا کر لکڑی کا برتن سمیٹتے ہوئے بولی۔

"اجمیر شریف پہنچو تو خواجہ غریب نواز پیا کو میری دعا سلام کہہ دینا بس!"

میں حیران ہوتے ہوئے پوچھ بیٹھا۔

"تم نے کیسے جانا کہ میں اجمیر شریف جان جاناں کے پاس ہی جاتا ہے؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے — پرندے پنچھی اور پردیسی کی بو باس ہی بتلاتی ہے کہ وہ کس اور جا رہے ہیں — تمہارے تو انگ انگ سے اجمیر شریف کی خوشبو پھوٹتی ہے"

[illegible]

[illegible] جیسے [illegible] بات چھا جاتے اور [illegible] پیچھے [illegible] پھر عشق [illegible] آتا [illegible] معصوم لاڈلے بالک کی مانند ہو جاتے ہیں جو کھاتے کھیلتے یا [illegible] ننھے منھے [illegible] تتلیوں جگنوؤں کے پیچھے نکل جاتے ہیں۔

[illegible] ہونے کے [illegible] تھی کہ میں کہتے [illegible] آنکھیں [illegible] ہوئے اپنے پہلو سمیٹنے لگا۔ وہ بے دھیانی میں چہرہ دکھولے مجھے ہوا دار پنکھا جھل رہی تھی — [illegible] دوسری جانب [illegible] اس نے [illegible] شام کے اندھیرے میں اس کے دھواں دھواں چہرے [illegible] سے دیکھا تو حیرانی سے میری آنکھیں پھٹنے لگیں — اس کے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور [illegible] بھی [illegible] یا [illegible] ہو گیا ہے۔ اسی دوران میں — [illegible] لیتے ہوئے پہلو [illegible] — [illegible] سے اس نے [illegible] کی [illegible] — [illegible] میرے منہ سے نکلا۔

"آپ وہی ہیں جنہوں نے مجھے جل پان کروایا تھا.....؟"

وہ کسمساتے ہوئے بولی۔

"ہاں میں وہی ہوں اب صرف تم نے میرا چہرہ دیکھ لیا ہے جو میں تمہیں دکھانا نہیں چاہتی تھی۔"

آپ کھنا کے سے میرے دماغ کا قمقمہ روشن ہو گیا مجھ پہ واضح ہوا کہ یہ تو ابھی "خوبان خلد" کے قبیلے کا [illegible] سے جو حضرت نظام الدین اولیاؒ، خواجہ قطب الاقطاب اور خواجہ غریب نواز کے زائرین کو ٹھنڈا میٹھا پانی [illegible] کی ذام درہم کی بجائے ان سے اپنے سہاگن ہونے کی دعاؤں کے طلب گار ہوتے ہیں — مگر یہ [illegible] اوڑھنیاں تو ضرور اوڑھتے ہیں مگر بیاہتا بہو بیٹیوں کی مانند کاندھے یا گھونگھٹ نہیں نکالتے۔ ہو سکتا [illegible] راجستھان میں مخنثوں کو مونث کی ذیل میں شمار کیا جاتا ہو۔ ویسے دنیا میں ہر جگہ ان کو مذکر کے [illegible] ہی رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اپنے مردانہ ڈیل ڈول آواز اور داڑھی مونچھ کی وجہ سے مردوں کے [illegible] ہوتے ہیں — خواجگان کے یہ ساقی دنیاوی علتوں سے بھی پاک صاف ہوتے ہیں ... گانا بجانا [illegible] والی بیہودگیاں بھی ان میں نہیں ہوتیں — ... اگر کسی چیز سے نفرت کرتے ہیں یا بیزار [illegible] ہیں تو وہ ان کی اپنی مردانہ پاٹ دار آواز اور چہرے جسم کے موٹے کھردرے بال ہوتے ہیں۔ [illegible] جان چھڑانے کی غرض سے وہ طرح طرح کے ٹوٹکے نسخے استعمال کرتے ہیں مگر درد بڑھتا ہی جاتا ہے [illegible] ہیں ..... نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آواز پہلے سے بھی زیادہ بھدی اور بال فولادی [illegible] [illegible]

[illegible] مستقل سے جان چھڑانے کی خاطر یہ کئی ٹوٹکے [illegible] [illegible] لیتے ہیں [illegible] ان [illegible] سے شوہر کی کا [illegible] [illegible] ہیں۔ اس لئے [illegible] ان کی [illegible] یا پھر [illegible] [illegible] ہر روز کیوڑے کھائے۔ اس جنس میں ایک قسم [illegible] یا [illegible] اوصاف سے [illegible] کی بھی ہوتی ہے انہیں ہم [illegible] بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ بیچارے [illegible] بیشتر [illegible] بستیوں میں گھر گھر [illegible] مانگتے پھرتے ہیں — آوارہ [illegible] انہیں [illegible] کرتے [illegible] یہ زیادہ [illegible] ہوتے ہیں جو بے حد طرح طرح کے [illegible] نہیں ہوتے۔ وہ خود ہی اپنی [illegible] کر لیتے ہیں اور [illegible] ان سے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] قوت سے [illegible] کسی [illegible] یا [illegible] کے ایسے مقام پہ جہاں سے ملک عدم کی منزل محض دو چار گام ہوتی ہے۔ [illegible] یہ [illegible] پکڑ لیتے ہیں مزاروں درباروں قبرستانوں کے دروازوں پہ [illegible] [illegible] ہیں۔ اپنے پرانے آشناؤں سے پرہیز کرتے ہیں یا اپنی کوٹھڑی میں پڑے [illegible] کاٹتے [illegible] رہتے ہیں کہیں باہر ضروری نکلنا بھی ہو تو یوں شکل چھپاتے رہتے ہیں جیسے کسی کے مقروض یا کسی

کے گاتے ہوں۔

مگر بزرگوں کے نام کا پانی پلانے والے اور عبادت گزار ہیجڑے علاقوں اور علاقائی دنیاوی سے پرے ہوتے ہیں۔ یہ اپنا سلسلۂ نسب ان بزرگ مجردوں اور ہیجڑوں سے جوڑتے ہیں۔ جو بغداد، دمشق، مصر، الجزائر، بیت المقدس اور حرمین شریف میں مزارات، مقدس جگہوں کی نگہداشت اور صفائی ستھرائی پہ خاص متعین ہوتے ہیں۔ خاص طور پہ سعودیہ، حبش، یمن اور مصر کے ہیجڑے بڑے بڑے اعلیٰ اعزازات کے حامل ہوتے ہیں۔ شاہی خاندانوں کے داخلی انتظامات و معاملات میں ان کے بڑے عمل دخل ہوتے ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، افغانستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ انہیں کہیں بھی کم تر و حقیر نہیں سمجھا جاتا، نہ تو انہیں ایک تیسری جنس یا بیکار مخلوق سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی انہیں معاشرے میں بدکاری اور ذلت و نفرت کا توڑا بنایا جاتا ہے۔ بلکہ ان پہ خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ان پاکیزہ نیک [illegible] اور عبادت گزار ہیجڑوں کو جنت کی چڑیاں بھی کہا جاتا ہے اور [illegible] فردوس بھی۔ پاکستان سے باہر مقامات مقدسہ پہ یہ لوگ مردانہ وضع قطع میں ہوتے ہیں [illegible] بھاری [illegible] اور دستار، ہاتھ میں تسبیح۔ کہیں تھوڑی پہ داڑھی کے چند ایک بال اور کہیں بال [illegible] سے خالی چہرے [illegible] عالم و فاضل [illegible] دین و فقہا [illegible] ہاں پاکیزہ [illegible] کے تقوے ہوتے ہیں [illegible] ملک کے [illegible] پائے جاتے ہیں وہ عورتوں کے لباس [illegible] وضع قطع میں دکھائی دیتے ہیں۔ گانے بجاتے اور بدھائی وصول کرتے ہیں اور کہیں [illegible] مردانی [illegible] سادے لبادے بھی ہوتے ہیں۔

میں اب اس کی حقیقت جان چکا تھا۔ [illegible] اچھے کیے کی [illegible] میرے ہاں اس کے [illegible] موجود ہوتا ہے۔ میں اپنی دانست میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کے زیادہ نزدیک ہوتے ہیں۔ ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ بہت عزت و احترام و محبت کرنے والے ہوتے ہیں...... ان میں منافقت شرارت نہیں ہوتی۔ وفا داری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ باقی رہا سوال کہ یہ کیوں پیدا ہوتے ہیں [illegible] تو یہ اس کا موقوف۔ کیا ان کے علاوہ [illegible] معذوریاں ہم لوگوں میں نہیں ہوتیں؟

"[illegible]... مجھ سے پردہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ [illegible] کا کاؤن [illegible] اب کیسا پردہ؟ تمہارا تو اپنے اللہ سے بھی پردہ نہیں۔ ایک مسافر تجھے [illegible] گی۔"

وہ جتی کے چنگل انگلیوں کی چنگی سے آزاد ہوئی تو وہ چہرے کے باوجود بے چہرہ تھی مجھے دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں ہی تو تھیں جن میں وہی سوزش وہی تپش ۔۔ جو خود سے جدا لوگوں کی آنکھوں میں ہوتی ہے ۔۔۔ اس کا چہرہ کیا ہے چہرہ چہرہ تھا یا کئی چہروں سے تحلیل و تجسیم کیا ہوا کوئی انوکھا سا چہرہ تھا ۔۔۔ تھی جس میں انسانوں کی کتنی قسمیں، کتنے دریا اور صحرا، کیسے کیسے موسم طوفان، جوار بھاٹے، مد و جزر ۔۔۔ کرب ۔۔ و بھونچال ۔۔۔ کرب محرومیاں نا آسودگیاں ۔۔۔ کیا کچھ نہ تھا میری آنکھوں نے چند پل کی ملاقات میں کیا کیا روپ بہ روپ دیکھے ۔۔۔ اس کا چہرہ جو ایک ایسے فلم کے فریم کی طرح تھا ۔۔۔ جس پہ فلم کے تمام کے تمام فریم ایک دوسرے پہ لیپ اوور کر دیئے ہوں ۔۔۔ ایسے گنجلک و گنجان حیران و ویران سے چہرے سچ ہی تو میں نے دیکھ رکھے ہیں ۔۔ لگتا ہے کہ کائنات کا ہر خط ہر دائرہ ہر مکمل منظر ہر ذی حس کے تخیل کا تاثر ۔۔۔ جمال اور تغیر و تبدل کی ہر حقیقت ۔۔۔ ازل و ابد کا ہر واقعہ سانحہ قصہ کہانی سب کا نچوڑ دیا ان چہروں کی جھریوں چھائیوں اور آنکھوں کی گہرائیوں میں چھپا دیا گیا ہو۔ جھریوں کے کیلوں نوکوں پہ اگر وہ اتنی کھنچے [illegible] بھی [illegible] تو پیدا [illegible] اور [illegible] ہو جاتی ہے۔ دیکھو تو صحرا [illegible] ہے اور [illegible] اور یہاں [illegible] ایک وقت [illegible] [illegible] [illegible] وقت [illegible] [illegible] کتاب پہ غور کرنے والوں کے لیے وقت [illegible] قریب ہے۔

آج اسے وقت کی [illegible] کی مانند کھینچ کر [illegible] تک دراز ہو چکا تھا ایسے میں نگاہوں کی [illegible] تھا۔ جب تمام ہوئی تو میں لکڑی کے تختے کی مانند [illegible] [illegible]۔

"میاں اجازت دو تو میں تھوڑے سے آگے بڑھ جاؤں ۔۔۔ میرے اندازے کے مطابق یہاں سے [illegible] منزل ادھر سے بہت زیادہ دور نہیں ۔۔۔ وہاں بھی ایک جاننے والا ہے ۔۔۔ رات وہیں آرام کروں گا۔"

اس نے کچھ جواب دیئے بنا کندھے سے تھیلے کی ایک چھوٹی سی بوتل میں مجھے کچھ پانی ڈال دیا اور تاکید کرتے ہوئے کہا۔

"اسے سنبھال کر رکھنا ۔۔۔ خواجہ بھیری کا پانی ہے ۔۔۔ وہاں پہنچو تو میرا سلام ۔۔۔"

میں نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہاں مجھے یاد رہے گا......"

پانی کی بوتل احتیاط سے میں نے اپنے تھیلے میں ٹھونس لی تھی۔

دنیا میں اکثر معرکے پانیوں کی وجہ سے بھی ہوئے اور اب تک دنیا میں کچھ تنازعات کی اصل وجہ ٹھنڈے میٹھے یا سرد و گرم پانی ہی ہیں۔ عربوں کی اکثر جنگیں میٹھے پانیوں کے کنوؤں اور چشموں کے آس پاس ہوتی تھیں۔ پھر یہی پانی انسانیت اور مختلف مذاہب و ادیان، تہذیبوں و تمدنوں کے احیاء و ارتقاء تصریح و تقطیع میں کارفرما نظر آتا ہے تو کہیں تواریخ و اساطیر میں کھلاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ وہ زم زم ہو یا آبِ فرات، شعیب علیہ السلام والا کنواں ہو یا موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل...... بحیرہ مردار کا عذاب یا حضرت نوح علیہ السلام کا سیلاب...... وہ پانی ہے تو کہیں وہ معجزہ کا [illegible] ہے...... جھیل سیف الملوک ہو نہر زبیدہ...... گنگا جل یا آبِ مغفرت ہو...... پنجہ صاحب کے چشمے یا دیوار گریہ سے ٹپکتے قطرے...... قطرہ نیساں ہو ابرِ باراں...... بحر الشمال ہو یا نیل طلال ہو۔ آبِ حیات یا آبِ زلال...... دنیا کو پانی سے پیدا کیا گیا۔ کے بعد پانی ہی وہ خاص عنصر ہے جو ہر قسم کے انسانی، حیوانی اور نباتات کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ اس خاص عنصر [illegible] پانی کی قدر [illegible] ہوتی ہے...... مہمان کے لئے دوستی طلب بن پوچھے جو پیش کیا جاتا ہے وہ پانی ہی ہوتا ہے۔

- تو مشقِ ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر......!

وہ بات جو خوشبو کی طرح پھیلتے پھیلتے آگے بڑھی پانی ہی کی تھی کہ شیخیاں پانی نے [illegible] نے [illegible] شمیم سے شکو کی تسکین کی خاطر اس کی ملاقات کا [illegible] پنجہ صاحب اور [illegible] صاحب (عرف خاص) پر [illegible] پینے کے لئے دیا مگر اس نے ہاتھ کے ایک اشارے سے [illegible] کی طرح پیچھے کر دی [illegible] تحقیق کر [illegible] کی [illegible] ہوتی...... یہ [illegible] منظر دیکھ کر شیخیاں پانی سے [illegible] گیا...... وہ شمیم سے شکو جیسے پڑھے لکھے، روشن خیال اور حد سے زیادہ محبت کرنے والے شخص سے ایسی ہوئی اخلاق سے بعید [illegible] کی توقع بھی نہ تھی۔ وہ چند ثانیے تو سکتے کی سی حالت میں رہی [illegible] زبانی [illegible] اس سے الجھ پڑی۔ ابھی [illegible] تھا کہ شمیم سے شکو نے [illegible] اور شیخیاں پانی کے کے بارے میں [illegible] الفاظ استعمال کرتے ہوئے پستول نکال لیا...... اتنی جان گسل لمحوں میں وہ دان [illegible]

[illegible] خفقان کا دورہ پڑا۔ سفیداں بائی سب کچھ فراموش کرتے ہوئے بے خودی ہو کر پانی لینے کی خاطر [illegible] سے اس حالت میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ نیچے غالیچے پر ٹوٹی ہوئی صراحی کے ٹکڑے بکھرے پڑے [illegible] کہ وہ پلنگ سے نیچے اترتے ہی ایک ہولا دینے والی چیخ کے ساتھ دھب سے غالیچے پر ڈھے [illegible] غالیچے پر بظاہر نظر نہ آنے والے بکھرے شیشوں کے ٹکڑوں نے اس کے پھول سے پاؤں چاٹ لیے [illegible] شمیم بے سُدھ پلنگ پر اور ادھر سفیداں بائی نیچے غالیچے پر پڑے دونوں لوٹنیاں کھا رہے تھے۔

[illegible] بے اختیار ہو کر سفیداں بائی کی جانب بڑھی تو یہی کچھ ہوا کہ اس کے پاؤں بھی شیشوں کے ٹکڑوں [illegible] کر دیے۔ اب یہاں تیج کیست — یک شد نہ دو شد بلکہ سہ شد تھے ... بلکہ یہاں تو چہار شد کہیے۔

ان تینوں سے بڑا "شد نا" کالے خان تو کمرے سے باہر چوکھٹ کی آڑ میں تلملایا ہوا کھڑا تھا۔ اس [illegible] کے مضبوط ہاتھ میں [illegible] کے لیے لرز رہا تھا۔ یہ بات تو اٹل تھی [illegible] جس نے اپنی پوری کی کائنات سفیداں بائی کی خاطر لٹا دی تھی سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر اس [illegible] اس طرح بیچ کو [illegible] حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

[illegible]

[illegible] وہ [illegible] اور وحشی بننے کا شوقین [illegible] کے خلاف [illegible] میں پڑ گیا۔ [illegible] کر دیا۔ [illegible] تو دور کی بات [illegible] آگے بڑھے [illegible] شلوار میں [illegible] ہوئے [illegible] لیے — اس کے [illegible] کر اس کی وہ شاقی زبان نکال کر دیکھتے کہ کس ستم ظریف نے [illegible] قینچی سے اس طرح اس [illegible] کر دی وغیرہ وغیرہ۔ اس کی [illegible] آنکھوں پر [illegible] کی کھڑی وہ کوڑی [illegible] — وہ "نواں فقیر" [illegible] کے دن اور فقیری کی راتیں پوری کر رہا تھا [illegible] میں کھیل کے [illegible] مشغول تھے۔ [illegible] اور [illegible] طریقے سے [illegible] کر رہے تھے۔ اس سے پیشتر کہ "نواں فقیر" دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر دونوں [illegible]ٹوں کا مقدر بن جاتا۔

[illegible] کے پیچھے بڑھتے ہوئے ناخن والا انگوٹھا دبائے رکھنے والا ایک لونڈا اپنے اگلے والے ساتھی سے [illegible]۔

"ابے چھدے! اس سالے کے سر پہ اپنی انگلیاں ناخن گاڑ کر رکھو ــــ اس میں بھی اس کے سسرے گرو کی مانند پھسلن بہت جیادہ ہے......"

بس اب یہ سن کر اس کا ناریل چٹخ گیا ــــ ساری فقیری تپسیا دھری کی دھری پل بھر میں اڑنچھو ہو گئی ــــ جیسے اس کی کایا پلٹ گئی ہو۔ پورے جسم میں بجلی سی کوند گئی ــــ ایک انجانی سی شکتی عود آئی۔ دانتوں کی جڑوں میں بس کے غدود اچانک ٹیسیں مارنے لگے ــــ زبان کو لہرایا اور آناً فاناً پلٹا کھا کر راموموٹے کے بڑھتے ہوئے ناخن والے انگوٹھے کو جو چابا تو جھٹ پٹ ہی دنگل کشتی کی ہار جیت کا فیصلہ ہو گیا...... راموموٹا منٹوں میں بے سدھ ہو کر نڑلوک سدھار گیا ــــ یہ "نواں فقیر" شکار ہوا اپنے گرو کے چرنوں میں پہنچا۔ بس لوا سے ہو کر کہنے لگا:

"مہاراج! میرے سر کی گنڈیریاں کاٹ کر چوس لیتے تو اف نہ کرتا ــــ مگر میں یہ نہیں برداشت کر سکتا کہ کوئی آپ کو بھی انگوٹھا دکھائے ــــ یہ ابھی آپ کی دی ہوئی فقیری کی" ــــ میں "پرانا سانپ" بھلا ــــ" اور یہ کہتا ہوا وہ غار سے باہر رینگ گیا۔ "اب دیکھتا ہوں مجھ اور میرے گرو کی گردن سے جڑے ہوئے گنڈیریے ناخن والا انگوٹھا کون سسرا اٹکاتا ہے۔"

[illegible] ایمان برداشت نہیں کر سکے اور بہتا ہوا سرخ خون انسان اگر کسی سرخے کو بھی دیکھ لے تو اس کی آنکھوں میں سرخ سرخ چنگاریاں اڑنے لگتی ہیں۔ سرخ تر سرے سے تیرنے لگتے ہیں۔ رام پور کے پٹھان اور چنڈو دونوں بڑے ہوتے ہیں ــــ مرگ، شوق اور شخص کے معاملے میں ــــ رام ادنیٰ سے اور منہ زور بھی بڑا ہوتا ہے۔ ان میں بھی فرق آ جائے اور رام پور کا پٹھان "کاٹ مار" کرے تو یہ رام پور کا پٹھان نہیں کوئی کانپور کا کیڑا ہو۔ جب رام پوری چنڈو اپنے استر سے نکل جائے اپنا چپل سیدھا کرے تو پھر خون و تلک لگانے نہ یہ چھٹکارا پاتا۔ بال بال خوش قسمتی ہی بچ نکلے بغیر ہی نئے حصے میں چلا گیا ہو تو جان لو کہ یہ چنڈو کسی بیمار کے ہاتھ پائی پر آ گیا ہو۔ اس کے چپل کا لوہا اپنے پیچھے جھڑ میں کسی روپے کے لئے خم ٹھونک رہا ہو گا۔ کہتے ہیں کی جیب میں یہ خون جہاں رام پوری چنڈو ہو گا ــــ وہاں تھا ایک نہ ایک دن قتل ضرور ہو جائے گا۔

کالے خان کے پاس چنڈو تو کب کا اپنے استر سے باہر نکل چکا تھا۔ چپل ہاتھ میں ہی پھیرا جا رہا تھا ــــ پر پھڑ پھڑا رہا تھا ــــ ظاہر تھا کہ اب یہ چنڈو پھندے میں پڑ جائے بنا چین نہیں پڑے گا ــــ چنڈو کی نوک کی چنگی پہ چبوتے ہوئے وہ چوکھٹ پھلانگ آیا۔

صفیہ ان بالی چھدے ہوئے لہولہان پاؤں لیے یوں قالیچے پہ پڑی تھی جیسے پچھلی شب ہاتھ پاؤں
[illegible] مہندی میں رچی رہی ہو — اور اب کوئی مہندی چھڑانے، چوکھا رنگ چڑھانے ہاتھ پاؤں پکڑ کر کھلانے
[illegible] بیٹھی ہو۔

[illegible] میں چندو جیسا کوئی پری پیکر! ان پہ عجب حسن کھل اٹھتا ہے۔ حسن بیمار حسن سوگوار حسن برسرِ پیکار
[illegible] توبہ توبہ اللہ نہ کرے کسی کا ان سے کبھی پالا پڑے۔ ان کا ستایا ہوا پانی تو کیا دودھ بھی سانس نہیں
[illegible] جاتا ہے۔ اصلاً عورت تو عورت ہی ہوتی ہے۔ بہن بیٹی بیوی جیسے رشتے تعلق تو ہماری
[illegible] معاشرتی مذہبی اور تہذیبی ضرورتیں، پاسداریاں اور حد بندیاں ہیں — تاکہ ہم متعین حدود اور تقاضوں
[illegible] رہتے ہوئے انسانی معاشرے میں مثبت طرزِ حیات میں فعال رہ سکیں اور اخلاق، انسانی اکائی رہے
[illegible] ہم انسانی اور جذباتی معاملات میں کبھی ایسے مقامات بھی آتے ہیں کہ انسان رشتے
[illegible] کی تجسیم آرائیوں سے بہت پرے حیوان و انسان کے بے ہنگم جنگل میں نکل جاتا ہے
[illegible] جنگل کا قانون ہوتا ہے — وحشتوں کی زبان جنگل جل کی لوریاں — [illegible] مضبوط
[illegible] جنگل کے
[illegible] پوشیدہ ہوتی
[illegible] عورت جو کہ آسائش آزادی کی خاطر دوسرے کی جان لینا جائز ٹھہرا۔

[illegible] خان [illegible] کے اندر پلنگ کی پائنتی کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ اس کی نظر [illegible] اٹھی ہوئی
[illegible] کی جگہ صفیہ ان بالی [illegible]
[illegible] قالیچے پہ پڑی تھی پاؤں کے علاوہ چوڑیاں اس کے ہاتھ اور پہلو میں بھی کھبی ہوئی
[illegible] جانب ہونے کے باعث وہ کالے خان کو اندر آتے ہوئے دیکھ نہ سکی تھی۔ [illegible] سے وہ
[illegible] چشموں کی مانند ابل ابل کر قالیچے میں جذب ہو رہا تھا [illegible] اپنے ہی بوجھ پہ [illegible]
[illegible] ایک اور چوڑی [illegible] اس کے [illegible] میں پیوست ہو گئی — ایک [illegible]
[illegible] کالے خان کو [illegible] دیکھا [illegible] وہ ادھر متوجہ ہوا صفیہ ان بالی آدھا [illegible] کی
[illegible] رہی تھی — [illegible] اس کی جانب لپکا اس ایک جھپٹ میں [illegible] چوڑیاں اس کے نرم
[illegible] ہوئی اسے بھی [illegible] زبان [illegible] تھی۔ [illegible]
[illegible] اپنے بازوؤں میں لے لیا اور پھول کی مانند اٹھا کر پاس دیوان پہ ڈال دیا — [illegible] اس کے
[illegible] ہاتھ۔ اس حالت میں واپس پلنگ کے قریب پہنچا، یہاں [illegible] کی آنکھیں مندی ہوئی اور

سانسیں تیزی سے چڑھی ہوئی تھیں۔ وہ کچھ دیر اسے غضب ناک نگاہوں سے گھورتا رہا پھر اچانک چھرے [illegible]
ہاتھ میں حرکت آیا — اسی دوران سفیداں بائی کی التجا بھری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"کالے خان! پیچھے ہٹ جا — کوئی ایسی حرکت نہ کرنا کہ میں تمہیں کبھی معاف نہ کر سکوں —"

مگر کالے خان تو جیسے پتھر کے قالب میں ڈھل چکا تھا — ٹوٹے شیشے اور کشمیرے کی [illegible]
ہاتھوں کی نوکیلی کرچیاں اس کے تلوے، دماغ اور کلیجے میں پیوست ہو چکی تھیں اور سفیداں بائی تو اسے [illegible]
بچنے کا کہہ رہی تھی۔ اٹھنے سرکنے سے معذور وہ منت سماجت ہی کر سکتی تھی۔ پھر بھی وہ کسی طرح اٹھی [illegible]
کشمیرے سنگھ پہ آ گری — غراتی ہوئی کالے خان سے گویا ہوئی۔

"میں کہتی ہوں کالے خان! پیچھے ہٹ جا۔ کشمیرے میرا آخری پیار ہے اس سے پہلے بھی [illegible]
سنتوک سنگھ نے مجھے اسی طرح دیوانہ وار [illegible] میرے سامنے میری باہوں میں [illegible]
کرپان سے مجھ پہ قربان ہو گیا — کالے خان! سنتوکے کی موت نے مجھے پاگل کر دیا تھا.... میری [illegible]
اس کا مرد ہو رہا تھا..... اس کی وحشت بھری آنکھوں میں کیسی تلاش تھی وہ مجھ میں شاید [illegible]
اسی کشمکش میں وہ [illegible] گیا — بہت زور [illegible] میں تیار ہو گئی [illegible]
تمہارے [illegible]
پا چھا لگا اور میں اس کی خاطر اپنا سب کچھ تیاگ کر اس کے ساتھ چلی آئی۔ یہ اس [illegible]
بے خواں اور بے [illegible] سے۔ شاید اس نے ایسا چاہا نہیں ہوتا ہو گا [illegible] اسے پیار کے [illegible]
درگزر کر دو۔"

یہ جاشن بھلا اس پہ کیا اثر انداز ہوتا — وہ تو پتھر کی مثل بنا ہوا کشمیرے پہ نظریں [illegible]
تھا — جب آنکھوں کے آگے خون رنگ جھلی چڑھ جاتی ہے تو کانوں کے پردے بہرے اور گنگ ہو جاتے ہیں
بھلا اسے تو کچھ سنائی ہی نہیں دیتا۔ ایک دم چھرے والے بازو میں تناؤ اور ہاتھ میں کساؤ بڑھ گیا — کالے خان نے
بائیں ہاتھ سے سفیداں بائی کو پرے ہٹایا۔ "مل تیرے چاہنے والوں کی خیر" کا نعرہ اچھالا اور [illegible]
کشمیرے سنگھ کے سینے میں دل پہ [illegible] دیا — [illegible] آگے پیچھے [illegible]
تڑپنا [illegible] ایک شدید سا جھٹکا اور سکوت۔ ایک شاید [illegible] ہو چکی تھی [illegible]
بیان [illegible] تھا۔ [illegible] جھٹکے میں کالے خان کو [illegible] ادراک کرنا پڑا — اسی [illegible]
سے چھرا صاف کر کے بند کیا اور شلوکے میں رکھ لیا۔

بے خود سی سفیداں بائی کے خون چکاں پاؤں میں حنا کے تیز رنگ پہلے چھپے ہوئے تھے [illegible]

۔ پھر بھی گرم گرم کشمیری خون کے گل لالہ کھل اٹھے تھے..... وہ بڑے بھیرتی سے اس کے پاس
سے ... اور دھول مٹی کی خاک اٹی پڑی تھی۔ اس کی بکھری ہوئی کالکوں کو سمیٹا پھر پاؤں گود میں رکھ
... نکالنے میں وہ خود خون خون ہو گیا ــــ کوئل سے پاؤں بری طرح چھدے ہوئے تھے....
... تھی ہوئی رام پیاری بھی پہنچ گئی ــــ غالیچہ دیوان مسہری ہاتھ پاؤں کپڑے لباس ہر جا
... لگے ہوئے تھے ــــ وہ ڈھیر ساری خوشبو برداشت نہ کرتے ہوئے دھپ سے گری اور
... ایک نہ شد دو شد...... مگر یہاں تو سہ شد تک بات پہنچ گئی تھی ــــ مرے ہوئے کو لٹکانے لگانا
... نہیں ہوتا جیسا بے ہوش کو سنبھالنا اوکھا ہوتا ہے ــــ سفید اس بانی کو ایک طرف کر کے وہ اٹھا
... سے پانی کے دو گھونٹ پی کر بچا ہوا پانی لے آیا وہ دو چار چار چھپاکے بے ہوش ہونے والوں کے
... سفید اس بانی نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولی تھیں۔ چند لمحے وہ خالی خالی نظروں سے اسے
... اس کے چہرے پہ پریشانی کی پرچھائیں ابھری ــــ کالے خان نے اس کے منہ پہ اپنا
... رکھنے کا اشارہ کیا۔

... نظروں کی مرکز پریشان ہونے کی ضرورت ... [illegible]

... [illegible]

... خون کے بدلے میں ... سے بھر سکتا ہوں۔ اس نے تو ... جل ... جل ہو بھی
... کیا تم نے مجھ سا جیسا ... کیا۔ ... اس ... اسے تھے۔

سفید اس بانی نے اپنے ... اس کا ہاتھ ہٹا کر ... کی جانب دیکھا ... ایک ... کی
... ہم کھلی مردہ آنکھوں سے اس کی جانب تکے جا رہی تھی ــــ وہ اسے حسرت بھری
... سے تکتی رہی پھر نظریں ہٹائے جھٹکے سے ہٹا کہنے لگی۔

... ٹھیک ہی کیا کالے خان! میری قسمت ہی الٹی ہے جو مجھے یاد میں نے چاہا اس کی وہ الٹی
... ناک موت سے دوچار ہوگا۔"

... سے نگاہیں ہٹا کر چند لمحے اس کی آنکھوں میں جھانکتی رہی۔ اچانک اس کی آنکھوں میں
... وہ دھاڑیں مارتی ہوئی اس سے لپٹ گئی ــــ جب ... تو کمال متانت سے

... تم مجھے چاہتے ہو..... اس سے پہلے کہ تم پہ بھی کوئی آفت ٹوٹے فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔
... جہاں کسی بے درد کا ہاتھ تم تک نہ پہنچ پائے ..."

وہ اک پُر اسرار سی استہزائیہ ہنسی اُچھالتے ہوئے بولا۔

"میری نظروں کی سرکار! جس نے منہ چھپا کر جانا ہوتا ہے۔ اس میں کسی کی چھاتی پہ بیٹھ کر
دل کے اوپر چھرے سے چھید کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا..... ویسے اگر میں کہیں چلا بھی گیا تو تمہاری حفاظت کون
کرے گا؟.... تم خدا کے بعد پھر کس پہ اتنا بھروسہ کر سکو گی.... یہ تو تم نے دیکھ ہی لیا کہ دیکھی بھالی
امیر لوگوں کی نظر میں اس بازار کے لوگوں کی کتنی عزت توقیر ہوتی ہے.... میری سرکار! میں تمہارا عاشق ضرور
تمہارے سر کا طلبگار نہیں.... میں تو تمہاری کالی اور مدھ بھری نظروں کا پرستار ہوں۔ اور میں تمہارے پاس وقت
گزاری کے لئے نہیں آیا۔ جیون کا انت کرنے آیا ہوں.... اور یہ بھی تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں
پانی خود پیدا کرتا ہوں۔ تمہاری محنت کمائی کا ایک دھیلا بھی مجھ پہ حرام ٹھہرا ہے.... عورتوں، ماں، بہنوں اور
بیٹیوں کی کمائی کھانے والے بے غیرت ہوتے ہیں.... عورت کوٹھے پہ کمائی کرے اپنی کوٹھڑی یا فیکٹری میں
اس کی کمائی مرد پہ قسم حرام ہے۔"

وہ اپنے ہونے جانے کو نظر انداز کئے ہوئے اس کی باتوں پہ دھیان دیئے بیٹھی تھی
رہی تھی کہ [illegible]
ہوگا؟ [illegible]
نے محسوس کیا کہ وہ اس کی بات سنی ان سنی کر رہی ہے۔ پوچھ بیٹھا۔

"میری باتیں سن بھی رہی ہو یا میں یونہی بکے جا رہا ہوں؟"

"تم تو یوں باتیں کر رہے ہو جیسے تم نے کوئی ایک شکار کیا ہوا ہرن ہے اور
اس کے کباب بنانے سے متعلق گفتگو کر رہے ہو۔"

کالے خان نے کشمیرے کے مردے کو نفرت سے دیکھ کر تھوکتے ہوئے جواب دیا۔

"تم اسے انسان اور بیکار ہرن جیسے معصوم جانور سے تشبیہ دے رہی ہو.... یہ تو میری نظر میں
جانور سے بھی زیادہ خبیث تھا۔ جو انسان اپنے حسب نسب دولت حشمت کے گھمنڈ پہ کسی غریب پہ
ہاتھ اٹھائے اسے سچ کہیں کہ وہ انسان کیونکر ہو سکتا ہے؟"

"چھوڑو ان باتوں کو اب سوچو کہ کیا ہوگا یہ تو قتل کا معاملہ ہے۔ جان نہ پہچان اور...."

کالے خان اپنے مضبوط قدموں پہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

"تمہیں چنتا کرنے کی ضرورت نہیں ہے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ بس تم ذرا وجہ
کسی نہ کسی طرح اس ڈاکٹر کو بلوالو.... میں ذرا تھانے پولیس تک جا رہا ہوں۔"

"تھانے پولیس ......؟" وہ چونکتے ہوئے بولی۔ "یعنی تم خود تھانے جا رہے ہو؟"

"یہ بھی ایک آسان باعزت اور محفوظ راستہ ہے .... جب کوئی آپ کو جان سے مارنے کی دھمکی [illegible] دے تو پھر جان بچانا فرض بن جاتا ہے ــــ چاہے اس کوشش میں دھمکی دینے والے کی جان [illegible] ــــ تم اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کو مت ادھر ادھر کرنا ــــ باقی سب میں سنبھال لوں [illegible]

[illegible] اسے مزید تسلی دیتا ہوا باہر نکل گیا۔

کالے خان آلۂ قتل سمیت تھانے حاضر ہو گیا ــــ اقبالی بیان من و عن لکھوا دیا۔ سیدھا سا [illegible] کیس تھا۔ علاج کرنے والے ڈاکٹر کی رپورٹ بیان ــــ کشمیرے سنگھ کے ذاتی ملازم کا بیان ــــ [illegible] خیراں بائی کی چشم دید گواہیاں سب ہی کالے خان کے حق میں جاتے تھے ــــ کشمیرے سنگھ کا [illegible] بائی پہ انگلیوں کے نشانات، بخار موتیے کی وجہ سے دماغی حالت کیفیت وغیرہ۔ اس کے [illegible] قید با مشقت [illegible] ... کالے خان، جیلی اور صفیہ اس بائی رام پیاری کو لینے واپس [illegible]

[illegible] اونٹ، ڈرو، ستی ڈاچی ......!

[illegible] اونٹ [illegible] ــــ [illegible] کی اعضا دکھانے [illegible] [illegible] ہے ــــ اس پیار کا آرام دہ قتل کیا وہ یا [illegible] آپ کی بڑی چھلیاں [illegible] [illegible] بہت ہولے اور [illegible] بولنے لگتا ہے۔ اونٹ پہ سفر صحرا روہی کا ہو یا میدان تھل کا، سب ایک [illegible] کی طرح کے ہوتے ہیں ــــ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی؟ ــــ اونٹ جب [illegible] آئے تو وہ کسی کو اپنے سے اونچا بڑا مانتا ہی نہیں۔ اونٹ خیمہ اور اعرابی ــــ [illegible] شتر شتر [illegible] ــــ اونٹ کی مہار چوہیا کے ہاتھ۔ اونٹ سے گرا بچ جاتا ہے، گدھے سے لڑھکا [illegible] ہے۔ بوڑھا اونٹ بھاری [illegible] بلال حبشی [illegible] اونٹوں کی قطار، اونٹ اور [illegible] [illegible] آلہ وسلم ناقہ، حضرت صالح علیہ السلام ناقہ [illegible] ــــ [illegible] کے منہ سے اونٹ ــــ [illegible] کے نکلے ہوتے۔ اونٹ کا بچہ معصوم اور [illegible] ــــ اونٹ کے لئے [illegible] [illegible]۔ اسی قبیل کی بہت ضرب الامثال اور باتیں حکایتیں مشہور ہیں۔

اونٹ عجیب بے ڈھنگا اور مضحکہ سا جانور ہے۔ سخت جاں صابر و شاکر اور خدمت گزار بھی — آ نے تو بڑا ذلیل اور بے درد دشمن بھی . . . اجڈ ان پڑھ اور لڑاکا قسم کا تو ہے ہی بے ہودہ اور بدذوق درجے کا۔ — چیختا رہتا ہے یا پھر چرتا رہتا ہے۔ بڑے ڈھنگ قسم کے خراٹے تو لیتا ہے جبکہ خوابوں میں اپنے — شہوت مستیاں یاد کر کے جگالیاں کرتا رہتا ہے — صحرائی ہد ہد اور کن کھجورے اس کی جان کے جو تھم ہیں۔ کم بخت صحرائی کن کھجوروں کو انڈے دینے اور جینے کے لئے اس کے کانوں کے علاوہ کوئی اور محفوظ مسکن دکھائی ہی نہیں دیتی۔ خوبصورت کن کھجوریں خوب جگہ لے بھر بھر انڈے دیتی ہے۔ زچگی و بچگی کے موسم کانوں کی میل پہ بھی بہار اتری ہوتی ہے لہٰذا خوب خوب خراب کانوں میں خلال کرتے رہتے ہیں — صحرائی ہد ہد اور چڑیوں کے پرے کے پرے پروازیں سمیٹ کر ایسے بیوقوں کے کانوں کے دوالے ہوتے ہیں ... خوب کا محنتی اور کھدائی ہوتی ہے۔ دانتوں کی درزیں تحیر کے کا حیرالقر — ناک کے نتھنے بھی بچنک آنکھوں کے کونوں سے بہتی ہوئی لذیذ آلائشوں پہ خوب آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اونٹ کی خدمت اور تقدیر الفاسد و مشیخ ہا ہے — پانچویں دو ولش کی طرح اس کی گردن بھی دراز اور بہت لمبی ہوتی ہے [illegible]

اور عقلمند جانور [illegible]

اور جو کچھ اونٹ سرا سر اور اسنا ساتھا ہوتا ہے یہ صحرائی جہاز اس سے وہی کام لیتا ہے جو اونچے باولنگ اور نے لئے بیں یہ مٹی یا پانی کی شناخت سے کام لیتے ہوئے سراہوں سے بھٹکتے ہیں کسی بھی بچے کی کنویں یا نخلستان کی بو پا کر [illegible] پانی کی خوشخبری سنا دیتا ہے طرح یہ باد سموم کو بھی محسوس کر کے پیشگی خبردار کر دیتا ہے۔ طوفان اور جھکڑوں سے نپٹنے کی خاطر کسی اونٹ گردن ٹانگوں تلے دبا کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے ساربان بھی یہی طریق اختیار کر کے اپنی جان بچاتے ہیں۔ کوئی بڑا صحرائی ہو تو وہ اونٹ کے پیٹ کو جانتا ہے جو پانی ' گوشت ' بال اور کھانے کا روغن وغیرہ بھی ذخیرہ کرتا ہے ایسے ہی اون کھال وغیرہ کا ایسا ذخیرہ ہمہ وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ عقل شعور والے جیسے اس کی بجائے دوسرے دو پائے ان تحفوں سے کما حقہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

انسانوں کی سواری بار برداری ' کھیتی باڑی ' ہل ' کولہو اور کنویں سے پانی کھینچنے کے — چلتے — پھر یہ تو پیار کے قصے بھی بڑا سا ساتھ نبھاتیں بھی دیں اور خوب دیں — عربوں اور بلوچوں کے عشق کیجئے — ان کی کامیابی یا ناکامی میں سانڈنیوں اونٹوں کا بڑا اہم کردار رہا ہے — یہ عاشق نائیکاؤں کی وساطت سے تحصیل عشق ' اپنی عاشقانہ ثقافت و وساطت کی توہین کرواتے تھے۔

[illegible] وہ ان ناقوں سے لیتے تھے — بس وہ اونٹ یا شتر ہی ساتھ لیے اس پہ بیٹھ جاتے یہ خود ہی سونگھتی
سونگھتی عاشق معشوق کے ٹھکانے پہ پہنچ جاتی۔ ان کو ملاقات کا موقع فراہم کرتے ہوئے آنکھیں موند کے جگالی
کرنے بیٹھ جاتی — جب وہ سیر ہو جاتے اور ان کا موڈ کچھ سیر و تفریح کا ہوتا تو یہ ان دونوں کو آگے پیچھے بٹھا
کے مٹکتے اور جھٹکے لے لے مزید شاد کام کرتی۔

بائیسکل ہو یا موٹر سائیکل — محبوب معشوق کو بٹھا کر سفر کرنے کا ایک الگ ہی مزا ہوتا ہے — شتر
سے بھی شتر بچے بھی ہوتے ہیں۔ ان پہ پیار تو آتا ہی ہے پیار بھی آتا ہے کہ ہرنوں کے بچوں، گائے
کے بچھڑوں اور گدھوں کے گدھیڑوں کی مانند ان کی آنکھیں بھی بڑی پُرخمار اور خوبصورت ہوتی ہیں۔
انہیں دیکھ کر ترس بھی آتا ہے اور حیرت بھی ہوتی ہے کیونکر اپنے پاؤں پہ کھڑے ہیں۔ ان کی ٹانگیں
لکڑی کی ان تراشی ہوئی لگتی ہیں — جیسے کسی چینڈہ وڈ سے ترکھان نے یونہی ٹیڑھی میڑھی ٹہنیاں کاٹ کر
لگا دی ہوں۔ افسوس کہ انہیں ہرن کے بچوں یا بکری، بھیڑ کے میمنوں کی مانند گود میں اٹھایا، چوما نہیں
جا سکتا۔ اس [illegible] قریب سے چارہ ڈال دیا جائے یا پیار سے [illegible] کے دن پورے [illegible] جاتا ہے۔
[illegible] ہیں۔ لیکن
[illegible] ہڈیوں سے وہ ان کی نادر اشیاء بنا کر [illegible] ہڈیاں ہوتی ہیں۔ [illegible] آرائش
[illegible] ان کی ہڈیاں ہاتھی دانت کی طرح مضبوط اور سخت ہوتی ہیں — بلکہ یہ صفائی پالش
ہاتھی دانت کی مانند چمکنے لگتی ہیں اس لیے اس سے کنگھیاں [illegible] جیسے مقبرہ وغیرہ، تاج
محل، فیصل مسجد [illegible] اور [illegible] — تصویروں
[illegible] عصا، اور چھری چاقوؤں کے دستے۔ فرنیچر کے بیل بوٹوں میں بھی استعمال ہوتی ہیں۔
[illegible] ہاتھی دانت کا نعم البدل ہیں — لیکن شاید بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ یہ دوا دارو کے طور
[illegible] مستعمل ہے — اس سے آگے بڑھیں تو یہ جادو ٹونے ٹوٹکے میں بھی ساحروں اور عاملوں کی
[illegible] ہوتی ہیں۔ الو کا خون، چوٹی، گوشت — خارپشت [illegible] گھوڑے کا [illegible]
[illegible] بچے [illegible] کے اعضاء — [illegible] کالے [illegible] کسی بھی جانور [illegible] اُلٹا پیدا
ہونے والے بچے کے بال، ناخن [illegible] کنواری عورت کے [illegible] — مجرد کا پیشاب — [illegible] کی ہڈی
[illegible] بچے کا نال — شیر کی مونچھ کا بال — امر بیل کی تار — مردے کے بال، ناخن — [illegible] کی
[illegible] عورت کے چوٹی کی [illegible] — [illegible] کے بال — سیاہ کوڑی جس کے شکم میں مرا ہوا
[illegible] مردے کے کفن سے بچا ہوا کپڑا ... اسی طرح اونٹ کی ہڈیاں خاص طور پہ بائیں کولہے اور

پنڈلی کی ہڈی کو کالے علم سے دفع اور احیاء کے لئے اپنی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ان ہڈیوں کی [illegible]
مزید دو چند ہو جاتی ہے اگر وہ اونٹ پاگل ہو کر مرے یا اسے مار دیا جائے یا وہ خود [illegible] سے قضا لے۔

آپ نے دیکھا ہوگا جہاں کہیں اونٹ ذبح ہوتا ہے وہاں اکثر لوگ گوشت کی بجائے ہڈیاں مانگتے دکھائی دیتے ہیں۔ اب خدا کی حکمت و قدرت ملاحظہ فرمائیں کہ مادہ شتر بچے کی ہڈیاں [illegible] خاصیت و اہمیت کی حامل ہوتی ہیں ... جو کسی قسم کے جادو یا سفلی عمل میں تو کسی مقصد کی نہیں ہوتیں لیکن [illegible] ایک نوری چلے کی تکمیل کے ابتدائی مرحلے میں بہت کام آتی ہیں۔ عامل حضرات ان ہڈیوں کو حاصل کرنے کے لئے خاصی تگ و دو کرتے ہیں۔ اس چلے کو چلہ ریگی یا چلہ ریگ ماہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ریگ ماہی یعنی ریت کا کیڑا یا مچھلی ... چھوٹی چھپکلی کے بچے کی مانند ایک ذیلی پتلی سی مچھلی کی شکل کا ایک کیڑا ہوتا ہے۔ اسے مشتق مچھلی کہا جاتا ہے۔ ریت کی رنگت کی یہ مچھلی انتہائی پھرتیلی، چالاک، چمکدار، واضح ابھری ہوئی گول گول آنکھوں والی ہوتی ہے ... سامنے بیٹھی ہوئی ہو تو دکھائی نہیں دیتی ... اپنے مٹیالی رنگت [illegible] ایک چپکیلا سا لعاب خارج کرتی رہتی ہے۔ بس یہی اس کی نشانی ہوتی ہے ... ریت کے چلتے [illegible] چلتا ہے۔ [illegible] صحرائی چھپکلی [illegible] اور ساتھ سے کے اوصاف والے بچوں کو ریگ ماہی کہہ کر ناواقف حضرات [illegible] دیتے ہیں۔ اصل ریگ ماہی کی پہچان اور تشخیص [illegible] کسی کو ہوتی ہے اور پھر یہ ریگ ماہی جیسا انمول کیڑا ریگزار کے نصیب میں کہاں [illegible] کہیں جنات سے تعلق ہے ... اور جہاں ہوگا وہاں صحراؤں کے چند عملیات سے مجرب ہوئے ہوں گے۔ بالخصوص [illegible] نکال اور وغیرہ ... جہاں اکثر پالے اور پلے جن [illegible] ... صحرائی [illegible] جنگل بے [illegible] آگ [illegible] سمندر میں [illegible] پانی کے اوپر بھی [illegible] اس کے منہ سے بلبلوں کی صورت خارج ہونے والے [illegible] مادے سے ایک مسحور کن خوشبو اور ٹھنڈک [illegible] ہوتا ہے۔

ماہی؟ آپ کے لئے جہاں اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض سمندر اتھلا بھرا پانی پیدا فرمایا وہیں [illegible] کے لئے لق و دق تھل اور ریت ٹیلوں کا ایک جہاں تخلیق کر دیا۔ یہ یہاں اسی طرح رہتی اور تیرتی ہے [illegible] جل میں تیرتی اور رہتی ہے۔ چلہ مکھوں، چلہ کم، قاف چلہ، آب رواں چلہ، کوہ قاف چلہ، چلہ چولا ورد چلہ، چاک تن چلہ، الف چلہ، زبان چلہ، چاہ یا چلہ معلق کی مانند چلہ ریگی کے لئے [illegible]

[illegible] کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ یہ سب چلّے ریاضتیں ایک خاص اہتمام، انتظام اور مقام کے متقاضی ہوتے ہیں
[illegible] لیے ایک دو معتقد خاص قسم کے معاونین کی بھی ضرورت پڑتی ہے جو بشری علتوں سے پاک، متقی پرہیزگار
[illegible] دل و گرد سے کے مالک ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس ریتلی چلّے کے لئے ایک تھل جس میں ریگ ماہی
[illegible] ہوں ان پہ بہار کے دن ہوں یعنی انڈے دینے سینے کا موسم ۔۔ کہیں قریب و جوار میں گوہیں لوٹے
[illegible] بھی موجود ہوں ۔۔ جو کچھ جھاڑیاں انجیل پات ہوں گے تو اونٹ اور اونٹوں کے بچے بھی بھٹکارتے ہوں
گے۔ [illegible] پیچھے ساربان ذکر و معاصرے بھی ہوں گے۔ یہ سب ہوں گے تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ کہیں
[illegible] بچے کے بلیڈ سے آپ کو با اتفاق زر دستیاب ہو جائیں۔

فورٹ عباس کے مضافات میں ریگستانی علاقے کے لیے پکی اور سڑکیوں، سرکنڈوں، جھاڑ جھنکاڑ
سے ہوئے چند گھروں پہ مشتمل ایک آبادی تھی ۔۔ یہاں صحرائی قبیلوں کی آبادی بھی اکثر موسموں
[illegible] پانی کے رحم و کرم پہ ہوتی ہے.... پچھلے برس جہاں آبادی تھی اگلے برس وہاں ٹیلے بے نظر آئیں
[illegible] خانہ بدوشوں کے لئے پورا روہی ہی جھونپڑا ہوتا ہے۔ نیچے ریت کا فرش اور اوپر آسمان کا چھت
[illegible] دیواریں ۔۔ جھگڑوں [illegible] اور
[illegible]
[illegible] حیات کے دن پورے کر لیتے ہیں۔ پھر ان صحرائی قبیلوں کی اقدار [illegible] ایک دن وہ دوں
[illegible] رزق [illegible] بن جاتے ہیں ۔۔ شاید ان کی ادا سے [illegible] ہیں ۔۔ ان کے
[illegible] کرنے والا [illegible]
[illegible] شاید انھی "بندگان صحرائی" کے خون پسینے کے قطرے کی نشاندہی کرتا ہے۔

فورٹ عباس سے چند فرلانگ شمال کی اور صحرائی رینجرز کی ایک چوکی تھی جہاں خیمے، ٹینٹ اور باقی
[illegible] ہوئے تھے۔ صاف پینے کے پانی کی ٹینکی میں چند [illegible] تیل پیدا کرنے کے لیے [illegible]
[illegible] حفاظتی آلات، [illegible] اور پیغام رسانی کا انتظام بھی تھا ۔۔ فورٹ عباس سے [illegible] آگے تک
[illegible] یہ سڑک تھی پھر آگے روہی کے ٹیلے [illegible] راستے "پگڈنڈیاں" کی جگہ لیتے تھے اور
یہاں ان کے پاس چند سرکاری [illegible] تھے جن میں کچھ جوان [illegible] بھی تھیں ۔۔ ظاہر ہے جہاں کوئی
[illegible] جان اور جوانی بھی ہوگی محبت و نفرت کی کوئی کہانی بھی ہوگی ۔۔ جن کے بچے بھی ہوں
[illegible] پوسٹ پہ میرا ایک بلوچ یار ایک چھوٹے افسر کی حیثیت سے تعینات تھا...... وہ گاہے ماہے
[illegible] ملتا بھی رہتا اور اکثر مجھے فورٹ عباس آنے کی دعوت دیتا رہتا تھا...... وہ مجھے اپنا عاشق، قتل اپنی

رشید پوسٹ اور وہاں کی تاریخی اور روحانی اہمیت کی یادگاریں دکھانا چاہتا تھا۔ اس کی یہ خواہش بھی تھی کہ مجھے اپنے والدین اور دوست احباب سے بھی ملوائے۔ میں اُسے اپنی عدیم الفرصتی اور خرابیٔ صحت کے بہانوں سے ٹالتا رہتا تھا۔ ایک دن اچانک مجھے اس کا پیغام ملا۔

''اگر طبیعت گوارہ کرے تو چند روز کے لئے آ جائیں ... موسم معتدل ہے۔ آوارہ بادلوں کے ٹکڑے تھل پہ سایہ فگن رہتے ہیں۔ گھاس پھوس سبز پتوں بوٹیوں نے جھانکا تانکی شروع کر دی ہوئی ہے تلور، سیہوں، چکاروں اور ریگ ماہیوں نے پھدکا پھدکی لگائی ہوئی ہے اور سب سے بڑی خوشخبری کہ [illegible] قریب ہی گوٹھ میں ایک ڈاچی نے آپ کی طلب ضرورت کے مطابق ایک کالے شا کالے شتر بچے کو جنم دیا ہے اور اس کی آنکھیں بھی کرنجی اور شربتی ہیں۔''

یہ پیغام دفتری کاغذ پہ بقدر ضرورت [illegible] پہنچا تھا ... پیغام پڑھتے ہی مجھے ایک روز قبل دیکھا ایک خواب یاد آ گیا ... دیکھا کہ میں کچھ سامان اُٹھائے دور دراز صحرا میں بھٹک رہا ہوں ... بھوک پیاس سے میرا برا حال ہے۔ اس سے بیشتر میں سر پہ کھڑے سورج کی تیز تمازت سے جل بھن کر بھسم ہو جاؤں [illegible] تمازت سے [illegible] [illegible] ہوئی ٹانگوں [illegible] سے دیکھتے ہیں [illegible] اچانک وہ اکڑ اپنی ٹانگوں پہ ایک جانب ہو لیتا ہے ... ابھی چند ہی [illegible] قدم چل ہوگا کہ [illegible] رک جاتا ہے اور مڑ کر میری جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگتا ہے۔ یوں لگا جیسے وہ مجھے اپنے پیچھے پیچھے آنے کا کہہ رہا ہو [illegible] مجھے [illegible] چلا جا رہا ہوں۔ کچھ دور سامنے ایک ریتلا ٹیلہ سا دکھائی دیتا ہے، وہاں آ کر وہ رک جاتا ہے ... مڑ کر پھر میری جانب دیکھتا ہے۔ مجھے متوجہ پا اپنے اگلے کھر پاؤں سے ریت ہٹاتا ہے۔ پاس آ کر دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا کمرا بنا ہوا ہے جس کے اندر سے ٹھنڈی ہوا باہر نکل رہی ہے ... میں آؤ دیکھتا ہوں نہ تاؤ، ایک زقند لگا کر اندر گھس جاتا ہوں۔

میرے اندر داخل ہوتے ہی اوپر راستہ بند ہو جاتا ہے ... گھپ اندھیرا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا ... باہر نکلنے کا راستہ مسدود اور اندر گھپ اندھیرا ... میں گھبرا جاتا ہوں اچانک جیسے چھت سے جگنو سے پھوٹ پڑے ہوں۔ تھوڑی دیر میں وہاں اتنی چمک دمک ہوئی کہ مجھے اندر کا ایک ایک ذرہ روشن کی مانند روشن ہوا دکھائی دینے لگا ... میں حیران ہو رہا ہوں کہ اس بند تہہ خانہ کمرے میں اتنی [illegible] ٹھنڈی ٹھنڈی میٹھی روشنی کہاں سے آ گئی؟ اب بغور غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ لاتعداد ننھی ننھی ریگ ماہیاں ریت کی دیوار سے پھوٹ رہی ہیں ... ان کے آر پار دکھائی دیتے جسم سے مدھم سی روشنی ... بالکل ایسے

... سے پھوٹتی ہے پوری قبر کو معطر بنا دیا ہے ۔۔۔ میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر نیم دراز سا ہو جاتا
ہوں ... مجھے پیاس کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ مگر یہاں پانی کہاں؟ میں صبر شکر اللہ توکل کر کے
... سے پڑ جاتا ہوں۔ کب آنکھ لگی یہ تو جاپ نہ پڑا مگر کیسے آنکھ کھلی یہ خوب یاد رہا ۔۔۔ ہاتھ ہتھیلی
... برف میں دبے رہے ہوں ۔۔۔ تھکاوٹ بہت تھی ایسی ویرانی ہوئی تھی کہ شاید لمبی تان کے سویا پڑا
... ہاتھ خالی کے مس پڑنے سے چار سے بارہ چیونٹیوں کی سی چٹ چٹ نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا ۔۔۔ دیکھا کہ
... سے پھیلے ہوئے ہاتھ کی ہتھیلی پر ریگ ماہیوں کی قطار لگی پڑی ہے ۔۔۔ ایک ایک آتی ہے منہ سے وہ
... ہتھیلی کے پیالے میں ڈال کر چلی جاتی ہے۔ جھیل سیف الملوک کی مانند میری ہتھیلی پہ لبریز
... ہو چکا ہے ۔۔۔ جیسے کسی نے انناس کے ذائقہ خوشبو والی تھرتھراتی ہوئی جیلی رکھ دی ہو ۔۔۔ میں
... ہوا اُٹھ بیٹھتا ہوں ۔۔۔ انناس کی بھینی بھینی خوشبو نے مجھے سرشار سا کر کے رکھ دیا ہے۔ فرحت
... کے عالم میں میں نے یخ بستہ ہاتھ اپنے چہرے کے قریب لا کر مزید سونگھنا چاہا مگر ہونٹوں نے شاید
... لیا تھا جیسے جیلی اور ہونٹوں کے مابین کوئی مقناطیسی کشش تھی کہ میں ٹھنڈی [illegible] جیلی چوس
... شعور اور حلق کے [illegible] کے ساتھ
... [illegible] تک سر کے
... گئے ہیں۔

دل میری [illegible] پانی ۔۔۔ ؟ "زندگی بھی عجیب ہی بوالعجبیوں کا نام ہے ۔۔۔ ڈاکٹر یا خان
... راج کپور دونوں [illegible] کے [illegible] تھے مگر دونوں سے ہی
... زیادہ ہو جاتی تھی [illegible] کی مانند [illegible] اور [illegible] انداز سے باہر
... اس کے بڑے بیٹے راج کپور میں یہ خاصیت بالکل نہیں تھی بلکہ اس کے برعکس جہاں اس کی ذات
... وہاں اس کی اداکاری میں بھی [illegible] تھی ۔۔۔ لیکن اس کے باوجود وہ فلم انڈسٹری کا سب سے بڑا
... اس نے فلموں اور عشق کے حوالے سے بڑے بڑے معرکے سر کیے ۔۔۔ یہ کہا کرتا تھا کہ کامیابی ہی
... ہے ۔۔۔ وہ [illegible] کی کامیابی پہ یقین رکھتا تھا۔ اس ضمن میں چارلی چپلن سے متاثر تھا۔
... کی طرح اس نے بہت سا کام چارلی چپلن کے انداز میں کیا اور سراہا بھی گیا ۔۔۔ آگے [illegible]
... جاتے [illegible] اداکاری جس [illegible] ہے [illegible] کرتا تھا وہ اپنی زندگی
... باکس آفس کے لحاظ سے فلم "میرا نام جوکر" کے شاندار اور مہنگے ترین منصوبے پہ کام کر رہا تھا۔
... کرنا ضروری ہے کہ فلم میکنگ کے سلسلے میں یہ شخص بالکل پاگل تھا ۔۔۔ وہ دیوانوں کی طرح کام

میں جتا رہتا۔۔۔۔ وہ فلم کے ہر شعبے میں دخیل تھا۔۔۔ کاسٹیوم سیٹوں کی ڈیزائننگ، کہانی، مکالمے، میوزک، ایڈیٹنگ، پروسیسنگ، ملٹنگ، حتیٰ کہ وہ خود اداکاروں کا میک اپ کرنے بیٹھ جاتا تھا۔۔۔ شوٹنگ کے دوران بیوی بچوں سے الگ تھلگ۔۔۔ آر کے سٹوڈیو میں پڑا رہتا۔ یہاں ایک کونے میں اس کا ایک ''مشہور فلم انڈسٹری'' کاٹیج تھا جس کے بغلی گیراج میں اس کی اوپن امپالا کار کھڑی رہتی۔۔۔ یہ وہی کار تھی جو پہلی فلم ''برسات'' میں کشمیر کے سفر کے دوران کی شوٹنگ میں استعمال ہوئی تھی۔۔۔ اس فلم کی ایک اور خوبصورت یادگار چیز بھی کاٹیج کے اندر بڑی احتیاط سے محفوظ تھی، وہ ایک خوبصورت سا وائلن تھا جسے اس نے ''برسات'' میں چھیڑ کر نرگس کو لبھایا تھا۔۔۔ بعد میں یہی وائلن اس کی فلموں کا ٹریڈ مارک بن گیا۔۔۔ یہ کاٹیج اس کا دفتر، ورکشاپ، آشرم، مشاورت کی جگہ اور پریشانی کے دنوں میں ایک پناہ گاہ بھی تھی۔ اداکارہ نرگس کے عشق میں ہجر و وصال کے زمانے بھی اسی کاٹیج میں بسر ہوئے۔۔۔ جوانی کی رنگین امنگوں کی بہار سے لے کر بڑھاپے کی بیماریوں تک پھول اور آرزوؤں کے پت جھڑ بھی اسی کاٹیج میں آشیاں بن سکے۔ ویسے ہر شخص نے کہیں نہ کسی انداز میں، کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی اپنے لئے گوشہ عافیت سنبھال رکھا ہوتا ہے۔ وہ عبادت خانہ ہو یا کوئی ویرانہ۔۔۔ کسی معشوق کا کاشانہ ہو یا کسی پیر کا آستانہ۔۔۔ کچھ نہ کچھ ہوتا ضرور ہے۔

مجھے ایک مرتبہ راج کپور سے اسی کاٹیج میں ملنے کا اتفاق ہوا۔۔۔ ان دنوں وہ کاٹیج ہی میں دھرنے دن رات مقیم رہتا تھا۔ کام کاج، کھانا پینا، موقوف اور آر کے سٹوڈیو میں جمال کر رہا تھا۔۔۔ کے مطابق دفتر دروازے سے ملنے مخالف ہاتھ۔۔۔ بکار بیٹھا تھا۔ ہندوستان میں اتنی جرأت کسی صاحب سے دیکھے یا کوئی مشورہ دے۔۔۔ آنجہانی پرتھوی راج میں یہ ایک خوبی تھی کہ وہ جوان اولاد کے معاملات میں دخیل نہیں ہوتے تھے۔۔۔ اور نہ ہی کسی سخت گیر باپ کی طرح ڈانٹ ڈپٹ یا سرزنش کرتے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ فلم انڈسٹری کے یہ سربلند بیٹے باپ سے زیادہ ہی کے جھکے ہوتے تھے۔ شیلندرا، جے کشن، سلطان پوری، شنکر جے کشن، پریم ناتھ، راجندر ناتھ اور ان کے بیٹوں نے راج کپور کا ہمیشہ ساتھ دیا۔ یہ ساتھی بھی اس کا موڈ دیکھ کر اپنی راہ لے لیتے۔

راج کپور سے میری کوئی خاص جان پہچان نہیں تھی۔ ایک دو سرسری سی ملاقاتیں لندن اور پیرس میں اس کی فلموں کے پریمیئر شوز پر ہوئی تھیں۔ آر کے سٹوڈیو میں بھی کبھی کبھار آ جاتا تھا۔ یہاں ایک فلمی ہیرا، نسیم جی سے ملنے گیا۔ خوش قسمتی سے کمرہ اور راج کپور کی سے ہو گیا۔۔۔ سٹوڈیو میں چونکہ چہل پہل بالکل نہیں تھی میں اونٹ کی طرح منہ اٹھائے دائیں بائیں جھانک تانک کرتا ہوا کاٹیج کی جانب نکل آیا۔ گیراج کے پاس ایک

سا ... بیٹھا اُونگھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا نہیں میں نے پچھلا ... قریب ہی کھڑا ہو کر اس نادر الوجود کار کو

... اچانک میرے کانوں سے "برسات" کے گانے کے بول ٹکرائے.....

"میری آنکھوں میں بس گیا کوئی رے موہے نیند نہ آئے میں کیا کروں"

آواز بڑی مدھم تھی... میں گانے کے بولوں پہ کان دھرتا ہوا ـــــ کاٹیج کی بغلی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا یہاں آواز قدرے واضح تھی..

"جب یہ ستائے موہے رات کی بندیا اُڑ جائے رے میری آنکھوں سے نندیا"

... دنوں کی یہ بات ہے یہ دن گلی میں بارشوں کے ہوتے ہیں ان دنوں یہ عروس البلاد تنہائی دھوئی ... مانند شرمائی شرمائی بھیگی بھیگی شگفتہ سی ہوتی ہے۔ نیچے پاؤں تلے چپ چپ ٹپ ٹپ ... جل تھل ... کی بوچھاریں بھگو بھگو جاتی ہیں ـــــ درختوں پھولوں پھلواری ... نے رنگ اتنے نکالے ہوتے ... کی مہک ہے اُس میں چھائی ہوتی ہیں ـــــ کاٹیج کے اطراف ... بیلیں سوسن کے پھول ... کے پودے تھے ـــــ ... برسات کا موسم مست کر دینے والی ... اور ایسے میں ... "... کا گیت

[illegible]

... یاد آیا تھا میں دیکھا ... ہاتھ۔

... برسات ... روشنی ... کے لئے ... کبھی ... پپ ٹپ ٹپ ہیں ... اور چہرہ ... کھڑا ہو ... اور وہ بھی کوئی ... کوئی حساس سا فنکار ... مدہوش ہوگا اور شاید معصوم بھی ـــــ گنگنا رہی تھی یا ... گلاب ... مچل جاتی ـــــ ان کے گلاب سے ٹپکتی ہوئی بارش کی بوندیں شراب ... ہو جاتے ہیں۔ اصل شراب تو اسی بارش سے کشید ہوتی ہے ـــــ جیسے شراب ... بارش اور ... شراب ـــــ بارش میں بھی شراب کیسے ... بالوں سے ... اور ... ہے وہاں ... بند شراب! ـــــ "ارے ...!

... مجھے ... ہو جائے۔

... کے جھالے سے ... آگے بڑھا تو پچھلی جانب ایک کھڑکی کھلی تھی ... گیت کی آواز اور بھی واضح اور صاف تھی ساتھ ہی کھڑکی کے پودوں کے ... اور ... قدرے کھڑکی کے اندر جھکے ہوئے تھے ـــــ ... سا قدم آگے جو کھڑکی کے اندر دیکھا تو

دیکھتا ہی رہ گیا۔ راتی کپور دامن کو دور رکھے ایک عجیب سی سرمستی کے عالم میں دائیں ہاتھ کی پشت پہ گال ٹکائے گم صم ہے۔ ریکارڈ پلیئر پہ گیت چل رہا تھا ۔۔۔ آنکھیں بند تھیں یا کھلی یہ تو دکھائی نہ دیا البتہ یہ گجرا کیلے کے پتوں اور پھولوں کی پنکھڑیوں سے دکھا جل کے قطرے اس کے منہ ہونٹوں پہ ٹپک رہے تھے۔ بالکل ایسے ہی تھا جیسے کوئی نازک سی صراحی سے قطرہ قطرہ مدھرا کسی پیاسے کے سوکھے ہونٹوں پہ ٹپکائے اس کے باہر بھیتر کی پیاس بجھا رہا ہو ۔۔۔ میں کئی ساعت تک اس دلفریب منظر کو دیکھتا رہا اور سوچتا فن فنکار اور فطرت کی اک اپنی ہی فسوں کاری ہوتی ہے۔

بات ہوتی تھی اس خواب کی جو میں نے بہاول گھر کے اس پار محل میں متعین اپنے ایک بچے سے پیغام پانے سے پیشتر دیکھا تھا ۔۔۔ رنگین جھیل میں دن کس طرح رنگین مچھلیاں جمع ہو کر وہاں کے اندھیرے میں جگنوؤں کی طرح سرمدی سی روشنی بکھیرتی ہیں [illegible] اور اپنے منہ سے خارج ہونے والے ٹھنڈے میٹھے [illegible] اور خوشبودار مادے سے [illegible] کی پیاس بھوک مٹاتی ہیں۔

میں اکثر اپنے خیالوں خوابوں کی ایسی ہی کیفیتوں میں گھرا رہتا ہوں ۔۔۔ [illegible] خوابوں کی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرے لئے کسی خیال و [illegible] کی [illegible] ہوتی ہے میرے من [illegible] جدھر بھی [illegible] ادھر ہی چل دئے ۔۔۔ قریہ قریہ ۔۔۔ کوئی اہتمام نہ انتظام کسی طرح کی کوئی پابندی بندش [illegible] سے ہی نہیں ۔۔۔ جدھر سمت ملی چل دیئے اور جہاں [illegible] گئے ۔۔۔ [illegible] کا خیال [illegible] کا [illegible] دکھائی [illegible]۔

میں نے جھٹ فوراً [illegible] کی ٹھان لی ۔۔۔ زادِ راہ اور شاید ان کبھی کبھی کے مسافروں کے جو بامر مجبوری کہیں [illegible] کرتے ہیں ۔۔۔ اور جو میری طرح ٹھہرے ہی [illegible] وقت کے راہی ان کے [illegible] میں آتا ہے۔

بندگانِ صحرائی رشکِ فطرت آشنائی ......!

نیند کی ریت بھری آنکھوں اور تھکن سے چور انگ انگ سمیٹے ہوئے جب میں علی الصبح بہاول پور کے بس اڈے پہ اترا تو مجھے اپنا معمولی سے وزن والا سفری تھیلا بھی اٹھانا دوبھر ہو رہا تھا ۔۔۔ رات بھر کی

[illegible] سفر نے میرے انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے ہوئے تھے۔ بس سے اتر کر میں پاس ہی چائے کے ہوٹل کے [illegible] جیسے ڈھیلی چولوں والے میلے کچیلے بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس سفر کا فیصلہ ایسی عجلت میں ہوا تھا کہ مجھے اپنے [illegible] کو اپنی فوری آمد کی اطلاع پہنچانے کا کوئی موقع ملا اور نہ وسیلہ۔ ظاہر ہے کہ مجھے یہاں کوئی وصول کرنے [illegible] نہیں آیا تھا۔ ناشتے کے بعد میں ایک بوڑھے ناکارہ اونٹ کی طرح جگالی کر رہا تھا کہ میرے روبرو دو [illegible] عمر آ کر بیٹھ گئے۔ وہ آپس میں کچھ بات چیت کر رہے تھے۔ اچانک میرے کانوں سے کھروٹ گوٹھ [illegible] کے نام کی آواز ٹکرائی۔ میرے بالوں بھرے کان کھڑے ہو گئے۔ ان کی بات چیت سے تو [illegible] دونوں وہیں کے ہیں — اور ادھر یہاں ہسپتال میں اپنی کسی بیماری کا ٹیسٹ کروانے آئے [illegible] ہیں۔ میں نے ذرا ان پر دھیان دیا تو ایک کی آنکھوں میں مجھے چندن اترا ہوا نظر آیا۔ ہونٹ رنگت [illegible] میں نے ایک نظر [illegible] دیکھتے تھے چہرے اور ان کے [illegible] کے درمیان میز نما لکڑی کا ڈھابا تھا [illegible] تک میرا چائے کا نیم خالی پیالہ دھرا تھا۔ جب ان کے سامنے ناشتہ آیا تو اتفاقاً انہوں نے مجھے [illegible] کے لیے کہا۔ کیا ہو سکتا ہے میرے حلیے سیاہ لباس [illegible] انگوٹھیوں کے حوالے سے [illegible] ملنگ مسافر [illegible] جمیل اللہ صلاح [illegible] ہو؟

[illegible] انداز میں کھانا پی رہے تھے اور ساتھ ساتھ [illegible] دواؤں اور علاج کے بارے میں گفتگو بھی [illegible] اب وہ [illegible] سامنے بیٹھے ہونے کے باوجود مجھے نظر انداز کر چکے تھے [illegible] میں ان کی جانب [illegible] آنکھ میں چندن اترے ہوئے [illegible] کی طرف متوجہ ہو چکا تھا [illegible] اتنے میں مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی [illegible] ہوٹل والے کے پاس [illegible] اور ان دونوں کا بل [illegible] بیت الخلاء کا پوچھتے ہوئے میں [illegible] کی جانب نکل گیا — وہاں سے نکلا ہی تھا کہ ان کی آواز کان میں پڑی — سامنے سڑک کی دوسری [illegible] میں اسی طرف نکل گیا — نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ وہ دونوں باہر دروازے [illegible] کی جانب [illegible] نظر آئے — مجھے [illegible] لگ گیا تھا [illegible] سیڑھیوں سے اترتے ہی [illegible] کے پیچھے جا لیا تھا۔

''کیا بات ہیں [illegible]'' کہتے ہوئے پہلے تو انہوں نے میرے [illegible] ''پیسے تو ہمیں [illegible] آپ نے دیئے۔'' ان میں سے ایک [illegible] ہوئے بولا۔

''ایک ہی بات ہے — میں نے دیئے یا آپ نے دیئے آئے تو سب ایک ہی خدا کے ہیں۔''

وہ مجھے ساتھ لیے آہستہ آہستہ ایک جانب بڑھنے لگے۔

''بابا سائیں! آپ کہاں سے آئے ہیں؟'' بیمار دکھائی دینے والے نے پوچھا۔

''بیٹا! میں لاہور سے ابھی کچھ دیر پہلے یہاں پہنچا ہوں ـــــ یہاں گھروٹ کے قریب رینجرز کی جو چوکی ہے وہاں میرا ایک بچہ اللہ یار تعینات ہے۔ میں نے اس سے ملنا ہے۔''

اسے جیسے بچھوؤں نے ڈنک مار دیا ہو۔ وہ اچھلتے ہوئے کہنے لگا۔

''بابا سائیں! ہم دونوں بھائی اسی گوٹھ کے رہنے والے ہیں ـــــ اور اللہ یار تو اپنا بھی یار ہے ہماری گوٹھ کے بچوں کو پڑھاتا بھی ہے بڑا نیک نمازی مرد ہے۔''

اب دوسرا پوچھنے لگا۔ ''وہ آپ کو لینے آ رہا ہے یا آپ خود ہی وہاں جائیں گے ـــــ؟''

''بھائی! میں نے اسے یہاں پہنچنے کی اطلاع نہیں دی ـــــ لہٰذا مجھے ہی وہاں پہنچنا پڑے گا۔''

''یہ تو بہت ہی بھلا ہوا۔ اب آپ ہمارے ساتھ ہی چلیے گا ـــــ آپ اللہ یار کے ہی بزرگ اور محسن ہمارے بھی ہیں۔''

[illegible] نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''[illegible] تو شاید کچھ دیر سے جائیں [illegible]''

[illegible] ـــــ جاتے جانوروں کے [illegible] ہسپتال میں چھوٹا ڈاکٹر بھی ہے۔ روز بروز کمزور اور تھکا تھکا ہوا لگتا تھا ـــــ [illegible] کا ہر وقت سستا رہتا اور آنکھوں میں ہلدی کی گانٹھیں اُگ آئی تھیں۔ اگلے چند ماہ میں [illegible] کی شادی بھی طے ہے اب پتہ نہیں اس کو کیا جن آ چمٹا [illegible] گاؤں آنے والے سارے [illegible] حکیموں، سیانوں ملانوں کی سمجھ میں اس کا روگ نہ آیا۔ اب کسی پڑھے لکھے نے مشورہ دیا ہے کہ اسے یہاں ہسپتال میں بڑے ڈاکٹر کو دکھایا جائے۔ ہم دونوں دو دنوں سے یہاں خوار ہو رہے ہیں۔ بڑی مشکلوں سے آج نو بجے کی پرچی ملی ہے۔ اب پتہ نہیں کہ آگے کیا ہو۔ بڑا ڈاکٹر کیا کہتا ہے؟ ہسپتال میں داخل ہونا پڑتا ہے یا کوئی کورس کرنا پڑے گا ـــــ اللہ جانے کتنا خرچہ ہو۔ غریب لوگ ہیں ـــــ اللہ نے آپ سے ملا دیا ہے ـــــ آپ بڑے نیک بزرگ لگتے ہیں۔ دل کہتا ہے کہ آپ کی دعا برکت سے غلام عباس مرض سے بچ سکے گا۔''

اس کی بات ابھی شاید ختم نہ ہوئی کہ ہم ایک مزار کے سامنے میدان میں پہنچ چکے تھے۔ یہاں بہت سے جوان بوڑھے بچے کی سیر و زیارت میں مصروف تھے ـــــ ہم ایک بینچ کے پاس بیٹھ گئے ـــــ غلام عباس کے بڑے بھائی غلام حسین مزید بات کے لئے لب کھول ہی رہا تھا کہ میں نے اسے اشارے سے روک دیا۔

''بیٹا! میں نے تمہاری بات سن لی ہے مزید کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ـــــ میں آپ دونوں سے

... ت خوش ہوا ... آپ لوگ اپنے پروگرام کے مطابق بڑے ڈاکٹر سے ملیں، دیکھیں کہ وہ کیا تشخیص کرتا ہے ... سے فارغ ہو کر ہی آپ واپس لوٹیں ۔۔۔۔ میں بوڑھا سفر کی تھکن سے ٹوٹا ہوا ہوں مجھے آرام کی ضرورت ہے ... میں چاہتا ہوں کہ اللہ یار کے پاس پہنچ کر ہی آرام کروں۔ لہٰذا آپ لوگ مجھے اجازت ... انشاء اللہ ... ہیں گمروٹ میں ملاقات ہوگی ۔۔۔۔'' میں نے اٹھتے ہوئے مزید کہا۔

''آپ اس کا معائنہ کروا کر اپنی تسلی کر لیں ویسے میں نے اس کا معائنہ ایک نظر میں کر لیا تھا۔ اسے ... روگ لگ گیا ہے اور اگر اس کا بروقت اپائے نہ کیا جاوے تو یہ جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔''

وہ دونوں میرے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے تھے ۔۔۔۔ غلام حسین کہنے لگا۔

''سائیں بابا! یہی کچھ ہمیں ایک ہندو سنیاسی بابا نے بھی بتایا تھا۔ یہ پچھلے دو ماہ پہلے کی بات ہے۔''

تب چھوٹا غلام عباس بولا ''سائیں بابا! اگر آپ مناسب جانیں تو ہم آپ کے ساتھ ابھی واپس چلے جاتے ہیں ... آپ میرے روگ کو سمجھتے ہیں تو ادھر خواہ مخواہ وقت اور پیسہ برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے ... یہاں دو روز سے خوار ہو رہے ہیں۔'' غلام حسین نے بھی اس میں ہاں ملائی اور دونوں میرے ... [illegible] ... یہاں

• ... میں چلہ کاٹی ......!

گمروٹ پہنچتے پہنچتے ہمیں ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ صحرائی راہ راستوں پر بڑی سہج، خرابی اور سمجھداری ... ہے ۔۔۔۔ ریت یا کیچڑ کی زمین پر سہولت سے چلنے کا ایک طریقہ یہی ہوتا ہے کہ آپ آہستہ ہولے ... رکھیں۔ طاقت دکھانے سے پاؤں جسمانی قوت دونوں کا زیاں ہوتا ہے۔ دلدل کی مانند چپکنے پاؤں ... ریت میں دھنس دھنس جاتے ہیں پھر کھینچنے ... ریت جھٹکنے سے راہ رو ہلکان ہو جاتا ہے۔ صحرا میں ... اور دلدلی زمین پر چلنے کے لئے ... سمجھنا چاہئے۔ ریت میں رکنا نہیں ہوتی ... اور دلدلی زمین میں تیز ہوتی ہے جو اپنے اندر کھینچتی ہے ... سمندر کا پانی باہر ... ریت اور دلدل کا سمندر اپنے بھنور کھینچتا ہے۔ ان کی اپنی اپنی راہ جدا ہیں جب طرف کھینچ تانی ... سے اپنے من کی منشا اور من مانی ہوتی ہے۔ ویسے ڈوبنے کے لئے شاید کسی کنوئیں دریا، سمندر کی بھی ... نہیں ہوتی۔ حوصلہ ظرف اور سلیقہ ہونا چاہئے۔ چلو بھر پانی، ٹھیکرے میں ٹھہرے ہوئے چند قطرے

پیشانی پہ چمکتے ہوئے عرق انفعال کے موتی' نوکِ مژگاں پہ اٹکا ہوا آنسو ـــــ انہماک یا کوئی گہرا [illegible]
ـــ تم سمندر کی بات کرتے ہو لوگ آنکھوں میں ڈوب جاتے ہیں

[illegible] ـــــ شیر' چیتے اور [illegible] بھیڑیے کے بھی ہوتے ہیں مگر گھڑیال' نہنگ کے دانتوں کے قصے [illegible] سے ہلاکت [illegible] اور ہی نوع کی ہوتی ہے۔ پانی میں ڈوبتا ہوا جاندار کھلی آنکھوں سے بڑے بڑے تھپیڑے [illegible] کھاتا غپ غڑاپ ڈوب جاتا ـــــ ہاتھ پاؤں سے حرکت بچاؤ کی کرتا ہوا ـــــ ننھے ننھے بلبلے و غبارے [illegible] چھوڑتا ہوا اپنی جان ہار جاتا ہے ـــــ مگر دلدل میں پھنسا ہوا جاندار بڑی حسرتناک اور کربناک موت سے دوچار [illegible] ہے۔ دلدل خشک بھی ہوتی ہے جسے تھلتھل کہتے ہیں۔ یہ کیچڑ کی دلدل سے بھی کہیں زیادہ اذیت ناک [illegible] ہے۔ کیچڑ کی دلدل تو کسی نہ کسی طور [illegible] ہے۔ [illegible] نکلنے کے امکانات [illegible] کبھی [illegible] میں نکل آتے ہیں۔ مگر تھل صحرا کی وسعتوں میں [illegible] دلدلیں ایسی [illegible] اور ظالم ہوتی ہیں کہ [illegible] بے چارہ [illegible] دھاگے سے بندھا [illegible] پیش ہو جاتا ہے [illegible] ریت [illegible] آنکھوں سے دیکھتا اور محسوس کرتا ہے ـــــ [illegible] موت کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] گوشت پوست سب [illegible] کر دیتی ہے ـــــ [illegible] ـــــ مگر ریت زار اور [illegible] آنکھوں سے [illegible] کے لیے محفوظ سا ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ باقاعدہ [illegible] کافور یا [illegible] ریت میں [illegible] ہمارے اہتمام اور تکلفات اپنی [illegible] مگر تھلتھل یا [illegible] میں اترنے والا [illegible] اس لیے بے چارگی اور حیرت [illegible] سے کھلی ہوئی آنکھیں ـــــ سانس کی [illegible] اور پھیپھڑوں میں [illegible] ریت [illegible] باہر سے محفوظ سا کر دیتی ہے ـــــ اعصاب [illegible] کی [illegible] دماغ کے [illegible] ایک دم [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] سا لگتا ہے [illegible] سارا خون خشک کر دیتی ـــــ دہشت [illegible] اعصاب اور دماغ کو پتھر سا کر دیتے [illegible] بے بسی [illegible] بے چارگی کی انتہا کی [illegible] کیمیائی [illegible] میں تبدیل ہو کر جسم کو زہریلا اور [illegible] ہیں ـــــ ایسی ہی [illegible] بے چارگی کی کھلی آنکھوں سے موت کو گلے لگانے والوں کی لاشوں کو ریت [illegible]

[illegible] تک کانٹوں کا توں ہی رکھتی ہے ـــ وقت زمانے کا پھر ان پہ کم ہی اثر ہوتا ہے۔

جہاں تک پکی پکی راہ تھی وہاں تک تو ہم تینوں چار پہیوں والے ایک اونٹ جیسے چھکڑے سے پہنچے۔
[illegible] چھکڑے کو یہاں ٹکڑا کہتے ہیں۔ اونٹ اور اس چھکڑے میں بس چارے اور ڈیزل کا فرق تھا...
[illegible] چھکڑوں پہ پانی کھینچنے والا ایک ناکارہ سا ڈیزل انجن دھرا ہوتا ہے۔ جبکہ ریڈی ایٹر کو ٹھنڈا رکھنے کے
لئے پانی کا کنستر اور ربڑ کا پائپ ڈرائیور کے اوپر ڈھانچے سے بندھا ہوتا ہے ـــ مسافروں کے بیٹھنے کے لئے
کسی طرح کی باقاعدہ سیٹوں کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ یہ تین یا چار پہیوں والا لوہے کا ایک ٹریلر سا ہوتا ـــ
سواریاں اپنی ذمہ داری پہ اس پہ بیٹھ جاتی ہیں یا جگہ ہو تو لیٹ بھی جاتی ہیں۔ انسانوں کے علاوہ اس پہ
[illegible] ہر نوع کا سامان [illegible] ریت [illegible] وہ چیز جو دھری جا سکتی ہو اس پہ
رکھی بھی جا سکتی ہے [illegible] کے علاوہ اس ریت کھوے کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے کسی حد تک
مشابہ سمجھتے ہیں ـــ مجھے وی وی آئی پی مسافر کی حیثیت سے [illegible] کے اوپر [illegible] بٹھایا گیا تھا مگر
[illegible] گود میں دو بکرے ڈال دیئے گئے تھے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] کا قصد کرتا تو اسے اپنے اعضاء [illegible] کے اعضاء [illegible] کھانی اور
[illegible] کرنے پڑتے۔ کئی ایک نے میرے بال [illegible] انہیں اپنے
[illegible] کرنے کی کوشش [illegible] ان کا کوئی قصور نہیں کہ اس
[illegible] باقی ماندہ اعضا ایسے گم اور سن ہو جاتے ہیں کہ مسافر خود دوکانے
[illegible] کرنے لگتے ہیں۔ منزل پہ پہنچ کر میں خود اٹھ کھڑے ہونے پہ قادر نہیں رہا تھا چنانچہ مجھے دو تین
[illegible] ہاتھوں سے اٹھایا گیا تھا۔ نیچے اترا تو دیکھا کہ ایک مسافر ڈرائیور کے انجن کی چھت سے اتر رہا
[illegible] ایک محتاط اندازے کے مطابق اس جگہ پہ انسان تو کیا مرغا تک نہیں بیٹھ سکتا تھا مگر یہ شخص
[illegible] کے بندھے ہوئے کنستر [illegible] کے پائپ [illegible] یہ انجن ٹھنڈا رکھنے پہ مامور تھا۔

موسم خاصا خوشگوار تھا۔ اس علاقے کے معتدل موسم میں صحرا کی [illegible] ہوتے ہیں
[illegible] ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتی ہیں ـــ آسمان پہ آوارہ بادل تیرتے رہتے ہیں ـــ سورج کی
[illegible] ہوتے ہیں لیکن ان [illegible] بھی ہوتی
[illegible] کی طرح [illegible] چہرے کی [illegible] رہتی ہے ـــ حلق میں کانٹوں کی بجائے سورج [illegible] ہوتی ہیں۔

انوکھی انوکھی پکارنے کی طرف دھیان بھی نہیں جاتا۔ اس کے باوصف میں نڈھال سا ہو چکا تھا۔ آگے پیچھے نگاہ دوڑائی تو کہیں کوئی کوٹھا کوٹھی دکھائی نہ دی۔ میں نے جانتے کے باوجود پوچھ لیا۔

”بھائی غلام حسین! آپ کیا ارادے ہیں؟“

وہ میرے پاؤں میں بیٹھتے ہوئے مغرب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

”بابا سائیں! اپنا یہ تھیلا غلام عباس کو پکڑا دیں اور آپ بسم اللہ پڑھ کر میری کمر پہ سوار ہو جائے۔ انشاء اللہ گھنٹہ سوا گھنٹے میں ہم اپنی کوٹھی میں پہنچ لیں گے۔“

یہ کمر پہ سواری اور گھنٹہ سوا گھنٹہ کا پیدل سفر کا جان کر میری تو جان نکل گئی..... میں نے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے اپنی کمر پہ لاد کے لے جاؤ گے..... کتنا سفر ہے تمہاری کوٹھی تک.....؟“

اس نے بڑی آسانی سے جواب دیا۔

”[illegible] کوئی خاص نہیں یہی کوئی ساڑھے چار پانچ کوس ہوگا..... باقی رہی آپ کو کمر پہ لادنے کی بات..... [illegible] جاتے ہیں۔ [illegible] آپ میری کمر سے لپٹ جائیں یا پھر میری گردن کے گرد [illegible] چادر کو آپ سے [illegible] لپیٹ کر اپنے کندھوں پہ ڈال لوں گا اور آپ کی دونوں ٹانگوں کو بازوؤں میں [illegible] گا..... آپ مزے سے [illegible]۔“

میں نے اسے درمیان میں [illegible]

”برخوردار! اتنے مزے [illegible] میں تمہاری کمر پہ سوار نہیں ہوں گا..... بہتر ہے کہ تم مجھے اپنی کوٹھی لے چلو۔ میں یہاں سے واپسی کا انتظام کر کے اللہ یار کے پاس چلا جاؤں گا [illegible] میں اتنی دور سے [illegible] ہوں۔“

غلام حسین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بابا سائیں! وہاں پہنچنے کے لیے پہلے ہماری کوٹھی سے ہی گزرنا پڑتا ہے ادھر جانے کا اور کوئی نہیں..... آپ [illegible] کیا کرتا ہے؟“

اب میری مسکرانے کی باری تھی..... میں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”بھائی! یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ چلو آگے گاؤں میں تمہارے ساتھ اپنی ٹانگوں پہ چلوں گا۔“

ظہر کی نماز گھروٹ کی ایک سادہ سی مسجد میں ادا کی.... میں نے کوشش کی کہ یہاں سے فوراً اللہ یار کی طرف روانہ ہو جاؤں.... اونٹ بھی موجود، صرف آدھ پونے گھنٹے کا سفر ــــ مگر غلام حسین اور غلام عباس نے کچھ ایسی اپنی محبت اور عجز کا اظہار کیا کہ مجھے ان کی بات ماننی ہی پڑی۔ وہ مجھے بڑے احترام و چاؤ سے اپنے ساتھ گھر لے گئے تھے ـــ بوڑھے شریف النفس باپ نے دل میں کھپ جانے والی محبت و چاہت سے [illegible] دیکھا جائے تو اس نفسا نفسی کے دور میں آج بھی اگر کہیں اخلاص و احترام سونگھنے کو دل چاہے تو کبھی شہروں سے دور سادہ لوگوں اور گوٹھوں دیہوں میں چلے جائیں۔

مختصر سی بستی میں میری آمد کی خبر خوشبو یا بدبو کی مانند پھیل گئی تھی ـــ بوڑھے بوڑھیاں بچے خاص طور پہ بیمار اور تنگ حال لوگوں کے پرے کے پرے چلے آ رہے تھے۔ میری عجیب حال حلیے [illegible] انگشتر [illegible] مالا [illegible] ان سب "تجلیات وظاہرات" [illegible] ہے کہ سادہ لوح پریشان حال اور توہم پرست لوگوں کے لئے بڑی کشش ہوتی ـــ کوئی عامل کامل [illegible] اور [illegible] کالے علم والا کوئی بابا بھی [illegible] [illegible] [illegible] تھوڑی دیر بعد ہی میری آنکھوں نے [illegible] تھا کہ مجھے یہاں سے جلد از جلد نکل جانا [illegible] کرامتوں اور معجزوں کے پرستار میرے پیچھے پڑ گئے [illegible] ـــ لیکن ہونی تو ہو کر رہتی ہے ـــ ایسے گوٹھوں [illegible] کسی کے گھر مہمان [illegible] اور اگر وہ مہمان کوئی [illegible] مہمان ہو پیر یا کوئی ولی [illegible] تو پھر دیکھئے کہ چاروں اور سے [illegible] مندوں کی بھیڑ اُمڈ آتی ہے۔

میرے لئے دھری ہوئی چائے کی پیالی میں ابھی ابال ختم نہیں آیا تھا کہ چھوٹا سا دالان اور صحن بھی [illegible] لوگوں کا انبوہ [illegible] گیا تھا ـــ کچے پکے کمرے کے وسط میں مجھے ایک رنگیلے پایوں کے چارپائی [illegible] بٹھایا گیا تھا ـــ غلام حسین کا بوڑھا باپ فریاد حسین میرے دائیں جانب قدرے فاصلے پہ گردن مراقبے میں [illegible] ہوا تھا۔ وہ ایک بزرگ ہے جو شاید محلے کے کوئی سرکردہ ہوں گے۔ موجود [illegible] سے ایک ملنگ قسم کے بزرگ اندر داخل ہوئے۔ سلام دعا اور ہاتھوں کی بوسہ بازی کے بعد نہایت [illegible] جرأت سے ملتمس ہوئے۔

''باہر کچھ لوگ زیارت کے لیے بے چین ہیں۔۔۔ ان میں چند روحانی اور جسمانی عوارض میں مبتلا ہیں۔ میں حتی المقدور ان کی خدمت کرتا رہتا ہوں۔۔۔ اب چونکہ آپ سائیں تشریف لائے ہیں انہیں شرف باریابی بخشیں۔''

اس قسم کی صورت حال سے میں اکثر دوچار ہوتا رہتا ہوں۔ ظاہر ہے مجھے اب لوگوں سے ڈھنگ بھی آتا ہے۔ اندر کمرے میں جگہ کی تنگی کے پیش نظر میں دالان میں نکل آیا۔۔۔ فرداً فرداً سب سے علیک سلیک، دعا برکت ہوئی۔۔۔ چائے پینے اور خشک بھنے باجرے کے میٹھے مرنڈے کھانے کے بعد میں نے معذرت چاہی کہ مجھے چونکہ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں فوری طور پر منجر کی چوکی پہنچنا ہے۔ لگ بھگ ایک مہینہ یہاں موجود ہوں۔ انشاءاللہ مناسب موقع وقت پہ آپ سب سے ملاقاتیں ہوں گی۔

ہلکا سا کھانا پینا کر کے میں بڑی مشکلوں سے نکلنے میں کامیاب ہوا۔ ایک بانکی سی ڈاچی پہ سوار چوکی کی جانب روانہ ہوا۔ یہاں بھی غلام حسین مہار تھا، آگے آگے اور غلام عباس اور ایک اور بندہ پیچھے تھے۔۔۔ ذرا آگے آگے ایک بچے کے پیلو چھ چھوٹے بڑے گچھے اور بازو کے کچھ... نیلا اکبر روڈ... وہ جو ہیں والی تھا اور تھا... دیکھنا نظر آئی... سے شتر کو...

ترپ جیٹھے سی ہماری ڈاچی کی چال اور ان کے جلوس میں چند اونٹنیاں سی اونٹ کی اطراف سے ہلا سا اچھا لگنا ہی تھا۔۔۔ میری یہ ڈاچی اصلی دانتوں تک تھی اور ڈاچی جیسے کی طرح یوں تھر تھرائے ہوئے جیسے پیدا ہوئے اگلے... بلکہ دیا تھا۔ ڈاچی جس کا پیارا نام جھومراں تھا بڑی طرح دار ڈاچی تھی۔۔۔ ڈاچی تو وہ کمس عمر کی تھی اصل میں تھی۔۔۔ مجھے اپنے پہ سوار کرتے ہی جس ادا سے وہ تب ہوئی اور جس لال ٹک سے پھر چوکڑی بھری گیا یہ پالی ڈاچی والا قدر افزائی ہے۔ ایسی ڈاچی پہ سواری کا لطف اپنا الگ ہی ہوا ہوتا ہے۔ جانور کی مانند وہ اپنے سوار کو کئی اپنی اصل اٹکھیلیاں اور چیتر چالاکیاں دکھاتی ہے کہ اچھا جوان لڑکے قربان ہو جاتا ہے۔ ان کے پیچھے میں قوت شباب کے نغمے گیتے ہے ہوئے ہیں۔ بہت بعد تک سمجھ میں آیا یہ پالتی مشتاق لوگ اکثر اپنا اصل وسیلہ ان کو کیوں بناتے تھے۔ پوری سے کہیں گدھا گھوڑا یا کوئی بیل، ہاتھی ایسے موقعوں پہ استعمال کیا جاتا ہے کیا یہ پیچھا دار جذباتی ماحول میں کچھ زیادہ صاحب کردار و قرار ثابت نہیں ہوتے۔

یہ اونٹوں کا باڑا ہمارے راستے سے کچھ ہٹ کر تھا۔ اسے کچھ سے بغیر مخفی دیکھتے ہوئے ہم

[illegible] ہو سکتا تھا۔ مگر وہاں تو جیسے اونٹوں میں ایک ہڑ بونگ مچ گئی۔۔۔ بلبلاتے ہوئے وہ دو دو فٹ سے اونچی
[illegible] ف کیئے ہماری جانب متوجہ تھے۔ صورت حال سمجھتے ہوئے غلام حسین مہار کو پوری قوت سے کھینچ کر
[illegible] کو دھیان راہ راست پہ رکھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ جبکہ غلام عباس اور اس کا ساتھی عجیب عجیب
[illegible] لتے ہوئے اس کی پسلیوں میں ہاتھوں کی مٹھیاں کھبو کھبو کر اس کی مدد کر رہے تھے۔۔۔ مگر جوانی کی
[illegible] کی لہر کے چپک کی پانیا کی مانند ہوتی ہے۔۔۔ لاکھ باندھ جوڑ رکھو دھیرج دو' چھم چھم کی جھنکار تو روکے نہ
[illegible] سے چنچل بول ہیں۔

تو لاکھ چلے ری گوری تھم تھم کے' تیری پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے۔۔۔ والی کیفیت تو در آتی ہوتی
ہے۔ یہ تینوں جوان اس کی جوانی کی ترنگوں کے رنگوں میں جنگلوں کی آمیزش میں مصروف تھے اور اوپر میں
[illegible] فضول کوشش پہ مسکرا رہا تھا۔ انسان اپنی ازلی منافقت سے کام لے کر اپنی اچھی بری کیفیتوں پہ
[illegible] پا جاتا ہے۔ مگر ان چرندوں' پرندوں' درندوں' جانوروں میں یہ خامی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔
[illegible] کے بچوں کی طرح جو بھی ذرا بھلا ان کے من میں آتا ہے کر گزرتے ہیں اور اس طرح [illegible] بھی
[illegible] تے ہیں۔

یہ شور شرابہ [illegible] غلام حسین اور اس
[illegible] کو چپ کراتے ہوئے ہمارے قریب آ گئے۔۔۔ میرے بارے میں جب ان کو معلوم ہوا [illegible] اتفاق ہوا تو
[illegible] پا انجو گئے۔ [illegible] ہوئے کہ بابا سائیں آج کل یہیں ضرور ہیں۔ مجھے پتہ [illegible] میری یہاں ایک نہیں
[illegible] اصرار و تکرار [illegible] غلام حسین نے [illegible] کو ڈیرے
[illegible] کے قریب باندھ دیا۔

یہ سوار قسم کے ساربان تھے جو اپنے بارے اور [illegible] سے مقامی لوگوں بستیوں سے دور اپنے ڈیرے
[illegible] ہیں چونکہ ان کے یہ ٹھکانے محض عارضی ہوتے ہیں اس لئے یہ جھاڑیوں اور ترپالوں سے ڈھکے
[illegible] رہتے ہیں۔ اونٹوں اور بچوں [illegible] کی خرید و فروخت ان کا اصل دھندا ہوتا ہے۔ یہ [illegible]
[illegible] وغیرہ بھی فروخت کرتے ہیں۔ ان کے پاس خاصے اونٹ [illegible] اور [illegible] بچے تھے۔ ان کا
[illegible] خاصا [illegible] والا نظر آ رہا تھا۔ ان کے پاس ان کی دیت پہ بیچے اونٹوں کے بالوں
[illegible] سے [illegible] انہوں نے [illegible] کی مختلف مٹھائی سے ہماری تواضع کی۔
[illegible] کے لئے دعا برکت کے لئے کہا۔۔۔ میری مجبوری کے پیش نظر انہوں نے مجھے مزید رکنے پہ
[illegible] کیا اور کہا کہ وہ جلدی مجھے ملنے کے لئے [illegible] آئیں گے۔ بڑے [illegible] سے باہر نکلے

تو اسی بزرگ نے مجھے کہا۔

''بابا سائیں اپنی نظر ہمارے مال پہ ڈال جائیں — پچھلے بڑا اعتدار رہا ہے۔ اس برس کے لئے فرماتے جائیں۔''

مجھے وہ لے کر بڑے باڑے کی جانب بڑھ گئے — جیلوربانی راہ میں کھڑی تھی میں اُسے پیار سے تھپتھپاتے ہوئے باڑے کی جانب بڑھ گیا۔ بہت جانور تھے اس باڑے کے ساتھ ایک اور باڑا بھی تھا جس میں بچھو کا بچہ اور بچوں والی ساتڈنیاں اونٹنیاں تھیں۔ دیکھتے دیکھتے میری نظر ایک ایسے چھلاوے پہ پڑی جو [illegible] کرتے کرتے بچا۔ اللہ یہ تو وہی میرے خواب والا اُبلق شتر بچہ ہے جو لڑکھڑاتی ٹانگوں پہ میرے سامنے بمشکل چلتا ہوا مجھے ایک ٹیلے کے پاس ریتلی قبر تک پہنچاتا ہے اور شاید اسی کی بابت مجھے اللہ یار بھٹو نے بھجوایا تھا کہ فوراً پہنچیں آپ کے مطابق کا لے ٹیکا والے شتر بچے کو ایک اونٹنی نے جنم دیا ہے۔

وہ اپنی ماں کی اگلی ٹانگوں سے چمٹا کھڑا لرز رہا تھا۔ میں آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھتے ہوئے پہلے دیکھا ہوا اپنا خواب یاد کر رہا تھا۔ وہی چھلی چھلی سی معصوم سیاہ آنکھیں اداسی میں گھری چھوٹے چھوٹے کٹیلے کان [illegible] — میری [illegible] ہوئے ...

''سائیں بابا کوئی خاص بات اس شتر بچے میں یا یوں ہی من کو بھلا گیا؟''

شتر بچے کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

''سائیں اسے اپنی اونٹنی سے الگ کر دیا جا سکتا ہے؟''

وہ بڑا گھرا گئے سے پاس بڑھتے ہوئے بولا۔

''بسم اللہ! سائیں بابا! بسم اللہ!''

اسی اثنا اس بچے کی اونٹنی ماں نے بے قراری سے جھٹکے لے کر گردن جھکائی اور تھوتھنی سے اپنے بچے کو پچھلی ٹانگوں کی جانب دھکیل دیا۔ کتنے مختلف سا بچہ اونٹنی نے کر بے حد حد سے ڈھکنے سا چیتے تھیں بے ساختہ سا آگے بڑھا اور بچے کے پاس بیٹھ گیا — شیر چیتے یا بھیڑ بکری ہرن کے بچے تو آپ کی گود میں جو سکتے ہیں مگر کدھے گھوڑے زیبرے اونٹ ہاتھی گینڈے کے بچے سے آپ کبھی بے تکلف نہیں ہو سکتے — اس کی وجہ ان کا حجم ہے یا شاید [illegible] — اونٹنی عجیب سی بے نیازی دکھاتی ہوئی دوسری جانب سرک گئی جیسے وہ بچے کو میری تحویل میں دے رہی ہو — اونٹنی ہو یا ہتھنی کبھی کسی کو اپنے بچوں کے قریب پھٹکنے نہیں دیتے۔ مگر یہ تو جیسے

...سے بول وہ نچلا نے لال پیلی آنکھیں دکھاتی ہوئی پیچھے پڑ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ چیل جیسے خونخوار پرندے ... ہوتی ہے۔۔۔ جان دے دیتی ہے پر بچے پہ آنچ آنے نہیں دیتی۔

بزرگ بولا۔ "سائیں بابا! حیرت ہے' بچھو پڑا چھوڑا ادھر بھٹ گئی ہے۔ اس نے تو اسے دودھ کے ... نہیں۔ پیدائش سے بھی یہ بہت کمزور تھا۔ تقریباً مرا ہوا ہی پیدا ہوا تھا۔ ہم نے تو اس کے جینے کی ... دی تھی۔ پر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ یہ تو ماں کے تھن لینے کے بھی قابل نہیں۔ ہم ہی اسے ... دودھ پلانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

وہ گھنیری پلکیں اٹھائے مجھے اور میں دھندلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ چاروں ٹانگوں چت' ... امیروں کے گھروں میں قالینوں پہ شیر' چیتے کی کھال بچھ سر بچھی ہوتی ہے۔

اتنے میں ایک ساربان ایک ... گردن والی بوتل میں دودھ بھر لایا اور وہ اسے پلانے کی کوشش کر رہا تھا ... نے اسے روک دیا۔

... اس کی کمزوری لاغری کی وجہ بھی دودھ ہے۔ اسے اپنی ماں کا دودھ خوب پچتا ہے۔ مگر میں ... اس کی ماں اسے کبھی دودھ نہیں پلانے دیتی۔"

بابا! ... ہم دیکھتے آئے ہیں کہ جانوروں میں سے کوئی ایسا بچہ بھی پیدا ہو جاتا ہے ... اس کی ... جان سے مار دینے کی کوشش بھی کرتی ہے۔۔۔ اس نے ... اس نے ایک بار ... مہینوں ... اس کی جان بچائی تھی۔ ... اس کا رنگ سیاہ کالا ... اور شکل و صورت بھی عجیب سی۔ یہاں اور بھی بچے موجود ہیں مگر ... اور عجیب سا ہے۔"

میں بچے سے نگاہیں ہٹائے بغیر بولا۔

"ہاں میں یہ خوب جانتا ہوں سائیں! یہ سب اللہ کے کرشمے ہیں۔۔۔ وہ جسے چاہے جیسا چاہے تخلیق ... پیدا کرے۔ اور ہم اس کی مصلحتوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔۔۔" اب میں نے بزرگ کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔ "اب تم اس کا کیا کرو گے؟"

"کیا کرتا ہے بابا سائیں! ہم تو سوداگر لوگ ہیں۔ ... جانور پالتے ہیں' خریدتے ہیں بیچتے ہیں۔ ادھر ادھر بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔۔۔ ہم انہیں پالتے پوستے ہیں۔ کچھ بیمار و لاغر بھی ہوتے ہیں ... مر بھی جاتا ہے۔ اب یہ دیکھو نہ ذبح کرنے کے قابل ہے اور نہ ہی اس کی کھال ہڈی کسی کام کی۔۔۔

بس اس کا اللہ ہی والی ہے۔"

میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اگر تم چاہو تو اسے مجھے دے دو۔ ہدیئے برکت کے طور پہ مجھ سے کچھ پیسے لے لو۔"

وہ میرے گھٹنے پکڑ کر کہنے لگا۔

"سائیں بابا! میرے سمجھ میں آئی کہ آپ اس کی حالت پہ ترس کھا کر مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ اس کی ماں نے جب آپ کو دیکھا تو اُسے آپ کی طرف دھکیل کر دوسری جانب نکل گئی۔ اس میں ضرور کوئی قدرت کا راز ہے۔ یہ تو بیمار کمزور بچہ ہے ہونے نہ ہونے کے برابر۔ آپ اس کے ساتھ اس کی ماں پھلاں کو بھی ہماری طرف سے ایک حقیر نذرانے کے طور پہ لے جائیں۔ بس! آپ ہمارے مال اقبال کے لئے دعا کر دیں۔۔۔ ہمارے لئے یہی کچھ کافی ہے۔"

میں ریت پہ چت پڑے ہوئے اس بچے کے پاس سے اٹھ کر باڑے سے باہر نکل آیا۔ غلام حسین اپنی ڈاچی کو بٹھائے سوار ہونے کے لئے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے بزرگ سے معافی کے بعد [illegible] لوگوں سے [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] کام کرتے تھے۔

[illegible] پیچھے پیچھے

کر دیا جائے۔"

"بابا! بات تو میں نے یوں ہی کی تھی کہ آپ اس بچے کے بدلے کچھ نہ کچھ لے لیں۔۔۔ مگر آپ نے شاید مجھے کوئی چیز کم تر نذرانے کے طور پہ مجھے پیش کرنا چاہا۔۔۔ میں تمہیں [illegible] اس وقت کے لئے خاموش ہو رہا۔" یہ کہہ کر میں نے غلام حسین کو اشارہ کیا۔ غلام حسین کے مخصوص اشارے پہ آواز [illegible] کر کے [illegible] دینے والے تین جھٹکوں سے پاؤں پہ استادہ ہوئی۔ ہمارے [illegible] دینے پہ پھر شاید بزرگ اوندھے منہ کچھ کہنے کا موقعہ مل سکا۔

موٹر کار کی طرح اونٹ بھی گویا اپنے "خاص مکینیکل سسٹم" سے چلتے ہیں۔ پہلا دوسرا گیئر۔۔۔ بتدریج پھر چوتھا اور پانچواں۔۔۔ آگے چونکہ قدرے چڑھائی تھی اس خاطر جھلو رانی اپنے گیئر پہ رواں تھی اور میں نشے کے تھپیڑوں سے پیچھے کی جانب جھونٹے لے رہا تھا۔ اونچی نیچی۔۔۔ ریگ برنے ہواؤں نے میں مخصوص چھریوں سے ابھرنے والی قوسیں "لہاؤ" اور مختلف تجریدی اشکال کے مقرو بوز [illegible] پُراسرار بنا دیتے ہیں۔

یہاں تھر کے ہوچھوٹے کا سماں اُن میں لوٹے جھگڑوں میں جکڑے ہوئے منظر اور سراب تھوڑے

ہواؤں میں آسمان کے شکوہ تمکنت میں تپی ہوئی آگ اور شب کے آنچل میں ٹکے چاند ستاروں کی جھلمل جھلمل میں بہتے ہوئے قافلوں میں لگے قطار در قطار اونٹوں کے گلوں کی گھنٹیوں کا ترنم اور حدی خوانوں کا زمزمہ ——— ان سب کی ایک جداگانہ سی سحر انگیزی ہوتی ہے جسے نہ تو احاطۂ تحریر میں لایا جا سکتا ہے اور نہ ہی زبان و بیان سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اسے صرف خوشبو خوبی کی مانند محسوس کیا جا سکتا ہے۔

میں تین بنا چار قعود و تکود قسم کے جھٹکے کھٹکے لیتا جھولتا ہوا الیلو رانی کی سواری کے مزے لے رہا تھا کہ پیچھے سے غلام عباس اپنی مقامی زبان میں غلام حسین سے کچھ کہنے لگا...... ہم سب رک گئے تھے۔ غلام حسین بے حس سا پیچھے دیکھنے لگا۔ میں نے بھی گردن گھمائی پیچھے دیکھا ——— پہلے تو کچھ نظر نہ آیا جو غور سے دیکھا تو دور بہت ایک دھبا سا دکھائی دیا ——— صحرائی اور جنگلی باشندوں کے ہاں عام انسانی حسوں سے کچھ حسیں زاید ہوتی ہیں ——— عام آدمی جو دیکھ، سن اور سونگھ نہیں سکتا وہ یہ کر لیتے ہیں —— غلام حسین چند قدم پیچھے پلٹا ہاتھ کا سایہ آنکھوں پہ ڈالتے ہوئے چلایا۔

"بابا [illegible] اور بیمار شتر بچہ پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔"

میں نیچے اتر آیا۔ چند لمحے اس [illegible] دیکھتا رہا۔

"[illegible]"

میں وہیں کھڑا رہا۔ وہ تینوں قافلے کو پکارتے ہوئے اسے لینے جا رہے تھے۔ میں ان کے ہاتھوں کو ہلتے ہوئے اور آگے بڑھتا پڑتا دیکھ رہا تھا۔ میرا خواب اپنے وسیع تناظر میں میرے سامنے اپنے پرت کھولتا جا رہا تھا۔

عصر تک ہم رینجرز کی چوکی کے قریب پہنچ چکے تھے ——— انہوں نے اپنے احاطے میں بانسوں سے ایک اونچا مچان بنایا ہوا تھا ——— جس پہ ہر وقت ایک آدمی نگرانی پہ رہتا ہوگا ——— اس نے ہمیں آتا دیکھ کر اطلاع کر دی تھی ——— وہ سائیکل سوار بڑی تیزی سے ہماری طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دیے۔ یقیناً ان میں ایک اللہ یار جھکو تھا جس نے ہمیں دور سے ہی اور دوربین سے دیکھ لیا تھا۔ اس کی خوشی دیدنی تھی۔ تین باقی متعین تھے دو چار کو چھوڑ کر باقی سب بارشی نمازی اور حاجی ——— انھوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ قریب قریب سب ہی مجھ سے غائبانہ طور پہ واقف تھے۔ یقیناً اللہ بندہ اللہ یار نے حاجی جا کر میرا ذکر کیا ہوگا ——— مجھے یہاں پہنچ کر بے حد طمانیت حاصل ہوئی تھی ——— اللہ یار کے لئے میری آمد کے علاوہ جو سب سے بڑی اچنبھے کی بات تھی وہ اس بیمار شتر بچے کی تھی۔ جس شتر بچے کا ذکر اس نے اپنی اطلاع میں کیا تھا وہ تنہا ہی تو تھا۔ وہ حیران و ششدر کہ شتر بچے کا ذکر اس نے کیا اور ساتھ لے کر میں آ رہا ہوں۔ دراصل

اللہ یار! وہ اس شتر بچے کو مجھے تحفے میں پیش کرنا چاہتا تھا جس کا اسے موقع نہ مل سکا۔

یہاں بھی شتر خانہ تھا۔ یہ سرکاری شتر تھے۔ جن کے چوتڑوں پہ ان کے نمبر نشان لگے ہوئے تھے۔ سب سانڈنیاں تھیں' ان کی اپنی کوئی مصلحت ہوگی کہ ان میں ایک بھی کوئی نر اونٹ نہیں تھا۔ اس پیارے اور چھلاوے سے شتر بچے کا نام میں نے سیاں رکھ دیا۔

اسی شام نماز کے بعد کھانا کھاتے ہوئے ہم سیاں ہی کی باتیں کر رہے تھے کہ وہی شتر سوداگر [illegible] اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ سیاں میرے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ سیاں کو اس حالت میں دیکھتے ہی انہیں ٹھنڈ پڑ گئی۔ بتانے لگے کہ آپ کے رخصت ہونے کے بعد یہ وہیں اپنی جگہ پہ بے سُدھ ساچت پڑا تھا۔ اسے دیکھا ٹٹولا تو اس میں کوئی سانس ست نظر نہ آیا' یہی دکھائی دیتا تھا کہ دیر بدیر مر جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو یہ اپنے پاؤں پہ کھڑا تھا اور شاید اپنی ماں کو تلاش کر رہا تھا۔ ہم نے اسے اس کی مائی کے پاس چھوڑ دیا۔ ماں اسے دیکھتے ہی آگ بگولا ہوئی' تھوتھنی سے پرے کرنے لگی۔ یہ گرتا پڑتا بے حال ہو گیا تو ہم نے اسے وہاں سے ہٹا کر دوسرے بچوں کے ساتھ باڑے میں ڈال دیا۔ ہماری نظر چوکی تو اسے کہیں [illegible] گیا۔ سب [illegible] ریت ڈال کر کہیں غائب ہو [illegible] کہیں دکھائی [illegible] چلا [illegible] یہاں آپ [illegible] پہنچ گیا ہے۔

"[illegible] بابا! حیرانی کی بات ہے اتنا لمبا فاصلہ آپ کے پیچھے پیچھے چلا آیا جبکہ [illegible] نے تو ابھی اپنا [illegible] ٹھیک سے نہیں دیکھا تھا۔"

میں نے ذرا مزہ لینے کی خاطر اسے چھیڑا۔

"زرگ سائیں! جب یہ بھی آ گیا اور آپ بھی پہنچ گئے تو اب آپ اسے اپنے ساتھ لیتے جائیں۔"

اس نے کانوں کی لوئیں پکڑ لیں۔

"توبہ۔۔۔ توبہ۔۔۔ ہماری کیا مجال جو اسے چھو بھی سکیں۔ اس کی مائی نے خود دھکیل کر اسے آپ کے پاس بھیجا ہے اب اس کے مائی باپ آپ ہی ہیں۔"

اب میں نے اسے ایک مناسب سی رقم تھماتے ہوئے کہا۔

"پھر یہ ہدیہ قبول کرو۔ میں جانوں اس کی جان جانے؟"

اس نے ہلکی سی چوں چرا کے بعد رقم کو چوما پھر آنکھوں ماتھے پہ لگایا۔

"جو حکم سائیں بابا! خیر برکت کے لئے رکھ لیتا ہوں۔ آپ پہلے بھی اسی بات پہ خفا ہو گئے تھے۔

[illegible] میں کہوں، یہ رقم بہت زیادہ ہے آپ......؟"

"نہیں سائیں! یہ معمولی رقم اس قیمتی اور نادرالوجود جانور کی کوڑی کی بھی قیمت نہیں ــــ تمہاری [illegible] نے اس حقیر رقم کے عوض مجھے یہ معصوم سا جانور دے دیا ہے۔"

میری یہ قیمتی اور نادرالوجود جانور والی بات سن کر وہ سودا گر بوڑھا اپنی کھچڑی سی داڑھی [illegible] جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھوڑی سی خاموشی کے بعد اس نے کریدا۔

"بابا سائیں! عمر میری بھی شتر پالتے بیچتے خریدتے میں گزری ہے میں ان کی ہر نسل واصل سے [illegible] ہوں۔ اس بچے میں سوا اس کے یہ بہت کمزور اور بہت ہی کالا ہے کوئی اور خوبی دکھائی نہیں دیتی۔ اس [illegible] کوئی اور نادرالوجودی ہو تو بتائیں تاکہ میرے بھی کچھ پلے پڑے۔"

میں نے اس کی ہوشیاری چالاکی پہ مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سائیں! میری بات شاید تمہاری سمجھ میں نہ آئے۔ اس بچے کو میں نے اپنے خواب میں دیکھا تھا [illegible] ایک قبر پاکر کے تک گیا ہے ــــ پھر کچھ ہی دنوں بعد مجھے اپنے اس اللہ یار کا پیغام ملا کہ آپ [illegible] یہاں ایک اونٹ نے [illegible] یہاں پہنچ [illegible] یہاں قتل [illegible] ایک [illegible] وظیفے کو مکمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کر چکا ہوں۔ [illegible] پہلے میں [illegible] ایک [illegible] تھا، اگرچہ میں مکمل کر چکا تھا۔ اب [illegible] دیت کے طور پر [illegible] دینا ضروری ہے [illegible] جو کالا سیاہ اور باختری اونٹ [illegible] تم جانتے ہی ہو گے کہ ان کی [illegible] کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور ایسے جانور کچھ مخصوص خصوصیت کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ بری [illegible] کا ذکر [illegible] کے مالک ساتھیوں کی سب جو ہر وقت صاحب وظیفہ کی دکھ [illegible] کرتے رہیں۔ میں اپنے اس نئے اللہ یار کو اپنی ساری ضروریات اور انتظامات سے بہت پہلے [illegible] ہے۔ اب موسم معتدل ہوتے ہی اور شتر بچے کے مل جانے پر اس نے مجھے فوراً یہاں بلا لیا [illegible] کہ یہاں اب اللہ یار کے علاوہ غلام حسین اس کا بھائی اور آپ جیسے اللہ کے نیک بندے مجھے مل [illegible]

وہ [illegible] فرط عقیدت سے میرے ہاتھوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"بابا سائیں! آپ کے لئے جان بھی حاضر ہے۔ اللہ یار بھی اپنا بیلی ہے۔ یہ ادھر گشت کرتے

ہونے ہمارے ڈیرے پہ بھی آتا رہتا ہے۔ اب مجھے یاد آیا کہ اس نے اس شُتر بچے کو کیوں پسند کیا قد... نے آپ کو یہاں ہم غریبوں کی دستگیری کے لئے بھیجا ہے .... درویش فقیر تو آپ ہیں ہی مزید پتہ چلا ... سنیاسی وید بھی ہیں۔ آپ کے یہاں آنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔"

وہ ایک بار پھر میرے دیئے ہوئے پیسے نکال کر واپس لوٹانے کی کوشش کرنے لگا۔ میں نے سنجیدگی سے اُسے منع کیا۔ تب کہنے لگا۔

"بابا سائیں! مجھے چلّوں اور وظیفوں کا بہت شوق ہے۔ میں نے بھی بے شمار چلّے کیے ہوئے ... مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اور نہ ہی کچھ پلے پڑا۔ بڑے بڑے مُرشدوں، سادھوں، فقیروں کی ٹہل خدمت ... بے سود۔ کہیں میں ادھورا رہا اور کہیں دوسرے کھوٹے نکلے۔"

میں نے اس کی بات ... ہوئے کہا۔

"سائیں! تم نے عجیب سی بات کی کہ تمہیں چلّے کاٹنے اور وظیفے کرنے کا شوق ہے۔ بھلا ... شوق ہوتا ہے؟ شوق تو شغل میلے میں شمار ہوتا ہے۔ تم نے چلّے اور وظیفے شغل میلے میں کیے ... فائدہ بھی نہیں ہوا اور نہ ہی تمہیں کوئی ... [illegible] ... اوڑھے ... [illegible] ... صدیوں سے خدمت کرنی پڑتی ہے ... چڑیا کا چوگا ... اور ... کی چوٹی کا ... بچھو، پتھر کا تکیہ اور ... کا رونا ... ملامتیں، پھٹکاریں، رسوائیاں اور تنہائیاں! شاید تم چلّوں ... مجاہدوں، ریاضتوں کو بھی ... [illegible] ... سمجھتے ہو اور بابوں، مرشدوں ... پاس ہوگا ... جو کوچے گلی بازاروں میں دھرے ہوئے ملتے ہیں ... آسمان پہ چودہ ... شمس و قمر، زہرہ، مشتری، عطارد، مریخ، زحل وغیرہ تو کوئی ایک آدھ ہوتا ہے اور جبکہ ان سب میں ... صرف اور صرف ایک ہی ہوتا ہے۔"

میری یہ گنجلک سی باتیں سن کر وہ شُتر سوار کی عجیب سی حالت ہوئی۔ جیسے ... شاید وہ اندر کہیں خدا کی لاٹ تک ہوئی۔ جیسے تمام تصوف کی آگ میں جھلسا ہوا تو نہیں صرف ... ہوا ظاہر دکھائی دیا تھا۔ یہی ان صحرائی لوگوں کی ... سے ولی ہوتے ہیں۔ صحراؤں، تھلوں ... زندگی کی اذیتوں نے ... ریزہ ریزہ کر دیا ہوتا ہے۔ تب انہیں کہیں صحرائی ستارے اور امیر تاروں میں اپنے جگر پارے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ان کی آہ و فغاں خدا کی خواہش ... میں داخل کر فطرت کے صحرائے نجد میں ایک وجدانی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ یہ قدرت کے رمز شناس ...

ہوتے ہیں۔ ان کی نگاہوں میں فکر سے، قدموں میں آہو۔۔۔ تن میں تیندوے۔۔۔ ارادوں میں زمین، استقامت میں پہاڑوں کی قدامتیں۔۔۔ جبکہ ان کی سانسوں میں گھمبیر سانپوں کی سرسراہٹیں سی ہوتی ہیں۔ سے بندھے اور بندھے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔۔۔"

وہ سر کو نیچے سرکائے ٹرک ٹرک کر رہا تھا۔ میں خاموش اور وہ تو جیسے مدہوش تھا۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے میری باتوں نے اس کے بھیتر پڑی کوئی گرہ کھول دی تھی۔ جب کسی گٹھڑی یا بلدی کی گرہیں کھول اور گھول دی جائیں تو پھر سب رنگ ڈھنگ سامنے آ جاتے ہیں تب کوئی بھید بھاؤ اوجھل نہیں رہتا۔۔۔۔ وہ پھر حیرانی سی ہکلا رہا تھا، ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"معاف کیجیے بابا! میری تو بس! میں نے دنیا تیاگی۔۔۔ میں مجروں کا سوداگر میں فقر کی راہ میں گداگر بنا بیٹھا۔" پھر میرے پاؤں پکڑتے ہوئے التجا کرنے لگا۔

"آپ مجھے اپنے ان قدموں میں رہنے کی اجازت دے دیں۔"

میں نے پاؤں چھڑاتے ہوئے کہا۔

"نہیں! آپ مجھے [illegible]

پانی یا روٹی۔ جب سے ناتا تعلق تو توڑا نہیں جا سکتا۔ بس اتنا ہے کہ اس سے اتنا جڑو جتنا جب ضروری ہے۔ مجروں کا کاروبار تم جیسوں نے کیا ہے۔ یہ ذاتی خیر و برکت والا روزی ہے اسے بھی اندر اور باہر سے حلال امانت ہو تو۔۔۔ اور ہاں بابا بنے ضروری ہے۔ جیسے بے کے بغیر بسم نہیں لیا جا سکتا اسی طرح بابے کے بغیر فقر نہیں لیا جا سکتا ہے۔ بے سے اور بابے میں محض الف کا فرق ہے۔ اور یہ تم جانتے ہی ہو گے کہ کے منہ سے پہلا حرف جو نکلا تھا وہ الف ہی تھا۔۔۔ اسم اعظم کا پہلا حرف، اسماء الحسنیٰ، ام الکتاب احمد سے اول اور آخر اللہ کے لیے بھی یہی الف۔۔۔ بابا اسی الف سے آمنا و صدقنا کہنا فقر و درویشی ہے۔ یہی بچا اگر تم مجھ سے سیکھنا چاہتے ہو تو بسم اللہ۔"

وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔

"تو پھر مجھے ابھی بیعت فرما لیں۔"

"بھائی! میں پیر نہیں فقیر ہوں۔ پیر کا تو کام ہی بیعت لینا ہے، نذر نیاز وصول کرتا ہے پھر تعویذ دیتا ہے اور سب کا دوست ہوتا ہے۔ جبکہ فقیر، درویش یہ سارے کام نہیں کرتا۔ کوئی نگاہ وہ من

میں نکل جائے تو ٹھیک سے بات کر لیتا ہے ورنہ وہ کسی کو گھاس نہیں ڈالتا۔

وارث زن فقیر، تلوار گھوڑا ۔۔۔ چارے تھوک ایہہ کسے دے یار ناہیں"

اگلے دو تین دن قدرے آرام سے یاں کی ٹہل سیوا اور نگہداشت میں گزر گئے۔ آس پاس کے گوٹھ قصبے سے بڑے کے بڑے دعاؤں برکتوں اور زیارت کے لئے آتے رہے۔ لیکن یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ میں محض دعا پہ اکتفا کرتا ہوں۔ کوئی دعا کا تعویذ، گنڈا اور تبرک کیوں نہیں دیتا۔ وہاں تو اللہ والا مرشد اسی کو سمجھا جاتا ہے۔ جس نے سر پہ بڑا سا پگڑ لپیٹا ہو۔ گلے ڈھیلی رنگین عبائیں قبائیں لٹکا رکھی ہوں۔ جس کے پیچھے چار چھ چاپی والے جلو میں ہوں۔ بٹھانے اٹھانے کے لئے ڈولی اور چھپر چھتر، تعویذ گنڈے دم درود دعا کے پھونکیں جھاڑ چھے ــــــ بڑی بڑی دعوتیں نیازیں اور لنگر لنگار ــــــ آنے جانے والوں نے جب ایک دم سے سیاہ پوش بڑھے کو جو نہ تو آنکھیں چار [illegible] کو دم دیتا تھا اور نہ ہی کسی لڑکی کو دم پھونک کے بہت قریب آنے دیتا تھا۔ نہ ہی کوئی پڑھائی وظیفہ۔ اڑھائی تولہ چاندی نہ چادر دوشالہ ...... بلکہ الٹا اپنی جیب سے [illegible] تھماتا ہو۔ [illegible] والوں کو خالی مٹھی کی لوٹاتا ہو۔ جو محض دعاؤں دلاسوں [illegible] حاجت مند وقت [illegible] کرتا ہو یقیناً [illegible] بار دیکھا تھا ــــــ [illegible] کی نظروں سے [illegible] والے اس [illegible] گیا ہے۔ [illegible]؟"

شروع کے [illegible] چار دنوں میں یہ بزرگ جن کا نام بابا حشمت یار تھا [illegible] مسلسل میری خدمت میں رہا...... اس رینجر پوسٹ پہ [illegible] ڈیوٹیاں [illegible] لگتی تھیں ــــــ [illegible] اپنے اپنے علاقے کی گشت پہ نکلتے تھے۔ ٹیلوں کے بیچوں بیچ دور دور تک نگہداشت پہ نکل جاتے۔ مجھے انہوں نے ایک علیحدہ کوٹھڑی میں فولڈنگ بیڈ ڈال دی تھی۔ یہ کوٹھڑی دراصل ان کے مواصلاتی نظام کے لئے موجود تھی یا بیاد جنگ کے لئے تھی۔ مختلف کیمیائی محلول تیزاب وغیرہ کی ملی جلی بو کی بنا پہ یہ قدرے بند کروا دی گئی تھی۔ اس کے لئے میری ہی پر زور درخواست پہ انہوں نے عارضی طور پہ مجھے یہاں ڈال دیا تھا۔ اس کے اوپر پانی جمع کرنے کی ٹینکی بنی ہوئی تھی جو شاید ہوتی تھی کیونکہ اس کے بھرنے کا انحصار بارشوں پہ ہوتا ہے۔ ابھی بارشوں کے قریب قریب کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ خیر خانہ [illegible] رینجرز کے اسلحہ جات گودام وغیرہ کوٹھڑی سے کافی ہٹ کر تھے ــــــ کوٹھڑی کی ایک چھوٹی سی کھڑکی مغرب میں کھلتی تھی اور ایک مشرق کی جانب۔ جہاں رینجرز نے صبح کی ورزش اور پریڈ کے لئے گراؤنڈ سی بنائی ہوئی تھی۔ صرف ایک تو یہ تھی کہ یہاں کی گرمی کے لئے جو صحرائی انداز کے بیت الخلاء بنے ہوئے تھے وہ کوٹھڑی کے دروازے کے ساتھ

[illegible] تھے جبکہ مسجد اور وضو خانہ بیت الخلاء کے عقب میں تھا۔ میرے اپنے اندازے کے مطابق مجھے اس [illegible] میں مزید سات آٹھ روز رکنا تھا کیونکہ چاند اتر رہا تھا اور نوچندی جمعرات میں ابھی کچھ سات روز [illegible] تھے۔

[illegible] یہاں ان فراغت کے دو تین دنوں میں قدرے سنبھل گیا تھا۔ میرے ہاتھ منگی سے کچھ کھانا دانہ [illegible] لیتا تھا۔ مگر لاکھ کوشش کے باوجود وہ مشترخانے میں دوسری ساتھیوں کی سنگت میں پڑنے پر رضامند [illegible] تھے بلکہ کھسکتا ہوا گرتا پڑتا بھاگ آتا تھا ۔۔۔ اس الگ تھلگ جگہ پڑنے کی ایک وجہ یہ خیال بھی تھا [illegible] میں نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے یہ ذمہ دار سرکاری کارندوں کی کارکردگی متاثر ہو۔ کیونکہ میں یہاں [illegible] اپنی چلہ کشی کے بقیہ حصے کی تکمیل کے لئے پہنچا تھا۔ جس کی تکمیل کا اشارہ مجھے خواب زدیا کے [illegible] دیا تھا اور اس چلے کے ضروری شرائط [illegible] کا بھی علم تھا اور یہاں کی صورت میں میرا مطلوب [illegible] گئی قدرت نے [illegible] عطا کر دیا تھا۔ غلام حسین اور بابا نعمت یار کی [illegible] خوش قسمتی سے مل گئے۔ [illegible] کے حوالے سے ساتھ [illegible] غلام حسین شاید اپنے بیمار بھائی غلام عباس کی صحت کے [illegible] قریب آیا تھا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ [illegible] غلام عباس کا [illegible] ۔ ادھر [illegible] حقیقت منظور اللہ یار نے تو میرے پہنچتے ہی ایک ماہ کے لئے رخصت لے لی تھی [illegible] رخصت [illegible] شادی [illegible] بیٹھا تھا ۔۔۔ [illegible] شاید سال ڈیڑھ سال پہلے [illegible] چکا تھا۔ وہ اپنے ہی [illegible] تھا کہ بابا ادھر آ [illegible] گا۔ اس کی خواہش تھی کہ [illegible] کا نام چاچے دیا جائے [illegible] مزار قلندر کے [illegible] میں نے یونہی مذاق [illegible] اس سے کہہ دیا۔ اللہ یار! تمہاری بیوی بڑی [illegible] اچھا [illegible] ہوگی۔ اس کے [illegible] میں لذت ہوگی۔ وہ آنے کی توجیہ سے [illegible] برکت لائے گی۔ پھر ایسے ہی ہنسی ہنسی [illegible] اس کے دونوں کے نام محمد یار اور علی یار رکھ دیے۔ [illegible] دن اس کی بیٹی رخصت کر [illegible] واپس لائیں گے۔ جب واپس آنے کی خواہش کی تو بابا جائیں گے۔

[illegible] بیس سال کا جوان ہونے کے باوجود ابھی تک [illegible] دنوں کا معصوم ساتھی [illegible] تھا [illegible] وہ [illegible] سے زیادہ [illegible] جاتا تھا۔ مجھے ادراک تھا اب جب تک یہاں [illegible] ہوں تو [illegible] کے ہاتھ کا [illegible] واپس لوٹوں گا۔ میں نے ادھر پہنچتے ہی اس سے [illegible] کہہ دیا تھا۔

"میاں! اب تم دو ایک دنوں میں یہاں سے نکل لو۔ گھر جا کر شادی کی تیاری کرو۔ ٹھیک پچیس روز بعد

کی تاریخ لے لو۔ اکیس بائیس دنوں میں مَیں ادھر سے فارغ ہو لوں گا۔ اس دوران آتے جاتے رہنا۔ بہاول نگر کون سا یہاں سے دور ہے۔ میری نگہداشت خبر گیری کے لئے یہاں بہت سے اللہ کے بندے ہیں۔

آنے جانے والوں کی تعداد اب نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ اس میں کچھ میرا بھی [illegible] زیادہ دخل اس رینجرز پوسٹ کا تھا جہاں غیر متعلقہ افراد کا آنا جانا ممنوع تھا۔ اکا دکا آ بھی نکلتا تو میں [illegible] فارغ کر دیتا۔ چوتھے روز میں نے اللہ یار بھٹو، بابا حکمت یار اور غلام حسین تینوں کو پاس بٹھایا اور بتایا کہ [illegible] روز بعد نوچندی جمعرات ہے۔ امر الٰہی ہوا تو میں اپنے چلے کے لئے ریت میں اتر جاؤں گا۔ اللہ یار بھٹو [illegible] اپنے گھر چلا جائے گا۔ بابا حکمت یار اور غلام حسین دونوں اپنے اپنے اوقات مقرر کر کے دن رات [illegible] پہ موجود و حاضر اور میری ہدایات کے مطابق چوکس و خبردار رہیں گے۔ یہ درمیانی دو دن مجھ سے قدرے [illegible] رہتے ہوئے چوبیس گھنٹے مجھ پہ نظر رکھیں گے۔ بلکہ بجز اشد ضرورت و مجبوری وہ مجھ سے بات چیت کرنے سے اجتناب کریں گے۔ میرا کوئی عمل یا بات سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ مداخلت نہیں کریں گے۔ [illegible] ہدایات تینوں [illegible] نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ [illegible] اوقات سختی سے [illegible] ہے۔ اب میں [illegible] والے کمرے میں چارج ہونے کے لئے [illegible] بھی میرے ساتھ اندر رہا کرتا تھا۔

چار روز پہلے اس چادر [illegible] کرتے کرتے تقریباً ختم ہی ہو گئے [illegible] کی زنبیل [illegible] اور الاشوں سے خالی ہو چکی تھی۔ میرے تھیلے میں بابا [illegible] کورا پیالہ، اونٹ کی کھال کی ایک چھوٹی سی چھاگل جس میں آبِ زم زم اور دیگر کے مقدس پانی [illegible] تھا۔ تقریباً ایک تولہ [illegible] اور راستے ہی ختم ہوتے ہو [illegible] اس چلہ ریگی کا دورانیہ گیارہ دن [illegible] ہوتا ہے جبکہ اس سے پہلے کے چھ چلے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ ساتواں (دو حصوں میں) چلہ [illegible] ہوتا ہے۔ مرشد یا شیخ اس کی اجازت شاذ و نادر ہی دیتے ہیں۔ اس میں جان کے لالے بھی پڑ سکتے ہیں۔ غلطی یا بے احتیاطی سرزد ہو جائے تو عامل موصوف ریت کی قبر سے باہر نہیں نکل پاتا بلکہ اندر ہی ختم ہو [illegible] میں تبدیل ہو جاتا ہے [illegible] کی طرح چلہ کاٹنے والے کا بھی باہر کی دنیا سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

عام انسان کے مرنے کے بعد اس کی روح عالم برزخ کی جانب مراجعت کر جاتی ہے۔ [illegible] بے روح جسم بوسیدہ پڑ کر گل سڑ کر رزق خاک بن جاتا ہے جبکہ صاحبِ چلہ کی جان، جسم اور روح اپ

[illegible] پیچھے ہوتے بلکہ تزکیہ جسم و نفس کے ایک مرحلے کو سر انجام دے رہے ہوتے ہیں۔ اسی لئے جہاں [illegible] چلوں کے لئے بے پناہ خود اعتمادی، بے خوفی چاہئے ہوتی ہے وہاں اپنے مرشد یا بابے کی خصوصی نظر [illegible] سے ضمانت بھی سلامتی و کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔ اس چلے کی توفیق بہت کم لوگوں کو ملتی ہے اور جب [illegible] چلے کے ابتدائی چھ چلے یا یہ تکمیل تک نہ پہنچ پائیں اس چلے سے نہ تو فائدہ اور نہ ہی کوئی مقصد [illegible] ہے۔

[illegible] صوفیوں و درویشوں کے چلے وظیفے الگ اور آسان سے ہوتے ہیں۔ ان میں کسی قسم کے [illegible] کا خطرہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ ان سے ان کا مقصد روحانی طور پہ کوئی منصب و مقصد [illegible] محض اپنے حلقہ مریدین میں اپنا قد و قدر بالا کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ کچھ لوگ دیکھا دیکھی اور [illegible] میں مبتلا ہو کے بھی ان اشغال میں پڑ جاتے ہیں۔

[illegible] جن پہاڑوں تھا......!

[illegible] معروف [illegible] لوگوں کی قبریں، مزارات، بارہ دری ---- کچھ کچھ مسجد، کیروں اور مڑاؤں کے [illegible] وغیرہ [illegible] شہر عصر کے حامل تھے۔ کناروں کے ذخیروں میں جنگل منگل کا سماں ہوا کرتا تھا۔ مختلف [illegible] کے پھلوں پھولوں کے باغات، سایہ دار، چھتنار درخت، رنگ برنگے [illegible] خوش و خوش ادا شیدا اور [illegible] کا نور ظہور ہوتا تھا۔

[illegible] کی کہاں کہیاں تھیں موسموں کی مست خوش بیخی ہوا کرتی تھیں۔ ہر موسم چاہے وہ خزاں ہو کہ بہار، [illegible] گرمی سردی یہاں ہر وقت میلے ٹھیلے لگے رہتے تھے۔ محبتوں کے جلسے، ریت بازی [illegible] شعر کوئی کہانی کہاوت بیر رانجھا، سیف الملوک اور مرزا صاحباں کے قصے۔ لیلی [illegible] سازی کے اکھاڑے ---- جنگ اور جڑ وفا ---- دیسی شراب کی بھٹیاں مشعلوں اور [illegible] ---- یعنی یہاں امنگوں ترنگوں اور رنگوں کے بکھیرے لہرایا کرتے تھے۔

[illegible] شام اور رات دریا کی جانب بڑھتے والے راہ راست انسانوں سے اٹا پڑا ہوتا تھا۔ [illegible] کئی سانگل اور بیڑیاں ---- اپنے وقتوں کے مشہور گئیوں کا سٹ کا دریائی راوی کنارے ہوا کرتا تھا [illegible] سے ہی سلسلے وفا کے شروع ہو جایا کرتے ---- نرم نرم تہ دار ریت، پولی پولی پروائی، پانیوں میں

جھلملاتا ہوا شہر میلے ستاروں کا عکس ـــ چاندی کے چھینٹے مارتا ہوا پتنگ ـــ سرکنڈوں کے پیچھے حق اللہ کی صدا ابھر رہی ہے تو کہیں کوئی حافظ اپنا دورہ قرآن کر رہا ہے۔ سرکار شاہ حسین کے سابق مزار والے علاقے دھیان گیان والے بھرنے دیئے ہوئے اور شمشان گھاٹ کے قریب کالے علم جادو ٹونے والے جنتر منتر کی کلیاں باندیاں دہکائے پڑے ہیں ـــ بابا چتن چراغ کے تکیے کے پاس نو آموز گویے گلے میں غند دیئے آواز کی بنیاد بنا رہے ہیں۔ کہیں راگ بھیار چھڑا ہوا ہے" پیا تیں راکھو چرن دوارے آپ ہوگی" کہیں بھیروں رنگ بکھرا ہوا ہے۔ کوئی سرگم پہ الاپ لے رہا ہے۔ میاں کی ٹوڑی اور کہیں راگ بہار لگ رہا ہے۔ کوئی دم ملہار کی مشق کر رہا ہے" گرن گرن اترے اجیارا سنگ سنگ آوے پی ہمارا" ذرا آگے بڑھتے جائیں تو دریا اپنا دامن پھیلاتا جاتا ہے۔ دریا کی دونوں بغلوں بازوؤں کے جھنڈ کے جھنڈ نمایاں ہوتے چلے جاتے ہیں یعنی جھاڑ جھنکاڑ دریائی گھاس کا لا پتا سکڑ سفید آک پیلن چھوٹا جھنگ اور دیگر الم غلم جو دریا کنارے نم رسیدہ زمین پہ اگ سکتا ہے یہاں موجود ـــ دائیں بغل بازو سرداراں کے قبر کا راستہ تو بائیں جانب مائی جنداں کی کوٹھی اور بہت آگے سکھیاں کا وقوع۔ درمیان میں ہونے کو ... جانب ... [illegible] ... تھا۔ یہاں ... [illegible] ... تا گوار ول اڑنے والی مٹی سے اٹا گرد رنگی تھی۔ نازک مزاجیں شاہ تماشاں ادھر کا رخ کم ہی کرتے تھے۔ ای ... سرکنڈوں والے کنارے میں ... لگے ہوئے مگر لمبی لمبی ... والے کھکھروں کا ذخیرہ تھا۔ بھر بھری مٹی، جس میں دریائی ریت کا تناسب ... تھا۔ ... پر خار بکو پڑوں سے ... میں بابا تکے شاہ بکو پڑوں والے کا آستانہ تھا۔ وہ بکو پڑوں والا شاید اس لئے مشہور تھا کہ بکو پڑوں کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتا تھا اور پانی کی جگہ بھنگ بھی ... میں پیتا تھا۔ کچھ لوگ اسے ... جھوٹوں والا بابا بھی کہتے تھے۔ سر پہ کھپریل بڑی ہوئی ... لمبی داڑھی مونچھ کے بے تحاشا بڑھے ... اور خاکستری جھولوں میں ... جسم بھی اس کی اک بڑی پہچان تھا۔ ہر لحظہ بھنگ کے نشے میں ہوئی ... آنکھیں۔ ... آواز حال کھیلے ـــ وہ دریائی جنگلی لکڑیوں سے ہمہ وقت ... تھوڑے تھوڑے وقفے سے دل دہلا دینے والی ... لگاتا۔ ... درختوں پہ ... ہوئی ... الٹی لٹکیں ـــ تکیے کا ... کی ... اور شارکوں ... شور شرابے ان سب سے دور ہوتے تو بکو پڑوں کے تجہیز جھنڈ سے ... کی ہڈیاں۔

بابا تکے شاہ کے بارے ان کے لئے راوی کے ... بکو پڑ اور ... یا اچھا لگنے کی ...

[illegible] نذرانہ لاتا اور بھولتے تھے۔ بابا تھے شاہ ہندو تھا یا مسلمان، سکھ یا عیسائی یہ شاید کوئی نہیں جانتا تھا؟ میں
[illegible] بابا جی اس وقت کی عمر و عقل کے مطابق اندازہ لگایا تھا کہ یہ بابا تھے ان چاروں مذہبوں سے بالواسطہ
[illegible] تھے۔ کچھوے کی تکلی سی منڈی باہر کھینچتے ہوئے وہ "مولا مکا دے — دولا" کا فلک شگاف نعرہ بلند کرتے جو
[illegible] کسی نہ کسی سطح پہ مسلمان ہونے کا اشارہ تھا۔ اسی طرح حرام و حلال، پلید و پاک میں امتیاز نہ برتتے، جسم
[illegible] پر بے تحاشہ بال و پری پرداخت و پرورش، ناف کے اوپر جینو قسم کی پتلی سنگلی، جس ساتھ کانسی کی
[illegible] اک صلیب سی لٹکی رہتی تھی۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا دراصل وہ صلیب نہیں تھی ایسے ہی کوئی اوٹ پٹانگ
[illegible] جس کا استعمال اس وقت ہوتا جب کوئی ضدی قسم کا کچھوا اپنی منڈی اپنے خول میں سمیٹ لیتا۔۔۔ یعنی
[illegible] کا ٹن اوپنر تھا۔

بابا تھے شاہ دن رات کے اکثر [illegible] کھاتے رہتا اور پیتے رہتا۔ کھانے کے لئے کچھوے
[illegible] پینے کے لئے بھنگ وافر تھی۔ بابا پینے سے پہلے کچھوے پر گرفت کرتے، بہلا پھسلا کر نوکیلے ناخنوں والی
[illegible] کی ترکیب سے اس کی کسی لمبے ٹی چونچ جیسی منڈی کا ہو چاک کرتے۔ پھر اک فلک شگاف
"مولا مکا دے — دولا" کی آواز میں کچھوے کی لمبی سی گردن [illegible] احتیاط و صفائی
[illegible]
[illegible] میں زندگی کی سرحد سے باہر نکل جاتا [illegible] باقی کا کریا کرم بابے بانکے کرتے تھے۔ پھر پیچھے سے کسی
[illegible] کی طرح پھسلتی [illegible] گوشت اور خول الگ۔۔۔ [illegible] وحشت ناک [illegible] انگاروں پہ [illegible]
[illegible] آلائش سے عاری [illegible]

[illegible] اقلیم ابلیس میں اکثر وہی درویش صفت لوگ داخل ہوتے جو کسی نہ کسی طور دانستہ یا [illegible] سے
[illegible] سے پیچھے ہوتے۔ [illegible] لوگ [illegible] اپنے سیدھے کاروبار کرنے کے لئے ابلیسی استعانت حاصل
[illegible] خواہاں نجومت پر یقین رکھتا تھا [illegible] اور ملتان کے [illegible] والے۔۔۔ اور بہت ایسے شوقین عامل جو کسی
[illegible] کی تکمیل کے لئے کسی رہبر یا کسی مجذوب کی تلاش میں ہوتے۔۔۔ یہ جگہ اک طرح سے شیطان کا
[illegible] جہاں [illegible] الٹے پاؤں [illegible] پہ ہوتا تھا۔ شریف شہر نے اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ رکھنے والے اہل ایمان
[illegible] تو ادھر [illegible] سے آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتے اور جنگل میں [illegible] کھنڈروں کا
[illegible] دروازہ [illegible] سمجھے [illegible] کے پیچھے [illegible] دیواریں [illegible] الاؤ
[illegible] جانے [illegible] میں [illegible] پڑتا تھا۔ [illegible] اور شہد کی مکھیوں سے [illegible]
[illegible] نہیں ہوتی تھی۔ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible]۔۔۔

گھر والوں ہمسایوں سے لعن طعن نا بینوں بھکاریوں کھسروں مداریوں سے خواہ مخواہ کے پنگے، ہم عمروں سے جان بوجھ کے دنگے ...... میلوں ٹھیلوں میں مفت ہریاں ڈھانڈلیاں وغیرہ وغیرہ میرے لئے روز مرہ تھیں۔ ہر نوجوان جو عملی عقلی علمی اور معاشی طور پر حرام یا از قسم ہڈ گوشت ہوتا ہے وہ بابوں فقیروں "کرنی" والے مجذوبوں کے چکروں میں پڑا ہوتا ہے۔ ایسے بابے جو کسی کرامت دُعا پھونک سے اُسے تعویذ دھاگوں اور اکھڑوں کے عمل سے اس کی من کامنائیں پوری کرا دیں۔ میرے ساتھ کوئی ایسی نہیں تھی لیکن "جانے" کا چسکا پکا مجھے در در کی خواری دکھاتا تھا۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا کہ میں سیدھے نہیں بلکہ الٹے پانی پیرنے والا بندہ تھا ...... تریاق اور زہر ہلاہل کہیں دونوں بٹ رہے ہوں تو میں یقیناً تریاق ترک کر کے زہر کی خواہش کروں گا ...... ؎

جو دوا کے نام پہ زہر دے اُسی چارہ گر کی تلاش ہے

راوی کے کنارے بارہ دری، شاہدرہ کے شاہی باغات جن میں کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ پُر لطف ماحول پیدا کئے ہوتے۔ وسیع و عریض ذخیرے سے جیلے ثمر، سایہ دار اشجار اپنی ایک الگ ہی شان رکھتے تھے [illegible] اور گردی کے لئے راوی اور [illegible] سے بہتر اور کوئی علاقہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ [illegible] سے [illegible] جبھی شاہی قلعے تک نکل آتا ہے کوٹھا کوٹھا دریچے جھروکے بوٹے باریاں تاکتا جھانکتا دیکھتا ہے شاہی مسجد تک پہنچ جاتا ہے۔ علامہ صاحب کے مزار پہ فاتحہ اور مسجد کی پچھلی جانب نماز اور اکڑ کے پچھلی جانب ہو لیتا ہے تو اسے وہی [illegible] اس بات کہتے ہیں۔ انگریز انگریز کو ونڈو شاپنگ کہتے ہیں جس میں دوکان دوکان جھانکا دیکھا جاتا ہے۔ دیدار نیا قیمت کوائی [illegible] سنجیدگی سے بھی بھائی جاتی ہے۔ دوکاندار باہر کھڑے گاہک کی دلچسپی کو دیکھ کر باہر سے خود ہی کیا [illegible] ایسے سوئی خریداری کا شائق اشارات میں ایک دو بار سر ہلا کر اگلی دوکان کے آگے جا کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی پڑھائی رشتہ داری دوستی عاشقی بیوی کی قبر کی نماز روزہ اور سوچے بیچ وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔

میں کچھ دنوں بھی آوارگی کے لئے راوی پہنچ جاتا تھا۔ یہ سب کچھ میری راہ پہ تھا۔ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے سے نکلوں کے لئے شاید شاہدرہ بابا بھی پانچ سٹیشنوں سے بہتر اور محفوظ اور کوئی جگہ نہ تھی یہاں گاڑی بہت سست ہو جاتی ہے۔ ہم لوگ چلتی گاڑی سے ہی اتر کر حلوان سے پیچھے ہو جاتے طرح ہمارے پہلے پڑاؤ پہ شاہدرہ مقبرہ اور راوی ...... پھر آگے جدھر دن سوتے اور راتیں جاگتی ہیں آگے داتا صاحب جہاں دن بھی بیدار اور راتیں بھی ذرباں ...... شاید یہ بھی سب میرے لئے شوکیس ہوتا تھا

مجھے یہ تو علم تھی کہ اُدھر تکیہ پیروں والے میں جادوٹونے اور کالے علم والوں کی سادھیاں بھی [illegible] بڑی خوفناک صورتوں اور حلیوں والے سادھو جادوگر عامل لوگ یہاں چلے چوکڑیوں کے لئے آتے رہتے ہیں..... الگ تھلگ، بے انتہا بدبودار اور منحوس جگہ ہونے کے سبب پولیس وولیس بھی کوئی خاص [illegible] نہیں تھی اس رعایت سے یہاں ہر وہ کام ہوتا تھا جس کی سرعام گنجائش نہ ہوتی۔

تکیہ پیروں کے یار دوست..... میرا ایک رنگ دو قسم کا واقف کار عنایت علی ا جو تکیہ مراثیاں کے ایک [illegible] بیٹا تھا یہاں تکیہ پیراں کے آس پاس کہیں بھی بیٹھا بھنگ والے پاپڑ بیچا کرتا تھا۔ دو بجے کو بھنگے بھوکے کو پاپڑ کا چھابا بھی پیارا..... انتہائی خالی پیٹ کے عالم میں وہ اکثر میری پیٹ رکھی چند [illegible] کے ٹکڑوں چھوروں سے کیا کرتا تھا۔ پیدائشی طور پر دایاں بازو چھوٹا رہ جانے کی وجہ سے وہ [illegible] کی طرح طبلچی یا ہارمونیم [illegible] تو چیوں بائیوں کے ہاں تعلیم [illegible] ہوتا۔ روٹی تو کسی طور کمائے کھائے کے تحت وہ تکیے میں چلمیں بھرنے اور بیٹی بوٹی رگڑنے [illegible] نے اسے بیٹر کرنا چھوڑ دیا تو یہ [illegible] سے چھٹ گیا۔ ننھا سا چھابا اس کے ہاتھ میں ہوتا یہ [illegible] [illegible] [illegible] بندی سے پاپڑ بیچنے کی ترکیب سمجھائی۔ بس یہیں اس کی روزی کھلی۔ ایسے [illegible] نشیلے پاپڑ [illegible] انتہا رنگینیوں کی تہیت خراب کرتی۔ راوی کے کنارے اس [illegible] کی [illegible] اور دور دراز سے [illegible] آ کر بھنگ کے پاپڑوں کی فرمائش کرتے۔ چھوٹے ہاتھ [illegible] اور [illegible] پاپڑ ہاتھوں میں سنک سنک کر [illegible] ہو جاتی اس [illegible] فائدہ ضرور ہوا کہ ایک تو وہ مصروف ہو گیا۔ [illegible] جان کی آزار چند [illegible] کا کنارا [illegible] آب و ہوا اس کے دم دمے کے لئے جہاں انتہائی فائدہ مند تھی وہاں اس [illegible] کا ذریعہ بھی بن گئی۔ وہ گمان کرنے لگا کہ اچھا ہی ہوا وہ مراثیوں کے کام دھندے میں نہیں [illegible] منش تھا۔ جھونگے بھوکے بدحال لڑکوں بچوں کا وہ بے حد خیال رکھتا تھا۔ بس ایک [illegible] ہمدردی پاپڑ کھلا کر اپنی طرح دوسروں کو بھی مستی دے دیتا تھا۔ [illegible] ان میں اس کے کئی [illegible] جیسے کوئی شرابی کسی بھوکے پیاسے کو اپنی بوتل سے دو چار گھونٹ شراب پلا کر یہ محسوس [illegible] کسی پیاسے کی پیاس بجھا کر بڑا نیکی کا کام کیا ہے۔

[illegible] میں اس کے ساتھ رہتا وہ مجھے پاپڑوں کا چھورا مجھے چکھاتا رہتا۔ جبکہ مجھے محسوس تک نہ

ہوتا کہ میری آنکھیں سُرخ اور مست ـــــ نیچے سے زمین غائب اوپر آسمان اڑ چھو۔ پیچھے نظر آ رہا ہے [illegible]
بائیں سامنے بھی دکھائی دے رہا ہے۔ الٹیں تھوڑے کے جھولے آ رہے ہیں۔ اندر سے شعلے کی خوشبو [illegible]
کے پرنالے سے اندر اندر کر باہر نکل رہے ہیں۔ آنکھیں جھپکنا یاد نہ سانس کی خبر ـــــ سنائی تھائی دے ـــ
دکھائی سونگھائی کانوں سے دے رہا ہو۔ حد ہو جاتی جب میں دیکھتا کی کچے کچے پاپڑ چبا جانے کے بعد
مجھے کچھ نہ ہوتا۔ میرے پیٹ پہ جب اتنی طرح چیونٹیاں چڑھ جاتیں تو میں تھوتھا تھوتھا سا ہو کر کہیں گر پڑ
جاتا تو یک وتنہا پہروں پڑا پاپڑ کی کے زیاں ترچیں و بیچش سوچتا رہتا۔

بیا کہ وہ من کل وجود میری ذہن تھا۔ راوی کنارے کی اس خوشی گیلی آوارگی میں جو [illegible]
رنگ تھے وہ سارے اسی کے مرہون منت تھے۔ اس کی مہربانی سے میلے کے چھکے دھیلے خربوزے [illegible]
سے ادائی خریجی سونگھنا پسند نہ کرے [illegible] کی نظروں بحروں میں تنی ہوئی چھوٹیں اور لو کے تربوز کھانے کو [illegible]
اڑ جھلی اتنی دونی بھی تھانی چوک کے مندروں میں خرچے کے لئے مل جاتی اور دات لگے جب اس کے
اپنے انجام کو پہنچ جاتے تو وہ اپنا پھپھا اٹھا کے گھر کی تیاری پکڑتا۔ اگر میں کہیں اُکل بُکل ہوتا تو
چال سے [illegible]
آخر تو [illegible]
جب تک کی [illegible] پاؤں پیارے [illegible] جا سکتا تھا۔ کبھی پالی مروالی بھی مانگنے سے مل جاتی [illegible]
[illegible] تھے [illegible] ہیں [illegible] ذات [illegible]
جالندھر نے پیا لیے ـــــ ایک سے ایک [illegible] آوارگیاں دھر اپنا [illegible]

بہت بعد میں ایک روز اپنے آوارگی کو [illegible] پہنچی گاڑی سے بادامی باغ کے اندر [illegible]
اترا۔ پیچھے بازار تک پہنچا تو مجھے استاد [illegible] کا ایک رشتہ دار دکھائی دیا۔ وہ وہاں سے [illegible]
[illegible] خریدنے آیا ہوا تھا۔ [illegible] کے بعد میں نے استاد موصوف کی خیر خیریت دریافت کی
کی زبانی معلوم ہوا استاد ان دنوں پانچ [illegible] چھوڑ کر پاکھے شاہ [illegible] والے کے تکیے [illegible]
استاد کی اس حرکت پہ اسے تعجب ہوا کہ [illegible] والے پر اکثر قصائی کے محلے [illegible]
تیے تک گیا؟ یہ واضح کرنا مناسب ہے کہ استاد موسیقی یا عمر کے لحاظ سے [illegible]
شخص دو چار ہاتھ [illegible] مجھے یہ علم تھا کہ وہ یہاں استاد کے نام سے کیوں مشہور [illegible]
ستا ستانی اور اپنی دھر ہونے کے حوالے سے استاد کہا جاتا تھا۔ بازاری انداز میں مرشد سرکار، خوتیاں [illegible]
[illegible] وغیرہ کی طرح استاد بھی اس بیوقوف شخص کو کہتے ہیں جس سے آپ کچھ سیکھتے نہیں بلکہ [illegible]

ہوتے ہیں یا جس سے کوئی چھپا ہوا مطلب نکالنا ہو ۔۔۔ یا کوئی چشم کا چسکا' دھچکا یا جھٹکا لگانا مقصود ہو تو [illegible] کو ذرا نرم ملائم کرنے کے لئے بطور زیر و زبر و پیش یکساں' استاد کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

حق تو یہ ہے بابے تجھے شاہ والا انکشاف مجھ پہ بجلی بن کر ٹوٹا تھا۔ استاد کا اس کے چنگل میں پھنسنے کا مطلب سیدھا سیدھا یہی تھا کہ راوی کنارے میری سوکھی آوارگی کا اب کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔ تکیہ مراثیاں کی اب میرے سر کے نیچے سے نکل جائے گا۔ پاپڑوں کے بھورے ٹکڑے' آلنیاں' آدھیاں' چھوٹیاں ۔۔۔ پکوڑیں اور خربوزے تربوزے بھی ختم۔ کسی بے وقوف گھر والی کی طرح جسے یونہی کن سوئی ہو جائے کہ اس کا گھر والا کسی [illegible] کے ہاں پڑا ہوا ہے ۔۔۔ میں بھاگم بھاگ راوی کنارے پہنچا۔ سورج ابھی پورا اوپر نہیں اٹھا تھا۔ موسم کی معتدل ٹھنڈک میں پیپنو سیس ہو چکا تھا۔ پچھلے پہر کی چہل پہل حسبِ معمول تھی مگر نہ جانے کیا ہوا لوگ مجھے کیڑوں مکوڑوں کی طرح لگے۔ [illegible] دکھائی دیئے تو دو جوں کا کیا مصرف؟ میں [illegible] سیدھے پہ جا چڑھا۔

اس علاقہ میں یہ میری پہلی آمد تھی۔ تعفن کے ایک طوفان نے مجھے ناکو ناک کر دیا۔ مرے ہوئے [illegible] کی بو ۔۔۔ دنیا بھر کی بدبوؤں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ [illegible]

[illegible] دادا جان کی فاتحہ پڑھ کر دعوت اڑائیں گے۔ پھر [illegible] دریا میں اتر جاتا ہے۔ جہاں کوئی [illegible] بیٹھ جاتی [illegible] ہاتھی گینڈا [illegible] سامان بن جاتے [illegible] شاید ہی آپ کو معلوم ہو کہ حجرات کی طرح مخلوقات بھی [illegible] ہو جائیں تو ان کے لئے پھر مرگ [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] ہاتھی گینڈا مرگھٹ پہ کوئی ادھ جلا [illegible] کسی خودکشی یا مقتول بچے کی نعش یا جس جگہ کوئی مردار بکھرا ہوگا وہاں محض بدبو ہی نہیں بلکہ [illegible] موت کا ایک انبوہ اکٹھا ہوگا۔ بالکل ایسی ہی کیفیت ادھر بھی تھی۔ اس بدبو نے مجھے یہاں کی [illegible] سے آگاہ کر دیا تھا۔

ہاں دوسری مخلوقات کی طرح حجرات بھی زندہ یا مردہ ہوتے ہیں ۔۔۔ کچھ کم علم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ [illegible] تو پتھر ہوتے ہیں۔ یہ زندہ یا مردہ کیسے ہوتے ہیں۔ شاید یہ لوگ زندگی یا موت صرف انسانوں کا حق [illegible] کئے ہیں جبکہ مخلوقات میں ہر ایک نے ایک نہ ایک روز، لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق کی جانب لوٹنا ہے۔ [illegible] مخلوق کی تعریف یہ ہے۔ سوا رب العالمین ہر وہ شے جو عالم کبیر اور عالم صوری میں موجود ہے وہ مجسم

مخلوق کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت انسان تو گزرے کل کی پیدائش ہے۔ اس سے ان گنت نوری سال قبل یہ عظیم الشان کائنات اور جہان و دُنیائیں معرضِ وجود میں آ چکی تھیں۔ مادی موجودات میں انسانی تخلیق سے جن روشن موجودات کو قدیم تر پایا وہ سمندر زمین اور پہاڑ ہیں — جو صدیوں کھربوں برسوں سے موجود ہیں تو آج بھی مرتی جیتی سکڑتی پھیلتی اور سوتی جاگتی رہتی ہیں۔ زمینوں آسمانوں بشمول اجرامِ فلکی موسموں سمندروں پہاڑوں صحراؤں سب کے اپنے طور طریق معمولات اور نظام وضع ہیں جو قادرِ مطلق کے امرِ خاص کے تحت ہیں۔ ظاہر ہے یہ انسانی محدود قدرت و تخلیق فہم و ادراک سے کہیں بالا ہیں — الا وہ ذات جسے چاہتا ہے جیسے فہم و فراست عطا بھی کر دیتا ہے۔ جن خوش بختوں کے ہاں اس علم و عرفان کی کچھ خوشبو ہوتی ہے وہ ان ظاہری اور باطنی کیفیتوں حالتوں اور اثرات پر محض نظر ہی نہیں رکھتے بلکہ ان کے مزاج شناس بھی ہوتے ہیں۔ یہ بھی جان لیا جانے کہ موتی قدرتی مخلوقات سے قطع نظر یقیناً تمام مخلوقات کے جوڑے بنائے گئے۔ چند مستثنیات کے ساتھ لطیف و کثیف نر و مادہ کی تخصیص برابر رکھی گئی تا کہ ان کے مابین ایک خوبصورت تناسب تناسخ اور تناسل کا سلسلہ برقرار رہ سکے۔ ہر مخلوق اپنے متعینہ دائرہ کار حدود و حیات میں اپنے حساب سے ہماری طرح ایک بھرپور زندگی گزارتے ہیں — صرف زبانیں اور جنسیں الگ ہوتی ہیں۔ بہت کچھ جان اور [illegible]

[illegible] نیچے راہ پر آگے بڑھتا ہوا میں گھنے درختوں کے جھنڈ تک آ پہنچا۔ نیچے پہنچ جھنڈ سے جھاڑیاں اور وہ بیچ کے پگڈنڈیاں [illegible] اس جنگل کی اصل دنیا ان درختوں کے جھنڈ کے درمیان ہی جہاں جا پہنچے شو ہو تا آ رہا تھا...... کچھ مجذوب اسم مجذوب سے ہی جوان بھی دکھائی دیئے۔ مختلف درختوں کے قریب ٹولیوں ٹولیوں کی منڈلیاں بیٹھی اپنے اپنے شغل میں لگی ہوئی تھیں — میں ایک ایک چہرے کا تعارف پڑھتا ہوا آگے کو کھسکتا رہا۔ جو مجھے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا...... جیسے جنگل میں کسی مخصوص جانور کو تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے ویسی ہی بھرموں کی بھیڑ کا ہوں لٹکے پاؤں کے شور شرابوں اور شمشان میں بجتے ہوئے مردے کی کسی مخصوص ہڈی کا پھول اُٹھانا بھی کچھ ایسا آسان نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں ؎

نہ ہو طلب تو کسی در سے کچھ نہیں ملتا
جو ہو طلب تو دونوں جہاں سے ملتا ہے

میری تو روزی روٹی کا سوال تھا۔ میں اپنے ہی استاد کے ہاتھ سے کیسے نکلنے دے سکتا تھا۔ تھک ہار کر ہوئے میں نے ایک بھلے سے ملنگ کو دھر لیا۔

''ملنگو! میرا استاد جگنا تا سیں کہیں ہے معلوم ہو تو بتا دو؟''

وہ تھی ان سنی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"مجھے تے سارے جناتے ہی جناتے نیں۔۔۔۔ بے جناتاں تے اچھے رہ ای نہیں سکدا۔۔۔۔ ظلم [illegible] کوئی سردائی ٹھنڈا پانی پلا دیے۔"

وہ سچ مچ ہی گن تھا۔۔۔۔ اور گن سے کوئی کن لگن یا تو فوراً ہی مل جاتی ہے اور یا پھر کبھی نہیں۔ میں نے [illegible] جان چھڑانے کی غرض سے کہا۔

"باوا جی! میں اپنے استاد جناتے میراثی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں اور آپ اپنے استاد جی باوا [illegible] کی حرکتوں کی بات کر رہے ہیں۔"

وہ عجیب سی نظروں سے گھورتے ہوئے مجھے ہاتھ کے اشارے سے بتانے لگا۔۔۔۔ وہ سامنے سرکار کا [illegible] چلے جاؤ۔۔۔۔ میں چند قدم ہی چلا ہوں گا پیچھے سے آواز دے کر کہنے لگا۔

"[illegible] باپے کولوں کوئی جناتی گلی آں تے کوئی چنگا جیا بکرا پھجا جائیں۔"

[illegible]

"[illegible] مچ میں [illegible] کہاں سے لاؤں؟"

اس نے [illegible] مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں کچھ قدم فاصلہ رکھ کر پیچھے ہو لیا۔ اب ہم [illegible] سے دریا کی طرف [illegible] تھے۔ دریا کے عام بہاؤ سے کٹ کر ایک آب جو کالی اور تنگ گلی [illegible] جس میں کچھ پودے اُگے ہوئے تھے۔ کمیں پاس سے ایک چھوٹا سا ہرا اک سر کی [illegible] سا مجھے دکھائی دیا وہ کوکا اور بولا کچھ نہیں۔ اشارے سے مطلب کہتے ہوئے وہ [illegible] پانی میں اتر گیا ایک بچہ پر نکال کر ہمارے حوالے کیا۔ ملک نے مجھے مشورہ دیا اس اوٹ وہ لے [illegible] مجھے بکرا [illegible] ضرور چاہیے۔ میں نے جب کلی ہی اپنی تھی جب وہ اس کی [illegible] وہ دریا تو نہیں البتہ [illegible] نگاہوں سے ضرور تھا کہ میں پانی پانی ہو گیا۔

پانی کے ہر جانور میں کچھ آب و حساب ہوتے ہیں۔۔۔۔ مثلاً آب کے نیچے وہ جیسے دکھائی دیتے [illegible] میں وہ ایسے نہیں ہوتے۔ پانی کے جوب میں وہ چھوٹے اور بے ضرر۔۔۔۔ جبکہ جوب کے باہر وہ [illegible] ہوتے ہیں۔ ان پر گرفت رکھنا بھی خاص حساب کا کام ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا ہے ہاتھ کی گرفت یا [illegible] میں پھنسی ہوئی مچھلی انتہائی ڈرامائی انداز میں پھسل پھسلا کر دوبارہ غڑپ سے پانی میں غائب ہو

جاتی ہے اور بندہ خجالت سے ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ گھڑیال' تمتنگ' مگرمچھ' ڈولفن' وہیل' آکٹوپس' سانپ' تیندوے' گھوڑے' شیر' لومڑ اور بچھوے وغیرہ ان پر قابو پانا خاصا جوکھم دھندا ہوتا ہے اور ساتھ جان کا [illegible] بھی۔ ان کا جسمانی اور مدافعتی نظام چرندوں' پرندوں' خزندوں سے مختلف اور نرالا ہوتا ہے۔ مچھلی چونکہ انسانی خوراک میں شامل ہے اور اس کا حصول بھی آسان اور وافر ہے اس لئے اس پر گرفت و صد کے [illegible] طریقے معرض وجود میں آ چکے ہیں اس کے بعد انسان کے نزدیک کچھوا ہے جو عام طور پر دریاؤں' نہروں جھیلوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ انگوٹھے کے ناخن کے سائز سے لے کر گینڈے کے دو سالہ بچے کے برابر [illegible] ہوتے ہیں۔ گھروں کے اندر رکھے والی رنگین مچھلیوں کی مانند آرائشی پالتو کچھوے بھی ہوتے ہیں۔ اسے سنگ پشت بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا خول لوہے اور پتھر کی سختی کا حامل ہوتا ہے۔ بناوٹ کچھ ایسی [illegible] کی ہوتی ہے کہ تلوار کے سیدھے وار سے بھی دو پارہ نہیں ہوتا۔ میدان جنگ میں کام آنے والے خود اور زرہ [illegible] جنگی گھوڑوں' ہاتھیوں کی جھالیں اور رکاب' تسموں وغیرہ میں بڑے اہتمام سے جڑا جاتا ہے۔ کسی انتہائی [illegible] ہتھ چھٹ اور تیز طرار آدمی کو اگر اس کے کھانے میں بھنگ پلا دی جائے تو وہ شیر سے گیدڑ بن جاتا ہے۔ اسی [illegible] اگر کوئی ضرورت سے زیادہ ہی تیز کام یا تیز کلام ہو تو اس [illegible] شوربا [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] آبی [illegible] میں ہوتا ہے [illegible] گوشت' آبی تخصیلوں میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مرغابی' مچھلی' [illegible] پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ [illegible] گوشت اور اس کے گوشت میں پہچان ذرا مشکل سے ہوتی ہے۔ اس لئے [illegible] کے بڑے بڑے [illegible] کچھوے [illegible] ہو کر [illegible] پہنچ جاتے ہیں۔ [illegible] اندر [illegible] کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ غذائیت اور شکل و شباہت میں کی یہ مرغی بطخ کے انڈوں جیسے ہوتے ہیں۔ [illegible] اور مری [illegible] والے بچوں کو کچھوے کے بچے کے خول کی ٹوپی پہناتے ہیں۔ [illegible] مقصد [illegible] کچھوے [illegible] اس دوران کی مرغی ہاو غیرہ میرے دماغ میں گھس کر [illegible]

سامنے دکھائی گھوڑی سے پہلے گھیر لی سے [illegible] ایک دالان سا تھا۔ اسی دالان کے نیچے [illegible] بابا تھے شاہ نیم دراز سا بیٹھا ہوا دری جانب گھور رہا تھا۔ سامنے آگ کا جلتا الاؤ [illegible] دالان سے باہر [illegible] جانب [illegible] مردانی جنگ کی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ مجھے اندر ہی اندر کھٹک گئی تھی کہ [illegible] کہیں طبلہ بجنے ہی لگے۔ میں بھنگ گھوٹنے والوں کے پاس کیکری کی اوٹ لے ادھر ادھر اشتیاق سے گھومنے لگا۔ وہ وہاں ہوتا تو دکھائی دیتا۔ بابا تھے شاہ وہیں سے دھاڑا۔

"ادھر آ اوئے کاکا!"

میں تھرتھرا اٹھا۔ ہلکے ہلکے پگ اٹھاتا ہوا میں بابے کے سامنے حاضر ہو گیا۔ وہ چند لمحے مجھے گہری [illegible] سے تکتا ہوا پوچھنے لگا۔

"کدھر آیاں کاکا؟"

"میں جی استاد عنایت کو ملنے آیا ہوں۔"

چند ثانئے خاموش رہنے کے بعد وہ ناگواری سے بولا۔

"عنایتا پاپڑاں والا؟"

"جی ۔۔۔!"

"کاکا! او تے چلے پیا ہویا اے ۔۔۔ بتیاں دناں بعد چلہ پورا کرے گا تے فیر او کسے نوں ملے گا۔"

[illegible] ناراضگی سے کہنے لگا۔

"آ جا بہہ جا، چائے شائی لے۔ بتیاں دناں بعد آویں تے اہنوں مل لئیں۔"

"بابا جی! مجھے اس سے کچھ ضروری کام تھا۔ اگر ممکن ہو تو میں اُسے ایک نظر دیکھ لوں یا اشارے سے [illegible] بات کر لوں گا۔ اس کی [illegible]

[illegible]

[illegible] بے دھیانی میں نکل گیا یا واقعی اس نے میری بات کو اہم و [illegible] سمجھا تھا۔ اشارے سے [illegible]

"[illegible] دل چاہے تو [illegible] نظر آ جائے گا۔"

اندر ہی اندر شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے میں جھونپڑے کی جانب چل دیا۔ چھوٹی چھوٹی قبریاں نے [illegible] جھاڑیاں اور ٹہنیاں ۔۔۔ بے شمار تنگ گلیاں کوٹے اور کالا جو پکھوں کی صورت میں لٹکتی ہوئی [illegible] تھے ۔۔۔ ہر شخص کا بھی وہی عالم ۔۔۔ ہر بچے کی اوٹ آڑا اور درخت جھاڑ کے تلے کوئی نہ کوئی ملنگ [illegible] بیٹھا تھا۔ کوئی نہ کوئی جاپ کر رہا تھا۔ کسی کے ہاتھ میں تسبیح تو کسی نے چادر میں منہ چھپایا ہوا ہے۔ [illegible] سوکھے ہونٹ کی مانند درخت کے تنے سے لگا ہوا ہے۔ کوئی سیدھے لیٹا بچے کی پیدائش جیسا ماحول [illegible] ہوئے ہے ۔۔۔ میں جوگیوں کی طرح ایک ایک جھونپڑے کو دیکھتا ہوا ادھر سے ادھر [illegible] ہو [illegible] وہ بان بہا نہ سکل گزاراں کتنی آنکھوں میں تراوٹ کی تڑپ کی کمی کا دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ [illegible] مجھے مشکوک نگاہوں سے نکال رہے تھے۔ میں ان کی تیز نگاہوں سے بچنے کی خاطر پرانے [illegible] کی جانب چکورا لے چکا تھا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقتوں کا یہ پرانا مرگھٹ اب اک زمانے سے متروک ہو چکا تھا۔ ندی کا راستہ تبدیل ہونے سے کنارے کی آبادی سرکتے سرکتے اندر کی جانب بڑھ آئی تھی۔ شاید اسی وجہ سے اس شمشان گھاٹ بہت پرے پڑ گیا تھا۔ اب اس پرانے شمشان پہ ماسوائے چند ٹھڑوں ۔۔۔ زمین بوس سی دیواریں جن کی کھسکی ہوئی رنجیت شاہی چھوٹی اینٹیں اب بھی جا بجا بکھری ہوئی دکھائی دیتی تھیں ۔۔۔ شمشان استھان کا شاذ ہی کوئی نشان کھڑا باقی رہا ہو۔ شمشان کے پھول کنڈے میں اب غلاظت کے انبار لگے رہتے تھے۔ اس منحوس جنم جلی جگہ پہ اب مسان اٹھانے یا مرن برت کی کاتا اٹھانے والے آتے تھے۔

میں تو ادھر یونہی ان لفنڈروں کی بدنگاہی سے بچنے کی خاطر لڑھک آیا تھا، پر کیا پتہ تھا وہ تو شاید ان لفنڈروں میں دستیاب ہوگا۔ میں اس بانجھ جوگن جگہ سے کہیں اور نکلنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں بندر کی غوں غوں جیسی آواز پڑی۔ بظاہر تو کوئی آس پاس دکھائی نہ دیا لیکن دوبارہ غوں غوں کی غپ کانوں سے ٹکرائی تو آنکھوں نے خود بخود کھڑا اٹھا لیا۔ دیکھا تو آک اور تھور کے خاردار بیلوں کے بیچ گڑھے میں جہاں شاید کبھی مُردوں کی ادھ جلی ہڈیوں کے ٹکڑے دبا دیئے جاتے ہوں گے، استاد گھمن بیٹھا یوں کہ دھڑ سارا اندر اور بچھو کی مانند منہ تھوتھنی باہر ۔۔۔ [illegible] آنکھیں [illegible] خستہ حال [illegible] پہ [illegible] قریب القیاس [illegible] بیٹھے ہوئے گڑھے [illegible] اور کسی کی نگاہ میں نہ آیا اب کی روز سے وہ باہر نکلنے [illegible] میں ہارے بیٹھا ہوا ہے۔ شاید [illegible] گیا ہو یا کسی شرشرا نے دبوچ رکھا [illegible] بیٹھے کا شاید کوئی [illegible] تھا۔ ایک ہی سوجھی کیا کہ [illegible] استاد کو اس آزار سے نجات دلاؤں ۔۔۔ نجات دہندے کے لئے خوب نجیب الطرفین نہیں تو کم از کم نجیب الطرفین تو ہو ۔۔۔ [illegible] اور اس کے قریب سے کچھ شناسائی رکھتا ہو تھا نہیں لیکن یہاں وہ [illegible] ڈال بیٹھا۔

"استاد! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" جانتے استاد نے ڈیلے گھماتے ہوئے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر شش کی آواز نکالی پھر ہاتھ سے نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ میں پاس بیٹھ گیا۔ دبی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم یہاں کہاں؟"

میں نے ترت جواب دیا۔

"تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں ۔۔۔ مگر تم یہاں اس گڑھے میں پڑے کیا کر رہے ہو؟"

وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں یہاں کچے مسان کا چلہ کھینچ رہا ہوں۔"

"کیا مسان......؟" میں نے دہراتے ہوئے کہا۔ "استاد تُو تو بڑا پکا انسان تھا۔ یہ کچے مسانوں کے چکر میں کہاں پڑ گیا؟..... لا ہاتھ باہر نکال مجھے بھوک لگی ہے کچھ ناشتہ واشتہ کروا۔ تو یہاں کہاں [illegible] ہے۔"

وہ پھر ادھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے اس کے جی میں کسی کا ڈر بیٹھا ہوا ہو۔ او بچتے ہوئے سرگوشی کے [illegible] بتانے لگا۔

"[illegible] خان! میں یہاں بابا تجے شاہ کے حکم سے اشٹمی تک کا چلہ کھینچ رہا ہوں..... مجھے کسی بندے سے بات کرنے کی اجازت ہے اور نہ کچھ کھانے پینے کی..... میں تو خود کئی دنوں سے کاٹھے بیروں اور [illegible] کی حنظل پانی پہ گزارہ کر رہا ہوں۔ تمہیں ناشتہ یہاں سے کروا دوں گا؟"

"مگر تمہیں اس واہیات جگہ پہ یہ خطرناک چلہ کھینچنے کی ضرورت کیونکر پیش آ گئی..... استاد تو چنگا بھلا [illegible] کے کھانے والا اس چکے کام میں کیسے پڑ گیا؟"

"یار کیا بتاؤں ادھر بھنگ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کی مراد پا کر تجھے دھن دولت سے نہال کر دے گا۔"

"یار! [illegible] تو ہو گئے سمجھو گزر گئے اور کچھ باقی رہ گئے ہیں۔ بس دو چار [illegible] بڑا آ وا اڑکی [illegible]"

"وہ کیا.....؟" میں نے اس کی بولی پر لعنت بھیجتے ہوئے پوچھا۔

"ایک تو کاٹھے بیر اور بھنگ دوسرے [illegible] کی حنظل پانی نے میری بھاں مار کے رکھ دی ہوئی ہے۔ پیٹ [illegible] یہاں [illegible] ہے۔ بیروں کی لیس سے اندر کی آنتیں جڑ گئی ہیں..... منہ کا سواد کڑوا اور [illegible] دار جیسے [illegible] والا [illegible] پی رکھا ہو۔ نکی پیشاب بند ہے۔ دن سیدھے سورج کی کڑی دھوپیاں اور رات [illegible] [illegible] کی [illegible] کے علاوہ یہاں بوڑی والے مُردوں کے نخرے بھی ہوتے ہیں..... [illegible] مجھ سے [illegible] چھیڑتے رہتے ہیں..... اور تو اور [illegible] اندھیرے سب [illegible] ادھر ہی فراغت کے [illegible] آتے ہیں۔ میں چونکہ گڑھے میں ہوتا ہوں صرف گردن ہی باہر ہوتی ہے اس لئے کسی کو نظر بھی کم ہی [illegible]..... [illegible] [illegible] میرے سامنے ہی بیٹھ جاتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارا یہی علاج ہے۔ یہی تمہارے چلے کا انعام ہے۔ میرے اندازے کے

مطابق تم ایک آدھ دن اور نکال جاؤ گے۔ پرسوں ترسوں میں ادھر کا ایک اور چکر لگاؤں گا۔ اگر تم ہوئے تو
ورنہ تمہاری بے جان آنکھوں کو بند کر کے۔۔۔ اکڑی ہوئی گردن کو ٹوٹے میں دھکیل کر مٹی ڈال کر واپس آ جاؤں
گا اور ہاں واپس لوٹنے تک دو چار گدھ پروں کے کاٹ اور مٹی پہ ضرور رکھتا آؤں گا۔۔۔"

اب میں نے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہوئے مزید کہا۔

"۔۔۔۔اور کوئی آخری خواہش؟ تکیے مراثیوں والے کھودے پان والے اور سرا سے سری پائے والے
اگر کوئی لینا دینا ہو تو بتا دو تا کہ تمہارے مرنے کے بعد پہ قرضے کا کوئی بوجھ نہ پڑے اور ویسے تمہارے مرنے کے
خراب ہونے کی نوبت ہی نہیں آئے گی کہ ادھر کے بجّوں، گدھ پروں، گیدڑوں، کتوں اور سوروں کا بھی آ فرشتہ
بنتا ہے۔۔۔ اچھا استاد! تمہارا بابا تمہارا رکھا۔۔۔"

یہ کہہ کر میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ پیچھے سے رونے سسکنے کی آوازیں ابھریں۔ میں نے [illegible]
ایسا کیا تھا کہ اس کے پاس سوائے پشیمان ہونے کے اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ میں باکا سائز کا ادھر سے
کیا آئی کہ تجھ [illegible] تات تھری کی کولی آئی۔

"یار [illegible] آخر سیالکوٹی ہو ناں اس کو حرام کی بولی کہتے ہیں [illegible]
آدمی بھی [illegible]

میں نے بظاہر غصے سے اپنی قدموں پہ پلٹا کھایا۔

"اوئے کمبخت بھائی [illegible] میں تمہیں استاد کہتا ہوں [illegible] اپنی زبان پہ پابندی
تا کہ میری پگّی نہ نکلے۔ خبردار جو مجھے سیالکوٹی ہونے کا طعنہ دیا۔ اگر تجھے احسانوں کا احساس نہ ہوتا تو
یہاں کیوں آتا اور تجھ سے ایسی کڑوی کسیلی باتیں کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تیرے رشتہ دار [illegible]
حالت کا سنا تو میں بھاگتا ہوا سیدھا بابا دائی باغ سے ادھر پہنچا۔ بڑی مشکلوں سے تجھے تلاش کیا۔ اب تو
سیالکوٹی حرام دی بولی کہتا ہے؟"

وہ سر جھکا کر پھسک پھسک کر رونے لگا۔ مجھے پتہ تھا کہ وہ اس طرح بچوں کی مانند [illegible]
رونے والی بڈّی نہیں وہ تو تکیہ مراثیوں کا بڑا کایاں میراثی تھا۔ کایاں کا ذہن اس کے تو خون پسینے میں [illegible]
خود غرضی اور مطلب برآری رچی بسی تھی۔ میں بھی آدم سادھے اس کے سر سے دو قدم ادھر کھڑا تھا
اس نے محسوس کیا کہ میں نے اس کی سیالکوٹی والی بات کو ناصا محسوس کیا ہے تو اس نے روتے ہوئے [illegible]
میری جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا یار معاف کر دے غلطی سے منہ سے نکل گیا۔ تجھے پتہ ہونا چاہیے کہ میری کیا حالت ہے۔

[illegible] میں میرا استیاناس ہو گیا ہے۔ تو ایسا کر بابے تجھے شاہ کے پاس جا اور کوئی بہانہ بنا کر میری یہاں سے جان چھڑا۔"

"تو بابے تجھے شاہ کو چھوڑ کر مجھے ہاتھ دے اور باہر نکل میرے ساتھ چل اپنی محنت سے روزی کما..... خدا جانے کتنے دنوں تیرے گھر والوں کا کیا حال ہوگا؟"

وہ میری بات کو سمجھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تو بالکل ٹھیک کہتا ہے۔ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ مجھ سے بڑی نادانی ہوئی۔ اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ تو کسی طرح بابا تجھے شاہ کو راضی کرے کہ وہ مجھے ادھورا چلہ چھوڑنے کی اجازت دے دے۔ ورنہ ڈر ہے کہ میں کسی اور مصیبت میں نہ پھنس جاؤں۔"

میں نے سوچا کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ جب ایک کام معمولی سی تدبیر کرنے سے ہو سکتا ہے تو [illegible] جنجال میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے ایک زبردست بہانہ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم باہر تو نکلو۔ میں بابے کے پاس جاتا ہوں۔"

[illegible] تم اس کے [illegible]

[illegible]

سورج [illegible] چڑھ آیا تھا۔ ہلکی دھوپ میں دھیرے دھیرے تمازت بڑھ رہی تھی۔

جب میں واپس بابا تجھے شاہ کے پاس پہنچا تو وہ کھوپڑی کے پیالے میں بھنگ کی تھوتی سے دل تازہ کر رہا تھا۔ اللہ [illegible] میں بجھے سلگتے انگاروں کی جھجھاتے پر [illegible] گوشت کا بڑا سا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ فضا میں تازہ گوشت کے بھننے کی اشتہا انگیز مہک رچی ہوئی تھی۔ مجھے دوبارہ سامنے دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرایا [illegible] ارتی چڑ چڑ کرتی چنگاریوں اور بل کھاتے دھوئیں کی اوٹ میں اس کا چہرہ [illegible] ہوا اور بھی [illegible] دکھائی دے رہا تھا جیسے کوئی بھوت اگنی سے اشنان کرکے چتا منڈپ سے باہر نکل رہا ہو۔ میں نے عادت اُسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"بابا فقیا تو کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے۔ اس نے مجھے یہاں بھیجا ہے کہ میں اُسے اطلاع کر [illegible] آپ کا پیرو ہوگا عنایا اس کا کیا کام ہے۔ وہ اپنے پتر کو دیکھنے کے لئے بڑی بے تاب ہے۔ میں نے کہتا ہے پر وہ میری بات نہیں سنتا۔"

"کیا کہتا ہے.....؟" بابے نے پوچھا۔

"وہ کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے حکم کا پابند ہوں بابے کے حکم کا نہیں..... بابا جی آپ اسے یہ

ظلم دے دیں کہ وہ ایک بار اپنی بیمار بے بے کو اپنی شکل دکھا آئے۔"

بابا ایک لمبی لوہے کی سیخ' جس کے آگے ترشول جیسا آنکڑا بنا ہوا تھا کچھو پر کے گوشت کو ادھر ادھر لوٹاتے پوٹاتے ہوئے بولا۔

"بچہ! اسے ویلا راہوتے بیتو دے اوسکار دا اے۔ پچھلے ویلے بعد آ کے ایہوں لے جاویں۔"

اب میں واپس اُستاد مناسیے کے پاس جانے کے لئے بڑھا تو اس نے مجھے اِدھر جانے سے روکتے ہوئے کہا۔

"اُہنوں اُدھر جان دی لوڑ نہیں کا کا! پچھلے ویلے اسیّ ای آ جاویں..."

کھٹ سے میرے دماغ میں آیا کہ وہ پھر ویلے تو مجھے انہی جگہوں پہ آنا جانا ہی نہیں چاہتے تھے۔ ہاتھ جوڑتے ہوئے پھر جھوٹ بولا۔

"بابا! اس کی بے بے بڑی تنگ ہے' شاید پچھلے ویلے تک وہ—"

بابا کسی بی ہوں ہاں کرتے ہوئے گوشت کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ تھوڑی سی دیر بعد مجھے بیٹھنے کا اشارہ [illegible] شاید گوشت اس کی طلب کے مطابق روسٹ ہو چکا تھا [illegible] ترشول سے اس نے [illegible] گوشت سے [illegible] اُٹھایا۔ [illegible] نیچے ڈال [illegible] گردن جھکائی تھی۔

کچے [illegible] کھاتے پیتے اکڑتے بگڑتے اور جنسی صحت و جاذبیت میں [illegible] کے اندر کی جیتی ہوئے والے شخص کی [illegible] باہر اُبل آتی ہے [illegible] کی تعلیم تہذیب یا تربیت [illegible] دھری رہ جاتی ہے—— اور اس پہ ستم کہ بندے کے پاس اگر مال ترام وافر ہو یا دم دار ہو بھی [illegible] جبلی تقاضے اسے خوب نکی کا ناچ نچاتے ہیں۔ جبکہ بابا مجھے شاہ کے ہاں اس بھی مواقع ملیں استعمال تھیں...... وہ کسی بھوکے بھیڑیے کی مانند بھنبھوڑ بھنبھوڑ دانت کھولے گوشت بگو پر کا تیا پانچہ کر رہا تھا۔ اس حالت دیکھ کر مجھے خدشہ پیدا ہو گیا کہیں وہ کہا اُدھار استاد مناسیے کی ریلیز کا وعدہ ہی نہ بھول جائے۔ اس دیو قامت مرد چا انگلوں کے دانتوں تلے [illegible] پانچے کے چپڑ چپڑ دھاتے ہوئے گوشت کی اوقات تھی [illegible] بھنگ بدام [illegible] کی ہوس کا تسکین و تسکین لازمہ تھا۔

[illegible] خوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھ اپنی بے رنگ تحریروں سے بنی ہوئی گودڑی سے پونچھے [illegible] اس نے ایک چیلے کو اشارہ کیا' جس نے لپک کر چاندی کی چلم اس کے پیش کر دی [illegible] ریلوے کے انجن کے بعد جو مشینیں بے تحاشا اور غلیظ دھواں اُگلتی ہیں وہ پشاوری ٹوپی چلم اور ملنگ بابا [illegible]

[illegible] ہے۔ دھوئیں کی دھواں فشانی دیکھ کر دیکھنے والا کہہ اٹھنے پہ مجبور ہو جاتا ہے ـــــ "الٰہی! یہ دھواں [illegible] سے اٹھتا ہے؟"

وہ کش پہ کش کھینچ رہا تھا اور میں محو حیرت ۔۔۔ چہرہ بدل اور آنکھیں مستانہ کرتے ہوئے وہ [illegible] اپنے بڑے کے چیلے سے متکلم ہوا۔

"اٹھ او ئے مولے! مُکا دے تو لے۔۔۔۔"

وہ بھی دُھن تھا لڑکھڑاتا ہوا خوبار نگاہوں سے مجھے تولتا ہوا اٹھا اور بادل نخواستہ میرے آگے آگے چل [illegible] چند قدم چلنے کے بعد میں نے جانا کہ یہ بندہ "مولا" کسی اور رُخ بڑھ رہا ہے۔ یہ وہ راستہ نہیں جدھر میرا [illegible] کرتے میں دھنسا ہوا اچلا جھوک رہا ہے۔ مولا شاید نشے کی پینک میں ہو میں نے ہمت کر کے اسے [illegible] آواز دی۔

"سائیں جی! [illegible] استاد اُدھر نہیں اِدھر پرانی مڑھی کے چوبچے کے پاس [illegible] ہے۔"

[illegible] نے پیچھے دیکھے یا رُکے بغیر ہی ہاتھ کے اشارے سے مجھے پیچھے پیچھے آنے کا [illegible] میں [illegible] تین قدم [illegible]

[illegible] ایک ٹوٹی ہوئی [illegible] پہ ایک مرد [illegible] خواب غفلت میں پڑا [illegible] رہا تھا [illegible] اور [illegible] کہا جا سکتا [illegible] قسم کی کوئی چیز ہے۔ [illegible] آوازے بھی جب اس کی [illegible] کوئی واقع نہ کر سکے تو ایک [illegible] نے اسے الف سیدھا کھڑا کر دیا ـــــ اب وہ بڑبڑایا ہوا لڑکھڑاتا ہوا ہم دونوں کے آگے آگے [illegible] کی دوسری طرف کے ذریعے جب ہم مقام "عشق" یعنی حال و "مستقبل" اس مقام ہول و قوب [illegible] یا تو واصل الجسم ہو چکا یا پھر ضعف و استغراق کے اس مقام پہ تھا جس کے آگے صرف [illegible] ہوتا ہے۔

یہاں پہنچ کر ہی مولے نے کسی جنگلی زبان میں اس کو [illegible] حکم دیا ـــــ اس نے [illegible] عمل میں شگاف ڈالنے پہ مٹ گیا۔ میں حیران کہ یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ بے حس و حرکت [illegible] زبان کھول کر کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔

[illegible] کی رسّی بھری بھری سی تھی۔ کدال اور بیلچے نے چند ہی لمحوں کے بعد اس دھانے کو شگاف کر [illegible] سے مخروطی سے بندھا ہوا تھا جو سوج کر سرخ اور سخت ہو گئے ہوئے تھے۔ سوئی کھال میں [illegible]

گئی تھی۔ خون کی گردش رک جانے کے باعث اب کسی حرکت برکت سے بھی عاری تھے… عنایت علی نے
باہر گھسیٹا تو وہ مکمل طور پہ بے سُدھ تھا اور میں بے ہوش ہونے کے قریب۔ وہ دونوں اُسے باہر نکال کر یوں
پھینک گئے تھے جیسے بدرو میں پھنسا ہوا کتا گھسیٹ نکال کر جوہڑ سے باہر کرتے ہیں۔ وہ جیسا تھا عنایت نے
سے صرف اتنا کہہ گیا۔

''جوہڑ سے پانی لا کر اس کے منہ پہ چھپاکے مارو اور سردائی پلاؤ — اس کا ضعف دور ہو جائے
گا۔''

مخنوں کی سُوتی علیحدہ کرنے میں مجھے خاصی جدوجہد کرنا پڑی اور اس سے زیادہ محنت اس کے حواس
بحال کرنے میں لگی۔ مگر ذہنی حالت اب بھی مخدوش سی تھی یا شاید سردائی کے اثر سے ذہنی طور پہ کچھ حد تک
سردمہر ہو گیا تھا — پانی کے چھپاکوں اور ہاتھوں کے تھپیڑوں سے اس کو حرکت پکڑی تو مصیبت کی یہ
چھوٹی بہن پریشانی آ کھڑی ہوئی کہ استاد کا چلنا تو درکنار مخنث کھڑا ہونا ہی محال دکھائی دے رہا تھا۔ مجھ
نے بھی اب [illegible] دکھائی شروع کر دی تھیں۔ میں نے ہانپتے ہوئے کہا۔

''[illegible] ہاتھ پکڑو اور یہاں سے نکلنے کی کرو''

[illegible]

ملے جلے [illegible] رخ [illegible] شروع کیا۔ یہ ایک نیا راستہ تھا جگہ جگہ لوگ بے [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہوئے سادہ [illegible] نے کالی اور [illegible] — [illegible]
جانوروں کی بوسیدہ ہڈیاں [illegible] دینے والا [illegible] دیکھا کہ استاد [illegible]
کچھ چلے کھینچنے والے [illegible] میں دب چکے ہیں۔ چند ایک درختوں سے بندھے لٹکے ہوئے
نظر آئے — کوئی سر نیچے اور پاؤں آسمان کی جانب کیے ہوئے پڑا ہے تو کوئی ایک ٹانگ پہ کھڑا [illegible]
کر رہا ہے — کوئی ننگا ہے تو کوئی [illegible] ہے۔ میں کسی بھٹکے ہوئے جونیئر کی طرح [illegible] اور [illegible]
ہوں مگر یہ سب اپنے اپنے دھیان گیان میں تھے — ہم کون ہیں؟ کیوں ہیں؟ کہاں ہیں؟ شاید انہیں
کچھ سروکار نہ تھا یا ان کے دماغ ہی الٹ پلٹ کر دیئے ہوئے تھے کہ یہ کچھ سوچ ہی نہ سکیں — [illegible]
[illegible] کے لئے ایک آدھ سے بات کرنے کی بھی کوشش کی مگر انہوں نے جیسے نہیں سنا یا دیکھا [illegible]
مجھے یہاں سے ایک عجیب طرح کی گھن سی آنے لگی تھی۔ [illegible] کا [illegible]
میں ٹھم ٹھم دھیرے دھیرے دریا کی جانب کھسک رہا تھا — کافی آگے پہنچے تو دھونیوں اور [illegible]
انگلیاں اور دھوپ پتوں کے ڈنڈے سامنے آ گئے جہاں دھوبی گھاٹ ابھی خاصا دور تھا۔ ایک [illegible]

[illegible] سے پیچھے گری پڑی تھی۔ میں نے دعب سے اُستاد کو اس پہ دے پٹخا [illegible] جھٹکے سے کراہتے ہوئے [illegible] جلدی سی آنکھیں وا کیں۔ دائیں بائیں ادھر اُدھر تاکتے ہوئے بولا۔

"سخت پیاس لگی ہے حلق زبان سوکھ گئے ہیں مجھے پانی پلاؤ۔"

میری جانب سے سخت ناگواری سے جواب آیا۔

"تم سے کہیں زیادہ میرا برا حال ہے [illegible] یہاں اگر کہیں پانی ہوتا تو سب سے پہلے میں پیتا۔۔ پانی [illegible] کہیں دھوبیوں کے ڈیرے یا دریا تک پہنچنا ہوگا۔"

"پھر تم جاؤ' جلدی سے پانی لے کر آؤ۔ میری جان نکلی جا رہی ہے۔"

استاد کی جان نکلی یا بچی۔ یہ قصہ بڑا طویل اور دراز ہے۔ یہاں صرف یہی بتانا مقصود تھا کہ جو لوگ شوقیہ یا [illegible] چلے' وظیفے وغیرہ کرتے ہیں وہ کس قدر نقصان کرتے ہیں [illegible] جاہل اور دھوکے باز بازاری عاملوں' [illegible] نام نہاد صوفیوں کے ہتھے چڑھ کر مال اور اعمال دونوں برباد کرتے ہیں۔ [illegible] امیر کبیر یا ولی [illegible] کھانے سے گھناؤنا اور مشکل سے مشکل کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] اس جوان کا بس حاصل ہوتے ہی میں نے سوچا [illegible] فقیری ہے [illegible] وقت پہ [illegible] کسی [illegible] کی طرح ہوتی ہے [illegible]

[illegible] وقت چوپٹ بازیاں [illegible] ہوتی ہیں۔ پھولوں' رومالوں اور [illegible] سے ہی بھلا ہے۔ گدگداتی ہوئی ہوا [illegible] چمکتی ہوئی دھوپ اور اتنی چھیدتی ہوئی [illegible] برسات بڑی تسکین دیتی ہے۔ وہ کھیت کھلیان [illegible] ہوئی تنے سے [illegible] نکالتی ہے۔۔۔ [illegible] کے بھی [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اور ایک سو انہیں [illegible] ناچتی ہوئی [illegible] کی طرح [illegible] سے [illegible] نہیں ہوتی۔ ایسا پہناوا پیارا لگتا ہے کہ [illegible] کر دیتی ہے۔

[illegible] کے چند حریت [illegible] سے معلوم ہوا کہ محنت مزدوری' رزق حلال کی کھاتے ہیں۔ [illegible] علم سے دن بھر روزہ رکھتے ہیں شام کو نمک پانی یا جو بھی میسر ہو افطار کر لیتے ہیں [illegible] پہ پابہ جنہ حاضری دیتے ہیں۔ سردی گرمی لو برسات سڑکوں پہ [illegible] ہر تکلیف [illegible] کرتے ہیں۔۔۔ [illegible] ہوئی دھوتی' ادھڑا ہوا کرتا' دریدہ چادر [illegible] تختے پہ پڑا ودلی آتی حاضر [illegible]

کلائیوں میں کڑے..... الٰہی توبہ..... میں سوچتا رہ گیا کہ یہ نوجوان کس عذاب میں جکڑا ہوا ہے..... دو چار چھلکے اترے تو پتہ چلا کہ نماز سے روگردانی ہے اور شادی مناکحت سے منافق..... لیکن ذکر و ورد کرو تین سو کی گنتی والی بتی کی چٹکی مسلی کی چٹکی اور شاہی قوام کی چھٹانک کی رضائی ہے۔ جسم کی تاڑیں تنبورے کی تاروں کی مانند کھنچی ہوئیں..... وحشیوں کی طرح بڑھے ہوئے غلاظت سے اٹے ہوئے بال اجاڑ چہرے پہ اتری ہوئی نحوستیں دیکھ کر طبیعت مکدر ہوتی جاتی تھی..... بڑی رسان سے سمجھایا دلداری کرکے پاس بٹھایا۔ اپنے ہاتھوں سے کھلایا پلایا کہ عزیز من! یہ کیسا تماشا ہے!؟ یہ فقر ہے یا جہالت بے تحاشہ ہے۔ سنتیں پوری کرتے ہو مگر فرائض سے فرار اختیار کرتے ہو۔ ابھی تو کاکا ہے اور ایسا علتوں سے علاقہ ہے خصوص سے خصومت ہے..... یہ درویشی ہے نہ فقیری..... رہائی ہے نہ اسیری..... ملامتی نہ کراہتی.....!

میں نے بڑے پیار سے کہا۔ بچے یہ ڈرامے چھوڑ کر کچھ عصری تعلیم حاصل کرو۔ رزق حلال کماؤ اور ہو سکے تو جلد شادی کرلو..... تمہاری دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔"

[illegible]

ان چکروں میں پڑ کر اپنی عاقبت اور دنیا دونوں برباد کر لیتے ہیں اور بعض سے وہ منشیات [illegible] داخل ہو جاتے ہیں۔

● مورے سیاں جی اتریں گے پار......!

[illegible] کی بات بہاولنگر کے محل میں رہنے کی ہوکی سے چلی تھی۔ وہاں [illegible] والے کمرے میں سننے بچے سیاں سمیت وقتی وزاں کے لئے بند ہو جاتا ہوں۔ ادھر مجروں کا سوداگر [illegible] غلام حسین اور غلام عباس میرے کمرے سے باہر نکلنے کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ [illegible] کالی [illegible] شب یلدا و روز بعد تھی جدول ترتیب و تقسیم میں فی الحال بعد ساعت کی صورت نہیں تھی۔ اگلے روز سوموار منگل وار کی درمیانی شب کسی بھی لمحے چاند نے مستفنا تھا..... بس اسی [illegible] میں مجھے وظیفہ عمل پا کے چلے کا چلہ چڑھانا تھا..... جو اس لمحہ مولود تک برقرار رہتا جب تک نیا چاند [illegible] لے لیتا..... یہیں پھر اس مخصوص حیثیت کے حامل سننے بچے کا عمل شروع ہو جاتا جو بالآخر اس خاص [illegible]

ہوتا ہے رگتی چلے وظیفہ کی تکمیل کے لئے موزوں یا منتخب پایا جاتا ہے۔

یہ چلے، مجاہدے، ریاضتیں وغیرہ شمشیر کی دھار پہ پابرہنہ دھمال ڈالنے کے مترادف ہوتے ہیں۔ ... بے اور رنگ چڑھ جائے تو خیر — ورنہ دو پارہ ہو کر کٹ گرنا تو ہوتا ہی ہے..... یہ کھیل کٹھن ... ہے وارث تارک کھیلتے ہیں جن کے آگے پیچھے کوئی کو سنے پیٹنے والا نہ ہو یا پھر وہ جن کی پشت پہ کسی ... کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اپنا شوق و ذوق لیئے — اپنے بابا کے حکم کے مطابق میں بالالتزام و بالترتیب یہ ... طے کرتا ہوا آگے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ بلاشبہ مجھے تائید ایزدی اور اپنے بابا جی کی بے پناہ ... حاصل تھی۔

... علوی افلاکی علوم کی تحصیل کا مقصد ہی انسانیت کی خدمت ہوتا ہے جبکہ سفلی ناری علوم شیطانی ... حصول کے لئے سیکھے جاتے ہیں اور اس کے لئے ابلیس لعین کے مستعانات حاصل کی جاتی ہے۔ ... کے لئے جو چلے کھینچے اور جیسے کھنڈل کھنڈال کھیڈے جاتے ہیں ان کی اوّل و آخر نجاست و خباثت ... ہی ہوتی ہے۔ انسان جب لباس پہن لیتا ہے تو جانتا ہے کہ اس کا تن ڈھک گیا ہے۔ [illegible] ... ماں کی گود میں خود کو محفوظ و مامون دیکھتا ہے حتیٰ وہ بھی اتنا ہی آغاز میں ہوتا ... کی ماں — ... کا غول، رم کی جھلی، درخت، دریا، چھت، پہاڑ ... الف، پہاڑ، گھنسارے ... تصوراتی حد تک ...

... کی اپنے تئیں ایک خول میں بند کر دیا گیا تھا۔ شجرہ چہ یہاں تو یوں مجھ سے رو بیٹھا تھا جیسے اپنی ... چمک کر قبولا کر رہا ہو — سجر لوٹ کئی گرہیں لے، اپنے گرد حصار کھینچ لیا تھا۔ تب ہی جسم نے ... بے حسی کا اظہار شروع کر دیا، اچکتا بدن ہلکے ہلکے گرد و پیش سے منقطع ہوتا جا رہا تھا۔ پھر ... وجدان کی وادی کا فوری سفر شروع ہوا اور کب خاکستری دھمال اور وحشی رنگت و حسد نے مجھے ... دھچکے دینے شروع کر دیئے تھے۔

... نے سیر سے پہ جب شجری اور بیوی عمر نے خبر بھری سے ان آنکھوں تو ڈر دے کے گئے ... کی اذان سے صبح صادق کی نوید سنائی — مجھے یاد کر بیٹھی تھیں فضا اور ہوائیں الف سہرائی ... بیلی کی خوشبو رچ بس گئی تھی — مجھے سے اندھیرے میں اجالے کی کھڑکیاں پڑ گئی تھیں۔ آس ... دکھائی دے رہا تھا جیسے کسی اندھے کو دور سے کچھ دکھائی دے رہا ہو۔ اب جو جسم جاگا تو سوچ میں بھی

دھاکہ پڑ گیا..... دو دن اور دو راتیں لمحوں میں بیت گئی تھیں ..... یہاں یاد آیا تو کمرے میں کتنی [illegible]
دیا... اندھیرے سے آشنا آنکھیں جب اُسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گئیں تو میں بیڑیاں اور [illegible]
ہوا ادھ کھلے دروازے سے باہر نکل آیا۔ سامنے جھلملاتے مسکراتے قطبی تارے نے میرا ماتھا [illegible]
تھل ابھی تک نیند میں جل تھل تھا..... عروسِ مشرق کے سرخ یاقوتی آنچل کی ہلکی سی جھلک نے [illegible]
چونچ سی پیدا کر دی۔ اچانک چند صحرائی تیتر کہیں سے نمودار ہوئے اور ٹکاٹکاتے ہوئے میرے سامنے سے
گزر کہیں اوجھل ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ غسل خانے کی دیوار کے ساتھ ایک صحرائی چارپائیوں پہ [illegible]
بابا قسمت یار، غلام حسن اور غلام عباس ابھی تک پڑے اونگھ رہے ہیں۔

صحراؤں، تھلوں، جنگلوں، پہاڑوں میں رات بھی رینگ رینگ اترتی ہے اور صبح بھی [illegible]
ہے۔ ان جگہوں پہ سونا بھی مشکل ہوتا ہے اور سو کر پھر جاگنا تو اس سے زیادہ مشکل ہوتا ہے..... [illegible]
معاون اور چوکیدار شاید ایسی ہی کسی مشکل میں پھنسے ہوئے تھے۔ دیکھا جائے تو میری بھی جتنی سال کی
اور بلوغت کے مابین پھنسی ہوئی کسی [illegible] کی جا گن [illegible]
محسوس ہو [illegible]

[illegible]
تو مجھے یہ [illegible] لیکن مجھے انہیں جگانے کا موقع ہی نہ ملا
والوں کو [illegible] صبح کی ضروریات کے سلسلے میں غسل خانے کے پیچھے [illegible]
[illegible] پا کر ادھر لپکا۔ [illegible]
[illegible] چارپائی پا [illegible] بیٹھے تھے۔ [illegible] ابھی تک خوابیدہ تھے۔
[illegible] خوفزدہ سے ہو گئے ..... ویسے بھی ظاہر تھی کہ میں نے انہیں رات کو [illegible] کی باری [illegible]
کی تھی اور اب وہ دونوں سوتے ہوئے پائے گئے تھے۔ سچ کے نتیجے میں وہ دونوں بھوتوں کی طرح [illegible]
سے لگ رہے تھے اور میں بھی یقیناً انہیں کوئی پریت ہی لگ رہا ہوں گا۔

اوپر آسمان پہ ایک معلوم سی بدلیاں [illegible] لئے ہوئے مشرق کی جانب بڑھ [illegible]
میرے اندر کچھ کے علاوہ وہ کوئی اور محسوس نہ کر سکا۔ [illegible] ایک [illegible] سی جھجک کے ساتھ اپنی ٹانگوں کو [illegible]
بچھ سا گیا تھا جیسے کسی نے ایک خاصا بوجھ اس پہ رکھ دیا ہو۔ پھر وہ [illegible] سی نگاہوں سے مجھے [illegible]
جانب کھسک لیا..... کچھ سے سکوت کے بعد میں نے اپنے معاونین سے کہا۔

"اپنا اور میرا سامان لے کر میرے پیچھے پیچھے چلے آنا..... یاد رہے کہ مجھ سے [illegible]

ہونے کی ضرورت نہیں اور ہمارا درمیانی فاصلہ فرسنگ کا آٹھواں حصہ رہے۔ باقی ہدایات سے آپ پہلے ہی آگاہ ہیں۔ غسل ناشتے سے پہلے ہی پوسٹ کے تمام افراد کو ہماری رخصت کی خبر ہو چکی تھی۔ مگر میری ہدایت کے مطابق کوئی بھی قریب نہ آیا..... دور ہی سے دیکھتے اور ہاتھ کے اشاروں سے دعا و برکت کے لئے کہتے رہے۔

چھوٹی مسجد میں نوافل ادا کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ اس سعد ساعت کی نوید ملی..... ایک روشن مگر بے [illegible] سا کوندا مشرق جنوب سے مغرب شمال کی جانب [illegible] درجہ زاویہ تراشتا ہوا راستہ سمجھا گیا تھا۔

پہلا قدم اٹھانے سے پہلے سر جھکا کر میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور مستقبل مراقبہ کیا۔ بعد ازاں اپنے باطن سے خیر و برکت کے لئے توجہ کی ---- بسم اللہ پڑھ کر قدم ڈال دیا۔

ننگے پاؤں ریت پہ چلنے میں بڑی راحت ہے اگر وہ وقت صبح کا ابتدائی پہلا پہر ہو یا تھا اور کاندھے کسی بوجھ سے آزاد ہوں۔ راستہ سیدھا اور ہموار ہو [illegible] نرم اور ٹھنڈی ریت تلووں ٹخنوں اور دل و دماغ کو بڑی تقویت پہنچاتی ہے۔ گرم گرم ریت میں بھنتے ہوئے نرم نرم مکئی کے دانے۔ کچے پکے چھنے چاول گندم اور باجرے کے [illegible] پھلی سنگھاڑے اور چلغوزے بڑے قیمتی اور مزیدار ہوتے ہیں مگر ٹھنڈی ریت [illegible] صبح [illegible] قدمی اور سائے میں پڑے پانی کے گھڑوں کے نیچے بچھانے کے کام آتی ہے [illegible] استفادہ کرتے ہیں بعض اوقات یہ ریت جہنم کا نمونہ بنی ہوتی ہے۔ ہر ذی جان العطش العطش پکارتے ہوئے [illegible] میں [illegible] دم توڑتے ہیں۔

ذہن نے سمت کا تعین کر لیا ہوا تھا..... قدم ایک میکانکی انداز میں [illegible] چل پڑے تھے ---- ابھی [illegible] ہوں گا کہ اچانک ایک بڑا سا مرغ (صحرائی کوا) پیچھے سے کسی [illegible] کی طرح غوطہ لگاتے ہوئے آیا ---- ذہن سے میرے اوپر قلابازی لیتے ہوئے دائیں جانب پانچ گز دور جا کر غائب ہو گیا ---- معلوم ہوا [illegible] سمت میں کچھ سقم تھا ---- پیچھے مڑ کر دیکھنا منع تھا۔ اپنے پچھلوں کی ٹوہ لینے کے لئے دونوں [illegible] میں ایک ایک کانسی کی ننھی [illegible] تھی جس کی ہلکی سی ٹن ٹن مسلسل میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی یعنی دونوں اپنے فاصلے پر میرے پیچھے پیچھے تھے۔ میرے دائیں رخسار پہ گلابی رنگت تازہ و شگفتہ تھی۔ مشرق میں آسمان کے نیلے اور [illegible] کناروں کے پیچھے جیسے آگ سی لگ گئی تھی۔ [illegible] دور اور چلا ہوں گا کہ [illegible] شتر [illegible] میرے میاں نے پیچھے سے مجھے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ وہ مجھ سے [illegible] چند لمبے قدم پیچھے چلا آ رہا تھا۔ سات سو پچاسی قدم جب پورے ہوئے تو میں دائیں قدم پہ ٹھہر گیا۔ سر جھکا کر اہتمام صلوٰۃ کیا... کچھ ذکر و درود اور دعائیں ---- صبح کاذب کی ارغوانی رنگت اب زرد پیلی زرد پا میں

بدلتی جا رہی تھی... پرندوں کی ڈاریں، تیتر تلوروں کی سُبحان تیری قدرت... صحرائی چڑیاں، [illegible]
چکاریں... جیسے تھل انگڑائیاں توڑ توڑ کر جاگ رہا ہو۔

طبیعت میں شگفتگی شادابی سی در آئی تھی... اٹھا اپنی سمت سیدھی کی۔ سامنے دیکھا تو [illegible]
دو دارے کھڑے تھے۔ میرا قدم اٹھتے ہی وہ آگے لگ گئے... چل سو چل کیا مجال جو جھکائی دے کر پیچھے [illegible]
ہو... کیسے ٹیلے اور ٹیکریاں آگر چڑھتے راہ پڑتے۔ آخر ایک آڑی سی ٹیکری سامنے آ پڑی... [illegible]
جھیڑے کی گھنی گھنی شاخیں، جھاڑیاں اور کچھ چھدری چھدری گھاس اور ریت بھی ہموار اور بھاری... [illegible]
مطلب تھا اس جگہ کے نیچے بہت قریب میٹھے پانی کا ذخیرہ موجود ہے۔ یہاں تھوتھنی جمائے ریت ریت [illegible]
جا رہا تھا۔ ایک آدھ جھاڑ جھاڑی پہ منہ بھی مارا۔ آخر اس ٹیکری کی ایک مینڈھ میں پہنچ کر رک گیا۔ تھوڑی [illegible]
کچھ سونگھتا رہا... دائیں بھی بائیں بھی جیسے کچھ تلاش کر رہا ہو۔ اب جیسے اس نے وہ کچھ پا لیا جس کی اسے تلاش
تھی۔ اگلے پاؤں سے اس نے ریت پہ اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دی۔ کمزور سا بچہ لگتا تھا دیوانہ ہو گیا ہے۔ [illegible]
نتھنوں سے عجیب سی آوازوں کے ساتھ دھواں سا خارج ہو رہا تھا۔ میں ذرا ہٹ کر کھڑا اس کی [illegible]
جائزہ لے رہا تھا... وہ گویا جوش سے [illegible] ریت [illegible] اس طرح
دو بار [illegible]
نامہ [illegible] کیا تھا مگر وہ اسے مزید گہرا کرنے پہ تلا ہوا تھا۔ وقفے وقفے منہ اٹھا کر آسمان کی جانب بھی
اور پھر میری جانب

دیکھا ہے کہ [illegible] نہیں چھوڑا جا سکتا۔ وہ [illegible]
ہو جاتے ہیں۔ انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے اور اگر انہیں ہلاک کرنا ممکن نہ ہو تو پھر یہ فطرت کی گود
میں آ کر خود ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ تو یہ بچہ تھا مگر تھا تو اونٹ... اپنی تمام تر ناتوانی اور کمسنی کے
ایک جہاں پرور شخص کی مانند ڈھونڈنے میں جتا ہوا تھا۔ مجھے تو محض دیکھنے سے ہی دانتوں پسینہ آ چکا تھا
حال ہوگا؟ لوہے کی فولادوں میں پگھلے ہوئے لوہے کے ساتھ واسطے ہوتے مزدور اینٹوں کے بھٹوں [illegible]
آگ سے روزی کشید کرتے ہوئے محنت کش، تعمیراتی جگہوں پہ سولہ سولہ اینٹیں سر پہ اٹھانے والے
دار... فصلوں کی بچائی کٹائی والے دہقان اور بڑے بڑے کاروباری لوگوں کے قالین [illegible]
پار بیاٹ پہ [illegible] کا کام کرنے والے ہنرمند اگر اپنے تلاش میں [illegible]
ایک لمبا عرصہ تک پیٹ کے جہنم کا ایندھن مہیا کرنے کے اہل نہ ہیں... مگر یہ کمسن شتر بچہ تو کسی [illegible]
میں نہیں آتا تھا۔

گڑھا شاید اتنا کھد چکا تھا کہ وہ خود اگر اتر کر بیٹھ جائے تو اوپر سطح سے برابر ہو جائے۔ بادِ سموم
[illegible] ناک ہوتی ہے۔ مختلف صحراؤں میں یہ مختلف صورتوں میں وارد ہوتی ہے۔ مصر، عراق، اردن اور
[illegible] عرب، خلیج کے ریاستوں کے چھوٹے بڑے صحراؤں میں یہ بالعموم اتنی خطرناک یا جان لیوا نہیں
[illegible] ان کی آمد پہ کاروان فوری طور پہ منہ ناک ڈھانپ کر لیٹ جاتے ہیں۔ اونٹ بھی اپنے پنڈوں میں
[illegible] منہ دیئے پڑ جاتے ہیں لیکن کالاہاری، صحارا، گوبی، تکلا مکان، سوڈان، شام اور افریقا، لیبیا کے صحراؤں
[illegible] میں سردیوں کے وسط اور گرمیوں کی انتہا میں مختلف اوقات بادِ سموم کے جھکڑ طوفان بڑی خاموشی سے اپنا
[illegible] جاتے ہیں۔ پرانے تجربہ کار ساربان اور سیانے اونٹ اس کی آمد سے پہلے اس کی سن گن پا لیتے
[illegible] اس کی ہولناکی سے بچنے کی خاطر وہ فوری طور پر ریت میں گڑھے کھود کر اندر دبک کر بیٹھ جاتے ہیں
[illegible] گڑھے کھودنے کا موقع نہ ملے تو وہ گھٹنوں کو اٹھا کر اوپر منہ سے کمبل یا چوغے ڈال دیتے ہیں یا ان کی بغلوں،
[illegible] میں منہ ناک دے لیتے ہیں۔ اونٹ بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ کبوتر، فاختہ کی بغلوں کے پروں، بھیڑ،
[illegible] بکریوں کی سانسوں — تیتر، بٹیروں، جنگلی کبوتروں، موروں اور اسی طرح کستورا [illegible] اور نافہ ہرن
[illegible] کی بو بھی اونٹ کی بغلوں، پنڈوں کی [illegible] اور زہریلے
[illegible]

[illegible] لباس سے متبرک پہاڑوں پا [illegible] تیجی کی اور سردی کے نتیجے میں مجھے بخار چڑھ گیا تھا۔
[illegible] نے [illegible] لیا اور پھیپھڑوں میں دھند کے جالے پڑ گئے — [illegible] نے اپنا رنگ دکھایا تو
[illegible] دانے پڑ گئے — [illegible] کوئی باقاعدہ ہسپتال تو تھا نہیں [illegible] کا شفائی مرکز بھی دور تھا۔
[illegible] دشوار گزار کہ صحت مند تندرست انسان کے لیے مشکل ہو جائے — پاس پڑے جنگلی صورتِ حال
[illegible] ادویات تھیں وہ ان امراض کے تدارک کے لیے پوری طرح مفید نہیں تھیں۔ جب اور کوئی چارہ کار
[illegible] نہ رہا تو ساتھیوں نے ایک خود ساختہ اسٹریچر پہ باندھ کر مجھے قریب تر شفائی مرکز پہنچانے لے جانے کی
[illegible] مرے کو مارے شاہ مدار کے مصداق راستے میں ایک پہاڑی درّے میں شب بسری کے لیے پڑاؤ
[illegible] کے دوران مجھے کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا۔ اسے سانپ بھی کہا جا سکتا تھا — مگر متاثرہ جگہ پہ کوئی
[illegible] دانتوں کا نشان وغیرہ نہیں تھا۔ جسم نیلا پڑ کر سوجنا شروع ہو گیا — یہ حالت دیکھ کر ساتھیوں نے انا للہ پڑھ لیا
[illegible] میں تھا۔ ہلاک ہو جائے گا — اسی دوران گھوڑوں کے ہنہنانے اور گھنٹیوں کی آوازیں سنائی
[illegible] دیں۔ کوئی سا قافلہ درّے کی مخالف سمت سے آ رہا تھا۔ وہ چند زائرین تھے جو کچھ [illegible] کام کام
[illegible] پڑھتے ہوئے آ رہے تھے — پاس پہنچے تو ساتھیوں نے انہیں میری بیماری اور وجہ سمجھائی۔ زبان بیان

وہ کیا سمجھتے' میری ظاہری حالت دیکھ کر وہ کچھ سمجھ گئے ہوں گے۔ انہوں نے جھٹ پٹ جھاڑ جھنکاڑ اکٹھا کر کے آگ جلائی کچھ جڑی بوٹیاں پانی میں ڈال کر جوشاندہ سا تیار کیا پھر چمڑے کی بوسیدہ سی تھیلی سے کوئی موم جیسی چیز نکالی' ٹکیہ کی مانند زبردستی مجھے کھلائی اوپر سے نیم گرم جوشاندہ پلا دیا۔ جو کمبل یا گرم کپڑے وغیرہ تھے۔ تھے اوڑھا پہنا کر لٹا دیا اس طرح کہ میرا اگلا حصہ قدرے نیچے اور ٹانگوں کی جانب جسم اونچا تھا۔ قافلے والوں نے بھی شب بسری کے لئے یہیں پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ سامان وغیرہ اتار کر وہ جانوروں کے چارے اور اپنے کھانے پینے کے اہتمام میں لگ گئے۔ کھانے پینے میں انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو شامل کیا۔ ایک دوسرے کی زبان سے نابلد انسان اکٹھے بیٹھے کھا پی رہے تھے۔ اشاروں کنایوں میں کچھ سمجھا رہے تھے۔ ویسے منہ کھولنے' زبان ہلانے کی بھی کوئی ایسی ضرورت نہیں ہوتی۔ آنکھیں' تاثرات' ہاتھ' انگلیاں' جذبات' اخلاق اور انسانیت سے بڑھ کر اور کون سی زبانیں ہو سکتی ہیں۔ الفاظ و بیان تو عموماً جھوٹ بولتے ہیں یا پھر ما فی الضمیر کی صحیح ترجمانی کر ہی نہیں سکتے۔

جوشاندہ اور وہ موم جیسی دوا کھانے پینے کے بعد غنودگی سی طاری ہو گئی تھی۔ نقاہت سے تو میں بے جان تھا جیسے میرا دم نکلنے کو ہو ——— مجھے محسوس ہوا کہ [illegible] اب [illegible] ——— [illegible] میری [illegible] [illegible] ——— جس پہ خوش رنگ شگوفوں کی بہار اتر تی ہو ——— [illegible] ایک شاخسار پہ کوئی [illegible] ہوا کہاں کہاں؟ کہاں کہاں؟ [illegible] ہوں میں اس [illegible] کے [illegible] نوکیلے پتھروں کے ڈھیری کے نیچے پڑا غور کر رہا ہوں کہ میں کون ہوں' کہاں ہوں اور کیوں ہوں؟ [illegible] میں تھا...... ہوں یا ہوؤں گا؟

اسی دوران مجھے ابکائی سی آئی اور ایک بڑی قے نے مجھے مزید نڈھال کر دیا ——— یوں لگا جیسے [illegible] پیٹ سینے سے ہر [illegible] [illegible] [illegible] آئے ہوں [illegible] جاتے سب ہی میرا [illegible] متوجہ ہو گئے ——— اچھا خاصا بدبودار کالا ——— جیسے کسی پہاڑی مادے [illegible] نے اس دیگچی میں [illegible] کر لیا ہو اور وہ اس سے منظم [illegible] مجھے جو موم جیسی دوا دی گئی تھی وہ [illegible] کی [illegible] تھی۔ جو [illegible] کے [illegible] گر کر پتھروں پر موم کی صورت جم جاتا ہے جو ہر قسم کے زہریلے اثرات ختم کرنے کا تیر بہدف تریاق ہے۔ ظاہر ہے کہ میں صبح تک تندرست ہو چکا تھا۔

بات مختصر [illegible] کی [illegible] [illegible] ایک [illegible] انداز میں اپنی [illegible] اور [illegible] کر رہیت میں گڑھا کھود رہا تھا اور پھر بات جڑی کچھ جانور غیر معمولی قوت و صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں۔

[illegible] کے لئے ان کے ہاں بے پناہ استعداد نقیں موجود ہوتی ہیں۔ جنہیں اہلِ حکمت و نظر اور اہلِ علم و عرفان [illegible] سمجھتے ہیں۔ ہمیں جاننا چاہیے کہ بہت سے مخصوص ملائکہ، جنات اور رجالِ غیب کے علاوہ ہر مخلوق خاص [illegible] انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے تخلیق کی گئی۔ عبادت اللہ کریم کی ہوتی ہے لیکن خدمت و اطاعت [illegible] ہوتی ہے۔ اگر انسان فکر و تجسس سے کام لے تو وہ دیکھے کہ اس کے شش جہت ہر چیز خاص طور پہ اس [illegible] بنائی گئی ہے۔ — اس فلسفے کو گہرائی اور گیرائی سے سمجھنے کے لئے سورہ رحمٰن سے بہتر اور کوئی مثال نہیں۔

کڑاں کڑاں چیختے چلاتے کاگے خدا جانے کہاں کہاں سے آنے شروع ہو گئے تھے۔ جبکہ ان [illegible] میں کوّے تو تھے مگر ایسے کچھ زیادہ بھی نہیں کہ کوّے زیادہ تر آبادیوں کے قریب ہوتے ہیں۔ وہ دو تین [illegible] طیاروں کی طرح آتے اور گڑھے کے اوپر کڑاں کڑاں کی بمباری کر کے پھر کہیں غوطہ لگا جاتے۔ … [illegible] جیسے جہاز آتے ہیں اور طرف پہ بم پھینک کر غائب ہو جاتے ہیں۔

سیاں اب دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچھ دیر میں اس کے دکھائی دینے کا انتظار کھینچتا رہا پھر آگے بڑھ [illegible] کڑا ہوا۔ وہ بے دم سا پڑا ہانپ رہا تھا۔ آنکھیں بند پڑی ہوئی — [illegible] احساس ہو [illegible] ہو چکا [illegible] سے طلب [illegible] دیکھے بغیر وہ [illegible] ایک سمت کو چل دیا۔

گڑھے میں [illegible] کے وزن سے ایک دہانہ نمودار ہو گیا تھا۔ [illegible] نے دیکھ لیا۔ اب وہ [illegible] سے اشارے سے پھر آگے [illegible] کھڑے ہو گئے۔ اب وہ منتظر [illegible] آپ گڑھے میں اترتا ہوں۔ تاکہ وہ میری ہدایت کے مطابق گڑھے کے اندر دہانے پہ مٹی کا کچا گھڑا [illegible] یا وہ ریت سے پاٹ دیں اور اوپر پھر پانی سے لبالب بھرا ہوا مٹی کا مٹکا رکھا تھا جس کے پیندے [illegible] ناک کے برابر سوراخ تھا اور جب مٹکا پانی سے خالی ہو جاتا تب ریت کھود کر دہانے سے گھڑا ہٹا کر [illegible] جاتا تھا۔

[illegible] نے اپنی پہلی منزل پہ پہنچنے پہ دو رکعت نفل شکرانے کے ادا کیے اور بابا جی اپنے بابا جی سے رجوع [illegible] بسم اللہ پڑھ کر گڑھے میں اتر گیا۔ دوسرے لفظوں میں زندہ قبر میں اتر گیا۔ — تھوڑی ہی فاصلے پہ ریت [illegible] دہانے کا منہ واضح ہو گیا۔ چند ثانیے وقفہ لینے کے بعد میں سر کے بل قبر کے اندر داخل ہو گیا۔ [illegible] علاقوں میں ریت کے نیچے مختلف گہرائیوں میں قدرتی اور غیر قدرتی پانی کے سوتے اور چشمے ہوتے [illegible] ریت کے نیچے ایسی جگہوں کو کہتے ہیں جہاں قدرتی ذرائع سے پانی جمع ہو کر جذب ہو جاتا ہے۔

خشک سالی کے موسم میں صحرائی حیات ایسے مسکنوں کو تلاش کر کے اپنی بقا کا اہتمام کر لیتی ہے۔ جھاڑ جھنکاڑ گھاس پھوس بھی ان ہی مسکنوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔ مصنوعی بھی بنائے جاتے ہیں جو عموماً ایسی جگہوں پر ہوتے ہیں جہاں نیچے زمین پتھریلی یا سخت ہو۔ تاکہ پانی خاصی مدت تک محفوظ رہ سکے ۔۔۔ یہ مصنوعی اور قدرتی بھی مختلف حدود اربعے کے ہوتے ہیں۔ بہت بڑے بڑے اور بہت چھوٹے بھی ۔۔۔ مختلف حجم کے سائز کے بھی ۔۔۔ صحرائی طور و طریق کے مطابق یہ بھی بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔ جیسے ٹیلوں میں سے بھی اپنے وقوع بدلتے ہیں اس طرح یہ بھی خشک اور تر ہوتے رہتے ہیں اور جو بھی ایک دو موسم خشک رہ جائے وہ اندر سے ایک پختہ کمین گاہ یعنی چھپی ہوئی خندق کی مانند ہو جاتے ہیں اور قیامت کی گرمی ہو تب بھی اندر سے ٹھنڈے یخ ہوتے ہیں اور عجیب بات کہ اندر کسی نہ کسی مقدار میں ہوا کا گزر بھی رہتا ہے۔ اکثر و بیشتر پرانے اور خشک بھی صحرائی جانوروں کے مسکن بن جاتے ہیں یا پھر جو کبھی کبھی نہیں نکلتے۔ ریگ ماہی وغیرہ یا قسم کے ریگتی چلہ کشی کے لئے موخر الذکر بھی کارآمد ہوتے ہیں۔ جو ایک مخصوص مکتبِ فکر کے صوفی درویشوں کے وظیفے کے لئے موزوں ہوتے ہیں۔ مخلوقات میں سب ہی اللہ سبحانہٗ کی حمد و ذکر کرتے ہیں مگر جاندار [illegible] میں کچھ مخصوص چرند و پرند و حشرات اپنے خالق و مالک کی تعریف و توصیف [illegible] بیان کرتے ذوق و شوق [illegible] ہیں۔ چھپکلیاں، چیونٹیاں، کبوتر، ابابیل، فاختائیں، بلبلیں، ہد ہد، تیتر، [illegible] ریگ ماہیاں وغیرہ ۔۔۔ مشاہدہ میں ہے کہ اللہ والوں کے مخصوص مزاروں، مسجدوں کے نزدیک و جوار کبوتر، بلبلیں، فاختائیں اور کتے کثرت سے ہوتے ہیں۔ زائرین ان کے کھانے پینے اور رکھنے کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ حرمین شریف اور دیگر قطبوں کے آستانے اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ اسی طرح نباتات، جمادات، و نوادرات، [illegible] اللہ کریم کی پیدا کی ہوئی خاص نعمتیں ہیں جو مخصوص روحانی خواص کے ساتھ ساتھ [illegible] بھی ہیں۔ زیتون، انگور، شہد، دودھ، کھجور ۔۔۔ عود، عنبر، لوبان ۔۔۔ عقیق، مرجان، موتی، فیروزہ، سنگِ مریم، سنگِ [illegible] اور سنگِ سلیمان وغیرہ وغیرہ مخصوص اشیاء ایسی ہیں جو روحانی اعتبار سے عبادت و ریاضت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ریاضت مجاہدوں، چلوں یا وظیفوں کے لئے پہلے نفس پر قابو ضروری امر ہوتا ہے ۔۔۔ دھیان گیان اس سے صرفِ نظر و قلم کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہوتا لیکن جسم و جان کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کھانا پڑتا ہی ہے۔ اس مقصد کے لئے تیل، شہد، کھجور، زیتون وغیرہ۔ ان نعمتوں سے جسم و جان میں طاقت و توانائی پیدا ہوتی ہے لیکن ریح اور بول و براز پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی نفسانی اور شیطانی وساوس سر اٹھاتے ہیں۔ غنودگی اور نیند سے بھی نجات مل جاتی ہے یعنی یہ نعمتیں چونکہ خود ذاکر و شاکر ہوتی ہیں اس لئے طویل وظیفوں اور مشکل چلوں

[illegible] کی عبادت و ریاضت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ خوشبویات، بخورات، کیا موم ..... اگر، صندل، کافور، لوبان
[illegible] بھی ان ہی خصوصیات کی حامل ہیں۔

● آبی، آتشی، بادی، ریگ ماہیاں .....!

[illegible] سماوی، بادی اور آبی مخلوقات میں صرف مچھلیاں ہی ایسی مخلوق ہیں جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر
[illegible] یہ واحد جاندار ہے جسے ربّ العالمین نے خود ذبح کر کے بھیجا ہے۔ اس کا ذکر بطورِ خاص کیا اور
[illegible] پیٹ کو اپنے نبی کا مسکن بنایا ..... اس کے سفید گوشت کو اعلیٰ اور متبرک شفا بخش ترین غذاؤں میں شامل
[illegible] اس کو ایسی دلکشی اور یوں شکل و شباہت عطا فرمائی کہ حسن تخلیق بھی سبحان اللہ پکار اٹھتی ہے۔ دنیا میں
[illegible] زیادہ ہمہ رنگ، ہمہ اقسام اور ہمہ تعداد اگر کوئی مخلوق ہے تو وہ نادر روزگار مچھلیاں ہیں ..... میرے جیسے
[illegible] بیشتر یہ سمجھتے ہیں کہ مچھلیاں صرف پانیوں میں ہی ہوتی ہیں ..... جبکہ مچھلیاں آگ اور
[illegible] بھی پائی جاتی ہیں ..... پانی کی مچھلیاں تو ہر کوئی [illegible] آتشی مچھلیوں کے
[illegible] بادی [illegible] نہیں ہوتیں۔
[illegible] قدرت، حکمت اور کرم و کرامت سے آشکار ہو سکتی ہیں۔ مگر بات پھر وہی کہ [illegible] کے بس کی
[illegible] ہی ہر کسی کا مقدر [illegible] ہوتا ہے۔
[illegible] آپ کی سینکڑوں ہزاروں [illegible] تک صرف ہزاروں اقسام سے
[illegible] ہو سکی ہے۔ ابھی جہانوں کے جہان زیرِ آب پوشیدہ ہیں جن تک حضرتِ انسان کی ابھی تک رسائی
[illegible] سکی۔ لیکن ہوائی یعنی آسمانی مچھلی صرف ایک ہی ہے ..... اور اس کا ذکر خیر بھی قرآن الحمید میں
[illegible] ان کی چھت پر حوت، شکل شباہت، کا دور دور سے بھی آبی مچھلی سے مشابہ ہے۔ یہ فضا کی
[illegible] کے سمندر میں اسی شان بان اور آزادی پرواز سے تیرتی پھرتی ہے جیسے مچھلی سمندر کی پنہائیوں
[illegible] میں ہوتی ہے۔ یہ چلہ دعوت میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ایک مچھلی سمندر بھی ہوتی ہے جو آتشی ہوتی
[illegible] ہے۔ اسے آگ کا کیڑا بھی کہتے ہیں۔ اللہ کریم کی قدرت اور شان کہ یہ آگ میں ہی زندہ رہتا ہے۔
[illegible] تو پھر صرف یہ مچھلی ہی آتشکدہ میں سانس لیتے رہتا رہتا ہے ..... جب یہ مچھلی مر جائے تو یہ ان
[illegible] یہ آتش بادی چلہ کی القاری تحصیل میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ہر نوع کی مچھلیوں میں شاید ایسی
[illegible] ہوتی ہے جو وظیفوں، چلوں اور مجاہدات میں عامل و طالب کے لئے آسانی پیدا کرتی ہے اور اس کے

وسیلے سے مراد منزل پوری ہو جاتی ہے۔ جس کی ایک اعلیٰ مثال صاحب الحوت ذوالنون حضرت یونس [illegible] کا مچھلی کے شکم میں آیت کریمہ کا چلہ جس سے انہیں نجات ملی۔ مذکورہ چوتھی ریگ ماہی جو صحرا [illegible] جاتی ہے۔ اس کا مفصل بیان پہلی فصل میں ہو چکا ہے۔ جس طرح ضروری نہیں کہ ہر اجتماع آپ [illegible] ہوں اسی طرح ہر فضا میں ابابیلیں بھی نہیں ہوتیں اور نہ ہی ہر آتشکدے میں آتشی کیڑا اور برقی [illegible] ریگ ماہی موجود ہوتی ہے۔ یہ تو اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ کیسے کیسے رنگ لگتے ہیں۔

ریگی چلہ کشی میں ریگ ماہیاں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اور اپنی افزائش نسل کے موسم میں [illegible] ماہیاں ریتلی ریگی غاروں — تاریک ٹیلوں اور ٹیلے تہوں کے کٹے پھٹے کونوں کھدروں کا انتخاب کرتی ہیں۔ ان میں نر مادہ کی تخصیص نہیں ہوتی دونوں ہی ایک نقرئی رنگت کا لعاب خارج کرتے ہیں۔ یہ [illegible] قریب سے ایک خاص قسم کے چمکیلے ذرّوں کو اپنی پیٹ میں لے لیتا ہے اور پھر کچھ ہی دیر میں یہ [illegible] ذرّے پارہ آور ہو کر ننھے ننھے انڈوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں پھر دن رات کی گرمی سردی سے یہ [illegible] کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ان کی خوراک بھی ریت ہی ہوتی ہے۔ اب [illegible] نہیں ہوتا۔ ان میں کوئی شیشہ اور کوئی [illegible] ہوتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں۔ ریگ ماہیاں [illegible] کے بعد خشک ہو کر کانچ کی چوڑی کی مانند ٹوٹ پھوٹ کر شیشے کا ذرہ بن جاتی ہیں۔ جو [illegible] ریت ہی بن جاتی ہیں [illegible] مچھلیوں کی مانند یہ بھی دھندلے شیشے سا [illegible] ان کے اجالے میں غور سے [illegible] ریت پاہر [illegible] غبار اڑاتی جاتی ہیں — اندھیرے میں جگنوؤں کی طرح چمکتی ہیں۔ زیادہ تعداد میں [illegible] کو نقرئی بنا دیتی ہیں — یہ نہایت نایاب قیمتی صحرائی کیڑا اپنے انداز میں دیگر تمام جانداروں سے [illegible] کرتا ہے — لگ بھگ اسی شکل و صورت کا ایک اور چھپکلی نما کیڑا بھی ہوتا ہے مگر [illegible] ہوتا ہے۔

یہ قدرتی خشک سیلا جو شاید صدیوں سے بند تھا ایک بہت چوڑی سی قبر کی مانند تھا — اس کے [illegible] ہوتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہاں ریگ ماہیوں کا بسیرا ہے — ہلکے ہلکے تاریک سے ماحول میں [illegible] روح پرور مصنوعی [illegible] ریت باہر سے داخلے کا منہ [illegible] کر بند کر دیا گیا تھا — ہلکی ہلکی آواز [illegible] چل رہا تھا کہ اب گڑھا ریت سے بھرا جا رہا ہے۔ اوپر چلنے پھرنے کی ہلکی ہلکی چاپ بھی سنائی دے [illegible] کچھ دیر بعد جب یہ آوازیں بند ہو گئیں تو میں نے جان لیا کہ گڑھا بھرا جا چکا ہے جبکہ اوپر پانی بھر [illegible]

[illegible] جب میرے معاون اپنی دیگر ذمہ داریاں نبھانے کے لئے کمربستہ ہو چکے ہوں گے۔

میں نے اپنے طور طریقے کے تحت مراقبہ القبر کے وظیفے سے پہلے مراقبہ الم کا انتخاب لیا۔ ملکے [illegible] وظیفے کے بعد آنکھیں وا کیں تو ہیولے کے اندر کی دنیا ہی تبدیل ہو چکی تھی اور آنکھیں تھیں کہ جیسے [illegible] وسعت و بیرووت میں کئی گنا کشادگی پیدا ہو گئی ہو۔ زمین سے کئی فٹ نیچے جیسے سینکڑوں قمقمے روشن [illegible] نیچے نرم نرم ٹھنڈی ریت کا فرش جس کا ایک ایک ذرہ روشن و تابندہ ——— دیواریں چھت وغیرہ [illegible] تھیں یا ایسے ہی تھیں جیسے سمندری علاقے میں کناروں پہ پتھریلی غاریں کھوہیں نظر آتی ہیں ہوتی [illegible] ہولناک تاریکی میں سمندری حیات اٹی پڑی ہوتی ہے۔ سمندر کی شوریدہ لہریں اور نمکیات ان کی [illegible] میں بڑی ہیبت اور پُراسراریت پیدا کر دیتے ہیں۔ مگر یہاں پانی کی جگہ ریت تھی۔ اللہ جانے کہ [illegible] یہ کشادہ قبر نما [illegible] وجود میں آیا تھا؟ اندر سے [illegible] پتہ چلتا تھا کہ کبھی نہ کبھی یہاں [illegible] ہوگا۔

[illegible] الم کے بعد میں اپنی نشست بدلنے کی خاطر ذرا آگے سرک کر بیٹھنے کے [illegible] فرش کا جائزہ [illegible] صرف [illegible] کی مانند کھوہیں کنایاں تھیں [illegible] ادھر جا نکلیں ہوئے [illegible] ان کے معمولات [illegible] میں چنداں فرق [illegible] کی آمد و رفت سے [illegible]

اس قبر میں داخل ہوتے ہوئے یہ واضح تھا کہ مادی جسم کے ساتھ داخل ہوا ہوں جو ہوا پانی خوراک سے [illegible] جاتا ہے ——— یہاں تک پہنچا تو ایک حد تک اپنے اختیار میں تھا لیکن یہاں سے نکلنا اور کوئی سبب [illegible] اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ یہ ایک دوسری دنیا تھی۔ جہاں مادی دنیا کے قریب قریب سب ہی [illegible] ختم ہو کر رہ جاتے ہیں اور یہ ایک خود اختیاری عمل تھا جس کو اختیار کرنے میں مجھے میرے بابا جی کی [illegible] بھی تھا۔

میرے بابا جی اپنے بچوں کو ایسے چلہ وظیفہ قسم کے کاموں میں ڈالنا پسند نہیں کرتے تھے۔ [illegible] کرتے کہ اللہ کے بندے کے لئے رزق حلال کمانا، دین و دنیا کا علم حاصل کرنا، حقوق اللہ کے [illegible] حقوق العباد پورے کرنا اور اپنے لواحقین کے حقوق کا خیال رکھنا ہی سب سے بڑے چلے مجاہدے ہیں۔ [illegible] کا خیال رکھنے والے کے لئے اور کسی چلے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے چند بچوں کو انہوں نے اس نوع

کے چلّے کھینچنے کی اجازت دی تھی جن میں سرِ فہرست میں خود بھی تھا۔ فرمایا کرتے کہ مجاہدوں کی مشقت ضروری نہیں۔ یہ مخصوص راستے کے مسافروں کا تردّد ہے اور ایسے لوگوں کی ہڈیاں اور رگیں ہی مختلف ہیں۔ اللہ پاک انہیں خوف و خلجان سے محفوظ فرماتا ہے۔ ریاضتوں سے ان کا مقصد جسم و جان کو تشنہ وجود و وجدان کو صیقل بنانا مقصود ہوتا ہے تاکہ مادی اور روحانی طور پہ مضبوط و مربوط رکھ کر اللہ کی مخلوق کی انداز سے خدمت و رہنمائی کر سکیں نہ کہ ان کا مقصد خرقِ عادت کراماتوں معجزوں کا فروغ۔ معجزے کرامتیں بہت ہی خاص الخاص بندوں سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے امر سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اللہ کریم جب چاہتا ہے جس پہ چاہتا ہے ان کا ظہور فرما دیتا ہے۔ سو جو نام نہاد پیر عامل ایسے معجزوں کراماتوں کے دعوے دار ہوتے ہیں محض شیطان کے چیلے شعبدہ باز اور عقلِ علت و علوم کے مقلد ہوتے ہیں جن کے ہاں دین دنیا دونوں ہوتے ہیں۔ تاریخ بھری پڑی ہے کہ حق کے مقابلے میں باطل نے ہمیشہ مات کھائی۔۔۔۔ استعمار و استبداد کے سامنے بغاوت و حریت بلکہ سیسہ پلائی مضبوط دیوار ثابت ہوئی۔ موسیٰ کے مقابل فرعون و نمرود اور جادوگر جیسے سامنے یہود و اسرائیلی نبی کریمؐ کے روبرو کفار و قضا، امامِ عالی مقام کے آگے یزید اور اس کے آگے [illegible] حقیقت سے وقت [illegible] ابلیس کے چیلوں اور بڑے بڑے میاں مٹھوں کو زمین چاٹنے پہ مجبور کر دیا۔

● نیرنگِ ارض کے مقدس دیار

چودھویں صدی کے مورخ ابنِ خلدون نے مصر کے عروس البلاد و قاہرہ کو ام الدنیا کہہ کر گویا اسے آفاقی بنا دیا ہے۔ واقعتاً یہ سرزمین دنیا کی قدیم تہذیب و تمدن، علوم و فنون اور حکومت و سلطنت و معاشرے و ثقافت میں یکتائے روزگار ٹھہری۔ میرے اپنے خیال میں ایسا ہی قیاس اس "دنیا کی ماں" کے ساتھ ساتھ "دنیا کے باپ" یعنی سرزمینِ عراق کا ذکر بھی اگر ابنِ خلدون کر دیتا تو بے محل نہ ہوتا۔ بابل نینوا کے باغات معلق باغات، مقابر، ہیکل ہائے دانش کدے معبد۔۔۔۔ الحمرا اور الفا کی قراءت و فکر کے رصد گاہیں، بصرہ بغداد، موصل، تکریت کی مساجد و خانقاہیں، نجف، کربلا، کوفہ کے مزارات مقابر اور کوہستان۔۔۔۔ کناروں دجلہ اور فرات کی تشریف و تحریکی تاریخ پہ ہمارے حیرت و حسرت آنکھیں چھلک کر نم آلود ہو جاتی ہیں ان کے پانیوں اور وسیع کناروں نے کیسے کیسے منظر

[illegible] کن کن نامیوں کے قدم چومے ہوں گے؟ — یہاں کے صحراؤں' پہاڑوں' جنگلوں' میدانوں' [illegible] وادیوں اور بستیوں کے لئے۔ طالع آزماؤں' جنگجوؤں' لٹیروں' قاتلوں نے اپنی تسکین حرص کے [illegible] خونچکاں سامان ستم پیدا نہ کیے ہوں گے جبکہ ادھر کی عظیم قیمتی کتب گھروں' درس گاہوں نے [illegible] کی بے حرمتی' بے قدری و بربادی کے کیا نہ منظر و تماشے اتمام نظر نہ کئے ہوں گے — اس بزرگ [illegible] نے خلفاء و امراء و سلاطین کی جاہ و جلالت' سطوت و سروری کے کیسے کیسے خوب زرخش ادوار ملاحظہ [illegible] حکومت و خلافت' علم و دانش — تصوف و تصرف' تہذیب و تعلیم کے جیسے اور جتنے سنہری زمانے اس [illegible] کے تصرف میں آئے وہ کسی اور ملک و ریاست کے نصیب میں نہ ہوئے اور جیسی خوں ریزی' [illegible] بربریت و بہیمیت — طوائف الملوکی' بربادی و تباہ کاری اس کے ماتھے لگی اور جو لگ رہی ہے [illegible] کسی اور سرزمین کا مقدر نہیں ہوئی۔ [illegible] کے بعد جو کچھ بھی ہے وہ اس [illegible] سرزمین کے [illegible] ہے۔

جیسا [illegible] عرض کر چکا کہ قریب قریب از حد قدیم سے ہی یہ قطعہ ارض ریاستی [illegible] علمی ادبی [illegible] روحانی [illegible]

[illegible]

[illegible] الساعات — [illegible] کے بعد [illegible] قیام و قعود میں [illegible] یہاں [illegible] کا ایک قدرتی ارتکاز و تسلسل [illegible] کا ایک خاص [illegible] انعکاس وغیرہ اس [illegible] کے اعتبار سے خاص اہمیت [illegible] علوم علوی کے حصول کی بنیادی تسلسل واضح ہو ہے وہاں [illegible] علوم کے سر اٹھانے کی بنا پڑتی چلی [illegible] قدرت کے مساوی علم و ہنر' تحلیل و تکمیل کی جو بھی مساعی ہوئیں ان کے ڈانڈے بلا واسطہ بھی [illegible] اور بالواسطہ بھی ادھر سے ہی ملے۔ ادب و شاعری' حکمت و کیمیا گری' قیامت و اشوری' [illegible] صنم گری و آذری' نبوت و پیغمبری — زمین کے سینے میں بلند و بالا مینار گاڑھے گئے۔ پاتال [illegible] کنوئیں اور بغلی باولیاں تھیں جن کے اندر تہہ در تہہ شہر آباد تھے۔ ان ہی کے پہلو سے روشن چاہ [illegible] ان کے دوش پہ لٹکے جھولتے باغ — لذیذہ محل و میکدے' تماشا گھر اور عشرت کدے اٹھائے [illegible] کی کاوشوں سے آب جو' آبشاریں اور جھرنے اچھالے گئے۔ [illegible] بابل اپنے نام کی مانند [illegible] ایک طلسم کدہ؟ یہاں صدیوں پرانے علوم۔ طبیعیات و الٰہیات' ہیئت و ہندسہ' نجوم و نظرات' [illegible] حروف و حساب کی' مثلث مطلع و مثلث گردی' عنصر و زیجات' توقیت و تصرف' عالم قطبی و عالم حقی'

اعداد و اوج 'ہبوط و زوال' فرح و طرح' طول بلد و عرض بلد' کواکب کے شرف و بیضا ئے بروج ... [illegible]
سحر و طلسمات اور دیگر شعبدہ اور فوق العقل و فطرت علوم کا شہرہ تھا بلکہ باقاعدہ ان کی تدریس و تعلیم ہوتی تھی۔
یہاں بڑی بڑی درس گاہیں' پُرشکوہ مندر نما ماکھے' عالیشان معبد' مقدس حجرے' چارانے آشرم' چکر ... [illegible]
رصد سے پنڈال' گلش وغیرہ موجود تھے۔ زمین کے اندر' زمین کے باہر اور اوپر بلند و بالا مینار' اونچی
پہاڑیوں کی چوٹیوں پہ عظیم الشان تجربہ گاہیں' رصد گاہیں' سیر گاہیں' آبشاریں' جھرنے' تالاب' باغ' ...
محلات' خوش نما' خوش ادا' خوش نوا پرندوں کے لئے گلزاریں — نینوا' بابل' کلدان' مدائن' اوج ... [illegible]
اصل حُسن و جمال تھا۔ یونانیوں' رومیوں' سمیریوں' اسیریوں' مصریوں' چینیوں' ایرانیوں' کلدانیوں ... [illegible]
نے جرِ ثقیل کے علم و ہنر کو جو معیار و مقام دیا اس پہ دُنیا نے تعمیرات آج بھی انگشت بدنداں ہے ... [illegible]
مصر' ایتھنز' روم' فارس' قسطنطنیہ اور دیگر قدیم ملکوں میں بھی ان علوم و فنون پہ زندہ رہنے والا ... [illegible]
علوم و فنون کے کمال و جمال کی سرزمین صرف اور صرف عراق یا پھر مصر ا... کوہ ... کی رصد گاہیں شرف
کی رصد گاہ ... ہمدان میں ابن سینا کی رصد گاہ' ملک شاہ' قاہرہ میں ابن یونس اور الافضل اور ... [illegible]
مراکش میں ... [illegible]

سحر ... [illegible]
سحر بابلی یا طلسم ... کے عالموں نے سرانجام دیئے وہ اس عالم تعمیر و تخریب' خواب و تعبیر ... [illegible]
یہاں اچھے ... عجیب و غریب فلک شناس' نجومی' ... [illegible] ... سے غیب ...
شفاف بلوری ... [illegible] ... جہاز کی پرات پیالے ...
لگا ہی جاتے رہتے۔ ... کی طرح کی جاذب معدنیات کے اوقات سے ... ہوتے ... [illegible]
کارکردگی میں ... کرشماتی خصوصیات کے حامل بھی تھے اور جو صرف فلکیاتی نظام پہ نظر رکھتے
ستاروں کی گردشوں' اتفاقات ... حتی ... موسموں' تجربوں اور ... کی تبدیلیوں کی ...
بھی فراہم کرتے۔ چونکہ یہاں کی ارضی ... قدرتی طور پہ مقناطیسیت عام ... کہیں زیادہ
اثرات لیے ہوئے تھی اس لئے اکثر ماورائے عقل واقعات ... ظہور پذیر ہوتے رہتے۔ ...
سحر کروں' فسوں خوانوں' ... شعبدہ بازوں کی گروہ بندیوں' سرگرمیوں' ... کے لئے بڑی ...
یہاں کے صحراؤں' نخلستانوں میں جب گرد و غبار کے طوفان اٹھتے' آندھیوں کی شورش ...
جب سرمستی میں لڈی ڈالتیں تو ہر منظر زور کہیں دھند کے سایوں میں اوجھل ہو جاتا اور جب ... [illegible]
آتے تو پھر دیکھتے ہی دیکھتے صحرا ریگ کی بجائے جھاگ اڑاتے' لہر بہ لہر' موج در موج ایک ... [illegible]

پیچے ۔۔۔ گویا انسانی آنکھ دیکھتی کہ ایک بحرِ ظلمات ہے جہاں ہر ایک شے سفید پھٹک جھاگ بھال
ں کر لہروں موجوں گردابوں اور ایک پُر اسرار سی خاموشی میں جذب ہو گئی ہے۔

میں اس وادئ دجلہ و فرات کے لہو رنگ حسن و جمال، ہنر و کمال، فسوں و طلسمات کا ازل سے مداح
ں اور اس کی تاریخ و تہذیب کا ایک نالائق سا طالب علم بھی۔ لیکن اس سے کہیں بڑھ کر مجھے نجف
وفہ اور سید عبدالقادر جیلانی کے بغداد سے ایک والہانہ عقیدت رہی۔ جونہی میرا کہیں بادیہ پیمائی
تا کسی چکارے بچے کی مانند چھلانگے مارتا ہوا عراق کے جنگلوں پہاڑوں صحراؤں کی ہوا فضا پا لیتے
لیتا ۔۔۔ بعد میں کسی سے بھی شام، اردن، ترکی، مصر، لیبیا، لبنان یا سعودی عرب وغیرہ کسی جانب بھی
پھر وہی چال سو چال! جیسے زود رنج زندگی سے اوازار لوگ صحت اور صالح خون بنانے کی غرض
صحت افزا مقامات کا رخ کرتے ہیں ایسے ہی میں بھی اپنی روحانی، جسمی اور باطنی علوم سیکھنے جاننے کی
نے کی خاطر ایسے مقامات کو ترجیح دیتا جو میری طلب و جستجو کا مداوا کر سکتے ۔۔۔ اور اس کے لئے
ں بیجاؤں آلِ رسول اور مقدس اولیا، شہدا [illegible] مقدس سرزمین ہی اولیٰ تھا۔

مجھے [illegible] اب میں کسی اونٹ کی ہڈیوں کا ذکر [illegible] کی ہڈی
[illegible]
[illegible] ہیں جو
غیر معینہ عرصہ تک کسی [illegible] کی دیت میں اپنی وجہ وجود قائم رکھتی ہیں ۔۔۔ ہڈیوں پہ
ہڈیوں کو ملاحظہ کریں تو دیکھیں پورے کا پورا [illegible] سلامت ۔۔۔ [illegible] جسم کے بال یوں
محفوظ کر لیں ۔۔۔ [illegible] کئی ایک عجائب خانوں اور
میں درختوں ایسی ممیاں [illegible] دیکھے کہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی ان کی نازکی سے نازک
[illegible] ۔۔۔ از منہ قدیم میں ہڈیوں کا استعمال کثیر المقاصد تھا ۔۔۔ چونکہ چوپائے عظیم الجثہ ہوا کرتے
ان کی ہڈیاں بھی مضبوط اور لمبی چوڑی ہوا کرتی تھیں ۔۔۔ جن پہ کندہ کاری، تحریر و نقش نہایت
آسانی سے ہو جاتی تھی۔ اس لئے بہت سے مذاہب و ادیان کے نہ صرف فرمودات، صحیفات، الواحات وغیرہ
پتھروں اور درختوں کی چھالوں کے علاوہ ہڈیوں پہ بھی ملتی ہیں ۔۔۔ ایک عجیب بات جو میرے
آئی تھی۔ ہڈیوں کی الواحات پہ اکثر طلسم، علم نجوم اور اشراف فلکی کی جنتریاں، تختیاں اور نقشے بھی
ملتے ہیں۔ قدیم نسخے، زبور حلی کی آیات جن میں اسمِ اعظم کے ایک خاص ورد کا ذکر تھا میں
جیسی ایک سالخوردہ ہڈی پہ کندہ دیکھیں۔ ماسکو کے میوزیم میں محفوظ زرد رنگ کی تقریباً ڈھائی فٹ
لمبی چوڑی یہ ہڈی یقیناً کئی صدیاں پرانی تھی اور کسی ایسے جانور کی جو طویل القامت اور قوی الجثہ

بھی ہوگا۔ جانوروں بشمول اور بالخصوص انسان کی ہڈیوں کی اہمیت اس طور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ان کا حصول اور استعمال آسان ہوتا ہے۔ سفلی علوی عملیات اور فسوں سوزی کے وظیفے اور موکلات خبیثہ و حاضرات کے لئے خصوصاً نجس جانوروں کی سالخوردہ بوسیدہ ہڈیاں "سیدھے" کا کام دیتی ہیں۔

میں انتہائی غور و خوض اور مختلف تجربات سے یہ سمجھ پایا کہ ہڈیوں کا بنیادی کیلشیم فاسفورس اور [illegible] بوسیدہ یا ڈھیدہ ہو کر ایک ایسا پُراسرار سا جالا بن جاتا ہے جس کے خانوں واتنوں کی تقسیم و تنظیم ابلیس [illegible] تلبیس سے مشابہت لے لیتی ہے تاہم ایک ایسی ماورائی سرانڈ بھی پیدا ہو جاتی ہے جو شیطانی بخورات [illegible] سفلی عملیات میں مدد ثابت ہوتی ہے ——— ایسی ہڈیوں میں کولہے شانے پسلی کی ٹیڑھی کمان نما ہڈیوں کے ریزھ کی ہڈی کی نوک جو مرد کے صلب میں گھسی ہوتی ہے، کھٹیوں کی پیڑی نما کافذی ہڈیاں ——— [illegible] ہڈی ——— اس کے بعد بازوؤں، ٹانگوں اور انگلیوں کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ یہاں زانوؤں اور پنڈلیوں کی [illegible] ہڈیوں کی نلیاں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں ——— جتنی اور جیسی بوسیدہ اور بوڑھی ہوگی اتنی ہی [illegible] ہیں جیسے کہ [illegible] کام کرتی ہیں۔ فرق صرف اتنا کہ ان میں بظاہر [illegible] دار دھماکہ [illegible] انتہائی خاموشی سے اپنا کام دکھا جاتی ہیں۔ کہا گیا کہ کسی بھی [illegible] سے [illegible] ——— یہ [illegible] شیاطین کا پسندیدہ [illegible]

● ہڈ خانے میں ایک پاگل خانہ ——— !

میرا بچپن تھا ——— ہمارے ایک رشتہ دار کی دوسری شادی، شیخوں کے ایک ایسے خاندان میں [illegible] کا ہڈیوں کا کاروبار تھا۔ شہر سے باہر کافی ہٹ کر ان کا گودام تھا۔ گودام کیا تھا ایک بڑی سی چار دیواری کے اندر اچھے خاصے جانوروں کی ہڈیوں کے پہاڑ کھڑے رہتے تھے ——— تمام شہر کے قصابوں [illegible] یہاں جمع ہوتے۔ خوب شہد اور موج اڑاتے۔ آس پاس بدبو کا یہ عالم کہ ادھر ناک نہیں [illegible] دوپہر رکھنے دھوپ تھا کہ جب یہ ہڈیاں آلائشوں سے نجات حاصل کر کے قدرے خشک ہو جاتیں تو [illegible] گدھوں پر لاد کر ریلوے سٹیشن لایا جاتا۔ یہاں سے انہیں مال گاڑی میں ڈال کر کسی دوسرے [illegible] جاتا ——— [illegible] کرتے کہ ان کو پیس کر چھان کر چینی کے برتن بنائے جاتے ہیں ... [illegible] کی [illegible] کنگھیاں ... ادویات اور نہ جانے کیا کیا الم غلم تیار ہوتا ہوگا۔

ہڈیوں کا گودام چونکہ شہر سے باہر تھا اور اس کے اردگرد سبزیوں، پھلوں کے کھیت اور [illegible]

...ے ہوئے تھے لڑکوں بالوں کی ضرورت تھے۔ ہم لڑکوں کی چھاپہ مار پارٹیاں اکثر ادھر یلغار کرتی رہتی
تھیں کہ جنھوں نے مجبور اور ضرورتاً اپنا سرٹیفکیٹ بنا رکھا تھا کہ کبھی کھیتوں باغوں میں پکڑے جانے پہ ہڈیوں
... مار ہونے کی وجہ سے ہماری گوشمالی نہیں ہوتی تھی یا پھر ہم دوڑ بھاگ کر گودام میں پناہ لے لیا
کرتے تھے۔ اس طرح یہاں آنے جانے سے ہمارے دماغوں سے ادھر کی دماغ پھاڑ دینے والی سڑاند کا
... کم ہوتا رہا تھا۔۔۔ ہم تعفن زدہ ہڈیوں کے بیچ یوں گھوما کرتے جیسے کسی باغیچے میں چہل قدمی کر رہے
... مختلف نوع کی ہوتیں ۔۔۔ بیل بھینس گائیں گدھوں گھوڑوں کے پورے پورے ڈھانچے جن
... گدھ اور سڑتے کتورے گھسے ہوتے ۔۔۔ نوچڑوں قصابوں کی دوکانوں سے اکٹھے کیے ہوئے
... مختلف پھیپھڑوں سے حاصل کیے ہوئے مردار جانوروں کے تابوت ... گلی محلوں میں پھینکے
... ہڈیوں کے ٹکڑے ۔۔۔ بظاہر یہ کام کاروبار بڑا گھٹیا اور چیتھڑوں پھاڑوں کے کرنے کا ہے مگر حالت
... اور فکر کے لوگوں میں جس طرح منافع کی اہمیت ہوتی ہے اتنی شاید عزت معتبری اور گھٹیا پنے کی نہیں
... یہی کہا جا سکتا ہے کہ کاروبار صرف کاروبار ہوتا ہے بڑھیا یا گھٹیا نہیں ہوتا یا پھر ... کہ اچھا اور
... سب کریں گھٹیا اور گندا کاروبار ... حال ... رشتہ دار

... ہڈی خانے میں کبھی اکثر ایک بدنما چہرے اور کمان کمر والے ادھیڑ عمر سے شخص کو
... کئی برسوں تک اس متعفن قبرستان میں ہڈیوں کو الٹ پلٹ کرتے دیکھتا تھا۔ عجیب سا خبطی
... اپنے آپ میں گم ... اور مشاقی سے ایک ایک ہڈی کا معائنہ کرتا پھر وہ ہڈی کو اس
... کے مطابق ارد گرد کے مختلف انباروں کی جانب اچھال دیتا۔ ہاں اس کے پاس ایک بوسیدہ سی بوری
... جانے اس میں وہ کیا دھرتا۔ میں نے اسے کبھی کچھ اس میں ڈالتے نہیں دیکھا تھا۔ میں کئی دنوں
... کے واسطے کی دلچسپی لیے تکا تھا۔ اس کی کوئی تاس ... پاس نہیں تھی ایسے بھی نکلے
... اکثر ایسی ہی اوپری بے ڈھنگی بیکار پر دھرے ہوتے ہیں۔ اس نوع کے بےگنی ... کے پیچھے لگ کر
... اکثر آپ کو اپنے آس پاس دکھائی دیں گے اور یہ ان کام دھندوں میں پڑے ہوں گے جنھیں
... کوئی نہیں کرتا تو کیا دیکھنا تک پسند نہیں کرتا۔ ان قاتوں لوگوں سے کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ ان کو
... کے وجود کو کسی آتشی جانور سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی ... جانے کیوں میں اس میں کچھ غیر معمولی
... وہ گودام کے منشی اور چوکیدار کے لیے صبح و شام شفتوں کے بڑے گھرے ... ناشتہ کھاتا
... تھا۔ میں سوچا کرتا کہ وہ معقول سا بوڑھا منشی اور لنگڑا چوکیدار اس کے ہاتھ کا چھوا ہوا کھانا کیسے

طرح حلق سے اتار لیتے ہیں۔ اس کے ہاتھ پاؤں جسم چہرے پہ کیا موقوف وہ تو سراپا کسی قبر یا مقبرے
بوڑھے مرے ہوئے گدھے کی بوسیدہ ہڈی کی مانند تھا۔ دور سے دیکھو تو لگتا تھا کوئی بڑی سی ہڈی کسی [illegible] سے
چلی آرہی ہے۔ سامنے مقابل آنے والے اسے دیکھتے ہی راستہ دے دیا کرتے تھے۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی سے
ایک دن اس کی زد میں آ گیا تھا۔ وہ ناشتے کا سامان اٹھائے ہڈ خانے کی جانب رواں تھا میں اپنی گلی سے نکلا
وہ سامنے تھا۔

"چاچا! لسی کا ڈول مجھے دے۔ میں بھی ادھر کو ہی جا رہا ہوں۔"

وہ مجھے یوں تکنے اور گھورنے لگا گویا میں بھی کسی نوع کی کوئی ہڈی ہوں اور وہ سوچ رہا ہو کہ اسے کس
ڈھیر کی جانب اچھالوں—— میں نے کسی زندہ انسان کے ایسے بڑے بڑے ڈراؤنے دانت نہیں دیکھے۔ مجھے
تو یہ لگتا تھا کہ ہڈیوں کے ڈھیر پہ بیٹھے اس نے کسی بڑے سائز کے مردہ گھوڑے یا گدھے کی بتیسی نکال کر اپنے منہ
میں زبردستی فٹ کر لی ہے۔ اس نے دانت کٹکٹاتے ہوئے کچھ کہے سنے بغیر ڈول میری جانب بڑھا دیا تھا۔
پیتل کے ڈول کو میں نے یوں احتیاط سے تھاما کہ جیسے اس میں چاٹی کی بلوئی ہوئی لسی نہ [illegible]
نکلی ہوئی [illegible] ہو۔ مجھے کانٹا سا لگ گیا [illegible] وہ ناشتہ [illegible] آگے آگے اور میں [illegible] کا ڈول [illegible]
پیچھے پیچھے [illegible] کسی شخص سے
چلنے میں کچھ راحت ضرور ہوتی ہے کہ مقلد آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی زحمت نہیں اٹھاتا—— بس تقلید ہی [illegible]
ہے تا وقتیکہ [illegible] خود ہی ٹھک نہ جائے—— ہم گدھے [illegible] راستوں پہ [illegible] ہوئے [illegible]
تک آ گئے تھے جو اب چند [illegible] محسوس نہیں ہوتی تھی۔ گورکن کا [illegible] سفید [illegible] والے
ہاتھوں [illegible] آگے بڑھ کر [illegible] استقبال کیا—— چونکہ [illegible] اور [illegible] درویش سے
کام آتی ہے۔ [illegible] طوطے اور [illegible] سے [illegible] کی فرصت نہیں ہوتی۔ ہم [illegible]
[illegible] درویش کو فرصت نہیں ہوتی ایسے میں [illegible] دھیان [illegible] کی [illegible]
کر ناشتے والے کے [illegible] دیا۔ شاید ناشتے کے پوٹلے میں کچھ اچار پراٹھے ہوں گے۔ گوشت [illegible]
سے اسے کچھ رغبت نہیں رہی تھی کہ گودام کے [illegible] نے اس کے ہاتھوں پہ [illegible] پھیری ہوئی [illegible]
چھوڑ کر [illegible] تک پھیلا دی تھیں—— ایسے میں وہ ظلم ظریف بحالت مجبوری [illegible] سے [illegible]
دال [illegible] اور [illegible] پہ [illegible] تھا۔ منشی نے لپک کر میرے ہاتھ سے لسی کا ڈول لے لیا تھا اور [illegible]
ہاتھ دھو کر دھوتی کے پلوؤں سے پونچھ رہا تھا۔

اصل میں مجھے اس سے راستے میں بات کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ وہ [illegible]

[illegible] رہا تھا اور میں اُچک اُچک کر دو قدم درمیانی فاصلہ پاٹنے کی تگ و دو میں ہی لگا رہا۔
[illegible] اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ اتنا منحوس و مطعون کیوں دکھائی دیتا ہے۔ ایسا غلیظ اور ناپسندیدہ کام
[illegible] ہے اور وہ مُرداروں کی سڑی گلی ہڈیوں میں کیسی چھانٹی کرتا رہتا ہے؟

میں نے ایک بار ماموں شوکے سے پوچھا تھا۔

"ماموں یہ شیبا بو آپ کا ملازم کیا چیز ہے؟ مجھے ہڈیاں پہ چھانٹا رہتا ہے ہاتھ منہ دھوتے کبھی اس کو نہیں دیکھا ... گائے بھینسوں کے علاوہ وہ آپ کے کتوں کو بھی نہلاتا ہے۔ اس کے بچے اپنے کپڑوں بلکہ [illegible] نہانے سے بھی مُردار مُردوں کی بدبو آتی ہے ... کیا آپ کو بھی اس سے گھن نہیں آتی؟"

ماموں مٹھی میں سگریٹ دبا کر کش لگانے کے عادی تھے۔ بھرپور کش لگانے کے بعد وہ سگریٹ والی [illegible] ہاتھ کی مٹھی پر یوں جھاڑتے گویا تمہاری تلی سے متعلق بڑا اعلان کرنا چاہ رہے ہوں ... وہ ایک [illegible] لگاتے ہوئے کہنے لگے۔

[illegible] شیبا بو ہمارا ملازم نہیں ہے بلکہ ہم سب اس کے نوکر ہیں۔ وہ ہمارے رزق [illegible] کو پاک [illegible] کسی کام کے لئے نہیں کہا جو [illegible] اور اس

[illegible] میرے گال پہ چپت لگاتے ہوئے بولا۔

"کاکا! دوبارہ شیبا بو کے بارے میں کوئی سوال مت کرنا اور نہ ہی اس کی بابت کچھ سوچنا ... تمہارا [illegible] کی بات سمجھنے کی [illegible] نہیں رکھتی۔"

مجھے تو [illegible] اور [illegible] کا تھا۔ ماموں کے منہ سے جواب نے گویا میرے دماغ [illegible] کو [illegible] ماموں شوکے کو میں انتہائی گھٹیا قسم کا کاروباری بندہ سمجھتا تھا ایسے گھٹیا قسم کے لوگ صرف دو [illegible] کو زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ انہیں زندگی بندگی جمال و کمال وفا اور رضا قسم کی باریکیوں سے کوئی [illegible] والی دلچسپی نہیں ہوتی۔ مگر کیا کیجئے اس وقت اس نے ایسی گہری سی بات کی کہ میں حیران رہ [illegible] گم ہوا کھڑا رہا اور سچ تو کسی کی میراث نہیں ہوتی، کوئی بھی کسی وقت بھی کچھ بھی کہہ سکتا ہے بکو۔

بس یہ تو وقت پہ آمد اور حامد کی بات ہوتی ہے۔

شیبا بو میرے اپنے خیال کے مطابق مجھے کسی طور بھی درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا تھا۔ شاید وہ مجھے بچہ یا [illegible] وہ کسی کو بھی اس لائق نہیں جانتا تھا کہ منہ لگایا جائے۔

بچے اور اچار میں ایک قدر مشترک ہوتی ہے کہ دونوں اپنی خوشبو مارتے ہیں ... کھانے کے بعد

ان کی سوندھی اور کھٹی میٹھی خوشبو فقط ماتھے کے علاوہ کپڑوں اور باتوں سانسوں سے بھی آتی ہے اور بندہ دو دن پینڈو بنا کھتوں بنوں سے پنڈ اور کپڑے بچاتا پھرتا ہے۔ شرط ہے کہ یہ پراٹھے گھر کی گندم اور بیری کے گھی سے بنے ہوں جبکہ اچار اپنے آنگن کے آم اور کالی سرسوں کی پہلی گھانی کے تیل سے کالی مٹی کے برتن میں تیار کیا ہوا ہو اور ہاتھ نگاہ کسی ایسی سہاگن کے ہوں جس کے ہاتھوں میں برکت اور نگاہوں میں شرافت ہو ورنہ اچار کو ائی لگ جائے گی۔ شبابو اپنا پراٹھا اچار اور لسی کا پیالہ اٹھائے باہر گودام میں بڑوں کے پیچھے بیٹھا تھا — پیچھے پیچھے دو کتے — چار ٹانگوں والا اور دو ٹانگوں والا..... کہتے ہیں کتے کی پوچھل سو برس نلکی میں رکھو پھر بھی ٹیڑھی ہی نکلے گی — میں کہتا ہوں پوچھل کو نلکی میں رکھنے کی ضرورت کیا ہے۔ آدھا چپہ جڑ سے رکھ کر باقی قلم کردو۔ نہ دم ہوگی نہ ٹیڑھی رہے گی — اکثر مسائل ہم خود جان بوجھ کر تخلیق کرتے ہیں تا کہ واویلا کر کے زندگی کا لطف اٹھا سکیں ورنہ ہر مسئلہ کا حل ہمارے پاس ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ وہ بڑوں سے ایک ناہموار سے چبوترے پر رسائی سے بیٹھ گیا۔ دستر خوان بچھانے یا ہاتھ پوری دھونے کا تکلف تو وہ کریں جو طعام با اہتمام کریں اور جو با التزام کریں ان کے لئے یہ تکلفات محض فروعات ہی تو ہیں!

پراٹھے کا لقمہ اچار کے مصالحے سے لپیٹ کر ذرا [illegible] کتے [illegible]

لگنے ہی جا [illegible]

میں نے محسوس کیا کہ کتا بار بار میری جانب دیکھ رہا ہے جبکہ وہ ہر قوت اپنی ازلی بے نیازی سے بڑی بڑی [illegible] نوالہ پراٹھے پر چبا کر اور کنکھیوں سے مجھے ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا۔ اچانک کتے نے مر [illegible] سے اسے ... کیا۔ اس پیاس مرد ناداں نے بڑی کر بہت آمیز استغنا سے دیکھتے ہوئے پراٹھے کا ایک اور تیل چپڑے سے پتلا ہوا ٹکڑا ادھر اچھال دیا۔ عجب تماشا تھا! اس حقیر آزار نے اچک کر فضا میں سے ہی [illegible] جبکہ پہلے والا مقبول کر دیں چھوڑ دیا تھا — یہ کچھ چند ان میرے فولادی عقل میں نہ آیا۔ میں آنکھیں چیچ تے ہوئے ابھی اسی تگ و دو میں تھا کہ شبابو نے کسی بار سے سچ کی بچلی کی ہڈی میری ٹانگوں کی جانب پھینکی ہڈی پھینکنے کا انداز وہی تھا جو زمانہ جہالت میں جنگلی انسانوں کا ہوتا تھا — وہ پتھروں ہڈیوں درختوں کا تھا — ابتدائی انسان نے ان ہی چیزوں کو اپنا ہتھیار سمجھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ دیگر کاموں کے علاوہ کسی کو نشانہ بنانے کے لئے ان ہی میں کی ایک چیز سے کام لیتا تھا جبکہ وہ عادت شغل میں ہوتا۔ میں نے اس کی حرکت کا برا نہیں منایا نہ ہی مجھے کوئی ضرر پہنچا تھا — یقیناً اس میں کوئی پیغام ہوگا۔ میں خوشے بھنوؤں کی طرح ہڈی اور کبھی اسے دیکھنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا ہوں تو اس نے اپنے ہی ماتھی کر دینے والے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

● بچھوں اُگے مُنّے ......!

"کتیا! راتب کھا..."

اپنے لئے یہ سُن کر میری سماعت کی تو آنت چڑھ گئی میں کُتا ہوں اور راتب' کون سا؟ چند ثانیے تو [illegible] ہو گیا' کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں کیا کہوں؟ اسی اثناء وہ تحریک کھایا ہوا کُتا اپنی جگہ سے [illegible] میں پڑے ہوئے لقمے کو سونگھا' تھوتھنی سے اُلٹ پلٹ کیا۔ پھر میری جانب یوں دیکھنے لگا جیسے کہہ [illegible] تمہارا راتب ہے۔ یہ تمہارا حصہ ہے میں اپنا کھا چکا ہوں کبھی لقمے کو اور کبھی تو اسے کو دیکھنے لگا۔ [illegible] سے خوب مٹی غلاظت' ہڈیوں کی خشک تر آلائش سے آلودہ ہو چکا تھا۔ اسی دوران میرے اندر [illegible] کی کیفیت پیدا ہونے لگی۔ گویا میرے اندر اپنے ہی ٹوٹے ہوئے ہیں پیٹ انہیں قبول کرنے [illegible] ہو گیا ہو۔ اب وہ سارے باہر امڈنے کے لئے حلقوں تک پہنچ چکے ہوں۔ جب ایک دو ابکائیاں [illegible] بے اعتنائی سے میری جانب متوجہ ہوا۔

"[illegible] اپنا راتب کھا [illegible] تمہاری [illegible] کر [illegible] ہے پُوچھا [illegible]

[illegible]

یہ [illegible] میرا ہاتھ اپنی چھڑی کی طرف چلا گیا [illegible] سرگی میں ہارتے ہوئے [illegible] ہوا۔

"میری پوچھل نہیں ہے۔ میں ڈبو کی طرح کُتا بھی نہیں ہوں [illegible] میں تو [illegible] میرا نام [illegible]"

اس نے ایک جیسا [illegible] کا پتھر میری بات پر رکھتے ہوئے ٹوکا۔

"اگو بابے' ڈبو کی پوچھل باہر کی جو تُس نے کاٹ دی۔ تیری پوچھل اندر ہے۔ باہر کھینچ کر میں اسے [illegible] دوں گا......"

میں آپ ہی دو قدم پیچھے ہٹ گیا کہ بھاگنے میں آسانی رہے۔ مگر وہ تو جیسے میرا ذہن میری [illegible] سے خیالات و خدشات سب کچھ قابو کیے ہوئے تھا۔

"یہاں سے کھسکنے کی مت سوچو [illegible] تم ہمیشہ میرے بارے میں سوچتے رہتے ہو۔ مجھے گلی میں دیکھتے ہی [illegible] مجھ سے بات چیت کرنا بھی چاہتے ہو مگر تمہیں مناسب موقع اور الفاظ نہیں ملتے تھے [illegible] تم جاننا چاہتے [illegible] کیا ہوں گندہ کام کیوں کرتا ہوں [illegible] میں اکاغلیظ اور گندہ کیوں ہوں [illegible] میرے ان تراشے ہوئے [illegible] کپڑے [illegible] بڑھے ہوئے بالوں کے جھاڑ جھنکار [illegible] تن کے متعفن چیتھڑے [illegible] گندی کی [illegible] [illegible] میں کون ہوں' کیا ہوں اور کیوں ہوں؟ اور سنو! میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کوئی عام سے

بچے نہیں ہو۔ تم میں جاننے، سمجھنے، دیکھنے، محسوس کرنے اور برداشت و جذب کرنے کی بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔"

یہ سب کچھ کہہ سنا کر وہ کھانے میں مگن ہو گیا۔ نوالہ توڑتا، الٹا سیدھا جیسے ولی پہ تمام احترام سے [illegible]
ہے۔ وہ نوالے کو پراٹھے پہ رکھتا پھر ڈکر بھاڑ سے منہ میں رکھ لیتا — یہ بھی دیکھا کہ اس نے آدھا نوالہ خود [illegible]
بچے ڈبو کے منہ میں ڈال دیا۔ یوں کہ یہ بندہ اور وہ کتا دونوں ایک ہوں۔

میں اپنی ابکائی اور متلی پہ بڑی مشکل سے قابو رکھتے ہوئے سوچ رہا تھا — اُف خدایا! یہ بظاہر تعلیم [illegible]
بے وقوف سنکی سا کیڑا اندر سے کیا نکلا؟ اس کی یہ فلسفیانہ انداز کی گفتگو اس کے معقول پڑھے لکھے انسان ہونے
کا پتہ دیتی ہے۔ فنِ گفتگو سے بھی آشنا لگتا ہے تعجب کہ وہ حیوان اور انسان کے مابین کا واضح فرق اور نجس و پاک
کے امتیاز سے ایسی روگردانی برتتا ہے۔ کتا تو نجس العین بھی ہے جو کبھی پاک نہیں ہوتا — وہ بھی خارش زدہ جس
کی پیپ پڑی کوڑھ کھال جگہ جگہ سے ابھر رہی ہے جسے دیکھتے ہی جی مالش کرنے لگتا ہے ... اس کا ہم
نفس کیا ہوا نوالہ میں کھاؤں — ؟

"کھاؤ — میں کھا لیتا ہوں — " وہ جھاڑتے ہوئے ڈبو سے مخاطب ہوا۔ " ڈبو وہ نوالہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] سوچتے لگا انسان کا ذہن تو یہ پڑھتا ہی ہے جو انوس پہ بھی اپنا علم لگا لیتا ہے۔ " خدایا یہ [illegible]
قماش کا بندہ ہے!" [illegible] سوچنے لگا۔

"ادھر آؤ — " [illegible] ایک ادنیٰ [illegible]
میں بھی ایک غلام کے بندے کی طرح سر جھکائے اس کے روبرو جا کھڑا ہوا — وہ تختِ استخوان پہ شیر [illegible]
جیسے آسن جمائے بیٹھا خلفِ اعلیٰ فرما رہا تھا۔ درباری کتے بدستور ابھی حاضر باش نہیں تھے
دیوان جی [illegible] تھے یا [illegible] — شکمیں وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔

"اگر تم نے میری بات کی گتی کر لی تھی تو پیچھے پیچھے کتے کی مانند آنے کی کیا ضرورت تھی؟ — تم
نے بہت سے سوالات بھی پیدا کر رکھے تھے — تم سے تو یہ کتا کہ کھایا ہوا لقمہ اچھا ہے جس کے پاس
اطاعت، محبت، خدمت اور وفاداری ہے — یہ تمہاری طرح عقل، ناقص اور تشکیک کا شکار نہیں رہتا
رہی بات نجس و پاک، خوشبو اور بدبو اور غلیظ و لطیف — تو سوچو تم کن چیزوں سے تخلیق ہوئے — جو
غلیظ تھی — ناپاک قطرے [illegible] کا لندہ [illegible] خون جسے نو مہینوں تک بطور غذا استعمال کرتے —
اُنگ اُنگ میں حرام مغز اور حرام خون — سرخ و سیاہ منہ والے کیڑوں سے بھرپور — تم [illegible]

[illegible] مقعد میں کچی کلو اور لیتھڑوں کے حساب سے بول و براز — ناک' منہ' کان' آنکھوں اور ناخنوں میں غلاظت و سمیات — انگلیوں کی جڑوں' دانتوں کی ریخوں' بغلوں کے درمیان اور زیر ناف وقاف بدبو' عفونت — کہاں ہے پاکیزگی؟ یہ سب محسوسات ہیں۔ اصل میں ہر چیز ایک دائرے میں گھوم رہی ہے۔ جس [illegible] جس کیفیت کے زیر اثر آ جاتا ہے وہ وہی ہو جاتا ہے۔ سرخ رنگ کے سامنے آیا تو سرخ رنگ کا ہو گیا۔ یہی پھر سبز رنگ' پیلا' نیلا' کالا بھی بن جاتا ہے۔ پلید چیز دوسرے لمحے پاکیزہ ہو جاتی ہے جبکہ صاف مطہر [illegible] لے کر گندگی اور غلیظ ہو جاتی ہے … یہ ہڈیاں ہی لے لو پاک ناپاک کی یہاں کوئی تمیز باقی نہیں رہی۔ یہ سب پیس کر اک نیا روپ دھار لیں گی — جس طرح ہر قسم کی گندگی گل کر کھاد میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہی کھاد پیداوار میں اضافے اور تر و تازگی کا سبب بنتی ہے۔ حیوان اور انسان کے مابین بھی چند حروف' کچھ قدریں' معمولی جذبوں اور بے ہودہ لفظوں کا معمولی سا ہیر پھیر ہی فرق ہے ورنہ دونوں ایک ہی — ایک جیسے — منطق اور دو پا حیوانِ ناطق!"

میں الجھے ہوئے سوچنے لگا۔ "الٰہی! یہ کس قماش کا بندہ ہے؟ باہر سے کچھ اور اندر سے کچھ؟"

وہ ہنس کر بولا۔ "اندر باہر کی چھوڑو … یہ [illegible] — تم [illegible]"

[illegible]

"یہ قبلہ سے مقعد میں ہی ٹھیک تھا — اور ہاں ہڈیوں کے بارے میں جاننا چاہو تو [illegible] کوئی [illegible] سے تجربہ حاصل کرو تو پتہ چل جاتا ہے۔"

تجربہ کاروں کی بات پر [illegible] — وہ بھی میرے منہ سے نکل گیا۔

"یہ تجھے کاٹ کر کھا … کیا یہ میرے لئے کھانا ضروری تھا؟"

"ہاں —!" وہ بے ساختہ سا بولا۔ "ہاں! بالکل ایسے ہی جیسے ایک مدت سے میرے بارے میں تمہارا [illegible] کی طرح میرے پیچھے پیچھے یہاں تک آنا ضروری تھا۔ جب میں نے تمہارے اندر کے بہت سے سوالات کا جواب دینا چاہا تو تم [illegible] سے ہی انکاری ہو گئے۔ میں بتاتا ہوں کہ کتوں کی بھی قسمیں ہوتی ہیں — ایک وہ کتا ہے جو جنت میں جائے گا۔ ایک وہ بھی جو جان و مال کی حفاظت کرتا [illegible] ہوتا ہے جس کے منہ' دانتوں سے چاٹا ہوا شے رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ کتوں کو کوڑے میں کھانے [illegible] نہلا دھلا' بنا سنوار کر نمائش میں لایا جاتا ہے۔ یہ سراغ رسانی کرتے ہیں' پہرے اٹھاتے ہیں' مجرموں' چوروں' ڈاکوؤں پر گرفت کرتے ہیں۔ مویشیوں کی حفاظت' بھولوں بھٹکوں اور اندھوں کی رہبری کے

فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

وہ خاموش ہو کر مجھے گھورنے لگا۔ میری چندی چندی آنکھوں میں اپنی نگاہوں کے برچھے اتارتے ہوئے

"...... اور کچھ تم جیسے اس قابل بھی نہیں ہوتے کہ انہیں آدھے دھیلے کا کچا ہی کھلا دیا جائے"

شہابے کی اس آخری بات کے بعد میں بھنا کر بن کچھ کہے سنے وہاں سے کھسک آیا۔ میری اپنی عقل کے مطابق اس نے میرے ساتھ انتہائی اہانت آمیز سلوک کیا تھا جبکہ میری اس سے دلچسپی محض یہ جاننے کے لئے تھی کہ وہ پاک پلید جانوروں کی ہڈیوں سے اتنی گہری دلچسپی کیوں لیتا ہے۔ ان کی بانٹ چھانٹ میں سنجیدہ اور منہمک ہونے میں کیا راز پنہاں ہے۔ وہ گویا ان ہڈیوں پہ مٹی ان مٹی لکیریں تحریریں پڑھ رہا ہو۔ وہ ان کے خم خیدے کھنکا، ابھار اُبھار، طول عرض اور وزن یوں جانچتا اور نظر سے نکالتا جیسے لدے وقتوں کی کوئی پُراسرار تحریریں لکھی ہوئی ہوں یا ان میں نبیوں پیغمبروں، حکیموں فلاسفروں اور جہاں گشتوں کی رانوں تلے رہنے والے جانوروں کی مقدس ہڈیاں کہیں سے آ ملی ہوں۔ وہ کچھ ہڈیوں کو یوں الٹ پلٹ کر دیکھتا، ٹٹولتا جیسے وہ انہیں جان پہچان چکا ہو۔ اس عالم میں اس کے چہرے کے بھیانک خدوخال بدل جاتے تھے اور وہ علم الاعضاء کا کوئی ماہر کوئی یونانی حکیم [illegible] کوئی ایسا [illegible] سلسلہ اتر [illegible] رہی ہو۔ مجھے اکثر محسوس ہوتا جیسے اس نے میرا کوئی قرض دینا ہو یا اس کے پاس میری کوئی گروی پڑی ہو۔ لگتا تھا کہ کسی نہ کسی ناطے اس سے کوئی آشنائی ضرور تھی لیکن جب یہ منظر واضح ہونے لگتا تو ناظر اپنی بصارت کی صحت پہ بھروسہ نہیں کر سکتا۔ صرف بصیرت کی ناکام ٹامک ٹوئیاں ہی مارتا رہتا ہے ...... کہ شاید اسی اُس کے لئے کوئی راہ نکلتی ہو۔

میں بے دلی سے واپس گھر کی جانب لوٹ رہا تھا ...... نگاہ کہیں قدم کہیں اور دماغ تو جیسے کہیں نہیں ...... انسان ایسی حالت دو صورتوں میں ہی ہو سکتا ہے۔ انتہائی پُرسکون لمحات میں یا پھر جب وہ کسی ذاتی ادبار میں دبا ہوا ہو ...... مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کس کیفیت میں ہوں ...... سب کچھ پیچھے تھا، سامنے میرے آگے ...... میں خواہ مخواہ ہی راہ کی دھول مٹی میں پاؤں رگڑتا رہا تھا ...... روڑے ٹھوکریں ...... راہ راستے کی ہر چیز سے بے نیاز ...... آخر یہ کیفیت اس وقت ٹوٹی جب ایک لینڈ لارڈ مڑ کر سامنے آ گیا۔ بالشت بھر کی زبان لٹکائے وہ مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا جیسے کہ میں اس کی ہڈی اٹھا کر بھاگا جا رہا ہوں۔ مجھ میں یہ جو نہ آیا کہ یہ ذات شریف مجھ سے آخر کیا چاہتے ہیں؟ ایک اور بھی لوگ آ جا رہے ہیں مجھ ہی پہ یہ نظر کرم کیوں؟ جب کچھ اچھے خاصے لمبے ایسی دیکھا دیکھی میں رہتے

سامنے سے پکی ہوئی نگاہوں میں تارے جڑی تو اس رذیل نے زبان سینچی اور خونخوار قسم کے دانت نکوسے شروع کر
دیئے۔ میں ایک دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اتنا ہی آگے بڑھ کر ناک سکیڑ سکیڑ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ مجھے
اس کے تیور کچھ غیر مرتبانہ سے دکھائی دے رہے تھے۔ اچانک میری نظر اس کی کٹی ہوئی دُم اور کٹے ہوئے
کان پہ پڑی تو گرہ کھلی کہ یہ استاد بھی اسی بڈاں والے گھرانے سے فیض یاب ہیں۔ چلینج ہوں گے میری بلا
سے میں نے چند قدم پلٹ کر بغل سے نکلنا چاہا۔ وہ کمینہ میرا ارادہ بھانپتے ہوئے ادھر ہو لیا یعنی وہ پوری پوری
ناکہ بندی کیئے ہوئے تھا۔ اب اتمام حجت کے طور میں نے مزید پرے سے راہ بنانے کی کوشش کی تو وہ
سامنے ادھر ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ راہگیر وہ تماشا دیکھنے کھڑے ہو گئے تھے کہ اس بچے اور کتے کے مابین کیا
ہوتا ہے۔ ایک آدھ نے آگے بڑھ کر کتے کو ذرا یا دھمکایا بھی ——— روڑے پتھر بھی پھینکے مگر وہ چند اچھا کے
دم لیتا تھوڑی دیر بعد بھونکتا بھاگتا پھر سے میرے سامنے کھڑا ہو جاتا۔ ایک بوڑھے نے مجھے مشورہ دیا
کہ میں بھاگ کر اس کی طرف آ جاؤں لیکن میں نے انکار کر دیا ... میں جانتا تھا کتے سانپ اور موذی کسی کو
بھاگنے نہیں دیتے۔ وہی بوڑھا مجھ سے پوچھنے لگا۔

"کیا تمہارے پیچھے کیوں پڑا ہوا ہے کیا تو اس کا کچھ لے کر بھاگا ہے؟"

"ہاں [illegible]"

"ہڈیاں ——؟" وہ کچھ سوچتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "تو نے اس کی ہڈیاں کیا کر لی تھیں؟"

"وہی جو ہڈیوں کے ساتھ کتے کرتے ہیں۔"

وہ بھاڑ منہ کھولے مجھے [illegible] کھسک گیا۔ اب میری کتے کے ساتھ
جنگ شروع ہو گئی ——— میں ایک ساعت میں کٹ کٹ کر ادھر اپنی راہ بنانے کے لئے لپکتا اور وہ جوں جوں
مجھے گھیرے رکھتا ——— آخر تھک ہار کر میں ایک نالی کے نیچے بیٹھ گیا ——— جب ذرا دم بھا اس کا ہانپنا ختم
[illegible] کے دروازے پہ دستک دی کہ حضرت داغ اب کیا چارہ کیا جائے آج صبح صبح کس کا منہ دیکھا تھا
[illegible] نے ابھی پیچھا نہیں چھوڑا ہے ——— مجھے یوں بیٹھا دیکھ کر وہ کتا بھی کچھ فاصلہ رکھ کر بیٹھ گیا ——— وہ تھکے
[illegible] سے زبان نکالی اور ہانپنے لگا دوبارہ اندر چلی جاتی مگر کیسے وہ جو وہ مجھ پہ تکی ہوئی تھیں کہ جا تو آج بھی
[illegible] سے بچ جاؤ تو جانوں جنگل میں تو اس سے زیادہ وحشی اور خبیث تھا وہ اگر کتا تھا تو میں اس کا بھی باپ
[illegible] مانا تو مجھے سکھا دی تھی۔ ہتھکنڈے بچھانے اور ڈرانے میں مزہ آتا ——— بیان نہیں کر سکتا [illegible]
[illegible] کے سارے ڈراموں کا میں آغا حشر کاشمیری تھا۔ خوب مانا کہ کتے کے ہاں پانچ حسیں اور چند خفیہ
[illegible] صلاحیتیں اضافی ہوتی ہیں۔ اس کی قوت شامہ بلا کی تیز ہوتی ہے۔ وہ مقابل کے خیالات سوچ اور

ارادے کو فوری طور پہ پڑھ لیتا ہے ... اس کی باطنی آنکھ بڑی زبردست ہوتی ہے۔ وہ زچال غائب [illegible]
ناری ارضی افلاکی مخلوق شیاطین وشتابرات آفات وبلیات ــــ فضاؤں ہواؤں آندھیوں جھکڑوں [illegible]
مراوں ویرانوں اندھیروں جنگلوں پہاڑوں میں خرمستیاں مچاتے ہوئے آوارہ وشر شرار کو براہ راست دیکھتا
ہے۔ نیک وبد جنات وپریوں سے اس کی جان پہچان ہوتی ہے ــــ اس کے ماتھے پہ آنکھوں کے درمیان [illegible]
غدود کی صورت میں ایک انتہائی حساس ریڈار ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کی آنکھ کے کرنے میں ایک حساس
غدہ ــــ دونوں کانوں کی لووں کی نوکوں اور دم کے سرے پہ چھوٹی چھوٹی کلغیوں میں عجیب وغریب [illegible]
ایریل لگے ہوتے ہیں۔ جو آفاق وپاتال کے اندرون بیرون تیسری تہہ پرت تک رسائی رکھنے کی [illegible]
رکھتے ہیں۔ ــ کتا زمین کی تہہ در تہوں میں پوشیدہ و دقیق و ثقیل معدنیات کو سونگھ اور پہچان لیتا ہے۔ زلزلے [illegible]
ہونے والی عمارات زمیں بوس ہونی کا ان کے نیچے دبے ہوئے افراد کو کتوں کی مدد سے ہی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ [illegible]
ابھی کتے کی تمام تر خوبیوں اور خوبصورتیوں سے کماحقہ واقف نہیں ہوا۔ ابھی صرف چند خوبیوں سے فائدہ [illegible]
سکا۔ سائنس ٹیکنالوجی کے اس ترقی یافتہ روشن دور میں جہاں حساس ترین آلے بے بس ہو جاتے ہیں [illegible]
کتے ہی کام آتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ کتے [illegible] حکیم [illegible] دان [illegible]
کے ماہر بھی [illegible]
حالات سونگھنے والی حس بھی ہوتی ہے۔ لطف کی بات کہ یہ سچے اور جھوٹے کو بھی پہچان لیتے ہیں ــ
مقام حیرت ہے کہ اتنی نادر روزگار صلاحیتیں رکھنے والا ساتھ پڑے ہوئے کو [illegible]
وجود کو بیان نہیں [illegible] بے پناہ خوبیوں کے مقابل کوئی [illegible] کمزوری بھی رکھی [illegible]
ایسا نہ ہو تو نظام حیات ہی ٹھپ ہو کر رہ جائے۔ اساطیر میں کتے کا [illegible] موجود ہے۔ روایت ہے کہ [illegible]
وجود سے ہی معرض وجود میں آیا۔ آدم کا پتلا قریب قریب مکمل ہو چکا تھا۔ ابلیس لعین کہیں پاس سے
رقابت یا شرارت سے پتلے پہ تھوک پھینک کر بھاگ گیا۔ کہتے ہیں کہ اس تھوک والی جگہ سے مٹی [illegible]
وہاں کتے نے جنم لیا۔ استدلال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ کتا ہمیشہ آدمی کے قریب رہتا ہے۔ اس کا وفادار
اس کا ہر ستم برداشت کرتا ہے اور اس کے لئے جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتا ــ میدان جنگ
ہو یا سیاحت وتفریح ــ معرکہ عشق ہو یا بازیچہ الفت ومحبت ــ بارہا تصوف وتصرف ہو یا [illegible]
تحقیق وتلاش ــ منزلیں ہوں یا بھول بھلیاں [illegible] آگے پیچھے دکھائی دیتے ہیں ــ کسی نے اسے [illegible]
صفات والا کہا۔ کسی نے اسے اپنے سے اونچا کر دکھایا ــ کسی نے اسے کمال حقارت سے [illegible] کیا
حد عجز وانکسار خود ہی کو کتا کہہ دیا۔ کسی اسے نفرت سے دور رکھا تو کسی نے پتھر سے مارا دھتکارا اور کسی نے [illegible]

[illegible] کھلایا پلایا اور گود میں کھلایا — کسی نے اسے اپنا بچا ہوا کھلایا اور کسی نے اس کا جھوٹا کھایا — میرا اپنا
[illegible] ہے کہ کتے کو جتنا غیر مسلموں نے سمجھا جانا — محبت، توجہ، عزت دی اور انسانی فلاح و بہبود کے
لئے اس سے کام لیا۔ مسلمانوں نے اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں کیا۔ مسلمان اپنی پاکی داماں کے زعم میں ہمیشہ
اسے حقارت سے ہی دیکھتے رہے۔ اسے نجس ناپاک کہتے رہے۔ لیکن اس وفادار نے پھر بھی ان کا دامن اور در دوار نہ
[illegible] — مسلمان ہلکی سے ہلکی گالی یا کم سے کم نفرت کا اظہار بھی اگر کسی سے کرے گا تو کتا ضرور کہے گا —
[illegible] ایک چیز ہے عقیدت و عجز میں بھی کتا بننا پسند کر لیتا ہے اور کبھی انتہائی غصہ اور نفرت کے عالم میں
[illegible] کتا کہنا چاہتا ہے۔ انتہائی عقیدت و محبت کے عالم میں سگِ در رسول صلعم کہنا اپنے لئے اعزاز اور
[illegible] سمجھتا ہے کسی ولی یا پیر مرشد کی چوکھٹ پہ بندھا کتا کہلوانا بھی اپنے لئے فخر سمجھتا ہے۔ مگر اسے ہاتھ
[illegible] پسند نہیں کرتا — آج مجھے کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں فلاں در کا [illegible] ہوں گھوڑا یا گدھا ہوں یہی کہا
[illegible] کے در کا کتا ہوں — معلوم ہوا کہ کتا تصوف میں ایک خاص مقام رکھتا ہے

[illegible] ضرب الامثال اور محاورے کتے کے بارے میں ہیں شاید ہی کسی اور جانور کے بارے میں
[illegible] کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا [illegible] [illegible] کے یار
[illegible]
[illegible] کتے کی دُم [illegible] ان کی مالک کی حیا کرنی پڑتی ہے — کتے سے [illegible] کا شکار
[illegible] کتا [illegible] پاگل کتے [illegible] گھوڑے اور اونٹ [illegible] کوئی مار رہا
[illegible] کی دُم — [illegible] کتے کو [illegible] — [illegible] کا کتا بھی نہیں [illegible]
[illegible] کتا کتے سے بہر حال — کتے کی یاری [illegible] — کتا بڑی کا [illegible] اپنے [illegible] سے
[illegible] لیتا ہے — بوڑھے شیر [illegible] یارانے کے [illegible] — کتا [illegible] پلید [illegible] پاکیزے —
[illegible] کے نخرے اور [illegible] کتے سے دوستی [illegible] — آوارہ کتوں سے راستے [illegible]
[illegible] شروع کر دیا ہے۔ کتے کو [illegible] کہنا چاہتے ہیں [illegible] جاتا ہے ... اگر [illegible]
[illegible] عربی میں سوتی کو کہتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ اسے [illegible] کہتے ہیں تو [illegible]
[illegible] لگتا ہے فرق صرف عربی اور ہندی کا ہے [illegible] ہندو اور ہندی [illegible]
[illegible] اس کے [illegible] کے لئے کوئی [illegible] نہ ہوگی۔ وہ ماں کھانا پاپ کہتے ہیں اور
[illegible] کھانا مہا پاپ کہتے ہیں اور [illegible] ہندو دیو مالا میں اس غریب کا کوئی خاص ذکر اذکار ہے
[illegible] نے اسے اس قابل بھی نہیں کردانا کہ سانپ، بندر، ہاتھی کی طرح اس کا بھی کوئی چھوٹا موٹا دیوتا ہوتا

دیتے ــــ شاید اس کی وجہ اس کی سرِعام غیر اخلاقی حرکتوں کا کچھ دخل ہو۔ ویسے ایسی بدذاتیاں تو مہذب ملک میں بھی ہیں اور ایسی کمال درجہ کی پائی جاتی ہیں کہ دیکھنے والے نگاہیں چرا جائیں۔ اپنا کتا پھر بھی کچھ مہذب ہے مگر بندر تو خاص خاص بندریاں ڈھونڈ کر بے حیائی کے کرتب دکھاتا ہے۔ ہندوؤں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ہمارے ہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وہاں کتوں کی نسبت سور زیادہ ہوتے ہیں جو گلی کوچوں میں دندناتے پھرتے ہیں ــــ گندی موریوں کا گند ملا اور گھروں ڈھابوں کا سب کچرا منٹوں میں صاف کر جاتے ہیں کہ کسی مہتر شودر کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ لطف بالائے لطف یہ کہ جن کا گند کچرا یہ سور کھاتے ہیں بدیر وہ لوگ پھر ان سوروں کو کھا کر حساب برابر کر لیتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں دائیں ہاتھ سے دے [illegible] ہاتھ سے لے۔

میں نالی کے پیچھے مٹی کی منڈیر پہ [illegible] بیٹھا اسی کتا کہانی پہ غور کر رہا تھا اور وہ سامنے مجھ پہ نظریں جمائے جیسے [illegible] شاید میرے اندر کی کتا کہانی سن رہا تھا اسی لئے چپ چاپ بیٹھا تھا ــــ جیسے ہی میری سوچ ختم ہوئی اور میں نے نظروں کا زاویہ [illegible] [illegible] کا ارادہ معلوم کرنے کی خاطر ایک [illegible] انگڑائی تو ڈی اور اسے نظر انداز کرنے کی اداکاری کرتے ہوئے چھوٹے موٹے کنکر روڑے اٹھا کر ادھر ادھر پھینکنے شروع کر دیے ــــ پہلے تو وہ [illegible] اس کھیل پہ [illegible] پھر ہوشیار ہو کر کھڑا ہو گیا ــــ [illegible] مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہو اب میں نے اٹھ کر ارد گرد سے بڑے بڑے مٹی کے ڈھیلے اٹھا کر ادھر ادھر پھینکنے شروع کر دیے ــــ جبلت میں شامل ہے کہ وہ کسی اڑتی چیز پہ لپکتا ہے۔ وہ پیچھے کی [illegible] کرتا ہے۔ وہ میرے ہر پھینکے [illegible] پہ جسم کو جھٹکا دیتا [illegible] ڈھیلے کے پھینکنے اور گرنے پہ نگاہ رکھتا۔ میں بھی کن انکھیوں سے حرکتوں کو دیکھ رہا تھا۔ میرا خیال ہے کہ میں نے بے ارادی طور پہ ایک ذرا سا ڈھیلا اٹھا کر اس کی جانب دیا تھا جو [illegible] کر کے اس کی کمر پہ پڑا ــــ بس تبھی اس نے [illegible] نکالی اور میری پشت پہ [illegible] میرے تو اوسان جاتے رہے ــــ ایسا ناگہانی حملہ جس کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میرا اندازہ ہے [illegible] نے قدرے احتیاط سے کام لیا تھا ورنہ میری کمر اور [illegible] یقیناً [illegible] ہوتیں۔ مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ [illegible] نے بھونک بھونک [illegible] کر مجھے مخالف سمت [illegible] کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ الٰہی یہ کیا ہو رہا ہے میں نے اپنے آپ سے سوال کیا ــــ جیوں جیوں اس نے کچھ اس انداز میں [illegible] لگائی کہ صاف [illegible]

...پس چلو واپس چلو!'' یہ پیغام لحظہ یا مشورہ اتنا واضح تھا کہ سمجھنے میں ذرہ بھر بھی ابہام پیدا نہ ہوا۔ ہو
... صورت حال پہ مزید غور کرنے کے بعد آخری کوشش کے طور میں نے اپنے گھر کی جانب دوڑ لگا
... میں جانتا تھا کہ کم از کم کتے کے مقابلے میں دوڑ کر پیچھا نہیں چھڑایا جا سکتا ـــــ وہ پوری مستعدی
... سے پیچھے لپکا اور ایک ہی جست میں میری شلوار کا پائنچہ منہ میں لے لیا۔ اس سے پیشتر کہ میں
... گر پڑتا اس نے مجھے چھوڑ بھی دیا تھا۔ یہ تماشا قریب کے راستے سے گزرنے والے لوگوں نے
... ایک دو بچے اور ایک بھلا سا آدمی کتے کی جانب ڈھیلے پھینک رہے تھے ـــــ پوری صورت حال
... سمجھنے کے بعد میں نے اپنا ارادہ اور راستہ بدل دیا اب میں واپس گودام کی جانب جا رہا تھا اور کتا بھی
... سے میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا ـــــ ذرا آگے پہنچے تو میں نے یونہی پلٹ کر اس کی جانب
... ستم ظریف نے وہیں سے بھونکی لگائی۔ ''ایک اچھا کتا بن کر آگے آگے چل اور مجھے بندہ بننے پہ

... پڑھا اور دیکھا بھی کہ کیونکر مخصوص نسل کے تربیت یافتہ کتے چار پاؤں والے جانوروں پہ
[illegible]
[illegible]
... ایک ... کتا مقرر تھا۔ جو کسی کے ظلم پہ اسے چیرنے لے جا رہا تھا۔ شاید یہ دوبارہ [illegible]
... کرنا چاہتا تھا۔ پہلے سورج میرے پیچھے اور اب چڑھتا سورج میرے سامنے تھا۔
... وہ دو انسان کا ... [illegible] ... کے اپنی خوشی سے ... تھا۔

■ ... کے بخت کا عروج ـــــ !

میدان سجا ہوا ـــــ چنانچہ اس میں بڑے بڑے امرا، وزرا صاحب مراتب اپنی اپنی نشستوں پہ متمکن
... بوڑھا باپ شہنشاہ فیلقوس اور استاد محترم ارسطو حکیم بلند نشستوں پہ جلوہ افروز تھے۔ اس زمانے
... کے مختلف نوع کے طاقت کے تماشے آتے اور عوام و خواص ان کے ہنر سے محظوظ ہوتے
... شہسواری، تیغ زنی، نیزہ بازی، رتھوں کی دوڑ، تیر بازی اور دیگر جسمانی کرتبوں پہ مبنی
... تھے۔

اسی دوران ایک نو عمر اسپ تازی لایا گیا جسے بمشکل دو پہلوانوں نے مضبوط چرمی تسموں سے جکڑا ہوا

تھا۔ گھوڑا کیا تھا غیظ و غضب میں چھلکتی ہوئی عفریت کہ کسی کو پٹھے پہ ہاتھ تک دھرنے نہ دے۔ اوپر سے [illegible]
سے چنگاریاں اور نتھنوں سے دھواں چھوڑتا ہوا یہ بدمست جب شہنشاہ فیلقوس کے روبرو پچھلے پاؤں پہ کھڑا ہوا
تو بوڑھے فیلقوس نے اسے تحسین و تعجب بھری نگاہوں سے تولا ۔۔۔ گو اس کے مضبوط زانوؤں تلے
ملاحظے میں بڑے بڑے خوبصورت پارہ صفت آشفتہ سر گھوڑے آئے تھے مگر جو طمطراق تندی و تیزی اس
چھلاوے میں نظر آئی وہ پہلے کبھی نہ دیکھی تھی ۔۔۔ شاہی اصطبل کا یہ نوخیز نایاب گھوڑا پہلی مرتبہ اکھاڑے میں شہنشاہ
کے ملاحظے کے لیے لایا گیا تھا۔ شہنشاہ فیلقوس کافی دیر تک اس خوبصورت سرکش جانور کی حرکات میں محو
رہا ایک آدھ بار اپنے معتمد خاص اور ولیعہد سکندر کے اتالیق ارسطو کی جانب بھی تحسین طلب نگاہوں سے
دیکھا ۔۔۔ جو بڑے پروقار انہماک سے اس کی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا ۔۔۔ گھوڑے کی سرمستیاں
طراریاں جب حد سے بڑھیں اور اس پہ قابو پانا مشکل ہو گیا تو فیلقوس نے حکم دیا۔

"ہے کوئی جو اس سرکش و سرمست کو قابو کر کے لگام ڈالے ۔۔۔۔ اس پہ سواری کرے اتنا کہ
اس کی مستی [illegible] اس کے جسم پہ پسینے کی شکل میں بہہ نکلے ۔۔۔"

[illegible]

تین پہلوانوں [illegible]
آخری اعلان [illegible] کہ جو کوئی بہادر اس منہ زور کے منہ میں لگام لگائے اور اس پہ سوار ہو کر چکر لگائے وہ شاہی
اعزاز و انعام پائے ۔۔۔ سلطنتوں کے چند [illegible] میں جب کوئی ایسا شہسوار دریافت نہ ہوا تو فیلقوس کے
[illegible] سکندر [illegible] شہنشاہ باپ سے بڑے [illegible]
سے اک نظر اپنے ولیعہد کو دیکھا پھر اچٹتی سی نگاہ اس کے استاد ارسطو پہ ڈالی جسے سکندر کی اس قدرت
قطعی کوئی تعجب نہیں ہوا تھا چند اضطراب و اضمحلال آمیز لمحے۔۔ سکندر کو گھورتا رہا پھر تردد و تفکر کی سی
کیفیت اس کے چہرے پہ پیدا ہوئی اور اگلے ہی لمحے اس نے شاہی عصا کو بلند کرتے ہوئے [illegible]
سے اذن خوشنودی مرحمت فرمایا۔ شہنشاہ باپ کے آگے سر خم کرنے کے بعد وہ اپنے عظیم المرتبت اتالیق
کے روبرو سر خم کرتے ہوئے اجازت کا طلبگار ہوا ۔۔۔ بارگاہ حکمت و دانش سے بھی اسے اجازت
ملی ۔۔۔ [illegible] فیلقوس کے [illegible] "کیا اس کی [illegible] گلستان میں بہار [illegible]
رنگ و خوشبو [illegible] دکھائی دینے لگے۔

بلند بخت تنومند اور ارسطو کی حکمت و بخشش سے سرفراز سکندر نے ہاتھ کے اشارے سے
پہلوانوں کی گرفت سے آزاد کروا دیا ۔۔۔ گھوڑا آزاد ہوتے ہی [illegible] اچھلتا ہوا میدان میں لپکا

[illegible] سکندر گھوڑے کی رفتار کے ساتھ ساتھ اپنا رخ بھی بدلتا جا رہا تھا۔ ہاتھ کے اشارے اور آواز کے
[illegible] سے بھی اسے آگاہ رکھ رہا تھا۔ چڑھاؤ تو ہوتا ہی اترنے کے لئے ہے۔ تیزی کی تان جلد ہی ٹوٹے
[illegible] جوش کے قالب میں ڈھلتے ہی ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ کوئی رفتار برقرار نہیں رہتی۔ گھوڑا تو
[illegible] سے آزاد ہوتے ہی ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ آزادی سے بھاگ دوڑ کر خوب بھڑاس نکال لی
[illegible] جیسے آہستہ آہستہ رفتار سے اتر کر پرسکون ہوتا جا رہا تھا۔ اس دوران ایک لحظہ کے لئے بھی
[illegible] سے نہیں ہٹی تھی۔ ہاتھ کے اشارے للکار و پچکار نگاہ و تلطف سب کچھ جیسے گھوڑے کے ساتھ
[illegible] چکر کے بعد گھوڑے کی طراری میں تیلے سے لگ گئے وہ پٹھے اور نتھنے پھڑکاتا ہوا سکندر سے
[illegible] کھڑا ہو گیا۔ مشقت سے پسینے کے پرنالے چھٹے پڑے تھے۔ سکندر کمال آہستگی سے اس
[illegible] محبت بھری آواز سے پچکارتے ہوئے اس کے بھیگے ہوئے ایال پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ گردن،
[illegible] کمر پر ہلکی ہلکی تھپکیاں لگائیں پھر قدم اور ہاتھ بڑھا کر تھوتھنی کو سہلایا۔ بڑی رسان سے منہ
[illegible] کھینچتے ہوئے لگام دے دی۔ گھوڑے نے جھٹکی لینے کی کوشش کی مگر سکندر لگام کھینچ کر اس
[illegible] دور کر دیا تھا۔ جس پھرتی اور [illegible] کو بھی
[illegible] سے "با
[illegible] ایڑ لگائی۔ گھوڑا جیسے ہوا کے دوش پر اڑنے لگا۔ تحسین و آفرین [illegible] تھے [illegible]
[illegible]

[illegible] اور امراء [illegible] دل کھول کر خراج تحسین پیش کیا
[illegible] یہ معرکہ سکندر کی پہلی فتح تھی جس کے بعد اس نے پھر مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ اس گھوڑے والے
[illegible] اور بھی وجوہات [illegible] لائی گئیں [illegible] سورج [illegible] والی حکمت سب سے اہم تھی۔
[illegible] اگر غور سے مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کئی ایک مشکل جنگیں تھیں [illegible] سورج [illegible] والی حکمت

[illegible] کی بینائی نے [illegible] بھی مجھے سورج کے زاویہ کے بیرونی سمت موڑ دی تھی۔ سورج سامنے ہو
[illegible] جاتا ہے۔ سامنے سے زیادہ پیچھے پاؤں میں دیکھتا ہے۔ منزل کی دوری نزدیکی کا بھی پتہ
[illegible] پتا چلتا ہی رہتا ہے۔ میری بھی یہی حالت تھی کہ اس روٹی کے آگے لگا ہوا تھا۔ ایک دو بار
[illegible] بھی چاہا تو [illegible] سے جھوکی لگا کر مجھے تیزی لگا دیتا۔ بالآخر میں وہیں پہنچ گیا جدھر سے

بے آبرو ہو کر نکلا تھا۔

"گودام کے گیٹ پہ ڈبو برا شیخت سا کھڑا مجھے گھور رہا تھا۔ میری وہی صورت تھی جو جیل سے رہا ہونے کسی قیدی کی ہوتی ہے۔ مجھے گھیرنے والے شخص نے اپنی گتی زبان میں ڈبو سے کچھ مذاکرات کئے بادل نخواستہ اس نے میرے گودام میں داخل ہونے کے لئے راستہ چھوڑا۔ اب میں ڈبو کی عملداری میں تھا۔ نے وہیں پہنچا دیا گیا جدھر سے بھاگا تھا یا بھگایا گیا تھا —— شبابو نے شاید مجھے ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کیا حسب معمول ہڈیوں کی چھانی باٹی میں مشغول تھا۔ منشی اور چوہڑا چوکیدار بھی کہیں آس پاس دکھائی نہیں دیئے۔ وہ اکثر ناشتے سے فارغ ہوتے ہی اپنی کوٹھڑی کا کنڈا چڑھا کر شفاخانہ حیوانات، مچھر خانے اور سلاٹر کے کاٹی ہاؤس مردہ جانوروں کی کھوج لگانے نکل جاتے تھے۔

میں سوچنے لگا یا الٰہی اس دوران اگر کوئی چھاپہ پڑ گیا تو یہاں کوئی میری مدد کرنے والا بھی نہیں ہوگا —— میں اسی لئے ڈبو کی جگہ پہ کسی مجرم کی مانند سر خم کئے ہوئے کھڑا تھا —— خالی الذہن کہ جو ہو سو ہو [illegible] جا سکتا ہے کہ اس حالت میں کئی صدیاں بیت گئیں۔ نہ جانے کب ایک میٹھی مگر تیکھی سی [illegible] میرے چھوتی ہوئی [illegible] سے جا رہی —— میں نے غیر ارادی طور [illegible] آواز کو [illegible] —— [illegible] والے [illegible] میری طرف [illegible] چھالی ہے..... چلئے جو ہوا سو ہوا۔ میں صبر باندھے پھر مردہ سا پڑ گیا —— [illegible] تھے۔ اچانک [illegible] کی کوئی کھنکھناتی [illegible] میرے کانوں سے ٹکرائی —— میں [illegible] لرز [illegible] گیا۔ کیا ہوا؟ —— وہ دیوار کی [illegible] سے مجھے گھور رہا تھا —— [illegible] دھاڑا۔

"کہئے! تو پھر اپنی منحوس صورت اور فضول بے غیرتی لئے ہوئے پہنچ آیا ہے —— غارت ہو [illegible]"

میں نے منمناتے ہوئے باقاعدہ رونا شروع کر دیا۔

"روتے کیوں ہو منحوس [illegible]....؟"

میں نے تڑکی بہ تڑکی جواب دیا۔

"جانے دیجئے استاد نہ آنے دیتے ہو تو میں رونا نہ تو اور کیا کروں؟"

وہ ہڈیاں چھوڑ کر خالی ہاتھ دیر تک مجھے گھورتا رہا —— خلاف توقع بڑی مہربان سی [illegible] بولا۔

"آئندہ کبھی بھی انکار مت کرنا —— یہ سب وہی بی او پی کا ہے"

میں نے بی اور پی زیر لب دہرایا۔ اردو اور انگریزی دونوں میں بی اور پی میرے [illegible] پر ابھر آئے..... مجھے خود ہی مجھو دیکھ کر وہ پھر دھاڑا۔

"میری بکواس سن رہے ہو یا۔۔۔؟!"

میں بڑبڑاتے ہوئے کہتے ہی چلا گیا۔

"پی پی۔۔۔پی۔۔۔پی پی پی۔۔۔پی۔۔۔پی۔۔۔پی؟!"

"ادھر میرے پاس آؤ۔۔۔!"

میں سرکتا ہوا قریب پہنچا تو ایک ہڈی پہ سے پراٹھے کا لقمہ اٹھا کر میرے منہ میں رکھتے ہوئے بڑی [illegible] سے کہنے لگا۔

"کھاؤ اور الحمد للہ کہو! اللہ نے تمہیں خوب نعمت کھلائی۔۔۔ اور ہاں میرے پاس آیا کرو میں تمہیں [illegible] کہ ان ہڈیوں پہ کون سی بھاشا اور اسرار ہوتے ہیں۔۔۔ اب تم جاؤ۔۔۔ تو بوا! اسے پھاٹک تک چھوڑ [illegible]"

بوا آگے اور میں پیچھے پیچھے۔۔۔ پھاٹک سے باہر وہی لینڈی کتا میرا انتظار کر رہا تھا۔ اب وہ میرے [illegible] میرے پیچھے تھا۔

[illegible] آ جاتا تو مجھے [illegible] تھی۔ اب [illegible] یہاں [illegible] والوں کا [illegible] وہی لینڈی کتا جس کا نام میں نے لنڈا اللہ دتہ رکھ دیا تھا۔ [illegible] جگہ [illegible] کے پاس [illegible] اس کی دوستی [illegible] سے شروع ہوئی تھی۔ مجھے دور سے دیکھتے ہی کھڑا ہو جاتا [illegible] پیار کرتے [illegible] جاتا اور مجھے گودام [illegible] پھاٹک [illegible] دھول۔

بوا نے مجھے باقاعدہ ہڈیوں کی چھانٹ بانٹ پہ لگا دیا تھا۔۔۔ میں ان کے ایک [illegible] کہتے ہوئے [illegible] چھوٹی ہڈیاں چھانٹا رہتا۔۔۔ یہ ہڈیاں عموماً بھینسوں، بیلوں یا بھیڑ بکریوں کی ہوتیں۔۔۔ مرغی پاؤں کی [illegible] بھی شامل ہوتیں۔۔۔ اکثر ہڈیوں پہ گوشت کھال چیتھڑے لگے ہوتے لیکن اب ان [illegible] سے ہی پتا نہیں چلتا تھا۔۔۔ البتہ گھر والے اکثر کہتے۔

"تانا! تیرے کپڑوں اور جسم سے بڑی گندی بو آتی ہے کہاں گھسے رہتے ہو؟!"

تب دو تین میں نے یونہی اسے کہہ دیا۔

"بوا! تم نے مجھے کس کام پہ لگا دیا۔۔۔ گھر والوں کے علاوہ یار دوست اور سکول کے ساتھی بھی کہتے [illegible] مجھ سے گندی بو آتی ہے۔۔۔ لیکن سچی بات ہے کہ مجھے تو کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا۔۔۔ بلکہ کبھی تو [illegible] ہے وجود سے خوشبو میں پھوٹ کر باہر نکل رہی ہوں۔"

وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"کہنے دو وہ جو کہتا ہے تم صرف اپنے محسوسات پہ دھیان رکھا کرو۔۔۔ بدبو کے حوالے سے جو [illegible]
ابھرتی ہے وہی ذاتی تاثر ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو بدبو اور کراہت و کراہیت سے ایسا مانوس کر لو کہ ان کا [illegible]
وجود و احساس ہی تمہارے لئے اجنبی ہو جائے لذت بے ذائقگی سے۔۔۔ محبت عداوت سے اور قربت [illegible]
سے تبدیل ہو جاتی ہے۔۔۔ اور یہ جو تم ہڈیوں کی رٹ لگائے ہوئے ہو چھورا جسم و جان کو قائم رکھنے میں
ہڈیاں ہی تو اصل کردار ادا کرتی ہیں۔

اگر چنداں غور کیا جائے تو سمجھ میں آتا ہے کہ گوشت پوست اور دیگر اعضا تو محض کارگزاری کے [illegible]
ہیں جیسے کسی مشین کا پہلے ڈھانچہ تیار ہوتا ہے پھر اس میں کل پرزے جوڑے جاتے ہیں۔ انسانی جسم [illegible]
ہڈیوں کا ایسا ہی ڈھانچہ ہوتا ہے جس کی بنیاد ریڑھ کی ہڈیوں کا سلسلہ ہوتا ہے۔۔۔ انسانی یا حیوانی جسم میں کوئی
بھی ہڈی ایک سی نہیں ہوتی۔۔۔ نہ ہی وہ وزن و حجم اور لمبائی چوڑائی میں یکساں ہوتی ہیں۔ یہ [illegible]
دونوں بازوؤں یا ہاتھوں انگلیوں کی ہڈیاں ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔ یہ ہڈیاں مختلف اقسام کی ہوتی ہیں
ٹھوس کوئی کھوکھلی اور بھربھری۔۔۔ کوئی بانسری کی مانند [illegible]
نازک [illegible]
[illegible] کیفیات [illegible]
[illegible] ایک [illegible] ہڈی کی [illegible] کے انسان [illegible]
جنسی [illegible] بیماری تندرستی [illegible] شاید یہ کی جا سکے
مختلف نوع کی ہڈیاں جسمانی جنسی اور روحانی امراض کے علاوہ سفلی عملوں اور جادو ٹونے میں کام
آتی ہیں۔۔۔ خاص طور پہ [illegible]
انسانی ہڈیوں میں مردہ یا عورت کے [illegible] اندام نہانی کی [illegible] اور اس سے [illegible]
[illegible] اور پاؤں [illegible] کی ہڈیاں۔۔۔ مرگی سے مرے ہوئے کی [illegible]
کے سر کی ہڈی۔۔۔ چتا میں جلے ہوئے انسانوں کی نیم جلی ہوئی اور خاص طور پہ کھوپڑی [illegible]
ہڈیاں۔۔۔ نجاست [illegible] کے خوف سے ہلاک ہونے والوں کی ہڈیاں۔۔۔ ڈوبنے یا قتل [illegible]
کی ہڈیاں۔۔۔ غرضیکہ یہ تمام ہڈیاں بڑی قیمتی اور نایاب ہوتی ہیں۔۔۔ [illegible] اپنے
مقاصد کے لئے انہیں منہ مانگی قیمت پہ حاصل کرتے ہیں۔۔۔ قبرستانوں کے ورکن پوسٹ مارٹم [illegible]
[illegible] کا دھندہ ہے۔ لاشوں کی آلائشیں تلف کرنے والے جمعدار [illegible] ہسپتالوں میں [illegible]

نے والے ملازم ایسی مطلوبہ ہڈیاں بھاری معاوضوں پہ فراہم کر دیتے ہیں ۔۔۔۔ سفلی علوم کے عاملوں کے اپنے وسائل ہوتے ہیں۔ ہڈیوں کے علاوہ یہ لوگ انسانی دل، دماغ، پھیپھڑے، جگر، گردے، کپورے استعمال کر دیتے ہیں۔ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے جاہل لوگ کیسے کیسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں سفلی علوم کرنے والے ظالم فاسق عامل کون کون سے غیر شرعی اور غیر قانونی اخلاقی کام کرتے ہیں۔ حسن اور انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے ۔۔۔۔ اپنے دشمن کو زیر کرنا۔ کسی کا کاروبار برباد کرنا۔ رشتوں کی بندش کا ہونا یا ہو کر مر جانا ۔۔۔۔ کسی کو اپنی محبت میں پھانسنا کسی کے کلیجے کو جکڑ لینا ۔۔۔۔ کسی کو ذہنی خلجان اور دماغی مرض میں مبتلا کر دینا اور خاص طور پہ اولاد کے حصول کے لئے ایسے ایسے طریقے اختیار کیئے جاتے ہیں جو انتہائی خطرناک ہونے کے علاوہ مکروہ اور شرم ناک بھی ہوتے ہیں ۔۔۔۔ ظاہر ہے ایسے کام بھرپور معاونت اور رازداری کے بغیر نہیں ہو سکتے ۔۔۔۔ عامل حضرات ایسے ایسے انتظامات کرتے ہیں جو مکمل فول پروف ہوتے ہیں۔ اس انتظام کے وہ لاکھوں روپے پیشگی وصول کرتے ہیں۔ ان کے عاملین کے کارندوں میں گورکن، علاقے کے بدمعاش۔ علاقے کے چوکیدار اور دیگر بدقماش عورتیں شامل ہوتی ہیں۔

• قبرستان

خدا نہ کرے آپ کو کبھی کسی قبرستان، شمشان گھاٹ، ویرانے یا کسی دریا کے کنارے رات گزارنے کی ضرورت پیش آئے ۔۔۔۔ ان جگہوں پہ آدھی رات کے بعد کیا ہوتا ہے، انسانی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ یہ غیر انسانی مخلوق دیکھنے کے لئے پتھر کا جگر اور بلوری آنکھ چاہئے۔ دن کی روشنی میں آپ اگر قبرستان یا شمشان گھاٹ جائیں تو دیکھیں گے کہ جا بجا جانوروں کی ہڈیاں پڑی ہوں گی اور کہیں کہیں انسانی ہڈی بھی دکھائی دے جاتی ہے۔ چھوٹے جانور اور انسان کی اکثر ہڈیوں میں بے پناہ مماثلت ہوتی ہے۔ عام آدمی ان کے مابین فرق محسوس نہیں کر سکتا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گورکن یا کارندے سورج نکلنے سے پہلے ہڈیاں اٹھا کر لے جاتے ہیں پھر بھی کچھ ادھر ادھر پڑی بکھری رہ جاتی ہیں۔ یہ وہ ہڈیاں ہوتی ہیں جو رات کے کسی حصے میں سورج نکلنے سے بہت پہلے غرض مند لوگوں نے اپنے سفلی عاملوں کی ہدایت کے مطابق قبروں سے نکالی ہوتی ہیں۔ ان میں کئی ہڈیاں ایسی ہوتی ہیں جیسے کہ وہ پہلے ہی کسی نے کسی جسم سے جدا کی ہوں۔ گویا صدیوں تک دبی پڑی نکالی گئی ہو ۔۔۔۔ کچھ قبریں کھلی ہوں گی ۔۔۔۔ آپ سوچتے ہوں گے کہ کسی نے قبر ٹھنڈی کی ہو گی۔ نہیں ایسا نہیں ہوا بلکہ یہاں کسی اولاد نرینہ کی طالب عورت نے قبر سواری

کر کے برہنہ تن غسل کیا جاتا ہے۔۔۔۔ کسی معصوم مردہ بچے کی پسلی کی ہڈی ناف کے نیچے رکھی ہوئی ۔۔۔ الٹی لٹکی
دونوں ٹانگیں یوں جیسے گھوڑے پہ بیٹھتے ہوئے لٹکاتے ہیں۔ قبر پہ بیٹھے غسل کا انتظام قبرستان کا جنتی گورکن
چوکیدار وغیرہ عامل کی ہدایت کے مطابق کرتے ہیں۔ غسل کے بعد وہ نرینہ اولاد کی متمنی خاتون الٹا لٹکے
لیٹے ہی کچھ شبدوں کا وظیفہ پڑھتی ہے۔ پھر وہ ہڈی ناف کے نیچے سے نکالتی ہے قبر کے درمیان مردے
ناف کی جگہ سے پھونکی طرح کر اپنی ناف سے مس کر کے اپنے سر کے اوپر سے وار کر قبر کی پائینتی کی طرف
پھینک دیتی ہے۔ اس کے بعد فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ تبھی اس کے معتقد اوپر چادر ڈال دیتے ہیں۔ بعد
گلی بندی کی راہ سے اپنی سواری کی جانب بڑھ جاتی ہے۔۔۔۔ اس خاتون کا مقصد پورا ہو نہ ہو لیکن عامل گورکن
جنتی چوکیدار پولیس والوں کے علاوہ صاحب قبر چوہدری کرم الٰہی مرحوم عمر ۸۰ سال کا کچھ نہ کچھ مقصد
ضرور پورا ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ایسے قبرستانوں میں کشف القبور اور کلام القبور کا چلہ کھینچنے والے بھی پہنچتے ہیں ۔۔۔ اس
لئے وہ کسی ایرے غیرے کی قبر پہ نہیں بلکہ کسی ولی شہید، موسیقار، شاعر یا کسی صاحب [illegible] کو
انتخاب کرتے ہیں۔ مقصد وہی کسی راز و حجاب کا افشا ۔۔۔ کسی پوشیدہ علم یا فیض کی خواہش ۔۔۔ [illegible]
مخصوص [illegible]
مخصوص شب [illegible] کے قبلے چلہ کیا جاتا ہے ۔۔۔ کسی پرانے برگد یا سایہ دار درخت کی جڑ پکڑ کے [illegible]
مخصوص وظائف [illegible] پڑھے جاتے ہیں ۔ [illegible] صاحب قبر کے بیٹے پہ ظاہر ہوگا۔ یا اس کے چہرے میں نور [illegible]
ہوتا ہے۔ اکیسویں شب جب چاند کا آدھا ہوتا ہے اور کوے یا پرندے یک وقت اکٹھے ہو کر شور
شروع کر دیں تو صاحب چلہ کی مراد بر آتی ہے۔ مردہ قبر اور کفن پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے اور اگر قسمت
یاوری نہ کرے یا مردے کا موڈ ٹھیک نہ ہو تو وہ ہاتھ بڑھا کر چلے والے کو اندر ہی گھسیٹ لیتا ہے۔ الو، چمگادڑ،
بھیڑیئے اور سانپ چڑھنے والے بھی راتوں کو قبرستانوں میں قبریں چھانتے پھرتے ہیں۔ چوہے،
حشرات الارض اور حشرات الفلک پیچھے پیچھے کتنی تحلیل کر رہے ہوتے تھے ۔۔۔ اندھیری راتوں میں
پاس مردوں کی گوشمالی کرنے نکلتے ہیں ۔۔۔ یہ شادی بھی سفید چادر پہ عطر گلاب اور مشک کافور کے
تحفے میں مردہ بنے پڑے ہوتے ہیں۔ جونہی کوئی ہوک یا ان کا مارا پاس پھٹکا یہ چند پھینک [illegible]
کر لیتے ہیں ۔۔۔ الو، یا ان کی آواز نکال کر ہٹا دیتے ہیں یا کسی جھاڑی اوٹ میں بیٹھ کر کسی دل [illegible]
کی شوقین وصال میں ڈوبی ہوئی آواز سے زیر دام کرتے ہیں ۔۔۔ لیکن یہ شاید کبھی ہوتے ہوں اب تو
کہیں دور دور بھی نشان نہیں ۔۔۔ اب تو کفن قبر میں ہی رہنے دیا جاتا ہے مردہ گھسیٹا جاتا ہے ۔۔۔

[illegible] کر پا تختی کی جانب سے ڈگ کیا جاتا ہے۔ پاؤں سے پکڑ کر مردہ باہر — مٹی برابر کر کے اوپر گھاس
[illegible] کر پھیلا دیئے جاتے ہیں — مردے کے وارثوں کو تو کیا مردے تک کو خبر نہیں ہوتی کہ تیزاب کے
[illegible] محض ایک ڈیڑھ گھنٹے میں اس کے ساتھ کیا کچھ بیت چکی ہے۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی — سفید
[illegible] — لش لش کرتی ہوئی ہڈیاں — خوبصورت گہری گہری آنکھوں کی کھائیوں ستواں ناک کے
[illegible] اور سپید چکچاتے دانتوں والے جبڑے سے آراستہ کھوپڑی — فریم ہو کر ٹنگنے کے لائق ریڑھ کی
[illegible] — موتیوں کی کنٹھیوں والے ہاتھ پاؤں کے پنجے — لانبی لانبی بازوؤں ٹانگوں کی بانسریاں — یہ سب
[illegible] سامری وسحر پھر کسی عامل کے آستانے میں سجنے اور بکنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ کون جانے کہ کس مذموم
مقصد کی تکمیل کے لئے حاصل کی ہوئی ہاتھ بازو کی ہڈی کس باپ بھائی کی ہی ہو — یقین کرنے میں کوئی حرج
نہیں کہ آج قبرستانوں میں قبریں [illegible] والی ہیں [illegible] ساتھ لے چلنے میں دیکھتے ہی بتا دوں
کہ ان میں کوئی مردہ پڑا ہے یا گڑھا خالی ہے۔

کون جانے کہ قبرستانوں میں کاشت بھی ہوتی ہے اور یہ فصلیں بھی جادو ٹونے کے عملیات میں کام آتی
ہیں — [illegible] علم مخصوص لوگوں کا ہے — چاند گرہن اور سورج گرہن اور کچھ مخصوص فلکی اجتماع کی ادوار کی
[illegible] معاملات
[illegible] ہیں۔ اسی طرح الٹے قدم لینے والے انسان بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس نوعیت کے لوگوں میں
کوئی نہ کوئی خصوصیت موجود رہتی ہے۔ کبھی جسمانی کبھی ذہنی اور کبھی روحانی — کئی ایک میں عام انسانوں
سے زیادہ خوبیاں اور خارق العادت صلاحیتیں بھی دیکھی گئی ہیں۔ [illegible] لوگ ایسے لوگوں اور اعدا
[illegible] ایسی جڑی بوٹیوں اور نباتاتی حصول کی [illegible] کرتے ہیں جو قبرستانوں کی مٹی اور ماحول میں پیدا
ہوتی ہیں — یہ خود رو نہیں ہوتیں بلکہ انہیں باقاعدہ اہتمام و احتیاط سے اگایا جاتا ہے — یہ جڑی بوٹیاں بیج اور
[illegible] بطور بخورات بھی استعمال میں لائے جاتے ہیں — جو حاضرات کی مجالس میں دیگر خوشبویات کے
ساتھ سلگائے جاتے ہیں جن مجلسوں میں خصوصی طور پر ارواح کی آمد و رفت کا سامان پیدا کیا جاتا ہے وہاں
ان کے بغیر ماحول پیدا کرنا ممکن نہیں ہوتا — اس گروہ کو کوئی کامل عامل ہی تیار کرتا ہے۔ پھر ان
کے استعمال میں بڑی احتیاط و نفاست سے کام لیتا ہے۔ یہ گروہ یورپ امریکہ اور دیگر ممالک کے عاملین بھی
اپنے قبرستانوں میں اگاتے ہیں۔

کرسیاں تیار کرنے کے لئے قدآدم چوڑوں کے گھٹنوں اور رانوں کی ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں
جو بہت مرتب چند ہوں۔ اس مقصد کے لئے اونٹ، سانڈ، گھوڑے، ہاتھی، گینڈے کی ہڈیاں چاہیے ہوتی ہیں

جن کا حصول کوئی ایسا مشکل بھی نہیں ہوتا۔ جانوروں کے کھر اور بال جلا کر ان کی راکھ میں کسی پرانے قبرستان کی مٹی ملا کر کھاد بنائی جاتی ہے ۔۔۔ اب موقوف ہے کہ کس نوعیت کا اگروں تیار کرنا ہے۔ ۔۔۔ مختلف مقاصد کے لئے مختلف بیج بھی استعمال میں لائے جاتے ہیں ۔۔۔ ارنڈی کے بیج' کالی سرسوں' سونف' کلونجی' حشیش' گل تیمر' جوہی' تلسی وغیرہ ۔۔۔ ہنڈی کی کھاد میں چٹکی بھر بیج ڈال کر کسی پرانی قبر کے پاؤں کی جانب گھاس پھوس کے درمیان گاڑ دیتے ہیں ۔۔۔ کچھ ہنڈیاں قبر کے سینے پہ بھی گاڑی جاتی ہیں ۔۔۔ ہنڈی کا اوپر والا ابھرا مٹی کے برابر کر دیتے ہیں کہ نظر نہ آئے ۔۔۔ جس مقصد کے اگروں چاہئے ہوتا ہے وہ ذہن میں رکھا جاتا ہے... کچھ ورد بھی ہیں جو دہرائے ہیں۔ اگر مقصد حل ہونا ہو تو چند ہی روز میں اس ہنڈی میں گھاس کے پتے آگنے شروع ہو جاتے ہیں جو مزید ایک دو روز میں کونپلوں اور وڈوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ۔۔۔ یہ پھول وڈے گھاس وغیرہ لے جاتے ہیں اور وہ کھاد بھی سنبھال لی جاتی ہے ۔۔۔ یہ اگروں عملی عملیات میں کثیر المقاصد سمجھا جاتا ہے۔

بہت ہی کم لوگ جانتے ہوں گے کہ عام انسانوں کے علاوہ جانوروں کے قبرستان بھی ہوتے ہیں ۔۔۔ خاص طور پہ یورپین ممالک میں بلیوں' کتوں اور گھوڑوں کے علیحدہ قبرستان تو عام ہیں ۔۔۔ [illegible] ساتھوں کے قبرستان بھی موجود ہیں۔ اسی طرح وہ ادارے کہ ان میں شمال مشرق کی جانب ایک قبر [illegible] ہیں ایک ایسا [illegible] جو قبر بھی [illegible] ونچیں چھ [illegible] ہی دیکھی ۔۔۔ کیا یہ انسان تھے یا جن؟ ۔۔۔ یہ انسان ہی تھے۔ ہر قوم کے [illegible] قدرتی مقدرات [illegible] قاعدے قانون کی قسمیں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ انسان پہلے کیسا تھا اور اب کیا ہو گیا ہے یہ سب فطرت وقدرت کی [illegible] ہیں۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

● بونے ' بونے ' بالشتیے ...!

شاید ہی کسی نے بونوں کا قبرستان دیکھا ہو یا اپنی آنکھوں سے کسی اصلی بونے کو دیکھا ہو۔ ہمارے ہاں عام طور پہ بونا وہ ہے جو ڈھائی تین فٹ کا ہو۔ اس سے کم یا قد سے زیادہ۔ یہ پست قامت انسان ہوتے ہیں جو کسی بھی وجہ چھوٹے رہ جاتے ہیں جبکہ ان کے بہن بھائی عام قد وقامت کے ہوتے ہیں۔ ہم نے چونکہ اصلی بونے دیکھے ہی نہیں اس لئے انہیں ہی بونے سمجھتے ہیں۔ اساطیر قدیم بچوں کی کہانیوں اور والٹ ڈزنی کے

... کے توسط سے ہم نے بونوں کا تصور قائم کیا ہوا ہے کہ یہ ایسے ہوتے ہوں گے جبکہ یہ ایسے نہیں
ہوتے۔ دیگر مخلوقات کی مانند یہ بھی ایک خوبصورت اور ذہین ترین مخلوق ہے لیکن ان کا جہاں اور ہمارا جہاں اور
... یہ بھی اسی کرۂ ارض پر مشتمل ہیں۔ سوائے قامت اور چند دیگر معائب و محاسن کے علاوہ سب کچھ
... جیسا ہی ہوتا ہے۔ ایک اور ہلکا سا فرق کہ انہیں سانس لینے کے لئے ہماری طرح بہت ہی صاف
... کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ کہ ان کے حلقوم، مچھلیوں کے گلپھڑوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ یہ پانیوں کی
... زمین کی گہری پرتوں، تنگ و تاریک غاروں، کھائیوں —— اندھے کنوؤں اور باؤلیوں، جہاں تازہ ہوا
... کا گزر تک نہیں ہوتا، وہاں خوش و خرم زندگی گزار رہے ہوتے ہیں —— قدرت نے ان کے لئے تاریکی
... اور پتھروں کے اندر بھی زندہ رہنے کا انتظام کر دیا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ایک بہتر مثال پانی میں مچھلی
... میں کیڑے کے زندہ رہنے کی ہے۔ ان کے اپنے جہان اور اپنی دنیائیں ہوتی ہیں۔ انسان اپنی
... ست اور سائنس ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر آسمانوں، آفاقوں پر جھنڈے تو گاڑتا پھرتا ہے نام نہاد
... کے دعوے بھی کرتا ہے مگر صد افسوس کہ اسے ابھی تک پتے کے مرکے برابر ... دنیا کی معمولی
... اور چھوٹی چھوٹی مخلوقات [illegible] سے یا
[illegible] انسان ... مچھلیوں اور
... حشرات الارض و ہوائی اقسام کا عشر عشیر بھی دریافت نہیں کر سکا۔ اپنے جسم و جان کے
... اجسام کے ... پایا ہے۔ مجھے نہیں پتا کون سے دوست ہیں اور کون دشمن؟ —— ایک قسم
... ہوتا ہے ابھی اس کا نام [illegible] کے اندر سے ایک اور
... معرض وجود میں آ جاتے ہیں۔ یہ انسان اپنی ناک کے نیچے [illegible] نظام کے جرثوموں کو شناخت
... سکا۔ ابھی اس کی کوئی حتمی توجیہ پیش نہیں کر سکا کہ انسانی قلب کے قلب میں نازک ترین بجلی یا پردہ
... پھڑپھڑاتا ہے۔ اسے کون سی بیٹری یا قوت حرکت میں رکھتی ہے۔ یہی پھڑپھڑاہٹ حرکت قلب، زندگی
... ٹھہرتی ہے۔ انسانی دماغ کی نو تھیوں کو نہیں جان سکا —— اپنے حیاتی نظام کو کما حقہ نہیں سمجھ سکتی
... اپنے جسم و وجود کی الف بے کی ابجد [illegible] کو بھی مشکل سمجھ پایا ہے۔ چنانچہ وہ رب العالمین کے
... بے مثل نظام و انصرام کو جان سکے۔ ہاں البتہ اللہ جل شانہ جسے چاہے اسے جاننے کا ادراک
... عطا فرما کر صاحب معرفت و فضل کر دے۔

بات بونوں کی چھڑی تھی کہ اللہ کریم کی یہ نادر الوجود مخلوق بھی جنوں اور دیگر نوری مخلوق کی مانند
... درمیان یا ندہ ایک وادی موجود ہوتی ہے —— ان کے اجزائے ترکیبی بھی انسان کی طرح کے ہی ہوتے

ہیں لیکن انتہائی نفیس لطیف اور قلیل — آسمانی صحائف و کتب میں تو ان کا ذکر بطور خاص موجود نہیں بھی [illegible]
مخلوقات میں یہ بھی شامل و کامل ہیں — آسمانی یا ارضی کتابوں میں تو لاکھوں کروڑوں مخلوقات کا کوئی [illegible]
نشان نہیں ملتا لیکن ہم انہیں مخلوقات کی دنیا میں دیکھتے ہیں انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ اب سوال یہ
ہے کہ ایسی مخلوقات جن کے بارے میں معتبر کتابیں چپ سادھے ہوئے ہیں ہم وثوق و رسوخ سے کیسے [illegible]
سکتے ہیں — کیونکہ سند کے بغیر نہ تو کوئی دلیل معتبر ٹھہرتی ہے اور نہ ہی کوئی روایت و حکایت — لیکن [illegible]
کہ چند یہ چند روایات و حکایات اور دیدن شنیدن واقعات یا پھر ذاتی مشاہدات — ایک سربستہ علم [illegible]
کے موجود ہونے کا پتہ یقین دلاتی ہیں۔ قرآن الحکیم نے جہاں صاف صاف واضح طور پہ بیان کیا ہے
اشارۃً اور کنایۃً بھی کلام فرمایا ہے — کہیں "الحمد للہ رب العالمین" بنا کسی ابہام و تکلف "الخبیر من [illegible]"
اور کہیں "الم" بیان فرما کر معنی و مقصد [illegible] مشابہات تو مفعولات اور یا پھر کوئی راسخون فی [illegible]
ہی سمجھتا جانتا ہوگا۔ تاکید ہوئی کہ تجسس کرو غور و فکر سے کام لو — یہ کلی کتاب ہے ان کے لئے جو فکر [illegible]
کرتے ہیں۔ [illegible] تم بھی اپنی عقل شعور استعمال کرو ورنہ دماغ شعور دانش بینش کی [illegible]
باقی رہ جاتے [illegible]
قصوں کہانیوں [illegible]
کے بونوں کے قصے [illegible] میں معلومات ملتی ہیں ہر چند کہ ان کے قد و قامت ہونے کے بارے میں [illegible]
موجود ہے تاہم انکار کی گنجائش نہیں — جیسے پانی کی دوشیزہ یعنی جل پری اور ایسا [illegible] کا سر [illegible] انسان [illegible]
ہے یا انسانی اہلا پری وغیرہ — [illegible] بھی ہیں [illegible]
سچائی سے انکار بھی ممکن نہیں۔ بونوں کا طلسماتی وجود بھی ایسے ہی تناظر میں ابھرتا ہے لیکن اکثر [illegible]
اور دیکھے گئے بونوں کو چھوٹے اور بہت ہی پست قد کے انسان سمجھا گیا ہے۔ دنیا بھر میں کروڑوں [illegible]
قد کاٹھ کے انسانوں میں چند لاکھ ایسے انسانوں کا وجود بعید از قیاس نہیں جو پست قامت [illegible]
ہونے باوجود آپ ہر سوں بڑے بڑے ہوٹلوں کے صدر دروازوں اشتہاروں اور فلموں کارٹونوں میں
سجتے ہیں — یہ قطعی بونے نہیں ہوتے محض پست قامت ہوتے ہیں۔

اگر میں یہ کہوں کہ اصل بونے شاید ہی کسی نے دیکھے ہوں تو یہ غلط نہ ہوگا کیونکہ [illegible]
پری زاد ہمزاد مؤکلات [illegible] قدسی یا اصل غائب وغیرہ دیکھنے اور قابو کرنے کے دعوے تو بہت [illegible]
لیکن حقیقت میں ایسی مخلوقات کو کم ہی کسی نے دیکھا ہوگا یا ان سے کوئی واسطہ رہا ہوگا اور اگر کوئی ان [illegible]
گزرا ہوگا تو وہ مہر بہ لب ہوگا [illegible] اخباروں کے اشتہاروں میں [illegible]

[illegible] ہیں۔

انسان ان سب مخلوقات سے ایک مخصوص الگ مخلوق ہے اور ان سب سے افضل واشرف بھی انسان
[illegible] دائرہ کار حیات میں اس مخلوق کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ بونوں اور انسان کا خمیر چونکہ قریب
[illegible] ایک سے اجزاء سے ہی اٹھا ہوا ہے اور اس میں گل (گندھی ہوئی مٹی) کا تناسب چونکہ دیگر عناصر سے
[illegible] اس لئے یہ مخلوق انسان کی مانند زمین پہ آسودگی محسوس کرتی ہے۔ لیکن انسان کی طرح پانی، ہوا اور
[illegible] سے بھی تعلق خاطر رہتا ہے۔ یہ برف زاروں، کوہساروں، سر بفلک چوٹیوں، تنگ وتاریک طویل پہاڑی
[illegible] صحراؤں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ قبیلوں کی صورت سرداری نظام کے تحت رہتے ہیں۔ معاشی
[illegible] خاندانی رسم وضوابط۔ مرنا جینا، لڑنا جھگڑنا ایک طرح سے انسانوں اور جنوں کی طرح ہی ہوتا ہے۔
[illegible] بھی موجود ہیں مثلاً پستہ قامت میں ایک چاول کے دانے سے لے کر کھجور کی گٹھلی کی لمبائی تک
[illegible] ہیں — بعض قبیلوں (قوموں) میں جوان آدمی کی انگلی کی گرہ تک کے بھی پائے جاتے ہیں۔ ہاتھ اور
[illegible] والے بالشتیے کہلاتے ہیں جو بونوں کی نسل سے ہی تعلق رکھتے ہیں مگر ایک [illegible] قوم ہیں اور
[illegible] خصوصیات میں ان سے قدرے مختلف [illegible] حضرت نوح
[illegible] نہیں رہی
[illegible] کا اس قبیلے سے تعلق تھا جو اس جنگل میں رہائش پذیر تھا جس کے درختوں کے تنوں اور
[illegible] کشتی تیار ہوئی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت حق پا کر ان [illegible] اس جوڑے کو اپنی
[illegible] کشتی تک لایا تھا اور [illegible] ان کے بچے [illegible]
[illegible] بونوں کے جوڑے کے ہاں کی جڑواں بچے پیدا ہوئے ایک نر اور ایک مادہ — مگر وہ چند ہی روز
[illegible] بلند ہو گئے اور قد وقامت میں اپنے والدین سے بھی بڑھ گئے۔ ان کے والدین نے
[illegible] کر انہیں جنگل بدر کر دیا — یہ جوڑا ان ہی کے بچوں کی شکل میں رہے — مہربان [illegible] نے
[illegible] ان کی پرورش کی — [illegible] کے ساتھ ساتھ یہ بھی پرورش پاتے گئے — کشتی پہ پہنچنے کے
[illegible] اپنے [illegible] کے ساتھ ان کو بھی کشتی پہ اتار دیا۔ قرین قیاس ہے کہ یہی بونوں کے بچے اپنے
[illegible] قد کی وجہ سے بالشتیے کہلائے — ادھر ڈالی ہوئی ہانڈی والے بونوں کی نسل تھے۔ اپنے بچے جدا
[illegible] میں انہیں ہانڈی سمیت کیچڑ میں پھینک دیا گیا [illegible] انہیں تلاش ہی کرتا رہ گیا مگر یہ زندگی
[illegible] کے ساتھ انہیں ذبح کر دیے گئے۔ کہا جا سکتا ہے کہ بونوں نے زمین میں اور انسان سے دور رہنے کی شاید
[illegible] یہ وجہ بھی ہو — کسی خاص صورت حال کے علاوہ آج بھی اگر بونوں یا بالشتیوں کی کہیں نشاندہی

ہوتی ہے تو اس کے محرک بندر، کوے اور بلی ہی ہوتے ہیں۔ یہ تینوں جانور خوب جانتے ہیں کہ [illegible]
کہاں کہاں ہیں۔۔۔ ان کے ان سے رابطے بھی رہتے ہیں۔ وہ ان کے مرنے جینے میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

● مہرولی، جنت کی گلی۔۔۔!

دلی کے قدیمی علاقے مہرولی میں خواجہ قطب الاقطاب کی چوکھٹ چومنے پہنچا ہوا تھا۔ وہیں
سے میری ملاقات ایک درویش سے ہوئی۔ درگاہ کے قریب بازار میں ایک پتلی سی گلی کی نکڑ پہ ان کی تسبیح
سرمے کی دوکان تھی۔ تسبیحیاں لاکھ اور صندل یا بیری کی گٹھلیوں کی بنایا کرتے جبکہ مختلف قسم کے سرمہ جات مختلف
نسخوں سے بذات خود تیار کرتے۔۔۔ نماز فجر سے نماز ظہر تک رزق حلال کی جستجو میں رہتے بعد ازاں وہ درگاہ کی
چوکھٹ پہ حاضر ہو جاتے جہاں جاروب کشی اور زائرین کی خدمت فی سبیل اللہ کرتے۔ عشاء کی نماز کے
بعد [illegible] بیٹھ جاتے۔ معمولی مگر صاف ستھرے کپڑے، خشخشی [illegible] ریش نورانی ہوتا تھا
خوبصورت [illegible] سے بھری ہوئی آنکھیں [illegible] شان [illegible] مجال کوئی [illegible]
[illegible]
تھے۔ [illegible] خوش اخلاقی ان کی طبیعت کا خاصا تھی۔۔۔ واضح [illegible]
نے انہیں ظاہری یا [illegible] سے خوب نواز رکھا ہے۔ [illegible]
نہیں رہتے تھے اور نہ ہی ان کی [illegible] کی پائی جاتی تھی۔۔۔ [illegible]
ظاہری حیا [illegible] کے محتاج نہیں تھے۔ مجھے پرانے کپڑوں یا [illegible] نفاست سے [illegible]
[illegible] اپنی دوکان کی صفائی ستھرائی ایسی ہوتی کہ گلی بازار میں آنا جانا لگا رہتا مگر کیا مجال کہیں قدم [illegible]
ایک ایک دوکاندار سے علیک سلیک ہو رہی ہے۔ باپ کی جگہ بیٹا بیٹھا ہے تو پوچھ رہے ہیں۔

"ارے غفورے! ابا جان سے آج نصیب دشمناں طبیعت تو ٹھیک ہے نا ان کی؟"

[illegible] سے الجھ رہے ہیں۔ "ارے [illegible] کیا [illegible] بیٹا [illegible]" [illegible] کے
اٹھا۔" یا پھر درگاہ کے بیچ کے [illegible] بیٹھے [illegible] زائرین [illegible] آواز دے رہے ہیں۔

"میاں جوتے [illegible] ادھر پہلے [illegible] ان کے پیچھے ہی اتار دیجئے۔"

حد تو یہ کہ کھانا تناول کرتے ہوئے کیا مجال جو رکابی پیالہ ٹولیں یا کہیں چپاتی نکالتے ہوئے [illegible]
[illegible] دیا ہو۔۔۔ درگاہ کی راہداری یا گلی کی نکڑ پہ کسی سے ٹکراتے ہوں یا نماز کے لئے کھڑے [illegible]

[illegible] کے پیچھے کھڑے بیٹھے نمازیں پڑھا چکے ہوں۔ یہی کہا جا سکتا ہے کہ یا تو مکمل نابینا نہیں تھے اور یا [illegible] وقت ان کی بینائی بنی ہوئی تھی۔ ان بزرگ سے پہلی ملاقات ایک عجیب واقعہ ہے۔

خواجہ بختیار کاکی کی درگاہ شریف پہ ایک بوڑھے مجاور سے میں یونہی پوچھ بیٹھا۔

"حضرت! آپ کبھی خواجہ سرکار کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں؟"

انھوں نے پہلے تو مجھے عجیب سی نگاہوں سے تولا پھر کرخنداری لہجے میں پوچھا۔

"میاں پاکستان سے آئے ہو؟"

میں نے کدو سا سر اثبات میں ہلا دیا۔ جبکہ میں یورپ سے یہاں پہنچا تھا۔

"خواجہ بابا کی زیارت کا شوق ہے؟" انھوں نے پھر پوچھا۔

سامنے راہداری میں [illegible] ہوئے ایک شخص فرش صاف کر رہا تھا۔ اس کی جانب اشارہ کرتے [illegible]

[illegible] تسلیم میاں کی آنکھوں میں غور سے دیکھو ایک آنکھ میں خواجہ بابا اور دوسری میں خواجہ گنج شکر [illegible]

[illegible]

[illegible] دریوزگراں میں نکل چکے تھے [illegible] تک اور اونچی نیچی گلیوں میں تو قریب [illegible] میں [illegible] [illegible] لیکن اس شہر میں وہ اپنی دوکان تک آ گئے تھے [illegible] وہ بازار سے [illegible] اچانک کریانے [illegible] اور کھول ہی پاتے تھے کہ میں نے السلام علیکم کہہ دیا۔ وعلیکم السلام کا جواب انھوں نے [illegible] متوجہ ہوئے بغیر ہی دیا تھا ...... وہ ایک مشاق دوکاندار کی طرح اپنا سودا سامان ہمارے میں [illegible] [illegible] ان کی توجہ کا منتظر پیچھے کھڑا ہوں [illegible] مگر کیا مجال جو انھوں نے مجھے ذرا سا بھی درخور اعتنا سمجھا ہو [illegible] پھر اچانک انھوں نے ذرا سا پلٹتے ہوئے مجھے دیکھا میں نے ایک قدم آگے بڑھتے [illegible] اشارے سے آداب عرض کے علاوہ دوبارہ منہ سے السلام علیکم کہا۔

"وعلیکم السلام" کہتے ہوئے اب وہ میری جانب متوجہ ہوئے۔

"فرمایئے حضرت! کیا پیش کروں؟"

[illegible] طور پہ میرے منہ سے نکل گیا۔

"[illegible] کی تمنا ہے [illegible]"

انھوں نے بغیر کچھ مزید پوچھے کمبل کی کھونٹی سے ایک تسبیح میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تو محض اصل لاکھ کی تسبیح مگر اس کا چشمہ دسواں بارہ کروڑ سے بھی اوپر کا ہے۔۔۔ امام کے [illegible] پتلی جما کر دیکھو زیارت ہو جائے گی اگر خواجہ پیا کا امر کھلا تو۔۔۔!

تب بڑے منکوں والی ادھنی مول کی تسبیح میری ہتھیلی پہ دھری تھی اور میں اس سوچ میں تھا کہ [illegible] جواب دوں؟ تسبیحوں کے اماموں میں خانہ کعبہ اور گنبد خضرا کی زیارتیں تو بچپن سے کرتا چلا آ رہا تھا میں [illegible] اور زیارت کی تمنا لے کر یہاں پہنچا تھا۔۔۔ معاً وہ جھکے اور میری ہتھیلی پہ پڑی تسبیح پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگے۔

''میاں بھائی! آج تو میری بونی کا وقت ہے۔ نیت نصیب نیک ہو تو ہدیہ ہلکا کیجیے [illegible] ہو جائے۔۔۔''

میں نے تسبیح پہ گرفت کرتے ہوئے کہا۔

''حضرت! آپ نے اتنی بھاری بات [illegible] دو چار سو کی بات ہوتی تو حاضر کر دیتا، پکا ایک [illegible] سے لاؤں؟''

میرے ہاتھ میرے اپنا ایک سا ہاتھ ہٹاتے ہوئے فرمانے لگے۔

''[illegible] یوں ہی دوستی میں لے جائیں۔ اللہ آپ [illegible] زیارت کی برکت [illegible] اور [illegible] سا کو بھی قائم [illegible]

[illegible] پھر میں نے کچھ عرض کرنا چاہا مگر انہوں نے سرمے کی ایک شیشی اور [illegible] تھماتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا۔

''یہ ہے اصلی [illegible] کا [illegible] انہی آنکھوں کو زیارت ہوئی [illegible] جو میرے آقا و جہاں اور میرے خواجہ قطب الاقطاب کی سنت سرمے سے اپنی آنکھوں کو زینت بخشا۔''

اب میری آنکھوں میں اپنی [illegible] آنکھیں ڈال کر انکشاف فرمایا۔

''میاں بھائی! اس ناسمار کے تیار کردہ سرمے میں خاک مدینہ اور خواجہ کی گلیوں کی [illegible] ہوتی ہے۔'' پھر ذرا جھکتے ہوئے اپنی آنکھوں کے کنول کھولتے ہوئے کہا۔

''میرے ان چھوٹے دیدوں کا تو علاج اس سرمے سے ہوتا ہے۔''

میں ان کی باتوں کے [illegible] سے بھیگ سا گیا۔۔۔ دل اور دماغ جیسے تن سے جدا ہو گئے تھے تو مجھ میں جرات گفتار تھی اور نہ ہی وہاں کھڑے ہونے کی ہمت و سہار۔۔۔ تسبیح مٹھی میں دبائے میں اپنی قیام گاہ کی جانب چل دیا۔۔۔ جبکہ میرا پروگرام سارا دن یہیں درگاہ پہ پڑے رہنے کا تھا۔

گرمی سے گھبرایا ہوا انسان جب یکدم ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیتا ہے تو اُسے پھر سردی کا کانپا سا [illegible] وہ تھر تھر اپنی تھار تھلاتا رہتا ہے۔ اُسے بخار بھی چڑھ سکتا ہے یعنی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ میرے [illegible] وقت یہی کچھ تھا۔ میں تنہائی اور سیج پنے سے اپنی اس کیفیت کو سمجھا برداشت کرتا اور پھر اسے [illegible] تا تھا۔ یہ تو طے شدہ امر ہے کہ کسی صاحب کیفیت شخص سے مل کر انسان اپنی پہلی سی کیفیت میں [illegible] ہے۔ اگر کسی چیز کو محض تھوڑی دیر کے لئے ہی فریج میں رکھ دیا جائے یا آنچ کے قریب ڈال دیا جائے تو فوراً گرم سرد اثر قبول کر لیتی ہے اور مقابل کی کیفیت میں آنا شروع ہو جاتی ہے۔

مجھے صوفی تسلیم میاں نے اندر سے سن سا کر دیا تھا۔ گرم موسم ہونے کے باوجود میں ہلکا سا کپکپا رہا [illegible] ایک مٹھی میں اور سرمہ بیرمیری دوسری مٹھی میں تھے۔ میں نے کمرا بند کر کے سب سے [illegible] پہ غور کیا کہ سرمے کا زیارت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ جوں جوں غور کرتا گیا عقدہ کھلتا گیا کہ [illegible] کا جلوہ دیکھنے اور زیارت نصیب ہونے سے گہرا تعلق ہے۔ آنکھ کا رنگ [illegible] ہو درمیانی [illegible] کے درمیانی پردے دماغ کے خلیوں کے بعد آنکھ کا قلب [illegible] قدرت کی اعلیٰ ترین [illegible]

[illegible] نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو اسواک کے ساتھ سرمے [illegible] اکابر بیت [illegible] طریقت [illegible] اسرار و رموز خوب جانتے ہیں کہ سرمہ لگانے سے کیا [illegible] بینائی اور روحانی [illegible] روحانی اثرات [illegible]

[illegible] کی نیت کر کے میں نے آنکھوں میں سرمہ ڈالا [illegible] عجیب عالم تھا۔ محض ایک سلائی [illegible] گویا کوہ طور آنکھوں میں رکھ دیا ہے۔ عام سرمے سے آنکھوں میں ٹھنڈک ہوتی ہے وہ [illegible] بھی حرارت اور طاقت کا احساس ہوتا ہے۔ [illegible] سے لگا کہ آنکھوں میں بجلی بھر گئی [illegible] کیا مجال جو پپوٹے بھی جھپکے ہوں۔ آنکھوں کے ڈیلوں پہ گویا چنگاریاں آگ سے آنے [illegible] تاب [illegible] پانی کے پرنالے جیسے [illegible] یوں لگا آنکھوں [illegible] ہے وہ آنچ پانی بن کر بہہ جائے گی۔ ابھی تک مجھے یہ قطعی احساس نہیں تھا کہ صوفی تسلیم میں [illegible] ہیں درحقیقت میں یہ سمجھنے میں ذرا بھی مشکل نہ تھا کہ وہ مجھے بھی کو ریدہ کر دینا چاہتے ہیں۔

[illegible] بھاگ غسل خانے میں پہنچا [illegible] ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مارے زبردستی آنکھیں کھول کر [illegible] میری آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں [illegible] کونوں کے تاڑے رگیں پھوڑنے کو چڑھ رہی تھیں اور

تو کچھ نہ سوجھا تو یا بھجو یا' سر آنکھوں پہ ڈال کر کھاٹ پہ پڑ گیا۔

آنکھیں بند کر لیں تو اور کیفیت ہوتی ہے محسوس ہوتا ہے کہ انسان گردوپیش سے کٹ گیا ہے۔ اور اک سکون سا در آتا ہے اور اگر آنکھیں بند کر کے منہ سر کسی کپڑے سے چادر سے ڈھانپ لیا جائے۔ بہت سی کیفیات سے دوچار ہوا جا سکتا ہے۔۔۔ انسان محض گردوپیش سے ہی نہیں بلکہ زندگی یا دنیا سے [illegible] محسوس کرتا ہے۔ وہ خود کو اپنے بھیجے کے بلیک ہول میں سرکتا ہوا پاتا ہے۔۔۔ دل کی زمین پہ [illegible] چھینٹے کی ہلکی ہلکی پھواری پڑنے لگتی ہے۔۔۔ دماغ کے افق پہ شام کی اداس اداس شفق اتر آتی ہے [illegible] بڑھتے روز ازل کے پُرسکون قلعے میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کبھی قبر کے عمیق و تیق اندھیرے [illegible] محسوس ہوتے ہیں۔۔۔ ایسے میں اپنے اندر باہر کی ایک ایک کارکردگی مختلف اشکال میں سامنے [illegible] ہے۔ سوچوں' خدشوں' فکروں اور جذبات کی گانٹھیں گرہیں ڈھیلی پڑنے لگتی ہیں۔ نا آسودہ خواہشوں کی عجب عجب تاویلیں اور تعبیریں سمجھ میں آتی ہیں۔ فکر امروز اور اندیشۂ فردا کچھ کے [illegible] انہی بھنوروں میں ڈوبتا ابھرتا [illegible] پُرسکون نیند کے [illegible] ایک خاموش [illegible] ہے۔ [illegible] کام آ جاتا [illegible]

[illegible]

نہیں بلکہ [illegible] جانے کا تعین کیا جائے کہ جن راہوں کا میں راہی ہوں وہاں کب [illegible] سب چلتا ہے [illegible] نہیں چلتا۔۔۔ میری راہوں راستوں پگڈنڈیوں کے پیچھے زمین نہیں [illegible] غفلتوں کی ریشمیں [illegible] جہاں تک چلتا ہوں بلکہ دھنس جاتا ہوں اور دھنسا چلا جاتا ہوں [illegible] تالاب میں اترا ہوا [illegible] وہ شخص تو نکل سکتا ہے ابھر نہیں سکتا۔

نیند بھی تو بے [illegible] فکروں اور غموں کا ایک تالاب ہی تو ہوتی ہے [illegible] ہوا جب میں باہر نکلا تو ظہر کا وقت نکل چکا تھا اور عصر لگ چکا تھا۔ حیرت یوں ہوئی کہ آنکھیں [illegible] تھیں [illegible] نہ میں نہ [illegible] ظہر کی [illegible] وہ سب غائب۔۔۔ آہستہ آہستہ ابھرتے سب [illegible] کے [illegible] چند گھنٹوں کی نیند نے جیسے مجھے ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔۔۔ سوئی تسلیم میاں تو بعد میں یاد آئے [illegible] آنکھیں سامنے آ گئیں طبیعت اور شگفتہ ہو گئی۔۔۔ [illegible] کے پاس پڑی تھی [illegible] میں امیں نے ابھی تک جھانکا نہیں لیا تھا۔۔۔ [illegible] تپائی پہ دھری تھی [illegible] میں نے جھٹ غسل کی ٹھانی۔ فارغ ہونے کے بعد آئینے میں جھانکا تو آنکھیں پہلے سے کچھ [illegible]

[illegible] چشم میری آنکھوں کی جگہ لگا دی ہوں۔ سرمے نے اندھیر مچایا ہوا تھا ــــ سبحان اللہ! اپنی [illegible] کے خود ہی پیارا آنے لگا۔ تازہ کپڑے پہنے، خوشبو ملی اور باہر نکل آیا... بازار سے گزر کر گلی میں آ [illegible] تسنیم میاں کو آنکھیں دکھاؤں اور پنجاب تک کی روداد بھی بیان کروں۔ مگر وہ شاید دکان بڑھا چکے [illegible] ــــ خود بخود ہی قدم درگاہ شریف کی جانب اٹھ لیے۔ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی ــــ صوفی صاحب کو [illegible] دیکھا جب دکھائی نہ دیئے تو میں نے ان کی دی ہوئی تسبیح رولنا شروع کر دی ــــ اچٹتی نظروں [illegible] ــــ دیکھا... مگر ابھی تک امام کے قطب کو دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ دعا ذم کے بعد میں [illegible] ــــ احاطے کی جانب آ نکلا کہ یقیناً صوفی صاحب یہیں کہیں ہوں گے۔ ادھر ادھر دیکھا بھی مگر وہ [illegible] دیئے۔ اسی ادھیڑ بن میں خواجہ سرکارؒ کے مزار کی پائنتی کی دائیں جانب ایک خوبصورت سی تیج [illegible] ــــ ایک درخت کے نیچے آ کھڑا ہوا۔ فاتحہ سلام کے بعد میں بیٹھ گیا۔ خواجہ سرکارؒ کے مزار اقدس [illegible] ہے نہیں ــــ یہ دنیا میں شاید اپنی نوعیت کا واحد مزار ہے جو باقاعدہ قبر کی صورت میں نہیں بلکہ [illegible] چبوترہ ہے جس کے گرد چھوٹی سی منڈیر بنی ہوئی ہے۔ اس قطعہ خوش بخت زمین پہ ہلکی سی [illegible] پھولوں سے ... [illegible] ... القاب [illegible]

[illegible]

"کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است"

[illegible] ــــ اک متانت اور پُر وقار سی سادگی در و دیوار پہ چھائی رہتی ہے۔ دیگر [illegible] یہاں غیر ضروری [illegible] دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی مجاورین اور [illegible] کو دیکھ کر از خود ذرا ہٹنے پہ مجبور ہو جاتا ہے ــــ یہاں کے خدام اور منتظمین [illegible] دکھائی دیتے ہیں کوئی ٹھیکیدار نہیں۔

[illegible] درخت کے نیچے جم کر بیٹھے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ کسی نے بڑی رسان سے السلام علیکم [illegible] سے میرے شانے پہ ہولا سا ہاتھ رکھا ــــ علیکم السلام کہنے سے پہلے مڑ کر دیکھا...... [illegible] میں تجر تسلیم سے شاد ہو گیا۔ میرے چہرے پہ نظر پڑتے ہی بولے۔

"[illegible] اتنے سارے دن تھے؟"

[illegible] سے عرض گزاری۔

"[illegible] ابھی تو سرمہ ڈالے دوپہر اور سہ پہر ہی گزرے ہیں، رات تو ابھی سر پہ پڑی ہی [illegible] دوپہر کو خوب سویا۔"

میری کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگے۔

''بہت ساری کالی رتیاں آنکھوں میں بیتیں گی ــــ گھبراؤ نہیں ابھی تو ابتدائے عشق ہے [illegible]

ہے میاں آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا؟''

قارئین! یاد رہے ابھی تک مجھ پہ یہ حقیقت کھلی نہیں تھی کہ میاں جی کی آنکھیں کوری [illegible]

خوبصورت بولتی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھ سکتے ــــ اچھا اس وقت ہوا جب اُنہوں نے مجھے ملتے

ہوئے فرمایا۔

''حضرت! اس جگہ آپ کا بیٹھنا کچھ مناسب نہیں ــــ اللہ کی مخلوق کو خوامخواہ تکلیف ہوگی [illegible]

کچھ خاطر خواہ آسودگی بھی حاصل نہیں ہوگی ــــ آیئے میں آپ کو اس جگہ بٹھاتا ہوں جہاں خوب [illegible]

پاپوش اُتار کر رکھتے تھے۔''

لیجان [illegible] ہوا میں اُٹھا اور وہ میرا ہاتھ تھامے ہوئے اسی احاطے کے ایک کونے میں [illegible]

ایک پکی کی [illegible] پہ ہاتھ کے دباؤ سے بٹھاتے ہوئے کہا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] لیتے ہوئے دایاں کے مزار کی جانب کہیں اوجھل ہو گئے تھے۔

میں [illegible] سوچتے ہوئے اچانک میرے ذہن میں میاں جی کے الفاظ گونجے ــ

''اس جگہ آپ کا بیٹھنا کچھ مناسب نہیں اللہ کی مخلوق کو خوامخواہ تکلیف ہوگی اور آپ کو کچھ خاطر خواہ

حاصل نہ ہوگی۔'' میں نے اسی درخت والی جگہ کی جانب دیکھا جو حسرت مجھے اُٹھنے کا مشورہ دیا [illegible]

جگہ مجھے ہر قدرے پرسکون آسودہ اور مزار شریف سے کافی نزدیک نظر آئی۔ قدیمی درخت کا تنا [illegible]

کی باہر نکلی ہوئی جڑیں بڑا عجیب اور دیومالائی سا ماحول پیش کر رہی تھیں اور یہ موجودہ جگہ [illegible]

کافی بہتر تھی اور وہ بے بڑی بیاست اور اداسی کی کیفیت لیئے ہوئے تھی ــــ [illegible]

[illegible] ابھی تک اندر ہی اٹکا ہوا تھا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ ابھی تک میں نے [illegible]

آنکھ سے آنکھیں ملائی جس کے بارے میں میاں صاحب نے بتایا تھا کہ اس کے [illegible]

دوسرے ہی لمحے میں نے پاپوش جمع کرنے والیں آنکھ سے امام کے سوراخ پہ نگاہیں مرکوز [illegible]

کچھ نظر نہ آیا۔ الٹ پلٹ بھی لا حاصل ثابت ہوئی ــــ الٰہی! نظارے کہاں گئیں؟ سوراخ سے

عدسہ اور ایک ٹرانسپیرنٹ تصویر ہوتی ہے۔ آنکھ کی پتلی کے قریب رکھ کر اگر سوراخ کے اندر جھانکا [illegible]

[illegible] ہوتا ہے۔ امام کے سوراخ میں حد سے اور پیچھے تصویر بھی تھی مگر آر پار کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ادھر [illegible] تو اک اور دلدل میں پھنس گیا۔ میرے پیچھے بکھو ہٹ کر اک دریچوں والی دیواری تھی جس کے [illegible] راہداری تھی جس سے گزر کر زائرین مزار شریف تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ عورتوں کو [illegible] اجازت نہیں اس لئے عورتیں اور دریچوں والی دیواری کے اس طرف کھڑی ہو کر مزار شریف کی [illegible] ہیں۔ یہاں دریچوں سے لگ کر وہ دعائیں مناجات آہ و زاری کرتی رہتی ہیں۔ میں نے ہلکا سا [illegible] چار بوڑھیاں کھڑی تھیں تھیں کر رہی تھیں۔۔۔ ان سے بھی دھیان ہٹانے کی کوشش لا حاصل کی [illegible] جیسے کوئی شیریں مقال عورت مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔۔ پہلو بدلتے ہوئے گردن [illegible] دیکھا کہ میرے عین پیچھے دریچوں سے لگی کھکھنت کراتے کوئی خاتون مجھ سے مخاطب تھی۔

[illegible] کے پیارے خواجہ کے [illegible] میرا بچھڑا ہوا بیٹا مجھے مل جائے۔۔۔" وہ [illegible] سسکیاں بھر رہی تھی۔

[illegible] بات کہنے بغیر دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھا لیے۔۔۔ وہ عورت اب شاید [illegible] سے مل چکی [illegible] احتمال پختہ ہو گیا [illegible] سے مزید [illegible] میں نے [illegible] ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیے۔

[illegible] خواجہ حضور کے صدقے ان پریشان حالوں کی پریشانیاں دور فرما [illegible]"

[illegible] عورت بھی ٹل گئی تو [illegible] اکھیاں بتا دیں۔۔۔ [illegible] کی پھر سے ادھر سے گریہ و زاری دعائیں اٹھیں۔۔۔ اک دم میرا دھیان بیت المقدس میں دیوار گریہ کی طرف پھر گیا۔ وہاں [illegible] ہوتا ہے مگر وہاں کسی ولی یا پیر سے ایسے ذاتی کو رسائی وسیلہ نہیں بنایا جاتا۔۔۔ سیدھا دیوار سے ماتھا [illegible] اپنی مناجات وہاں پیش کی جاتی ہے اور دعا کرتے ہیں۔

[illegible] میں نے آخری بار ہاتھ اٹھائے کیونکہ میں ادھر سے نکلنے کا ارادہ کر چکا تھا۔۔۔ یہ بھی خیال [illegible] کو تو یہاں کی صورت حال کا بخوبی علم ہوگا اس کے باوجود انہوں نے مجھ کو یہاں بٹھا دیا [illegible] اس متعلق پہ غور ہی کر رہا تھا کہ وہ سامنے کے بغلی دروازے سے میری جانب آتے ہوئے [illegible] ہاتھوں میں ایک طشتری تھی جس میں دو مٹھی کی چینک اور دو چھوٹے چھوٹے شیشے کے گلاس [illegible] راستے کی رو کاوٹوں مثلاً درخت گرے لوگ بال وغیرہ سے بچتے بچاتے وہ مجھ تک پہنچ [illegible] مسکراتے ہوئے السلام کہا اور پاس بیٹھ گئے۔

"نصیبوں والے ہو..... ہر کسی کو یہاں بیٹھنے کا شرف حاصل نہیں ہوتا....."

اب میں کیا کہتا...... بس جی جی کہتا رہ گیا...... آخر پوچھا۔

"میاں جی! کیا اس دیوار کے پیچھے خواتین اسی طرح آہ و بکا کرتی رہتی ہیں اور ادھر بیٹھے خوش نصیب کو دُعا کے لئے منتخب کر لیتی ہیں؟"

وہ میری بات میں چھپی ہوئی شکایت سے مزہ لیتے ہوئے مسکرائے' پھر فرمایا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ ان بیبیوں نے آپ کو خوب تنگ کیا ہے۔ پیارے میاں! جدھر آپ بیٹھے ہیں مقام ہی ایسا ہے کہ ہر جائز دُعا مستجاب ہوتی ہے۔ لیکن یہاں بیٹھنے کی توفیق ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی..... پچھلے برامدے میں تو وہاں تو کسی کو بھی بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوتی۔"

"وہ کیوں......؟"

"فی الحال تو چائے کے پینے ٹھنڈی ہو رہی ہے..... اس بارے میں پھر کبھی بات ہوگی۔"

چائے پلانے کے بعد وہ پھر کہیں غائب ہو گئے۔ مغرب کی اذان سے کچھ پہلے وہ لوٹ کر آئے۔ نماز کے بعد انتہائی عاجزی سے کہنے لگے۔

[illegible]

فرمائیں..... پھر بیٹھیں گے اور خوب باتیں کریں گے۔" وہ مجھے ساتھ لیتے ہوئے دربار کی حدود سے نکلے۔ لمبی سی گلی میں آ نکلے۔ یہاں بھی ایک چھوٹا سا مزار تھا۔ کہنے لگے۔

"میاں ایک مجذوب..... ہیں میری ان سے بھی خاص عقیدت ہے..... ان کے ہاتھوں سلام کیجئے اور فاتحہ شریف بھی..... اور ہاں اپنے لئے کچھ......؟"

پہلے ان کی کہاں کی ساری باتیں چپ چاپ سنتی تھیں تو یہ بھی پڑتی..... اسی مزار کے باہر چند قدم اوپر ایک چٹان سے تھڑے پر مجھے بٹھایا..... ایک مدقوق سے لونڈے نے ایک بڑے سے تھال میں خشک چاول اور ہری ہری سی دال اچار اور کٹے ہوئے پیاز وغیرہ لا کر رکھ دیئے..... اس معمولی سے کھانے نے اپنی جگہ دعوتِ شیراز سا مزہ دیا' انگلیاں چاٹ چاٹ کر کھایا۔ فرمایا۔

"کھانا تو کھانا ہی ہوتا ہے' معمولی ہو یا اعلیٰ..... اصل برکت و لذت تو صبر سے ہر لقمہ..... ہوتے ہوئے ہوتی ہے۔"

کھانا کھاتے ہی میں بے صبرا اپنی بات لے بیٹھا۔

"میاں جی! آپ نے شیخ کے بارے میں فرمایا تھا زیارت ہوگی مگر مجھے تو کچھ بھی....."

وہی ازلی سی مسکراہٹ ان کے چہرے پہ کھلی دھوپ کی مانند پھیل گئی جو کسی معصوم بچے کے چہرے پہ شرارت پکڑے جانے پہ کھل اٹھتی ہے۔ قدرے جھجکتے ہوئے فرمایا۔

"میاں بھائی! جب سے تسبیح لی ہے کتنی بار اس پہ درود شریف کا ورد کیا ہے اور کتنے صبح و شام استعمال کیا ہے؟"

میں خجل ہو کر بغلیں جھانکنے لگا۔ مجھے خاموش اور خالی پا کر خود ہی بتانے لگے۔

"عینک کے شیشے خواہ کیسے بھی طاقتور اور قیمتی ہوں اگر دھندلے اور گندے ہوں گے تو کچھ بھی واضح نہیں دے گا جیسے شیشہ الفین کا ہو عینک یا صرف دیکھنے والا پہلے ذرا کاغذ یا کپڑے سے جھاڑا پونچھا جاتا ہے پھر سانس کی گرمی نمی دکھلا کر صاف کیا جاتا ہے اور آخر خشک گف کپڑے سے اسے خوب آب دی جاتی ہے کہ کوشش کرنے لگے اس کے بعد عزہ دید کی نظارگی اور رہ کی حاصل کرنے کا آتا ہے ـــــ پہلے اچھی طرح دیدے تو صاف کر لو۔ ایسے کاموں میں آتاؤلی اچھی نہیں ہوتی۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں نے فوراً جواب دیا۔ "ہاں ماشاءاللہ پہلے سے بھی خوب دکھائی دے رہا ہے۔"

ماشاءاللہ ماشاءاللہ کہتے ہوئے میری آنکھوں پہ ہاتھ پھیرا۔

"یہ دیکھو امام میں کچھ دکھائی دے رہا ہے؟"

میں نے جیسے امام پہ آنکھ گاڑی ـــــ غور سے دیکھا۔ کچھ تھا ضرور مگر واضح اور صاف نہیں تھا ـــــ وہ بتانے لگے۔

"ابھی شیشہ دھندلا دھندلا سا دکھائی پڑ رہا ہے ـــــ اچھا کچھ دنوں تک صاف دیکھنے لگو گے ـــــ مگر آنکھوں سے بہت کھلے ـــــ مجھے دیکھو میں تو بالکل ہی اندھا ہو گیا۔ صرف ایک ایک دانے کی دوڑان اور بے ربط بینائی نہیں ہوئی ـــــ لیکن خیر ہے اللہ کی دین ہے تم بھی کبھی نہ چھوڑنا۔"

یہ پہلا موقع تھا کہ مجھ پہ یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ میاں جی نابینا ہیں جبکہ ان کی کسی حرکت سے مجھے یا بلکہ کسی اور کو بھی کبھی احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ ان پڑھتے ہوئے خوبصورت دیدوں سے دیکھتے تھے۔ میں ہکا بکا ان کے اس مذاق سے لطف اندوز ہونے کی کوئی راہ تلاش کر رہا تھا۔ وہ پوچھنے

''حونقوں کی مانند کیوں دیکھ رہے ہو؟ کبھی کوئی اندھا نہیں دیکھا؟''

میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ جیسا نہیں دیکھا۔''

وہ اُٹھے' میرے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔

''مجھے بھی آپ جیسا کوئی نہیں ملا۔ میں چلتا ہوں' عشاء کی نماز میں کہیں اور پڑھتا ہوں۔ آپ اپنے شغل میں رہیں۔ انشاء اللہ کل صبح مسجد میں ملاقات ہوگی ــــ اور ہاں رات سونے سے پہلے سرمہ لگانا نہ بھولیے اور تسبیح کا بھی خیال رہے۔''

وہ مجھے مدانی میں لسّی کی مانند رُوک کر جا چکے تھے۔ کافی دیر تک میں اپنے آپ میں گم صم رہا۔ سوچتا رہا کیا کوئی بن آنکھوں سب کچھ دیکھنے پہ قادر ہو سکتا ہے اور کیا صرف آنکھوں سے ہی دیکھا جا سکتا ہے یا جسم و وجود کے دیگر اعضاء بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں... یا پھر کوئی باطنی آنکھ؟... جب کوئی جواب سمجھ میں نہ آیا اور سر میں ٹیسیں چبھنے لگیں تو وہاں سے اُٹھ لیا ــــ درگاہ سے نکل رہا تھا کہ حضرت [illegible] دیتے جنہوں نے مجھے میاں جی کے پاس [illegible] ایک آنکھ [illegible] میں [illegible]۔

''[illegible] ــــ کیا اجازت ہو تو ایک دو باتیں صوفی تسلیم میاں کے بارے میں [illegible] ہوں۔''

دلی کے بزرگوں کو [illegible] ایک بار شروع ہو جائیں تو پھر ان کی مشکل ہو جاتی ہے۔ مگر یہ شاید کسی اور مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ چہرہ شریف ہی کچھ یوں تھا کہ دیکھنے والا اپنا سامنہ لے کر رہ جائے۔ پہلے تو وہ مجھے گھورتے رہے پھر بڑی تیزی سے بول اٹھے۔

''کسی کے بارے میں کوئی کتنا کچھ جان سکتا ہے لیکن صوفی تسلیم میاں کے بارے میں [illegible] میں ہی ملاتی ہے۔ ویسے میں تم کو ان کے بارے میں تھوڑا بہت بتا چکا ہوں اب فرمائیے آپ [illegible] چاہتے ہو؟''

میں ان کے فلسفیانہ انداز تکلم سے ہونق سا ہو گیا۔ سوچنے لگا واقعی یہ دلی والے باتوں کے [illegible] ہیں۔ باتوں میں ایسی ایسی گھاتیں لپیٹتے ہیں کہ مقابل ہاری سے اتر جاتا ہے۔ جُزوی لفظوں کے [illegible] میں اُڑانا بھی انہیں خوب آتا ہے۔ میں نے مختلط انداز میں عرض کی۔

''میاں جی کے بارے میں معلوم ہوا کہ نابینا ہیں مگر اس کے باوجود وہ سب کچھ دیکھتے ہیں [illegible]

آپ نے یہ بھی فرمایا تھا اُن کی ایک آنکھ میں خواجہ قطب الاقطاب اور دوسری آنکھ میں خواجہ گنج شکر بستے ہیں لیکن مجھے تو ابھی تک کچھ دکھائی نہیں دیا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولے۔ "میاں! ہلال عید اُفق پہ موجود ہوتا ہے مگر ہر آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا۔ اس کو دیکھنے کے لئے دستور دید اور ساعت سعید ضروری ہوتے ہیں۔ ممکن ہے تمہارے ہاں ابھی کچھ کمی [illegible] تم محروم زیارت رہے [illegible] حشرات الارض ایسے ہیں جن کے کان آنکھیں سرے سے ہی نہیں ہوتے لیکن وہ دوسروں سے کہیں زیادہ سننے، دیکھنے کا ادراک رکھتے ہیں تو کیا تسلیم میاں! ان سے بھی گئے گزرے ہیں ـــ سمجھ میں آیا؟"

تا کہ سن کر وہ ایسے گم [illegible] ہوتے جیسے میں ان کے سامنے ایک انسان نہیں کوئی بیکار [illegible] ـــ زیادہ کرید مزید مناسب نہ سمجھتے ہوئے میں اُدھر سے کھسک لیا۔

عشا کی نماز کے بعد میں اِدھر اُدھر گلیوں کوچوں میں مارا مارا پھرتا رہا۔ جب [illegible] سوچ سمجھ کا [illegible]

[illegible]

[illegible] کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

میں اپنی [illegible] میں پتہ نہیں کہاں سے کہیں نکل آیا تھا ـــ [illegible] آنے لگی تھی [illegible] بھینسوں کی ڈکرانے کی آوازوں سے احساس ہوا کہ میں کسی گوالوں [illegible] آ گیا ہوں۔ گھپ [illegible] کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے۔ چند قدم [illegible] کے بعد پتہ چلا کہ پاؤں کیچڑ اور گوبر میں دھنس [illegible] ہیں جو کھینچا کھانچی کی تو جوتے اندر رہ گئے میں پاؤں باہر نکل آئے۔ اب میں ننگے پاؤں سنبھالتا [illegible] کہیں پانی ڈھونڈنے لگا کہ پاؤں کی غلاظت دور کروں۔ اچانک کہیں سے ایک بڈھا نمودار ہوا یقیناً [illegible] والا ہوگا۔ صورت تو میں نہ دیکھ سکا کہ اندھیرا تھا۔ سلام کرتے ہوئے میں نے پانی کا دریافت کیا۔ [illegible] پوچھنے لگا۔

"جوتے وہیں چھوڑ آئے ہو یا پاؤں کے سنگ نکل آئے؟"

میں نے یونہی جواب ٹکا دیا۔

"شکر ہے بھائی! پاؤں نکل آئے ـــ جوتے بہت پہ پاؤں تو دو ہی ہوتے ہیں۔"

جواب سن کر ہنسنے لگا۔ میرا ہاتھ تھامے بولا۔

"آؤ میرے سنگ، میں تمہارے پاؤں دھلا دیتا ہوں۔"

وہ مجھے قریب قریب گھسیٹتے ہوئے پاس ہی ایک باڑے میں نکل آیا۔ یہاں مویشیوں کے پانی کی ایک پختہ ناند تھی۔ بڑے جھونپڑے کے آنگن میں لٹکی لالٹین بھی چمک رہی تھی۔ وہ مجھے ایک پتھر پر کھڑا کر کے میرے پاؤں دھلانے لگا۔

"ادھر کدھر آئے تھے بھیا؟ اجنبی دکھتے ہو..... ادھر کے ہوتے تو جانتے ہوتے کہ یہ رستہ جناوروں کا ہے منشوں کا نہیں۔ اب یہیں رکو میں تمہارے جوتے کیچڑ کھاتے سے نکلوائے دیتا ہوں۔"

میں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"بہت مانس! اب مجھے ان چپلوں کی ضرورت نہیں اور نہ ہی وہ اب پہننے کے لائق رہے ہوں گے۔ تم صرف مجھے درگاہ شریف کی جانب کسی محفوظ راستے پر ڈال دو۔"

میری بات سن کر وہ اندھی سی لالٹین اٹھا لایا، میرے آگے آگے چلتے ہوئے کہنے لگا۔

"بھیا درگاہ شریف کے کسی محفوظ راستے پر تو تسلیم میاں ہی ڈالیں گے۔ میں تو گلی گلی تک کا راستہ بتا سکتا ہوں۔"

"تم صوفی تسلیم میاں کو جانتے ہو؟"

وہ مجھے اس عجیب مخلوق دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"اس میں حیرانی کی کیا بات ہے بھیا! تسلیم میاں کو منش تو کیا یہاں کے جناور، پکھیرو اور بوہیڑ تک سب جانتے ہیں۔"

"منش، جناور، پکھیرو اور بوہیڑ سب جانتے ہیں!" میں نے زیر لب دہراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بوہیڑ کیا ہوتے ہیں.....؟"

لالٹین میرے چہرے کے قریب لا کر وہ چند ثانیے مجھے گھورتا رہا۔

"تم نہیں جانتے کہ بوہیڑ کون ہوتے ہیں؟"

میں نے اسی استعجاب میں نفی میں سر ہلا دیا۔ اس نے بھی آنکھیں جھپکائے بغیر جواب دیا۔

"بوہیڑ ننھے منے بہت ہی چھوٹے انسان نما مخلوق ہوتے ہیں۔ اگر تم نے انہیں دیکھا نہیں تو ان کے بارے میں سنا تو ہوگا؟"

میں نے احمقوں کی طرح اُسے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"چھوٹے بچوں کی قدامت کے انسان تو اکثر دیکھے ہیں لیکن جیسے تم بتا رہے ہو ایسوں سے کبھی میرا سابقہ نہیں پڑا۔ انھیں تو بونے کہتے ہیں۔"

"تم تسلیم میاں سے کبھی ملے ہو؟"

"ہاں! کل بھی ملاقات ہوئی تھی اور آج عصر، مغرب کی نماز بھی ہم نے اکٹھے ہی ادا کی۔ عشاء کی نماز کے لیے میں نے کہا تو انھوں نے کہا کہ کہیں اور پڑھتے ہیں۔"

"ہاں عشاء کی نماز وہ بونیروں کی مسجد میں ادا کرتے ہیں ___ بلکہ وہاں امامت کرتے ہیں۔"

بے صبروں کی طرح میں نے جھٹ پوچھا۔

"بتا سکتے ہو وہ مسجد کدھر ہے؟"

"وہ کوئی گنبد و میناروں والی مسجد نہیں ___ قطب جی کی بڑی باؤلی کے نیچے اتری ہوئی کسی کھوہ کے اندر ہے۔ جانتے تو تھے یا ہم بھی نا ہیں پر سنا ہے کہ میاں جی عشاء کی نماز وہیں پڑھاتے ہیں۔"

"دکھائی تو نہیں دیتی ہیں ___ وہ رات کے اندھیرے سناٹے میں ایک سنسان [illegible] تک جگہ ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

"کسی قیامت جیسا اندھا پن ہے ___ چلو میں تمھیں راہ دکھاؤں۔"

کیسی رات اک راہ تو اس نے مجھے دکھا دی تھی

یہ رات بھی کیا رات تھی۔ کروٹیں بدل بدل کر میرے جسم کی چولیں ہل گئیں۔ کھلی پلک ہو یا بند آنکھ عجیب عجیب منظر آنکھوں کے سامنے ابھرتے ڈوبتے رہے ___ پاتال میں اتری ہوئی پُر اسرار کھوہ، گہرے اندھے کنویں ___ گھپ اندھیری کھائیاں، غاریں، ٹیلے، گہرے سمندر، پتہ نہیں کیا کیا ___ کئی بار ایسا بھی لگا جیسے میں غلطی سے بونوں کی کسی بستی میں جا گھسا ہوں اور ان کے قابو میں آ گیا ہوں۔ ایسا بھی محسوس ہوا کہ میں ایک سوچ بند قلعہ ہوں اور چیونٹیوں کی مانند ننھے ننھے بونوں کی فوج نے مجھ پر شب خون مار دیا ہے۔ میرا انگ انگ ان کی یلغار کی زد میں ہے ___ میرے کانوں، ناک اور آنکھوں کے دروازے توڑ کر وہ میرے دل و دماغ تک پہنچ رہے ہیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک دستہ میرے پیٹ پر چڑھ آیا ہے میری ناف میں جھنڈا گاڑ کر شاہی نقارچی نقارہ پیٹ پیٹ کر بلند آہنگ سے فتح مندی کا اعلان کر رہا ہے۔

اس وقت قطبی مسجد میں فجر کی اذان ہو رہی تھی۔

''خیال و خواب'' یہ الفاظ بھی بڑے سحر آگیں ہوتے ہیں محض زبان سے دہرانے سے بھی [illegible] دیتے ہیں اور جو ان کی کیفیات میں مست رہتا ہو اس کی ذہنیت کا کیا عالم ہو گا؟... خیال ہی تو [illegible] روپ دھارتے ہیں جبکہ خواب بھی مختلف نوع اقسام کے خیالات کو جنم دیتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی یہ [illegible] آپس میں گڈمڈ ہوتے ہیں کہ یہ خواہ مخواہ کی طرح خیال خواہ وہ بن جاتے ہیں۔ میں بھی آخر شب خیال [illegible] اپنی سلگتی آنکھوں میں نیند کے چند بوندوں کو تلاش کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جو میرے بیدار ہونے سے کہیں ادھر اُدھر روپوش ہو گئے تھے۔

صوفی تسلیم میاں سے ملنے کی تانگ نہ ہوتی تو شاید میں فجر کی نماز اپنے ہوٹل کے کمرے میں ہی پڑھ لیتا۔ کچی نیند کے ادبار نے مجھے خاصا مضمحل سا کر دیا ہوا تھا پھر بھی کسی نہ کسی طور میں مسجد تک پہنچ گیا۔ [illegible] پچھلی صف میں دکھائی دیئے جبکہ مجھے جگہ دوسری صف میں ملی۔ نماز کے بعد امام صاحب سے مصافحہ کرنے والوں کی لائن لگی ہوئی تھی مگر میں اپنے امام کے روبرو جا کھڑا ہوا۔ ان سے بھی نماز کی سلام پھیر کر [illegible] موقع ملتے ہی [illegible] تھی۔ [illegible]

''[illegible] سے جگہ جگہ کرنے لگیں تو پھر جان لو میاں کہ بجلی ہو گئی ... دیکھنا کبھی تمہاری آنکھوں سے کچی نیند کا خمار نہیں چھٹتا......''

میں نے کچھ [illegible] مسجد کے دروازے [illegible] بڑھ چکے تھے۔ آج میں اپنے تئیں یہ تہیہ کئے ہوئے تھا کہ میاں جی کی بینائی کا راز ضرور معلوم کروں گا میں جان بوجھ کر دو قدم پیچھے رہا کہ دیکھوں وہ راستے کی رکاوٹوں اور گڑھوں سے کیسے بچ پاتے ہیں۔ اندازے اور مسلسل مشق سے کوئی نابینا کسی راہ گلی سے قدرے ترتیب سے گزر تو سکتا ہے مگر کسی اچانک رکاوٹ سے بچنا اس کے لئے ناممکن ہوتا ہے جبکہ وہ کسی ٹوہ لینے والی چھڑی یا عصا کے بغیر ہو۔ مگر میں نے ایک شخص جو [illegible] کے ببول کی کاٹے دار جھاڑیوں کو کھینچتے ہوئے جا رہا تھا اچانک کسی وجہ سے [illegible] چاہتے تو یہ تھا کہ میاں جی ان جھاڑیوں پہ چڑھ دوڑتے مگر نہیں وہ تو اس شخص کے رکنے سے پہلے ہی رک گئے تھے...... بولے۔

''بولی رام جھاڑ کے لئے یہ جھاڑ جھنکاڑ منہ اندھیرے گھسیٹ لیا کرو...... یہ تم لوگوں کی آدم [illegible] کا ہوتے ہے۔''

تب میاں جی میرا ہاتھ پکڑے ایک جانب سے ہو لیتے چند قدم آگے اپنی دوکان کے تھڑے پہ اگا[illegible] [illegible]تے ہوئے کہنے لگے۔

"بھیا! رات جب بھیگ جاوے اور پنکھ پکھیرو اپنا ٹھکانا پا لویں تو بستی سے باہر اجاڑوں کی جانب [illegible] شکر کرو کہ مکش جوتے ہی گوبر میں دھنس جاتے اور خود سلامتی سے نکل آئے۔"

پھر دوکان کے کواڑ کھول کر اپنا ٹھیا جماتے ہوئے کہا۔

"[illegible] آج سرمہ لگانا بھی یاد نہ رہا۔ اچھا! تم ذرا ان ظفروں کی پونچھا پانچھی کرو اور میں ناشتے پانی کا [illegible]ست کرتا ہوں۔"

وہ مجھے ہکا بکا سا چھوڑ کر یہ جا وہ جا سامنے ایک تنگ سی گلی میں غائب ہو چکے تھے۔ عجیب بات تھی کہ [illegible] تھی وہ سوالات جو میں پوچھنا چاہتا ان کے سامنے پہنچتے ہی سب بھول جاتا تھا۔ اگر کچھ یاد بھی رہتا تو [illegible] نہ ہوتی۔ وہ مجھے بات کرنے کا موقع بھی کب دیتے تھے۔ اسکی [illegible] موتی بے ساختہ [illegible] [illegible] ششدر کر دینے اور شدید سا کر دینے والی باتیں شروع کر دیتے کہ مجھے سنتے ہی [illegible] [illegible] کی گوشمالی کریں......!

[illegible] [illegible] تے ابرا[illegible] [illegible] تھے جیسے کوئی سکول لڑکا اٹھتے بیٹھتے چائے کی کپ تھامے گر لوٹا ہے۔ کیسے نادر [illegible] تو کسی سے [illegible] اندھوں کی طرح ہاتھ لہرائے، جھجک نہ کوئی اندیشہ — [illegible] تو یہی جانا کہ وہی [illegible] والی سب نابینا — وہ [illegible] ہیں۔ وہ نوری شعاعوں کی مانند [illegible] غیر مرئی سے ہیں جو ہر خوش رنگی و شفیق سے منور رہتے ہیں۔

"بھیا! بس بسم اللہ پڑھ کر شروع ہو جاؤ۔"

وہ تھڑے پہ قدم دھرتے ہی بولے۔

"[illegible] نماز کے فوراً بعد کچھ کھانے کو نہ ملے تو میرا دل [illegible] کرتا ہے۔"

وہ میرے پیالے میں کچھ ڈالتے ہوئے بتانے لگے۔

"[illegible] کا خاص کھاجا ہے۔ تمہاری تسلی خاطر اصلی گھی کا تازہ [illegible] والا لایا ہوں اور ہاں ذرا [illegible] [illegible] کی [illegible] اور زعفرانی مہک تو ملاحظہ کرو۔ محمود شمیری سے خاص لے بول کر تھوڑی میں اچھی طرح [illegible] ہے۔"

میں محسوس کر رہا تھا وہ اس قسم کی گنگا جمنی باتیں کر کے مجھے بات کرنے یا کوئی سوال و جواب کا موقع نہیں دینا چاہتے اور یہ جو کچھ بھی وہ کہہ سن رہے ہوتے ہیں وہ محض میرے بہلاوے دکھلاوے کے لئے ہے۔ ان کا اصل انگ رنگ کچھ اور ہے۔۔۔ یہ کچھ جان کر میں بھی بلی چوہے کے کھیل سے لطف اندوز ہونے کا تہیہ کیے ایک نادان بچہ سا بچہ بن کر ہاں میں ہاں اور جی میں جان ملائے نچنت ہو کر بیٹھ گیا۔

کھچڑا، حلیم، نہاری، شب دیگ، گوشتابہ، مرغ پائے، قیمہ، بونگ، ہریسہ اور شلغم وغیرہ یہ سب چٹخارے اور چٹخارے کے کھاجے ہیں۔۔۔ شب بھر کی تیاری میں پکتے ہیں اور منہ نہار ناشتے کی صورت بارغبت کھائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں نام نہاد نہاری اور حلیم بھی دیکھنے اور کھانے کی حد تک دستیاب ہو جاتی ہے مگر پکوان شادی کہیں بیاہ اسے اور کشمیریوں کے ہاں گھر میں پکتے ہوں نئی نسل نے کھانا تو کیا ان کے کبھی نام بھی نہیں سنے ہوں گے لیکن دلی، حیدرآباد، لکھنؤ، بمبئی، بھوپال، علی گڑھ وغیرہ میں یہ پکوان آج بھی اسی روایتی انداز میں پکتے کہیں نہ کہیں چکھنے کو مل جاتے ہیں۔

ناشتے کے بعد چائے پیتے ہوئے میں نے پوچھی [illegible] اللہ۔

[illegible] معیت میں [illegible] کی ہوں۔

وہ چونکے [illegible] لمبا سا [illegible] سے [illegible] مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔

"عشاء کی نماز تین [illegible] اور پڑھتا ہوں مغرب سے [illegible]"

"جہاں آپ جاتے ہیں میں بھی آپ کی اجازت سے وہیں چلا جاؤں گا۔"

وہ مجھے سمجھانے کے انداز میں بولے۔

"میاں بھائی! تمہارا وہاں جانا کچھ مناسب نہیں۔۔۔ ہاں تم یہ بتاؤ آج تمہاری آنکھیں [illegible] سے کیوں خالی ہیں! سرمے کے بغیر تو آنکھیں خوبصورت ہی نہیں لگتیں۔۔۔ تمہیں جو سرمہ دیا تھا وہ کوئی معمولی نہیں ہے۔۔۔ زیارتی سرمہ ہے مسلسل لگانے سے آنکھوں کے ظاہری پردے ہٹ جاتے ہیں [illegible] کو دیکھنے کا قرینہ آ جاتا ہے۔"

"میاں جی! آپ بھی کبھی سرمہ استعمال کرتے ہیں؟"

"ہاں کبھی کبھی یہی سرمہ میں خود لگاتا تھا اور اب تو یہ سرمہ مجھے لگاتا ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میاں جی! میں کچھ سمجھا نہیں۔۔۔"

"مطلب یہ کہ اب میری آنکھیں کاجل کوٹھا بن گئی ہیں۔۔۔ دیا جلے نہ جلے کوٹھا کالا ہی رہتا ہے۔
[illegible] بچھو کا لگ ختم نہیں ہوتی۔"

"کاجل کوٹھا۔۔۔؟" میں نے زیرِ لب دہرا کر پھر کہا۔

"میں اب یہ کاجل کوٹھے والی بات بھی نہیں سمجھا میاں جی!"

[illegible] کے کھیل کی طرح یہ بلی چوہے کا کھیل بھی عجیب سی معصومیت یا شاید [illegible] سی [illegible] چھپی ہوتا [illegible] چوہے کو اپنے تھپیڑوں میں لے کر ہلکے پھلکے پنجوں اور نرم نرم دانتوں کا مناسب استعمال کر لیتی ہے [illegible] کی خاطر اسے آزاد [illegible] کی طرح آزاد چھوڑ دیتی ہے۔۔۔ حواس باختہ نیم مردہ چوہا دم دبائے [illegible] سا پڑا رہتا ہے۔ بلی [illegible] بظاہر بے دھیانی [illegible] سی [illegible] تکتی ہے۔۔۔ چوہا [illegible] سوچ کر [illegible] ہوتی ہے [illegible] عادت سے مجبور ہو کر [illegible] [illegible]

"منزل کے لیے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے"

[illegible] سامنے ہوتی ہے وہ چشم زدن میں وہاں پہنچ کر اس کی [illegible] سے [illegible] ہو سکتا ہے۔ [illegible] کر لیتا ہے [illegible] "[illegible] تے تالے کنڈاں لپ کے" [illegible] الابالی ہو لی اس کے بلی کے سامنے اس مراقبے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بس وہ ذرا [illegible] کی خاطر اسے اپنی اگلی ٹانگوں کے حصار میں لے کر نوکیلے پنجوں سے گدگدی کرتی ہے۔ بلی [illegible] کے پھر اسے آزاد کر دیتی ہے۔ [illegible] چوہے بلی کا کھیل [illegible] بے چارہ کی ایک موتی کا [illegible] بلی کے پیٹ میں آسودہ خاطر ہو جاتا ہے۔

[illegible] ہم دونوں بھی شاید اسی نوعیت کا کوئی کھیل کھیل رہے تھے اور [illegible] سے ہماری کوئی راہ و رسم [illegible] ہم دونوں "[illegible] احتیاطی تحفظ" کے لیے ادھر ادھر کے [illegible] کر رہے تھے۔

[illegible] کوٹھے کی بات پر فرمانے لگے۔

"یہ کاجل کوٹھا سمجھانے سے تمہاری سمجھ میں نہیں آوے گی۔۔۔ جب تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے تب [illegible] زندگی میں یہ کاجل کوٹھا والا استعارہ کس کیفیت اور کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔"

"میاں جی! آپ کے لیے کیا مشکل ہے۔ کرم کر کے مجھے کاجل کوٹھا بھی دکھا دیجیے۔" میں نے [illegible]
کا [illegible] ہوئے کہا۔

"بھیا! پہلے اپنے تئیں سوچ کر یہ فیصلہ کر لو کہ اصل میں تم نے دیکھنا کیا ہے؟ خواجگان کی کرنی ہے، بونیرے دیکھنے ہیں یا پھر کاجل کوٹھا ملاحظہ کرنا ہے۔"

"حضرت! بونیرے کا تو میں نے ذکر تک نہیں کیا آپ نے ---؟"

"بھئی مجھ سے نہ سہی رات کو اس سے تو بونیروں کی بات ہوئی تھی نا ---"

"ہاں جی! اس نے ہی بتایا تھا کہ آپ کو چلہ کھینچ و چناور اور بونیرے تک جاتے ہیں [illegible] بونیروں کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھاتے ہیں لیکن بونیروں کی بات تو میں نے اس کو اسے ہی کی تھی [illegible] اس کا کیونکر علم ہوا؟"

وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"کیا تم نے اس کو اسے کو دیکھا تھا؟"

"اندھیرا اتنا تھا کہ میں اسے ٹھیک سے دیکھ ہی نہیں پایا۔"

[illegible] پاؤں میں [illegible]
ہونے لگی [illegible]

"بھئی [illegible] تمہارے قبل! --- رات تمہارے رخصت ہونے کے بعد میں نے [illegible]
انہیں [illegible] اور پالش [illegible]"

میں ہکا بکا سا ان کا منہ تکنے لگا۔

اگلا عشرہ انہوں نے مجھے خوب رگڑا دیا۔ پوچھنے ہی دوسرے [illegible] میں آ نہ سکے [illegible] شاید اس لیے تھا کہ انہوں نے طہارت اور وضو کا ایک خاص انداز مجھے سکھایا تھا، پھر [illegible] عجیب سا طریقہ --- جو عام طریقے سے قطعی جداگانہ تھا۔ پھر چند روز انہوں نے مجھے تہجد کی نماز کے بعد خاص وظیفہ کروایا جس کے دوران میری بینائی اس قدر تیز ہوئی کہ اندھیرے اجالے میں [illegible] بلند پرواز پرندوں کے پر تک دکھائی دینے لگے۔ ایسے ایسے اجرام و اجسام نظر آنے لگے جو صرف خوردبین ہی سے دیکھے جا سکتے تھے --- ذرہ، [illegible] خس و خاشاک --- ہوا اور پانی کے جاندار --- پھولوں [illegible] روئی میں کلبلاتے کیڑے، جراثیم وغیرہ۔ یوں محسوس ہوتا جیسے میری آنکھوں میں کسی نے دوربین [illegible] دیے ہوں --- ایسا ہی تجربہ مجھے اپنے بچپن میں اپنی پہلی استاد جاپانی کے تصرف سے حاصل ہو چکا تھا

[illegible] انسان کے جبلّی جانور کو دیکھ لیتی تھی ۔۔۔ اب میاں جی کے تصرف سے مجھے نظر و نگاہ کی
[illegible] نصیب ہو گئی تھی۔

[illegible] رکھا ہے کہ ہر مخلوق کے ساتھ اس کا ایک مخصوص نظام بھی تخلیق ہوا ہے۔ نظام یعنی سسٹم ہر ایک کا
[illegible] کہیں ہلکی بھاری مشابہت تو ہو سکتی ہے لیکن ایک سے نہیں ہو سکتے ۔۔۔ اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے
[illegible] اقسام کے پھول ہوتے ہیں۔ شکلیں شباہتیں رنگ روپ مہکیں خوشبوئیں اوصاف تاثیریں اور
[illegible] وغیرہ وغیرہ ہر اک کے جدا جدا ۔۔۔ اس کارزارِ رنگ و بو میں کئی ایک پھول بیچ پن کے سرے کے
[illegible] ہیں جن پہ کبھی کسی کی نظر نہیں پڑی ہو اور نہ کسی گل فروش کے ہاں پڑے ملیں گے ۔۔۔ کسی گل دان یا
[illegible] میں سجے ہوئے دکھائی نہیں دیں گے ۔۔۔ انہیں معدودے چند سرپھرے جوگی سنیاسی پرانے
[illegible] یا ولی پچھلی نسلوں کے گل شناس ہی جانتے سمجھتے ہوں گے ...... ان کے مقابلے میں اتنے بڑے
[illegible] پھول بھی کہ انسان ان کی قدامت و جسامت دیکھ کر ششدر رہ جائے۔ یہ سب [illegible] صانع لم یزل کی
[illegible] خوب رنگ و روپ اور خوشبوئیں مہکاریں پیدا فرمانے والا ہے مگر ہر اک کی تاثیر و توصیف
[illegible] واقعی اور
[illegible] ہیں اسی طرح انسان کے ہاں بھی ایک ہی زمین پہ چلتے پھرتے ہیں لیکن اپنے اپنے اک
[illegible] کے تحت انسانوں کی عمریں مختص ہوتی ہیں زندگی بسر کرنے کی قدریں، فکریں، اعمال و افکار اور [illegible] وجود کے
[illegible] بھی ایک دوسرے سے مختلف ...''

[illegible] کے شہرہ آفاق فلم سٹوڈیوز میں میں متعدد بار گیا ہوں بلکہ کئی ایک مشہور فلموں کی شوٹنگ بھی
دیکھنے کا موقع ملا ۔ معلوم ہوا کہ فلم بنانے کی جو ہنرمندی، مہارت، پختگی اور جو جدید سہولتیں ان کے پاس
[illegible] ہماری فلم انڈسٹری کے ہاں موجود نہیں۔

[illegible] ڈزنی کے اسٹوڈیو میں ایک انتہائی چھوٹے بونے کے متعلق ایک چھوٹی سی فلم کی شوٹنگ [illegible]
[illegible] تکنیک اور موضوع کے اعتبار سے ایک انوکھی فلم تھی جس میں دکھایا کہ اتفاق سے ایک شریر سے
[illegible] بچے جیسے ایک نٹ کھٹ سے بونے سے ہو جاتی ہے۔ یہ لڑکا اسے اکثر اوقات اپنی جیب میں
[illegible] ہے۔ وہ چونکہ بہت ہی پست قامت اور قلیل سا تھا اس لئے وہ آسانی سے اس کے جسم کے مختلف
[illegible] میں چھپ جاتا اور اپنی حرکتوں سے لڑکے کو دق کیا کرتا ۔۔۔ رات کو وہ لڑکا اسے کسی پلیٹ جوتوں کے
[illegible] میں ٹشو پیپر یا رومال کے بستر پہ لٹا کر خود سو جاتا۔ یہ بونا چونکہ جنونی طبیعت کا تھا اس لئے

رات کو اکثر کچھ کھانے پینے کی نیت سے باہر نکل آتا۔ اب فریج کھولنا چونکہ اس کی ہمت طاقت سے [illegible]
لئے یہ کسی نہ کسی طرح کھانے کی میز پر چڑھ لیتا۔ وہ وہاں سے دھرے بسکٹ، پھل، پنیر، ڈبل روٹی کے ٹکڑے [illegible]
چن کر اپنی ضرورت عادت پوری کر لیتا۔ اسی قسم کی حرکتوں میں کہیں تو اپنی ٹانگ چائے دانی کی [illegible]
پھنسا بیٹھتا ہے اور کہیں وہ دودھ میں الجھ جاتا ہے اور کہیں وہ کتابوں سے پھسلتا ہوا کسی ردی کی ٹوکری [illegible]
ہے۔۔۔ بس اسی قسم کی معصوم معصوم حرکتوں شرارتوں پہ مبنی یہ فلم چھوٹوں بڑوں میں بے حد مقبول ہوئی
فلم کی سب سے بڑی خوبی وہ فطری ماحول تھا جو اس بڑی ہنرمندی اور جدید تکنیکی جادوگری سے [illegible]
یعنی بیک وقت دو سسٹم دکھائے گئے۔ ایک عام قد و کاٹھ کے انسانوں کا اور دوسرا مخصوص بونوں کا
ایک سگریٹ کے سائز کا تھا جو ایک چھوٹے بچے کے جوتے میں آرام سے سو سکتا ہے۔ سامنے کی جیب [illegible]
نکال کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ مجھے [illegible] جب وہ شہر [illegible] دیکھتا ہے تو [illegible] دوست اسے آسمان سے
[illegible] دکھائی دیتا ہے۔ یہی بونا ایک چیونٹی اور رینگنے والے کسی کیڑے سے [illegible] کے لئے بھی [illegible]
کیڑا [illegible] دکھائی دینے والے جراثیم کے لئے بھی یہی حیثیت رکھتے ہیں۔

[illegible]

مانندی ہوتی [illegible]
چشم تماشائی [illegible] ہوتی ہے۔۔۔ وہ سیونگ مشین کے ہینڈل پہ چڑھنا چاہتا ہے۔ فرش [illegible]
دھاگوں میں [illegible] کوئی ترکیب لڑا رہا ہوتا ہے کہ کس طرح وہ اوپر مشین تک پہنچے [illegible]
ایک [illegible] آکر دھاگے کی [illegible] ہوتا ہے کہ ایک جانب ایک [illegible]
[illegible] لٹک رہا ہوتا ہے۔ یہ ایک بازی گر کی طرح اس سے لپٹ کر اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے۔
براؤن رنگ کا دھاگا ہوتا ہے۔ یہ اوپر چڑھتا جاتا ہے۔ دھاگے کی نلکی اس کے وزن سے کھلتی جاتی [illegible]
جھولا [illegible] میں لٹک رہا ہے۔ آخر تمام دھاگا ختم ہو جاتا ہے اور یہ دھڑام سے نیچے گر کر بے ہوش ہو [illegible]
جب [illegible] ہوتا ہے تو یہ [illegible] میں اپنے [illegible] ہوتا۔ تلاش کے بعد یہ
الٹے [illegible] میں پھنسا ہوا پایا جاتا ہے۔ اسی نوع کے بہت سے مناظر جو انسان اور بونے کے
تقابل کو ایک عجیب دلچسپ انداز میں ایک دوسرے میں مدغم کر کے دکھاتے ہیں، ناظرین کے لئے [illegible]
خیرگی کا مظہر ثابت ہوئے۔

[illegible] ڈزنی کے اسٹوڈیو میں شوٹنگ کی شروعات کی تھی۔ وہاں ایک عجیب [illegible]
تھی۔۔۔ ایک بہت بڑے میز پر ایک متوسط درجے کے گھر کا ماڈل سیٹ لگا ہوا تھا۔ ویسا ہی جیسے گھر [illegible]

[illegible] بچیوں کے "گھر گھر" کھیلنے کے لئے کھلونا گھر ہوتے ہیں۔ جس میں پلاسٹک کے میز کرسیاں، [illegible] وغیرہ ہوتے ہیں۔ بالکل یونہی یہ سیٹ بھی تھا ــــ لیکن سیٹ کیا تھا انسانی ہاتھوں کی ہنرمندی کا [illegible] ــــ ایک ایک ادنیٰ اعلیٰ چیز بمطابق اصل کے تھی۔ یوں لگتا تھا کہ کسی جادو کی چھڑی سے گھر دور گھر [illegible] اصل سے کئی ہزار گنا چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ اس گھر میں شوٹنگ ہو رہی تھی ــــ یہ کسی زمین دوز گھر [illegible] ہوا اپنے انسان دوست کو لے کر جاتا ہے۔ اس ماڈل سیٹ پہ جو مووی کیمرہ استعمال ہو رہا [illegible] عجیب و غریب کیمرہ تھا۔ کسی بچے کی چھوٹی سی پلاسٹک کی کھلونا کار کی مانند روبوٹ کیمرہ ــــ جس کے [illegible] کی جگہ ننھا سا لینز تھا جو ماڈل گھر کی چھوٹی چھوٹی راہداریوں، آنگن، باورچی خانے، بیت الخلاء [illegible] اور میز کرسیوں پہ ریموٹ کنٹرول سے مطلوبہ مناظر کی عکسبندی کر رہا تھا یعنی بونوں کے ماحول، جو [illegible] تنگی اور کوتاہ روی سے تعبیر ہوتا ہے کو ان کے حقیقی انداز میں پیش کر رہا تھا۔ اسی طرح میں نے [illegible] یہ مووی سیٹ بھی دیکھا جس پہ ہر چیز اپنے حقیقی قد و قامت سے کئی سو گنا بڑی بنائی گئی تھی۔ جیسے والی [illegible] بنائی گئی تھی ــــ چائے کی پیالی ایک کمرے [illegible]

[illegible] ظاہر [illegible] گئے۔

مقصد اس اجمالی تمہید کا یہ تھا کہ جب ایک سسٹم دوسرے سسٹم سے [illegible] ہے تو دونوں تیر [illegible] اور [illegible] ہو کر رہ جاتے ہیں۔ [illegible] تمام سائنس کے الگ الگ مخصوص [illegible] ممکن ہی نہیں کہ ایک سسٹم سے قطع تعلق کئے بغیر دوسرے سسٹم میں داخل ہوا جائے۔ عالم اسباب [illegible] عالم انفس و آفاق سے دامن پاک کر کے ہی عالم ملکوت سے رابطہ ممکن ہے اور عالم لاہوت تو [illegible] بعد کی بات ہے۔ کسی بھی آپریشن سے پہلے مریض کو مکمل کنٹرول میں لایا جاتا ہے۔ چند روز پہلے اس [illegible] آرام، سکون، موڈ، مزاج پہ نظر رکھی جاتی ہے۔ معدے، مثانے کو صاف کیا جاتا ہے۔ [illegible] صفائی ستھرائی کی جاتی ہے۔ آپریشن والی جگہ کے بال مونڈھے جاتے ہیں۔ طاقت بحال رکھنے کے لئے [illegible] و قوت کی دواؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ تسلیم میاں بھی مجھے کس مرحلے سے گزار [illegible] تھے۔

تھری ڈی فلم بغیر خصوصی عینک کے نہیں دیکھی جا سکتی ــــ نہ منظر صاف اور صحیح دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی [illegible] پیدا ہوتا ہے جو اس مخصوص فلم کا تقاضا ہے۔ دور دراز دیکھنے کے لئے دوربین اور قریب و تور دیکھنے کے

لئے خوردبین کا ہونا ضروری ہے ..... اور جب بات روحانیت تک جا پہنچے ..... یہ اناٹمی سائنس اور [illegible] کی ہو تو پھر اہتمام درِ دل و دماغ چنداں سوا ہونا چاہیے۔

نوچندی جمعرات تھی ..... صبح قطبی تھے جب وہ میرے کمرے میں تشریف لائے تو ان کے ہاتھ [illegible] کاڑھے سوت کا ایک سیاہ رنگت کپڑے کا جوڑا تھا ..... مجھے تھماتے ہوئے بولے۔

"آج مغرب کے بعد غسل لے کر انہیں پہن لینا ..... سرمہ اور خوشبو بھی تازہ کر لینا۔ طریقہ وہی ہے جو میں نے بتایا ہوا ہے اور ہاں روپے آٹھنی کی کالے تلوں والی گزک یا امرتیاں بھی بندھوا لینا ..... مجھے [illegible] کی نکڑ پہ چھیندے حلوائی کے ہاں مل جاویں گی۔ آج عشاء اکٹھے پڑھیں گے۔ یہ کہہ کر یہ جا وہ جا [illegible] بگولے پہ چلے گئے ..... ایسا لگتا تھا جیسے وہ عجلت میں ہیں [illegible] تھے۔

فجر کی نماز پہ مسجد میں نظر نہ آئے۔ دوکان بند درگاہ سے غیر حاضر! [illegible] محسوس تک نہیں ہوتے ..... تھک آ کر میں بھی ادھر ادھر [illegible] نظام الدین نکل آیا یہاں سے [illegible] لال قلعہ تک [illegible] ..... یہاں لاہوری دروازے کے اندر [illegible] نوادرات کا [illegible] پرانے پتھر انگوٹھیاں وغیرہ۔ مجھے نہیں یاد کہ میں اس کے پاس سے کبھی خالی ہاتھ لوٹا۔ وہ [illegible] ہاتھ بیچ ہی ڈالتا تھا۔ [illegible] دام ٹھونکنے کے بعد بھی وہ یہی کہتا گویا [illegible] طرف سے [illegible] سمجھو ..... خلاف معمول وہ اپنے [illegible] موجود نہ تھا [illegible] جمعداری سے معلوم [illegible] کے اندر موتی مسجد کے پاس کہیں سے ملے گئے ہیں ..... اس نے مجھے بتایا اور جلی پان کی [illegible] دھوا دیکھتے ہوئے اندر چلا آیا۔ لال قلعہ میں مغلوں کی موتی مسجد کی حالت بھی قریب قریب ویسی ہے [illegible] ہاں ان کے استھانوں اور مقبروں کی ہے ..... موتی مسجد اب لال قلعہ کا ایک [illegible] سے اس کا تعلق نہ ہوتا اور مزار ملانے پیدا کرنے کا ایک [illegible] ذریعہ نہ ہوتی تو شاید وہ اس وقت [illegible] جو بچی ہوتی ..... نماز وال یا اذان وغیرہ کا سلسلہ تو نصف صدی سے بند ہے اب صرف دکھاوے [illegible] ہاں کبھی کوئی بے سیاحت کرنے والا مسلمان ادھر آ نکلے اور نماز کا وقت بھی نکلا جا رہا ہو تو [illegible] تجدید حیا اور وفا کے لئے دو چار ٹکریں مار لے تو کچھ بعید از قیاس نہیں ..... !

میں ٹہلتا ٹہلتا لوگوں سے پوچھتے ہوئے ادھر آ نکلا تھا ..... میرا مقصد نہیں بلکہ محض مغرب سے [illegible] گزاری کا بہانہ ..... اور یا پھر تسلیم میاں کے اس بے طرح غائب ہونے کا ردعمل جو مجھے یہاں سے [illegible]

[illegible] کے قطعے کے کنارے ایک پرانے چھتنار پیڑ کی چھاؤں میں ڈھیر سا گیا تھا۔ پہاڑ قلعہ [illegible] ہو اپنے پاس آنے والوں کی پنڈلیوں میں سے سا بھر دیتے ہیں۔ ان کی اونچائی مجھے کوڑوں [illegible] تجسیم کر دیتی ہے۔ یہی کچھ میرے ساتھ ہوا تھا۔ گہری تھکاوٹ اور گھنا سایہ دونوں مل کر جاندار [illegible] کے غنودگی میں ڈال دیتے ہیں۔ بے ترتیبی اپنی اوج پہ ہوتی ہے اور غنودگی اپنی موج میں — میں کتنی [illegible] یہیں کہیں ہو رہا تھا۔ جب کسی نے میرے کندھے کو خوب جھنجھوڑ کر ہلایا تو میں یوں بدک کر اٹھ بیٹھا [illegible] جیسے مجھے بجلی کے ننگے تار چھوا دیے ہوں۔ لال کندن لعل مجھ پہ جھکا دانت نکالے ہوئے کھڑا [illegible] سے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

[illegible] سے پتہ چلا آپ ادھر آئے ہوئے اور میرا پوچھ رہے تھے۔ میں ادھر آپ کو کھوجتے چلا آیا [illegible] ادھر آرام کر رہے ہیں۔" وہ معذرت چاہتے ہوئے کہنے لگا۔

[illegible] آپ کو [illegible] بتا تا اگر یہ استھان آپ کے آرام کے لائق ہوتا۔ اب دیکھیں اس درخت [illegible] لگا ہوا ہے۔"

[illegible] تھا اور یو دو [illegible] [illegible] دونوں [illegible]۔

[illegible]

[illegible] اوپر دیکھتے ہوئے تکنی سے لال کو کہا۔

[illegible] سایہ دار درخت کی چھاؤں میں بیٹھنا یا لیٹنا تو جانے کے کام [illegible] لالہ جی اور درخت تو [illegible] ہیں کہ جاندار ان کے پھل پھول، لکڑی، سائے اور [illegible] سے فائدہ اٹھائیں۔ یا آپ [illegible] یا کوئی ادھر بیٹھے لیٹے ہی نہیں۔ تو کیا کہیے اس بے کار درخت کو یہاں سے۔"

[illegible] ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

[illegible] میں آپ کو [illegible] پلاتا ہوں اور اس درخت کی حقیقت بھی کہ اس درخت کے نیچے بیٹھنا یا [illegible] کیوں ہے۔"

ہم دونوں وہاں سے نکل کر سامنے سرخ پتھروں والے چبوترے پہ آ بیٹھے۔ لال کندن لعل بتا رہا تھا۔

"مہاراج! مشہور ہے کہ اس درخت کے نیچے بھوتوں کی بستی ہے اور یہیں کہیں بھوتوں کے آنے [illegible] بھی ہے — آتے جاتے تو کسی نے دیکھا تو نہیں — لیکن مشہور یہی ہے۔ اس لئے ادھر اس [illegible] کے پاس کوئی نہیں بیٹھتا۔"

[illegible] ادراک میں تھا کہ لال قلعہ دلی چونکہ کئی منزلوں کی بلندی پہ تعمیر ہوا جو پھیلاؤ اور گھماؤ میں کسی

چھوٹے شہر سے کسی طور بھی کم نہ تھا اس کے نیچے بھی اک جہان آباد۔ خفیہ تہہ در تہہ خانے' منزلیں' غلام گردشیں' تہہ خانے ―― ایسی زیرِ زمین دنیاؤں کے اپنے علیحدہ نظام ہوتے ہیں۔ جس کے تحت ہوا' پانی' روشنی' ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کے ذرائع ایسے قدرتی اور حقیقی ہوتے ہیں کہ عقل وسائنس ششدر رہ جائے۔ ایک عام انسان کے لئے انہیں کما حقہٗ جاننا سمجھنا بہت ہی ادق ہے ―― زیرِ زمین ہی کیا موقوف' زیرِ سمندر وحشتیں بھی کچھ ہوتا ہے۔ ہوا' روشنی اور بقائے حیات کے سارے سامان موجود ہوتے ہیں۔ پاتالوں کی گہری گہرائیوں میں اللہ کی مخلوق موجود ہوتی ہے۔ ان کے اپنے چاند سورج ستارے' کہکشائیں' زوال' عروج' خاندان' دشمنیاں' محبتیں' روایتیں' قدریں اور رویے ―― اللہ جو ان گنت عالموں جہانوں کا رب ہے' جو ہر جہت' دنیاؤں' زمینوں' بلندیوں' پستیوں' قدرتوں' موسموں کا مالک' خالق اور رازق ――!

بات ہو رہی تھی لال قلعہ کے زیرِ زمین مخلوق اور مخفی دنیاؤں کی جو عالم انسان کی نظر سے اوجھل ہیں ―― اوپر کی دنیا والے چند لوگوں سے اگر ان کے کوئی رابطے ہیں بھی تو ان کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ برصغیر ہندوپاک کے قریب قریب تمام قدیمی قلعے ―― لال قلعہ' شاہی قلعہ' قلعہ [illegible] [illegible] قلعہ [illegible] اور وہ تمام سرائیں' کنوئیں' باؤلیاں' مینار' مساجد' مزارات ومکاتب جنہیں [illegible] دیگر غیر مسلم حکمرانوں نے بنوایا ان کے نیچے اکثر بصد اہتمام تہہ خانے' بغلی کمرے' [illegible] سرداب' ہوا خانے' اسلحہ خانے' [illegible] خانے' خفیہ راستے [illegible] جاتے تھے یہ اس دور کے حالات' ریاست وسیاست کے تقاضے تھے اور پھر ان مطلق العنان [illegible] ذوق تعمیر ہی ایسا تھا۔ میں نے اپنی خاص تحقیق وتصدیق کے بعد یہ جانا کہ خاص طور پر مغل بادشاہ تعمیرات میں تین طرح کے انداز اپنائے۔ عسکری ضرورت کے لئے جو قلعے' برج' مینار' خندقیں تعمیر [illegible] میں محل وقوع کے ساتھ سمندر کے رخ' دریا کے کنارے' زمین کی پختگی وناہمواری' ہواؤں کے رخ [illegible] آبادی سے مناسب دوری کا بھی خیال رکھا جاتا۔ خاص طور پر قلعہ بندیاں بنانے کے لئے کسی اونچی [illegible] کسی چھوٹے پہاڑ کا انتخاب کیا جاتا ―― سمندری جہاز کی طرح قلعہ جتنا نظر آتا ہے اس سے کہیں [illegible] زیرِ زمین ہوتا ہے۔ جس میں اس کے تمام وسائل ―― [illegible] پانی [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] ہوا اور سورج کی روشنی کے انعکاس کا قدرتی انتظام ہوتا ہے۔ ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔ کشادہ راہداریاں' وسیع سڑکیں' فراخ دالان' دیوانِ عام کی چوڑی غلام گردشیں

[illegible]ت سرنگیں۔ مغلوں کے قلعوں میں خاص طور پہ خفیہ سرنگوں/راستوں کے سلسلے بنائے جاتے تاکہ
کسی بھی ضرورت کے وقت قلعہ سے نکلا جا سکے۔ یہ سرنگوں کے وسیع سلسلے بہت دور دراز تک پھیلے
ہوتے ——— ایک شہر سے دوسرے شہر تک! اکثر سرنگیں دریا کے محفوظ کناروں یا پہاڑوں ٹیلوں کنوؤں اور باؤلیوں
تک نکلتیں..... قلعوں سے کئی ایک خفیہ راستے کسی مسجد یا مزار تک بھی ہوتے۔ کچھ یا میں باغ کی کسی کنج
تک جاتے' کسی معتمد یا مرکزی کوتوالی تک بھی خفیہ راستے ہوتے ——— کئی ایک سرنگیں ایسی بھی ملاحظے میں
آئیں جن کی چوڑائی اونچائی کا اندازہ اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ ان میں بیل گاڑیاں اور رتھیں چلا کرتی
تھیں۔ گھڑ سوار اپنی منزلیں مارا کرتے تھے۔ قدرتی اور مصنوعی روشنی اور تازہ ہوا کا ایسا انتظام کہ محسوس تک نہ
ہوتا کہ سفر کرنے والا جنگلوں دریاؤں اور آبادیوں کے نیچے کتنی گہری کھدی ہوئی سرنگ میں اپنی منزل کی
جانب رواں دواں ہے۔ طویل سے طویل سرنگوں پہ کہیں کہیں چند محفوظ مقامات پہ روشن دان ہوا دان
بنے ہوئے جو بظاہر کوئی جنازہ گاہ یا برج دکھائی دیتے۔ ان کے قریب جھاڑیوں پہ عملہ متعین ہوتا۔
[illegible] زمین کے اوپر کا سسٹم الگ اور اندر کا الگ ہوتا ——— جیسے جسم کے باہر اور کھال کے نیچے کوئی اور سسٹم
ہوتا ہے۔

زمین [illegible] ہے۔ ان
[illegible] ہزاروں اقسام کے کیڑے مکوڑے سانپ بچھو [illegible] ہوتے
[illegible] راستوں پہ سفر [illegible] والوں کا ان سے واسطہ بھی رہتا لہٰذا انہیں [illegible] اکثر و بیشتر
[illegible] جن سے [illegible] قتل [illegible] کے باوجود حشرات الارض
[illegible] آزاد [illegible] رہتے ——— ان حشرات الارض کے درمیان ایک مخلوق ایسی بھی ہے جسے ہم بھوت
کہتے ہیں۔ بعض بے علم انہیں چھلاوے ڈائن یا چڑیلیں بھی کہہ لیتے ہیں جبکہ یہ ذات [illegible] ہیں۔
[illegible] وغیرہ کا تعلق [illegible] جبکہ [illegible] مشابہت اور قد [illegible]
[illegible] انسان کی ہی طرح ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کے فطری مزاج [illegible] کا تعلق تہہ زمین سے ہوتا
ہے [illegible] ان کو زمین کے اوپر [illegible] اتنا ہی ہے جتنا ایک انسان کا زیر زمین [illegible] آفاق
[illegible] انسان [illegible] کی ہواؤں فضاؤں میں اڑے یا سمندر زمین کی گہرائیوں میں اترے [illegible] سکون
[illegible] وقت میسر آتا ہے جب وہ زمین کے اوپر اپنے فطری ماحول میں آزادی سے سانس لیتا ہے۔
[illegible] فطری ماحول حشرات الارض کی طرح باطن الارض ہے لیکن ہم انہیں حشرات الارض نہیں کہہ سکتے یہ تو
[illegible] الارض ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے کی بچی کھچی آلودہ نا آسودہ گِل سے جنّات کے بوجھ بنا کر ارض کی دراڑوں، پہاڑوں کی کھوہوں، غاروں میں اتار دیئے گئے تاکہ وہ باقیماندہ مٹی جس کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پتلے سے تھا وہ ضائع نہ ہو پائے یا پھر شیطان رجیم کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ یہ بھی روایت ہے کہ کُتا بھی اسی مٹی سے پیدا کیا گیا جو پتلے کی ناف سے کھینچ اتار کر پھینکی گئی تھی کہ شیطان نے جوشِ رقابت و خباثت میں پتلے کے پیٹ پر تھوک دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قلعوں، حویلیوں، کھنڈروں...... زمین دوز پناہ گاہوں، صدیوں پرانے چھتنار درختوں کے کھوکھلے تنوں اور تنوں میں پاتال تک اتری ہوئی جڑوں، گہرائیوں میں اتری ہوئی باؤلیوں اور اندھے سوکھے کنوؤں میں ان کے بسیرے ہوتے ہیں اور یہی اوپر زمین تک رسائی کے ذرائع بھی...... خلا نوردوں اور غوطہ خوروں کی طرح یہ کبھی کبھی زمین نوردی کی خاطر یا کسی اور وجہ سے زمین کے اوپر پہنچ کر کسی کی نظر میں آ جاتے ہیں اور پھر غائب بھی۔

یہ فطری طور پر انسانوں سے خائف رہتے ہیں۔ شاذ ہی کسی خاص وجہ سے کسی انسان سے دشمنی ورنہ یہ [illegible] ان سے دور رہنے میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ [illegible] ہیں۔ بھلے [illegible] ہیں۔ عیسائی اور یہودی بھی اور دنیا میں ہر اس جگہ موجود ہو سکتے ہیں جہاں زمین پہاڑ صحرا جنگل [illegible] ہیں...... کوہ ارارط میں [illegible] کی بستیاں موجود ہیں۔ جبلِ طیلس کے آس پاس ان کے قبیلے ہیں۔ دیارِ عرب ایک خاصے ویران خطے کی بنیاد [illegible] کی آماجگاہ ہیں۔ افریقہ کے جنگلوں میں بھی ان کے بسیرے ہیں۔ بحیرہ روم کے ایک چھوٹے سے غیر آباد جزیرے میں ان کی قومیں آباد ہیں۔ اسی طرح بحر ہند کے ساحلوں میں بھی ایک قسم پائی گئی۔ امریکہ کے خشک صحرا، قطب شمالی کے برف زار یا ہندوستان، افغانستان کے کھنڈرات یا قدیم شہروں کے باقیات...... یہ ہر اس جگہ پائے گئے جہاں انسان کے قدم کی دھمک ہوئی۔

ابن عربی کی روایتوں اور قصے کہانیوں میں بھی یہ کہانی ہے کہ عجیب بات ہے کہ آج تک کسی نے کبھی کسی پر کسی فرشتے کے وجود کا تذکرہ نہ کیا ہو بلکہ جن کی صورت یا ان کی کسی حقیقی تصویر کو پیش نہیں کیا۔ یہ قدرت کا ان سے کوئی وعدہ ہے یا محض اتفاق۔ البتہ ان کے قبرستان اور مساجد بھی دیکھی گئی ہیں۔ اذان، قرأت، حمد و نعت بھی کہیں کہیں سنے گئے ہیں۔ تین چار مخصوص لوگوں کے علاوہ میں نے ابھی تک کسی ایسے لوگوں کو ڈھونڈ پایا ہوں جو ان سے ملے ہوں یا ان کے بارے میں مزید کچھ معلومات رکھتے ہوں۔

● تیری آنکھوں کے سوا دُنیا میں رکھا کیا ہے......!

بات بولوں کی تھی پھر آگے دہلی میں مہرولی کے صوفی تسلیم میاں کا ذکر شروع ہوا۔ جو ایک صاحب کشف نابینا بزرگ تھے۔ جن کی زندہ خوبصورت آنکھوں سے مجھے کچھ اور آنکھیں بھی یاد آ گئیں۔ کیونکہ ان کی بات یہ کہ ان دونوں آنکھوں کا اک باہمی روحانی ربط بھی تھا جو بہت آگے جا کر سمجھ میں آیا۔

سرمگیں آنکھیں یعنی سرمے سے آلودہ آنکھیں، لیکن کچھ آنکھیں سرمہ کاجل کے بغیر بھی قدرتی طور پہ سرمگیں ہوتی ہیں۔ غزالوں، گدھوں، بچھڑوں، شتر مرغوں، زیبروں اور بعض انسانی بچوں کی آنکھوں میں قدرتی سرمہ چھپا ہوتا ہے جو بڑا بھلا لگتا ہے ان کی فطری خصوصیت مزید ابھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ میری کسی کتاب کے ایک مضمون میں آنکھوں اور ان کی اقسام کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں آنکھیں وہ ایسے موضوع ہیں جن پہ بہت کچھ لکھے جانے کے باوجود بھی ابھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ [illegible] اور آنکھیں، سیاہ رنگت کے [illegible] افراد [illegible] انسان کے [illegible] اور باطنی [illegible] اور واضح اظہار ان ہی آنکھوں سے نمایاں ہوتا ہے۔ آنکھیں خاموشیوں کی ایسی زبان [illegible] پڑھی ہوتی ہے۔ دل، دماغ، احساسات، جذبات اور [illegible] ہوتے چلے [illegible] رواں ہوتے ہیں۔ [illegible] عشق، محبت، الفت [illegible] ملاقات کا سلسلہ آنکھ سے ہی شروع اور [illegible] ہے۔ آنکھیں چہرے کے آئینے کا نگینہ اور اس کی روح ہوتی ہیں۔ [illegible] جو خلق کے مقصد [illegible] کی بات نہیں ہوتی [illegible] مصوری ہو یا مجسمہ تراشی، داستان گوئی یا شاعری [illegible] حقیقت کا حسن آنکھوں کی [illegible] ٹھہرتی ہے۔ زبان [illegible] آنکھیں بولتی ہوئی ہوتی [illegible] شاعری، مصوری آنکھوں کی جادوگری سے بھری پڑی ہے۔

کسی نے کیا کہا ہے: "چشم، چراغ" [illegible] آنکھیں بڑی بڑی آنکھیں، نشیلی آنکھیں دیکھی ہیں۔ ایسی ایسی آنکھیں [illegible] آنکھیں کہ مقابل [illegible] ہو جائے، اور ایسی بھی [illegible] آنکھیں کہ انسان خود ان میں [illegible] رہ جائے۔ [illegible] آنکھیں [illegible] داستان آنکھیں، [illegible] مقامات آنکھیں، زمان آنکھیں اور حدیث آنکھیں، قرآن آنکھیں، لیکن ان سب میں سے مجھے [illegible] ہوئی آنکھیں اچھی لگیں — عمر و برسات کا چاہ ہو تو ان آنکھوں میں آ بیٹھو...!

جدہ کی ایک عالی شان سپر مارکیٹ میں محض ونڈو شاپنگ کی غرض سے وقت گزاری کر رہا تھا [illegible]
منزل بھی اس منزل برقی زینوں، خوبصورت جدید کیپسول لفٹوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ دنیا بھر کے [illegible]
پر تعیش سامان سے بھرپور ماڈرن یورپین انداز کی یہ مارکیٹ متمول شیوخ، امرا اور غیر ملکیوں کے لیے [illegible]
اپنی اعلیٰ پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے سلسلہ میں جدہ میں مقیم تھے۔ کچھوں میں شامل کمن کی طرح مجھ جیسے
اور فقیرے قسم کے لوگ بھی ایسی شاندار اعلیٰ جگہوں پہ محض دل پشوری کرنے کی خاطر چلے جاتے ہیں۔ [illegible]
ہے ان کا مقصد وہاں خریداری کرنا نہیں ہوتا اپنی محرومیوں اور بے بسیوں کی جھوٹی تسکین ہوتا ہے۔ [illegible]
پہ پٹھان سے خریدی ہوئی پچیس روپے کی گھڑی باندھے ہوئے جب کوئی میرے جیسا غریب غربا [illegible]
شوکیس میں رولیکس کی ہیروں سے مزین، سفید سونے کی گھڑی سے اپنی آنکھیں روشن کرتا ہے تو اسے [illegible]
تسکین ہوتی ہے۔ وہیں کھڑے کھڑے چند لمحے وہ اس لاکھوں ریالوں کی بیش قیمت گھڑی کو اپنی کلائی پہ [illegible]
ہوا محسوس بھی کرتا ہے تو اس وقت وہ خود کو سعودیہ کے بادشاہ کے برابر خیال کرتا ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے
جب کوئی بندہ [illegible] ہے اور نہ کوئی بندہ نواز۔

میں بھی اسی طرح کی خیالی عیاشی میں مشغول خریداروں اور خریداریوں [illegible]
"دولت [illegible]
اپنی الگ [illegible] دکان یا شو روم تو ملتا نہیں تھا لیکن [illegible] جا رہی تھیں۔ [illegible]
[illegible] اپنے اپنے [illegible] میں [illegible] تھے۔ [illegible] عورتوں کے [illegible]
[illegible]
کے رومال مختلف تراش خراش کی عبائیں، قبائیں [illegible] ٹوپیاں [illegible] عربی انداز [illegible]
کرسیاں [illegible] جاتے [illegible] اور کہیں [illegible] مصنوعات تیار ہو رہی ہیں [illegible]
مٹھائیاں بن رہی ہیں۔ [illegible] کی مصنوعات، عورتوں کے [illegible] تیار ہو رہے ہیں [illegible]
[illegible] عربی انداز کی [illegible]
[illegible] خوش رنگ [illegible] رہتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] ترکاریوں کے [illegible]
[illegible] جہاں [illegible] اور ایک [illegible] کھانا [illegible] تیار ہو [illegible]
اپنے سامنے دیکھنے [illegible] ایک طرف [illegible]
والی ٹوپی پہنے ایک شخص [illegible] ہے۔ [illegible] لوگ اردگرد کھڑے اس کے فن پہ عش عش کر رہے ہیں۔

[illegible] مختلف ہیں۔ کمپیوٹر کی طشتریوں پہ عربی انگریزی جلی حروف میں خطاطی پہ مصروف ہیں۔ ان کی مشاق انگلیوں کا انداز تحریر دیکھنے اور توصیف کا متقاضی ہے۔ اپنا یا اپنے کسی عزیز کا نام کاغذ پہ تحریر کر کے ان کے حوالے کیجئے۔ اگلے چند لمحوں میں وہ صاف شفاف سفید چیٹ پہ یہ نام ایسے شائستگی اور نفاست سے لکھیں اور سجائیں گے کہ آپ یہ تحفہ پا کر فخر محسوس کریں گے —— جو چاہیں انہیں ہدیے کے طور پہ دے دیں۔ وہ بخوشی قبول کر لیں گے۔ اصل چیز اس فنکار کی مہارت اور فنی بالیدگی ہے کہ روزانہ ہزاروں نام تحریر کرتا ہوگا پر کیا مجال جو ایک دوسرے سے انداز سے لکھا جائے —— اسی طرح ایک دبلے پتلے چینک ساز آدمی کے روبرو سٹول پہ بیٹھ جائے۔ یہ عجیب الخلقت شخص محض دس منٹ میں اس کا پورٹریٹ تیار کر کے اس کے حوالے کر دے گا۔ بڑھے ہوئے ناخنوں اور لمبی پتلی انگلیوں والا یہ باکمال آرٹسٹ محض ایک دو بار اپنے ماڈل پہ اچٹتی سی نظر ڈالتا ہے اور ایسا رزلٹ دیتا ہے کہ پورٹریٹ بنوانے والا ششدر رہ جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ یگانہ [illegible] موجود ہے کہ وہ جذبوں خیالوں کو بھی مجسم کر کے قرطاس پہ منتقل کر سکتا ہے۔ مجھے یہ احساس ہوا [illegible] خد و خال کو اجاگر کر دینے کا نام مصوری نہیں …… بڑا اور اچھا مصور تو باطن کے جذبات کو منتقل [illegible] ہے میں نے [illegible]

- ممتاز مفتی اور مصوری ……!

ایک بڑے فنکار مصور نے ایک بڑے ادیب ممتاز مفتی کے پورے سر چہرے کا مجسمہ بڑی مشاقی اور مہارت اور باطن میں مفتی کی محسوسات کو پرونے کا دعویٰ کر کے تیار کیا۔ مجسمے کی تکمیل کے دوران مفتی کو کافی وقت ماڈل کی صورت سامنے بیٹھنا پڑا۔ دل میں ایک شوق فراواں تھا کہ دیکھیں کہ جانے مفتی کا اصل کیسا دکھائی دیتا ہے جو تصویر کھینچنے والا یا مجسمہ بنانے والا کیمرے کی آنکھ یا ہاتھ سے ہو۔ مجسمہ خوبصورت بن جاتا ہے۔ مفتی صاحب چونکہ اور خاصے جذباتی شخص تھے اور خد و خال کے [illegible] تھے۔ تاہم مجسمہ ساز نے تجسس کے تحت ان کے دل میں چھپی ہوئی خواہش بھی کریدی کہ مجسمہ [illegible] کا انتظار ہونے لگا۔ اب جوں جوں تکمیل کے مراحل طے ہوتے گئے [illegible] مفتی صاحب کا شوق اور بے تابی بڑھتی گئی۔ آخر خدا خدا کر کے تکمیل کا دن بھی آ پہنچا —— خیال رہے مجسمہ یا تصویر مکمل ہونے کے بعد ہی دکھائے جاتے ہیں۔ مجسمہ سیاہ کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا جبکہ

مفتی جی اپنے مجسمے کے صوری نور اور زوبی کے یکا یک روزگار فن کے تخیلی ظہور کو ملاحظہ کرنے کے لئے بے تاب
تھے۔ خدا خدا کر کے زوبی مرحوم نے پردہ اٹھایا اور جلوہ دکھایا ——— وہ تو اچھا ہوا کہ مفتی صاحب غیر مسلح تھے۔
زوبی غیر طبعی طور پہ امر ہو جاتے۔ مفتی صاحب کو ویسے بھی اسلحے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اسلحے سے کہیں
بہتر کام وہ اپنی زبان کلامی سے لیا کرتے تھے۔ مجسمہ دیکھ کر مفتی صاحب تو کیا کوئی بھی آنکھ عقل والا یہ
کرنے کو تیار نہیں تھا کہ یہ مجسمہ کم از کم مفتی صاحب کا ہو سکتا ہے۔ رنگ کو تو چھوڑیئے صاحب دراصل
دونوں یکساں تھے۔ اصل خصوصیت تو مجسمے کے خدوخال کی خشونت اور بے ڈھباپن تھا یعنی صاحب سے اصل
چہرے سے مطابقت نہیں تھی۔ زوبی جیسے آرٹسٹ اور دوست سے کم از کم انہیں ایسی توقع نہیں تھی کہ وہ ایسا
مجسمہ اس طور پہ [illegible] بنائے گا۔ مفتی صاحب بڑے بڑبڑاتے ہوئے خفا ہوتے ہوئے شکایتاً کہا۔

"یار! تم نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے یہ مجسمہ دیکھو اور میرا چہرہ دیکھو ——— کیا میرا چہرہ ایسا ہے
تم نے بنایا ہے؟"

زوبی بے چارہ صاف بچوں کی طرح ایک درویش منش تھا ——— دبے دبے لہجے میں گویا ہوا۔

"مفتی صاحب! اصل [illegible]"

[illegible]

آواز میں [illegible] ہو جاتے ہیں۔ بچپن بھیروں کی طرح ——— [illegible]
ہماری ہوتے ہیں۔ [illegible] مجسمے کو دیکھ کر مفتی صاحب کا بڑھاپا وضع کیا گیا تھا۔

میں شاید یہ کہنا چاہ رہا تھا [illegible] زوبی [illegible]
تخیلی تصور اور باطنی تصوف کے ماضی حال اور مستقبل کی آمیزش ہو۔ [illegible]
دیہاڑی دار مزدور تو ہو سکتا ہے سچا فنکار نہیں......!

ہندو کی مارکیٹ میں وہ آرٹسٹ بیٹھا اسی طرح کی تصویریں بنا رہا تھا وہ شاید ایک آدھ [illegible]
کو کسی اندرونی آنکھ سے دیکھ لیتا تھا پھر اس کی پوروں پر چلتی انگلیاں لکیریں کھینچنے میں جُت جاتیں
تھوڑی ہی دیر بعد وہ عجیب سی تصویر اپنے گاہک کے ہاتھ میں تھما دیتا...... اس کا کوئی مقررہ ریٹ تو تھا نہیں
بس وہ تاؤ کے مجسمے میں پڑا رہتا۔ جو چاہے کوئی اس کے پنسلوں والے ڈبے میں ڈال دیتا وہ اسے گن کر
بھی نہیں دیکھتا ——— میں کافی دیر کھڑا اس کے کام اور اسے دیکھتا رہا۔ یقیناً وہ [illegible]
بلکہ وہ شاید چائنیز بھی نہیں پڑتا تھا۔ شاید ہندوستانی ہو۔ اب مارکیٹ میں کہیں سے اذان کی آواز آئی۔
دیکھتے ہی دیکھتے سب لوگ دوکانیں بڑھانے لگے...... میں بھی اذان کی آواز کے سہارے پیچھے مسجد تک جا

نماز کے بعد مسجد سے نکل رہا تھا کہ وہی آرٹسٹ مجھے مسجد کے باہر سگریٹ سلگاتے دکھائی دیا۔ [illegible] مجھے اس سے گپ لگانے کی سوجھی۔ دل ہی دل دعا مانگی کہ یہ انگریزی بولی سمجھ لیتا ہو ورنہ بڑی مشکل [illegible] میں نے اس کے قریب پہنچ کر حسبِ عادت السلام علیکم کہا ۔۔۔ میری سیاہ پوشی اور حال حلیہ دیکھ کر پہلے [illegible] تجسس بھری نگاہوں سے تو تارہا پھر سلام کا جواب دے کر انگریزی میں پوچھنے لگا۔

"ایرانی یا افغانی......؟"

"نو نو آئی ایم پاکستانی!"

وہ میری انگوٹھیوں اور گلے کی مالاؤں کو بڑی استعجاب بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"یہ سب کیا ہے ۔۔۔؟"

میں جواب دینے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے اگلا سوال داغ دیا۔

"تم شیعہ ہو... یا کسی خاص مسلک سے تعلق ہے؟"

میں [illegible] تو تو کی گردان سنائی ۔۔۔ میں اُسے اچھی سی انگریزی میں بتانے لگا۔

"ان مسلکوں عقیدوں سے ہٹ کر محض ایک عام سا مسلمان ہوں۔ [illegible] کہ میری [illegible] تھے میرے [illegible] میرے مرشد [illegible] ۔۔۔ میرے سسرالی اہلِ تشیع اور میرے بابا اہلِ سنت والجماعت [illegible] اور میں خود [illegible] ہوں یا نہیں ہوں [illegible] کیا خیال ہے میں کچھ [illegible] ہوں...... ویسے میں [illegible] دیکھتے ہوئے [illegible] کیا خیال ہے؟"

مجھے نہیں پتہ کہ وہ میری اس [illegible] گفتگو سے [illegible] ۔۔۔ وہ دوستانہ انداز سے مسکراتے ہوئے [illegible]

"تم خاصے پُراسرار ہو مگر دلچسپ بھی ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ اس ملاقات کے نام [illegible] کھانا [illegible]"

[illegible] پاس ہی ایک ہوٹل سے کھانا کھلوایا اور شام ڈھلے مجھے ساتھ کھینچتا ہوا اپنی ورکشاپ کے [illegible] حصے میں پہنچ گیا۔ یہ جگہ اس کے سٹوڈیو [illegible] روم کے لئے مختص تھی جگہ۔ باہر کے حصے میں [illegible] تصویریں بنتا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے روشنی کا ایک سیلاب بہا دیا۔ ادھر کی ہر چیز [illegible] کی مانند واضح ہو گئی۔ اللہ اللہ! در و دیوار [illegible] چھوٹی بڑی ادھوری [illegible] ہر جا ہر جانب آنکھیں ہی آنکھیں ۔۔۔ کئی ساکت و جامد مجھے مبہوت سا [illegible] "[illegible]" دیکھتا

رہا ۔۔۔ یوں محسوس ہونے لگا جیسے آنکھوں کے کسی نگارستان میں چلا آیا ہوں۔ مسکراتی ۔ شرمیلی ۔ شوخ
غلافی ۔ نرگسی ۔۔۔ لجاتی ۔ خاموش بولتی ہوئی ۔ تولتی ہوئی ۔ روتی ہوئی ۔۔۔ سیاہ چشم ۔ بلوری ۔ شربتی ۔ سبز ۔ نیلی [illegible]
کنول کٹورہ آنکھیں ۔ غزالی آنکھیں ۔۔۔ فرشتہ ۔ ہر شفیقوں کی بہار کھلی ہوئی تھی ۔۔۔ میں کبھی ادھر ادھر [illegible]
آنکھیں ہی آنکھیں ۔ آنکھوں کو دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ الٰہی اتنے اور ایسے زاویے ، انداز ، کیفیات ایسے ایک [illegible]
دیوانے نے کہاں سے حاصل کیے؟ اگر یہ سب نقش آنکھیں ہی ہوتیں تو میں بھی نقش آنکھوں سے دیکھتا
مگر یہ تو کیفیتیں ، حقیقتیں ، روتی کھولتی ہوئی آنکھیں تھیں ۔۔۔ متکلم چشم ، ارشاد تھیں ، خرد و بینش کی تحریر
اور کھولتی ہوئیں ۔۔۔ وہ مجھے اس طرح مستغرق دیکھتے ہوئے بولا۔

"دوست ، یہ شغل پھر کبھی سہی ، سردست طعام سے ابھی نوکیلے تیس منٹ بعد میں اپنے کام پر
جاؤں گا۔"

عربی چاول بھیا اور سلاد ۔ بے مرچ پھیکا پھلکا کھانا ، ویسے بھی کام و دہن کچھ زیادہ [illegible]
سے لی رہا تھا ، جو میرے چاروں طرف مجھے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھیں ۔۔۔ چھکے چاقوں کا ایک
ہوئے تھی [illegible]

[illegible]

بنانا چاہتا ہوں یا کوئی نئی وجہ ہے کہ [illegible] قطع نظر نقش آنکھوں کو ہی اپنے
لیے منتخب کیا ۔ ایک بڑی سوچتی [illegible] قریب آنکھوں سے میں کئی مرتبہ واقف ہوا ہوں [illegible]
شدت سے احساس ہوا کہ انسانی جسم میں صرف آنکھیں ہی ایسا عضو ہیں جو [illegible] اور [illegible]
خاموش بھی ہے اور متکلم بھی ۔۔۔ اور یہ کہ ارتقائے زیبائی ساری زیبائش و آرائش آنکھوں کی ہی مرہون
ہے۔"

وہ کھانے میں خاصی لذت دکھا رہا تھا۔ میری یہ سنجیدہ سی بات تو جیسے اس نے سنی ہی نہ
تھی۔ مرغ کی ٹانگ میری پلیٹ میں رکھ کر انگلیاں چاٹتے ہوئے ہنستے ہوئے بولا۔

"یہ وقت ایسی باتوں کے لیے مناسب نہیں۔ میری ڈیوٹی کا وقت ہوا چاہتا ہے
جلد کھانا ختم کرکے باہر پہنچ جاؤ......"

میں دیکھتا ہی رہ گیا اور وہ ہاتھ منہ پونچھتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل چکا تھا۔

عربوں اور بنگالیوں میں کم از کم دو قدریں مشترک ہیں ایک مذہب [illegible] کی کھانا پینا اور [illegible]

[illegible] مرغ و ماہی دونوں کا پسندیدہ کھاجا ہیں۔ بنگالیوں میں بھات کے ساتھ مرغ کے مقابلے میں مچھلی اس
[illegible] کھائی جاتی ہے کہ یہ غریب امیر کے لئے آسانی سے دستیاب ہے۔ اس کا سالن بنانے کے لئے تیل
[illegible] کی بھی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔ مچھلی واحد ایسا خوردنی لحم [illegible] ہے جس میں قدرت نے ہر وہ
[illegible] مصالحے ڈال دیئے نمکیات اور دیگر حیاتی عنصر شامل کر دیئے جن کی دوسرے گوشتوں کو پکانے
[illegible] اضافی ضرورت ہوتی ہے —— اسی طرح عربوں کے لئے مچھلی کی نسبت مرغ یا اس کے بعد بھیڑ بکری
[illegible] زیادہ آسان ہے۔ دونوں کے کھانے کا انداز قریب قریب ایک سا ہی ہے۔ [illegible] کاٹ کاٹ کر [illegible]
[illegible] —— یہ لوگ کھاتے کم ہیں رگیدتے زیادہ ہیں۔ کھانے کے اختتام پہ دسترخوان مرغوں کی لڑائی
[illegible] پیش کرتا ہے۔ جابجا بکھرے چاول —— ادھ کھائی چبائی بوٹیاں ہڈیاں روٹیوں کے ٹکڑے اچار
[illegible] کی باقیات یہاں بھی [illegible] دسترخوان سمیٹتے ہوئے
[illegible] —— بہر طور [illegible] کسی نہ کسی ڈھنگ سے سمیت سات ہاتھ منہ صاف کر کے باہر نکلنے کو ہی تھا کہ
[illegible] کھلے کھیتوں کے ایک [illegible] پہ پڑی جو اسی نوع کے کاٹھ کباڑ کے ساتھ پڑی
[illegible] پڑا ہوا تھا۔ اگرچہ درمیانی فاصلہ تھوڑا [illegible] ان گرم اور انتظار کی حدت میں
[illegible]
[illegible] آنکھیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ آنکھیں چاہے کسی گوشت پوست کے [illegible] پہ ہوں یا
[illegible] آنکھیں آنکھیں ہی رہتی ہیں۔ ان کا فسوں اور اشتہا انگیزی یکساں ہی ہوتی ہے۔

• [illegible] یا رسے خیاناں —— !

[illegible] دنوں کی بات —— ائیرپورٹ پہنچنے کے لئے میں ٹیکسی پہ سوار ہوا —— ڈیڑھ گھنٹے بعد مجھے کراچی
[illegible] جا رہی تھی۔ بغلی سڑک سے نکل کر مین روڈ میں کیا داخل ہوئے کہ ایک مصیبت میں پھنس گئے۔ ٹریفک
[illegible] جوں کی توں رکی تھی۔ گرمی [illegible] گاڑیوں اور سواروں کے مزاج اور انجن گرم —— [illegible]
[illegible] ہر طرف دھوئیں کا اخراج —— کہتے ہیں کہ جس ریاست میں عوام ہنگامی حالات، عدم تحفظ، ناانصافی
[illegible] ہوں گے —— جہاں رشوت اور اقربا پروری کا بول بالا ہوگا۔ عزت نفس اور شخصی آزادی چھین لی گئی
[illegible] عوام الناس میں سب سے پہلے صبر و تحمل غائب ہوتا ہے۔ بے حضوری، بے اعتنائی، چھینا جھپٹی اور
[illegible] کے ساتھ خود غرضی بھی در آتی ہے۔ مرکز و ملت کا تصور دھندلا جانے کا خدشہ لاحق ہو جاتا ہے —— بس

ایسی ہی کیفیت یہاں اس وقت بھی تھی۔ ہر گاڑی والا چاہتا ہے کہ وہ اگلی گاڑی سے آگے نکل لے اور اگر یہ نہیں کہ اگلی آگے نہیں بڑھ سکتی کہ اس کے آگے بھی گاڑیاں رکی ہوئی ہیں پھر بھی ہارن پہ ہارن دیے جاتے ہیں۔ جیسے ہر شخص پاگل بے حس ہو گیا ہو۔۔۔ ہمارے پیچھے ایک ویگن والا لگا ہوا تھا وہ کچھ زیادہ ہی بے تاب تھا ہارن پہ ہارن۔۔۔ کبھی دائیں کبھی بائیں۔۔۔ اس کی کوشش تھی کسی طرح وہ ہماری ٹیکسی سے آگے نکل لے۔۔۔ نکل بھی لیتا تو محض ایک گاڑی کے فرق سے وہ اسی قطار میں رہتا۔۔۔ پر توبہ کیجیے کہ جو اسے ذرا صبر آئے۔۔۔ دائیں بائیں بھی گنجائش نہیں تھی کہ ہم اسے راستہ دے کر اپنے آگے آنے دیں۔ میں نے خفا ہو کر تھوک باہر تھوکتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور کو کہا۔

''بھائی! اس بیوقوف بے صبرے کو کسی طور اپنے سے آگے نکلنے کا موقع دے دو......!''

وہ میری جانب دیکھے بغیر ہی بولا: ''آپ چاہتا تو میں بھی یہی ہوں۔۔۔ تین لائٹیں فٹ پیچھے سے تو راہ ملانے ہیر کر رہی ہیں۔۔۔ یہ پاگل والا پٹر! اوپر سے فلائی کر کے ہی ہمارے آگے جا سکتا ہے۔ دائیں بائیں سے نہیں۔۔۔'' اس کی بات ٹھیک ہی تھی۔۔۔ میں بھی خاموش ہو گیا۔

اچھا خاصا ٹیکسی میں بیس منٹ گزر گئے۔ میں نے گھڑی دیکھتے ہوئے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ [illegible]

[illegible] پہنچ نہیں سکے [illegible]

پھر آگے سگنل سٹاپ کے نزدیک پہنچ کر پچھلی ویگن والے نے کیسی نہ کسی طرح [illegible] کر دی اور ہم سے ہمارے آگے آ لگا۔۔۔ میں نے دیکھا کہ وہ کوئی ہنڈا سی [illegible] ویگن تھی۔۔۔ خوش رنگ کی پھرتیلی۔۔۔ اس کے اندر سواریوں کی موجودگی تھی جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پہ ایک خوبصورت سی عورت ناز و انداز سے براجمان تھی۔۔۔ ڈرائیور بھی چکنی چپٹا سا نوجوان تھا۔۔۔ اس کی بے تابی سمجھ میں آ گئی تھی۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

اب میں نے جو ویگن کے پیچھے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ پیچھے والے پورے شیشے پر لگا ہوا تھا۔ وہ خوبصورت سی غزالی آنکھیں چلمن کے پیچھے سے جھانک رہی ہیں۔ بعد میں تو لگی جیسے آنکھیں قریب قریب ہر ویگن کے پیچھے دکھائی دینے لگیں۔۔۔ لیکن جب میں نے دیکھیں تب یہ نئی نئی امپورٹ ہو کر آئے تھے اور واقعی ایک دلکش شہکار تھے۔ ایسی ملکوتی آنکھیں کہ حقیقت کا گمان ہوتا۔ چلمن کی اوٹ میں صرف آنکھیں۔۔۔ سراپا انتظار آنکھیں۔۔۔ جس بھی فنکار نے یہ ڈیزائن کیا تھا۔۔۔ اب میں آنکھوں میں مگن! کہاں کی ٹیکسی کہاں کا ٹریفک۔۔۔ وقت کی کمی۔۔۔ امپورٹ کراچی لے۔

... جیاں میں پہنچا ہوا تھا۔

مجھے خاموش اور بے حد سہما پا کر ڈرائیور بولا۔ ''بو آگے دیکھیں ...!''

... فٹ پاتھ پہ چڑھی ہوئی تھی جبکہ ایک دو موٹر کاریں بھی رکی کھڑی تھیں ... ایمبولینس اور ... گاڑیاں بھی موجود ... میں نے اچٹتی سی نظر ادھر دیکھا ... پھر جو ادھر دیکھا تو آنکھوں والی ویگن کافی ... گئی تھی ... کیونکہ آگے اب ٹریفک آسان ہو چکی تھی۔ میں نے دور ویگن کو سڑک پہ تیرتے ہوئے دیکھا ... سے کہا۔

''جلدی نکلو، دیکھو ویگن کہاں سے کہاں نکل گئی ہے۔''

ڈرائیور نے جو قلابازی ... تو ویگن کو چوبرجی کے اڈوں کے پاس جا لیا۔ آنکھیں دیکھیں تو میری جان میں ... ڈرائیور میری بدمعاشی ... [illegible] ... وقت کی تنگی کے پیش نظر اسے رفتار ... کا کہہ رہا ہوں۔ چوبرجی سٹاپ پہ ویگن والے نے رکنے کا عندیہ دیا تو میں نے ڈرائیور کو ویگن کے ... کو کہا۔ اس شریف آدمی نے یہ سمجھا کہ میں شاید پان سگریٹ کے لئے رکا ہوں۔ میں ویگن ... آنکھیں مجھ سے ... [illegible] ... ان آنکھوں ... [illegible] ... کی مانند ... اور کسی میری جانب دیکھ رہا ہے ... [illegible] ... ویگن نے ... [illegible] ... ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

''یہاں کھڑے کیا کر رہے ہیں؟ جلدی جلدی اس ویگن کے پیچھے ...''

بے چارہ کسی روبوٹ کی طرح عمل کرتا ہوا تھوڑی دیر میں ... سٹاپ پہ اس ویگن کے پیچھے ...

''ویگن کا پیچھا مت چھوڑنا ...'' میں نے اسے حکم دیا تھا۔ وہ بے چارہ ہر سٹاپ پہ اس کے ... میں چلمن والی آنکھوں میں ... لگا رہتا ... کے سامنے ... کر دو ... یا ...

''بابا آپ نے اندرون جانا ہے یا اس ویگن کے پیچھے رہنا ہے؟'' ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ... ہو رہی ہے۔

میں نے ان آنکھوں سے آنکھیں ہٹائے بغیر اسے جواب دیا۔

''... کی فلائیٹ کا وقت گزر چکا ہے۔ تم صرف اور صرف اس ویگن کو فالو کرتے رہو ... ویگن

آگے اور ٹیکسی پیچھے۔ چیمبوں کی فکر نہ کرو۔ جو مانگو گے ملے گا۔"

پتہ نہیں وہ کیا سمجھا اور کیا بات سمجھا مگر اتنا ضرور سمجھ گیا ہوگا۔۔۔۔ بدنظری ہے ویگن میں فرنٹ سیٹ والی لڑکی کو دیکھ لیا ہے اُسے پٹانے کی غرض سے پیچھا کر رہا۔۔۔۔ میری بات کے جواب میں معنی خیز مسکراہٹ سے کہنے لگا۔

"فکر نہ کرو سرکار! اب ویگن ہمارے آگے آگے ہی رہے گی۔"

واقعی پھر اس نے ویگن کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ آنکھوں والا معاملہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا بس چھوٹا چھوٹی اور ویگن میں پیچھے پیچھے ہم اسٹیشن کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں اسٹینڈ پہ ویگنیں ایک قطار میں کھڑی ہوتی ہیں اور پھر اپنی اپنی باری پہ سواریاں بھر کے نکلتی ہیں۔ میرے علم کے مطابق ٹیکسی ڈرائیور نے بھی ٹیکسی ویگن کے پیچھے رکی ہوئی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے پیچھے اس روٹ کی دو اور ویگنیں پہنچ آگئے ویگن کے پیچھے قطار میں لگ گئی۔ سامان اور مجھے دیکھ کر اگلی ویگن اور پچھلی ویگنوں والے ڈرائیور دوڑے آگئے۔۔۔۔ اگلی ویگن والا وہ ہے جس کا سامان تمہارے کپڑوں اور چہرے میرے والا ڈرائیور مجھے۔۔۔ سے ڈانٹا۔۔۔ ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

"۔۔۔"

"بھائی! آپ شاہ۔۔۔ سے میرے آگے آگے تھے پھر کس آبادوں سے یہاں تک پیچھے پیچھے۔۔۔ ویگن میں کوئی بندہ تھا۔۔۔!"

میں کیا جواب دیتا۔۔۔ بیٹھے تھے۔ سچ کہہ دیتا تو لوگ بولے بیان چھوٹے۔۔۔ لیکن صورت حال اگر پیدا ہو جائے تو میں سچ کہنے میں ہی بہتری سمجھتا ہوں اس سے مجھے کیا نقصان پہنچے۔۔۔ میں نے ہی ڈرائیور کے ساتھ ویگن کی جانب اشارہ کرتے کہا۔

"بیٹا! دراصل مجھے ویگن والی خوبصورت آنکھوں نے بڑا متاثر کیا۔ بس میں بے خود ہو کر ویگن کا پیچھا کرنے پہ مجبور ہو گیا۔۔"

وہ پہلے تو مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر انتہائی تلخ لہجے میں بولا۔

"بہرحال کیا کرو گے تم اپنی عمر اور جوانی والی بات کا خیال کرو۔ وہ میرے ساتھ کام کرتی ہے۔ اس کا خاوند پولیس میں افسر تھا۔ ایک مقابلے میں شہید ہو گیا۔ تین بچوں کی ماں ہے اس کی مدد کے لئے رقم دی ہے۔ اس نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور گھریلو اخراجات پورے کرنے کے لئے ویگن ڈال لی۔ آج پہلے دن یہ ویگن روڈ پہ آئی ہے اور وہ بسم اللہ کے لئے میرے ساتھ ویگن پہ گئی۔۔۔

[illegible] کے برابر ہے۔ بیٹیاں خوبصورت اور خوبصورت آنکھوں والی بھی ہوتی ہیں۔ کیا ماں باپ اُن کی [illegible] یافتہ ہو کر سڑکوں پہ اُن کا چرچا کرتے ہیں......؟"

میں اس شریف آدمی کی یہ باتیں سن رہا تھا اور مسلسل سامنے اس چلمن والی آنکھوں کو بھی دیکھ رہا [illegible] [illegible] میں میں نے اپنی صفائی میں بھی کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ نظریں سامنے آنکھوں پہ جمائے [illegible] نے صرف اتنا کہا۔

"اللہ مجھے معاف کرے اور تم بھی مجھے معاف کر دو۔"

[illegible] گھر تک سارا راستہ ٹیکسی ڈرائیور خاموش رہا اور میں بھی کہ میں چشم تصور سے انہی چشم آہو [illegible] رہا تھا۔

چشم آہو، چشم لیلیٰ، بیاتی نظریں، دیدہ دیوانی، ترسی آنکھیں، پاگل اکھیاں، نگاہ شوق، حسرت دیدار، [illegible] چشم نم [illegible] آنکھوں کو رہنے دو، اکھیوں کے آس پاس، نین [illegible] جھروکے وغیرہ [illegible] بے شمار الفاظ اور مصرعے آپ کو گانوں، غزلوں، کہانیوں کے پیچھے پڑھنے کے لئے اور [illegible] آنکھیں دیکھنے [illegible] [illegible] پاس ہوتا [illegible]

[illegible] اس آرٹسٹ [illegible] کے ایک کونے میں بے اختیاری سے پڑی ہوئی آنکھوں کی تصویریں ہو [illegible] کی غیر معمولی کشش کے [illegible] [illegible] جاتے اس کونے پہ پہنچ کر اس [illegible] تھا۔ یہ شاید چار ماہ سے بنا رہا تھا۔ آنکھیں واضح بنا رہا تھا اور باقی چہرہ دھندلے میں [illegible] اور [illegible] اس کی [illegible] تصاویر میں نمایاں تھا۔ لگتا تھا اسے محض آنکھوں سے ایک عشق خاص [illegible] چہرہ اور دیگر اعضا اس کے لئے غیر اہم سے ہیں۔

[illegible] کی کشش اور سحر انگیزی میں جہاں مختلف حالات [illegible] کی انداز دیکھنے کی تیکھوں جیسی [illegible] [illegible] مغربی [illegible] سے شرقی رنگوں کا حسین امتزاج اور [illegible] کا بیاد مرکزی نگاہ [illegible] [illegible] ہیں۔ ہیں آنکھ کے کونے کی کالی [illegible] آپ کی تاب [illegible] والی [illegible] کان اور [illegible] [illegible] بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ سب اضافے اضافی اور تمام [illegible] کے سحر آفرینی اور [illegible] کا [illegible] [illegible] ہیں اور یہ کی صاحب چشم و نظر اپنی ذات و چشم بیدار اور احساسات میں کیسا ذہن رکھتی ہے۔ [illegible] جذباتی کیفیات کس اوج اور [illegible] کی ہیں۔ اسکی سرشت اور مخصوص [illegible] میں جذبہ [illegible] اور

طرح کام کرتی ہے۔ حکیم حاذق کے ہاں دست شفا، اور ولی کی تصرف ولایت درویش کی دعا [illegible] ہے اور اگر یہ عشق و تحمل ذات فہم و فراست کا متقاضی نہ ہو تو پھر بھی توانائی و تاب منفی اثرات کی حامل ہو [illegible]۔ بدطینت، بدقماش اور بدنصیب سفلی علم والے عامل بابے اس سے جائز و ناجائز کام لیتے ہیں۔ معمول کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا تانو کے عمل سے اس کے دماغ کو سُن کر دینے کے بعد اس کی مثبت سوچ [illegible] اور ارادوں کو گدلا کر دیتے ہیں۔ ان کی آنکھیں ابلیسی استعانت سے ایسی پُر اثر اور ہولناک ہوتی ہیں کہ مقابل کے دل میں ایک ہیبت اور خوف بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا لاشعور اور شعور اس کی شیطانی [illegible] زیر اثر آ جاتا ہے اور پھر یہ معمول وہی سوچتا، چاہتا اور کرتا ہے جو یہ شیطان کا چیلا اس سے چاہتا ہے۔ [illegible] جادو، شعبدہ گری اور کالے علم کے اکثر و بیشتر مظاہرات اسی آنکھ کی قوت کے مرہون منت ہوتے ہیں۔ نظر کا لگنا، گرنا، خوف زدہ ہونا [illegible] وغیرہ بھی اسی کا شاخسانہ ہیں۔

اس خود بینی یا خود [illegible] کے علاوہ اور بھی جو ظاہری ترقی عمل یا ریاضت ہوتی ہے وہ بھی بیشتر [illegible] بینی ہوتی ہے۔ مثلاً شعلہ بینی، شمع بینی، سایہ بینی، آفتاب و ماہتاب بینی، آئینہ بینی [illegible] وغیرہ۔ [illegible] آتش اور [illegible] بینی بھی ہوتی ہے [illegible] عمل [illegible] ہو جاتے اور [illegible] مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا ذاتی مذموم فعل ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے [illegible] چلائی جانے والی آگ [illegible] کسی کے دامن یا آشیانے پر پھینک دے یا [illegible] سے کسی کا پیٹ چاک کر دیا جائے۔

اسی آنکھ کی روحانی یا شیطانی قوت سے بڑے بڑے محیر العقول کارنامے منظر شہود پر آتے [illegible] جس طرح یہ روحانی اور ابلیسی اہمیت ہوتی ہے بالکل ایسے ہی روحانی تکلم اور شیطانی تکلم کی [illegible] عملی حیثیت ہے ہیں۔ [illegible] کی یہ قوت و تعلیم بھی اور یہ مظاہر اتی و باطنی اہمیت سے [illegible] دیکھیں اور غور کریں تو کھلتا ہے کہ آنکھوں کے سامنے وا ہوتے ہوئے [illegible] پیچھے دماغ [illegible] سے مختلف ہیں جو ایک [illegible] سے مختلف رویے اختیار کرتے ہیں۔

میں نے اپنی [illegible] زندگی میں اس کی اور [illegible] کی قوتوں کے بڑے بڑے اسرار مشاہدہ [illegible] ہوئے [illegible] روز آفرینش سے لے کر موجودہ دور تک بڑے بڑے عامل، ساحر اور شعبدہ باز ہو گزرے [illegible] اپنی ان خداداد اور خود صلاحیتوں سے بڑے بڑے کارہائے نیک و بد انجام دیے [illegible] سلطنتوں، خطوں کی تقدیریں اور تدبیریں بدل کر رکھ دیں۔ اللہ کے خاص بندوں، ولیوں، قطبوں [illegible]

[illegible] بلالؓ، بہلولؒ، بایزیدؒ، جنیدؒ، ذوالنونؒ ..... عبدالقادر جیلانیؒ، معین الدین چشتیؒ اور داتا گنج بخشؒ، [illegible] تصرف بن گئیں۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں نے اپنی نگاہوں اور مثبت سوچوں فکروں سے گمراہی اور [illegible] جیسے انسانوں کی تقدیریں بدل دیں اور جب یہ طاقتیں اور علوم و اسرار مافوق چیلوں کے ہاتھ لگے [illegible] شداد، نمرود ..... فرعون کے جادوگر، اہل یہود کے ساحر ..... ٹھگ، ٹوکری نجومی، دو نمبر عامل، [illegible] غیب کا حال بتانے والے بابے۔ جنات، موکلات، ہمزادوں سے کام نکلوانے والے خاندانی [illegible] صفات والے شاہ، میاں، پیر اور پیرزادے بن جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعوے [illegible] جادوگر، شعبدہ باز، نظر بند بھی ایسی ہی منفی قوتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ مگر ان میں بعض محض [illegible] کی خاطر یہ علوم سیکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کا مقصد کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہوتا ..... وہ ان [illegible] دلچسپی اور مشغلے کی خاطر استعمال کرتے ہیں۔

[illegible] میں ابتدا سے حال، ماضی قریب اور ماضی بعید کے ایسے صاحبان تصرف کا علم، علوم مخفی دسترس کو [illegible] کے ہاں یہ اسرار علم مخفی جاننے اور پھر انسانیت کی فلاح و بہبود کی حد تک [illegible] ہے۔ وہ ان [illegible] کے لیے استعمال کرنا [illegible] [illegible] جادوگری [illegible] اور شعبدہ گری میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ یورپ کے ایک [illegible] [illegible] کا [illegible] رہا جس کے ممبران کے لیے کسی نہ کسی [illegible] مافوق الفطرت علوم سے [illegible] ہے اور وہ [illegible]

یوں تو پورا ہندوستان ہی مگر خاص طور پر بنگال، بنارس، کلکتہ، مدراس، [illegible] اور [illegible] علوم جاننے والوں جادوگروں، ساحروں [illegible] کے گڑھ ہیں۔ ہندومت میں [illegible] دیوی دیوتاؤں، اپسراؤں، بھوت پریت، آتماؤں پر بڑا اعتقاد کیا جاتا ہے جبکہ پنڈتوں، جوتشیوں [illegible] جوگیوں، جادوگروں کی بڑی عزت و توقیر کی جاتی ہے۔ ہندومت کے پرانے پران، [illegible] [illegible] کہانیوں اور مافوق الفطرت واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ جہاں ڈرامے، ناٹک [illegible] قصے کہانیاں پیش ہوتے ہیں پیش کیے جاتے ہیں اور [illegible] جادوگری، نظر بندی اور [illegible] مظاہروں کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہندوستان ہمیشہ سے انہی جادوئی کھیل تماشوں [illegible] جادوگروں، سانپوں، حسین و جمیل دیوداسیوں، مصالحہ جات اور جنگلوں، مندروں، بندروں کی

بنا پر ایک مخصوص شہرت و اہمیت کا حامل رہا ہے ــــ خاص طور پہ ہندوستانی ناری کا تصور ہی دوسری دنیا میں سانولی سلونی سی رنگت دراز گھنیری مشاطہ تیں زلفوں، چھریرا بدن اور سیاہ چمکدار پلکوں والے کٹار نینوں سے ابھرتا ہے۔

اسلام ایسے تمام علوم و فنون کی نفی کرتا ہے۔ جو دینی عقائد اور انسانیت کی مطابقت کے خلاف ہوں یا محض تضیع اوقات کی ذیل میں آتے ہیں۔ یہ علوم، علوم نافع کے نقیض ہیں ــــ مگر ہاں ایک آدھ صورت میں ان علوم کا حصول اگر محض جاننے یا سمجھنے کی حد تک ہو اور مقصد ان کا انسداد کرنا ــــ ان کی حقیقت سامنے لانا اور ان کا توڑ تلاش کرنا ہے تو پھر ان کا جاننا کسی حد تک روا ہو سکتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص منشیات استعمال نہیں کرتا مگر وہ ادارۂ انسداد منشیات کے افعال و کردار سے واقف ہوتا ہے، اصل نقل کی پہچان کے علاوہ یہ بھی ہو کہ اس کے مضمرات اور مضرات کا کوئی توڑ بھی تلاش کر سکے۔ قانون کے محافظ اگر قانون شکنوں سے کہیں زیادہ ان کی وارداتوں کو جانتے ہوں تو وہ کچھ بہتر انداز میں اپنے فرائض سرانجام دے نہیں پائیں گے۔ ہر کسی سوا سیر کے آگے تبلا کسی دہلے کے آگے ــــ لکڑ بھگا کسی ببر شیر کے آگے اور اسلام کی رو سے موت کے آگے سب ہی ڈھیر ہوتے ہیں۔

جادو [illegible] طلسم [illegible] عملیات [illegible] وغیرہ وغیرہ جھوٹ اور چند بے حقیقت علوم ہیں۔ ان کا اقرار ضروری نہیں مگر انکار بھی ممکن نہیں ــــ جیسے رحمن الرحیم کے ساتھ شیطان الرجیم کا تصور بھی موجود ہے ــــ دونوں سے انکار ممکن نہیں ــــ شیطان کے چنگل سے نکلنے اور اس کی ترغیبات و وسوسوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے اگر قرآنی آیات اور مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں تو ایسا کرنا یہ معلوم کرنا ہے کہ شیطان مردود کے پیچھے کن رزیلوں اور جعلسازوں کو لا کر کہیں دوڑاتا ہے ــــ اگر ہمارے پاس یہ علم نہیں تو ہمارا وہی حشر ہو سکتا ہے جو ایک بزرگ تکیہ کے فقیر مولانا صاحب کا ہوا تھا ... !

● ابلیس اپنے چیلوں کے ساتھ ......!

شیطان الرجیم اپنی ایک ترقی ورک شاپ میں اپنے چیلے چانٹوں کو لیکچر دے رہا تھا۔ اپنے خطاب کے بعد آخر میں تاکید مزید کے طور پر ایک خاص نکتے پر زور دیتے ہوئے کہنے لگا ــــ میرے ماننے والو ابلیسی چیلو! میرے اس حکم اور ہدایت کو مضبوطی سے پلے باندھ لو کہ کبھی کسی عالم کو ...

[illegible] دو۔ اگر تم میں سے کسی نے ایسا کیا تو وہ اپنے الہامی علم کے نور سے تمہیں جلا کر خاکستر کر دے
[illegible] کے برعکس تم عام لوگوں، نام نہاد عالموں، جغرافی مولویوں، ختم مولودی حفاظ قاریوں اور فقیر جانے
[illegible] یوں کو خوب چکمہ دے سکتے ہو۔۔۔ اس گھمبیر نکتے پہ آپس میں خوب سوال و جواب ہوئے۔ لیکن
[illegible] محسوس ہوا کہ اس کے شاگرد اس نکتے کو کما حقہ سمجھ نہیں پائے۔ اس نے مجلس برخاست کرتے
[illegible] یا ۔۔۔ تم سب سٹوڈنٹ میرے ساتھ چلو میں تمہیں کچھ پریکٹیکل کرواتا ہوں۔

سب چیلوں کے فرشتوں سے حلیے بنوائے اور خود ایک برگزیدہ اعلیٰ ذات کا رہبر فرشتہ بن کر وہ شہر
[illegible] مشہور نیک نام و نمود مولوی صاحب کے حجرہ کے دروازے پہ دستک دے رہا تھا ۔۔۔ آدھی رات پیچھے
[illegible] مولوی صاحب تہجد کی نیت لیے مولوانی کے پہلو میں آسودۂ استراحت تھے ۔۔۔ دروازہ کھٹکنے
[illegible] ۔۔۔ سوچنے لگے اس وقت کون ہو سکتا ہے [illegible] کے مولوی، داعی اور پولیس کے
[illegible] بھی کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ بادل نخواستہ اٹھے ستر ڈھانپتے ہوئے دروازے تک آئے
[illegible] پوچھا، کون؟ ۔۔۔ جواب میں بڑی گہری مستغرق نورانی سی "السلام علیکم [illegible] کی ابرائی ہوئی
[illegible] آئی ۔۔۔ سوچا کے الٰہی ایسی [illegible] و وقار آواز

"[illegible] اعلیٰ حضرت کون؟ ۔۔۔ اس وقت زحمت فرمائی ۔۔۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

جواب میں [illegible] آفاقی سا آہنگ، پُراسرار سا لہجہ۔۔۔۔!

"مولانا اللہ دتہ صاحب! دروازہ وا کیجئے ۔۔۔ آپ کی [illegible] دعائیں اور التجائیں
[illegible] ہاتھ بڑھا کر کنڈا کھولیے، قبولیت کا وقت کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

[illegible] عجیب سرمدی سی سرشاری سے دروازہ کھول دیا ۔۔۔ سامنے نورانی چہرے مخلوق خندہ تاں
[illegible] سفید پیرہن والے فرشتے کھڑے ہیں ۔۔۔ دو تین دور تک طولانی انوار باندھے
[illegible] ساد ہو ہیں۔ نصف شب کے اندھیرے میں ایک عجیب سی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔۔۔ بھلا بھلی سی
[illegible] جان میں ایک تازگی سی ابرا آئی تھی۔ لعین مردود جو بزرگ فرشتے کا روپ دھارے ہوئے
[illegible] بجالا کر گویا ہوا۔

"مولانا اللہ دتہ صاحب! آپ کو مبارک ہو ۔۔۔ ساتوں آسمان کی جانب سے آپ کو سلام
[illegible] ہو کہ آپ کی شبانہ روز کی نمازیں، عبادتیں، ختم شریف، مولود شریف، نکاح، جنازے اور مسجد میں
[illegible] تبلیغیں ۔۔۔ خوشامد لالچ سے پاک اور اخلاق و اخلاص سے بھرپور زندگی کے پیش نظر بلکہ متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ

نے آج کی رات آپ کو عرش پہ مدعو کیا ہے۔۔۔۔ میں جبرئیل ہوں جو خصوصی طور پہ آپ کو پورے پروٹوکول کے ساتھ لے جانے کی خاطر ستر ہزار قدسیوں کے ہمراہ حاضر ہوا ہوں۔ لہٰذا آپ فوراً لباس تبدیل فرما کر تیار ہو جائیں کہ وہ سامنے والے پہاڑ پہ آسمانی سواری آپ کی راہ دیکھ رہی ہے۔''

بن سوچے سمجھے کہ جبرئیل اب زمین پہ اتر سکتے ہیں یا نہیں، وہ نام نہاد بے علم و عقل مولوی فوراً خوشی خوشی تیار ہو گیا۔ اُس نے سپید عبا لباس تبدیل کیا اور ساتھ چل دیا۔ پہاڑ کی چوٹی پہ پہنچ کر شیطان نے دھکا دے کر دوسری طرف گرا دیا۔۔۔۔ اس کے بعد شیطان اپنے ٹولے کے ساتھ ایک صاحب بصیرت عالم کے ہاں پہنچا، جو دین و دُنیا کے پیچیدہ پیچیدہ علوم سے بہرہ ور ہی نہیں بلکہ چند ایسے علوم بھی جانتا تھا جو مروجہ نہیں تھے۔ یہ علوم اس نے ابلیسیت، طاغوتیت اور شر و شدیدیت سے برأت کے لئے سیکھ رکھے تھے۔ شیطان نے وہی ڈرامہ یہاں بھی دُہرایا۔۔۔۔ اس صاحب علم و عقل نے تمام بات سنی اور لباس کی تبدیلی کا کہہ کر اندر چلا گیا۔۔۔۔ کچھ دیر بعد واپس پلٹا تو اس کے ہاتھ میں لوہے کے کیلوں سے جڑا ایک مضبوط سا ڈنڈا تھا۔ آتے ہی اس نے لاحول ولا قوۃ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے شیطان کی دُھنائی شروع کر دی۔۔۔۔ چار چوٹ کی مار کھا کر شیطان اپنے چیلوں کے ساتھ رفو چکر ہو گیا۔

''دیکھا ہے پیارے شاگرد! تم نے دیکھا کہ علم کیا ہوتا ہے؟ اس نام نہاد عقل والے سے پہلے مولوی کا علم محض کتابی اور زبانی کتابی سا تھا۔ یہ ایسا فقیر مولوی تھا جو بے ہوئے گھڑے کی پانی کی مانند تھا ایسے پانی میں چند قطرے تو ہو سکتے ہیں مگر گہرائی نہیں ہوتی۔ جبکہ دوسروں کے ہاں جب علم کے ساتھ عقل ہو تو اُس کے پاس محض کتابی علم نہیں ہوتا بلکہ عقل کی مانند گہرا سمندر موجود ہوتا ہے۔ تمہارا آسمان تو تھوڑے لوگ ہیں۔ یاد رکھو علم و عقل والوں کے قریب مت پھٹکنا، یہ تمہارے چنگل میں نہیں پھنسیں گے۔''

بات اکثریت باصرہ کی ہو رہی تھی جو آنت کی طرح بڑھتے بڑھتے پتہ نہیں کہاں سے کہاں نکل گئی ہے۔ مرکا پتہ نہ پاؤں کی خبر۔۔۔۔ خانے میں جو ذخیرہ کیا گیا ہے بڑے عجیب گل کھلاتا ہے۔۔۔۔ دس حسوں سے ظاہری حسوں میں باصرہ پہلے درجے پہ ہے۔ باصرہ، سامعہ، شامہ، لامسہ اور ذائقہ۔ باقی پانچ باطنی حسیں ہیں، یعنی فہم، ہوش، ادراک، وجدان۔۔۔۔ یہاں عقل اول ہے۔ حسی اور اعصابی طور پہ انسانی جسمانی نظام کا انحصار کرتا ہے۔ خواہ وہ جذبات ہوں یا خیالات۔۔۔۔ شوق ہو یا کوئی سوچ۔۔۔۔ جنسیت ہو یا محبت۔۔۔۔ ہمارے اچھے برے رویے انہی دس عدد حسیات کے مرہون منت ہیں۔ اگر یہ حسیں توانا اور بیدار ہوں

[illegible] اپنی ذات سے آگے دیگر انسانیت کے لئے بھی بہت سی کارہائے خیر سرانجام دے سکتا ہے۔
[illegible] اعصابی صلاحیتیں جبری اور کسبی بھی ہوتی ہیں —— وہبی، وصفی، وقوفی اور وقتی بھی —— ان پہ آمد
[illegible] آتی جاتی رہتی ہے۔ انہیں حد درجہ زیادہ اور بے حساب انگیخت بھی کیا جا سکتا ہے۔ بس یہ کہنا مقصود
[illegible] علم [illegible] و تاریخ، معقول و منقول —— علوی، ارضی یا آفاقی، سماوی ہو، سب انہی حسیاتی قوتوں کی ماجرائے
[illegible] سے دائرۂ ادراک میں آتے ہیں۔ عالمان عالم خواہ کسی بھی مکتب و منصب سے منسلک تھے ان
[illegible] حسیاتی صلاحیتیں بدرجہ اتم پائی گئیں۔ مدعیان ہمہ دانی، ماہرین طبیعات، عالمان مسمریزم، فیلسوف
[illegible] حسیاتی قوتوں کو علم ظاہری و باطنی کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ یہ سارا تحلیل نفسی، مدرکات، معقولات،
[illegible] تخیلات اور موہومات کا کمال ہے کہ آپ ایسے خارق العادت اور مافوق الفطرت کارنامے سرانجام
[illegible] دیکھنے والے کی آنکھیں حیرت سے پھیل جاتی ہیں وہ آپ کو جادوگر سمجھنے لگتا ہے جبکہ یہ سارا تماشا
[illegible] کمال ہوتا ہے۔ قوت متخیلہ، تحلیل نفسی اور تزکیہ نفس کی حرکت سے بڑے محیر العقول مناظر دکھائے
[illegible] یونانی، مصریوں، بابلیوں، کلدانیوں کے علاوہ چند دوسری تہذیبوں میں اس قوت کے [illegible] سے جڑے
[illegible] ہیں۔ فارس [illegible] ہندوستان اور
[illegible]
[illegible] صلاحیتوں کو انسانی، دینی، اخلاقی بہبود کے لئے استعمال کیا۔ [illegible] طاقت،
علم و دانش [illegible] حکومت، بنی نوع انسان اور اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ و اعلیٰ مخلوق کے لئے آسودگی،
[illegible] تحفظ، عزت [illegible] ہے۔

[illegible] اسرار یا مخفی علوم کی ذیل میں محض وہی علوم نہیں آتے جو محیر العقول یا مابعد الطبیعات کے زمرے
[illegible] بلکہ علم و عقل و فکر کی اس [illegible] میں سے عیاں ہونے والی ہر علمی فنی تحقیق و کاوش شروع شروع
[illegible] پر اسرار و ابہام ہوتی ہے۔

● یہ تھے پُر اسرار بندے ......!

[illegible] اولیاء کا معنی اللہ کا دوست بھی ہے اور یہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اولیائے ظاہرین اور اولیائے
[illegible] کے ان کی بارہ درجات میں تقسیم ہے جیسے قطب، غوث، امامان، اوتاد، ابدال اور اخیار —— ابرار،
[illegible] مکتومان اور مفردان۔ اولیائے مستورین ظاہر ہے کہ اپنے مقام و درجہ میں مستور ہوتے ہیں ——

سوا حق تعالیٰ اور چند مخصوص نفوس کے اور کوئی ان کے مقام و حد سے آگاہ نہیں ہوتا ۔۔۔ اور اگر کسی بھی طرح
ظاہر ہو جائیں تو پھر اللہ کی ذات انہیں پردہ دے دیتی ہے۔ اب رہے اولیائے ظاہرین ۔۔۔ یہ اللہ کے خاص
بندے اپنے مقام و درجات کے ساتھ اپنی اپنی ڈیوٹیوں پہ بیٹھے ہوتے ہیں ..... یہ جانے پہچانے ہوتے ہیں۔
ان کی مصروفیات اولیائے مستورین سے مکمل طور پہ مختلف سطح کی ہوتی ہیں اور یہ اللہ کی مخلوق سے کنارہ کشی اختیار
نہیں کرتے ۔۔۔ دینی شرعی اشغال' اکل حلال کی تکمیل و حصول کے ساتھ ساتھ وہ پوری تندہی اور توجہ سے اللہ
کی مخلوق کی خدمت میں جُتے رہتے ہیں۔ البتہ ان کی خدمت اور ہمدردی کے طور طریق قدرے مختلف ہوتے
ہیں ۔۔۔ ہواؤں میں ہوا' پانی میں پانی' آگ میں آگ اور مٹی کے ساتھ مٹی ۔۔۔ مخلوق خدا کی خدمت' انکسار
اور خاک نشینی ان کا وطیرہ ہوتا ہے۔ ان کی زبان فیض ترجمان سے محبت' اخوت' سلامتی اور رزاقی کے سوتے
پھوٹتے ہیں اور نگاہ برق عالم سوز ہوتی ۔۔۔ یہی نگاہ ظہور حق آموز بھی ہے عالم مثال میں بے مثال [illegible]
گروہوں کے چارہ ساز ہوتے ہیں ۔۔۔ یہ علامہ ذوہر' رشید فرد وحید' فقیر کامل [illegible]
ہو گی' حکمت' [illegible] کے آگے اپنی اپنی راہوں پہ لگے ہوتے [illegible]
ہوتے ہیں [illegible]
اور عالمان [illegible]
حکمت و ہیئت' [illegible] ریاضی' منطق و معقول والوں فلاسفروں اور ارضیات و افلاکیات کے عالموں [illegible]
پوچھیں تو پتہ چلتا ہے کہ [illegible] اپنے اپنے مقام پہ علامہ ذوہر تھا ۔۔۔ کون سا معقول یا منقول فن [illegible]
جس میں وہ یکتائے روزگار نہیں [illegible] تھے۔ ادب برائے [illegible]
ہیں۔ ارض و سما کی گردشیں ان کے ہاتھ میں' پاتال کے سینے میں چھپا ہوا [illegible] کا پتہ ان سے [illegible]
ہوتا ۔۔۔ دور دراز فضاؤں کی سسکیاں ان کی پلکوں سے ابھرتی تھیں ۔۔۔ ہاں اور نابغہ روزگار [illegible]
جابر بن حیان' بوعلی سینا' محمد بن زکریا رازی' ابن الہیثم' البیرونی' عمر خیام' سعدی' رومی' رازی' حافظ
[illegible] ۔۔۔ افلاطون' ارسطو [illegible]
ہرقلیطس' [illegible] نطشے' [illegible] اور تاؤ ۔۔۔ [illegible]
[illegible]
و اصول لکھے تو [illegible] شاعری [illegible] تصوف اب سے ہم بہت پیچھے ہیں۔
افکار و خیالات میں صالحیت پیدا کرنا سکھاتے ہیں' ظاہری و باطنی وجود اور مادی' روحانی اور [illegible]
کے ساتھ زندگی کا مقصد مکمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے دین و مذہب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ

[illegible] لیے عصری تعلیم و تربیت بھی ازبس ضروری ہے۔

علم اسماء اللہ سبحانہ کی جانب سے انسان کو بخشی ہوئی وہ نعمت ہے جو فرشتوں اور جنوں کو بھی نہیں [illegible] ایک جو مستحق ٹھہرے۔ (تمام ارضی و سماوی علوم علم اسماء سے ہی باہم مربوط و منسلک ہوئے بعد ازاں [illegible] معارف و مفہوم پردۂ اخفاء سے نکل کر معرض فہم و ادراک اور بیان و ارشاد تک پہنچے پھر آسمانی صحیفوں کے [illegible] بالخصوص فرقان الحمید کے وسیلہ جلیلہ سے بالالتزام و اہتمام اس کے ثمرات انسان تک پہنچائے گئے۔ [illegible] آسمانی عہد عتیق کے عہد ناموں صحیفوں اور آخری کتاب "کتاب مبین" تک آسمانوں کے ساتھ ہو [illegible] یہ پتا ہوگا کہ رب کریم نے اس عالم رنگ و بو جہان کارزار کائنات کن فیکون میں جو کچھ بھی تخلیق [illegible] اپنے پیارے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ ہی تو ہے جو آدم اور اس کی اولاد کے [illegible] رحمت و برکت کا موجب بنا۔ علم الٰہیات اور علوم ارض و سماء جیسے علوم و حق الیقین، رؤیائے صادقہ اور علم اسماء [illegible] ہی سے عطا فرمائے۔ آسمانی صحیفے اُتارے، تجسس اور غور و فکر کرنے کا حکم دیا، تاکہ حضرت انسان خود کو [illegible] اپنے خالق کو پہچان سکے۔

[illegible] حکمت و عظمت نے [illegible] ایسے ایسے [illegible] صحیفوں کے [illegible] کی آیتوں اور احادیث سے معلوم ہوا کہ انسان ہر دور میں ظاہری اور باطنی علوم [illegible] ظاہر ہے کہ ظاہری علوم سے اس نے کمال درجہ ترقی کی [illegible] زمینوں آسمانوں [illegible] بے شمار خود مند اور [illegible] ایجادیں [illegible] اپنی علمی فنی اور اختراعی عروج کی انتہا تک [illegible] ان ظاہری علوم کی تحصیل اور خاطر خواہ ثمرات سے بھی اس کی علمی تشنگی بجھ نہ سکی۔ یہ باطنی [illegible] ظاہری علوم سے بدرجہا فوقیت و برتری رکھتے اور حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ انسان کی تدبر کی طور ان سے [illegible] حاصل کرنے کی جستجو میں مصروف رہا۔ [illegible] کامل اور ماہر ہوتا ہے وہ اتنی ہی حقیقی اور [illegible] ملاحظہ فرمائیں کہ دنیا کے ہر دور میں ماورائے عقل مابعد الطبیعات کے علوم کے ماہرین اور [illegible] اسرار کی حیثیت و شخصیت کے حامل رہے۔ ماورائی مخفی علوم کے متلاشیوں کی جماعت ایک [illegible] علوم [illegible] کی جماعت کے اذہان بھی اکثر شکوک بھری نظروں سے دیکھے گئے۔ میرے اپنے ایک [illegible] دیکھتے ہی پہچان لیتی ہے کہ یہ دائیں بازو والا ہے یا بائیں والا۔ مٹی کے تیل کی بو اور چنبیلی کے [illegible] خوشبو کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ میرے نصیب کہہ لیں یا محض حسن اتفاق کہ مغربی ممالک کے علاوہ ایشیا

کے بیشتر ممالک کے بیشتر ماہرین مخفی و علوی علوم سے میری کسی نہ کسی طور مڈبھیڑ رہی۔ مجھے نہ صرف انہیں دیکھنے ملنے کا موقع ہی ملا بلکہ ان کا پیچیدہ و پیچیدہ کام بھی قریب و دور سے ملاحظہ کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ کئی ایک سے دوستانہ مراسم بھی ٹھہرے ——— ان مختلف نسل و مذاہب ماہرین میں مقامی ملکی بھی ہیں اور غیر ملکی بھی ... دیندار اور لادین بھی ——— انتہائی پڑھے لکھے، پروقار اور والا اعتبار بھی اور بے حد جاہل، کم تر گھٹیا افراد بھی اور بہت سے یوں بھی کہ وہ محض یہ علوم ذاتی دلچسپی اور شوق کی بناء پر سیکھتے ہوتے ہیں ——— قبیل کے زیادہ تر لوگوں کا یہ پیشہ ہے۔ ان میں بین الاقوامی شہرت یافتہ بڑے بڑے جادوگر، شعبدہ باز بھی ہیں اور جو یورپ اور امریکہ، کینیڈا کے بڑے بڑے عالیشان میجک تھیٹروں میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی نوع کے کھیل تماشوں کے لئے مخصوص ہیں۔ مخصوص اس لئے کہ جادو، نظر بندی اور شعبدہ بازی پیشکاری کے لئے بڑی پیچیدہ اور مخفی میکانکی استعمالوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ بیشتر جادو شعبدہ کے کھیل تو سو فیصد میکانکی، برقیاتی، نفسیاتی اور فطرتی اصولوں پر [illegible] استعمال اور مہارت کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ شعبدہ باز، جادوگر کا یہی کمال فن ہوتا ہے کہ وہ اپنی شخصی پر اسراریت، [illegible] اور اپنے آہنگ و لہجے کی پر اثر لہروں سے ایک ایسا پر اسرار ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ [illegible] سے ہو کر [illegible] حرکات و سکنات، آنکھوں کی تسخیری قوت، روشنی سایوں کی ساحری اور مخصوص لمحوں کے [illegible] کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ اکیلا جو چاہتا ہے وہ [illegible] نظر بندی، شعبدہ گری، موسیقی [illegible] اور محبت [illegible] ماحول پیدا کرنے کا کام ہے۔ [illegible] فنون و کمالات کے ایسے ایسے کام دیکھے ہیں کہ اگر میں راسخ العقیدہ مسلمان نہ ہوتا تو ان کا [illegible] لیتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے تمام جادو کے کھیل کرتب محض استدراج کی ذیل میں آتے ہیں ——— [illegible] سے اگر ماورائے فہم و فطرت کوئی کرامت و تصرف ظاہر ہو جائے تو وہ اللہ کریم کی جانب سے ہے [illegible] کوئی حرکت غیر مسلم سے ظہور پذیر ہو جائے تو وہ استدراج ہے جس کا وسیلہ شیطان مردود ہوتا ہے۔

- عہد قریب و بعید کے عظیم نخشب، شداد اور سامری ——— !

دورِ حاضر کا مشہور و معروف امریکن جادوگر ڈیوڈ کوپر فیلڈ اپنے منفرد جادوئی کمالات کے [illegible] وہ کوئی پرانے انداز اور حلیے کا بوڑھا قسم کا جادوگر نہیں۔ بلکہ عہد جدید کا ایک خوبرو، پڑھا لکھا [illegible]

ہڈاؤے پیرس کے شانہ بشانہ رہے ' اسکولا راتھو ' سلطانی میونخ ' جو پاسبرگ ' روم اور برسلز تک اس کے فن [illegible] کا ڈنکا بجتا تھا۔ اسی طرح روس کا سلیمان یاکوف ' ترکی کا رحیم راپاشا ' مصری جادوگر آ ذر مصری ' ہندو جوتی [illegible] گوپیا پاشا ' گولانیہ کا راجندر ناتھ ' بھانیہ ' برطانیہ کا میجک ماسٹر جے این میسکلین جنگ از منہ قریب کے مشہور جادوگروں شعبدہ بازوں میں ہیروڈ مسں ' رابرٹ ہوڈین ' تھن ہوتھن کے نام نمایاں نظر آتے ہیں۔ [illegible] جادوگر جو ہاف مین کے نام سے مشہور تھا بڑی حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل تھا ——— شکر وہ پیپر سے بڑے [illegible] دیتا تھا۔ لوہے کی سلاخوں کو کڑوی گزک کی مانند چبا کھا جاتا۔ وہ اپنی گاڑی کی ٹنکی پٹرول کی بجائے پانی سے بھرتا تھا ——— دہکتے انگاروں اور آب شور سے ناشتہ ——— ظہرانہ اور عصرانہ ہمیشہ پیرتک کی آہنی گولیوں [illegible] کروہ آئل کا سوپ ' کاپر کے آدھے انچ موٹے پتھروں کے توست استعمال کرتا۔ اس کے پسندیدہ مشروب پٹرول ڈیزل ' گندھک اور نمک کا تیزاب تھے ——— وہ لوہے کا چون اور کیلوں کے آرام دہ بستر پر سو [illegible] حیف کہ زندگی بھر وہ کبھی علیل نہیں ہوا ——— کسی ڈاکٹر حکیم یا ہسپتال سے وہ واقف نہ تھا۔ اس کی موت [illegible] عجیب و غریب حالات میں واقع ہوئی۔ وہ جینیکا لوکیہ میں ایک سٹیج پروگرام کے وقفہ میں [illegible] کرنے کی غرض سے ایک آرام کرسی پر دراز تھا [illegible] آن گری۔ [illegible] سے وہ کس قدر خوفزدہ ہوتی تھی۔ کاٹنے والے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ مگر کیا کہیے کہ یہ جادوگر [illegible] بے ضرری چھپکلی کے خوف سے ہی چل بسا۔

ہندوستان میں مختلف ادوار میں جادوگروں اور شعبدہ بازوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود رہی ہے اس کی ایک بڑی وجہ ان کا عقیدہ ' مذہب بھی ہے۔ دیکھا جائے تو ہندوؤں کے رواتی ' ثقافتی ' معاشرتی اور تمدنی رویوں کے علاوہ ان کے مذہبی اسلوب بھی ہیں۔ منتر جنتر ' تعویذ ' جادو ' ٹونے ' دیویاں ' بھوت ' پریت ' پلیت ' شرارتی ' شریر ' شرن ' شگون چونکہ ان کے ہاں روزمرہ کی طرح ہیں۔ اس لیے سادھو ' سنت ' جوگی ' بیراگی ' سنیاسی ' مداری ' ناگا ' جادوگر ' کرم چاری وغیرہ ان کی ضرورت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عوام الناس میں ان کی خوب پذیرائی بھی ہوتی ہے۔ مہاراشٹر کے علاقے مشرقی میں چند ایک قبیلے ایسے ہیں جو صرف جادوئی کرتب اور شعبدہ گری کے کمالات دکھاتے ہیں۔ یہاں کی ذیلی شاخ ' تیلی ' بھی بہت مشہور ہیں۔ ان جادوگروں نے بے شمار جادوئی کرتب ایجاد کیے اور ان پر پذیرائی حاصل کی بیرون ملک بھی خوب دام اور نام کمایا۔

دنیا کے بیشتر ممالک کی طرح انگلستان میں بھی جادو سرکس کا ہی حصہ رہا [illegible] آرٹ گیلری [illegible]

[illegible] نظم اور اس کے ساتھ ساتھ میوزیکل تھیٹرز بھی موجود ہیں جو ان کی ثقافت کا ایک نمایاں حصہ ہیں۔
[illegible] ان معاشرے کی تعریف شاید یوں ہے کہ وہ زندگی کی گوناگوں گہما گہمیوں اور دلچسپیوں سے بھی
[illegible] اپنی تہذیب، ثقافت اور لوک ورثے سے محبت کے ساتھ ساتھ اپنی روایات کی درخشندگی کا بھی
[illegible] انسانی جسمانی نظام کو اگر بچشمِ عمیق دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی — اعمال و خیالات
[illegible] اور وظائف زندگانی میں ایک گونہ توازن قائم رکھنے سے برقرار رہتی ہے۔ اسی طرح
[illegible] میں اسی نوع کے توازن کی ضرورت ہوتی ہے۔

[illegible] کیا اچھا ہے کیا برا لیکن ہمارے معاشرے میں فنونِ لطیفہ کو [illegible] نظروں سے نہیں دیکھا
[illegible] مصوری، شعر و شاعری، رقص، مجسمہ سازی، تصویر کشی، فلم سازی وغیرہ۔ شاید اس لئے بھی کہ
[illegible] شعور میں یہ اشغال لہو و لعب میں شمار ہوتے ہیں۔ [illegible] تھیٹر وغیرہ بھی شیطانی اکھاڑے سمجھے
[illegible] یہ سب فنونِ لطیفہ ایک طرح کے فنونِ کثیفہ کی حیثیت رکھتے ہیں — [illegible] گناہ، مکروہ، حرام مگر
[illegible] اور وہ شخص اگر کوئی نعت [illegible] میں [illegible] کر لیتا ہے تو [illegible] مشرف بہ اسلام ہو کر
[illegible]
[illegible]
[illegible] کرتے ہیں — [illegible] بیٹھے ہوئے ساتھی [illegible] تال [illegible] دیتے ہوئے
[illegible] مصداق آواز [illegible] سے پیدا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں [illegible] کرتے ہوئے
[illegible] اور جذباتی کیفیت [illegible] اللہ [illegible] ہوتے ہیں تو
[illegible] آہنگ کی بجائے طبلے کی تال تھاپ کی آواز کیوں ابھرتی ہے جبکہ [illegible] اللہ اور اس کے
[illegible] برگزیدہ ہستیوں کے نام القاب اچھے واضح اور محبت بھرے انداز میں لیا کرو — قرآن الحکیم
[illegible] خوش الحانی اور خوش بیانی سے پڑھا کرو۔ اعراب و تخریج کی ادائی کمالات سے [illegible] سہولت سے
[illegible] پسندیدہ اور اثر آگیں ہیں۔ اسی طرح رقص و سرود کو بھی ہم نے اعمال [illegible] اور [illegible]
[illegible] میں بدل کر اپنے لئے حلال کر لیا ہے۔ فنونِ لطیفہ کی دیگر اصناف بھی اسی طرح کی [illegible] سے
[illegible] ہیں — دیکھا جائے تو اس قسم کی منافقت [illegible] ہوشیاری کے تمام حامی
[illegible] اب آپ اپنے قومی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں — [illegible] چھوڑ کر سب ہی [illegible] کرنے پر
[illegible] ہیں — پورے کے پورے رنگین صفحات [illegible] عاملوں کاملوں بابوں کے ہمراہ ان کے اشتہارات
[illegible] ہیں۔ ایک رات کے عمل سے بگڑے کام سنورنے کے دعوے — محبت، شادی، کاروبار

مقدمے میں سو فیصد کامیابی کے اعلان ... لاٹری، پرچی، کمیٹی اور میچوں کے جوے جتانے کی خوشخبریاں وغیرہ وغیرہ — کوئی خاندانی عامل ہے تو کوئی سید صاحب، شاہ اور صاحبزادہ صاحب... داتا کا [illegible] کوئی شکتی مان، ہنومان، کالی مائی کا بھگت..... عیسائی اور بے شمار بنگالی .... لگتا ہے اس فیلڈ میں بنگالیوں اور عیسائیوں کا قبضہ ہے — کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جس معاشرے میں تعلیم کا فقدان ہو، تنگ نظری، توہم پرستی کا دورہ ہو۔ معاملات زندگی میں غیر متوازن رویوں پہ انحصار کرتے ہوں تو اس معاشرے میں یہی کچھ ہو سکتا ہے کہ دین راست اور نہ دنیا درست۔ اخبار و جرائد اور دیگر ذرائع ابلاغ تو کسی ملک و قوم کے روشنی کے مینارے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جب یہ مینارے ہی کشتیوں اور مسافروں کو غلط راستے پہ ڈالنے لگیں تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ رہبر ہی رہزن بن جائیں تو منزل کیسے نصیب ہوگی۔

نگاہ خواب گر......!

[illegible]

[illegible] ہوتے ہوتے [illegible] ایمان انسان میں داخل ہونے کے [illegible] آنکھیں ہیں بلکہ انسان کے مقام علم و بصیرت، صداقت، شرافت، نفرت، محبت وغیرہ کا انہی آنکھوں سے [illegible] ہے۔ اس کی زندگی [illegible] باطنی عوارض کی غماز بھی یہی آنکھیں ہوتی ہیں [illegible] آنکھیں [illegible] ہی آنکھیں — [illegible] کے اندر [illegible] کرتے میں لاپرواہی سے پڑے ہوئے آنکھوں کے ایک نامکمل اسکیچ پہ مجھ کا سوچ رہا تھا کہ ان [illegible] بڑھ کر دنیا میں اور حسین آنکھیں کیا ہوں گی۔ پھر خیال آیا کہ آنکھیں تو آنکھیں ہی ہوتی ہیں خوب صورتی تو دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ داغ ہو یا میر تقی میر اور مصحفی — غالب، اقبال [illegible] ہر کسی کے لئے اس کے محبوب کی آنکھیں ہی سب سے زیادہ حسین، دلکش اور دل کو [illegible] ہوتی ہیں — تیر، تلوار، خنجر، کٹار، جھیل، ساگر — ساغر، مینا اور مے خانے ... وغیرہ وغیرہ کیا [illegible] بہر صورت — یہ آنکھیں کیا کچھ نہیں ہوتیں۔ دیوالی، دیپک اور دیدہ وری میں بڑا فرق ہے [illegible] ایک یونانی مصور کا بنایا ہوا ایک پردہ دیکھا۔ اس نے پوری کائنات کے تصور کو ایک آنکھ کی پتلی میں [illegible] تھا۔ میری سمجھ میں آیا کہ شاید آنکھ ہی ہے جسے آپ آفاقی کائناتی استعارے کے طور استعمال کر سکتے ہیں۔

وہ سگریٹ ہونٹوں میں دبائے میرے سر پہ کھڑا تھا اور میں آنکھوں میں یوں کھویا ہوا کہ اس کے اندر [illegible] تک نہ ہوئی...... وہ کھنکارتے ہوئے جُز بُز سا گویا ہوا۔

"بھائی! تم یہاں یہ آنکھیں دیکھ رہے ہو اور میں باہر تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔" آگے بڑھ کر اس نے [illegible] سے وہ آنکھوں والا کینوس کا ٹکڑا لے لیا۔ "آؤ! باہر آؤ..... میں تمہیں گرم گرم قہوہ پلواتا ہوں۔" وہ کینوس کے ٹکڑے پہ اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔ "تم چاہو تو یہ آنکھیں لے بھی سکتے ہو۔"

وہ کھینچ کر اس نے مجھے لکڑی کے ایک چھوٹے سے سٹول پہ بٹھا دیا۔ تھرماس سے قہوہ انڈیلتے ہوئے [illegible] میں جانتا ہوں کہ تم بھی میری طرح خاصے تھکے ہوئے ہو — اسی لئے میں نے تمہیں اپنے ساتھ بٹھایا ہے۔ لو یہ قہوہ نوش جان کرو اور مجھے کام کرتے ہوئے دیکھو۔ مگر خاموشی اور صبر کے ساتھ...."

اس جیل کے آؤٹ کلاس لوگ بہت کم اکیلے ہوتے ہیں..... ان کی بے اعتدالیاں، بے نیازیاں اور بے ڈھنگی حرکات و مصروفیات انھیں تنہا نہیں چھوڑتیں۔ صد حیف کہ ان کے غیر موزوں رویوں اور [illegible] کے باوجود ان کی مقبولیت و محبوبیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی — کیسے کیسے امیر وکبیر [illegible] دیکھ رہا تھا کیسے ذی حیثیت لوگ اس تنگ و تاریک زندگی سے [illegible] اور بچے [illegible] ہیں جیسے وہ کہیں باہر کسی [illegible] ہوا کوئی [illegible] اور وہ سب اس کی [illegible] کے منتظر ہوں۔ میں [illegible] پالتے ہیں جو بالآخر ان کی [illegible] زندگی مختصر کر دینے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ پچھلے [illegible] ایک پچر سا سگریٹ دابے مجھے [illegible] لے رہا تھا اور سگریٹ کی راکھ بھی گرتی کہ اب گری۔

[illegible] اس کے ہونٹوں پہ لگی ہوئی مونچھیں اس پہ مستزاد، گلے میں ڈالا ہوا پلاسٹک کا ایپرن — جس پہ [illegible] ایک عجیب سی آنکھوں والا پودا بنا ہوا تھا اس شکل میں کہ پتوں کی بجائے مختلف کینوسوں پہ [illegible] نہیں تھے اور گول پتیوں کی جگہ سوراخ — ان سوراخوں سے ابھرتے ہوئے کئی ایک شیڈ اور [illegible] ان کے نیچے پہنی ہوئی [illegible] رنگ شرٹ کا کمال تھا — اس ڈھانپ سے آرٹسٹ کی قوت [illegible] نے مجھے مبہوت و مفتون کر کے رکھ دیا تھا۔ یوں محسوس ہونے لگا جیسے قدرت نے بصر و بصیرت [illegible] یہ سب اس دانا نے چشم کو عطا کر دی ہوں۔ میں بصد استعجاب و اشتیاق اسے شائقین کے بیچ [illegible] دیکھ رہا تھا وہ کمال یکسوئی سے مصروف کار تھا..... ایسا منہمک کہ جیسے یہ کام اس کی زندگی کا آخری

فریفتہ ہو ۔۔۔ وہ ازحد جانفشانی سے اپنے ماڈل کے چہرے بلکہ آنکھوں میں جھانک لیتا ۔۔۔ اس کے ہاتھ
کی پرکار انگلیاں قرطاس ابیض پہ یوں پھرت لیتیں جیسے کہیں کوہ قاف کے برف زاروں میں برفانی پریاں رقص
افروز ہوتی ہوں ۔۔۔ میں نے بڑی عمیق نگاہی سے دیکھا کہ وہ خصوصاً آنکھوں پہ بڑی توجہ دیتا ۔۔۔ گویا
جیسے انہیں کاغذ پہ زندہ کر کے چھوڑے گا ۔۔۔ یہی کہ اس کے ماڈل کچھ ایسے بھی دیکھے جیسے مُردہ چہرے زندہ
آنکھیں لئے ہوئے ہوں اور کچھ یوں بھی جیسے وہ مُردہ آنکھوں والے زندہ چہرے ہوں ۔۔۔ اپنا سکیچ مکمل کرنے
کے بعد دستخط کر کے اپنے ماڈل کے سپرد کرتے ہوئے وہ سکیچ کو یوں دیکھتا جیسے کاغذ میں لپیٹ کر اس نے
آنکھیں دے دی ہوں۔ اس کے سکیچ پہ آنکھیں ہی نمایاں ہوتیں ۔۔۔ باقی چہرہ شاید اس نے
نہ ہوتا ہو۔ بنظر غائر دیکھنے سے لگتا کہ آنکھوں کے علاوہ اور کچھ نہیں بنایا ۔۔۔ معدوم سے خدوخال تو
آنکھوں کے ابھار کے لئے بنا لیتا تھا ۔۔۔ جیسے کسی کوہ نور جواہر کو اجاگر اور محفوظ کرنے کی خاطر اسے کسی
مدور مخمل منڈھی ڈبیا میں سجا دیا جاتا ہے۔

میں چاچی کارن اپنی تمام خاطر جمع کے ساتھ اس کی دُم سے بندھا بیٹھا رہا ۔۔۔ وہ [illegible]
اور میں [illegible]
چندرے [illegible]
خصوصی انداز [illegible] رنگ داری کے لئے مشہور ہے۔ اس کے برعکس چندرے [illegible]
نہیں تھا اور نہ ہی کسی [illegible] کام تھا۔ یہ تو بھوپال کی ایک نواحی بستی کے ایک مسلم گھرانے کی [illegible]
تھا ۔۔۔ یہ تو عجیب سی بات [illegible] کی جو ہر کسی میں نہیں ہوتی
مختصر سی حیات میں زیادہ تر ذہنی پاگل پن، احمق پن اور غیر ذمہ دارانہ حرکات و افعال میں [illegible]
کچھ شعور، انتظام، ذمہ داری اور ذمہ داریاں کچھ سمجھانے لگے وہ عمر عزیز کے ایسے مقام پہ پہنچ ہوتا ہے
آشوب منزل میں دو چار قدم ہی رہ جاتا ہے ۔۔۔ اب وہم وہ مقتدا ہوتا نہیں جو خود کل [illegible]
جیون جیسی [illegible] دھوپ چھاؤں کہیں دکھائی دیتی ہے جس سے [illegible] ہر چیز تھی ۔۔۔
[illegible] کی شکل میں چمکتا تھا۔ اس مقام پہ [illegible] پہ وہ ٹھہرا اور بہت پچھتایا [illegible]
یوں کیوں کی گردان کرتا رہتا ہے جو لوگ [illegible] سانپ کی [illegible] زمانے کے [illegible]
[illegible] اپنی ذات کے بارے میں [illegible]
دور تھا ۔۔۔ [illegible] ہی نہ چلتا ۔۔۔ نہ کسی ذمہ داری کا احساس اور نہ کسی دنیاداری کا [illegible]
منہ اٹھا ادھر چل دیئے۔ زادِ راہ اور پیسے کا بوجھ تو ان مسافروں کے لئے ضروری ہوتا ہے جو کسی [illegible]

[illegible] کسی متعینہ منزل کے متمنی ہوتے ہیں..... میں تو ہواؤں کے دوش پہ پنچھیوں کے بے توقیر تنکے کی
[illegible] پیچھے کسی درخت کے ٹوٹے پتے کی طرح ۔۔۔ آندھیوں کے آگے آگے کسی بچی جنتری کے
[illegible] کی صورت ۔۔۔ گرداب دریا میں چکراتے ہوئے کسی ٹوٹی پتوار کے ٹکڑے کی سی حالت آشفتگی میں
[illegible] فطری ذہنی جسمانی علمی دنیاوی اور روحانی ترکیب و تعمیر کی تہذیب ہی کچھ یوں تھی کہ میں کچھ
[illegible] بھی پلّو نہ تھا ۔۔۔ اور یا پھر کچھ تھا ہی نہیں اور بہت کچھ تھا۔ اس ہونے نہ ہونے کی کیفیت مجھے
[illegible] کی تھی۔ کہیں کچھ ہوتا یا نہ ہوتا بس اگر ہوا اس طرف کی چل پڑی تو میں بھی ادھر چل دیا ۔۔۔ کیوں؟ یہ
[illegible] تھا اور معنی پہ غور کرتا تو شاید میری سرشت میں ہی نہیں تھا۔

پہلے بھی کہیں عرض کر چکا ہوں، انسانی، حیوانی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ غیر مرئی مخلوق کی [illegible]
[illegible] عادات، طور و طریق، ظاہری و باطنی حرکات و اشغال کا مطالعہ میری مصروفیات کا ایک نمایاں حصہ رہا
[illegible] خوار ہو یا عنصری یا غیبی مخلوق، ہر کسی میں کوئی نہ کوئی ترجیحی خوبی، خامی اور وجودی عنصری نمایاں نشانی
[illegible] ہوتی ہے اور جہاں کہیں وہ موجود ہوں وہاں ان علامات سے اپنی نشاندہی کرتی ہیں۔ کچھ
[illegible] وہ اپنی مخصوص بو، خوشبو سے اپنی پہچان کرواتی [illegible]

[illegible]

ان حوالوں میں حضرت انسان خصوصی طور پہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ اپنے اعمال، افعال اور عقلی
[illegible] کی بنا پر الگ ہی مقام رکھتا ہے۔ اس کے ظاہری پیکر میں سب سے [illegible] اور [illegible] حصہ
[illegible] تھا۔ شاید میری یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہ آئے [illegible] سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھیں
[illegible] کی انتہا ہیں۔ ہر جذبہ، احساس [illegible] کا موزوں وقت ہے۔ خوبصورتی
[illegible] آنکھوں سے ہی ہوتی ہے۔ آنکھوں میں دم نہ ہو تو حسن سے متعلق [illegible] بے دم ہی رہ جاتی ہے
[illegible] شاعری [illegible] کا [illegible] آنکھیں [illegible] کرتی ہیں۔

میری [illegible] دنیاؤں میں میری [illegible] کمزوری حسین لڑکی [illegible] جو آنکھیں نہیں
[illegible] ہیں۔ خوف کے غلاف میں لپٹے ہوئے تھیں [illegible] اور [illegible] کی دھند میں
[illegible] تھیں [illegible] چونک جانے والے [illegible] پڑنے والے تھیں [illegible] سے چھت
[illegible] سے بھیگے تھیں ۔۔۔!

ہندوستان کے کلاسیکل فلم ڈائریکٹر، رائٹر کیدار شرما، جو راج کپور کے گرو بھی تھے، کا تعلق شکر گڑھ [illegible]

یا نکلوت سے تھا۔ پرتھوی راج کپور اس کو بڑا مان دیتا تھا۔ یہ اپنے اسلوب کا ایک نادر روزگار فنکار تھا... نے بمبئی میں جتنا بھی کام کیا۔ وہ کلاسیک کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی ایک فلم "باورے نین" تھی۔ [illegible] گیتا بالی نے بڑی خوبصورت اداکاری کی۔ یہ فلم میں نے کم از کم تین بار دیکھی تھی۔ میں جاننا چاہتا تھا اس کا نام "باورے نین" کیوں ہے۔ میں پراسرار قیافوں کو صرف نینوں کے حوالے سے دیکھنے کے لئے [illegible] اور بمبئی گھر سے بھاگ کر گیا۔ لاہور میں ایک اداکارہ نیناں تھی۔ اسے بھی اسی وجہ سے دیکھا... آہو چشم اداکارہ شاہینہ، عشرت جہاں عرف جدن بائی کے ہاں بھی لاجواب خوبصورت آنکھیں تھیں... اداکارہ [illegible] آنکھیں نہیں تھیں نین تھے۔ آنکھوں اور نینوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ آنکھیں محض دیکھنے یا دکھانے کے لئے ہوتی ہیں اور جبکہ نین......؟

رئیس امروہوی مرحوم [illegible] کے ہاں جس زمانے میں میں "[illegible]" کی مشقیں کیا کرتا تھا انہوں نے ایک بار مجھے آنکھ اور نین کے مابین کا فرق سمجھایا تھا... بظاہر تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھ اور دیدہ اور نگاہ، چشم اور چشمان وغیرہ یکساں معنوں میں ہی مستعمل ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ مجھے سمجھ میں کچھ مختلف... شاید جیسے عقل اور عشق، سلیمان اور [illegible] اور [illegible] میں جو [illegible] معنوی [illegible] وہ آنکھوں اور نینوں [illegible] [illegible] یا [illegible]

وہ آنکھوں [illegible] میں کتنے نینوں کی تلاش میں تھا اور ادھر میں بھی ان نینوں کی وجہ سے [illegible] تھا۔ مجھے یقین ہے اس نے اپنی [illegible] اور باطنی بالیدگی سے مجھے پہچان لیا تھا۔ اسے [illegible] کی غرض سے ساتھ شامل [illegible] کیا... اس [illegible] کی محبت میں مجھے اس کے [illegible] میں جھانکنے کا موقع ملا تھا تاک جھانک کے دوران ایک کونے میں پڑے کینوس پہ نینوں کے ایک نامکمل سے سکیچ نے مجھے پکڑ لیا اس زمانے کے بعد میں نے ایسے باورے نین دیکھنے کی جستجو، دیکھنے کی آرزو میں میں باورا ہو کر رہ گیا

تین چار روز میرا وطیرہ یوں رہا کہ میں ظہر کی نماز میں اس کے ساتھ شریک ہوتا... پھر میں اپنی نوابستہ اپنے ہوٹل لوٹتا۔ کھانا پینا اس کے ساتھ... پورا دن میں اس کے پاس سٹول پہ بیٹھا اس کی انگلیوں کی "چشم سازیاں" دیکھتا رہتا۔ دراصل یہی اور قرآنی [illegible] مصوروں کی اپنی ایک علیحدہ دنیا ہے۔ وہ عام جیسے شکل وصورت اور اپنے طور طریقوں سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ اس جدید دور میں وہ کسی ازمنہ قدیم کے باشندے دکھائی دیتے ہیں... شاید سچے آرٹسٹ کے پاس ایک مخفی کیفیت ہوتی ہے جو اسے خود اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا ناتا صرف اور صرف رنگوں، نقشوں سے ہی رہ جاتا ہے... اس کا بھی یہی عالم تھا۔ اپنے کام میں مصروف اسے کچھ ہوش نہ

...ے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔ کون آیا کون گیا — کسی نے کچھ معاوضہ دیا ہے یا وہ سکیچ لے کر محض تھینک یو کہہ کر چل دیا ہے۔ میں نے دیکھا ایک دو تو سکیچ مکمل ہونے سے پیشتر ہی اٹھ کر چل دیئے شاید وہ تیم کرنے بیٹھنے کی سکت یا وقت کی تنگی کی وجہ سے ایسا کرتے ہوں — مگر اسے تو ایسے اٹھ کر چل دینے والوں کی بھی خبر یا پروا نہ ہوتی تھی اور وہ کسی خفگی کا اظہار کرتا بلکہ کمال استغنا سے نامکمل سکیچ ایک طرف ڈال کر اگلے ماڈل کی جانب متوجہ ہو جاتا — مجھے یقین ہو چلا تھا کہ وہ نامکمل نیویں والا سکیچ بھی جسے میں نے اس کے سٹوڈیو سے اٹھایا اور جو ابھی تک میرے ہی قبضہ میں تھا' وہ بھی کوئی ایسا ہی سکیچ تھا جس کا ماڈل اسے ادھورا چھوڑ کر چلا گیا ہوگا۔

میں نے جدہ سے روانگی کے آخری دن خصوصی طور پہ اس سے درخواست کی۔

''میرے اچھے فنکار! الوداعی ملاقات کا آخری طعام میری جانب سے قبول کرو۔'' وہ بہ عجلت بولا۔

''یہ تو تم جانتے ہو کہ میں قلیل اور عام سا طعام لیتا ہوں اور اپنے سٹوڈیو میں ہی کھانا پسند کرتا ہوں جو مجھے اسی یمنی مطبخ سے آتا ہے جو نیچے مسجد کے پہلو میں ہے۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ طعام میں [illegible] ہو۔'' — میری آنکھوں میں دور تک جھانکتے ہوئے پھر گویا ہوا — ''اچھا تو آج تم ہی [illegible] کرا دو۔''

[illegible] پیکٹ [illegible] سامنے رکھ دیا۔ [illegible] تو انہوں نے ہاتھ لہراتے ہوئے فر فر عربی میں کوئی [illegible] کہ مجھے [illegible] کر کے ہی واپس آئی کر ساری [illegible] بیان کی تو [illegible] ہوئے بتانے لگا۔

''میں تمہیں بتاتا چلوں [illegible] ذوق و شوق ہے — خاص طور پہ مصری اور عراقی موسیقی سے بڑی دلچسپی رکھتا ہے۔ ام کلثوم اور صباح فخری کا تو دیوانہ ہے — تم نے اس کے مطبخ کا اندرونی حصہ نہیں دیکھا — اگر تم ایک بار وہ سب کچھ دیکھ لو اور کھا بھی لو جو اس مطبخ کے اندر ہے تو [illegible] تجربہ تمہارے لئے انوکھا سا ہوگا۔''

''مثلاً......؟'' میں نے حیرانگی سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

وہ طعام والا پیکٹ کھولتے ہوئے کہنے لگا۔

''پہلے اس دعوت سے لطف لو جو خاص طور پہ تمہاری طرف سے ہے۔ بعد اپنے تخیل کو اس کے [illegible] سے یمنی حلوہ جو قہوہ کھجور شامی انجیر اور شہد سے بنا ہے کھائیں گے۔ اس کی لذت آفرینی اور منفرد ذائقہ [illegible] سے بھلا پاؤ گے۔'' جیسر کی بھنی ہوئی ران سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میرے آگے سرکاتے ہوئے مزید کہنے لگا۔ ''عبید بن عبداللہ' جو اس مطعم کا مالک ہے میرا دوست اور قدرداں ہے۔ مگر ٹھہرا وہ قدرے

سنکی ۔۔۔!" وہ مزید مزہ لیتے ہوئے چہکنے لگا۔ "تم یقیناً جانتے ہو گے سنکی لوگ کسی نہ کسی طور غیر معمولی شے ہوتے ہیں۔ ایسے سنکیانے افراد کی ایک آدھ رگ ٹیڑھی نہیں بلکہ دل و دماغ کی قریب قریب ساری رگیں اُلٹی سیدھی ہوتی ہیں ۔۔۔ بظاہر یہ بیکار و بیزار دکھائی دینے والے بڑے اولڑے ہوتے ہیں ۔۔۔ مصور، سائنسدان، شاعر، ادیب وغیرہ۔"

یہ مصور بھی کمال کا آدمی تھا کھانا اور فرمانا، دونوں کام ایک ساتھ کر رہا تھا۔ عربی النسل اور [illegible] والے ہاتھوں کے کاڑھ ہوتے ہیں... کوئی دل گردے والا یا کوئی فقیر درویش، جس نے اپنا من مارا ہوا ہے اپنے کان، کاٹنے کروانے پہ تُلا ہو وہ ان کے آگے جم سکتا ہے ۔۔۔ میں کمال تحمل و برداشت کا مظاہرہ کر رہا تھا شاید اس لئے بھی کہ میں اکثر ایسے ہی معرکوں کی محرابوں تلے پیش امام کا تکبیر بنا رہتا ہوں ۔۔۔ ابتدا [illegible] ہوتی ہے پھر پوری گفتگو کی نماز مجھے خاموشی سے اکیلے کی اقتدا میں ہی پڑھنی ہوتی ہے۔

اُسے وقفہ دینے کی خاطر میں نے پوچھ لیا۔

"[illegible] وہی تو نہیں جس نے مجھے طعام کا ہونا یوں سمجھایا تھا جیسے اس کے اندر لطیفے ڈھیلے کی بجائے [illegible] اور [illegible] ہوں [illegible] مارا کہ میں [illegible]

وہ [illegible] ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگا ۔۔۔ منہ بھرے لقمے نے اُسے لب ہلانے کی اجازت نہیں دی تھی۔ میں نے موقع [illegible] فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہہ دیا۔

"تم بھی پھر تو سنکی [illegible] ۔۔۔ [illegible] میں نے [illegible] ہوئے کہا ۔۔۔ "شاید سنکی [illegible] اچھے اور سچے فنکار کی مجبوری ہوتی ہے ورنہ وہ مکمل یکسوئی حاصل نہیں کر سکتا ۔۔۔ یعنی تخلیقی توانائی [illegible] ارتکاز پہ لانے یا کسی مخصوص نقطہ ارتکاز پہ مجتمع کرنے کے لئے فنکار کا سنکا ہوا ہونا اور دکھائی دینا ضرورت ہوتی ہے۔ میں تو اس یعنی شیخ والے کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یقیناً کوئی سنکی کیانی ہے [illegible] سمجھایا ہوا مزہ بڑا ہے۔"

دورانِ طعام اگر ایسی گفتگو بھی ہلکی پھلکی چھیڑیاں، مذاق لطیفے چلتے رہیں تو نہ صرف کھانے کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے بلکہ ایسے خوشگوار ماحول میں بہت زیادہ کھانا بھی جلد ہضم ہو جاتا ہے [illegible] میں قہقہے کے ساتھ ساتھ خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ ایسا [illegible] ماحول کی خوشگواریت [illegible] میں ایک موثر کردار ادا کرتی ہے۔ منہ میں لعاب [illegible] کا چشمہ پھوٹ نکلتا ہے ۔۔۔ طبیعت کا [illegible] اور مزاج کا تکدر دور ہو جاتا ہے۔

ہم دونوں بڑے اچھے موڈ میں ہیچ مطعم میں پہنچے ـــــ صدر دروازے کی بائیں جانب ٹیک اوے
[illegible] کا کاؤنٹر اور دائیں طرف مطعم کے اندر جانے کے لئے راہداری تھی ـــــ سنگ ابیض کا شفاف فرش
[illegible] رنگین آئینوں سے آراستہ چھت ..... سبز گرینائٹ کی محرابیں اور دیواریں ـــــ اندر داخل ہوتے
ہی مطعم کے ذمہ داروں نے ہمارا استقبال کیا ـــــ پھر اللہ جانے مطعم کا مالک وہ مینی کہاں سے نکل کر ہمارے
سامنے آ موجود ہوا ..... ایسے ہی جیسے چراغ رگڑنے سے اس کا جن آن واحد میں سامنے ہاہاہا قہقہے لگاتے
ہوئے حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ شخص بھی کچھ پہلوؤں سے ایک جن جیسا ہی تھا ـــــ سر پہ لپٹا ہوا عربی طرز کا رومال
چھوتے ہوئے تنگ ماتھے تلے الوؤں جیسی گول گول آنکھیں..... تہمت کی طرح لگا ہوا چپٹا سا ناک ـ ادھڑی
مونچھوں کے پیچھے کھٹی دانتوں کی ناہموار باڑ اور ٹھگنے قد پہ توندیلا سا جسم۔ اس نے چھوٹتے ہی اھلاً وسھلاً کے
ساتھ ہی ماپالی شروع کر دی۔ جس کی زد میں مطعم بھی آ گیا تھا ـــــ چاپلوسی میں چنداں حرج نہیں اگر اس میں
[illegible] اور سلیقہ بھی روا رکھا جائے۔ یہیں کہیں میری سمجھ میں آیا کہ عربی لوگ عطریات کا اتنا زیادہ استعمال
کرتے ہیں۔ اس کی وجہ شاید عوام و خواص مرد و زن کی [illegible] تمباکو نوشی کی
[illegible] ہوتے ہے [illegible] تمباکو [illegible] بے تحاشا خوشبویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔
[illegible]
[illegible] قیامت قریب بار بلا چکا ہو [illegible] گندے بدصورت دانتوں اور کھردری [illegible] والے
[illegible] ناکام ہے۔ یہاں میرے ساتھ بھی کچھ ہوا [illegible] کی طرح دینے کی
[illegible] تھا کہ اس نے [illegible] آ کر [illegible] بازوؤں کے [illegible] میں جکڑ لیا اور وہی [illegible] کیا جو عربی
[illegible] سے ملتے وقت کرتے ہیں ـــــ میں [illegible] ہو رہا تھا کہ مجھے فوراً کسی واش روم میں گھس
[illegible] دھو لینا چاہیے [illegible] تمباکو کی بو نے میری [illegible] مار دی تھی۔ گو اس کی بے تحاشا [illegible] ہوئی توند
نے مجھے [illegible] فاصلے پہ رکھا تھا مگر اس ریچھ نے [illegible] کر اپنا کام کر ہی لیا تھا۔

اس نے ہمیں اس مخصوص کمرے میں بٹھایا جو شاید انتہائی معزز [illegible] کے لئے تھا۔
[illegible] میں داخل ہوتے محسوس ہوا ہم کسی [illegible] میں داخل ہو گئے ہیں۔ کمرے کا بیرونی دروازہ ایک
[illegible] آنکھ کے شیشے کا بنا ہوا ـــــ چوکھٹ کے [illegible] کی جگہ بڑے بڑے [illegible] ہم ان کے اندر
[illegible] تو آگے سفید موتیوں کی [illegible] جس پہ سیاہ موتیوں سے آنکھ کی پتلی بنی ہوئی تھی۔ اس سے
[illegible] جب اندر قدم رکھا تو یہ احساس ہوا کہ ہم کسی چشم نم میں اتر آئے ہیں۔ [illegible] نے ہمیں
[illegible] شگفتگی میں بھگو سا دیا ـــــ نیم [illegible] سے ماحول میں ہر چیز غیر واضح سی تھی۔ لگا کہ ہم کسی بھوت بنگلے

کے ڈائننگ روم میں پہنچ آئے ہیں۔ ادھر کی ہر چیز کسی نہ کسی طور آنکھ کی شکل سے مشابہ تھی۔ فرش پہ نیم ادھ کھلی سوئی جاگی گھورتی' سوچتی اور کھوجتی ہوئی آنکھوں سے لبالب قالین۔۔۔ گاؤ تکیے تپائیاں' گلدان قالیچے پردے آرائشی سامان جو بھی تھا آنکھ سے منقش..... آنکھ کے ابھار پُرخمار کی طرح ابھری ہوئی گدّی نشستوں پہ بیٹھتے ہی محسوس ہوا کہ جیسے میں کسی دیوہیکل مخلوق کی آنکھ کے ڈیلے پہ بیٹھ گیا ہوں۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جب آنکھوں نے اندر کے ماحول سے قدرے آشنائی لی تو یوں لگا کہ میں آنکھوں کے کسی سمندر میں آ گیا۔۔۔ دنیا جہان کی کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی جو یہاں موجود نہ ہو۔ وہ سارے جلوے' تہمت' جادو' جذبات جن کا تعلق کسی طور آنکھوں سے ہو سکتا ہے وہ سب کچھ یہاں پہ سجا یا دفنا دیا گیا ہے۔ اس جگہ کو نینوں کا نگار خانہ کہا جا سکتا تھا اور مردہ خانہ بھی۔ بلکہ اسے نینوا کا قبرستان کہنا زیادہ مناسب تھا۔

آنکھ یا نین انسانی اعضاء ہیں اور اجسام و اعضاء کے گلے جاتے نہیں (استثناء کے ساتھ) لیکن کسی خاص ماحول محفل میں ان کی کچھ کیفیات امر ہو جانے کی قدرت بھی رکھتی ہیں جیسے زندگی موت' خوشی غم' محبت نفرت' جنہیں وقت کے ساتھ ہم فراموش کر بیٹھتے ہیں مگر ان سے ظہور پذیر اکثر کیفیات کو بھولنا آسان نہیں ہوتا۔ جب ہم کسی کی محبت [illegible] [illegible] قدردان تھا۔ میرے [illegible] جس میں اس کے مخلوق سے اٹھایا ہوا وہ معلق ہوئی آنکھوں والا [illegible] سوچ رہا تھا پہ آنکھیں تو بے شک اداس تھیں مگر ان میں کیفیات بلاشبہ مکمل تھیں۔

میں نہ جانے کب تک انسانوں اور [illegible] کیفیات [illegible] آنکھوں کے درمیان ایک ایسا دیو آدم زاد بنا بیٹھا تھا جو اپنے گھر کا راستہ بھول کر گھنے جنگل میں کسی اندھے جادوگر کے چنگل میں پھنس گیا ہو۔۔۔ جو اپنے شکار کی آنکھوں سے کیفیات کشید کر کے اپنی کورا آنکھوں کو سینچتا ہے۔۔۔ باقی ماندہ ڈیلوں کو جھاڑ جھنکار کا کیک بنا دیتا ہے۔ سوکھے بوسیدہ ہونے پہ ان ڈیلوں سے خون آشام چمگادڑیں جنم اٹھاتی ہیں!

میں تصورات کی دنیا میں نہ جانے کہاں کہاں بھٹک رہا تھا۔۔۔ میں نے اس سے پیشتر بھی کئی طرح سے کالا رنگ' آنکھیں' کالی رات اور آوازیں' پانچوں بالخصوص یعنی جادو ہیں۔ یہ باتیں کرتی ہیں اس سے کھولیں گے جس کے پاس ناخن علم و ہنر ہوگا اور جسے کسی مرشد کامل سے فیضان حاصل ہوگا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر لوگ کالا رنگ شوق سے پہنتے ہیں مگر وہ اس کے شرف اور شر سے واقف نہیں ہوتے۔ اسی طرح آنکھیں بھی ہر کوئی رکھتا ہے مگر بینائی کسی ایک آدھ میں ہی ہوتی ہے۔ آنکھوں کی فسوں کاریاں فتنہ گریاں اور حشر سامانیاں سمجھنا اک الگ فن و سر ہے۔

جس طرح سانپوں سپولوں پہ پیچھے سپیرے سپادے ہوتے ہیں جو ان کے زہر و تریاق طریق و طور سے [illegible] باخبری رکھتے ہیں۔ اسی طرح سمندروں دریاؤں کے شناور اور ناخدا بھی ہوتے ہیں۔ جو ان کے [illegible] موسموں لہروں موجوں گہرائیوں پہنائیوں کے محرم ہوتے ہیں۔ اسی طرح شاید یہ تنگی سے مصور بھی [illegible] ہوتے ہیں۔ کوئی پورے پیکر کو اہمیت دیتا ہے تو کوئی پیراہن و پازیب اور کوئی گیسوئے تابدار و تمکنت جمال کو [illegible] دیتا ہے۔ عارض گلگلوں اور چاہ زنخداں کو اور کہیں لب کی نزاکت اور کوئی آنکھوں پلکوں اور ابروؤں [illegible] کرتا ہے۔ مصوروں کی بھی اقسام ہوتی ہیں فلسفی صوفی اجتہادی لادینی تجریدی عسکریت پسند [illegible] امن پسند ترقی پسند انتہا پسند تشدد پسند وغیرہ — کچھ حسن و جمال کو ہی پینٹ کرتے ہیں۔ چند [illegible] بھی جو محض کراہت و کدورت اور کسر و کسل کو ہی موضوع رکھتے ہیں۔ ایرانی تورانی کرد عراقی مصور [illegible] عسکریت اور وطنیت کو اجاگر کرتے ہیں — فرانسیسی پرتگالی [illegible] قدرتی مناظر گل و ثمر فطرت [illegible] رعنائیوں کے علاوہ انسانی معروضی مشاغل پہ رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ امریکن [illegible] ممالک بلند تر مصور کاریں [illegible] ہوائی اور بحری جہاز شاہراہیں رقص گاہیں۔ [illegible] پرندے [illegible] جنگل [illegible]

[illegible]

یہی [illegible] میں اپنی حیرتوں کے [illegible] ششدر سا بیٹھ [illegible] وقت تو میرے [illegible] اضطراب میں آ چکی تھی کہ [illegible] جھانکنے ٹھنکارنے والے [illegible] یہ سارے [illegible] سے نکلے ہوتے ہیں اور [illegible] اسی [illegible] کی وجہ سے اسے اچھے کھانے بھجواتا ہے۔

[illegible] میں تھوڑا [illegible] کھانے لگنے کا سامان تپائی پہ [illegible] اسے [illegible] اور کب لایا مجھے [illegible] ہوئی تھی۔ میں تو ان [illegible] کی نظارگی میں [illegible] تھا۔ جبکہ یہ دونوں [illegible] والے [illegible] سے بے نیاز اپنی [illegible] میں لگے ہوئے تھے۔

پٹھان اور عربی اپنی روزمرہ کی گفتگو میں باہم یکسار دکھائی دیتے ہیں۔ فرق صرف پشتو اور عربی کی [illegible] ہوتا ہے۔ ان کی باہمی گفتگو محض زبان سے ہی نہیں ہوتی۔ ہاتھوں انگلیوں آنکھوں ہونٹوں اور [illegible] کی حرکات و سکنات سے بھی ہوتی ہے — جو دیکھنے سننے سے کہیں زیادہ محسوس کر کے لطف لیتے ہیں [illegible] ہے۔

شاید ان کی گفتگو میں کوئی وقفہ آ گیا تھا، مجھے یوں مبہوت سا دیکھ کر منصور بولا۔

"خیریت، بھائی! کدھر پہنچے ہوئے ہو؟ — میں تو اپنی باتوں میں اپنے اس مخلص دوست اور فدائی سے تعارف کرانا بھی بھول گیا۔"

اس سے پہلے کہ وہ تعارف کرواتا میں بیچ میں بول پڑا۔

"بھائی! میں آج دوپہر انہی کے ہاتھوں سے کھانا لے کر آیا تھا۔ جس احتیاط اور محبت سے کھانا مجھے تھمایا اور بھگایا اس سے مجھے ان کے اخلاص اور آشفتہ مزاجی کا کچھ کچھ اندازہ ہو چکا ہے۔"

وہ چتون چڑھائے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "میں کچھ سمجھا نہیں!؟"

"آپ نے مجھے ان کے ہاں کھانا لینے بھیجا — جب میں ان کے مطعم پہنچا تو یہ کھانا لپیٹے میرے منتظر تھے۔ علیک سلیک کے بعد بڑی محبت و مہر سے کھانے کا پیکٹ میری جانب بڑھا دیا۔ میری بدبختی نے بل کا پوچھ لیا — بس یہیں سے ان کا محبت بھرا لہجہ شقاوت کی کثافت میں منتقل ہو گیا اور میں سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگ آیا۔"

وہ [illegible] رستے میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "بھائی! یہ تمہیں بل والی بات سے [illegible] تم ان باتوں [illegible] ہوتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا۔ "تمہارے اور تمہارے خیال کے متعلق میں اسے سب کچھ بتا چکا ہوں۔ چونکہ یہ بھی تمہاری طرح چشتیہ [illegible] ہے اسی نسبت سے یہ ایک پُرخلوص تعلق ہے — مجھ پہ یہاں [illegible] آتا ہے۔ ایک عرصے سے میرے طعام و قیام کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہے۔"

اب شاید گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر پوچھنے لگا۔

"تم اس نشست گاہ میں بیٹھے ہوئے کیا محسوس کر رہے ہو؟"

میں اس سوال پہ ہڑبڑا سا گیا — سوچ میں پڑ گیا اسے کیا جواب دوں؟ کچھ توقف کے بعد میں آنکھیں [illegible] میں پڑے ہوئے کسی معصوم بیدار بچے کی ادھ کھلی آنکھوں کی مانند اپنی اپنے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں ایک تنگ ناؤ میں سوار ہوں اور جیسے یہ ناؤ کسی لامتناہی دریا میں ہچکولے لے رہی ہو — مچھلیاں جو یہاں گھوم رہی ہیں وہ بھی آنکھوں جیسی، آسمان پہ چاند ستارے بھی خواب آنکھوں کی طرح — جاگتے سے ہر سو دیکھوں آنکھیں ہی آنکھیں — لگتا ہے دنیا تو دنیا پوری کائنات ہی ایک بے کنار گہری آنکھ ہے اور پھر اس کائناتی آنکھ کی تخلیق بھی جیسے کسی ازلی ابدی آنکھ والے کی مرہونِ منت ہو۔"

میں یونہی بے پرواہی کی ہانک رہا تھا اور وہ میری لن ترانی پہ مسکرا رہے تھے۔ میں شاید کچھ زیادہ ہی [illegible] بے تکلف سا ہو کر پوچھ بیٹھا۔

"تمہیں دیکھ رہا ہوں آنکھڑیوں، آنکھوں اور غزلوں کے حوالے سے تمہارا خاصا کام یہاں پہ آویزاں ہے — ایک طرح سے یہ کمرا تمہاری نگاہ پروری کا نگار خانہ ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھ کیا ہے۔ اس کا ظاہر، باطن کیسی کیسی رعنائیوں سے بصیرت ہے — کیسے کیسے اسرار و ابہام ان میں پنہاں ہوتے ہیں۔ شاید آج ایک ایسا سوال پوچھنے کا مناسب موقع ہے جو ملاقات کے پہلے روز سے ہی میرے اندر [illegible] ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم نے انسانی اعضائی حسن و جمال کی فتنہ طرازیوں اور رعنائیوں سے قطع نظر صرف انسانی آنکھوں کو ہی مشق ہنر بنایا ہے جبکہ آنکھوں کی اہمیت چہرے سے متعلقہ اعضاء و جزویات کے حوالے سے نہیں ٹھہرتی۔ غور کریں تو سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھیں چہرے کا حصہ ہیں اور چہرہ جسم کا جزو ہے۔ جبکہ [illegible] تمام تر زور صرف اور صرف آنکھوں پہ ہی ہوتا ہے یعنی تم جسم کی قیامت کے قطع نظر محض جسم کی جزویات [illegible]

[illegible]

"کچھ آنکھیں ایسی بھی دکھائی دے جاتی ہیں جو مجھے سمندر کی امڈتی ہوئی موجوں کی مانند اپنے ساتھ بہا لے جاتی ہیں اور پھر ان گہرائیوں، گیرائیوں، گہرائیوں اور گویائیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ اے۔ بھلا [illegible] کہ لب ساحل کیسی اور کتنی سیپیاں اور گھونگے اچھلے پڑے ہیں۔ [illegible] ان کی مرجانی ادائیں [illegible] پوچھنے پہ لگ جاتا ہے۔"

"سبحان اللہ!" میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا تھا۔ میں اس کی وضاحت و فصاحت پہ قربان ہو کر

وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں اپنے تجربے اور گہرے مشاہدے کی بنا پہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہر جاندار خاص طور پہ انسان کی آنکھیں ایک ایسی چیز ہیں جو کسی مصور یا شاعر کی جمالیاتی حس کو انگیخت کرتی ہیں۔ باقی چہرہ اور نقش [illegible] ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہزاروں آنکھوں میں چند ایک ایسی ہیں جو طلسم ہوشربا کی [illegible] سر چڑھ کر بولتے ہیں۔ غزلوں کی سولی پہ چڑھا ہوا [illegible] کی آنکھوں سے پھسلا ہوا اور [illegible] سے کٹا ہوا پھر کہیں چین نہیں پکڑتا — اگر وہ دنیا کا بندہ ہے تو کسی غزلوں والے کے ہاں

جذبہ بے نام بن کر رہ جاتا ہے۔ اگر وہ تصوف کے رنگ میں رنگا ہوا ہے تو اُسے نین جھروکوں سے کسی "آدرشے" کی جھلک جلوہ دکھائی دیتی ہے۔ شاعروں نے کشتوں کے جہان تخیل کے گنبدِ مینائی اور قلزم آنکھیں ... کے صاحب نظر صانع، صنم تراش اور مخترع مصور کے لئے ایسے نیناں اک آفتِ جان سے کم نہیں ہوتے۔"

کچھ دیر پہلے سپاٹ پتھر سا دکھائی دینے والا چہرہ ان نینوں کی گفتگو کے دوران یوں تمتمانے لگا جیسے کہ بالا کا چہرہ اپنے پہلے پہلے پیار کی روداد سناتے تمتما اٹھتا ہے ... شاعرانہ پرواز مصور رقاص رنگ ... یعنی فنون لطیفہ سے جڑے ہوئے یا تو کے مشوک سے لوگ باہر سے باورے مگر بھیتر سے شکر [illegible] اور شتیل شانت ... انگ رنگ میں کہیں مگن ہو جائیں تو فصاحت و بلاغت کی ایسی پھلجھڑیاں اور شرارے چھوڑتے ہیں کہ سنا اور دیکھا کرے کوئی...؟

میں اسے تحسین بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا ... قہوے کا ایک گھونٹ چڑھاتے ہوئے وہ مزید کہنے لگا۔

"یہ دیواروں پہ آگے آتے اور چھپے ہوئے عذابوں کی مانند نیناں دکھ رہے ہو [illegible] بکھرے ہیں ... یہ [illegible] انگشت [illegible] مجھے یہاں [illegible] کا اہتمام کرتا ہوں۔ کام کے علاوہ ... میری نشست میرا بستر اور یہی جگہ میرے لئے قبر [illegible] دوزخ ہے۔"

میں دیکھ رہا تھا کہ وہ جذبات سے عاری گفتگو کر رہا ہے ... [illegible] کی جانب محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ مزید گویا ہوا۔

"یہ میرا ایک شخص قدر دان ہے۔ مصوری تو نہیں لیکن مصوری کی باریکیاں [illegible] خوب سمجھتا ہے وہ عہد جدید و قدیم کی استادانہ مصوری پہ بھی گہری نظر رکھتا ہے ... شاید تم یہ جان کر خوشی محسوس کرو کہ یہ بھی تمہاری طرح کسی [illegible] کا [illegible] ہے۔ اپنے [illegible] میں آنے والے گاہکوں کی جیبوں میں ریالوں کی بجائے ان کی آنکھوں میں [illegible] نینوں کی کھوج میں [illegible] جاتا ہے۔ کسی [illegible] کی آنکھیں خوبصورت ہوں گی [illegible] انہیں [illegible] ... کوئی پھول پتا پھل [illegible] نظر آ جاتے یہ انہیں حاصل کرے [illegible] آنکھوں اور نینوں کے متعلق بھی اس کا فلسفہ عجیب سا ہے کہ اکثر چہروں پہ صرف آنکھیں ہوتی ہیں جبکہ [illegible] دکھائی ہی نہیں دیتے ... کہتا ہے کہ کارزارِ حیات کا کوئی سفر اتفاق [illegible] اور شعور کی [illegible] جتنا آنکھوں [illegible] سمندروں اور نینوں کے لق و دق صحراؤں کا ہے ... جہاں ذرہ ذرہ شہاب اور ہر قطرہ ایک قلزم ہوتا ہے۔"

گفتگو شگفتہ اور عام فہم ہو تو ماحول میں چنبیلی کی سی مہک کھلی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ کمرے گلابی اور [illegible] رنگ بکھر بکھر جاتے ہیں اور اگر گفتگو ادق اور غیر دلچسپ سی ہو تو کچے دھتورے کی دھونی پھیلی ہوئی [illegible] گھٹن کا تحسس اترا ہوا لگتا ہے۔ ہمارے موضوع سخن اگر فنون لطیفہ ہو یا حسن جاناں کی باتیں"... [illegible] یا قامت دلدار کی قیامت کا تذکرہ چھڑا ہوا ہو تو چاروں اطراف تارے تمتماتے ہوئے ہوتے [illegible] سے مہوسے موتیے کی ملی جلی مہکاریں اور دھنک رنگوں کی دیوالی سی ہوئی ہوتی ہے۔

مسعود کی ایسی دلپذیر اور سحر آفرین گفتگو سے یہاں بھی کچھ ایسا ہی سماں بندھا ہوا تھا۔ ماحول [illegible] جیسے وقت نے سکی لے لی ہو۔ کمرے کی دیواروں دروازوں کے پٹ پردوں فرشی گدیلوں [illegible] خورد و نوش کے سامان و ظروف پہ کھلے اور کھلے پھیلاتے ہوئے نیناں ہی نیناں ــــ سنیں کہیں تجھ [illegible] دیپک راگ سے واقعی ہی دیپ جل اٹھتے ہیں... آگ لگ جاتی ہے شعلے بھڑک سکتے ہیں اور [illegible] چھیڑنے سے برکھا ہو جاتی ہے۔

[illegible] اور لے اور اس کے اثرات و ثمرات محض موسیقی کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ ان سے [illegible] فن بھی کما حقہ مستفیض ہوتی ہیں۔ موسیقی [illegible] جذبات [illegible] آفرینی اور [illegible] کو بولتے ہیں ــــ فنون لطیفہ سے متعلق ہر صنف باہم ایک دوجے [illegible] مربوط ہوتی [illegible] کی جہت سے [illegible] اور وہ ستار کی ہوتا ہے جیسے رقاص کی امنگ سے تراشیدہ!

[illegible] مستانی میں ہم نے [illegible] کی ایک تصویر [illegible]۔ رخصت ہوتے وقت اس [illegible] میزبان نے کمال محبت و ملائمت مجھے ایک عدد پینٹنگ تھماتے ہوئے کہا۔

"[illegible] کی کوئی خیال تو کھینچ کر دے سکتا ہوں مگر اس کمرے میں آویزاں کوئی پینٹنگ اتار کر نہیں [illegible] خود حیران ہوں کہ میرے جی میں کیا آیا؟ یہ پینٹنگ میرے اس دوست کا ایک شاہکار [illegible] تمہارے پاس جو سکیچ ہے یہ اسی پینٹنگ کا ایک نامکمل حصہ ہے۔"

مجھے پینٹنگ کا پیکٹ پکڑاتے ہوئے تاکید کرنے لگا۔

"یہ پیکٹ تم اپنے گھر جا کے ہی کھولنا ــــ اب تم تو یہاں سے فی امان اللہ ہو جاؤ گے میری نیت [illegible] ــــ جلدی کرو تمہاری فلائٹ کا وقت بھی ہوا چاہتا ہے۔"

ائیرپورٹ پہنچنے سے پہلے ہم ٹریفک میں خوب پھنسے ــــ یہاں تک کہ فلائٹ چھوٹنے کا خدشہ پیدا [illegible] ہوئے کس لیے سے گاڑیوں اور مخلوق امڈ آئی تھی ــــ [illegible] سے کچھوے کی چال رینگتے رینگتے جب

ہم ائیرپورٹ کی حدود میں داخل ہوئے تو ہمارے اندازے کے حساب سے کاؤنٹر بند ہوئے آدھ گھنٹے سے زیادہ گزر چکا تھا۔ مایوسی اور بے دلی کے عالم میں بادل نخواستہ ہم برٹش ائیرویز کے کاؤنٹر پہ پہنچے تو ایک ناقابل یقین اطلاع ہماری منتظر تھی۔ کسی ٹیکنیکل وجوہ کی بنا پر فلائٹ تا اطلاع ثانی لیٹ تھی۔ بلکہ خاصی ہی لیٹ ہو رہی تھی کیونکہ مسافروں کو ائیرپورٹ کے ریسٹورنٹ کی جانب رات کے کھانے کے لئے ہنکایا جا رہا تھا۔ یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب روانگی کم از کم چار گھنٹے کے لئے غیر یقینی ہو جائے اور اس دوران کھانے کا وقت بھی آ جائے۔ ہم دونوں دیوانوں کے لئے یہ صورت حال بڑی تعجب خیز خوشگواریت کا سبب تھی۔ خاص طور پہ میری خوشی دوچند تھی۔ ریسٹورنٹ کے ایک انتہائی کونے میں ایک مختصر سی میز کے گرد ہم نشستوں پہ بیٹھ گئے ۔۔۔ خلاف حال وہ مجھے شاداں و فرحاں پا کر پوچھنے لگا۔

"تمہیں تو اس صورت حال سے قدرے پریشان دکھائی دینا چاہئے مگر تم تو ایسے ہشاش بشاش ہو جیسے برٹش ائیرویز نے تمہیں دنیا کی مفت سیر کا اعزازی ٹکٹ پیش کرنے کی غرض سے یہاں مدعو کیا ہے۔"

میں نے ایک چمکدار سا قہقہہ پیش کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں واقعی اس ناگہانی تبدیلی پہ بہت خوش ہوں ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

نہیں کرتا ۔۔۔۔ اس کی محنت، کوشش، اہلیت اور نیت میں کہیں جھول نہیں ہوتا۔ اس کے باوصف [illegible] کہ گوہر مراد اس کے ہاتھ نہیں لگتا ۔۔۔ وہ سوچتا اور کرتا کچھ ہے مگر ہوتا اس کی توقع کے برعکس ہے۔ ابھی کا قصہ ہی لے لو ۔۔۔ وقت پہ یہاں پہنچنے کی خاطر ہم نے کیا کیا [illegible] حربے استعمال نہیں کئے۔ ہماری کوشش اور نیت میں کوئی کمی تھی؟ اس کے باوجود ہم یہاں وقت پہ نہیں پہنچ پائے۔ ائیرپورٹ سے صورت حال کچھ اور دکھائی دے رہی تھی۔ یہاں پہنچ پائے تو کچھ اور ہو گئی ۔۔۔ اب دیکھئے کیا کچھ ہوتا ہے؟"

اس نے کچھ کہنے کے لئے پر تولے ہی تھے کہ میں نے معذرت پیش کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

"دوست! میں [illegible] ہوں۔ شاید اس لئے کہ یہ مقامات یا اعتقادات استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ازل اور ابد کے درمیان زندگی اور موت کے مابین زمانیاں ۔۔۔ مرگ اور حشر کے بیچوں بیچ برزخ، گھر سے گھاٹ کے درمیان دھوبی جیسے رام کا کتا وغیرہ ۔۔۔ لیکن میری اس خوشی کی ایک بڑی وجہ تو تمہیں معلوم ہی نہیں، چلو میں خود [illegible]

[illegible] مجھے کچھ مزید وقت تمہاری صحبت میں بیٹھنے کے لئے مل گیا ہے۔"

وہ جھٹ بولا۔ "اتنے دن تم میرے پاس بیٹھے رہے ہو' کیا اس سے تمہارا جی نہیں بھرا؟"

"نہیں اس لئے کہ تم اتنے دن بھی ایک لمحہ بھی میرے لئے تنہا نہیں رہے۔ تمہارے ہاتھ' انگلیاں' [illegible] دماغ ہروقت مصروف کار رہتے ہیں..... تم چاہو بھی تو کسی کو ایسے لمحے نہیں دے سکتے جب تم اپنی [illegible] ہوتے ہو..... اس جگہ اب نہ تو کوئی سکیچ بنا سکتے ہو' نہ یہاں کوئی تمہارا ماڈل ہے۔ نہ ڈرائنگ بورڈ اور نہ [illegible] کاغذ وغیرہ.....!"

وہ مجھے یوں تشویش بھری نظروں سے گھور رہا تھا جیسے میں اسے اغوا کر کے یہاں لایا ہوں۔ [illegible] وہ تحمیر سے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"اب تم مجھے یہاں تنہا پا کر کیا سلوک کرنا چاہتے ہو؟"

میں نے قلیل کر مسلے تھنوں سے ناک ہٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہاری ذات کے نہاں خانے میں جھانکنا چاہتا ہوں..... جدھر تم نے کچھ چیزوں کو مال چھپا [illegible]

[illegible]

[illegible] نظریں ہٹاتے ہوئے بادل کو اسے تکنے لگا۔

مجھے پہلی ملاقات سے ہی یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ تم عام لوگوں سے ایک الگ انسان ہو..... تمہاری [illegible] سے کھوجتی آنکھوں اور مرجھائے ہوئے [illegible] یقین ہے کہ تم کبھی نہ کبھی میرے لئے دل [illegible] حال ضرور پیدا کرو گے کہ جس کا سامنا کرنے پر میں خود کو مجبور پاؤں گا۔ اب دیکھو اس وقت وہی [illegible] لمحہ کوئی مناسب ہے ملک کہ یہ مخیم تم سے اپنی جان نہیں چھڑا سکتا۔"

میں نے مسکراتے ہوئے اس کے ملک ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تم اس ملک کو صرف دوستانہ سمجھتے ہوئے مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری ساری مصوری جو صرف [illegible] الفاظوں کے جادو جگانے تک محدود ہے اس کی وجہ ان شوقی ہے یا محبت..... بالکل [illegible] رومانی حادثہ.....؟"

وہ بہت دیر خاموش رہا تھا۔ میں نے حیرت سے اپنی نظریں اس پر جمائے رکھیں اور اپنی بات جاری رکھی۔

"میں اکثر تمہیں اس طرح کے شاعری کی حالت میں پاتا ہوں جس کے وجدانی لاشعور میں [illegible] خیال یا شعر یا مصرعہ چمکاری سا ہوتا ہے مگر وہ کوشش بسیار کے باوصف اسے اپنے احاطہ اظہار و ابلاغ

میں نہیں لا پاتا۔ عجب جنون کی سی کیفیت سفحے پہ سفحے کالے ــــ خلاؤں میں گھورتا ہے تو کبھی خود سے [illegible]
سوچتا ہے لکھتا ہے۔ مگر بات اب بھی نہیں بنتی تو قرطاس مٹھی میں مروڑ کو لے بنا بنا کر پھینکتا رہتا ہے۔ [illegible]
کہیں وہ بند مٹھی سے سرکتے جگنو جیسا خیال ہاتھ سے نکلی ہوئی تتلی جیسی ندرت تخلیق کی کن بن پالیتا [illegible]
تشنہ لبی ہی مقدر رہتی ہے اور پھر شاید یہی تشنہ لبی یا امر کھوج اسے خوب سے خوب تر کے فن ارتقا [illegible]
بڑھنے کا ولولہ عطا کرتی ہے۔''

میں اس کی کٹورا آنکھوں سے اپنی نظریں ہٹا کر چند ثانیوں کے لئے رُکا تو وہ فوراً بول پڑا۔

''کہتے جاؤ میں تمہاری دلچسپ گفتگو سے خوب لطف اندوز ہو رہا ہوں۔''

''بس میں جو جاننا چاہتا ہوں وہ تم جان چکے ہو۔ اگر چاہو تو مجھ سے شیئر کرلو.... وقت بھی ہے [illegible]
بھی اور میری دلی خواہش بھی۔''

وہ [illegible] سے تولتا ہوا مخاطب ہوا۔

''[illegible] سے پہلے واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تم خواہ مخواہ مجھے بانس پہ چڑھا رہے ہو۔ [illegible]
گفتگو سے [illegible] احساس ہوا جیسے تم میرے [illegible] کی اور [illegible] باتیں کر رہے ہو [illegible]
کو جو اہمیت [illegible]
تم چاپلوسی یا [illegible] بیانی سے کام لے رہے ہو۔ بہر حال.....!''

اسی دوران [illegible] دیا گیا اور ان طعام ہونے لگا۔

''میں بنگلور میں ایک [illegible] مسلم [illegible] تھا۔ ــــ میرا باپ پیشے کے [illegible]
سنگ تراش تھا۔ اس کا پسندیدہ موضوع ہندو دیوی دیوتا تھا۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اسے [illegible]
کا پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسی وجہ سے اسے اپنے خاندان کے علاوہ دیگر مسلم حلقوں میں [illegible]
غیر پسندیدہ فرد سمجھا جاتا تھا۔ آخر کار اسے ایک فتوے کے تحت فاسق و فاجر قرار دے کر خاندان [illegible]
سے باہر نکال دیا گیا۔ بس یہیں سے ہماری بدنصیبی کا دور شروع ہوا۔ ہم چھوٹے چھوٹے پانچ [illegible]
میں سب سے بڑا ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا ــــ گھر میں بھوک اتنی آ سوئی تھی کہ ہم [illegible]
رہ پاتے۔ ہمارے باپ کو گھر بار چھوڑ کر تنہا چھوڑنے کا ذرا بھی احساس نہ ہوا ــــ [illegible]
میری ماں کا چہرہ جس پہ سب سے زیادہ غم تھے اور اپنے کام کے اوزار اٹھائے وہ ایسی [illegible]
جیسے کوئی برسوں کا اسیر اچانک رہائی پانے پہ بندی خانے سے جان چھڑاتا ہے.... مجھے وہ [illegible]
تک یاد ہے کہ جب ہم سب چھوٹے بہن بھائی خاموشی سے آنسو بہاتی اندھی ماں کے ساتھ لگے [illegible]

[illegible] میں وہ بھی ہمیں بے آسرا چھوڑ کر اس کے پیچھے نہ چل دے — شام غم کے گھاٹ پہ سورج بس آخری [illegible] والا تھا' سامنے آسمان ہماری بے بسی کا یہ دلخراش منظر دیکھ کر لہولہو ہو رہا تھا۔ گھر کی روشنی سے نکل [illegible] گہرے ہوتے ہوئے سایوں میں مدغم ہونے والے اس باپ نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

[illegible] اپنی جگہ یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ میرا باپ ایک منفرد فنکار تھا — دیوی' دیوتاؤں اور سورگ کی [illegible] کے پیکر تراشنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا — بڑے بڑے سیٹھوں' دھارمک اداروں' مندروں' [illegible] گھروں اور بدیسی آرٹ ڈیلروں کے لئے اس نے بے مثال شاہکار تخلیق کیے۔ داد و دام بھی ملے [illegible] شہرت بھی سمیٹی۔ مگر شراب اور جوئے کی لت نے اسے ہمیشہ کنگال اور خستہ حال ہی رکھا۔ وہ اکثر [illegible] کے عالم میں میری سدا کی روگی اندھی ماں کو پٹائی بھی کر دیا کرتا تھا — ہم بچے لوگ ڈر سے سہمے [illegible] صدروں میں دبک جایا کرتے — ہمارے معصوم چہرے کسی قسم کے اچھے بُرے تاثر سے عاری رہتے [illegible] ہم کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر کرنے کے قابل تھے یا شاید اس روزمرہ [illegible] کے عادی ہو چکے تھے۔

[illegible] ماں بھی بیار چوٹ کی کھا کر بے جھوٹ ہوتی۔ اس کے منہ سے [illegible] تو دور کی [illegible] [illegible] خاوند کے [illegible] ہمارا باپ بھی [illegible] جاتا اور اس کی جرأت ہو جاتی اب ہم ایک اور دردناک منظر دیکھتے ہیں [illegible] [illegible] کی خیریت دریافت کرتے ہیں۔ منظر یہ تمام واقعات [illegible] میرا اچھا بچا جیادار [illegible] ہت پہ پچھتا رہا ہے [illegible] ہاتھ مانگ رہا ہے۔ ماں میری اُس [illegible] پہ ہی ہو جاتی ہے — کے جارتی ہے [illegible] ہوا — بالکل ٹھیک تھا۔ [illegible] آپ کا پیار تھا' میاں بیوی میں یہ تو ہوتا رہتا ہے — میرے باپ کو اپنی غلطی منانے کے [illegible] تو وہ بے تحاشا [illegible] تھا پیٹنے لگتا یا پھر زور زور سے فرش پہ اپنے ہاتھ توڑنا شروع کر دیتا۔ [illegible] دیکھ کر ہم بہن بھائی بھی رونا شروع کر دیتے۔"

[illegible] ایک لمحہ کچھ کی زد میں آتے ہوئے وہ چند ساعتوں کے لئے خاموش ہو گیا پھر اسی طرح [illegible] یہ بولا۔

"وہ گھر بھی ایک زندگی کی طرح تھا — [illegible] دوپہر یا شام ایسا ناٹک ضرور کھیلا جاتا [illegible] کے ساتوں افراد اداکاروں کی طرح تھے — وہی رٹے رٹائے کردار' وہی جملے' ایکشن — [illegible] آغاز اور وہی جھا جمایا ہوا انجام — کھیل تماشا' تمثیل کیسے بھی اچھے کامیاب اور قابل دید ہوں

آخر کار اپنے انجام کو پہنچتے ہیں..... ہماری باپ کے جانے پہ یہ نوشتی بھی بند ہو گئی — اور اداکار —"

"اچھا اچھا تم پہلے اپنا کھانا ختم کرو — یہ اپنا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" میں اسے ہلکی سی ریلیف سے سوچ رہا تھا۔

چند منٹ ہم دونوں مزید خاموشی سے کھانے میں مگن رہے۔ یکبارگی میں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے

"دوست! تم نے دوران گفتگو خود بتایا ہے کہ تمہارا تعلق بنگلور سے ہے جبکہ میں تمہیں کسی اور کے خطے کا رہنے والا سمجھ رہا تھا — تمہاری وضع قطع، لب و لہجہ اور عادات و اطوار کسی طور بھی ہندوستانی ہونے کا اشارہ نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ تمہاری شکل بھی یمنیوں، شامیوں، مصریوں سے مشابہ ہے۔"

وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے بتانے لگا۔

"ہاں! تم نے درست کہا..... میرے ساتھ [illegible] سب کہتے ہیں [illegible] اسی خطے کا باشندہ لگتا ہوں۔ [illegible] مشابہت میرے لئے کچھ [illegible] آسودہ نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا آزار جاں ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے [illegible] اور مقامی لوگ [illegible] ایسا خوشگوار بھی نہیں سمجھتے بلکہ ان سے معیوب گردانتے ہیں۔ اہل فارس کہتے ہیں [illegible] شیراز نہیں [illegible] یعنی اہل عرب کی [illegible] تھا۔ باپ [illegible] ہوا تھا — [illegible] کے ساتھ کسی نہ کسی طور گھر چلانے میں ماں کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ آخر ایک [illegible] ایک رات ایسی سوئی کہ صبح اس کی میت اسی حالت میں بستر پہ پڑی تھی [illegible] آنکھوں سے [illegible] لیٹے چاندی کی ایک کٹوری [illegible] تھے اور پاس ایک کاغذ پہ [illegible] سی شکستہ تحریر بھی پڑی تھی — "یہ [illegible] آنکھیں میرے بچوں کے باپ کے لئے میری جانب سے آخری تحفہ ہیں — [illegible] ہے کہ یہ آنکھیں جس کی حالت میں ہیں [illegible] میرے محبوب شوہر تک پہنچا دی جائیں۔" [illegible] نے ایک حکیم کے مشورے کے مطابق ان [illegible] آنکھیں شہد میں ڈال کر شیشے کے ایک [illegible] محفوظ کر دیں — ماں کی وفات کے بعد میں نے سکول چھوڑ دیا۔ ماموں کی [illegible] تھا۔ [illegible] کفالت قبول کر لیتا۔ [illegible] وہ [illegible] معقول کام تھا جس سے نہ کسی طور روکھی سوکھی روٹی چلنے لگی۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے میرے قد کی طرح وقت بھی آگے نکل آیا — میں فارغ اوقات میں باپ کے کام والے کمرے میں گھس جاتا۔ جہاں اب بھی اس کے کچھ اوزار تراشے ان تراشے [illegible] مکمل اور ادھورا کام پڑا ہوا تھا — یہاں مجھے ایک گونہ سکون سا محسوس ہوتا تھا — ادھر ادھر [illegible]

[illegible] رہتا۔ ایک دن پتھروں کے کاٹھ کباڑ میں ایک ایسا نامکمل پتھر کا چہرہ ملا جو ہو بہو میری ماں کے [illegible] سے مشابہ تھا۔۔۔ اس چہرے پہ آنکھوں کے علاوہ باقی نقش مدھم تھے لیکن آنکھیں ایسی جاندار اور بولتی [illegible] محسوس پڑتا تھا ابھی مسکرا اٹھیں گی یا پھر چھلک پڑیں گی۔ میں ان آنکھوں کو دیکھتا ہی رہ گیا کیونکہ یہ ہو بہو [illegible] ماں کی آنکھیں تھیں۔۔۔ تم شاید جانتے ہو گے کہ پتھر یا حتیٰ کہ مٹی اور لکڑی پہ آنکھیں ابھارنا بڑا مشکل کام [illegible] خصوصی طور پہ ان میں کسی کیفیت یا تاثر کو پیدا کرنا ایسا آسان نہیں ہوتا۔ ایسی آنکھیں تراشنے یا بنانے [illegible] آنکھوں میں کہیں دو چار ہی ہوتے ہیں اور میرا باپ بھی ان دو چار میں سے ایک تھا۔۔۔ تبھی مجھے سمجھائی [illegible] میری ماں نے مرنے سے پیشتر اپنی آنکھیں نکال کر جو میرے باپ کو بھینٹ کی تھیں اس کے پس منظر [illegible] کیا تھا؟ میں نے بچپن میں اپنے ماں باپ کو ہمیشہ لڑتے جھگڑتے اور بعد صلح صفائی کرتے دیکھا لیکن اب [illegible] دھیرے دھیرے سمجھ میں آ رہا تھا کہ میری ماں سے میرے باپ کا بیوی کے علاوہ بھی کوئی رشتہ تھا۔ میری [illegible] ماں میرے باپ کی بیوی سے زیادہ ایک محبوبہ تھی۔ وہ اس کی دلنشین آنکھوں پہ دل و جان سے فدا [illegible] نے ہی اسے ایک نابغۂ روزگار صنم تراش بنایا تھا۔ جیتا یا دیگر دیویوں کے چہروں پہ وہ اسی کی [illegible] بنایا کرتا تھا۔ ان خوبصورت سے بھری آنکھوں کی [illegible] بنا جاتے تھے۔"

[illegible]"

"بالآخر میری ماں نیم اندھی تھی۔۔۔ دن کی روشنی میں بڑا سے بڑا دیا بھی دیکھ سکتی تھی جبکہ شام کے [illegible] ہی دو کو نظر کا دھوکہ ہو جاتی۔۔۔ پہ اس کی شفاف ہیرے کی مانند چمکتی آنکھیں دیکھ کر کوئی [illegible] تھا کہ وہ [illegible] کی سب کے سب ایسی ہی آنکھوں والے اور اسی طرح اندھے ہیں۔"

میں نے اس کے قریب سرکتے ہوئے جھجکتے جھجکتے پوچھا۔

"کیا تم مجھے ان خوبصورت آنکھوں والے اندھوں کے بارے میں کچھ مزید بتانا پسند کرو گے؟"

وہ ایک لمبا سا وقفہ لیتے ہوئے قدرے متردد سا بولا۔

"یہ ساری کہانی سنانے کے لئے مجھے کچھ تفصیل میں جانا پڑے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ سب [illegible] سننے کا متقاضی ہے۔ ہاں البتہ دلچسپ ضرور ہے۔"

"یہ سنگ تراشی، چترکاری، قالین، دستکاری ہمیں اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملی ہے۔۔۔ ہمارے پردادا [illegible] مہاراجوں کے لئے پتھروں، ہاتھی دانت اور سونے چاندی کی مورتیاں بناتے تھے اور شاہی [illegible] مورت گڑھنے کہلاتے تھے۔ ان کے بنائے ہوئے چیدہ چیدہ شاہکار آج بھی مختلف ریاستوں کے

راج بھونوں یا آپ کے گھروں پر اپنے مندروں اور بیرون ملک آرٹ گیلریوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ [illegible] دادا نے میرے باپ کو بہت کم عمری میں اس کام پہ لگا دیا تھا۔۔۔ مگر اس کام میں اس کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جب ایک خاصا عرصہ پتھر رگڑتے رگڑتے مورتیوں کی پالش کرتے گزر گیا اور اصل کام و ہنر نہ آیا تو دادا نے میرے باپ کو ناسمجھ سمجھتے ہوئے اپنے بھائی کشن داس کے ہاں بھوپال بھیج دیا۔ کشن داس کا شمار وہاں کے مہان استاد چترکاروں میں ہوتا تھا۔ میں بتاؤں کہ ایسے چترکار، مورتیاں تراشنے والے صرف دیویوں دیوتاؤں اور شری کرشن جی، ماتا سیتا یا اوتار اوتاروں کے لیے مخصوص ہوتے ہیں، جنہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح کشن داس بھی ایک مہان چترکار تھے۔ فن کے [illegible] میں مشہور تھا کہ وہ ہر کسی کو اپنا شاگرد نہیں بناتے تھے اور اگر کسی کو بنا بھی لیتے تو ڈھنگ سے کام سکھاتے تھے۔ مزاج کے تلخ، زبان کے سخت [illegible]۔۔۔ میرے باپ کو بھی انہوں نے بڑی مشکل شرطوں سے قبول کیا تھا۔

میں نے بڑی آہستگی سے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"[illegible] تم نے کہا کہ تمہارے دادا کے بھائی کشن داس تھا [illegible]"

"دادا، پردادا [illegible]"

"[illegible] ہمارے علاوہ ہمارے تمام رشتہ دار ہندو ہی ہیں۔ بلکہ خود ہمارا [illegible] بھگوان داس کی ایک مسلمان درویش سے کہیں ملاقات ہو گئی۔۔۔ خدا جانے [illegible] مسلمان ہو کر اس کا مرید بن گیا [illegible] اللہ بخش میرے دادا کے اور میرے والد کے دوست بھی۔۔۔ ان دونوں کا ایک ہی وقت [illegible] ایک ہی طریقے کا کام [illegible] کمایا۔۔۔ چاہیے تو یہی تھا مسلمان ہونے کے بعد وہ مورتیاں اور دیویاں دیوتا بنانا ترک کر دیتے [illegible] حقیقت یہی ہے کہ اگر بت تراشی، صنم گری اور چترکاری میں اسلام کی حدود [illegible] تو باقی محض آنچل کے نقش و نگار اور بچوں کے کارٹون رہ جاتے ہیں۔ جیسے گیت کو [illegible] الگ رنگ [illegible] سے کہتے ہیں۔ میرے دادا نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوشش کی [illegible] کسی ایسے معاش میں [illegible] جس میں کوئی مذہبی قدغن نہ ہو مگر کوشش بسیار کے باوجود [illegible] فن و ہنر کی آفاقیت [illegible] ہمارے خون میں جذب ہو چکی تھی۔۔۔ [illegible] گھر داری کا سارا بوجھ والد صاحب کے کندھوں پہ آ پڑا اور ان کا یہ عالم کہ ان کے تمام کام سے [illegible] اور نہ مسلمان راضی۔۔۔ ہندو ان کے ہاتھ کی بنی مورتیاں تصویروں کو کھلے دل سے قبول نہ کرتے [illegible]

[illegible]ں نے بنائی ہیں جو اپنا نام تخم دھرم سب کچھ تیاگ کر چکا ہو چکا ہے۔ ادھر مسلمان یوں خفا کہ اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی کافروں کے لئے بُت تراشتا ہے۔ ان کے دیوتاؤں دیویوں کی تصویریں بناتا ہے۔ یہ منافق و ملحد ہے۔ اس کی روزی حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی کیفیات اور مسلسل ذہنی قلبی اذیت نے اسے بے طرح چڑ چڑا اور زندگی سے بے زار سا کر دیا۔ اس خاندانی کام کے علاوہ وہ اسے اور کچھ آتا بھی نہیں تھا..... پیٹ کا دوزخ بھرنے کی خاطر با دل نخواستہ یہی دھندہ جاری رکھا۔ مگر جو کام قاشی ذہنی و ذاتی تسکین اور کھلے ہاتھوں سے انجام پذیر نہ ہوا اس میں بھلا خاک مزہ اور برکت ہوگی جبکہ میرا باپ پہلے ہی سے ذہنوں کا کچا اور وقتی اعتبار سے ہیچ تھا اب اس صورت حال سے بالکل ہی بکھر کر رہ گیا ..... بکھری ہوئی کوئی بھی شے ہو وہ بے رزقی، بے وزنی اور بے توقیری سی ہو جاتی ہے۔ عمر ناپختہ، سمجھ عقل خام، تحمل صبور ناپید اور اوپر سے معاشی پریشانی ..... ایسی صورتوں میں یہی ہوتا ہے ..... [illegible] آستانوں اور وظیفوں یا منشیات سے محبت ا..... ورنہ خودکشی یا دیوانگی تو ہوتی ہی ہے۔

- بھوپال میں جن جنجال .....!

بھوپال میں حضرت شاہ بابا نابینا کا مرقد کوئی ایسا معروف مزار نہیں تھا جہاں ہر وقت زائرین لگے رہتے ہوں یا قوالی سماع کی محفلیں برپا ہوتی ہوں ..... یہ جنگل کے کنارے ایک پکی سی قبر تھی جس پر [illegible] چیتھڑیاں رونق سے زیادہ [illegible] تھی اور کوئی دیوار اور بچی [illegible] کا چھپر کھٹ ..... آس پاس "نذر نیاز" پھول پتی کی دوکان یا کوئی حجرہ امکان بھی نہ تھا ..... مجاور متولی اور نہ کوئی مہر مسلسل ..... عجیب سی بے سروسامانی اور اک گونہ ویرانی یہاں کھڑی رہتی ..... اکا دکا آنے جانے والوں میں اکثر [illegible] اور بے ما لے ہوتے تھے۔ نہ پوچھو کہ یہاں کیا لینے آیا کرتے تھے؟ دیکھا گیا ہے کہ ایسے غیر معروف مرقدوں مزاروں کے آس پاس لوٹے ٹوٹے نشے والے مل ہی جاتے ہیں ..... اپنے حالات اور شکست کا ستایا ہوا میرا باپ کہیں اس راہ پر آ لگا تھا ..... اپنے اندر کے شور کی طرح یہاں کا [illegible] بھی اسے بہت بھایا۔ چونکہ یہاں کے آنے جانے والے زیادہ تر اندر سے ٹوٹے تھے اس [illegible] بار خوف خطر آنے جانے لگا ..... یہیں چھوٹی منشیات کا عادی ہو چکا تھا یہاں آنے جانے سے وہ [illegible] پلٹ گیا جس کی پاس جنگل میں کمی نہ تھی ..... تم جانتے ہو گے کہ بھنگ کا نشہ نشوں میں سب سے [illegible] کمینہ نشہ ہے۔ صاحب مزار کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مادر زاد نابینا اور مجذوب تھے ..... بھنگ کے

چیتوں کی تُندی اور مشروب خوراک۔۔۔ بڑے لوگ کہتے تھے کہ کور نظری کے باوجود وہ سب کچھ دیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔۔۔ ان کے گھرانے والے چند نے تھیاں والے حافظ کہلاتے اور اس مزار سے دور پرے جنگل کے کنارے ایک چھدری سی بستی میں رہتے تھے۔ مفلوک الحال بے ضرر شریف سے لوگ جن کا رزق پانی قرآن پاک کی تلاوت سے بندھا ہوا تھا۔۔۔ اس گھرانے میں جنم لینے والا ہر بچہ مادر زاد نابینا ہوتا۔ اللہ جانے یہ کسی بزرگ کی بددعا تھی اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش یا کوئی انعام و اعزاز۔۔۔ اندھا ہونا یقیناً ایک کمی ضرور ہے مگر یہ کمی ان سب کے لئے رحمت کا باعث تھی کہ ہر فرد قرآن پاک کی نعمت سے بہرہ ور تھا۔ ان مرد اور عورتوں کا قرأتیں سوز لحن میں اور قرآن پڑھنا پڑھانا تھا۔ ایک اور نمایاں خصوصیت اس خاندان کے ہر بچے بوڑھے مرد و زن کی پہچان تھی وہ ان کے پُرنور روشن چہرے پہ کنول نین تھے۔۔۔ ایسے بولتے زندہ جادو کہ دیکھنے والا ان میں کہیں گم ہو کر رہ جاتا۔۔۔ ان بھرے بھرے نینوں کو دیکھنے والا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ بے نور ہیں۔ مقابل کے چہرے پہ آنکھیں جما کر بات کرتے تھے۔۔۔۔ اندھوں کی جھنجھلاہٹ اور احساس محرومی ان میں نام کو نہ تھی اور نہ ہی روزمرہ کے معمولات میں کوئی غیر معمولی بات تھی۔۔۔ انہیں گزارنے حیات میں پوری دلچسپیاں اور توانائیاں [illegible] اور بیانیہ وا [illegible]

کہتے ہیں اندھوں کے ہاں محض ایک ظاہری بینائی کی کمی ہوتی ہے مگر ان کی حسیات اور باطنی بصارت غیر معمولی طور پہ تیز ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آنکھ والے راستہ بھول جاتے ہیں مگر یہ نہیں بھولتے۔ دس برس بعد بھی وہ آواز سن کر پہچان لیتے ہیں جس سے وہ صرف ایک بار ہی ہم کلام ہوئے تھے ہیں۔ وہ اپنے اردگرد والے کی سانس تک پہ اس کی باطنی خوبیوں خامیوں سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ وکیل، ڈاکٹر، ماہر تعلیم، پروفیسر۔۔۔ میں نے ایک اندھا حجام بھی دیکھا۔۔۔ اندھے موٹر سائیکل چلاتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرتے ہیں۔ دنیا کے سفر کو نکلتے ہیں۔ شاعر، ادیب، موسیقی کے ماہر، سازندے، فلموں کے پروڈیوسر، ڈائریکٹر بھی۔ سرکسوں میں نشانہ باز آنکھیں بند کر چلانے والے۔ حتیٰ کہ کئی ایک طبیب حاذق بھی بینائی سے محروم گزرے ہیں۔۔۔ معلوم ہوا کہ جو انسان ظاہری بینائی سے محروم ہوتے ہیں ان کے ہاں دیگر حسیات اور بصیرت کی پُراسرار صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں۔

وہ بتا رہا تھا۔۔۔ اس عالم مدہوشی و بے خودی میں ایک دن میرا باپ اس مزار کے قریب بے ثمر و بار درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بے غرضت سا پڑا تھا۔۔۔ بھوک اور مایوسی نے ادھ موا کر رکھا تھا

[illegible] سے معمولی لباس، بشکل صورت والی ایک لڑکی اس کی طرف آئی اور پیپل کے پتوں والے لچ پر سے میں ذرا ڈھیلا سا کپڑا اُسے تھماتے ہوئے بولی۔

"بابا جی! بے ولی کنہ وچ ہیں......"

میرے باپ نے اُسے نظر اٹھا کر دیکھا...... شمشاد قامت دھان پان سی لڑکی اس کے سر پہ چڑھے کھڑی تھی...... صبیح چہرے پہ ایسی شفاف روشن آنکھیں کہ جیسے دریائے نور کے دھارے ہوں۔ گم صم حیرت میں ڈوبا بن آنکھ جھپکے اس کی آنکھوں میں کھویا رہا۔ ہوش اس سمے آیا جب وہ دیے کی لو سی لڑکی وہاں سے جا چکی تھی۔ آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا بھالا مگر وہ کہیں دکھائی نہ دی...... اک عجیب سے بے کلی تجسس اور حیرت سے دوچار کر کے سحر زدہ سا کر گئی تھی۔ شام ڈھلے تک وہ انتظار کرتا رہا تب وہاں سے اٹھ آیا۔ اگلے روز صبح سویرے ہی وہاں پہ جا بیٹھا [illegible] پورا دن راہ دیکھتے کٹ گیا مگر اُسے نہ آنا تھا نہ آئی۔ آنے جانے والیوں کو غور سے دیکھتا رہا مگر وہ شمشاد قامتی کہیں عودکی سی ملاحت سے [illegible]...... فسوں گھولتی ہوئی [illegible] کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس روز بھی بے نیل مرام گھر پلٹ آیا...... کھانا پینا ختم ہو گیا البتہ [illegible] بڑھ گئی...... رات بھیگی آنکھوں [illegible] انتظار [illegible] آنکھ نہ لگی [illegible]

[illegible] جوش [illegible] دیا۔ نور کے تڑکے وہ اس کا سراپا وضع کر چکا تھا۔ آنکھوں پہ تخیل کر چکا [illegible] کے پیچھے پیچھے وہ ای ہنانے ملانے میں سرگرداں رہا۔ خدا اس کے تخیل میں تھا وہ ڈھونڈ ہی رہا [illegible] اٹھا اور دل [illegible] سیڑھی [illegible] کی جانب چل دیا۔ پھر وہی انتظار اور انتظار۔ اسی طرح پھر [illegible] آگے بڑھ گئے اور جنوں تھی کہ ان دنوں وہ کئی ایک تصویریں بنا کر ضائع کر چکا تھا۔ بس ایک [illegible] بن پا رہی تھیں...... ان میں وہ پاکیزگی، نفاست سی بات نہیں آ رہی تھی جو ان آنکھوں کا خاصہ تھی۔

جمعرات ہی کا روز کہ وہ حسب معمول اسی پیڑ کے تلے سے آن بیٹھا، بھنگ کے نشے میں جھومتے [illegible] اس پتیوں والی چادر والی اسے بھی تک اتار تھا..... "بابا جی! بے ولی کنہ وچ ہیں"...... اسی جگہ سے [illegible] تک اس امید سے باندھے رکھا تھا کہ وہ ضرور آئے گی...... مجھ سے تو وہ وعدے کی اور کوئی بات [illegible] ایسے ہی...... وہ اپنی لگن میں گم نقصان پہ اتھا۔ ایسے میں کوئی پاس آ کر بولی کہ سے [illegible]

"لو! یہ تبرک کھا لو......" وہی لڑکی اس کے روبرو ایک دھوپ کی دھانس بنی کھڑی تھی...... ترنگ میں

ذولی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اُسے دیکھ رہی تھا۔ لرزتے ہاتھوں سے کچھڑے کا ڈونا تھامتے ہوئے خوش دلی سے

انداز میں پوچھنے لگا۔

"تم اتنے روز کہاں رہی؟ میں ان دنوں ادھر بیٹھا تمہارا انتظار کرتا رہا۔ تیرا پڑھایا ہوا سبق مجھے

اچھی طرح یاد ہے — میں ناامید ہوا تھا ہی بد دل — لیکن تم نے مجھے یہ سبق یاد کرنے کی خوب سزا دی۔"

وہ بجز بیز کچھڑا الجھتی رہا تھا ... اُسے اس بُری طرح کھاتے محسوس کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"دھیرج سے کھاؤ' کم پڑے تو اور لا دوں گی۔"

کچھ جواب دیئے بنا اُٹھ کھڑا ہوا' میلی آستین سے باچھیں پونچھی.... ہونٹ صاف کیے' چہرے سے

اس کے شانت نیین سا گروں میں دور تک اُترتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"تم کہاں رہتی ہو' تمہارا نام کیا ہے؟ تم [illegible] روز [illegible] آتی ہو یا —؟"

وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے بولی۔ "ان باتوں کو چھوڑو..... پکڑنے کی بات یہ ہے کہ کام چاہے

جو اکر بیکار سے کیوں نہ لگے' بات نہیں بنے گی۔" مزار کی جانب چہرہ پھیرتے ہوئے مزید کہنے لگی۔

بابا کہا کرتے تھے' جو شخص تنکے کے بھیڑ [illegible] منزل مقصود تلاش کرتا ہے' وہ [illegible]

تمہیں یہاں [illegible]

ہے۔"

اتنا کہہ کر [illegible] جانے لگی تو اس نے بن سوچے سمجھے جھپٹ اس کی [illegible] چنری [illegible]

بستہ سے کھینچ رنگ چتر تاسے دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیکھو میں ان دنوں گھر پہ یہ کام کرتا رہا ہوں — میں ایک چتر کار ہوں — کہ [illegible]

کام میں کوئی کشش — [illegible] سے [illegible] یوں لگتا ہے کہ میرا تن من کسی نے باندھ دیا ہے

تو لے گئی نہیں کرتا — لیکن جب سے تمہیں دیکھا' تمہارے سبق پڑھ لیا ہے — مجھ میں [illegible]

اپنے ہاتھوں سے فن کو آگے بڑھانا چاہتا — یہ فن مرتا مجھے کبھی اچھا نہیں لگتا۔ میرے باپ کو بھی یہ فن

لے ڈوبی۔ سچی! — لیکن میرا خود کی توجہ نہیں' میرا من بھی کرنے کو نہیں کرتا اگر کچھ کام کرتا بھی ہوں تو

میں تو تم ہی نہیں ہوتا۔"

وہ اسے اپنے سینے کے کئی ورق دکھاتے ہوئے مزید بتانے لگا۔

"دیکھو میں اتنے روز تمہاری تصویریں بناتا رہا ہوں — تمہارے غرور کے روپ [illegible]

بنے گئے مگر ہر بار تمہاری آنکھوں نے مات دی۔ بنتے تو وہ بن جاتی تھیں مگر وہ بات نہیں بنتی تھی جو تم

[illegible] کی حفاظت میں ہے۔"

وہ وہیں سے چتون چڑھاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"چترکاری میں شعلے کی لپوٹ' دیئے کی لوٹ اور آنکھ کی جوت میں جان ڈالنا ہے جو چشم کا کام ہے [illegible] آنکھ کے اندر جو آنکھ اور اس کے اندر جو آہو آن ہوتا ہے اس کا آنک کرنا' اسی مہان چترکار یا آکار کار [illegible] مہان ہے جس نے کسی آنکھیہ لوچن کے آنگن میں آنکھ کھولی ہو۔ میرا کہا تم سمجھ گئے ہو کہ آنکھ ظاہری صورت میں محض نقش دیکھنے والا عضو ہے۔ جس کی خوبصورتی کی محض ایک حیرت ہے مگر اس کے اندر کی جو باطنی [illegible] ہے وہ عکس کو نہیں اصل کو دیکھتی ہے اور یہ خوب دیدگی میں صد برگ گل داؤدی کی مانند ہوتی ہے — [illegible] کی سوجھ' اسی کو ملتی ہے جس کو وہ مہان چترکار عطا کرے جسے مصوّر اور خالق بھی کہتے ہیں اور یا پھر جسے چترکار [illegible] سے اذن اظہار عطا ہوا ہو۔"

وہ آنکھوں میں شگاف کیے دل و دماغ کے دیئوں کی لویں بڑھانے اس دیدہ وری کی ذرا افشانی کے [illegible] نہیں اس کے دماغ کی کوئی وارد [illegible] تکل اس پہ افشا ہوا کہ یہ مشیات تو محض اصل ہی خلقت [illegible]

[illegible] حیات بھرے ایسے [illegible] شہد اور گیان [illegible]" — اس [illegible] کے وہ چار [illegible] پہنچے [illegible] جیتے پی [illegible]

چلتے [illegible] وہ [illegible] جدھر سے آئی تھی ادھر [illegible] میرا باپ [illegible] آتے مزار کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ پریشان تھا کہ کوئی جواب یا [illegible] کیے بغیر وہ بڑی بے نیازی سے نکل دی۔ اس کی [illegible] میں در آئی تھی۔ کہیں کوئی ایسی [illegible] تو نہیں نکل گئی تھی — یہی سوچتے غور کرتے اس کے پیچھے مزار تک آ پہنچا — وہ مزار کے [illegible] گلی میں اگربتیاں [illegible] رہی تھی — پائنتی کے پاس کھڑا اسے دیکھتا رہا — [illegible] پھر [illegible] بدن کچھ [illegible] آنکھوں کے علاوہ [illegible] معمول [illegible] میں وہ کسی انجانے تفکر کی ناری دکھائی دے رہی تھی۔

ایک مجذوب سا بوڑھا اس کے پاس آ کھڑا ہوا اور ایک عجیب سے [illegible] میں با آواز بلند [illegible] لگانے لگا [illegible] ساتھ اپنی کہنی سے اس کی پسلیوں میں ٹہوکے بھی رسید کرنے لگا۔ اس نئی افتاد سے گھبرا کر وہ [illegible] سے [illegible] کھڑا ہو گیا۔ اگلے لمحہ وہ بوڑھا پھر اس کی بغل میں آ کھڑا ہوا — منہ اس کے کانوں کے قریب لا کر

کہنے لگا۔

"مانگ جو کچھ مانگتا ہے۔ دیکھتے نہیں ہو صاحبزادی صاحبہ آگ سلگا رہی ہیں پھر چراغ جلائیں گی [illegible]
اس سے جو بھی مانگو بابا دلوا دیتے ہیں۔"

سنی ان سنی کرتے ہوئے میرے باپ نے اسی لڑکی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟...... اس کا نام اور یہ کہاں رہتی ہے؟"

بوڑھا ناگواری حیرانی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"اگر تم صاحب مزار کو جانتے ہو تو صاحبزادی صاحبہ کو جانتے ہو گے۔ نہیں جانتے تو سنو [illegible]
صاحب چندے تیجاں والے خاندان کی چشم و چراغ ہیں اور صاحب مزار بابا کی متولی ہیں۔"

میرا باپ حیران سا ہو کر پوچھنے لگا "ایک عورت کسی مزار پہ متولی ہو سکتی ہے؟"

"ہاں اگر صاحب مزار بھی عورت ہو تو......!"

"کیا یہ کسی بزرگ عورت کا مزار ہے؟"

"ہاں یہ ایک ولی کا مزار ہے۔ جنہوں نے تمام زندگی گزاری اور تمام [illegible]
تلاوت کیا [illegible]

"[illegible] کہہ رہے ہو کہ یہ لڑکی یہاں کی متولی ہے...... میں یہاں ہر روز آتا ہوں [illegible]
یہاں دیکھا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے مجھے کچھ دیا تھا۔ پھر آج میں نے اسی کو دیکھا [illegible]
وہ صرف جمعرات کو ہی یہاں آتی ہے؟"

"متولی تو کیا...... یہاں صاحب مزار بھی رات کو نہیں رہتیں...... وہ قدر شریف [illegible]
روشنے پہ شب چڑھتے چلی جاتی ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں یہاں شیر پہرہ دیتے ہیں۔"

"اور متولی صاحبہ......؟"

"وہ سامنے جنگل کی اوٹ اپنی بستی میں چلی جاتی ہیں۔ چندے تیجاں والے خاندان [illegible]
بستی میں ہے۔"

"چندے تیجاں والے خاندان......؟" میرے باپ نے کئی بار ان الفاظ کو دہرایا...... [illegible]
اس کی سوئی اٹک جاتی تھی...... تیجاں تیجاں...... کیونکہ اس نے وہ اس متولی لڑکی کے لیے [illegible]
ابھر آئے جنہوں نے اس کی زندگی کا پانسہ ہی بدل دیا تھا۔ اس کے انداز فکر میں ایک تبدیلی [illegible]
دی...... اندر کے مدہوش فنکار کو جھنجوڑ کر اس میں جینے کا جذبہ کچھ کر گزرنے کی جستجو جگا دی تھی۔ [illegible]

[illegible] جمال کو انگیخت کر کے بیدار کر دیا تھا۔

"کیا چندے میاں؟... بزرگوار! یہ چندے میاں کا کیا قصہ ہے؟"

بوڑھا اس کی جانب دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔

"اس عجیب و غریب گھرانے کے بارے میں کوئی بھی وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا... کوئی کچھ بتاتا ہے اور کوئی کچھ سناتا ہے... متوسط طبقہ کے متوکل سے لوگ ہیں۔ اللہ جانے کیا سچ ہے اور کیا نہیں؟... یقین ہے کہ موجودہ خاندان ایک جن کی نسل سے ہے۔ یہ جن پہلے ملحد تھا... اللہ کا کرنا کہ یہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ جتیرے علاج معالجے ہوئے مگر افاقے کی بجائے ان بدن حالت دگرگوں ہوتی چلی گئی... آخر جب جان کے لالے پڑ گئے تو کسی حکیم حاذق کا پتہ چلا کہ ان کی مسیحائی سے جن و بشر کے علاوہ دیگر مخلوق بھی مستفید ہوتی ہے... یہ صاحب مزار مسیحا صفت حکیم مادر زاد نابینا و حافظ قرآن تھے اور ادھر [illegible] کے نواح میں ایک پسماندہ سے علاقے میں رہتے تھے۔ مشہور ہے کہ ان کے پاس حکمت و طب کے [illegible] تھے۔ کسی سے کچھ پڑھا اور نہ کسی سے سیکھا۔ مکتب مدرسہ کے قریب تک نہ گئے... مریض [illegible] ان کے پاس [illegible] روایت ہے کہ حکیم صاحب کے ہاتھوں کی پشت پہ حضرت سلیمان کے زمانے کی حکیم تعیس [illegible] نقش ابھرا ہوا تھا... اس نقش کی طلسماتی [illegible] سے حکیم تعیس جو بشر تھا... جنوں انسانوں [illegible] اور دیگر جانداروں کا علاج کیا کرتے تھے۔ (ہاتھوں کی شفا [illegible]) ترغیبات وغیرہ شاید اسی طلسماتی [illegible] وجہ وہی توانائی کی لہریں ہیں جو [illegible] علوم کی کم فہمی سے نکل خارج ہو کر انسانی دماغ کی چار دیواری میں کسی خوبصورت مگر خوفناک سانپ کی مانند قید ہو کر رہ جاتی ہیں۔ گردن پہ سانپ کی سانپ اور مچھلیاں سی بنی ہوتی تھیں۔ اگر سانپ اور مچھلیاں اپنے [illegible] سے [illegible] نہ کریں... جو [illegible] کسی صورت نکلتا ہے [illegible] ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح کوئی خفتہ [illegible] کسی [illegible] انسان کے پاس آ نکلتا ہے۔ جس سے [illegible] فیضیاب ہوتا ہے... وہ قریب المرگ جن اپنی بدن [illegible] کسی طور حکیم صاحب کے ہاں تک [illegible] اس کی سمجھ میں تھا کہ حکیم صاحب پیدائشی نابینا ہیں خود کو ظاہر کیے بغیر اپنا علاج کروا لے گا... ادھر حکیم جی تھے کہ اس کی بو باس پاتے ہی جان گئے اس کی اصلیت اور مرض کی کیفیت کیا ہے مگر مصلحتاً چپ رہے... ظاہری طور پہ مرض کے بارے میں کچھ سوال جواب کیے... نبض زبان آنکھیں وغیرہ ٹٹولیں اور کہا آپ میرے ہاں مریض خانے میں قیام کریں۔ آپ کے مرض کی نوعیت کچھ یوں ہے کہ مجھے کچھ مزید تشخیص اور

غور و خوض کی ضرورت پیش آئے گی۔ میں دوبارہ طلب کر کے آپ کے لئے کوئی مناسب علاج تجویز کروں گا..... دراصل حکیم صاحب اس کے جن ہونے کی وجہ سے شش و پنج میں پڑ گئے کہ اس غیر انسان مخلوق سے کس طرح نمٹا جائے۔ حکمت و طب سے زیادہ تر استفادہ خاکی بشر اٹھا سکتا ہے۔ ناری نوری مخلوق کے لئے ارضی نباتاتی جڑی بوٹیاں بے اثر ہوتی ہیں۔ اللہ کریم نے ان حکیم صاحب کو اربعہ عناصر اور شش جہت کی بالیدگی بخشی ہوئی تھی۔ ایک دو روز بعد انہوں نے علاج کے لئے ایک طریقہ وضع کرتے ہوئے اس سے کہا۔

''تمہارے علاج کا ایک حصہ یہاں میرے ہاں مکمل ہوگا اور دوسرا حصہ جھیل سیف الملوک کے پہاڑ مت لونی کے ایک غار میں تکمیل پائے گا۔''

جھیل سیف الملوک کے پہاڑ اور علاقہ' جاملان افلاکی کا جہان فسوں' مسکن و طلسم آباد تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں جنات پری زاد اور نباجے وہاں کی تربیت گاہ کے طور بھی استعمال ہوتی تھی۔ یہاں ایک مت لونی کا پہاڑ بھی ہے۔ مت لونی پہاڑ کے اس غار کے بابت کہا جاتا ہے کہ اس دوسرا بانہ دوزخ کے درمیان دہکتی آگ میں کھلتا ہے۔ سرکش شرارتی جنات' جو معتوب و مقہور ٹھہرے [illegible]

[illegible]

علاج کے لئے مت لونی کے پہاڑ کا سن کر وہ جن زرد کی طرح کانپنے لگا۔ پاؤں پڑتے ہوئے [illegible]

''حکیم صاحب [illegible] ادھر ہی کوئی اپائے کریں ادھر بھیجنے کا مطلب [illegible] سے نیچے کی [illegible] تھوڑی بہت امید ہے تو وہ بھی ختم ہو جائے''

حکیم صاحب نے بظاہر خفا ہوتے ہوئے پوچھا۔

''یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو..... حکیم میں ہوں یا کہ تم؟..... علاج تمہارے مرض کے مطابق ہوگا تمہاری مرضی کے تحت نہیں..... ویسے وہاں جانے میں تمہیں کیا پریشانی ہے؟..... جھیل سیف الملوک تو ایک صحت افزا مقام ہے۔''

وہ اپنی جان بچاتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ مجھے سیف الملوک کے علاقہ میں مت لونی پہاڑ کے علاوہ کسی بھی جگہ بھیج دیں..... مگر

''مگر کیوں......؟''

وہ ہتھیار پھینکتے ہوئے گویا ہوا۔

''آپ جانتے ہیں کہ وہاں کنہیں اور کیوں بھیجا جاتا ہے اور میں اس حالت میں مزید کچھ

[illegible] برداشت نہیں کر سکتا۔"

اب حکیم صاحب بولے۔ "ہاں میں یہ جاننے کے علاوہ یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارا یہ جان لیوا عارضہ [illegible] سے زیادہ سرکشی اور غلط ذات سرگرمیوں کا شاخسانہ ہے۔ اب تمہارا آخری علاج مست لونی کا شفاخانہ [illegible]۔ چند لمحوں کے توقف پہ مزید کہنے لگے — "میرے خیال میں وہاں کی سزا اور علاج سے بچنے کی شاید [illegible] ابھی احتمال موجود ہے۔ لیکن —؟"

وہ جھٹ بول پڑا... "حکیم صاحب بتائیے میں کچھ بھی کرنے کو حاضر ہوں مگر مست لونی کے آزار [illegible] ہوتے ہوئے اس جان لیوا بیماری سے نجات دلوائیے......"

حکیم صاحب کسی گہری سوچ میں اترتے ہوئے بڑے گھمبیر لہجے سے گویا ہوئے۔

"اس لمحہ میرے اندر ایک قدرتی لہر آئی ہے جو اسم پاک اللہ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس سے یہ [illegible] کہ تمہیں اب مخالفانہ رویے اور سرکشی چھوڑ کر راہ راست پہ آ جانا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ تم اپنے [illegible] آ جاؤ سچے دل سے توبہ کر کے خدائے برحق کی وحدانیت اور اس کے آخری پیارے رسول [illegible] [illegible] اسلام میں [illegible] [illegible] آخری [illegible]۔"

[illegible] حکیم صاحب کے پاؤں اپنے ہاتھوں میں لے کر آنکھوں پہ لگاتے ہوئے بولا۔

"آپ نے [illegible] جو میرے دل میں تھا — لیکن میرے گناہ اور [illegible] اس قدر زیادہ ہیں کہ [illegible] شمار نہیں کر سکتا۔ میں نے [illegible] [illegible] فسادات اور فتنے کھڑے [illegible] ان کے ایمان خراب کئے — میں نے خدا کی بجائے انہیں کا اپنا پروردگار بنایا جس سے آج یہ [illegible] دیکھوں آسمانوں جنوں شیطانوں میں کہیں اپنے لئے پناہ نہیں پاتا — میں ارض و فلک کے [illegible] حکیم غزنوی کی [illegible] تصور سے بھاگتا [illegible] اپنی کرتوتوں کے زخم چاٹ رہا تھا۔ [illegible] نازل ہونے کا منتظر تھا — میری حالت زار [illegible] پریشانیوں سے تنگ آیا۔ میرا حال دیکھتے ہوئے [illegible] آپ کی طرف کی راہ سجھائی — مجھے یقین ہے کہ یہ سارا سلسلہ رب العزت کے رحم و کرم [illegible] — اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں مجھے دائرہ ایمان میں داخل کر کے شرف با ایمان [illegible] اعانت فرمائیں تاکہ میں صحت مند ہو کر باقی عمر اللہ کی عبادت اور آپ کی خدمت میں بسر کر [illegible]"

حکیم صاحب اسے مسلمان کرنے کے بعد چند نصیحتیں بھی فرمائیں۔ خاص طور پہ تاکید کی کہ کبھی کسی پہ

تمہارے جن النسل ہونے کا راز افشا نہیں ہونا چاہئے اور نہ کبھی کوئی خرق عادت حرکت سرزد ہو..... آہستہ
آہستہ تمہیں بشری تقاضوں رشتوں سے شناسائی ہو جائے گی۔

حکیم تقی نے اس کا نام عبدالغفور رکھا تھا..... علاج کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم و تربیت پہ بھی [illegible]
رکھا۔ شروع شروع میں تو اسے اچھی خاصی پریشانی اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا..... کہاں چٹخارے دار [illegible]
کہاں دال، کھچڑی، قورمہ، بریانی اور ساگ پات..... آتشی اور خاکی تضادات کی باہمی کشمکش نے اسے [illegible]
جز لزل سا کر دیا۔ کئی مرتبہ یہاں سے بھاگنے کی ٹھانی..... اوپر کھلی فضاؤں میں اڑنے کو جی چاہا..... [illegible]
خاندان یاد آتا..... انسانی قالب اس کے لئے ایک آزار بن گیا..... اردگرد اور انسانی محدودیت [illegible]
حکمت نے اسے شیر سے خرگوش بنا کر رکھ دیا تھا..... چند عشروں کی اس تبدیلی اور تربیت سے اسے یوں [illegible]
وہ جن اور بشر کے درمیان کی کوئی الگ جنس بنتا جا رہا ہے جو مکمل طور پہ بشر ہے اور نہ جن!..... حکیم صاحب
حکمت کے علاوہ روحانی علوم میں بھی درک رکھتے تھے اس کی کیفیت واقف [illegible] خوب واقف [illegible]
نسبت سے انہوں نے اس پہ ہاتھ ڈالا ہوا تھا..... اس کی خوراک میں ایسے معدنیاتی اور [illegible]
کر دیئے جاتے [illegible]
قریب ایک [illegible]
تعلیم حکیم صاحب خود دیتے تھے یوں اس کا زیادہ وقت انہی کی صحابت میں گزرتا۔ [illegible]
محبت اور شفقت کے بندھن میں باندھ کے بس کیا ہوا تھا۔

پھر [illegible] اور ضعف ذہنی کے [illegible]
[illegible] کہ جہاں کے [illegible] گئے۔ [illegible] آتش فرشتہ کوئی [illegible]
[illegible] وہی کہ مرض [illegible] عقیدت مند [illegible] پیش [illegible]
[illegible] ان کے درمیان عبدالغفور جن بھی [illegible]
[illegible] نے اسے اپنے انعام [illegible] پابند کیا ہوا ہے..... [illegible]
کوئی قدم اٹھانا تو کیا [illegible] جنبش بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کئی بار اس نے لب کشائی کی کوشش کی مگر [illegible]
اذن اظہار نہ ملا۔ [illegible] بشر سے بہت سی جہات [illegible] صلاحیتوں کے حامل ہوتے [illegible]
[illegible] آتش کے علاوہ [illegible] ان کی نگاہ [illegible] ہوتے ہیں [illegible]
تک انسانی وسائل اور فہم و ادراک کی رسائی نہیں ہوتی۔ فاصلے، وقت، اونچائیاں، گہرائیاں، پنہائیاں ان
کے لئے سد راہ نہیں بنتیں۔ وہ اپنی ہیئت بدل لینے پہ قادر ہوتے ہیں جبکہ ہوا، روشنی اور کہربائی [illegible]

[illegible] سے اور گزرنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے ۔۔۔ چشم زدن میں صدیوں کی قید اتے ہیں۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ پیر و استاد کو مرض الفرگ نے آ گھیرا ہے کہ جس کا علاج ملک الموت کے پاس بھی نہیں [illegible] اتمام کی خاطر مکرم استاد سے بصد ادب عرض کی۔

"اجازت ہو تو میں وادیٔ خضر الموت سے مدارخ المراد کی جھاڑیوں سے کچھ کونپلیں چتے [illegible] [illegible] مرض نمرودو کا آخری اور شافی علاج ہیں۔"

استاد روشن ضمیر نے تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بقدر وقت جواب میں کہا۔

"لوحِ تقدیر پہ مرقوم واجب الادا قرض چکانے کا موقعہ درپیش ہے سواب ادائیگی میں حیل و حجت [illegible] ۔۔۔"

ایسے جگر پاش جواب نے سامنے دہلا کر رکھ دیا ۔۔۔ کی چھوٹی ہوئی حرامی کی مانند بے ثمر سا کہنے لگا۔

"میرا ماجرا تو وہی ہوا کہ اڑنے بھی نہ پائے کہ گھائل ہوئے ۔۔۔ صدیوں بھٹکا تب راہ لگا تو منجدھارے [illegible] ۔ [illegible] منزل اب کس کا دامن تھاموں گا۔ کون آشنا ہے جو آسودہ خاطر کرے گا؟"

[illegible]

[illegible] قلب و نظر [illegible]

[illegible] ہونا۔"

[illegible] نے اس کے ہاتھ پہ اپنا مردہ سا ہاتھ رکھتے ہوئے [illegible] کا حکم دیا۔ قریب و دور بیٹھے ہوئے [illegible] معتقدین جب وہاں سے [illegible] بصد [illegible] کیا۔

"میاں غفور! تدبیر بھی تقدیر کے آگے مرنگوں ہوتی ہے ۔۔۔ مشیت ایزدی کے سامنے [illegible] [illegible] مفہوم ہے ۔۔۔ [illegible] چاہے سوچنے یا کرنے سے ہی اگر تمام مسئلے حل ہو سکتے تو [illegible] [illegible] منزل کی سمت قدم بڑھا کر سفر تو شروع کر سکتے ہیں لیکن منزل پالینا [illegible] کی بس میں [illegible] [illegible] منزل کا [illegible] ہے۔"

[illegible] جب [illegible] کرنے لگے تو میاں غفور نے سسکیاں لیتے ہوئے جواب کہا۔

"میرے محسن! اب میں تسلیم و رضا کا مطلب خوب سمجھا۔ شعور و شعور کی بجائے شکر [illegible] [illegible] تدبیر و تدارک کے واسطے پہ تقدیر کے پہاڑ کو بھی جان پایا کہ [illegible] کی [illegible] پہ بھاری پڑتی [illegible] ۔۔۔؟"

حکیم صاحب [illegible] کہنے لگے۔

"جن و بشر کے مابین بہت سی قدریں مشترک ہیں۔ تفصیل بیان کرنے کا محل نہیں یہ کچھ تم خود بھی جانتے ہو۔ بہر حال اس موقعہ پہ جب کہ ہمارے درمیان فاصلے بڑھنے والے ہیں میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں تم اپنا باقی ماندہ زندگی کا سفر اپنے ایک جیون ساتھی کے سنگ طے کرو اور وہ ایک انسان عورت ہوگی جو میری بیٹی ہے... اس کے ساتھ تمہارا نکاح ہوگا ـــ اس بیوی سے تمہاری اولاد ہوگی اور اس اولاد میں سے ایک بچہ بھی ہوگا جو اپنے وقت کا ولی کامل ہوگا... جس سے آگے ایک مخصوص سلسلہ چند نے حافظوں کا چلے گا جو اپنے دور کے قابلِ قدر کامل لوگ ہوں گے۔"

حکیم صاحب کو کھانسی اٹھی تو وہ ان کا سینہ سہلاتے ہوئے متعجب سا پوچھنے لگا۔

"پیرو مرشد! آپ کا کہا سر آنکھوں پہ ـــ ایک جن اور انسان عورت کی شادی...؟"

"ہاں نا ممکن نہیں... ہر جن آدھا بشر ہوتا ہے اور انسان آدھا جن! تم دیکھو کہ قرآن پاک میں ان دونوں کا ذکر ساتھ ساتھ ہے بلکہ جن کو انسان سے اولیت دی گئی ـــ اسے بہت سے تصرفات اسے انسان سے پہلے تخلیق کیا گیا۔ ایسی صلاحیتیں عطا کی گئیں جن سے انسان بھی محروم ہے ـــ دونوں مکلف اور مختلف [illegible] ہیں... تعلیم [illegible] اللہ کے امر سے [illegible] قرآن میں دینے کا فیصلہ کیا ہے جو ہر طور تمہارا [illegible] ہے۔ آدم زادی مگر اپنے افعال و اشغال اور روحانی اوقات و مواجید میں جن و انس کا حامل ہے ـــ اس کے بعد تمہاری تمام تر تعلیمی تربیتی [illegible] اور تم ہمیشہ اپنے جن ہونے کا معاملہ راز میں رکھو گے۔ کبھی اپنی بیوی پہ ظاہر نہیں کرو گے اور قرآن کے حفظ کی تکمیل سے پہلے بیوی سے صحبت میں نہیں ملو گے۔"

مرتے وقت اور اس کی قصہ بیانی کے سحر میں ایسا جکڑا کہ مجھے کچھ ہوش نہ رہا تھا۔ کون ہوں، کیا ہوں، کہاں ہوں۔ جیسے میں خود اس کی کتھا کا حصہ تھا۔ ازل سے وہ کہہ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں جسم و وجود نہیں محض گوش ہوں اور وہ کوئی آفاقی سروش ہے۔

وہ شاید سگریٹ سلگانے اور دو چار بھرپور کش لینے کے لئے خاموش ہوا تھا اور میں اندر باہر سے جھنجھلا کر جیسے کسی پچھلی نشست کے زمانے [illegible] ایک لمبی قطار [illegible] باقی ماندہ کھانا جسے ہم ختم کر چکے تھے سامنے دھرا عجیب سا منظر پیش کر رہا تھا۔ دور لگے ہوئے ڈیجیٹل کلاک کی سوئیاں جو بہت آگے نکل چکی تھیں۔ ناگاہ میری نظر اس کے چہرے پہ جا ٹکی ـــ دھلا دھلا سا سپاٹ چہرہ بے نقطہ حروف کی مانند صاف

سے ... گول گول بے پلک آنکھیں۔ مجھے جھرجھری سی آ گئی تھی کیونکہ میں آدھے جن اور آدھے انسان والا یہ قصہ سن کر خوف زدہ ہو گیا تھا۔۔۔ میں اسے اجنبی اجنبی نظروں سے دیکھتے ہوئے گھگھیا کر بولا۔

""تم...... تم کہیں اُن دونوں کی اولاد میں سے تو نہیں ہو؟""

وہ سگریٹ پیتے ہوئے پُراسراری مسکراہٹ سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

""دریاؤں سمندروں میں ایک ایسی مچھلی بھی پائی جاتی ہے جو مچھلی کم اور خطرناک سانپ زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ بے علمی کی بنا پر اکثر لوگ اسے پکڑنے کھانے سے اجتناب کرتے ہیں جبکہ وہ ذائقہ میں لذیذ، غذائی اعتبار سے مفید اور شفائی لحاظ سے ایک بے مثال تریاق ہوتی ہے۔ مار (سانپ) اور ماہی چند جینیاتی تبدیلیوں کے ساتھ ایک نسل و خاندان کے بے دست و پا جانور ہیں۔ ایک پانی میں پیدا کر دیا گیا دوسرا خاک وحشت میں ڈال دیا گیا۔۔۔ جن و انس کی شاخیں بھی کبھی آپس میں مدغم ہو کے نئے شگوفے پیدا کرتی ہیں جن میں دونوں طرح کے رنگ اور خوشبوئیں ہوتی ہیں۔""

میں احمقوں کی طرح منہ کھولے آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا [illegible] سے
[illegible] آرام دیتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

"" [illegible] ""

میں نے جواب دیے بغیر احمقوں کی مانند اثبات میں سر ہلا دیا۔

""حکیم صاحب نے وطن واپسی سے پہلے جن عبدالغفور سے اپنی عالمہ فاضلہ بیٹی کا عقد کر دیا۔ دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ عبدالغفور صاحب دن رات قرآن کی تلاوت میں جتے رہتے۔۔۔ علاج معالجہ بھی کامیابی سے چل رہا تھا۔ بیوی صاحبہ چونکہ عالمہ فاضلہ تھیں وہ عورتوں کے حلقوں میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئیں۔ شہر سے ہٹ کر جنگل کے کنارے بنا مکان تھا جس میں وہ دونوں نصف میاں بیوی اپنے اپنے الگ حصوں میں رہتے تھے۔ بی بی صاحبہ انتہائی کم گو، حجاب و نقاب میں رہنے والی، درس و تدریس سے جو وقت بچتا وہ شوہر کی خدمت اور عبادات میں گزر جاتا۔ علاج معالجہ بھی کرتی تھیں۔ اردگرد اور نزدیک و دور بھی ان کی پاکیزہ شخصیت اور علمی فنی روحانی حیثیت کا شہرہ تھا جبکہ ان کے شوہر کو لوگ ایک مریض اور حکیم صاحب کے ہاں رہنے والے کسی دور دراز علاقے کے رہنے والے مخبوط الحال شخص کے طور پر پہچانتے تھے۔ عبدالغفور بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کے رنگ ڈھنگ میں ڈھلتا جا رہا تھا تاہم اسے اپنی جبلی خصلت کے باعث چند پریشانیاں لاحق ضرور تھیں۔ وہ کبھی کبھی اپنی غیر فطری اسیری، محدود حرکت و عمل اور ناموافق ماحول کی وجہ سے باغی ہو جاتا۔ جب بھی موقع ملتا اُڑان بھرتا، غائب ہو جاتا تھا۔ پہاڑوں، سمندروں،

صحراؤں اور آسمانوں 'جہاں جی چاہتا خوب اُڑتا' دھومیں مچاتا پھرتا اپنے من پسند کھانے کھاتے کھاتا۔ اسی دوران اُس کی اپنے قبیلے والے جنوں سے ملاقاتیں بھی رہتیں جو اس کی سنبھلتی ہوئی صحت اور دیگر تبدیلیاں دیکھ کر حیران ہوتے۔ اس دورانیے میں اس کی نصف بیوی کو کہیں زرتی بھر بھی اس کے ہونے کا شائبہ نہیں ہوا تھا ـــــ وقت کا گھوڑا اپنی چال چلتا ہوا خاصا فاصلہ طے کر چکا تھا ـــــ مگر قرآن کے والی منزل ابھی تک کہیں آدھی ہی طے کر پایا تھا۔

برسات کا موسم 'چھم چھما چھم مینہ برس رہا تھا۔ اچانک پرانا مرض عود آیا۔ بن پانی مچھلی کی مانند لوٹنے لگا۔ آدھی رات کا سماں 'نصف بیوی' اس کی تیمارداری میں لگی ہوئی تھی۔ بیدانے ڈوڈے۔ ہر ٹوٹکا وارد کیا مگر اسے چین نہ آیا۔ زیرِ لب کچھ پڑھ رہی تھی کہ اچانک کڑکڑ بجلی کڑکی وہ سہم کر اس سے چمٹ گئی۔ بس انگلی کے پوروں کی خوشبو اور مہک' بارش کا چھلاوہ اُس کی سمیا میں دونوں پتھروں جیسے بجلی کی چمک میں مل ہو گئے' اندر باہر دونوں سب بیماریاں بہہ گئیں ـــــ طوفان تھمنے کے بعد بڑی پراسرار خاموشی طاری ہو جاتی ہے ـــــ [illegible] آنسوؤں سے [illegible] بند ہونا شروع ہو جاتی ہیں ـــــ بچہ جننے کے بعد [illegible]

[illegible] ہے۔ بارش [illegible]

[illegible] رکھتا ہے۔ [illegible] اور آتی [illegible] صرف یہ پوچھتا ہے کہ ان کے اندر [illegible] کیا ہوا؟

عبدالغفور [illegible] کو بھی [illegible] کی چیلی پیٹ گئی تھی وہ اپنے بیوی فرشتہ [illegible]

کہ قرآن پاک حفظ کرنے سے پہلے [illegible] پہنچ گیا۔ اب پوچھتا ہے کیا ہوا تھا کلیاں میں کے اڑا پڑا تھا۔ بیوی اپنی ضرورت سے اٹھی تن تنہا دھاگا آس پاس ٹوٹی ہوئی ہے۔ باہر لان کی [illegible] کا بس ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ وہ سامنے کھڑا الٹک کر منہ اس تک پہنچتا چلا آتی تھی کہ بجلی کڑکی اور آسمان سے ایسا کوندا لپکا کہ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں ـــــ اندر باہر ہر چیز روشن ہو گئی۔ بدحواس ہو کر وہیں اندھے منہ گر پڑی پھر ایک اور کڑاکا ہوا جیسے آسمان پھٹ کر اس کے اوپر آ گرا۔ اس کے چھوٹے گھر کے آگے کھڑے ٹاور سے پرانا پیپل دھڑام سے اس کے اوپر آ گرا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا اسے پتہ بھی نہ چلا کہ درخت کے نیچے دب چکی ہے ـــــ مسلسل بارش کچھ لمحوں کو چپ ہو گئی ہو گی یا ہو سکتا کیا آ جاتا ـــــ بدحواس معصوم کیا بے بسی کے عالم میں پڑی تھی کہ ادھر اندر عبدالغفور نے کڑک کے ساتھ بھاری درخت گرنے کا دھماکہ سنائی دیا تو وہ بیوی کی خبر لینے کی خاطر باہر نکلا۔ آدھا گھر آدھا کھائی پیپل گرا پڑا تھا۔ گھبرا کر بیوی کو آواز دی۔ بجلی کی کڑک' بارش برسنے کا شور ـــــ وہ آگے بڑھا۔

[illegible] جھونپڑا پیپل کے ملبے کے اندر سے کہیں بانے والے کی مدھم سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی — بیٹے؟ [illegible] چیخیں بہاتے ہوئے پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ تو نیچے کہیں تنے کے تلے دبی پڑی تھی — اس کا [illegible] تے ہی اس نے چشم زدن میں سینکڑوں من وزنی درخت کو گھڑے کی مانند اٹھا کر جنگل کی جانب [illegible] دیا — یہ پہلا موقع تھا اس نے اپنے جن ہونے کا عملی ثبوت دیا تھا۔

بیوی کو پھول کی مانند اٹھا کر اندر لایا۔ دیکھا بھالا سوائے آزردگی اور ہلکی سی دہشت اور کوئی ضرر نہیں [illegible] آنکھیں ملتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ آنکھوں سے کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ صبح کے اجالے میں معلوم ہوا [illegible] کی بینائی پہلے حال سے بھی چلی گئی ہے — اردگرد بہت نقصان ہوا تھا۔ چھوٹے موٹے درخت ٹوٹے [illegible] تھے۔ پالتو جانور گم ہو گئے۔ بازیں چھتیں اڑ گئیں — مگر اس کے ہاں سب سے بڑا نقصان آنکھوں کا [illegible] یہ خوبصورت آنکھیں ہی تو تھیں جو یوں فرشتے کے ظلم کے بعد یہاں تھکنے کا موجب بنی تھیں۔

ایک آدھ روز بعد جب بیوی آنکھوں کے صدمے سے سنبھلی اور پوری طرح اوسان بحال ہوئے تو [illegible] پوچھا۔

[illegible]

یہ تک عبدالغفور نے ذرہ بھر تامل کیا۔

"یہ کسی جن کی کارستانی بھی ہو سکتی ہے۔"

[illegible] اس کی تسلی ہوئی بولی۔ "ہو سکتا ہے مگر کسی جن کا یہاں کیا کام — یا اسے مجھ سے کیا دلچسپی [illegible] ہے؟"

[illegible] چاہتے ہوئے بھی عبدالغفور نے جواب دیا۔

"یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی جن کو آپ سے دلچسپی ہو اور آپ نہ جانتی ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔ انسان انسانوں میں اور جن جنوں میں — کہ ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر [illegible]"

"لیکن کبھی انہونیاں بھی ہو جاتی ہیں — باز کبوتروں میں بھی اتر آتے ہیں — انھیں [illegible] کے لیے نہیں۔ دوسرے بدطینت شکروں سے انھیں محفوظ رکھنے کے لیے۔"

وہ اسے مسرت بھری نگاہوں سے تکتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"کیا ایسی انہونی تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے؟"

"ہاں! دیکھی بھی، سنی بھی اور دیکھ بھی رہا ہوں۔"

"میں کچھ سمجھی نہیں......!"

عبدالغفور جواب کی بجائے گہری سوچ میں ڈوب گیا ... بتائے نہ بتائے کیا کرے ... جھوٹ سے کام لینا اس کے نزدیک بہت غلط تھا، سچ بولنے سے بہت سے کام بگڑتے تھے۔ طوفانی رات جو کچھ سرزد ہوا، اس میں اس کے کسی ارادے کا دخل نہیں تھا اور نہ ہی پیر و مرشد سے کیے ہوئے وعدے سے کوئی نیت تھی.... خلاف توقع و ارادہ سب کچھ ہو چکا تھا۔ جیسے کوئی غیبی طاقت کی ایما پر یہ سب کچھ ہو ... ہو..... بیوی سے قربت والا واقعہ بھی جیسے سارا ماحول پیدا کر کے ظہور میں آیا..... اسے محسوس ہوا ... واقعات کے پیچھے یقیناً ہی کوئی مصلحت موجود ہے۔ اس نے یہی مناسب سمجھا کہ من و عن سب بتا دے۔ انجام چاہے کچھ بھی ہو ... یہی کیا، شروع سے اب تک ہر بات کھول کر سامنے رکھ دی۔ وہ ... سمجھدار تھی، کمال تحمل سے سنتی رہی ... نہ خوف زدہ ہوئی، نہ گھبرائی، نہ کسی قسم غصے کا اظہار کیا ... تمام ہوئی تو ...

"جو تقدیر میں لکھا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں اور نہ ہی آ... میرے مرحوم والد نے جو فیصلہ کیا تھا۔ یقیناً میری بہتری کے لئے تھا۔ غور کرو آ... جنگل درخت میرے اوپر گرا ... اور اگر آپ ... نہ ہوتے وہ جنگلوں میں بھاری درخت ہٹا سکتے تو ... شوہر ... ہوتی۔ آپ نے اچھا کیا جو مجھ سے پردہ ہٹا دیا۔ جن ہو یا بشر ہر کوئی اللہ کی مخلوق ہے ... جیون ساتھی ہوں اور خوش بھی......"

وقت کی گاڑی چلتی رہی۔ سال بھر بعد ان کے ہاں ایک بچے کا جنم ہوا مگر یہ بچہ ... اپنی ... عجیب و غریب غیر متوقع صحت مند بچہ پیدائش کے وقت ... ہوئیں کہ زچہ بچہ دونوں خطرے میں پھنس گئے۔ بچہ تو کسی طور بچ گیا مگر زچہ جانبر نہ ہو سکی۔ شاید ... وہ ایک جن زادہ تھا۔ عبدالغفور کے لئے یہ سانحہ ناقابل برداشت تھا اس کے لئے وہ خود کو ... کہ مرشد کی وصیت پر عمل نہ کرنے سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ بچے کی ہیئت حالت صورت دیکھ کر ... کراہت سی محسوس ہوئی ... حالت غضب میں اسے اٹھا کر جنگل اندر جھاڑیوں کے بیچ ... آیا ... اب یہ گھر یہ جگہ علاقہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا ... بات بھی درست تھی۔ حکیم صاحب کی ...

... کے مربی و مرشد تھے۔ بیوی جو محسن رازدار اور شریک حیات تھی سو وہ بھی چل بسی اب رہا بچہ جو انسانی
... پہ عجیب سا نمونہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ اس نے ادھر سے کوچ کر جانے کا فیصلہ کر لیا پھر جانے
... آئی۔ جنگل سے بچے کو اٹھا لایا واپس ماں کے مردے پہ ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کہیں غائب ہو گیا۔

انسان کچھ سوچتا ہے اور کرتا ہے۔ قدرت کے اپنے طریقے اور فیصلے ہوتے ہیں۔ انسان اور قدرت
... اپنی اپنی ڈگر پہ چلتے رہتے ہیں۔۔۔ انسان اور جن ___ پھر ماں بچہ اور باپ ادھر کوئی اپنے اپنے راستے پہ
... وقت اور کرم نے بچے کو ایک بے اولاد ہندو کے آنگن میں ڈال دیا۔ جدھر ہر جانب چھوٹے بڑے
... تھے ان تراشے دیویوں دیوتاؤں کے چھوٹے بڑے بت ___ گھٹنوں کے بل چلنے کی عمر تک تو وہ
... بھی کھلونے سمجھ کر کھیلتا رہا ___ پاؤں پہ چلا تو مورتی ساز باپ نے پتھروں کی کٹائی رگڑائی پہ لگا دیا۔ کام
... اس کا نام بھی مورتی داس تھا۔ وہ ہندوؤں کی ایک نچلی ذات سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے پاس یہ بچہ
... عجیب طریقے سے ماں کے کفن دفن کے بعد اسے کوئی لینے کو تیار نہ تھا۔ باپ کی جانب سے تو
... کوئی تھا ہی نہیں ___ ننھیال والے خود ہی فاقہ مست لوگ جو اس عجیب الخلقت کی پیدائش کے وقت سے ہی
... تھے ___ جنم لیتے ہی اپنی ماں کو ہڑپ کر گیا باپ کو بھی [illegible] کم بخت جہاں پاؤں رکھے [illegible] انہوں
... [illegible] مذہب والے
... شخص اچھی قوم قبیلہ [illegible] میں جنم لیں رہیں گی نہیں دیں کے ہو کر رہ جاویں ___ مورتی داس نے اس کے
... ڈال کر [illegible] کا نام مورتی لعل رکھ دیا ___ جو ماں جیسا چہرہ ویسا ہی بالوں بھرا بازوؤں سے بھرا ہوا
... جیسا مریل پنڈا ___ [illegible] والا اور جسم کا کھردرا ___ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بچے سے جوان ہو گیا۔ ایسا کہ
... بھاری بھاری پتھروں کو اٹھا کر آسانی سے ادھر ادھر کر دیتا۔ اس کا منہ بولا باپ بہت خوش تھا کہ اولاد کی
... پوری ہو گئی اور مفت میں ایک کڑیل مزدور بھی ہاتھ لگ گیا۔

... سے پتھر آ گئے لگا تو مورتی داس نے اسے مورتیاں بنانے اور پتھر کاری کی تربیت دینی شروع
یہ دونوں تخلیقی ہنر ہیں عام طور پہ ورثے میں یا پھر خاص طور پہ قدرت سے ودیعت ہوتے ہیں ___ اس
مورتی لعل کے ہاں یہ دونوں باتیں نہیں تھیں۔ مورتی داس جلد ہی سمجھ گیا کہ یہ گوار [illegible] کسی تخلیقی
... کے لئے نہیں ہے۔

وقت کے کولہو پہ جتا بیل جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اس کی گردن پہ لگے ایک فاصلہ بوجھ بن جاتے
... بیل کے محور پہ گھومتے گھومتے وہ خود بھی ایک گول چکر بن جاتا ہے ___ سوتے اور جاگتے بھی وہ چکر ہی کاٹتا
... ہے۔ پتھر تراشنا فن ہے اور پتھر توڑنا مزدوری ___ پتھر توڑنے گھسیٹنے اٹھانے سے مزہ محسوس ہوتا ___ جو جسم

میں پڑنا' جلد بازی' جہالت' جذبات سے عاری ہونا وغیرہ..... لگتا تھا اس میں بشریت کم ہے اور جن صفت زیادہ
ہے۔۔۔ تھا بھی ایسا ہی.....!

جنات کے طور طریق' روزمرہ کے عمل و شغل' برتاؤ' رویے انسان سے یکسر مختلف ہوتے ہیں۔ شہروں' قصبوں' گنجان بستیوں میں رہنا پسند کرتے جبکہ وہ ویرانوں' قبرستانوں' پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں کیا ادھر خالق و رازق نے ان کے لئے چھچھڑ' گوبر' ہڈیوں اور گلے سڑے سوختہ چوب و چام کا وافر ذخیرہ ہوتا ہے۔ ان کی بود و باش کے لئے وسیع میدان' اونچے پہاڑ' گہری کھائیاں' گھاٹیاں' غاریں ۔۔۔ صحرا و بیابان اور گھنے جنگلات ہوتے ہیں۔ وہ سمندروں' دریاؤں میں اترتے ہیں تو سیلاب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جنون پڑنے لگتے ہیں جبکہ بارشوں' آندھیوں' بھوت چڑیلوں' جھگڑوں کا سبب بھی اکثر اوقات ان کی سرمستیاں' شرارتیں' کھیل کود' سفر' شادیاں اور دیگر اجتماعات و تقریبات ہوتی ہیں۔

اس رات جب [illegible] ہوئی اکٹھے ہوئے اور ان کا آپس میں اختلاط ہوا اور آتش دم ہوئی [illegible] جب سب ایک [illegible] تو اسی جگہ ایسی ہوائی اور آتشی لہریں پیدا ہوئیں جنہوں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ بارش کا سلسلہ [illegible] ہی چل رہا تھا۔ [illegible] اتفاق کیا [illegible] ہوئے گزر [illegible] کرتے ہیں۔ انسان' جن' [illegible] بندر' سانپ اور گدھے کے بچے کبھی نچلے نہیں بیٹھتے ۔۔۔ کبھی [illegible] ٹھنڈی ہوائیں ان میں [illegible] کی مستی پیدا کر دیتی ہیں۔ [illegible] اپنی اپنی ایک مخصوص بو باس رکھتے ہیں۔ جیسے آدم بو' جن [illegible] سانپ [illegible] وغیرہ ۔۔۔ عامل کامل' سنیاسی' یوگی' درویش' بھگت اور مخصوص قوت شامہ کے ماہرین' ان بوؤں' خوشبوؤں کو محسوس کر لیتے ہیں۔

عبدالغفور کی بیوی اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلی' باد و باراں کا سلسلہ جاری تھا ۔۔۔ صحن عبور کر کے سامنے [illegible] تک جانا تھا۔ ٹھیک اسی وقت ادھر جنات بچوں کا گزر ہوا۔ حاملہ عورت جو کہ [illegible] ہو چکی ہو [illegible] کی اصطلاح میں [illegible] خاص خصوصیات کی حامل ہو جاتی ہے۔ اسے باد و باراں کی بھی طرح سے کے لئے [illegible] کے وقت' سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ [illegible] ایک [illegible] جنات نے عورت کے سر میں اپنی مخصوص بو [illegible] آ کر [illegible] کے [illegible] چل دیئے۔ [illegible] شروع ہوئی۔ حاملہ عورت جس کے پیٹ میں جن کا نطفہ تھا یا [illegible] اپنی کوکھ میں آگ کا شعلہ دہکا رہی تھی..... حکیم صاحب کی وصیت سے بھی روگردانی ہوئی۔ نتیجہ یہ کہ وہ [illegible]

[illegible] اسفل اسافلین کا مہاجز آب مورتی داس کے پاس پڑا ہوا تھا..... قدرت نے کائنات کے اصول وضع [illegible] ہوئے ہیں۔ وقت اپنی رفتار کبھی تیز یا ہلکی نہیں کرتا۔ ہم جو کہتے ہیں کہ وقت بڑا تیزی سے گزر رہا ہے یا کہ [illegible] سست رفتاری سے کٹ رہا ہے۔ ایسا احساس انسان کو اپنے حالات، موڈ اور سماجی، اقتصادی رویوں کے [illegible] ہوتا ہے..... مورتی داس کو ایسا لگتا تھا کہ یہ اچپل بالک کسی ایسے رِشی کا پُن پھند ہے جو اتاج دھیان نہیں [illegible] کے شعلے انگارے کھاتا رہا ہوگا۔ جل کی جگہ جلتا ابلتا لاوا پیتا ہوگا۔ عام سے بندروں بندروں والی اس میں [illegible] ہی نہیں تھی۔ بندر ان کے نسل یا نسل کی سی اٹھان اور افریقہ کے بن مانس جیسا جثہ......!

ایک شام مورتی داس نے اس کی آنکھوں میں واسنا کی ایک ایسی لہر ابھرتی ڈوبتی دیکھی جو کسی [illegible] یا آدمی کی آنکھوں میں کسی انچھوئی مہیلا کی سنگت میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے..... ایک نرتکی مہیلا اپنی [illegible] کے ساتھ کوئی مورتی بنوانے آئی تھی..... [illegible] والی اس نرتکی کا اتم انگ اس کی [illegible] آنکھیں تھیں جو [illegible] دل کے آر پار اترتی تھیں [illegible] کی سنگت تھی یا کرموں کی کلپت کہ [illegible] کو یہ آنکھیں چبھ گئیں۔ ایسی کہ وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ سوتیلا باپ اور بڑھیا جو کبھی [illegible] دیکھنے کے لئے دکان کی جانب بڑھے اس [illegible] ورکشاپ میں [illegible] جا کر دروازہ [illegible] اس نرتکی کی [illegible] ہے جو خاص ہیرا پھیری اور کاروباری معاملات میں ٹھہری تھی۔ مورتی تیار کرنے کے [illegible] اور جل پان میں الجھا ہوا تھا۔ ان دونوں کی دانست میں لڑکی اندر اپنی [illegible] تلاش کر رہی [illegible] خاص مرکیاں [illegible] اور رنگ دیکھنے کے بعد ان [illegible] مورتی تیار کرنے کا معاوضہ [illegible] طے پا گیا..... بڑھیا نے اٹھتے ہوئے لونڈیا کو آواز دی..... دو چار آوازیں دینے کے بعد [illegible] بڑا مدہ ہوا تو مورتی داس اور بڑھیا دونوں پیچھے کی جانب آ گئے..... ادھر ادھر دیکھا [illegible] ہیں۔ لونڈیا اور لونڈا جب دونوں کہیں دکھائی نہ دیئے تو تشویش ہوئی۔ سامنے ورکشاپ کا دروازہ [illegible] بند دیکھا تو دروازے کے اندر کا سوال اٹھا کہ [illegible] ہے۔ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھ [illegible] کے بھاری پٹوں کو دھکیل کر کھولنا چاہا مگر انہیں تو جنبش تک نہ ہوئی۔ دروازے پر [illegible] شاید کھل جائے۔ ناکام ہو کر دروازہ پیٹنا شروع کر دیا اور جب اس نے دروازہ چھوڑ کر چیخنا [illegible] کیا تو بڑھیا بھی واویلا کرتے ہوئے اپنی بیٹی کا نام لے لے کر چلانے لگی..... آس پاس والے اس [illegible] رونا دھونا شروع ہو گئے۔ بڑھیا نے دہائی دی کہ اس کی بیٹی کو اس کے ملازم نے زبردستی اندر مجبوس [illegible] رکھا ہے اور پتہ نہیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے..... لوگوں کو تو تماشا چاہئے اور یہاں بڑا مزے کا تماشا

ہو رہا تھا۔ مورتی داس ہاتھ جوڑ جوڑ کر اپنی بے گناہی ظاہر کر رہا تھا۔ سارا دوش اپنے کرموں کو دے رہا تھا۔ کہ نحوس گھڑی اس نے اس بچے کو گود لیا تھا ——— آخر بڑی تگ و دو کے بعد دروازہ کھلوایا گیا ——— دروازہ کیا کھلا گویا اجنتا ایلورا کا کوئی غار کھل گیا ہو۔ دونوں اپنے ارد گرد اور لباس سے بے نیاز باہم یوں پیچاں و پیوست تھے۔ دیکھنے والے اپنی آنکھیں بند کرنے پہ مجبور ہو گئے۔ دروازہ کھلنے اور اتنے سارے لوگوں کی موجودگی تک بھی انہیں رتی بھر شرم و حیا نہ آئی بلکہ وہ لڑکی بڑی ڈھٹائی سے اپنی ماں سے کہنے لگی۔

"ماں! مجھے میرا پریم مل گیا ہے ——— ہم نے یہاں کرشنا جی کی ان گنت مورتی کے سامنے ایک دوجے کو اپنا جیون ساتھی مان لیا ہے' تن من ایک کر لیا ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں علیحدہ نہیں کر سکتی۔ مجھے جس پرش پریمی کی تلاش تھی وہ یہی شکتی مان مورتی مل ہے۔"

اپنے پرائے سب تنگ [illegible] ان دونوں کا منہ تکنے لگے۔ یہ تماشا دیکھ کر لوگ اپنا اپنا منہ کالک کالک کرتے ہوئے نکل لیے تو یہ بوڑھا اور بڑھیا منہ سر لپیٹے ہوئے ان کی کرتوت اور اپنے کرموں کا کریا کرم کرنے لگے۔

نشست پہ ایک پہلو پڑے پڑے میری [illegible] ہو چکی تھی۔ کہانی کے [illegible] قدرے [illegible] ہو چکا تھا۔ [illegible] ٹھنڈے پتھر سی محسوس ہوئی تو خود بخود میرے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی ——— میں پہلو بدلنے کی کوشش میں تکلیف محسوس ہوا تو اس نے کہانی روکتے ہوئے میرے کولہے کی جانب [illegible] ابھری [illegible] سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"خیریت' کیا ہوا؟"

"ٹانگ سو گئی تھی شاید" ——— میں نے ٹانگ سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

وہ گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ میں کافی بول چکا ہوں۔ ویسے بھی یہ لمبی اور منحوس کہانی اپنے اختتام کے قریب پہنچ چکی ہے۔ دو چار باتیں باقی رہ گئی ہیں سو وہ بھی سن لو۔ میری زندگی میں تم واحد شخص ہو جسے میں نے اپنی داستانِ حیات سنائی ہے۔ مجھے یقین ہے تمہارے علاوہ کوئی اسے ہضم نہیں کر سکتا اور میں جانتا ہوں کہ تم جن و انس جیسی مختلف مخلوق کے مابین کی [illegible] مادی یا [illegible] کی نوعیت' حقیقت اور اس سے رونما ہونے والے کسی بھی وحشت ردعمل کو سمجھنے اور اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہو......"

میں نے قدرے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ "یہ تم کس بنیاد پہ ایسا کہہ رہے ہو؟"

اس نے میری آنکھوں میں اپنی جناتی نگاہوں کے تیکھے برچھے اتارتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری آنکھوں میں مقابل کا اصل روپ دیکھنے کی صلاحیت ہے جبکہ تمہاری غیر معمولی خداداد ذہانت وفطانت ۔۔۔ ماورائی معاملات اور مافوق الفطرتی بوالعجبیوں کو جانچنے بوجھنے میں عجب ہے..... میرے قریب آنے کی بھی یہی وجہ تھی کہ عینوں کے حوالے سے میرا تمام کیا چٹھا تمہاری نظر میں آ چکا تھا۔ تمہیں یاد ہوگا میرے سٹوڈیو میں پڑا عینوں کا ایک ادھورا سا سکیچ ۔۔۔ تم نے مجھ سے مانگا تھا۔ ایک نایاب اور قیمتی چیز سمجھ کر ابھی تک تم نے سنبھالا ہوا ہے۔ ایک عام انسان کے لئے یہ کینوس کا ٹکڑا دو ٹکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ مگر تمہارے لئے یہ اک شاہکار اور ایک نادر لوح وتعویذ ہے۔"

ایک دو طویل کشوں میں باقی ماندہ سگریٹ راکھ کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

"تمہاری فلائٹ کا وقت بھی قریب ہے ۔۔۔ میں سناتے سناتے اور تم سنتے سنتے بور ہو چکے ہو۔ اب اٹھو اپنی منزل کی طرف بڑھو ۔۔۔ انشاءاللہ! پھر ملاقات ہوگی۔"

وہ ایک لمبی سی انگڑائی توڑتے ہوئے مزید گویا ہوا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم جب بھی [illegible] سرور [illegible] پاؤ گے۔"

لاؤنج میں جانے سے پہلے میں نے ایک بار پھر اس کی پرخلوص رفاقت اور عینوں والے کینوس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"اگر میں کبھی اپنی [illegible] پال جانکوں اور اس مزار پہ فاتحہ پڑھنے کے لئے بھی پہنچ جاؤں تو ۔۔۔؟"

وہ میری جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں جانتا ہوں تم وہاں پہنچے بنا رہ ہی نہیں سکتے۔ چند نے عینوں والوں میں شاید ہی کوئی قابل ذکر آدمی باقی بچا ہو ۔۔۔ یہ نادر الوجود خاندان عرصے سے بکھر چکا ہے ۔۔۔ اگر ان میں کوئی واقف تمہیں مل بھی گیا تو اس سے شاید تمہاری کوئی خاطر خواہ تسلی نہ ہو سکے ۔۔۔ ہاں اگر تم جانا ہی چاہو تو میرے ماموں سے ضرور ملو۔۔۔ وہ تمہیں دلی مہرولی میں تلاش کرنے چل جاویں گے اگر وہ وہاں ہوئے تو ۔۔۔ کیونکہ وہ اکثر سردیوں میں بڑی مگر حضرت بل چلے جاتے ہیں۔"

قارئین! عینوں کے اس یگانہ روزگار مصور کی ادھوری داستان آپ نے ملاحظہ فرمائی ... مجھے ایسے

نغمگیوں اور اس جیسے جنوبی اور شمالی فنکاروں کی کتھائیں کہانیاں اسی طرح اُدھوری اور تشنہ لب ہوتی ہیں۔ دیکھا جائے تو جو لطف و مزہ اُدھورے پن میں ہے وہ مکمل پنے یا سیر ہونے میں کہاں؟.... اُدھوری کہانیں خواہشوں.... ملاقاتوں گھاتوں.... خواہشوں خوابوں.... محبتوں رفاقتوں اور زندگیوں شرمندگیوں سے بھی ٹیسیں حاصل ہوتی ہیں اُن کا ایک الگ ہی سالونا سا سواد ہوتا ہے.... یعنی جو کہانی بات اُن ادھورے نغموں والے کنج میں تھی وہ اس کے مکمل ہونے پہ شاید نہ ہوتی.... رخصت ہونے کے لیے اُس نے جو ادھورا سا مصافحہ اور معانقہ کیا اور الوداعی بوسہ تو یوں تھا جیسے بصد کراہت و عجلت وہ کسی ناپسندیدہ شخص کے [illegible] گالوں سے گال مس کرنے پہ مجبور ہوا ہو۔ اُدھوری اُچٹتی سی نگاہ ڈال کر وہ باہر لوگوں کے ہجوم میں یوں گم ہو گیا جیسے اس کا وجود کبھی یہاں موجود نہ تھا۔

انگلینڈ واپس پہنچ کر میں کئی عشروں تک اُس کی اَن کہی اور اُدھوری کہانی کے تانے بانے سے رہا نہ ہو سکا.... میں تو جیسے کسی جادو نگری کے بلند و بالا اونچے اونچے بام و در میناروں محرابوں والے محل کی [illegible] غلام گردش کے [illegible] میں اپنی تار عنکبوت میں ایک بوکھلائی ہوئی مکھی کی مانند جکڑا ہوا تھا۔ میں مکڑی سے یہ ایک تار الگ الگ کر کے سلجھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر [illegible] اس مسحور [illegible] حافظوں سے کیا ہوتا تھا.... یہ نامکمل نغموں کے کنج والی کون ہے؟ اور یہ بھی کہ چند نغموں والی کی محرابیں اب بھی وہاں موجود ہیں؟ کیا اُن کے کسی فرد کو دیکھا یا ملا جا سکتا ہے.... اُس جنگلی ستارے والے جوڑ تک رسائی ہو سکتی ہے....؟

بے شمار ادھورے سوالات تھے جو بھڑ کے اندر کے بچھوؤں کی مانند میرے دماغ میں کلبلا رہے تھے تشفی کسی طور نہ ہو رہی تھی۔ اب میرے پاس دو ہی طریقے تھے اول میں ٹیلیفون پہ رابطہ کر کے اُن سے پوچھوں.... یہ طریقہ شاید قابل عمل نہ تھا۔ ایسے سرپھرے تک جڑے اتا وارے تو سامنے دھرے جیسے [illegible] نہیں دیتے، ٹیلیفون کی کال کون سنے گا.... دوسرا ممکنہ طریقہ یہی کہ میں ٹکٹ کٹاؤں اور چند دن اُن کے پاس ہو جاؤں۔ لیکن نہ جانے کیوں طبیعت وہاں جانے پہ راغب نہ ہوئی.... اسی تذبذب میں کچھ اور وقت گزر گیا.... چند نغموں والے کنج نے مجھے تو بے حال کر رکھا تھا ان میں دو چار بار دیکھ لیتا لیکن وہ [illegible] انجانی سی کشش مجھے ان کے اندر دور تک اتارنے جاتی.... کوشش کے باوجود میں خود کو ان سے [illegible] نہیں پاتا تھا۔ یہیں یہ عقدہ بھی کھلا کہ جن نقول کسی چہرے پہ لکھے ہوں' سنگ مرمر پہ کھدے ہوں یا کسی قرطاس کینوس پہ اُبھرے ہوں ان کی سحر انگیزی سے بہر طور الفاظ میں بتایا نہیں جا سکتا.... شرط یوں کر [illegible]

اخلاق اور حسنِ جمال کے اجمال میں از قسم "وڈ قصائی" نہ ہو......!

• شکیلہ بانو بھوپالی ملکۂ قوالی......!

حسنِ اتفاق یا میری کہیں سنی گئی — بھارت سے شکیلہ بانو بھوپالی (مشہور و معروف خاتون قوال اور صاحبِ شاعرہ) اپنے مکمل طائفے کے ساتھ انگلینڈ چلی آئی — مکمل طائفہ یوں کہا ہے کہ انیس بیس افراد پہ مشتمل اس گروپ میں نوے فیصد اس کا اپنا خاندان شامل تھا۔ اماں اور ابا کے علاوہ کئی ایک صغیرے کبیرے بھائی اور بھابیاں، بھتیجے وغیرہ..... بس پانچ سات خانہ زاد قسم کے سازندے اور ہمنوا جن میں کالی کیلی مکھیوں سی لڑکیاں بھی شامل تھیں — ان کے اپنے گھر والے سب سنگت میں سٹیج پہ بیٹھتے تھے۔ ابا جی بیک وقت سیکریٹری جنرل، منتظمِ اعلیٰ اور خازن تھے۔ اماں جان ہارمونیم پہ تھیں اور ہمنوائی بھی کرتیں جبکہ بھتیجے دیگر سنگت سازوں پہ بجتے تھے — یہ دنیا کا واحد طائفہ تھا جس میں انسانوں کو کاروبار کی ہر قسم قبیلی [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible] وغیرہ —

ان کا اس لحاظ سے بھی واحد طائفہ تھا جو بھوپال کے نواب خاندان سے لے کر سرکاری ایوانوں تک پہنچا ہوا تھا — فلم انڈسٹری کے بہت قسم کے ایکٹر، ڈائریکٹر اس قوالی عالم شکیلہ بانو بھوپالی کے مداح تھے — اس کی ذہین فطین، کمال کی حاضر جوابی، شستہ لب و لہجہ، برمحل استعمال — شعر کے معنی و مفہوم و زبان کے علاوہ اپنی اداؤں، کنایوں اور غمزوں سے ادا کرنے میں اپنی مثل نہیں رکھتی تھی۔ ایسی بے تکلف حاضر جواب، مہذب بااد ب اور باکلام و جمال خاتون، کم از کم اس فیلڈ میں کوئی اور نہ کبھی دیکھی ہو گی۔

شکیلہ بانو بھوپالی سے میری بالمشافہ کوئی واقفیت یا ملاقات نہیں تھی۔ ہندوستان کے اخباروں، رسالوں کی حد تک میں اسے جانتا تھا۔ البتہ یہ خواہش ضرور تھی کہ کبھی اسے ملوں یا اس کا کوئی پروگرام دیکھوں — جب کبھی ہندوستان جانا ہوا وہ کسی لمبے دورے پہ گئی ہوتی۔ اصل میں میں اس سے تفصیل سے ملنا چاہتا تھا۔ اس کی ان اخلاقی، ذہنی، جسمانی خوبصورتی اپنی جگہ پہ مگر میری جستجو اور شوق کا مرکز کچھ اور تھا۔ شکیلہ بانو بھوپالی میرے اپنے علم اور حساب کے مطابق لاکھوں میں ایک تھی — وہ عورت کا ایک ایسا انوکھا روپ تھی جو اپنے [illegible] تعلق سے بڑی خاص سیرت، نسوانی خوبیاں، صلاحیتیں اور منزل و مقام حاصل کر کے اس جہانِ رنگ و بو

میں وارد ہوتی ہیں ۔۔۔ ایسی خال خال عورتیں جنسی ہوتی ہیں۔ ان میں افلاکی بلندیاں اور [illegible]
سیڑھیاں ہوتی ہیں ۔۔۔ یہ شمس کی نحوست اور مشتری کی فرخندگی میں عالم تیرہ و تار میں جنم لیتی ہیں ۔۔۔ آنکھ میں
غنودگی کھنک ۔۔۔ نگاہ میں پہلے ستارے ۔۔۔ جڑے ابرووں تیغ رنجتی ہوئی ریگ ماہی ۔۔۔ چہرہ [illegible]
محرابوں قوسوں اور گولائیوں میں ڈھلا ہوا ۔۔۔ چال میں بادِ صبا کی مست خرامی اور لہجے میں [illegible]
زماہت ۔۔۔ مثلثِ قطب کی مانند یہ قطبی نارِی بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہے ۔۔۔ زیادہ دور کے
قریب کی بات کریں تو میرا مائی میرا سیتا کی رانی لکشمی رضیہ سلطانہ جھانسی کی رانی سروجنی نائیڈو [illegible]
روشن آرا بیگم صوفیہ لورین ڈیانا اندرا گاندھی نور جہاں (ملکۂ ہندوستان) نور جہاں (ملکۂ ترنم) مینا کماری
اسی طرح چند اور بھی خواتین اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ عموماً بچے پیدا کرنے والی عورتیں نہیں ہوتیں ان
میں فنونِ لطیفہ کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ روحانیت یا انسانیت کی جانب جدھر بھی نکل جاویں دنیاوی مال و
عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ایک قدر سب میں مشترک ہوتی ہے۔ انہیں وفا نہیں ملتی۔ ازدواجی [illegible]
ناقص ہوتی ہے ۔۔۔ آخر مسرت میاں نصیب ہوتی ہے ۔۔۔ یہ نام اور کام چمکتا سورج ہوتا ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible] مری بھری بہار میں دل کے روگ سے قبر میں اتر گئی ۔۔۔ بس اور بھی [illegible]
واقعہ نکل آیا ۔۔۔ اصل بات تو جنم سے غزلوں کی شروع تھی۔

دلّی میں ماہنامہ "شمع" ۔۔۔ [illegible] مرحوم سے بات چیت
دوران شکیلہ بانو بھوپالی کا ذکر چل نکلا ۔۔۔ میں نے انہیں کہیں بھی دیکھا نہیں اسے ملنا چاہتا ہوں آپ
سبیل پیدا کر دیں۔ انہوں نے تو جیسے میرے منہ کی بات اچک لی۔ کہنے لگے۔

"میاں! تمہیں ضرور اس سے ملنا چاہیے ۔۔۔ وہ تمہارے مطلب کی چیز ہے۔ اس کی قوالی اگر نہیں
سنی اس کی محفل میں اگر نہیں بیٹھے اس کے ہاتھ کا پکا کھانا نہیں کھایا۔ اس کے اشعار نہیں سنے تو تم نے کچھ
دیکھا سنا کھایا اور جانا ہی کچھ نہیں۔"

وہ مجھے ایک بڑی سی کتاب تھماتے ہوئے مزید فرمانے لگے۔

"یہ پڑھو اور شکیلہ سے تعارف حاصل کرو۔ مجھے معلوم کر لینے دو کہ وہ [illegible] میں ہے یا کہیں [illegible]
منع رکھو اس سے ملوا بھی دوں گا۔"

سیاہ جلد کی کتاب ۔۔۔ "امیر خسرو سے شکیلہ بانو تک" یہی عنوان پڑھتے ہی چونک پڑا ۔ تفصیل [illegible]

[illegible] سے بیٹے اور تلامذہ خاص اکمل حیدرآبادی کی تالیف و تصنیف تھی۔ شکیلہ بانو کی ذات 'فن' خاندان [illegible] خدمات وغیرہ۔ امیر خسروؒ کے حوالے سے قوالی کی پوری تاریخ 'اثرات — میں ایک ندیدے کی [illegible] چوٹ پڑا ایک ہی نشست میں پوری کی پوری چاٹ ڈالی۔ ادھر حافظ یوسف صاحب نے شکیلہ کا [illegible] معلوم ہوا کہ وہ تو حیدرآباد پہنچی ہوئی ہے آئندہ ہفتہ دو ہفتہ تک اس سے ملاقات کی کوئی امید [illegible] جا سکتی۔ اس کے سیکنڈ سیکرٹری کو پیغام اور ڈسکی میں اپنا فون رابطہ نمبر لکھوا دیا تھا۔

دس روز بعد شکیلہ بانو نے خود ہی مجھ سے رابطہ کیا — ہوٹل سے اٹھا کر اپنے دادر والے گھر لے گئی۔ [illegible] اپنے سٹاف، دوستوں سب سے ملوایا۔ اسی طرح میرے بہانے دعوتوں کا موقع بھی نکل آیا۔ ان [illegible] رنگ و رامش اور ناؤنوش کی پرتہذیب و تکلف محافل میں میں پہلی مرتبہ پی آر چوپڑا، نوشاد، دلیپ کمار، [illegible] مایوی، راج کپور، نرگس، جانی واکر، راماننڈ ساگر، اجیت، پران اور بہت سے دیگر فلمی، غیر فلمی فنکاروں، [illegible] شاعروں اور موسیقاروں سے تفصیل سے ملا — جہاں اشکر کے چند ایک پروگراموں میں شامل ہونے کا [illegible] ملا۔ اسی دوران مجھے اندازہ ہوا شکیلہ بانو کا حلقہ احباب کس قدر وسیع ہے۔ [illegible] ذوق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تھا اُس کے والد عبدالرشید خان، والدہ اور بہن بھائیوں سے بھی خلوص و وفا کے رشتے استوار [illegible] اب میں اُن [illegible] کے کسی فرد کے لئے اجنبی نہ تھا۔

اچانک ایک روز میں نے [illegible] کہ آپ تو اگلے دنوں میں بھوپال جا رہے ہو تو [illegible] ساتھ لے چلئے گا۔ میں اس خوبصورت قدیمی شہر کو جی بھر کے دیکھنا چاہتا ہوں — یہاں کے تعلقات [illegible] باغات، جھیلوں، کوچوں، بازاروں میں خوب گھومنا چاہتا ہوں اور خاص طور پر وہاں بزرگوں، اولیائے اللہ [illegible] کی زیارت بھی میرا مقصد ہے — خان صاحب میری خواہش سن کر خوش ہوئے — کہنے لگے۔

"جب چاہیں اپنی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے پروگرام بنائیں — آپ وہاں جا کر بہت خوش ہوں گے — آپ سے زیادہ میں خوش ہوں گا کہ مجھے آپ کی میزبانی اور مہمانداری کا موقع ملے گا۔"

اب میں اس انتظار میں رہا کہ کب خان صاحب بھوپال چلنے کا کہتے ہیں — دو بارہ اپنی خواہش کے اظہار میں تامل تھا کہ ان کی دن رات کی مصروفیات، زیادہ تر پارٹیوں سے معاملات اور [illegible] کی [illegible] کی نوعیت یوں کہ انہیں کان کھجانے کی فرصت نہ تھی — میں نے محسوس کیا انہوں نے مروتاً بھوپال لے جانے کی حامی تو بھر لی ہے مگر حقیقتاً ان کے پاس حاجی علی کی درگاہ تک جانے کے لئے بھی وقت نہیں۔

ایک صبح میں نے انھیں مطلع کیا۔

''خان صاحب! آپ کی بے پناہ مصروفیات کا مجھے احساس ہے۔ میں چونکہ پہلی مرتبہ بھوپال آیا ہوں۔ ہو سکے تو کسی پڑھے لکھے بندے سے میرا رابطہ کروا دیں جو بھوپال میں میری کچھ رہبری کر سکے۔''

خان صاحب نے مصروفیت کا عذر اور معذرت پیش کرتے ہوئے کہا۔

''میں چاہتا تو یہی تھا کہ آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں پر کیا کیجئے کہ اب چند ایک پروگرام ہی ایسے میں آن پڑے ہیں۔ آپ تو سمجھتے ہیں کہ آئی روزی کو لات مارنا بھی کفرانِ نعمت ہے۔ ویسے آپ کو واپسی کی ایسی عجلت بھی کیا ہے؟ ایک آدھ ہفتہ اور رُک لیں۔''

''خان صاحب ایک تو مجھے واپس انگلینڈ جلد پہنچنا ہے۔ دوسرے وہاں جنگل کنارے ایک [illegible] مزار ہے جس کا عرس اس شکروار کو شروع ہو رہا ہے۔ میں وہاں عرس کے موقع پہ حاضری دینا چاہتا ہوں۔''

چند لمحے ادھر ٹیلیفون پہ خاموشی چھائی رہی۔

''ہیلو...... خان صاحب! آپ سن رہے ہیں کیا......؟''

''میری بات کے ساتھ خان [illegible]

''[illegible] بابا [illegible] ہیں [illegible]''

''ہاں اُن کا یہی نام مجھے بتایا گیا تھا۔''

اب خان صاحب کا لہجہ ایک دم تبدیل ہو گیا۔ بڑی بے دلی سے بات کرنے لگے۔

''تمہیں شاید معلوم نہیں صاحب [illegible] وہاں کوئی عرس ہوتا ہے جس میں شرکت کی خواہش لیے تم وہاں جا رہے ہو۔''

''آپ کیا کہہ رہے ہیں خان صاحب؟ یہ تو بہت قدیمی مزار ہے اور صاحبِ مزار بڑے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ انسان تو انسان جنگل کے شیر چیتے وہاں حاضری دیتے تھے بلکہ جنات تک وہاں سے فیض حاصل کرتے رہے ہیں۔''

خان صاحب جھنجلاتے سے بولے۔

''معذرت خواہ ہوں اس وقت تفصیل سے بات نہیں کر سکتا۔ دوسری لائن پہ ٹیلیفون بار بار بج رہا ہے۔ ویسے مزار دوست میرا مشورہ ہے آپ وہاں میرے ساتھ ہی تشریف لے جائیں۔ اگر کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو پھر مجبوری ہے اکیلے ہی چلے جائیں لیکن وہاں کی مزار وزار پہ جانے سے اجتناب کریں۔ آپ مجھ سے آئے ہوئے ہیں بھوپال کے خانقاہی ماحول سے آپ واقف نہیں۔ محض وقت برباد کرنے والی بات ہے۔''

وہ بڑی عجلت میں کہہ رہے تھے جیسے انھیں مجھ سے جان چھڑانے کی پڑی ہو اور ادھر میں ان سے بھی دو قدم آگے کا اُتاولا' کھٹ سے پوچھ بیٹھا۔

''قبلہ خان صاحب! خاکم بدہن آپ کہیں وہابی شابی تو نہیں.....؟''

جواب میں ٹیلیفون ڈیڈ ہو گیا۔ تعلقات' ٹیلیفون اور سیٹھ نیکارام۔ تینوں پہ چار حرف بھیجتے ہوئے میں نے بھی چھوڑ دیا۔ میرا طریقہ ہے کہ میں سفر کے دوران' سامان اور خوراک بہت کم لیتا ہوں... معمولی سامان بھی یوں کہ دھویا نہ دھویا ایک برابر... شکل صورت' حال حلیہ بھی ایسا رکھتا کہ اجنبی دکھائی نہ دوں۔ اس طرح میں مکروہات اور سفری پریشانیوں سے بچا رہتا ہوں۔ زندگی اور سفر دونوں کا مزہ ہی بے سروسامانی' تنہائی اور من موجی میں حاصل ہوتا ہے۔ علی الصباح بھوپال کے اسٹیشن پہ اترا تو میرے کاندھے پہ لٹکے تھیلے میں ایک آدھ جوڑا لباس' دو چار کتابیں تھیں۔ کرتہ پاجامہ اور معمولی سی چپل جو میں پہنے ہوئے تھا — اس حال اور سامان کے ساتھ باہر نکلا تو کسی تانگے' ٹیکسی رکشہ والے نے مجھے گھاس تک نہ ڈالی۔ [illegible] کسی بے وقوف گیدڑ کی طرح تھا جو شامت اعمال سے شہر کا رخ کر لیتا ہے۔

[illegible]

[illegible] ہیں' جو شہر کی [illegible] نظروں سے مسافروں کی تلاش میں رہتے ہیں [illegible] میں چونکہ ان مسافروں کو سمجھتا ہوں اس لیے جان بوجھ کر ایسا حال حلیہ رکھتا ہوں کہ طرفین اور ریڑھی والے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے [illegible] اسٹیشن کے باہر بڑی [illegible] اپنی اپنی سواریاں لیے ہوئے مسافروں کی پکڑ دھکڑ میں مصروف تھے۔ کیا مجال جو میری جانب کسی نے نگاہ غلط بھی ڈالی ہو۔ میں اسے ٹہلتا ٹہلتا اسٹیشن کی حدود سے باہر مین روڈ پہ نکل آیا — چند لمحے رک کر دائیں بائیں دیکھا' [illegible] کہ مرکزی شہر کس طرف ہو سکتا ہے؟

یہ بھی سیاحت کی ایک سائنس یا علم ہے۔ جو تجربہ کار سیاحوں' جہاں گردوں یا بنجاروں کے ہاں ہوتا ہے۔ یہ بالکل [illegible] خانہ بدوش آوارہ گردوں کے ہاں ہوتا ہے۔ یہ باقاعدہ ایک [illegible] اپنے اسی علم و سائنس سے دنیا بھر میں شہروں شہروں' ملکوں ملکوں خاک چھانتے رہتے ہیں — ان خانہ بدوشوں کے تجربے ہی کی بنا پر ان کی خارجی اور داخلی حسیں غیر معمولی اور عام انسانوں سے تیز ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ غیر انسانی ہوتی ہیں... جیسے کوے اور کبوتر کی صلاحیتیں' جبلتیں اور عادتیں خانہ بدوش آوارہ گردوں میں موجود نہیں تو وہ دوسرا نمبر ہے... محض اندر باہر کی کا لپک سے کوا — انسان وہی ہے جو

اور صرف معصومیت سے کچھ تعریف نہیں ہوتا۔ ان میں کشف زدیا — ماضی حال مستقبل بھی — [illegible]
نجوم موسم — وقت کے تقاضے غیب کے اشارے — انسان کے ظاہر و باطن نیت و سوچ کی تمام [illegible]
اور خباثتیں سمجھنے کی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔

آنکھیں بند کر کے کھڑے ''مراقبۂ الصمت'' ادا کیا اور حسب طریق اپنے دائیں [illegible]
دیا — کافی دور آگے جا کے پیچھے سے آتا ہوا ایک چھکڑا یکا میرے قریب پہنچ کر رکا — [illegible]
بوڑھا یکہ بان پوچھ رہا تھا — ''کہاں جاؤ گے بھیا؟'' — چپٹی پور برابر بیڑی کے دم کش میں وہ [illegible]
کھانس بھی رہا' اس کی ایک مندھی آنکھ سے آشوب بھی بہہ رہا تھا — بادل نخواستہ رکتے ہوئے میں [illegible]
بوڑھے غربت زدہ یکہ بان کو غور سے تکنے لگا۔

اس طرح مجھے چپ پا کر وہ دوبارہ پوچھنے لگا — ''بھیا! ادھر موہن گنج کی طرف جا رہے ہو؟
میں ادھر ہی تو جا رہا ہوں — بھاڑے کی فکر نہ کرو — بسم اللہ کی سواری ہے میں کم ہی بھاڑا دیے [illegible]
لیتا۔ آؤ بیٹھو!''

[illegible]

[illegible]

[illegible] لگے اور دھوپ سے بچنے لگے۔ ابھی اسپ کی خیر [illegible] — [illegible]
[illegible] قائم کر لیا تھا — [illegible] — پکھ [illegible] کہاں اور کدھر [illegible]
آنکھیں [illegible] گنج کا سال [illegible] اسی طرح بے خود [illegible]
سے [illegible] کر [illegible]۔

''بھیا! کہاں اترو گے میں تو موہن گنج کی جانب مڑ رہا ہوں؟''
بن سوچے سمجھے منہ سے نکل گیا۔

''میاں جی! موہن گنج لے چلو یا کسی ڈاکٹر میری ادھر والی جان پہچان تو ہے نہیں چاہو تو کسی [illegible]
یا آشرم کے پاس اتار دینا بس.....!''

پیچھے مڑ کر مجھے کڑی نگاہوں سے تکتا ہوا پھر پوچھنے لگا۔
''بھیا! تم ادھر ہی کے رہنے والے ہو؟ پر ادھر کسی سے ملنے کا قصد ہوگا؟''
سمجھ میں آ گئی کہ بات کی بات' تھیلے سے باہر نکالے بغیر یہ بوڑھا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ [illegible]
کرنے کی غرض سے میں نے اسے بتا ہی دیا۔

"بڑے میاں! میں بمبئی سے آیا ہوں ۔۔۔ یہاں کے ایک باسی جو بمبئی میں رہتے ہیں مجھے ان کے
[illegible] یہاں پہنچنا تھا مگر یہ تو وہ میرے ساتھ نہ آ سکے ۔۔۔ ادھر آنے کا اصل مقصد یہاں آ سووتا کہ ایک
[illegible] کے مزار پہ حاضری دینا تھا اور دوسرا مقصد یہاں کے تاریخی مقامات، مساجد و مکاتب، تہذیب و تمدن کا
[illegible] و مطالعہ بھی ہے۔"

وہ مزید کریدتے ہوئے بولا۔۔۔ "اور کچھ ۔۔۔؟"

"میں یہاں کے پرانے لوگوں، قدیمی مزاروں، کنوؤں باولیوں اور جنگل بیابانوں کو دیکھنا چاہتا
ہوں۔۔۔ یہاں کے شاہی محلات، عجائب گھر اور لائبریریوں تک جانا چاہتا ہوں۔"

"بھیا! تم نے ابھی کہا ہے کسی بزرگ کے مزار پہ جانا تمہارا اصل مقصد ہے؟ اور تم بھوپال کے رہنے
والے کسی آدمی کے ساتھ ادھر آنا چاہتے تھے ۔۔۔ ان دونوں کے نام پتے بتا سکتے ہو تاکہ ادھر پہنچا دوں؟"

"وہ ادھر کے بڑے جانے پہچانے بندے ہیں۔ نام ان کا عبدالرشید خان ہے مشہور تو آل ظلید بانو
[illegible] ہیں [illegible] ریاست [illegible] میں بھی ان کی سکونت ہے۔ دوسرے جن بزرگ کے مزار پہ میں حاضری دینا
[illegible] وہ حضرت شاہ بابا تاج ہیں۔ اسی طرح [illegible]
[illegible]

میری یہ باتیں سن کر [illegible] والے جیسے سانپ سونگھ گیا۔ [illegible]
[illegible] ہے۔ اب میں اس انتظار میں کہ وہ کوئی مزید بات [illegible]
[illegible] کا سلسلہ [illegible] انجام تک [illegible] چاہتے تھے۔ جب قافلہ
[illegible] میں [illegible] تو [illegible] بات کی [illegible] سکوت کے تالاب میں [illegible]۔

"میاں جی! کچھ جواب نہیں۔ یا میری کوئی بات ناگوار گزری یا جواب کے لائق نہیں؟"

بڑے میاں نے رخ میری جانب موڑے بغیر ہی روکھا سوکھا جواب دیا۔

"بھیا! آج صبح بسم اللہ پڑھنے کے وقت آپ نے باتیں ہی [illegible] پڑھنے والی شروع کر دیں
[illegible] میں خاموش ہو رہوں تو کیا آفرین کہوں؟"

میں سر پیٹتا رہ گیا ۔۔۔ اپنی باتوں پہ غور کیا ۔۔۔ کون سی بات ایسی کر دی جو قابل اعتراض ٹھہری
۔۔۔ جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پھر پوچھ بیٹھا۔

"بابا خاطر [illegible] تو بتا دیں میری کون سی بات ایسی تھی جو آپ کی طبع نازک پہ گراں گزری؟"

وہ یکدم رکتے ہوئے بولا۔ "بھیا! بس تم [illegible] اتر لو میں سویرے سویرے کسی قصے میں پڑنا نہیں

چاہتا ۔۔۔ جس مزار کا تم نے ذکر کیا وہاں تو جنات کا بسیرا ہے ۔۔۔ کوئی ہوش مند اُدھر کا رُخ کرنا پسند نہیں کرتا۔ شاہ بابا کا پورے کا پورا مزار اردگرد کی مٹی سمیت جنات اکھاڑ کر کوہ قاف کے پہاڑوں پہ لے گئے ہوئے ہیں۔ اب تو یہاں اُن کی باقیات میں ایک بڑا سا گڑھا ہے جس میں ہر وقت الاؤ جلتا رہتا ہے ۔۔۔ نہ کوئی لکڑی ڈالنے والا ہے نہ تیل گھی پہ چونکہ کمال وہاں خوشبودار میٹھی میٹھی آگ روشن رہتی ہے۔ کہتے ہیں جنات خوشبودار ٹھنڈی ٹھنڈی آگ خود جلاتے ہیں ۔۔۔ جنات کے خوف سے کوئی اُدھر کا رُخ نہیں کرتا ۔۔۔ ہاں البتہ وہاں سے قریب ہی اُن کی صاحبزادی صاحبہ کا مزار بھی ہے وہاں مست ملنگ لوگ آتے جاتے ہیں۔ وہاں جانا چاہو تو میں چھوڑ آتا ہوں۔ ایک کم روپلی بھاڑا ہوگا' صبح صبح بوہنی کا ٹائم ہے۔"

تانگے والے کی خوف زدہ کر دینے والی باتوں سے مجھے کوئی فرق نہ پڑا کیونکہ اس قسم کی جناتی باتیں جٹہ والے نیبوں کے منصور سے بھی سن رکھی تھیں ۔۔۔ اب تانگے والا میرے کسی جواب کا منتظر [illegible] میں ایک دماغی جھٹکا [illegible] نیبوں والے حافظوں کی بات پوچھتے ہی وہ ایسا لگتا تھا کہ وہ غفلت ختم کر کے ہونے لگے [illegible]

"مجھے اچانک تو [illegible]"

میں [illegible] سے

چلیے بسم اللہ!

میرے اس اعلان پہ وہ یوں چونکا جیسے میں نے اسے کہہ دیا ہو ۔۔۔ "مہربان! میں آپ والے بچہ ہوں۔ [illegible] پچھلا اور پچھلی سیٹ سے آپ نے مجھے [illegible] پہ بٹھایا تھا میرے [illegible] والے پھر خراماں خراماں داتا دربار کی جانب چل دیے۔ شاہ عالمی کے باہر مسجد شب بھر کے [illegible] "یہ رنگ مبارک ہو" کہا تھا۔ داتا صاحب کا شکر بجا لایا۔ وہاں سے نکلتے ہی [illegible] پوری کی [illegible] پکڑا ۔۔۔ بھلا کبھی جسم جلتا ہے اور وقت بدلنے سے بھی کہیں امر واقع ہوتا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ میں اسے [illegible] کے تعبیر [illegible] یاد بھی دلاتا ۔۔۔ عشق میں [illegible] والے [illegible] سے نکلی [illegible] بھی کرتا مگر شاید اس وقت ان قصوں کو چھیڑنے کا محل نہیں تھا ۔۔۔ اچھا خاصا راستہ طے کرنے کے بعد [illegible] کے [illegible] میں آ کر پاس گئے۔ اس دوران ہمارے دونوں لحاظوں پہ بات چیت کی مکمل قانون بندی رہی۔

نیچے پاتال میں مختلف نوع کی معدنیات' نباتات لطیف و کثیف' جمادات و حیاتیات ۔۔۔ آتش فشاں اور بے پناہ گرم مادے ۔۔۔ دھرتی کی اپنی اندرونی کیفیات وغیرہ ۔۔۔ اپنے اوپر موجود مخلوقات پہ بہت [illegible] اثر پذیر ہوتی ہیں۔ خواہ وہ حیوان مطلق ہوں یا حیوان ناطق' شجرات یا حجرات وغیرہ اور کچھ طبقات [illegible]

بھی ہوتے ہیں کہ ان پہ سرانجام دیے کار و کرم بڑے مثبت نتائج کے حامل ٹھہرتے ہیں' کہیں ایسی زمین [illegible] بیٹھو تو چنچل بھی شانت ہو جائے — کئی ایک بدطالع' مضرت تیز اور کئی ایک تختۂ ارض ایسی تاثیر بھی رکھتے ہیں کہ خلفشار و خلجان پیدا کر دیں اور یہ بھی دیکھا کچھ حصۂ زمین پہ دل و دماغ کے بند سوتے کھل لیتے ہیں' [illegible] اور پارہ جاتا رہتا ہے۔ بشاشت' عفو و رحم اور استغنا پیدا ہوتا ہے۔

گوہر مقصود نے سکندر جب دنیا کو فتح کرنے کا عزم لے کر اپنے ملک سے اٹھتا ہے تو اس کا معلم المعلمین [illegible] اتالیق اور مشیر خاص ارسطو اسے چند خاص پند و نصائح سے نوازتا ہے۔ گھوڑے کی ننگی پیٹھ کے پیچھے سے [illegible] سیہ چشم چہرہ اور آنکھ آنسوؤں سے بات کرنے والی عورت کے مکر و فریب سے دور رہنے کی تلقین کی اور [illegible] طریق جہاں بانی کے ضمن میں راز ہائے سربستہ کھولتے ہوئے کشش ثقل' ارضی طبقاتی اثرات' ان [illegible] کیفیات و خصوصیات کے بارے میں [illegible] کسی فیصلے سے قبل زیر قدم زمین کی اتحاد تک درجہ بدرجہ تمام خفی [illegible] اثرات اور کوئی حکم صادر کرتے سے اپنے سر کے اوپر' وابستگان افلاک کا کلی جائزہ لینا بھی سکھایا [illegible] کے عین نیچے اور اوپر جو تجلیۂ حکمت و معرفت بے فطرت و قدرت کے جو خفیف [illegible] اشارے [illegible] جو اثر رکھتے ہیں ان کے ثمرات [illegible] اور [illegible] جاتے ہیں

[illegible]

[illegible] کے پاس ایک عزم تازہ و قدرت و شجاعت عسکری انداز فکر سے جہاں بانی پہ آمادہ تھا۔ اس کے [illegible] ایک دیدہ ور داتا تھا — اور بابا بھی وہ جس نے اسے کسی مرحلہ [illegible] فراموش نہیں کیا بلکہ اس کے [illegible] دنیا کو عزم و ہمت [illegible] اور شاہ و قلندر [illegible] ربانی تعلقات [illegible] سے مختص بنا دیا — اس نے اسے یہ سبق دیا کہ تم سکندر اعظم بن کر پوری دنیا کی فتح کر لو' جب بھی تمہاری خدمات دونوں ہاتھ خالی ہی ہوں گے اور جب تمہاری موت آئے گی تو دنیا یہ دیکھے گی کہ تم اپنے وطن گھر کے آنگن میں یا دور کہیں گم نام [illegible] راہوں پہ ہو' آخری وقت دونوں ہاتھ خالی اور کھلے رکھے گا' گو کہ بھی اس کے جلیل القدر معلم استاد کا قول تھا۔ اس خالی ہاتھ دنیا سے جانے والے بادشاہ کو رہتی دنیا تک ایک عظیم فاتح کہا جائے گا۔

سکندر اعظم کا یہ تجسس سا کہ زمین و افلاک کی دیدہ ور دید و قوتوں کے حوالے سے درمیان میں آ [illegible] اور کھنچنے والا ایک خاص وقت اپنا لازم بنا کے رہے — شاید اس لئے ہم دونوں ایک دوسرے کے [illegible] سے قریب [illegible] ہو گئے یا اس زمین اور آسمان کے درمیان ہم موجود تھے یہ اس کا بھی اثر یا تقاضا تھا۔

پہاڑ ابھی دور ہوتے ہیں زمین پہلے ہی پتھریلی سی شروع ہو جاتی۔ جنگلوں سے پہلے زمین کی تپ و ہوا خوشبو خوش منظری مسافر کو خوش آمدید کہہ دیتی ہے — سمندر و صحرا بھی دور سے اپنی شناخت کروا

دیتے ہیں۔ چمن کے قریب خندقیں، پتہ یاں، قبریاں اور کھتیں آپ کا استقبال کرتی ہیں۔۔۔ [illegible]
راستے ایسے سرسبز اور خوش منظر نہیں ہوتے کہ یہ تا آسودہ زندگی اور فرسودہ موت کی گزرگاہ ہوتے ہیں [illegible]
گزرگاہوں کے نیچے تحت الثریٰ تک گندھک شورہ کا جہنم دہک رہا ہوتا ہے۔ میں نے یروشلم، کوفہ، کربلا،
دہلی، امرتسر، میسور اور دنیا کے بہت سے دیگر علاقوں میں ایسے طبقات ارضی اور افلاک کی شکست دیکھی جو [illegible]
اسی ہلاکت آفرینی کے زیر اثر ہیں جو صدیوں پہلے ان کے حصے میں آئی تھی۔

یکہ اب ناہموار راستے پہ تھا۔۔۔ جنگل کی آوارہ گنواری خوشبو نے مجھے منزل کا پتہ دے دیا تھا۔ [illegible]
خستہ حال پُر غرور سی تھی جیسے کالے کوسوں کا طویل سفر طے کر کے یہاں پہنچا ہوں۔ اونچی نیچی راہوں پہ خستہ [illegible]
سا یکہ کسی آشفتہ سر کی طرح ہچکولے لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ میں چونکہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا اس لئے پیچھے کا منظر
واضح تھا۔ آپ نے بھی محسوس کیا ہے کہ [illegible] تانگے یکے کا سفر پیچھے بیٹھے ہونے کے لئے ماضی سے [illegible]
آگے بیٹھنے والے کے لئے مستقبل کا رجوع ہوتا ہے۔۔۔ پیچھے والے کی نظر ماضی بعید کے قلب میں گڑی ہوتی
ہے اور راہ کے [illegible] پتھر، روڑے، کانٹے، غبار وغیرہ سب بڑی یاس بھری نظروں سے دیکھتا ہے پیچھے [illegible]
جانے کا [illegible] مستقبل کے [illegible]
[illegible]
میری نظر خود [illegible] کی کیلی گوریوں پہ پڑی جو پگڈنڈی نما راستے پہ جا بجا بکھری ہوئی تھیں۔ [illegible]
یہ کانی تھا کہ یہ جنگل بھی کالا [illegible] سے کسی منزل [illegible]

انسان کھاتا پیتا تو سب [illegible] وہ ایسا نہیں کرتا۔ لیکن [illegible]
دوسرے چوپائے کھاتے پیتے اور فراغت کے لئے کسی پردہ پوشی کا مظاہرہ نہیں کرتے۔۔۔۔۔ اور [illegible]
چلتے دوڑتے جاگتے بھی یہ فریضہ آسانی سے سرانجام دے لیتے ہیں۔ ہر جانور کا بول و براز مختلف انسانی
[illegible] کام آتا ہے اور بہت سے عوارض کی دوا لاتعداد عمری [illegible] کا جزو لازمی اور کئی ایک [illegible]
لئے تریاق۔۔۔ رب العزت نے اس جہان میں کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں فرمایا۔ بظاہر بے مقصد نظر
دینے والی شے کبھی نہ کبھی اپنی افادیت رکھتی ہے ہم اگر کور چشمی کی بنا پہ نہ جان پائیں تو اس میں [illegible]
قصور ہو سکتا ہے۔ انسانی جسم سے خارج ہونے والے مختلف مواد کو ہم پسینہ، تھوک، میل، بلغم اور [illegible]
پیشاب کہتے ہیں۔ یہ انسانی بول تو اپنے اندر کسی حد تک مقدار میں [illegible]
ریشے جات محفوظ رکھتا ہے جو اس کی غیر ہضم غذائی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ اس کی کراہت و حالت [illegible]
اس کا زیادہ دیر سامنا نہیں کر پاتا مگر یہ اس کے معدے میں موجود ہوتا ہے اور بعض اوقات تو کئی دن [illegible]

ہے ـــ بظاہر اس غلاظت کا کوئی روشن پہلو نظر نہیں آتا لیکن پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ انسانی فضلے کی
[illegible] اور چربی سے بڑے بڑے قیمت اور مشہور میک اپ کے سامان بنتے ہیں ـــ خاص طور پہ عورتوں کے
لیے مخصوص لپ سٹک' انسانی فضلے سے حاصل کی گئی چربی سے تیار کی جاتی ہے۔ انسانی معدے میں
ہضم ہو کر جب فضلہ بننے کے عمل سے گزرتی ہے تو اس میں ایک خاص کیمیاوی تغیر پیدا ہوتی ہے اس سے
ایک ایسا نایاب مادہ وجود میں آتا ہے جو چمگادڑ کے فضلے اور ابابیل کی بیٹ کے علاوہ کہیں اور یا کسی متبادل
ذریعے سے حاصل نہیں ہوتا۔ انسانی فضلے سے اس مادے کو حاصل کر کے ایک ایسی دوا وجود میں آئی ہے جو
[illegible] کے سرطان کے لئے تریاق ثابت ہوئی۔ متعلقہ ذرائع اس پہ مزید تحقیق کر رہے ہیں۔ اسی مادے سے
[illegible] الرجی' برص اور جلد کی دیگر بیماریوں کے لئے مرہم بھی تیار ہو رہے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ
[illegible] فضلے کی بدبو سے ضعف شامہ [illegible] ہے۔ اس کا بلفس باندھنے سے خاصا
[illegible] ہوتا ہے۔ تجربہ کار پولیس کے تفتیشی افسر تھو لینے والے مجرم کے منہ پہ اس غلاظت کا توبرا چڑھا دیتے
ہیں تو [illegible] بیان [illegible] اگلا پچھلا تمام جرم قبول لیتا ہے۔

دیہات میں زیر زمین پائپوں کے ذریعے گھروں کی یہ غلاظت شہر سے باہر ایک [illegible] میں پہنچائی
جاتی ہے۔ جہاں [illegible] کیے جاتے
ہیں ـــ اس سے ایک ایک کار آمد چیز علیحدہ کی جاتی ہے۔ فضلہ' پاؤڈر کی شکلوں میں تبدیل کرنے کے متعلق
[illegible] تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ بھلا کون جانے کہ ہم جو دوا' کریم' میک اپ خاص ذوق شوق سے استعمال کر
رہے ہیں۔ اس کا اصل ماخذ کیا ہے ـــ اللہ تعالیٰ نے اس لئے ہر چیز [illegible] علیحدہ کیا ہے۔ یہ وہ
[illegible] ہے۔ وہی بات کر دی سائنس [illegible] ہر چیز اپنی ہیئت تبدیل کرتی رہتی ہے۔ ایک شے پہلے ہوتی
[illegible] کی جاتی ہے۔ حلق سے اترتے ہی وہ پلید ہو جاتی ہے ـــ خوشبو [illegible] بعد [illegible] کی صورت باہر نکل آنے
[illegible] بدبودار اور غلاظت بن جاتا ہے ـــ اندھیرے سے اجالا' اجالے سے پھر تاریکی ـــ زندگی سے موت
موت سے پھر زندگی کی نمو ـــ اچھائی سے برائی' نیکی سے بدی ـــ محبت' نفرت' دوری سے نزدیکی اور
[illegible] ـــ زندگی اسی ردوبدل سے تعبیر ہے ـــ اچھا ہمیشہ ایسا ہی نہیں رہتا' [illegible] کے ساتھ [illegible] اور برا اکثر
[illegible] اچھا ہو جاتا ہے' اس رنگ بدلتی دنیا میں ہر شے تغیر نصیب ہے۔

فضلات یعنی وہ فضول چیزیں جس سے اس کا جوہر نکل چکا ہو اور باقی چھلکا رہ گیا ہو۔ جیسے جانا پہچانا
[illegible] چھلکا بھی اصل کی مانند افادیت کا حامل ہوتا ہے۔ پھلوں ترکاریوں کے چھلکے بیج' گٹھلی' پتے اور
[illegible] ـــ گوشت کی ہڈیاں' چھیچھڑے' باقیات' چربی ـــ اناج دالوں کے چھلکے' بھوسی ـــ چائے قہوے کی

استعمال شدہ پتی۔ استعمال کیے ہوئے برتنوں اور کپڑوں کی دھلائی کا پانی' سر جسم کے اتارے ہوئے بال' ناخن وغیرہ میں سے کچھ بھی تو فضول نہیں' ہم ہی بے علم ہیں۔

کسی خسیس ساہوکار کے ہاں ایک نہایت ہی غریب مگر عقلمند آدمی ملازم تھا۔ ساہوکار اپنی انتہائی کنجوسی اور کمینگی کی بنا پر اس کی پوری گرفت کرتا تھا۔ ایک ایک چیز' حرکت پہ نظر معاوضے کے مقابلے میں اُس سے کئی گنا کام لیتا ——— گن گن کر کھانے پینے کو دیتا ——— یہاں تک کہ اکثر باسی بچی کچی خوراک سے بھی اسے محروم رکھتا تھا۔ یہ بے چارہ غربت کا مارا جیسے تیسے اس کے ہاں پڑا گزارہ کر رہا تھا کہ اور جو کوئی زندگی بسر کرنے کا ذریعہ بہانہ نہ تھا۔ مگر خسیس ساہوکار اکثر اوقات اس کی صحت' چہرے بشرے پہ کھلی آسودگی اور اطمینان دیکھ کر کڑھتا اور سوچتا رہتا کہ اس کمبخت کو کھانا پینا بھی تیا تلا اور بہ مشکل ملتا ہے آرام سکون کا کوئی تصور نہیں لعن و طعن جھڑکی سے ہر وقت اس کی [illegible] ہوتی ہے پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کی صحت پہلوانوں جیسی خوش باشی ایسی کہ جیسے دنیا کا امیر ترین شخص ہو۔ کچھ مزید نگرانی اور تفتیش کے بعد جب راز ہاتھ نہ آیا تو ایک روز پاس بٹھایا ——— بڑی نرمی اور رسان سے پوچھا۔

"[illegible] تیرا راز کیا ہے' تو پوری کرتا ہے [illegible] ——— [illegible]

[illegible]

تم کوئی چھوٹا موٹا [illegible] خوش خوش پھولا رہتا ہے ——— [illegible] کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے ——— [illegible]"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"مالک! میں نہ چور ہوں اور نہ ہی بے ایمان ہوں ——— میری خوشی و اطمینان کا سبب ایک دھندے میں محنت اور لگن ہے۔ میں معاوضے اور تحسین کے لالچ کے بغیر اپنے ذمے کے کام کاج جان توڑ محنت سے سرانجام دیتا ہوں۔ محنت اور خدمت میں ڈوب جانا ہی میری خوشی اور اطمینان کا باعث ہے اور میں یہ بھی نہیں سوچتا کہ آپ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ——— میرا دھیان صرف اس امر پر رہتا ہے کہ میری جانب سے خدمت محنت میں کوئی کوتاہی نہیں رہنی چاہیے۔"

ساہوکار چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس کے سراپے پہ نظریں گاڑتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"تیری تندرستی کا راز کیا ہے۔ میں دنیا کی ہر نعمت کھاتا ہوں پھر بھی تم سے اچھی تندرستی نہیں۔ تم تو کیا کھاتا ہے' جو میں نہیں کھا سکتا؟"

وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"ان داتا! رسوئی سے جو چیز پھینکنے والی ہوتی ہے وہی میری خوراک ہے ——— ترکاریوں کے چھلکے

دالوں کے چھلکے اناج آٹے کی بھوسی۔ مولی چقندر شلجم پالک کے پتے ڈنٹھل میری خوراک۔ میں انہیں چھلکے کی بجائے بھجیا بنا کر کھا لیتا ہوں کہ اصل مزہ اور جوہر تو ان میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ یہی میری تندرستی کا راز ہے.....!"

بات ہو رہی تھی انسان اور دیگر جانوروں چوپایوں کی کہ ان کے فضلے اگلے پیچھے پیشاب اور دیگر مادے جو ان کے کانوں آنکھوں ناک جسم منہ سے لعاب تھوک کیچڑ ریزش میل جھاگ کی صورت میں خارج ہوتے ہیں یہ بظاہر نجس ناپاک اور بیکار چیزیں اپنے اندر کیا کیا خواص رکھتی ہیں۔ طبی اور طلسماتی اعتبار سے ان میں کیسے کیسے اسرار پنہاں ہیں۔ عملیاتی ٹونوں ٹوٹکوں دیسی طریقہ علاج اور صدری نسخوں میں ان کے کیا کیا چمتکار ہیں۔ سفلی عملیات اور فسوں بندی میں ان چیزوں کا کیا کردار ہے؟

انسانی حیوانی بال ناخن اور [illegible] جوتے پاؤں کی مٹی جھوٹا کھانا پانی اور تحریر و تصویر سے کیا کیا نیکیاں بدیاں ہو سکتی ہیں..... ہندوؤں اور دیگر لادین قوموں میں ان چیزوں کا بہت عمل دخل ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ان کے روزمرہ کا ضروری حصہ اور [illegible] اور تپسیا کی آتما ہیں [illegible] کے گوبر کو [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ اس سے اپنے گھر کے فرش دیوار [illegible] جاتی ہیں۔ اس کی [illegible] جاتی ہے۔ اس کے [illegible] کے تیل میں ملا کر [illegible] کے کام آتی ہے۔ اس کی دم کے بال اگر [illegible] جائیں تو بیمار بال تندرست ہو کر [illegible] اور چمکدار ہوتے ہیں اسی طرح بیل کا پیشاب طاقت اور [illegible] پیدا کرتا ہے۔ اس کے جلے ہوئے گوبر [illegible] جسمانی اور اعصابی [illegible] کا علاج ہے۔ اس کے سینگ گھر کے صدر دروازے پر نصب کرنے سے نحوست بد روحیں اندر داخل نہیں ہوتیں۔ [illegible] جاتے ہیں ان میں [illegible] اور [illegible] بڑھ جاتی ہے [illegible] بکری گدھی کتیا اونٹنی کی کنواری کے پیشاب میں بھی عجیب و غریب اثرات ہوتے ہیں جن میں بہت سے جسمانی عوارض کے لئے شفا ہے۔ الو چمگادڑ کوا گدھ کرلا خار پشت چھپکلی جنگلی [illegible] گلہری بلا عام [illegible] لومڑی بندر جنگلی بھینسا جنگلی خرگوش شیر ریچھ اور [illegible] ان جانوروں کا گوشت پوست ہڈی پنجے پر اور ان کی غلاظت دیگر سفلی عملیات اور [illegible] بیماریوں میں کام آتی ہیں۔ [illegible] کے پیشاب میں [illegible] کر کے [illegible] جاویں تو [illegible] زخم جلد بھرتا ہے۔ خار پشت کے کانٹے [illegible] اور بے اتفاقی کا موجب بنتے ہیں۔ مچھلی کے کانٹوں کی [illegible] خوش بختی لاتی ہے۔ کستوری ہرن کا نافہ جس گھر میں ہو وہاں ایک عجیب سی روحانی خوشبو اور خوشیوں کی بہاریں اُمڈی رہتی ہیں۔ مارخور کی جگالی کی جھاگ بکری گلس مور [illegible] چیل کی بیٹ اور خون

زہر خورانی، مرگی، خونی، مسہل اور لقوے کا بہدف علاج ہیں۔ چمگادڑ کے اگالے، بلی کی قے کی پٹیاں باندھنے سے کوڑھ کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گدھے، گھوڑے، خچر، ہاتھی کی لید سلگائیں تو اس کے دھوئیں دھانس سے پلیگ، ہیضہ کے وبائی وبال سے جان چھوٹتی ہے۔ اونٹ کی ہڈیاں، بارہ سنگھے کے سینگ، گوبر، پیشاب، جھاگ، رال ایک ایک چیز ایسے ایسے کیمیائی شفائی اثرات رکھتی ہے کہ انسانی عقل دم بخود دنگ رہ جاتی ہے۔

جنگلات کی دنیا کی حیات و بقا کا سارا انتظام انہی فطری و وجدانی حسوں اور قوتوں پہ ہی ٹھہرتا و کھڑا رہتا ہے۔ اکثر پرندے، درندے، خزندے ایک دوسرے کو اس کے فضلے، بول و براز کی بو سے شناخت و دریافت اور شکار کرتے ہیں — جنگل کی گہرائیوں، تاریکیوں میں جہاں آنکھ کام کرنا چھوڑ دیتی ہے وہاں جانوروں کی ایسی حسیں سامنے آتی ہیں جو حضرتِ انسان کے پاس اپنی توانائیوں کے ساتھ موجود نہیں۔ بول و براز، پوست و استخواں کی بوئیں نہ صرف اپنی مخصوص کیمیائی شدت رکھتی ہیں بلکہ فوق الفطرتی افسوں خیزی کی حد بھی ہو جاتی ہیں۔

جادو ٹونے، ٹوٹکا، بندش باندھنے اور شگون شگونوں کے [illegible] حیثیت رکھتی ہیں — [illegible] پہنچ جاتے ہیں۔

ایک شیطانی صفت نام نہاد عامل جو اشتہاروں، اخباروں میں بڑے بڑے [illegible] دعووں کی تشہیر کرتا اس کے پاس جسمانی، روحانی مسائل کا سو فیصد کامل، صرف الزحالی حل [illegible] ہے۔ صمدی نے بڑی ذات موکلات سے وہ بھی انسانیت کی فی سبیل اللہ خدمت کا داعی تھا۔ ناکامی کی صورت میں سات لاکھ سے زیادہ ادا کرنے کا وعدہ بھی — خواتین کے لئے پردہ اور مکمل رازداری کا تحفظ بھی فراہم تھا — ان کی صورت [illegible] صاحبزادہ اور شاہ صاحب کا لاحقہ بھی انہیں معتبر اور [illegible] رکھنے میں کارگر تھا۔ [illegible] کی طرح لاکھوں گھروں میں پھیلنے جانے والے مخصوص اخباروں کے میگزین کے آخری رنگین صفحات ایسے ہی جادوگروں، روحانی صورت عاملوں کاملوں، جنات، نقش، موکلات کی تصویروں سے مزین ہوتے ہیں۔ [illegible] کر دینے والی تحریریں، [illegible] عجیب و غریب حلیوں شکلوں والے [illegible] کی تصویریں، آسام، مصر، بنگال، تبت کے جنگلوں، پہاڑوں، صحراؤں میں ریاضت اور چلوں کے تذکرے ان اشتہاروں کو بڑا ہیجان خیز اور پُراسرار بنا دیتے ہیں۔ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے طلسمی سحر سے خود کو [illegible] نہیں پاتا۔ پڑھنے، دیکھنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ خاص طور پہ کچے ذہن کے لڑکے لڑکیاں، جو کسی حد تک [illegible]

جسمانی، روحانی یا روحانی الجھاؤ کا شکار ہوتے ہیں ان کے چنگل میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ گھر گھر موجود چھوٹے چھوٹے اور لاینحل خانگی مسائل کی سنگینی سے دوچار عامۃ الناس بادلِ نخواستہ ان کے آستانوں پہ پہنچ جاتے ہیں۔

ایسی ہی ایک پڑھی لکھی مگر احمق لڑکی جس کی شادی کو بمشکل دو ڈھائی سال ہی گزرا تھا اس شک میں مبتلا تھی کہ اس کا خوبرو شوہر اس سے مخلص نہیں ہے —— کسی اور لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے —— چونکہ یہ لڑکی اپنے شوہر کے مقابل میں کچھ ایسی جاذبِ نظر نہ تھی اور شوہر کا کاروبار بھی ایسا کہ وہ اسے خاطر خواہ وقت اور توجہ نہ دے پاتا تھا۔ رات گئے آنا دوسرے شہروں کے دوروں پہ رہنا —— وقت بے وقت ٹیلیفون پہ لمبی لمبی باتیں وغیرہ۔ سو وہ خاندان کی بیوقوف شکی مزاج لڑکی اپنی زندگی اجیرن کر بیٹھی۔ شوہر بے چارہ اسے سمجھا سمجھا کر عاجز آ چکا تھا مگر اس کے شک کا شیشہ دھندلے کا دھندلا ہی رہا۔ اس کی اپنی جیسی ایک سہیلی نے اسے ایک پہنچے ہوئے اخباری اشتہاری عامل کی راہ سجھائی جو دعا کے علم سے اڑھائی دن اڑھائی پہر اڑھائی گھنٹے اور اڑھائی منٹوں سیکنڈوں میں بگڑے کام سنوار دیتا تھا۔ اس سہیلی کی وساطت سے جب اس حیرت انگیز شخصیت کے عامل روحانی [illegible] کے عامل نے اس کے خاوند [illegible] صفت اور جس زدہ عورت نے [illegible] کالے علم کے ذریعے قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہ اس کا غلام بے دام بن چکا ہے —— اس کی لیت' اس کا جسم' اس کا [illegible] بے پناہ دولت اب اس کی زندگی ہے —— مگر اس [illegible] کے ایک ترقی [illegible] والو —— یہ [illegible] کر دی۔ آنسو بہا کے ہاتھ جوڑتی ہوئی کہنے لگی۔

''مجھ پہ رحم فرمائیں میرے گھر کو بربادی سے بچائیں۔ کسی طریقے میرے شوہر کے دل میں میری طلب و چاہت پیدا کر دیں۔ اس کے عوض میں ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔''

دھوکے باز و جابر عامل نے جب چڑیا دام میں پھنستے دیکھی تو مزید چند ایک خدشات بیان کرتے ہوئے کہا۔

''کام بہت الجھا اور مشکل والا ہے —— مجھے بڑے کٹھن چلے اور وظیفے کرنے پڑیں گے جو بہت وقت اور چڑھاوے قربانی کا تقاضا کرتے ہیں۔ تب جا کر کہیں اس چڑیل سے آپ کے شوہر کو آزاد کرایا جا سکتا ہے ......!''

لڑکی ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگی۔

"عورت کے لئے اس کے گھر کی سلامتی اور شوہر کی محبت ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ میرا پیسہ زیور سب حاضر ہے۔ میرا گھر برباد ہونے سے بچالیں۔"

قارئین! قصہ کوتاہ کہ اس پرانے پروفیشنل شکاری نے اس سونے کا انڈہ دینے والی مرغی سے اتنی مہارت سے انڈے حاصل کیے کہ اس بے چاری کو یہ احساس تک نہ ہوا کہ وہ اب فقط جواب پر مبنی وہ مرغی انڈہ بھی دینے کے قابل نہیں رہی ـــــ خاندانی دو نمبر عامل اچھے پروفیشنل فراڈیئے اور شریف النفس لوگ ہوتے ہیں۔ کمال یہ ہوتا ہے کہ لٹنے والے کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ برباد ہو چکا ہے بلکہ اپنے تئیں شرمندگی سی محسوس کرتا ہے کہ وہ مزید لٹنے سے محروم کیوں رہا۔ عامل نے اس مسئلے کے لئے مختلف وظائف کیے اور کروائے جب کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو آخری نسخہ یہ بتایا کہ وہ اپنے حیض کی ایک خاص مقدار سوپ یا کسی گرم مشروب میں شامل کر کے رات سوتے سمے اسے پلا دیا کرے۔

انسان اپنے بُرے بھلے مقصد کو پانے کے لئے بسا اوقات جائز ناجائز ہر حربہ استعمال کر لیتا ہے۔ غرض مند دیوانہ [illegible] اور دیوانے سے کچھ بعید نہیں ہوتا۔ یہ لڑکی محض شک کی بنا پر یہ سب کچھ کرتی رہی۔ اس نے شوہر کو اپنی جسمانی غلاظت پلانے سے دریغ نہ کیا۔ عامل نے بتایا تھا کہ اس طرح شوہر [illegible] اپنا مطیع کر لے گی۔ یہ عمل [illegible] ایک عرصے تک یہ قبیح عمل کرتی رہی۔ خاوند مطیع ہوا یا نہ ہوا لیکن وہ از خود ایک چڑیل نما عورت ضرور بن گئی۔ خاوند بھی ذہنی طور پر انتہا تک بد مزاج ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا میاں بیوی دونوں جنسی مریضوں کی طرح مختلف عوارض میں جکڑے گئے لڑکی کے چہرے [illegible] داغ ہو گئے اور چھاتیاں [illegible] ہو گئیں۔ چھاتیاں پچکے ہوئے پھل کی مانند لٹک گئیں۔ آنکھوں میں وحشت اور پھیکی زردی جھلکنے لگی۔ یعنی سارا انسانی نظام درہم برہم ہو گیا۔ خاوند کے جسمانی اعضا شکست و ریخت کا شکار ہو گئے ـــــ ایک عجیب سی غلاظت ہو گئی اس کے جسم پر چھالے اور دھبے پیدا ہو گئے اور وہ آتشک کے جنسی مرض میں مبتلا ہو چکا تھا۔ آتشک سوزاک کے مریض سے یہ مرض اس کی بیوی یا عورت کو منتقل ہو جاتا ہے جس سے وہ جنسی رجوع کرتا ہے ـــــ بیوی پہلے آسودہ حال تھی مگر جب اچھا خاصا مال عامل کے نذرانوں میں بھینٹ کر چکنے کے بعد کنگال اور بے حال ہوئی تو تب کہیں جا کے ذہن نے اسے صحیح سمت کی راہ سجھائی۔ ہمیں اس کی بیہودہ کہانی سے تعلق کا تجسس نہ ہوا تھا۔ ایسے ہزاروں واقعے اور شرمناک قصے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں چیچک وطاعون کی طرح پھیلی ہوئی ہیں کوئی کہاں تک سنے اور کوئی کہاں تک سنائے۔ تعویذ گنڈے، عملیات، جنات، ہمزاد اور نقلی عامل ان اخباروں اشتہاروں کے ذریعہ عوام الناس کو بے دردی سے لوٹ رہے ہیں۔ گھروں کے گھر ان نام نہاد پیروں صاحبزادوں کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں۔ قصہ مختصر

یہ جوان لڑکی سے اپنے لئے ایک جتنی پیر زدہ ہوئی کہ اس نے کچھ چھپائے بغیر ہر بات میرے گوش گزار کر دی اور اپنی کوتاہیوں، غلطیوں کو تسلیم کرتے ہوئے انسانیت کے نام میری مدد چاہی ..... اس کے نصیب میں بہتری لکھی تھی کہ میری کچھ توجہ کوشش سے اس کا بھلا ہوگیا۔

بات وہیں سے چلی تھی کہ جانوروں انسانوں کے جسمانی فضلات و فضلات وغیرہ بیکار محض نہیں ہوتے بلکہ ان کے سعدی و نحسی مقناطیسی تابکاری اور کیمیائی اثرات بڑے سریع الاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کا تعلق قوت اسفلیہ اور علوم سحر و فسوں سے ہے اس لئے یہ علم محض مخصوص حکماء اور عاملان مابعد الطبیعات تک ہی محدود رہا۔

نوزائیدہ بچے اور زچہ کی جسمانی اندرونی آلائشیں..... اول نازہ بچے کے جسم کی تھلی رطوبتیں، خون، اس کے بال، زچگی کے دوران صفائی کے لئے استعمال کئے جانے والے کپڑے بھی جادو ٹونوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کے اکثر فرقوں میں مرید جل یعنی انسانی پیشاب مختلف شکتیوں اور دیویوں کے لئے کام آتا ہے اس کے علاوہ ہڈیوں کے مسان، پیٹ میں مرے بالک کی کھوپڑی مختلف اعضاء، مرگھٹ کا بن عورت کے [illegible] بال، [illegible] کے ناخن، مٹی، بال وغیرہ۔

[illegible] کسی کے تیل کی مالش کرانے سے برص کے پرانے داغ غائب ہو جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے [illegible] اور بھالو کی [illegible] کی رطوبت اور [illegible] سے قوت باہ امساک کی تیر بہدف تحفتی دوائیں اور طلاء بنتے ہیں۔ سانپ کے [illegible] سے گنٹھیا، لقوہ، فالج اور جریان خون کا شافی علاج ہوتا ہے۔ [illegible] کا پنجہ کمر پہ باندھنے سے درد [illegible] کے گھٹنے [illegible] بیٹھ جاتے ہیں۔ جنگلی خرگوش کی مینگنیوں سے بنا ہوا مرہم پرانے سے پرانے ناسور کے گھاؤ کو مندمل کر دیتا ہے۔ پکھوے کا پیالہ سر پہ باندھنے سے بیٹھا ہوا [illegible] ٹھیک ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ تمام [illegible] چیزوں، رطوبتوں، غلاظتوں کے اثرات، فوائد اپنی جگہ پہ مسلمہ ہیں اور پاک و طیب اشیاء کی اجزائی حالت بدلنے سے مختلف [illegible] کی حالت ہو جاتی ہیں۔ اصول کائنات کہ ہر مخلوق، مادہ و حیات، متحرک و متبدل ہے [illegible] تغیر پذیر ہے۔ خواص و خصائل میں ایک درجے سے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ خالق کائنات نے اچھی بری، [illegible] پاک و پلید ہر چیز میں انسانیت کے لئے کہیں نہ کہیں بہتری کا پہلو ضرور پنہاں رکھا ہے۔

انسانی حسیات بھی عجیب طرفہ نعمت ہیں۔ حس کی اپنی کوئی واضح شکل نہیں ہوتی۔ ناک، کان، [illegible] کی طرح اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا ..... لیکن یہ دکھائی نہ دینے والی قوتیں اپنی جگہ یوں قوی اور متحرک ہوتی ہیں کہ انسانی کاروعمل، سوچ سمجھ اور حرکت و حیات کے سب ہی وظیفے انہی کی بدولت سرانجام پاتے ہیں۔

یہ حواس خمسہ اگر نہ ہوں تو انسان ایک ایسا ساؤنڈ ٹیلیفون کی طرح ہو جس کی تاریں علیحدہ کر لی گئی ہوں۔ [illegible]
حواس عام انسان کو مقدر کئے گئے۔ انسان کے علاوہ دیگر ذی روح اور جانداروں کو جو حواس عطا کیے گئے
میں کچھ تو انسان جیسے اور کچھ انسان سے ماورا۔ جو ان کی طرز زندگی فطری تقاضوں اور جبلتی ضرورتوں کے مطابق
ہوتے ہیں۔ چھوٹے بڑے عام سے پرندوں رینگنے والے کیڑوں پانی میں رہنے والوں اور ہوا میں
اڑنے والوں میں ایسی فوق الفطری حسیں پائی جاتی ہیں کہ فہم و ادراک کو پسینے آ جائیں...... ابابیلوں چمگادڑوں
سانپوں چیونٹیوں کے ہاں بینائی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور کسی کے ہاں تو بالکل ہی نہیں ہوتی مگر ان کے
جسم و اعصاب کی خروجی اور دخولی شعاعیں ریڈیائی لہریں ان کی رہبری کرتی ہیں کہ دکھائی نہ دینے کے
باوجود وہ رکاوٹوں سے نہیں ٹکراتے۔ سانپ موش [illegible] میلوں دور بھی کوئی پاؤں دھرتی پہ دھرے تو اس کی
آہٹ چاپ محسوس کر لیتے ہیں۔ آبی مخلوق میں خاص طور پہ مچھلیاں اور [illegible] جھینگوں کی [illegible]
لیتی ہیں۔ وسیع فضاؤں میں اڑنے والے پرندے بہت نیچے رینگتے کیڑوں مکوڑوں پھدکتے [illegible]
[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کو دیکھ لیتے ہیں۔

[illegible]

[illegible] شیاطین وغیرہ تو [illegible] بو [illegible] جاتے ہیں [illegible]
اندھیرے مکان انسانی آبادی سے دور سنسان جنگلوں گھپاؤں پہاڑوں غاروں [illegible] کیفیت [illegible]
کی بدبو کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] انسانوں میں بھی [illegible]
ہستیاں بھی ہوتے ہیں جنہیں عام حسوں کے علاوہ کچھ مخصوص حسیں بھی قدرت کی جانب سے [illegible]
ہوتی ہیں۔ پانچ حسوں سے علاوہ چھٹی حس تو ہوتی ہی ہے یعنی وہ باطنی اشارہ جو کہیں نہ کہیں آنے والے
غیر معمولی حالات کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ حتی الجبلی [illegible] پُراسرار باطنی حواس [illegible]
اس حیوان ناطق یعنی انسان کا مقدر ہیں مگر انہیں کھوجنا تقویت دینا اور پھر ان سے افادہ [illegible]
کے بس کی بات نہیں۔ یہاں منطقوں اور [illegible] قفلوں کی مانند ہیں جن سے [illegible] شاید ہم [illegible]
پھر [illegible] علم [illegible] ہیں۔ یہ چھٹی حواس بھی باطنی علوم میں سے ایک علم ہے [illegible]
اور [illegible] اکتسابی بھی۔

واپس وہیں بچھو پل پہنچتے ہیں۔ میں ٹیکسی کی پچھلی نشست پہ بیٹھا جنگل کی راہ پہ ہوں [illegible]
کچی راہ کے کناروں پہ کہیں کہیں تعمیروں کی [illegible] دکھائی دیتی ہے اور ہوا فضا میں کچھ ایسی [illegible]

محسوس ہوتی ہے جسے احاطۂ فہم و ادراک میں لانا ہر کسے باشد کا کام نہیں، کثیر الحواس ہی اس کا ادراک کر سکتے ہیں۔ ہلکی ہلکی دھند جیسے دھندلے دھندلے اس راستے پہ نادیدہ و فوق البشر مخلوقات کی مانند ہی [illegible] اور جب میرے باطنی نتھنوں سے ٹکرائی تو میں قدرے چوکنا ہو گیا۔ گردن گھما کے آگے کی جانب دیکھا تو ذرا فاصلے پہ گھنا چھتنا جنگل کا دھندلا سا دکھائی پڑا۔ فضا میں غیر مرئی مرغولے بھی لہراتے سے محسوس ہوئے جو اس بات کی علامت تھے کہ میں اب ایک ایسے علاقے میں داخل ہو رہا ہوں جدھر مجھے قدم قدم پھونک کر چلنا پڑے گا۔ میں حیران بھی تھا کہ اس راہ پہ مجھے ایک بھی ذی نفس نظر نہ آیا۔ آ کھا فقد یہ سماں صبح کی سیر اور سویرے سویرے کے روزمرہ کام کاج نمٹانے کا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ڈھور ڈنگر یا بھیڑ بکری ـــــ جو اس طرح کے ماحول کا حصہ ہوتے ہیں۔ خنزیروں کی غلاظت سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہ تھا کہ ابلیسی اور طاغوتی استعانتوں کا یہاں غلبہ ہے ـــــ اب میں نے اپنی اندرونی نظر بستر سے باہر نکلتے ہوئے یہاں سے منعطف کی چاہا جو مسلسل پُر اسرار سی محسوس ہو رہے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھو لیتے ہوئے سر اور لگام تھامے ہوئے ہاتھوں میں ایک عجب سی [illegible] تھی ـــــ [illegible] ہوتی ہے یا پھر فن شناسی کی امر تا سے روشن رہتی ہے۔

میری [illegible]

''انجیلا! شہر سے جنگل کی جانب آ رہے ہو اور جنگل بھی وہ جس میں جنادم اور ان [illegible] زیادہ رہتے ہیں [illegible] دو پھر [illegible]

جبکہ میں اُسے آمادہ [illegible] کنکری پھینکتے ہوئے پوچھا۔

''شاہ بابا نابینا کا مزار ادھر ہی ہے نا......؟''

وہ ہنسا ہوا بابا ان کو اٹھ بیٹھا۔ ''میں پہلے بھی تو بتا چکا ہوں بھیا! اب وہاں مزار وزار نہیں، ایک گڑھا ہے۔ جنات شاہ بابا کا تابوت وہاں سے نکال کر لے گئے ہوئے ہیں اور بقیہ بچی ہوئی وہاں کی پکی اینٹیں عقیدت مند اکھیڑ کر لے گئے۔''

میں نے سوال کا ایک اور روڑا پھینکا۔

''پکی اینٹیں اکھاڑنے کی وجہ ـــــ؟''

''عقیدت کی انتہا ـــــ مزاروں، چھتے دن کو ماننے والے ان سے کئی بڑے بڑے کام کر گزرتے ہیں۔ یہ تھوڑا سا احوال سن لو پھر خود ہی ان کی عقیدت کا اندازہ کر لو۔''

جمعرات کا روز، آدھی رات کا وقت۔ شاہ بابا نابینا کو پردہ کیے پانچ روز گزر چکے تھے۔ حسبِ معمول

ہزاروں عقیدت مند اور مرید مرقد پہ موجود ذکر اذکار سماع اور دیگر خانقاہی اشغال جاری تھے کہ یک دم پہاڑ
کی اوٹ سے کالی آندھی اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر چیز اندھیرے میں ڈوب گئی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔
آہ و بکا، چیخ پکار، شور و غوغا، اک قیامت بپا ہو گئی روشنی کے ہنڈولے الٹ گئے — مرے کو مارے شاہ مدار
وہاں قریب ہی جلتا بھڑکتا ہوا الاؤ بھی تھا جس میں منتیں مرادیں پوری ہونے پہ زائرین گھی تیل اور [illegible]
ڈالتے تھے۔ کالی آندھی نے الاؤ کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اٹھا کر چاروں طرف پھیلا دیا۔ جو شے جلنے لائق تھی
آگ رسیدہ ہو گئی۔ کئی سادہ معتقد اور دیگر زائرین جل کر ہلاک ہوئے..... کچھ دیر بعد آندھی تو رک گئی پر آگ
دھواں دھانس کئی روز تک قائم رہا۔ جلے ہوئے ملبے کو ہٹایا تو دکھائی دیا کہ شاہ بابا کی چند روزہ قبر تہہ و بالا
پڑی ہے۔ یوں پتہ پڑتا تھا جیسے کسی نادیدہ طاقت نے ایک ہی جھٹکے میں پوری کفنائی ہوئی میت کو نکال کر قبر
سے غائب کر دیا ہے۔ ایسی کالی آندھی اور آگ کی چٹخ میں کسی انسان کے لئے ایسا کام کرنا ممکن نہ تھا پھر
حقیقت یہی تھی کہ قبر صاحب قبر سے خالی تھی — خاصی گہری قبر کشائی کے لئے مہارت، افراد اور اوزار کی
ضرورت ہوتی ہے اور ان میں سے کسی چیز کا بھی وہاں انتظام نہیں تھا — لگتا تھا یہ کام انسانوں نے نہیں جنوں
نے کیا ہے اور تھا بھی یہی — شاہ بابا مینا کا ذہنی شاگرد [illegible] تھا [illegible]
[illegible]
پہاڑوں کے ایک مقدس مقام پہ دفن کر دیا ہے۔ یہ جگہ اور یہاں کے لوگ اس قابل نہیں کہ وہ شاہ [illegible]
بلند مرتبت ولی اللہ کے مقبرے اور زیارت کو رکھ سکیں۔

درختوں کے ایک [illegible] زبان دونوں رک چکے تھے۔ [illegible]
سی اُجڑ پُجڑ چکی تھی جیسی سیلابوں، آتش زدگی یا زلزلوں کے بعد ہوتی ہے — کہ بابا غلت سے [illegible]
بیڑی سلگاتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیبا! لو تم پہنچے اپنی منزل پہ اور مجھے دو اجازت ..."

اللہ خیرا — کہتے ہوئے وہ نیچے بیٹھنے لگا تو میں نے اسے کاندھے سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"میاں جی! ایسی کس بات پہ مجھے چھوڑے جا رہے ہو۔ آدم نہ آدم زات — جنگل نما ذخیرہ [illegible]
سامنے نظر آ رہا ہے لیکن وہ شاہ بابا مینا کا مزار — وہ خانقاہ — اور وہ ..."

میری بات کاٹتے ہوئے بولا "بیبا! کاہے کو میرا ٹیم خراب کرتے ہو — سب کچھ تو تمہیں بتا
ہوں — مزار والے کو تو جن لے گئے ہوئے ہیں اور مزار کی مٹی اینٹیں وغیرہ ان کے عقیدت مند لے
لے گئے — اب یہی کچھ بچا پڑا ہے جو تمہیں اپنے ارد گرد دکھائی دے رہا ہے۔"

میں نے ایک بار پھر آگے پیچھے نگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"حضرت! ادھر تو مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا' کوئی تو ہو جس سے میں ملوں' کچھ دریافت کروں۔ اب آپ دیکھیں' وہ زمین' جھاڑ جھنکاڑ اور ویرانے سے تو میں کچھ حاصل کرنے سے رہا' یا پھر مجھے بھی ان محافظوں کے کسی فرد سے ملوا دیں' کچھ تو حاصل ہو جس کے لئے میں کالے کوسوں کا سفر طے کر کے یہاں تک پہنچا ہوں۔"

وہ کچی ڈاڑھی میں کھجلاتے ہوئے خشمگیں سا بولا۔

"بھیا! میں جو کچھ جانتا تھا وہ پہلے ہی آپ کے کانوں میں ڈال چکا ہوں۔۔۔۔ اس سے زیادہ نہ تو مجھے کچھ پتہ ہے اور نہ کوئی مزید مدد کر سکتا ہوں' اب میں تو چلا۔۔۔۔!" یہ کہا اور میری کچھ مزید سنے بنا وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر ہوا ہو چکا تھا۔

کچھ دیر تو میں وہیں بائیں شائیں سا کھڑا صورتِ حال پہ غور کرتا رہا پھر بعد کچھ سوچ سمجھے اس [illegible] سے درختوں کے ذخیرے کی جانب چل دیا جسے شاید کسی جنگل کہہ سکتے ہوں۔

بن باسی لینی یا [illegible] سفر اختیار کرنا [illegible] مسافر [illegible] ہوں جو [illegible] کے [illegible] ہوئے وار [illegible] کی سفر نہیں ہوتا بلکہ انجانے سفر ہوتا ہے۔ اس راہ پہ کوئی سنگِ میل راستے بتانے والا یا [illegible] آتا کوئی [illegible] ہوتا ہے [illegible] یہاں تو اپنے نشانے پہ پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اگر کسی انجانے مجبوری کسی منزل کا [illegible] پڑنے کی نوبت آ جائے تو [illegible] اور اسے کسی ندی کی طرح اپنا [illegible] میں گھسیٹ لیتا ہوں۔

کچھ لوگ قبرستانوں اور شمشانوں میں جاتے ہوئے گھبراتے ہیں [illegible] اگر فطرت آشنا بنا لیا جائے تو [illegible] خوف نہیں بلکہ ایک مطالعاتی دورہ اور تحقیقی مشاہدہ بن جاتا ہے۔ جنگلوں میں جانا' پہاڑوں پہ چڑھنا' [illegible] میں بھٹکنا' گہرے پانیوں میں اترنا بھی خاصی تفریح کا سبب ہو سکتا ہے اگر [illegible] اندر کے جنگل [illegible] ختم ہو چکے ہوں۔ ان سے یادوں اور لاحاصل [illegible] کی بنا پہ کوئی [illegible] ذہن نشین [illegible] بن جاتی ہے۔

گھنے درختوں کے جھنڈ میں بڑھتے ہوئے یوں لگ رہا تھا جیسے میں کسی گلستان کی راہ پہ ہوں۔۔۔ [illegible] سے قریب پہنچا تو ادھر سے کچھ جانوروں پرندوں کی آوازیں سنائی دیں جیسے وہ مجھے باور کروا رہے تھے کہ انہیں میرے اس طرف آنے کی خبر ہو چکی ہے۔۔۔۔ میں بھی تو یہی چاہتا تھا' یہاں کا ایک ایک پتہ' بوٹا' درخت'

پھر نئی زور آ بلکہ یہاں کے رہنے والے انسان، جن اور جانور تک مجھے جانیں بچاتے، جن کی خاطر [illegible]
حسرت پالنے میں بہت گئے تھے کہ کوئی موقعہ ملے تو میں یہاں پہنچوں۔

اُس زمانہ میں انسان اور جنات کے مابین ممکنہ تعلقات و روابط کی کرید مزید اور مطالعہ [illegible]
جنون تھا۔ میری یہ حالت کہ جہاں جدھر کہیں بھنک پڑتی دیوانہ وار دوڑ پڑتا "کاگا" کی طرح چھینا جھپٹی [illegible]
کچھ نہ کچھ لے ہی اُڑتا۔ ادھر بھوپال والا جن قصہ اپنی نوعیت، حقیقت اور واقعاتی لحاظ سے ایسا [illegible]
اور پُراسرار تھا کہ لامحالہ میرا اس جانب رجوع کرنا بنتا تھا جبکہ اس سارے قصہ میں تو وہ [illegible]
تحیر، ہیبت و حکمت بھی اپنی تمام تر موشگافیوں کے ساتھ موجود تھی۔

اب جبکہ درختوں کا ذخیرہ چند قدموں کے فاصلہ پہ تھا کہ اچانک ادھر سے بے شمار گلہریاں نکل [illegible]
نکلیں اور دانت کچکچاتے [illegible] انجانے میں میری جانب لپکیں [illegible] مجھ پہ حملہ آور ہونا چاہتی ہیں۔ اس [illegible]
صورتِ حال سے گھبرا کر میں اپنے راستہ سے قدرے ہٹ کر دائیں جانب ہو لیتا ہوں ویسے ہی جیسے [illegible]
سامنے کوئی [illegible] آ جانے پہ راہ گیر سڑک چھوڑ کر کچے پہ اتر جاتا ہے۔ اپنے تئیں میں نے ایسا [illegible]
بندوبست کر لیا تھا۔۔۔ مگر نہیں دانت کٹکٹاتی ہوئی جھاڑی [illegible] ایک گلہری نے مجھے [illegible]
جنگل کے [illegible]
ساری شیرنی [illegible] ہو جاتی ہے۔۔۔ [illegible] منٹوں میں اس کا تیا پانچا کر دیتے ہیں۔۔۔ [illegible]
اُچھل کر میرے [illegible] پہ تھا اور [illegible] کے پائنچوں میں گھس [illegible]
نے شاید [illegible] پائنچوں میں گھسے [illegible] تفتیش [illegible] اقبال جرم کروانے کے لئے [illegible]
کوشش کے طور پر ملزم کی شلوار میں چوہے چھوڑ دیتے ہیں۔ کئی چند لمحوں میں ملزم کردہ ناکردہ سب [illegible]
قبول کر لیتا ہے۔ مگر مجھے تو کچھ قبول یا نا قبول کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ کمانڈو گلہریوں نے میرے [illegible]
پائنچوں [illegible] حرکاتی [illegible] چالی کہ مجھے [illegible] وہاں سے بھاگتے ہی بنی۔ شکر کہ غیر ارادی طور پہ [illegible]
جنگل کی جانب تھا۔ بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ جان بچاتا ہوا انسان، حیوان اور ماحول کی چوٹ کھایا [illegible]
وغیرہ [illegible] بے چارگی سے [illegible] دکھاتے ہیں۔ میری پوچل پیچھے اگر کوئی گٹھڑی [illegible] باندھ کر [illegible]
بھی شاید میں بھاگنے میں اس پھرتی نہ دکھاتا جو اب پا جانے میں [illegible] گلہریوں کی قید سے [illegible]
ذخیرے میں گھس کر میں نے خود کو [illegible] کے ایک ڈھیر پہ یوں گرا دیا جیسے کوئی گٹھڑی [illegible]
وجہ سے نیچے گرا دیتا ہے۔ وہ جناتی گلہریاں جو میرے پیچھے پیچھے تھیں یہاں بھی انہوں نے مجھے
نرغے میں لے کر گھومنا شروع کر دیا۔

"میاں جی! میں کچھ سمجھا نہیں ——"

"مطلب یہ کہ اب میری آنکھیں کاجل کوٹھا بن گئی ہیں —— دیا جلے نہ جلے کوٹھا کالا ہی رہتا ہے۔
[illegible] ماروڑ و پو نچھو کالک ختم نہیں ہوتی۔

"کاجل کوٹھا ......؟" میں نے زیرِ لب دُہرا کر پھر کہا۔
"میں اب یہ کاجل کوٹھے والی بات بھی نہیں سمجھا میاں جی!"

[illegible] سیا ہی کے کھیل کی طرح یہ بلّی چوہے کا کھیل بھی عجیب سی معصومیت یا شاید سنگین سی سنگینی لیے ہوتا [illegible] سب چوہے کو اپنے تھپیڑوں میں لے کر ہلکے پھلکے پنجوں اور نرم نرم دانتوں کا مناسب استعمال کر لیتی ہے [illegible] بنے کی خاطر اسے آزاد قیدی کی طرح آزاد چھوڑ دیتی ہے —— حواس باختہ نیم مردہ چوہا دم دبائے [illegible] ساپڑا رہتا ہے۔ بلّی کیسی بظاہر بے دھیانی اور غرض نسبت سی پرے [illegible] لیٹے تکتی ہے —— چوہا [illegible] سوچ پا کھا کر ما جس فرار ہوتی ہے بس ذرا اپنی فطرت عادت سے مجبور ہو کر بجو سے [illegible] اب بڑی تو پا استعمال کرتی [illegible] [illegible] [illegible]

"منزل کے لیے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے"

[illegible] جانے پر سامنے ہوتی ہے وہ چشمِ زدن میں وہاں پہنچ کر اس کی دسترس سے محفوظ ہو سکتا ہے۔ [illegible] اٹھائے کر جست [illegible] کی تک کی لیتا ہے۔ بلّی "[illegible] باریاں تے ہالے کنداں لپ کے [illegible] "الاپتی ہوئی اس کے بل کے سامنے اس مراقبے کی صورت بیٹھی ہوتی ہے۔ بس وہ ذرا [illegible] کی خاطر اسے اپنی اگلی ٹانگوں کے حصار میں لے کر تیکھے پنجوں سے گدگدی کرتی ہے۔ بلّی [illegible] کے پھر اسے آزاد کر دیتی ہے۔ بس اسی بار بار دہرانے کے دوران بے چوہے بلّی کا کھیل کہتے [illegible] بے چارہ کی ایک موت کا سودا چکا کر بلّی کے پیٹ میں آسودہ خاطر ہو جاتا ہے۔
[illegible] ہم دونوں بھی شاید اسی نوعیت کا کوئی کھیل کھیل رہے تھے اور بھی [illegible] ہماری کوئی راہ و رسم [illegible] سے ہم دونا "زیب داستانِ تحقیق" کے لیے ادھر ادھر کے طوطے مینا اڑا رہے تھے۔
[illegible] کوٹھے کی بات پر فرمانے لگے۔
"یہ کاجل کوٹھا سمجھانے سے تمہاری سمجھ میں نہیں آوے گی —— جب تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے تب ہی [illegible] کے ادب میں یہ کاجل کوٹھا والا استعارہ کس کیفیت اور کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔"

"میاں جی! آپ کے لئے کیا مشکل ہے۔ کرم کر کے مجھے کاجل کوٹھا بھی دکھا دیجئے۔" میں نے ان کا گھٹنا دباتے ہوئے کہا۔

"بھیا! پہلے اپنے تئیں سوچ کر یہ فیصلہ کر لو کہ اصل میں تم نے دیکھنا کیا ہے؟ خواجگان کی [illegible] کرنی ہے، بونیرے دیکھنے ہیں یا پھر کاجل کوٹھا ملاحظہ کرنا ہے۔"

"حضرت! بونیرے کا تو میں نے ذکر تک نہیں کیا۔ آپ نے ...؟"

"بھئی مجھ سے نہ سہی رات گوالے سے تو بونیروں کی بات ہوئی تھی نا ..."

"ہاں جی! اس نے ہی بتایا تھا کہ آپ کو چلتے پھرتے دیکھا اور بونیرے تک جاتے ہیں [illegible] بونیروں کی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھاتے ہیں لیکن بونیروں کی بات تو میں نے اس گوالے سے کی تھی [illegible] اس کا کیونکر علم ہوا؟"

وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"کیا تم نے اس گوالے کو دیکھا تھا؟"

"اندھیرا اتنا تھا کہ میں اسے ٹھیک سے دیکھ ہی نہیں [illegible]"

[illegible]

ہونے لگے تھے۔

"یہی تو ہیں تمہارے گوالے! ... رات تمہارے رخصت ہونے کے بعد میں نے [illegible] انہیں سمجھایا اور پاس بٹھایا۔"

میں ہکا بکا سا ان کا منہ تکنے لگا۔

اگلا عشرہ انہوں نے مجھے خوب رگڑا دیا۔ پوچھنے ہی دوپہر [illegible] میں آ [illegible] شاید اس لئے تھا کہ انہوں نے طہارت اور وضو کا ایک خاص انداز مجھے سکھایا تھا اور پھر [illegible] عجیب سا طریقہ ... جو عام طریقے سے قطعی جداگانہ تھا۔ پھر چند روز انہوں نے مجھے تہجد کی [illegible] خاص وظیفہ کروایا جس کے دوران میری بینائی اس قدر تیز ہوئی کہ اندھیرے اجالے میں [illegible] بلند پرواز پرندوں کے پر تک دکھائی دینے لگے۔ ایسے ایسے اجسام و مخلوقات نظر آنے لگے جو صرف [illegible] ہی دیکھے جا سکتے تھے ... ذرہ، ریوڑ [illegible] ... ہوا اور پانی کے جاندار ... پھولوں [illegible] دہی میں پھیلاتے کیڑے، جراثیم وغیرہ۔ یوں محسوس ہوتا جیسے میری آنکھوں میں کسی نے دوربینیں فٹ کر دیئے ہوں ... ایسا ہی تجربہ مجھے اپنے بچپن میں اپنی پہلی استاد جاپتی کے تصرف سے حاصل ہو چکا تھا۔

[illegible] انسان کے جبلی جانور کو دیکھ لیتی تھی ــــ اب میاں جی کے تعرف سے مجھے نظر و نگاہ کی [illegible] نصیب ہو گئی تھی۔

[illegible] تھا ہے کہ ہر مخلوق کے ساتھ اس کا ایک مخصوص نظام بھی تخلیق ہوا ہے۔ نظام یعنی سسٹم ہر ایک کا [illegible] ــــ کہیں ہلکی بھاری مشابہت تو ہو سکتی ہے لیکن ایک سے نہیں ہو سکتے ــــ اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے [illegible] اقسام کے پھول ہوتے ہیں۔ شکلیں شباہتیں رنگ روپ مہکیں خوشبوئیں اوصاف تاثیریں اور [illegible] وغیرہ ہر اک کے جدا جدا ــــ اس کارزار رنگ و بو میں کئی ایک پھول بیچ پن کے مارے کے [illegible] میں جن پہ کبھی کسی کی نظر نہیں پڑی ہو اور نہ کسی گل فروش کے ہاں پڑے ملیں گے ... کسی گل دان یا [illegible] میں سجے ہوئے دکھائی نہیں دیں گے ــــ انھیں محدودے چند سرپھرے جوگی سنیاسی پرانے [illegible] یا وہی پچھلی نسلوں کے گل شناس ہی جانتے سمجھتے ہوں گے ..... ان کے مقابلے میں اتنے بڑے [illegible] پھول بھی کہ انسان ان کی قدامت و جسامت دیکھ کر ششدر رہ جائے۔ یہ سب احسن الخالقین کی [illegible] خوب رنگ و روپ اور خوشبوئیں مہکاریں پیدا فرمانے والا ہے مگر ہر اک کی تاثیر و صف [illegible]

[illegible] UrduPhoto.com [illegible]

[illegible] اپنے اپنے ایک [illegible] کی عمریں [illegible] اعمال و افکار [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] ــــ ..."

[illegible] کے شہرہ آفاق فلم سٹوڈیوز میں میں متعدد بار گیا ہوں بلکہ کئی ایک مشہور فلموں کی شوٹنگ بھی [illegible] دیکھنے کا موقع ملا ــــ معلوم ہوا کہ فلم بنانے کی جو ہنرمندی انھیں ہے و تکنیک اور جو جدید سہولتیں ان کے پاس [illegible] کا دوسری فلم انڈسٹری کے ہاں موجود نہیں۔

[illegible] ڈزنی کے اسٹوڈیو میں ایک انتہائی چھوٹے بونے کے متعلق ایک اچھوتی سی فلم کی شوٹنگ ہو [illegible] تکنیک اور موضوع کے اعتبار سے ایک انوکھی فلم تھی جس میں دکھایا کہ اتفاق سے ایک شریر سے [illegible] بچے جیسے ایک فٹ کے بونے سے ہو جاتی ہے۔ یہ لڑکا اسے اکثر اوقات اپنی جیب میں [illegible] وہ چونکہ بہت ہی پست قامت اور قلیل سا تھا اس لئے وہ آسانی سے اس کے جسم کے مختلف [illegible] چھپ جاتا اور اپنی حرکتوں سے لڑکے کو دق کیا کرتا ــــ رات کو وہ لڑکا اسے کسی پلیٹ، جوتوں کے [illegible] جس میں ٹشو پیپر یا رومال کے بستر پہ لٹا کر خود سو جاتا۔ یہ بونا چونکہ چنچل طبیعت کا تھا اس لئے

رات کو اکثر کچھ کھانے پینے کی نیت سے باہر نکل آتا۔ اب فریج کھولنا چونکہ اس کی ہمت طاقت سے [illegible] لئے یہ کسی نہ کسی طرح کھانے کی میز پر چڑھ لیتا۔ وہ پڑے دھرے بسکٹ، پھل، پنیر، ڈبل روٹی کے ٹکڑے [illegible] چن کر اپنی ضرورت عادت پوری کر لیتا۔ اسی قسم کی حرکتوں میں کہیں تو اچانک جاگ جانے والی کی [illegible] پھنسا بیٹھتا ہے اور کہیں وہ دو منٹ میں الجھ جاتا ہے اور کہیں وہ کتابوں سے پھسلتا ہوا کسی ردی کی ٹوکری [illegible] ہے۔۔۔۔ بس اسی قسم کی معصوم معصوم حرکتوں شرارتوں پر مبنی یہ فلم چھوٹوں بڑوں میں بے حد مقبول ہوئی۔

فلم کی سب سے بڑی خوبی وہ فطری ماحول تھا جو اس بڑی ہنرمندی اور جدید تکنیکی جادوگری سے [illegible] یعنی بیک وقت دو سسٹم دکھائے گئے۔ ایک عام قد و کاٹھ کے انسانوں کا اور دوسرا مخصوص بونوں کا۔ ایک سگریٹ کے سائز کا تھا جو ایک چھوٹے بچے کے جوتے میں آرام سے سو سکتا ہے۔ سامنے کی جیب [illegible] نکال کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ [illegible] جب وہ سر اٹھا کر دیکھتا ہے تو [illegible] دوست اسے آسمان سے [illegible] ہوا دیو دکھائی دیتا ہے۔ یہی بونا ایک چیونٹی اور رینگنے والے کسی کیڑے سے [illegible] کے لئے بھی دیو [illegible] کیڑا کسی دیو دکھائی دینے والے جرثیم کے لئے بھی یہی حیثیت رکھتے ہیں۔

[illegible]

مانندی ہوئی [illegible]

تماشائی [illegible] ہوتی ہے۔۔۔۔ وہ سیونگ مشین کے ہینڈل پر چڑھنا چاہتا ہے۔ فرش [illegible] ریشوں میں گر کر [illegible] کوئی ترکیب لڑا رہا ہوتا ہے کہ کس طرح وہ اوپر مشین تک پہنچے۔ [illegible] ایک فلک بوس [illegible] رہ جاتا ہے۔ یہ ایک بازی گر کی طرح اس سے لپٹ کر اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے۔ براؤن رنگ کا دھاگا ہوتا ہے۔ یہ اوپر چڑھتا جاتا ہے۔ دھاگے کی چرخی اس کے وزن سے گھومتی [illegible] جھولے میں [illegible] رہتا ہے۔ آخر تمام دھاگا ختم ہو جاتا ہے اور یہ دھڑام سے نیچے گر کر بیہوش [illegible] جب [illegible] ہوتا ہے تو یہ بونا [illegible] میں اپنے بستر پہ موجود نہیں ہوتا۔ تلاش کے بعد یہ اگلے دن [illegible] میں پھنسا ہوا پایا جاتا ہے۔ اسی نوع کے بہت سے مناظر جو انسان اور بونے کے تقابل کو اک عجیب دلچسپ انداز میں ایک دوسرے میں مدغم کر کے دکھاتے ہیں ناظرین کے لئے بے حد خیرگی کا مظہر ثابت ہوئے۔

بات والٹ ڈزنی کے سٹوڈیو میں شوٹنگ کی شروع کی تھی۔ وہاں اک عجیب نوعیت کی [illegible] تھی۔۔۔۔ ایک بہت بڑے میز پر ایک متوسط درجے کے گھر کا ماڈل سیٹ لگا ہوا تھا۔ ویسا ہی جیسے گھر [illegible]

... بچوں کے "گھر گھر" کھیلنے کے لئے کھلونا گھر ہوتے ہیں۔ جس میں پلاسٹک کے میز کرسیاں وغیرہ ہوتے ہیں۔ بالکل یونہی یہ سیٹ بھی تھا ـــــ لیکن سیٹ کیا تھا انسانی ہاتھوں کی ہنرمندی کا ... ایک ایک ادنیٰ اعلیٰ چیز بمطابق اصل کے تھی۔ یوں لگتا تھا کہ کسی جادو کی چھڑی سے گھر در گھر ... اصل سے کئی ہزار گنا چھوٹا کر دیا گیا ہے۔ اس گھر میں شوٹنگ ہو رہی تھی ـــــ یہ کسی زمین دوز گھر ... ہوا اپنے انسان دوست کو لے کر جاتا ہے۔ اس ماڈل سیٹ پہ جو مووی کیمرہ استعمال ہو رہا ... عجیب و غریب کیمرہ تھا۔ کسی بچے کی چھوٹی سی پلاسٹک کی کھلونا کار کی مانند روبوٹ کیمرہ ـــــ جس کے ... کی جگہ ننھا سا لینز تھا جو ماڈل گھر کی چھوٹی چھوٹی راہداریوں، آنگن، باورچی خانے، بیت الخلاء ... اور میز کرسیوں پہ ریموٹ کنٹرول سے مطلوبہ مناظر کی عکس بندی کر رہا تھا یعنی بونوں کے ماحول، جو ... تنگی اور کوتاہ روی سے تعبیر ہوتا ہے کو ان کے حقیقی انداز میں پیش کر رہا تھا۔ اسی طرح میں نے ... وہ سیٹ بھی دیکھا جس پہ ہر چیز اپنے حقیقی قد و قامت سے کئی سو گنا بڑی بنائی گئی تھی۔ جیسے والی ... تھی ـــــ چائے کی پیالی ایک کمرے ...

[illegible]

... ہے۔

مقصد اس اجمالی تمہید کا یہ تھا کہ جب ایک سسٹم دوسرے سسٹم سے ... دونوں تیر و شکر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ عالم کبیر ... تمام باشندوں کے الگ الگ مخصوص ... ممکن ہی نہیں کہ ایک سسٹم سے قطع تعلق کیے بغیر دوسرے سسٹم میں داخل ہوا جائے۔ عالم اسباب ... عالم انفس و آفاق سے دامن پاک کر کے ہی عالم ملکوت سے رابطہ ممکن ہے اور عالم لاہوت تو ... کی بات ہے۔ کسی بھی آپریشن سے پہلے مریض کو مکمل کنٹرول میں لایا جاتا ہے۔ چند روز پہلے اس ... ہوا، آرام، سکون، موڈ، مزاج پہ نظر رکھی جاتی ہے۔ معدے، مثانے کو صاف کیا جاتا ہے۔ ... صفائی کی جاتی۔ آپریشن والی جگہ کے بال مونڈ دیے جاتے ہیں۔ طاقت بحال رکھنے کے لئے ... طاقتوں کی دواؤں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ تسلیم میاں بھی مجھے کس کڑی سے گزار ... تھے۔

تھری ڈی فلم بغیر خصوصی عینک کے نہیں دیکھی جا سکتی ـــــ نہ منظر صاف اور صحیح دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی ... پیدا ہوتا ہے جو اس مخصوص فلم کا خاصا ہے۔ دور دراز دیکھنے کے لئے دوربین اور قریب سے دیکھنے کے

لئے خورد بین کا ہونا ضروری ہے۔۔۔۔ اور جب بات روحانیت کی ہو جائے۔۔۔۔ چاہے ازلی سائنس اور پیچ و خم کی ہو تو پھر اہتمام دروں دل و دماغ چنداں سوا ہونا چاہئے۔

نوچندی جمعرات تھی۔۔۔ صبح تھی جب وہ میرے کمرے میں تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں گاڑھے سوت کا ایک سیاہ رنگت کپڑے کا جوڑا تھا۔۔۔ مجھے تھماتے ہوئے بولے۔

"آج مغرب کے بعد غسل لے کر انہیں پہن لینا۔۔۔ سرمہ اور خوشبو بھی تازہ کر لینا۔ طریقہ وہی جو میں نے بتایا ہوا ہے اور ہاں روپے آٹھ کی کالے تلوں والی گزک یا امرتیاں بھی بندھوا لینا۔۔۔ [illegible] کی نکڑ پہ چھندے حلوائی کے ہاں مل جاویں گی۔ آج عشاء اکٹھے پڑھیں گے۔" یہ کہہ کر یہ جا وہ جا [illegible] بگولے پہ چلے گئے۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کمرے میں [illegible] آئے تھے۔

فجر کی نماز [illegible] نظر نہ آئے۔ دوکان بند درگاہ سے غیر حاضر [illegible] کدھر لگے [illegible] محسوس تک نہیں ہوئے۔۔۔ تھک آ کر میں بھی ادھا دھیا سا حق نظام الدین نکل آیا یہاں سے [illegible] لال قلعہ [illegible]۔۔۔ یہاں لاہوری دروازے کے اندر [illegible] ایک [illegible]

نوادرات کا [illegible]

پرانے پتھر انگوٹھیاں وغیرہ۔ مجھے نہیں یاد کہ میں اس کے پاس سے کبھی خالی ہاتھ لوٹا۔ وہ [illegible] ہاتھ بیچ ہی ڈالتا تھا۔ [illegible] سے دام ٹھہرانے کے بعد بھی وہ یہی کہتا کہ گویا مجھی طرف سے تحفہ سمجھو۔۔۔۔ خلاف معمول ہوا یہ کہ [illegible] تھا ایک [illegible] جمعدار جی سے معلوم ہوا کہ اندر موتی مسجد کے پاس کہیں سے ملنے گئے ہیں۔۔۔ اس نے مجھے پہچانتے ہوئے [illegible] کی دعوت [illegible] دھیان رکھتے ہوئے اندر چلا آیا۔ لال قلعہ میں مغلوں کی موتی مسجد کی حالت بھی قریب قریب وہی ہے جو یہاں ان کے استھانوں اور منڈووں کی ہے۔۔۔ موتی مسجد آج لال قلعہ کا ایک معتبر حصہ [illegible] سے اس کا تعلق نہ ہوتا اور زرمبادلہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ نہ ہوتی تو شاید وہ اس وقت [illegible] ہو چکی ہوتی۔۔۔ نماز وال یا اذان وغیرہ کا سلسلہ تو نصف صدی سے بند ہے اب صرف دکھاوے کو ہاں کبھی کوئی سیاحت کرنے والا مسلمان ادھر آ نکلے اور نماز کا وقت بھی نکلا جا رہا ہو تو [illegible] تجدید حیا اور وفا کے لئے دو چار ٹکریں مار لے تو کچھ بعید از قیاس نہیں۔۔۔!

میں ٹہلتا ٹہلتا لوگوں کے پوچھنے لیتا ہوا ادھر آ نکلا تھا۔۔۔ میرا مقصد نہیں بلکہ محض مغرب تک گزاری کا بہانہ۔۔۔ اور یا پھر تسلیم میاں کے اس بے طرح غائب ہونے کا رد عمل جو مجھے یہاں سے [illegible]

[illegible] کے قطعے کے کنارے ایک پرانے چھتنار پیڑ کی چھاؤں میں ڈھے سا گیا تھا۔ پہاڑ، قلعہ [illegible] ہو اپنے پاس آنے والوں کی پنڈلیوں میں سے سا نچوڑ دیتے ہیں۔ ان کی اونچائی گھٹنوں [illegible] چیٹیا کر دیتی ہے۔ یہی کچھ میرے ساتھ ہوا تھا، گہری تھکاوٹ اور گھنا سایہ دونوں مل کر جاندار [illegible] غنودگی میں ڈال دیتے ہیں۔ بے ترتیبی اپنی اوج پہ ہوتی ہے اور غنودا پنی موج میں ۔۔۔ میں کتنی [illegible] ہو رہا تھا۔ جب کسی نے میرے کندھے کو خوب جھنجوڑ کر ہلایا تو میں یوں بدک کر اٹھ بیٹھا [illegible] مجھے بجلی کے ننگے تار چھوا دیئے ہوں۔ لال کندن لعل مجھ پہ جھکا دانت نکالے ہوئے کھڑا [illegible] سے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

[illegible] سے پتہ چلا آپ ادھر آئے ہوئے اور میرا پوچھ رہے تھے۔ میں ادھر آپ کو کھوجنے چلا آیا [illegible] ادھر آرام کر رہے ہیں۔" وہ معذرت چاہتے ہوئے کہنے لگا۔

[illegible] آپ کو ہی ڈھونڈ رہا تھا اگر یہ استھان آپ کے آرام کے لائق ہوتا۔ ادھر دیکھیں اس درخت [illegible] لگا ہوا ہے۔"

[illegible]

[illegible] اونچے ہوئے تلخی سے لال کو کہا۔

[illegible] سایہ دار درخت کی چھاؤں میں بیٹھنا یا لیٹنا تو جانیں پنے کا کام [illegible] لالہ جی اور درخت تو [illegible] ہیں کہ جاندار ان کے پھل پھول لکڑی سائے اور [illegible] سے فائدہ اٹھائیں۔ یا آپ [illegible] یا کوئی ادھر بیٹھے لیٹے ہی نہیں ۔۔۔ تو اکھاڑ پھینکیے اس بے کار درخت کو یہاں سے۔"

[illegible] ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

[illegible] میں آپ کو ٹھیو پانی پلاتا ہوں اور اس درخت کی حقیقت بھی کہ اس درخت کے نیچے بیٹھنا یا [illegible] کیا ہے۔"

ہم دونوں وہاں سے نکل کر سامنے سرخ پتھروں والے چبوترے پہ آ بیٹھے۔ لال کندن لعل بتا رہا تھا۔

"مہاراج! مشہور ہے کہ اس درخت کے نیچے بھوتوں کی بستی ہے اور یہیں کہیں بھوتوں کے آنے [illegible] بھی ہے ۔۔۔ آتے جاتے تو کسی نے دیکھا تو نہیں ۔۔۔ لیکن مشہور یہی ہے۔ اس لئے ادھر اس [illegible] کے پاس کوئی نہیں بیٹھتا۔

مجھے ادراک بھی تھا کہ لال قلعہ دہلی چونکہ کئی منزلوں کی بلندی پہ تعمیر ہوا جو پھیلاؤ اور گھماؤ میں کسی

چھوٹے شہر سے کسی طور بھی کم نہ تھا اس کے نیچے بھی اک جہاں آباد۔ خفیہ تہہ در تہہ خانے، عقوبت خانے — ایسی زیر زمین دنیاؤں کے اپنے علیحدہ نظام ہوتے ہیں۔ جس کے تحت ہوا، پانی، روشنی ضروریات زندگی کی فراہمی کے ذرائع ایسے قدرتی اور حقیقی ہوتے ہیں کہ عقل و سائنس ششدر رہ جائے۔ ایک عام انسان کے لئے انہیں کما حقہٗ جاننا سمجھنا بہت ہی ادق ہے — زیر زمین ہی کیا موقوف، زیر سمندر و بیش یہی کچھ ہوتا ہے۔ ہوا، روشنی اور بقائے حیات کے سارے سامان موجود ہوتے ہیں۔ پانیوں کی گہرائیوں میں اللہ کی مخلوق موجود ہوتی ہے۔ ان کے اپنے چاند سورج ستارے، کہکشائیں، زمانے، حسب خاندان، رنجشیں، محبتیں، روایتیں، قدریں اور رویے..... اللہ جو ان گنت عالموں جہانوں کا رب ہے جو جہت دنیاؤں، زمینوں، بلندیوں، پستیوں، گہرائیوں، موسموں کا مالک خالق اور رازق — !

بات ہو رہی تھی لال قلعہ کے زیر زمین مخلوق اور مخفی دنیاؤں کی جو عالم انسان کی نظر سے [illegible] ہیں — اوپری دنیا اور چند لوگوں سے اگر ان کے کوئی رابطے ہیں بھی تو ان کے بارے میں کوئی [illegible] سے نہیں کہہ سکتا۔ برصغیر پاک و ہند کے قریب قریب تمام قدیمی قلعے — لال قلعہ، [illegible] قلعہ [illegible] [illegible] اور وہ تمام سرائیں، کنوئیں، باؤلیاں، مینار، مساجد، مزارات و مقابر جنہیں [illegible] دیگر غیر مسلم حکمرانوں نے تعمیر کیا ان کے نیچے اکثر بصد اہتمام تہہ خانے [illegible] سردخانے، ہوا خانے، اسلحہ خانے [illegible] خانے، خفیہ راستے [illegible] جاتے تھے یہ اس دور کے حالات، ریاست و سیاست کے تقاضے تھے اور یا پھر ان مطلق العنان [illegible] ذوق تعمیر ہی ایسا تھا جس نے [illegible] تحقیق و تصدیق کے بعد یہ جانا کہ خاص طور پر مغل بادشاہ [illegible] تعمیرات میں تین طرح کے انداز اپنائے۔ عسکری ضرورت کے لئے جو قلعے، برج، مینار، خندقیں [illegible] میں محل وقوع کے ساتھ ساتھ بلندی کے لحاظ، دریا کے کنارے، زمین کی پختگی و مٹی، ہواؤں کے رخ [illegible] آبادی سے مناسب دوری کا بھی خیال رکھا جاتا۔ خاص طور پر قلعہ بندیوں [illegible] کے لئے کسی اونچی [illegible] کسی چھوٹے پہاڑ کا انتخاب کیا جاتا — سمندری جہاز کی طرح قلعہ جتنا نظر آتا ہے اس سے کہیں [illegible] زیر زمین ہوتا ہے۔ جس میں اس کے تمام وسائل — اطراف میں خوراک، نالے، پانی [illegible] ہوتے ہیں۔ حدود اربعے کے لحاظ سے تازہ ہوا اور سورج کی روشنی کے انعکاس کا قدرتی انتظام ہوتا ہے۔ ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔ کشادہ راہداریاں، وسیع سڑکیں، فراخ دالان، گودام، لمبی چوڑی غلام گردشیں

سے سرنگیں۔۔۔ مغلوں کے قلعوں میں خاص طور پہ خفیہ سرنگوں، راستوں کے سلسلے بنائے جاتے تاکہ کسی بھی ضرورت کے وقت قلعہ سے نکلا جا سکے۔ یہ سرنگوں کے وسیع سلسلے بہت دور دراز تک پھیلے ہوتے۔۔۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک! اکثر سرنگیں دریا کے محفوظ کناروں، پہاڑوں، ٹیلوں، کنووں اور باؤلیوں تک جا نکلتیں..... قلعوں سے کئی ایک خفیہ راستے کسی مسجد یا مزار تک بھی ہوتے۔ کچھ یا کسی باغ کی کسی کنج تک جا نکلتے' کسی معتمد یا مرکزی کوتوالی تک بھی خفیہ راستے ہوتے۔۔۔ کئی ایک سرنگیں ایسی بھی ملاحظے میں آئیں جن کی چوڑائی اونچائی کا اندازہ اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ ان میں بیل گاڑیاں اور رتھیں چلا کرتی تھیں۔ گھڑسوار اپنی منزلیں مارا کرتے تھے۔ قدرتی اور مصنوعی روشنی اور تازہ ہوا کا ایسا انتظام کہ محسوس تک نہ ہوتا کہ سفر کرنے والا جنگلوں دریاؤں اور آبادیوں کے نیچے کتنی گہری کھدی ہوئی سرنگ میں اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ طویل سرنگوں میں جابجا سرنگوں پہ کہیں کہیں پوشیدہ محفوظ مقامات پہ روشن دان' ہوادان بنے ہوتے جو بظاہر کوئی مینار' ٹیلہ یا برج دکھائی دیتے۔ ان کے قریب کوئی جھاڑی پہ عملہ متعین ہوتا۔ [illegible] زمین کے اوپر کا سسٹم الگ اور اندر کا الگ ہوتا۔۔۔ جیسے جسم کے باہر اور کھال کے نیچے کوئی اور سسٹم [illegible] ہے۔

زمین [illegible] ہے۔ ان [illegible] ہزاروں اقسام کے کیڑے مکوڑے سانپ بچھو [illegible] ہوتے [illegible] راستوں پہ سفر کرنے والوں کا ان سے واسطہ بھی رہتا لہٰذا انہیں [illegible] ہوتا۔ اکثر و بیشتر [illegible] آگے ہوتا جن کے پاس انہیں قلع قمع کرنے کی ضرورت ہوتی ان کے باوجود حشرات الارض [illegible] آزاد بنے رہتے۔۔۔ ان حشرات الارض کے درمیان ایک مخلوق ایسی بھی ہے جسے ہم بھوت [illegible] سمجھتے ہیں۔ بعض بے علم انہیں چھلاوے' ڈائن' یا چڑیلیں بھی کہہ لیتے ہیں جبکہ یہ بدروحیں نہیں۔ [illegible] وغیرہ کا تعلق اس قسم مخلوقات پریت وغیرہ سے ہے جبکہ ان کی بھاری مشابہت اور قد [illegible] ساتھ انسان کی ہی طرح ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کے فطری مزاج و طبیعت کا تعلق زیر زمین سے ہوتا ہے اس لیے ان کو زمین کے اوپر تعلق واسطہ اتنا ہی ہے جتنا ایک انسان کا زیر زمین یا زیر سمندر یا آفاق و افق [illegible] انسان کیسا ہی ہواؤں فضاؤں میں اڑے یا سمندر، زمین کی گہرائیوں میں اترے اسے سکون اسی وقت میسر آتا ہے جب وہ زمین کے اوپر اپنے فطری ماحول میں آزادی سے سانس لیتا ہے۔ [illegible] فطری ماحول حشرات الارض کی طرح باطن الارض ہے لیکن ہم انہیں حشرات الارض نہیں کہہ سکتے یہ تو حشرات الارض ہیں۔

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے کی بچی کھچی آسودہ نا آسودہ گِل سے نکلے ہوئے جنات کو ارض کی درازوں، پہاڑوں کی کھوؤں، غاروں میں اتار دیئے گئے تاکہ وہ باقیماندہ مٹی جس کا تعلق سیدنا آدم علیہ السلام کے پتلے سے تھا وہ ضائع نہ ہو پائے یا پھر شیطان رجیم کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ یہ بھی روایت ہے کہ کتا بھی اسی مٹی سے پیدا کیا گیا جو پتلے کی ناف سے کھینچ اتار کر پھینکی گئی تھی کہ شیطان نے جوشِ رقابت و خباثت میں پتلے کے پیٹ پر تھوک دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قلعوں، حویلیوں، کھنڈروں...... زمین دوز پناہ گاہوں، صدیوں پرانے چھتنار درختوں کے کھوکھلے تنوں اور تنوں میں پاتال تک اتری ہوئی جڑوں، گہرائیوں میں اتری ہوئی باؤلیوں اور اندھے سوکھے کنوؤں میں ان کے بسیرے ہوتے ہیں اور یہی اوپر زمین تک رسائی کے ذرائع بھی...... خلا نوردوں اور غوطہ خوروں کی طرح کبھی کبھی زمین نوردی کی خاطر یا کسی اور وجہ سے زمین سے اوپر آ کر کسی کی نظر میں آ جاتے ہیں اور ہوا غائب بھی۔

یہ فطری طور پر انسانوں سے خائف رہتے ہیں۔ شاذ ہی کسی خاص وجہ سے کسی انسان سے [illegible] رکھتی ورنہ یہ [illegible] اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔ عیسائی اور یہودی بھی اور دنیا میں ہر اس جگہ موجود ہو سکتے ہیں جہاں زمین پہاڑ صحرا جنگل اور سمندر ہیں...... کوہ ارارط میں ان کی بستیاں موجود ہیں۔ جبل طلیل کے آس پاس ان کے قبیلے ہیں۔ [illegible] ایک خاصے ویران خطے کی بنیاد [illegible] آماجگاہ ہے۔ افریقہ کے جنگلوں میں بھی ان کے بسیرے ہیں۔ [illegible] کے ایک چھوٹے سے غیر آباد جزیرے میں ان کی قومیں آباد ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں [illegible] ایک قسم پائی گئی۔ امریکہ کے خشک صحرا، قطب شمالی کے برف زار یا [illegible] کے کھنڈرات [illegible] کے باقیات...... یہ اس جگہ پائے گئے جہاں انسان کے قدم کی دھمک ہوئی۔

ابن مصری کی روایتوں اور کہانیوں میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ عجیب بات ہے کہ آج تک کسی نے بھی کسی [illegible] کے وجود کو زندہ و مردہ حالت کی صورت یا ان کی کسی حقیقی تصویر کو پیش نہیں کیا۔ یہ قدرت کا ان سے کوئی وعدہ ہے یا محض اتفاق اسی لئے ان کے قبرستان اور مساجد بھی [illegible] ہیں۔ اذان قرأت حمد و نعت بھی کی [illegible] وغیرہ بھی سنے ہیں۔ [illegible] چند مخصوص لوگوں کے علاوہ [illegible] میں کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو ان سے ملے ہوں یا ان کے بارے میں مزید کچھ معلومات رکھتے ہوں۔

• تیری آنکھوں کے سوا دُنیا میں رکھا کیا ہے......!

بات بولوں کی تھی پھر آ گئے دہلی میں مہرولی کے صوفی تسلیم میاں کا ذکر شروع ہوا۔ جو ایک صاحبِ کشف تارک دنیا بزرگ تھے۔ جن کی زندہ خوبصورت آنکھوں سے مجھے کچھ اور آنکھیں بھی یاد آ گئیں۔ کیونکہ ان کی بات یہ کہ ان دونوں آنکھوں کا ایک باہمی روحانی ربط بھی تھا جو بہت آگے جا کر سمجھ میں آیا۔

سرمگیں آنکھیں یعنی سرمے سے آلودہ آنکھیں لیکن کچھ آنکھیں سرمے کاجل کے بغیر بھی قدرتی طور پہ سرمگیں ہوتی ہیں۔ غزالوں، گدھوں، بچھڑوں، شتر مرغوں، زیبروں اور بعض انسانی بچوں کی آنکھوں میں قدرتی سرمہ چھپا ہوتا ہے جو بڑا اچھا لگتا ہے ان کی فطری معصومیت مزید ابھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ میری کسی کتاب کے ایک مضمون میں آنکھوں اور ان کی اقسام کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آنکھیں وہ ایسے موضوع ہیں جن پہ بہت کچھ لکھے جانے کے باوجود بھی ابھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ [illegible] آنکھیں اور [illegible] رنگت کے [illegible] کا فراد [illegible] انسان کے [illegible] ظاہری اور باطنی [illegible] والی دلکشی اور واضح اظہار ان ہی آنکھوں سے نمایاں ہوتا ہے۔ آنکھیں خاموشیوں کی ایک زبان [illegible] ہوتی ہے۔ دل، دماغ، احساسات، جذبات اور خیالوں کے [illegible] ہوتے چلے [illegible] رواں ہوتے ہیں [illegible] عشق، محبت [illegible] ملاقات کا آغاز آنکھ سے ہی شروع اور [illegible] ہے۔ آنکھیں چہرے کے آئینے کا عکس اور ان کی روح ہوتی ہیں۔ وہ آنکھیں تو بہت ہی پُر اثر [illegible] ہیں جو تخلیق کے مقصد [illegible] کی بات نہیں ہوتی [illegible] مصوری ہو یا سنگ تراشی، داستان گوئی یا شاعری [illegible] یا شخصیت کا حسن، آنکھوں کی مناسبت کی محتاج ٹھہرتی ہے۔ زبان [illegible] آنکھیں بولتی ہوئی ہوتی [illegible] شاعری، مصوری آنکھوں کی جادوگری سے بھری پڑی ہے۔

کسی نے اس دنیا کے "چشم [illegible]" آنکھیں جیسی بڑی بڑی آنکھیں، لشکیں آنکھیں دیکھی ہیں۔ ایسی ایسی [illegible] آنکھیں کہ [illegible] رہ جائے [illegible] خواب آنکھیں کہ انسان خود [illegible] میں گم رہ جائے۔ [illegible] آنکھیں [illegible] آنکھیں [illegible] زمان آنکھیں، [illegible] آنکھیں اور حدیث آنکھیں، قرآن آنکھیں لیکن ان سب میں سے مجھے [illegible] ہوئی آنکھیں اچھی لگیں [illegible] برسات کا چاہو تو ان آنکھوں میں آ بیٹھو......!

جدہ کی ایک عالی شان سپر مارکیٹ میں محض ونڈو شاپنگ کی غرض سے وقت گزاری کر رہا تھا
منزل کبھی اس منزل، برقی زینوں، خوبصورت جدید کیپسول لفٹوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ دنیا بھر کے [illegible]
پر تعیش سامان سے بھرپور ماڈرن یورپین انداز کی یہ مارکیٹ معقول شیوخ، امرا اور غیر ملکیوں کے لیے [illegible]
اپنی اعلیٰ پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے سلسلے میں جدہ میں مقیم تھے۔ کچھ میں شامل کمن کی طرح مجھ جیسے
اور فقیرے قسم کے لوگ بھی ایسی شاندار اعلیٰ جگہوں پر محض دل پشوری کرنے کی خاطر چلے جاتے ہیں۔
ہے ان کا مقصد وہاں خریداری کرنا نہیں ہوتا اپنی محرومیوں اور بے بسریوں کی جھوٹی تسکین ہوتا ہے۔ [illegible]
پٹھان سے خریدی ہوئی پچیس روپے کی گھڑی باندھے ہوئے جب کوئی میرے جیسا غریب غربا [illegible]
شوکیس میں رولیکس کی ہیروں سے مزین، سفید سونے کی گھڑی سے اپنی آنکھیں روشن کرتا ہے تو اسے [illegible]
تسکین ہوتی ہے۔ وہیں کھڑے کھڑے چند لمحے وہ اس لاکھوں ریالوں کی بیش قیمت گھڑی کو اپنی کلائی پر
ہوا محسوس بھی کرتا ہے تو اس وقت وہ خود کو سعودیہ کے بادشاہ کے برابر خیال کرتا ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے
جب کوئی بندہ [illegible] رہتا ہے اور نہ کوئی بندہ نواز۔

میں بھی اسی طرح کی خیالی عیاشی میں مشغول خریداری اور خریداروں [illegible]
"دولت [illegible]
[illegible] تھیں [illegible] جاتی تھیں۔ [illegible]
[illegible] اپنے اپنے [illegible] میں [illegible] عورتوں کے [illegible]
[illegible]
کے رومال، مختلف تراش خراش کی عبائیں، قبائیں [illegible] پائجامے، ٹوپیاں [illegible] کہیں عربی انداز کا [illegible]
کرسیاں، منقش دریاں، غالیچے، جائے نماز، تسبیحاں اور کہیں کھجور کی مصنوعات تیار ہو رہی ہیں [illegible]
مٹھائیاں بن رہی ہیں۔ [illegible] کی مصنوعات، عورتوں کے [illegible] جوتے تیار ہو رہے ہیں [illegible]
والی ورکشاپ [illegible] عربی انداز کی [illegible]
[illegible] رہتے ہیں۔ [illegible]
پرانے شہر [illegible] کے ساتھ [illegible] کاریگروں کے [illegible]
[illegible] عوام بالالتزام [illegible] گیا ہے [illegible]
اپنے سامنے دیکھتے بھی اور خرید کر وہیں بیٹھ کر کھاتے بھی۔ ایک طرف کیپ جیسی داڑھی اور لمبی سی عبا اور [illegible]
والی ٹوپی پہنے ایک شخص خطاطی میں مگن ہے۔ تماشائی لوگ ارد گرد کھڑے اس کے فن پر عش عش کر رہے ہیں۔

[illegible] کی کی مشتریوں پہ عربی انگریزی جلی حروف میں خطاطی پہ مصروف ہیں۔ ان کی مشاقی
[illegible] انداز تحریر دیکھئے اور توصیف کا متقاضی ہے۔ اپنا یا اپنے کسی عزیز کا نام کاغذ پہ تحریر کر کے ان کے
[illegible] دیجئے۔ اگلے چند لمحوں میں وہ صاف شفاف سفید چیٹ پہ یہ نام ایسے سلیقے اور عمدگی سے لکھیں اور
[illegible] کہ آپ یہ تحفہ پا کر فخر محسوس کریں گے ـــــ جو چاہیں انہیں ہدیے کے طور پہ دے دیں۔ وہ بخوشی قبول
[illegible] اصل چیز اس فنکار کی پھرتی اور فنی بالیدگی ہے کہ روزانہ ہزاروں نام تحریر کرتا ہوگا پر کیا مجال جو ایک
[illegible] سے انداز سے لکھا جائے ـــــ اسی طرح ایک دبلے پتلے چینک سلائی سے آدمی کے روبرو سٹول پہ
[illegible] بیٹھ جائیے۔ یہ عجیب الخلقہ شخص محض دس منٹ میں اس کا پورٹریٹ تیار کر کے اس کے حوالے کر دے گا۔
[illegible] ہوئے ناخنوں والی لانبی پتلی انگلیوں والا یہ باکمال آرٹسٹ محض ایک دو بار اپنے ماڈل پہ اچٹتی سی نظر
[illegible] ہے اور ایسا رزلٹ دیتا ہے کہ پورٹریٹ بنوانے والا ششدر رہ جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ یکتائے
[illegible] موجود [illegible] جذبوں خیالوں کو بھی مجسم کر کے قرطاس پہ مقید کر سکتا ہے۔ مجھے یہ احساس ہوا
[illegible] خد و خال کو اجاگر کر دینے کا نام مصوری نہیں ـــــ یا اور اچھا مصور تو نیا طرز [illegible] کو مستقبل
[illegible]

• ممتاز مفتی اور تصویر ....!

ایک چینی فنکار دوبلی نے ایک دفعہ ایک بار ممتاز مفتی کے پورے سر چہرے کا مجسمہ بنانے
[illegible] کی مہارت اور باطنی مفتی کی محسوسات کو بروئے کار لاتے ہوئے تیار کیا۔ مجسمے کی تکمیل کے دوران
[illegible] ماڈل کی صورت سامنے بیٹھنا پڑا۔ دل میں ایک شوق فراواں تھا [illegible]
[illegible] مفتی جیسا کمال دیتا ہے جو تصویر کھینچنے والا یا پھر [illegible] سے
[illegible] مجسمہ کو صورت دیا جاتا ہے۔ مفتی صاحب چپ رنگ اور [illegible] اور خد و خال کے
[illegible] تھے۔ تاہم بشری تقاضے کے تحت ان کے دل میں بھی کہیں چھپی ہوئی خواہش تھی کہ مجسمہ
[illegible] کا [illegible] ـــــ اب جوں جوں تکمیل کے مراحل طے ہوتے گئے
[illegible] مفتی صاحب کا شوق اور بے تابی بڑھتی گئی۔ آخر خدا خدا کر کے تکمیل کا دن بھی آ پہنچا ـــــ خیال رہے
[illegible] مجسمہ مکمل ہونے کے بعد ہی دکھائے جاتے ہیں۔ مجسمہ سیاہ کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا جبکہ

مفتی جی اپنے مجسمے کے صوری لور اور زوبی کے یکانہ روزگار فن کے تخیلی ظہور کو ملاحظہ کرنے کے لئے بے تاب تھے۔ خدا خدا کر کے زوبی مرحوم نے پردہ اٹھایا اور جلوہ دکھایا — وہ تو اچھا ہوا کہ مفتی صاحب غیر مسلح تھے۔ زوبی غیر طبعی طور پہ امر ہو جاتے۔ مفتی صاحب کو ویسے بھی اسلحے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اسلحے سے بہتر کام وہ اپنی زبان کلامی سے لیا کرتے تھے۔ مجسمہ دیکھ کر مفتی صاحب تو کیا کوئی بھی آنکھ عقل والا یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ یہ مجسمہ کم از کم مفتی صاحب کا ہو سکتا ہے۔ رنگ کو تو چھوڑیئے صاحب [illegible] دونوں یکساں تھے۔ اصل خصومت تو مجسمے کے خدوخال کی خشونت اور بے ڈھبا پن تھا یعنی صاحب کے اصل چہرے سے مطابقت نہیں تھی۔ زوبی جیسے آرٹسٹ اور دوست سے کم از کم انہیں ایسی توقع نہیں تھی کہ وہ [illegible] مجسمہ اس طور بگاڑ کر بنائے گا۔ مفتی صاحب بڑے جزبز ہوئے خفا ہوتے ہوئے شاکی کہا۔

"یار! تم نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے یہ مجسمہ دیکھو اور میرا چہرہ دیکھو — کیا میرا چہرہ ایسے تم نے بنایا ہے؟"

زوبی بے چارہ صادقین کی طرح ایک درویش منش تھا — دبے دبے لہجے میں کہنے لگا۔

"مفتی صاحب اصل میں مفتی جی ہے [illegible] [illegible]

[illegible] آواز میں [illegible] ہو جاتے ہیں۔ بچپن جھیروں کی طرح — [illegible] سے وقتی [illegible] صاحب [illegible] ہماری ہوتے ہیں۔ اس مجسمے کو دیکھ مفتی صاحب کا بڑھاپا وضع کیا گیا تھا۔

میں شاید یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ [illegible] سے زوبی نے [illegible] تخیلی تصور اور باطنی تصوف کے ماضی حال اور مستقبل کی آگہی ہو جائے تم مجسمہ دیکھ [illegible] صورت دیہاڑی دار مزدور تو ہو سکتا ہے سچا فنکار نہیں......!

ہندو کی مارکیٹ میں وہ آرٹسٹ تھا اسی طرح کی تصویریں بنا رہا تھا وہ شاید ایک آدھ [illegible] کو کسی اندرونی آنکھ سے دیکھ لیتا تھا پھر اس کی پرکار پھرتیلی انگلیاں لکیریں کھینچنے میں لگ جاتیں تھوڑی ہی دیر بعد وہ عجیب سی تصویر اپنے گاہک کے ہاتھ میں تھما دیتا...... اس کا کوئی مقررہ معاوضہ تو تھا نہیں جو دینا ہو وہ کے [illegible] میں پڑا رہتا۔ جو گاہک کوئی اس کے پنسلوں والے ڈبے میں ڈال دیتا وہ لے لیتا وہ بھی نہیں دیکھتا — میں کافی دیر کھڑا اس کے کام اور اسے دیکھتا رہا۔ یقیناً وہ ہندو نہیں تھا یہ مجھے دیکھ کر بھی جان نہیں پڑتا تھا۔ شاید ہندوستانی ہو۔ اب مارکیٹ میں کہیں سے اذان کی آواز [illegible] دیکھتے ہی دیکھتے سب لوگ دوکانیں بڑھانے لگے...... میں بھی اذان کی آواز کے سہارے پیچھے مسجد تک [illegible]

نماز کے بعد مسجد سے نکل رہا تھا کہ وہی آرٹسٹ مجھے مسجد کے باہر سگریٹ سلگاتے دکھائی دیا۔ [illegible] مجھے اس سے گپ لگانے کی سوجھی۔ دل ہی دل دُعا مانگی کہ یہ انگریزی بولی سمجھ لیتا ہو ورنہ بڑی مشکل [illegible] میں نے اس کے قریب پہنچ کر حسبِ عادت السلام علیکم کہا ۔۔۔ میری سیاہ پوشی اور حال حلیہ دیکھ کر پہلے [illegible] تجسس بھری نگاہوں سے تو لتا رہا پھر سلام کا جواب دے کر انگریزی میں پوچھنے لگا۔

"ایرانی یا افغانی......؟"

"نو نو آئی ایم پاکستانی!"

وہ میری انگوٹھیوں اور گلے کی مالاؤں کو بڑی استعجاب بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"یہ سب کیا ہے۔۔۔؟"

میں جواب دینے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے اگلا سوال داغ دیا۔

"تم شیعہ ہو... یا کسی خاص مسلک سے تعلق ہے؟"

میں پہلے تو تھوڑی گڑبڑا گیا ۔۔۔ میں اُسے اپنی ہی انگریزی میں بتانے لگا۔

"میں مسلکوں عقیدوں سے ہٹ کر محض ایک عام سا مسلمان ہوں ۔۔۔ [illegible] کہ میری [illegible] تھے میرے [illegible] میرے مرشد ملا تقی زادہ ۔۔۔ میرے سسرالی اہلِ تشیع اور میرے بابا اہلِ سُنت والجماعت [illegible] اور میں خود شاید ملا تقی اور [illegible] درویش ہوں یا نہیں ہوں [illegible] خیال ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں...... ویسے میں تمھیں کیسا دکھائی دیتا ہوں تمہارا کیا خیال ہے؟"

مجھے نہیں پتہ کہ وہ میری اس اُلٹی گفتگو سے کچھ سمجھا یا نہیں ۔۔۔ وہ دوستانہ انداز سے مسکراتے ہوئے بولا۔

"تم خاصے پُراسرار ہو مگر دلچسپ بھی ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ اس ملاقات کے نام وہیں کھانا کھاتے ہیں۔"

البرٹ پاس ہی ایک ہوٹل سے کھانا لے آیا اور تقریباً گھسیٹتا ہوا اپنی ورکشاپ کے [illegible] حصے میں پہنچ گیا۔ یہ جگہ اس کے سٹوڈیو سٹوڈیو بیڈ روم کے لئے مختص تھی جگہ۔ باہر کے حصے میں [illegible] تصویر بنا رہا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے روشنی کا ایک سیلاب پھیلا دیا۔ ادھر کی ہر چیز [illegible] کی مانند واضح ہو گئی۔ اللہ اللہ! در و دیوار پر [illegible] تک پھیلی بڑی ادھوری [illegible] ہر جا ہر جانب آنکھیں ہی آنکھیں ۔۔۔ کئی ساکت و جامد مجھے مبہوت ساکتیں یہ "[illegible]" دیکھتا

رہا ۔۔۔ یوں محسوس ہونے لگا میں آنکھوں کے کسی نین نستان میں چلا آیا ہوں۔ مسکراتی ۔ کھکھلاتی شرمیلی غلافی نرگسی ۔۔۔ لجاتی ۔ خاموش بولتی ہوئی ۔ تولتی ہوئی ۔ روتی ہوئی ۔۔۔ سیاہ چشم ۔ بلوری ۔ شربتی ۔ سبز ۔ نیلی کنول کٹورہ آنکھیں ۔ غزالی آنکھیں ۔۔۔ غرضیکہ ہر شعر میں کی بہار کھلی ہوئی تھی ۔۔۔ میں کبھی ادھر اور کبھی آنکھیں پیار پیار آنکھوں کو دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ الٰہی اتنے اور ایسے زاویے انداز کیفیات ایسے ایک دیوانے نے کہاں سے حاصل کیے؟ اور یہ سب کی سب آنکھیں ہی ہوتیں تو میں بھی محض آنکھوں سے دیکھ کر یہ تو کہتیں حقیقتیں روتی کھولتی ہوئی آنکھیں تھیں ۔۔۔ متکلم چشم ارشاد تھیں ۔ خرد و ہوش کی تھیں ۔ اور کھولتی ہوئیں ۔۔۔ وہ مجھے اس طرح مستغرق دیکھتے ہوئے بولا ۔

"دوست ۔ یہ شغل پھر کبھی سہی ۔ سر دست طعام سے ہٹ لو ۔ ٹھیک تیس منٹ بعد میں اپنے کام پر چلا جاؤں ۔"

عربی چاول ۔ اچار اور سلاد ۔ بے مرچ پھیکا پھلکا کھانا دیکھ کر کام و دہن سے کہیں زیادہ [illegible] سے لی رہا تھا ۔ جو میرے چاروں طرف مجھے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھیں ۔۔۔ چھپکے چاہتوں کا ایک ہونے میں [illegible]

[illegible]

دیکھنا چاہتا ہوں یا کوئی خاص وجہ ہے کہ تم نے جملہ اعضاء سے قطع نظر محض آنکھوں کو ہی اپنے سے لیے منتخب کیا ۔ [illegible] سوچتی [illegible] آنکھوں سے میں کئی مرتبہ واقف ہوا ہوں اور شدت سے احساس ہوا کہ انسانی جسم میں صرف آنکھیں ہی ایسی [illegible] ہیں جو مجبور بھی ہے اور [illegible] خاموش بھی ہے اور متکلم بھی ۔۔۔ اور یہ کہ ارتقاء زیبائی ساری زیبائش آرائش آنکھوں کی ہی مرہون ہے ۔"

وہ کھانے میں خاص قلت دکھا رہا تھا ۔ میری یہ سنجیدہ بات تو جیسے اس نے سنی ان سنی تھی ۔ مرغی کی ٹانگ میری پلیٹ میں رکھ کر انگلی چاٹتے ہوئے بولا ۔

"یہ وقت ایسی باتوں کے لیے مناسب نہیں ۔ میری ڈیوٹی کا وقت ہوا چاہتا ہے جلد کھانا ختم کر کے باہر پہنچ جاؤ ......"

میں دیکھتا ہی رہ گیا اور وہ ہاتھ منہ پونچھتا ہوا ڈائننگ روم سے باہر نکل چکا تھا ۔

عربوں اور بنگالیوں میں کم از کم دو قدریں مشترک ہیں ایک مذہب ۔ دوسری کھانا پینا اور [illegible]

[illegible] مرغ و ماہی دونوں کا پسندیدہ کھاجا ہیں۔ بنگالیوں میں بھات کے ساتھ مرغ کے مقابلے میں مچھلی اس [illegible] کھائی جاتی ہے کہ یہ غریب امیر کے لئے آسانی سے دستیاب ہے۔ اس کا سالن بنانے کے لئے تیل [illegible] کی بھی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔ مچھلی واحد ایسا خوردنی لحم ہے جس میں قدرت نے [illegible] [illegible] مصالحے' وٹامن' نمکیات اور دیگر حیاتی عنصر شامل کر دیئے جن کی دوسرے گوشتوں کو پکانے [illegible] اضافی ضرورت ہوتی ہے — اسی طرح غریبوں کے لئے مچھلی کی نسبت مرغ یا اس کے بعد بھیڑ بکری [illegible] زیادہ آسان ہے۔ دونوں کے کھانے کا انداز قریب قریب ایک سا ہی ہے۔ بچے کاٹ کاٹ کر [illegible] — یہ لوگ کھاتے کم ہیں' رگیدتے زیادہ ہیں۔ کھانے کے اختتام پہ دسترخوان' مرغوں کی لڑائی [illegible] پیش کرتا ہے۔ جابجا بکھرے چاول — ادھ کھائی چبائی بوٹیاں' ہڈیاں' ڈنڈیوں کے ٹکڑے' اچار' [illegible] باقیات یہاں بھی یہی منظر تھا [illegible] دسترخوان سمیٹتے ہوئے [illegible] — بہرطور [illegible] کسی نہ کسی ڈھنگ سے سمیت سات ہاتھ منہ صاف کر کے باہر نکلنے کو ہی تھا کہ [illegible] اور کھلے کینوس کے ایک رول پہ پڑی جو اسی نوع کے کاغذ کیا [illegible] کے ساتھ پڑی [illegible] پڑا ہوا تھا۔ اگرچہ درمیانی فاصلہ [illegible] ان نرم اور [illegible] حدت میں [illegible] [illegible] معلوم ہوا کہ آنکھیں' چاہے کسی گوشت پوست کے [illegible] چہروں یا [illegible] آنکھیں آنکھیں ہی رہتی ہیں۔ ان کا فسوں اور [illegible] کی کیفیت ہی ہوتی ہے۔

● [illegible] سے نینناں — !

[illegible] دنوں کی بات — ائیرپورٹ پہنچنے کے لئے میں ٹیکسی پہ سوار ہوا — [illegible] گھنٹے بعد مجھے کراچی [illegible] پکڑنی تھی۔ بغلی سڑک سے نکل کر مین روڈ میں کیا داخل ہوئے کہ [illegible] میں پھنس گئے [illegible] [illegible] رہی تھی۔ گرمی' [illegible] گاڑیوں اور سواروں کے مزاج اور انجن گرم — [illegible] [illegible] دھویں کا اخراج — کہتے ہیں کہ جس ریاست میں عوام مہنگائی' [illegible] عدم تحفظ' ناانصافی [illegible] کے — جہاں رشوت اور اقربا پروری کا بول بالا ہو گا۔ عزت نفس اور شخصی آزادی چھین لی گئی [illegible] عوام الناس میں سب سے پہلے صبر و تحمل غائب ہو جاتا ہے۔ بے حوصلگی' بے اعتمادی' چڑچڑا پن اور [illegible] کے ساتھ خود غرضی بھی در آتی ہے۔ مرکز و ملت کا تصور دھندلا جانے کا خدشہ لاحق ہو جائے گا — بس

ایسی ہی کیفیت یہاں اس وقت بھی تھی۔ ہر گاڑی والا چاہتا ہے کہ وہ اگلی گاڑی سے آگے نکل لے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اگلی گاڑی بھی نہیں بڑھ سکتی کہ اس کے آگے بھی گاڑیاں رکی ہوئی ہیں پھر بھی ہارن پہ ہارن دیئے جا رہے ہیں۔ جیسے ہر شخص پاگل بے حس ہو گیا ہو۔ ہمارے پیچھے ایک ویگن والا لگا ہوا تھا وہ کچھ زیادہ ہی [illegible] بے تاب تھا ہارن پہ ہارن… کبھی دائیں کبھی بائیں — اس کی کوشش تھی کسی طرح وہ ہماری ٹیکسی سے آگے نکل لے۔ نکل بھی لیتا تو محض ایک گاڑی کے فرق سے وہ اسی قطار میں رہتا — پر توبہ کیجئے کہ جو اسے ذرا صبر آئے — دائیں بائیں بھی گنجائش نہیں تھی کہ ہم اسے راستہ دے کر اپنے آگے آنے دیں۔ میں نے [illegible] کڑوا تھوک باہر تھوکتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور کو کہا۔

"بھائی! اس بیوقوف بے صبرے کو کسی طور اپنے سے آگے نکلنے کا موقع دے دو……!"

وہ میری جانب دیکھے بغیر ہی بولا "آپ چاہتا تو میں بھی یہی ہوں… تین لائنیں [illegible] ملا کے سرک رہی ہیں — یہ پاگل دا پتر! اوپر سے فلائی کر کے ہی ہمارے آگے جا سکتا ہے۔ دائیں بائیں سے نہیں…" اس کی بات ٹھیک تھی — میں بھی خاموش ہو گیا۔

[illegible] پھنسا ٹیکسی میں بیس منٹ گزر گئے۔ میں نے گھڑی دیکھتے ہوئے اپنے خدشے کا اظہار کیا [illegible] پہنچ نہیں سکے۔"

پھر آگے ٹریفک سگنل کے نزدیک پہنچ کر پچھلی ویگن والے نے کیسی کیسی [illegible] کر دی [illegible] سے ہمارے آگے آ گیا — میں نے دیکھا کہ وہ [illegible] خوش رنگ [illegible] پھرتیلی — اس کے اندر سواریاں بھی موجود تھیں جبکہ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پہ ایک خوبصورت سی لڑکی ناز و انداز سے براجمان تھی — ڈرائیور کی گردن پھیلا سا فخر تھا — اس کی بے تابی کی وجہ سمجھ آ گئی — ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے سے پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔

اب میں نے جو ویگن کے پیچھے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ پیچھے والے پورے شیشے پہ [illegible] ہوا تھا۔ وہ خوبصورت سی غزالی آنکھیں جیسے چلمن کے پیچھے سے جھانک رہی ہیں۔ بعد میں تو ایسی کئی آنکھیں قریب قریب ہر ویگن کے پیچھے دکھائی دینے لگیں۔ لیکن جب میں نے دیکھیں تب یہ نئے نئے امپورٹ ہو کر آئے تھے اور واقعی ایک دلکش شہکار تھے۔ اتنی شرمیلی آنکھیں کہ حقیقت کا گمان ہو [illegible] چلمن کی اوٹ میں صرف آنکھیں — سراپا انتظار آنکھیں — جس بھی فنکار نے یہ ڈیزائن کیا تھا [illegible] تھا — اب میں آنکھوں میں گم! کہاں کی ٹیکسی ٹریفک — وقت کی کمی — ائیرپورٹ کراچی [illegible]

[illegible] جیاں میں پہنچا ہوا تھا۔

مجھے خاموش اور بے حد جوشیلا پا کر ڈرائیور بولا۔ "وہ آگے دیکھیں.....!"

لیب بی فٹ پاتھ پہ چڑھی ہوئی تھی جبکہ ایک دو موٹر کاریں بھی رکی کھڑی تھیں ..... ایمبولینس اور [illegible] گاڑیاں بھی موجود ..... میں نے اچٹتی سی نظر ادھر دیکھا ..... پھر جو ادھر دیکھا تو آنکھوں والی ویگن کافی [illegible] ..... کیونکہ آگے اب ٹریفک آسان ہو چکی تھی۔ میں نے دور ویگن کو سڑک پہ تیرتے ہوئے دیکھا [illegible] سے کہا۔

"جلدی نکلو، دیکھو ویگن کہاں سے کہاں نکل گئی ہے۔"

ڈرائیور نے جو قلابازی کھائی تو ویگن کو چوبرجی کوارٹروں کے پاس جا لیا۔ آنکھیں دیکھیں تو میری جان میں [illegible] ڈرائیور میری بدمعاشی ..... سے جب جو تھا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ میں وقت کی تنگی کے پیش نظر اسے رفتار [illegible] کہہ رہا ہوں۔ چوبرجی سٹاپ پہ ویگن والے نے رکنے کا عندیہ دیا تو میں نے ڈرائیور کو ویگن کے [illegible] کہا۔ اس شریف آدمی نے یہ سمجھا کہ میں شاید پان سگریٹ کے لئے رکا ہوں۔ میں ویگن [illegible] آنکھیں مجھ سے اب بات [illegible] ان آنکھوں [illegible] UrduPhoto.com [illegible] کی مانند [illegible] اور کسی میری جانب دیکھ رہا ہے۔ [illegible] وہ بھائی جان [illegible] ویگن نے [illegible] یہ جادو جو سارے میں پھیلا ہوا ڈرائیور سے مخاطب ہوا:

[illegible] کیا کر رہے ہو جلدی جلدی اس ویگن کو پکڑو۔"

بے چارہ کسی روبوٹ کی طرح عمل کرتا ہوا تھوڑی ہی دیر میں تین سٹاپ پہ اس ویگن کے پیچھے [illegible]

"ویگن کا پیچھا مت چھوڑنا" میں نے اسے حکم دیا تھا۔ وہ بے چارہ ہر سٹاپ پہ اس کے [illegible] میں چلمن والی آنکھوں میں نظریں گاڑ دیتا۔ مزار، موہنی روڈ، دیا دربار کے سامنے [illegible] کر وہ بولا [illegible]

"[illegible] آپ نے ادھر جانا ہے یا اسی ویگن کے پیچھے چلتے رہنا ہے؟" ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ [illegible] ہو رہی ہے۔

میں نے ان آنکھوں سے آنکھیں ہٹائے بغیر اسے جواب دیا۔

"[illegible] کی فلائیٹ کا وقت گزر چکا ہے۔ تم صرف اور صرف اس ویگن کو فالو کرتے رہو..... ویگن

آگے اور ٹیکسی پیچھے۔ چیونٹیوں کی فطرت کر رہا ہو مانو گے ملے گا۔"

پتہ نہیں وہ کیا سمجھا اور کیا بات سمجھا مگر اتنا ضرور سمجھ گیا ہوگا ـــــ بڑ خاطر کی ہے ویگن میں فرنٹ سیٹ والی لڑکی کو دیکھ لیا ہے اسے پٹانے کی غرض سے پیچھا کر رہا ـــــ میری بات کے جواب میں معنی خیز مسکراہٹ سے کہنے لگا۔

"فکر نہ کرو سرکار! اب ویگن ہمارے آگے آگے ہی رہے گی۔"

واقعی پھر اس نے ویگن کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ آنکھوں والا معاملہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یہی چھوا چھوائی اور تیش سیش کھیلتے کھیلتے ہم اسٹیشن کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں اسٹینڈ پہ ویگنیں ایک قطار میں کھڑی ہوتی ہیں اور پھر اپنی اپنی باری پہ سواریاں بھر کے نکلتی ہیں۔ میرے علم کے مطابق ٹیکسی ڈرائیور نے جان بوجھ کر ٹیکسی ویگن کے پیچھے رکھی ہوئی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے پیچھے اس روٹ کی دو اور ویگنیں پہنچ گئیں۔ ویگن کے پیچھے قطار میں لگ گئی سامان اور مجھے دیکھ کر اگلی ویگن اور پچھلی ویگنوں والے ڈرائیور دوڑے آ گئے ـــ اگلی ویگن والا وہ بے صبرا سا [illegible] کپڑوں اور چہرے مہرے سے [illegible] ڈرائیور [illegible] سے [illegible] ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

" [illegible] "

" [illegible] آپ شاہ [illegible] سے میرے آگے آگے تھے پھر کس لیا [illegible] سے یہاں ویگن تک پیچھے پیچھے [illegible] ویگن میں [illegible] کوئی [illegible] تھا ـــ؟"

میں کیا جواب دیتا [illegible] تھے۔ سچ کہہ [illegible] بولے بیان چھوڑے [illegible] ایسی صورت حال اگر کبھی پیدا ہو جائے تو میں سچ کہنے میں ہی بہتری سمجھتا ہوں اس سے مجھے کیا نقصان پہنچے [illegible] میں نے [illegible] ڈرائیور کے [illegible] والی ویگن کی جانب اشارہ کر کے کہا

"بیٹا اصل میں مجھے ویگن والی خوبصورت آنکھوں نے بڑا متاثر کیا۔ بس میں بے خود سا ویگن کا پیچھا کرنے پہ مجبور ہو گیا۔"

وہ پہلے تو مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر انتہائی تلخ لہجے میں بولا۔

" [illegible] کیا کرو [illegible] اپنی عمر اور [illegible] کا [illegible] ہے۔ وہ میرے ساتھ [illegible] کی مالکن ہے۔ اس کا خاوند پولیس میں افسر تھا۔ ایک مقابلے میں شہید ہو گیا۔ تین بچوں کی ماں ہے [illegible] اس کی مدد کے لئے رقم دی ہے۔ اس نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور گھریلو اخراجات پورے کرنے کو ویگن ڈال لی۔ آج پہلے دن یہ ویگن روڈ پہ آئی ہے اور وہ بسم اللہ کے لئے میرے ساتھ ویگن پہ بیٹھی ہے

[illegible] جی کے برابر ہے۔ بیٹیاں خوبصورت اور خوبصورت آنکھوں والی بھی ہوتی ہیں۔ کیا ماں باپ اُن کی [illegible] ہو کر سڑکوں پہ اُن کا پیچھا کرتے ہیں......؟"

میں اس شریف آدمی کی یہ باتیں سن رہا تھا اور مسلسل سامنے اس چلمن والی آنکھوں کو بھی دیکھ رہا [illegible] میں میں نے اپنی صفائی میں بھی کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ نظریں سامنے آنکھوں پہ جمائے [illegible] نے صرف اتنا کہا۔

"اللہ مجھے معاف کرے اور تم بھی مجھے معاف کر دو۔"

واپس گھر تک سارا راستہ ٹیکسی ڈرائیور خاموش رہا اور میں بھی کہ میں چشم تصور سے انہی چشم آہو [illegible] دیکھ رہا تھا۔

چشم آہو، چشم لیلیٰ، [illegible] نظریں، [illegible] ترچھی آنکھیں، [illegible] اکھیاں، نگاہِ شوق، حسرت دیدار، [illegible] چشم نم، چشم [illegible] آنکھوں کو رہنے دو، اکھیوں کے آس پاس، نین [illegible] نین، جھروکے وغیرہ [illegible] کے بے شمار الفاظ اور مصرعے آپ کو [illegible] کے پیچھے پڑنے کے لئے اور [illegible] تیکھی تیکھی آنکھیں [illegible] دیکھنے کے لئے [illegible] پاس ہوتا [illegible]

[illegible] اس آرٹسٹ کے سٹوڈیو کے ایک کونے میں بے اختیاری سے پڑی ہوئی آنکھوں کی تصویر [illegible] ہو [illegible] کی غیر معمولی کشش کے [illegible] جانے اس کونے پہ پہنچ کر اس [illegible] شاید چار [illegible] سے بنا ہوا تھا [illegible] آنکھیں واضح [illegible] باقی چہرہ دھندلے میں [illegible] اور [illegible] اس کی [illegible] تصاویر میں نمایاں [illegible] تھا [illegible] آنکھوں سے الگ [illegible] چہرہ اور دیگر اعضاء اس کے لئے غیر اہم سے ہیں۔

[illegible] کشش اور سحر انگیزی میں جہاں [illegible] ذات [illegible] کی انداز [illegible] کی [illegible] [illegible] لیے سرمہ [illegible] رنگوں [illegible] اور [illegible] [illegible] ہیں [illegible] آپ کی [illegible] والا [illegible] کان اور [illegible] [illegible] شامل ہوتا ہے۔ [illegible] اوصاف [illegible] کے سحر آفرینی اور [illegible] [illegible] ہیں اور یہ کہ صاحب چشم و نظر اپنی ذات و [illegible] اور احساسات میں کیسا [illegible] ہے۔ [illegible] جذباتی کیفیات کس اوج اور [illegible] کی ہیں۔ [illegible] اور [illegible] سانپ میں [illegible] اور

طرح کام کرتی ہے۔ حکیم حاذق کے ہاں دست شفا، اور ولی کی تصرف ولایت درویش کی دعا [illegible]
ہے اور اگر یہ عشق و عمل ذات فکر و فہامت کا متقاضی نہ ہو تو پھر بھی توانائی و تاب منفی اثرات کی حامل ہو جاتی ہے۔
بدطینت، بدقماش اور بدنصیب منفی علم والے عامل بابے اس سے جائز و ناجائز کام لیتے ہیں۔ معمول کی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر ہپناٹزم کے عمل سے اس کے دماغ کو سُن کر دینے کے بعد اس کی مثبت سوچ [illegible]
اور ارادوں کو گند کر دیتے ہیں۔ ان کی آنکھیں ابلیسی استعانت سے ایسی پُراثر اور ہولناک ہوتی ہیں
مقابل کے دل میں ایک ہیبت اور خوف بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا لاشعور اور شعور اس کی شیطانی [illegible]
زیر اثر آ جاتا ہے اور پھر یہ معمول وہی سوچتا، چاہتا اور کرتا ہے جو یہ شیطان کا چیلا اس سے چاہتا ہے۔ سحر
جادو، شعبدہ گری اور کالے علم کے اکثر و بیشتر مظاہرات اسی آنکھ کی قوت کے مرہون منت ہوتے ہیں۔
نظر کا لگنا، لرزنا، خوف زدہ ہونا [illegible] اسی کا شاخسانہ ہیں۔

اس خود بینی یا خود بینی کے علاوہ اور بھی جو ظاہری ترقی عقل یا ریاضت ہوتی ہے وہ بھی بیشتر [illegible]
بینی ہوتی ہے۔۔۔ مثلاً نقطہ بینی، شمع بینی، سایہ بینی، آفتاب و ماہتاب بینی [illegible]
وغیرہ۔۔۔ [illegible]
[illegible]
مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا ذاتی مذموم فعل ہے۔۔۔ بالکل ایسے ہی جیسے [illegible]
چلائی جانے والی [illegible]
سے کسی کا پیٹ پھاڑ دیا جائے۔

اسی آنکھ کی روحانی یا شیطانی قوت سے بڑے بڑے محیر العقول کارنامے منظر شہود پر آتے ہیں
جس طرح یہ روحانی اور ابلیسی اہمیت ہوتی ہے بالکل ایسے ہی روحانی تکلم اور شیطانی تکلم کی [illegible]
[illegible] کہتے ہیں۔۔۔ [illegible] یہ قوت تعلیم بھی [illegible] ظاہری و باطنی اہمیت سے [illegible]
دیکھیں اور غور کریں تو [illegible] آنکھوں کے [illegible] پیچھے دماغ [illegible]
سے منسلک ہیں جو ایک [illegible] سے مختلف رویے اختیار کرتے ہیں۔

میں نے اپنی [illegible] زندگی میں [illegible] قوتوں کے بڑے بڑے اسرار [illegible]
ہوئے۔۔۔ روز آفرینش سے [illegible] عالم [illegible] اور شعبدہ باز [illegible]
اپنی ان خداداد اور خود ساختہ صلاحیتوں سے بڑے بڑے کارہائے نیک و بد انجام دیے اور [illegible]
سلطنتوں، خطوں کی تقدیریں اور تدبیریں بدل کر رکھ دیں۔ اللہ کے خاص بندوں ولیوں قطبوں نے

[illegible] حضرت بلالؓ، بہلولؒ، بایزیدؒ، جنیدؒ، ذوالنونؒ ..... عبدالقادر جیلانیؒ، معین الدین چشتیؒ اور داتا گنج بخشؒ،
[illegible] تصرف بن گئیں۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں نے اپنی نگاہوں اور مثبت سوچوں فکروں سے گمراہی اور
[illegible] میں بھٹکے انسانوں کی تقدیریں بدل دیں اور جب یہ طاقتیں اور علوم و اسرار طاغوتی چیلوں کے ہاتھ لگے
[illegible] شیطان، شداد، نمرود ..... فرعون کے جادوگر، اہل یہود کے ساحر ..... ٹگے ٹوکری نجومی دو نمبر عامل و پیر
[illegible] غیب کا حال بتانے والے بابے۔ جنات، موکلات، ہمزادوں سے کام نکلوانے والے خاندانی
[illegible] راسپوٹین صفات والے شاہ، میاں، پیر اور پیرزادے بن جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعوے
[illegible] والے جادوگر شعبدہ باز، نظر بند بھی ایسی ہی منفی قوتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ مگر ان میں بعض محض
[illegible] کی خاطر یہ علوم سیکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کا مقصد کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہوتا ..... وہ ان
[illegible] وقتی دلچسپی اور تفریح کی خاطر استعمال کرتے ہیں۔

میں بہت سے حال، ماضی قریب اور ماضی بعید کے ایسے صاحبان تصرف عاملان علوم مخفی دسترس کو
[illegible] کے پاس یہ اسرار علم مخفی جاننے اور پھر انسانیت کی فلاح و بہبود کی حد تک محدود ہے۔ وہ ان
[illegible] مقصد کے لئے استعمال کرنا [illegible]
[illegible]
[illegible] اور شعبدہ گری میں بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ [illegible] یورپ کے [illegible] والے [illegible]
[illegible] ماضیوں کا [illegible] رہا جن کے ممبران کے لئے کسی نہ کسی [illegible] علوم سے
[illegible] ہے اور وہ [illegible]

یوں تو پورا ہندوستان ہی مگر خاص طور پر بنگال، بنارس، کلکتہ، مدراس، [illegible] جودھ پور اور [illegible]
[illegible] علوم جاننے والوں جادوگروں، ساحروں، جوگیوں کے گڑھ ہیں۔ ہندو مت میں مادھو، شیوا کی
[illegible] دیوی دیوتاؤں، اپسراؤں، بھوت پریت، آتماؤں پر بڑا اعتقاد کیا جاتا ہے جبکہ پنڈتوں، جوتشیوں
[illegible] جوگیوں، جادوگروں کی بڑی عزت و توقیر کی جاتی ہے۔ ہندو مت کے پرانے گرنتھ، [illegible] منتر
[illegible] کہانیوں اور مافوق الفطرت [illegible] قصوں سے بھری پڑی ہیں۔ جہاں دھارمک ناٹک
[illegible] قصے کہانیاں پیش ہوتے ہیں پیش کیے جاتے ہیں اور [illegible] جادوگری نظر بندی اور
[illegible] مظاہروں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہندوستان ہمیشہ سے انہی جادوئی کھیل تماشوں
[illegible] جوگیوں جادوگروں، سانپوں، حسین و جمیل دیوداسیوں، مصالحہ جات اور جنگلوں، مندروں بندروں کی

بنا پر ایک مخصوص شہرت و اہمیت کا حامل رہا ہے ـــــ خاص طور پر ہندوستانی ناری کا تصور ہی دوسری [illegible] میں سانولی سلونی سی رنگت دراز گھنیری مشکیں زلفوں چھریرا بدن اور سیاہ و تمار پلکیں والے کٹار نینوں سے ابھرتا ہے۔

اسلام ایسے تمام علوم و فنون کی نفی کرتا ہے۔ جو دینی عقائد اور انسانیت کی سلامتی کے خلاف ہوں۔ محض تضیع اوقات کی ذیل میں آتے ہیں۔ یہ علوم، علوم نافع کے نقیض ہیں ـــــ مگر ہاں ایک آدھ صورت میں ان علوم کا حصول اگر محض جاننے یا سمجھنے کی حد تک ہو اور مقصد ان کا انسداد کرنا ـــــ ان کی حقیقت سامنے لانا اور ان کا توڑ تلاش کرنا ہے تو پھر ان کا جاننا کسی حد تک روا ہو سکتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص منشیات استعمال نہیں کرتا مگر وہ ادارۂ انسداد منشیات کے افعال و کردار سے واقف ہوتا ہے اصل نقل کی پہچان کے علاوہ [illegible] ہو کہ اس کے مضمرات اور مضرات کا کوئی توڑ بھی تلاش کر سکے ـــــ قانون کے محافظ اگر قانون شکنوں سے کہیں زیادہ ان کی وارداتوں کو جانتے ہوں تو وہ کچھ بہتر انداز میں اپنے فرائض سرانجام دے نہیں پائیں گے [illegible] کسی سوا سیر کے آگے تنہا کسی دہلے کے آگے ـــــ لکڑ بھگا کسی ببر شیر کے آگے اور اسلام کی [illegible] موت کے آگے ہی ڈھیر ہوتے ہیں۔

[illegible]

وغیرہ وغیرہ [illegible] اور چند بے حق علوم ہیں۔ ان کا اقرار ضروری نہیں مگر انکار بھی ممکن نہیں ـــــ [illegible] رحمن الرحیم کے ساتھ شیطان الرجیم کا تصور بھی موجود ہے ـــــ دونوں سے انکار ممکن نہیں ـــــ [illegible] چنگل سے نکلنے اور اس کی [illegible] دوسرا اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے قرآنی آیات [illegible] دعائیں پڑھی جاتی ہیں [illegible] یہ معلوم کرتا ہے کہ شیطان مردود اپنے ہی زیرو اور عقلمندوں کو [illegible] اکثر کہیں ورغلاتا ہے ـــــ اگر ہمارے پاس یہ علم نہیں تو ہمارا وہی حشر ہو سکتا ہے جو ایک [illegible] تکیہ کے فقیر مولانا صاحب کا ہوا تھا... !

ابلیس اپنے چیلوں کے ساتھ......!

شیطان الرجیم اپنی ایک ترنگ [illegible] شب میں اپنے چیلے چانٹوں کو لیکچر دے رہا تھا [illegible] خطاب کے بعد آخر میں تاکید مزید کے طور پر ایک خاص گُر کے چند جملے دیتے ہوئے کہنے لگا [illegible] ماننے والو! ابلیسی چیلو! میرے اس حکم اور ہدایت کو مضبوطی سے پلے باندھ لو کہ کبھی کسی عالم کو [illegible]

...۔ اگر تم میں سے کسی نے ایسا کیا تو وہ اپنے الہیاتی علم کے نور سے تمہیں جلا کر خاکستر کر دے
...کے برعکس تم عام لوگوں، نام نہاد عالموں، جغرافی مولویوں، ختم مولودی حفاظ قاریوں اور قبر بنانے
...کو خوب چکمہ دے سکتے ہو۔۔۔ اس گھمبیر نکتے پہ آپس میں خوب سوال و جواب ہوئے۔ لیکن
...محسوس ہوا کہ اس کے شاگرد اس نکتے کو کماحقہ سمجھ نہیں پائے۔ اس نے مجلس برخاست کرتے
... تم سب سٹوڈنٹ میرے ساتھ چلو میں تمہیں کچھ پریکٹیکل کرواتا ہوں۔

سب چیلوں کے فرشتوں سے حلیے بنوائے اور خود ایک برگزیدہ اعلیٰ ذات کا رہبر فرشتہ بن کر وہ شہر
...مشہور نیک نام و نمود مولوی صاحب کے حجرہ کے دروازے پہ دستک دے رہا تھا۔۔۔ آدھی رات پیچھے
...کے مولوی صاحب تہجد کی نیت لیے مولوانی کے پہلو میں آسودۂ استراحت تھے۔۔۔ دروازہ کھٹکنے
...سوچنے لگے اس وقت کون ہو [illegible] علاقے کے مولوی، والی اور پولیس کے
...پہ کوئی بھی کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہے۔ با دل نخواستہ اٹھے، ستر ڈھانپتے ہوئے دروازے تک آئے
...پوچھا، کون؟۔۔۔ جواب میں بڑی گمبھیر مستغرق نورانی سی "السلام علیکم [illegible]" کی لہراتی ہوئی
...آئی۔۔۔ سوچا [illegible]

[illegible]

"اے اعلیٰ حضرت کون؟ اس وقت زحمت فرمائی۔۔۔ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟"

جواب میں [illegible] آفاقی سا آہنگ، پُراسرار سا لہجہ۔۔۔!

"سبحان اللہ مولیا صاحب! دروازہ وا کیجئے۔۔۔ آپ کی مناجات [illegible] دعائیں اور التجائیں
ہاتھ بڑھا کر کنڈا کھولئے، قبولیت کا وقت کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

...عجیب سرمدی سی سرشاری سے دروازہ کھول دیا۔۔۔ سامنے نورانی چہرے، [illegible] خد و خال
...[illegible] والے فرشتے کھڑے ہیں۔۔۔ [illegible] ملکوتی انداز ہاتھ باندھے
...ساکت ہیں۔۔۔ نصف شب کے اندھیرے میں ایک عجیب سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ [illegible] سی
...تمام جہان میں ایک تازگی سی لہرا رہی تھی۔ لعین سربراہ جو کہ رہبر فرشتے کا روپ دھارے ہوئے
... سجا کر گویا ہوا۔

"سبحان اللہ مولیا صاحب! آپ کو مبارک ہو۔۔۔ ساتوں آسمانوں کی جانب سے آپ کو سلام
پہنچا ہو کہ آپ کی شبانہ روز کی نمازیں، عبادتیں، ختم شریف، مولود شریف، نکاح، جنازے اور مسجد میں
...۔۔۔ طمع لالچ سے پاک اور اخلاق و اخلاص سے بھرپور زندگی کے پیش نظر بلکہ متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ

نے آج کی رات آپ کو عرش پہ مدعو کیا ہے۔۔۔ میں جبرئیل ہوں جو خصوصی طور پہ آپ کو پورے پروٹوکول کے ساتھ لے جانے کی خاطر ستر ہزار قدسیوں کے ہمراہ حاضر ہوا ہوں۔ لہذا آپ فوراً لباس تبدیل فرما کر چلے جائیں کہ وہ سامنے والے پہاڑ پہ آسمانی سواری آپ کی راہ دیکھ رہی ہے۔"

بن سوچے سمجھے کہ جبرئیل اب زمین پہ اتر سکتے ہیں یا نہیں، وہ نام نہاد بے علم و عقل مولوی فوراً خوشی خوشی تیار ہو گیا۔ اُس نے سیدھا لباس تبدیل کیا اور ساتھ چل دیا۔۔۔ پہاڑ کی چوٹی پہ پہنچ کر شیطان نے دھکا دے کر دوسری طرف گرا دیا۔۔۔ اس کے بعد شیطان اپنے ٹولے کے ساتھ ایک صاحب بصیرت عالم کے ہاں گیا جو دین و دنیا کے چیدہ چیدہ علوم سے بہرہ ور ہی نہیں بلکہ چند ایسے علوم بھی جانتا تھا جو مروجہ نہیں تھے۔ یہ سب اُس نے لہیّت، طاغوتیت اور شر و شدیدیت سے برأت کے لیے سیکھ رکھے تھے۔ شیطان نے وہی بات یہاں بھی دہرایا۔۔۔ اس صاحب علم و عقل نے تمام بات سنی اور لباس کی تبدیلی کا کہہ کر اندر چلا گیا۔۔۔ کچھ دیر بعد واپس پلٹا تو اس کے ہاتھ میں لوہے کے کیلوں سے جڑا ایک مضبوط سا ڈنڈا تھا۔ آتے ہی اس نے لاحول ولا قوۃ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے شیطان کی دھلائی شروع کر دی۔۔۔ چار چوٹ کی مار کھا کر شیطان چیلوں کے ساتھ نو دو گیارہ ہو گیا۔

"یہ ہے بیٹا۔۔۔ شاکر! وہ فرق جو تم نے دیکھ لیا کہ علم کیا ہوتا ہے؟ اس نام نہاد عقل و علم سے عاری مولوی کا علم محض کتابی اور نصابی کتابی سا تھا۔ یہ کیڑا نما فقیر مولوی ٹھہرے ہوئے کیچڑ میں اگنے والی کھمبی کی مانند تھا ایسے پانی میں چیونٹیاں تو ہو سکتے ہیں مگر مچھلیاں نہیں ہوتیں۔ جوہڑوں کے ہاں مچھر بھنبھناتے ہیں کے پاس محض لاحاصل ہوتی ہے۔ عقل کی مانند کا وجود نہیں ہوتا۔ تمہارا آسمان تھوڑے لوگ ہیں۔ یاد رکھو علم و عقل والوں کے قریب مت پھٹکنا ورنہ تمہارے چیتھڑے اُڑ جائیں گے۔"

بات اگرچہ باصرہ کی ہو رہی تھی جو آنت کی طرح بڑھتے بڑھتے پتہ نہیں کہاں سے کہاں جا پہنچی ہے۔ مگر کیا پتہ نہ پاؤں کی خبر۔۔۔ خالق نے خیر و شر کیا کیا ہے کہ عقل حکیم گم کھاتا ہے۔۔۔ دس حسّوں میں سے پانچ ظاہری حسّوں میں باصرہ پہلے درجے پہ ہے۔ باصرہ، سامعہ، شامہ، لامسہ اور ذائقہ۔ باقی پانچ باطنی حسّیں ہیں: سمجھ، فہم، ہوش، ادراک اور وجدان۔۔۔ یہاں عقل اول ہے۔ حسّی اور اعصابی طور پہ انسانی جسمانی نظام کی بقا حسّوں پہ انحصار کرتا ہے۔ خواہ وہ جذبات ہوں یا خیالات۔۔۔ شوق ہو یا کوئی سوچ۔۔۔ جنسیت ہو یا محبت۔۔۔ ہمارے اچھے برے رویے انہی دس عدد حسیات کے مرہون منت ہیں۔ اگر یہ حسّیں توانا اور باصحت

[illegible] اپنی ذات سے آگے دیگر انسانیت کے لئے بھی بہت سی کارہائے خیر سرانجام دے سکتا ہے۔
[illegible] یہ اعصابی صلاحیتیں جبری اور خفی بھی ہوتی ہیں ——— وہبی و کسبی و قوتی اور وقتی بھی ——— ان پہ آمد
[illegible] بھی آتی جاتی رہتی ہے۔ انہیں حد درجہ بڑھایا اور بے حساب انگیخت بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہی یہ کہنا مقصود
[illegible] علوم [illegible] و تاریخ معقول و منقول ——— علوی ارضی یا آفاقی سماوی ہو سب انہی حسیاتی قوتوں کی ماجرائی
[illegible] سے دائرۂ ادراک میں آتے ہیں۔ عالمان عالم خواہ کسی بھی مکتب و منصب سے منسلک تھے ان
[illegible] یہ حسیاتی صلاحیتیں بدرجۂ اتم پائی گئیں۔ مدعیان ہمہ دانی ماہرین طبیعات عالمان مسمریزم فیلسوف
[illegible] کی حسیاتی قوتوں کو علم ظاہری و باطنی کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ یہ سارا تحلیل نفسی مدرکات معقولات
[illegible] تخیلات اور موہومات کا کمال ہے کہ آپ ایسے خارق العادت اور مافوق الفطرت کارنامے سرانجام
[illegible] دیکھنے والے کی آنکھیں حیرت سے پھیل جاتی ہیں وہ آپ کو جادوگر سمجھنے لگتا ہے جبکہ یہ سارا تماشا
[illegible] کمال ہوتا ہے ——— قوت متخیلہ تحلیل نفسی اور تزکیۂ نفس کی حرکت سے بڑھ کے محیر العقول مناظر دکھائے
[illegible] یونانی مسمریوں بابلیوں مگدانیوں کے علاوہ چند وحشیوں میں اس قوت کے ہونے [illegible]
[illegible] ہیں۔ [illegible] سیستان اور
[illegible] روشنیوں
[illegible] صلاحیتوں کو انسانی دینی اخلاقی [illegible] کے لئے استعمال کیا۔ [illegible] طاقت
[illegible] حکومت [illegible] نوع انسان اور اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ و ارفع مخلوق کے لئے آسودگی
[illegible] قوت [illegible] ہے۔

[illegible] اور باطنی علوم کی ذیل میں صرف وہی علوم نہیں آتے جو محیر العقول یا مابعد الطبیعات کے زمرے
[illegible] بلکہ علم و عقل و شعور کی اس تشکیل میں سے عیاں ہونے والی ہر علمی فنی تحقیق و کاوش شروع
[illegible] اسرار و رموز [illegible] ہوتی ہے۔

■ یہ تجھ سے پُراسرار بندے ——— !

[illegible] اولیاء کا معنی اللہ کا دوست بھی ہے اور یہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اولیائے ظاہرین اور اولیائے
[illegible] کے ان کی بارہ درجات میں تقسیم ہے جیسے قطب غوث امامان اوتاد ابدال اور اخیار ——— ابرار
[illegible] مکتومان اور مفردان۔ اولیائے مستورین ظاہر ہے کہ اپنے مقام و درجہ میں مستور ہوتے ہیں ———

سوا حق تعالیٰ اور چند مخصوص نفوس کے اور کوئی ان کے مقام و حد سے آگاہ نہیں ہوتا ___ اور اگر کسی بھی طرح ظاہر ہو جائیں تو پھر اللہ کی ذات انہیں پردہ دے دیتی ہے۔ اب رہے اولیائے ظاہرین ___ یہ اللہ کے خاص بندے اپنے مقام و درجات کے ساتھ اپنی اپنی ڈیوٹیوں پہ بیٹھے ہوتے ہیں..... یہ جانے پہچانے ہوتے ہیں۔ ان کی مصروفیات' اولیائے مستورین سے مکمل طور پہ مختلف سطح کی ہوتی ہیں اور یہ اللہ کی مخلوق سے کنارہ کشی نہیں کرتے ___ دینی شرعی اشغال' اکلِ حلال کی تکمیل و حصول کے ساتھ ساتھ وہ پوری تندہی اور توجہ سے [illegible] کی مخلوق کی خدمت میں جُتے رہتے ہیں۔ البتہ ان کی خدمت اور ہمدردی کے طور طریق قدرے مختلف ہوتے ہیں ___ ہواؤں میں ہوا' پانی میں پانی' آگ میں آگ اور مٹی کے ساتھ مٹی ___ مخلوقِ خدا کی خدمت' عشق اور خاک نشینی ان کا وطیرہ ہوتا ہے۔ ان کی زبان فیض ترجمان سے محبت' اخوت' سلامتی اور راستی کے [illegible] پھوٹتے ہیں اور نگاہ برق عالم سوز تھی ___ یہی نگاہ ظہور حق آموز بھی ہے عالم مثال میں بے مثال اور [illegible] گروہوں کے چارہ ساز ہوتے ہیں ___ یہ علامۂ دہر' تجلی' رشید' فرد وحید' فقیر کامل' [illegible] زرتشی' [illegible] ہو گی' حکمت' یونانی' کیانی' ہمالیائی وغیرہ وغیرہ' اقوام کے آگے اپنی اپنی راہوں پہ لگے ہوتے [illegible] ہوتے ہیں [illegible]

اور عالمان [illegible] حکمت و ہیئت' اصول' ریاضی' منطق' موسیقی وال' فلاسفروں اور ارضیات' افلاکیات کے [illegible] پڑھتیں تو پتہ چلتا ہے کہ [illegible] اپنے اپنے مقام پہ علامۂ دہر تھا ___ کون سا معقول یا منقول فن ہے [illegible] جس میں وہ یگانۂ روزگار نہیں تھے [illegible] تھے۔ ادب' عروض [illegible] ہیں۔ ارض و سما کی گردشیں ان کے ہاتھ میں' پاتال کے پیندے میں پڑا ہوا چھلّہ کا پتہ ان سے [illegible] ہوتا ___ ہواؤں فضاؤں کی مسکراہٹیں ان کی پلکوں سے ابھرتی تھیں ___ ہاں اور نابغۂ روزگار [illegible] جابر بن حیان' بطلیموس' محمد بن زکریا رازی' ابن الہیثم' البیرونی' عمر خیام' سعدی' [illegible] رازی' [illegible] کندی' ابن سینا' ابن رشد [illegible] ___ افلاطون' ارسطو' [illegible] ہرقلیطس' [illegible] پاسچر' [illegible] نطشے' [illegible] ___ اب [illegible] [illegible] شاہ [illegible] علامہ محمد اقبال [illegible] و اصول [illegible] سے شاعری' فلسفی نظریات' کردار' زندگی' تصوف' ادب سے ہم بہت کچھ سیکھتے ہیں [illegible] افکار و خیالات میں صالحیت پیدا کرنا سکھاتے ہیں' ظاہری و باطنی وجود اور مادی' روحانی اور [illegible] کے ساتھ زندگی کا مقصد عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے دین و مذہب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ

[illegible] معرفی تعلیم و تربیت بھی ازبس ضروری ہے۔

علم اسماء اللہ سبحانہٗ کی جانب سے انسان کو بخشی ہوئی وہ نعمت ہے جو فرشتوں اور جنوں کو بھی نہیں [illegible] ایک جو مستحق ٹھہرے) تمام ارضی و سماوی علوم علم اسماء سے ہی باہم مربوط و منسلک ہوئے بعد ازاں [illegible] و مفہوم پردۂ اخفا سے نکل کر معرضِ فہم و ادراک اور بیان و ارشاد تک پہنچے پھر آسمانی صحیفوں کے [illegible] فرقان الحمید کے وسیلۂ جلیلہ سے بالالتزام و اہتمام اس کے ثمرات انسان تک پہنچائے گئے۔ [illegible] عہد عتیق کے عہد ناموں، صحیفوں اور آخری کتاب، کتاب مبین تک آسمانوں کے ساتھ ہو [illegible] ہوتا ہوگا کہ رب کریم نے اس عالم رنگ و بو، جہان کارزار کائنات کن فیکون میں جو کچھ بھی تخلیق [illegible] پیارے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ ہی تو ہے جو آدم اور اس کی اولاد کے [illegible] و برکت کا موجب بنا۔ علم الغیب اور علوم ارض و سماء جیسے علوم وحی، الہام، رؤیائے صادقہ اور علم اسماء [illegible] سے عطا فرمائے۔ آسمانی صحیفے اتارے، تجسس اور غور و فکر کرنے کا علم دیا۔ تاکہ حضرت انسان خود کو اپنے خالق کو پہچان سکے۔

[illegible] حکمت، عظمت نے [illegible] ایسے ایسے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] اور اساطیر سے معلوم ہوا کہ انسان ہر دور میں ظاہری اور باطنی علوم [illegible] جانے [illegible] میں مگر اس [illegible] ظاہر ہے کہ ظاہری علوم سے اس نے کمال درجہ ترقی کی [illegible] سے اعلیٰ ترین [illegible] زمینوں آسمانوں [illegible] ڈالیں [illegible] سے جہان [illegible] بے شمار خود مند اور [illegible] اور اختراعی عروج کی انتہا تک [illegible] ان ظاہری علوم کی تحصیل اور خاطر خواہ ثمرات سے بھی اس کی علمی تشنگی بجھ نہ سکی۔ یہ باطنی [illegible] علوم سے بھرپور طاقت، خیر الاثر اور حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ انسان کی تگ و دو ان سے [illegible] حاصل کرنے کی جستجو میں جاری رہی۔ [illegible] تحقیق کیا ہے، مکمل اور مخفی اسرار ہوتی ہے وہ آج بھی تحقیق اور [illegible] طلب ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ دنیا کے ہر دور میں مابعد الطبیعات کے علوم کے ماہرین اور [illegible] اسرار کی حیثیت و شخصیت کے حامل رہے۔ مافوق الفطری علوم کے متلاشیوں کی جماعت ایک [illegible] کی جماعت کے [illegible] بھی اکثر شکوک بھری نظروں سے دیکھے گئے۔ میرے اپنے ایک [illegible] دیکھتے ہی پہچان لیتی ہے کہ یہ دائیں بازو والا ہے یا کہ بائیں والا۔ مٹی کے تیل کی بو اور چنبیلی کے [illegible] خوشبو کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ میرے نصیب کہہ لیں یا محض حسن اتفاق کہ مغربی ممالک کے علاوہ ایشیا

کے بیشتر ممالک کے بیشتر ماہرین سفلی و علوی علوم سے میری کسی نہ کسی طور بھڑت رہی۔ مجھے نہ صرف انہیں دیکھنے ملنے کا موقع ہی ملا بلکہ ان کا پیچیدہ پیچیدہ کام بھی قریب و دور سے ملاحظہ کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ کئی ایک سے دوستانہ مراسم بھی ٹھہرے — ان مختلف نسل و مذاہب ماہرین میں مقامی ملکی بھی ہیں اور غیرملکی بھی... دیندار اور لادین بھی — انتہائی پڑھے لکھے' پروقار اور والا اعتبار بھی اور بے حد جاہل' گھٹیا افراد بھی اور بہت سے یوں بھی کہ وہ محض یہ علوم ذاتی دلچسپی اور شوق کی بناء پر سیکھے ہوئے ہیں — قبیل کے زیادہ تر لوگوں کا یہ پیشہ ہے۔ ان میں بین الاقوامی شہرت یافتہ بڑے بڑے جادوگر' شعبدہ باز بھی ہیں اور جو یورپ اور امریکہ' کینیڈا کے بڑے بڑے عالیشان میجک تھیٹروں میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی نوع کے کھیل تماشوں کے لئے مخصوص ہیں۔ مخصوص اس لئے کہ جادو' نظربندی اور شعبدہ بازی جیسی پیشہ کاری کے لئے بڑی پیچیدہ اور مخفی میکانکی استعمالوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ بیشتر جادو شعبدے کے کھیل تو سو فیصد میکانکی' برقیاتی' سائنسی اور فطرتی اصولوں کو صحیح انداز سے استعمال اور مہارت کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ شعبدہ باز' جادوگر کا یہی کمال فن ہوتا ہے کہ وہ اپنی شخصی پراسراریت' [illegible] اور اپنے آہنگ و لہجے کی پراثر لہروں سے ایک ایسا پراسرار ماحول پیدا کر دیتا ہے کہ [illegible] ہے جو [illegible] حرکات و سکنات' آنکھوں کی تسخیری قوت' روشنی سایوں کی ساحرانہ اور مخصوص لمحوں کے باقی سب کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ اکیلا جو چاہتا ہے وہ تماشائی [illegible] نظربندی' شعبدہ گری' میکانکی' برقیاتی اور مہارت وغیرہ زیادہ تر ماحول پیدا کرنے کا کام ہے۔ مختلف فنون و کمالات کے ایسے ایسے کام دیکھے ہیں کہ اگر میں راسخ العقیدہ مسلمان نہ ہوتا تو ان کا [illegible] لیتا۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے تمام جادو کے کھیل کرتب محض استدراج کی ذیل میں آتے ہیں — کسی نبی سے اگر ماورائے فہم و فطرت کوئی کرامت و تصرف ظاہر ہو جائے تو وہ اللہ کریم کی جانب سے ہے۔ کوئی حرکت غیرمسلم سے ظہور پذیر ہو جائے تو وہ استدراج ہے جس کا وسیلہ شیطانی مردود ہوتا ہے۔

- عہد قریب و بعید کے عظیم شعبدہ باز اور ساحری — !

دور حاضر کا مشہور و معروف امریکن جادوگر ڈیوڈ کوپر فیلڈ اپنے منفرد جادوئی کمالات کے باعث وہ کوئی پرانے انداز اور حلیے کا بوڑھا قسم کا جادوگر نہیں۔ بلکہ عہد جدید کا ایک خوبرو' پڑھا لکھا' ماڈرن

[illegible] یورپ کے شائقین سے [illegible] میونخ ہو یا ہمبرگ، روم اور برسلز تک اس کے فن کا
ڈنکا بجتا تھا۔ اسی طرح روس کا سلیمان یاکوف، ترکی کا رحیم راپاشا، مصری جادوگر آذر مصری، ہندوستان کے
گوگیا پاشا، کولکتہ کا راجندر ناتھ بھارتی، برطانیہ کا میجک ماسٹر جے این میسکلین جیک ازمنہ قریب کے مشہور
جادوگروں شعبدہ بازوں میں ہیری ہوڈنی، مسز رابرٹ ہودین، جین ہوڈینی کے نام نمایاں نظر آتے ہیں۔ [illegible]
جادوگر جو ہاف مین کے نام سے مشہور تھا بڑی حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل تھا۔۔۔ [illegible]
دیتا تھا۔ لوہے کی سلاخوں کو کسی گزک کی مانند چبا کھا جاتا۔ وہ اپنی گاڑی کی ٹنکی پٹرول کی بجائے پانی سے
بھرتا تھا۔۔۔ دہکتے انگاروں اور آب شور سے ناشتہ۔۔۔ ظہرانہ اور عصرانہ ہمیشہ بیرنگ کی آہنی گولیوں [illegible]
کر وہ آئل کا ٹوپ، کاپر کے آدھے انچ موٹے پتروں کے توست استعمال کرتا۔ اس کے پسندیدہ مشروب
پٹرول، ڈیزل، گندھک اور نمک کا تیزاب تھے۔۔۔ وہ ٹوٹے کانچوں اور کیلوں کے آرام دہ بستر پہ [illegible]
لیٹ کر زندگی بھر وہ کبھی علیل نہیں ہوا۔۔۔ کسی ڈاکٹر حکیم یا ہسپتال سے وہ واقف نہ تھا۔ اس کی موت
عجیب و غریب حالات میں واقع ہوئی۔ وہ ہیلسنکی میں ایک سٹیج پروگرام کے وقفہ میں [illegible]
کرنے کی غرض سے ایک آرام کرسی پہ دراز تھا [illegible]
آن کر دی [illegible]
سے وہ [illegible] ہوئی تھی۔ کاٹنے والے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوا تھا۔ مگر کیا کہئے کہ [illegible]
بے ضرر سی بجلی کے کرنٹ سے ہی چل بسا۔

ہندوستان میں صف اول کے [illegible] مشہور [illegible] ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔
ان کی ایک بڑی وجہ ان کا عقیدہ و مذہب بھی ہے۔ دیکھا جائے تو ہندوؤں کے روایتی ثقافتی
معاشرتی اور تمدنی رسوم کے علاوہ ان کے مذہبی اسلوب بھی ہیں۔ منتر جنتر تنتر [illegible]
دیویاں، بھوت پریت، پلیت، شرارتی [illegible] چونکہ ان کے ہاں روزمرہ کی طرح ہیں۔ [illegible]
[illegible] جادوگر کرم چاری وغیرہ ان کی ضرورت ہوتے ہیں۔
مخلوق [illegible] پہ ان کی خوب پذیرائی بھی ہوتی ہے۔ ہمارا عصر کے [illegible] میں چند ایک [illegible]
صرف جادوئی کرتب اور شعبدہ گری کے کمالات دکھائے جاتے۔ یہاں کی [illegible]
مشہور ہیں۔ ان جادوگروں نے بے شمار جادوئی کرتب ایجاد کئے اور [illegible] پذیرائی حاصل کی [illegible]
بیرون ملک بھی خوب دام اور نام کمایا۔

دنیا کے بیشتر ممالک کی طرح انگلستان میں بھی [illegible] تھیٹرز آرٹ گیلریز [illegible]

[illegible] میوزیم اور اس کے ساتھ ساتھ نیشنل تھیٹرز بھی موجود ہیں جو ان کی ثقافت کا ایک نمایاں حصہ ہیں۔
[illegible] ن معاشرے کی تعریف شاید یوں ہے کہ وہ زندگی کی گوناگوں گہما گہمیوں اور دلچسپیوں سے بھی
[illegible] ہے۔ اپنی تہذیب، ثقافت اور لوک ورثے سے محبت کے ساتھ ساتھ اپنی روایات کی درخشندگی کا بھی
[illegible] ہے۔ انسانی جسمانی نظام کو اگر بچشم عمیق دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تندرستی — اعمال و خیالات
[illegible] جسمانی اور وظائف زندگانی میں ایک گونہ توازن قائم رکھنے سے برقرار رہتی ہے۔ اسی طرح
[illegible] میں اسی نوع کے توازن کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ اچھا ہے کیا برا لیکن ہمارے معاشرے میں فنون لطیفہ کو مختلف بھری نظروں سے نہیں دیکھا
[illegible] مصوری، شعر و شاعری، رقص، مجسمہ سازی، تصویر کشی، فلم سازی وغیرہ۔ شاید اس لئے بھی کہ
[illegible] شعور میں یا اشغال لہو و لعب میں شمار ہوتے ہیں۔ [illegible] تھیٹر وغیرہ بھی شیطانی اکھاڑے سمجھے
[illegible] یہ سب فنون لطیفہ ایک طرح کے فنون لغویہ کی حیثیت رکھتے ہیں — [illegible] مکروہ و حرام مگر
[illegible] اور وہی شخص اگر کوئی نعت [illegible] میں [illegible] کر لیتا ہے تو [illegible] اسلام ہو کر
[illegible]
[illegible]
[illegible] کرتے ہیں — دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ساتھی [illegible] تھاپ سے تال [illegible] رہے ہوتے
[illegible] مصداق آواز سے پیدا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں [illegible] اللہ کہہ رہے ہوتے
[illegible] اور جذباتی کیفیت [illegible] اللہ اللہ کہہ رہے ہوتے ہیں تو
[illegible] آہنگ کی بجائے طبلے کی تال تھاپ کی آواز کیوں ابھرتی ہے جبکہ نغمہ ہو اللہ اور اس کے
[illegible] برگزیدہ ہستیوں کے نام القاب اتنے واضح اور محبت بھرے انداز میں لیا کرو — قرآن حکیم
[illegible] الحانی اور خوش بیانی سے پڑھا کرو — اعراب و تخریج کی ادائی [illegible] سے [illegible] سہولت سے
[illegible] پسندیدہ اور [illegible] ہیں۔ اسی طرح رقص و سرود کو بھی [illegible] اعمال و [illegible] اور
[illegible] میں بدل کر اپنے لئے حلال کر لیا ہے۔ فنون لطیفہ کی دیگر اصناف بھی اسی طرح کی [illegible] سے
[illegible] بدلی ہیں — دیکھا جائے تو اس قسم کی منافقت [illegible] سے [illegible] چالاکی ہوشیاری کے تمام [illegible]
[illegible] آپ اپنے قومی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں — دو چار کو چھوڑ کر سب ہی [illegible] پر
[illegible] ہیں — پورے کے پورے رنگین صفحات جادو ٹونوں عاملوں بابوں کے گمراہ کن اشتہارات
[illegible] پڑے ہیں۔ ایک رات کے عمل سے بگڑے کام سنورنے کے دعوے — محبت، شادی، کاروبار

مقدمے میں سو فیصد کامیابی کے اعلان ۔۔۔ لاٹری، پرچی، کمیٹی اور میچوں کے جوئے جتانے کی خوشخبری
وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ کوئی خاندانی عامل ہے تو کوئی سید صاحب، شاہ اور صاحبزادہ صاحب ... داتا کا [illegible]
کوئی شکتی مان ہنومان، کالی مائی کا بھگت ..... عیسائی اور بے شمار بنگالی ..... لگتا ہے اس فیلڈ میں بنگالیوں اور
عیسائیوں کا قبضہ ہے ۔۔۔ کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جس معاشرے میں تعلیم کا فقدان ہو، تنگ نظری، توہم پرستی کا
دور دورہ ہو۔ معاملات زندگی میں غیر متوازن رویوں پہ انحصار کرتے ہوں تو اس معاشرے میں یہی کچھ ہو
سکتا ہے کہ دن رات اور دنیا درست۔ اخبار و جرائد اور دیگر ذرائع ابلاغ تو کسی ملک و قوم کے لیے
روشنی کے مینارے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جب یہ مینارے ہی کشتیوں اور مسافروں کو غلط راستے پہ ڈالنے
لگیں تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ رہبر ہی رہزن بن جائیں تو منزل کیسے نصیب ہو گی۔

● نگاہِ خواب گر.....!

[illegible]
بڑھتے ہوئے [illegible] ہیں۔ ایک انسان میں داخل ہونے کے [illegible]
آنکھیں ہیں بلکہ انسان کے مقام علم و بصیرت، صداقت، شرافت، نفرت، محبت وغیرہ کا انہی آنکھوں سے پتا چلتا
ہے۔ اس کی زندگی [illegible] ظاہری، باطنی عوارض کی غماز بھی یہی آنکھیں ہوتی ہیں [illegible] آنکھیں
ہی آنکھیں ۔۔۔ [illegible] کے اندر [illegible]
کرتے میں لاپرواہی سے پڑے ہوئے آنکھوں کے ایک نامکمل اسکیچ پہ مجھ کا سوچ رہا تھا کہ ان [illegible]
جو کہ دنیا میں اور [illegible] آنکھیں کیا ہوں گی۔ پھر خیال آیا کہ آنکھیں تو آنکھیں ہی ہوتی ہیں
خوب صورتی تو دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ داغ ہو یا میر تقی میر اور مصحفی ۔۔۔ غالب، اقبال [illegible]
ہر کسی کے لیے اس کے محبوب کی آنکھیں ہی سب سے زیادہ حسین، دلکش اور دل کے [illegible]
ہوتی ہیں ۔۔۔ تیر، تلوار، خنجر، ستارا، جھیل، ساغر ۔۔۔ ساغر، مینا اور مے خانے ۔۔۔ وغیرہ وغیرہ کیا بات
ہے حضرات ۔۔۔ یہ آنکھیں کیا کیا نہیں ہوتیں۔ [illegible] میں بڑا فرق ہے [illegible]
ایک یونانی مصور کا بنایا ہوا [illegible] دیکھا۔ اس نے پوری کائنات کے تصور کو ایک آنکھ کی پتلی میں [illegible]
تھا۔ میری سمجھ میں آیا کہ شاید آنکھ ہی ہے جسے آپ آفاقی کائناتی استعارے کے طور استعمال کر سکتے ہیں۔

وہ سگریٹ ہونٹوں میں دبائے میرے سر پہ کھڑا تھا اور میں آنکھوں میں یوں کھویا ہوا کہ اس کے اندر [illegible] تک نہ ہوئی...... وہ کھنکارتے ہوئے بڑبڑ سا گویا ہوا۔

"بھائی! تم یہاں یہ آنکھیں دیکھ رہے ہو اور میں باہر تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔ آگے بڑھ کر اس نے [illegible] میں سے وہ آنکھوں والا کینوس کا ٹکڑا لے لیا۔ "آؤ باہر آؤ... میں تمہیں گرم گرم قہوہ پلاتا ہوں۔ وہ کینوس کے ٹکڑے پہ اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔ "تم چاہو تو یہ تکنیک بھی سیکھ سکتے ہو۔"

وہ کھینچ کر اس نے مجھے لکڑی کے ایک چھوٹے سے سٹول پہ بٹھا دیا۔ تھرماس سے قہوہ انڈیلتے ہوئے [illegible] میں جانتا ہوں کہ تم بھی میری طرح فاقے کھینچے ہوئے ہو۔ اسی لئے میں نے تمہیں اپنے ساتھ کھلایا [illegible] لو یہ قہوہ نوش جان کرو اور مجھے کام کرتے ہوئے دیکھو۔ مگر خاموشی اور صبر کے ساتھ..."

اس جیل کے آؤٹ کلاس لوگ بہت کم اکٹھے ہوتے ہیں...... ان کی بے اعتدالیاں، بے نیازیاں اور بے ہنگم حرکات و مصروفیات انھیں تنہا نہیں چھوڑتیں۔ صد حیف کہ ان کے غیر موزوں رویوں اور [illegible] کے باوجود ان کی متانت و سنجیدگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ کیسے کیسے امیر وکبیر [illegible]

[illegible]

[illegible] دیکھ رہا تھا کیسے ذی حیثیت لوگ اس تنگ و تاریک زندگی سے [illegible] دکھائی دیتے [illegible] اور بچے [illegible] ہیں جیسے وہ کہیں باہر سے آتا ہوا کوئی [illegible] اور وہ سب اس کی [illegible] کے منتظر ہوں۔ میں [illegible] روزگار رہتے ہیں ایک [illegible] پالتے ہیں جو بالآخر ان کی بچی کھچی زندگی مختصر کر دینے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ چھے [illegible] فٹ کا قد سا سگریٹ دبائے جلدی جلدی کش لے رہا تھا اور سگریٹ کی راکھ بھی گرتی کہ اب گری۔

[illegible] ہونٹوں پہ [illegible] ہوئی مونچھیں اس پہ مستزاد، گلے میں ڈالا ہوا پلاسٹک کا ایپرن ... جس پہ [illegible] ایک عجیب سی شکلوں والا پودا بنا ہوا تھا اس شکل میں کہ پتوں کی بجائے مختلف کینوس کے [illegible] تھے اور گول نکتوں کی جگہ سوراخ ... ان سوراخوں سے اجھٹی ہوئی [illegible] کی ایک شیڈ اور [illegible] ان کے نیچے پہنی ہوئی سرخ رنگ شرٹ کا کمال تھا... اس دھان پان سے آرٹسٹ کی [illegible] نے مجھے مبہوت و مفتون کر کے رکھ دیا تھا۔ یوں محسوس ہونے لگا جیسے قدرت نے بصر و بصیرت [illegible] اس دانا سے ختم چشم کو عطا کر دی ہو۔ میں بصد استعجاب و اشتیاق اسے شائقین کے [illegible] دیکھ رہا تھا وہ کمال یکسوئی سے مصروف کار تھا...... ایسا منہمک کہ جیسے یہ کام اس کی زندگی کا آخری

فریفتہ ہو ۔۔۔ وہ ازحد ہائی یا مشکل سے اپنے ماڈل کے چہرے بلکہ آنکھوں میں جھانک لیتا ۔۔۔ اس کے بعد
کی پرکار انگلیاں قرطاس ابیض پہ یوں حرکت کرتیں جیسے کسی کوہ قاف کے برف زاروں میں برفانی پری
آفروز ہوتی ہوں ۔۔۔ میں نے بڑی عمیق نگاہی سے دیکھا کہ وہ خصوصاً آنکھوں پہ بڑی توجہ دیتا
جیسے انہیں کاغذ پہ زندہ کر کے چھوڑے گا ۔۔۔ یہی کہ اس کے ماڈل کچھ ایسے بھی دیکھے جیسے مردہ چہرے
آنکھیں لئے ہوئے ہوں اور کچھ یوں بھی جیسے وہ مردہ آنکھوں والے زندہ چہرے ہوں ۔۔۔ اپنا سکیچ مکمل کرنے
کے بعد دستخط کر کے اپنے ماڈل کے سپرد کرتے ہوئے وہ سکیچ کو یوں دیکھتا جیسے کاغذ میں لپیٹ کر اس نے
آنکھیں دے دی ہوں۔ اس کے سکیچ پہ آنکھیں ہی نمایاں ہوتیں ۔۔۔ باقی چہرہ شاید اس نے
نہ ہوتا ہو۔ بنظر غائر دیکھنے سے لگتا کہ آنکھوں کے علاوہ اور کچھ نہیں بنایا ۔۔۔ معدوم سے خدوخال
آنکھوں کے انکاؤنٹ کے لئے بنالیتا تھا ۔۔۔ جیسے کسی گوہر و جواہر کو اجاگر اور محفوظ کرنے کی خاطر اسے کسی
مدور مخمل منڈھی ڈبیا میں سجا دیا جاتا ہے۔

میرے ہاں کاؤنٹ اپنی تمام خاطر جمع کے ساتھ اس کی دم سے بندھا بیٹھا رہا ۔۔۔ [illegible]
اور میں [illegible]
چند سے [illegible]
مخصوص انداز [illegible] کے لئے مشہور ہے۔ اس کے برعکس چند سے [illegible]
نہیں تھا اور نہ ہی کسی [illegible] تھا۔ یہ تو پال کی ایک لاوارث [illegible] کے ایک مسئلے [illegible]
تھا ۔۔۔ بے تکلیف کی بات [illegible] نہیں ہوتی
مختصری حیات میں زیادہ تر ذہنی پاگل پنے، احمق پنے اور غیر ذمہ دارانہ حرکات و افعال میں بسر کر
کچھ شعور، اختتام ذمہ داری اور ذمہ داریاں سمجھنے لگتے تک وہ عمر کے ایسے مقام پہ پہنچ ہوتا ہے
آخری منزل بس دو چار قدم ہی رہ جاتا ہے ۔۔۔ اب وہ وقت ہوتا نہیں جو خود کل بنا سکے
جیون جیسی دوڑ دھوپ دھاپ کہیں دکھائی دیتی ہے جس سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دور تھا ۔۔۔ [illegible] ذمہ داری کا احساس اور اس کی دنیا داری [illegible]
منہ اٹھا ادھر چل دیئے۔ زاد راہ اور پیسے کا بوجھ تو ان مسافروں کے لئے ضروری ہوتا ہے جو کسی

[illegible] کسی مخصوص منزل کے متمنی ہوتے ہیں..... میں تو ہواؤں کے دوش پہ پنچھیوں کے بے توقیر تنکے کی [illegible] پیچھے کسی درخت کے ٹوٹے پتے کی طرح ــــ آندھیوں کے آگے لگے کسی بچھی بستری کے [illegible] صورت ــــ گرداب دریا میں چکراتے ہوئے کسی ٹوٹی پتوار کے ٹکڑے کی سی حالت آشفتگی میں [illegible] فطری ذہنی جسمانی عقلی دنیاوی اور روحانی ترکیب و تعمیر کی تہذیب ہی کچھ یوں تھی کہ میں کچھ [illegible] بھی کچھ نہ تھا ــــ اور یا پھر کچھ تھا ہی نہیں اور بہت کچھ تھا۔ اس ہونے نہ ہونے کی کیفیت مجھے [illegible] کی تھی۔ کہیں کچھ ہوتا یا نہ ہوتا، بس اگر ہوا اس طرف کی چل پڑی تو میں بھی ادھر چل دیا ــــ کیوں کیا [illegible] تھا اور معنی پہ غور کرنا تو شاید میری سرشت میں ہی نہیں تھا۔

پہلے بھی کہیں عرض کر چکا ہوں، انسانی، حیوانی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ غیر مرئی مخلوق کی مختلف ترا [illegible] [illegible] عادات، طور طریق، ظاہری باطنی حرکات و افعال کا مطالعہ میری مصروفیات کا ایک نمایاں حصہ رہا [illegible] جو ظاہر ہو یا مخفی کی مخلوق ہر کسی میں کوئی نہ کوئی ترجیحی خوبی، خامی اور موجود عنصری نمایاں نشانی [illegible] ہوتی ہے اور جہاں کہیں وہ موجود ہوں وہاں ان علامات سے اپنی نشاندہی کرواتی ہیں۔ کچھ [illegible] وہ اپنی مخصوص بو، خوشبو سے اپنی پہچان کرواتی [illegible]

ان حوالوں میں حضرت انسان خصوصی طور پہ قابل ذکر ہے۔ یہ اپنے افعال، اعمال اور عقلی [illegible] کی بنا پر ایک الگ ہی مقام رکھتا ہے۔ اس کے ظاہری پیکر میں سب سے [illegible] اور حصول حصہ [illegible] تھا۔ شاید میری یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہ آئے۔ اگر غور کریں تو سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھیں [illegible] کی انتہا ہیں۔ ہر جذبہ انسانی سوچ ــــ [illegible] کا مرہون منت ہے۔ خوبصورتی [illegible] ان سے ہی ہوتی ہے۔ آنکھوں میں دم نہ ہو تو حسن سے متعلق ہر چیز بے دم سی رہ جاتی ہے [illegible] شاعری ــــ رقص ہو کہ مصوری ــــ کا قافیہ آنکھیں ہی ادا کرتی ہیں۔

[illegible] ان داستانوں میں میری لاڈلی گڑیا سی حسین لڑکی "کنول" جس کی آنکھیں نہیں [illegible] تھیں۔ خوف کے غلاف میں لپٹی ہوئی تھیں ــــ پاگل پنے، شکی اور اداسی کی دھند میں [illegible] تھیں ــــ چونک جانے والی، آنکھوں سے جھلک پڑنے والی تھیں ــــ چھت سے چھت [illegible] جھکے جھکے تھیں ــــ!

[illegible] ہندوستان کے کلاسیکل فلم ڈائریکٹر، رائٹر کیدار شرما جو راج کپور کے گرو بھی تھے کا تعلق شعر [illegible]

یا نکلوت سے تھا۔ پرتھوی راج کپور اس کو بڑا مان دیتا تھا۔ یہ اپنے اسلوب کا ایک نادر روزگار فنکار تھا۔ اس نے بمبئی میں جتنا بھی کام کیا۔ وہ کلاسیک کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی ایک فلم "باورے نین" تھی۔ جس میں گیتا بالی نے بڑی خوبصورت اداکاری کی۔ یہ فلم میں نے کم از کم تین بار دیکھی تھی۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ اس کا نام "باورے نین" کیوں ہے۔ میں پُراسرار قیتان کو صرف نینوں کے حوالے سے دیکھنے کے لئے [illegible] اور بمبئی گھر سے بھاگ کر گیا۔ لاہور میں ایک اداکارہ نیناں تھی اُسے بھی اسی وجہ سے دیکھا۔۔۔ آہو چشم اداکارہ شاہینہ، عشرت جہاں، نیّو، جدن بائی کے ہاں بھی لاجواب خوبصورت آنکھیں تھیں۔۔۔ اداکارہ [illegible] کی آنکھیں نہیں تھیں نین تھے۔ آنکھوں اور نینوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ آنکھیں محض دیکھنے یا دکھانے کے لئے ہوتی ہیں اور جبکہ نین......؟

رئیس امروہوی مرحوم منظور کے ہاں جس زمانے میں [illegible] "[illegible]" کی مشقیں کیا کرتا تھا اُس نے ایک بار مجھے آنکھ اور نین کے مابین کا فرق سمجھایا تھا۔۔۔ بظاہر تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھ اور دید اور نگاہ، چشم [illegible] چشمان وغیرہ یکساں معنوں میں ہی مستعمل ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ مجھے [illegible] سمجھ میں کچھ مختلف [illegible] شاید جیسے عقل اور عشق [illegible] [illegible] وہ آنکھوں [illegible] میں کن نینوں کی تلاش میں تھا اور ادھر میں بھی ان نینوں کی وجہ سے [illegible] کے قریب تھا۔ مجھے یقین ہے [illegible] اور باطنی بالیدگی سے مجھے پہچان لیا تھا۔ [illegible] بنانے کی غرض سے ساتھ شامل [illegible] کیا۔۔۔ اس [illegible] کی صحبت میں مجھے [illegible] میں بھاگنے کا موقع ملا [illegible] تک بھاگ کے دوران ایک کونے میں پڑے کینوس پر نینوں کے ایک نامکمل سے سکیچ نے مجھے پکڑ لیا [illegible] اس زمانے کے بعد میں نے ایک باورے نین دیکھے کہ جنہیں دیکھنے کی آرزو میں میں باورا ہو کر رہ گیا

تین چار روز میرا وطیرہ یوں رہا کہ میں ظہر کی نماز میں اس کے ساتھ شریک ہوتا۔۔۔ پھر مسجد پاس ہی تو واقع اپنے ہوٹل لوٹتا۔ کھانا کھاتا اس کے ساتھ۔۔۔ پورا دن میں اس کے پاس سٹول پر بیٹھا اس کی انگلیوں کی "چشم سازیاں" دیکھتا رہتا۔ [illegible] اور وہ ان مصوروں کی اپنی ایک علیحدہ دنیا ہے۔ وہ [illegible] شکل وصورت اور اپنے طور طریقوں سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ اس جدید دور میں وہ کتنی از منہ قدیم کے باشندے دکھائی دیتے ہیں۔۔۔ شاید سچے آرٹسٹ کے پاس ایک [illegible] ہوتی ہے جو اسے خود اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا ناتا صرف اور صرف [illegible] فنون سے ہی رہ جاتا ہے۔۔۔ اس کا بھی یہی عالم تھا۔ اپنے کام میں مصروف اُسے کچھ ہوش نہ

...ے اور گرد کیا ہو رہا ہے۔ کون آیا کون گیا ۔۔۔ کسی نے کچھ معاوضہ دیا ہے یا وہ سکیچ لے کر محض جھینک یو کہہ کر
چلا گیا ہے۔ میں نے دیکھا ایک دو تو سکیچ مکمل ہونے سے پیشتر ہی اٹھ کر چل دیے شاید وہ تیم کرنے بیٹھنے کی سکت
... کی تنگی کی وجہ سے ایسا کرتے ہوں ۔۔۔ مگر اسے تو ایسے اٹھ کر چل دینے والوں کی بھی خبر یا پروا نہ ہوتی
... میں وہ کسی خفگی کا اظہار کرتا بلکہ کمال استغنا سے نامکمل سکیچ ایک طرف ڈال کر اگلے ماڈل کی جانب متوجہ ہو
جاتا ۔۔۔ مجھے یقین ہو چلا تھا کہ وہ نامکمل نیلی والا سکیچ بھی جسے میں نے اس کے سٹوڈیو سے اٹھایا اور جو ابھی
تک میرے ہی قبضہ میں تھا، وہ بھی کوئی ایسا ہی سکیچ تھا جس کا ماڈل اسے ادھورا چھوڑ کر چلا گیا ہوگا۔

میں نے جدہ سے روانگی کے آخری دن خصوصی طور پر اس سے درخواست کی۔

”میرے اچھے فنکار! الوداعی ملاقات کا آخری طعام میری جانب سے قبول کرو۔“ وہ بہ عجلت بولا۔

”یہ تو تم جانتے ہو کہ میں قلیل اور عام سا طعام لیتا ہوں اور اپنے سٹوڈیو میں ہی کھانا پسند کرتا ہوں
یہ بھی اسی یمنی مطبخ سے آتا ہے جو نیچے مسجد کے پہلو میں ہے۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ طعام میں
[illegible] بدل جائے ہو۔“ ۔۔۔ میری آنکھوں میں دور تک جھانکتے ہوئے پھر گویا ہوا ۔۔۔ ”اچھا چلو آج تم ہی
[illegible] سے کر آؤ۔“

[illegible] رکھ دیا۔
[illegible] چاہا تو اس نے ہاتھ لہراتے ہوئے فرفر عربی میں کوئی تیز سی گردان دہرائی کہ مجھے [illegible] رکھنے ہی
[illegible] واپس پلٹ کر ساری بات بیان کی تو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے بتانے لگا۔

”میں تمہیں بتانا بھول گیا [illegible] ذوق و شوق ہے ۔۔۔ خاص طور پر
مصری اور صحرائی موسیقی سے بڑی دلچسپی رکھتا ہے۔ ام کلثوم اور صباح، درویش کا تو دیوانہ ہے ۔۔۔ تم نے اس
[illegible] کا اندرونی حصہ نہیں دیکھا ۔۔۔ اگر تم ایک بار وہ سب کچھ دیکھ لو اور کھا پی لو جو اس مطبخ کے اندر ہے تو
[illegible] اور تجربہ تمہارے لیے انوکھا سا ہوگا۔“

”مثلاً ۔۔۔؟“ میں نے حیرانگی سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے پوچھا۔

وہ طعام والا پیکٹ کھولتے ہوئے کہنے لگا۔

”پہلے اس دعوت سے لطف لو جو خاص طور پر تمہاری طرف سے ہے۔ بعد از آں کچھ تفصیل کہ اس کے
[illegible] یمنی حلوہ جو خود کھجور، شامی انجیر اور شہد سے بنا ہے کھا دیکھو گے۔ اس کی لذت آفرینی اور منفرد ذائقہ
[illegible] مشکل سے بھلا پاؤ گے۔“ حیدر کی بھنی ہوئی ران سے ایک بڑا کاٹ کر میرے آگے سرکاتے ہوئے مزید
کہنے لگا۔ ”عبید بن عبداللہ، جو اس مطعم کا مالک ہے میرا دوست اور قدردان ہے۔ مگر ٹھہرا وہ قدردے

سنکی ۔۔۔!" وہ مزید مزہ لیتے ہوئے چہکنے لگا۔ "تم یقیناً جانتے ہو گے سنکی لوگ کسی نہ کسی طور غیر معمولی شے ہوتے ہیں۔ ایسے سنکیانے افراد کی ایک آدھ رگ ٹیڑھی نہیں بلکہ دل و دماغ کی قریب قریب ساری رگیں اُلٹی سیدھی ہوتی ہیں ـــــ بظاہر بیکار وجود دکھائی دینے والے بڑے اولترے ہوتے ہیں ـــــ مفکر، سائنسدان، شاعر، ادیب وغیرہ۔"

یہ مصور بھی کمال کا آدمی تھا کھاتا اور فرماتا، دونوں کام ایک ساتھ کر رہا تھا۔ عربی النسل اور لمبے ہاتھ والے باتوں کے کھلاڑی ہوتے ہیں ۔۔۔ کوئی دل گردے والا یا کوئی فقیر درویش، جس نے اپنا من مارا ہوا ہے اپنے کان 'کانے کروانے' پہ تُلا ہو وہ ان کے آگے جم سکتا ہے ـــــ میں کمال تحمل و برداشت کا مظاہرہ کر رہا تھا شاید اس لئے بھی کہ میں اکثر ایسے ہی معرکوں کی محرابوں تلے پیش امام کا مکبر بنا رہتا ہوں ـــــ ابتدا مجھ سے ہوتی ہے پھر پوری گفتگو کی نماز مجھے خاموشی سے اسکے ہی اقتدا میں پڑھنی پڑتی ہے۔

اُسے وقفہ دینے کی خاطر میں نے پوچھ لیا۔

"[illegible] یعنی وہی تو نہیں جس نے مجھے طعام کا پتا یوں سمجھایا تھا جیسے اس کے اندر لطیفے ڈھیلے [illegible] کی بجائے بیٹھ کر پیزا اور ہوم میڈ جام رکھے ہوئے ہوں [illegible] نے عربی [illegible] مارا کہ میں [illegible]

وہ [illegible] ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگا ـــــ منہ بھرے لقمے نے اُسے لب ہلانے کی اجازت نہیں دی۔ میں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہہ دیا۔

"تم بھی پورے سنکی ہو ـــــ" کچھ سوچتے ہوئے میں نے [illegible] کہا "شاید سنکی [illegible] اچھے اور سچے فنکار کی مجبوری ہوتی ہے ورنہ وہ مکمل یکسوئی حاصل نہیں کر سکتا ـــــ یعنی تخلیقی توانائیاں [illegible] یا کسی مخصوص نقطہ ارتکاز پہ جمع کرنے کے لئے فنکار کا سنکی ہونا اور دکھائی دینا ضروری ہوتا ہے۔ میں تو اس سنکی شیخ والے کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یقیناً کوئی سنکی [illegible] ہے [illegible] سمجھایا ہوا مرحبا رہے۔"

دوران طعام اگر ایسی گفتگو، ہلکی پھلکی چوٹیں، مذاق لطیفے چلتے رہیں تو نہ صرف کھانے [illegible] اس کی لذت دو چند ہو جاتی ہے بلکہ ایسے خوشگوار ماحول میں بہت زیادہ کھانا بھی جلد ہضم ہو جاتا ہے [illegible] میں [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] پیدا ہوتا ہے۔ ایسا لگا جیسے ماحول کی خوشگواریت [illegible] میں ایک موثر کردار ادا کرتی ہے۔ منہ میں لعاب لا دہن کا چشمہ پھوٹ نکلتا ہے ـــــ طبیعت کا [illegible] اور مزاج کا تکدر دور ہو جاتا ہے۔

ہم دونوں بڑے اچھے موڈ میں ہیچ مطعم میں پہنچے — صدر دروازے کی بائیں جانب ٹیک اوے کا کاؤنٹر اور دائیں طرف مطعم کے اندر جانے کے لئے راہداری تھی — سنگ ابیض کا شفاف فرش چمکدار رنگین آئینوں سے آراستہ چھت.... سبز گرینائٹ کی محرابیں اور دیواریں — اندر داخل ہوتے ہی مطعم کے ذمہ داروں نے ہمارا استقبال کیا — پھر اللہ جانے مطعم کا مالک وہ عجمی کہاں سے نکل کر ہمارے سامنے آموجود ہوا.... ایسے ہی جیسے چراغ رگڑنے سے اس کا جن آن واحد میں سامنے ہاہاہا قہقہے لگاتے ہوئے حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ شخص بھی کچھ پہلوؤں سے اک جن جیسا ہی تھا — سر پہ لپٹا ہوا عربی طرز کا رومال نیچے ہوئے تنگ ماتھے تلے الوؤں جیسی گول گول آنکھیں.... تہمت کی طرح لگا ہوا چپٹا سا ناک — ادھڑی مونچھوں کے پیچھے کتھئی دانتوں کی ناہموار باڑ اور ٹھگنے قد پہ توندیلا سا جسم۔ اس نے چھوٹتے ہی اھلاً وسھلاً کے ساتھ چاپلوسی شروع کر دی۔ جس کی رو میں عربی بھی آ گیا تھا — چاپلوسی میں چنداں حرج نہیں اگر اس میں [illegible] اور سلیقہ بھی روا رکھا جائے۔ پتہ نہیں کیوں میری سمجھ میں آیا کہ عربی لوگ عطریات کا اتنا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ شاید عوام و خواص میں مروج تھی کہ ایک ان تنگ بدن کی بے دردی سے تمباکو نوشی کی [illegible] میں مبتلا ہوتے ہیں.... تمباکو کی بو مارنے کیلئے بے تحاشا خوشبویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ [illegible] تمباکو کی بو [illegible] تماشہ قیامت قریب یا دلا چکا ہو.... گندے بدصورت دانتوں اور کھردری رنگت والے [illegible] بڑے [illegible] کرنے کا کام ہے۔ یہاں میرے ساتھ بھی کچھ ہوا [illegible] کو طرح دینے کی سوچی۔ ابھی ابھی اس نے جھٹ سے آگے بڑھ کے میرے بازوؤں کو شکنجے میں جکڑ لیا اور وہی کچھ کیا جو عربی لوگ مردوں سے ملتے وقت کرتے ہیں — میں بوکھلا سا گیا۔ سوچ رہا تھا کہ مجھے فوراً کسی واش روم میں گھس کر منہ دھو لینا چاہئے — گو وہ تمباکو کی بو نے میری مت مار دی تھی۔ گو اس کی بے تحاشا بغل گیری ہوئی تو مجھے فاصلے پر رکھا تھا مگر اس ریچھ نے کھینچ تان کر اپنا کام کر ہی لیا تھا۔

اس نے ہمیں اس مخصوص کمرے میں بٹھایا جو شاید انتہائی معزز مہمانوں کا غول کے لئے تھا۔ کمرے میں گیا داخل ہوئے محسوس ہوا ہم کسی حسین نخلستان میں داخل ہو گئے ہیں۔ کمرے کا بیرونی دروازہ ایک رنگین آئینوں کے نقشے کا بنا ہوا.... چوکھٹے کے بیچوں بیچ گدبدے بڑے بڑے سالٹی چہرے.... ہم ان کے اندر جاتے ہوئے سفید موتیوں کی چلمن بنی ہوئی جس پہ سیاہ موتیوں سے آنکھ کی پتلی بنی ہوئی تھی۔ اس سے ہم نے جب اندر قدم رکھا تو یہ احساس ہوا کہ ہم کسی چشم نم میں اتر آئے ہیں۔ اتنی گھنی نم دار خوشبو نے ہمیں اپنی گرفت میں جکڑ سا دیا — نم کے تلے سے ماحول میں ہر چیز غیر واضح سی تھی۔ لگا کہ ہم کسی بھوت بنگلے

کے ڈائننگ روم میں پہنچ آئے ہیں۔ ادھر کی ہر چیز کسی نہ کسی طور آنکھ کی شکل سے مشابہ تھی۔ فرش پہ [illegible] ادھ کھلی سوئی جاگی گھورتی' سوچتی اور کھوجتی ہوئی آنکھوں سے لبالب قالین۔۔۔ گاؤ تکیے تپائیاں' [illegible] قالیچے پردے آرائشی سامان جو بھی تھا آنکھ سے منقش۔۔۔۔ آنکھ کے ابھار پُرخمار کی طرح اُبھری ہوئی [illegible] نشستوں پہ بیٹھتے ہی محسوس ہوا کہ جیسے میں کسی دیوہیکل مخلوق کی آنکھ کے ڈیلے پہ بیٹھ گیا ہوں۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جب آنکھوں نے اندر کے ماحول سے قدرے آشنائی لی تو یوں لگا کہ میں آنکھوں کے کسی سمندر میں [illegible] آیا۔۔۔ دنیا جہاں کی کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی جو یہاں موجود نہ ہو۔ وہ سارے جلوے' جوت' جادو' جذبات [illegible] تعلق کسی طور آنکھوں سے ہو سکتا ہے وہ سب کچھ یہاں پہ سجا یا دفنا دیا گیا ہے۔ اس جگہ کو نینوں کا نگار خانہ [illegible] جا سکتا تھا اور مُردہ خانہ بھی۔ بلکہ اسے نینوا کا قبرستان کہنا زیادہ مناسب تھا۔

آنکھ یا نین' انسانی اعضاء میں اور اجسام و اعضاء کے لئے بنائے گئے [illegible] (استثناء کے ساتھ) [illegible] خاص ماحول' محل میں ان کی کچھ کیفیات' امر ہو جانے کی قدرت بھی رکھتی ہیں جیسے زندگی موت' خوشی [illegible] محبت' نفرت' [illegible] وقت کے ساتھ ہم فراموش کر بیٹھتے ہیں مگر ان سے ظہور پذیر اکثر کیفیات [illegible] آسان نہیں ہوتا۔ جیسے ہم کسی کی محبت [illegible] [illegible] خوشبو اور یادیں [illegible] [illegible] قدردان تھا۔ میرے [illegible] جس میں اس کے خواب سے اٹھایا ہوا وہ [illegible] ہوئی آنکھوں والا [illegible] پہ آنکھیں تو بے شک اداس [illegible] تھیں مگر ان میں کیفیات با [illegible] تھیں۔

میں نہ جانے [illegible] [illegible] درمیان ایک ایسا [illegible] بنا بیٹھا تھا جو اپنے گھر کا راستہ بھول کر گھنے جنگل میں کسی اندھے جادوگر کے چنگل میں پھنس گیا ہو۔۔۔ اپنے شکار کی آنکھوں سے کیفیات کشید کر کے اپنی ڈرا آنکھوں [illegible] ہے۔۔۔ باقی ماندہ ڈیلوں کو [illegible] ٹانک دیتا ہے۔ سوکھے بوسیدہ ہونے پہ ان ڈیلوں سے خون آشام چمگادڑیں [illegible] اتفاق ہیں!

میں تصورات کی دنیا میں نہ جانے کہاں کہاں بھٹک رہا تھا۔۔۔ میں نے اس سے پیشتر بھی [illegible] بے کراں رنگ' آنکھیں' بال' رات اور آواز یہ پانچوں بالخصوص [illegible] ہوتی ہیں۔ میاں [illegible] کھولیں گے جس کے پاس [illegible] علم و ہنر ہوگا اور جسے کسی مرشد کامل سے فیضان حاصل ہوگا۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر لوگ کالا رنگ شوق سے پہنتے ہیں مگر وہ اس کے شرف اور [illegible] نہیں ہوتے۔ اسی طرح آنکھیں بھی ہر کوئی رکھتا ہے مگر بینائی کسی ایک آدھ میں ہی ہوتی ہے۔ آنکھ [illegible] فسوں کاریاں' فتنہ گریاں اور حشر سامانیاں سمجھنا ایک الگ ذوق و ہنر ہے۔

جس طرح سانپوں سپولوں پہ ہمیشہ سے سپیرے ہوتے ہیں جو ان کے زہر و تریاق طریق و طور سے سب جانکاری رکھتے ہیں۔ اسی طرح سمندروں، دریاؤں کے شناور اور ناخدا بھی ہوتے ہیں۔ جو ان کے موسموں لہروں موجوں، گہرائیوں پنہائیوں کے محرم ہوتے ہیں۔ اسی طرح شاید یہ مخلوق کسی سے مصور بھی ہوتے ہیں۔ کوئی پورے پیکر کو اہمیت دیتا ہے تو کوئی پیراہن و پازیب اور کوئی گیسوئے تابدار و تمکنت جمال کو دیتا ہے۔ عارض گلگلوں اور چاہ زنخداں کو اور کہیں لب کی نزاکت اور کوئی آنکھوں، پلکوں اور ابروؤں کو نمایاں کرتا ہے۔ مصوروں کی بھی اقسام ہوتی ہیں فلسفی، صوفی، اجتہادی، مذہبی، تجریدی، عسکریت پسند، امن پسند، ترقی پسند، انتہا پسند، تشدد پسند وغیرہ — کچھ حسن و جمال کو ہی پینٹ کرتے ہیں۔ چند ایک بھی ہو محض کراہت و کدورت اور کسر و کسل کو ہی موضوع رکھتے ہیں۔ ایرانی، تورانی، کرد، عراقی مصور [illegible] عسکریت اور وطنیت کو اجاگر کرتے ہیں — فرانسیسی، پرتگالی [illegible] قدرتی مناظر، گل و شجر، فطرت کی رنگینیوں کے علاوہ انسانی معروضی مشاغل پہ رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ امریکن اور [illegible] ممالک بلند عمارتیں، موٹر کاریں، [illegible] اور بحری جہاز، شاہراہیں، رقص گاہیں۔ [illegible] پرندے [illegible] جنگل [illegible] پہاڑ [illegible] مصور [illegible] باغات، جنگل [illegible] اور [illegible] وغیرہ [illegible]

[illegible]

[illegible] میں اپنی حیرتوں کے [illegible] ششدر سا بیٹھا [illegible] وقت تو میرے [illegible] آبچی کی دیواروں کی [illegible] جھانکتے ٹھکارنے والے [illegible] سارے ماہ پارا اسی جنون میں سے نکلے ہوئے ہیں اور یہ بچہ [illegible] اس کا [illegible] اسی دوستی کی وجہ سے اسے اچھے کھانے بھجواتا ہے۔

بڑے نفیس برتنوں میں قہوہ اور کھانے لوگنے کا سامان تپائی پہ دھرا ہوا تھا۔ اسے کون اور کب لایا مجھے [illegible] ہوئی تھی۔ میں تو ان عیلوں کی نظارگی میں محو ہو کر خود سے بیگانہ بیٹھا تھا۔ جبکہ یہ دونوں [illegible] والے [illegible] سے بے نیاز اپنی چھکی چھکی میں لگے ہوئے تھے۔

پٹھان اور عربی اپنی روزمرہ کی گفتگو میں باہم یکسار دکھائی دیتے ہیں۔ فرق صرف پشتو اور عربی کی [illegible] کا ہوتا ہے۔ ان کی باہمی گفتگو محض زبان سے ہی نہیں ہوتی۔ ہاتھوں، انگلیوں، آنکھوں، ہونٹوں اور [illegible] کی حرکات و سکنات سے بھی ہوتی ہے جو دیکھنے سننے سے کہیں زیادہ محسوس کر کے لطف لینے کا [illegible] ہے۔

شاید ان کی گفتگو میں کوئی وقفہ آ گیا تھا۔ مجھے یوں مبہوت سا دیکھ کر مسعود بولا۔

"خیریت، بھائی! کدھر پہنچے ہوئے ہو؟ — میں تو اپنی باتوں میں اپنے اس مخلص دوست اور فدا سے تعارف کرانا بھی بھول گیا۔"

اس سے پہلے کہ وہ تعارف کرواتا، میں بیچ میں بول پڑا۔

"بھائی! میں آج دوپہر انہی کے ہاتھوں سے کھانا لے کر آیا تھا۔ جس احتیاط اور محبت سے کھانا مجھے تھمایا اور بھگایا، اس سے مجھے ان کے اخلاص اور آشفتہ مزاجی کا کچھ کچھ اندازہ ہو چکا ہے۔"

وہ چونچ جانے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "میں کچھ سمجھا نہیں!؟"

"آپ نے مجھے ان کے ہاں کھانا لینے بھیجا — جب میں ان کے مطعم پہنچا تو یہ کھانا لپیٹے بیٹھے منتظر تھے۔ علیک سلیک کے بعد کمال محبت و مہر سے کھانے کا پیکٹ میری جانب بڑھا دیا۔ میری بدبختی کہ بل کا پوچھ لیا — بس پھر کیں سے ان کا محبت بھرا لہجہ شقاوت کی کثافت میں منقلب ہو گیا اور میں سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگ آیا۔"

وہ [illegible] میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "بھائی! یہی تو [illegible] بات ہے [illegible] تم ان باتوں [illegible] ہوتے ہوئے مزید [illegible] لگا۔ "تمہارے اور تمہارے فدا کے متعلق میں اسے سب کچھ بتا چکا ہوں [illegible] چونکہ یہ تمہاری طرح [illegible] ہے اسی نسبت سے یہ ایک پر خلوص شخص ہے [illegible] ہے۔ ایک عرصہ سے میرے طعام و قیام کی [illegible] ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہے۔"

اب شاید گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر پوچھنے لگا۔

"تم اس نشست گاہ میں بیٹھے ہوئے کیا محسوس کر رہے ہو؟"

میں اس سوال پہ ہڑبڑا سا گیا [illegible] سوچ میں پڑ گیا اسے کیا جواب دوں؟ بظاہر تو ہم کھلے آنگن میں بیٹھے ہوئے کسی معصوم بیدار بچے کی ادھ کھلی آنکھوں کی مانند اس ڈالی پیڑ کو دیکھے جا رہا تھا۔

"میں ایک ایسی دنیا میں سوار ہوں اور جیسے یہ پیڑ کسی انجان جزیرہ میں بچھڑے سے زندہ رہ رہا ہو، پیڑ پہ مچھلیاں، چڑیاں، جگنو، مور، سب کی سب آنکھوں جیسے آسمان پہ چاند ستارے، گیت، خواب آنکھ کی طرح ہیں — چاروں طرف جدھر دیکھوں آنکھیں ہی آنکھیں۔ [illegible] لگتا ہے دنیا تو دنیا، پوری کائنات ہی ایک بے کنار آنکھ ہے اور پھر اس کائناتی آنکھ کی تخلیق بھی جیسے کسی ازلی ابدی آنکھ والے کی مرہون منت ہو۔"

میں یونہی بے پر و بال کی ہانک رہا تھا اور وہ میری لن ترانی پہ مسکرا رہے تھے۔ میں شاید کچھ زیادہ ہی [illegible] تجسس سا ہو کر پوچھ بیٹھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں انگڑیوں آنکھوں اور غزلوں کے حوالے سے تمہارا خاصا کام یہاں پہ آویزاں ہے [illegible] طرح سے پیکر اتمہاری نگاہ پروری کا نگارخانہ ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھ کیا ہے۔ اس کا ظاہر، باطن کیسی کیسی رعنائیوں سے بصیرت ہے ۔۔۔ کیسے کیسے اسرار و انہام ان میں پنہاں [illegible] ہیں۔ شاید آج ایک ایسا سوال پوچھنے کا مناسب موقع ہے جو ملاقات کے پہلے روز سے ہی میرے اندر [illegible] ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم نے انسانی اعضائی حسن و جمال کی فتنہ توزیوں اور رعنائیوں سے قطع نظر [illegible] انسانی آنکھوں کو ہی مشق ہنر بنایا ہے جبکہ آنکھوں کی اہمیت چہرے سے متعلقہ اعضا و جزویات کے [illegible] نہیں ٹھہرتی۔ غور کریں تو سمجھ میں آتا ہے کہ آنکھیں چہرے کا [illegible] ہیں اور چہرہ جسم کا جزو ہے۔ جبکہ [illegible] تمام تر زور صرف اور صرف آنکھوں پہ ہی ہوتا ہے یعنی تم جسم کی کلیات کے قطع نظر محض جسم کی جزویات [illegible] ہے۔"

اس [illegible] چہرے [illegible] ابھرتے ہوئے [illegible] کی جزئیں [illegible] سے [illegible]

"کچھ آنکھیں ایسی بھی دکھائی دے جاتی ہیں جو مجھے سمندر کی امڈتی ہوئی موجوں کی [illegible] اپنے ساتھ [illegible] لے جاتی ہیں [illegible] جو پھر ان گہرائیوں، گیرائیوں، گدرائیوں اور [illegible] جاتا ہے [illegible] بھلا [illegible] کہ لب ساحل کیسی اور کتنی [illegible] ہیں [illegible] مرجانی [illegible] پوچھنے پہ لگ جاتا ہے۔"

"سبحان اللہ!" میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا تھا۔ میں اس کی وضاحت و فصاحت پہ قربان ہو کر [illegible]

وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں اپنے تجربے اور گہرے مشاہدے کی بناء پہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہر جاندار خاص طور پہ انسان کی آنکھیں ایک ایسی چیز ہیں جو کسی مصور یا شاعر کی جمالیاتی حس کو انگیخت کرتی ہیں۔ یہی چہرہ اور نقوش [illegible] بھی [illegible] ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ہزاروں آنکھوں میں چند ایسی [illegible] طلسم ہوشربا [illegible] ان کے [illegible] جادو سر پہ چڑھ کر بولتے ہیں۔ غزلوں کی سولی پہ چڑھا ہوا [illegible] کی انیوں سے چھدا ہوا دل دونوں [illegible] آنکھوں سے کتنا ہوا پھر کہیں چین نہیں پکڑتا ۔۔۔ اگر وہ دنیا کا بندہ ہے تو کسی غزلوں والے کے ہاں

جذبے بے دام ہی کر رہ جاتا ہے۔ اگر وہ تصوف کے رنگ میں رنگا ہوا ہے تو اسے نین جھروکوں سے کسی 'اور' کی جھلک' جلوہ دکھائی دیتی ہے۔ شاعروں نے کشوں کے جہان تخیل کے گنبد مینائی اور قلزم انجمن [illegible] صاحب نظر صانع' صنم تراش اور مخترع مصور کے لئے ایسے نیناں اک آفت جاں سے کم نہیں ہوتے۔"

کچھ دیر پہلے سپاٹ پتھر سا دکھائی دینے والا چہرہ ان نینوں کی گفتگو کے دوران یوں تمتمانے لگا جیسے کسی بالک کا چہرہ اپنے پہلے پہلے پیار کی روداد سناتے تمتما اٹھتا ہے ... شاعرانہ پرواز' مصور رقاص' سنگ تراش یعنی فنون لطیفہ سے جڑے ہوئے [illegible] لوگ باہر سے باورے مگر بھیتر سے شکر دانے اور شیتل شانت ... انگ رنگ میں کہیں بھنگ ہو جائیں تو فصاحت و بلاغت کی ایسی پھلجھڑیاں اور شرارے چھوڑتے ہیں کہ سنا اور دیکھا کرے کوئی.....؟

میں اسے تحسین بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ قہوے کا ایک گھونٹ چڑھاتے ہوئے وہ مزید کہنے لگا۔

"یہ دیواروں پہ لگے آئینے اور جمے ہوئے عذابوں کی مانند نیناں دیکھ رہے ہو [illegible] یہ میرے نورتن ہیں ... [illegible] مجھے یہاں [illegible] کا اہتمام کرتا ہوں۔ [illegible] ذوق ہے۔"

میں دیکھ رہا تھا کہ وہ جذبات سے عاری گفتگو کر رہا ہے ... [illegible] کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ مزید گویا ہوا۔

"یہ میرا ایک مخلص قدردان ہے۔ مصور تو نہیں لیکن مصوری کی باریکیاں اتنی خوب سمجھتا ہے۔ عہد جدید و قدیم کی استادانہ مصوری پہ بھی گہری نظر رکھتا ہے ... شاید تم یہ جان کر خوشی محسوس کرو کہ یہ بھی تمہاری طرح کسی نین نگری کا مکین رہا ہے۔ اپنے [illegible] میں آنے والے گاہکوں کی جیبوں میں ریالوں کی جگہ ان کی آنکھوں میں کہیں نہ کہیں نینوں کی کھوج میں رہتا ہے۔ کسی بلی کتے کی آنکھیں خوبصورت ہوں گی یا انہیں کو دیکھے گا ... کوئی پھول پتا' پھل' پتھر وغیرہ آنکھ نما نظر آ جائے یہ انہیں حاصل کرے گا۔ آنکھوں اور نینوں کے متعلق بھی اس کا فلسفہ عجیب ہے۔ کہتا ہے کہ اکثر چہروں پہ صرف آنکھیں ہوتی ہیں جبکہ نین دکھائی ہی نہیں دیتے ... کہتا ہے کہ کارزار حیات کا کوئی سفر اتنا دراز اور دشوار گزار نہیں جتنا آنکھوں کے سمندروں اور نینوں کے لق و دق صحراؤں کا ہے ... جہاں ذرہ ذرہ شہاب اور ہر قطرہ ایک قلزم ہوتا ہے۔"

گفتگو شگفتہ اور عام فہم ہو تو ماحول میں چنبیلی کی سی مہک کھلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ کمرے گلابی اور [illegible] رنگ بکھر بکھر جاتے ہیں اور اگر گفتگو ادق اور غیر دلچسپ سی ہو تو کچے دھتورے کی دھونی چھلکی ہوئی [illegible] گھٹن کا تعفن اترا ہوا لگتا ہے۔ ہمارے موضوعِ سخن اگر فنونِ لطیفہ ہو یا حسنِ جاناں کی باتیں"... [illegible] یا قامتِ دلدار کی قیامت کا تذکرہ چھڑا ہوا ہو تو چاروں اطراف تارے تھماتے ہوئے ہوتے [illegible] موتیے کی ملی جلی مہکاریں اور دھنک رنگوں کی دیوالی سی ہوئی ہوتی ہے۔

[illegible] کی ایسی دلپذیر اور سحر آفرین گفتگو سے یہاں بھی کچھ ایسا ہی سماں بندھا ہوا تھا۔ ماحول [illegible] جیسے وقت نے ہیکل لے لی ہو۔ کمرے کی دیواروں، دروازوں کے پٹ پردوں، فرشی گدیلوں، [illegible] خورد و نوش کے سامان و ظروف پہ کھلے اور کھلے پھیلاتے ہوئے نیناں ہی نیناں — کہیں کہیں تھے [illegible] دیپک راگ سے واقعی ہی دیپ جل اٹھتے ہیں..... آگ لگ جاتی ہے شعلے بھڑک سکتے ہیں اور [illegible] چھیڑنے سے برکھا ہو جاتی ہے۔

[illegible] تال اور لے اور اس کے اثرات و ثمرات محض موسیقی کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ ان سے [illegible] فن بھی کما حقہ مستفیض ہوتی ہیں۔ موسیقی [illegible] جذبات [illegible] آفرینی اور [illegible] بولتے ہیں — فنونِ لطیفہ سے متعلق ہر صنف باہم ایک دوجے [illegible] مربوط ہوتی [illegible] کی جہت سے [illegible] اور رنگ و ستار کی ہو تا ہے جیسے رقاص کی انگ سے تراش [illegible]!

[illegible] ملتان میں ہم نے [illegible] کی ایک تصویر [illegible]۔ رخصت ہوتے وقت اس [illegible] میزبان نے کمال محبت و متانت مجھے ایک عمدہ پینٹنگ تھماتے ہوئے کہا۔

"[illegible] کی کوئی حال تو تصحیح کر دے سکتا ہوں مگر اس کمرے میں آ دیواں کوئی پینٹنگ اتار کر نہیں [illegible] خود حیران ہوں کہ میرے جی میں کیا آیا؟ یہ پینٹنگ میرے اس دوست کا ایک شاہکار [illegible] تمہارے پاس جو سکیچ ہے یہ اسی پینٹنگ کا ایک نامکمل حصہ ہے۔"

مجھے پینٹنگ وہ چابت پکڑاتے ہوئے تاکید کرنے لگا۔

"[illegible] تم اپنے وعدے پہ قائم رہنا — اب تم تو یہاں سے فی امان اللہ ہو جاؤ گے لیکن میری نیت [illegible] جلدی کرو تمہاری ملاقات کا وقت بھی ہوا چاہتا ہے۔"

[illegible] پہنچنے سے پہلے ہم ٹریفک میں خوب پھنسے — یہاں تک کہ فلائٹ چھوٹنے کا خدشہ پیدا [illegible] کس لئے سے گاڑیوں اور مخلوق اتر رہی تھی — [illegible] کی چال رینگتے رینگتے جب

ہم ایئر پورٹ کی حدود میں داخل ہوئے تو ہمارے اندازے کے حساب سے کاؤنٹر بند ہوئے آدھ گھنٹہ سے زیادہ گزر چکا تھا۔ مایوسی اور بے دلی کے عالم میں بادل نخواستہ ہم برٹش ایئرویز کے کاؤنٹر پہ پہنچے تو ایک نا قابل یقین اطلاع ہماری منتظر تھی۔ کسی ٹیکنیکل وجوہ کی بنا پر فلائٹ تا اطلاع ثانی لیٹ تھی۔ بلکہ خاصی ہی لیٹ ہو چلی رہی تھی کیونکہ مسافروں کو ایئر پورٹ کے ریسٹورنٹ کی جانب رات کے کھانے کے لئے ہنکایا جا رہا تھا۔ یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب روانگی کم از کم چار گھنٹے کے لئے غیر یقینی ہو جائے اور اس دوران کھانے کا وقت بھی آ جائے۔ ہم دونوں دیوانوں کے لئے یہ صورت حال بڑی تعجب خیز خوشگواریت کا سبب تھی۔ خاص طور پہ میری خوشی دو چند تھی۔ ریسٹورنٹ کے ایک انتہائی کونے میں ایک مختصر سی میز کے گرد ہم نشستوں پہ بیٹھ گئے ...... خلاف حال وہ مجھے شاداں و فرحاں پا کر پوچھنے لگا۔

"تمہیں تو اس صورت حال نے قدرے پریشان دکھائی دینا چاہئے مگر تم تو ایسے ہشاش بشاش ہو جیسے برٹش ایئرویز نے تمہیں دنیا کی مفت سیر کا اعزازی ٹکٹ پیش کرنے کی غرض سے یہاں مدعو کیا ہے۔"

میں نے ایک چمکدار سا قہقہہ پیش کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میں واقعی اس ناگہانی تبدیلی پہ بہت خوش ہوں ...... [illegible]

[illegible]

نہیں کرتا ...... اس کی محنت، کوشش، اہلیت اور نیت میں کہیں جھول نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود [illegible] کہ گوہر مراد اس کے ہاتھ نہیں لگتا ...... وہ سوچتا اور کرتا کچھ ہے مگر ہوتا اس کی توقعات کے برعکس ہے۔ ابھی کا قصہ ہی لے لو ...... وقت پہ یہاں پہنچنے کی خاطر ہم نے کیا کیا حربے استعمال نہیں کئے ہماری کوشش اور نیت میں کوئی کمی تھی؟ اس کے باوجود ہم یہاں وقت پہ نہیں پہنچ پائے۔ ایئر پورٹ سے صورت حال کچھ اور دکھائی دے رہی تھی۔ یہاں پہنچ پائے تو کچھ اور ہو گئی ...... اب دیکھئے کیا کچھ ہوتا ہے؟"

اس نے کچھ کہنے کے لئے پر تولے ہی تھے کہ میں نے معذرت پیش کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

"دوست! میں ایئر پورٹ، بیت فارس، اڈہ یا اسی قبیل کی جگہوں پہ پہنچ کر بڑی طمانیت محسوس کرتا ہوں۔ شاید اس لئے کہ یہ مقامات علامات و استعارات استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ازل اور ابد کے درمیان زندگی اور موت کے مابین زمانیاں ...... مرگ اور حشر کے بیچوں بیچ برزخ، گھر سے گھاٹ کے درمیان دھوبی جیسے رام کا کتا وغیرہ ...... لیکن میری اس خوشی کی ایک بڑی وجہ تو تمہیں معلوم ہی نہیں چلو میں خود ہی

[illegible] مجھے کچھ مزید وقت تمہاری صحبت میں بیٹھنے کے لئے مل گیا ہے۔"

وہ جھٹ بولا۔ "اتنے دن تم میرے پاس بیٹھے رہے ہو' کیا اس سے تمہارا جی نہیں بھرا؟"

"نہیں اس لئے کہ تم اتنے دن بھی ایک لمحہ بھی میرے لئے تنہا نہیں رہے۔ تمہارے ہاتھ' انگلیاں' [illegible] دماغ ہر وقت مصروف کار رہتے ہیں... تم چاہو بھی تو کسی کو ایسے لمحے نہیں دے سکتے جب تم اپنی [illegible] میں گم ہوتے ہو..... اس جگہ اب نہ تو کوئی سکیچ بنا سکتے ہو' نہ یہاں کوئی تمہارا ماڈل ہے۔ نہ ڈرائنگ بورڈ اور نہ [illegible] کاغذ وغیرہ.....!"

وہ مجھے یوں تشویش بھری نظروں سے گھور رہا تھا جیسے میں اسے اغوا کر کے یہاں لایا ہوں۔ [illegible] وہ تحسیر سے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"اب تم مجھے یہاں تنہا پا کر [illegible] کرنا چاہتے ہو؟"

میں نے قالین کو [illegible] سے تاک ہٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تمہاری ذات کے نہاں خانے میں جھانکنا چاہتا ہوں۔ [illegible] جدھر تم نے کچھ [illegible] کا مال چھپا [illegible]

[illegible] اور سامنے [illegible] نظریں ہٹاتے ہوئے بادل کو اسے کہنے دو۔

"مجھے [illegible] ملاقات سے ہی یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ تم عام لوگوں سے ایک الگ انسان ہو..... تمہاری [illegible] کھوجتی آنکھوں اور [illegible] یقین [illegible] تم [illegible] نہیں میرے لئے دلی [illegible] حال ضرور پیدا کرو گے کہ جس کا سامنا کرنے پر میں خود کو مجبور پاؤں گا۔ اب دیکھو اس وقت وہی [illegible] کوئی مناسب [illegible] تم سے اپنی جان نہیں چھڑا سکتا۔"

میں نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تم اس [illegible] کو حسب دوستاں سمجھتے ہوئے مجھے یہ سمجھاؤ کہ تمہاری ساری مصوری جو صرف [illegible] عورتوں کے چاروں [illegible] اس کی وجہ [illegible] شوق ہے یا [illegible] یا کوئی [illegible] رومانی حادثہ.....؟"

وہ [illegible] میرا منہ تکے جا رہا تھا۔ میں نے جرح جاری رکھنے کی خاطر اپنی بات جاری رکھی۔

"میں اکثر تمہیں اس طرح کے گھمبیر شاعری کی حالت میں پاتا ہوں جس کے وجدانی لاشعور میں [illegible] خیال شعر یا مصرعہ چمکاری مار رہا ہوتا ہے مگر وہ کوشش بسیار کے باوصف اسے اپنے احاطہ اظہار و ابلاغ

میں نہیں لا پاتا۔ عجب جنون کی سی کیفیت صفحے پہ صفحے کالے..... خلاؤں میں گھورتا ہے تو کبھی خود سے [illegible]
سوچتا ہے لکھتا ہے۔ مگر بات اب بھی نہیں بنتی تو قرطاس مٹھی میں مروڑ کر گولے بنا بنا کر پھینکتا رہتا ہے۔ [illegible]
کہیں وہ بند مٹھی سے سرکتے جگنو جیسا خیال ہاتھ سے نکلی ہوئی تتلی جیسی ندرت تخلیق کی کن من پا لیتا ہے [illegible]
تشنہ لبی ہی مقدر رہتی ہے اور پھر شاید یہی تشنہ لبی یا امر کھوج اسے خوب سے خوب تر کے فتح ارتقا [illegible]
بڑھنے کا ولولہ عطا کرتی ہے۔"

میں اس کی کٹورا آنکھوں سے اپنی نظریں ہٹا کر چند ثانیوں کے لئے رُکا تو وہ فوراً بول پڑا۔

"کہتے جاؤ میں تمہاری دلچسپ گفتگو سے خوب لطف اندوز ہو رہا ہوں۔"

"بس میں جو جاننا چاہتا ہوں وہ تم جان چکے ہو۔ اگر چاہو تو مجھ سے شیئر کر لو..... وقت بھی ہے
بھی اور میری دلی خواہش بھی۔"

وہ [illegible] نگاہوں سے تولتا ہوا مخاطب ہوا۔

"[illegible] سے پہلے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ تم خواہ مخواہ مجھے بانس پہ چڑھا رہے ہو۔ [illegible]
گفتگو سے [illegible] احساس ہوا جیسے تم میرے [illegible] کی اور [illegible] باتیں کر رہے ہو [illegible]
کو جو اہمیت [illegible]
تم چاپلوسی یا [illegible] بیانی سے کام لے رہے ہو۔ بہر حال.....!"

اسی دوران [illegible] دیا گیا اور ان [illegible] تناول [illegible]۔

"میں بنگلور میں ایک [illegible] مسلم [illegible]..... میرا باپ پیشے کے [illegible]
سنگ تراش تھا۔ اس کا پسندیدہ موضوع ہندو دیو مالا تھا۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے [illegible]
کا پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اسی وجہ سے اسے اپنے خاندان کے علاوہ دیگر مسلم حلقوں میں بھی
غیر پسندیدہ فرد سمجھا جاتا تھا۔ آخر کار اسے ایک فتوے کے تحت فاسق و فاجر قرار دے کر خاندان
سے باہر نکال دیا گیا۔ بس یہیں سے ہماری بدنصیبی کا دور شروع ہوا۔ ہم چھوٹے چھوٹے پانچ بہن بھائی
میں سب سے بڑا ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا..... مگر میں پڑھائی ادھوری بھی نہ کر [illegible]
رہ پاتے۔ ہمارا باپ گھر بار بیوی بچے چھوڑتے ذرا بھی احساس نہ ہوا..... سنگ مرمر سے
میری ماں کا چہرہ جس پہ [illegible] سب سے نرالی تھیں وہ اپنے کام کے اوزار اٹھائے وہ [illegible]
جیسے کوئی برسوں کا اسیر اچانک رہائی پانے پہ بندی خانے سے جان چھڑاتا ہے..... مجھے وہ لمحہ
تک یاد ہے کہ جب ہم سہمے ہوئے بہن بھائی خاموشی سے آنسو بہاتی اندھی ماں کے ساتھ لگے بیٹھے [illegible]

تب وہ بھی ہمیں بے آسرا چھوڑ کر اس کے پیچھے نہ چل دے ۔۔۔ شام غم کے گھاٹ پہ سورج بس آخری ہچکی لینے ہی والا تھا' سامنے آسمان ہماری بے بسی کا یہ دلخراش منظر دیکھ کر لہولہو ہو رہا تھا۔ گھر کی روشنی سے نکل کے گہرے ہوتے ہوئے سایوں میں مدغم ہونے والے اس باپ نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

اپنی جگہ یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ میرا باپ ایک منفرد فنکار تھا ۔۔۔ دیوی' دیوتاؤں اور سورگ کی [illegible] کے پیکر تراشنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا ۔۔۔ بڑے بڑے سیٹھوں' دھارمک اداروں' مندروں' [illegible] گھروں اور بدیسی آرٹ ڈیلروں کے لئے اس نے بے مثال شاہکار تخلیق کیے۔ داد و دام بھی ملے شہرت و عزت بھی سمیٹی۔ مگر شراب اور جوئے کی لت نے اسے ہمیشہ کنگال اور خستہ حال ہی رکھا۔ وہ اکثر نشے کے عالم میں میری سدا کی روگی اندھی ماں کی پٹائی بھی کر دیا کرتا تھا ۔۔۔ ہم بچے لوگ ڈرے سہمے سے [illegible] کونوں کھدروں میں دبک جایا کرتے ۔۔۔ ہمارے معصوم چہرے کسی قسم کے اچھے برے تاثر سے عاری رہتے [illegible] ہم کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر کرنے کے قابل تھے یا شاید اس روزمرہ عمل کے عادی ہو چکے تھے۔ [illegible] ماں بھی بیچاری چوٹ کی کھا کر بے حس و حرکت ہو جاتی۔ اس کے منہ سے ہائے تک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہمارا باپ بھی [illegible] اور اپنی بھی جان ہو جاتا۔ اب ہم ایک اور ڈرامائی منظر دیکھتے ہیں [illegible] [illegible] کرتے ہیں۔ منظر یہ مقام و اعضا ٹوٹ رہے تھے باپ میرا اچھا بچا جا رہا [illegible] اس حرکت پہ چیخ رہا ہے [illegible] یاں مانگ رہا ہے۔ ماں میری اس حرکت پہ بے دم سی ہو جاتی ہے ۔۔۔ کیسے بدترین بے حسی [illegible] تھی بالکل ٹھیک تھا۔ [illegible] ایک کا پیار تھا میاں بیوی میں یہ تو ہوتا رہتا ہے ۔۔۔ میرے باپ کو اپنی غلطی ماننے کے بجائے جتنا تو وہ بے تحاشا اپنے ہاتھ پیٹنے لگتا یا پھر زور زور سے فرش پہ اپنے ہاتھ توڑنا شروع کر دیتا۔ [illegible] دیکھ کر ہم بہن بھائی بھی رونا شروع کر دیتے۔''

[illegible] ایک لمحہ بھر کی زد میں آتے ہوئے وہ چند ساعتوں کے لئے خاموش ہو گیا پھر دھیرے سے [illegible] بولا۔

''وہ گھر بھی ایک ڈرامہ کی طرح تھا ۔۔۔ جہاں ہر روز کسی دوپہر یا شام ایسا ہی ایک منظر دکھایا جاتا [illegible] کے ساتوں افراد اداکاروں کی طرح تھے ۔۔۔ وہی رٹے رٹائے کردار [illegible] ایکشن ۔۔۔ [illegible] آغاز اور وہی جانا پہچانا ہوا انجام ۔۔۔ کھیل تماشا تشکیل کیسے بھی اچھے کامیاب اور قابل دید ہوں

آخر کار اپنے انجام کو پہنچتے ہیں..... ہمارے باپ کے جانے پہ یہ نوکری بھی بند ہو گئی ___ اور اداکار ___

''اچھا اچھا تم پہلے اپنا کھانا ختم کرو ___ پڑا پڑا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔'' میں اسے ہلکی سی ریلیف [illegible] سوچ رہا تھا۔

چند منٹ ہم دونوں مرغوب سے کھانے میں مگن رہے۔ یکبارگی میں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے ___

''دوست! تم نے دورانِ گفتگو خود بتایا ہے کہ تمہارا تعلق بنگلور سے ہے جبکہ میں تمہیں کسی عرب کے خطے کا رہنے والا سمجھ رہا تھا ___ تمہاری وضع قطع، لب و لہجہ اور عادات و اطوار کسی طور بھی ہندوستانی ہونے کا اشارہ نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ تمہاری شکل بھی یمنیوں، شامیوں، مصریوں سے مشابہ ہے۔''

وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے بتانے لگا۔

''ہاں! تم نے درست کہا ___ میرے ساتھ تو ایسے ہی ہے کہ میں اسی خطے کا باشندہ لگتا ہوں۔ یہ مشابہت میرے لئے کچھ خوش آئند نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا آزارِ جاں ہے۔ اہلِ مطابقت کو یہاں [illegible] اور مقامی لوگ [illegible] ایسا خوشگوار بھی نہیں سمجھتے بلکہ اسے معیوب گردانتے ہیں۔ اہلِ فارس کہتے ہیں [illegible] شیرازی نہیں ہو سکتا ___ یعنی اہلِ عرب کسی [illegible] تھا۔ باپ [illegible] ہوا تھا ___ بھائی کے ساتھ کسی نہ کسی طور گھر چلانے میں ماں کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ آخر ایک دن [illegible] ایک رات ایسی سوئی کہ صبح اس کی میت اسی حالت میں بستر پہ پڑی تھی کہ دونوں آنکھوں کے [illegible] رکھے چاندی کی ایک کٹوری میں [illegible] تھے اور پاس ایک کاغذ پڑا [illegible] ٹوٹی پھوٹی سی شکستہ تحریر میں [illegible] تھا ___ ''یہ بالمبیب آنکھیں میرے بچوں کے باپ کے لئے میری جانب سے آخری تحفہ ہیں ___ [illegible] ہے کہ یہ آنکھیں جیسی کی حالت میں ہیں، ویسی ہی میرے محبوب شوہر تک پہنچا دی جائیں۔'' ___ [illegible] نے ایک حکیم کے مشورے کے مطابق ان بڑی بڑی غزالی آنکھیں شہد میں ڈال کر شیشے کے ایک [illegible] محفوظ کر لیں ___ ماں کی فوتیدگی کے بعد میں نے سکول چھوڑ دیا۔ ماموں کی [illegible] موجود تھا۔ [illegible] کفالت قبول کر لیتا۔ بس [illegible] رہتا تھا ___ وہ کوئی معقول کام تھا جس سے [illegible] نہ کسی طور روکھی سوکھی روٹی چلنے لگی۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے میرے قد کی طرح وقت بھی آگے نکل آیا ___ میں فارغ اوقات میں باپ کے کام والے کمرے میں گھس جاتا۔ جہاں اب بھی اس کے کچھ اوزار تراشے ان تراشے [illegible] مکمل اور ادھورا کام پڑا ہوا تھا ___ یہاں مجھے ایک گونہ سکون سا محسوس ہوتا تھا ___ ادھر ادھر [illegible]

ہوتا رہتا۔ ایک دن پتھروں کے کاٹھ کباڑ میں ایک ایسا نامکمل پتھر کا چہرہ ملا جو ہو بہو میری ماں کے چہرے سے مشابہ تھا۔۔۔ اس چہرے پہ آنکھوں کے علاوہ باقی نقش مدھم تھے لیکن آنکھیں ایسی جاندار اور بولتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں ابھی مسکرا اٹھیں گی یا پھر چھلک پڑیں گی۔ میں ان آنکھوں کو دیکھتا ہی رہ گیا کیونکہ یہ ہو بہو میری ماں کی آنکھیں تھیں۔۔۔ تم شاید جانتے ہو گے کہ پتھر، پلاسٹر، مٹی اور لکڑی پہ آنکھیں ابھارنا بڑا مشکل کام ہے۔ خصوصی طور پہ ان میں کسی کیفیت یا تاثر کو پیدا کرنا ایسا آسان نہیں ہوتا۔ ایسی آنکھیں تراشنے یا بنانے والے ہنرمندوں میں کہیں دو چار ہی ہوتے ہیں اور میرا باپ بھی ان دو چار میں سے ایک تھا۔۔۔ تبھی مجھے سمجھ آئی میری ماں نے مرنے سے پیشتر اپنی آنکھیں نکال کر جو میرے باپ کو بھینٹ کی تھیں اس کے پس منظر میں کیا تھا؟ میں نے بچپن میں اپنے ماں باپ کو ہمیشہ لڑتے جھگڑتے اور بعد میں صلح صفائی کرتے دیکھا لیکن اب دھیرے دھیرے سمجھ میں آ رہا تھا کہ میری ماں سے میرے باپ کا بیوی کے علاوہ بھی کوئی رشتہ تھا۔ میری ماں میرے باپ کی بیوی سے زیادہ ایک محبوبہ تھی۔ وہ اس کی دلنشین آنکھوں پہ دل و جان سے فدا تھا۔ [illegible] نے ہی اسے ایک نابغۂ روزگار صنم تراش بنا دیا تھا۔ سیتا یا دیگر دیویوں کے چہروں پہ وہ اسی کی آنکھیں بناتا تھا۔ ان سندر مدھ سے بھری آنکھوں کی [illegible] بناتے ہوئے [illegible] جاتے تھے۔"

"[illegible] اندھی تھی؟"

"بالکل۔ میری ماں نیم اندھی تھی۔۔۔ دن کی روشنی میں ہر اسے دھندلا سا دکھائی دیتا تھا شام کے بعد اندھیرے ہی وہ کور چشمی کا شکار ہو جاتی۔۔۔ پر اس کی شفاف ہیرے کی مانند چمکتی آنکھیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ مادر زاد نابینا ہے۔۔۔ [illegible] سب کے سب ایسی ہی آنکھوں والے اور اسی طرح اندھے ہیں۔"

میں نے اس کے قریب سرکتے ہوئے جھجکتے جھجکتے پوچھا۔

"کیا تم مجھے ان خوبصورت آنکھوں والے اندھوں کے بارے میں کچھ مزید بتانا پسند کرو گے؟"

وہ ایک لمبا سا وقفہ لیتے ہوئے قدرے متردد سا بولا۔

"یہ ساری کہانی سنانے کے لیے مجھے کچھ تفصیل میں جانا پڑے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ سب وقت ضائع کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ ہاں البتہ دلچسپ ضرور ہے۔"

"یہ سنگ تراشی چترکاری کا فن ہمیشہ سے اپنے بزرگوں سے وراثت ہوا ہے۔۔۔ ہمارے دادا پردادا بعض مہاراجوں کے لیے پتھروں، ہاتھی دانت اور سونے چاندی کی مورتیاں بناتے تھے اور شاہی مورت گھڑنے کہلاتے تھے۔ ان کے بنائے ہوئے چیدہ چیدہ شاہکار آج بھی مختلف ریاستوں کے

راج بھونوں، آپ کے گھروں پر اپنے مندروں اور بیرون ملک آرٹ گیلریوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ میرے
دادا نے میرے باپ کو بہت کم عمری میں اس کام پہ لگا دیا تھا ۔۔۔ مگر اس کام میں اس کی دلچسپی نہ ہونے کے
برابر تھی۔ جب ایک خاصا عرصہ پتھر رگڑتے مورتیوں کی پالش کرتے گزر گیا اور اصل کام و ہنر کی [illegible]
تو دادا نے میرے باپ کو ناسمجھ سمجھتے ہوئے اپنے بھائی کرشن داس کے ہاں بھوپال بھیج دیا۔ کرشن داس کا
شمار وہاں کے مہان استاد چتر کاروں میں ہوتا تھا۔ میں بتاؤں کہ ایسے چتر کار، مورتیاں تراشتے تھے جو
صرف دیویوں دیوتاؤں اور شری کرشن جی، مائی سیتا یا اوتار اوتاروں کے لیے مخصوص ہوتے ہیں، ایک
عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح کرشن داس بھی ایک مہان چتر کار تھے۔ فن سے [illegible]
میں مشہور تھا کہ وہ ہر کسی کو اپنا شاگرد نہیں بناتے تھے اور اگر کسی کو بنا بھی لیتے تو ڈھنگ سے کام نہیں [illegible]
تھے۔ مزاج کے تلخ، زبان کے سخت تھے، کسی کا خاطر نہ خیال ۔۔۔ میرے باپ کو بھی انھوں نے بڑی [illegible]
شرطوں سے قبول کیا تھا۔

میں نے بڑی آہستگی سے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی تم نے کہا کہ تمہارے دادا کے بھائی کرشن داس تھا [illegible]"

[illegible] دادا پڑدادا [illegible]

"ہاں ہمارے علاوہ ہمارے تمام رشتہ دار ہندو ہی ہیں۔ بلکہ [illegible] ہندو [illegible] وقت [illegible]
بھگوان داس کی ایک مسلمان درویش سے کہیں مڈبھیڑ ہو گئی ۔۔۔ خدا جانے ان سے کیا چمتکار [illegible]
مسلمان ہو کر ان کا مرید بن گیا [illegible] عطا اللہ نقش میرے دادا کے [illegible]
اور میرے والد کے دوست بھی ۔۔۔ ان دونوں کا ایک ہی وقت زمانہ تھا۔ ایک ہی طرح کا کام [illegible]
کمایا ۔۔۔ چاہیے تو یہی تھا مسلمان ہونے کے بعد وہ مورتیاں اور دیویاں دیوتا بنانا ترک کر دیتے
مگر نہ تھے۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر بت تراشی اور چتر کاری میں اساطیر کی ہندو دیومالا [illegible]
تو باقی صرف آنچل کے نقش، گھوڑے اور بچوں کے کارٹون رہ جاتے ہیں۔ جیسے گیت کو [illegible]
الگ رنگ [illegible] سے گئے ہیں۔ میرے دادا نے اسلام قبول کرنے کے بعد [illegible]
کسی ایسے معاشرے میں [illegible] جس میں کوئی مذہبی [illegible] مگر کوشش بسیار کے باوجود [illegible]
فن و ہنر کی آفاقیت ہماری کلی پہچان بن کر ہمارے خون میں جذب ہو چکی تھی ۔۔۔ دادا [illegible]
گھر داری کا سارا بوجھ والد صاحب کے کندھوں پہ آ پڑا اور ان کا یہ عالم کہ ان کے تمام کام [illegible]
اور نہ مسلمان راضی ۔۔۔ ہندو ان کے ہاتھ کی بنی مورتیاں تصویروں کو کھلے دل سے قبول نہ کرتے تھے

مسلمانوں نے بنائی ہیں جو اپنا نام جنم دھرم سب کچھ تیاگ کر چکا ہو چکا ہے۔ اُدھر مسلمان یوں خفا کہ اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی کافروں کے لئے بُت تراشتا ہے۔ ان کے دیوتاؤں دیویوں کی تصویریں بناتا ہے۔ یہ منافق و ملحد ہے۔ اس کی روزی حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کی کیفیات اور مسلسل ذہنی قلبی اذیت نے اسے بے طرح چڑ چڑا اور زندگی سے بے زار سا کر دیا۔ اس خاندانی کام کے علاوہ اسے اور کچھ آتا بھی نہیں تھا...... پیٹ کا دوزخ بھرنے کی خاطر بادل نخواستہ یہی دھندہ جاری رکھا۔ مگر جو کام قناعت و جمعی ذہنی سکون اور کھلے ہاتھوں سے انجام پذیر نہ ہو اس میں بھلا خاک مزہ اور برکت ہوگی جبکہ میرا باپ پہلے ہی سے ذہنوں کا کچا اور فنی اعتبار سے ہیچ تھا اب اس صورت حال سے بالکل ہی بکھر کر رہ گیا ...... بکھری ہوئی کوئی بھی شے ہو وہ بے رزقی، بے وزنی اور بے توقیری سی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ عقل خام، تخیل معذور ناپید اور اوپر سے معاشی پریشانی ...... ایسی صورتوں میں یہی ہوتا ہے کہ پیروں فقیروں آستانوں اور ٹونے ٹوٹکوں یا منشیات سے محبت ...... ورنہ خود کشی یا دیوانگی تو ہوتی ہی ہے۔

- بھوپال میں جن جنجال......!

بھوپال میں حضرت شاہ بابا ننگا کا مرقد کوئی ایسا معروف مزار نہیں تھا جہاں ہر وقت زائرین لگے رہتے ہوں یا قوالی سماع کی محفلیں برپا ہوتی ہوں۔ یہ جنگل کے کنارے ایک سادہ سی قبر تھی جس پہ کچی اور جھگیاں روز سے زیادہ تھیں ..... آس پاس کوئی ''نذر نیاز'' پھول پتی کی دوکان یا کوئی جھونپڑا مکان بھی نہ تھا ...... مجاور قوالی اور نہ کوئی مہتمم ...... عجیب سی بے سروسامانی اور ایک گونہ ویرانی یہاں کھڑی رہتی ...... اکا دکا آنے جانے والوں میں اکثر سیدھے سادے اور بے مایہ ہوتے تھے۔ نہ جانے کس یہاں کیا لینے آ جاتے تھے؟ دیکھا گیا ہے کہ ایسے غیر معروف مرقدوں مزاروں کے آس پاس لوٹنے ٹوٹنے والے خود بخود آ جاتے ہیں ...... اپنے درد اور الکسیت کا ستایا ہوا میرا باپ کسی اس راہ پر آ لگا تھا ...... اپنے اندر کے شور کی طرح یہاں کا شور و غل بھی اسے بہت بھایا۔ چونکہ یہاں آنے جانے والے زیادہ تر الڈ ملنگ تھے اس لئے وہ ہر بار خوف خطر آنے جانے لگا ...... بھنگ چرس منشیات کا عادی وہ پہلے بھی تھا یہاں آنے جانے سے وہ قدرے مختلف ہو گیا جس کی بات جنگل میں کی تھی ...... تم جانتے ہو گے کہ بھنگ کا نشہ نشوں میں سب سے غریب اور کمینہ نشہ ہے۔ صاحب مزار کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مادر زاد ننگا اور مجذوب تھے ...... بھنگ کے

چیتوں کی ٹھنڈی اور مشروب خوراک ۔۔۔ پرانے لوگ کہتے تھے کہ کورنظری کے باوجود وہ سب کچھ دیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے ۔۔۔ ان کے گھرانے والے چند نے تیماں والے حافظ کہلاتے اور اس مزار سے پرے جنگل کے کنارے ایک چھدری سی بستی میں رہتے تھے۔ مفلوک الحال بے ضرر شریف سے لوگ جن کا رزق پانی قرآن پاک کی تلاوت سے بندھا ہوا تھا ۔۔۔ اس گھرانے میں جنم لینے والا ہر بچہ مادر زاد نابینا ہوتا۔ اللہ جانے یہ کسی بزرگ کی بددعا تھی اللہ کی طرف سے کوئی آزمائش یا کوئی انعام و اعزاز ۔۔۔ اندھا ہونا پیدائش پا ایک کمی ضرور ہے مگر یہی ان سب کے لئے رحمت کا باعث تھی کہ ہر فرد قرآن پاک کی نعمت سے بہرہ ور تھا۔ ان مرد اور عورتوں کا قیافہ سوز لحنی اور قرآن پڑھنا پڑھانا تھا۔ ایک اور نمایاں خصوصیت جو اس خاندان کے ہر بچے بوڑھے مرد و زن کی پہچان تھی وہ ان کے پُرنور روشن چہرے پہ کنول نین تھے ۔۔۔ ایسے بولتے زندہ جادو کہ دیکھنے والا ان میں کہیں کھو کر رہ جائے ۔۔۔ ان روشن چمکتے نینوں کو دیکھنے والا کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ بے نور ہیں۔ مقابل کے چہرے پہ آنکھیں جما کر بات کرتے تھے ..... اندھوں والی جھنجھلاہٹ اور احساس محرومی ان میں نام کو نہ تھی اور نہ ہی روزمرہ کے معمولات میں کوئی غیر معمولی سی تھی ۔۔۔ انہیں گزارنے حیات میں چھوٹی الجھنیں اور [illegible] اور [illegible] والے [illegible]

کہتے ہیں اندھوں کے ہاں محض ایک ظاہری بینائی کی کمی ہوتی ہے مگر ان کی حسیات اتنا باطنی بینائی غیر معمولی طور پہ تیز ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آنکھ والے راستہ بھول جاتے ہیں مگر یہ آنکھ کے بھولتے۔ [illegible] برس بعد بھی وہ اس شخص کو پہچان لیتے ہیں جس سے وہ صرف ایک بار ہی ہم کلام ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ارد گرد والے کی سانس تک سے ان کی اندرونی خوبیوں خیالوں سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ [illegible] ڈاکٹر، ماہر فلکیات، پروفیسر ۔۔۔ میں نے ایک اندھا حرفی ساز بھی دیکھا ۔۔۔ اندھے موٹر سائیکل چلاتے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں سر کرتے ہیں۔ دنیا کے سفر کو نکلتے ہیں۔ شاعر، ادیب، موسیقار گلوکار، سازندے [illegible] کے ایڈیٹر قصوں کے [illegible] سرکس میں نشانہ باز [illegible] چلانے والے۔ حتیٰ کہ کئی ایک طبیب حاذق بھی بینائی سے محروم گزرے ہیں ..... معلوم ہوا کہ جو انسان ظاہری بینائی سے محروم ہوتے ہیں ان کے ہاں دیگر حسیات اور بصیرت کی یہ اسرار صلاحیتیں بدرجہ موجود ہوتی ہیں۔

وہ بتا رہا تھا ۔۔۔ اس عالم شدید کی وبے خودی میں ایک دن میرا باپ اس مزار کے قریب ایک بے ثمر و بار درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بے حس و حرکت سا پڑا تھا ۔۔۔ بھوک اور مایوسی نے ادھ موا ہو کر

...بو اپ سے معمولی لباس، بشکل صورت والی ایک لڑکی اس کی طرف آئی اور پیپل کے پتوں والے [illegible]
...سے میں زردیلا سا کچھڑا اُسے تھماتے ہوئے بولی۔

"بابا جی! بے ولی گناہ ہیں....."

میرے باپ نے اُسے نظر اٹھا کر دیکھا ۔۔۔ شمشاد قامت دھان پان سی لڑکی اس کے سر پہ چڑھے کھڑی تھی...... صبیح چہرے پہ ایسی شفاف روشن آنکھیں کہ جیسے دریائے نور کے دھارے ہوں۔ گم صم حیرت میں ڈوبا بن آنکھ جھپکے اس کی آنکھوں میں کھویا رہا۔ ہوش اُس سے آیا جب وہ دیے کی لو سی لڑکی وہاں سے جا چکی تھی۔ آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا بھالا مگر وہ کہیں دکھائی نہ دی ۔۔۔ اک عجیب سے بے کلی تجسس بے چینی سے دوچار کر کے سحر زدہ سا کر گئی تھی۔ شام ڈھلے تک وہ انتظار کرتا رہا تب وہاں سے اٹھ آیا۔

اگلے روز صبح سویرے ہی وہاں پہ جا براجمان ہوا ۔۔۔ پورا دن راہ دیکھتے کٹ گیا مگر اسے نہ آنا تھا نہ آئی۔ آنے جانے والیوں کو غور سے دیکھتا رہا مگر وہ شمشاد قامتی [illegible] سی ملاحت [illegible] ۔۔۔ فسوں گھولتی ہوئی [illegible] کہیں دکھائی نہ دیا۔ اس روز بھی بے نیل مرام گھر پلٹ آیا ۔۔۔ کھانا پینا ختم ہو گیا۔ البتہ [illegible] ۔۔۔ رات [illegible] آنکھوں [illegible] انتظار [illegible] آنکھ [illegible]

[illegible] نور کے [illegible] سراپا واضح کر چکا تھا۔ آنکھوں پہ [illegible] ۔۔۔ [illegible]
[illegible] کے پیچھے [illegible] وہ اسی [illegible] میں سرگرداں رہا۔ [illegible] اٹھا اور [illegible] کی جانب چل دیا۔ پھر وہی انتظار اور انتظار۔ اسی طرح پھر [illegible] آگے بڑھ گئے اور جنون تھی کہ ان دنوں وہ کئی ایک تصویریں بنا کر ضائع کر چکا تھا۔ بس ایک تصویر جو [illegible] ۔۔۔ ان میں وہ پاکیزگی آفاقیت سی [illegible] وہی تھی جو ان آنکھوں کا خاصہ تھی۔

جمعرات ہی کا روز تھا کہ وہ حسبِ معمول اسی پیڑ کے تلے [illegible] بھنگ کے نشے میں [illegible] ۔۔۔ اسی تیغوں والی [illegible] ۔۔۔ "بابا جی! بے ولی گناہ ہیں" ۔۔۔ اسی [illegible] اسی امید سے باندھے رکھا تھا کہ وہ ضرور آئے گی ۔۔۔ [illegible] اور کوئی [illegible] ہوا بھی ایسے ہی ۔۔۔ وہ اپنی [illegible] ایسے میں کوئی پاس آ کر [illegible]

"لو یہ تبرک کھا لو ۔۔۔" وہی لڑکی اس کے روبرو ایک دھوپ کی دھانی سی کھڑی تھی ۔۔۔ ترنگ میں

ذرا سی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اُسے دیکھ رہا تھا۔ لرزتے ہاتھوں سے نچھڑے کا ڈونا تھامتے ہوئے خوش دلی کے
انداز میں پوچھنے لگا۔

"تم اتنے روز کہاں رہی؟ میں ان دنوں ادھر بیٹھا تمہارا انتظار کرتا رہا۔ تیرا پڑھایا ہوا سبق مجھے
اچھی طرح یاد ہے۔۔۔ میں نا اُمید ہوا نہ ہی بددل۔۔۔ لیکن تم نے مجھے یہ سبق یاد کرنے کی خوب سزا دی۔"

وہ بجز تیز بچھڑا الحولس رہا تھا۔۔۔ اُسے اس بُری طرح کھاتے محسوس کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"دھیرج سے کھاؤ، کم پڑے تو اور لا دوں گی۔"

کچھ جواب دیئے بنا اُٹھ کھڑا ہوا، کھلی آستین سے باچھیں پونچھیں۔۔۔ ہونٹ صاف کیے، چہرے سے
اس کے شانت مگر ساگروں میں ڈور تک اترتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"تم کہاں رہتی ہو، تمہارا نام کیا ہے؟ تم ادھر [illegible] آئی ہو یا۔۔۔؟"

وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے بولی۔ "ان باتوں کو چھوڑو۔۔۔ پکڑنے کی بات ہے کہ کام ہونے سے
جی اکر پکار کے [illegible] سے بات نہیں بنے گی۔" مزار کی جانب چہرہ پھیرتے ہوئے مزید کہنے لگی۔
"بابا کہا کرتے تھے کہ جو شخص نشے کے بغیر اپنی منزل [illegible] کرتا ہے [illegible]
تمہیں یہاں [illegible]
ہے۔۔۔"

اتنا کہہ کر وہ خاموش جانے لگی تو اس نے بن سوچے سمجھے جھٹ اس کی کلائی پکڑ لی، پاس
بستے سے کچھ چیزیں نکالتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیکھو میں ان دنوں گھر پہ یہ کام کرتا رہا ہوں۔۔۔ میں ایک چترکار ہوں۔۔۔ [illegible]
کام میں نہیں نکلتا۔ یہ دادا پڑدادوں سے [illegible] مجھے یوں لگتا ہے کہ میرا تن من کسی نے باندھ دیا ہے
توڑنے کو جی نہیں کرتا۔۔۔ لیکن جب سے تمہیں دیکھا تمہارے سبق پڑھ لیا ہے۔۔۔ مجھ میں [illegible]
اپنے پرکھوں سے الگ ہو کے رہنا چاہتا ہے۔۔۔ یہ فقر رہنا مجھے کبھی اچھا نہیں لگتا۔ میرے باپ کو بھی [illegible]
نے ڈوبی۔ [illegible]۔۔۔ لیکن میرا اندر کبھی تو [illegible] کچھ کرنے کو نہیں کرتا اگر کچھ کام کرتا ہوں [illegible]
میں تو تم نہیں ہوتا۔"

وہ اسے اپنے سینے کے کئی ورق دکھاتے ہوئے مزید بتانے لگا۔

"دیکھو میں اتنے روز تمہاری تصویریں بناتا رہا ہوں۔۔۔ تمہارے [illegible] روپ [illegible]
بنے ہیں مگر ہر بار تمہاری آنکھوں نے مات دی۔ بنے کو تو وہ بن جاتی تھیں مگر وہ بات نہیں بنتی تھی جو تم [illegible]

[illegible] کی حمایت میں ہے۔"

وہ وہیں سے چتون چڑھاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"چترکاری میں شعلے کی لپوٹ دیئے کی لوٹ اور آنکھ کی جوت میں جان ڈالنا ہے جو قلم کا کام ہے۔ [illegible] آنکھ کے اندر جو آنکھ اور اس کے اندر جو آہو آن ہوتا ہے اُس کا آنکلن کرنا اُس مہان چترکار یا آکار کار [illegible] مہان ہے جس نے کسی آنکھیہ لوچن کے آنگن میں آنکھ کھولی ہو۔ میرا کہا تم سمجھ گئے ہو کہ آنکھ ظاہری [illegible] میں محض عکس دیکھنے والا عضو ہے۔ جس کی خوبصورتی کی محض ایک حیرت ہے مگر اس کے اندر کی جو باطنی [illegible] ہے وہ عکس کو نہیں اصل کو دیکھتی ہے اور یہ خوب دیدگی میں صد برگ گل داؤدی کی مانند ہوتی ہے — [illegible] کی سوجھ اُسی کو ملتی ہے جس کو وہ مہان چترکار عطا کرے جسے مصور اور خالق بھی کہتے ہیں اور یا پھر جسے [illegible] یار سے اذن اظہار عطا ہوا ہو۔"

وہ آنکھوں میں [illegible] کیے دل و دماغ کے دیپوں کی لوئیں بڑھانے اُس دیدہ وری کی ذرا افشانی کے [illegible] جس اس کے دماغ کی کوئی وادی [illegible] اس پہ افشا ہوا کہ یہ [illegible] تو محض [illegible] کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شہد اور کیاں [illegible]" — اس بھی [illegible] کے وہ چار [illegible] جیسے [illegible]

چند لمحے وہ بے شمت [illegible] اٹھا کر جدھر سے آئی تھی اُدھر [illegible]

[illegible] میرا باپ [illegible] کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ پریشان تھا کہ کوئی جواب یا [illegible] [illegible] کیے بغیر وہ بڑی بے نیازی سے چل دی۔ اس کی بے نیازی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ کہیں کوئی [illegible] [illegible] تو نہیں نکل گئی تھی — یہی سوچتے غور کرتے اس کے پیچھے [illegible] تک آ پہنچا — وہ سرہانے کی [illegible] سے ٹیک لگائے [illegible] میں [illegible] ان میں دی تھی — پائنتی کے پاس کھڑا اسے دیکھتا رہا — [illegible] پھر یہ ایک بدن کے صندلی رنگت آنکھوں کے علاوہ [illegible] سے [illegible] — معمولی [illegible] [illegible] میں وہ کسی انجانے نگر کی ناری دکھائی دے رہی تھی۔

ایک [illegible] سا بوڑھا اس کے پاس آ کھڑا ہوا اور ایک عجیب سے لہجے میں با آواز بلند کچھ بڑبڑانے لگا [illegible] ساتھ اپنی کہنی سے اس کی پسلیوں میں ٹھوکے بھی رسید کرنے لگا۔ اس نئی افتاد سے گھبرا کر ذرا پرے [illegible] کھڑا ہو گیا۔ اگلے لمحے وہ بوڑھا پھر اس کی بغل میں آ کھڑا ہوا — منہ اس کے کانوں کے قریب لا کر

کہنے لگا۔

"مانگ جو کچھ مانگتا ہے۔ دیکھتے نہیں ہو صاحبزادی صاحبہ آگ سلگا رہی ہیں پھر چراغ جلائیں گی۔ اس سے جو بھی مانگو بابا دلوا دیتے ہیں۔"

سنی ان سنی کرتے ہوئے میرے باپ نے اسی لڑکی کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟...... اس کا نام اور یہ کہاں رہتی ہے؟"

بوڑھا ناگواری حیرانی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"اگر تم صاحب مزار کو جانتے ہو تو صاحبزادی صاحبہ کو جانتے ہو گے۔ نہیں جانتے تو سنو [illegible] صاحبہ چندے تمیاں والے خاندان کی چشم و چراغ ہیں اور صاحب مزار بابا کی متولی ہیں۔"

میرا باپ حیران سا ہو کر پوچھنے لگا "کیا عورت بھی مزار پہ متولی ہو سکتی ہے؟"

"ہاں اگر صاحب مزار بھی عورت ہو تو۔۔۔!"

"تو کیا یہ کسی بزرگ عورت کا مزار ہے؟"

"ہاں یہ ایک ولی کا مزار ہے۔ جنہوں نے تمام زندگی گزار دی اور تمام عمر [illegible] تلاوت کیا۔"

"[illegible] کہہ رہے ہو کہ یہ لڑکی یہاں کی متولی ہے۔۔۔ میں یہاں ہر روز آتا ہوں [illegible] یہاں دیکھا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے مجھے [illegible] دیا تھا [illegible] پھر آج میں نے [illegible] وہ صرف جمعرات کو ہی یہاں آتی ہے؟"

"متولی تو کیا۔۔۔ یہاں صاحب مزار بھی رات کو نہیں رہتیں۔۔۔ وہ [illegible] روضے پہ شمع جلا کے چلی جاتی ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں یہاں شیر پہرہ دیتے ہیں۔"

"اور متولی صاحبہ۔۔۔؟"

"وہ سامنے جنگل کی اوٹ اپنی بستی میں چلی جاتی ہیں۔ چندے تمیاں والے خاندان [illegible] بستی میں ہے۔"

"چندے تمیاں والے خاندان۔۔۔؟" میرے باپ نے کئی بار ان الفاظ کو دہرایا [illegible] اس کی سوئی اٹک جاتی تھی۔۔۔ تمیاں تمیاں۔۔۔ کیونکہ اس نے [illegible] وہ اس متولی لڑکی کے لیے [illegible] ابھر آئے جنہوں نے اس کی زندگی کا پانسہ ہی پلٹ دیا تھا۔ اس کے انداز فکر میں ایک مثبت تبدیلی [illegible] دی۔۔۔ اندر کے مدہوش فنکار کو جھنجھوڑ کر اس میں جینے کا جذبہ کچھ کر گزرنے کی جستجو جگا دی تھی۔ [illegible]

[illegible] جمال کو انگیخت کر کے بیدار کر دیا تھا۔

"کیا چندے میاں؟... بزرگوار! یہ چندے میّوں کا کیا قصہ ہے؟"

بوڑھا اس کی جانب دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔

"اس عجیب و غریب گھرانے کے بارے میں کوئی بھی وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا... کوئی کچھ بتاتا ہے اور کوئی کچھ سناتا ہے... متوسط طبقہ کے متوکل سے لوگ ہیں۔ اللہ جانے کیا سچ ہے اور کیا نہیں؟... مشہور ہے کہ موجودہ خاندان ایک جن کی نسل سے ہے۔ یہ جن پہلے ملحد تھا... اللہ کا کرنا کہ یہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ بہتیرے علاج معالجے ہوئے مگر افاقے کی بجائے ان بدن حالت دگرگوں ہوتی چلی گئی... آخر جب جان کے لالے پڑ گئے تو کسی حکیم حاذق کا پتہ چلا کہ ان کی مسیحائی سے جن و بشر کے علاوہ دیگر مخلوق بھی مستفید ہوتی ہے... یہ صاحب مزار مسیحا صفت حکیم مادر زاد نابینا و حافظ قرآن تھے اور ادھر پہاڑ کے نواح میں ایک پسماندہ سے علاقے میں رہتے تھے۔ مشہور ہے کہ ان کے پاس حکمت و طب کے [illegible] ذاتی تھے۔ کسی سے کچھ پڑھا اور نہ کہیں سے سیکھا۔ مکتب مدرسے کے قریب تک نہ گزرے... مریض [illegible] ان کے پاس [illegible] روایت ہے کہ حکیم صاحب [illegible] ہاتھوں کی پشت پہ حضرت سلیمان کے دربار کی [illegible] نقش ابھرا ہوا [illegible] نقش کی طلسماتی [illegible] سے حکیم [illegible] جو بشر تھا... جنوں انسانوں [illegible] اور دیگر جانداروں کا علاج کیا کرتے تھے۔ (ہاتھوں کی شفا [illegible]) ترغیبات وغیرہ شاید اسی طلسماتی [illegible] توانائی کی لہریں ہیں جو کہ ادراک غیب علوم کی کم توجہی سے نکل خارج ہو کر انسانی دماغ کی چار دیواری میں [illegible] خوبصورت مگر خوفناک سانپ کی مانند قید ہو کر رہ جاتی ہیں۔ گرد ارض پہ سانپ ہی سانپ اور مچھلیاں ہی مچھلیاں ہوتیں۔ اگر سانپ اور مچھلیاں اپنے انڈے بچے چٹ نہ کر دیں... جو بچ کی صورت نکلتا ہے [illegible] ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح کوئی خفتہ [illegible] اتفاق کسی خوش نصیب انسان کے پاس آ نکلتا ہے۔ جس سے [illegible] فیضیاب ہوتا ہے... وہ قریب المرگ جن اپنی بدن [illegible] کے [illegible] کسی طور حکیم صاحب کے پاس آ گیا۔ اس کی سمجھ میں تھا کہ حکیم صاحب پیدائشی نابینا ہیں خود کو ظاہر کیے بغیر اپنا علاج کروا لے گا... ادھر حکیم جی تھے کہ اس کی نبض پاتے ہی جان گئے اس کی اصلیت اور مرض کی کیفیت کیا ہے مگر مصلحتاً چپ [illegible] روایتی طور پہ مرض کے بارے میں کچھ سوال جواب کیے... تنفس زبان، آنکھیں وغیرہ ٹٹولیں اور کہا آپ چند روز میرے ہاں مریض خانے میں قیام کریں۔ آپ کے مرض کی نوعیت کچھ یوں ہے کہ مجھے کچھ مزید تشخیص اور

غور و خوض کی ضرورت پیش آئے گی۔ میں دوبارہ طلب کر کے آپ کے لئے کوئی مناسب علاج تجویز کروں گا ۔۔۔ دراصل حکیم صاحب اس کے جن ہونے کی وجہ سے کشمکش و پیچ میں پڑ گئے کہ اس غیر انسانی مخلوق سے کس طرح نمٹا جائے۔ حکمت وطب سے زیادہ تر استفادہ خاکی بشر اٹھا سکتا ہے۔ ناری نوری مخلوق کے لئے ارضی نباتاتی جڑی بوٹیاں بے اثر ہوتی ہیں۔ اللہ کریم نے ان حکیم صاحب کو اربعہ عناصر اور کشش جہت کی بالیدگی بخشی ہوئی تھی۔ ایک دو روز بعد انہوں نے علاج کے لئے ایک طریقہ وضع کرتے ہوئے اس سے کہا۔

"تمہارے علاج کا ایک حصہ یہاں میرے ہاں مکمل ہوگا اور دوسرا حصہ جھیل سیف الملوک کے پہاڑ مت لونی کے ایک غار میں تکمیل پائے گا۔"

جھیل سیف الملوک کے پہاڑ اور علاقہ، جاطان افلاکی کا جہان فسوں، مسکن و طلسم آباد تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں جنات پری زاد اور نباتات [illegible] کی تربیت گاہ کے طور بھی استعمال ہوتی تھی۔ یہاں ایک مت لونی کا پہاڑ بھی ہے۔ مت لونی پہاڑ کے اس غار کے بابت کہا جاتا ہے کہ اس کا دہانہ دوزخ کے درمیان دہکتی آگ میں کھلتا ہے۔ سرکش شرارتی جنات، جو معتوب و معتوب ٹھہرے انہیں تاریخی غار والی [illegible] ماحول پیدا کیے [illegible]

علاج [illegible] نے مت لونی کے پہاڑ کا سن کر وہ جن ڈری طرح کانپنے لگا۔ پاؤں پڑتے ہوئے بولا۔

"حکیم صاحب [illegible] ادھر ہی کوئی اپائے کریں ادھر بھیجنے کا مطلب [illegible] سے بچنے کی اگر کوئی تھوڑی بہت امید ہے تو وہ بھی ختم [illegible]"

حکیم صاحب نے بظاہر خفا ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو ۔۔۔ حکیم میں ہوں یا کہ تم؟ ۔۔۔ علاج تمہارے مرض کے مطابق ہوگا تمہاری مرضی کے تحت نہیں ۔۔۔ ویسے وہاں جانے میں تمہیں کیا پریشانی ہے؟ ۔۔۔ جھیل سیف الملوک تو ایک صحت افزا مقام ہے۔"

وہ اپنی جان بچاتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ مجھے سیف الملوک کے علاقہ میں مت لونی پہاڑ کے علاوہ کسی بھی جگہ پہ بھیج دیں ۔۔۔ مگر"

"مگر کیوں......؟"

وہ ہتھیار پھینکتے ہوئے گویا ہوا۔

"آپ جانتے ہیں کہ وہاں کنہیں اور کیوں بھیجا جاتا ہے اور میں اس حالت میں مزید [illegible]

برداشت نہیں کر سکتا۔"

اب حکیم صاحب بولے۔ "ہاں! میں یہ جاننے کے علاوہ یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارا یہ جان لیوا عارضہ [illegible] سے زیادہ سرکشی اور مخلصانہ سرگرمیوں کا شاخسانہ ہے۔ اب تمہارا آخری علاج مست لوٹی کا شفاخانہ ہے۔" چند لمحوں کے توقف پہ مزید کہنے لگے ـــ "میرے خیال میں وہاں کی سزا اور علاج سے بچنے کی شاید [illegible] احتمال موجود ہے۔ لیکن ـــ؟"

وہ جھٹ بول پڑا۔۔۔ "حکیم صاحب بتائیے! میں کچھ بھی کرنے کو حاضر ہوں مگر مست لوٹی کے آزار سے بچاتے ہوئے اس جان لیوا بیماری سے نجات دلوائیے۔۔۔۔۔"

حکیم صاحب کسی گہری سوچ میں اترتے ہوئے بڑے گمبھیر لہجے سے گویا ہوئے۔

"اس لمحہ میرے اندر ایک لاعدی لہرائی ہے جو اسم پاک اللہ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ تمہیں اب مخلصانہ روئیے اور سرکشی چھوڑ کر راہ راست پہ آ جانا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ تم اپنے [illegible] آ جاؤ، سچے دل سے توبہ کر کے خدائے برحق کی وحدانیت اور اس کے آخری پیارے رسول [illegible] اسلام میں [illegible] آخری [illegible]"

اسی لمحے حکیم صاحب کے پاؤں اپنے ہاتھوں سے مس کر کے آنکھوں پہ لگاتے ہوئے بولا۔

"آپ نے وہی کچھ کہا جو میرے دل میں تھا۔۔۔ لیکن میرے گناہ اور [illegible] اس قدر زیادہ ہیں کہ [illegible] شمار نہیں کر سکتا۔ میں نے [illegible] میں فسادات اور فتنے کھڑے کیے [illegible] ان کے ایمان خراب کیے۔۔۔ میں نے خدا کی بجائے انہیں کا اپنا پروردگار بنایا جس نے آج یہ [illegible] دیکھوں آسمانوں، جنوں، شیطانوں میں کہیں اپنے لیے پناہ نہیں پائی۔۔۔ میں ارض و فلک کے [illegible] حکیم عزیزی [illegible] میں [illegible] اپنی کرتوتوں کے زخم چاٹ رہا تھا۔ [illegible] کا تذکرہ ہوا ـــ میری حالت زار دیکھ کر شاید اسے ترس آیا۔ میرا حال دیکھتے ہوئے اس نے مجھے آپ کی طرف کی راہ سجھائی۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ [illegible] ذات کے رحم و کرم سے [illegible] ہوا ـــ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں مجھے دائرہ ایمان میں داخل کر کے شرف با ایمان [illegible] فرمائیں تا کہ میں صحت مند ہو کر باقی عمر اللہ کی عبادت اور آپ کی خدمت میں بسر کر [illegible]"

حکیم صاحب اسے مسلمان کرنے کے بعد چند نصیحتیں بھی فرمائیں۔ خاص طور پہ تاکید کی کہ کبھی کسی پہ

تمہارے جن النسل ہونے کا راز افشا نہیں ہونا چاہئے اور نہ کبھی کوئی خرق عادت حرکت سرزد ہو..... آہستہ آہستہ تمہیں بشری تقاضوں رشتوں سے شناسائی ہو جائے گی۔

حکیم تقی نے اس کا نام عبدالغفور رکھا تھا..... علاج کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم و تربیت پہ بھی [illegible] رکھا۔ شروع شروع میں تو اسے اچھی خاصی پریشانی اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا..... کہاں چچھڑ بندیاں [illegible] کہاں دال، کھچڑی، قورمہ، بریانی اور ساگ پات..... آتش اور خاک کی تضادات کی باہمی کشمکش نے اسے [illegible] حواس سا کر دیا۔ کئی مرتبہ یہاں سے بھاگنے کی ٹھانی..... اوپر کھلی فضاؤں میں اڑنے کو جی چاہا..... خاندان یاد آتا..... انسانی قالب اس کے لئے ایک آزار بن گیا..... ارد گرد اور انسانی محدودیت [illegible] گھٹن نے اسے شیر سے خرگوش بنا کر رکھ دیا تھا..... چند عشروں کی اس تبدیلی اور تربیت سے اسے [illegible] وہ جن اور بشر کے درمیان کی کوئی ایسی جنس بنتا جا رہا ہے جو مکمل طور پہ بشر ہے اور نہ جن..... حکیم صاحب حکمت کے علاوہ [illegible] علوم میں بھی درک رکھتے تھے اس کی کیفیت [illegible] خوب واقف تھے [illegible] نسبت سے انہوں نے اس پہ ہاتھ ڈالا ہوا تھا..... اس کی خوراک میں ایسے معدنیاتی اور [illegible] کر دیئے جاتے [illegible] قریب ایک [illegible] تعلیم حکیم صاحب خود دیتے تھے یوں اس کا زیادہ تر وقت انہی کی صحابت میں گزرتا۔ [illegible] محبت اور شفقت کے بندھن میں باندھ کے [illegible] کیا ہوا تھا۔

پھر [illegible] اور ضعف ذہنی کے [illegible] کہ جان کے لالے پڑ گئے [illegible] فرشتہ کوئی [illegible] نہ چھوڑا..... [illegible] تمام [illegible] تھے [illegible] کے منتظر تھے۔ ان کے درمیان عبدالغفور جن بھی [illegible] کو مجبور کر دی [illegible] نے اسے اپنے انجام کے حصار میں پابند کیا ہوا ہے..... ایسی [illegible] کوئی قدم اٹھاتا تو کیا انگلی کی جنبش بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کئی بار اس نے لب کشائی کی کوشش کی مگر [illegible] اذن اختیار ملا۔ جن بہر طور بشر سے بہت سی جہات و ادراک میں ماورائی صلاحیتوں کے حامل ہوتے [illegible] گرد ہوا کرتا [illegible] آتش کے علاوہ [illegible] بھی ان کی نگاہ و حرکت میں ہوتے ہیں [illegible] تک انسانی وسائل اور فہم و ادراک کی رسائی نہیں ہوتی۔ فاصلے، وقت، اونچائیاں، گہرائیاں، پہنائیاں ان کے لئے سدِراہ نہیں بنتیں۔ وہ اپنی ہیئت بدل لینے پہ قادر ہوتے ہیں جبکہ ہوا، روشنی اور کہربائی [illegible]

[illegible] کرنے اور گزرنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے ــــ چشم زدن میں صدیوں کی تہہ الٹتے ہیں۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ پیر و استاد کو مرض الموت نے آ گھیرا ہے کہ جس کا علاج ملک الموت کے پاس بھی نہیں [illegible] اتمام کی خاطر مکرم اُستاد سے بصد ادب عرض کی۔

"اجازت ہو تو میں وادیٔ خضر الموت سے مدارج المراد کی جھاڑیوں سے کچھ کونپلیں پتے اکھاڑ [illegible] مرضِ مردود کا آخری اور شافی علاج ہیں۔"

استاد روشن ضمیر نے تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بقدرِ وقت جواب میں کہا۔

"لوحِ تقدیر پہ مرقوم واجب الادا قرض چکانے کا موقعہ درپیش ہے سواب ادائیگی میں حیل و حجت [illegible] ہی ــــ"

ایسے جگر پاش جواب نے سامنے دہلا کر رکھ دیا ــــ کی چھوٹی ہوئی مزاحمت کی مانند بے ضرر سا کہنے لگا۔

"میرا ماجرا تو وہی ہوا اڑنے بھی نہ پائے کہ گھائل ہوئے ــــ صدیوں بھٹکا تب راہ لگا تو منجدھارے [illegible] منزل اب کس کا دامن تھاموں گا۔ بھٹکتی ہی وہ کون آسودہ خاطر کرے گا؟"

[illegible]

[illegible] قلب و نظر [illegible]

[illegible] ہوا۔"

[illegible] نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے تسلی کا حکم دیا ــــ قریب و دور بیٹھے ہوئے [illegible] معتقدین جب وہاں سے [illegible] ہوئے کہا۔

"میاں منظور! تدبیر بھی تقدیر کے آگے سرنگوں ہوتی ہے ــــ مشیتِ ایزدی کے سامنے [illegible] مفہوم ہے ــــ ہوتے [illegible] سوچنے [illegible] ہی اگر تمام مسئلے حل ہو سکتے تو پھر [illegible] منزل کی سمت قدم بڑھا کر سفر تو شروع کر سکتے ہیں لیکن منزل پالینا [illegible] منزل کا مفہوم ہے۔"

پھر جب [illegible] کر لئے گئے تو میاں منظور نے سسکیاں لیتے ہوئے جواباً کہا۔

"میرے محسن! اب میں تسلیم و رضا کا مطلب خوب سمجھا۔ تمام شیووں کی بجائے شکر [illegible] تدبیر و تدارک کے راستے پہ تقدیر کے پہاڑ کو بھی جان پایا کہ [illegible] پہ بھاری پڑتی [illegible] ہوگا ــــ؟"

حکیم صاحب [illegible] کہنے لگے۔

"جن و بشر کے مابین بہت سی قدریں مشترک ہیں۔ تفصیل بیان کرنے کا محل نہیں یہ کچھ تم بھی جانتے ہو۔ بہرحال اس موقعہ پہ جب کہ ہمارے درمیان فاصلے بڑھنے والے ہیں میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں تم اپنا باقی ماندہ زندگی کا سفر اپنے ایک جیون ساتھی کے سنگ طے کرو اور وہ ایک انسان عورت ہوگی جو میری بیٹی ہے..... اس کے ساتھ تمہارا نکاح ہوگا..... اس بیوی سے تمہاری اولاد ہوگی اور اس اولاد میں سے ایک بچہ بھی ہوگا جو اپنے وقت کا ولی کامل ہوگا..... جس سے آگے ایک مخصوص سلسلہ چند نے حافظوں کا چلے گا جو اپنے دور کے قابل قدر کامل لوگ ہوں گے۔"

حکیم صاحب کو کھانسی اٹھی تو وہ ان کا سینہ سہلاتے ہوئے متعجب سا پوچھنے لگا۔

"پیرو مرشد! آپ کا کہا سر آنکھوں پہ..... ایک جن اور انسان عورت کی شادی.....؟"

"ہاں ناممکن نہیں..... جن آدھا بشر ہوتا ہے اور انسان آدھا جن۔ تم دیکھو کہ قرآن پاک میں ان دونوں کا ذکر ساتھ ساتھ ہے بلکہ جن کو انسان سے اولیت دی گئی..... اسے بہت سے تصرفات انسان سے پہلے تخلیق کیا گیا۔ ایسی صلاحیتیں عطا کی گئیں جن سے انسان بھی محروم ہے..... دونوں [illegible] اور مختلف [illegible] ہیں..... ان کی [illegible] کے [illegible] معاملات [illegible] ہیں..... تعلیم [illegible] ہو گیا۔ لہٰذا میں اللہ کے امر [illegible] اپنی اکلوتی بیٹی کو تمہارے نکاح میں دینے کا فیصلہ کیا ہے جو ہر طور تمہارے [illegible] آدم زادی مگر اپنے اعمال و اشغال اور روحانی اوراق و مواعید میں جن و انس کا حاصل ہے..... اس [illegible] کے بعد تمہاری تمام تر تعلیمی تربیتی [illegible] اور تم ہمیشہ اپنے جن ہونے کا معاملہ راز میں رکھو گے، کبھی اپنی بیوی پہ ظاہر نہیں کرو گے اور قرآن کے حفظ کی تکمیل سے پہلے بیوی سے صحبت میں نہیں ملو گے۔"

مرتے وقت اور اس کی قصہ بیانی کے سحر میں ایسا جکڑا کہ مجھے کچھ ہوش نہ رہا تھا۔ کون ہوں، میں کیا ہوں، کہاں ہوں۔ جیسے میں خود اس کی کتھا کا حصہ تھا۔ ازل سے وہ کہہ رہا ہے اور میں سن رہا ہوں۔ جسم و وجود نہیں محض گوش ہوں اور وہ کوئی آفاقی سروش ہے۔

وہ شاید سگریٹ سلگانے اور دو چار گہرے کش لینے کے لئے ہی خاموش ہوا تھا اور میں اندر باہر جھٹکے لے کر جیسے کسی چوراہے کے دوراہے پر اکیلا کھڑا رہ گیا تھا۔ باقی ماندہ کھانا جسے ہم کھا چکے تھے سامنے دھرا عجیب سا منظر پیش کر رہا تھا۔ دور لٹکے ہوئے ڈیجیٹل کلاک کی سوئیاں جو بہت آگے ہو چکی تھیں۔ ناگاہ میری نظر اس کے چہرے پہ جا ٹکی..... ڈھلا ڈھلا سا سپاٹ چہرہ بے نقط حروف کی مانند جس

سے ... گول گول بے پلک آنکھیں۔ مجھے جھرجھری سی آ گئی تھی کیونکہ میں آدھے جن اور آدھے انسان والا یہ قصہ سن کر خوف زدہ ہو گیا تھا ۔۔۔ میں اسے اجنبی اجنبی نظروں سے دیکھتے ہوئے گھگھیا کر بولا۔

"تم...... تم کہیں ان دونوں کی اولاد میں سے تو نہیں ہو؟"

وہ سگریٹ پیتے ہوئے پُراسرار سی مسکراہٹ سے مجھے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"دریاؤں سمندروں میں ایک ایسی مچھلی بھی پائی جاتی ہے جو مچھلی کم اور خطرناک سانپ زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ بے علمی کی بناء پر اکثر لوگ اسے پکڑنے کھانے سے اجتناب کرتے ہیں جبکہ وہ ذائقہ میں لذیذ غذائی اعتبار سے مفید اور شفائی لحاظ سے ایک بے مثال تریاق ہوتی ہے۔ مار (سانپ) اور ماہی چند جینیاتی تبدیلیوں کے ساتھ ایک نسل و خاندان کے بے دست و پا جانور ہیں۔ ایک پانی میں پیدا کر دیا گیا دوسرا خاک وحشت میں ڈال دیا گیا ۔۔۔ جن و انس کی شاخیں کبھی کبھی آپس میں ضم ہو کر عجیب شگوفے پیدا کرتی ہیں جن میں مختلف طرح کے رنگ اور خوشبوئیں ہوتی ہیں۔"

میں احمقوں کی طرح منہ کھولے آنکھیں پھیلائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا [illegible] سے [illegible] آرام دیتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

"[illegible]"

میں نے جواب جانے بغیر معمول کی مانند اثبات میں سر ہلا دیا۔

"حکیم صاحب نے [illegible] وفات سے پہلے جن عبدالغفور سے اپنی عالمہ فاضلہ بیٹی کا عقد کر دیا۔ دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ عبدالغفور صاحب دن رات قرآن کی تلاوت میں جُتے رہتے ۔۔۔ علاج معالجہ بھی کامیابی سے چل رہا تھا۔ بیوی صاحبہ چونکہ عالمہ فاضلہ تھیں وہ خواتین کے حلقوں میں درس و تدریس بھی دیتی تھیں۔ شہر سے ہٹ کر جنگل کے کنارے ان کا مکان تھا جس میں وہ دونوں نصف میاں بیوی اپنے اپنے الگ حصوں میں رہتے تھے۔ بی بی صاحبہ انتہائی کم گو باحجاب و نقاب میں رہنے والی درس و تدریس سے جو وقت بچتا وہ خاوند کی خدمت اور عبادت میں گزر جاتا۔ علاج معالجہ بھی کرتی تھیں۔ اردگرد اور نزدیک و دور تک ان کی شخصیت اور علمی و روحانی حیثیت کا شہرہ تھا جبکہ ان کے شوہر کو لوگ ایک مریض اور حکیم صاحب کے [illegible] کسی دوردراز علاقے کے رہنے والے مخبوط الحال شخص کے طور پر پہچانتے تھے۔ عبدالغفور بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کے رنگ ڈھنگ میں ڈھلتا جا رہا تھا تاہم اسے اپنی جبلی خصلت کے باعث چند پریشانیاں لاحق ضرور تھیں۔ وہ کبھی کبھی اپنی غیر فطری اسراوقاتی محدود حرکت و عمل اور ناموافق ماحول کی وجہ سے باؤلا ہو جاتا۔ جب بھی موقع ملتا اڑان بھرتا، غائب ہو جاتا تھا۔ پہاڑوں، سمندروں،

صحراؤں اور آسمانوں' جہاں جی چاہتا خوب اُڑتا' دھومیں مچاتا پھرتا' اپنے من پسند کھانے کھاتا ہے کھاتا۔ اس دوران اُس کی اپنے قبیلے والے جنوں سے ملاقاتیں بھی رہتیں جو اس کی سنبھلتی ہوئی صحت اور دیگر [illegible] تبدیلیاں دیکھ کر حیران ہوتے۔ اس دورانیے میں اس کی نصف بیوی کو کہیں ترقی مگر بھی اس کے [illegible] ہونے کا شائبہ نہیں ہوا تھا ـــــ وقت کا گھوڑا اولکی چال چلتا ہوا خاصا فاصلہ طے کر چکا تھا ـــــ مگر قرآن کے [illegible] والی منزل ابھی تک کہیں آدھی ہی طے کر پایا تھا۔

برسات کا موسم' چھم چھما چھم مینہ برس رہا تھا۔ اچانک پرانا مرض عود آیا۔ بن پانی مچھلی کی مانند تڑپنے لگا۔ آدھی رات کا سماں' نصف بیوی' اس کی تیمارداری میں لگی ہوئی تھی۔ [illegible] ہر ٹوٹکا دارو آزمایا [illegible] اسے چین نہ آیا۔ زیر لب کچھ پڑھ رہی تھی کہ اچانک کڑکڑ بجلی کڑکی وہ سہم کر اس سے چمٹ گئی۔ بس اسی لمحے [illegible] سبزے کی خوشگوار مہک' بارش کا جادو [illegible] سمیا میں دونوں [illegible] ہو گئے' اندر باہر دونوں [illegible] سب بیماریاں بہہ گئیں [illegible] طوفان تھمنے کے بعد بڑی پراسرار خاموشی طاری ہو جاتی ہے ـــــ [illegible] آنکھوں سے [illegible] بند ہونا شروع ہو جاتی ہیں ـــــ بچہ جننے کے بعد زچہ [illegible] کی مانند [illegible] ہے۔ بارش [illegible] [illegible] [illegible] رکھتا ہے۔ [illegible] یہ پوچھتا ہے کہ ان کے [illegible]

عبدالغفور نے [illegible] کی نظروں کی چمک ماند پڑ گئی تھی' وہ اپنے [illegible] کہ قرآن پاک حفظ کرنے سے پہلے [illegible] اب پچھتائے کیا ہوت [illegible] کلیاں چگ کے اڑا چکا تھا۔ بیوی اپنی کی ضرورت سے اکثر تن تنہا آس پاس ٹوٹی ہوئی [illegible] باہر لان کی [illegible] ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ وہ سامنے کھڑا [illegible] تک پہنچنا چاہتی تھی کہ بجلی کڑکی اور آسمان سے ایسا کچھ اترتا دکھائی دیا کہ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں ـــــ اندر باہر [illegible] گئے۔ بدحواسی میں اندر سے نکل کر باہر [illegible] اور کڑاکا ہوا جیسے آسمان پھٹ کر اس کے اوپر [illegible] اس کے چھوٹے گھر کے آگے کھڑے [illegible] درخت [illegible] دھڑام سے اس کے اوپر آ گرا۔ یہ سب [illegible] پتا بھی نہیں [illegible] کے پیچھے [illegible] ہے ـــــ مسلسل بارش [illegible] کی چکا چوند کا اجالا ـــــ بدحواس مضطرب بے بسی کے عالم میں پڑی تھی کہ ادھر اندر عبدالغفور [illegible] کڑک کے ساتھ بھاری درخت گرنے کا دھماکا سنائی دیا تو وہ بیوی کی ٹوہ لینے کی خاطر باہر لپکا۔ آدھا [illegible] بیچ چھپکلی گرا پڑا تھا۔ گھبرا کر بیوی کو آواز دی۔ بجلی کی کڑکڑ' بارش برسنے کا شور ـــــ وہ آگے بڑھا [illegible]

[illegible] جنگل کے ملبے کے اندر سے کہیں بانسے والے کی مدھم سی لہر اس کے کانوں سے ٹکرائی — بچے
[illegible] بناتے ہوئے پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ تو نیچے کہیں تنے تلے دبی پڑی تھی — اس کا
[illegible] تے ہی اس نے چشم زدن میں سینکڑوں من وزنی درخت کو گھڑے کی مانند اٹھا کر جنگل کی جانب
[illegible] — یہ پہلا موقع تھا اس نے اپنے جن ہونے کا عملی ثبوت دیا تھا۔

بیوی کو پھول کی مانند اٹھا کر اندر لایا۔ دیکھا بھالا سوائے آزردگی اور ہلکی سی وحشت اور کوئی ضرر نہیں
[illegible] آنکھیں ملتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ آنکھوں سے کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ صبح کے اجالے میں معلوم ہوا
[illegible] کی بینائی پہلے حال سے بھی چلی گئی ہے — ارد گرد بہت نقصان ہوا تھا۔ چھوٹے موٹے درخت ٹوٹے
[illegible] تھے۔ پالتو جانور ختم ہو گئے۔ بازیں چھتیں اڑ گئیں — مگر اس کے ہاں سب سے بڑا نقصان آنکھوں کا
[illegible] خوبصورت آنکھیں ہی تو تھیں جو [illegible] یہاں تک کھینچ لانے کا موجب بنی تھیں۔

ایک آدھ روز بعد جب بیوی آنکھوں کے صدمے سے سنبھلی اور پوری طرح اوسان بحال ہوئے تو
[illegible]

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ درخت میرے اوپر کیا [illegible] حرکت نہیں
[illegible] اور جنگل کی
[illegible] میرا وہم ہے کوئی معجزہ یا میرے بزرگوں کی مدد کہ انہوں نے مجھے [illegible] اٹھا سے
[illegible]"

[illegible] عبدالغفور نے [illegible]

"کسی جن کی کارستانی بھی ہو سکتی ہے۔"

[illegible] ان سنی کرتی ہوئی بولی۔ "ہو سکتا ہے مگر کسی جن کا یہاں کیا کام — یا اسے مجھ سے کیا دلچسپی
ہے؟"

[illegible] چاہتے ہوئے بھی عبدالغفور نے جواب دیا۔

"یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی جن کو آپ سے دلچسپی ہو اور آپ نہ جانتی ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔ انسان انسانوں میں اور جن جنوں میں — کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر
[illegible]"

"لیکن کبھی انہونیاں بھی ہو جاتی ہیں — باز کبوتروں میں بھی اتر آتے ہیں — انھیں ذک
[illegible] کے لیے نہیں۔ دوسرے بد طینت شکروں سے انھیں محفوظ رکھنے کے لیے۔"

وہ اسے مندھی مندھی نگاہوں سے ٹٹولتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"کیا ایسی انہونی تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے؟"

"ہاں، دیکھی سنی بھی اور دیکھ بھی رہا ہوں۔"

"میں کچھ سمجھی نہیں ۔۔۔!"

عبدالغفور جواب کی بجائے گہری سوچ میں ڈوب گیا ۔۔۔ بتائے نہ بتائے، کیا کرے؟ جھوٹ سے کام لینا اس کے نزدیک بہت غلط تھا، سچ بولنے سے بہت سے کام بگڑتے تھے۔ طوفانی رات جو کچھ سرزد ہوا، اس میں اس کے کسی ارادے کا دخل نہیں تھا اور نہ ہی پیرومرشد سے کیے ہوئے وعدے [illegible] کوئی نیت تھی ۔۔۔ خلافِ توقع و ارادہ سب کچھ ہو چکا تھا۔ جیسے کوئی غیبی طاقت کی ایما پر یہ سب کچھ [illegible] ہو ۔۔۔ بیوی سے قربت والا واقعہ بھی جیسے سارا ماحول پیدا کر کے ظہور میں آیا ۔۔۔ اسے محسوس [illegible] واقعات کے پیچھے یقیناً کوئی نہ کوئی مصلحت موجود ہے۔ اس نے یہی مناسب سمجھا کہ من و عن سب [illegible] دے۔ انجام چاہے کچھ بھی ہو ۔۔۔ پھر کیا، شروع سے اب تک ہر بات کھول کر سامنے رکھ دی۔ وہ [illegible] وفادار تھی، کمالِ تحمل سے سنتی رہی ۔۔۔ نہ خوف زدہ ہوئی، نہ گھبرائی، نہ کسی غم و غصے کا اظہار کیا۔ [illegible] تمام ہوئی تو [illegible]

"[illegible] قدرت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ مجھے آپ سے کچھ شکایت نہیں اور نہ ہی آپ [illegible] میرے مرحوم والد نے جو فیصلہ کیا تھا۔ یقیناً میری بہتری کے لئے تھا۔ غور کرو تو [illegible] میرے اوپر گرا ۔۔۔ اور اگر آپ موجود نہ ہوتے وہ جنگلوں میں بھاری درخت [illegible] تو تک [illegible] ہوتی۔ آپ نے اچھا کیا جو ہر اسرار سے پردہ ہٹا دیا۔ جن ہو یا بشر ہر کوئی اللہ کی مخلوق ہے ۔۔۔ [illegible] حیوان ساتھی ہوں اور خوش بھی ۔۔۔"

وقت کی [illegible] رہی۔ سال بھر بعد ان کے ہاں ایک بچے کا جنم ہوا مگر یہ بچہ [illegible] اپنی روحی پر شاید [illegible] گیا ۔۔۔ عجیب و غریب غیر معمولی صحت مند بچہ پیدائش کے وقت کچھ [illegible] ہوئیں کہ زچہ بچہ دونوں خطرے میں پھنس گئے۔ بچہ تو کسی طور بچ گیا مگر زچہ جانبر نہ ہو سکی۔ شاید [illegible] وہ ایک جن زادہ تھا۔ عبدالغفور کے لئے یہ سانحہ ناقابلِ برداشت تھا اس کے لئے وہ خود کو [illegible] کہ مرشد کی وصیت پر عمل نہ کرنے سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ بچے کی ہیئت حالت صورت دیکھ کر [illegible] کراہت سی محسوس ہوئی ۔۔۔ حالتِ غضب میں اسے اٹھا کر جنگل اندر جھاڑیوں کے بیچ [illegible] آیا ۔۔۔ اب یہ گھر یہ جگہ علاقہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا ۔۔۔ بات بھی درست تھی۔ حکیم صاحب [illegible]

... کے مربی و مرشد تھے۔ بیوی جو محسن رازدار اور شریکِ حیات تھی سو وہ بھی چل بسی اب رہا بچہ جو انسانی
... پہ عجیب سا منحوس ان کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ اس نے ادھر سے کوچ کر جانے کا فیصلہ کر لیا پھر جانے
... آئی۔ جنگل سے بچے کو اٹھا لایا، واپس ماں کے قدموں پہ ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کہیں غائب ہو گیا۔

انسان کچھ سوچتا ہے اور کرتا ہے۔ قدرت کے اپنے طریقے اور فیصلے ہوتے ہیں۔ انسان اور قدرت
... اپنی اپنی ڈگر پہ چلتے رہتے ہیں... انسان اور جن --- پھر ماں بچہ اور باپ ادھر کوئی اپنے اپنے راستے پہ
... وقت اور کرم نے بچے کو ایک بے اولاد ہندو کے آنگن میں ڈال دیا۔ جدھر ہر جانب چھوٹے بڑے
... تھے ان تراشے دیویوں، دیوتاؤں کے چھوٹے بڑے بت --- گھٹنوں کے بل چلنے کی عمر تک تو وہ
... انہیں کھلونے سمجھ کر کھیلتا رہا --- پاؤں پہ چلا تو مورتی ساز باپ نے پتھروں کی کٹائی رگڑائی پہ لگا دیا۔ کام
... اس کا نام بھی مورتی داس تھا۔ وہ ہندوؤں کی ایک نچلی ذات سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے پاس یہ بچہ
... بڑے عجیب طریقے سے ماں کے کفن دفن کے بعد اسے کوئی قبولنے کو تیار نہ تھا۔ باپ کی جانب سے تو
... تھا ہی نہیں ... ننھیال والے خود ہی فاقہ مست لوگ، جو اس عجیب الخلقت کی پیدائش کے وقت سے ہی
... تھے ... جنم لیتے ہی اپنی ماں کو ہڑپ کر گیا باپ [illegible] ... نے انہوں
[illegible]
... قوم قبیلہ [illegible] میں جنم لیں [illegible] ... مورتی داس نے اس کے
... گلے میں ڈال کر ... کا نام مورتی لال رکھ دیا --- جو ماں جیسا چہرہ ویسا ہی بالوں بھرا ... سے بھرا ہوا
... جیسا [illegible] --- وہ دیکھتے ہی دیکھتے بچپن سے جوان ہو گیا۔ ایسا کہ
... بھاری بھاری پتھروں کو اٹھا کر آسانی سے ادھر ادھر کر دیتا۔ اس کا منہ بولا باپ بہت خوش تھا کہ اولاد کی
... پوری ہو گئی اور مفت میں ایک کڑیل مزدور بھی ہاتھ لگ گیا۔

اب کے بچہ آگے لگا تو مورتی داس نے اسے مورتیاں بنانے اور پتھر کاری کی تربیت دینی شروع
... یہ دونوں تخلیقی ہنر ہیں جو عموماً وراثت میں یا پھر خاص طور پہ قدرت سے ودیعت ہوتے ہیں --- اس
... مورتی لال کے ہاں یہ دونوں باتیں نہیں تھیں۔ مورتی داس جلد ہی سمجھ گیا کہ یہ گنوار گوریلا کسی بھی
... کے لئے نہیں ہے۔

وقت ... جتنا جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اس کی گردن پہ ... ایک [illegible] بوجھ بن جاتے
... کے محور پہ گھومتے گھومتے وہ خود بھی ایک کمہار چکر بن جاتا ہے --- ... تو جیسے بھی وہ چکر ہی کاتا
... ہے۔ پتھر تراشنا فن ہے اور پتھر توڑنا مزدوری --- پتھر توڑنے گھسیٹنے اٹھانے سے مزہ محسوس ہوتا --- جو کام

میں پڑنا، جلد بازی، جہالت، جذبات سے عاری ہونا وغیرہ۔۔۔ لگتا تھا اس میں بشریت کم ہے اور جن [illegible]
ہے۔۔۔ تھا بھی ایسا ہی۔۔۔!

جنات کے طور طریق، روزمرہ کے عمل و شغل، برتاؤ، رویے انسان سے یکسر مختلف ہوتے ہیں۔
شہروں، دیہوں، گنجان بستیوں میں رہنا پسند کرتے جبکہ وہ ویرانوں، قبرستانوں، پہاڑوں اور جنگلوں میں [illegible]
ہیں کیا دھر خالق و رازق نے ان کے لئے چھچھڑ، گوبر، ہڈیوں اور گلے سڑے سوختہ چوب و چام کا وافر [illegible]
ہوتا ہے۔ ان کی بود و باش کے لئے وسیع میدان، اونچے پہاڑ، گہری کھائیاں، گھاٹیاں، غاریں۔۔۔ [illegible]
ذخیرے اور گھنے جنگلات ہوتے ہیں۔ وہ سمندروں، دریاؤں میں اترتے ہیں تو سیلاب کی کیفیت پیدا [illegible]
ہے۔ جھومر پڑنے لگتے ہیں جبکہ بارشوں، آندھیوں، بھوت پھیریوں، جھگڑوں کا سبب بھی اکثر اوقات [illegible]
خرمستیاں، شرارتیں، کھیل کود، سفر، [illegible] اجتماعات و تقریبات ہوتی ہیں۔

اس رات جب کئی بیویاں اکٹھے ہوئے اور ان کا آپس میں اختلاط ہوا [illegible] آتش دم ہوئی [illegible]
جب سب ایک [illegible] تو اس جگہ ایسی ہوائی اور آتشی لہریں پیدا ہوئیں جنھوں نے ایک ہنگامہ بپا کر [illegible]
بارش کا سلسلہ [illegible] ہی چل رہا تھا۔ ہوئے اتفاق کیا [illegible] ایک [illegible]
ہوئے گزر [illegible]
انسان، جن، [illegible] سانپ اور گدھے کے بچے کبھی نیچے نہیں بیٹھتے۔۔۔ گھنی زلفیں، چھاجوں [illegible]
ٹھنڈی ہوائیں ان [illegible] کی مستی پیدا کر دیتی ہیں۔ [illegible]
اپنی اپنی ایک مخصوص بو باس رکھتے ہیں۔ جیسے آدم بو، [illegible] سانپ [illegible]
وغیرہ۔۔۔ عامل کامل، سنیاسی، یوگی، درویش، جوگی اور مخصوص قوت شامہ کے ماہرین ان بوؤں، خوشبوؤں [illegible]
کر لیتے ہیں۔

عبدالغفور کی بیوی اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلی، باد و باراں کا سلسلہ جاری تھا۔۔۔ صحن عبور کر [illegible]
سامنے منڈیر تک جانا تھا۔ عین اسی وقت اوپر جنات جوڑوں کا گزر ہوا۔ صحن عورت جو کہ [illegible]
مقل طمث کی اصطلاح میں ایک خاص خصوصیت کی حامل ہو جاتی ہے۔ اسے باد و باراں کسی بھی طرح [illegible]
کے لئے۔ زچگی کے وقت سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ صحن چار گھنٹا میں ایک [illegible]
جنات نے عورت کے سر میں اپنی مخصوص بو سمیٹی اور [illegible] کر [illegible] پیدا نے جیل کے [illegible]
چل دیئے۔ یہیں سے ابھر آگے کا سلسلہ شروع ہوا۔ عورت جس کے پیٹ میں جنی کا نطفہ تھا [illegible]
اپنی کوکھ میں آگ کا شعلہ دہکا رہی تھی۔۔۔ حکیم صاحب کی وصیت سے بھی روگردانی ہوئی۔ نتیجہ یہ کہ وہ [illegible]

پتہ مقتل اسافلین کا مہاجر اب مورتی داس کے ہاں پڑا ہوا تھا۔۔۔ قدرت نے کائنات کے اصول وضع کر رکھے ہیں۔ وقت اپنی رفتار کبھی تیز یا ہلکی نہیں کرتا۔ ہم جو کہتے ہیں کہ وقت بڑا تیزی سے گزر رہا ہے یا کہ بڑی سست رفتاری سے کٹ رہا ہے۔ ایسا احساس انسان کو اپنے حالات، موڈ اور سماجی، اقتصادی رویوں کے سبب ہوتا ہے۔۔۔۔ مورتی داس کو ایسا لگتا تھا کہ یہ انجیل بالک کسی ایسے پُرش کا پُن پھند ہے جو اناج دھیان نہیں دے کے شعلے انگارے کھاتا رہا ہوگا۔ جل کی جگہ جلتا ابلتا لاوا پیتا ہوگا۔ عام سے بندروں بندروں والی اس میں کوئی بات ہی نہیں تھی۔ بندر ان کے نسل بانس کی سی اُٹھان اور افریقہ کے بن مانس جیسا جثہ۔۔۔۔۔!

ایک شام مورتی داس نے اس کی آنکھوں میں واسنا کی ایک ایسی لہر ابھرتی دیکھی جو کسی عشق پیادھی کی آنکھوں میں کسی انجوگی مہلا کی سنگت میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔۔۔ ایک نرتکی مہلا اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ کوئی مورتی بنوانے آئی تھی۔۔۔ سڈول جسم والی اس نرتکی کا انگ انگ اس کی [illegible] آنکھیں تھیں جو [illegible] کرتی دل کے آر پار اترتی تھیں [illegible] کی سنگت تھی یا کرموں کی کلپٹ کہ [illegible] انجیل کو یہ آنکھیں چبھ گئیں۔ ایسی کہ وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ سوتیلا باپ اور بڑھیا جو کسی مورتیاں دیکھنے کے لئے دکان کی جانب بڑھے اس نے [illegible] ورکشاپ میں [illegible] جا کر دروازہ [illegible] اس نرتکی کی [illegible] جو خاصی بھری بھری اور کاروباری معاملات میں گھری تھی۔ مورتی تیار کرنے کے [illegible] اور جل پان میں الجھا ہوا تھا۔ ان دونوں کی دانست میں لڑکی اندر اپنی پسند کا پتھر تلاش کر رہی ہے۔ [illegible] خاصی [illegible] اور [illegible] کے بعد ان سے [illegible] مورتی تیار کرنے کا معاوضہ [illegible] پایا۔۔۔ بڑھیا نے اٹھتے ہوئے لونڈیا کو آواز دی۔ دو چار آوازیں دے چکنے کے بعد بھی [illegible] جواب نہ ہوا تو مورتی داس اور بڑھیا دونوں پیچھے [illegible] کی جانب آ گئے۔۔۔ ادھر ادھر دیکھا [illegible]۔ لونڈیا اور لونڈا جب دونوں کہیں دکھائی نہ دیئے تو تشویش ہوئی۔ سامنے ورکشاپ کا دروازہ [illegible] بند ملا تو [illegible] کے اندر کا [illegible] کہ [illegible] ہے۔ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھ کر دروازے کے بھاری پٹوں کو دھکیل کر کھولنا چاہا مگر انہیں تو جنبش تک نہ ہوئی۔ [illegible] سے شاید کھل جائے۔ ناکام ہو کر دروازہ پیٹنا شروع کر دیا اور جب اس نے دروازہ نہ کھولا تو [illegible] تو بڑھیا [illegible] اپنی بیٹی کا نام لے لے کر چلانے لگی۔۔۔ [illegible] والے [illegible] گئے۔ بڑھیا نے دہائی دی کہ اس کی بیٹی کو اس کے ملازم نے زبردستی اندر محبوس کر رکھا ہے اور پتہ نہیں کہ اندر کیا ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے۔۔۔ لوگوں کو تو تماشا چاہئے اور یہاں بڑا مزے کا تماشا

ہو رہا تھا۔ موہنی داس ہاتھ جوڑ جوڑ کر اپنی بے گناہی ظاہر کر رہا تھا۔ سارا دوش اپنے کرموں کو دے رہا تھا کہ کس منحوس گھڑی اس نے اس بچے کو گود لیا تھا ۔۔۔ آخر بڑی تگ و دو کے بعد دروازہ کھلوایا گیا ۔۔۔ دروازہ کیا کھلا گویا اجنتا ایلورا کا کوئی غار کھل گیا ہو۔ دونوں اپنے اردگرد اور لباس سے بے نیاز باہم یوں پیچاں و پیوست تھے کہ دیکھنے والے اپنی آنکھیں بند کرنے پہ مجبور ہو گئے۔ دروازہ کھلنے اور اتنے سارے لوگوں کی موجودگی سے بھی انہیں رتی بھر شرم و حیا نہ آئی بلکہ وہ تنگی بڑی ڈھٹائی سے اپنی ماں سے کہنے لگی۔

"ماں! مجھے میرا ایم ایم پریم مل گیا ہے ۔۔۔ ہم نے یہاں کرشنا جی کی ان گوپی موہنی کے سامنے پہ دوبے کو اپنا جیون ساتھی مان لیا ہے' تن من ایک کر لیا ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں علیحدہ نہیں کر سکتی مجھے جس پرش پریمی کی تلاش تھی وہ یہی شکتی مان موہنی مل ہے۔"

اپنے پرائے سب تنگ منہ سے ان دونوں کا منہ تکتے رہے۔ یہ تماشا دیکھ کر لوگ اپنا اپنا منہ کالک کالک کرتے ہوئے نکل لیے تو یہ بوڑھا اور بوڑھیا منہ سر لپیٹتے ہوئے ان کی کم قسمتی اور اپنے کرموں کو کریا کرم کرنے لگے۔

نشاط نے ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر بدلی [illegible] ہو چکی تھی۔ کہانی کہنے کا انداز [illegible] قدرے دلپذیر اور [illegible] ہو چکا تھا۔ [illegible] ٹھنڈے پتھر سی محسوس ہوئی تو خود بخود میرے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی۔ میں پہلو بدلنے کی کوشش میں تکلیف سے کراہا تو اس نے کہانی روکتے ہوئے میرے کولہے کی جانب [illegible] ابھری [illegible] سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"خیریت کیا ہوا؟"

"ٹانگ سوئی ہوئی ہے ۔۔۔" میں نے ٹانگ سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

وہ گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ میں خاصا بول چکا ہوں۔ ویسے بھی یہ لوگ اور منحوس کہانی اپنے اختتام کے قریب پہنچ چکی ہے۔ دو چار باتیں باقی رہ گئی ہیں سو وہ بھی سن لو۔ میری زندگی میں تم واحد شخص ہو جسے میں نے اپنی ذاتی جنسی زندگی سنائی ہے۔ مجھے یقین ہے تمہارے علاوہ کوئی اسے ہضم نہیں کر سکتا اور میں جانتا ہوں کہ تم انسانی جنسی و مختلف مخلوق کے ذہن کی کثیر مادی یا روحانی کی نوعیت' حقیقت اور اس سے [illegible] ہونے والے کی [illegible] دہشت ردعمل کو سمجھنے اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہو......"

میں نے قدرے بوکھلاتے ہوئے کہا۔ "یہ تم کس بنیاد پہ ایسا کہہ رہے ہو؟"

اس نے میری آنکھوں میں اپنی جناتی نگاہوں کے تیکھے برچھے اتارتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری آنکھوں میں مقابل کا اصل روپ دیکھنے کی صلاحیت ہے جبکہ تمہاری غیر معمولی خداداد ذہانت و فطانت ۔۔۔ ماورائی معاملات اور مافوق الفطرتی پراسراریتوں کو جاننے بوجھنے میں عجب ہے..... میرے قریب آنے کی بھی یہی وجہ تھی کہ انیئوں کے حوالے سے میرا تمام کیا چٹھا تمہاری نظر میں آ چکا تھا ۔۔۔ تمہیں یاد ہوگا میرے سٹوڈیو میں پڑا انیئوں کا ایک ادھورا سا اسکیچ ۔۔۔ تم نے مجھ سے مانگا تھا جسے ایک نایاب اور قیمتی چیز سمجھ کر ابھی تک تم نے سنبھالا ہوا ہے۔ ایک عام انسان کے لئے یہ کینوس کا ٹکڑا دو ٹکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ مگر تمہارے لئے یہ اک شاہکار اور ایک نادر لوح و تعویذ ہے۔"

ایک دو طویل کشوں میں باقی ماندہ سگریٹ راکھ کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

"تمہاری فلائٹ کا وقت بھی قریب ہے ۔۔۔ میں سناتے سناتے اور تم سنتے سنتے بور ہو چکے ہو۔ اب اٹھو! اپنی منزل کی طرف بڑھو ۔۔۔ انشاء اللہ! پھر ملاقات ہوگی۔"

وہ ایک لمبی سی انگڑائی توڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم جب بھی [illegible] میرا پاس [illegible]

لاؤنج میں جانے سے پہلے میں نے ایک بار پھر اس کی پرخلوص رفاقت اور انیئوں والے کینوس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"اگر میں کبھی اپنی سیلانی طبیعت [illegible] چلا جاؤں اور اس مزار پر فاتحہ پڑھنے کے لئے بھی پہنچ جاؤں تو ۔۔۔؟"

وہ میری جانب گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں جانتا ہوں تم وہاں پہنچے بنا رہ ہی نہیں سکتے۔ چند نے تینوں دادوں میں شادی کوئی قابل ذکر آباد نہیں پتہ ۔۔۔ یہ نادر الوجود خاندان عرصے سے بکھر چکا ہے ۔۔۔ اگر ان میں کوئی دانہ تمہیں مل بھی گیا تو اس سے شاید تمہاری کوئی خاطر خواہ تسلی نہ ہو سکے ۔۔۔ ہاں اگر تم جاؤ اور مل پاؤ تو میرے ماموں سے ضرور ملو ۔۔۔ انہیں دلی مہرولی میں تلاش کرنے چلے جاؤ گے اگر وہ وہاں ہوئے تو ۔۔۔ کیونکہ وہ اکثر گرمیوں میں [illegible] حضرت بل چلے جاتے ہیں۔"

قارئین! انیئوں کے اس یگانۂ روزگار مصور کی ادھوری پینٹنگ آپ نے ملاحظہ فرمائی ۔۔۔ مجھ ایسے

خطیبوں اور اس ایسے جنوبی اور مجمل فنکاروں کی کتھائیں کہانیاں اسی طرح ادھوری اور تشنہ لب ہوتی ہیں۔ دیکھا جائے تو جو لطف و مزہ ادھورے پن میں ہے وہ مکمل ہونے یا سیر ہونے میں کہاں؟.... ادھوری کہانیوں حوالیوں ..... ملاقاتوں گھاتوں ..... خواہشوں خوابوں ..... محبتوں رفاقتوں اور زندگیوں شرمندگیوں سے مجھے بھی ٹیسیں حاصل ہوتی ہیں ان کا ایک الگ ہی سالونا سا سواد ہوتا ہے ..... یعنی جو کہانیاں ان لمبے نیفوں والے سنگیچ میں تھی وہ اس کے مکمل ہونے پہ شاید نہ ہوتی..... رخصت ہونے کے لیے اس نے بڑا ادھورا مصافحہ اور معانقہ کیا اور الوداعی بوسہ تو یوں تھا جیسے بصد کراہت و عجلت وہ کسی ناپسندیدہ شخص کے تھوڑے سے گالوں سے گال مس کرنے پہ مجبور ہوا ہو۔ ادھوری اچٹتی سی نگاہ ڈال کر وہ باہر لوگوں کے ہجوم میں یوں گم ہو گیا جیسے اس کا وجود کبھی یہاں موجود نہ تھا۔

انگلینڈ واپس پہنچ کر میں کئی عشروں تک اس کی انجھی اور ادھوری کہانی کے تانے بانے سے باہر نہ نکل سکا..... میں تو جیسے کسی جادو نگری کے بلند و بالا اونچے اونچے بام و در، میناروں، محرابوں والے محل کی مانند غلام گردش کے [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] ہوئی مکھی کی مانند جکڑا ہوا تھا۔ [illegible] ایک [illegible] الگ [illegible] کر کے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا [illegible]

اس مسئلہ [illegible] حافظوں سے [illegible] ..... یہ نامکمل نیفوں کے سنگیچ والی کون ہے؟ اور یہ بھی کہ چند نیفوں والا گھر کیا اب بھی وہاں موجود ہے [illegible] ان کے کسی فرد کو دیکھا یا ملا جا سکتا ہے ..... اسی جگہ کنارے والے [illegible] تک رسائی ہو سکتی ہے.....؟

بے شمار ادھورے سوالات تھے جو بھوکے اندھے کیچووں کی مانند میرے دماغ میں کلبلا رہے تھے تشفی کسی طور نہ ہو رہی تھی۔ اب میرے پاس دو ہی طریقے تھے اول میں ٹیلیفون پہ رابطہ کر کے ان سے پوچھوں ..... یہ طریقہ شاید قابل عمل نہ تھا۔ ایسے سر پھرے تک چڑھے اتارے تو سامنے دھرے جیسے نہیں دیتے، ٹیلیفون کی کڑکون سنے گا ..... دوسرا ممکنہ طریقہ یہی کہ میں ٹکٹ کٹاؤں اور جہاز میں ان کے پاس پہنچ جاؤں۔ لیکن نہ جانے کیوں طبیعت وہاں جانے پہ راغب نہ ہو سکی ..... اسی تذبذب میں کچھ اور وقت گزر گیا ..... چند نیفوں والے سنگیچ نے مجھے تو بے حال کر رکھا تھا ان میں دو چار بار دیکھ لیتا لیکن نہ جانے کس انجانی سی کشش مجھے ان کے اندر دور تک اتارتے جاتی ..... کوشش کے باوجود میں خود کو ان سے الگ نہیں پاتا تھا۔ یہیں یہ عقدہ بھی کھلا کہ فن کمال کسی چہرے پہ نقش ہوں، سنگ مرمر پہ کھدے ہوں یا قرطاس کینوس پہ ابھرے ہوں ان کی سحر انگیزی سے بہر طور انکار برتا نہیں جا سکتا..... شرط یوں کہ

[illegible] اور حسنِ جمال کے اجمال میں از قسم "وڈ قصائی" نہ ہو......!

• شکیلہ بانو بھوپالی ملکۂ قوالی......!

حسنِ اتفاق یا میری کہیں سنی گئی — بھارت سے شکیلہ بانو بھوپالی (مشہور و معروف خاتون قوال اور [illegible] شاعرہ) اپنے مکمل طائفے کے ساتھ انگلینڈ چلی آئی — مکمل طائفہ یوں کہا ہے کہ انیس بیس افراد پہ [illegible] گروپ میں نوے فیصد اس کا اپنا خاندان شامل تھا۔ اماں اور بابا کے علاوہ دو تین ایک صغیرے کبیرے [illegible] بھائیاں، بھتیجے وغیرہ... بس پانچ سات خانہ زاد قسم کے سازندے اور ہمنوا جن میں کالی کیلی [illegible] سی لڑکیاں بھی شامل تھیں — ان کے اپنے گھر والے سب سنگت میں سٹیج پہ بیٹھتے تھے۔ بابا جی [illegible] سیکرٹری جنرل، منتظم اعلیٰ اور خازن تھے۔ اماں جان ہارمونیم پہ بیٹھتی اور ہمنوائی بھی کرتیں جبکہ بھتیجے دیگر سنگت سازوں پہ بجتے تھے — یہ دنیا کا واحد طائفہ تھا جس میں انسانوں کی ہر قسم [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] وغیرہ۔ — [illegible] کا اس لحاظ سے بھی واحد طائفہ تھا جو بھوپال کے نواب خاندان سے لے کر سرکاری ایوانوں تک [illegible] جاتا تھا — فلم انڈسٹری کے بہت قسم کے ایکٹر، ڈائریکٹر اس قوالہ عالم شکیلہ بانو بھوپالی کے مداح [illegible] — [illegible] ذہین، فطین، کمال کی [illegible] — [illegible] بڑی بڑی [illegible] استعمال — شعر [illegible] مفہوم و زبان کے علاوہ اپنی اداؤں، کنایوں اور غمزوں سے ادا کرنے میں اپنی مثل نہیں رکھتی تھی۔ [illegible] حاضر جواب، مہذب، باادب اور باکلام و جمال خاتون۔ کم از کم اس فیلڈ میں کوئی اور نہ تھی نہ [illegible] کبھی ہو گی۔

شکیلہ بانو بھوپالی سے میری بالمشافہ کوئی واقفیت یا ملاقات نہیں تھی۔ ہندوستان کے اخباروں، رسالوں [illegible] تک میں اسے جانتا تھا۔ البتہ یہ خواہش ضرور تھی کہ کبھی اسے ملوں یا اس کا کوئی پروگرام دیکھوں — جب [illegible] بھی ہندوستان جانا ہوا وہ کسی لمبے دورے پہ گئی ہوتی۔ اصل میں میں اس سے تفصیل سے ملنا چاہتا تھا۔ [illegible] حسنِ اخلاق، ذہنی، جسمانی خوبصورتی اپنی جگہ۔ پہ شکیلہ میری جستجو اور شوق کا مرکز کچھ اور تھا۔ شکیلہ بانو بھوپالی [illegible] اپنے علم اور حساب کے مطابق لاکھوں میں ایک تھی — وہ عورت کا ایک ایسا انوکھا روپ تھی جو [illegible] سے بڑی خاص سیرت، نسوانی خوبیاں، صلاحیتیں اور منزل و مقام حاصل کر کے اس جہان رنگ و بو

میں وارد ہوتی ہیں ۔۔۔ ایسی خال خال عورتیں شمسی ہوتی ہیں۔ ان میں افلاکی بلندیاں اور [illegible] سیرھیاں ہوتی ہیں ۔۔۔ یہ شمس کی نحوست اور مشتری کی فرخندگی میں عالم تیرہ و تار میں جنم لیتی ہیں ۔۔۔ آنکھ میں غنودگی کھنک ۔۔۔ نگاہ میں پسے ستارے ۔۔۔ جڑے ابروؤں تلے رنگین ہوئی رنگ ماہی ۔۔۔ چہرے پر [illegible] محرابوں قوسوں اور گولائیوں میں ڈھلا ہوا ۔۔۔ چال میں بادِ صبا کی مست خرامی اور لہجے میں [illegible] زماہٹ ۔۔۔ ستارۂ قطب کی مانند یہ قطبی ناری بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہے ۔۔۔ زیادہ دور نہ قریب کی بات کریں تو میرا مائی، میرا بیتاکی، رانی کیکئی، رضیہ سلطانہ، جھانسی کی رانی، سروجنی نائیڈو، [illegible] روشن آرا بیگم، صوفیہ لورین، ڈیانا، اندرا گاندھی، نور جہاں (ملکۂ ہندوستان) نور جہاں (ملکۂ ترنم) مینا کماری اسی طرح چند اور بھی خواتین اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ عموماً بچے پیدا کرنے والی عورتیں نہیں ہوتیں ان میں فنونِ لطیفہ کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ روحانیت یا انسانیت کی جانب جلد [illegible] نکل جاویں۔ دنیاوی مال و منال عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ایک قدر سب میں مشترک ہوتی ہے۔ انھیں وفا نہیں ملتی۔ ازدواجی زندگی ناقص ہوتی ہے ۔۔۔ آخر مسرت میاں نصیب ہوتی ہے ۔۔۔ یہ نام اور کام چمکتا سورج ہوتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] مری مری بیماری میں دل کے روگ سے قبر میں اتر گئی ۔۔۔ [illegible] واقف نکل آیا ۔۔۔ اصل بات تو چند سے ملنے کی شروع تھی۔

دلی میں ماہنامہ "شمع" کے [illegible] یونس دہلوی مرحوم سے بات چیت کے دوران شکیلہ بانو بھوپالی کا ذکر چل نکلا ۔۔۔ میں نے انھیں کہیں کہہ دیا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں آپ کچھ سبیل پیدا کر دیں۔ انھوں نے تو جیسے میرے منہ کی بات اُچک لی۔ کہنے لگے۔

"میاں! تمھیں ضرور اس سے ملنا چاہیے ۔۔۔ وہ تمہارے مطلب کی چیز ہے۔ اس کی قوالی اگر سنی اس کی محفل میں اگر نہیں بیٹھے اس کے ہاتھ کا پکا کھانا نہیں کھایا۔ اس کے اشعار نہیں سنے تو [illegible] دیکھا سنا کھایا اور جانا ہی کچھ نہیں۔"

وہ مجھے ایک بڑی سی کتاب تھماتے ہوئے مزید فرمانے لگے۔

"یہ پڑھو اور شکیلہ سے تعارف حاصل کرو۔ مجھے معلوم کر لینے دو کہ وہ دہلی میں ہے یا کہیں باہر [illegible] رکھو اس سے ملوا بھی دوں گا۔"

سیاہ جلد کی کتاب ۔۔۔ "امیر خسرو سے شکیلہ بانو تک" یہ عنوان پڑھتے ہی چونک پڑا۔ تجسس [illegible]

[illegible] بیٹھے اور تلامذہ خاص اکمل حیدرآبادی کی تالیف و تصنیف تھی۔ شکیلہ بانو کی ذات، فن، خاندان
[illegible] خدمات وغیرہ۔ امیر خسروؒ کے حوالے سے قوالی کی پوری تاریخ، اثرات ۔۔۔ میں ایک ندیدے کی
[illegible] پہ ٹوٹ پڑا، ایک ہی نشست میں پوری کی پوری چاٹ ڈالی۔ ادھر حافظ یوسف صاحب نے شکیلہ کا
[illegible] معلوم ہوا کہ وہ تو حیدرآباد پہنچی ہوئی ہے۔ آئندہ ہفتہ دو ہفتہ تک اس سے ملاقات کی کوئی امید
[illegible] جا سکتی۔ اس کے سیکنڈ سیکرٹری کو پیغام اور کمپنی میں اپنا فون رابطہ نمبر لکھوا دیا تھا۔

دس روز بعد شکیلہ بانو نے خود ہی مجھ سے رابطہ کیا ۔۔۔ ہوٹل سے اٹھا کر اپنے دادر والے گھر لے گئی۔ [illegible] اپنے سٹاف، دوستوں سب سے ملوایا۔ اسی طرح میرے بہانے دعوتوں کا موقع بھی نکل آیا۔ ان [illegible] رنگ و رامش اور ناؤ نوش کی پُرتہذیب و تکلف محافل میں میں پہلی مرتبہ بی آر چوپڑا، انو شاہ، دلیپ کمار، [illegible] راج کپور، [illegible] جانی واکر، راماننڈ ساگر، اجیت، پران اور [illegible] سے دیگر فلمی، غیر فلمی فنکاروں، [illegible] شاعروں اور موسیقاروں سے تفصیل سے ملا ۔۔۔ جہاں اشہر کے چند ایک پروگراموں میں شامل ہونے کا [illegible] ملا۔ اسی دوران مجھے اندازہ ہوا شکیلہ بانو کا حلقہ احباب کس قدر وسیع ہے۔ [illegible] ذوق تھی [illegible]

[illegible] تھی۔ اس کے والد عبدالرشید خان، والدہ اور بہن بھائیوں سے بھی خلوص و وفا کے [illegible] استوار [illegible] اب میں ان کے گھر کے کسی فرد کے لئے اجنبی نہ تھا۔

اچانک ایک روز میں نے [illegible] آخری دنوں میں بھوپال جانا ہو تو مجھے ساتھ لے چلئے گا۔ میں اس خوبصورت قدیمی شہر کو جی بھر کے دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔۔ یہاں کے مقامات، [illegible] عمارات، جھیلوں، کوچوں، بازاروں میں خوب گھومنا چاہتا ہوں اور خاص طور پر وہاں بزرگوں، اولیائے اللہ کے مزارات کی زیارت بھی میرا مقصد ہے ۔۔۔ خان صاحب میری خواہش سن کر خوش ہوئے ۔۔۔ کہنے لگے۔

”جب چاہیں اپنی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے پروگرام بنا لیں ۔۔۔ آپ وہاں جا کر بہت خوش ہوں گے ۔۔۔ آپ سے زیادہ تو میں خوش ہوں گا کہ مجھے آپ کی میزبانی اور مہربانی کا موقع ملے گا۔“

اب میں اس انتظار میں رہا کہ کب خان صاحب بھوپال چلنے کا کہتے ہیں ۔۔۔ دوبارہ اپنی خواہش کے اظہار میں تامل تھا کہ ان کی دن رات کی گھریلو مصروفیات، بیرونی پارٹیوں سے معاملات اور دیگر [illegible] کی نوعیت یوں تھی کہ انہیں کان کھجانے کی فرصت نہ تھی ۔۔۔ میں نے محسوس کیا انہوں نے مروتاً بھوپال لے جانے کی حامی تو بھر لی ہے مگر حقیقتاً ان کے پاس حاجی علی کی درگاہ تک جانے کے لئے بھی وقت نہیں۔

ایک صبح میں نے انہیں مطلع کیا۔

''خان صاحب! آپ کی بے پناہ مصروفیات کا مجھے احساس ہے۔ میں چونکہ پہلی مرتبہ بھوپال آیا ہوں۔ ہو سکے تو کسی پڑھے لکھے بندے سے میرا رابطہ کروا دیں جو بھوپال میں میری کچھ رہبری کر سکے۔''

خان صاحب نے مصروفیت کا عذر اور معذرت پیش کرتے ہوئے کہا۔

''میں چاہتا تو یہی تھا کہ آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ پر کیا کیجئے کہ اب چند ایک پروگرام ایسے میں آن پڑے ہیں۔ آپ تو سمجھتے ہیں کہ آئی روزی کو لات مارنا بھی کفران نعمت ہے۔ ویسے آپ کو واپسی کی ایسی عجلت بھی کیا ہے؟ ایک آدھ ہفتہ اور رک لیں۔''

''خان صاحب ایک تو مجھے واپس انگلینڈ جلد پہنچنا ہے۔ دوسرے وہاں جنگل کنارے ایک مزار ہے جس کا عرس اس شکروار کو شروع ہو رہا ہے۔ میں وہاں عرس کے موقع پہ حاضری دینا چاہتا ہوں۔''

چند لمحے ادھر ٹیلیفون پہ خاموشی چھائی رہی۔

''ہیلو.....خان صاحب! آپ سن رہے ہیں کیا.....؟''

[illegible]

[illegible]

''ہاں ان کا یہی نام مجھے بتایا گیا تھا۔''

اب خان صاحب کا لہجہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔ جیسے بے دلی سے بات کرتے ہوئے کہنے لگے۔

''تمہیں شاید معلوم نہیں... وہاں کوئی عرس ہوتا ہے جس میں شرکت کی خواہش لئے تم وہاں جا رہے ہو۔''

''آپ کیا کہہ رہے ہیں خان صاحب؟ یہ تو بہت قدیمی مزار ہے اور صاحب مزار بڑے پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ انسان تو انسان جنگل کے شیر چیتے وہاں حاضری دیتے تھے بلکہ جنات تک وہاں سے فیض حاصل کرتے رہے ہیں۔''

خان صاحب جھنجھلاتے سے بولے۔

''معذرت خواہ ہوں اس وقت تفصیل سے بات نہیں کر سکتا۔ دوسری لائن پہ ٹیلیفون آ رہے ہیں۔ ویسے مرد مت میرا مشورہ ہے آپ وہاں میرے ساتھ ہی تشریف لے جائیں۔ اگر کسی وجہ سے ضد ہو تو پھر مجبوری اکیلے ہی چلے جائیں لیکن وہاں کی مزار والا پر جانے سے اجتناب کریں۔ آپ مجھ سے آئے ہوئے ہیں بھوپال کے خانقاہی ماحول سے آپ واقف نہیں۔ محض وقت برباد کرنے والی بات ہے۔

وہ بڑی عجلت میں کہہ رہے تھے جیسے انھیں مجھ سے جان چھڑانے کی پڑی ہو اور ادھر میں اُن سے بھی دو قدم آگے کا اُتاولا' کھٹ سے پوچھ بیٹھا۔

"قبلہ خان صاحب! خاکم بدہن آپ کہیں وہابی شابی تو نہیں......؟"

جواب میں ٹیلیفون ڈیڈ ہو گیا۔ تعلقات' ٹیلیفون اور سیٹھ نیکارام۔ تینوں پہ چار حرف بھیجتے ہوئے میں نے بھی چھوڑ دیا۔ میرا طریقہ ہے کہ میں سفر کے دوران' سامان اور خوراک بہت کم لیتا ہوں.... معمولی سامان بھی یوں کہ دھویا نہ دھویا ایک برابر.... شکل صورت' حال حلیہ بھی ایسا رکھتا کہ اجنبی دکھائی نہ دوں۔ اس طرح میں مکروہات اور سفری پریشانیوں سے بچا رہتا ہوں۔ زندگی اور سفر دونوں کا مزہ ہی بے سروسامانی' خستہ حالی اور من موجی میں حاصل ہوتا ہے۔ علی الصباح بھوپال کے اسٹیشن پہ اترا تو میرے کاندھے پہ لٹکے تھیلے میں ایک آدھ جوڑا لباس' دو چار کتابیں تھیں۔ کرتہ پاجامہ اور معمولی سی چپل جو میں پہنے ہوئے تھا..... اس حال اور ان اموال کے ساتھ باہر نکلا تو کسی تانگے' ٹیکسی رکشہ والے نے مجھے گھاس تک نہ ڈالی۔ [illegible] کسی بے وقوف گیدڑ کی طرح تھا جو شامت اعمال سے شہر کا رخ کر لیتا ہے۔

[illegible]

[illegible] سمجھتا ہوں اس لئے جان بوجھ کر ایسا حال حلیہ رکھتا ہوں کہ [illegible] مجھے کوئی دیکھے یا [illegible] اسٹیشن کے باہر [illegible] اپنی اپنی سواریاں لیے کھڑے مسافروں کی پکڑ دھکڑ میں مصروف تھے۔ کیا مجال جو میری جانب کسی نے نگاہ غلط ہی ڈالی ہو۔ میں [illegible] سے ٹہلتا ٹہلتا اسٹیشن کی حدود سے باہر مین روڈ پہ نکل آیا..... چند لمحے رُک کر دائیں بائیں دیکھا' سوچا کہ مرکزی شہر کس طرف ہو سکتا ہے؟

یہ بھی سیاحت کی ایک سائنس یا سیدھا سیدھا منطق ہوتا ہوا علم ہے جو تجربہ کار سیاحوں' جہاں گردوں یا بنجاروں کی طرح کے [illegible] خانہ بدوش آوارہ گردوں کے ہاں ہوتا ہے۔ یہ خانہ بدوش [illegible] اپنے اسی علم و سائنس سے دنیا بھر میں شہروں شہروں' ملکوں ملکوں خاک چھانتے رہتے ہیں.... ان [illegible] صدیوں کے [illegible] تجربوں کی خارجی اور داخلی حسیں غیر معمولی اور عام انسانوں سے تیز ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ غیر انسانی ہوتی ہیں.... جیسے کوے اور کبوتر کی صلاحیتیں' جبلتیں اور عادتیں [illegible] آوارہ گردوں میں موجود نہیں تو وہ [illegible] ہے.... محض اندر باہر کی [illegible] کوا..... انسان وہ جو [illegible]

اور صرف معصومیت سے کچھ تعریف نہیں ہوتا۔ ان میں کشف زدیا ۔۔۔ ماضی حال مستقبل بھی ۔۔۔ [illegible]
نجوم موسم ۔۔۔ وقت کے تقاضے غیب کے اشارے ۔۔۔ انسان کے ظاہر و باطن نیت و سوچ کی تمام [illegible]
اور خباثتیں سمجھنے کی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔

آنکھیں بند کر کے کھڑے کھڑے "مراقبۂ السمت" ادا کیا اور حسب طریق اپنے دائیں جانب [illegible]
دیا ۔۔۔ کافی دور آگے جا کے پیچھے سے آتا ہوا ایک چھکڑا یکا میرے قریب پہنچ کر رکا ۔۔۔ [illegible]
بوڑھا یکہ بان پوچھ رہا تھا۔ "کہاں جاؤ گے بھیا؟" ۔۔۔ چھنگلی پور برابر بیڑی کے دم کش میں [illegible]
کھانس بھی رہا اس کی ایک مندی آنکھ سے آشوب بھی بہہ رہا تھا... بادل نخواستہ رکتے ہوئے [illegible]
بوڑھے غربت زدہ یکہ بان کو غور سے تکنے لگا۔

اس طرح مجھے سوچتا پا کر وہ دوبارہ پوچھنے لگا... "بھیا! ادھر مومن گنج کی طرف جا رہے ہو؟
میں ادھر ہی تو جا رہا ہوں ۔۔۔ بھاڑے کی فکر نہ کرو ۔۔۔ بسم اللہ کی سواری ہے میں کرایہ بھاڑا دیئے بغیر
لیتا۔ آؤ بیٹھو!"

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے بجنے لگے۔ ابھی اس کی خیر مرلی سا نیں ۔۔۔ [illegible]
قائم کر لیتا تھا ۔۔۔ [illegible] مست ۔۔۔ [illegible]
آنکھیں [illegible] مومن گنج کا سال [illegible] اسی طرح بے [illegible]
سے [illegible]۔

"بھیا! کہاں اترو گے میں تو مومن گنج کی جانب مڑ رہا ہوں؟"
بن سوچے سمجھے منہ سے نکل گیا۔
"میاں جی! مومن گنج لے چلو یا کسی ہو فکر میری ادھر والی جان پہچان [illegible] چاہو تو [illegible]
یا آشرم کے پاس اتار دینا...!"
پیچھے مڑ کر مجھے کڑی نگاہوں سے تکتا ہوا پھر پوچھنے لگا۔
"بھیا! تم ادھر ہی کے رہنے والے ہو [illegible] آخر کس خوشی نے یہاں پہنچنے کا قصد ہوا؟"
سمجھ میں آ گئی کہ بات کی بلی تھیلے سے باہر نکالے بغیر یہ پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ [illegible]
کرنے کی غرض سے میں نے اسے بتا ہی دیا۔

"بڑے میاں! میں بمبئی سے آیا ہوں ۔۔۔ یہاں کے ایک باسی جو بمبئی میں رہتے ہیں مجھے ان کے [illegible] یہاں پہنچنا تھا مگر وہ میرے ساتھ نہ آ سکے ۔۔۔ ادھر آنے کا اصل مقصد یہاں آ سو وہ خاک ایک [illegible] کے مزار پہ حاضری دینا تھا اور دوسرا مقصد یہاں کے تاریخی مقامات' مساجد و مکاتب' تہذیب و تمدن کا [illegible] و مطالعہ بھی ہے۔"

وہ مزید کریدتے ہوئے بولا ۔۔۔ "اور کچھ ۔۔۔؟"

"میں یہاں کے پرانے لوگوں' قدیمی مزاروں' کنوؤں باولیوں اور جنگل بیابانوں کو دیکھنا چاہتا [illegible] یہاں کے شاہی محلات' عجائب گھر اور لائبریریوں تک جانا چاہتا ہوں۔"

"بھیا! تم نے ابھی کہا ہے کسی بزرگ کے مزار پہ جانا تمہارا اصل مقصد ہے؟ اور تم بھوپال کے رہنے [illegible] کسی آدمی کے ساتھ ادھر آنا چاہتے تھے ۔۔۔ ان دونوں کے نام پتے معلوم ہو تا کہ ادھر پہنچا دوں؟"

"وہ ادھر کے بڑے جانے پہچانے بندے ہیں۔ نام ان کا عبدالرشید خان ہے مشہور تو آل خلیلہ بانو [illegible] ہیں [illegible] کی ان کی سکونت ہے۔ دوسرے جن بزرگ کے مزار پہ میں حاضری دینا [illegible] وہ حضرت شاہ بابا بتاتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

میری [illegible] ختم کرنے والے [illegible] [illegible]

[illegible] ہے۔ اب میں اس انتظار میں کہ وہ کوئی مزید بات [illegible]

[illegible] جب تھا [illegible]

[illegible] کے جس دم میں گزر گیا تو میں نے تو بات کی ایک ٹکی سی تحریری صورت کے تالاب میں پھینکی۔

"میاں جی! [illegible] جواب نہیں ۔۔۔ یا میری کوئی بات ناگوار گزری یا جواب کے لائق نہیں؟"

بڑے میاں نے رخ میری جانب موڑے بغیر ہی روکھا سوکھا جواب دیا۔

"بھیا! آج صبح بسم اللہ پڑھنے کے وقت آپ نے باتیں ہی لاحول ولا قوۃ پڑھنے والی شروع کر دیں [illegible] میں خاموش ہو رہوں تو کیا آفرین کہوں؟"

میں سر پیٹتا رہ گیا ۔۔۔ اپنی باتوں پہ غور کیا ۔۔۔ کون سی بات ایسی کر دی جو قابل لاحول ٹھہری [illegible] جب پلہ ان کی سمجھ میں نہ آیا تو پھر پوچھ بیٹھا۔

"بابا خاطر سے تو [illegible] میری کون سی بات ایسی تھی جو آپ کی طبع نازک پہ گراں گزری؟"

وہ یکدم کہتے ہوئے بولا۔ "بھیا! بس تم سمجھیں اس لو میں سویرے سویرے کسی قصے میں پڑنا نہیں

چاہتا ۔۔۔ جس مزار کا تم نے ذکر کیا وہاں تو جنات کا بسیرا ہے ۔۔۔ کوئی ہوش مند اُدھر کا رُخ کرنا پسند نہیں کرتا۔ شاہ بابا کا پورے کا پورا مزار اور گرد کی تمام جنات اکھاڑ کر کوہ قاف کے پہاڑوں پہ لے گئے ہوئے ہیں۔ اب تو یہاں ان کی باقیات میں ایک بڑا سا گڑھا ہے جس میں ہر وقت الاؤ جلتا رہتا ہے ۔۔۔ نہ کوئی لکڑی ڈالنے والا ہے نہ تیل گھی پہ چوٹیں کوئلے۔ وہاں خوشبودار میٹھی میٹھی آگ روشن رہتی ہے۔ کہتے ہیں جنات خوشبودار ٹھنڈی ٹھنڈی آگ خود جلاتے ہیں ۔۔۔ جنات کے خوف سے کوئی اُدھر کا رُخ نہیں کرتا ۔۔۔ ہاں البتہ وہاں سے قریب ہی ان کی صاحبزادی صاحبہ کا مزار بھی ہے وہاں مست ملنگ لوگ آتے جاتے ہیں۔ وہاں جانا چاہو تو میں چھوڑے آتا ہوں۔ اکٹھی کم روپلی بھاڑا ہوگا' صبح صبح بونی کا ٹائم ہے۔"

تانگے والے کی خوف زدہ کر دینے والی باتوں سے مجھے کوئی فرق نہ پڑا کیونکہ اس قسم کی جناتی باتیں چھ والے نمبوں کے مشورے بھی پڑھ رکھی تھیں ۔۔۔ اب تانگے والا بیری بابا کا نے میرے کسی جواب کا منتظر میں ایک دماغی جھٹکا ۔۔۔ تانگے چھ نمبوں والے حافظوں کی بات پوچھتے ہی والا تھا کہ وہ تو نجانے خود ہونے لگے۔

"اچھا ہے تو چھوڑ دو ..."

میں ...

چلیے بسم اللہ!"

میرے اس جواب پہ وہ یوں چونکا جیسے میں نے اسے کہہ دیا ہو ۔۔۔ "میاں اُٹھیں آپ والے بیچ رہا ہوں۔ بہت کا سلسلہ ہوں ... نشست سے آپ نے مجھے اپنے تانگے پہ بٹھایا تھا ... والے پھر خراماں خراماں داتا دربار کی جانب چل دیے۔ شاہ عالمی کے باہر مسجد شب بھر کے پاس "یہ رنگ مبارک ہو" کہا تھا۔ داتا صاحب کا شکر کیا۔ وہاں سے شاہی قلعے جنا پانی جیل پوری کی راہ پکڑا ۔۔۔ جسمانی جسم چلتا تھا اور وقت بدلنے سے بھی کہیں امر و اصل ہوتا ہے۔ ہوسکتا تھا کہ میں اسے میں منظر آف نائیل کے شعبدہ بازی یاد بھی دلاتا ۔۔۔ عشق میں ... ٹیکل والے انکار ... بھی کرتے مگر شاید اس وقت ان قصوں کو چھیڑنے کا کوئی نہیں تھا ۔۔۔ اچھا خاصا راستہ طے کرنے کے بعد کے اڈے میں آگئی پائے تھے۔ اس دوران ہمارے دونوں کانوں پہ بات چیت کی مکمل قانون بندی رہی۔

بیچ پاتال میں مختلف نوع کی معدنیات' لاوا ت' لطیف و کثیف بخارات و حیاتیات ۔۔۔ انتہائی اور بے پناہ گرم مادے ۔۔۔ دھرتی کی اپنی اندرونی کیفیات وغیرہ ۔۔۔ اپنے اوپر موجود مخلوقات پہ بڑا ... اثر پذیر ہوتی ہیں۔ خواہ وہ حیوان مطلق ہوں یا حیوان ناطق' شجرات یا حجرات وغیرہ اور کچھ طبقات ...

بھی ہوتے ہیں کہ ان پہ سرانجام دیے کار و کرم بڑے مثبت نتائج کے حامل ٹھہرتے ہیں' کہیں ایسی زمین کی ہوا بچھو تو چیل بھی بنا دے — کئی ایک بد طالع' مضرت خیز اور کئی ایک تحفۂ ارض ایسی تاثیر بھی رکھتے ہیں کہ خلفشار و خلجان پیدا کر دیں اور یہ بھی دیکھا کچھ حصۂ زمین پہ دل و دماغ کے بند سوتے کھل لیتے ہیں' محبت کا دریا بہار جاتا رہتا ہے۔ بشاشت' عفو و رحم اور استغناء پیدا ہوتا ہے۔

گوہر مقصود نیز سکندر جب دنیا کو فتح کرنے کا عزم لے کر اپنے ملک سے اٹھتا ہے تو اس کا معلم المعلمین اتالیق اور مشیرِ خاص ارسطو اسے چند خاص پند و نصائح سے نوازتا ہے۔ گھوڑے کی ننگی پیٹھ کے پیچھے سے [illegible] چشم چمرتر اور آنکھ آنسوؤں سے بات کرنے والی عورت کے مکر و فریب سے دور رہنے کی تلقین کی اور [illegible] طریق جہاں بانی کے ضمن میں راز ہائے سربستہ کھولتے ہوئے کشش ثقل' ارضی طبقاتی اثرات' ان [illegible] خصوصیات کے بارے میں [illegible] اتحاد تک درجہ بدرجہ تمام [illegible] مسعود اثرات اور کوئی حکم صادر کرتے سے اپنے سر کے اوپر' وابستگان افلاک کا کلی جائزہ لینا بھی سکھایا [illegible] کے عین نیچے اور اوپر جو تجلیۂ حکمت و معرفت بہ فطرت و قدرت کے جو خفیف [illegible] اشارے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے پاس ایک [illegible] وحشت عسکری انداز فکر سے جہاں بانی [illegible] اس کے [illegible] اور پایا بھی وہ جس نے اسے کسی [illegible] اس کے [illegible] دنیا کو عزم و ہمت [illegible] شاہ و قدرتی [illegible] — اس [illegible] کہ تم سکندر اعظم بن کر پوری دنیا بھی فتح کر لو جب بھی تمہاری حسرتیں دونوں ہاتھ خالی ہی رہیں گے اور جب تمہاری موت آئے گی تو وہ یہ نہیں دیکھے گی کہ تم اپنے وطن گھر کے آنگن میں یا دور کہیں گم نام [illegible] راہوں پہ ہو — آخری وقت دونوں ہاتھ خالی اور کھلے رکھنے کا گر بھی اس نے جلیل القدر فلسفی استاد [illegible] تھا۔ اس خالی ہاتھ دنیا سے جانے والے بادشاہ کو رہتی دنیا تک ایک زندہ و جاوید ہی کہا جائے گا۔

سکندر اعظم کا یہ مختصر سا تذکرہ زمین و افلاک کی دیدہ و نادیدہ قوتوں کے حوالے سے درمیان میں آ [illegible] — شاید اس لئے ہم دونوں ایک دوسرے کے [illegible] ہو گئے یا جس زمین اور آسمان کے درمیان ہم موجود تھے یہ ان کا بھی اثر یا تقاضا تھا۔

پہاڑ ابھی دور ہوتے ہیں' زمین پہلے ہی پتھریلی سی شروع ہو جاتی۔ جنگلوں سے پہلے زمین کی [illegible] ہوا' خوشبو' خوش منظری مسافر کو خوش آمدید کہہ رہی ہے — سمندر و صحرا بھی دور سے اپنی شناخت کروا

دیتے ہیں۔ چمن کے قریب خندقیں، بیریاں، قمریاں اور بلبلیں آپ کا استقبال کرتی ہیں ۔۔۔ شوئ قسمت راستے ایسے سرسبز اور خوش منظر نہیں ہوتے کہ یہ تا آسودہ زندگی اور فرسودہ موت کی گزرگاہ ہوتے ہیں۔ بہت گزرگاہوں کے نیچے تحت الثریٰ تک گندھک شورے کا جہنم دہک رہا ہوتا ہے۔ میں نے یروشلم، کوفہ، کربلا، دہلی، امرتسر، میسور اور دنیا کے بہت سے دیگر علاقوں میں ایسے طبقات ارضی اور افلاک کی شکست دیکھی جو آج بھی اسی ہلاکت آفرینی کے زیر اثر ہیں جو صدیوں پہلے ان کے حصے میں آئی تھی۔

یہ اب ناہموار راستے پہ تھا ۔۔۔ جنگل کی آوارہ گنواری خوشبو نے مجھے منزل کا پتہ دے دیا تھا۔ میت خستہ حال، پژمردہ سی تھی جیسے کالے کوسوں کا طویل سفر طے کر کے یہاں پہنچا ہوں۔ اونچی نیچی راہوں پہ خستہ سا یکہ کسی آشفتہ سر کی طرح ہچکولے لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ میں چونکہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا اس لئے پیچھے کا منظر واضح تھا۔ آپ نے بھی محسوس کیا ہو گا کہ یکہ، تانگے کا سفر پیچھے بیٹھے ہونے کے لئے ماضی سے قریب اور آگے بیٹھنے والے کے لئے مستقبل کا رجوع ہوتا ہے ۔۔۔ پیچھے والے کی نظر ماضی بعید کے قلب میں گڑی ہوتی ہے اور راہ کے سنگ میل، پتھر، روکاوٹیں، غبار، شب، بڑی یاس بھری نظروں سے دیکھتا ہے پیچھے پیچھے جانے والے سوال ہو جیسے آنے والی مستقبل کے بارے میں جیسے ہمیشہ سے خد و خال سے [illegible] میری نظر سود و زیاں کی کیلی کوڑیوں پہ پڑی جو پگڈنڈی نما راستے پہ جابجا بکھری ہوئی تھیں۔ میں پہچانتا تھا یہ جنگل بھی کاہے سے کسی منزل کا راستہ تھا ۔۔۔ !

انسان کھاتا پیتا تو سب کچھ ہے [illegible] وہ ایسا نہیں کرتا۔ لیکن بہت سے جانور دوسرے ہو پائے کھاتے پیتے اور فراغت کے لئے کسی پردہ پوشی کا مظاہرہ نہیں کرتے ۔۔۔۔ اور تے بیٹھے، چلتے پھرتے، دوڑتے جاتے بھی یہ فریضہ آسانی سے سرانجام دے لیتے ہیں۔ ہر جانور کا بول و براز مختلف انسانی خصلتیں کا مظہر ہوتا ہے اور بہت سے عوارض کی دوا، لاتعداد مری ستلی تمثیلات کا جزو اول اور کئی ایک سموم کے لئے تریاق ۔۔۔ رب العزت نے اس جہاں میں کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں فرمایا۔ بظاہر بے مقصد نظر آنے والی شے بھی کہیں نہ کہیں اپنی افادیت رکھتی ہے۔ ہم اگر کو ڑ مغزی کی بنا پر جان نہ پائیں تو اس میں قصور ہو سکتا ہے۔ انسانی جسم سے خارج ہونے والے مختلف مواد ات کو ہم پسینہ، تھوک، میل، بلغم، پیشاب کہتے ہیں۔ یہ انسانی فضلہ اپنے اندر کسی حد تک مقدار میں وہ تمام نمکیات، وٹامن اور لحمیات ریشہ جات محفوظ رکھتا ہے جو اس کی غیر ہضم غذائی صورت میں موجود ہوتے ہیں۔ انکی کراہت و حالت سے اس کا زیادہ ذکر سامنے نہیں کر پاتا مگر یہ اس کے معدے میں موجود ہوتا ہے اور بعض اوقات تو کئی روز تک

ہے — بظاہر اس غلاظت کا کوئی روشن پہلو نظر نہیں آتا لیکن پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ انسانی فضلے کی [illegible] اور چربی سے بڑے بڑے قیمت اور مشہور میک اپ کے سامان بنتے ہیں — خاص طور پہ عورتوں کے لیے مخصوص لپ سٹک' انسانی فضلے سے حاصل کی گئی چربی سے تیار کی جاتی ہے۔ انسانی معدے میں ہضم ہو کر جب فضلہ بننے کے عمل سے گزرتی ہے تو اس میں ایک خاص کیمیاوی تغیر پیدا ہوتی ہے اس سے [illegible] ایک ایسا نایاب مادہ وجود میں آتا ہے جو چمگادڑ کے فضلے اور ابابیل کی بیٹ کے علاوہ کہیں اور یا کسی متبادل ذریعے سے حاصل نہیں ہوتا۔ انسانی فضلے سے اس مادے کو حاصل کر کے ایک ایسی دوا وجود میں آئی ہے جو [illegible] کے سرطان کے لئے تریاق ثابت ہوئی۔ متعلقہ ذرائع اس پہ مزید تحقیق کر رہے ہیں۔ اسی مادے سے [illegible] الرجی' برص اور جلد کی دیگر بیماریوں کے لئے مرہم بھی تیار ہو رہے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ [illegible] فضلے کی بدبو سے ضعفِ شامہ [illegible] کا علاج بھی [illegible] ہے۔ اس کا پلٹس باندھنے سے خاصا افاقہ ہوتا ہے۔ تجربہ کار پولیس کے تفتیشی افسر [illegible] والے مجرم کے منہ پہ اس غلاظت کا [illegible] دیتے ہیں۔ وقت بیان مطلق اگلے پچھلے تمام جرم قبول لیتا ہے۔

[illegible] میں زیر زمین پائپوں سے [illegible] گھروں کی [illegible] غلاظت شہر سے باہر ایک [illegible] میں پہنچائی جاتی ہے۔ جہاں [illegible] کیے جاتے ہیں — اس سے ایک ایک کارآمد چیز علیحدہ کی جاتی ہے۔ ٹھوس فضلہ کو پاؤڈر کی شکلوں میں تبدیل کر کے متعلق [illegible] تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کون جانے کہ ہم جو دوا' کریم' میک اپ خاص رغبت سے استعمال کر رہے ہیں۔ اس کا اصل ماخذ کیا ہے — اللہ تعالیٰ نے اس لئے ہر چیز کا ظاہر اور باطن علیحدہ کیا ہے۔ یہ وہ [illegible] ہے۔ وہی بات کر دی [illegible] — ہر چیز اپنی ہیئت تبدیل کرتی رہتی ہے۔ ایک شے پہلے ہوتی [illegible] کی جاتی ہے۔ حلق سے اترتے ہی وہ پلید ہو جاتی ہے — [illegible] بعد قے کی صورت باہر نکل آئے تو غلیظ بدبودار اور غلاظت بن جاتا ہے — اندھیرے سے اجالا' اجالے سے پھر تاریکی — زندگی سے موت' موت سے پھر زندگی کی نمو — اچھائی سے برائی' برائی سے بھلائی — محبت' نفرت' نفرت سے [illegible] اور [illegible] ہے — زندگی اسی ادلنے بدلنے سے عبارت ہے — اچھا ہمیشہ اچھا ہی نہیں رہتا [illegible] کے ساتھ [illegible] اور برا اکثر [illegible] سے اچھا ہو جاتا ہے' اس رنگ بدلتی دنیا میں ہر شے تغیر نصیب ہے۔

فضلات یعنی وہ فضول چیزیں جس سے اس کا جوہر نکل چکا ہو اور باقی چھلکے رہ گئے ہوں۔ جنہیں جانا چاہیے [illegible] چھلکے بھی اصل کی مانند افادیت کا حامل ہوتا ہے۔ پھلوں ترکاریوں کے گودے' چھلکے' بیج' گٹھلی' پتے اور جڑیں — گوشت کی ہڈیاں' پھیپھڑے' [illegible]' چربی — اناج دالوں کے چھلکے بھوسی — چائے قہوے کی

استعمال شدہ پتی۔ استعمال کیے ہوئے برتنوں اور کپڑوں کی دھلائی کا پانی' سر' جسم کے اتارے ہوئے بال'
ناخن وغیرہ میں سے کچھ بھی تو فضول نہیں' ہم ہی بے علم ہیں۔

کسی خسیس ساہوکار کے ہاں ایک نہایت ہی غریب مگر عقلمند آدمی ملازم تھا۔ ساہوکار اپنی انتہائی
کنجوسی اور کمینگی کی بنا پر اس کی پوری گرفت کرتا تھا۔ ایک ایک چیز' حرکت پر نظر' معاوضے کے مقابلے میں اُس سے
تگنا کام لینا ۔۔۔ گن گن کر کھانے پینے کو دینا ۔۔۔ یہاں تک کہ اکثر باسی بچی کھچی خوراک سے بھی اسے محروم رکھتا
تھا۔ یہ بے چارہ غربت کا مارا جیسے تیسے اس کے ہاں پڑا گزارہ کر رہا تھا کہ اور جو کوئی زندگی بسر کرنے کا ذریعہ
بہانہ نہ تھا۔ کنجوس خسیس ساہوکار اکثر اوقات اس کی صحت' چہرے بشرے پر کھلی آسودگی اور اطمینان دیکھ کر
کڑھتا اور سوچتا رہتا کہ اس کمبخت کو کھانا پینا بھی تھوڑا ملتا اور بے حد کھونڈ ملتا ہے آرام سکون کا کوئی تصور نہیں۔
لعن و تحقیر سے ہر وقت اس کی تواضع ہوتی ہے پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کی صحت پہلوانوں جیسی
خوش باشی ایسی کہ جیسے دنیا کا امیر ترین شخص ہو۔ کچھ مزید نگرانی اور تفتیش کے بعد جب بظاہر کچھ نہ پا سکا تو ایک
روز پاس بٹھایا ۔۔۔ بڑی [illegible] سے پوچھا۔

"بیٹے تمہارا کیا بنا' تو چوری کرتا ہے کہ میرا مال [illegible] ۔۔۔ [illegible]
سے [illegible] کرتے
کم [illegible] کوئی چھپا [illegible] ہر دم خوش خوش پھولا رہتا ہے۔ [illegible] ہر لفظ معاف [illegible] ہے۔"

وہ سر اُٹھا کر نہایت تعظیم و رضا و الفت [illegible] مسکراتے ہوئے بولا۔

"مالک! میں نہ چور ہوں اور نہ ہی بے ایمان ہوں ۔۔۔ میری خوشی و اطمینان کا سبب آپ کے
دھندے میں محنت اور لگن ہے۔ میں معاوضے اور تحسین سے بے نیاز ہو کر اپنے ذمے کے کام کو جی جان و اخلاص سے
سرانجام دیتا ہوں۔ محنت اور خدمت میں ڈوب جانا ہی میری خوشی اور اطمینان کا باعث ہے اور میں یہ نہیں دیکھتا
کہ آپ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں ۔۔۔ میرا دھیان صرف اس امر پر رہتا ہے کہ میری جانب سے
خدمت محنت میں کوئی کوتاہی نہیں رہنی چاہیے۔"

ساہوکار پھر [illegible] کے بجائے اس کے سراپے پر نظریں گاڑتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"تیری تندرستی کا راز کیا ہے۔ میں دنیا کی ہر نعمت کھاتا ہوں پھر بھی تیرے جیسی تندرستی نہیں۔ تم
تو کیا کھاتا ہے' جو میں نہیں کھا سکتا؟"

وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔

"ان داتا! رسوئی سے جو چیز پھینکنے والی ہوتی ہے وہی میری خوراک ہے ۔۔۔ ترکاریوں کے چھلکے

دالوں کے چھلکے اناج آٹے کی بھوسی۔ مولی چقندر شلجم پالک کے پتے ڈنٹھل میری خوراک ہے۔ میں انہیں چھلنے کی بجائے بھجیا بنا کر کھا لیتا ہوں کہ اصل مزہ اور جوہر تو ان میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ یہی میری تندرستی کا راز ہے......!"

بات ہو رہی تھی انسان اور دیگر جانوروں چوپایوں کی کہ ان کے فضلے، اگلے، پسینے، پیشاب اور دیگر مادے جو ان کے کانوں، آنکھوں، ناک، جسم، منہ سے لعاب، تھوک، کیچڑ، ریزش، میل، جھاگ کی صورت میں خارج ہوتے ہیں یہ بظاہر نجس ناپاک اور بیکار چیزیں اپنے اندر کیا کیا خواص رکھتی ہیں۔ طبی اور طلسماتی اعتبار سے ان میں کیسے کیسے اسرار پنہاں ہیں۔ عملیاتی ٹونوں ٹوٹکوں، دیسی طریقہ علاج اور صدری نسخوں میں ان کے کیا کیا چمتکار ہیں۔ سفلی عملیات اور فسوں بندی میں ان چیزوں کا کیا کردار ہے؟

انسانی، حیوانی بال، ناخن، دیگر اعضا کے ٹکڑے، جوتے، پاؤں کی مٹی، جھوٹا کھانا، پانی اور تحریر و تصویر سے کیا کیا نیکیاں بدیاں ممکن ہیں...... ہندوؤں اور دیگر لادین قوموں میں ان چیزوں کا بہت عمل دخل ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کے روزمرہ کا ضروری حصہ اور دھیان گیان اور تپسیا کی آتما ہیں۔ [illegible] گائے کے گوبر کو پوتر سمجھا جاتا ہے۔ اس سے اپنے گھر کے فرش دیوار لیپی پوتی جاتی ہیں۔ اس کی [illegible] جلائی جاتی ہے۔ اس کے [illegible] کے تیل میں ملا کر [illegible] کے کام آتی ہے۔ اس کی دم کے بال اگر پراندے میں بٹ کر چٹیا میں باندھے جاویں تو بال تندرست ہو کر [illegible] اور چمکدار ہوتے ہیں۔ اسی طرح بیل کا پیشاب طاقت [illegible] کی رغبت پیدا کرتا ہے۔ اس کے جلے ہوئے کھر [illegible] جسمانی اور اعصابی [illegible] کا علاج ہے۔ اس کے سینگ گھر کے صدر دروازے پر نصب کرنے سے بھوت پریت اندر داخل نہیں کر سکتے۔ سانڈ، بھینسا، بکرا [illegible] پی جاتے ہیں ان میں رجولیت اور مستی بڑھ جاتی ہے۔ [illegible] بکری، گدھی، کتیا، اونٹنی کی [illegible] کے پیشاب میں بھی عجیب و غریب اثرات ہوتے ہیں جن میں بہت سے جسمانی عوارض کے لیے شفا ہے۔ الو، چیل، کوا، گدھ، کرلا، خار پشت، چھپکلی، جنگلی [illegible]، عام کتا، نیولا، لومڑی، بندر، جنگلی بھینسا، جنگلی خرگوش، شیر، ریچھ اور [illegible] ان جانوروں کا گوشت، پوست، چونچ، پنجے اور ان کی غلاظت دیگر سفلی عملیات اور طبی بیماریوں میں کام آتی ہیں۔ [illegible] کے پیشاب میں [illegible] کر کے لگائے جاویں تو زخم جلد بھر جاتا ہے۔ خار پشت کے کانٹے گھر میں بے اتفاقی کا موجب بنتے ہیں۔ مچھلی کے ناخنوں کی [illegible] خوش بختی لاتی ہے۔ کستورہ ہرن کا نافہ جس گھر میں ہو وہاں ایک عجیب سی روحانی خوشبو اور خوشیوں کی بہاریں امڈی رہتی ہیں۔ مارخور کی جگالی کی جھاگ، مکڑی، مکھی، مور، طوطے، چیل کی بیٹ اور خون،

زہر خورانی، مرگی، خونی مسہل اور لقوے کا بھرپور علاج ہیں۔ چمگادڑ کے انگارے، بلی کی قے کی پٹی باندھنے سے کوڑھ کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گدھے، گھوڑے، خچر، ہاتھی کی لید سلگائیں تو اس کے دھوئیں دھانس سے پلیگ، ہیضہ کے وبائی وبال سے جان چھوٹتی ہے۔ اونٹ کی ہڈیاں، بارہ سنگھے کے سینگ، گوبر، پیشاب، جھاگ، رال ایک ایک چیز ایسے کیمیائی شفائی اثرات رکھتی ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جنگلات کی دنیا کی حیات و بقا کا سارا انتظام انہی فطری و بعض حسوں اور قوتوں پہ ہی ٹھہرتا و کھڑا ہے۔ اکثر پرندے، درندے، خزندے ایک دوسرے کو اس کے فضلے، بول و براز کی بو سے شناخت و دریافت شکار کرتے ہیں ـــ جنگل کی گہرائیوں تاریکیوں میں جہاں آنکھ کام کرنا چھوڑ دیتی ہے وہاں جانوروں کی ایسی حسیں سامنے آتی ہیں جو حضرت انسان کے پاس اپنی توانائیوں کے ساتھ موجود نہیں۔ بول و براز پوست و استخواں کی بو یہ صرف اپنی مخصوص کیمیائی شدت رکھتی ہیں بلکہ فوق الفطرتی افسوں خیزی کی حامل بھی ہو جاتی ہیں۔

جادو ٹونہ، ٹوٹکا، بندش باندھنا اور شگون شگنوں کے [illegible] حیثیت رکھتی ہیں ـــ [illegible] پہنچتے ہیں۔

ایک شیطانی صفت نام نہاد عامل، جو اشتہاروں، اخباروں میں بڑے بڑے [illegible] دعووں کی تشہیر کرتا، اس کے پاس جسمانی، روحانی مسائل کا سو فیصد حل بصرف الزمانی محض [illegible] میں ہے۔ صمدی نے بھی [illegible] موکلات سے وہ بھی انسانیت کی فی سبیل اللہ خدمت کا داعی تھا۔ ناکامی کی صورت میں سات لاکھ سے ہرجانہ ادا کرنے کا وعدہ بھی ـــ خواتین کے لئے پردہ اور مکمل رازداری کا تحفظ بھی فراہم تھا ـــ ان کی خوش صورت [illegible] صاحب ادا اور شاہ صاحب کا لاحقہ بھی انہیں معتبر اور مکمل کرنے میں کافی تھا۔ [illegible] کی طرح لاکھوں گھروں میں پھینکے جانے والے مخصوص اخباروں کے میگزین کے آخری رنگین صفحات ایسے ہی جادوگروں، دو نمبر نورانی صورت عاملوں، کالوں، جنات، نقش، موکلات کی تشہیر سے مزین ہوتے ہیں۔ [illegible] مشتہر کر دینے والی تحریریں، جلد، بانگ، دعوے، عجیب و غریب حلیوں شکلوں والے عاملوں یا عاملیوں کی تصویریں، آسیب، سحر، بنگال، تبت کے جنگلوں، پہاڑوں، صحراؤں میں ریاضت اور چلوں کے تذکرے ان اشتہاروں کو بڑا ہیجان خیز اور پراسرار بنا دیتے ہیں۔ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے طلسمی سحر سے خود کو [illegible] نہیں پاتا۔ پڑھنے، دیکھنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ خاص طور پہ کچے ذہن کے لڑکے لڑکیاں جو کسی حد تک جذباتی

جسمانی، ذہنی یا روحانی الجھاؤ کا شکار ہوتے ہیں ان کے چنگل میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں۔ گھر گھر موجود چھوٹے چھوٹے اور لاینحل خانگی مسائل کی سنگینی سے دوچار عامۃ الناس بادل نخواستہ ان کے آستانوں پہ پہنچ جاتے ہیں۔

ایسی ہی ایک پڑھی لکھی مگر احمق لڑکی جس کی شادی کو بمشکل دو ڈھائی سال ہی گزرا تھا اس شک میں مبتلا تھی کہ اس کا خوبرو شوہر اس سے مخلص نہیں ہے —— کسی اور لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے —— چونکہ یہ لڑکی اپنے شوہر کے مقابل میں کچھ ایسی جاذب نظر نہ تھی اور شوہر کا کاروبار بھی ایسا کہ وہ اسے خاطر خواہ وقت اور توجہ نہ دے پاتا تھا۔ رات گئے آنا، دوسرے شہروں کے دوروں پہ رہنا —— وقت بے وقت ٹیلیفون پہ لمبی لمبی باتیں وغیرہ۔ سو وہ خاندان کی بیوقوف شکی مزاج لڑکی اپنی زندگی اجیرن کر بیٹھی۔ شوہر بے چارہ اسے سمجھا سمجھا کر عاجز آ چکا تھا مگر اس کے شک کا شیشہ دھندلے کا دھندلا ہی رہا۔ اس کی اپنی جیسی ایک سہیلی نے اسے ایک چیختے ہوئے اخباری اشتہاری عامل کی راہ سجھائی جو ڈھائی گھنٹے کے عمل سے ڈھائی دن ڈھائی پہر ڈھائی گھنٹے اور ڈھائی منٹوں سیکنڈوں میں بگڑے کام سنوار دیتا تھا۔ اس سہیلی کی وساطت سے جب اس [illegible] انگیز شخصیت کے عامل [illegible] کے خاندان [illegible] جس زدہ [illegible] کے ذریعے قبضہ کیا ہوا ہے۔ وہ اس کا غلام بے دام بن چکا ہے —— اس کی لبت اس کا جسم اس کا ذہن بے پناہ ہی اب اس کی زندگی ہے —— [illegible] یہ دل فرسا انکشافات [illegible] آنسو بھر کے ہاتھ جوڑتی ہوئی کہنے لگی۔

"مجھ پہ رحم فرمائیں میرے گھر کو بربادی و تباہی سے بچائیں۔ کسی طرح بھی میرے شوہر کے دل میں میری طلب و چاہت پیدا کر دیں۔ اس کے عوض میں ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔"

دھوکے باز دوکاندار عامل نے جب چڑیا دام میں پھنستے دیکھی تو مزید چند ایک خدشات بیان کرتے ہوئے کہا۔

"کام بڑا ٹیڑھا اور مشکل والا ہے —— مجھے بڑے کٹھن چلے اور وظیفے کرنے پڑیں گے جو لمبے وقت اور چڑھاوے چڑھاپے کا تقاضا کرتے ہیں۔ تب جا کر کہیں اس چڑیل سے آپ کے شوہر کو آزاد کرایا جا سکتا ہے ....!"

لڑکی ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگی۔

"عورت کے لئے اس کے گھر کی سلامتی اور شوہر کی محبت ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ میرا پیسہ زیور سب کچھ حاضر ہے۔ میرا گھر برباد ہونے سے بچالیں۔"

قارئین! قصہ کوتاہ کہ اس پرانے پروفیشنل شکاری نے اس سونے کا انڈہ دینے والی مرغی سے ایسی مہارت سے انڈے حاصل کیے کہ اس بے چاری کو یہ احساس تک نہ ہوا کہ وہ اب غلط جواب پہ محض وہ کوئی انڈہ بھی دینے کے قابل نہیں رہی ۔۔۔ خاندانی دو نمبر عامل اتنے پروفیشنل فراڈیے اور شریف النفس ہوتے ہیں۔ کمال یہ ہوتا ہے کہ لٹنے والے کو احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ برباد ہو چکا ہے بلکہ اپنے تئیں شرمندگی سی محسوس کرتا ہے کہ وہ مزید لٹنے سے محروم کیوں رہا۔ عامل نے اس مسئلے کے لئے مختلف وظائف کیے اور کروائے جب کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو آخری نسخہ یہ بتایا کہ وہ اپنے حیض کی ایک خاص مقدار سوپ یا کسی گرم مشروب میں شامل کر کے رات سوتے سمے اسے پلا دیا کرے۔

انسان اپنے پُر خلوص مقصد کو پانے کے لئے بسا اوقات جائز ناجائز ہر حربہ استعمال کر لیتا ہے۔ غرض مند دیوانہ ہوتا ہے اور دیوانے سے کچھ بعید نہیں ہوتا۔ یہ لڑکی محض شک کی بنا پر یہ سب کچھ کرتی رہی۔ اس نے شوہر کو اپنی جسمانی غلاظت پلانے سے دریغ نہ کیا۔ عامل نے جو طریقہ بتایا تھا اس طرح [illegible] کی۔ یہ عمل [illegible] ایک مدت تک یہ قبیح عمل کرتی رہی۔ خاوند مطیع ہوا یا نہ ہوا لیکن وہ از خود ایک چڑیل نما عورت ضرور بن گئی۔ خاوند کی دولت اپنی انتہا تک پہنچ چکی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا میاں بیوی دونوں جنسی مریضوں کی طرح مختلف عوارض میں جکڑے گئے۔ لڑکی کے چہرے [illegible] چھاتیاں پچکے ہوئے غبارے کے مانند لٹک گئیں۔ آنکھوں میں وہ اسرار [illegible] چمکنے لگی۔ جیسے سارا انسانی نظام درہم برہم ہو گیا۔ خاوند کے جسمانی اعضا شکست و ریخت کا شکار ہو گئے ۔۔۔ ایک عجیب سی بو جو اس کے جسم سے اٹھتی [illegible] اور وہ آتشک کے جنسی مرض میں مبتلا ہو چکا تھا۔ آتشک سوزاک کے مریض سے یہ مرض اس کی بیوی یا عورت کو منتقل ہو جاتا ہے جس سے وہ جنسی رجوع کرتا ہے ۔۔۔ بیوی پہلے آسودہ حال تھی مگر جب اچھا خاصا مال کے بڑوں میں بھینٹ کر چکنے کے بعد کنگال اور بے حال ہوئی تو کسی جیب سے دشمن نے اسے سیدھی راہ دکھائی۔ تب اس کی بیہودہ کرنی سے قطع کی تجب نہ ہوا تھا۔ ایسے ایسے گھناؤنے واقعے اور شرمناک قصے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں چھپے دھاگوں کی طرح پھیلی ہوئی ہیں کوئی کہاں تک سنے اور کوئی کہاں تک سنائے۔ تعویذ گنڈے، عملیات، جنات، ہمزاد اور نقلی عامل ان اخباروں، اشتہاروں کے ذریعہ عوام الناس کو بے دردی سے لوٹ رہے ہیں۔ گھروں کے گھر ان نام نہاد پیروں، صاحبزادوں کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں۔ قصہ مختصر

یہ جو حال لڑکی سے اپنے لئے ایک غلطی یہ سرزد ہوئی کہ اس نے کچھ چھپائے بغیر ہر بات میرے گوش گزار کر دی اور اپنی کوتاہیوں، غلطیوں کو تسلیم کرتے ہوئے انسانیت کے نام میری مدد چاہی ...... اس کے نصیب میں بہتری لکھی تھی کہ میری کچھ توجہ کوشش سے اس کا بھلا ہو گیا۔

بات وہیں سے چلی تھی کہ جانوروں انسانوں کے جسمانی فضلات وغیرہ بیکار محض نہیں ہوتے بلکہ ان کے سعدی و نحسی مقناطیسی تابکاری اور کیمیائی اثرات بڑے سریع الاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کا تعلق قوت اسفلیہ اور علوم سحر و فسوں سے ہے اس لئے یہ علم محض مخصوص حکما اور عاملان مابعد الطبیعات تک ہی محدود رہا۔

نوزائیدہ بچے اور زچہ کی جسمانی اندرونی آلائشیں ...... اول نازہ بچے کے جسم کی تھلی رطوبتیں، خون، اس کے بال، زچگی کے دوران صفائی کے لئے استعمال کئے جانے والے کپڑے بھی جادو ٹونوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کے اکثر فرقوں میں سریجل یعنی انسانی پیشاب مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کے لئے کام آتا ہے اس کے علاوہ ہڈیوں کے مسان، پیٹ میں مرے بالک کی کھوپڑی مختلف اعضا، سر کا بن عورت کے ...... یا دان کے ناخن، مٹی، بال وغیرہ۔

بچے ...... کسی کے تیل میں ملا کے مالش کرنے سے بدن کے پرانے داغ غائب ہو جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے ...... اور جادو کی ...... کی رطوبت اور ...... سے قوت باہ اسساک کی تیر بہدف تحقیقی دوائیں اور طلا بنتے ہیں۔ سانپ کے ...... سے کنٹھیا، لقوہ، فالج اور جریان خون کا شافی علاج ہوتا ہے۔ ...... کی پیچھے کمر پہ باندھنے سے ریاح کے خشک ہونے سے گھٹے بیٹھ جاتے ہیں۔ جنگلی خرگوش کی مینگنیوں سے بنا ہوا مرہم پرانے سے پرانے ناسور کے گھاؤ کو مندمل کر دیتا ہے۔ پکھوے کا پیالہ سر پہ باندھنے سے بچھڑا ہوا حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ حرام حلال چیزوں رطوبتوں غلاظتوں کے اثرات، فوائد اپنی جگہ پہ مسلم ہیں اور پاک طیب اشیاء اپنی اجزائی ہیئت بدل کے حتمی نتائج کی حامل ہو جاتی ہیں۔ اصول کائنات کہ ہر مخلوق، مادہ و جماد، متحرک و متبدل ہے ...... خواص و خصائل میں ایک درجے میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ خالق کائنات نے اچھی بری ...... پاک و پلید ہر چیز میں انسانیت کے لئے کہیں نہ کہیں بہتری کا پہلو ہر طور پنہاں رکھا ہے۔

انسانی حسیات بھی عجیب طرفہ نعمت ہیں۔ حس کی ایک ذرا سی شکل نہیں ہوتی۔ ناک، کان ...... کی طرح اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا ...... لیکن یہ دکھائی نہ دینے والی قوتیں اپنی جلدیوں قوی اور معتبر ہوتی ہیں کہ انسانی کار و عمل، سوچ سمجھ اور حرکت و حیات کے سب ہی وظیفے انہی کی بدولت سرانجام پاتے ہیں۔

یہ حواس خمسہ اگر نہ ہوں تو انسان ایک ایسا [illegible] ٹیلیفون کی طرح ہو جس کی تاریں علیحدہ کر دی گئی ہوں۔ یہ حواس عام انسان کو مقدر کیے گئے۔ انسان کے علاوہ دیگر ذی روح اور جانداروں کو جو حواس عطا کیے گئے میں بعض تو انسان جیسے اور کچھ انسان سے ماورا۔ جو ان کی طرز زندگی فطری تقاضوں اور جبلی ضرورت کے مطابق ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے عام سے پرندوں' رینگنے والے کیڑوں' پانی میں تیرنے والوں اور ہوا میں اڑنے والوں میں ایسی فوق العقل حسیں پائی جاتی ہیں کہ فہم و ادراک کو پسینے آ جائیں..... ابابیلوں' چمگادڑوں' سانپوں' چیونٹیوں کے ہاں بینائی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور کسی کے ہاں تو بالکل ہی نہیں ہوتی لیکن ان کے جسم و اعصاب کی خروجی اور دخولی شعاعیں' ریڈیائی لہریں ان کی رہبری کرتی ہیں کہ دکھائی نہ دینے کے باوجود وہ رکاوٹوں سے نہیں ٹکراتے۔ سانپ' موش' [illegible] دور بھی کوئی پاؤں دھرتی پہ دھرے تو اس کی آہٹ چاپ محسوس کر لیتے ہیں۔ آبی مخلوق میں خاص طور پہ وہیلیں اور مچھلیاں سینکڑوں کوس دور تک [illegible] سن لیتی ہیں۔ بسیط فضاؤں میں اڑنے والے پرندے بہت نیچے رینگتے کیڑوں مکوڑوں' [illegible] لاروں' [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کو دیکھ لیتے ہیں۔

ارضی ناری مخلوق بھی ایسی محسوس خوشبوؤں یا بدبو [illegible] پہچان سکتی ہیں۔ لیکن [illegible]
[illegible] ہے۔ [illegible] بھوت پریت چڑیلیں شیاطین وغیرہ تو انکی خاص [illegible] بو پا سکتے ہیں۔ [illegible] اندھیرے مکان' انسانی آبادی سے دور سنسان جنگلوں' گھپاؤں' پہاڑوں' غاروں میں ان کی کیفیت اور ان کی بدبو کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] انسانوں میں [illegible] ایسی ہستیاں بھی ہوتے ہیں جنہیں عام حسوں کے علاوہ چھٹی حس [illegible] حسیں بھی قدرت کی جانب سے عطا ہوتی ہیں۔ پانچ حسوں کے علاوہ چھٹی حس تو ہوتی ہی ہے یعنی وہ باطنی اشارہ جو کبھی کبھی ہمیں آنے والے غیر معمولی حالات کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ حسِ انتہائی اہم پُر اسرار باطنی حواس موجود اس حیوان ناطق یعنی انسان کا مقدر ہیں مگر انہیں کھوجنا' تقویت دینا اور پھر ان سے افادہ حاصل کرنا [illegible] کے بس کی بات نہیں۔ یہ ان دیکھتوں اور علم دفینوں کی مانند ہیں جن سے بہرہ مند ہو تو شاید ہم ہو سکتے ہیں پھر بھی وہ علم جستجو چاہتے ہیں۔ یہ چھٹی حواس بھی باطنی علوم میں سے ایک علم ہے جو [illegible] اور نفس انسانی بھی۔

واپس وہیں [illegible] چلتے ہیں۔ میں ٹیکسی کی پچھلی نشست پہ بیٹھا جنگل کی راہ پہ ہوں' تنگ سی کچی راہ کے کناروں پہ کہیں کہیں تحریروں کی غلاظت دکھائی دیتی ہے اور ہوا فضا میں کچھ ایسی ملی جلی خوشبو

[illegible] محسوس ہوتی ہے جسے احاطۂ فہم و ادراک میں لانا ہر کسے باشد کا کام نہیں' کثیر الحواسی ہی اس کا ادراک کر سکتے ہیں۔ ہلکی نیند جیسے دھند لے دھند لے اس راستے پہ نادیدہ و فوق البشر مخلوقات کی مانند میں سکھوی [illegible] جب میرے باطنی حسوں سے ٹکرائی تو میں قدرے چونکا ہوگیا۔ گردن گھما کے آگے کی جانب دیکھا تو ذرا [illegible] گھنا جنگل کا دھندلا دکھائی پڑا۔ فضاء میں غیر مرئی مرغولے بھی لہراتے سے محسوس ہوئے جو اس [illegible] تھے کہ میں اب ایک ایسے علاقے میں داخل ہو رہا ہوں جدھر مجھے قدم قدم پھونک پھونک کر رکھنا پڑے گا۔ میں [illegible] بھی تھا کہ اس راہ پہ مجھے ایک بھی ذی نفس نظر نہ آیا۔ آ کھانکہ یہ سماں صبح کی سیر اور سویرے سویرے کے [illegible] کام کاج نمٹانے کا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ڈھور ڈنگر یا بھیڑ بکری — جو اس طرح کے ماحول کا حصہ [illegible] ہیں۔ خنزیروں کی غلاظت سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہ تھا کہ ابلیسی اور طاغوتی استعانتوں کا یہاں غلبہ ہے — اب میں نے اپنی اندرکی [illegible] سے باہر نکلتے ہوئے یہ جان لینے کی کوشش چاہا تو مسلسل پُراسراری [illegible] ہوتے ہوئے تھا اس کے بچکولے لیتے ہوئے سر اور لگام تھامے ہوئے جھولتے ہاتھوں میں ایک عجب سی [illegible] تھی — [illegible] مثل بھیڑ کی ماند سا دھانت ہوتی ہے یا پھر فن شناسی کی امرتا سے روشن [illegible] ہے۔

میری [illegible]

"[illegible] شہر سے جنگل کی جانب آرہے تھے اور جنگل بھی وہ جس میں جنات کا اور [illegible] [illegible] کر دو پھر [illegible] دیا۔

جبکہ میں اُسے آمادہ [illegible] [illegible] لکڑی چھیلتے ہوئے پوچھا۔

"شاہ بابا نابینا کا مزار ادھر ہی ہے نا......؟"

وہ [illegible] ہوا بولا۔ "میں پہلے بھی بتا چکا ہوں بھیا اب وہاں مزار و زائرین ایک ڈھانچہ ہے — جنات شاہ بابا کا تابوت وہاں سے منتقل کر لے گئے ہوئے ہیں اور یقین جانئی وہاں کی پکی اینٹیں حیرت انگیز کر لے گئے۔"

میں نے سوال کا ایک اور روڑا پھینکا۔
"پکی اینٹیں اکھاڑنے کی وجہ......؟"

"عقیدت کی انتہا — [illegible] دن کو ماننے والے اس سے کئی بڑے بڑے کام کر گزرتے ہیں۔ یہ تھوڑا سا احوال سن لو پھر خود ہی ان کی عقیدت کا اندازہ کر لو!"

جمعرات کا روز آدھی رات کا وقت۔ شاہ بابا نابینا کو پردہ کیے پانچ روز گزر چکے تھے۔ حسب معمول

ہزاروں عقیدت مند اور مرید مرقد پہ موجود ذکر اذکار، سماع اور دیگر خانقاہی اشغال جاری تھے کہ یک دم پہاڑ کی اوٹ سے کالی آندھی اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر چیز اندھیرے میں ڈوب گئی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ آہ و بکا، چیخ پکار، شور و غوغا، اک قیامت بپا ہو گئی روشنی کے بند و بست الٹ گئے ——— مرقد کو مارے شاہ والا وہاں قریب ہی جتنا بھڑکتا ہوا الاؤ بھی تھا جس میں منتیں مرادیں پوری ہونے پہ زائرین، گھی، تیل اور تیل ڈالتے تھے۔ کالی آندھی نے الاؤ کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اٹھا کر چاروں طرف پھیلا دیا۔ جو شے جلنے لائق تھی آگ رسیدہ ہو گئی۔ کئی سادھو ملنگ اور دیگر زائرین جل کوئلہ ہوئے..... کچھ دیر بعد آندھی تو رک گئی پر آگ، دھواں دھانس کئی روز تک قائم رہا۔ جلے ہوئے ملبے کو ہٹایا تو دکھائی دیا کہ شاہ بابا کی چند روزہ قبر تہہ و بالا پڑی ہے۔ یوں پتہ پڑتا تھا جیسے کسی نادیدہ طاقت نے ایک ہی جھٹکے میں پوری کفنائی ہوئی میت کو نکال کر وہاں سے غائب کر دیا ہے۔ ایسی کالی آندھی اور آگ کی چپقلش میں کسی انسان کے لئے ایسا کام کرنا ممکن نہ تھا پھر حقیقت یہی تھی کہ قبر صاحب قبر سے خالی تھی ——— خاصی گہری قبر کشائی کے لئے مہارت، افراد اور اوزار کی ضرورت ہوتی ہے اور ان میں سے کسی چیز کا بھی وہاں انتظام نہیں تھا ——— لگتا تھا یہ کام انسانوں سے ہٹ کر کسی نے کیا ہے [illegible] ——— شاہ بابا مینا کا [illegible] [illegible] کسی [illegible] پہاڑوں کے [illegible] مقدس مقام پہ دفن کر دیا ہے۔ یہ جگہ اور یہاں کے لوگ اس قابل نہیں کہ وہ شاہ بابا جیسے باعزت ولی اللہ کے [illegible] اور [illegible] رکھ سکیں۔

درختوں کے ایک [illegible] [illegible] ——— زبان دونوں رک چکے تھے۔ [illegible] سی اجڑ بچڑ جگہ تھی جیسی سیلابوں، آتش زدگی یا زلزلوں کے بعد ہوتی ہے ——— کوچبان گلت سے پیشانی پونچھتے ہوئے کہنے لگا۔

”بھیا! لو تم پہنچے اپنی منزل پہ اور مجھے دو اجازت ——— “

اللہ تیرا ——— کہتے ہوئے وہ نیچے پہ بیٹھنے لگا تو میں نے اسے کاندھے سے پکڑتے ہوئے کہا۔

”میاں! تم کس جگہ پہ مجھے چھوڑے جا رہے ہو۔ آدم نہ آدم زاد ——— جنگل نما ویرانہ تو سامنے نظر آ رہا ہے لیکن وہ شاہ بابا مینا کا مزار ——— وہ خانقاہ ——— اور وہ ——— “

میری بات کاٹتے ہوئے بولا ”بھیا! کاہے کو میرا ٹیم خراب کرتے ہو ——— سب کچھ تو تمہیں بتا چکا ہوں ——— مزار والے کو تو جن لے گئے ہوئے ہیں اور مزار کی مٹی، اینٹیں وغیرہ ان کے عقیدت مند اٹھا کے لے گئے ——— اب یہی کچھ بچا پڑا ہے جو تمہیں اپنے اردگرد دکھائی دے رہا ہے۔“

میں نے ایک بار پھر آگے پیچھے نگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"حضرت! ادھر تو مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا' کوئی تو ہو جس سے میں ملوں' کچھ دریافت کروں۔ اس سب آپ دیکھ لیں' زمین' جھاڑ جھنکاڑ اور ویرانے سے تو میں کچھ حاصل کرنے سے رہا' یا پھر مجھے ان نیک حافظوں کے کسی فرد سے ملوا دیں' کچھ تو حاصل ہو جس کے لیے اس میں کالے کوسوں کا سفر طے کر کے یہاں تک پہنچا ہوں۔"

وہ کچھی داڑھی میں کھجلتے ہوئے خشمگیں سا بولا۔

"بھیا! میں جو کچھ جانتا تھا وہ پہلے ہی آپ کے کانوں میں ڈال چکا ہوں۔۔۔۔ اس سے زیادہ نہ تو مجھے کچھ پتہ ہے اور نہ کوئی مزید مدد کر سکتا ہوں' اب میں تو چلا۔۔۔۔!" یہ کہا اور میری کچھ مزید سنے بنا وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر ہوا ہو چکا تھا۔

کچھ دیر تو میں وہیں بائیں شائیں سا کھڑا صورتِ حال پہ غور کرتا رہا' پھر بعد کچھ سوچ کے میں اس سمت سے درختوں کے ذخیرے کی جانب چل دیا جسے شاید کبھی جنگل کہا جاتا ہو۔

[illegible]

[illegible] اور اسے کسی ندی کی طرح اپنا [illegible] میں گھسیٹ لیتا ہوں۔

[illegible] اگر وہ درست آشنا بنا لیا جائے تو [illegible] بلکہ ایک مطالعاتی [illegible] کی مشاہدہ [illegible] جنگلوں میں جانا' پہاڑوں پہ چڑھنا' [illegible] میں بھٹکنا' گہرے پانیوں میں اترنا بھی خاصی تفریح کا سبب ہو سکتا ہے۔ [illegible] کے جنگل جیسے [illegible] سے سرگرم کے ہوں۔ [illegible] کوئی جتنا جتنا [illegible] کی دلنشیں ادا بن جاتی ہے۔

[illegible] درختوں کے جھنڈ [illegible] بڑھتے ہوئے یوں لگ رہا تھا جیسے میں کسی گلستان کی راہ پہ ہوں۔۔۔ [illegible] قریب پہنچا تو ادھر سے کچھ جانوروں پرندوں کی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے وہ مجھے باور کروا رہے تھے کہ [illegible] میرے اس طرف آنے کی خبر ہو چکی ہے۔۔۔۔ میں بھی تو یہی چاہتا تھا یہاں کا ایک ایک پتہ' بوٹا' درخت'

پھر بڑی زور دار بلکہ یہاں کے رہنے والے انسان، جن اور جانور تک مجھے جانیں بچا کر، جن کی خاطر ترستے [illegible]
حسرت پالنے میں بہت گنے تھے کہ کوئی موقعہ ملے تو میں یہاں پہنچوں۔

اس زمانہ میں انسان اور جنات کے مابین ممکنہ تعلقات و روابط کی کرید مزید اور مطالعہ [illegible]
جنون تھا۔ میری یہ حالت کہ جہاں جدھر کہیں بھنک پڑتی دیوانہ وار دوڑ پڑتا، کاگا کی طرح چھینا جھپٹی [illegible]
کچھ نہ کچھ لے ہی اڑتا۔ ادھر جھوپال والا جن قصہ اپنی نوعیت، حقیقت اور واقعاتی لحاظ سے ایسا [illegible]
اور پُراسرار تھا کہ لامحالہ میرا اس جانب رجوع کرنا بنتا تھا جبکہ اس سارے قصہ میں تو وہ [illegible]
تحیر، حکمت بھی اپنی تمام تر موشگافیوں کے ساتھ موجود تھی۔

اب جبکہ درختوں کا ذخیرہ چند قدموں کے فاصلہ پہ تھا کیا اچانک ادھر سے بے شمار گلہریاں [illegible]
نکلیں اور دانت نکوسے وحشیانہ انداز سے میری جانب لپکیں لگتا تھا وہ مجھ پہ حملہ آور ہونا چاہتی ہیں۔ [illegible]
صورت حال سے گھبرا کر میں اپنے راستہ سے قدرے ہٹ کر دائیں جانب ہو لیتا ہوں ویسے ہی جیسے [illegible]
سامنے گدھا لاکے آ جانے پہ راہگیر سڑک چھوڑ کر کچے پہ اتر جاتا ہے۔ اپنے تئیں میں نے [illegible]
بندوبست کر لیا تھا... مگر انہیں دانت نکالتی ہوئی جھاڑیوں... ایک گلہری نے مجھے [illegible]
جنگل کے [illegible]
ساری شیر نی [illegible] ہو جاتی ہے... سوتے ہوئے چند لمحوں میں اس کا تیا پانچا کر دیتے ہیں... [illegible]
اچھل کر میرے سر اور کندھوں پہ تھا اور دو تین چند ایک میرے پائجامے کے پائنچوں میں گھس گئیں۔ [illegible]
نے شاید یہ پائنچوں میں گھسے تفتیشی پولیس والوں سے سیکھا ہے جو اقبال جرم کروانے کے لئے [illegible]
کوشش کے طور پہ ملزم کی شلوار میں چوہے چھوڑ دیتے ہیں۔ کچھ چند لمحوں میں ملزم جرم قبول کر [illegible]
قبول کر لیتا ہے... مگر مجھے تو کچھ قبول یا نہ قبول کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ کا نو گلہریوں نے میرے [illegible]
پائجامہ کے اندر ایسی کھلبلی مچائی کہ مجھے رو رو کر وہاں سے بھاگتے ہی بنی۔ شکر کہ غیر ارادی طور [illegible]
جنگل کی جانب تھا۔ بھاگتا چوکڑی بھرتا... جان بچاتا ہوا انسان، حیوان اور لاحول کی چوٹ کھایا [illegible]
وغیرہ وغیرہ بے طرح بے تحاشا دکھاتے ہیں... میری یہ بوکھل بھیجے اگر کوئی گرم پانی بھرتے باندھ کر [illegible]
بھی شاید میں بھاگنے میں ایسی پھرتی نہ دکھا پاتا۔ جب پائجامے میں گھسی ہوئی گلہریوں کی قید سے [illegible]

ذخیرے میں گھس کر میں نے خود کو بچ کے ایک ڈھیر پہ یوں گرا دیا جیسے کوئی گرم [illegible]
وجہ سے نیچے گرا دیتا ہے... وہ جناتی گلہریاں جو میرے پیچھے پیچھے تھیں یہاں بھی انہوں نے مجھے
نرغے میں لے کر گھومنا شروع کر دیا۔

میں پیدا ہوا تھا جہاں لگ بھگ نو ماہ قبل اس کے پتا جی نیلم سنگھ نے عجیب و غریب حالت میں پران ہارے تھے۔ حمل کے دوران اس کی خالہ خلیریوں اور خاندانی دایہ نے مدد دی تھی۔ شکل و شباہت کے لحاظ سے تو وہ لو داپنے پتا پہ تھا ہی لیکن اس کے رنگ ڈھنگ بھی اس جیسے ہی تھے ۔۔۔ وہ جتنی دیر رہا ہوتا تو لوری گیت سنتے ہی دھیرج پاتے۔ گھنگرو، ڈھول، تھاپ کی آوازیں تو جیسے اس کے اندر مدوجزر سا پالنے لگتیں۔ نہایت نحیف و نزار زرد چہرہ اور کھنچے نینوں والا ملکوتی سا بچہ تھا......!

• عشق میں شرک نہیں ہوتا......!

وقت گزرتے جھلکتے دکھائی تو نہیں دیتا بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے بڑے بڑے فاصلے طے کر جاتا ہے۔ چہروں پہ لمحات کی تحریریں سی ابھر آتی ہیں ۔۔۔ جموراً تمھیں خس خس کی خالی ڈوڈوں کی مانند بے جان ہو جاتی ہے۔ ... آنکھیاں اور کلائیاں، جسم جوڑوں کی گولائیاں، رعنائیاں، گردنوں کی صراحیاں، گالوں کے گلاب ... کے جاہ و لیاغ ... کھانے سے ... [illegible] ... اختیار کر لیتے ہیں ... بنگال جیسی کی کنول کے بے رنگ و آب پھولوں سے جھڑ جانے کی مانند ہو چکی ہے۔ جو سے چڑھتے اترتے ... نہیں دیتے لیکن بہر طور بہ زوال کا عمل جاری رہتا ہے۔ اب یہ تو بڑا کبیری ہے کہ وہ کس کل و کمال کے آئینہ ... وقت کا احساس تک نہ تھا۔ کبھی تو ... جان پڑتا کہ وہ گوشت پوست سے نہیں کسی آتش فشانی لاوے سے بنی ہوئی ہے۔ ... ہوا اور پانی کا گزر ... وہ اول آخر سراپا ... ہے۔ کسی بھی ذات آتے جاتے اس کے ... تلی تلی ... اپنا ... سے ... اور خلاؤں میں گھورتی اور پھر ... سے بیگانی ... ۔۔۔ وقت اس پہ نہیں ... پہ سوار تھی ۔۔۔ اب جو ... مگر کب وقت نے انگڑائی توڑی تو دھڑام سے پیچھے آ پڑی۔ ... کے ایک ... سے اڑھائی برس کا ... ہاتھ میں ... لیا ۔۔۔ ... اٹھایا اور اس ... کے پہلو تیار قبر میں دبا آئی۔ یوں جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

ان باپ بیٹے کے مزار پہ ہمہ وقت ... رہنے والا ... سے اپنے کانوں ... کہ یہ واقعہ پیش ... باپ بیٹے کی قبروں کے درمیان یہ مست الست صابر سنگھ لیٹا ہوا پایا گیا تھا۔ اپنے ڈرائیور کے ذریعہ وہاں سے ... تھا اور صابر سنگھ نہایت خاموشی سے وہاں سے نکل کر باہر راہ گزر پہ اک ... سے منڈیر پہ آ ٹکا تھا

اور اس کے پیچھے پیچھے آنے والا وہ کالا کتا بھی جو مزار کے کتبے کی اوٹ میں بیٹھا ہوا پایا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ سنبل سُہانی کے مزاج اس وقت سخت برہم تھے ـــــ ایک فضول سا کتا اور ایک عجیب مجہول سا ملنگ! اسے کسی طور پہ بھی گوارہ نہ ہوئے تھے۔ لیکن اندر ہی اندر اپنے تاثر یا برتاؤ پہ ہلکی سی خائف بھی ضرور ہوئی تھی ـــــ پچھ۔ کچھ تو ایسا تھا جو بیزے کی انی کی مانند اُسے چُھو کا سا دے گیا تھا ـــــ صابر سنگھ کی متوحش سرخ آنکھیں' حال بے سر جھکا کر ہولے سے اٹھ کر چل دینا کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا' اُسے گھائل سا کر گیا تھا ـــــ یہ کوئی عام ملنگ نہیں دکھائی نہیں دیتا تھا جو گورستانوں' شمشان گھاٹوں یا جنگل بیابانوں میں مارے مارے پائے جاتے ہیں۔ یہ کسی ایسی اونچی ڈال کا پنچھی دکھائی پڑتا تھا جس کے پیچھل پیڑ کی جڑیں پرتھوی بھیتر کسی انجانے سے سورگ میں اُتری ہوں۔

وہ اپنے روز مرہ کی پھولوں پتی اور صفائی ستھرائی سے آج قدرے جلدی فارغ ہو چکی تھی۔ شاید اس کی وجہ اس کے اندر کی اُتھل پتھل تھی۔ مزار کی چار باڑ کے آہنی دروازے کا تالا ڈال کر ڈرائیور کے آگے آگے وہ اس پگڈنڈی پہ آ گئی جو چند دس قدم آگے اس راستے سے جڑتی تھی جو گورستان سے باہر اور اندر جاتے اور مسجد کی جانب کھلتا تھا اور اسی راہ پہ صابر سنگھ بھی ایک ... الٹے ... ہوئے تھا جیسے کہیں ... جانے کا قصد ...

اس کے قریب سے گزرتے ہوئے دل کی دھڑکن ڈھول کے دھمکے کی مانند بجنے لگی تھی۔ جسم کی ساری پوریں ... اسے نظر انداز کرتے ہوئے گزر لینا چاہتی تھی مگر ... ہوئی اچٹتی سی نظر صابر سنگھ پہ پڑی تو گڑبڑا کر رہ گئی ... آتی پیشانی ... پہ ایک پراسراری بے نیازی میں خشونت جھانکے مار رہی تھی ـــــ لال بوٹی آنکھیں اٹھائے وہ اُسے گھور رہا تھا۔

سانپ' چور اور مجذوب' ان کی وحشت ہی بہت ہوتی ہے ـــــ ڈر خوف اور دھونس دھاندلی ... تو ڈل ہی جاتے ہیں۔ جپ جپ پوچھو اور ٹھوٹھو ـــــ آپ ہی آپ ہی منہ سے اُگلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

وہ خود کو سنبھالے تیز تیز قدموں اس کے برابر سے تو گزر گئی لیکن لاکھوں جیسے کوئی پل ... کے آئی ہو۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر ڈرائیور نے آگے بڑھتے ہوئے دروازہ کھول کر اسے اندر بٹھایا ... سُہانی نے ماتھے کا پسینہ پونچھتے ہوئے کن انکھیوں سے اس دیوانے کی جانب دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے گاڑی بڑھانے کا حکم دیا ـــــ لیکن اگلے لمحے وہ ڈرائیور کو روکتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی کیونکہ ... صابر سنگھ اور کالے کتے کو واپس مزار کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

وہ ادھر ٹیکسی ڈرائیور بھی بھاگا بھاگا پیچھے پہنچ رہا مگر ان کے پہنچتے پہنچتے وہ دونوں دوبارہ اپنی اپنی جگہ پہ براجمان ہو چکے تھے۔ تب سنبل سنہائی اور ڈرائیور کو اپنی جانب لپکتے دیکھ کر کتے نے بھونکنا شروع کر دی۔ اب جو ڈرائیور قریب پہنچا تو کتے نے اُچک کر اس کی پنڈلی پہ دانت رکھ دیئے ـــــ ڈرائیور کی چیخ اور ان دونوں کی دھاندلی دیکھ کر یہ آپے سے باہر ہو گئی ـــــ آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ پرس سے چھوٹا سا پسٹل نکالا اور کتے پہ میگزین خالی کر دیا۔ یہ سب کچھ یوں آناً فاناً ہوا کہ اسے خود سمجھ نہ آیا کہ یہ سب کچھ اس سے کیونکر سرزد ہو گیا۔ کتے بیچارے کی کیا اوقات تھی چھ عدد گرم گرم گولیوں نے اسے ڈھیر کر کے رکھ دیا تھا جبکہ کسی کالے کے لئے تو پیچھے کی اک بے ضرر سی کالی گولی بھی کافی ہوتی ہے۔ منہ سے نکلنے والی آخری چیخوں کے وقت اس کی کھلی آنکھوں کا رُخ صابر سنگھ کی جانب تھا۔

اُدھر صابرا وہیں باپ بیٹے کی قبروں کے درمیان اپنی آزلی بے نیازی و بے حسی کے ساتھ نیم اکڑوں پڑا ہوا تھا۔ کتے کی آخری چیخوں تو کیا اس کی آنکھیں تو گولیوں کی تڑ تڑ سے بھی نیم کھلی تھیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ـــــ مستقل زدہ مجذوبوں کے لئے راوی چین ہی چین لکھتا ہے چین ہی چین ـــــ کوئے یار سے نکلیں یا سوئے دار وہیں ان کے پاسے استقامت میں لغزش نہیں آتی۔

خیر یہاں ... اب ... ٹھنڈی مٹی کے مقابل ـــــ ... یہ بھی خیال نہ رہا کہ میگزین خالی ہے۔ یہ احساس اُبھرتے ہی اس نے ٹھنڈی مٹی کی آنکھوں میں جھانکا تو وہاں عجیب ہولناکی تھی ـــــ گھونٹے کے ٹوٹنے کی سی آواز اُبھری۔

"ایک تو مر گیا اب اس ... فیصلہ ... برداشت نہیں ہوتا۔"

"افسوس کہ میرے پسٹل میں کوئی گولی نہیں ـــــ نہیں تو تمہارا فیصلہ بھی اس کتے کے ساتھ ہی ہو جاتا ـــــ تم دونوں نے اس جگہ کو ناپاک کر دیا ہے ـــــ ایک تو انجام کو پہنچ گیا مگر شاید تیرا انجام میرے ہاتھوں نہیں لکھا......؟"

"میرا انت تمہارے ہاتھوں ہی ہے آج نہیں تو کل ـــــ تم ضرور میرا فیصلہ کرو گی۔ کلیر شریف میں بڑی دوار والی مائی جی نے یہی حکم دے کر مجھے یہاں بھیجا ہے... اس سے پہلے بابا جی نے بھی یہی کہا تھا کہ تمہارا انت نانیم شریف والی مائی کے پاس ہے ـــــ مجھے یہاں اس مزار پہ بڑا آنند ملا ہے۔ اجازت ہو تو مجھے یہاں پڑا رہنے دو؟"

وہ وہاں سے اُٹھ کر خون میں نہاتے ہوئے کتے کے پاس اُٹھ آیا ـــــ اس کے خون سے ہاتھ بھگو کر اس سے مخاطب ہوا۔

"تجھے کیوں دی تھی ـــ کتا ہی کے جوتے ملا دانے تو عاشق بن کے وہی کتیں لیتا۔"

سنبل سہانی کے برہم مزاج پہ ان الٹ شنٹ باتوں نے کوئی خوشگوار اثر نہیں ڈالا تھا بلکہ وہ مزید بگڑتے ہوئے بولی۔

"تمہاری ان فضول باتوں اور خرخصلت سے مجھے کتوں کے پسینے جیسی بو محسوس ہو رہی ہے۔ [illegible] لہجے میں گفتگو بجائے اگر تم کتوں کی بھوؤں بھوؤں اختیار کر لو تو عاشق کی بجائے ایک اچھا کتا بننے کی آرزو بھی پوری ہو جائے گی اور کتے [illegible] کی قسم کھانے میں بھی خاصا وزن آ جائے گا.....!"

صابر مخدوم نے عالم جذب میں بلند آہنگ ایک تعلی لگائی اور کتے کے لہو سے رنگے ہوئے ہاتھوں کو اپنے چہرے، جسم اور کپڑے چیتھڑے سے صاف کیا ـــ کتے کی لاش کو اٹھایا، سینے سے چمٹایا اور سہانی کے چرنوں میں گر کر کسی پجاری کی مانند ڈنڈوت کرنے لگا ـــ سہانی نے گھبرا کر پیچھے ہٹنے کی کوشش میں گاڑی سے ٹکرا کر بڑی طرح گر پڑی۔ ڈرائیور سہارا دینے کی کوشش میں آگے بڑھا ـــ صابر نے کمال پھرتی مستعدی سے اسے اپنی بانہوں میں بھر لیا ـــ اب یہ عالم کہ سہانی صابر کی گود میں [illegible] پڑی ہے۔ [illegible] کپڑے [illegible] کر دیئے تھے۔

اسی اثنا [illegible] شور و غل خون کتے کی لاش [illegible] خوبصورت عورت کو دیکھ [illegible] ایک [illegible] کی گود میں ایک خوشکل بے سہارا [illegible] پڑی تھی۔ اس سے زیادہ دلچسپ تماشا اور بھلا کیا ہو سکتا ہے ـــ قبرستان کے چوکیدار اور [illegible] بھی آ پہنچے تھے۔ سنبل سہانی سے وہ خوب واقف تھے۔ آتے ہی انہوں نے فالتو لوگوں کا احاطے سے باہر کیا ـــ [illegible] پانی کے چھینٹوں سے اس کے ہوش بحال کئے ـــ اسے سہارا دینے کا رنگ سا چڑھنے لگا تو صابر سے آگے بڑھتے ہوئے ہاتھ جوڑتے ہوئے پوچھا۔

"اس کتے کے لئے کیا حکم ہے.....؟"

سنبل جو بحالی کیفیت میں [illegible] رہی تھی اپنے کپڑوں اور ہاتھ بازو پر سے کتے کے خون سے [illegible] ہوئے بولی۔

"تو نے مجھے رسوا کر دیا ہے ـــ دیوانہ ہوتا تو میں تجھے پولیس کے حوالے کر دیتی۔ تو فوراً یہاں سے چلا جا اور دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرنا۔"

وہ کُتّے کی لاش کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہی ایک میرا وفادار ساتھی تھا۔ جو کلیجر شریف سے میرے سنگ آیا تھا۔ اب تو اس کا مزار بھی اسی احاطہ میں بنے گا اور میں یہاں مجاور بن کر بیٹھوں گا۔"

"ملنگ سنگ ... بُتّی ..." منگل نہائی پہ جیسے ہذیانی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ وہ وہیں کنپٹیوں پہ ہاتھ رکھے بیٹھ گئی ... اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورتی ہوئی پھر کتے کی گردان رٹنے لگی۔

صابر ملنگ نے ایک عجیب سی وجدانی کیفیت میں منہ اُٹھا کر بھوؤں بھوؤں کی ہانک لگائی ... پھر سننے والوں نے سنا کہ گورستان میں ہر سو بھوؤں بھوؤں کی بازگشت گونجنے لگی تھی۔

• کُتا کُتا کرو ی نی میں آپے کُتا ہوئی ....!

اس روح فرسا واقعہ کے بعد تو جیسے اس کا چین لٹ گیا تھا ... ایک عجیب سی بے کلی نے اسے اپنے حصار میں جکڑ لیا تھا۔ [illegible] دن تو کسی نہ کسی طرح کٹ جاتا تھا مگر رات [illegible] جیسے اس کا [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] ہی رہتے ہیں ... ان کے [illegible] ہے جسم آوازے [illegible] سے بھی نہیں [illegible] جانے مگر [illegible] لا کے سے اندر کہیں کتے بھونکنا شروع ہو جائیں تو وہ پھر [illegible] کرتا ہے۔

ایسا ہی کچھ حال اس کا [illegible] کے ساتھ ساتھ زبان کی [illegible] گزشتہ وار تو جان چھپاتے پھرتے ہی تھے یہ خود اپنے آپ سے جان چھڑاتی رہتی تھی۔ ہنسنا، مسکرانا، کھانا پینا [illegible] وغیرہ [illegible] دیا۔ وہ کئی روز سے قبرستان نہیں جا سکی تھی۔ شروع سے ہی ایک [illegible] کے اس کا مزار پہ دیا بتی اور پھول پتی ہر روز کا معمول تھا لیکن اب یہاں کا تصور بھی اس کے لئے سوہانِ روح بن کر رہ گیا تھا۔

بھوؤں بھوؤں کی دل آزار آوازوں سے تنگ آ کر اس نے اپنے فلیٹ کے دروازوں کھڑکیوں کی اچھی طرح مرمت کروالی تھی مگر وہی بات کہ باہر کے شور سے تو کان بچائے جا سکتے ہیں مگر اندر کے شور سے جان چھڑانا مشکل پڑتا ہے۔ بہت بیرونی شور و غوغا سے کان اور دماغ بجنے لگتے ہیں جبکہ اندرونی شورش و ہنگام سے وجود و وجدان لرزنے لگتے ہیں۔

آہنگ، گشت، سواد و سوز، صدا و کراہ وغیرہ لرزش کا شاخسانہ ہی تو ہوتے ہیں۔ تنبورہ ہو کہ تارا، تانپورہ یا دف ... ستار ہو یا سارنگی، تھر منڈل یا سنتور، یہ سب لرزنے، کپکپانے، چھیڑنے، گدگدانے کے ساز ہی تو ہیں۔

زخمی دھڑ، انگشت فگار، ناخون، ہنر، مضراب، مضطرب، انگشتری آہنی یہ سب الجھتے ہی تو ہیں۔

کتا قریب و دور کہیں بھی بھونکی لے اس کے کان کھڑے اور دل بیٹھنے لگتا۔ بے کلی، کسمسی، بے طرح کی توڑ پھوڑ دو چند ہو جاتی، کانوں میں انگلیاں گھسیڑے، دروازے کھڑکیاں بند کرنا شروع کر دیتی۔ اک عجیب بات کہ کتے کے بھونکنے پہ اس کے ذہن میں کتا نہیں بلکہ صابر سنگھ کا تصور ابھرتا۔ بس وہیں سے سارے مناظر از سر نو شروع ہو جاتے جو عرصہ پہلے قبرستان میں وقوع پذیر ہو چکے تھے۔ وقت کچھ اور آگے بڑھا تو اس کا ایک ملازم جس کے ذمہ قبرستان جانا اور اس کی جانب سے پھول پتی، اگربتی اور صفائی ستھرائی، روشنی وغیرہ کے انتظامات کرنا تھا بغیر اطلاع غائب ہو گیا۔ وہ کوئی ایسا غیر ذمہ داری یا یا آزاری ملازم بھی نہیں تھا کہ جس کے آنے جانے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، وہ بھروسے کا بندہ تھا۔ تیسرے روز اس کی بیوی نے کسی ہسپتال سے اطلاع بھجوائی کہ اس کا خاوند ذہنی طور پہ ناکارہ ہو چکا ہے لہٰذا آئندہ مزید خدمات سرانجام دینے سے قاصر کہ جانے۔ مزید کریدنے سے پتہ چلا کہ وہ سگ آزاری کے مرض میں مبتلا ہو چکا ہے۔

دراصل صابرے نے اس کی مت مار کر رکھ دی ہوئی تھی ۔۔۔ وہ سارا سارا دن اور رات وہیں قبروں کے درمیان پڑا رہتا ۔۔۔ کھانا پینا [illegible] اپنی اہمیت [illegible] آتے ہوتے تھے۔ وہ شاید صفائی کی راہ دیکھا رہتا تھا جو اس دن کے بعد اسے دکھائی نہیں دی تھی۔ [illegible] کے مدعا والے جھونپڑا تھا۔ انسانی [illegible] گفتگو وہ جیسے فراموش کر چکا تھا۔ ذاتی طور پہ معتقد ہونے والے ملازم نے اپنے تئیں بہتیری کوشش منت کی کہ کسی طور یہ دیوانہ ان قبروں کا پیچھا چھوڑ دے ۔۔۔ وہ اس کے سامنے کھانا پینا بھی رکھ آتے پیچھے کی صفائی و نگہبانی کے علاوہ وہ اس سے محبت و عقیدت سے بھی پیش آتا۔ مگر یہ اس کے ہر احسن سلوک کا جواب بھونک بھونک کے دیتا ۔۔۔ ملازم جانتا تھا کہ جس روز اس کی مالکن نے اس دیوانے کو قبروں پہ دیکھ لیا۔ اس دن اس کی چھٹی ہو جائے گی۔

مسز سگھے روز خود قبرستان پہنچ گئی۔ وہاں کار سے اترتے ہی ادھر ادھر کے کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ اسے کیا خبر کہ ان آوازوں میں ایک آواز اس دیوانے کی بھی ہے جس نے کئی دنوں کی ریاضت کے بعد آمد سے کمائی ہے۔

ادھر صابرا اسے دیکھتے ہی دیوانہ وار لپکا۔ بازو، دیوار پھلانگتا، قبریں پھلانگتا، چھلاوے کی طرح پھر کر اس کے سامنے یوں پچھاڑیاں کھا کھا کر بچھنے لگا جیسے پالتو کتا مدت بعد گھر لوٹنے والے مالک کے آگے بچھ

ٹوٹ پھوٹ اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔ صابر دیوانہ ہلکے ہلکے بھونکتا بھی جا رہا تھا۔۔۔ منتظر سہانی اسے کے قدم سامنے اس غیر معمولی حالت میں پا کر ٹپٹا گئی۔ وہ اس صورت حال سے دوچار ہونے کے موڈ میں نہ تھی۔ اس کی سمجھ عقل کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ان کتوں سے کس طرح نپٹے؟ اکا دکا لوگ آس پاس موجود تھے پھر بھی پہلے والی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہونے کے امکان کے خوف سے گھبرا کر وہ واپس گاڑی میں بیٹھ گئی اور ڈرائیور کو یہاں سے نکلنے کا اذن دیا۔ سڑک کے اگلے موڑ تک ان کتوں نے اس کا پیچھا کیا۔۔۔ اگلے چوک میں پہنچ کر جو پیچھے مڑ کر دیکھا ان میں دو ٹانگوں والا سب سے آگے آگے تھا۔

ایک وقت آیا کہ اس کے خوابوں خیالوں میں بھی کتے بھونکنے لگے۔ وہ اکثر سوتے جاگتے ڈر جاتی اور اس طرح سے آوازیں نکالتی جیسے پنڈلی بھنبھوڑے ہوئے کتے سے جان چھڑا رہی ہو۔۔۔ میکے میں صرف ایک اماں ہی تھی جو شوہر کے انتقال اور بیٹی کے حال و مآل کی وجہ سے بیمار رہتی تھی یا پھر ایک دردمند غمگسار خالہ ظہیری تھیں جو ہر آڑے مشکل وقت میں اس کا دم والا ساتھ تھیں۔ اب اس پچکی "خالہ کا دم اور کوا دوں کی جوڑی" والا وقت آن پڑا تھا۔ سب مرحومہ نے اس کی موجودہ پچ کا کوئی ایسا ناجوڑ تجویز کیا۔۔۔ منتظر حسن نے تحفہ اس کے لیے شہر کے سب سے مہنگے اور قابل ماہر نفسیات کا تعاون حاصل [illegible]۔۔۔ چند [illegible] مقرر باری [illegible] بلکہ باطنی روحانی ہے پھر منتظر نے بھی کہا تھا کہ کسی عامل یا ڈاکٹر کے ہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا جائے میرے لیے فیصلے کہیں اور سے ہوتے ہیں۔

رات پونم کی ہو یا اندھی اندھیری کی۔۔۔ کو جس میں بانچھیں ہوئی ہوں۔۔۔ مفلسی سے کانپتی ہوئی ہو، شب فراق ہو یا شب وصال۔ اماوس یا چودھویں کی۔ شب زفاف ہو یا شب ماتم "کتے تو کتے ہیں، ضرور بھونکا کرتے ہیں۔ ان کی اپنی ایک لے ہے۔ دیکھنے سننے والا سوچتا رہ جاتا ہے۔ کوئی آگے نہ کوئی پیچھے پھر نہ کوئی تھی۔۔۔ آخر انہیں تکلیف کیا ہے۔ منہ اٹھائے چیختے کہ راتوں تک بھونکے ہی جا رہے ہیں۔۔۔ شاید کوئی گھر میں کالا کتا ہی چاہتا ہو گا یا کوئی کالے کتے کا رنگ کہ وہ بالخصوص راتوں کو ہی کیوں بھونکتے ہیں؟ کیا ڈر ہے۔ وہ کیا دیکھ پاتی ہیں۔ بے چین رہتے ہیں، بھونک بھونک کر کس سے کیا کہہ رہے ہیں؟

کتے، کوے، کبوتر اور پھکوے کو کتے جانے اور گھسے پٹے روملامت پہ چلنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر کہیں "دالان" کے ساتھ روشنی کی بھی جھلک کی ہوا تو پھر روشنی کسی بیرونی طاقت سے نہیں کہیں سیاہ کے رنگے سے سمجھ میں آوے گی۔۔۔ کتا اور کوا علامتی ہوتے ہیں جبکہ کبوتر اور پھکوا محض روشنی۔۔۔!

خشکی ہو یا تری، جنگل و بیابان —— شمشان، گورستان، مزار کی آستانہ —— دریا گھاٹ، کنواں، باؤلی [illegible] پیر فقیر، درویش، مجذوب، عاشق اپنی اپنی چارپائی میں پائے جائیں گے۔ ہر چند کہ سب کتے، کوے، کبوتر [illegible] بچھوے اپنی قامت و شباہت، خو و خصائل اور محاسن و معائب کی ہلکی بھاری تفریق و تفصیل سمیت ایک سے [illegible] ہوتے ہیں۔ تاہم چند ان چیدہ بخت اپنے ہم ذاتوں ہم جنسوں میں اپنے اولی اوقات و مراعات تحیر کے باعث رشک بن کر ضرب الامثال و تمثال ہوئے۔ کوئی وفا، تسلیم اور صبر کا پیکر —— اور کوئی اپنے اندر [illegible] کالکیں ملا جیسیں پھنکاریں دہکانے —— پیار رنگ کی تصویر اور تفسیر، کالا شافقیر —— کتے اور کوے تو اس کے [illegible] چلے ہوتے ہیں جب نیند بھی ذرا کی ذرا اونگھ لے لیتی ہے۔ شب زندہ دار خود کو زندہ کیے ہوتا ہے تو کوئی [illegible] سانسوں کی مہکار سے تار نفس میں موتی پرو رہا ہوتا ہے —— قعود میں جا کوئی قعود میں گرا اور کوئی کسی کے [illegible] میں گرا —— کوئی زہر بانی اور کوئی چوکیداری میں —— کہیں جام تو کہیں پانسے پھینکیں —— ہر ذی نفس کی [illegible] نہ کہیں ٹھہرا مگر یہ ملاقی نقیب..... جو بن ماں باپ پیدا ہوا [illegible] سے خیر سے [illegible] سوا مستا اور جیا جگ ہے۔

[illegible] پاک کو نجس —— کبھی پاک اور کبھی [illegible] —— کی پلیدی، نجاست اور کراہت کا [illegible] امتزاج ہے۔

وقتی شاید وقتی یا اڑتے، کہیں ٹھہرے ہوئے بادلوں کی مانند ہوتا ہے۔ کچھ دیر کہیں گر ہم چھم برستا اور کہیں [illegible] کرتا ہوا۔ اسی طرح محض دکھاوے کا بادل بھی ہوتا ہے جو کبھی نہیں برستا بس محض دکھا کر کہیں غائب ہو جاتا ہے [illegible] کچھ زندگیاں، دوستیاں، [illegible] رشتے، ہمدردیاں، تسلیاں [illegible] ہوتی ہیں جو محض کھوکھلی اور بے ثمر [illegible] ہوتی ہیں۔

قصہ کوتاہ میاں [illegible] —— بے برسے بادل کی طرح تو تھیں جو [illegible] جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو کوئی کسی کے لئے کر بھی کیا سکتا ہے۔ جب اپنی ہی کوئی نہ بچے تو دوسرے کی بچے گے؟ البتہ یہ مشورہ ضرور دے کہ یہ عمر ماش کی دال پکنے کے لئے نہیں [illegible] بہانے کی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ جوانی کی [illegible] اور بڑھاپے میں [illegible] ہوتی ہے۔ جوان [illegible] کر لے تو [illegible] بن جاتی ہے اور اگر بوڑھی [illegible] رسوائیوں کا [illegible] بن جاتی ہے۔ حالانکہ [illegible] اور کہا گھڑا کی گھڑ تال.....!

ہائے اوقات سے کیا پیچھے پچھاڑ کر دیکھنے والوں کے [illegible] حیرت [illegible] گئے —— [illegible] شوہر جس نے پہلی رات کھڑے کھڑے طلاق لکھوائی تھی۔ اسے کمال رضا و رغبت مناکحت کا پیغام [illegible]

...... اللہ جانے وہ کس مٹی کا مادھو تھا۔ لاکھوں کا کاروبار بازار منڈی میں ساکھ۔ سوداگر بچہ مگر مت عقل کا ...... دوبارہ اپنی بھد کا بھدرا کروانے پہ تُل بیٹھا۔

لاتعداد نشوں کی طرح خود پسندی، خود نمائی، خود ستائی اور خود اذیتی بھی بڑے قاتل نشے ہیں۔ نفسیات کے عالم خوب سمجھتے ہیں کہ اس نوع کے انسانی ہیجانی لطف و حظ کا حصول ایسے ذہنی، جنسی اور اخلاقی طور پہ بگڑے ہوئے افراد کا وطیرہ ہوتا ہے جو کبھی نہ کبھی کسی غیر معمولی واقعے، جذباتی یا روحانی کیفیت میں ادھورے رہ جاتے ہیں — انہیں کوئی پچھتاوہ ہوتا ہے اور یا پھر احساس برتری یا کمتری کا بے پناہ ادراک — بارے حقیقت پسند بھی ایک طرح سے ملاحتی ہی ہوتے ہیں۔ فرق صرف مجرم اور محرم کے مابین محض اک نقطے کا ہوتا ہے۔ آپ نے کبھی نہ کبھی کسی ذہنی مریض کو ضرور دیکھا ہوگا وہ اکثر اپنے جسم کے ایسے حصول کو دانتوں سے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں ان کے دانتوں کی رسائی ہوتی ہے تعجب ہے انہیں کسی درد تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا..... اور کسی ایسے سر پھرے عاشق لونڈے کو بھی جانتے ہوں گے جو بڑے چاؤ اور فخر سے اپنی کلائی پہ بلیڈ سے کٹ لگاتے ہیں۔ رستے ہوئے خون سے "آئی لو یو" یا دل اور تیر بنا کر اپنے محبوب [illegible] ہوئے [illegible] تکلیف [illegible] ایک طرح کا [illegible] محسوس ہوتا ہے۔ [illegible] چھوڑنا [illegible] انتخاب، کوشش، زبان بندی، یہ سب خود اذیتی کی مختلف شکلیں ہیں۔

میں نے دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے چیدہ چیدہ شہروں کی نمایاں شہرت کی حامل [illegible] میں — خود اذیتی کے آلات، لٹریچر اور کیسٹوں، فلموں کے بڑے شاندار اور [illegible] سٹور دیکھے ہیں... [illegible] انداز کے بنے سٹوروں میں داخل ہونے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ غلطی سے کسی میوزیم [illegible] پرانے کسی قلعے کے عقوبت خانے میں چلے آئے ہیں — [illegible] کے لئے بھی عجیب شکلوں [illegible] کسی مقتل کے [illegible] دکھائی دیں [illegible] ہے کہاں سے آیا ہے اور یہاں کیونکر پہنچا ہے۔

اس آزار نگری میں چار اطراف مختلف آلات [illegible] اپنی [illegible] ذاتی اور [illegible] کے ساتھ دکھائی دیں گے — یہی نہیں بلکہ مختلف کرداروں سے مومی مجسموں کے ذریعے وہ مختلف مناظر بھی دکھائے گئے ہیں جن میں ایذا رسانی اور خود اذیتی کے عمل کو ایسے ڈرامائی انداز سے دکھایا گیا ہے کہ دیکھنے والا ان [illegible]

خیز مناظر کی ہولناکی کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں اترتے ہوئے محسوس کرتا ہے۔ کچھ مجسمے اور کردار متحرک بھی ہیں ــــ غور کریں ایک برہنہ خوبصورت دوشیزہ جس کے سڈول جسم کے ابھار گولائیاں رگیں پٹھے ڈھلوانیں اٹھانیں قیامت اٹھا رہی ہوں ــــ ہاتھ میں ایک خطرناک چمڑی چابک اٹھائے ایک ادھیڑ عمر مرد کی دھلائی کر رہی ہے۔ ہر چوٹ پر شڑاپ کی آواز ابھرتی ہے اور اس مرد کا سارا جسم کانپ اٹھتا ہے ــــ اس کے ساتھ ہی مضروب کے منہ سے ایک تسکین آمیز سسکی نکلتی ہے۔ چہرے پر طمانیت کی لہریں ابھرتی ہیں اور وہ سر اٹھا کر اس جلاد عورت کو تحسین بھری نظروں سے دیکھ مسرور ہوتا ہے۔ اسی طرح کہیں کوئی مرد کسی عورت کو ہنٹروں سے پیٹ رہا ہے ــــ کہیں وحشی مرد آہنی بٹنوں والے بلٹ سے بیک وقت کسی برہنہ عورت کو مار رہا ہے۔ ایسے ہی مناظر کہ جن میں بربریت وحشت شیطنت اور جنسی خباثت کو اجاگر کیا گیا۔ مرد اور عورت کے ایسے ایسے لباس اور جوتے سینڈل کہ جن کے اندر سوئیاں اور کیلیں لگی ہوئی ہیں۔ سر سے آہنی ٹوپیاں ہیبت ناک اور دستانے وغیرہ غرضیکہ ایک جہان آباد ہے جو وہاں سجا ہوا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم ملک ایسا نہیں جس کے باشندے وہاں خرید و فروخت نہ کرتے ہوں ــــ بڑے بڑے سنجیدہ اور عالی نسل و حسب لوگ یہاں سے بھی اوٹ پٹانگ کتابیں اور کیسٹ خریدتے دکھائی دیتے ہیں۔

[illegible] اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک شخص کسی من چاہی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن وہ نہیں کر پاتا۔ آدمی شریف اور عزت شہرت والا ہے۔ ان حالات میں قصداً خود کو خود اذیتی میں مبتلا کر لیتا ہے۔ ایسی عورت سے برضا و رغبت شادی کرتا ہے جو کسی طور اس کی پسند سے لگا نہیں کھاتی۔ اس طرح خاموشی سے ساری زندگی خود اذیتی میں بسر کر لیتا ہے اور کہیں یہی خود اذیتی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرغوب ہو کر اس کی تسکین کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

شاید اس مرد آہن کے ساتھ بھی یہی خود اذیتی والا معاملہ ہی کیا ہوگا۔ وہ اپنے کاروبار میں مادی حساب کتاب میں بڑا ٹھیک ٹھاک بندہ تھا۔ آن بان والا اور خوددار ــــ کو پہلی رات ہی بیوی کی طرف سے طلاق کا تحفہ ملنے پر اس کی ذاتی خود داری تھی ــــ لیکن صد آفرین کہ کبھی اس نے مکمل تنہائی کے خلاف یہ لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا تھا۔ جو بات ہر سوالی کو اپنی چند لفظوں کی شادی کا قصہ بیان کرے۔ یہ تو یہ کبھی گھر میں شادی کی بات چھیڑی گئی تو اس نے یہی کہا کہ میری بیوی ہے تو سہی ــــ ورنہ کہیں دوسری نہیں ہوگی ــــ نیلم بخت کی شادی کے موقعہ پر اور اس کے مرنے پر بھی کبھی اس کے ہاں نہیں گیا تھا۔ عجیب دیوانے اور کالے گٹے کا عجیب و غریب قصہ اور اس کی درماندگی کا سن کر اس سے نہ رہا گیا ــــ وہ آگے بڑھ

سنبل نہانی کی غم زدہ اماں کے پاس پہنچا۔۔ تمام حالات جان کر اپنا تعاون پیش کیا۔ اماں بے چاری پہلے ہی شرمندہ تھی اسے اپنا منہ دکھانے کے قابل نہ تھی۔ بجائے کچھ جواب دینے کے بیساختہ رو پڑی۔ وہ پاؤں کو چھوتے ہوئے کہنے لگا۔

اماں! مجھے آپ اور آپ کی بیٹی سے کوئی شکایت نہیں۔ افسوس صرف اپنی بدنصیبی پہ ہے کہ میں آپ اور آپ کی بیٹی کے کسی کام نہ آسکا۔ آپ نے جب مجھے اپنی فرزندی میں قبول کیا تھا تو یہی نیت کہ میں ایک بیٹے کی کمی بھی پوری کروں گا۔ وائے نصیب! میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اب ان نامساعد حالات میں جب کوئی گھر میں محرم فرد موجود نہیں میں ایک مرتبہ پھر بیٹا بن کر آپ کے دکھ سکھ بانٹنا چاہتا ہوں۔"

اب پتہ نہیں سنبل کی اماں نے اس کی ہمدردانہ پیشکش کو کس انداز میں لیا۔۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اماں اس کے اخلاق و اخلاص کے گن گانے لگی اور وہ بھی وفاداری اس کے ارشاد و تعمیل میں پیش پیش رہنے لگا۔ پھر وقت کا رولیٹ کچھ یوں گھوما اور مقدر کا زور ٹنگ بال بھٹکتا سنبھلتا لڑکھڑاتا پچھاڑے پڑا اور صفر نمبر کا سبز گھر تھا۔

کیسینو میں جوئے کی گھومنے والی تشتری کو زور سے چکر دے کر پہیے کی گولی سے ذرا سا ہاتھی دانت کا سفید بال تشتری کے چکر کے الٹے رخ گھما دیا جاتا ہے۔ تشتری [illegible] سیاہ خانے بنے ہوتے ہیں [illegible] ہار بار سرخ یا سیاہ خانے پہ ٹھہرتے ہیں۔ جو جیتنے کی صورت میں دگنی رقم ملتی ہے۔ کچھ پرانے تجربہ کار نمبر وں پہ لگاتے ہیں۔ جس میں جیتنے کے چانس کم ہوتے ہیں۔ لیکن جیتنے کی صورت میں ایک کے مقابلے پینتیس ملتے ہیں۔ ان سیاہ اعداد اور کالے سرخ رنگوں کے درمیان ایک خانہ سبز رنگ اور صفر نمبر کا بھی ہوتا ہے۔ اس سبز گھر میں اگر بال رک جائے تو اس وقت داؤ پہ لگی ہوئی تمام رقم ہاؤس کی ہوتی ہے۔ یعنی تمام جواری ہار جاتے ہیں اور جوا کرانے والے جیت جاتے ہیں۔ لیکن ایسا ہوتا بہت کم ہے۔

پچھلی بار وقت کا رولیٹ کچھ یوں گھوما تھا کہ بال سرخ گھر میں براجتے ہوئے دکھائی دیا لیکن ختم لمحوں میں یوں اچھل کر سبز کوٹھے میں جا پڑا کہ ساری بازی کا رخ ہی پلٹ گیا۔ وہ اپنے اخلاق و اخلاص سے اماں کے دل میں گھر کر گیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ماہ صیام اور رمضان کے متبرک مہینوں کی بابرکت رات اماں نے انہیں مناکحت میں باندھ دیا جس نے ان کا پہلا عقد چڑھانے کی بھی سعادت حاصل کی تھی۔
قدرت کے رنگ بھی نیارے ہوتے ہیں جبکہ ادھر قسمت بھی عجب ٹیپ چپل تیلی ہے اور حضرت انسان تو اپنی مزاجی سے ایسے ایسے گل چینے دکھاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ان ہونیاں اور حادثے بھی اگر نہ ہوں تو نہ زندگی رہے اور نہ ہی انسان' پیکر انسانیت میں برقرار رہے۔ جو لوگ انا پرست ہوتے ہیں۔۔

خود پسندی، غرور و تکبر کو اپنی متاع اور خود کو عقل کُل کا مالک سمجھ لیتے ہیں اور اپنے تئیں تصور کر لیتے ہیں کہ ان کے حُسن، دولت، طاقت اور شہرت کا سورج کبھی نہیں گہنائے گا۔ سدا یونہی ہرے بھرے، قابل قدر اور چاہے جانے کے قابل رہیں گے تو ان کی مثال ایسے نرگسیت پسند بھولے بھالے احمق مگر خوبصورت جانوروں، مثلاً گھوڑے، مور، کبوتر جیسی ہے جن کو نرگسیت لے ڈوبتی ہے......!

سنبل نبہانی کو یہ صابر مجذوب اور کالا کتا لے ڈوبا تھا۔ ڈوبتے ڈوبتے اتفاق سے اس کے ہاتھ اچانک اس کے سابقہ شوہر کا دامن آ گیا جسے تھامے وہ پھر زندگی کے کنارے تک آ گئی تھی۔ ڈوبنے والے کے لئے سب سے پہلا اور بڑا مسئلہ صرف اور صرف ہلاکت سے خود کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ سو سابقہ شوہر سے نکاح کر کے اس نے وقتی طور ہی سہی خود کو کس قدر محفوظ کر لیا تھا۔ بیوی دوست، سواری، ذکیہ شکیہ، کار کارندے وغیرہ اگر نئے میسر آ جائیں تو پھر سابقین چنداں اہمیت کے حامل نہیں رہتے۔

شادی کی شب جلد عروسی میں داخل ہوا تو اس سے وہی انداز اختیار ہوا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔

[illegible]

[illegible]

"آپ آگے بڑھ کر اس بائیں میز کی دراز کھولیں......"

قلم کی تعمیل کرتے ہوئے اس نے دراز کھولی۔

"اندر سے لفافہ اٹھا [illegible]"

اس نے ایسا ہی کیا۔ لفافے کے اندر کاغذ پر لکھا تھا "آج کے بعد آپ میرے بلکہ میں آپ کے پابند رہوں گی..... اب آپ میری جانب بڑھیں اور چہرے سے نقاب اٹھائیں..... آپ کی دلہن منتظر ہے۔"

گویا تو وہ اب اس کے قلم کی پابند ٹھہری تھی مگر دولہا بے چارہ وہی کچھ کرتا رہا جو وہ چاہتی تھی۔ معلوم ہوا شعبدہ بازوں اور نام نہاد فنکاروں کی بندگی اور نیاز مندی میں بھی ایک طرح کی تمکنت و تحکم ہی ہوتا ہے جو کہ چھپے چھپے دکھائی دیں مگر اصل صورت وہ چھپائے چھپائے ہی ہوتے ہیں۔ ان کی مثال خربوزے اور چھری سی ہوتی ہے کہ ہر حال میں خربوزہ ہی کٹتا اور چھری ہی کاٹتی ہے۔

شادی کے کچھ ہی دنوں بعد اس نے محمد علی روڈ سے اپنی رہائش تبدیل کر کے انڈیا گیٹ کے پوش علاقے میں اختیار کر لی تھی۔ ساتویں مالے پر دو بیڈ روم والا یہ فلیٹ بے حد پُر آسائش خوبصورت تھا۔ دلہن کو تحفے میں ملنے والی اس رہائش گاہ کی چند نمایاں خوبیاں تھیں..... سامنے دور تک سمندر دکھائی

بپھرا ہوا سمندر — سمندری پرندوں کی اڑانیں' انڈیا گیٹ کا نظارہ۔ لانچوں' کشتیوں' جہازوں اور کروزروں کی آمد و رفت' ایک طرف پرشکوہ تاج محل ہوٹل اور سونے پہ سہاگہ دور حاجی بابا کا سمندر سے اُبھرتا ہوا مزار تھا' جہاں سارا دن بھکاریوں' عقیدت مند زائرین کے پرے کے پرے لگے رہتے۔ سپید موتی کی مانند گنبد پہ لہراتا سبز پھریرا اور رات کو جھلمل جھلمل کرتی ہوئی روشنیاں' دل میں عجیب سی طمانیت بھر دیتیں۔ شور و غوغا سے یکسر پاک یہ علاقہ اس لئے بھی اہم اور منفرد تھا کہ یہاں عوام الناس کی رسائی نہ تھی۔ اس کے راہ راستے شارع عام نہیں تھے۔ پھیری ریڑھی' خوانچہ فروش تو کیا یہاں آوارہ کتوں بلیوں' کوؤں کا بھی کوئی تصور نہ تھا۔ زمین سے کافی اونچی اور آسمان سے بے حد و بے قیاس نیچی یہ رہائش گاہ' عین مستقل تنہائی کی ضرورت و خواہش کے مطابق تھی۔ جدھر اسے کوئی دیوانہ زچ نہ کر سکے۔ کوئی چپّا کالا مختار اپنی بے ہنگم کرخت اور منحوس آواز سے آزار نہ دے۔ وہ شور و شغب' شر و شورش سے کوسوں دور رہنا چاہتی تھی۔ وہ اب شاید تنہائی و یکسوئی کی زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ یہی وجہ تھا کہ یہاں پہنچ کر وہ بظاہر بڑی پرسکون دکھائی دیتی تھی۔ اس کا سوداگر شوہر اس پہ دل و جان سے فدا تو تھا ہی اس کی دلجوئی اور دلبستگی میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے احساس تھا کہ [illegible] والے [illegible] کے کا [illegible] نئی نئی شادی' رہائش کی تبدیلی اور درمیان ایک فاصلہ تھا جو اب وہ [illegible] گورستان [illegible] کی حاضری [illegible] دیوانے اور کالے کٹے کا الگ [illegible] اکثروں بیانوں [illegible] تنہائی [illegible] ستم سے جبر ہے۔ شوہر بے چارہ [illegible] سے کہیں زیادہ عاشق تھا اس کے ہر مطالبے [illegible] اور اسے رکھتا تھا۔ وہ نامحسوس طور پہ اس کے پیار اور بڑھاوے کے لئے کوئی نہ کوئی لائحہ عمل تیار کرتا ہی رہتا تھا جبکہ گھر میں آسائش و آسودگی کی برکت [illegible] تھی۔

کہتے ہیں کہ جس کے گھر میں بھینس موجود ہو اسے بازار سے دودھ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی — پر کیا کیجئے کہ انسان فطرت ایک ہی کھونٹے پہ بندھے رہنا گوارا نہیں کرتی — گھر کے تخت خانہ میں کیا کچھ موجود نہیں ہوتا ہے لیکن پھر بھی لوگ باہر کے کھانے کھانے جاتے ہیں۔ اسی طرح وفا' شفقت' محبت' قربت' عشق و علم اور پاک و حلال کے حاصل ہوتے ہوئے بھی بے حساب صفت انسان' خصوصاً مرد' فطرتاً وقت بے وقت حرام اور بے وفائی و بد دیانتی کا مظاہرہ کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ — پل میں چنگاری پل میں تماشہ' یہی بشریت کا خاصہ کہ اسے کہیں ثبات نہیں — بے ثابت روی نہیں

سکتی..... تغیر، تساہل، تلوّن، تملاہٹ، توہّم، تنفّر، تفاخر، تنقید، تبدیلی وغیرہ اس کی ہتھیلی پہ دھرے رہتے ہیں۔ ناک کی سیدھ چلنے..... قطار، قرینہ، قول میں قائم رہنے سے اس کی کایا کانپنے لگتی ہے۔ اس کی ایسی کلپن منّی کہ پوری حیاتی کُدکُدو رتی اور کل کل میں ہی گزر جاتی ہے۔

وقت کا پہیہ تبدیلی کا تیل دینے سے ایک بار پھر جیسے تیسے رواں ہو گیا تھا۔ اُصول حرکت ہے کہ دنیا میں یکسانی نہیں ہوتی۔ جن عناصر، آوازوں، سوچوں، خیالوں سے بدکی ہوئی وہ یہاں نئی پناہوں میں پہنچی تھی وہ اب بھی چیزیں شدید شدومد سے اسے اپنی جانب کھینچتی ہوئی محسوس ہونے لگیں..... ڈھول ڈھمالے، قوالیاں اور گھنگھروؤں کے چھنکنے کی آوازیں۔ نشے کی ٹوٹ والا جس طرح دیوانہ وار اپنی خوراک کے حصول کے لیے سرگرداں ہوتا ہے اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے حاصل کر کے ہی چھوڑتا ہے۔ اسی طرح اب اس کی حالت بھی ہونے لگی..... جیسے ساؤنڈ سسٹم پہ فلم والیم کھول کر ڈھول قوالیاں سنتی..... گھنگھروؤں کی آوازیں سننے کے لیے کھڑکیاں کھول دیتی..... اسی پرانی دوستی سے حاجی بابا کے مزار کے نظارے کھینچتی رہتی..... شوہر بچے سب کچھ دیکھتے [illegible] [illegible]

یہاں [illegible] سے بائیں [illegible] مڑو بے ہاری باڑ کو چھوڑ دو تو ایک پکا سا بازار کھلتا ہے..... پھول [illegible] سستے بازاری [illegible] پوری بھیڑ لگاتے ہیں تسبیحاں، تھرے، نوریاں..... سپیوں گھونگھوں والے زیور کھلونے۔ پچھلی تاریں [illegible] کے علاوہ وغیرہ..... ڈھلوان سے اترتے ہی سامنے نیچے صحن میں ایک لوٹوٹے چراغ کے مانند دمکتا ہوا حاجی بابا کا مزار نظر آتا ہے..... گنبد جیسے مہربان میزبان نے ہتھیلی اور چمپا کے پھولوں اور کلیوں سے بھری ٹوکری اپنے کشادہ بازوؤں میں تھام رکھی ہو۔ بل کھاتی ہوئی ایک پکی تنگ سی پگڈنڈی جس کے دونوں اطراف پتھر اور کنکریٹ کے بڑے بڑے بلاک جڑے ہوئے اِدھر سامنے درگاہ شریف تک راہ دکھاتی رہتے ہیں۔ اس تنگ سے راستے کو جو رات سے وقت ادب کر صحن درگاہ بن جاتا ہے تو سڑک کیا جا سکتا ہے اور نہ پگڈنڈی..... یہ کوئی درمیانی سی چیز ہے جس کے دورویہ [illegible] ننگے جیسے بیٹوں کی مانند بیٹھے ہوتے ہیں۔ بوڑھے جوان بچے، مرد عورتیں، لولے لنگڑے اندھے..... غرضیکہ ہر نوع و قبیل کا فقیر۔ فقیر! یہاں اپنی اپنی الاٹ جگہ پہ دھرا ہوا ہوتا ہے تو وہ جو ازل ازلیں سے پیدا ہی منگتے پیدا ہوئے۔ کچھ وہ جو بولی دام دے کر ادھر وضعدار ہے آ بیٹھے۔ ان کا کمال ہے کہ یہ اس راز سے بھی واں بخشش نکلوا لیتے ہیں جس کے پاس زہر پھانکنے کو پھوٹی کوڑی تک نہیں

ہوتی۔ آمنے سامنے دو رویہ براجمان ان گرگان باراں دیدہ کے درمیان سے ہو گزرنے والا ان کے لئے دھرلیا ہوتا ہے۔ اگر کوئی دھرلیا اپنی ازلی خساست یا دامن و جیب کی غربت کی بنا پر بن دیئے وہاں سے سامنے سے گزرنے کی جرأت کرتا تو یہ اسے بدشبدی سے ایسا گل تلمت کرتے ہیں کہ وہ غریب مارے شرم و غیرت خود کشی سے بانگ تا ٹنگ کر ان کے ماتھے مار جاتا ہے۔۔۔ دور درگاہ شریف تک پہنچتے پہنچتے عقیدت مند بے چارہ ان فقیروں کی آہ و زاریاں، دعائیں بددعائیں سن سن کر اور جیبیں جھاڑتے جھاڑتے بے حال و کنگال ہو جاتا ہے اور اگر کچھ چھدرا چھدام بچ جاتا ہے تو وہ اندر صحن کے پاکٹ ماروں اور قاعدہ بے قاعدہ قوالوں کے کام آ جاتا ہے۔

● خضر بھی بے دست و پا الیاس بھی بے دست و پا۔۔۔!

شمشیل سبحانی کے مرحوم ابا کی شکار والی دوربین یہاں بھی اس کے کام آئی۔ سمندر جانب کھڑکی [illegible] دوربین [illegible] کا نظارہ [illegible] دوربین ساحل [illegible] سے گزر جاتی تھی۔

وہ بھی ایک [illegible] کی تھی۔ خلاف معمول وہ جلد بیدار ہو گئی تھی۔ صبح کے معمولات اور شوہر کے بلڈ پریشر سے فراغت کے بعد [illegible] دوربین تھامے کھڑکی تک آ گئی۔۔۔ صبح صبح سمندر کی تمدار ٹھنڈی ہوا نے اسے تازگی سے بھر دیا۔ دور تک سامنے پھیلا ہوا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، صاف شفاف نیلا آسمان۔۔۔۔ آبدار کھلا سیپ اور بیدار موتی کی مانند دمکتا ہوا گنبد اور مزار۔۔۔ طبیعت بڑی مسرور ہوئی۔۔۔ نیا سے ہرا ہوا [illegible] کی کوشش میں دوربین جو گھمائی تو ایک نیا منظر سامنے تھا۔۔۔ مزار کے صدر دروازے سے ذرا پرے دائیں جانب سمندر کے بیچ میں ابھری ہوئی ایک چھوٹی سی چٹان کے اوپر یوں جمیلا بیٹھا تھا جیسے ایک مشہور تصویر میں خوبصورت سی جل پری موجوں لہروں کے اندر ابھری ہوئی چٹان پہ بیٹھی سے ادا سے بازو ٹکائے بیٹھی ہوئی سمندر کی تندی کا نظارہ کر رہی ہے۔ اسے وہ اتنی دور بیٹھا ہوا بھی آنکھوں کے قریب لگا۔ دوربین کے عدسے گھما پھرا کر بڑے انہماک سے اسے دیکھنے لگی۔ معا اس کے کانوں میں وہی جانی پہچانی بھوں بھوں کی آواز ٹکرائی۔ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا مگر ادھر کوئی ہوتا تو دکھائی دیتا۔ تو کیا ادھر آس پاس تو کوئی کبوتر کا بچہ تک نہ تھا۔ کوئی سراغ نہ پا کر دوربین دوبارہ آنکھوں پہ لگائی۔۔۔

اللہ! یہ کیا؟ صابر دیوانہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا اور کتا بھی لپک لپک کر ادھر دیکھتے ہوئے بھونک رہا تھا۔ وہی کتا جس پہ اس نے اپنے پسٹل کا پورا میگزین خالی کر دیا تھا... صابر دیوانے کی متجسس نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے اپنی توجہ اس کتے پہ مرکوز کر دی — حیرت دوچند ہو گئی جب اسے یہ احساس ہوا کہ اس کے کانوں پہ ہتھوڑے کی مانند پڑنے والی بھوں بھوں اسی کتے کی ہے جو اس سے کم و بیش ڈیڑھ دو کلومیٹر دور ہے — اپنا وہم دور کرنے کی خاطر اس نے آواز اور کتے کے جبڑے کی حرکت کی جانب توجہ دی۔ معلوم ہو گیا اسی کی ہی بھوں بھوں ہے۔ اب یہ جاننا اس کے لئے ضروری نہیں تھا کہ اتنے فاصلے سے یہ بھوں بھوں سننا..... نگاہوں کا آپس میں ملنا' کیونکر ممکن ہے؟

ہر ذی نفس پہ وقت' زمانہ یا مکاں — اس کی باطنی و وجدانی اور فکری ذہنی حالت' کیفیات اور محسوسات کے مطابق اثر پذیر ہوتا ہے۔ وہ اگر اس اہل ہو اور چاہے تو زمان عنصر مکاں کو لگام دے سکتا ہے یا ہمیز کر سکتا ہے۔

وقت کے دل کی دھڑکن جیسے رک سی گئی تھی۔ وہ سنگ مرمر کے اس مجسمے کی مانند [illegible]
[illegible]
[illegible]
ایسے پل کسی [illegible] کے پروں کی مانند ہوتے ہیں [illegible] کالی کا رنگ بھی [illegible] ہوتا ہے
نہاں چھپے ہوتے ہیں [illegible] شور [illegible] پانی [illegible] کی وشال [illegible]
فن کے ارمان میں آگے بڑھ جایا [illegible] ہوئی [illegible]
صابر دیوانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اور بھوں بھوں کی جانب پہ کان لگائے کھڑی رہی — پھر جب کہیں اندر کی کوئی کل چٹک کر [illegible] اور وہ [illegible] تھی — جھٹ پٹ تیار ہوئی [illegible] کی چادر [illegible] شانوں — [illegible] ایک مورنی سی چال [illegible] بابا کے مزار کی جانب نکل [illegible] شروع [illegible] ہی اس کا بھونک کر استقبال کیا تھا۔ جو غور کیا تو یہ وہی کتا تھا [illegible] پسٹل کا میگزین خالی ہوا تھا۔ شروع گردن پسلیوں اور پچھلی ٹانگوں تک گولیوں کے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے — پر کیا مجال جو اس کے برتاؤ دکھاوے میں کہیں شدت غصے یا تنگی دکھائی ہو۔ وہ دم ہلاتے [illegible] کی مانند [illegible] قدم آگے یوں [illegible] جیسے کسی [illegible] کوئی [illegible] ہے — دیوانوں مستانوں طوفانوں — بگولوں آندھیوں اور اندھوں کے لئے راستے آپ ہی بنایا کرتے ہیں — گرد و پیش سے بے نیاز وہ اب پگلی راہ سے اتری تو [illegible]

ریت پہ اتر آئی تھی اور بہت آگے سامنے ایک بھاری پتھر پہ صابر دیوانہ بیٹھا اس کو آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

روز مرہ معمول کے مطابق دو چار بار ٹیلیفون گھمایا مگر سوداگر بچے کو کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ بلڈنگ کے نگران سے پتہ چلا کہ وہ صبح ہی عجیب و غریب حال حلیے میں باہر نکل گئی تھی ۔۔۔ اندر کا طوطا ٹائیں ٹائیں کرنے لگا کہ یقیناً کچھ ضرور ہونے والا ہے ۔۔۔ گھر پہنچا تو پنجرہ خالی تھا۔ نیم وا کھڑکی کے پاس میز پہ فوکس کی ہوئی دوربین دھری تھی ۔۔۔ معاملہ سمجھنے میں دیر نہ لگی۔ دوربین اٹھا کر سامنے سمندر کی جانب دیکھتے دیکھتے مزار شریف پہ آ ٹکا۔ چنانچہ وہاں ادھر ادھر دائیں بائیں تاک جھانک کرنے لگا کہ شاید وہ کہیں دکھائی دے جائے۔ کھوجو تو کہیں ملتا نہیں نہ مانگو تو سامنے دھرا ہوتا ہے ۔۔۔ کافی دیر ادھر ادھر دیکھتا بھالتا رہا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔ مایوس ہو کر سوچنے لگا کہ مزار پہ جا کر تلاش کرے۔ اس کا اندر بول رہا تھا وہ یقیناً وہیں کہیں ہوگی ۔۔۔ نوچندی جمعرات اچانک اس کے دماغ میں بجلی سا کوندا کہ آج تو بلم سنگھ کی برسی بھی تو ہے۔ چند روز پہلے منگلا نے یاد دہانی کرائی تھی کہ اس نوچندی جمعرات وہ بلم سنگھ و بچے کی فاتحہ دلوائے گی۔

[illegible] قمری مشرقی تہذیب سماوی اور روحانی اعتبار سے بھی اس روز کی بڑی اہمیت تسلیم کی گئی ہے۔ ولیوں قطبوں قلندروں اور صوفیوں اور درویشوں کے مقبول مزاروں پہ تو اس کی بے تحاشہ بھیڑ ہوتی ہے ۔۔۔ قرآن خوانی، درود و صلوٰۃ میں ایک خاص لطف و اثر دیتا ہے۔ عالم برزخ میں صالح ارواح بھی وجدان اور شادمانی محسوس کرتی ہیں۔ مستجاب دعاؤں اور اوراد و تسبیحات کے گجرے اور تبرکات انہی کے وسیلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بھیجے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ مدینہ پاک، نجف اشرف، بغداد شریف، قونیہ، قدیمہ، اجمیر، لاہور، دہلی، ذرا پاکپتن شریف، داتا نگری میں روحانی میلے لگتے ہیں ۔۔۔ حمد و نعت، قول و قوالی کی محافل سجائی جاتی ہیں۔ لنگر تقسیم ہوتے ہیں اور اس روز نصف شب چند ایسے لمحات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں جب فرش سے عرش تک سجود سے رکوع اور دعا سے قبولیت تک ایک روشن لکیر کھنچی ہوتی ہے ۔۔۔ نوچندی جمعرات کے ظہور پہ ایک ایسی تجلی اور نور پھیلا ہوا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی چشم بینا ہو تو وہ کسی چندر مکھی کے گاؤں کا ہالہ کہیں وہ کسی شیشے تن کی گردن کے گرد گولائی کے نیچے گلابوں کی مالا دکھائی دے۔ اوپر نگاہ کریں تو عجیب و غریب سی تجلی جھلملاتی پنکھڑیوں کے ہاتھوں والے نورانی طیور ہرے بھرے فضاؤں اور نگاہوں میں تیرتے سے محسوس ہوتے ہیں۔ یوں کہئے کہ نوچندی جمعرات گزشتہ سے پیوستہ گردش ایام میں ایک شب برات کی مانند ہوتی ہے کہ رحمت افروزیوں کی بوچھاریں برا تک سکے

کو گدرائے رکھتی ہیں.... ہرچند یہ بھی دیکھا کہ خود اپنے عشق اور جذب و جنوں میں بندھے گندھے ہوئے ہوئے
مجلا ہے ابتلا ہو گئے ____ کچے گھڑوں کا پانی اُبل پڑا ____ سیندوری مچھلیوں کے غلاف جھڑ گئے۔ ساحل خود بہ خود
ٹوٹ گریں ____ قفس بند پڑے رہے اور پنچھی اُڑ گئے ____ یہ بھی کہ جلوؤں کے قمقمے لہرانے لگے.... تتلیوں
کے پروں کا سُنہری منقشی قرمزی غبار اُجل سا گیا۔

عشق ہی جانے کہ سُنبل نہالی کو آج نوچندی جمعرات سے کی کون سی لہر بہا کر اپنے ساتھ سمندر تک
لے آئی تھی وہ کوئی بے اختیاری تھی' مجبوری یا مقسوموں کی کوئی گرفت.... ادھر یہ بندۂ عشق و مشک، مرد وفا و پیر
خشتِ تسلیم و رضا' اُسے کمال تندہی و استقامت' یہاں انسانی مجمعے کے کھلاڑے میں سوئی کی مانند کھوج
رہا تھا۔ اُدھر اندھیرا کہ لمحہ بہ لمحہ کسی کنوئیں میں اُترتا چلا جا رہا تھا ____ مغرب کی اذان تک وہ تھک ہار کر چُور ہو چکا
تھا۔ نماز دُعا کے بعد اس نے ایک بار پھر تلاش کا سلسلہ شروع کر دیا۔ قوالوں کا پنڈال' خواتین کی محفل' اسٹیج
لنگر خانہ' ڈھول دھمال کے گھیلے وغیرہ گھرانے ادھر نہ ملنا تھا لہٰذا وہ نہ ملی۔

سورج ابھی اپنا مکھڑا آنچل سے ڈھانپ نہیں پاتا کہ سمندر کا شوریدہ سر پانی' اتر کے ہوئے کناروں کی
جانب [illegible]
پتھریلے [illegible] ہو جاتے ہیں ____ پانی پہ [illegible] تک آ گئے
تمام مجاور سیدھے مزار شریف کی جانب بڑھ جاتے ہیں یا پھر اُدھر شروع کے بڑے راستے [illegible] کی
طرف نکل جاتے ہیں کیونکہ سمندر کا پانی اب اس تنگ سے پتھریلے راستے پہ بیٹھ کر [illegible] کر دیتا ہے۔ شام
سے پہ نوچندی جمعرات اکثر یہ [illegible] چھلانگ چھلانگ کر آتے جاتے
ہیں ____ وہ بھی یہی سوچ رہا تھا کہ پانی بڑھنے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جائے ____ مگر اس اثنا
اور تلاش میں ناکامی نے اسے نڈھال پژمردہ کر دیا ہوا تھا۔ آتے جاتے لوگوں کے سیلاب میں وہ بھی یہ
تھک ہار کے ڈوب کی صورت سے دھکے کھاتا ہوا واپس پلٹ رہا تھا کہ ناگاہ اس کی نگاہ بائیں جانب
کو لٹکے ہوئے ایک بڑے سے پتھر پہ پڑی۔ جھکی شام کے دھندلکے میں اسے سنبل نہالی کو پہچاننے میں ذرّہ
بھی وقت نہ ہوئی ____ یادداشت اصلی دیوانہ وار پاس پہنچا تو دیکھا اور پاؤں میں پڑی گٹھڑی آس کی بھیگی
ہو جیسے تیسے یہاں اکیلا ہوا یہ نگل کنارے کی بات پہ آ گیا ____ دم ہلائے ہوئے سر سرائی ہانپتی
بے طرح دھکم دھکا ہانپا ہانپی اور اس پہ منتظر ادا آنکھیں چھوڑ دو منظر ____ آتے یوں لگا جیسے وہ ریت میں
کہ سمندر کی ریت بن جائے گا ____ دیکھ رہا تھا کہ پہلے کتنا جھونکتا ہے بعد دیوانہ اور پھر؟ ____ یہ سب کچھ دیکھ
کر اس کے ہوش غوطہ مار گئے ____ للعجب یہ کیا؟ تینوں ایک ہی آوازیں جنھیں سن کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ

ان تینوں بھونکیوں میں دو بھونکیاں کہیں انسانوں کی بھی ہو سکتی ہیں۔ خاصی دیر وہ ٹکٹکی باندھے بھونکیوں پہ کان دھرے اُدھر دیکھتا رہا۔۔۔ اس کی سمجھ سے بالا تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ بلا ارادہ اس نے بائیں جانب گردن موڑ کر حاجی بابا کے مزار کی جانب دیکھا۔ کچے موتی کی مانند چمکتے سپید گنبد پہ جوت جگی ہوئی تھی۔۔ پیچھے کہیں ایسی فضا جزیرے کی اوٹ میں کہیں نے جھسم ہو رہا تھا کہ دور تک آسمان پگھلے تانبے کی مانند تپ رہا تھا شاید دن بھر کا تپا ہارا سورج ساگر اشنان لے رہا تھا کہ آپ کی چھینٹوں سے ہوئی ہوائیاں چھوٹی پڑی تھیں۔

سوداگر بچے کا ایسی بے چارگی کی حالت میں گنبد کی جانب دیکھنا اس امر کا غماز تھا کہ وہ ادھر سے امر لینا چاہتا ہے۔ اچانک سمندری کونجوں کی ایک ڈار گنبد شریف کی اوٹ سے نمودار ہوئی۔۔۔ نیم اندھیرے میں ان کے سفید سراپے خوب چمک رہے تھے لگتا تھا کہ باغ بہشت سے نورانی پرندے آج نوچندی جمعرات کے موقع پہ حاجی بابا کے مزار پہ سلام کے لئے پہنچ رہے ہیں۔۔۔ ادھر مزار شریف کی جانب سے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا اس کے بدن کو گدگداتا ہوا گزر گیا۔ تسکین و طمانیت کی ایک نئی بہت سی لہر اس میں لہرا ہی گئی۔۔۔ یقیناً یہ صاحب مزار کی جانب سے عطائے شرف تھا۔ سکون و سکت کا احساس لے کر دوبارہ اسی جانب دیکھنے لگا جدھر دو تینوں [illegible] اوٹ سے پیچھے گئے ہوئے تھے [illegible] پانی تھا [illegible] لے کر بڑھتا چلا گیا۔۔۔ تاہم سے سوداگر بچے کا رخ اسی پتھریلے چبوترے نما ٹیلے کی جانب تھا جدھر اس کی دو بار بڑنے والی بیٹی اک دیوانے اور ایک عجیب و غریب والے کتے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہی کتا جس نے شاید اسی جوان بیٹے میں دوبارہ جنم لے لیا تھا جس میں دو چڑیاں کھانے سے پیشتر سوداگر کا بھی نقصان پہنچا سبب ہوتے دیکھ کر بھونکتا ہوا پیچھے رہتے پا تر آیا تھا جبکہ سوداگروں اور یوروگروں مسافروں اور شہریوں کے راہ راستے کتوں کے بھونکنے سے مارے نہیں جاتے۔ سوداگر بچہ گھٹنوں اوپر پانی میں ادھر بڑھتا جا رہا تھا۔ کیا مجال جو کتیل سپاہی اور سادھو دیوانے نے آنکھ اٹھا کر بھی اسے ایک نظر دیکھا ہو۔۔۔ جب ادھر ادھر سے بڑے شہدے شہد باز اور آوارہ لونڈے بھی ادھر آ نکلے تھے۔ کیونکہ لونڈے اور چند دیگر، کسی کے بلانے تو نہیں ہوتے وہ تو کا کوئی شے اٹھا کر سوکھ پا کر تو یہ خود ہی کھنچے چلے آتے ہیں۔ ادھر ایک جٹ دھاری تک دھڑ تک ننگا اور ایک سیاہ پوش خوش شکل کنول کا پھول شام کا تحفہ۔۔۔ لے کر سمندر کو چڑھتا بڑھتا ہوا پانی اور جی پانی اٹھی ہوئی پنہان اور ایک عجیب ہیئت والا کالا کتا۔۔۔ جو اپنی اوقات سے بڑھ آگے بڑھ بڑھ کر بھونک رہا تھا۔ یہ سب کچھ ان تماش بینوں کے لئے ایک تماشا ہی تو تھا۔ پاس پہنچ کر سوداگر بچے نے کیا دیکھا کہ کتا تو بھونک ہی رہا ہے مگر اس کے ساتھ یہ دونوں بھی باری دے دے کر بھونک رہے ہیں۔۔۔۔ وہ پچھلا اور آگے بڑھ گیا کہ شاید

نیم اندھیرے میں کچھ ٹھیک سے دکھائی نہ دیتا ہو..... اب حیرت سے اس کا منہ کھل گیا وہ دیدے پھاڑے انسانوں کو بھوت بنتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

کسی طور چٹان کے اوپر چڑھا مسلسل آوازیں دے کر اسے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا مگر وہ ایسے جھونکیاں دے دے کر اس کی جانب بڑھی جیسے کوئی نتیجہ حملہ کرنے کے لئے اچھل اچھل پڑتی ہے۔ وہ بھونچکا سا پیچھے ہو لیا.... کیا کرے اور کیا نہ کرے سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اسی لمحہ میں اندھیرا مزید پھیل گیا.... ساحل کی جانب بڑھنے والی جھاگ کی لہروں کے ساتھ دن بھر کا پھینکا گیا کوڑا کرکٹ 'کیلے' اور پیپل کے پتوں کے بنے ہوئے دونے' جن میں کھانے پینے کا سامان دیا جاتا ہے۔ پلاسٹک اور شیشے کی بوتلیں.... سمندری گھاس اور لمبی لمبی لہروں والی الجھی الجھی سیاہ سبز کائی وغیرہ..... یہ الم غلم اس کے پاؤں سے لپٹ کر مشکل پیدا کر رہا تھا اِدھر اُدھر دوڑتے لوگوں کے شور شرابے نے اِن حرکتوں نے ایک ہنگامہ بے لگام برپا کر رکھا تھا۔

کہتے ہیں سمندر اور گنبد میں ایک قدر مشترک ہوتی ہے کہ وہ کسی کا ادھار اپنے پاس نہیں رکھتے۔ سمندر میں جو ڈالو گے وہ [illegible] کے بعد واپس ساحل پر اگل دیا جائے گا اور گنبد تو اگلے ہی لمحے لوٹا دیتا ہے جیسے [illegible] [illegible] [illegible] یہ ہے۔

اور شعوری طور پر [illegible] بنتے دریا کی پتھریلی ریگذر سے [illegible] ان کے سامنے انسانوں کی بجائے اب نیم واضح سے [illegible] پانی کی تھپ تھپ اپ اندھیرے میں ابھرتے ڈوبتے تاریکیوں کے سائے سمندری لوتھوں کی کراہٹیں اور اداسیوں کی [illegible] عجیب سا حزنیہ منظر پیش کر رہی تھیں۔ تماشا تو کب کا [illegible] ڈرامے کا یہ کھیل اب اپنے انجام پر پہنچ چکا ہے۔ بس اب "دی اینڈ" دکھانا باقی ہے.... اپنے سامنے اپنے گھر کو جلتے پھنکتے اور اپنی کشتی کو ڈوبتے ہوئے دیکھنا بے مراد تمناؤں اور بانجھ خواہشوں کو دھواں دھواں حسرتوں کے تابوت میں اترتے ہوئے ملاحظہ کرنا دل گردے کا کام ہے۔ مگر اس سوداگر بچے کی طبیعت میں [illegible] پتھریلی سختی کی گدڑی تھی کہ ہر قسم کی مایوسی و محرومی اس سے [illegible] اگرچہ شرمندہ ہو جاتی.... سادہ اگرچہ تھا۔ نقصان کو کسی کاروباری انداز میں برداشت کرنے کا عادی.... وہ بار دو دفعہ پذیر ہونے والے اس قصیے کو بھی اس نے محبت کے کاروبار میں کھاتے میں ڈال دیا.... دیر تک کھڑا کشتی باندھے ادھر تکتا رہا.... پھر دیکھتے ہی دیکھتے خاصا اندھیرا چھا گیا اور پانی اس کی کمر تک آ لگا تھا۔ بہ یہ بات کے دوسرے پہر تک وہ ابھری ہوئی چٹان بھی گردن تک ڈوب چکی تھی۔

صابر دیوانہ مسلسل ہنسائی اور کٹتا پیٹتے تھے۔ اب بھی وقفہ وقفہ سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ادھر رات کسی تھکے ہارے مسافر کی مانند محوِ سفر تھی اور وہ کسی حنوط کیے ہوئے پیکر کی طرح ادھر نگاہیں جمائے ساکت و جامد کھڑا تھا۔

سمندری پانی سینے سے اٹھ کر ٹھوڑی سے اٹکھیلیاں کرنے لگا تھا۔ اچانک چند سمندری پرندے بری طرح چیختے ہوئے اس کے اوپر سے گزرے تو اسے جھٹکا سا آ گیا۔ اب جو بے دھیانی میں جھکائی لی تو نمکین تلخ پانی منہ میں بھر آیا۔ آ تھوکا تو بے طرح کھانسی چھڑ گئی۔ کھانستے کھانستے کہیں پانی ناک کے راستے دماغ تک چڑھ گیا۔ سیاہ سبز ترمرے پھیلتے ہی ہوش و حواس مختل ہو گئے۔ بھاری جسم کسمسایا اور وہ سیلابی ریلے کے آگے ریت مٹی کی دیوار کی مانند ڈھے گیا۔ آدھی رات کون تھا جو اسے دیکھتا؟ ادھر وہ چٹان بھی پانی سے برابر ہو گئی ہوئی تھی۔ ساری مچھلیاں دم توڑ چکی تھیں اور ادھر نامراد سوداگر بچے کو سمندری پانی اپنی گود میں بھر کر کسی نامعلوم پُرسکون جگہ بہا لے گیا۔

گیٹ وے آف انڈیا کے مقابل ایک پانچ ستاروں والے ہوٹل کے کمرا نمبر [illegible] میں مقیم ایک بوڑھے نے [illegible] سی کیفیت میں دیکھا کہ [illegible] ہیں بوڑھا پریشان [illegible] شروع کر دیتا ہے۔ بوڑھے کے نئے مہمان [illegible] کر اس نے اس پانچ ستارہ ہوٹل میں دروازے سے [illegible] لینڈی گئے؟

"[illegible]!" اچانک نرخیل ٹنے کی بھوں بھوں کی بھونکار انسانی آواز میں بدل گئی تھی۔

"میں تمہارا بچہ ہوں صابر دیوانہ......!"

ہمارے اس طولانی قصہ داستان کا بتانا یہ مقصود تھا کہ انسان کی وجدانی روحانی کیفیات اور اس کے عملی رجحانات و میلانات اسے کیسی کیسی انجانی بے پانی راہوں پہ چلا کے کسی بے طلب منزل کی جانب دھکیل لے جاتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں سال کنکروں پتھروں کوئلوں کی تہ نشینی و تمدید ہوتی ہے تب کہیں کسی کو [illegible] یکتا بے بہا کا [illegible] نصیب ہوتا ہے۔ راہِ عشق سلوک و فقر پہ [illegible] بے ثباتیاں رسوائیاں اور بے اعتنائیاں سنگِ میلوں کی مانند گڑی ہوتی ہیں۔ [illegible] پتھروں اور آزار پیشہ کانٹوں بھری آندھیوں [illegible] سے واسطہ پڑتا ہے۔ [illegible] انتہا [illegible] قدر [illegible] ہے۔

میں نے کتوں کو ایسے ایسے مدارج پہ متمکن دیکھا کہ ان کی قسمت پہ رشک آیا۔ [illegible] کو ناچنے کودنے والے یا سرکس کے کرتب گھوڑے تو ویسے ہی بڑے قیمتی خاص الخاص اور عجیب النسل ہوتے ہیں۔ ان

کی قدر و توقیر محض ان کی خوبیوں خوخصلت اور مادی مفاد کی خاطر ہوتی ہے مگر عام مخنثے جنہیں ہم لینڈی لوفر و آوارہ بازاری کہتے ہیں اور جن کا بظاہر کوئی والی وارث نہیں ہوتا ہوٹلوں کے پچھواڑے مرگھٹوں مذبح خانوں کے آس پاس بھی پائے جاتے ہیں آپ جانیں کہ ان میں بھی بڑے بڑے نادر والے ہوتے ہیں۔

سگ شناسی بھی ایک علم اور فن ہے۔ اللہ پاک نے اس کائنات کو اپنے پیارے محبوب کی خاطر تخلیق فرمایا اور اسی محبوبی حوالے سے یہاں کی بیشتر مخلوقات کو انسان کا رفیق بنا دیا اور ان مخلوقات میں چند ایسی خوخوبیاں خصوصیات اور حسیات ودیعت کیں جو جنات اور انسان کے حصے میں بھی نہیں آئیں — بظاہر حقیر نجس منحوس بے مقصد بد طینت سمجھے جانے والے جاندار بھی بہت سی جہتوں اور جہتوں میں یوں ارفع ہیں کہ ہم اپنی دنیاوی علمی اور روحانی تربیت و تہذیب میں ان کی طرف دیکھتے ہیں ان سے مدد لیتے ہیں۔

مغربی حکمت والوں [illegible] موجودہ علوم کی [illegible] ماہرین حرب و عسکریت اور پروفارمنس آرٹ کے فنکاروں نے [illegible] کبوتر کوے بلی شکرے الو مچھلی گدھے گھوڑے چڑیاں کیڑے چوہے مکوڑے جیسے بظاہر حقیر جانوروں سے بھی خاصا کام لیا۔ ان سے سیکھا بہت فائدے اٹھائے آج بھی ان کی [illegible] موجود ہے۔ [illegible] بارشوں طوفانوں [illegible] پچھلی عظیم جنگوں کے علاوہ اور حالیہ [illegible] معرکوں میں کتوں کبوتروں شکروں [illegible] نے [illegible] خدمات سرانجام دیں کہ عقل انسانی بھونچکا ہو کر رہ گئی..... پرندوں نے ہوائی جہاز بنانے سکھائے مچھلیوں ڈولفنوں شارکوں وہیلوں اور [illegible] سمندری کار [illegible] موٹر [illegible] معرض وجود میں آئے۔ [illegible] ہاتھیوں اور خرگوشوں سے سرنگیں اور زیر زمین اقامت گاہیں بنانا سیکھا۔ عقاب نے [illegible] ریڈیو [illegible] ٹیلی فون وائرلیس اور [illegible] چمگادڑوں ابابیلوں [illegible] سے حاصل ہوئیں۔ اندھیرے میں دیکھنے کا ڈھنگ ابابیلوں چمگادڑوں الوؤں سے لیا..... شب خون مارنے کے طریقے بھی انہی سے سیکھے —— بلندی سے نیچے اور نیچے سے اوپر آنا جانا پانیوں ہواؤں میں تیرنا بھی انہی کی مرہون منت ہے۔ [illegible] جانوروں سے سیکھا موسموں کی شناخت اور ان کے مضمرات سے محفوظ رہنا [illegible] گھر بنانا [illegible] کا کام بجانا [illegible] اور تال کی پہچان [illegible] دیکھنے میں یہ بالواسطہ ثابت ہوتے۔

یوں تو سب ہی جانور اپنی اپنی جگہ پر کسی نہ کسی مخصوص خوبی و خصلت کے اہل ہیں بایں ہمہ چند ایک بہت اہم ہیں..... ان میں کتا سب سے پہلے ہے۔ گھوڑا گائے شہد کی مکھی مکڑی چیونٹی وغیرہ یا اسی نوع کے

دیگر جانور بعد میں ہیں۔ جو اسرار اوصاف عقلیہ و باطنیہ کتے میں موجود ہیں کسی اور میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ یہ واحد جانور ہے جو جنوں، ذوات قدسیہ، حاملان افلاکی اور بلیات ارضی و سماوی کو اپنی آنکھوں سے بغیر کسی درمیانی حجاب دیکھ سکتا ہے جبکہ گھوڑا ایسی کی کن سن سکتا یا آوازیں سن سکتا ہے فی الوجود نہیں دیکھ سکتا۔ بلی محض آہٹ کی کن سن یا پھر خوشبو بدبو کو محسوس کر سکتی ہے۔ اس قسم کی صورت حال میں اکثر دم سمیٹے دوڑ کر کسی کونے کھدرے میں پڑ جاتی ہے۔ گھوڑا محض تھان پر کھڑا پاؤں پٹکتا ہے یا ہنہنا کر اپنی بے چینی کا اظہار کرتا ہے۔ اب صرف کتا ہے جو ان کے پیچھے لپکتا ہے بھونک بھونک کر بھگاتا ہے ... ان کی موجودگی کی خبر دیتا ہے۔ بعض کتے تو ان سے بھڑ کر اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں ... نقب زن ایسے پولیس یا چوکیدار سے نہیں ڈرتے جتنا وہ گلی محلے کے کتے سے ڈرتے ہیں۔ اس سے مافوق البشر طاقتیں بھی خاصا بچ کر رہتی ہیں۔ کیونکہ یہی ایک ایسا ارضی جانور ہے جس کا شیطان الرجیم کے ساتھ روز اول سے اٹ کھٹے کا ویر ہے۔ پرانے زمانے کے بڑے بوڑھے گھر میں کتا ضرور رکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ گھر میں ایک کتا رکھنے سے کئی دین و دنیا کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ چوکیداری رہتی ہے شر شرار بھوت پریت سے حفاظت اور [illegible] خبردار رہتا ہے گھر کے رزق پانی میں برکت کے علاوہ [illegible] وہ [illegible] ہے تو وہ کتے سے بھی کچھ افضل [illegible] سکتا ہے۔ انسانیت کے لئے بھی اس کی خدمات گراں قدر ہیں۔

حیوان ناطق یعنی انسان کے بعد کتا ہی ایک ایسا حیوان مطلق ہے جو اپنی حیاتی اوصاف اور عقلی فراست کے باعث قدر و قیمت کا اہل ٹھہرتا ہے۔ آپ نے انسانوں کے لئے [illegible] اقامت گاہیں، انگریزی مقامات، ہوٹل، ہسپتال، آرائشی سیلون، سینما، [illegible] اور ورزش گاہیں [illegible] ہوں گی۔ مگر کتوں کے لئے مخصوص [illegible] انسانوں کی جگہوں سے کئی گنا زیادہ قیمتی اور خوبصورت ہیں۔ [illegible] کے علاوہ [illegible] پاک و ہند میں کہیں کتوں کے باقاعدہ ہوسٹل، [illegible] ہوٹل نہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر میں ان کے لئے مخصوص ہوسٹل اور ہوٹل، ان کے ہوٹل سیلون جہاں ان کی ہیر کٹنگ، میک اپ، شیمپو، مساج، ورزش اور سوئمنگ کا انتظام ہوتا ہے۔ ان کی رہائش کے ہوٹل انسانوں سے زیادہ مہنگے ہوتے ہیں۔ ان کی حفاظت، [illegible] اور ٹریننگ کے لئے بہترین ڈگری ہولڈر سٹاف ہوتا ہے۔ کوئی [illegible] کتے کسی ملک بادشاہ کے ہوں یا بیوروکریٹ یا کسی جاگیردار کے [illegible] کے ہوں یا کسی [illegible] بہترین توجہ اور [illegible] پاتے ہیں۔ فوج میں کتے کیپٹن میجر کے عہدوں تک ہوتے ہیں۔ پولیس کے کتے افسر ہوتے ہیں۔ جیلوں میں یہ قابل اعتماد چوکیدار، عالمی انسداد منشیات کے اداروں، ایئرپورٹس، [illegible] پیلس اور اعلیٰ سرکاری دفاتر کی سیکورٹی پہ

معصوم --- برف زاروں میں جہاں انسانی وسائل کام نہیں آتے وہاں ان کی خدمات قابل تحسین ہوتی ہیں۔ جھیلوں دریاؤں میں ڈوبنے والوں کو بچانا۔ آگ' سیلاب طوفانوں سے قیمتی جانوں کو نکالنا۔ والٹ ڈزنی کی معرکتہ الآرا فلموں میں ان کے کارنامے دیکھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ کتوں کی تاریخ کے مطالعے سے کس حد تک اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے انسانیت کے لئے کیسے کیسے کارنامے اور احسان ہیں --- ایسے ایسے عظیم مفکر سائنسدان' محقق و معصوم جنہوں نے اپنی تمام زندگی ان کی موانست و ہمدمی میں بسر کر دی۔ ان کی بہترین یادوں میں کتے شامل رہے۔ انسانوں کی اس دنیا میں اس انسان نے جو کچھ ترکے کے نام پہ کتوں کے لئے مختص کیے۔ وہ اس نے اپنی آل اولاد کے لئے نہیں کیا --- چشم حیرت کو مزید وا کرنا مقصود ہو تو یورپ امریکہ کے کسی کتوں کے قبرستان میں تشریف لے جائیں آپ ششدر رہ جائیں گے --- ایسی ایسی خوبصورت اور فن تعمیر و آرائش کی شہکار قبریں کہ حسرت پیدا ہو کہ ہمیں ایسی نصیب ہو سکیں کہ نہیں --- سنگ اینٹوں اور سنگ مرمر کے تراشے ہوئے استادہ تعویذ --- سرہانے کی قیمتی لوح پہ پوری داستان زندگی' خاندان باپ دادا کا نام --- ولدیت اور نمایاں کارنامہ ہائے حیات --- شادیاں' آل اولاد --- عادات و مشغولات وغیرہ وغیرہ کندہ کر کے یہاں کتا دفن ہے [illegible] کوئی سپہ سالار یا کسی شاہی خاندان کا [illegible] مثلاً [illegible] رکھ کر ہوئی ہیں اور قبر [illegible] ایسی [illegible] مری [illegible] ہیں کہ خیر خواہی اور وفا کو خراج تحسین پیش کرنا اعلیٰ انسانی دلچسپی ہے --- اس کے لئے [illegible] ضروری نہیں سمجھتے۔ [illegible] ان [illegible] بھی شرط نہیں --- کتوں کے نام پہ [illegible] ادارے سکول [illegible] موجود ہیں --- جانوروں سے [illegible] ان سے سیکھنا اور پیار کرنا کوئی معیوب [illegible] سکے۔

سورۃ الجاثیہ میں اللہ کریم فرماتے ہیں: "اس زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا سب کو اپنے پاس سے۔ بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔" ہم اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں تو واضح محسوس ہوتا ہے تمام مخلوقات اور اس کے تخریقات انسانیت کے لئے وقف ہیں۔ ہر عنصر میں اس کے لئے سامان تعمیر پیدا کیا گیا ہے۔ یہ سب تدبر و تفکر کے مقامات ہیں۔ ان میں غور کرنے سمجھنے اور جانے بغیر انہیں حاصل کرے اپنے رب کا شکر گزار بندہ بنے۔

کتنی عجیب بات کہ دنیا بھر میں تحقیر اور تذلیل دونوں صیغوں میں لفظ کتے کا استعمال عام ہے اصل اوصاف کے لئے بھی اور ادبی معاملہ میں بھی --- دیکھا جائے تو اصل اعلیٰ دونوں حالتیں اس کے ہاں موجود ہیں۔ بیک وقت ہم میں کراہت' نفرت اور محبت و عزت پیدا کرتی ہیں لیکن کتا اصول اور عادت کے تحت اچھے برے دونوں رخ رکھتا ہے۔ اچھائی برائی دونوں معاملوں میں وہ کھلم کھلا ہے کہیں منافقت و مصلحت

سے کام نہیں لیتا۔ جو کچھ کرنا ہوتا ہے بیچ چوراہے میں کر گزرتا ہے۔ رسوائی بدنامی کا خوف اسے چنداں ہراساں نہیں کرتا۔ "کتا کتے کا ویری" ـــ ایسی بھی کوئی بات نہیں وہ ذرائی جھڑائی غیرت میں آ کر گزرتا ہے۔ ہڈی بد قسمتی سے بڑا مالک پہ اگر کوئی دوسرا الفاظ لگاؤ ڈالے گا تو وہ بھی کچھ کرے گا۔۔۔ کہتے ہیں وہ اپنے ہی خون کا مزہ لے لے کر ہڈی بھنبھوڑتا رہتا ہے۔ ٹھیک ہے اس کا اپنا خون ہے مزہ لینا اس کا حق بنتا ہے۔ انسان بھی تو اپنے خون کا ہی مزہ لیتا ہے۔ ایک اور فقرہ ملاحظہ ہو "دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا" ـــ اس میں کتے کے لئے رسوائی کا پہلو کہاں نکلتا ہے۔ "کتا" دھوبی کا ہے گھر کا یا گھاٹ نہیں ـــ دھوبی گھر ہوگا تو یہ بھی ادھر ہوگا اگر وہ گھاٹ پر ہے تو اسے بھی وہیں ہونا چاہئے۔ اصل میں یوں کہنا چاہئے "کتے کا دھوبی گھر کا نہ گھاٹ کا" ـــ ایسی ہی ایک اور قدر مشترک ضرب المثل مشہور ہے۔ "رذیل کا کتا سب کا یار" ـــ اب میرے نزدیک مالکن کے احباب سے خیر سگالی کے تعلقات استوار رکھنا ہی وفاداری کی دلیل ہے [illegible] اس میں کتے کی روایتی [illegible] کا کوئی رخ نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور ضرب المثل "کتے تیرا نہیں تیرے [illegible] مارتا ہے" یہاں اس رسوائی میں بھی [illegible] کے خصم کی عزت و قدر ہے جو بالواسطہ کتے کی بھی عزت افزائی ہے ـــ [illegible] طرح وہ بھی بے شمار کتے [illegible] سگ لیلیٰ صحابہ کا کتا قطمیر کا کتا [illegible] [illegible] کی تصویر [illegible] دنیا بھر میں [illegible] آنکھیں بے انتہا متحرک رکھتے ہیں۔ دنیا [illegible] کے کتوں کی ذات قبیلہ ایک ہی ہوتی ہیں ویسے [illegible] کتوں میں بھی کئی قسموں کا فرق ہوتا ہے۔

آپ نے دنیا جہان [illegible] شکیاں والا بابا [illegible] والا [illegible] ملاں والی سرکار [illegible] سائیں سرکار ـــ بابا [illegible] شاہ [illegible] والی سرکار [illegible] بابا [illegible] [illegible] والا بابا [illegible] کا دربار [illegible] ان کی درگاہیں [illegible] کے نام [illegible] ہوں گے۔ ایسے مشہور قسم کے نام دراصل ان کے اصل نام نہیں ہوتے۔ ان کی کسی خاص [illegible] کی عادت یا کسی وجہ سے خاص و عام میں مشہور ہو جاتے ہیں جو بالآخر ان کا نشان یا پہچان بن جاتے ہیں یا پھر ان کا کوئی تصرف یا کرامت کے شاخسانے میں ان کے مقامی نام [illegible] پر شہرت پا جاتے ہیں۔

● کملے شاہ کے کتے ......!

کراچی سے بذریعہ سڑک داتا سرکار کی نگری لاہور آتے ہوئے درمیان ایک گاؤں جو بڑی شاہراہ

کے کنارے پہ واقع ہے اپنے ایک معتقد شیخ سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی وہ کبھی لاہور میں ملازم اور ہر جمعرات
داتا صاحب میرے پاس آتا تھا۔ شریف الطبع آدمی تھا۔ اکثر مجھے اپنے گاؤں آنے کی دعوت دیتا رہتا تھا۔ لیکن میں
چاہنے کے باوجود کبھی اس کی یہ معصوم سی خواہش پوری نہ کر سکا۔ خوش قسمتی اتفاق کہ کراچی کی پورٹ سے مجھے ایک
گاڑی بذریعہ سڑک لانی پڑی دو بچے بھی تھے جو ڈرائیونگ کے لئے ساتھ تھے۔ اب مشکل یہ ہوئی کہ پتا چلا۔
رہا گاڑی آٹومیٹک ہے جبکہ وہ معمول کی گاڑی چلانے والے تھے۔ اس حال مجھے مجبوراً ڈرائیونگ کرنی پڑی۔ میں
بوڑھا ناتواں اتنی لمبی ڈرائیونگ کا کہاں متحمل ہو سکتا تھا ۔۔۔ دن کی روشنی میں تو کسی نہ کسی طرح میں گاڑی
کھینچ کھانچ لیتا لیکن رات کی ڈرائیونگ میرے لئے ممکن نہیں ہوتی ۔۔۔ سامنے والی گاڑیوں کی لائیٹ میں مجھے
کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ میرا پروگرام تھا کہ ہم ملتان پہنچ کر قیام آرام اور طعام کریں گے لیکن سڑک خراب ہونے
کی وجہ سے راستے میں ہی شام ہو گئی۔ ایک موڑ مڑتے ہی لب سڑک آبادی دکھائی دی
ذرا آگے آئے تو پاس ہی کی مسجد سے اذان کی آواز ابھری ۔۔۔ میں نے ذرا آگے مسجد کے مینارہ دیکھتے ہی
گاڑی کچے پہ اتار دی ۔۔۔ مسجد کے باہر ہی بیت الخلاء بنے ہوئے تھے۔ جلدی جلدی طہارت کی اندر پہنچے وضو
کرتے کرتے جماعت کھڑی ہو چکی۔ پچھلی صف میں کھڑے ہو گئے ۔۔۔ نماز ختم ہوئی [illegible] سامنے
تو وہی لاہور [illegible] تھا
ہوئی تو وہ میرے ہاتھ چومنے لگا حیران و پریشان سا ہو چکے لگا۔

"بابا جی! آج میرا [illegible] آپ تشریف لائے؟"

میں نے [illegible]
دیکھ کر اور نمازی بھی میری جانب متوجہ ہوئے۔ اچھا خاصا مجمع لگ گیا ۔۔۔ وہ لوگ میرے کاندھے پکڑ کے
انگلیاں [illegible] اونچا مقام سمجھ رہے تھے۔ یہ حال دیکھتے ہوئے میں نے اس شیخ سے کہا۔

"بھائی! مجھے یہاں سے نکال لے چلو۔"

وہ مجھے مسجد کے پیچھے دو گلیاں آگے ایک کشادہ سے مکان میں لے آیا۔ میرے اصرار کے باوجود
اس نے مجھے [illegible] ۔۔۔ جب میں نے اپنے ڈرائیور ساتھیوں کو بھی اس کا [illegible]
شروع [illegible] نا منظور کیا کہ سویرے ہی نماز کے بعد ہم یہاں سے چل دیں گے۔ اب میرے
میں آرام یا نیند کہاں۔ کھانے پینے کے دوران ہی لوگوں کا آنا جانا لگ گیا ۔۔۔ یہ میرا میزبان [illegible]
ہمشیہ تھا۔ دکھائی ہی دیا کہ اس نے یہاں میری [illegible] ہے۔ [illegible] ہاتھ
معانقہ ہو رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کمرا بھر گیا اور مجھے پلنگ پہ مسند لگا کر کسی پیشہ ور پیر کی طرح بٹھا دیا۔

سوچنے لگا۔

الٰہی! میں کس مصیبت میں پھنس گیا۔ دل ہی دل میں دعا کی مالک! مجھے ان اندھے عقیدتمندوں سے بچا۔ وقت قبولیت تھا۔ ایک معتبر سا بوڑھا شخص اندر داخل ہوا۔ مجھ سے ملنے کے بعد اس نے اعلان کیا۔

"حضرات! نماز عشاء کے فوراً بعد ہمارا قافلہ سنگ دار بابا کی جانب روانہ ہو جائے گا۔ بس اور ویگن سامنے چوک میں کھڑی ہیں۔ ڈھولوں اور چادروں والا جتھہ بس کے اوپر بیٹھے گا۔ لہٰذا تمام سنگ دار بابے کے دیوانے نماز کے فوراً بعد بس میں بیٹھ جائیں۔ یہ آخری اعلان ہے ...!"

میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے۔ میں ہکا بکا سا کبھی اس بزرگ کو اور کبھی اپنے "بزرگ" چیلے جمشید کو دیکھ رہا تھا۔ سنگ دار بابا! معاً میرے دماغ میں کوندا سا لپکا۔ کالوں والی سرکار، گھوڑے شاہ سرکار، طوطا سائیں، بلیاں والا بابا اگر ہو سکتا ہے تو سنگ دار بابا کیوں نہیں ہو سکتا۔ ہمارے جانور اللہ کی مخلوق ہیں اس کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ جمشید سے اس دوران میں کچھ کہنے سننے کا موقع نہ مل سکا۔ نماز کے فوراً بعد میں نے اسے گلی میں پکڑا۔ ایک کونے میں لے جا کر ...

"بھائی! [illegible] ہم یہاں کسی ہوٹل [illegible] سنگ دار بابا کون ہے؟ ذرا جلدی بتاؤ ...!"

وہ میری بات [illegible] سے وضاحت کرتے ہوئے بولا۔

"باباجی! باقی تمام بھائی [illegible] آپ کو سنگ دار سرکار نے ہی یہاں روکا ہے۔ آج آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں ... میرا وعدہ کہ آپ بہت مسرور ہوں گے۔"

میں نے گہری نظروں سے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو......؟"

وہ سر نیہوڑا کر بڑے ادب سے بولا۔

"باباجی! میری گردن مار دیجئے اگر میری اس بات میں ذرہ بھی فرق ہو۔"

وہ میرے آگے سے سر اٹھا کر آخری اعلان والا بزرگ درمیان میں آ جاتا۔ جمشید یہاں سے سیدھا انتظامات میں لگ گیا۔ میرے ساتھی نیچے ہاتھ باندھے میرے عقب میں کھڑے میرے کسی فیصلے کے منتظر تھے کہ دیکھئے پرواز ادھر آتا ہے یا ادھر جاتا ہے؟

میرے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے بس اور ویگن بھر گئیں۔ جدھر سے گنجائش ملی وہ وہیں پہ لٹک گیا—

چھت پہ ڈھول تاشوں والے بیٹھ گئے تھے۔ جنہیں اوپر یا اندر بیٹھنے کے لئے جگہ میسر نہ ہوئی وہ بس کے پیچھے اور پیچھے لٹک گئے۔ میں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ چلو بس ویگن میں جگہ نہ ہونے کی بنا پہ جان چھوٹ جائے گی ـــــ اب جو دیکھا جمشید خراماں خراماں میری جانب چلا آ رہا ہے۔

''بابا جی! آئیے سب تیار ہیں بس آپ کا انتظار ہے۔''

''بیٹا! ایک تو میں بس میں سفر نہیں کر سکتا' دوسرے ویگن میں بھی تل دھرنے کو جگہ نہیں' ہم تین جو افراد کہاں بیٹھیں گے؟''

''بابا جی! آپ کے لئے موٹر کار کا بندوبست ہے۔ آپ آرام سے نکلے ہوئے چلے جائیں گے ـــــ آدھے پونے گھنٹے میں انشاء اللہ ہم وہاں ہوں گے۔''

اپنا یہ حیلہ بھی بیکار رہا تو میں نے اپنے ترکش کا آخری تیر چھوڑا۔

''برخوردار! کسی عرس میلے میں شرکت کرنا میرے پروگرام میں شامل نہیں تھا۔ میں مسلسل اتفاق سے ادائیگی [illegible] کرتا آیا ہوں۔ میرے جسم کی ایک ایک چول ہلی پڑی ہے۔ مجھے چند گھنٹے [illegible] سیدھی کرنے دو [illegible] تاکہ [illegible] کل [illegible] گاڑی چلا سکے [illegible]''

''[illegible] بابا جی! آپ [illegible] وقت پہ یہاں [illegible] خیال [illegible] نہیں ـــــ آپ نے ملاحظہ فرمایا! آپ کی آمد سے یہاں کس قدر خوشی کا اظہار ہوا۔ یہ لوگ آپ سے ترکش کے حوالے سے بھی عقیدت رکھتے ہیں آپ آئیں۔''

میں نے درمیان سے [illegible]

''اور یہ جو کہوں کہ تم نے میرے راستے میں الٹی سیدھی ہانک کر گمراہ کیا ہوا ہے ـــــ میرے ـــ مقتل کے پیچھے عرس میلوں میں جانا' بچوں جیسا آسان بھی نہیں ہوتا ـــــ یہ ہاتھ لگا کر واپس آنے کا نہیں ..... جانا آسان اور واپسی اگلے کی مرضی سے ہوتی ہے۔''

وہ ستم ظریف کمال ڈھٹائی سے کہنے لگا۔

''ٹھیک ہے بابا جی! وہ بس کے پیچھے کالے رنگ کی گاڑی موجود ہے۔ بابا جی ـــــ نے آپ کے بغیر کسی بھی پروگرام ادھر رونا ہی اس لئے ہے کہ آپ کی شرکت لکھی جا چکی ہے۔ بابا جو کہہ دے ـــ وہ ہو جاتا ہے۔ انشاء اللہ آپ آج ضرور شرکت کریں گے۔ باقی اللہ جانے کون بہتر ہے۔'' کہتے ہوئے ـــ میرے پاؤں کو ہاتھ لگایا اور چلتی ہوئی بس کے پیچھے لٹک گیا ـــــ میں بس کے پیچھے بھاگتے ہوئے [illegible] سی سرخ جھنڈیوں کو دیکھتا رہ گیا۔

اب میں نے جو اپنے پیچھے کھڑے ساتھیوں کو دیکھا۔۔۔ لٹکے ہوئے چہروں پہ عجیب سی پژمردگی طاری ہوئی تھی۔۔۔ حیران رہ گیا کہ ان کو کیا ہوا ہے؟

قدرے تاؤ میں پوچھا: "کم بختو! تمہاری تھوتھنی کیوں لٹکی ہوئی ہے؟"

اک دم خیال آیا، مسلسل سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے ہیں لہٰذا فوراً ملتان پہنچ کر کسی ہوٹل کا بندوبست کرنا چاہیے۔

"چلو! گاڑی سٹارٹ کرو۔۔۔ ملتان پہنچ کر نہاؤ دھوؤ خوب آرام کرنا۔ وہ جیسے بادلِ نخواستہ گاڑی کی جانب چل دیے۔ میں ان کے پیچھے کچھ فاصلے پہ تھا۔ اب اس کالی گاڑی والے ڈرائیور نے جو میلے میں لے جانے کے لئے تیار کھڑا ہمارا انتظار کر رہا تھا۔ ہمیں اپنی جانب آتے دیکھ کر گاڑی کے دروازے کھول دیے۔ میں نے اسے بڑے شفقت سے السلام علیکم کہتے ہوئے حال مزاج پوچھ کر لیا۔

"بیٹا! تم ہمارا انتظار نہ کرو۔۔۔ ہم کراچی سے یہاں پہنچے ہیں اور ہمارا سارا شیڈول متاثر ہو گا۔" میں نے اس کی جیب میں سو روپے کا نوٹ ڈالتے ہوئے مزید کہا۔ "اب ہم ملتان جا رہے ہیں [illegible] گاڑی لے کر شیخ صاحب [illegible] ت کے بعد گاڑی ڈرائیو [illegible] یں ہے۔"

- ملک کا نوز بندہ کا نیاز و خشوع۔۔۔!

گہری ملتانی رنگت، مراثی ٹوڈی کی ہلکی ہلکی سی مہک اور نشیلی شرمیلی آنکھوں والا یہ نوجوان مزار کی روحانی برقی روشنی میں ملک کا نوراکا۔۔۔ مزید دھیان سے دیکھا، سیاہ لباس میں وہ کالی بیوہ کا ایک حصہ جاپ میں ازلی جمال پرست اور سیاہ مست۔۔۔ وہ کسی سیاہی سا نکھر کی شکل لے میرے سامنے تھا۔

جب کوئی سوال کی صورت کسی چودھویں کے چاند کے روبرو آ جائے تو کسی پنجابی فلم کے گیت کا وہ مکھڑا ذہن میں گھومنے لگتا ہے۔۔۔ "چن چن دے سامنے آ گیا، میں ڈوباں، دے صدقے جاواں" ۔۔۔ اسی طرح سیاہیوں کی گھور گھٹائیں بھی جب کبھی آمنے سامنے ہوتی ہیں تو خوب مزا دیتی ہے۔

تعریف کی بھی اپنی ایک ساخت ہوتی ہے شاید ان لمحوں میں اس سلونی دھرتی نے ہی نجانے کب سے دیوں کے سیام بچے، کچھ یوں گھل مل گئے کہ میں کستوری، عود، سیاہ شہد اور عنبر کے آمیزے میں گھِر سا گیا۔۔۔ چشمِ سیاہ کی ظلمت تو آتما کا قرار کے رکھ دیتی ہے جبکہ بس مجرے کا لک چلانے، چاک ہونٹ تو بڑیاں

تک خاکستر کر دیتے ہیں۔ میں جب اتنی ساری کالکوں کے بیچ کسی جوگا نہ رہا تو خاموشی کی بکل مار لی۔۔۔۔ ملتانی ضمانت میں کچھ شہد لپیٹا لیتے ہوئے میرے کانوں سے ٹکرائے۔

"باباجی! یہ سواری آپ کو لے جانے کے لئے بابا ملنگ والی سرکار نے بھیجی ہے" جمشید نے کہا۔

کالی گاڑی ہمیں اپنے پیٹ میں ڈال کر روانہ ہو چکی تھی۔ پورے راستے ڈھول تاشے چھوٹے چھوٹے قرطہ عقیدت سے دھمالیں بھنگڑے ڈالتے ہوئے خوش عقیدہ زائرین۔۔۔۔ سب کی منزل صرف ایک تھی وہی باباجی ٹلیاں والی سرکار۔۔۔۔ اکرایی سے لے کر اس گاؤں تک کی پوری فلم دماغ میں چلنے لگی۔ یہاں رکنا ہمارے شیڈول میں نہیں تھا اور نہ ہی علم تھا کہ یہ جمشید کا گاؤں ہے۔ اذان نے ہمیں روک لیا۔ سڑک کنارے مسجد میں پہنچے۔۔۔۔ نماز کے بعد اس قرات شریف جمشید صاحب کو اپنی دائیں جانب بیٹھا پایا۔ بہت لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ پھر کھانا پینا اب یہاں سے آگے ملتان کا قصد تھا اچانک درمیان میں بابا ٹلیاں والے سرکار کا ذکر آ گیا۔ [illegible] ساتھ چلنے کی دعوت ملی۔ گر میں یہ سوچتے ہوئے میلے کے لئے تیار ہو [illegible] شامل ہو جائے [illegible] بہت بڑی [illegible] تھی۔ میں [illegible] نوجوان [illegible] دم سادھے [illegible] ان کی نیت کو [illegible] جو میرے پیش نظر تھا اسے وہ نہیں سمجھتے تھے۔

میرے کانوں [illegible] جمشید کے الفاظ سرگوشیاں کرنے لگے۔

"آپ کی شرکت [illegible] آپ انشاءاللہ [illegible] بابا جی ملنگ [illegible] جو کہہ دیتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔"

بابا اور ٹلیاں والا بابا! بابا ٹلیاں والا۔۔۔۔ مجھ میں محسوس ہوئے کہ دیکھے میں جی گیا۔ اور مجھے ٹلیاں والے بابا کے پاس ضرور جانا چاہئے۔۔۔۔ سو اب میں وہاں پہنچنے ہی والا تھا۔ ایک طویل سفر پر راستہ میں تو کوئی بات ملک کا فوری نہ کی اور نہ ہی میں نے۔۔۔۔ شاید ہم دونوں اپنے اپنے گہرائیوں میں بھٹکے ہوئے تھے بلکہ مجھے تو یہ بھی شک گزرا کہ یہ کالی گاڑی کوئی دھات کی نہیں بلکہ اندروں پاک سے باہر چلیوں والی کوئی کالی گی ہے جو سارا راستہ بھونکی نہ چونکی۔۔۔۔ گنگھروؤں کی جھنجھن میں جھولتی ہوئی اپنے مرشد کی جھوک میں پہنچ گئی۔ ہمیں مجھے وہ گزری کالی گی بھی یاد آئی جسے گی نے ٹت چوں چوں کرنے پر مرنے کی بددعا دی تھی۔۔۔۔!

● لایا ہے تیرا شوق مجھے پردے کے باہر......!

کشف سے ایک اور دریچہ وا ہوا اور میرے سامنے ایک اور تختیاں آ گئی جس کی نگاہ و دعا سے ایک ناچنے گانے' عشوہ و ادائیں بیچنے والی طوائف کے درجات یوں بلند ہوئے کہ وہ ایک اللہ والی کہلوانے لگی۔ اس کی دعا مستجاب ٹھہری' اس کی نگاہ سے بڑے بڑے بگڑے ہوؤں نے راہ ہدایت پکڑ لی۔ جس طرح اس قادر مطلق کے عطا کرنے کی ڈھنگ نرالے ہیں اسی طرح اس کی ہدایت دینے کے بھی رنگ جداگانہ ہیں —— اصل چیز تو اخلاص و اخلاق ہے اللہ پاک کو یہ دونوں بہت پسند ہیں۔ بندہ کیسا ہی عبادت گزار نیک و پارسا کیوں نہ ہو اگر اس کے پاس یہ دونوں صفتیں موجود نہیں تو سب کچھ بیکار ہے۔ ایک ایسے پھول و پھل کی طرح جو خوبصورت اور رنگ تو ضرور ہے مگر ذائقہ اور خوشبو سے خالی —— کام و دہن کا سامان تو ہے پر شاد کامئی قلب و روح نہیں۔

یہ طوائف اپنے کام کے حساب سے ایک پیشہ ور طوائف ضرور تھی مگر اس کے اندر اخلاص و اخلاق کی شمع کسی قندیل کی [illegible] روشن تھی —— بالکل ایسے ہی جیسے بڑے سے اندھیرے کمرے کے کسی کونے میں کوئی [illegible] ہے۔

یہ ایک خوبصورت سا شہر تھا۔ دریا کے کنارے آباد —— [illegible] موسیقاروں [illegible] اور مسلمانوں سے بھرا ہوا —— [illegible] ان کی پہچان تھی۔ مسجدیں مندر [illegible] ناچنے گانے والوں سے بھرے ہوئے —— [illegible] یعنی [illegible] رنگین چہروں والی لونڈیاں اور [illegible] —— یعنی ہر قسم کے لوگوں کے لیے یہ دور ایک مثالی شہر تھا۔ وقت ہو گزرا کہ یہاں قحط سالی کا سماں آیا۔ کالی گھٹائیں اٹھ اٹھ آتیں اور بن برسے گزر جاتیں دریا خشک اور زمین کے نیچے کا پانی مزید کہیں نیچے اتر گیا —— کھیتوں میدانوں میں دراڑیں پڑ گئیں —— نہانے دھونے کو ترس گئے۔ اب چارا پانی ختم ہونے سے مویشی جانور پرندے مرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق بلبلا اٹھی —— بالآخر شہر کے لوگ اکٹھے ہو کر ایک اللہ کے ولی کے پاس پہنچے اور بارش کے لئے دعا کی درخواست کی —— اللہ کے بندے نے ہاتھ اٹھائے —— لیکن کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ جب صورت حال مزید بگڑی اور وہ حاضر ہوئے۔ تب انہوں نے فرمایا —— سب لوگ باہر شہر کی عیدگاہ میں جمع ہوں گڑگڑا کر بارش کی دعا کریں —— لہٰذا ان کی معیت میں ادھر کا رخ ہوا۔ راستے میں بازار حسن کا کچھ حصہ پڑتا تھا —— اللہ کے ولی کا جلوس اس جگہ پہنچ کر قدرے عجلت سے گزرنے لگا تاکہ ادھر کی مکروہات و منکرات سے بچتے ہوئے

عیدگاہ تک پہنچ پائیں ۔۔۔ اسی گزرگاہ کے سامنے مذکورہ بالا سلک جنت بخش ظاہر بخش اور بباطن سعد طوائف کا بالاخانہ تھا۔ اس کے وہ جھروکے میں چلمن کی اوٹ بیٹھی بناؤ سنگھار میں مگن تھی۔ نیچے بازار ایک بے کنار مجمع جس کا بیشتر ایک بوڑھا درویش سا شخص تھا گزر رہا ہے ۔۔۔ وہ ٹھٹکی کہ شہر میں یہ کیسا ہنگامہ ہے؟ نشست نیچے ... سے پتہ کروایا۔ معلوم ہوا کہ پریشان حال مخلوق باران رحمت کی نماز دعا کے لئے فلاں بزرگ کی قیادت میں عیدگاہ کی جانب رواں ہے۔

ارضی آفاقی وبائی موسمی حادثاتی مصیبتوں بلاؤں سے عموماً عوام الناس ہی زیادہ اثر لیتے ہیں۔ خواص تک ان کے اثرات ذرا کم ہی پہنچتے ہیں۔ عیش و عشرت داد و دہش کے ماحول میں زندگی کے سو سے دن بسر کرنے والی طوائف زادیاں کیا جانیں کہ خشک سالی کیا ہوتی ہے ۔۔۔ بارش نہ برسے کنویں تالاب سوکھ جائیں ۔۔۔ مویشیوں اور انسانوں کو چارا خوراک دو وقت کے لئے زمین قیمت ... ہو جائیں تو کیسی قیامت ... ہے۔ ان کے شبستانوں عشرت کدوں کی رعنائیوں اور فتنہ قوزیوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔۔۔ انھیں کی آسائش کی کوئی کمی نہیں ہوتی ۔۔۔ ادھر ان کے لئے عیش ہی عیش اور کیش ہی کیش لگتا ہے ... طوائف ...

یوں لگتا تھا پورا شہر ہی بارش کی دعا کے لئے اس بوڑھے خستہ حال بزرگ کے پیچھے چل پڑا ہے ... مزید دلچسپی لیتے ہوئے ... نظارہ ہجوم کا جائزہ لینے لگی۔ بچے جوان بوڑھے ... سب ہی ... میں چلے جا رہے تھے۔ ناگاہ اس کی نظر ... پر پڑی تو ... جسمانی ... تھے۔ ایک لنگڑا سا شخص بڑی طرح خود کو گھسیٹے گھسیٹے چل رہا تھا۔ سوچ میں پڑی کہ عیدگاہ تو شہر سے کنارے پہ واقع ہے ۔۔۔ اتنا لمبا فاصلہ یہ شخص کیسے طے کر پائے گا؟ جانے اس کے من میں کیا ... پہاڑی کو بھیجا حاضر کیا اور اس اللہ کے ولی کو فوری پیغام پہنچایا کہ اے اللہ کے بندے! ۔۔۔ بارش کی دعا کے لئے ایسا بھی کیا کہ ... کا سفر ضروری ہے۔ دعا تو گھر ہی بازار مسجد سے خانقاہ کہیں بھی کی جا سکتی ہے ... بازار میں دعا کے لئے بیٹھ جاؤ ۔۔۔ اللہ کی مخلوق تو پہلے ہی پریشان و خستہ حال ہے انھیں مزید ہلکان نہ کرو ۔۔۔ پہاڑی جو ایک چھوٹا ... تھا ... ہوا کے دوش اڑتا ہوا ہجوم کے آگے اس اللہ کے بندے کے پاس پہنچا ۔۔۔ بالی ... کا نام لے کر اس کا سلام پہنچایا بعد ازاں وہ پیغام سنایا۔ بزرگ ... سے سنا کیے لیکن ارد گرد حاشیہ برداروں نے اس ذلیل پہاڑی کے خوب لتے لیے کہ اسے ایک فاحشہ ... کا ایسا بیہودہ پیغام لانے کی جرأت کیوں کر ہوئی ۔۔۔ اچھی خاصی فہمائش کے ساتھ اسے یہ جواب دیا ...

جو تم وہاں سے بھگایا کہ تم گندگی کے ڈھیر میں غلاظت پہ پلنے والی سنڈی ہو —— شرع شریعت کے معاملات میں مشورہ دینا اور دینداروں کو دین سکھانا نہ تو تمہارا منصب ہے اور نہ ہی تقاضا —— !

پہلے پہر کے گئے ہوئے یہ لوگ کہیں تیسرے پہر لوٹے —— عین بالاخانے کے سامنے سڑک کا موڑ مڑتے ہوئے ہجوم کی اکثریت نے اس طوائف کے کوٹھے اور نیچے پنواڑی کی دوکان پہ نفریں کی نظر ضرور ڈالی.... ایک دن دو تین اور پھر چوتھا دن بھی بیت گیا۔ بارش تو کیا کسی کی آنکھ سے آنسو تک نہ ٹپکا کہ آنکھ کے پانی کا سرچشمہ بھی تو جسم ہے اور جسم کا پانی بھی کنویں دریا اور بارش کا محتاج ہوتا ہے۔

آنکھوں دریاؤں ندیوں نالوں کنوؤں اور باولیوں کے بعد جب ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ بھی خشک ہو گیا تو صدیوں سے یہاں پڑے ہوئے لوگ ہجرت کا سوچنے لگے۔ اب جو تین روز میں لُو جیسی نڈھالی سے تین بچوں کے جنازے اٹھے تو ایسی تراہ تراہ مچی کہ شہر بھر میں آوازیں گونجنے لگیں۔ مسجدیں مندر گرجے اور گوردوارے بھر گئے —— لیکن بارش کو نہ برسنا تھا نہ برسی۔ تب فاقوں اور خشک سالی کے عذابوں سے بوکھلائی ہوئی مخلوق خدا دیوانہ وار اسی اللہ والے کے پاس پہنچی اور دستگیری کے لئے التجا کی اور بزرگ جو پہلے بھی ان کی [illegible] گئے تھے ان کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا —

[illegible] اللہ دیا درویش پہنچا جائے —— [illegible] یقین ہے کہ اگر وہ زبان ہلا دے اور ہاتھ اٹھا دے تو یہ بارش و رحمت والا کام ہو جائے گا —— اب یہ ہجوم خستہ حالوں ان بزرگ کی رہنمائی میں تارک الدنیا درویش کے پاس پہنچے —— انہوں نے [illegible] بات یہ فرمایا۔

''مالک کی مرضی میں دخل اندازی آدابِ بندگی کے خلاف ہے —— میں سرے سے دعا مانگتا ہی نہیں اور اگر کبھی مانگنی ہی پڑے تو یہی مانگتا ہوں —— اے مالک! ہم تیرے غلام بندے ہیں تو جو چاہے کرتا ہے اور یقیناً بہتر کرتا ہے۔ مالک کے آگے کلام نہیں کیونکہ مالک خود ہی کلام ہے —— مالک کو اپنا پتہ ہے، دیکھو وہ خود ہی آئے گا۔ الحمدللہ علی کل حال —— جن کا دور زندگی ہوتا ہے ان کی دعائیں شکوہ شکایتوں سے آلودہ نہیں ہوتیں۔''

نہایت ادب سے کہا گیا۔ ''حضرت! آپ مقام فنا فی اللہ پہ فائز ہیں آپ کا کہا قبول ہوتا ہے —— ہم [illegible] کی گندی موری کے غلیظ کیڑے ہیں! آنکھوں کے ساتھ زبانوں کو بھی جیسے تالے لگ گئے ہیں۔ خلق خدا [illegible] طرح بلبلا اٹھی ہے۔ بچے بوڑھے جوان بیمار اور جانور پانی کے قطرے قطرے کو ترس گئے ہیں۔ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے! انسانیت کے نام پہ بارانِ رحمت کے لئے دعا فرمایئے۔''

بزرگ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمانے لگے۔ "بجبر و چلئے ہم سب اُس مالک ارض و سما کے حضور گڑگڑا کر اپنے کردہ ناکردہ گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور بارش کے لئے نماز استسقاء کا اہتمام کرتے ہیں۔"

اب پھر ایک ہجوم ___ جس کے آگے آگے ایک عجیب الخلقت درویش تھا اُسی راستے پر چلتے چلتے جب بازارِ حسن میں پہنچا تو وہی ترتان بازاری بصد اہتمام طرحداری اُسی جھروکے نما بالکنی میں جلوہ نما تھی ___ وہی غلغلہ وہی شور جب سنائی دیا تو چلمن سرکا کر دیکھا تو معلوم ہوا وہی عشرہ قبل والا ہی قصہ ہے۔ جانے کیا دل میں سمائی کہ نیچے سے چوبداری کو طلب کر کے پھر اک نیا پیغام اُس نے درویش کو پہنچایا۔

"بابا! اتنے سارے ہجوم کو اتنی دور لے جانے کی زحمت کیوں دے رہے ہو؟ جبکہ یہ لوگ ایک ہفتہ پہلے بھی وہاں جا کر دعا نماز کر چکے ہیں۔ آپ میرے کوٹھے کی سیڑھیاں چڑھنے کی زحمت گوارہ فرمائیں تو آپ کا کام ادھر ہی ہو جائے تو اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ___؟"

درویش نے تو ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ دائیں بائیں کے لوگوں نے پہلے کی طرح [illegible] گردن اڑا دی تھی۔

"[illegible] کاٹ ڈالنے [illegible] جاتا ہے۔" ہجوم میں چند لوگ بے طرح اس پر پل پڑے۔

چار چوٹ کی مار کھا کر وہ درویش کے قدموں پہ پڑ کر گھگھیایا۔

"بابا! میں مائی جی کا [illegible] ہوں جیسا حکم دیتی ہیں بجا لاتا ہوں۔ جو پیغام دیا آپ تک پہنچا دیا اب آپ جو چاہو سلوک کرو ___؟"

بابا جی نے اُسے پاؤں سے ہٹا کر کھڑا کیا ___ زیادتی کی معذرت چاہتے ہوئے بڑی نرمی سے پوچھا۔

"یہ آپ کی مائی جی کون ہیں کہاں ہیں ___؟"

اس سے پیشتر کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ ایک واقف کار بیچ میں بول پڑا ___ "سرکار! یہ کسی [illegible] کا ملازم نہیں بلکہ اس بازارِ حسن کی مشہور بدنام زمانہ طوائف جنداں بائی المعروف [illegible] جان جی کا نوکر ہے۔" یہ اسی کمین کے [illegible] لئے۔ [illegible] کہنے کی دیر تھی کہ طوائف کا یہ فرستادہ ایک بھیانک سی چیخ کے ساتھ [illegible] ہونے لگا ___ یہی تکرار کہ مائی جی اسے معاف کر دیں یہ انجان ہے کچھ نہیں جانتا۔ بھوک پیاس سے بے کام کر دیا ہے۔" اب وہ بابا جی سے مخاطب ہوا ___ "حضور! میں نے مائی جی کا پیغام پہنچا دیتے گئے

اجازت دیں۔'' وہ اپنے پھٹے ہوئے لباس اور مضطرب ہاتھ پاؤں سنبھالتا ہوا اٹھا اور ہجوم سے باہر نکل گیا۔

آپ لوگوں نے باواجی کے لئے راستہ کھولتے ہوئے عیدگاہ کی جانب چلنے کی درخواست کی۔ اُنہوں نے کمالِ استغنا سے فرمایا۔

''لوگو! تم مجھے کیوں ساتھ لائے ہو......؟''

یکبارگی کئی ایک پکار اُٹھے ——''اللہ ہم پہ رحم کرے ہمارے گناہ معاف فرمائے —— بارشِ رحمت باراں —— آپ بارش کی دُعا کریں۔ آپ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ خدا آپ کی سنتا ہے وغیرہ وغیرہ۔''

آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے خاموشی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

''لوگو! یہ فیصلہ بہت مشکل ہے کہ کون اچھا' کون بُرا ہے۔ کس کے ہاں اخلاص ہے اور دکھاوے والا کون ہے۔ کون ولی ہے اور کون عاصی ہے میں تو اتنا جانتا ہوں کہ بارانِ رحمت کے لئے دُعا اُس کی قبول ہوگی جس کا اخلاص اللہ کے ہاں قبول ہوگا —— اور سنو! جو اللہ سے حیا کرتا ہے اللہ بھی اُس سے حیا کرتا ہے۔ بازارِ حسن سے [illegible] چنانچہ وہ ایسے ہی [illegible] کون جانے کہ پردے میں کون بھلا رہا ہوتا ہے۔''

کئی ملنگ نے آپ بابا کے پیچھے ہو لیے مگر بابا کا رُخ عیدگاہ کی جانب نہیں تھا اُس بیابیر کی طرف تھا جو چار چوٹ کی دعا کرتا [illegible] بڑھ رہا تھا۔ ہجوم میں کانا پھوسی ہونے لگی کہ یہ باواجی اللہ کے گھر کی بجائے اُس طوائف کے کوٹھے کی طرف جا رہے ہیں —— اُس طرف بالاخانے کے جھروکے میں کھڑی تی جان تی وٹھیں سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ سیں نیچے وہ باوا آ کھڑا ہوا' چاروں اطراف اشراف بھی کھڑے تھے بازاری تماشبین' بارش کی دعا اور مالک کی رضا والے بھی —— شاید بانہ بجی اور حیا نواز بھی —— اُدھر بازار میں تل دھرنے کی جگہ خالی نہیں' نعت کے نعرے لگتے ہوئے' کھڑکیاں' جھروکے' بالکونیاں' چھت جیسے بازاری عورتوں سے ٹھسا ٹھس بھرے ہوئے کہ ایک تماشا لگا ہوا تھا۔ اوپر سے وہی چوبدار کی سیڑھیاں اُتر کر پیغام لایا۔

''بازار میں یوں ہجوم نہ کیجئے —— اوپر تشریف لائیں تی جان اکیلے —— کسی مولوی وولوی کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں ——'' چوبدار یہ پیغام زبانی اور با آواز فراوانی سنا رہا تھا۔

باوا تو حسبِ طریق شتابی سے کھڑے تھیں بازاری والے اُن کے طوائف کے کوٹھے پہ اکیلے جانے اور

مولویوں کی ایسی تحقیر پہ بھڑک اٹھے تھے۔ انھوں نے باواجی کو یہاں سے نکلنے اور عیدگاہ کی جانب چلنے کی درخواست کی۔ باواجی نے بڑی خندہ پیشانی سے جواب میں کہا۔

”آپ کو آم کھانے سے غرض ہے یا پیڑ گننے سے ——— میں آم پیڑ سے اُتارتا ہوں یا آک سے آپ کو اس سے غرض نہیں ہونی چاہئے ——— مناسب ہے کہ سب لوگ ان پہلے والے صوفی صاحب کی معیت میں عیدگاہ تشریف لے جاویں۔ میں انشاءاللہ عصر کے قریب وہاں پہنچ جاؤں گا۔“

عام سادے سے لباس میں ایک ناتواں سا بوڑھا جس کی زندگی زہد و تقویٰ میں گزری تھی جو جونکیں پالتا اور ان سے فسادِ خون کے مریضوں کا علاج کرتا تھا۔ قدم قدم اوپر کوٹھے پہ چڑھ رہا تھا ——— نیچے لوگ کچھ تو عیدگاہ چلے گئے ”بڑے اچھا بُرا“ کہہ سن کر کہیں کھل لیئے اور اکثریت وہیں اِدھر اُدھر ہو گئے کہ دیکھیں ”کوٹھا نے طوائف“ سے کیا ظہور میں آتا ہے؟ ——— بوڑھا زردہ بھی اس طرح اس کی محفل میں داخل ہوا جیسے بے کھٹک و جھجک اپنے حجرہ میں وارد ہوا ہو۔

طوائف زادی نے اپنے گھر کے بوڑھے پیش رفت انداز میں آداب و تسلیم سے ان کا استقبال کیا۔ بڑی وارفتگی اور عقیدت مندی سے ایک مسند خاص پہ فروکش ہونے کی درخواست کی ——— [illegible] [illegible] ہوئے سب [illegible] سے دیکھا کیے ——— [illegible] سے پاکیزہ بشاشت اس میں [illegible] ——— جیسے یہ سب ان کا روزمرہ ہو...... [illegible] ان کے بعد [illegible] باتیں استادہ ہو گئیں...... [illegible] کی شراب کی صراحی اور پیالے [illegible] ——— یہ سب اہتمام کے بعد کچھ خاموشی طاری رہی ——— باواجی نے لب کشائی کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

”آپ کو جی جان جی کیوں کہتے ہیں......؟“

تبسم کی لہر اٹھی ——— ”وقت ہو گزرا میرے ہاں عجب سا ایک نوجوان آیا تھا۔ وہ بخاری سے تھے ان کے ہمراہ تھے ——— یہاں پہنچتے ہی دونوں تھیلے میرے سپرد کرتے ہوئے کہنے لگا ——— جی جان جی یہ دولت سے بھرے ہوئے ہیں۔ انھیں اپنے پاس رکھو مجھے کچھ دیر یہاں آرام کرنا ہے۔ رقص ہو ہلکی شراب ہو۔ [illegible] ہر چیز سے [illegible] پہ چاہتا تھا مگر وہ کسی چیز کا طالب نہیں تھا۔ تین دن یہاں آرام کیا ——— اور پھر چل دیا...... جاتے جاتے کہنے لگا۔ جی جان جی! یہ ساری دولت تمہاری ہے صرف ایک شرط کہ تم ”جی جان جی“ اپنا تکیہ کلام بنا لو......!“

باواجی نے گرہ لگائی۔ ”پھر......؟“

"پھر یہ کہ میں نے ہر بات کے آغاز و انجام پہ بی جان بی ہی کہتی ہوں اور اب یہی میری پہچان ہے ...... بی جان بی!"

"مجھے تمہارا پیغام ملا — بارش کی دعا کے لیے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ... لوگ نیچے میرا انتظار کر رہے ہیں — مخلوق خدا کی سختیوں سے بے حال ہے۔ بھوک پیاس سے لوگ مر رہے ہیں — اچھے بُرے سب گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے ہیں مگر کسی کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ تم نے کس بھروسے پہ بارش برسانے کا یہ پیغام دیا ہے؟"

وہ مسکراتے' اٹھلاتے ہوئے اٹھی۔ شراب کی صراحی تھامی اور جھروکے میں جا کھڑی ہوئی — آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بی جان بی! بارش اور شراب کا برسانا بہانا پھر ایسا مشکل بھی تو نہیں — آپ میرے پاس یہاں جھروکے میں آئیں۔ آسمان اور زمین کی جانب دیکھیں — !"

باواجی اُدھر پہنچے تو شراب کی صراحی ان کے ہاتھ تھماتے ہوئے بولی۔

"بی جان بی! اسے جتنی جی چاہے بارش لے لیں"

باواجی [illegible] ہے۔

بی جان بی نے [illegible] دہرایا۔

"شراب [illegible] یا لنڈھا دیں تو بارش لے لیں۔"

باواجی کے چہرے پہ [illegible] — آسمان سے گڑگڑ کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں — طرفۃ العین بادل گھر آئے — بی جان بی نے اپنی اول تو چند چوڑیوں بھری کلائی جھروکے سے باہر نکال کر جو لہرائی تو چوڑیوں کی چھن چھن میں مینھا کی رم جھم شروع ہو گئی — خلقت خدا جو نیچے اوپر کھڑی تھی۔ خوشی سے ناچنے لگے۔ ہر سمت ٹھنڈی ہوا کے تھپیڑے لہرانے لگے — مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو اور موسلا دھار برستی بارش نے اک سماں باندھ دیا — جسے دیکھو بارش میں بھیگ رہا اور جھوم رہا ہے۔ باواجی مارے حیرت' ششدر سے کھڑے اس طوفانی بارش کا نظارہ کر رہے ہیں اور کبھی بی جان بی کی بارش میں بھیگی ہوئی کلائی اور لہراتی ہوئی سبز چوڑیوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں جن کے حلقے سے بوندیں وقفے وقفے سے موتیوں کی مانند ٹپک رہی تھیں۔ ایک اجنبی سی نگاہ چہرہ پہ پڑی جو عجب التجا لیے ہوئے تھا۔

"بی جان بی! سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہاں تو ہر شئے موجود ہے مگر یہاں لوٹ کے مجھے لگا' اپنی عمر اس دشت کی سیاحی میں رائیگاں گئی۔ کچھ ہاتھ نہ آیا — تمہارے پاس صراحی سے لے کے

چند قطرے ٹپکتے ہیں تو آسمانوں پہ بادلوں کے بند منہ کھل جاتے ہیں — چوڑیاں کھنکھناتی ہوں تو رم جھم مینہ برسنے لگتا ہے — اب کچھ سمجھاؤ یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟؟"

وہ ہنسی ان سنی کرتے ہوئے اپنی سی کہنے لگی۔ "چھوڑیئے ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ ذرا باہر کا نظارہ کیجئے... اللہ کی مخلوق کیسی خوش ہے ان کے چہرے تازہ گلابوں کی مانند کھل اٹھے ہیں — پیاسی دھرتی خوب سیراب ہو رہی ہے۔"

باواجی نے نیچے دیکھا — ہر جانب پانی ہی پانی دکھائی دیا۔ چھاجوں برستی ہوئی بارش نے ہر سو آب زار بنا دیئے تھے — اب میدان کی جانب سے بھی ہجوم واپس پہنچ چکا تھا۔ وہ لوگ شاید وہاں پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ مقصد پورا ہو گیا۔ ایسے میں بھیگتا ہوا پجاری اوپر پہنچ آیا۔ پیغام لایا کہ نیچے لوگ باواجی کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر باواجی کو اب نیچے اترنے کا ہوش ہی کہاں رہا تھا۔ وہ تو اب گھنگھرو کے چوبارے چڑھ چکے تھے۔ منتظر تھے چڑھتی ہوئی [illegible] تک چڑھتی رنگیلی [illegible] کا تیل — ان کے کھیل [illegible] بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ [illegible] چوبارے اور منتظر [illegible] —

[illegible]

"[illegible] کی مہک رہتی تھی۔ [illegible] کا امتحان تھا — شہرت و دولت کی باندیاں پاؤں پڑی رہتی تھیں — واقعہ کچھ یوں ہے کہ [illegible] میں ایک پک نک پارٹی میں شریک تھی — یہ سارا انتظام وہاں کے ایک رئیس نے اپنے اکلوتے بیٹے کی [illegible] بڑے بڑے امیر کبیر لوگ اور غیر ملکی مہمان بھی شامل تھے۔ جنگل میں قدرے کھلے قطعوں میں مناسب فاصلوں پہ حسب مراتب خیمے، چھولداریاں تنبو قناتیں استادہ کر کے بڑی رونق پیدا کر دی گئی تھی — رقص و موسیقی کا بڑا خاص انتظام تھا۔ میں بھی اپنے طائفے کے ساتھ شامل تھی۔ [illegible] رقص و موسیقی کی اعلیٰ قدروں اور تہذیب و ثقافت کے حوالے سے میرا [illegible] تھا — چنانچہ اس نے الگ رہائش میری خاطر داری کے لئے میرا اپنا آسائش و آرائش خیمہ دوسروں سے ہٹ کر ایک ہموار قطعے پہ استادہ کر دیا۔ یہاں دوسری جانب بڑی دلفریب وادی تھی۔ کئی ایک جھرنے آبشاریں نزدیک و دور دکھائی دیتیں۔ گلابی جاڑوں کا موسم تھا۔ قدرے بلندی پہ جگہ [illegible] اور دھندلی سی تھی۔ کوئی بھی چیز واضح اور شفاف دکھائی نہ دیتی تھی — دن بھر سیر و تفریح اور شعر و شاعری کا شغل رہتا۔ رات کے رقص و سرود اور ناؤ نوش کی محفل گرم ہو جاتی۔ ایک شام کا ذکر کہ اچانک سردی بڑھ گئی اور دھند نے ایک دبیز چادر تان دی۔ ساتھ ہی ژالہ باری شروع ہو گئی۔ اس سے سردی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اب جو ہوا چلی تو خیمے پھڑپھڑانے

پتوں کی مانند پھڑ پھڑانے لگے۔ میرا خیمہ اس پنڈال سے خاصے فاصلے پر تھا ــــ تیز ہوا، بارش، دھند اور لمحہ بہ لمحہ
بڑھتی ہوئی سردی نے ہمیں اس جگہ سے نکلنے نہیں دیا۔ ہماری ایک مجبوری ہمارے آلاتِ موسیقی بھی تھے جنھیں
بارش اور ایسے شدید و تلخ موسم کے اثرات سے بچانا ضروری تھا ــــ بہر حال، کسی نہ کسی طرح ہم انتظام کر کے
اپنے خیمے میں پہنچے تو وہ صحیح سلامت تھا۔۔۔ میرے ساتھی سازندے اپنی اپنی چھولداریوں میں گھس گئے کہ سردی
اور بھیگے لباس نے ان کا برا حال کر دیا ہوا تھا۔ میں بھی اپنی خوابگاہ والی چھولداری میں چلی آئی جس کے پردے
پرت دوہری تہہ والے کپڑے سے بنے ہوئے تھے۔ اسی نرم گرم اور آرام دہ بستر کے تصور سے میری ساری
تھکن کافور ہوئی اور میں نجات سے شب خوابی کا لباس تبدیل کر کے سونے کی غرض سے توشک اٹھا لینے لگی تو
مارے حیرت و خفگی میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ ایک لمبوترے منہ والی کالی کتیا معہ اپنے پانچ چھ نوزائیدہ پلوں،
میرے بستر میں آسودہ ہے۔ ان کے عجب بو سے بستر کا ناس مارا ہوا تھا۔ بدبو نے میرا دماغ صاف کر دیا
تھا۔ میں توشک واپس رکھ، پیچھے ہٹی، پاؤں پٹختے ہوئے باہر خیمے میں نکل آئی۔ میرے دو تین ملازم سازندے جو
بھیگے، سردی سے کانپتے، ابھی ابھی اپنے بستروں میں گھسے تھے مجھے اس طرح تنتناتا پا کر بستروں سے باہر نکل
آئے۔ جب [illegible] صورت حال کا انھیں پتہ چلا تو [illegible] چھولداری [illegible] کتیا کا لمبا
سا چہرہ توشک [illegible] کتیا کو برا بھلا
کہنا شروع کر دیا [illegible] اسے بستر سے باہر کرنے کی ترکیبیں سوچنے لگے۔ ایک نے آگے بڑھ کر توشک کھینچ
باہر پھینکی۔ لمبے منہ والی کالی کتیا زور سے غرائی [illegible] نوزائیدہ تھے پلے جن
کی ابھی آنکھیں بھی نہیں کھلی تھیں [illegible] احساس اس سنگین موسم میں ان
کے سروں پر [illegible] نرم گرم محفوظ بستر سے بے دخل کرنے کی ترکیبیں کر رہے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی
کہ اس نیم جنگل میں یہ کتیا میرے بستر میں کیونکر گھس آئی ــــ جبکہ مہمانوں کے خیموں کی نگہداشت پر
پہریداروں کا ٹولہ موجود تھا۔ میرے ملازموں میں دو آگے بڑھے تاکہ بستر کی چادر سمیت انھیں اٹھا کر کہیں لٹکا
دے آئیں۔ اب اٹھانا چاہا تو معلوم ہوا کہ کتیا بُری طرح کراہنے لگی ہے۔ غور سے دیکھا تو پورا بستر توشک کے
نیچے کتیا کی زچگی والی آلائش سے تھڑا پڑا ہے۔ اب جو میں نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک پلا جس کا آدھا
دھڑ باہر اور آدھا کتیا کے پیٹ کے اندر تھا۔ بے حس و حرکت پڑا ہوا ہے۔ میری توجہ سینے پر کتیا بری طرح ہانپتے
وہ جسم اینٹھنے لگی تھی۔ مزید توجہ دینے پر معلوم ہوا کہ ایک پلا زچگی کی پیچیدگی کی وجہ سے مر چکا ہے جسے ہر ممکن
کوشش کے باوجود اس کے پورے جسم کو اپنے جسم سے خارج نہیں کر پا رہی۔ خدا جانے مجھے کیا ہوا۔ میں نے
ایک ملازم کے علاوہ سب کو باہر کیا۔ پانی گرم کروایا۔ ملازم کی مدد سے کتیا کے جسم کو صاف کیا، مردہ پلے سے

نجات دلوائی۔ گرم دودھ پلایا بستر کی چادریں تبدیل کر کے تکیہ اور پلّوں کو اسی بستر پہ لٹایا اور خود تمام رات اس کی تیمارداری، نگہداشت میں گزار دی۔"

بی جان بی بتا رہی تھی اس واقعہ کے بعد اس کی زندگی اور سوچ میں ایک عجیب سی تبدیلی واقع ہوئی ــــ اس قماش میں رہنے کے باوجود وہ اللہ کی توفیق سے گناہوں سے بچی رہی ــــ ظاہری اور باطنی عبادتیں وہ ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ــــ کتوں سے محبت اور ان کی خدمت کا یہ عالم کہ اس دن سے اس دن تک ہر روز کتوں کی دعوت کا اہتمام کرتی ہے۔ ان کے لئے خاص پکوان پکوا کر کھلاتی ہے ــــ کتیں دکھائی دے جائے تو احترام کرتی ہے۔ اس نے بتایا کہ اللہ پاک اس کی کسی بات کو رد نہیں کرتے ــــ جو التجا کروں مان لی جاتی ہے۔ لیکن میں نے اپنے لئے کبھی کچھ نہیں چاہا ــــ!

بابا جی سنگ دار سے ... کا ذکر نکل آیا تھا۔ واپس وہیں پہ چلتے ہیں۔ میں اور میرے تین ساتھی ملک کافور، بندۂ ثروت طولا کے ساتھ سنگ دار بابا جی کے میلے میں شرکت کے لئے روانہ ہیں۔ یعنی ملک کافور ... [illegible] پاکستانی فراری از راہ کرم بابا جی سنگ دار نے مجھ [illegible] اور جمشید کے مطابق [illegible] بابا جی نے [illegible] ضرور شرکت [illegible] شب تار ہمراہ [illegible] اور ایراد ..... سبحان اللہ الحمد للہ ....!

سفر اور خوشی [illegible] اگر ساتھ ساتھ ہوں تو تھکن، الجھن اور بیزاری کی بیماری محسوس ہوتی ہے۔ [illegible] راستوں اور فاصلوں کا [illegible] ــــ منزل پہ مسافر کی [illegible] ایک [illegible] پر آمد ہوتا ہے جس کے پاس شدّت کی خوشی کا احساس ہوتا ہے اور نہ کوئی [illegible] جانی یا ــــ وہ ایک پارسل کی مانند ہوتا ہے جسے منزل پہ اتار پھینک دیا جاتا ہے۔ سفر تو ایک کھلی کتاب کی مانند ہے جس کا ایک ایک حرف، لفظ آپ سے توجہ بھی چاہتا ہے اور [illegible] بھی ــــ سفر میں ساتھ ساتھی [illegible] اس سے بہتر ہے کہ اپنے ساتھ کسی بندر کو لے لیں تاکہ کم از کم وہ اپنی خوں خوں اور عقلی حرکتوں سے بہلائے تو رکھے ..... بندر سے یاد آیا۔

● لنکا کے سفر میں بندر ہمراہ ــــ!

ایران جانے کے لئے بذریعہ بس بلوچستان عبور کرنا میری مجبوری تھی ٹرین کا ٹریک ٹوٹا ہوا تھا

ہوائی جہاز کی سروس تہران تک تھی جہاں سے مجھے بارڈر کے قریب ایک ایرانی گاؤں میں پہنچنا تھا۔ اب دو ہی طریقے تھے ایک مقامی بس پہ سفر اور دوسرا کار یا ٹیکسی۔ دوسرا طریقہ اس لئے قابل عمل نہیں تھا کہ پرائیویٹ کار یا ٹیکسی ایسے طویل اور تھکا دینے والے پہاڑی اور صحرائی سفر کے لئے موزوں نہیں تھیں اور پھر غیر محفوظ بھی ایسی کہ مسافر اور گاڑی دونوں غائب ہو جائیں۔ اب صرف اور صرف مقامی بس ہی میرے سامنے تنہا راستہ تھا۔ جب میں کوئٹہ کے مقامی اڈے پہ پہنچا۔ بس میں بھارہ بھرے ہوئے تھے۔ وہی بلوچ مکرانی ایرانی افغانی پاکستانی زیادہ تر چھیرے باز ــــ اندر جھانکا تو وہی ماحول تنگ نشستیں گھٹنے ہوئے مسافر اوپر نیچے سامان کے انبار..... الٰہی اٹھیں چوبیس گھنٹے کا سفر کس طرح طے ہوگا؟ میں بس سے نکل آیا کہ جو بھی ہو میں اس طرح سفر نہیں کر سکتا۔

اڈے والے نے مجھے آ واز دے کر کہا۔

"حاجی صاحب ٹکٹ لے لیں بعد میں سیٹ نہیں ملے گی ــــ!"

میں نے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"بیٹا [illegible] لمبا سفر کرنا دشوار ہے اس لئے"

وہ مجھے [illegible] ہوئے بولا۔ "حاجی صاحب! آپ آگے فرسٹ کلاس میں ٹکٹ لے لو"

اس کے مشورے پر میں نے فرسٹ کلاس کا جائزہ لیا ــــ ڈرائیور کے پیچھے چھ سات نشستیں تھیں۔ قدرے کشادہ اور صاف ستھری [illegible] مسافروں کو دیکھا تو پسینہ آ گیا۔ مسلسل نسوار کی پیک پھینک رہے ــــ کچھ سگریٹ پی رہے تھے ــــ وہ کنڈیکٹر بولا۔

"حاجی صاحب ادھر چار نشستیں ہی رہ گئی ہیں۔ بیٹھنا ہے تو بولو پیچھے اور لوگ بھی کھڑے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "بیٹا! ان لوگوں کو ادھر بٹھاؤ مجھے نہیں جانا۔"

میں اس مایوسی کے عالم میں وہاں سے نکلنے ہی والا تھا کہ پاس ہی کھڑا ایک نوجوان ڈرائیور میرا حلیہ، کالا لباس انگوٹھیاں، گلے کے منکے وغیرہ دیکھ کر متوجہ ہوا۔

"اوئے نواز ے مرشد کے کیا پرابلم ہے؟"

کنڈیکٹر بتا رہا تھا ــــ "حاجی صاحب نے ٹکٹ نہیں لیا ہے۔ سیٹ پسند نہیں آئی۔"

اب وہ ڈرائیور مجھ سے مخاطب ہوا۔ "پیر صاحب! سیٹ کا کیا پرابلم ہے؟"

اب میں نے بتایا کہ بس بہت خوبصورت ہے۔ آپ اور یہ کنڈیکٹر بھی بہت اچھے ہیں۔ اندر نشستیں

بھی بہت خوب ہیں ۔۔۔۔ میری بیماریاں اور مزاج ہی اچھے نہیں۔"

میرا یہ ادٹ پٹانگ قسم کا جواب سن کر وہ بڑے زور سے ہنسا ۔۔۔ بڑی تھمیر پھیلی پچری ہوئی مونچھوں کے نیچے چپید چپید ہموار دانتوں سے میں محظوظ ہوتا رہا تھا کہ یہ "کچھ نہیں تے کچھ نہیں" قسم کا ڈرائیور جس میں حسِ مزاح بھی دکھائی دی میرے مونڈھے پہ پولے سے ہاتھ رکھتے ہوئے اجاگر سے لہجے میں کہنے لگا۔

"آیئے جی صیب! آپ کو کچھ بھی کھلائیں اور قہوہ بھی پلائیں ۔۔۔"

اس سے پہلے کہ میں کچھ جواب دیتا وہ مجھے کھینچتا ہوا اڈے کے دفتر میں پہنچ گیا۔ چھوٹا سا خالی کمرہ ابھی ہم کرسی پہ بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ ایک خوفناک شکل وصورت والا ایک بندہ المونیم کے چپٹے گول تھال میں دنبے کی ران جسے سجی کہتے ہیں۔ دو تین گرم خستہ روٹیاں اور قہوے کے چینک گلاس لیے پہنچ گیا۔

"لیجئے! بسم اللہ کیجئے۔" وہ ایک بڑا سا گوشت کا ٹکڑا میرے آگے دھرتے ہوئے بولا۔

[illegible] مہمان! ۔۔۔ "بھائی! ایک تو میں کھانا کھا چکا ہوں دوسرے میں ایسے کھانے نہیں کھا سکتا ۔۔۔ میرے دانت [illegible] دونوں کمزور ہیں اور ہاں ابھی آپ تو مجھے بتا کر گئے تھے کہ بس کا ٹائم ہے اور آپ [illegible]"

[illegible]

"[illegible] ابھی دو گھنٹے تک ہماری گاڑی ادھر ہی اڈے پہ ہے۔ وہ بس کے اندر بیٹھے ہوئے تقریباً سارے اپنے اڈے والے ہیں۔ گنتی تو ابھی سارے [illegible] ہیں۔ یہ ہماری [illegible] ہے۔ بندے بٹھانے کے [illegible] ہیں کہ ہم بس چھٹنے والے ہیں ۔۔۔ ابھی ہم کھانا کھانے کا اہتمام کرے گا۔ [illegible] آرام کرے گا۔ پھر کہیں شام [illegible] بعد یہاں سے روانہ ہوگا ۔۔۔"

اس کی یہ حقیقت افروز باتیں سن کر میری تو تسلی تم ہوگئی ۔۔۔ الہیٰ! ادھر بھی کھانے کے اور دکھانے کے اور ۔۔۔ خدا کے بندے تیرے سادہ لوح مسافر کدھر جائیں۔ کنڈیکٹری بھی عیاری ہے اور [illegible] عیاری ۔۔۔۔!

مجھے یوں ششدر گم صم سا پا کر وہ چپ سا ہو گیا۔ پھر شاید بات پلٹنے کی غرض سے میرے سامنے قہوے کا گلاس دھرتے ہوئے کہنے لگا۔

"لیجئے قہوہ تو پیجئے ۔۔۔ اس کے لئے دانتوں اور آنتوں دونوں کی ضرورت نہیں۔ جی صیب! [illegible] ہوتا مجھے تھوڑا زیادہ بولنے کا پرابلم ہے۔ کوئی ایسا تعویذ دو میری زبان بندی ہو جائے۔"

میں پھر خاموش رہا کہ میری پالیسی ہے اگر مقابل زیادہ کہنے بولنے کا مریض ہو تو اُسے خوب بے تُکی کرنے دو۔ جب اُس کا پیٹ خالی ہو جائے گا تو خود ہی شانت پڑ جائے گا۔ میں اب کسی نہ کسی طور اِدھر سے کھسکنے کی سوچ رہا تھا۔ اچانک مجھے سوجھی۔

"بھائی جی! آپ نے تو اِدھر سے شام کو نکلنا ہے۔ مجھے بھی کچھ کام ہے۔ آپ آرام کریں میں ان شاء اللہ شام تک اِدھر آ جاؤں گا۔" اُٹھنے کی خاطر گھٹنے پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہی فلو جلدر کنڈیکٹر اندر آ گیا۔

"اوئے نواز ے! تجھے کیا پرابلم ہے پیر صیب کے لئے ٹکٹ کیوں نہیں بناتا ــــ ان کو نمبر ون بلکس کی وی آئی پی کلاس میں بٹھانا ہے۔ جلدی سے ان کا ٹکٹ بناؤ۔"

میں اس طرح چھنتے دیکھ کر پوچھ لیا۔

"بھائی صاحب! یہ پرفیکٹ وی وی آئی پی کلاس ــــ؟"

"پیر صیب! یو فرنٹ سیٹیں میری بائیں طرف ہوتی ہیں۔ آرام دہ کھلی ــــ دبا ؤ نہ دھچکا ــــ سامنے ہر منظر صاف۔ راستے میں جگہ جگہ کسٹم پولیس رینجر اور چیکنگ والے بھی آگے والی وی آئی پی سواریوں کو پیچھے تک نہیں بلکہ اُلٹا سلوٹ کر کے جاتے ہیں بھائی کاروبار اب اپنی طرح ہی ہیں۔"

"مگر بیٹا! اِدھر وہ سیٹیں بک ہو چکی ہیں۔ ایک تو ملتان امیگریشن والا افسر رند صاحب ہیں دوسری سواری سردار صیب حبیب ٹرنک والے ہیں۔ تیسری سیٹ گیئر بکس کے ساتھ خالی ہے۔ حاجی صیب کو دے دیتے ہیں۔"

میرا تو جیسے اچھل کے حلق میں آ گیا۔ ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ کی تین سیٹیں اور میری سیٹ گیئر بکس کے ساتھ ــــ میں نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"بھائی جی! سفر میں مجھے الٹی کا احتمال بھی رہتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ مجھے ملتان جانا ہی نہیں۔ میں تو ویسے ہی ذرا اِدھر معلومات کے لئے آیا تھا۔"

اب میں نے طوعاً کرہاً اُٹھ کر جانا چاہا۔

ڈرائیور بھائی بھی کھانا چھوڑ کر میرے ساتھ اُٹھ لیا ــــ دفتر سے باہر نکلتے نکلتے وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔

"میں سمجھ گیا آپ تنگ ہو کر بیٹھنا نہیں چاہتے۔ میں آپ کو تینوں وی آئی پی سیٹوں پہ اکیلا ہی بٹھاؤں گا۔ کھلا ڈھلا آرام سے آئے تو کھڑکی سے باہر ــــ اوئے نواز ے! میری سمجھ میں نہیں آتا تجھے کیا پرابلم ہے۔ اوئے آگے کی دونوں سواریوں کو پیچھے فرسٹ کلاس میں بٹھاؤ ... انہیں سمجھاؤ ہمارے مرشد پیر صاحب

آگے اکیلے بیٹھیں گے وہ کچھ نہیں بولیں گے۔"

میں نے گڑبڑا کر انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ انہیں وہیں رہنے دیں۔ میں نے جانا ہی نہیں — وہ میرے کان کے قریب پہنچ کر سرگوشی کے انداز میں مشورہ دینے لگا۔

"چوہدری صیب! مجھ ایسا تابعدار ڈرائیور اس بس سے بہتر بس آپ کو پورے اڈے پہ نہیں ملیں گے۔ پورے راستے میں ہی دوسروں کو اوورٹیک کروں گا ..... اگر کوئی اس بس کو اوورٹیک کر جائے تو میں یہ پچھیس کی پالی ہوئی مونچھیں صاف کروا دوں گا۔ یہ میرا بلوچستان کو چیلنج ہے۔"

اس نے پاس کھڑے کنڈیکٹر کو ایک دھول جماتے ہوئے پوچھا۔

"اوئے نواز ے! تجھے کیا پرابلم ہے تو چوہدری صیب کو میرے بارے میں کچھ بتاتا کیوں نہیں۔"

اس سے پیشتر کہ وہ اپنے استاد کی بات کی تائید کرتا۔ میں ہی میدان میں آ گیا۔

"ڈرائیور بھائی! یقین کرو مجھے آپ اور آپ کی بس کی تمام خوبیوں کی خبر ہے۔ ایسی لاجواب بس اور ایسا باکمال با اخلاق ڈرائیور پورے بلوچستان میں نہیں ہوگا۔ پتہ نہیں کہ میرا دل کیوں آمادہ سفر نہیں
آپ ....."

اس نے چہرے پہ بات ایک پل ..... یہاں ادھیڑ دل سے کہنے لگا۔

"چوہدری صیب! ایک بات ہے میرا دل بھی آمادہ دکھائی نہیں دیتا کہ میں آپ کو یہاں اس پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر جاؤں مگر وہ میرے ..... تھیلے کھانے پینے کے سامان کی طرف کی جانب اشارہ کرتے ہوئے مخاطب ہوا ..... "آپ یہاں اکیلے تنہا بیٹھے ہوئے ہیں ..... اس بس پہ نہیں کسی دوسرے پہ یا کسی ٹیکسی کار ..... لیکن یہ میری گارنٹی ہے کہ آپ کو میرے ساتھ اس بس سے بہتر کوئی اور سواری نہیں ملے گا۔"

میری دیگر کمزوریوں کے علاوہ میری ایک نمایاں کمزوری میری ڈرنے والی طبیعت بھی ہے ..... نقصان سے قطع نظر میری ہوئی چوہدراہٹ کی سواری۔ تاوقتیکہ کوئی ایسی ڈرامائی صورت حال درمیان میں نہ ہو جائے جو میری انا کی خود اعلان کر دے۔ یہاں بھی یہی صورت تھی۔ میں "بے فضول" کہہ رہا تھا وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اگر بجلی گئی کا خدشہ ہو جاتا ہے اور خواہ وہ بازی سواری اور یادہ کو ..... سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے تو اور مجھے کیا چاہیے ..... بس میری نام نہاد انا کا مسئلہ تھا۔ میں ایک ..... جوڑ کر بیٹھا تھا۔ میں نے اپنی انکار والی انا کے ترکش کا آخری تیر بالآخر آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔

"بھائی! میں بڑا مسکین قسم کا شخص ہوں۔ میں تو عام مسافروں والے کرائے میں بھی استطاعت .....

طرح فقیرانہ رعایت کا سوچ رہا تھا اور آپ مجھے اکٹھی تین سیٹ ڈیلکس وی وی آئی پی سیٹوں پہ اکیلا بٹھا رہے ہیں۔"

بجائے کہ وہ مجھے مفتوح مسافر سمجھ کر جان چھڑا جاتا ۔۔۔ اس نے نیم مسکراہٹ کے ساتھ میرے ہاتھ سے تھیلا اور کھانے والا باسکٹ لیا اور کنڈیکٹر کو پکارتے ہوئے کہا۔

"اوئے نواز ے بیوقوف! اگر تیرے لئے کوئی پرابلم نہ ہو تو پیر صیب کا یہ سامان میرے ساتھ والی سیٹوں پر رکھ دو۔ دیکھو وہاں کسی اور کو بیٹھنے نہ دینا۔"

"بھائی! وہ وی آئی پی سیٹیں تو پہلے ہی بک ہو چکی ہیں آپ میری وجہ سے ان معزز لوگوں کو کیوں پریشان کر رہے ہیں؟"

اس کا جواب تھا۔ "پیر صیب! کوئی بکنگ وکنگ نہیں ہوئی۔ یہ سواری پھانسنے اور فالتو پیسے بٹورنے کے ہتھکنڈے ہوتے ہیں۔"

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ لمبے [illegible] پر جب بس چل پڑے سو پچاس میل فاصلہ طے کر چکے پھر وہ ہم [illegible] [illegible] سے ہو جاتے [illegible] ہونے والے [illegible] کے بڑھتے قربتیں ہوتی ہیں۔ سفر کے پہلے دو چار گھنٹے احساس [illegible] کون [illegible] کہاں [illegible]۔ اس کے بعد ادنیٰ و اعلیٰ، چھوٹا موٹا سب ایک [illegible] نرم [illegible] جیسے [illegible] کی مانند ہو جاتے ہیں۔

ایسے ہی ہوا [illegible] ڈرائیور [illegible] بتایا تھا [illegible] ہوئی۔ حیرت کی بات کہ [illegible] ڈرائیور نے [illegible] ساتھ ہی ادا کی۔ وہ [illegible] شہر کے ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوا۔ محض نام کے علاوہ وہ ہر طرح سے مسلمان ہی تھا بلکہ ہم ایسے برائے نام مسلمانوں سے لاکھ درجہ بہتر تھا۔ بات چیت کے دوران یہ بھی بتایا کہ وہ ایک پیاری سی مسلمان چھٹانک چھوکری سے پیار کرتا ہے اور وہ دل و جان سے چاہتی ہے۔

کوہاٹ سے نکلتے نکلتے اچھا خاصا اندھیرا چھا چکا تھا اور پہاڑ بھی سر اٹھانے شروع ہو گئے تھے۔ پہلے سے بس میں مسافروں اور مختلف قسم کے سامان سے لدی پھندی بس آہستہ آہستہ چڑھائی کر رہی تھی۔

میں ڈرائیور کی بائیں جانب برائے نام تین سیٹوں پہ اکیلا ہی براجمان تھا۔ پچھلی عام کلاس اور فرسٹ کلاس کے مسافروں نے شروع شروع میں مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھا تھا ۔۔۔ چونکہ میرا اچکن حلیہ، گودڑیاں، مالائیں وغیرہ سے یہی ظاہر تھا کہ میں کوئی ازقسم پیر مرشد وغیرہ ہوں۔ جن کے لئے ان پسماندہ

علاقوں میں خاصی توقیر ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے مجھے اسی پروٹوکول کے قابل جان کر برداشت کر لیا تھا۔ مگر یہ شاید کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کنڈیکٹر نواز ے عرف پرابلم نے ان تینوں سیٹوں کے لئے (جو اصل ایک ہی سیٹ تھی) یکمشت اچھی خاصی رقم کرائے کی مد میں وصول کر لی ہوئی تھی۔ تنگ سی پہاڑی سڑک کے ساتھ بھاگتے سرکتے پہاڑوں ٹیلوں کے بھوت حدِ نظر تک گہرے اندھیروں کے پربت اور ہولناک سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔ کہیں کہیں نزدیک و دور کسی بستی یا جھونپڑے میں ٹمٹماتی ہوئی روشنی کی زرد کرن لہرا کر [illegible] احساس ہوتا کہ کوئی نہ کوئی ادھر موجود ہوگا تو یقیناً انسان ہوگا۔ چمن لعل سے ابھی تک کوئی باضابطہ بات چیت شروع نہیں ہوئی تھی۔ شاید وہ بھی ابھی تک میری طرح شعوری طور پہ خود کو سفر کا حصہ نہیں بنا سکا تھا۔ سفر کوئی بھی ہو کچھ آگے نکل کر ہی اپنے باطن سے باہر نکلتا ہے۔ جیسے دوستی شادی کاروبار تعلقات وغیرہ...... کھانا بھی پہلے دو چار لقموں کے بعد اپنا اصل ذائقہ ظاہر کرتا ہے۔ گاڑی چوتھے پانچویں گیئر میں...... گھوڑا ذرا سی چابک کے بعد سرپٹ بھاگتا ہے۔ گویا بھی الاپ لیتا ہے پھر کہیں کھرج سے استھائی انترے کی جانب بڑھتا ہے۔

میں نے اپنے جسم کو اس کے قدرتی ڈھب پہ چھوڑ دیا۔ پانی کی بوتل [illegible] اپنے سامنے [illegible] [illegible] دائیں بائیں [illegible] گاڑیاں خوب دیکھوں گا۔ [illegible] ہوئے پڑا تھا...... ایسی حالت [illegible] ہے۔ انسان سوتا بھی اور جاگ بھی رہا ہوتا ہے۔ اس کا شعور اور لاشعور اس کے ساتھ چھپن چھپائی کا کھیل کھیل رہے ہوتے ہیں۔

میرے سامنے بھی یہی کچھ ہو رہا تھا۔ کہیں دور ذہن کے پردے پر ٹوٹی پھوٹی اور [illegible] بھری آوازیں ابھر رہیں۔ دوران سفر اس نوع کے آہنگ زیروبم ارتقائے شعور کے گنبدوں اور میناروں سے خارج ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ کچھ اور تھا۔ [illegible] چیخ کے ساتھ ایک بار میرے کاندھے پر [illegible] اور اپنے ننھے ننھے پنجوں سے میرا [illegible] لگی۔ میں جو اس بات سے [illegible] اس نئی مصیبت سے چھٹکارا [illegible] کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ چمن لعل اگر مداخلت نہ کرتا تو میں شاید کیا کر گزرتا۔ اس نے کہا "باؤجی [illegible] باؤجی ذرا ادھر سے [illegible] اپنے ہی صاحب ہیں۔" [illegible] جس کا نام [illegible] میرے کندھے سے چھلانگ کر پیچھے کے ریلنگ راڈ پہ سے ہوتی ہوئی چمن لعل کے سر پہ چڑھ بیٹھی اور [illegible] ٹکوں ٹکوں اور منہ نچلا نچلا میرے [illegible] لینے لگی۔ کچھ دیر پہلے میں نے سفر میں آسودگی میسر ہونے پہ [illegible]

اطمینان کو محسوس کیا تھا اتنی جلدی اسے باطل ہوتے دیکھ کر میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ یوں لگا کہ میں اس بیہودہ بس' جس کے وی وی آئی پی کے کندھے سر اور بال ایک چھچھوری باندری کی دستبرد سے محفوظ نہ ہوں' ایک لمحہ کے لئے بھی سفر جاری نہیں رکھ سکتا۔۔۔ میں نے قہر بھری نظروں سے چمن لعل کو دیکھا۔ وہ مجھ سے نظریں بچاتا ہوا کھسیانا سا بتانے لگا۔

"پیر صاحب! میں نے آپ کو اپنی جس دوست باندری کے بارے میں بتایا تھا وہ یہی چھمک چھلو ہے۔ ذرا نٹ کھٹ نادان ہے' آپ اسے معاف کر دیں۔"

میں نے اس چونکا دینے والے انکشاف پر مزید برافروختہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے' تم نے شاید کسی مسلمان لڑکی کے بارے میں بتایا تھا' جسے تم چاہتے ہو اور وہ بھی تمہیں۔۔۔؟"

وہ حسب عادت قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "میں نے کسی لڑکی کا نہیں' اس باندری کا ذکر کیا تھا۔۔۔ یہ باندری پکی مسلمان ہے۔ کبھی سور نہیں کھاتی' جسم اور سر ڈھانپ کے رکھتی ہے۔۔۔ حیا شرم کرنے والی بھی کس ہے مگر انتہائی پیار کرنے والی بھی ہے۔"

میں [illegible] ساتھ جو پیار کیا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

سامنے ایک کا [illegible] ہوئے کمال بے نیازی سے جواب دیا۔

"پیر صاحب! آپ تو جانتے [illegible] یہ جانور اسی طرح سے اپنی محبت یا عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ اگلے کے سر سے جوئیں ڈھونڈ ڈھونڈ نکال کر چٹ کرتا۔۔۔ بالوں کانوں سے مستی کرنا' ان کے لئے پسندیدہ ہوتا ہے بلکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ دوسرا بھی ان کی حرکتوں سے خوش ہوتا ہے۔"

میں بندروں کے بارے اس کے فلسفہ الفت و عقیدت پہ غور کرنے کے ساتھ ساتھ' کانی آنکھ سے اس باندری کی حرکات و سکنات بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔ ریشمی چمکدار کپڑے کی قبا کرتا' جس پہ طلے کا کام تھا۔۔۔ دونوں کانوں میں سونے کے تار' پاؤں میں چاندی کی جھانجھریا' بانہوں میں ننھے ننھے کنگن۔۔۔ میں نے کم از کم اپنی ہوش میں ایسا کوئی پالتو بندر یا بندریا نہیں دیکھی جس کے گلے میں کوئی ڈوری یا زنجیر بندھی ہوئی نہ ہو کیونکہ یہ جانور بڑا چنچل ہوتا ہے۔ موقع میسر آتے ہی سارے بندھن توڑ کے نکل جاتا ہے۔ یہ جنگل' درختوں' غاروں' کھپاؤں کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ گلی محلوں میں گھومنے والے مداریوں'

قلندروں کی رسیوں میں بندھے گھسٹتے ہوئے بندر؟ — یہ بندر نہیں بلکہ بندر روڈ ہوتے ہیں یعنی سڑکوں کے بندر.... جو جنگل کے بندروں جیسا ایک روبوٹ ہوتا ہے۔ بندر اور انسان کا بچہ اگر خاموش اور بغیر کسی اچھی بُری حرکت کے بیٹھے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ بیمار یا پھر گزر چکا ہے۔

آپ نے کہیں نہ کہیں ضرور دیکھا ہوگا کہ ریڑھیوں، ویگنوں، ٹرکوں والے اور کچھ اسی قبیل کے شوقین لوگ، دیہاتوں قصبوں میں آوازے لگا کر سائیکلوں ریڑھیوں پہ سامان بیچنے والے دوکاندار، اکثر اپنے ساتھ بندر کا بچہ بھی رکھتے ہیں۔

"بندر والا آیا، بندر والا آیا...." بچے بالے اور ان کے پیچھے ان کی مائیں بہنیں بھی نکل آتی ہیں.... دوکاندار کچھ نہ کچھ دے دلا کر ہی وہاں سے نکلتا ہے۔

نوجوانوں میں اکثر وہ بندر پالتے ہیں جو پیار محبت کے کسی معرکے میں ناکام ہو چکے ہوتے ہیں۔ اپنے محبوب معشوق کے نام پہ کچھ حروف آگے پیچھے کر کے اس کا نام دھر دیتے ہیں۔ اچھا کھلاتا پلاتا، کپڑے زیور وغیرہ اسی طرح سے اسے اپنے بے وفا محبوب کا روپ دے کر خود کو تسکین دیتے رہتے ہیں۔ زنانوں کے [illegible] حضرات کے لئے بندریا ایک اچھی [illegible] دل بہلاوے [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] بندریاں تو [illegible] اور ضرورت سمجھتی ہیں۔ [illegible] کے چھوٹے موٹے سب کام سرانجام دیتی ہیں۔ کھانا پینا آرام سب ایک ساتھ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے معشوق [illegible] ہوتی ہیں۔

یہ ان باوری کے پاؤں [illegible] زنجیر [illegible] تو میں نے پوچھا۔

"آپ [illegible] اسے کوئی زنجیر وغیرہ باندھ کے نہیں رکھتے؟ سفر کی حالت میں اسے باندھ کے رکھنا اس کی حفاظت کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔"

میری اس بات کے جواب میں دونوں میاں بیوی نے کوئی انتہائی بچگانہ سی بات، بڑی [illegible] کرنے کی کوشش کی اور.... ہنسنے کے بعد وہ یکدم دم سادھ گیا۔ شاید اس لئے بھی کہ سامنے سے [illegible] جگہ [illegible] رہے تھے۔ فرنٹ سیٹ پہ سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ ایسی تیز روشنی کتنی پریشان کرتی ہے۔ [illegible] گزر گئے تو وہ واپس اپنے ٹریک پہ آتے ہوئے کہنے لگا۔

"صاحب! یہ باوری میری محبوبہ ہے کوئی انارکلی نہیں جسے زنجیریں پہنائی جائیں۔ جس محبت کو باندھنے کی ضرورت پڑے، اسے اس سے خود ہی دستبردار ہو جانا چاہئے۔ اس کو میں اس لئے بھی باوری کہ یہ واقعی باوری ہے جو مجھ ایسے بے مایہ کے سنگ اک وفا کا بندھن جوڑے بیٹھی ہے۔ [illegible]

دروازے اور دس کھڑکیاں کھلی ہوتی ہیں...... کسی کے بس میں کوئی بھی نہیں ہوتا ---- یہ چاہتی ہے کہیں بھی — شہر، صحرا، پہاڑوں میں، کہیں، جہاں وہ جانا چاہے ---- مگر میں تو چلا جاتا ہوں اپنی ضرورت کے مطابق ---- یہ کہیں میرے پاؤں کے نیچے اپنی جگہ پڑی رہتی ہے۔ جب جی چاہے اس کی سیڑھیوں، کھڑکیوں، چھت، آنگن پہ کھلے تلتی ہے۔ یہی بس..... اس کا گھر، آنگن، جنگل، منزل ---- میرے سسرال سب کچھ ہے۔"

میں سوچ رہا تھا کہ کوئی بھی جاندار زندگی کے کسی بھی روپ میں ہو، مکمل ایک کائنات ہوتا ہے۔ اس کے اپنے سورج، چاند، ستارے، دریا، پہاڑ، سمندر، آسمان ہوتے ہیں...... وہ اپنے اندر کے صحراؤں سرابوں کا بھی مالک ہوتا ہے۔ اپنی سوچوں، خیالوں کے ثوابوں، عذابوں کا بھی وارث ---- وہ اپنی ساکھی کے سانچوں میں پھنسا ہوا ساری زندگی زیر و زبر ہوتا رہتا ہے۔ جبکہ ہر انسان روزِ اول سے ہی دین و دنیا کے ہر علوم و اسرار سے آراستہ ہوتا ہے، دانش و بینش کا مالک [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] خوب سمجھتے ہیں ---- صرف اظہار و بیان کے بودے ہوتے ہیں۔ پھر اپنی اپنی تسکین و تشفی، یقین و تسلی کی بھی بات ہوتی ہے کہ جہاں، جدھر کوئی ٹھک جائے، ٹھہر جائے۔ رفیقِ حیات ہمدم و ہمدم محض انسان ہی نہیں بلکہ چرند پرند، حجر، شجر، جن و انس، ولی اور جاندار بھی ہو سکتا ہے۔ بات تو طبیعت کی کڑیاں [illegible] ملنے کی ہے۔

[illegible] جب باہم مل کر وہ اس جوڑے لگیں تو دونوں لہروں کا دھنک، زماں و مکاں کے فاصلے، سلسلے، چھترو ہیں سے ہو جاتے ہیں۔

گلی رندھی رات ہو اور جہاں سناٹے، دائیں بائیں کل، چھتر ہی جیسی کی مانند اُڑتے کھڑے پہاڑ ---- آسمان کی سیاہ چادر پہ ٹنکے موتیوں سے جھلملاتے ستارے، پہاڑوں، سبزہ زاروں کی مخصوص خوشبو ---- جو رات کے پچھلے پہر پہ وہ اور آخر شب، شاماں نے تان رکھی ہے کہ شاید ابھی ابھی ایک نوبتی کھڑکیوں سے مشابہ باہم سا کے مجھ کے یوں تراوت دینے لگیں کہ جیسے ہم کسی بادبانی کشتی پہ سوار کسی قلزمِ محبت میں تیرتے ہوئے ہوں۔ ایسے لمبے لمحات، رات کے راہیوں، کوہ پیماؤں، مسافروں، پہرہ داروں پہ خوب اترتے ہیں کہ وہ پوری نیند سے بے کل ہوتے ہیں اور بظاہر تھکے ہوئے بھی ---- تھکی جاگتی کی ملی کیفیت میں سرشار بھی ---- بس کے فرنٹ کیبن میں موجود ہم تینوں رات کے راہیوں کی اس وقت یہی حالت تھی۔

سمندر میں رات کا سفر باطنی سکون دیتا ہے ---- صحرا میں ستاروں کی تنویر میں سفر روحانی بالیدگی عطا کرتا ہے۔ پہاڑوں کے سفر مزاج میں سفر اپنے طبیعت میں تمکنت اور قوی میں قوت پیدا کرتے ہیں میدانی سفر، آسودگی، آسانی اور عجلت کا میلان پیدا کرتے ہیں جبکہ فضائی سفر وسعتِ خیالی، دیدہ وری اور فکر میں

آفاقیت پیدا کرنے کے حامل ہوتے ہیں۔ جنگلوں کے اندرون سفر طبع میں تحمل' تجسس' الجھن اور فطرت سے دلچسپی پیدا کرنے کے موجب ہوتے ہیں ــــ برف زاروں کے سفر بردباری' صبر' برداشت اور عبادت کا ذوق پیدا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی چند ایک اسفار ہیں ــــ زمین اور سمندر کے اندر نیچے کے سفر ــــ کانیں' کنویں' باولیاں' سرنگیں' غاریں ــــ کچھ اور اندر کے باطنی' وجدانی' کیفیاتی' مراقبی سفر اور کہیں ایسے بھی جو سوچوں' خیالوں' فکروں' اندیشوں کی مسافتوں سے معمور ہوتے ہیں۔

غیر شعوری طور پہ میرے منہ سے نکلا گیا۔

''چمن لعل! یہ بندریا آپ کو کہاں سے ملی تھی؟''

توقف کے بعد لمبے ہونے بھاری پڑ گئے تھے۔ شاید وہ کوئی مناسب سا جواب سوچ رہا تھا۔

میں نے دوبارہ پوچھا ''بھائی! میں نے پوچھا ہے کہ یہ بندریا آپ کو کہاں سے ملی تھی؟''

اس بار اس نے مجھے بڑی ہارڈ سی لک کرائی ــــ میں سہم سا گیا' سوچنے لگا یقیناً میرے سوال میں کوئی سقم ہے [illegible] خود جواب نہیں ملا' اوپر سے اس کی خشمگیں نگاہ' اب جو ذرا اپنے سوال پہ غور کیا تو میں خود بھی [illegible] مشکل [illegible] [illegible] سوال [illegible] [illegible] آپ کی پہلی ملاقات [illegible]

[illegible] کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''میں آپ کو جواب ایک طویل مسافت کے بعد دوں گا۔''

مجھے بھی کیا جلدی تھی۔ [illegible] پوچھنے تک بچہ منا چپ رہتا تھا۔

سفر کے دوران الاؤ دن بیٹھے بیٹھے میری گردن کے پٹھے اکڑ گئے تھے جبکہ جسم بوڑھے بیل کے گوشت کی مانند بیٹ پہ دھرا ہوا تھا۔ بس کی ہر حرکت مسافر خود بخود دھرتا رہتا ہے۔ اس کا وجود اس کے اختیار میں نہیں رہتا ــــ خاص کر اس وقت جب یہ جو کوٹی کی حالت میں ہو ــــ آنکھیں موندے پیچھے پھیلائے سیٹ پہ یوں بھی نہ چلا کہ کتنے بھاری مسافت طے ہو چکی ہے۔ سیٹ سے ہلکا سا جھٹکا ہوا تو میں ہڑبڑاتے ہوئے بندر کی طرح آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ وہی ازلی تاریکی جو تمام سفر میں پہاڑوں' وادیوں' بیابانوں کا مقدر ہوتی ہے۔ البتہ کچھ دور دائیں جانب کچھ مدھم بجلی کی روشنی سی دکھائی دی ــــ باقاعدہ سڑک ہوتی تو میں کہتا کہ ہم کچے پہ اتر چکے تھے۔ بہرحال ہم سڑک چھوڑ کر آہستہ دو چار ہوتے سے جھونپڑوں کے روبرو جا کھڑے ہوئے۔ پتھر کے بڑے بڑے دیے باہر ایک [illegible]

ٹکے پہ دھرے تھے۔ پیچھے بس میں سوئے جاگے مسافر بھی کسمسا کر ہوشیار ہو چکے تھے۔ مس باوری بھی ٹھوسیاں مارتی ہوئی چمن لعل کی گود سے باہر کود کر میرے ساتھ خالی جگہ پہ بیٹھ کے بغلیں کھجلانے لگی۔

میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھ بیٹھا۔

''بھائی چمن لعل! یہ کون سی جگہ ہے۔ کوئی ٹھیک ہوٹل یا چیکنگ پوسٹ؟''

وہ مجھے نیچے اُترنے کا اذن دیتے ہوئے بولا۔

''پیر صیب! یہ جگہ اُس بات کا جواب ہے جو ایک گھنٹہ پہلے آپ نے پوچھی تھی کہ باوری مجھے کہاں سے ملی تھی۔''

میں اس کی بات پہ غور کرتے ہوئے نیچے اُتر آیا۔ جکڑی ہوئی ٹانگیں سیدھی کیں۔ ایک لمبی انگڑائی توڑی پھر بھرپور جمائی لی ——— ہوش و حواس بحال ہوئے تو ان جھونپڑوں کا طائرانہ جائزہ لیا۔ وہی بے ڈھبے پتھروں کی بے مسالہ دھری ہوئی دیواریں اوپر کانٹے دار جھاڑیوں کی چھپریں۔ ایسا گھپ اندھیرا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے ——— نہ آدم نہ آدم زاد ——— اب دھیرے دھیرے جکڑے بدن سیدھے ہوئے مسافر بھی باہر نکلنا شروع ہوئے۔ پاس ہی پتھروں سے [illegible] چمن لعل جس کے اندر [illegible] دیا۔

''[illegible] آپ فارغ ہو لیں۔ اتنی دیر میں [illegible] آپ کے لئے کڑک سی چائے بنوا لیتا ہوں۔''

اتنا کہہ کے وہ [illegible] والے جھونپڑے میں گھس گیا۔ شاید وہاں کوئی چائے خانہ تھا۔ میں اس [illegible] کو جاتے دیکھ رہا تھا جس کے کاندھے پہ [illegible] تھا [illegible] اس کے مریض کا تو پتہ ہی نہیں چلتا جو پیچھے کی لپیٹ دیتا ہے اور آگے کی اچانک کھول دیتا ہے۔ پیشاب کی اشد حاجت تھی لوٹے کی گردن دبوچے میں ذرا پرے اندھیرے کی جگہ پہ چلا گیا۔ اب کوئی جگہ مجھے پسند ہی نہیں آ رہی۔ میرا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ سفر میں سفری چاقو (سوئس میڈ [illegible] پہ چوکور سرخ [illegible] والا) اور سفری پین ٹارچ میری جیب میں ضرور موجود ہوں گی۔ ایک ہاتھ میں پانی والا لوٹا اور دوسرے ہاتھ میں ننھی سی ٹارچ جس کی لرزتی ہوئی مدھم روشنی میں میں اپنے پاؤں تلے کے اونچے نیچے پتھروں پہ کوئی معقول سی جگہ ڈھونڈ رہا تھا کہ جہاں کوئی ایسی جگہ ہو جہاں پہ بیٹھ کے میں [illegible] حاجت رفع کر سکتا۔ کثرت بول کا عارضہ ہمارے ہاں موروثی بیماری ہے کم از کم میں اس سے بہت عاجز رہا ——— دن میں بار بار اور رات بھر بیت الخلا کے چکر۔ زیادہ پریشانی سفر کے دوران ہوتی ہے۔ حتی الوسع میں بس کوچ کے ذریعے سفر سے گریز کرتا ہوں۔ البتہ ٹرین جہاز سے قدرے سہولت رہتی ہے کہ سیٹ باتھ روم کے قریب تر حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ پھر بھی کبھی کبھی ایسی عجلت در آتی ہے کہ

پہنچتے پہنچتے ہی گیلا ہو جاتا ہوں۔۔۔ کئی بار تو ایسے ایسے عذاب جھیلے ہیں کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی پریشان کر دیا۔ ملاحظہ فرمائیں کہ آرام سے سفر کے دوران پڑھ رہا ہوں یا باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا ہوں یا کسی ہمسفر سے گفتگو ہو رہی ہے۔ یونہی محسوس ہوا کہ مثانہ قدرے بوجھل ہو رہا ہے۔ اس فرسودہ سے پیشاب آور احساس کو جھٹک دیتا ہوں کہ شیطان خوامخواہ خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے... خود کو صحت مند اور ایک اچھا مسلمان ثابت کرنے کے لئے لاحول ولاقوۃ پڑھتا ہوں مگر میرے خیال میں اس قسم کی مکروہ بیماریوں میں لاحول ولا قسم کے پاکیزہ ٹوٹکے کچھ زیادہ اثر نہیں کرتے۔ اب حال یہ کہ ناف کے نیچے اندر جیسے کوئی غبارہ پھول رہا ہے اور مثانہ پھٹنے کو آ رہا ہو۔ اب میں آگے پیچھے اور اندر باہر کی صورت حال کا جائزہ لیتا ہوں... زانوؤں کو جوڑ کر اکڑا لیتا ہوں اور پہلو پہ پہلو بدلتا ہوں... اس مقام پہ میرے ہاں ایک آدھ منٹ ہی ہوتا ہے... سختی سے دانتوں تلے زبان داب کے اب میں باہر نظر دوڑاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ بس کسی ایسی جگہ سے گزر رہی ہے کہ وہ رک نہیں سکتی یا ڈرائیور کہتا ہے۔ پانچ دس منٹ اور صبر کر لیں آگے پٹرول سٹیشن پہ واش روم بھی ہے اور وضو نماز کی سہولت بھی!۔۔۔ پانچ دس منٹ اگر حقیقت میں پانچ دس ہی ہوں تو آدمی ناک میں تھوک کے تمام پاس کر لے [illegible] ہے... لکھنے کے قابل نہیں۔۔۔ [illegible] ہوں... [illegible] اجازت دی [illegible] کہ پیشاب کی حاجت [illegible] تو میں بجائے یہ کہنے کے کہ بس روکو۔۔۔ مجھے پیشاب کرنا ہے [illegible] سے اور ذرا شرم کے مارے [illegible] ہوں۔ بس فوراً روکو اور مجھے اتار کر چلے جاؤ۔۔۔ مجھے اتر کر فارغ ہونے دو پھر وہیں واپس پہنچ کر کسی اور بس کا پتہ [illegible]

لاہور کے ایک پانچ ستارہ والے ہوٹل میں اولڈ راوین کا سالانہ ڈنر تھا۔ کسی کی غلطی سے مجھے بھی دعوت میں شریک کر لیا گیا۔ مہمان خصوصی چونکہ ایک بڑے سیاستدان تھے اس لئے سکیورٹی بہت سخت تھی۔ شرکاء کو چیکنگ سکریننگ کے مختلف مراحل طے کرنے پڑے۔ جب تمام شرکاء نشستوں پہ بیٹھ گئے تو سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ آنا جانا موقوف کر دیا گیا۔ یعنی مجھے اور ہوٹل کے سکیورٹی عملے کو ایک ایسے ہی مرحلے سے گزرنا پڑا جسے ہم دونوں حضرات خلا تک بھی پہنچیں تو شاید ایسا نہ کر سکیں۔۔۔ میں مخصوص نشست پہ بیٹھ کر آرام سے محظوظ ہو رہا تھا کہ اچانک مثانے سے مکمل موصول ہوا کہ مجھے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں کسی واش روم میں ہونا چاہئے ورنہ وہی ہو گا جو کم از کم اس فائیو سٹار ہوٹل میں اور اس سنجیدہ اور اعلیٰ لوگوں کے حامل اس ہمہ جہت ڈنر فنکشن میں نہیں ہونا چاہئے۔ عقلمند کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔۔۔ میں سمجھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور دروازہ پہ استادہ سکیورٹی کے مستعد اہلکاروں سے واش روم کا پوچھا۔۔۔ میں صدقے جاؤں کہ ان کی فرض منصبی

گرودوں کے سروں میں کوئی فہم ہی پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی انہوں نے میرے سوال کو کسی جواب کے قابل سمجھا۔ انہیں خاموش پا کر میں نے دوبارہ اپنا مدعا بیان کیا کہ شاید وہ اونچا سنتے ہوں یا ملکوتی موسیقی سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ اس بار ان میں سے ایک بڑے زرد کے اور تلخ لہجے میں بولا۔

"واش روم ہال سے باہر دوسری طرف ہیں مگر اس وقت تک ہال سے باہر کوئی نہیں جا سکتا۔"

"کیوں ۔۔۔؟"

"جب تک ثمر مبارک مند (سائنس دان) یہاں موجود ہیں دروازے بند رہیں گے۔"

میں اپنے زانو دباتے ہوئے بولا۔ "بیٹا! میں شوگر اور کثرتِ بول کا مریض ہوں۔ یقیناً مجھے یہاں نہیں آنا چاہئے تھا مگر یہاں کے کچھ لوگ زبردستی پکڑ کر مجھے یہاں لے آئے ہیں۔ میں گھر سے احتیاطاً خوب اچھی طرح پیشاب کر کے آیا تھا۔۔۔ اب کیا کروں پیشاب نے پھر پریشان کر دیا ہے۔ میں یوں گیا اور یوں آیا۔ بس ذرا سی دیر دروازہ کھول دو۔"

اس لڑکے نے [illegible] بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"[illegible]"

میں [illegible] سکتی ہے۔ یہ مرجنسی کا معاملہ ہے۔ فوراً دروازہ کھولو ۔۔۔ ورنہ؟"

میری جانب [illegible] سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ دوسرے [illegible] دروازہ کھل سکتا ۔۔۔"

ٹھیک میں جہاں کھڑا تھا وہیں جھک گیا کہ کم از کم نکلنے پائے یا پاجامہ گیلا نہ ہو ۔۔۔ برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ جب یہ حد ختم ہو جاتی ہے تو کوئی ضابطۂ اخلاق قانون اور شرم لحاظ باقی نہیں رہتا۔ پاجامہ گیلا کر کے بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا۔ لیکن اب مجھے کسی واش روم میں نہیں بلکہ گھر جانے کی حاجت تھی۔ بدمست منتظمین ان ایٹی ذہن کا رخصت انتظامیہ کی اخلاقی بے حسی اور عدم تعاون پہ پانی پانی تو نہ ہوا البتہ شرم کے مارے پیشاب پیشاب ضرور ہو گیا۔ واہ رے ایٹم بم قائلین تیرے نصیب ۔۔۔ جہاں دانشی کا ثبوت وہاں پر بیت نہ ثبوت......!

واش مکتان کے غربی جانب بیٹھے ہیں ۔۔۔ یہ عارتی روشن نیچے میں نیچے دیکھتا جا رہا تھا کسی مناسب اور ہموار جگہ کا متلاشی تھا ۔۔۔ عام آدمی کا کیا ہے کسی بھی بظاہر مناسب جگہ پہ بیٹھ کر فارغ ہو لے گا۔ مشکل تو ہم ایسے خبطیوں کے لئے پڑتی ہے۔ کے پہر کا خیال نیچے پاتال تک کا جاتا ۔۔۔ اوپر نگاہ اٹھاؤ آگے

پیچھے' دائیں بائیں دیکھ بھال لو..... نیچے کسی حشرات الارض جانور کا بل' نباتات' کوئی زہریلی جڑی بوٹی —
نیچے پتھریلی زمین ہے تو کس قسم کی؟ — شور تھور تو نہیں؟

درویش' فقیر' سنیاسی بول و براز کے لئے ایک سو ایک چیز دیکھتا ہے اور جاہل جاتلا جدھر آڑ دیکھ پاتا ہے' کام ڈال دیتا ہے۔ انسان عموماً اپنی ظاہری آنکھ سے آسانی کے ساتھ مادے کو دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن دیگر غیر انسانی مخلوقات' ماورائی عناصر اور آتشی آبلیسی محرکات کو عام حالات میں دیکھ نہیں سکتا — پورے بحر و بر کا کوئی حصہ' کونا کھدرا ایسا نہیں جہاں اللہ کریم کی کوئی نہ کوئی مخلوق موجود نہ ہو — انسان سے تو یہ تو محض پانچ چھ فیصد بحر و بر پہ برقرار ہے باقی ماندہ پہ جنات اور دیگر نوری ناری مخلوقات اپنا تسلط رکھے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں کے سلسلے' برف زار' جنگلات' سمندر' ریگ زار وغیرہ جہاں انسان کی ابھی تک رسائی نہیں ہوئی دیگر مخلوقات کی آماجگاہیں ہیں۔ [illegible] بول و براز کے لئے جگہ منتخب رکھو۔ اجنبی جگہ پہ رفع حاجت کے لئے بیٹھنے سے پہلے آس پاس خوب دیکھ بھال لو۔ بواسیر' سوزش مقعد' آنتوں کی بیماریاں — سوزاک' پیشاب کی نالی کی جلن' دھدر' داد' پھوڑے' پھنسیاں وغیرہ وغیرہ خبیث عارضے ہیں جو گھر کے ٹائلٹ روم سے دور کھلی فضا [illegible] کھیت کھلیان — مرگی' قبرستان کے آس پاس' [illegible] کے اوپر یا قریب [illegible] نیچے ہوئے سالم [illegible] جلن بول' کھلی [illegible] جڑوں کے قریب رفع حاجت سے مذکورہ بیماریوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ صد اندیشہ ہوتا ہے جبکہ [illegible] کسی مقدس رات کی [illegible] پودوں کے نزدیک یا [illegible] زمین میں استعمال کرنے سے [illegible] اور وقع الانزال کے عارضے لاحق ہو سکتے ہیں۔ کسی کھیت کے پاس بیٹھنے سے خلل دماغ واقع ہو سکتا ہے۔ گرم ریت پہ بول و براز سے فوطے پھول جاتے ہیں۔ گردوں کے گنج کی بیماری ہو جاتی ہے — ٹھہرے پانی میں اتر کر پیشاب کرنے سے پیشاب میں رکاوٹ' جلن پیدا ہو جاتی ہے جبکہ رواں پانی سے قوت مردانہ میں نقاہت آ جاتی ہے۔ گرم جگہ یا [illegible] عضو کی بیماری [illegible] ہوتی ہے — درختوں کے نیچے بھی یہ کام بڑی تکلیف دہ کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ جن کا سایہ' کسی ہوائی چیز کا چھونا' بھوت پریت کا چھلاوا وغیرہ۔

حصار حفظ و پناہ.....!

انسان اپنی نا سمجھی اور کوتاہ نظری کی بنا پہ انجانی مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر

کم از کم صاف ہموار سی جگہ اوٹ دیکھ کر بیٹھے اور کسی کنکر یا ٹہنی سے لاحول ولاقوۃ زیر لب دہرا کر اپنے گرد حصار کھینچ لے اور قدرے آواز سے تین مرتبہ دہرائے ——— ''میں رفع حاجت کے لئے یہاں بیٹھتا ہوں اگر کوئی اللہ کی ان دیدہ مخلوق' یہاں آس پاس موجود ہو تو وہ پردہ لے لے اور میرے اس بشری تقاضے سے درگزر کرے''..... یہ انتہائی مجرب ہے۔ یاد رہے کہ جنات اور دیگر عنصری' ہوائی مخلوقات' مختلف قالب میں بھی موجود سکتی ہیں مثلاً سانپ' چھپکلی' چمگادڑ' بلی' ابابیل' کوا' الو' گیدڑ اور گدھ..... یہاں تک کہ مکھی' مچھر اور انسان وغیرہ کا روپ سروپ بھی دھار لیتی ہیں۔

میں اپنے حساب کتاب کی جگہ ڈھونڈتے ہوئے کافی آگے نکل آیا تھا۔ یہاں مٹی کم پتھر زیادہ تھے اور سامنے کچھ آگے پہاڑ اونچے نیچے ہوتے دکھائی دیئے ——— یہ نہ ہوتے تو میں شاید کچھ اور آگے نکل لیتا۔ کچھ آگے ایک چھوٹا سا کنارہ دیکھ کر وہیں بیٹھ گیا۔ ہاتھ میں ٹارچ روشن تھی

جنگل' پہاڑ' میدان' صحرا میں اگر کہیں رات بسر کرنے کی مجبوری پیش آ جائے تو اپنے قریب آگ جلانے کا انتظام ضرور کر لو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کسی بھی طرح کی روشنی کا چارہ کرو ——— یا کچھ ہو تو ٹارچ' مشعل موم بتی یا کوئی چھوٹا سا دیا ہی کیوں نہ ہو۔ [illegible] کرتے۔ [illegible] سے باز رہتی ہیں۔ ان کے اندر ایک انجانا سا خوف طاری رہتا ہے۔ مگر ایک منتقم یہ بھی ہے کہ آپ [illegible] یہاں سب کی نظر میں آ جاتے ہیں۔

بچہ ہو یا بڑا' ان کے ہاتھ میں [illegible] جگنو یا چھوٹی سی ٹارچ ہو [illegible] ضرور دیا جائیں گے ——— اگر اندھیرا ہو اور ہاتھ میں ٹارچ ہو تو آدمی اُسے روشن کر کے ادھر اُدھر دیکھے گا کہ کیا تنگ اندھیرے میں اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہوتا۔

میں آدھ ونں سا بیٹھا پیشاب کی مصیبت میں پھنسا ہوا تھا۔ جو قطرہ قطرہ اپنی مرضی سے ٹپک رہا تھا۔ کمزور دل اور شوگر کے مریضوں کا یہ ایک المیہ ہے کہ وہ مثانے میں آخری قطرے تک اسے خارج کرنے کی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ پہلو پہ پہلو بدلا جا رہا ہے پیچھے پاؤں کے نیچے زمین روشنی کے ہالے میں مچھر اور پتنگے ناچنے لگے تھے۔ میں ٹارچ کی روشنی کا رخ بدل بدل کر آس پاس کا ماحول دیکھنے لگا ہوں۔ جو کہاں مجھے نظر آئے کھینچے ہوئے حفاظتی حصار کے باہر چھوٹے چھوٹے قد کے دو انتہائی مضطرب بندر دکھائی دیئے جن کے بالوں میں سیاہ بالوں کی کچھ زیادہ ہی آمیزش تھی۔..... نوکیلے دانت نکالتے ہوئے وہ سخت ناگواری کے عالم میں چیخ و پکار کرنے لگے۔ اب کیا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے میرے گرد بندر جمع ہونے شروع ہو گئے۔

میرے خدایا! میں کہاں پھنس گیا۔ میں نے پلٹ کر دوبارہ اپنی بس کی جانب دیکھنا چاہا مگر ادھر سوائے اندھیرے کے کچھ بھی دکھائی نہ دیا شاید اس لئے کہ درمیان میں وہ دونوں بڑے بڑے جھونپڑے تھے۔ اب مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا کہ اتنی دور مجھے نہیں آنا چاہئے تھا ۔۔۔ ذرا سی دیر میں چاروں طرف بندر ہی بندر ۔۔۔ دانت منہ نکالے خوں خوں کرتے میرے دوالے ہو چکے تھے۔ مگر میرے گرد کا حصار ایسا تھا کہ وہ اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

حصار کے بارے میں عرض کرتا چلوں کہ یہ ایک دائرہ ہوتا ہے جو کسی عصا، لکڑی، چھڑی، خنجر، تلوار، تیر یا دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے زمین، مٹی، ریت، پتھر، کپڑے یا پانی پہ کھینچا جاتا ہے۔ اس کا مقصد کسی خطرے کی صورت میں خود کو مالک کی پناہ میں رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ نوری، ناری ہر دو قسم کے عملیات یا ذاتی تحفظات کے ضمن میں بھی یہ حصار کھینچا جاتا ہے ۔۔۔ کچھ اوراد، آیات اور جنتر اگر ایسے بھی ہیں جو اسے کھینچنے سے پڑھے جاتے ہیں۔ اس نشان زدہ زمین (چند انچ کی یہ حصار کا نشان ہوتا ہے) یا دائرہ کے اندر پھر کوئی بھی بری مخلوق ڈک پہنچانے کی غرض سے داخل نہیں ہو سکتی ۔۔۔ چلے، مراقبات اور [illegible] جنگلوں، گھپاؤں میں لے جو دے عملیات کرنے والے عاملوں، یوگیوں، جوگیوں اور تپسویوں کے لئے یہ حفاظتی حصار [illegible] ہوتے ہیں۔ یہ عرض کرتا چلوں کہ اگر اس وقت میں حصار [illegible] خدا ہی [illegible] اچھل کود [illegible] ہیں ۔۔۔ یہ نسل ہے انسان نما ایک جنگلی جانور، جس کی شکل و صورت، آنکھیں ۔۔۔ [illegible] سب کچھ انسان کی مانند ہوتا ہے ۔۔۔ [illegible] ان کا جد امجد [illegible] ان کی پہچان جنگل کا [illegible] ۔۔۔ اپنی عادات اور جنسی، جمالی، جذباتی، جنونی کیفیات [illegible] انسان کے [illegible] دکھائی دیتا ہے ۔۔۔ غور کریں تو یہ حیوان ناطق ہے اور نہ حیوان محض ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اس کے بعد باقی ہی سے اس کی ہیئت و حیثیت کا ادراک ملتا ہے ۔۔۔ ہاتھی کی سونڈ کے بعد بندر کی کثیر المقاصد دم ہے جس سے یہ ایسے ایسے کام لیتا ہے کہ حضرت انسان کی عقل گم ہو جاتی ہے۔

شیر کی بابت آپ نے سنا ہی ہوگا کہ یہ جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے، [illegible] پانچ بچے یہ اس کی مرضی منشا پہ منحصر ہوتا ہے ۔۔۔ ابو مغل اعظم جلال الدین اکبر جنگل کے قانون کو تو [illegible] جنگلی جانوروں کے بارے میں کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ ورنہ [illegible] کی صورت میں مقید رکھے کون پوچھتا۔ جو خوبیاں تمام ایسی ان [illegible] میں تھیں وہ سب ایک اکیلے بندر میں مل جاتیں ۔۔۔ بات جنگل کے بادشاہ شیر کی ہو رہی تھی۔ اصل میں شیر صرف اسٹیمپ بادشاہ ہوتا ہے جو صرف اپنی بھوک مٹانے کے معصوم کمزور اور بے ضرر جانوروں پہ اپنی خونخواری اور دہشت کا رعب جما کر جنگل کا مغل اعظم بنتا

ہے ۔۔۔ حقیقت میں جنگل کے دربار کا سارا قارورہ دار بندر کے ذمہ مجرم سے ہی ہوتا ہے۔ مخبری سے لے کر چوبداری، پلے داری، چوکیداری، تابعداری اور اہلیان جنگل کی بال بچے داری میں بھی اسی بندر کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یعنی جنگل کے طوطے کی ہر بلا بندر کے سر ہوتی ہے۔ جنگل کے چرند پرند، گلہری سے لے کر بادشاہ شیر خان اور اس کے بیوقوف بیوی بچوں تک سب چھوٹے بڑے اس کو تایا جی کہتے ہیں ۔۔۔ اس جنگلت تایا کے جب درجات بلند ہو جاتے ہیں تو یہ تایا بندر سے خلیفہ مچھندر ہو جاتا ہے۔

سانپ کے ازلی دشمنوں میں بندر، مور، نیولا، گرد، چیل، مارخور، باز اور انسان سرفہرست ہیں۔ مگر بندر کا کوئی دشمن نہیں کیونکہ وہ سب کے کام آنے والا اور دل بہلانے والا جانور ہے۔ بندروں اور قلندروں سے وہ بڑا کتا ہے کہ وہ بندر حسن باندھ دیتے ہیں۔ اسے ان کی سوٹی اور ڈوری کے اشارے پہ ناچنا پڑتا ہے۔ بندر دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی ۔۔۔ بوقت ایک حد تک دشمن بے حد کے مدوں کے ہاں ذہانت و فطانت سوا ہوتی ہے تاہم اونٹ کی طرح کینہ اور کمینگی کے رجحانات بھی پائے جاتے ہیں۔ نقالی کو پسند کرتا ہے۔ دولت پسند بھی ہے۔ بندر کی ذات کا شعور ان کی اصل ذات بہ آمیں [illegible] ہوتے ہیں۔

اس جنگلے مجھے جن لوٹے بوزنوں سے واسطہ پڑا وہ ایک بار [illegible] لکھتا ہوں کہ یہ [illegible] اور پالے گئے ۔۔۔ میں نے اندازہ لگایا کہ جہاں میں بیٹھا ہوں اس کے اطراف کی چٹانوں اور ڈالوں میں ان کے مسکن ہیں۔ وہاں موسم بندروں کے ہاں پیدائش کا ہوتا ہے لہٰذا ان دنوں نر بندر اپنے سنگلاخ علاقے میں خاص طور پہ کسی انسان کی آمد کو اپنے اور اپنے بچوں کے حق میں کوئی مناسب نہیں سمجھتے ۔۔۔ بندر پالنے والے شکاری اور مداری اس موسم میں جالوں اور رنگلی چابیوں [illegible] سے انہیں پھانسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بڑے بندر تو کم ہی ان کی پکڑ میں آتے ہیں مگر چھوٹے بچے اکثر اپنی بے دھیانی کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں۔ بڑے بندر کو سدھانے میں بڑی مشکل پڑتی ہے جبکہ ننھا بندر آسانی سے سیکھ جاتا ہے اور مداری سے مانوس ہونے میں بھی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی۔

یہ ننھے ننھے بندروں کا گروہ بھی شاید مجھے اس قسم کا کوئی قلندر مداری سمجھے ہوئے تھا ۔۔۔ اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہ تھا میرا حلیہ حال ہی ایسا کہ میں لنگوروں کو بھی چچا دکھائی دیتا ہوں۔

بول و براز کا اخراج ایک قدرتی انعام ہوتا ہے۔ اس میں تو کل کو دخل زیادہ ہوتا ہے وقت نہیں بتاتا۔ فی الفور ہی سارا کام پڑ جاتا ہے ۔۔۔ مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ میں فارغ ہو چکا ہوں اور اب مجھے طہارت سے فارغ ہو کر ادھر سے عزت سادات بچا کر نکل لینا چاہئے۔ اب میں پائجامہ چڑھانے لوٹا تارک تھامے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

حصار سے باہر نکلنے کی دیر تھی کہ بندروں نے مجھ پہ یلغار کر دی۔ ابھی میں پوری طرح ان کی گرفت میں نہیں آیا تھا کہ حواس برقرار رکھتے ہوئے واپس حصار میں کود آیا ۔۔۔ دو چار جو میرے کپڑوں سے اُلجھے ہوئے میرے ساتھ ہی حصار میں چلے آئے تھے۔ بُری طرح چیختے چلاتے ہوئے باہر پھلانگ گئے بلکہ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ اب میرے پاس حصار میں رُکنے کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں رہ گیا تھا۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اندھیرے میں ٹارچ سے ڈالی ہوئی روشنی شیر کو بھی اندھا کر دیتی ہے۔ ہر جانور روشنی سے گھبراتا ہوا جھجک لیتا ہے۔ یہاں بھی یہی تھا کہ جدھر روشنی ہوتی اُدھر سے بندر دوسری جانب ہو جاتے ہیں۔ میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ان سے جان چھڑا کر بھاگ لینا ناممکن اگر نہیں تو مشکل ضرور ہے۔۔۔ ابھی اسی اُدھیڑ بن میں تھا کہ سڑک کی جانب سے کچھ آوازیں سنائی دیں ۔۔۔ اُدھر کان دھرے تو معلوم ہوا کہ چمن لعل مجھے پکارتا ہوا اسی طرف آ رہا ہے۔ جب اُدھر سے ملی جلی آوازیں قدرے بلند سنائی دیں تو میں نے اسے آواز دی۔

"چمن لعل! میں آگے چٹان کے پاس ہوں۔ بندروں نے مجھے گھیرا ہوا ہے۔"

تھوڑی ہی دیر میں چمن لعل دو تین آدمیوں کے ساتھ جن کے ہاتھ میں ٹارچیں اور ڈنڈے تھے میرے قریب پہنچ گئے ۔۔۔ بندر تو انہیں دیکھتے ہی کہیں رفو چکر ہو گئے تھے ۔۔۔ واپس [illegible] پہنچے ہوئے [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] نسل کے بندروں کے لئے مشہور ہے ۔۔۔ چند مخصوص لوگ ان سے مختلف [illegible] بھی کرواتے ہیں۔ چھوٹے قد والے یہ ننھے بڑے کام [illegible] والے ہوتے ہیں۔ اب میرے خیال میں آپ کو اپنے سوال کا جواب مل گیا ہوگا؟ ۔۔۔ فوری طور پہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ [illegible] کس سوال کا ذکر کر رہا ہے [illegible] ذہن پہ ہلکا سا دباؤ ڈالا تو خود بخود میرے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"صاحب! یہ میری باوردی کا ایک علاقہ ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اسی جگہ میری سیٹ کے پیچھے [illegible] تھی۔ ذرا دیر ہی کھلایا۔ [illegible] اگر یہ [illegible] سے کسی [illegible] ہوتی۔"

پون گھنٹے کی بریک کے بعد ہم پھر اپنے سفر پہ رواں تھے۔ چمن لعل نے بس کے ڈیک پہ کوئی [illegible] لوک [illegible] کا کیسٹ لگا دیا تھا ۔۔۔ الفاظ تو کچھ زیادہ سمجھ میں آنے والے نہ تھے لیکن دھن سے اور گائیکی کا انداز دلنشین تھا ۔۔۔ راجستھانی [illegible] کا خوش [illegible] کا فسوں!

راتوں میں صحرائی سفر ستاروں سے ٹمٹماتے جگنوؤں کی روشنی میں یوں لگتا ہے کہ جیسے مسافر سفرِ کائنات کے لئے نکلا ہو..... ایسے سفروں میں ہم نفس دوست کو سفر ہوتی ہے... ایسی ہی کچھ کیفیت ادھر بھی واقع تھی... موسیقی کے زیر و بم پہ تھرکتی اور بس کی رفتار کے آہنگ پہ جھولتی ہوئی نیند کی لہریں، عجب سا سحر

پیدا کر رہی تھیں — ادھ جگے کی حالت تھی کہ زانوؤں کے نیچے پنڈلیوں پہ آہستہ سے کسی نے گدگدی کی۔ پہلے تو خواب سمجھ کر نظر انداز کرتا رہا۔ بعدازاں جب کسی نے ہلکے سے دانت دھرے تو احساس ہوا کہ نیچے کوئی ہے۔ جھٹ سے دماغ میں آئی کہ ہو نہ ہو باوری کی حرکت ہے۔ چمن لعل کی جانب دیکھا' باوری تو اس کی گود میں سر دیئے سو رہی تھی۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے — الٰہی! نیچے کون سی بلا ہے؟ مزید کوئی اضافی حرکت کیے ہولے سے دونوں زانوؤں کے درمیان نیچے نظر کی۔ نیم اندھیرے میں بھلا کیا دکھائی دیتا؟ ذہن چالان کر دور گزر کرنا چاہا مگر تو یہ سمجھے ہو اس بلا نے میرا پیچھا چھوڑا ہو۔ اب اس نے ہلکی ہوا والے گیلے غبارے کی مانند اپنا جسم میری پنڈلی سے مس کرنا شروع کر دیا۔ جیسے کوئی نرم نرم ہاتھوں سے سہلا رہا ہو۔ اب بجائے خوف مجھے پیار آنے لگا' یوں سہلانے تھپکانے سے تو بڑے بڑے درندے وحوش شانت پڑ جاتے ہیں انسان تو ہے ہی بڑی نرم گل کا۔ اب یہ طے تھا کہ وہ کوئی بلی کا بچہ ہے اور یا پھر بندریا کا بچہ و چھوڑ۔ اب میں نے بھی اس کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا۔ دونوں پنڈلیوں کے درمیان لا کر ہلکا سا بھینچا تو اس کی چیں چیں سے اس کا بندر کا بچہ ہونا واضح ہو چکا تھا۔ [illegible] مگر جو حیرت چمن لعل کو اس واردات کی خبر نہیں تھی جو کہ مجھ پہ گزر رہی تھی یا [illegible] رہی تھی۔

[illegible]

"[illegible]"

میں نے فی الفور جواب دیا۔ "جب کوئی پیار سے پنڈلیوں میں گدگدی کر رہا ہو تو [illegible] ہوئی نیند بھی اڑنچھو ہو جاتی ہے۔"

اب میں نے قدرے اس [illegible]

"چمن لعل! کیا تم بتا سکتے ہو میرے پاؤں میں کون ہے جو میری پنڈلیوں کو گدگدا رہا ہے —؟"

وہ قدرے میری جانب جھک کر میرے پاؤں کے نیچے دیکھتے ہوئے بولا۔

"حضور صاحب! کیا چیز ہے مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا؟"

اب میں بولا۔ "دکھائی تو ابھی تک مجھے بھی کچھ نہیں دیا مگر ہے کوئی ضرور جو میری ٹانگوں سے لگا پڑا کھیل رہا ہے۔"

"آپ ذرا ہاتھ بڑھا کر اسے اوپر نکالیں دیکھیں تو سہی کوئی بلی کا بچہ ہے یا کوئی بندر کا بچہ —؟"

"چند لمحے توقف کے بعد میں نے دھیرے سے ہاتھ ڈال کر اس ذات شریف کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا' بالکل یہ ویسے ہی تھا جیسے کوئی ادھ مری بچھیا مرغے کے کھڑے سے باہر کرتا ہے۔ یہ ایک بندریا تھی بالکل باوری جیسی — اپنی باوری تو بیاہی ہری تھی۔ یہ شاید بجھا بھریں مرکیاں آنکھوں میں کاجل

جزار نخرے نخرے ۔۔۔۔ مگر یہ تو بڑی غریب الفری بالکل کسی بچے کے جاپانی کھلونے کی مانند کوئی پتلی سی چھوٹی سی ذرا کنارہ نظر بھی دیکھتے ہوئے گیا پائے ۔۔۔۔ اس کے منظر پہ آتے ہی پادری جیسے پاگل ہو گئی۔ وہ چیختی ہوئی وہیں چھلانگی اور میرے سر پہ آ براجی ایک لپک گھوم گھوم غرانے لگی جیسے اسے اس کی موجودگی بے حد ناگوار گزری ہو۔ میرے لمبے بال پکڑے وہ ٹارزن کی طرح جھول رہی تھی اور میں بری طرح جھلا کر رہ گیا ۔۔۔۔ وہ بندریوں کے درمیان ایک مچھندر بنا ہوا میں مدد طلب نظروں سے چمن لعل کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بھی اس صورت حال سے پریشان ہوتے ہوئے کہنے لگے۔

''اس مصیبت کو واپس نیچے کر دیں ۔۔۔۔'' پھر اس نے اپنی زبان میں پادری کو کچھ کہا ۔۔۔۔ وہ چھلانگ کر واپس اس کی گود میں پہنچ گئی مگر اس کی جھنجھلاہٹ اور خفگی میں کمی نہ آئی۔

میں نے اپنے الجھے ہوئے بال سمیٹتے ہوئے پوچھا۔

''چمن لعل! کیا اس وی وی آئی پی کلاس کے مسافر کے لئے یہ بندر تماشے بھی ٹکٹ میں شامل ہیں؟''

وہ ایک بار پھر میرے اس سوال پہ خوب کھلکھلا کر ہنسا۔

''صاحب! امانت ہیں ہو گئے اس راستے [illegible] بھی چیں بجبیں آتے۔ اس [illegible] ایسی کوئی واقعہ کہ ایسا بھی کسی مسافر کے ساتھ نہیں ہوا۔ حالانکہ مسافر اور مقامی لوگ ادھر سے بھی نکل جاتے ہیں اور یہاں جو بندریا نے پہنچنے والا کام بھی آپ کے ساتھ ہی ہوا ہے۔ جبکہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ بندریا کا بچہ وہیں کہیں آپ کے گرد کی جیب یا چادر [illegible] کہ میں نے پادری کو نظر کر لیا ورنہ وہ اسے ادھیڑ کر رکھ دیتی۔''

میں اس کی یہ بات سن کے حیران رہ گیا۔ سوچنے لگا یہ تو ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں ایسے ہی بندر گھوم پھر رہے تھے ہو سکتا ہے کہ اسی دوران بھاگتے بچوں میں پتہ معلوم ہوا ہم بچہ کہیں میرے نیفے یا پائنچے سے لٹک لٹک کر یہاں تک آ گیا ہو؟ ۔۔۔۔ میں نے قدرے متفکر ہوتے ہوئے کہا۔

''چمن لعل! جو ہوا سو ہوا۔ یہ بتاؤ اب کیا کریں! میرے خیال میں اس کو بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ کہیں کوئی دودھ ودھ ۔۔۔۔؟''

لاپرواہی سے بولا۔ ''دودھ شہد کی جگہ سے ہم کافی آگے نکل آئے ہیں۔ اب تو صبح چھ بجے سے آگے اگلے ہوٹل پہ پہنچ پائیں گے ۔۔۔۔ اب تو وہیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگا۔''

''اس کا مطلب ۔۔۔۔؟''

""مطلب یہ کہ میرے پاس بوتل میں دودھ تو ہے لیکن وہ باوری کے لئے صبح کا ناشتہ ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ پیٹ اپنا اپنا' قبر اپنی اپنی ——— لہٰذا میں اپنی باوری کا دودھ کسی اور کو نہیں دے سکتا.... چاہے وہ بندہ ہو یا کوئی بندریا ——!""

""میں نے اُسے سمجھانے کی غرض سے کہا۔

""بابن لعل! اس وقت تو باوری کھانا کھا چکی ہوگی اس کے صبح کے ناشتے کے لئے دودھ اگلے ہوٹل سے لے لیں گے۔ تم کچھ دودھ اس ننھے بچے کے لئے دے دو جو کسی بھی طرح اس وقت ہمارا مہمان ہے۔""

وہ اپنا موقف واضح کرتے ہوئے کہنے لگا۔

""پر صیب! میری باوری بازار کے گھٹیا اور غیر معیاری دودھ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی۔ اگر کبھی مجبوری کی حالت میں ایک آدھ گھونٹ پی بھی لے تو کھانسی زکام میں جکڑی جاتی ہے۔ اس لئے دودھ کے لئے معذرت ——— دوسری بات یہ ہے ٹکٹ کے پیچھے لکھا ہوا ہے۔ اپنا اپنا بوجھ اٹھاؤ' اپنا اپنا غم کھاؤ' یعنی سواری اپنے سامان کی حفاظت کی خود ذمہ دار ہے۔ لہٰذا آپ اپنے سامان کی خود حفاظت اور ضرورت پوری کریں۔ کمپنی کسی کی ذمہ داری نہیں لیتی۔""

اس [illegible] واضح ہو گیا ہے جس کی [illegible] میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ بس میں بیٹھتے وقت تو اس نے بڑی [illegible] تھی جیسے وہ ایک مخلص اور شریف آدمی ہے۔ میرے کسی گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایک [illegible] کے لئے دو گھونٹ دودھ کی خاطر ایسا سنگدلانہ رویہ اختیار کرے گا۔ [illegible] انسانی سوچ پہ سخت ذہنی اذیت ہوئی۔ ""قہر درویش برجان درویش"" کے مصداق کوئی جواب دینا یا مزید کچھ کہنا سننا مناسب نہ سمجھا۔ خاموشی سادھتے ہوئے اپنا سفری تھیلا ٹٹولنا شروع کیا۔ چھوٹے چھوٹے نمکین بسکٹ [illegible] اور [illegible] کے دانے [illegible] باوری کے خوف سے [illegible] اپنے پاؤں کے قریب ڈال دیئے۔ کافی دیر تک میں [illegible] پھر شاید کہیں نیند تھکن نے زور مارا ہوگا۔ اپنی دو ڈھائی سیٹوں پہ پاؤں پسارے [illegible] دراز ہو گیا۔ پھر شاید کہیں آنکھ لگ گئی ہوگی۔

آنکھ کھلی تو ہر سو [illegible] صبح پھیلا ہوا تھا۔ دن [illegible] یہاں شب کی سیاہی کا نشان تک [illegible] دائیں بائیں [illegible] بے ہنگم پہاڑی سلسلے [illegible] کی ذات سے نکلا ہوا [illegible]۔ مسلسل [illegible] دیکھ دیکھ کر آنکھیں دکھنے لگی ہیں۔ اب جو اُٹھ کے بیٹھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ ایک پہلو لیٹے لیٹے پٹھے اکڑ گئے ہیں۔ تھوڑا سا ہاتھ سے ملا، دبایا سہلایا اور پھر پیچھے کی ریلنگ کی ٹیک لے کر اٹھ بیٹھا ——— اب ایک

نیا منظر میرا منتظر تھا۔۔۔ پادری اور میرے والی سانوری دونوں گیئر لیور کے پاس بیٹھی ایک دوسرے کا سر چھو رہی ہیں۔ آپس میں ایسی رلی ملی بیٹھی تھیں جیسے دونوں سگی بہنیں ہوں اور چمن لعل ویسے ہی ہوشیار و چوبند۔۔۔ ڈرائیور حضرات جب تک ساتھ مشین کے مشین نہ بنیں، مشین چلا ہی نہیں سکتے۔ ان کے اعصاب گوشت پوست کے نہیں آہن کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔

میں نے بڑا ہشیار بنتے ہوئے کافی نظروں سے اسے دیکھا۔ میں اُسے ناراض تھا کہ اس نے گھونٹ دودھ کے لئے ایسی بے مروتی دکھائی۔۔۔ وہ بظاہر بڑا انجنت اور بے نیاز سا ڈرائیونگ میں جتا ہوا تھا۔ سانوری (میں نے اپنے طور پر اُسے یہ نام دیا تھا) نے پنجوں ماری اور میری گود میں آ گئی۔۔۔ چند ثانیے توقف کے پادری بھی آ براجی بلکہ آتے ہی اس نے میری داڑھی سے جھولا جھولنے کی کوشش بھی کی۔ جس پر میں نے اُسے ڈانٹتے ہوئے ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔ جس پر چمن لعل پھٹا۔

"پیر صیب! [illegible] اس غریبنی پہ تو نہ نکالیں؟"

اب [illegible] نے بھی دھماکہ کیا۔

"[illegible]

باتیں [illegible]

داڑھی سے جھولا جھولنے کی گستاخی کر رہا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟"

وہ بے طرح سے ہنسنے لگا۔ اس کی زوردار ہنسی سے ڈر کر دونوں بندریاں [illegible] جانے یا دشمن تھیں۔۔۔ یعنی پادری اِدھر اور سانوری [illegible] نے قدرے ترشی سے کہا۔

"بجائے کہ تم میرے سوال کا کوئی معقول جواب دو الٹا ہنسی میں بات اڑا کر مجھے مزید تاؤ دلانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

قدرے سنجیدہ ہو کر کہنے لگا۔ "نہیں پیر صیب! میں مذاق نہیں اڑا رہا۔ میں ایسی گستاخی نہیں کر سکتا۔ صرف نیند اڑانے اور آپ کو بھی مصروف رکھنے کی خاطر یہ ڈرامہ بازی کر رہا تھا۔ دیکھیں یہ پیر سفر۔۔۔ وہ بھی رات کی تاریکی میں اور یہ سنسان پہاڑی راستے۔۔۔ کبھی گانے والے کبھی ہنسی مذاق کبھی کچھ۔۔۔ یہ بندریاں بھی سفر میں دل بہلانے، وقت کاٹنے کا سامان ہیں۔ آپ زندہ دل بزرگ دیے اس لئے آپ سے ہنسی مذاق بھی ہوتا رہا، وقت اور سفر کٹتا رہا۔۔۔ خیر! اب دن چڑھ آیا۔ نخلستان بھی جلد پہنچنے والے ہیں۔ آپ اپنی منزل کی طرف اور ہم سفری پھیرو، کچھ آرام سکون کے بعد واپسی سفر کی تیاری میں لگ جاویں گے۔"

میری جانب ہلکا سا کھسک کر رازدارانہ لہجے میں کہنے لگا۔

"یہ اپنی بندریاں ایک ہی ماں کی بیٹیاں ہیں۔ پچھلے پڑاؤ جدھر آپ کو بندروں نے گھیرا تھا... وہاں سے مغرب کی جانب کالے پہاڑ شروع ہو جاتے ہیں۔ پرانے بوڑھے بتاتے ہیں کہ ادھر کسی پہاڑ کی کھوہ میں ایک مجذوب' جسے سائیں منزول کہتے تھے رہتا تھا۔ یہاں پہاڑ کی کھوہ میں رہنے کی بھی ایک داستان بتائی جاتی ہے۔ سائیں منزول ایک بھاڑے کا چرواہا تھا۔ آس پاس کے قبیلوں کے جانور پالتا تھا۔ ایسے سدا مست چرواہے بڑا لمبا عرصہ چراگاہوں اور پہاڑوں میں گزارتے ہیں... اردگرد کی دنیا سے ان کا کوئی رابطہ واسطہ نہیں ہوتا... سونا جاگنا' کھانا پینا' مرنا جینا سب کچھ ان کا اپنے ریوڑ کے ساتھ ہوتا ہے۔ بھیڑ بکریوں' گائیوں کا دودھ پنیر' گوشت اون پشم سے وہ گزارہ کرتے ہیں۔ جنگلوں بیابانوں پہاڑوں میدانوں میں وہ ہوتے ہیں' ان کا ریوڑ یا پھر ان سب کا مالک پالن ہار... ایسے چرواہے سدا خدامست ہوتے۔ قدرت اور فطرت کو خوب جانتے اور سمجھتے ہیں۔ انبیاء کرام اصحاب اور دیگر اللہ کے برگزیدہ بندوں میں بہت سوں نے یہ پیشہ اختیار کیا ہے۔ اس مقدس کام میں بڑے کام کی تنہائی' سکون اور دھیان میسر رہتا ہے۔ زمین مخلوق سے بھی سدا اور اللہ سے بھی رابطہ... کہتے ہیں کسی دشمن قبیلے نے [illegible] کر کے [illegible] بابان [illegible] مر جائے گا۔

مگر یہ بات کہ [illegible] اللہ کے اسے کون سمجھے...!

کہتے ہیں کہ اس علاقے میں کبھی دو چار بھورے بندر بھی رہتے تھے۔ جو قد کاٹھ اور خصلت میں عام بندروں سے مختلف تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ [illegible] زمانے پہلے یہاں ہجرت کرنے والے کسی ایرانی درویش کے ساتھ خادم کی حیثیت سے آیا تھا۔ کسی وجہ سے اس درویش کا اس علاقے میں انتقال ہو گیا۔ مرنے کے کئی روز بعد تک اس کی میت بے گوروکفن ایک کھوہ میں پڑی رہی اور یہ خادم بندر بیٹھا روتا رہا۔ آخر ایک رات امرِ الٰہی ہوا اور بندر کو کفن دفن کا اذن ملا۔ کہتے ہیں کہ سائیں منزول کے جسم کے نیچے سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ اب بندر کے ہاتھ درویش کی گودڑی جو لگی تو اس میں سے ایک بھوری سی بندریا ٹپک پڑی... بندر اور بندریا نے مل جل کر میت کو اس کے انجام تک پہنچایا۔ اب یہ دونوں اپنے مرشد کی قبر پہ مجاور بن کر بیٹھ گئے۔ کئی زمانے کسی کو اس قبر اور بندروں کی خبر نہ تھی۔ یہ بوڑھا بابا جوانی میں ان ہی بندروں کو ملا تھا... جو کچھ دیر بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ اس کی قبر بھی اسی ایرانی درویش کے ساتھ ہے۔ اس درویش بندر اور گودڑی والی بندریا سے پھر آگے ان کی نسل چلی۔ یہ باوری اور ساوری اسی نسل سے ہیں... باوری کوئٹہ سے گلستان تک ساتھ ہی رہتی ہے جبکہ ساوری پچھلے پڑاؤ منزول بھاؤ

سے قفقان تک اور واپسی پہ ادھر مزدول میں اُتر جاتی ہے۔"

میں نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا نام ساتوری کیا تم نے رکھا تھا......؟"

اس کا جواب تھا "......اور کیا آپ نے رکھا ہے......؟"

قارئین! یہ بندروں والی بات 'کتوں' والی بات سے نکلی تھی کہ کس طرح طوائف بی جان جی کی زندگی میں ایک نوزائیدہ بچوں والی کتیاں آئی جس کے وسیلے سے طوائف کی زندگی بدل گئی۔ معلوم ہوا کہ فیض فقط اچھوں، نیکوں، ولیوں اور پاکیزہ نفس انسانوں سے ہی نہیں ۔۔۔ ایسے لوگوں سے بھی مل سکتا ہے جو بظاہر بڑے بدقماش، بدنام ہوتے ہیں یا پھر وہ ایسے دکھائی دیتے ہیں۔ فیض تو انسانوں کے علاوہ جانوروں، درختوں، پہاڑوں، سمندروں سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک چیونٹی سے بھی مل سکتا ہے۔

بارش برسانے والی طوائف سے پہلے بابا کتیاں والے کے میلے کی بات شروع ہوئی تھی۔ جدھر میں شرکت کے لیے جا رہا ہوں۔ ملک کافور [illegible] ہمارے ساتھ [illegible] پہنچ چکی ہیں ۔۔۔ ہم ایک [illegible] اور کھلونوں [illegible] وہ [illegible] بات خاص طور پہ نوٹ کی کہ وہ دکانوں پہ مٹی اور پلاسٹک کے کتوں کے کھلونے نمایاں تھے [illegible] کے میلے میں مٹی کے [illegible] کھلونے نمایاں ہوتے ہیں [illegible] کے فرش اور دیواروں پہ رکھتے ہیں [illegible] مٹی کا، قاقم، پلاسٹر آف پیرس، ہاتھی دانت، پلاسٹک اور پیتل کانسی کے [illegible] دیوتاؤں کے مجسمے کھلونے عام فروخت ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح یہاں بھی مٹی کے کالے کتوں کے کھلونے بک رہے تھے۔ کچھ بچے اور [illegible] اصلی کتوں کو بڑا سجا بنا کر لائے ہوئے تھے۔ [illegible] سے مزین پٹے اور [illegible] ہوئے [illegible] ہر ذات کا کتا نظر آیا۔ خاص بات یہ کہ سب سیاہ کالے ۔۔۔ ڈھونڈے سے بھی کوئی چتلا لال یا کسی اور رنگ کا دکھائی نہ دیا تو میں نے ملک کافور سے پوچھ لیا۔

"بچے! اچھے جا کے [illegible] کھلونوں کی صورت میں سب کتے کالے ہی دکھائی دے رہے ہیں اس کی کوئی خاص وجہ؟"

اس نے اسرار بھری ڈبیا کا ڈھکن کھولا۔

"سرکار! آپ کا من تن کالا ۔۔۔ میرے سمیت سب بچوں کا لباس کالا ۔۔۔ آپ کی اس گاڑی کا رنگ

گا۔۔۔۔ اب فرمائیں؟ یہاں کے کتوں کا رنگ کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے؟ ویسے بھی میں کا معشوق' مندری کا چھوا' ہماری کا گھوڑا اور دَر کا کتا' کالے رنگ کے ہوں تو مجھے تو ہی کچھ وکھرا ہوتا ہے۔'' اپنے کالے کالے نینوں کے شونے میری آنکھوں میں کھبوتا ہوا بولا۔۔۔۔ ''ٹھیک ہے نا۔۔۔؟''

جواب سن کر میری تو مت ماری گئی۔ الٰہی! اس کالے کے کالے سے میرا واسطہ پڑا ہے؟ آج کامل رات میں کالے اور کتے میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔

ڈھولوں کی آوازیں اپنے عروج پہ تھیں۔۔۔۔ سامنے بڑی سی حویلی اور لمبی چوڑی چار دیواری۔ باہر بڑی سی آرائشی محراب' جس پہ برقی قمقمے جگمگا رہے تھے۔ ہماری بس پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ جمشید نے شاید پہلے ہی میرے آنے کی اطلاع پہنچا دی ہوئی تھی۔ کار رکتے ہی ایک ہجوم ہمارے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ ڈھول والے بھی تھے' نعرۂ تکبیر ہوئی' گل پاشی کے بعد ہمیں بڑے احترام سے حویلی کے اندر لے جایا گیا۔ مزار تو کوئی تھا نہیں' جدھر فاتحہ سلام ہوتا۔ حویلی بھی ایسی' جیسی بڑے دیہاتوں میں آسودہ حال زمینداروں کی ہوتی ہے۔ اندر قدم دھرتے ہی میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

انسان کم اور کالے کتے زیادہ۔۔۔۔ ایک وسیع تخت پر [illegible] ایک چٹیا [illegible] بیٹھے تھے۔ سامنے بہت [illegible] اور سامنے بیٹھے کتے کے سامنے رکھ دیتے وہ مست سے سر جھکا کر روٹی داب کے لئے قدموں پیچھے ہو لیتے۔۔۔۔ مریدین معتقدین ہاتھ باندھے تخت کے پیچھے کھڑے رہے۔ ہمارے پہنچتے ہی بابا جی کتیاں والے اٹھ کے لپکے' آگے بڑھ کر مصافحہ کیا' معانقہ ہوا۔۔۔۔ اپنے پاس بٹھا کر حال احوال پوچھا۔ [illegible] اظہار عقیدت پیش کرتا رہا۔۔۔۔ حیران کہ یہ سادہ سا انسان' نہ تو پیر دکھائی دیتا اور نہ اس میں کوئی بات' شخصیت یا علم نظر آتا تھا۔ وہ ایسے کہ کسی کسان نے اپنے کاسنی رنگ کتوں کے لئے روٹیاں بانٹنے پہ لگا رکھا ہو۔ میں نے سامنے میدان کی جانب نگاہ کی۔۔۔۔ اور دور دراز سے آئے ہزاروں کالے کتے' اپنے اپنے مالکوں کے ہمراہ خاموشی اور ادب سے بیٹھے تھے۔ کتی کی کنالیاں ڈھونڈ سے لائیں۔ روٹیاں سامنے دھری ہوئی' کسی کی گردن پہ گانی' کسی پہ زنجیر۔۔۔۔ جھولا تو درکنار کوئی بازی کی چوں چاں بھی نہیں کر رہا تھا۔ بھلا وہ کیا کا یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور نہ کوئی کتا بابا جی کی جانب پشت کرتا۔ نذر نیاز دے' ہاتھ پاؤں کی چوما چاٹی۔۔۔۔ بابا جی نے ہمارے لئے شربت منگوایا۔ کھانے کا پوچھا۔

میں نے شاید پہلے بھی کہیں تحریر کیا ہے کہ میں پیروں کی طرح فرشی نشست پہ زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتا۔ میری ٹانگوں میں کمزوری کے باعث کھچاؤ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں بار بار پہلو بدلنے اور ٹانگیں

سنبھالنے پہ مجبور ہو جاتا ہوں۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد مجھے یہ تکلیف ہونی شروع ہو گئی ۔۔۔ دن بھر کی مسلسل ڈرائیونگ سے بھی جسم ٹوٹ رہا تھا ۔۔۔ میں نے بصد ادب رخصت کی درخواست کی۔

بڑی لجاجت اور نرمی سے اپنی علاقائی زبان میں فرمایا۔

''آپ کے لئے میرے کاجل کوٹھے میں استراحت کا بندوبست ہے اور ساتھی بچوں کے لئے مہمان خانے میں انتظام ہے۔''

میں نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولنے چاہے تو آہستگی سے میرے منہ پہ ہاتھ دھرتے ہوئے کہا۔

''لاہور، ملتان والے تو ادھر پہنچے ہوئے ہیں اور آپ اُدھر جا رہے ہیں۔''

اٹھنے کا اذن دیتے ہوئے پچھلے دروازے کی جانب اشارہ کیا ۔۔۔ جب اُدھر دیکھا ملک کافور میری آنکھوں میں اپنی کالی کناریاں گاڑے ۔۔۔ ہوئے دکھائی دیا اور مجھے جھرجھری سی ہو گئی۔

ملک کافور کے پیچھے پیچھے میں حویلی کی چاردیواری میں ایک الگ سی بنی کوٹھڑی میں پہنچ آیا۔ کوٹھڑی کے گرد کئی کالے لنگڑے بیٹھے تھے۔ یہی کوٹھڑی کالی مٹی سے لیپی ہوئی اور اندر دیواروں میں طاق آلے جن میں جناتی قسم کے مٹی کے دیئے دھرے تھے مگر ان میں روشن صرف ایک تھا۔ دیوں کے تیل [illegible] احساس سے ایک عجیب سا [illegible] کر دے تیل [illegible] اور اس کا دھواں گھٹن سی کر رہا ہے۔ چند منٹ اندر رہنے کے بعد میں پورے یقین سے کہہ سکتا تھا کہ اگر کوئی ذی نفس ایک رات تو کیا محض دو چار گھنٹے ہی اس سیاہ خانے میں بسر کر لے تو اس کا پورا اندر اس کمرے کی مانند تاریک ہو جائے ۔۔۔ میں سوچنے لگا یہ پاؤ شتیاں والا کس طرح اس حجرے یا کمرے میں بسر اوقات کرتا ہوگا۔ یہ ڈارک روم جو فوٹو گرافی یا کسی سیاہ رو مجرم کے لئے عقوبت گاہ کے طور اس کا استعمال سمجھ میں آتا ہے۔ مگر کسی مہمان کی شب بسری کے لئے کسی طور موزوں نہیں تھا۔

میں کمرے کا جائزہ لے رہا تھا اور ملک کافور حسب حکم میرا جائزہ لے رہا تھا۔

میں نے اسے اپنی جانب متوجہ پا کر قدرے تذبذب سا ہوتے ہوئے پوچھا۔

''حضرت یہ حجرہ ۔۔۔؟''

میری بات پہ اپنی بات رکھتے ہوئے فوراً بولا۔

''یہ کاجل کوٹھا آپ کے آرام کے لئے ہے۔ آپ لیٹئے میں پاؤں پہ جسم دبا دیتا ہوں آپ کو سکون محسوس ہوگا ۔۔۔ لیکن اس سے پہلے آپ پوچھ لیں کہ مجھے خادم لے کر پہنچنے ہی والا ہے۔''

فرش بھی کچا ۔۔۔ ایک جانب کالے رنگ کا مٹی کا مٹکا جس پہ الٹا پیالا پڑا ہوا تھا۔ دیوار کی کھونٹی پہ

کاسۂ گدائی اور ایک موٹی سی کالے کوڑوں کی مدار اور چند موٹے کھدر گاڑھے کے کپڑے' تہبند چادریں وغیرہ بنا کسی اہتمام لٹکے ہوئے تھے۔ نیچے زمین پہ کھجوری صف' سرہانے کی جگہ لپٹی ہوئی شلوار قمیص تو شک اور شاید اوڑھنے کے لئے دیہاتیوں والا چارخانہ کھیس..... حجرہ اور ان اشیاء کو دیکھتے ہوئے یہی سمجھ میں آیا کہ یہ جگہ بابا کُٹیاں والے کی ذاتی آرام گاہ ہے۔ پھر بھی مزید تسلی کے لئے میں نے پوچھ ہی لیا۔

"جناب! یہ کاجل کوٹھا.....؟"

اس مرد پُراسرار کی شاید عادت تھی یا پھر وہ شخص میرے ساتھ ہی بیچ میں بات کاٹ دینے والا رویہ روا رکھے ہوئے تھا..... کھٹ سے بولا۔

"سرکار! یہ اوطاق باباجی کی ذاتی اقامت گاہ ہے۔ جہاں تک میں نے دیکھا ہے کہ یہ حجرہ کبھی کسی کو شب بسری یا آرام کی خاطر نہیں دیا گیا..... اور نہ کسی کے لئے باباجی نے کاجل کوٹھی [illegible]۔"

"میرے بارے میں جمشید نے اطلاع دی تھی کہ میں اس کے پاس پہنچا ہوا ہوں.....؟"

"نہیں سرکار! جمشید صاحب نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ باباجی اسی طرح اپنی جگہ پہ بیٹھے ہوئے تھے ابھی تک مجھے [illegible] کر کے حکم دیا..... فوراً جمشید کے [illegible] سرکار [illegible] باباجی [illegible] رہا ہے۔ اسے اپنے ساتھ [illegible] کوئی پیغام نہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے۔ میں نے آپ سے کہا تم منتظر رہو وہ آیا ہی چاہتے ہیں..... باباجی نے تو ان کے لئے کاجل کوٹھی [illegible] ہے..... میں چوک میں چائے کی دوکان کے باہر [illegible] انتظار کرتا رہا۔ جمشید میری سمجھ میں آنے والی بات پہ [illegible] اللہ کا کرنا کہ آپ تھوڑی دیر بعد وہاں پہنچ گئے اور سیدھے مسجد کی جانب چل دیئے۔ وہاں جمشید سے آپ کی ملاقات ہوئی چونکہ آج میلہ شروع ہو رہا تھا بہت سے عقیدت مند میلے پہنچنے کی تیاریوں میں تھے۔ آپ کے لئے سواری تو پہلے ہی بھیج دی گئی تھی۔ بلکہ آپ سے بھی شرکت کی درخواست کی گئی..... آپ نے کسی بھی وجہ سے معذرت کر لی..... لیکن مجھے پتا تھا کہ آپ آج کاجل کوٹھے کے مہمان ہوں گے۔ اب دیکھ لیں کہ آپ کا سامان اوطاق میں موجود ہیں۔"

میں اس کے طرزِ استدلال اور اپنے بارے میں ایسے انکشاف پر ششدر رہ گیا۔ میں تو کبھی بابا کُٹیاں والے سے ملا بھی نہیں تھا اور نہ کبھی ان کا ذکر سنا پڑھا۔ تعجب! کہ انہیں میرا میرے گھر کا کیونکر پتہ چلا؟..... اور یہ بھی کہ میں ادھر نماز کے لئے رکوں گا۔ انہوں نے میرے پہنچنے سے پہلے ہی کالی شاہ کا ذکر [illegible] سیاہ لباس [illegible] ادھیڑ عمر سا نوالا۔ اس کی باتیں بھی سلونی۔ مجھے تو یہ ملک کا فور (اسے پہلی نظر دیکھتے ہی یہ نام میرے منہ پہ آ گیا تھا) بھی کوئی مستورالحال درویش دکھائی دیا۔ جس کے مشکی رنگ میں کافور و کستوری

عود و عنبر کا ست نکلا ہوا تھا اور آنکھیں تو جیسے کسی فیناں کوٹ کے نین نکھی وید نے کاجل الجواہر غبارِ مشرقی اور روحِ گلابِ سیاہ ــــ سنگِ آہن رُبا کے آمیزے میں تحلیل کر کے اُترتے چاند کی تیرہ شبوں میں اُس کی نین پتلیاں تخلیق کی ہوں کہ انسان تو انسان، پتھر کو بھی تاک لیں تو ترخ جائے۔

ایک بوڑھا سا دیہاتی مٹی کے پیالہ میں گہری گاڑھی سی چائے لے کر اندر داخل ہوا ــــ ملک کافور نے پیالہ مجھے تھماتے ہوئے کہا۔

''سرکار! آپ چائے پی کر تھوڑی دیر یہاں صف پہ آرام فرمالیں..... حجرے کے باہر غسل خانہ ــــ اور ساتھ ہی مسجد ہے۔ ویسے یہاں اندر مصلے بھی موجود ہے۔ کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو باہر دروازے پہ خادم بیٹھا ہے۔''

اللہ حافظ..... کہہ کر وہ باہر نکلنے ہی والا تھا کہ میں بلک پڑا۔

''بھائی! مجھے کس جرم کی سزا کے طور یہاں پہ چھوڑے جا رہے ہو؟ میرے ساتھی بچے میرے بغیر پریشان ہوں گے اور مجھ میں ذرا اوٹ پٹانگ سا بندہ ہوں بڑا کھلا ڈھلا ہو کر سونے جاگنے کا عادی ہوں کسی تنگ بند کمرے میں لیٹنے سے تو اب محسوس کرتا ہوں تم مجھے اس بیابان جانے میں [illegible] ہیں۔''

''[illegible] پہنچانے اُسی بندے کو آتا ہے.....'' یہ سنا کر وہ باہر نکل گیا۔

اب میں کہ اللہدی نہ اللہدی کی کیفیت میں چند طویل لمحے کھڑے کھڑے اقبال کا مصرعہ دل میں گنگناتا رہا ــــ

''وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں''

یہ حسبِ حال تھا یا نہیں لیکن اس نے لطف ضرور دے گیا۔

بات یہ بھی تھی کہ میں سیاہی پسند نہ تھا یا مجھے تاریکیوں اندھیروں سے خوف آتا تھا۔ میرے تو خمیر میں ہی ظلمتیں گندھی ہوئی ہیں۔ میں تو اجالوں کی جلو میں بھی اندھیرے کی چادر اوڑھ لیتا ہوں کہ اندھیروں میں وسوسے خوف کی کیفیت اُتر جاتی ہے۔ روشنی میں آنکھ دیکھتی ہے اور دھوکہ کھاتی ہے لیکن اندھیرے میں اندر کی آنکھ دیکھتی ہے اور ایسا آر پار کہ شک بھی شک نہیں رہتا۔ اجالوں اور چکاچوند میں ابہام اور نظری ہے اور تاریکیوں، سیاہیوں کی منتہا روشن بالیدگی اور واضح تاریدگی سے تعبیر ہوتی ہے۔

رات جل اُٹھتی ہے جب شدتِ ظلمت سے ندیم
لوگ اُس وقفۂ ماتم کو سحر کہتے ہیں

ہم ملامتی اویسی درویش ہیں ـــــ ہر تعزیر کو بہ جان و روش لینے والے ... ہمارا مسلک اس درویش سا ہے جو گھوڑا چوری ہونے پہ قبرستان جا کر بیٹھ گیا تھا۔ کسی کے استفسار پہ اس نے گھوڑے کی چوری والی ساری روداد سنائی ـــ جواب ملا یہاں بیٹھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بازار منڈی میں جا کر گھوڑے چور کو تلاش کرو۔ تھانے چوکی رپٹ لکھواؤ۔ درویش نے کمال استغناء سے جواب دیا۔ یہ پٹ سیاپے ہم سے نہیں ہوتے۔ گھوڑے کھویا سو کھویا۔ آپ اپنا دھیان گیان بھی کھو دو۔ یہ جو کھم جھمیلے راس نہیں ـــ کہاں تک بھاگے گا آوے گا تو بالآخر ادھر ہی...... حساب کتاب ہو جائے گا۔"

چمن میں رہنے والوں سے تو میں صحرانشیں اچھا
بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

وہ روشنی اجالے کس کام کے جن کا انجام اندھیرے اور تاریکیاں ہوں۔ وہ خوشی کس کاج کی جس کا انجام رنج و محن ہوں۔ ایسا طعام جو کسی عارضہ کا موجب بنے ـــ کم خور بہ نسبت بسیار خوروں کے بہت کم بیمار پڑتے ہیں۔ ایسے اُجلے چٹے لباس کا کیا فائدہ جسے داغوں اور لوگوں سے بچانا پڑے۔ صبح سے شام تک کا ساتھ بھی مشکل [illegible] گھر بدلی رہ کے لئے [illegible] بھوت پریت [illegible] جا سکتے ہیں ـــ "قدم درویشاں رد بلا"

پیالے میں پڑی چائے پینے والی نہیں بلکہ ترک کرنے والی تھی۔ جس طرح کچھ کھانا کھانے والے اور کچھ پی پینے والے ہوتے ہیں۔ کھانے [illegible] چائے پینے والے آدم آنکھیں میچے سے زیادہ مزہ دیتے ہیں۔ میں آنکھیں میچے ہوئے چائے ترک کر رہا تھا کیونکہ جس چائے نما جوشاندے میں دارچینی چھوٹی بڑی الائچی یا دیسی خطائی بادیان پسے ہوئے بادام اور گڑ کی شیرینی حاوی ہو رہے ہوں اور ہو بھی گرما گرم تو اسے آسانی سے پیا نہیں بلکہ مجبوری سے ترک ہی کیا جا سکتا ہے ـــ پیالہ خالی کر کے دیکھا تب منہ تلخ سی شیرینی سے بھرا ہوا تھا۔

کچے فرش پہ بیٹھنے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے اور وہ آنند تب ہوتا ہے جب اس پہ کوئی کھجوری صف اور دریائی سرکنڈوں کے بانس سے [illegible] اور پانی سے نم چٹائی بچھی ہو۔ [illegible] لطف وہاں حاصل ہوتا ہے جہاں نازی زمین پہ پرالی بچھی ہوئی ہو۔ اوپر کوئی سایہ دار درخت اور درخت پہ چہکنے والے پرندے (کوئے، چڑیاں، طوطے، چیلیں یا چمگادڑ ہوں۔ پرالی میں چھوٹے جانوروں کی جوئیں ـــ ڈولی، چیونٹے، کلی کیڑیاں بھی موجود ہوں ـــ ایسی جگہوں اور استروں بستروں پہ نیند بڑی ڈوب کے آتی ہے۔ تحمل ربابہ

کروٹوں پہ کروٹ بدل رہا ہے۔ خراٹے بھی چل رہے ہیں۔ بڑبڑا بھی رہا ہے اور گھوڑے گدھے بیچ سو بھی رہا ہے۔۔۔۔ وجہ یہ کہ بندہ سو فیصد فطرت کی گود میں آسودہ خاطر ہوتا ہے۔ ترائی کی سوندھی سوندھی خوشبو دھرتی ماں کی گود کی ممتا بھری تمازت۔ مٹی کا مٹی سے ملاپ (ارتھ ہونا یعنی کرۂ ارض کے برقیلے حصار سے جڑا رہنا جو اس بشر خاکی کی جسمانی وجودی اور روحانی نشوونما کے لئے بے حد اہم ہے) حشرات الارض میں جو انسان دوست کیڑے ہیں ان سے مستفیض ہونا وغیرہ وغیرہ۔

● اے تیرہ و تار! اے مشتِ غبار......!

انسان کا اپنی دھرتی سے تعلق برائے نام سا باقی بچا ہے جس کے نتیجے میں وہ خود بھی وظیفہ ہائے حیات صحت، جنس اور انسانی اعلیٰ قدروں کے معاملہ میں ادھورا ہو کر رہ گیا۔ یہ تو وہ خاکی پتلا تھا خاک مٹی سے ناطہ توڑ کر کے وہ بھی لیس سٹیل، پلاسٹک، گلاس فائبر کا ایک روبوٹ بن گیا۔ جنگل زمین اور خاک مٹی سے خطرناک [illegible] سے جوتے استعمال [illegible] کہ پاؤں زمین سے [illegible] اور وہ [illegible] جنگلوں کو اب صرف ٹی وی سکرین پہ دیکھ کر خوش ہو لیتا ہے۔ ان پہ چلنا انہیں پہ وان چڑھنا ان پہ [illegible] یا گھاس پھوس چھونا بھی پسند نہیں کرتا مبادا کوئی جراثیم اسے مس کر جائے۔

پرانے سنیاسی، جوگی، صوفی، فقیر [illegible] کی کھڑاؤں [illegible] پہنا کرتے، چمڑے کی چپل استعمال کرتے تھے۔ [illegible] کپڑے کی پاپوش بھی بضرورت کام میں آتی رہتی۔ ان پہ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے یہ سب حسب ضرورت تھا --- زمین سے دوری مقصود نہ تھا۔ چونکہ اکثر تارک الدنیا فقیر درویش، جوگ [illegible] لینے والے تپسیا دھاری یوگی وغیرہ --- پہاڑوں، دشوار گزار راستوں، خاردار جنگلوں، آتش تپاں صحرا سے وابستہ رہتے ہیں اس لئے انہیں بقدر ضرورت اپنے پیروں کی حالت کے پیش نظر کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ اشیا بھی ان کی زمین سے انسانی رابطے کو یکسر ختم نہیں کرتیں کہ پاؤں کھلے ہی رہتے ہیں۔

دنیا بھر میں قدرتی اور فطری طریقہ ہائے علاج مروّج ہیں۔ جو [illegible] اور آسمانی [illegible] سے میں آنے والے اور رستے گئی ہیں۔ مثلاً مقناطیس، پانی، آگ، شفائی [illegible] غذا، تحلیل نفسی، ورزش، خوشبو، دعائیں، روشنی، ہوا، گرمی سردی --- آفتابی مہتابی شعاعیں [illegible] سانپ، بچھو، بھڑ، مچھر، شہد کی مکھی، جونک، دیمک --- گدھی، اونٹنی، عورت، گائے، بھینس، بکری اور [illegible] کا

سیلینے، مار خور، چوہے اور چمگادڑ کی مختلف چیزیں وغیرہ (ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں اور بھی قدرتی فطری نعمتیں ہیں جن میں انسانی عوارض کے لئے شفا ہے) پرانے حکیم اور کیمیادان ایسی حکمتوں سے واقف تھے۔ آج اگر کوئی ہے تو وہ نام نہاد ادھورا یا جذبۂ خدمتِ خلق سے عاری۔

معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ بالا مخلوقات وعناصر کا تعلق بالخصوص کرۂ التراب یعنی ارض سے ہے جبکہ دیگر کرۂ الھوا، کرۂ النار اور کرۂ الماء سے واسطہ بالعموم ہے۔

آدم کے تخلیق میں تراب یعنی مٹی کا عنصر، پانی، ہوا اور کچھ دیگر لوازمات سے زیادہ رہا ہے۔ اس کا اتارا بھی اسی مٹی پہ، اس کی بیشتر معیشت، کاروبارِ حیات، ذرائع و وسائل، جینا مرنا اسی مٹی اور زمین کی مرہونِ منت ٹھیرائے گئے۔ اس کی گل اسی مٹی سے تیار ہوئی۔ اس کی فطرت وقیامت اس مٹی کی تاثیر اور مزاج کے مطابق ڈھالی گئی۔ مگر جب اس مٹی سے بیگانگی زور پکڑ گئی اور یہ مٹی کا پتلا مٹی سے دور فلیٹوں میں جا بسا تو نتیجہ یہ نکلا کہ ایسی ایسی [illegible] سمجھ میں آنے والی بیماریاں، دماغی عارضے، نفسیاتی الجھنیں اور روحانی رکاوٹیں پیدا ہوگئیں کہ جن کا شافی علاج ابھی موجودہ میڈیکل سائنس کے پاس بھی موجود نہیں۔ [illegible] یہ سارا تماشا خاک زمین مٹی سے ناطہ [illegible] اس پہ طرہ یہ ہوا کہ اس [illegible] ہیں۔

زمین طبعی طور پہ تو کرۃ الارض ہی ہے مگر صرف اپنی جغرافیائی علاقائی خطائی تخلیقی طبقاتی وجود یا خصوصیات و اثرات کی بنا پر کہیں بارانی یا باغی ہے تو کہیں شور و تھور [illegible] کہیں [illegible] جنگلی [illegible] پتھریلی دلدلی [illegible] اور کہیں سونا [illegible] اثرات لئے ہوئے [illegible] کھارے پانی کی حامل یا تیل گیس اپنی کوکھ میں چھپائے ہوئے۔ نرم ہے تو کہیں گرم [illegible] کہیں رنگ [illegible] اور خس بھی ہوتی ہے۔ [illegible] جس خطہ زمین کی کوکھ میں جو ہوگا اس کا پتہ تو اس کے ثمر سے پھوٹتا ہوگا۔ اس کی رنگت مہک اسی مٹی میں رچی بسی ہوگی اور اس کی اثرات ارد گرد کی ہر چیز پہ پڑ رہے ہوں گے۔ زمین 'مٹی' جغرافیائی بھی ہے تحقیقی تخلیقی جغرافیائی اور جینیٹک بھی ہے۔

فقط ماں کی ہمہ گیری کو کما حقہ طور پہ جاننے سمجھنے کے لئے صرف اور صرف دھرتی ماں ہے۔ انسان ماں کے حوالے سے اس رشتے کو جزوی طور پہ سمجھا جا سکتا ہے کلی طور پہ نہیں ۔۔۔ ذرا اس مثال سے اندازہ کریں ہماری گوشت پوست سے بنی ہوئی ماں ممتا محبت اور ایثار کا ایک ایسا مینارہ ہوتی ہے جو اپنی دھیمی مہربان روشنی سے اندھیرے میں بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھاتا ہے ۔۔۔ آپ غور کریں کہ ایسے کئی کروڑ مینارے یہ دھرتی

کی صلاحیت عطا ہوئی شاید اسی بنا پہ تخلیقِ آدم میں بنیادی طور پہ اسے استعمال کیا گیا۔ معدنیات' جمادات'
نباتات' نواکہات' حیوانات اور دیگر متعلقہ مخلوقات کا بھی اسی زمین مٹی سے خمیر اٹھا اور انجام کار یہ سب اسی میں
آسودہ ہو جاتے ہیں۔ زمین مختلف حالتوں میں ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ مٹی' پانی' پتھر اور ریگ ——— مٹی ہی مٹی
دکھائی دے تو میدان ہیں ——— پانی کا اجتماع' سمندر ——— پتھروں پتھر پڑے ہوں تو پہاڑ بن جاتے ہیں اور ریت اڑ
رہی ہو تو صحرا' تھل' روہی وجود میں ہوتے ہیں ——— وسیع و عریض زمینوں پہ سبزہ و شجر کی زیادتی ہو تو جنگل بیلے
بن جاتے ہیں اسی طرح سمندروں میں جزیرے' ٹاپو ——— پہاڑوں میں غاریں' دَرّے' چوٹیاں ——— صحراؤں
میں نخلستان اور وادیاں اپنا الگ تشخص قائم کر لیتی ہیں ——— اسی طرح ان مقامات اور قطعاتِ ارض کے
موسم' مزاج اور طبقاتی تقاضے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ کہیں خشکی اور گرمی' کہیں نمی اور سردی ——— کہیں اعتدال اور
کہیں شوریدگی ———!

بنظرِ عمیق اور تجسّسِ صدیق سے اگر غور کیا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ سب عناصر ایک دوسرے میں
مدغم ہیں۔ ایک میں سے دوسرے کو نکال لو۔ مٹی میں سے پانی' پانی میں ریت' پتھر [illegible] کنواں کھودو تو
ریت' ریت کھودو تو پانی ——— ایسے ایسے [illegible] جھیلیں
موجود ہیں کہ [illegible] موسم اور نوعیت
[illegible] زیادہ ہوتے ہیں ——— یہ ہیں بھی اور نہیں بھی۔ یہ دونوں اس جگہ بھی موجود ہیں جہاں صحرا' پانی' مٹی' ریت' پہاڑ یا
جنگل موجود نہیں۔ ان دونوں کو انسان پیدا کر سکتا ہے جبکہ دوسرے مادوں کو [illegible] نہیں کر سکتا۔

آگ اور ہوا؟ ——— نار [illegible] کر کے آگ کی صورت دنیا میں
اتاری گئی جبکہ بادِ نسیم یعنی ہوا جنت کے درختوں کی منڈیر پہ سرسراتے ہوئے ایک ہوکے کو اتنی ہی بار اس
کی نکہت بیزی اور جہلاوے سے کم کر کے دنیا میں دھکیلا گیا۔

مذکورہ بالا ان مادوں کی اصل ماں مٹی ہی ہے اس ماں کی مامتا اور محبت کے بھی ستر ہزار روپ ہیں۔
اس نے اپنی کوکھ کے بچوں کی ہر ضرورت پوری کرنے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی ہر بیماری
پریشانی کا شافی علاج بھی اسی کے پاس ہے۔ کیا کریں کہ ہم اپنے اوپر فضاؤں' خلاؤں کو مسخر کرنے کی تو
ٹھانے ہوتے ہیں جو ہم سے کوسوں دور لاحاصل اور ہیں لیکن اپنے وجود سے جڑی ہوئی مٹی اور زمین پہ دھیان
نہیں دیتے جو ہمارے اصل مزاج' عین فطرت کے مطابق اور ہماری دسترس میں بھی ہے۔ شاید اس کی ایک
بڑی وجہ یہ بھی ہو زمین اور مٹی ہماری انتہائی اپروچ میں ہے جبکہ آسمانی فضا میں اور خلا میں ہمارے وہم و گمان
سے بھی بے حد دور افتادہ ——— جو ہاتھ میں ہے اس کی قدر نہیں اور جو اڑ رہی ہے اس کے ہم پیچھے بھاگتے ہیں۔

پیا زنگ کالا حصہ اوّل میں اسپین کے دور افتادہ ساحل پہ ایک قدیمی متروک روشنی کے مینار میں دنیا والوں سے دور چھپے ہوئے کوڑھ کے مرض میں مبتلا مرد و زن سے ناگہانی طور پہ میری ملاقات ہوتی ہے۔ وہ مجھ سے ملنے اور کھل کر سامنے آنے سے گریزاں ہوتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں ان سے مل کر ان جیسے عذاب میں مبتلا ہو جاؤں ——— لیکن میں ان میں موجود ایک ڈاکٹر میاں بیوی کی انسان دوستی اور ڈاکٹر ہونے کے ناطے ان ایک عظیم قربانی کی کہانی سن کر بے حد متاثر ہوتا ہوں کہ کیسے انہوں نے یہاں موجود ان بدنصیب کوڑھیوں کا علاج شروع کیا لیکن کچھ عرصہ بعد وہ دونوں میاں بیوی لاکھ احتیاط کے باوجود خود بھی اس منحوس مرض کا شکار ہو گئے تھے اور پھر انہوں نے اپنی باقی اچھی بُری زندگی انہی ساتھیوں کے ساتھ گزارنے کا فیصلہ کر لیا۔ تب سے اب تک خود بھی مریض ہونے کے باوجود اپنے ساتھیوں کے علاج معالجہ تیمارداری میں مگن تھے۔ میں ان کی اس قربانی اور جذبۂ خدمت سے متاثر ہو کر ان کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے متفق نہیں تھے ——— ان سب کا اصرار تھا کہ میں فوراً یہاں سے چلا جاؤں اور انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دوں۔ اپنی جان بچاؤں [illegible] ایک لمحے کے لئے میرے دل میں بھی یہ آئی میں تو یونہی اپنی خانہ خراب آوارہ گردی [illegible] عادت سے مجبور [illegible] [illegible] جہنم زار میں ان کو کھانے پینے اور دوا دارو کا بندوبست بغیر کسی لالچ معاوضہ کرتا تھا۔ ان کی [illegible] اور پیپ بھری پٹیاں بدلتے ہوئے [illegible] اور دیگر استعمال شدہ چیزیں اپنے ہاتھوں [illegible] سمندر میں پھینکتا ——— [illegible] خواب گاہ اور عبادت کے لئے [illegible] کرتا تھا۔ یہ سب سوچتے ہوئے میرا دل خون کے آنسو رونے لگا ——— میں ان مجبور بدنصیب مرد و زن کو عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا جو جیتے جی [illegible] کے زندہ پیکر تھے پھر میری نگاہ ان ڈاکٹر میاں بیوی پہ پڑی۔ جن کا چہرہ ناک اور ہونٹوں سے خالی تھا۔ [illegible] کی ہڈیاں نکلی تھیں۔ ہاتھوں کی آدھی انگلیاں جھڑ چکی تھیں ——— یہاں سب کا قریب قریب یہی حال تھا ——— یہ سب مسلمان تھے۔

اللہ جو حکیم بھی ہے اور شفا دینے والا بھی ——— اوپر سے امر لکھتے ہی میں نے ان کے علاج کی ٹھان لی۔ لیکن یہاں کوئی میرے پاس ادویات علاج کے لئے دیگر سامان یا تھا تو [illegible] انجکشن تھے۔ میں نے [illegible] پڑھی اور اپنے اندر کا [illegible] ——— [illegible] اللہ کا نام لے کر شروع ہو گیا۔ اللہ جانتا ہے کہ ان کوڑھیوں جذامیوں کے ساتھ میں خود بھی کوڑھا بن گیا تھا۔ نہیں کوئی احتیاط روا رکھی اور نہ چھوت چھات کا کوئی خیال کیا۔ جن انگلیوں سے انہیں کھلایا بن دھوئے انہی ہاتھوں سے خود بھی کھایا انہیں [illegible]

بتایا کہ اب ان ڈاکٹر میاں بیوی کی طرح میں بھی ان کے مرنے جینے میں شامل ہونے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

اپنے ایک مخصوص طریقۂ علاج کے مطابق' ساحل سمندر پہ زمین کا وہ خاص قطعہ تلاش کیا جو اپنے دامن میں زنک اور پارے کے ہمراہ تانبے کے مرکبات کا حامل سمجھ میں آیا تھا۔ معلوم ہو کہ سمندری مخلوق' از قسم کیکڑے' گھونگھے' سمندری گھوڑے' کچھوے' پونگڑے' جھینگے' سمندری کیڑے' مچھر وغیرہ سمندر اور ساحل کی ان جگہوں پہ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ جدھر ان کی من بھاتی خوراک' حرارت اور مقناطیسی لہروں کی جھنجھناہٹ موجود ہوتی ہے جو ان کی مزاجی جبلی کیفیات میں تحریک پیدا کرتی ہوں۔ وہیل ڈولفن شارک اور دیگر آبی مخلوق بھی اپنی فطری تقاضوں پہ سفر بسر کرتی ہیں۔ اسی میں ہی ان کی بقا اور ارتقا کا راز پنہاں ہے — سمندری مخلوق پہ ہی کیا موقوف' کائنات کی ساری مخلوقات اپنے اپنے خمیر کی جانب ملتفت ہوتی ہیں۔ انسان خواہ کتنا ہی عرصہ خلاؤں یا پانیوں میں رہے مگر چین اسے زمین پہ ہی آ کے ملے گا — مچھلی پانی میں' پرندہ فضا میں..... شاہین چٹانوں پہ' طیور و وحوش جنگلوں میں..... سانپ بانبیوں میں۔ کیڑے کوڑے بلوں میں اور تتلی پھولوں میں.....

ساحل [illegible] اپنے علاج کے مطابق [illegible] کر اس ریت میں [illegible] شدہ ضرورت سے اپنی مدد آپ کے تحت باہر بھی نکل سکیں۔ مینار کے آس پاس اجاڑ کھلیانوں میں جنگلی بوٹیاں [illegible] کے پودے آسانی سے دستیاب ہو گئے تھے۔ ان کے عرق سے تیار کیا [illegible] زخموں پہ چھینٹے دیے گئے تھے۔ یہی عرق ان کو پلایا [illegible] پانی' روشنی اور ہوا کے سپرد کر کے میں واپس اپنے عارضی مستقر کی جانب چلا آیا تھا جدھر وہ [illegible] قسم کے میاں بیوی میزبان میرے منتظر تھے۔ ان کا وہاں جڑی بوٹیوں کی ایک سپیورٹ کا کاروبار تھا۔ مجھے بلیک میجک ماہر کہتے' وہ کچھ پانے سیکھنے کی جستجو میں رہتے تھے۔

میں ایک روز بعد واپس مینار پہ پہنچ آیا تھا۔ میری ایک دن کی غیر موجودگی میں ڈاکٹر میاں بیوی نے میری ہدایت کے مطابق ریت میں دبے ہوئے مریضوں کی دیکھ بھال کی تھی۔ شہر سے لائی ہوئی دوائیں خصوصی طور پہ ان کا پٹیوں کو لیٹے چادریں اور [illegible] پائیوڈین محلول اور کچھ مرہمیں وغیرہ نے علاج معالجے میں بےشمار سہولتیں پیدا کر دیں۔ پہلے دن کے تجربے نے مریضوں کے اندر ایک خاطر خواہ تبدیلی محسوس کی تھی — اب باقاعدہ ایک شیڈول بنا کر علاج کا سلسلہ کر دیا گیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ علاج کے تیسرے روز ایک مریض چل بسا۔ یہ ایک ادھیڑ عمر کا انتہائی قابل اور صابر انسان تھا۔ مینار کے اوپر چڑھتے آخری دروازہ کا

قفل کھولنے میں اس اٹھتے انسان نے میری مدد کی تھی۔ کفن دفن کے روز ریت کے علاج کو مؤخر کرنا پڑا۔ چوتھے روز تک یہاں کی باہمی فضا بڑی بوجھل سی رہی۔ لگتا تھا اس ہمدرد شخص کی طبعی موت نے ان سب کو ذہنی سوگوار کر دیا تھا۔ اب جب ریت کے نئے کھدے ہوئے گڑھوں میں اترنے کا موقع آیا تو اچانک ایک مریض نے انکار کر دیا کہ موت سے رستگاری نہیں اور اگر علاج کامیاب بھی ہو جاتا ہے تو باقی ماندہ تباہ حال جسم و اعضا کے ساتھ زندگی کا کوئی معقول جواز باقی نہیں رہتا۔ یہ مایوسی کی انتہائی خطرناک صورت تھی۔ اس کے باوجود میں نے ڈاکٹر میاں بیوی کی حد تک ریت والا علاج رکھا۔

عرض کرتا چلوں کہ اس طریقہ علاج میں مریض کے لئے ہر روز اک نیا گڑھا تیار کرنا پڑتا ہے۔ اگر مریض ایک سے زیادہ ہوں تو درمیانی فاصلہ کم از کم دس بارہ فٹ ہونا چاہئے اور مریض کا گڑھا ساحل پہ اتنی دور کہ سمندر کی لہریں رات دن کسی وقت بھی گڑھے تک نہ پہنچ پائیں بلکہ کوسوں پیچھے ہی رہیں۔ رات کو سمندر کناروں تک چڑھ آتا ہے جبکہ دن میں وہ بہت پیچھے تک اترا ہوا ہوتا ہے۔ علی الصباح اگر آپ ساحل سمندر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پانی بہت آگے تک پہنچ کر پیچھے ہٹا ہے اور گیلی گیلی نرم ریت پہ سو چھوٹی سیپیاں گھونگھے سمندری گھاس پھونس اور الم غلم جو سمندر رات کو ساحل پہ ڈال جاتا ہے [illegible] فٹ [illegible] پانی جمع ہو جاتا تھا [illegible] سمندر جو کنارے سے دکھائی دیتا ہے وہ تو اس کے ایک پہلو کی محض جھلکی [illegible] ہے۔ اس کی وسعت و اتھاہ کا خفیف سا اندازہ چاہئے ہو تو کسی کشتی جہاز پہ سوار ہو کے بیچ سمندر پہنچ کے رات دن کے کسی تنہائیوں میں [illegible] چاروں طرف [illegible] خوب توجہ دیں۔ اس کا [illegible] اس کی موجوں لہروں [illegible] پہ غور ہو [illegible] اس کی [illegible] پھر شاید سمجھ میں آئے [illegible] سمندر [illegible] کہتے ہیں [illegible] آپ کی نگاہوں کے [illegible] اوپری [illegible] سا منظر ہے۔ اصل سمندر تو اندر کے اندر کہیں ہوتا ہوگا۔۔۔ افلاک کی وسعتوں [illegible] کے بے کنار [illegible] سمندر کی [illegible] کم از کم اس [illegible] ممکن نہیں ہوگا۔ ہاں جن کو رب العزت و عظمت نے چشم بینا عطا فرمائی ہے ان سے [illegible] عالم صورت [illegible] کی بھی خبر رکھتے ہیں۔

نہ پوچھ ان زہرہ جبینوں کے اختیار کی بات
یہ لوگ کون و مکاں زیرِ دام رکھتے ہیں

جل پریوں کا جہانِ فسوں.....!

زیرِ آب دُنیا ــــــ اس دُنیا کی سب سے خوبصورت دُنیا ہے۔ اس کے بعد سیارگاں یعنی مہر و مہ نجم و نگار کے سلسلے ــــــ قوسِ قزح و دھنک کے رنگ' ابرِ باراں' جھرنوں آبشاروں کی معطر پھواریں زمرد ریزیاں ــــــ جگنوؤں کی چاندنی راتیں' برف زاروں میں آبِ پارہ کے معبد..... وادیوں مرغزاروں میں بیٹھی دھوپ کے پڑے پڑاؤ۔ کیا کیا نہ اس جہانِ رنگ و بُو میں ہوگا ــــــ لیکن کیا کہیے کہ جو بُوقلمونی' بحر اقسائی' صنم گری' جمالی جدت و جودت' کثیر التعدادی اور نادریت اس زیرِ آب نادر الوجود مخلوق کو عطا ہوئی وہ کسی ارضی' آبی مخلوق کے حصہ میں نہیں آئی۔ اس سلسلہ کی ایک بات بھی بہت اہم کہ زیرِ آب پروردہ ہر نوع کی مخلوق نسلاً مچھلی ہی ہے۔ خواہ وہ مگرمچھ ہو' مینڈک' آبی سانپ' دریائی گھوڑا' گھونگا' ننھے ننھے جھینگے کیڑے وغیرہ ہماری مخلوق شکاری بھی ہے اور شکار بھی۔ جنگل کے قانون کی طرح سمندر کا قانون بھی یہی ہے کہ ہر کمزور طاقتور کا شکار بن جائے۔ زیرِ آب گہرائیوں اور تاریکیوں کی گپھاؤں' غاروں اور خوشنما مرجان کی جھاڑیوں کی آڑ میں معصوم مخلوق اپنی جان چھپاتی پھرتی ہے۔ [illegible] ان کو بڑپ [illegible] کرنے کے [illegible] آبی کیڑے مکوڑے وغیرہ [illegible] کے ساتھ ساحل کناروں پر آ پڑتے ہیں۔ بظاہر یہاں ان کے لیے عافیت ہوتی ہے۔ جہاں ان کی دشمن شکاری مچھلیاں نہیں پہنچ پاتیں ــــــ صبح طلوع ہوتے ہی پانی [illegible] چھوڑ دیتا ہے بسا اوقات اتنی تیزی سے اُترتا ہے کہ یہ معصوم مخلوق کناروں پر پھنسی رہ جاتی ہیں۔ یہ تو روشنی اور سورج کی تمازت کو برداشت نہ کرتے ہوئے مرجاتی ہے یا نیم مُردہ سی ہو کر تپتی پڑی رہتی ہے جبکہ اکثریت گیلی اور بھربھری ریت میں اُتر جاتی ہے۔ نیچے چونکہ وافر پانی موجود ہوتا ہے اس لئے یہ جگہ ان کے لئے جائے اماں بن جاتی ہے مگر یہ جگہ' جہاں ان کے لئے اپنی خوراک حاصل کرنے کا مسئلہ پیش آتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مخلوق اوپر نیچے اپنی گردش قائم رکھتی ہے۔ اس طرح یا تو کسی آبی پرندوں یا بگلوں کا شکار ہو جاتی ہے یا ادھر اُدھر سے اپنی خوراک حاصل کر لیتی ہے۔ آپ نے سمندر کنارے گیلی ریت پر اکثر چھوٹے چھوٹے سوراخ دیکھے ہوں گے جن سے ہوا کے بلبلے نکل رہے ہوتے ہیں۔ ان ہی سوراخوں کے نیچے سمندری مردار یہی جھینگے' کیڑے مکوڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جونہی سورج اُبھرتا ہے یہ اپنی جگہ سے مزید گہرائی میں اُتر جاتے ہیں جدھر وافر پانی اور ان کے لئے مطلوبہ خوراک موجود ہوتا ہے۔

جلدی بیماریاں از قسم کوڑھ' جذام' اگزیما' خناق' داد' چنبل' خارش تک کہ پرانے بگڑے ہوئے

سوزاک وغیرہ میں بھی ساحل کی ریت میں دھنسے ہوئے کیڑے بڑا کام دکھاتے ہیں — خون کی بڑھی ہوئی حدت پیشاب کی گرد ہے بیماریاں برص فوطوں کا ورم — مقعد کا السر ناف کی نادرستگی جوڑوں کا درد یہاں تک جسمانی بالوں کی کمی یا زیادتی کا بھی بہدف علاج اسی طریقے میں موجود ہے۔ اسی طرح تھک سستی ڈنگ زدہ اور مرا ہوا چونا آپ شوربہ اور دودھ کے جوش میں بھی دو ایک جنسی بیماریوں بڑی خطرناک کا علاج ہے۔ آپ کے لئے نئی بات ہوگی کہ مختلف درختوں پیڑوں کے کھانے کی تتی ان کے سامنے اور رطوبت گوند اور پتوں چھال سے بھی بہت سی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ خاص طور پہ نیم آم زیتون صندل تمر اور چیڑ کے درختوں کے تنوں سے مریض کو لپٹنا اور باندھ کر بھی تپ محرکہ سل گلے کے سرطان سانس دمے کی تکلیف پھیپھڑوں کا دق گلے کی گلٹیاں اور آنتوں کے کیڑوں کا شافی علاج کیا جاتا ہے۔

مالک کائنات نے کوئی شے ایسی پیدا نہیں فرمائی جس میں انسان کے لئے فائدہ اور شفا نہ ہو۔ جیسے ہم سب کے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کل کائنات کو تخلیق فرمایا — تمام نبیوں رسولوں پیغمبروں اولیاء [illegible] اور دیگر مخلوقات کو ان کی افتاد اشیں رکھ کر ان کے درجات کو ارفع کیا۔ اسی طرح انسان کو [illegible] اور انسان کے تصرف میں [illegible] کیا ہے [illegible] تخلیق و ترتیب مصلحت و مقاصد [illegible] اپنی ذات و زندگی کے قریب ترین واضح اور سود مند محرکات [illegible] ظاہر کی مضرت و افادیت [illegible] کے قائم رہی ہو کہ تم جس چیز کو اپنے لئے مضر سمجھتے ہو [illegible] اور یوں بھی کہ اچھی لگنے والی چیز بھی ہو سکتی ہے۔

ساحل کی نم اور ریت کے نیچے ایسے انسان دوست کیڑے مکوڑے بھی ہوتے ہیں جو [illegible] کے مریض کی پیپ اور آلائش زخم صاف کر کے اسے بیرونی اور اندرونی طور پر شفایاب کرتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے جونکیں فاسد مادے اور خون چوس کر مریض کو صحت یابی عطا کرتی ہیں۔ آپ نے کبھی کسی کو یا خود کو دیکھا ہے اکثر ہے ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیاں یا پاؤں پنڈلیوں کو کاٹتی ہیں۔ تکلیف دہ وہ محسوس بس ہلکی ہلکی سی گدگدی سی ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ کیڑے مکوڑے بھی عمل کرتے ہیں۔ مکھی کی کھال اور پر کا مرد اور زخم آلودہ متعفن گوشت پہ کھا جاتے ہیں — ان کے منہ کے شفائی لعاب اور ان کے [illegible] لیروں میں قدرت نے کوڑھ اور جلدی امراض کے لئے تریاق رکھا ہے۔ خدا کی قدرت کہ جہاں وہ ریت میں دبے پڑے ہوتے ہیں وہاں یہ مخلوق آپ ہی اندر کہیں سے ان تک پہنچ جاتی ہے۔

ان کو کھینچنے والی چیز مریض کے زخموں کی سڑاند ہوتی ہے جو ان کیڑوں کے لئے ایک اشتہا انگیز خوشبو کی حیثیت رکھتی ہے ـــــ یہ فقیروں، درویشوں اور پرانے وقتوں سنیاسیوں کے سینہ بہ سینہ بھید علم ہیں ـــــ یہی وہ ہستیاں ہیں جو قدرت فطرت کے قریب ہوتی ہیں۔ انہی پہ کائنات کے راز ہائے سربستہ روشن ہوتے ہیں۔ یہ جانِ فطرت مسیحا نفس ہوتے ہیں..... یہ ناخنِ تدبیر سے تقدیر کی زلفِ پریشاں کو سنوارنے کی جستجو کرتے ہیں۔

قارئین! ان مریضوں میں ایک اور خاتون بھی طبعی موت چل بسی تھی۔ باقی سب تندرست ہو گئے جو اعضا جھڑ چکے تھے ان کو نئے سرے سے پیدا کرنا تو شاید ممکن نہ تھا البتہ اتنا ضرور ہوا کہ وہ ادھورے اعضاء کے ساتھ بھی کسی طور باقیماندہ زندگی گزار سکنے کے اہل ضرور ہو چکے تھے ـــــ قارئین! کی دلچسپی کے لئے عرض کروں کہ مچھلیاں، کیکڑے، مکڑے تو ایک طرف ـــــ قدرت نے سانپ کے خطرناک زہر میں بھی شفا رکھی ہے۔ سانپ کا زہر چند مہلک امراض کے لئے تریاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح بچھو، کالی پیلی بھڑ، لال پیلی چیونٹی، شہد کی مکھی یہ ڈنک مارنے والے جانور ہیں۔ ان سب کے زہروں میں شفا بھری پڑی ہے لیکن ہم انہیں [illegible] سمجھتے ہیں..... ذرا غور کریں کہ آج کا ماڈرن قسم کا انجکشن انہی کے [illegible] کی بدولت پیدا ہوا۔ آج [illegible] قریب قریب ہر بیماری کے علاج کی خاطر انجکشن کا استعمال [illegible] ان انسان دوست جانوروں [illegible] بیلوں، کھوؤں [illegible] ـــــ دریاؤں، سمندروں میں تپیا اور گیان دھیان اختیار کرنے والے [illegible] جنگلوں اور سنیاسیوں، جوگیوں کے لئے نہ تو ادھر کوئی ہسپتال ہوتا ہے اور نہ کوئی [illegible] بازار وغیرہ۔ یہ لوگ بھی انسان ہوتے ہیں اور ظاہر ہے بیمار بھی پڑتے ہوں گے۔ یہ اپنا علاج خود ہی کرتے ہیں اور ادھر کے کیڑے مکوڑے اور دیگر جانور ـــــ حتیٰ کہ وہاں کے درخت پودے بھی شریک ہوتے ہیں۔

اسی کتاب میں کئی جگہ خوشبوؤں اور بدبوؤں کے ضمن میں سیر حاصل لکھ چکا ہوں۔ تاہم ایک آدھ بات اور بھی کہنے کے لائق ہے کہ مخلوقات میں ایسی مخلوق بھی موجود ہے جو اپنی ایک مخصوص خوشبو میں کئی برس دور ہوا کا سا رنگ رکھتی ہیں۔ انسانی بصارت اسے بالواسطہ دیکھتی ہے۔ اسے آپ درمیانی ایجنٹ یا میڈیم بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ کسی شکل، منظر یا حالت کو من وعن دیکھنے سے قاصر ہے کہ محض سامنے کی واضح صورت یا خدوخال ہی دیکھ سکتی ہے جبکہ دھندلکے اور کالی اندھیرے میں اس کی یہ صلاحیت بھی عاجز آ جاتی ہے۔ ربِ ارض و سما نے اپنی کمال حکمت سے اسے یوں تخلیق کیا ہے کہ یہ ان نوری سالوں کی دوری پہ چاند، سورج، ستاروں کو تو دیکھے لیکن چند ہی میٹر سامنے یا پیچھے اوپر دیکھ نہ پائے۔ اوٹ آڑ بھی اس کے راستے میں حائل ہو جائے۔ دھند، دھول بھی اس کے آگے پردہ ڈال دے۔ اگر ہر ذی نفس محض اپنی بصارت پہ انحصار کر

لیتا تو وہ محدود و مخفی ہو کر رہ جاتا۔ اللہ علیم و بصیر نے اس کی تقویت و معاونت کے لئے حس شامہ عطا فرمائی اور حس شامہ کی شان بڑھانے کی غرض سے لامسہ جیسی لطیف و نفیس حس ودیعت کی۔ اس طرح یہ تمام معاون حسیں مل کر کسی منظر، شکل و حالت کو مکمل کرتی ہیں۔ جدھر بصارت کام نہیں کرتی وہاں شامہ ابھر آتی ہے اور جہاں یہ کمزور پڑ جائے وہاں لامسہ آگے بڑھ آتی ہے۔ آپ چاہتے تو یوں تھا کہ یہ ساری حسیں صرف انسان کو ہی عطا ہوتیں۔ کیونکہ یہ اشرف المخلوقات ہے ... مگر مالک حکمت و مصلحت نے انسان سے کہیں زیادہ اور مکمل یہ حسیں ایسے جانوروں، حشرات الارض، وحوش اور کیڑوں مکوڑوں کو عطا کیں جنہیں ہم اپنا دشمن، نجس، منحوس اور کسی بھی لحاظ سے درخور اعتنا نہیں سمجھتے .... نتیجہ یہ نکلا کہ کائنات کی ہر نعمت اللہ کے نیک بندوں یعنی مومنوں کے لئے جو ہر سانس، ہر پل اللہ کا شکر گزارتے ہیں ... اس ارض خاک سے پیدا ہونے والی اور اس پہ موجود ہر شے اس خاکی کی لئے ہے جس سے یہ فائدہ اور شفا حاصل کرتا ہے ... اپنے رب کی حمد و ثنا سورۂ رحمن کی تلاوت کرتا ہے۔

میں نے دنیا بھر کے دوروں میں سینکڑوں ایسے شفاخانے، آشرم، کلینک اور [illegible] مراکز دیکھے جہاں دوا، انجکشن یا آپریشن نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ... یہاں [illegible] علاج قدرتی ہوتا ہے [illegible] سمجھتے ہیں لیکن [illegible] طب نبوی کو کوئی اہمیت دیتے ہیں اور نہ ان شفا بخش نباتات و جمادات سے [illegible] فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ ہی ان وسائل و ذرائع کو استعمال کرتے ہیں جو جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض سے ہمیں دستیاب ہیں بلکہ جو ان کے [illegible] علاج [illegible] طریقے [illegible] انہیں اپنانے والوں [illegible] منہ پھیر لیتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ جہالت کے طریقے تھے۔ دیکھا جائے تو آج کے ماڈرن [illegible] قدیم طریقوں کی جدید شکلیں ہیں۔

نیپال، کھٹمنڈو، جاوا، ساٹرا، جنوبی انڈیا، تھائی لینڈ، کولمبو اور افریقہ کے بیشتر ممالک میں آج بھی قدرتی [illegible] قدرتی نسخے استعمال ہوتے ہیں ... قدرتی وسائل سے حاصل جڑی بوٹیاں، موسم، ماحول، غذا، [illegible] سادہ رہن سہن اور [illegible] سے ہر طرح کے آزار کا علاج ممکن ہے ... خاص طور پہ تھائی لینڈ [illegible] فالج، نفسیات اور نفسیاتی امراض کے علاج کے لئے ایسے ایسے مراکز ہیں کہ بیمار ایک بار اندر داخل ہو پھر صحت یاب ہو کر ہی وہاں سے نکلتا ہے۔ وہاں کوئی ڈاکٹر، نرس [illegible] مشین، دوا کی آلات [illegible] ملازم ... کچھ بھی تو نہیں ہوتا۔ وہاں سب دوست اور ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کرنے والے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑ، جھرنے، جنگل، گھاس، پھول، کھلی صاف ہوائیں اور پرندے .... پتھر، لکڑی [illegible]

پہاڑوں میں سادہ سی غذا' جڑی بوٹیوں اور جڑیوں کے سوپ' جوشاندے ــــ جنگلی پھلوں پھولوں' کونپلوں شگوفوں اور پتوں کوگلوں کی گلقندیں ــــ ہر کھانے پینے والی ٹھوس' مایع غذا کچی پکی ــــ بلکہ اکثر غذائیں کچی' اپنی اصلی حالت میں ہوتی ہیں۔ انسان نے جب سے آگ اور دھاتی برتنوں کا استعمال شروع کیا ہے۔ زندگی اور صحت خراب کر لی ــــ رگوں میں زہر بھر لیا۔ اپنی خداداد صلاحیتوں اور ذہنی اعصابی قوتوں کا ناس مار کے رکھ دیا ہے۔

میرا واسطہ عام نارمل انسانوں سے کم اور ''خاص لوگوں'' سے زیادہ رہا۔ ان میں غیر معمولی صلاحیتوں' قوتوں' علوم وفنون والے لوگ ــــ ایسے ایسے نادر زمانہ اور نابغۂ روزگار بندے' جنہیں اللہ پاک نے علم و دانش کا مینارہ نور بنا کر تفویض کیا ہوا تھا ــــ ولی اللہ' قطب' ابدال' مجذوب' سالک' صوفی اور فقیر درویش' بڑے بڑے پنڈت' ودیاوان' نجم' رمال' جادوگر اور شعبدہ گر [illegible] کی طرح عمر عزیز کا خاصا حصہ سنیاسیوں' منیوں' رشیوں اور جوگیوں کے مشاغل مشاہدہ کرنے میں گزرا ــــ دانش نورانی' ملکوتی علوم معارف لاہوتی اور تصوف کے عالمان اجل کی آنکھیں بھی دیکھیں۔ عالم' فاضل' زاہد [illegible] داروں' پاپوں شاکروں صابروں میں بھی اٹھا بیٹھا ــــ چند قدر [illegible] مشترک [illegible] ان سب کی فطری اور سادہ [illegible] گوشت نشاستہ [illegible] لو بھر کر دودھ سے خالی ــــ یہ عالی ہستیاں نیچے کی مٹی سے اپنے [illegible] کے لئے نمی اور اوپر کے بیچ وان [illegible] سے اپنی بالیدگی کے لئے شدی حاصل کرتی تھیں۔ [illegible] درختوں کی جڑیں اس مٹی سے جڑی ہوتی ہیں [illegible] ہر ذی نفس کا آغاز اور انجام بہر طور زمین اور مٹی ہے۔

زمین کے اندر اور باہر بڑے عجیب بھائی ہیں۔ یہ مخلوق مٹی کی ہے اور جس سے کبھی ٹوٹ جانے اس سے باتیں بھی ہوتی ہیں مگر جنگلوں اور سامان افزائی کی طرف کی دوستی کی ''پچھ'' سے ہی ہوتی ہے ــــ اور جب وہ بڑھتے تو دونوں دوست پھر زیادہ دیر جدائی برداشت نہیں کر پاتے ــــ جلد ہی ایک دوجے میں سما جاتے ہیں ــــ سادھو' حضرت' جوگی' یوگی' تارک الدنیا' فقیر' درویش اپنی زندگیاں جنگلوں' بیلوں' ویرانوں' غاروں میں بتا دیتے ہیں۔ وہاں ان کا مونس دوست کون ہوتا ہے؟ ــــ کون ان کی پشت پناہی کرتا ہے؟ کون انہیں ریاضت و تپسیا کے تپتے تنور میں حیات بخش توانائی اور خنکی فراہم کرتی ہے؟ ــــ وہ یہی زمین اور مٹی ہوتی ہے۔ جو اللہ کے امر سے اپنے اندر کی ہر نعمت ان پہ نچھاور کرتی رہتی ہے۔

لمبے زمانوں میں جب میں ''جوان بوڑھا'' ہوا کرتا تھا ــــ میرا خاصا وقت بنگال میں گزرا۔

بنگال انیپال کی طرح ۔۔۔ میرے منتشر مدھم اور مدھر مدھر سپنوں کی سرزمین ہے۔ یہاں کی زمین میں بالیدگی اور نمو و نوال بہت ہے مٹی میں تو جیسے جڑ پتوں اور زمردیں سقوف کی شفاف کرنیں شامل ہیں کہ کہیں بھولے سے باڑی میں تنکا دبا دو تو لہلہاتے ہوئے سبزے کا ظہور ہو جائے ۔۔۔ زمین کے اندر باہر پانی ہی پانی ۔۔۔ جدھر پانی' ندی نالے' دریا' سمندر' بحتات میں ہوں گے وہاں مچھر مکھیاں' مگرمچھ' مینڈک اور ماہی منڈوے بھی کثرت سے ہوں گے۔

"پیا رنگ کالا" میں بنگال کے ایک کٹر ہندو کھیا جی کی داستان عشق و حیات بیان کی ہے جو ایک باکمال مجسمہ ساز اور پینٹر تھا۔ کلکتہ' شانتی نکیتن میں اپنی تعلیم و تدریس کے دوران' وہ اپنی ایک ذہین مسلم شاگرد شکیلہ رحمانی کے ساتھ ناگہانی طور پہ ایک جنسی معاملہ میں ملوث ٹھہرا ۔۔۔ اس واقعے کے بعد شرمندگی کے پیش نظر شکیلہ رحمانی سے ملنا جلنا ترک کر دیا' اس پہ بھی جب اسے چین نہ ملا تو وہ کلکتہ چھوڑ کر اپنے گاؤں بامن گیا کا کسی بازار واپس آ گیا' کلکتہ سے روانگی پہ جب وہ ٹیکسی پہ بندرگاہ کی جانب جا رہا تھا۔ راستے میں کالا گھاٹ میں اسے شکیلہ رحمانی کے نام کا بینر آویزاں دکھائی دیا۔ اس دن اس کے پچھلے چار برس کی محنت سے بنے ہوئے شاہکار مجسموں کی نمائش کا پہلا روز تھا ۔۔۔ وہ [illegible] سے [illegible] تھا [illegible] یہاں رکھے گئے اکثر مجسموں [illegible] اس کی [illegible] اور [illegible] کی اتفاقیہ شامل نہیں تھا [illegible] کی کشش یہی وجہ تھی کہ وہ اس کا سامنا کرنے کی خود میں جرأت نہیں پا رہا تھا ۔۔۔ لیکن عین اس عمارت کے سامنے [illegible] غیر ارادی طور پہ اس کے منہ سے ڈرائیور کے لئے رکنے کا لفظ نکل گیا۔ وہ بینر پہ بھاری پتھر لیے قلب کی شکست پا [illegible] شکیلہ رحمانی اسے سامنے چند ہندو دوستوں کے درمیان کھڑی دکھائی دی۔ وہ اسے کئی دنوں کے بعد اپنے سامنے پا کر متعجب ہوئی اور نہ ہی کسی خوشی کا اظہار کیا ۔۔۔ بلکہ اس احترام بھری مسکراہٹ کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے آگے بڑھی اور اپنے اس احترام ایک رات کے چند لمحوں کے ساتھی کو لئے ایک کونے میں آ کھڑی ہوئی ۔۔۔ ان کے درمیان کچھ بات چیت ہوئی ۔۔۔ پھر چشم فلک نے دیکھا کہ شکیلہ رحمانی نے اس کے منہ پہ منہ بھر تھوک دیا۔

کھیا جی کچھ دیر حیرت سے اسے دیکھتے رہے پھر بندرگاہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ بامن گیا کا آبائی گاؤں' جہاں اس کے چاہنے والے کھیا جی کا آشرم چلاتے تھے۔

شکیلہ رحمانی کے تھوک کی بجائے تیزاب بھی پھینکا ہوتا تو چہرے کے بھیانک زخم مندمل ہو گئے ہوتے مگر یہ شاید کروندھی بس تھی کہ چہرہ جھڑتے جھڑتے ایک گلے کا نوچا ہوا کھمبا بن گیا تھا ۔۔۔ کوئی مرہم دوا اور کوئی ٹوٹکا کام نہ آیا ۔۔۔ کچھ عرصہ بعد یہ حالت ہو گئی کہ اپنے بیگانے سب ہی بدکنے لگے تھے۔

کھیا جی جو خود ایک مہا وید تھے اور ان کی ’وید کا‘ کا دور دور چرچا تھا لیکن اپنے اکلوتے بیٹے کے اس روگ کا کوئی اپائے نہ کر پائے۔ شاید اسی غم دکھ کے کارن ان کا دیہانت ہو گیا ——— کلیجے پہ بھاری بوجھ لیتے باپ کی جگہ بیٹھے تو احساس ہوا کہ اب یہ وید کا کام انھیں بھی کرنا پڑے گا...... بڑے کھیا جی نے اپنی ساری ودیا کی پرانی پستکیں سنبھال رکھی تھیں۔ یہی کام آئیں ——— اپنے لاعلاج بگڑے ہوئے چہرے کا بھیانک پن چھپانے کی خاطر انھوں نے چاندی کا ایک چہرہ نما خول چڑھا لیا تھا...... آنکھوں، ناک اور منہ کی جگہ سوراخ تھے...... جن کے ذریعہ انھیں دیکھنے سننے کھانے پینے کی بہ وقت سہولت تھی۔

میرا ان سے تعارف میرے ایک بنگالی شاعر بھگت داس داویلا کی وساطت ہوا تھا ——— میں پانچ چھ ہفتے سندربن اور اس کے مضافات کی آوارہ گردی کے دوران ملیریے، پیلیے اور دیگر پیٹ کے عوارض میں مبتلا تھا۔ ادھر ادھر کی دیسی ولایتی دوا [illegible] کر کے حال [illegible] دکھائی یہی دے رہا تھا کہ آخری نہانا دھونا اسی ’’سونار بنگلہ‘‘ میں ہی ہوگا ——— داویلا نے میری اس حالت زار کو دیکھتے ہوئے ——— وہاں سے فاصلہ دور [illegible] کھیا جی سے ملنے کا مشورہ دیا۔ وہاں علاج کے دوران مجھے انھیں دیکھنے پرکھنے اور ان کے چہرے والی [illegible] کی اصل وجہ بھی جاننے کا موقع ملا۔ [illegible] ان کے علاج کا روپ ہو گیا [illegible] تھا اس لئے دواؤں سے لاعلاج قرار دے کر صبر کر چکے تھے مگر میں نے انھیں ایک نئی راہ پا کر اللہ کے امر سے [illegible] آزار سے نجات دلا دی تھی۔

یہ بندہ دراصل بڑا [illegible] بشریت غالبیت کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ گناہ اور سرکشی کی لذت اسے عبادات، اطاعت کی حکمت و برکت سے کہیں زیادہ مرغوب ہے۔ ستم بالائے ستم اس کا تلون اور عجلت پسندی جو اس کے خمیر میں گندھی ہوئی ہے ——— سوچتا بعد میں ہے اور ’’ڈس‘‘ پہلے کر لیتا ہے۔ چونکہ چڑیوں کا کھیت چگ جانے کے بعد پچھتانا لاحاصل ہوتا ہے اس لئے اس نوع کے کچھ لے مولے خطا کار اپنی کارکردگی کی مشکی حماقات کے بوجھ سے دریا میں ڈوبتے [illegible] حالات کے کنارے پہ بیٹھے ڈوبنے [illegible] کر وقت پاس کرتے ہیں اور یا کوئی چلہ کھینچ رہے ہوتے ہیں کہ کب کوئی خواب الیاس یا خواجہ خضر آتے اور انھیں نجات دلاتے۔

اس کھیا جی کا بھی یہی حال تھا۔ جوانی یا جوانی کے جوش میں قدم بہک جاتا ہے ——— یہ بھی بہک چکے ہوئے تھے۔ آرٹسٹ بندہ تھا، جمالیاتی ذوق کا پروردہ...... مگر تھا تو بشر! اور بشریت کا تقاضا ہی بھٹکنا...... لڑکھڑانا ہے۔

کہتے ہیں کہ دُنیاوی مادی لذتوں میں انزال اور تحلیل سے بڑھ کر کوئی لذت یا مزہ نہیں اور اذیت ناک دردوں میں دردِ زہ، دردِ دانت سے شدید شاید ہی کوئی اور درد ہو؟... وظیفۂ وصل اور کارِ تحلیل میں چڑھا ہو مفلس کسی بھی اندیشہ ہائے سود و زیاں کو خاطر میں نہیں لاتا —— آمادۂ التفات و اختلاط طرفین کے جذبات و جسم بے قابو، عقل سمجھ فسخ ہو جاتی ہے اور جب بندر اور مچھندر کھجلاتا ہے تو ایسا مزہ، سُرور حاصل ہوتا ہے کہ دُگر دُگر خون نکال دے گا مگر کھجلانا نہیں چھوڑتا...... یہ دونوں فطری عمل یوں ہیں کہ انبساط و اطمینان سے آنکھیں مندھ جاتی ہیں۔

اسی فطری بشری پھسلن پہ کھیا جی بھی پھسل گئے تھے۔ بس غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے شکیلہ رحمانی جیسی ہونہار اور پُرصلاحیت شاگرد اور ساتھی کو اس ''سانحۂ پُرلطف'' کے بعد بالکل اکیلا چھوڑ دیا۔ کھیا جی کے اس رویئے سے شکیلہ رحمانی کو جذباتی اور نفسیاتی طور پہ بڑا شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ سوچنے پہ مجبور ہوئی کہ برسوں پرانے احترام، افہام و تفہیم کے رشتے یوں بھی ٹوٹ سکتے ہیں؟ مان لیا غلطی ہو جاتی ہے مگر اس کا یہ قطعی مطلب نہیں کہ خطاکار منہ چھپا کر کہیں بھاگ لے...... اور ایک حساس لڑکی کو تن تنہا اس حرکت کے ردِعمل کا سامنا کرنے کے لئے بیچ میدان چھوڑ جائے...... شکیلہ رحمانی کی نظروں میں [illegible] بڑا [illegible] اور انتہائی خودغرضی کا مظ[illegible] جانے ان کے درمیان کیا بات ہوئی کہ انتہائی غضب کی حالت میں اس کے منہ پہ تھوک دیا —— بے بس مجبور اور کمزور اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتی ہے؟

قہر اور زہر بھری نگاہ...... اور جبر میں دبی ہوئی کراہ...... نفرت و کراہت، ہزیمت کے اظہار میں چھپا ہوا تھوک اور کسی ظلم بے انصافی کو روکنے کے لئے خود اختیاری مرگ ہوکر، بھی اپنے بھیانک ردِعمل سے بیگانہ نہیں ہوتیں......!

● پوتر مکتی کا چمتکار......!

''پیا رنگ کالا'' کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو چکا کہ کھیا جی کے بھیانک چہرے اور آگے بڑھے دانتوں کا علاج انہیں نے امرا لی سے وضو کے استعمال شدہ پانی...... شفائی ترغیبات اور مکی سے کیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صرف ان کے چہرے کے داغ دھبے اور ہڈیاں دکھاتے ہوئے گھاؤ ٹھیک ہو گئے بلکہ ان کے احساسِ جرم کا ازالہ بھی ہو گیا۔ شکیلہ رحمانی ایک زمانہ سے انہی کے آشرم میں ان ہی کی بیٹی کے ساتھ ان کی خدمت

میں مامور تھی ۔۔۔ مگر یہ اسے پہچان نہیں پائے تھے ۔۔۔۔ ان دونوں کا نکاح بھی میں نے خود پڑھایا اور ان کے چہرے پہ سے وہ خول بھی اتار دیا جس کے بارے میں ان کا یقین تھا کہ یہ ان کی ارتھی کے ساتھ ہی "ستی" ہوگا ۔۔۔۔ یاد رہے کہ یہ مہاشے میرے ہاتھ پہ بارضا و رغبت مسلمان بھی ہو گئے تھے ۔۔۔ مزے کی بات کہ میں خود اک مریض کی حیثیت سے ان کے پاس پہنچا تھا۔ میرا علاج تو وہ کیا کرتے' مجھے خود ان کا علاج کرنا پڑ گیا ۔۔۔ مزید لطف اس بات میں کہ میں بن کسی علاج و معالجے خود بخود ایسا تندرست ہوا کہ جیسے کبھی بیمار ہی نہ پڑا ہوں۔

معلوم ہوا کہ دوسروں کو آسانیاں فراہم کرنے والے کی اپنی ساری مشکلیں' نامحسوس طریقے سے خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔

میرا خاصا وقت یہاں نکل گیا تھا۔ اب میں اڑنے کے لئے پر تولے بیٹھا تھا کہ واویلا صاحب آ جائیں اور ہم یہاں سے اڑان بھریں۔ وہ اپنے کسی کام سے کاس بازار گیا ہوا تھا۔ اسے طے شدہ پروگرام کے مطابق آنے والی صبح یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ میں نے اپنا کپڑوں کتابوں والا تھیلا تیار کر کے رکھا ہوا تھا کہ کل اس کے پہنچنے کے فوراً بعد یہاں سے روانگی ڈال دوں گا۔ مگر وہی بات کہ بندے کا پروگرام کچھ ہوتا ہے اور مالک کا امر کچھ ۔۔۔ [illegible] اور شکیلہ رحمانی میری واپسی کے پروگرام [illegible] تو میں اپنی روٹین سے [illegible] یہاں [illegible] ہو گیا۔ یہی کافی تھا۔ نہ تو کوئی [illegible] سدا ایک سا رہتا ہے اور نہ کوئی سدا کہیں ٹکا رہتا ہے۔ بس اسی چل چلاؤ کا نام ہی زندگی ہے' دنیا ہے ۔۔۔!

اگلا روز بھی گزر گیا۔ [illegible] شام [illegible] اس زمانے میں ٹیلی فون تو عام نہ تھا۔ اگر کوئی وجہ ہوتی بھی تو ٹیلیفون پہ اطلاع دے سکتا تھا۔ اس بلا بلا کا اگر کوئی ٹیلیفون ہوتا تو میں خود ہی جھٹ مار پوچھ لیتا کہ واپس آتا ہے کہ ادھر ہی رہتا مرتا ہے ۔۔۔ شام ڈھلی تو کھانے کا بلاوا آ گیا ۔۔۔ بادل نخواستہ حکیم جی کی کٹیا پہنچا تو انہیں اور ان کی بیگم کو بڑا شاد اب سا پایا ۔۔۔ میرے دریافت کرنے پہ کوئی معقول سا جواز تو نہ پیش کر سکے اس اتنا کہا کہ آج رات آپ کی ادھر موجودگی سے بے پناہ مسرت ہو رہی ہے۔ معمول کے خلاف آج دستر خوان پہ خاصی رونق تھی۔ مچھلی کا پارہ ساں ۔۔۔ کباب' سبزی بھاجی' چٹنیاں اور کچے ناریل' کھیرے کا سلاد ۔۔۔ بنگالی طرز کا کھانا جس میں میرے پنجابی ہونے کی رعایت سے پنجابی پن بھی تھا۔ کھانا خاصا لذیذ اور چٹ پٹا تھا۔

میں نے پوچھ ہی لیا ۔۔۔ "آج کچھ خاص اہتمام دکھائی دے رہا ہے ۔۔۔ کوئی خاص وجہ؟"

شکیلہ رحمانی بولی ..... "آج میں نے خاص طور پہ آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے ۔۔۔ پنجابی طریقے سے ۔۔۔ آپ کو بھوجن پسند آیا ۔۔۔؟"

میں نے سر ہلا کر اسے بڑھاوا دیا۔

کھانے کے بعد پودینے کی چائے آئی — شکیلہ رحمانی اجازت لے کر گئی تو کھیا جی نے اندر سے دروازہ بند کیا اور بانس کی قمچیوں کا بنا ہوا ایک صندوق لے کر میرے سامنے بیٹھ گئے — عجیب بدحال پرانا سا ٹوٹا پھوٹا صندوق تھا۔ یہ کچھ باہر نکل چکا تو آخر میں جو شے باہر نکالی گئی وہ ایک بنگالی پٹ سن کا ایک چھوٹا سا تھیلا تھا۔ نہایت نفیس ملائم جُوٹ' ریشہ ریشم سا......!

نہایت ادب و احتیاط سے کھیا جی نے مجھے تھماتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھئے' کیا ہے......؟"

آدھ ایک کلو وزنی تھیلا — لگتا تھا اس کے اندر چھپی ہوئی بھاری وزن کی کوئی چیز ہے۔

میں نے ہاتھوں سے تولتے اور ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"مہاراج! مجھے تو کوئی ریت مٹی یا چونا سمجھ میں آیا — اب اس میں اصل میں کیا ہے' تو وہ علیم و خبیر ہی بہتر جانتا ہے......؟"

وہ مجھے چند لمحے عجیب معنی خیز سی نظروں سے تولتا رہا۔

"[illegible] کیا ہوا ہے۔ یہ پتلا شکیلہ رحمانی سے زیادہ پروہوش نہیں اور نہ ہی میرے چہرے سے پڑھ سکے ہوئے [illegible] سے زیادہ سخت ہے — پلیز! آپ مجھے کچھ اس کے بارے میں بتائیں......؟"

میں نے اس کے [illegible] اس پوٹلے کی جانب بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے؟"

"نہیں! یہ جاننے کے لئے ایک بار اسے کھولا تھا۔ اندر مُٹھی بھر سی بدبودار کوئی چیز تھی — پھر میں نے واپس ویسے ہی رکھ دیا۔"

میں نے اسے دُزدیدہ نگاہوں سے تولتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے تو آپ مجھے اس پوٹلے کے بارے میں وہ سب کچھ بتائیں کہ یہ آپ کو کہاں سے ملا' کس نے دیا اور یہ کب سے آپ کے پاس ہے؟"

[illegible] بتانے لگا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے میں چھوٹا سا تھا — میرے سورگباشی پتا جی' کہیں دوسرے گاؤں کے مریض کو دیکھنے جانے کی تیاری میں تھے۔ اپنی دواؤں کا تھیلا اور دو چار پوٹلیاں بھی ساتھ تھیں۔ اچانک انہیں

نے میری ماتا جی کو اشارے سے پچھواڑے کو کہا۔ وہ جھٹ سے اپنے کمرے میں گئیں۔ میں بھی بھاگا بھاگا پیچھے ہولیا۔ اُن کے کمرے کا ایک خاصا حصہ اُن کی پوجا پاٹ کے لئے مخصوص تھا۔ یہاں پورب کی اور کھڑکی کے آگے چندن کاٹھ کے ایک بڑے سے چوکے کے اوپر کرشن جی مہاراج کی کانسی کی بنی ہوئی مورتی اور پوجا ہون کے لئے مختصر سا سامان تھا۔ چوبیس گھنٹے یہاں اگر اور لوبان سلگتا تھا۔ ادھر کی صفائی ستھرائی کا سارا کام بھی ماتا جی خود ہی کیا کرتی تھیں۔ گھر کے نوکر چاکر اور دیگر افراد کو بھی ادھر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اتنی غیر ضروری احتیاط کی ایک خاص وجہ بھی سمجھ میں آتی تھی کہ ماتا جی چونکہ اپنے مذہبی عقیدے کے لحاظ سے ایک ایسے سلسلے سے متاثر تھیں جو اپنی ضرورت کی اشیاء برتنے کھانے پینے پہننے سونے اور پوجا پاٹ وغیرہ ہر چیز کو دوسروں کی نظر دسترس سے دور رکھتے ہیں یہاں تک کہ اپنے پریوار اور پتی سے بھی بچاتی ہیں۔ میں چونکہ اکلوتا اور لاڈلا تھا اس رعایت سے اکثر ان کے ساتھ اس پوجا والے کمرے میں آیا جایا کرتا تھا۔

میں ان کے پیچھے اس کمرے میں پہنچا تو ماتا جی نے پہلے تو لٹکی ہوئی گھنٹی بجائی ـــــ کرشن جی مہاراج کی آرتی اتاری پھر تھوڑی دیر تک آنکھیں موندے مدھر مدھر سُر میں کچھ شبد پڑھتی رہیں ـــــ [illegible] اور آہستہ سے مورتی کے نیچے چوکے کے ایک خفیہ خانے سے ایک [illegible] احتیاط سے اٹھاتے ہوئے [illegible] احتیاط سے دواؤں والے تھیلے میں ڈال لیا۔ اب میں کیا جانوں کہ یہ کیا بلا ہے۔ میں تجسس بھری نظروں سے گھور گھور اسے دیکھا کیا۔

یہ میرا پہلا موقع تھا کہ میں نے اس پراسرار تھیلے کو دیکھا [illegible] کے بعد تو پھر اکثر دوسرے تیسرے وقت اس کے درشن ہو جاتے لیکن حیرت اس بات پر تھی کہ مجھے کبھی پتا جی یا ماتا جی نے اس کے بارے میں بتلایا تھا ـــــ وہ شاید میری عمر یا دلچسپی کے حساب سے اس قابل ہی نہ سمجھتے تھے اور نہ ہی مجھے کبھی اس سے [illegible] دیکھنے سے دلی لگاؤ [illegible] کی ضرورت محسوس ہوئی ..... پڑیاں گولیاں شربت یا جڑی بوٹی وغیرہ ہوتی تو بھی یا تھیلا خالی ہوتا۔ خالی تھیلی کو جان کر کیا کرتا.....؟

[illegible] کے بعد ان کے استھان آشرم کا سارا انتظام و انصرام پہلی تھوڑے وقت مجھے سنبھالنا پڑا۔ لیکن تب ان گنت تبدیلیاں آچکی تھیں۔ کلکتہ اور اس کے واقعات اور کتنی دھند میں ڈوب چکے تھے اور میں الفت کے ساتھ ساتھ یہ تھیلا دیا بھی بھول چکا تھا ـــــ وقت جو ہوتا ہے وہ [illegible] پرانے تھیلوں کو اٹھائے ساتھ لئے لئے نہیں پھرتا۔ بے ادبی قدروں کے موٹے ہاتھوں سے بے ڈھنگے سلے سوت سلائی والے بے طرح کے تھیلوں کو کون پوچھتا ہے۔ اسی طرح پرانے بزرگوں کے طریقے علاج اور نسخے وغیرہ پرانے

لحافوں، دریوں چٹائیوں میں لپیٹ لپاٹ کر کہیں کونوں کھدروں میں ڈال دی گئیں۔۔۔۔ آنجہانی پتاجی کی ساری ودھیا اور پستکوں کا بھی یہی حشر ہوا۔ مگر نہ جانے یہ مٹی کی پوٹ کیسے بچ پائی ___ شاید اس لئے کہ یہ کرشن جی کے چرنوں میں پڑی تھی اور ان کے استھان تک ہر کسی کی رسائی نہیں تھی۔

ماتا جی نے اپنے دیہانت سے کچھ روز پہلے مجھے اپنے اس پرائیویٹ مندر میں بلوا بھیجا۔ میں پہنچا تو وہ مورتی کے چرنوں میں پڑی کوئی جاپ سمرن رہی تھیں۔۔۔ مجھے دیکھ کر مسکرائیں' اشارے سے اپنے پاس بلایا' پاس چرنوں میں بٹھایا۔ کچھ دیر گھور دیکھتی رہیں پھر کانپتے ہاتھوں سے اپنی چادر کے نیچے سے یہی تھیلا نکال کر مجھے تھماتے ہوئے کہنے لگیں۔

"بیٹا! میرا وشواس ہے اب وہ سمے آ گیا ہے کہ میں تمہیں تمہارے بڑھوں کی طرف سے وہ پوتر مٹی ارپن کروں جسے وہ اپنی اگلی نسل کو سونپتے آئے ہیں۔۔۔۔ وہ ذمہ داری تمہارے پتاجی کی تھی جسے میں نبھانے پر مجبور ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بہت سے سوالات کرو گے اور میں جواب نہ دے پاؤں گی۔ اس پوتر مٹی کے بارے میں جو کچھ میں جانتی ہوں وہ مختصر بتا دیتی ہوں۔ جب میں تمہارے پتاجی کے ہاں بیاہی آئی تو تمہاری دادی ماں نے یہی مٹی کا پوٹلا میرے جھولی میں ڈالتے ہوئے کہا "بہو! یہ پوتر مٹی ہے [illegible] ماں نے میری جھولی [illegible] سلسلہ چلتا ہے۔" [illegible] میری بدھی میں کبھی کسی کی یہ مٹی نہ آئی اور نہ ہی کبھی مجھے چنتا پڑی کہ میں اس کی بابت بہت کچھ جانوں۔ تمہارے سورگباشی پتاجی اس کے چمتکار خوب جانتے تھے۔ وہ اسی کارن بہادری کے [illegible] بڑے بھیدوں گھٹناؤں والے [illegible] کو چٹکیوں میں دور کر دیا کرتے تھے [illegible] سے ہٹ کر [illegible] کی سیوا کو اپنا کرم دھرم سمجھتے تھے۔۔۔ مگر یہ میں خوب جانوں کہ یہ بہت کچھ جو ان کی کرپا کے بعد اسی مٹی کا چمتکار تھا۔"

یونہی میں نے ماتا سے پوچھ لیا۔

"میرے پلو کی [illegible] تو ان کی [illegible] اور اس مٹی کی کرامت سے دور نہ ہو گی۔ اس کا کیا بنے"؟

"ہاں یہ تو ہے انہوں نے خود مجھے بتایا تھا کہ میں اپنے بیٹے کے روگ کا کوئی اپائے نہیں کر پایا۔ اس کا مجھے بہت دکھ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اسی چنتا کو لے کر وہ پرلوک سدھارے ہیں۔"

ماتا جی نے میرے سر پہ پیار سے ہاتھ دھرتے ہوئے مزید کہا۔

"تمہارے پتاجی کو یہ مٹی اپنے ہاتھوں تمہیں سونپنے کا سمے نہیں ملا۔ ان کا دیہانت ایسا اچانک ہوا

ہوا کہ وہ تمہیں جنتو اس مٹی کے بارے میں کچھ بتا پائے نہ کوئی اور نصیحت وصیت کر پائے۔"

چند لمحے چپ رہنے کے بعد مزید کچھ سوچتے ہوئے بتانے لگیں۔

"یونہی ہم ایک بار بیٹھے تمہاری اس چہرے والی بیماری کی بابت چنتا کر رہے تھے کہ بتانے لگے۔

"کانتی! مجھے لگتا ہے میرے بچے کے دکھ کا دارو میرے پاس نہیں --- کسی اور سنت سادھو کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس کا علاج اپنے کسی دھارمک وید سے کرے گا اور یا اپنے پرکھوں کے دھرم پرم سے بھی اڑان بھر لے گا..... اسی میں اس کا انت مکمل ہوگا۔"

اب شاید میرے بھی بولنے کی باری تھی۔ میں نے کہہ دیا۔

"اب آپ کہیں گے کہ میں ہی وہ سنت سادھو ہوں جس کی بشارت آپ کے پتا جی نے آپ کو دی تھی --- خیر آپ مٹی کی بات کر رہے تھے؟"

"یہی کہ یہ مٹی مجھے سونپ دی گئی۔ ماں کے مرنے کے بعد میں نے تمام بت اور مورتیاں ہٹا دیں مگر یہ چمتکاری مٹی میرے پاس ہی رہی --- فرق صرف اتنا ہوا کہ پہلے یہ کرشن جی کے چرنوں کے نیچے تھی اور اب یہ قرآن کریم کے سامنے پڑی تھی --- مطلب یہ [illegible] آپ کے پاس [illegible] کے بارے میں مجھے تفصیل سے [illegible]

میں گہری گہری نظروں سے اس مٹی کے بارے میں اس کی بیتابی اور اسے جاننے کی شدید خواہش کا ملاحظہ کر رہا تھا --- انسان جب تک نہیں جانتا اس تک بڑا مضطرب اور متجسس رہتا ہے اور جب جان جاتا ہے تو اس کی بے کلی بے دم ہو جاتی ہے وہ بڑا لجلجا اور لاپروا ہو جاتا ہے [illegible] دنیا میں خدا کی پردہ داری میں بے وجہ اسرار مخفی زبردست اور قائم ہے --- خدا بھی اگر کسی شکل و صورت میں ظاہر ہو جاتا تو شاید اپنے ازلی ابدی تصور سے کچھ اور ہو جاتا جو یقیناً خدا نہ ہوتا۔

زمین اور مٹی کو ہی آپ لے لیجئے۔ جتنی ظاہر ہے وہ باہر ہے اور جو مخفی ہے وہ نہاں تیری قدرت کیا خدا کا ادھر ہے۔ اس کرۂ ارض پہ چند ایک چیزوں کے علاوہ ہر چیز مٹی اور پانی سے تخلیق ہوئی ہے اور جو موجودات ان سے بنی اس کی پیوند کاری کرتے پھول، پودے، اجسام و اموات وغیرہ اسی مٹی پانی سے ہی منسلک ٹھہری --- اسی لئے زمین اور مٹی کو ہی ماں کہا گیا کہ وہی گود دیتی ہے اور وہی گود لیتی ہے۔ نباتات میں صرف آک اس جل کی ایسی خدائی قدرت ہے جس کی کلی، جڑ، پھول، پتا نہیں ہوتا۔ جو زمین مٹی سے نہیں اُگتی ہے۔ اسے مشقیہ بوٹی بھی کہتے ہیں کہ اس کی ایک تانت ہرے بھرے پودے، درخت، پیڑ، ڈال وہ دو دنوں میں چاٹ چاٹ کر کے رکھ دے اسی طرح کانٹوں والا چوہا (خار پشت) بھی ہوتا ہے جس بن میں بل ہو وہاں

بندے تو کیا بندر باگھ چھپکلی اور بکا تک بھاگ لیتے ہیں۔ جس گھر میں اتفاق برکت ہو وہاں اس کا ایک کانٹا دو۔ پھر دیکھو اس ابلیسی بلا کی بدمعاشی اور بربادی ــــ تنکا تنکا نشیمن کا بکھیر کر رکھ دے گا۔ جو قلعہ سر نہ ہوتا ہو اس کے گرد کی جھیل اور فصیل گہری موٹی مضبوط ہو تو چاروں طرف اس رذیل خارپشت کے پنجے اور کانٹے پودوں کی پنیری کی مانند الف گاڑ دو ــــ آٹھ اور آٹھ سولہ پہر کی منادی کے بعد کارکارندے کرم کھائے ہوئے کاکروچوں کی مانند باہر نکل آئیں گے ــ ہندوؤں پانڈوں مرہٹوں کی کئی ایک جنگیں ایسی جگتوں، چھل چھپے اور چتر یدھیا کی بدولت جیتی گئیں۔ پرانے زمانے کی جنگی حکمت عملیوں میں نجومیوں رمالوں بھید بھاؤ دیوں اور پراسرار علوم وفنون کے ماہرین کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا تھا۔ جان مال کا نقصان کم ہوتا تھا۔ جنگی حکمت عملیوں اور ٹونوں ٹوٹکوں سے میدان مار لیے جاتے ــ مٹی پانی روشنی اندھیرے اور موسموں کی نزاکتوں سے بڑا کام لیا جاتا ہے۔

خارپشت مٹی کھاتا ہے اور مٹی چکھتا ہے مگر جو مٹی اس کی خوراک ہوتی ہے۔ وہ عام مٹی نہیں ہوتی۔ وہ مر کر مٹی بنے ہوئے کسی خارپشت کی مٹی ہی ہوتی ہے۔ جنگل اجاڑ کر یہ شمشانوں قبرستانوں میں آ رہتے ہیں۔ جہاں ان کی خوراک کا خاصا انتظام ہوتا ہے۔ یہاں سے [illegible] ہیں۔ ضرورت [illegible] ہے۔ اس کو [illegible] میں خشک کر کے قرص بنائے جاتے ہیں۔ آپس میں محبت کا تعلق رکھنے والوں کو خوراک میں کھلا دی جائے تو وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جاتے ہیں... اس کا گوشت [illegible] گناہ جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔

موٹی گچھے دار [illegible] والی [illegible] سے امر بیل (آکاس بیل) کی تانتوں کو [illegible] کر کے [illegible] کے بالوں میں گنار دی جائے تو وہ صرف زندگی بھر کے لیے گنجی ہو جائے گی بلکہ صورت بھی بگڑ جائے گی ــ اس آکاس بیل کی خوراک مٹی نہیں اور نہ پانی ہے۔ بلکہ وہ طبعی خصوصیت ہے جو [illegible] ہلاکت خیز گم گشتہ ظلمات و آفات اور افراد کے رشتوں پودوں یا ان کی جڑوں میں موجود ٹوٹتے بکھرتے [illegible] ہوتی ہے ــ بہت سی جڑی بوٹیاں جانوروں انسانوں اور پرندوں کے بکھرے ٹوٹے سے جنم لیتی ہیں۔ [illegible] ایک نفسیاتی کمی بھی ہے جس کے شہد کا اگر ایک قطرہ کسی جاندار کے حلق میں ڈال دیا جائے تو فی الفور موت واقع ہو جاتی ہے ــ اس طرح زہریلی مکھی بھی ہوتی ہے۔ چھپکلی اور بچھو پرندے بھی [illegible] خوشنما جنگلی بیر اور دیگر پھل بھی زہریلے اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ [illegible] کئی ایک ایسے [illegible] ہوں۔ جو اپنی ایک نظر سے اچھے خاصے مضبوط انسان کو موت کا پروانہ دے سکتے ہیں اور ایسے گروہ [illegible]

انسانوں کو بھی جن کی نگاہ التفات فردوں کو بھی حیات نو سے نوازتی ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا ہر طرح کی مخلوق سے بھری پڑی ہے۔ شر کے ساتھ خیر اور اندھیرے کے سنگ اُجالا —— رحمان اور شیطان..... اچھا' برا..... یہ سب عین مشیت الٰہی کے تحت ہے۔ یہ سب فطری تقاضے ہیں۔ ان سے اغماض برت کر زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا.....!

- بول مٹی دیا باویا' تیرے دکھاں نے کلیجہ ساڑیا.....!

مٹی کا یہ باوا! مالک ارض و سما کا خلیفۂ ارض' مسجودِ ملائک —— شاہکارِ کائنات' وارثِ علم الاسماء' مجموعۂ تراب و ماء' نار و ہوا اپنی فطرت و سرشت اور جبلت بشریت کے تحت ایک نادر الوجود مجموعۂ اضداد واقع ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ہم مٹی کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

مالکِ کائنات نے جنات و انسان کی تخلیق سے بہت پہلے زمین اور مٹی کو پیدا فرما لیا تھا مگر ملائک ان دونوں سے پیشتر عالم ملکوت میں موجود تھے۔ [illegible] فرشتوں کے بعد جنات [illegible] درجہ پہ تخلیق کر دیا —— یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ملائک جنات کی نسل سے ہیں ان میں جلالت اور آتش مزاجی فطری تقاضا ہے یہ فرد جس کی ایک ذیلی شاخ سے تخلیق ہوئے —— یعنی آتش اور قدرے مٹی پانی کی آمیزش —— یہی وجہ تھی کہ انہیں انسان سے بہت پہلے زمین پہ [illegible] یعنی زمین' آسمان ظاہری مخفی ہر طور کے اختیار دیئے گئے۔ جبکہ انسان ان تصرفات سے محروم رہا۔ یہ الگ امر ہے کہ بشر کو کئی کئی مقامات و درجات میں افضلیت دی گئی۔ ان میں سب سے اعلیٰ اس کا خلیفۃ الارض' علم الاسماء کا حامل ہونا نیز پاک کالبادہ بشریت میں مظہر بھی شامل ہے۔

مٹی کے کھڈونے گھڑی پل دے پروہنے

مٹی میں نمو و جذب کی بے پناہ قوت ہے اور یہ اُسے اللہ کے امر سے الہام خفی یعنی چاند سورج' ستاروں سیاروں سے حاصل ہوتی ہے۔ جو مختلف اوقات و ساعات میں مختلف نوع کے اثرات و تشریفات کی حامل ہوتی ہے۔ مٹی اپنے بطون میں ان معدنیاتی اور کیمیائی خصوصیت کو بھی سموئے ہوئے ہوتی ہے جو اس کے نیچے یا قریب وہم پشت ہوتی ہیں —— مٹی اپنے جغرافیائی اور موسمیاتی محاسن و معائب سے بھی متاثر رہتی ہے۔ انسان کا وجودی خمیر چونکہ مٹی ہی ہے اس لئے جس جہاں اور جدھر کی مٹی اس کی ابتدائی تشکیل کے لئے

کام میں لائی گئی ہوگی وہ مزاجی اور طبعی طور پہ اسی طرح کا ہی ہوگا۔ انسانی آشفتہ سری، شعلہ، پانی، نرم خوئی، چڑچڑاپن، سستی یا جلد بازی، تلون یا تحمل مزاجی اسی مٹی کے شاخسانے ہی تو ہوتے ہیں جس مٹی کا وہ بنا ہوتا ہے۔

ماہرین ارضیات، طبقات، صاحبانِ طبیعیات اور عالمان فرش و عرش کے ہاں ایسی نظر اور حستیں موجود ہوتی ہیں جن سے وہ دیکھتے سونگھتے ہی مٹی کی اقسام و فضائل کی تمام کیفیات جان جاتے ہیں ... آج دورِ جدید کے سائنسدان بڑے بڑے پیچیدہ آلات کی مدد سے زمین اور مٹی کی ظاہری باطنی تفصیلات جاننے کی کوشش کرتے ہیں مگر پھر بھی صحیح نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں ... مگر اجڈ دیہاتی بڈھے کھوجیوں نے بخار چیک کرنے والا تھرمامیٹر بھی دیکھا نہیں ہوتا جو ایک حرف لفظ کسی زبان کا نہیں پڑھ سکتے۔ ان کے اپنے علوم وہبی ہوتے ہیں۔ لطف کی بات کہ یہ علوم پرندوں، درندوں اور چرندوں کے ہاں بھی کسی طور ہوتے ہیں۔ صحرائی مخلوق بھی جانتی ہے کہ انسان کی عقل و بینش جہاں اختتام پذیر ہوتی ہے وہاں اکثر دیگر مخلوقات کی شروعات ہوتی ہے۔

صحراؤں، پہاڑوں، جنگلوں، سمندروں میں بھٹکنے والے درویش، جوگی، فقیر [illegible] آوارہ گرد اور جانوروں پرندوں [illegible] پتا لگا لیتے پڑھ لیتے ہیں [illegible] زمین اور زیرِ زمین رہنے رینگنے والے جانور، کیڑے مکوڑوں سے خاصی مدد لی جا سکتی ہے۔

ہم پھر مٹی کی جانب چلتے ہیں۔ مٹی کے نیچے چاہے بیس میل کی گہرائی میں کوئی معدنیات ہوں تو ان کے اثرات اوپر کی مٹی میں موجود ہوں گے۔ پانی، گیس، پارہ، تیل۔ اسی طرح سونا، چاندی، پلاٹینیم، تانبا، ابرق، قلعی اور مختلف اقسام کے جواہرات وغیرہ بھی اپنے ذرات اور اثرات اپنے اوپر کی مٹی میں ظاہر کرتے ہیں ... ان اثرات میں ان کی مہک خوشبو بھی شامل ہوتی ہے۔ [illegible] زمین کی مٹی، تھور اور بنجے کی مٹی، راکھ ... آم کے باغ، میدانِ جنگ کی مٹی۔ اسی طرح صاحب محنت لوگوں کے باڑے کی مٹی، قبرستانوں اور شمشانوں کی مٹی ... کسی پیغمبر کی قبر کی مٹی، یہاں تک کہ محبوب وصال کی مٹی ... مقام قتال کی مٹی۔ بندی خانے کی مٹی، مذبح خانے کی مٹی اور بغداد و دمشق کی مٹی ... غرضیکہ ساری مٹیاں اپنے اپنے باطن کی اپنی اپنی خوشبوئیں اور روائح رکھتی ہیں۔

اب آپ اگر مٹیوں کے بہیمانی، وحیرتی، اخلاقی اور روحانی خواص پہ غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر مخلوق کا ماخذ مٹی ہے اس کے ہر خود مرض کا علاج بھی مٹی میں ہی پنہاں ہے۔ بس ذرا مٹی سے [illegible] جانکاری کی ضرورت ہے۔ چند ایک امثال پیش کرتا ہوں جو عام طور پہ ہمارے پرانے اقدار کے گھرانوں میں

[illegible] ہیں ——— کچے پھوڑے کو پکانے کے لئے بھٹ، تنور یا چولہے کی مٹی کا لیپ کیا جاتا ہے۔ مسجدوں، حجروں کی یا شیشے کی مٹی بوئی جاتی ہے ——— پکانے کی ہنڈیا یا پانی پینے کے برتنے اگر نیم کے پیڑ کے نیچے کی مٹی سے [illegible] استعمال کیئے جاویں۔ تو دق، سل، متعدی بخار اور جلدی امراض کا شافع علاج ہے۔ بغل، گندہ منہ کی بدبو، پھیپھڑوں کے ورم میں تلسی کے پودے کی مٹی کا لیپ کرنا اور سونگھنا فائدہ دیتا ہے۔ چیچک، آپریشن اور زخموں کے بعد سے نشانات کو معدوم کرنے کے لئے حلال جانور کے گھٹنے کی ہڈی کو ملتانی مٹی میں گھس کر لگانے سے [illegible] نتائج نکلتے ہیں۔ ناسور، خنازیری گھاؤ کو بھرنے کے لئے جھکوار کی جڑ اور برگد کے سائے کی مٹی کا لیپ [illegible] سے گھاؤ بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح جنگیوں کے بعد بھاؤ جانے کے لئے خاص طور پہ حشرات الارض [illegible] کام دکھاتے ہیں۔

مجھے اپنے ایک دیہاتی عقیدت مند کے بچے کی شادی کا ایک مسئلہ سلجھانے کا موقع ملا۔ دیکھئے مٹی کے [illegible] ...؟

[illegible] شریف اور نفیس بچہ تھا۔ بیاہ طے ہوا اور گھر والوں نے اکلوتا ہونے کی بنا پر [illegible] سے شادی کا [illegible] کر دیا ——— میری بڑی عادت یا اصول [illegible] رشتہ دار [illegible] عقیدت مند [illegible] ہیں۔ جبکہ ایسا [illegible] دل رکھنے کے لئے بھی ایسا کوئی عمل نہیں کر سکتا جو سراسر منافقت اور [illegible] کے تحت [illegible] زندگی ایک فسانہ ہے جبکہ موت اک حقیقت ——— تغیر و روشنی نہ زندگی کے خوش اور نہ موت سے [illegible] ——— والحمد للہ علیٰ کل حال [illegible] کے عین نکاح کے وقت اس [illegible] (جو اس کا سگا ماموں تھا) بدل گیا۔ ہر طرح کی کوشش منت سماجت کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوا [illegible] رات کی کسی قیمت پہ نکاح نہیں ہوگا۔ بارات واپس جائے گی ——— بزرگوں رشتہ داروں نے بعض [illegible] وقت انکار کی وجہ دریافت کی۔ وہ بولا وجہ بیان کرنے سے بھی گریزاں ——— بس یہی کہ ڈولا اٹھ [illegible] جائے یہ شادی نہیں ہو سکتی ——— یہ بھی کہا گیا اگر حق مہر، خرچہ، زیورات زیادہ لکھوانا چاہو یا کوئی اور شرط [illegible] کرانا چاہو تو تب بھی ہم تیار ہیں۔ جب ہر طرح کا طریقہ آزمایا گیا تو آخری فیصلہ کے لئے اس بچے [illegible] ٹیلیفون پہ ساری روداد سنائی اور میرے کسی فیصلہ کے لئے ملتجی ہوا ——— ساری صورتحال کو بظاہر دیکھتے [illegible] بعد محسوس ہوا کہ ایسا شریف بیاہ جا لگا خوبصورت صحت مند اکلوتا بچہ ——— اس کے چچا کو ٹوٹا [illegible] کرنا چاہتے جبکہ لڑکا اس کا بھانجا بھی ہے ——— بہرحال وقتی طور پہ میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ ایسی [illegible] صورت حال سے کس طرح نمٹا جائے ——— میرے منہ سے نکل گیا کہ اپنے ماموں سے ٹیلیفون پہ میری بات

کرادو..... دس منٹ بعد بچے کا فون آیا کہ ماموں اس موضوع پر کسی سے بھی بات کرنے پہ تیار نہیں بلکہ اُلٹا یہ تک بھی کہا ہے کہ میں کسی بابے والے کو نہیں مانتا، تم بدعقیدہ ہو چکے ہو۔ یہ کالے کپڑے داڑھی اور لمبی زلفیں..... تم تو میری بیٹی کو بھی اپنے جیسا بنا دو گے وغیرہ وغیرہ..... میں بڑا شانت سے ہو کر اس کی باتیں سنتا رہا..... بلکہ اکثر سنتا رہتا ہوں کہ مجھے تاؤ غصہ بھی نہیں آتا..... ہر شخص کو کہنے کا حق ہے۔ ضروری نہیں کہ اس سے ساتھ متفق بھی ہوا جائے..... میں نے کچھ سوچتے ہوئے اُس سے پوچھا۔

"اس گاؤں میں تمہارا کوئی اور بھی رشتہ دار یا دوست ہے.....؟"

اس نے جواب میں بتایا کہ یہ اس کا ننھیالی گاؤں ہے۔ میرا ایک ماموں اور اس سے چھوٹا ماموں بھی ہیں۔ مزید رشتہ داروں کے علاوہ میرے کئی ایک دوست بھی یہاں رہتے ہیں..... میرے مزید پوچھنے پہ یہ بھی بتایا کہ میرے تمام ماموں میرے ساتھ ہیں بلکہ تمام چند ہمارا ہم نوا ہے صرف بڑے ماموں کی سمجھ میں کوئی کوئی بات نہیں آتی..... میں نے اُسے مشورہ دیا کہ تم اور تمہارے تمام باراتی ساتھی بس کچھ کھانے پینے کوئی آرام..... کسی ماموں رشتہ دار یا دوست..... جو تمام بارات کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرے چلے جاؤ۔ یا [illegible]

[illegible] پہنچے پہ اس گاؤں کی حد..... پہنچے تو دولہا صوبی شادی والا..... جس کا نام کبیر احمد تھا برابر سے گزرنے والی نہر کے پانی سات سمندروں سے..... انتظار میں کھڑا تھا..... [illegible]

ہے۔ میری گاڑی دیکھتے ہی [illegible] اس سے مجھے بے حد گل کر دیا۔

سامنے ہی چند روزہ کھیتوں کے پار اس کا گاؤں تھا۔ گاؤں تک پہنچتے پہنچتے ہم آٹھ دس لوگ اچھے خاصے جلوس کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ آگے پیچھے دائیں بائیں پٹاخے بھی فوراً بازی کر رہے تھے۔ میں نے یہ سماں دیکھ کر کبیر سے کہا۔

"بچے ابھی تو کچھ بھول گیا۔ کچھ تو ہی خیال کر لیتے کہ مجھے ایسا اچھا نہیں لگتا.....!"

ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔ "سرکار! یہ پنڈ والے ہیں اور مرشدوں کا ایسے ہی استقبال کرتے ہیں۔ میں ایک آدھ دوست کو ہی ساتھ لانا چاہتا تھا..... مگر ان لوگوں کو نہ جانے کہاں سے آپ کے آنے کی خبر مل گئی لاکھ منع کرنے کے باوجود یہ پیچھے پیچھے چلے آ گئے۔"

دیہاتوں گاؤں میں یہ مصیبت ہوتی ہے کہ گاؤں کے نئے نئے پہنچنے والے مہمانوں یا اجنبی آنے والے دور سے ہی دیکھ پہچان لیتے ہیں کہ اپنے گاؤں کا باشندہ ہے یا کوئی اجنبی..... حتیٰ کہ گھٹے بھی یہ

دیکھتے ہیں کہ آنے والا مائی جیواں کا پتر ہے یا گامے لوہار کا داماد..... اخبیوں کو پہچان ہو گئی کہ وہ خاص طور پہ
آگے جا کر نعروں سے اس کا استقبال کرتے ہوئے گاؤں تک لاتے ہیں۔

گاؤں پہنچتے پہنچتے میں نے راستے میں ساری صورت حال معلوم کر لی تھی وہ ساری بارات سمیت
اپنے چھوٹے ماموں کے گھر چلا آیا تو بڑے ماموں نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی اپنے فیصلے میں ذرا
بھر لچک پیدا کی..... کھانا وانا تیار حالت میں گرم بھوبل پہ پڑا ہے۔ جو شاید مسجدوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا
جائے ——— دلہن تیار بیٹھی اپنے نصیبوں کو کوس رہی ہے بلکہ ایک آدھ بار بے ہوش بھی ہو چکی ہے۔ اس کی ماں بھی
سکتے کی حالت میں ہے مگر اس کے اجڈ اور ضدی باپ پہ کوئی اثر نہیں ہوا ——— گاؤں پہنچتے ہی اذان کی آواز کان
پڑی جو ایک اچھا شگون تھا ——— وہیں سے میں نے رخ مسجد کی جانب کر لیا۔ پیروں فقیروں کی آمد اس لحاظ بھی
بہتر ثابت ہوتی ہے کہ ایسے افراد کو بھی ان کے ساتھ مسجد پہنچنے کا موقع مل جاتا ہے جن کا تعلق مسجد سے نماز عید یا
نماز جنازہ تک ہی محدود ہوتا ہے..... نماز دعا کے بعد میں کبیر احمد کے چھوٹے ماموں کے گھر چلا آیا۔ خوب آؤ
بھگت سے مجھے بٹھایا۔ وہ بھلا شریف آدمی بھی اپنے بڑے بھائی یعنی کبیر احمد کے ہونے والے سسر کی عقل پہ
[illegible] خوش تھا۔ مگر
اب انکاری [illegible] بات ہوتی
ہوئی تھی جب میری سمجھ میں آ گئی تو میں نے کبیر احمد کے اسی ماموں جس کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے سے کہا
کہ تم جا کر اپنے انکاری بھائی کو بلا لاؤ۔ میرا پیغام دو کہ بابا جی تم سے ملنا چاہتے ہیں [illegible] آنے سے پہلے ہی [illegible] اس کو
میرے پہنچنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ [illegible]

جس بندے کی کوئی بنیاد اور جس لوٹے کا کوئی پیندا نہ ہو وہ دونوں لڑھکتے ہوئے ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے
توقف کے بعد وہ گھبرایا سا چلا آیا۔ میرے سامنے پہنچتے ہی بھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔ میں نے اس کی سلام کا
جواب دیتے ہوئے بڑے احترام سے اپنے پاس بٹھایا۔ حال احوال پوچھا ——— بیٹی کی شادی پہ مبارک اور
دعائیں دیں ——— پھر باتیں بتائیں کہ جو باپ اپنی بیٹی کو پال پوس کر تعلیم تہذیب سے مالا مال کر کے جوان ہوتے ہی
اس کی شادی کر دیتا ہے اللہ پاک اس کو بدلے میں جنت کا اعلیٰ مقام عطا کرتے ہیں جو بیٹیوں جیسی نعمتوں کے قدر
دان ہے ——— ابھی میں اس طرح کی باتیں کر ہی رہا تھا کہ وہ خود کہنے لگا۔

"بابا جی! مجھے چل کر نکاح پڑھا دیجئے۔ پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے ——— کھانا بھی پڑا پڑا ٹھنڈا ہو
رہا ہے۔"

پاس بیٹھے ہوئے سب لوگ منہ کھولے اسے تک رہے تھے ——— الٰہی! اس بندے کو کیا ہو گیا ہے کچھ

دیر پہلے تک تو یہ نکاح دینے سے انکاری تھا مرنے مارنے پہ تلا ہوا اور اب یہ خود نکاح کا کہہ رہا ہے۔۔۔ میں نے ترت کہا۔

''بھلے لوگ! اب یہ نکاح وہاں نہیں اس گھر میں ہوگا آخر یہ بھی تو تیرے ہی بھائی یعنی کے چچا کا گھر ہے۔ دوسری وجہ یہ بتائی کہ میں بیمار روزہ دار آدمی ہوں۔ جہاں بیٹھ گیا سو بیٹھ گیا۔ بار بار مجھ سے اٹھک بیٹھک نہیں ہوتی۔''

پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی میری ہاں میں ہاں ملائی۔ وہ تیار ہو گیا — کہنے لگا۔

''جیسے آپ سب کی مرضی......!''

اس کے جانے پہ سب ایک دوجے کا منہ تکنے لگے کہ بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے؟ — گھر والے نکاح کی تیاری میں جٹ گئے۔ دریاں برتن دیگیں وغیرہ سب اٹھا کر ادھر لانے لگے۔ سب کچھ نئے سرے سے یہاں ہوا ہو گیا۔ اب راہ دیکھ رہے ہیں کہ کب لڑکی کا باپ آتا ہے اور نکاح کی اجازت دیتا ہے۔ پینڈو مولوی صاحب بھی بار بار یاد دلا رہا تھا کہ اگلی نماز کا وقت بھی قریب ہے اور میں نے نکاح پڑھانے کے بعد ایک دوسرے [illegible] رہی ہے۔ لڑکی [illegible] والد اور گواہوں [illegible] — یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ لڑکی والوں کے گھر سے پیغام آ گیا کہ [illegible] بارات واپس جائے گی۔ لڑکے کے والد نے گھر پہنچ کر اپنا ارادہ پھر بدل رہا تھا۔ [illegible] ایک بار پھر [illegible] میں ڈوب گئے۔ لیکن میں مسکرا [illegible] حال کا مزہ لے رہا تھا۔ ایک [illegible] اور سب یار لوگ میری جانب دیکھنے لگے گویا سب کے کہنے ہوئے — جو خاموشیوں کی زبان سے کہہ رہے تھے کہ بابا جی اب بولیں؟؟ آپ تو قل ہو اللہ سے والناس تک پورا قرآن پڑھ چکی ہیں۔ نکاح کو چھوڑیں کسی طرح پیٹ پوجا کا بندوبست کریں۔

ہوتا یوں ہے کہ پینڈو شادیوں میں باراتیوں کو کسی کی شادی طلاق سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ ان کی دلچسپی کا نقطہ ارتکاز وہ [illegible] ہوتے ہیں جو سالن اور چاولوں میں اپنی بہار دکھا رہے ہوتے ہیں۔ [illegible] قورمہ اور [illegible] بریانی کو وہ شخص کیا سمجھ سکتا جس کا واسطہ کسی پینڈو شادی سے نہیں پڑا۔ اگر پینڈو لوگوں کی بجائے بکرے کٹے ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ شادی والا زمین یا [illegible] ہے — بکروں والی شادیاں پھسپھسی سی بے لطف و بے جان سی ہوتی ہیں۔ جو جان جراءت کٹے سے واقف ہوتی ہے وہ بکرے کے نک چبے بے ریشہ ورگ گوشت میں کہاں؟ بکرے کا گوشت تو چنگی کے [illegible]

تیز ناخن سے کاٹا جا سکتا ہے جبکہ کتے کے گوشت کے ٹکڑے ٹوکے آرہ مشین سے کروائے جاتے ہیں — بکرے کا گوشت دو چار انگڑائیاں توڑنے سے ہضم ہو جاتا ہے مگر کتے کے گوشت کو گلانے اور جزوِ معدہ بنانے کے لیے پینڈو جھنگڑا ڈالتے ہیں یا آپس میں گتھم گتھا ہوتے ہیں — سگریٹ، حقہ پیتے ہیں یا پھر انھیں زنانیوں کے راس سے کام چلانا پڑتا ہے۔

میرا ذاتی طعامیاتی تجربہ ہے کہ کالے کتے اور ڈب کھڑبے وچھے کا گوشت انتہائی لذیذ، نرم، گیلی اور قدامت پسند قسم کی جذباتی کیفیات پیدا کرنے کا محرک ہوتا ہے۔ فلسفہ قصابیت پہ بحث کرنے کو جی کرتا ہے۔ جنگلی حیات پہ بنی دستاویزی فلمیں دیکھنا اچھا لگتا ہے۔ چوپایوں کے بارے میں صلہ رحمی کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ مضغات خبیثہ میں تبدیلی سی محسوس ہونے لگتی ہے۔ ذہنی صلاحیتوں میں واڑس آ جاتا ہے۔ ایک بار اگر کسی کے منہ کتے وچھے کا گوشت لگ جائے تو وہ بکرے مرغے مچھلی بٹیر مرغابی سے منہ اٹھا لیتا ہے۔

تو میں بات کر رہا تھا کبیر احمد کی شادی کی دیگیں دم پہ لگی تھیں دیگوں میں کتوں کا گوشت اپنے کھانے جانے کی ذاتی [illegible] رہا تھا مگر دو لڑکی والوں کی [illegible] کھلانے اور براتی وغیرہ تو [illegible] — لیکن بات تو یہ ہے کہ [illegible] اپنی حیثیت میں کتا ذلیل ہو رہا تھا۔ بیٹے کے نکاح کا تصفیہ تو محض بہانہ تھا اصل [illegible] کرنا میں کتے کے ساتھ سفر کرنے پہنچا تھا۔

ولی ہو یا قطب یا [illegible] مصنف کا تحفہ ہوتی ہے ویسے ہی جیسے ہر دنیادار کے ساتھ خود غرضی اور بیگانگی تیزی ہوتی ہے اور کوئی بھی اس سے مبرا نہیں ہوتا۔ بالکل یہی کیفیت میری بھی تھی۔ تم جنسی بھوک کی اشتہا اور ہوس نے میری نیت کا ناس مار کر رکھ دیا ہوا تھا — اوپر اوپر کی میری ملاقات اور ہنسی مذاق بھی ویسی پرانی جا رہی تھی۔ بھوک سے میری یہ حالت تھی کہ اگر اس وقت لڑکی کا باپ نکاح نہ ہونے کی شرط پہ کتے کا گوشت اڑا دیتا تو میں بھی اس کا ہمنوا بن جاتا — کیونکہ ذہنی تھکن و بھوک تو ڈالڈا [illegible] سکتی ہے — قصہ کوتاہ میں نے اس کے بھائی داماد سمیت قسم کے لوگوں کو دوبارہ وہاں بھیجا اور یہ بھی کہا کسی بھی طور پہ بہ زور شوق کرکے یہ بات نہ لے آنا — مگر کچھ زیادہ دیر نہیں تھا دس منٹ میں وہ ستم ظریف دل گرفتہ اپنے پاؤں پہ ہی چلا آیا — وہی علیک سلیک اور ہر بات تو لی گئی تاثرات — اس کے بتانے سے سے معلوم ہوتا تھا یہ وہ شخص ہی نہیں جو اپنے گھر پہنچ کر پاؤں سے لے کر سر تک شکل بدل جاتا ہے اور ماتھے پہ آنکھیں رکھ کر دو ٹوک انکار کر دیتا ہے...... میں نے پوچھ لیا۔

"حاجی صاحب! نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ مولوی صاحب نے بھی ایک جنازہ بھگتانا ہے۔ ان باراتیوں کو بھی چھوڑ دیجیے یہ پیشہ ور باراتی ہیں۔ میرا بھی کچھ لحاظ فرمائیں۔ مانا کہ میں ایک بابا ہوں مگر اس پاپی پیٹ کا میں بھی مرید ہوں۔ لہٰذا براہ مہربانی نکاح کا اعلان فرمائیے۔"

اب آپ اس مسخرے کا جواب ملاحظہ فرمائیے اور سر دھنیے.....!

"میں تو کب سے تیار بیٹھا ہوں۔ دیر تو آپ کی طرف سے ہے۔"

میرے سمیت سب لوگ اس کا منہ تکنے لگے کہ یہ وہ مُوتبہ کس لغت سے بول رہا ہے؟___ میں نے فوراً کہا۔

"اٹھیے مولوی صاحب! ان دونوں باباؤں کو وکیل لے کر لڑکی کے پاس ہو آئیں۔"

اس دوران میں نے بابوں [illegible] اپنے پاس بٹھا لیا۔ پندرہ بیس منٹ میں وہ وہاں سے فارغ ہو کر واپس پہنچ گئے۔ اب لڑکے کو گلے پڑ جانے چھوہارے بانٹے۔ مبارک سلامت اور پھر کھانا کھل گیا۔

رات سات بجے کے قریب میں نے لاہور کا قصد کیا۔ اب رخصت کرتے وقت کیا ابو نے ڈرتے ڈرتے پوچھ ہی لیا۔

"[illegible] یہ معاملہ [illegible] انہوں نے کیوں کیا___ جب کہ شادی سے قبل پھر بار بار انکار کی ہے؟"

میں نے [illegible] ہنستے ہوئے جواب دیا___ "اس کی وجہ وہ جگہ تھی جو وہ بیٹھ کا تعویذ جس پر وہ اس وقت بیٹھے تھے___ اس گھر کے [illegible] ہمارے ماموں کی [illegible] کا تناسب زیادہ ہے۔ جب وہاں ہوتے تھے تو اس وقت ان دماغوں کی منفی لہروں کی زد میں اپنے دماغ کو کنٹرول نہیں پاتے تھے۔ نتیجے میں غلط کر وہ انکار کر دیتے تھے اور جب وہ یہاں سے پار [illegible] جہاں میں بیٹھا تھا وہاں بہت نیچے پانی اور تل کے ذخائر ہیں۔ ان دماغوں کے اثرات [illegible] کام کرنے لگتا تھا......اور وہ ہاں کہہ دیتے تھے۔"

اب وہ بولا "بابا جی! میری شادی کا فیصلہ بھی تو انہوں نے اسی گھر میں بیٹھ کر کیا تھا___"

"نہیں___ یہ فیصلہ انہوں نے وہاں بیٹھ کر نہیں کیا تھا۔ وہ کوئی اور جگہ ہوگی___ یہ آپ [illegible] سے دریافت کر لیجئے۔"

پرندوں میں قاسمی طور پر ایک قدرتی ریڈار سسٹم موجود ہوتا ہے جو انہیں فضا اور ہواؤں [illegible] پرواز میں راہنمائی عطا کرتا ہے۔ خصوصی طور پر وہ پرندے جو موسموں کے مطابق ایک جگہ سے دوسری جگہ

ہجرت کرتے ہیں۔ ایک ملک سے دوسرے ملکوں پرواز کرتے وقت زمین اور مٹی انہیں راہنمائی فراہم کرتے ہیں ۔۔۔۔ پانی کا کام اس کے بعد آتا ہے کہ اس کی اپنی کشش برائے نام ہوتی ہے۔ ہاں البتہ اس کے نیچے زمین کی کشش اس کی کشش کو دو چند کر دیتی ہے لیکن رواں پانی اسے بہت حد تک معدوم کر دیتا ہے۔ رواں اور ہچکولے لیتا ہوا پانی لہروں کو اتھل پتھل کر کے انہیں کمزور اور غلط ملط بنا دیتا ہے۔ مختلف پرندے اپنے فطری مزاج کے مطابق راستہ منتخب کرتے ہیں۔ اگر زیر زمین کی مقناطیسی لہریں ان کے رخ کے تحت ہیں تو وہ آسانی سے اپنی بلندی پرواز قائم رکھ سکتے ہیں اور طویل مسافت طے کر جاتے ہیں۔ دریں حال وہ بڑے منتشر اور تھکے تھکے ہوئے بدقت تمام اپنا سفر سرانجام پاتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ مٹی کے ایک بظاہر معمولی ذرے کے ایک کروڑویں حصے میں بھی ایک کائناتی سسٹم موجود ہے اور اس ذرے سے ایک مکمل کائنات کی کوکھ بن سکتی ہے۔

- جو راہ بھی ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے۔۔۔۔!

[illegible] بول اس کی خوشبو اس کے [illegible] کی خبر ۔۔۔۔ وہ سب جانتے ہوتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قیام گاہ کہاں بنانا ہے کس جگہ کس پربت پہ اور کتنی دیر قیام کرنا ہے۔ پہاڑوں کی غاروں کھووں ۔۔۔۔ چلتے [illegible] پانی دھرتی کے اوپر نیچے ۔۔۔۔ کنویں باولیاں وغیرہ وہ اپنی ضرورت اور [illegible] کے مطابق ہی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سادھو سنت درویش اپنی ہمت سردی گرمی بارش برسات وغیرہ میں بس ایک چادر کا کوئی انتظام نہیں کرتے۔ میں نے برفانی برف زاروں میں سادھوؤں سنتوں درویشوں کو بس ایک ہی چادر یا لنگ دھڑنگ ہی دیکھا۔ پاؤں ننگے کھڑاویں یا کوئی گھاس کی چپل [illegible] ننگے بھی دیکھا ہے۔ عام انسان اس طرح کی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ دیکھیں تو یہ بھی گوشت پوست اور حیات [illegible] انسان ہوتے ہیں۔ فرق صرف اتنا کہ وہ اپنے فطرت اور آشنا [illegible] ہوتے ہیں ۔۔۔۔ تو کیسے کس مجاہدے کے [illegible] کے پیچھے سے گزروں کے [illegible] پانی کی [illegible] ہوتے ہیں۔ موسموں کے تیوروں اور ان کی تیز دستیوں سے خود کو محفوظ رکھنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔

میں نے ایک ناگے [illegible] برف زار میں ایک تودے پہ آلتی پالتی مارے دیکھا۔ وہ اپنے آپ میں مست تھا۔ میں کافی دیر تک ایک طرف کھڑا اس کے انداز ریاضت پہ غور کرتا رہا۔ کبھی کچھ سوال کبھی کچھ۔۔۔۔

ذہن میں ایک کھچڑی سی پک رہی تھی کہ یہ بندہ تزکیہ نفس کی کس منزل پہ ہے؟ انسانی عقل تو دلیل ڈھونڈتی ہے۔ اس محیرالعقول حرکت کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے۔ اس ننگے دھڑنگے کو تو چندرہ بیس منٹ میں برف کے تودے کی مانند تو وہ بن جانا چاہیے۔ اصولِ فطرت کی اس نفی پہ میں بڑا حیران تھا۔۔۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وہ کچھ کھانے پینے کے آزار سے بھی آزاد ہے۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ تو وہ پہلے ہی تھا۔ وہ عام انسان ہوتا تو برف کی یخ بستگی اسے کب کی پتھر بنا چکی ہوتی۔۔۔ چند منٹ ایک ہی جگہ کھڑا رہنے اور اس کے بارے میں مسلسل سوچنے سے میرے پیر ٹانگیں سن ہونے کو تھیں کہ میں وہاں سے ٹل لیا۔۔۔ کھانا وانا کھا کے میں آشرم کے ڈھابے سے باہر نکل کر اسی راستے پہ آ نکلا جدھر تپسیا کرمیوں کے کوٹھے تھے۔۔۔ یعنی وہ منش جو اس آشرم میں یوگا، جوگا، موگا سیکھنے آتے ہیں۔ انہیں مختلف جگہیں الاٹ کر دی جاتی ہیں جدھر وہ تپسیا میں مگن رہتے ہیں۔۔۔ جب میں اس ننگے یوگی کے کوٹھے کے نزدیک پہنچا دیکھا کہ اس کے کاٹھ سریر میں جان سی پڑ گئی ہے وہ چٹکائی لیتے برف کے تودے سے اتر رہا تھا۔ میں نے پھرتی سے آگے بڑھ کر اترنے میں اس کی مدد کرنی چاہی۔۔۔ یوگی منش انگلیاں ہی اس کے ہاتھ سے مس ہوئی تھیں کہ میں جھٹکا لے کر یوں پیچھے ہٹا جیسے کسی انجانی برقی چیز کو چھو لیا ہو۔۔۔ وہ آرام سے نیچے اترا [illegible] ناگا منش کی [illegible] بے وقت کی مسکراہٹ میں تو لوہے کی فولادی سی گرمی تھی۔۔۔ اس یخ بستہ کشمیر وادی میں گرمی کہاں کیا ہو؟ وہ میرے قریب آیا۔ ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کلام کرنے لگا۔

تمہیں اپنے ہاتھوں پہ [illegible] کے لیے ہمارے آشرم کے دوارے میں موجود ہے۔ وہ بھی میری طرح گزارے لائق انگریزی میں اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا تھا اور اتفاق سے [illegible] تھا۔ میں کچھ ہاتھ کا فاصلہ رکھ کر ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

"کہاں سے آئے ہو۔۔۔؟"

میں جواب میں خاموش رہا۔

"یہاں یوگا سیکھنے آئے ہو یا جوگا۔۔۔؟"

"نہیں مہاتما میں نہیں سمجھتا ہوں یوگا اور جوگا بھی [illegible] میں آتے ہیں [illegible] سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے اگر تم منش جوگا سیکھ رہے ہوتے تو میرے ساتھ ہی آگے پیچھے کی [illegible] پوچھتے ہوتے اور اس طرح کے بیکار سوالات اپنے دماغ میں تم نہ ڈھو رہے ہوتے اور تم ہی ایک دم مجھے سہارا دینے کی [illegible] کرتے۔۔۔ اچھا ہے تم جوگا میں نہیں پڑے۔"

وہ مجھے لے کر اپنے حجرے میں آ گیا جو میرے حجرے سے کچھ زیادہ دور نہیں تھا۔ درمیان میں ایک تنگ سی گھاٹی تھی جو برف سے ڈھکی رہتی تھی۔ آر پار اترنے کے لیے لکڑی اور جوٹ کے رسوں کا جھولا پل تھا جس سے لٹکتی ہوئی برف کی قلمیں اور ہمہ وقت چھائی رہنے والی دھند بڑا خواب آگیں منظر پیدا کرتی تھیں۔۔۔ ایسی ٹھنڈ اور خاموشی جیسے پوری کائنات برف اور دھند میں لپٹی ہوئی ہو اور ہم خاک سے نہیں کرسٹل برف سے بنے ہوئے پتلے ہیں۔ اس کے حجرے میں گھاس پھونس کے علاوہ شاید ایک بوسیدہ سی سرخ رنگ کی چادر، لکڑی کا ایک برتن اور ایک تھیلا تھا۔ ہم آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ نیچے پڑی گھاس سے چند خشک خوبانیوں جیسا خشک پھل نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔

"چاہو تو یہ کھا سکتے ہو؟" پھر بولا۔ "جانتے ہو کہ گیان اور نروان میں کیا فرق ہے؟" ۔۔۔ خود ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ "گیان ۔۔۔ محنت، تپسیا اور شوق سے حاصل ہو سکتا ہے مگر نروان کی منزل بڑے دکھوں سے حاصل ہوتی ہے۔ جب خوف، خواہش، خواب، خیال اور خرابی سے چھٹکارا پا لے تب ہی اس راہ پہ قدم رکھا جا سکتا ہے ۔۔۔ پانچوں دھرتی سیس اور آکاش ۔۔۔ چاروں کھونٹ رہ جاتے چلے آتے ہیں۔ [illegible] ان کے بھید [illegible] ہے۔ وہ اپنی مدت میں پتہ [illegible] جہاں [illegible] ضرورت نہیں ہوتی۔ الفاظ اپنے معانی خود بخود اجالے چلے جاتے ہیں ۔۔۔"

یہاں بھی کر مجھے تعجب بس یہی معاملہ تھا اس کا کیا کہنا، سوچا جاتا جیسے یہ [illegible] وجدان پہ اترتا ہو رہا ہو۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"برف تھی اور کچھ بھی نہ ہو ۔۔۔ ہوتی تو دھرتی کے اوپر ہے ۔۔۔ اور دھرتی کے بھیتر اگنی کا جوار بھاٹا دہکا رہتا ہے ۔۔۔ میلوں اوپر برف کی ٹھنڈک میں بیٹھ کر میلوں نیچے کی گرمی سے ناطہ جوڑنا مشکل تو ہے پر ناممکن نہیں ۔۔۔ یہ سارا کھیل رابطہ کا ہے ۔۔۔ تصور اور تخیل کی ریاضت کا ہے۔ جو اس میں کامل ہو گیا وہی نروان کو جا پاتا ہے ۔۔۔ داری یہ کٹھن تپسیا، اپنے من کی غرض کو مارنا ہوتی ہے۔ آتما کی راہ مکمل کرنے کے لیے یہ لازمی ہے۔"

ارے ماٹی کے پتلے تجھے کتنا گمان ہے
تیری اوقات کیا تیری کیا شان ہے

شاید پینتیس چالیس برس پہلے حبیب پینٹر قوال کی ایک قوالی سنی تھی۔ یہ بول آج تک سینے میں کانٹے کی مانند کھبا ہوا ہے۔ یہ ماٹی کا پتلا اپنی اوقات اور شان میں واقعی عجیب و غریب ہے۔ کرنے پہ آئے

تو قعرِ ذلت میں پڑے اور جب چڑھنے کی سوچے تو بامِ رفعت کو چھولے۔ گدلی مٹی کا پروردہ بیج ایسی اٹھان لیتا ہے کہ اوجِ ثریا کو شرماتا ہے۔

گجرات شہر کی مٹی بڑی نرم، لچک دار اور زرخیز ہوتی ہے۔ عشق و محبت کی مستی میں رچی بسی یہ مٹی اپنے اندر بڑے کمال و جمال رکھتی ہے۔ یہاں دریائے چناب کے زہریلے پانیوں' اس کے سرسبز گدرائے ہوئے کناروں اور رومان پرور وسیع و عریض بیلوں میں بہار رتیں پڑے کے پڑے جمایا کرتیں۔ نکہت بیز ہوائیں ماہیے ٹپے گنگناتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ مہ لقائیں جیسے آکاش سے اتری اپسرائیں ہوں۔ مرد عشق پیشہ صاحبِ تیشہ اور کاروبارِ عشق میں بے ریشہ ہوتے تھے۔ اس بستی کی گلیاں کوچے بازار زلفِ گرہ گیر کی طرح تھے۔ چوبارے چھجے جھروکے' مکان شہرِ خلد کی تصویر تھے۔ یہاں شہزادے فقیر اور درویش گرہ گیر یا ترا کیا کرتے تھے۔ اس کے سپہر پر رات کو ستاروں کی کہکشائیں اور جھرمٹ سج جاتے تھے۔ ادھر کی چاندنی راتوں میں گلزاروں کی مہکاروں میں کوہِ قاف کی پریاں رقص فرما محسوس ہوتی تھیں۔ ...شاید اسی وجہ سے یہاں کی مٹی بڑی گدلی' نرم ملائم' نازک اور خوش رنگ تھی۔ ... کوزہ گر اس روایت سے ایسے ظروف تخلیق کرتے کہ دور و نزدیک کے ملکوں شہروں سے خاص و عام [illegible] کر [illegible] ہوں۔

● ڈاکٹر پیکنٹ صاحب.....!

اک وقت ہو گزرا... میرے اندر آتش مہری کے سریئے دھکتے ہوتے تھے۔ میں ہر تو چندی جمعرات سیالکوٹ سے پیدل جلال پور جٹاں براستہ گجرات جایا کرتا تھا۔ وہاں ہر جمعہ پیدل پہنچنے کی متعدد وجوہ تھیں میں ایک بڑی وجہ میرے جنونِ آوارگی کی تسکین تھی.....!

''پانی چاہیے ہو تو پہلے مٹی کا گڑا اٹھاتے ہوئے پہنچو۔ تو اس کو قائم رکھتے ہوئے سوالی نے واپس آنا کہ ایک قطرہ نیچے نہ چھلکے۔ راہ راست کی ہر طرح کی مخلوق سے تعلق قرار دو کرنا اور ہر کام پہ رہ کر۔ ہر کام کا اک مخصوص وظیفہ۔ ہر مٹی کی کوٹھی تھی۔ جو وہاں سے ہر طور واپس اپنے گھر آتے گی۔ ہر کام وظیفے میں بھی کھڑ کھاتے اور پیہ کا کھیل دہرایا جاتا ہے۔''

جلال پور جٹاں' گجرات سے چند میل دور ایک پرانی بستی ہے۔ راستہ میں ایک نیم سا نالہ کئی ناموں سے جانوں کا حوالہ ملتا ہے جبکہ میں نے وہاں کسی باؤلی جاٹ کو نہیں دیکھا۔ کھڈیاں دیکھیں اور ان پہ

ٹھک ٹھک کام کرتے ہوئے مستعد کاریگر — جو انجانی نقشیں کھینچ رہے تھے۔ ان کاریگروں میں ایک چکارہ سا بانکا سجیلا کاریگر میرے رُوحانی اُستاد سے کہیں زیادہ میرا دوست تھا۔ نکلو سیرے کی اور بال ہونے کے دو کپے شنگرف اور سفید توتیے سے بنا ہوا تھا۔ چہرے پہ چاندی کی چمکی اور کہیں کہیں کندن کے کوکے بھی لگے ہوئے تھے — تل پہ جیسے فہمائے موتی، یاقوتی جیسے مرغ بھی ہوتے ہیں۔ قدرت جیسے میرے ذہنی نقش کے حساب کتاب سے انہیں سجاتی ہے یعنی یہ صاحبِ نظر بھی قدرت کے ان خاصان میں سے تھا جنھیں محض کہیں جنم نہیں دیا جاتا۔ بلکہ بنا سنوار اور خصوصی تیاری دے دلا کر کہیں اُتارا جاتا ہے۔

میری ابتدائی عملی رُوحانی تعلیم میں میری چاچیاں میاں کی شنگاں والے حافظ باؤ فرین اور اس چکارے جولاہے کا نمایاں حصہ رہا ہے۔ ان ہستیوں کے علاوہ ایک ہستی اور بھی تھی کرسچن ایلک جوزف جس کا ذکر آگے آئے گا۔ جلالپوری جولاہے استاد نے مجھے سمجھایا کہ گجرات سلوک والوں کی بستی ہے اور جلال پور جٹاں سلوک والوں کی۔ راہِ سلوک پہ پیدل سفر ہوتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ شخص وہ کام چھوڑتے ہی منزل سامنے آ جاتی ہے "درویش کے لیے کائنات ایک حالی قدم" والی بات بھی شاید یہی ہے۔ پیدل چلنے سے جو مشاہدات [illegible] بری ہوئی مجھ میں دیر سے آیا [illegible] ہزار دو کی پکی نرم پتھریلی [illegible] پہ چلایا گیا — انسان جب تک مٹی کے ساتھ مٹی نہ ہو جائے تب تک وہ مٹی کی آسیت سمجھ سکتا ہے اور نہ اس کے معجزات کے سینوں میں چھپے ہوئے اسراروں سے شناسائی حاصل کر سکتا ہے۔ آدمیت کی افادیت اور درویشی [illegible] سے حاصل اور کی جاتی ہے۔

اس وقت کے حالوں کی بچی کھچی کہانی کی عمر میں یہ حکمتی راز بالکل سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ سیالکوٹ کے علاقہ پارہ پتھر سے اگوکی سمبڑیال، ہیڈ والی وزیرآباد اور پھر گجرات کے راستے مجھے پیدل اور پا برہنہ جلال پور جٹاں پہنچنے کا حکم کیوں دیا گیا تھا جبکہ مجھے فلاں پر سڑکیاں بھی ہوتوں سمیت نالہ ایک کے اس پار سے تانگے یا بس کے ذریعے یہ بات با آسانی سمجھایا سکتا تھا۔

سیالکوٹ پارہ پتھر عیسائیوں کی بہت بڑی بستی ہے۔ خوبصورت سانولے اور پیارے پیارے شیام رنگے کرسچن۔ کیتھولک ایک خوبی یہ کہ ان کی اکثریت پڑھے لکھے مہذب عیسائیوں کی ہے۔ جو زیادہ تر تبلیغی مشنری اور تعلیم و تدریس سے وابستہ ہیں۔ یہاں کا مستقل ایلک جوزف وہی ایک لڑکا جو مرے کالج کا سٹوڈنٹ تھا میرا اجداد اسٹے کا دوست تھا۔ ہاں دوستی کی طرح کولی دوستی کی خداداد طرفی ہوتی ہے۔ وہ اکثر کالج سے فارغ ہو کر مجھے تلاش کرتا ہوا کالج روڈ کے قبرستان میں پہنچ جاتا تھا۔ اگر میں سیالکوٹ میں موجود

ہوتا تو نوے فیصد میرا ادھر موجود ہونے کا امکان ہوتا — یہاں قبرستان کی بیریوں کے میٹھے بیر' رنگت' حجم اور مزے میں بے مثال تھے۔ پاس ہی شیعہ مستریوں کا امنڈوا اور بازار حسن ا— یہاں گندے نالے کے لب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کے دروازے پہ کھڑی ایک سیاہ رو جھنگی سی کنجری ہم شرارتی آوارہ گردوں کی بلیک میجک کا نشانہ بنی رہتی۔ ہم اسے بے پناہ دق کرتے تھے مگر وہ کسی ایسی مٹی کی بنی ہوئی تھی کہ خندہ پیشانی سے نہ صرف ہماری زیادتی برداشت کرتی بلکہ کچھ دے دلا ہماری مٹھی بھی گرم کرتی۔ خدا جانے وہ کون تھی کہاں سے آئی اور وہ کن حالات میں یہاں پڑی ہوئی تھی۔ پرانی ڈوئی سا چوکور چہرہ' چپٹا ناک' مختلف ہاتھ' حبشی جیسے چپٹی سی آنکھیں اور ستم بالائے ستم کہ بائیں والی آنکھ ایسی بھینگی کہ وہ بیک وقت دو مختلف سمتوں میں دیکھتی ہوئی محسوس ہوتی ...... چونکہ چھاؤنی قریب تھی اس لئے فوجیوں کے لئے یہ گندے نالے والا علاقہ ریڈ ایریا تھا — سویلین کپڑوں میں ملبوس اکثر فوجی ملٹری پولیس کے ہاتھوں پکڑے جاتے تھے۔ اس ریڈ ایریا میں اور بھی کمرے کوٹھڑیاں تھیں جدھر بہت سی جسم فروش عورتیں تھیں۔ جو خصوصی طور پہ رات کو بج سنور کر چراغوں کی روشنی میں اپنے اپنے دروازے پہ کھڑی گاہک تکا کرتی تھیں — یہ کاروبار عشق و نشاط' سورج غروب ہونے کے بعد ہی شروع ہوتا تھا۔ یہ [illegible] رات کی تاریکی میں چلتا [illegible] دن کی روشنی [illegible] کسبیاں [illegible] کے لئے انہیں [illegible] اور ہم کو بھی [illegible] پڑتا تھا [illegible] کسبیاں جو شکل و صورت' قد کاٹھ میں [illegible] ہمارے عارضے میں [illegible] وہ لڑکیاں ایسی شوخ میک اپ اور اپنے دیگر عیب چھپا کر مجبور [illegible] دیہاتیوں اور ایسے ٹھرکیوں [illegible] کے لئے [illegible] ہوتا تھا [illegible] کا انتظار نہیں کر سکتے تھے۔

یہ اماوس والی بھی ایسی ہی مجبوری [illegible] تھی۔ ہمارا اس سے ایک خاموش سا معاہدہ تھا ہمارا [illegible] بعد [illegible] پیسے بطور [illegible] ہماری جانب اچھال دیتی اور ہم [illegible] آگے بڑھ جاتے [illegible] اگر وہ کسی ادھار پہ [illegible] ہوتی تو ہم [illegible] اسے [illegible] نہیں کرنے دیتے تھے [illegible] کا دروازہ کھول دیتے [illegible] پتھر اچھال دیتے۔ [illegible] گندے نالے میں [illegible] دیتے — وہ ہم سے [illegible] ضرور تھی مگر شاید ہم ہی تھے جو اس سے [illegible] تعلق بھی جوڑے ہوئے تھے۔ [illegible] تھی [illegible] کے لئے اس سے [illegible] ہوئے ہیں اور شاید [illegible] [illegible] سے جوڑے ہوئے تھی۔

اس ایلف جوزف کی دوستی بھی اسی علاقے کی [illegible] ہوئی تھی — خدا جانے [illegible] ایک دن [illegible] ہوا تھا۔ شیعوں کے سینما میں گیتا بالی کا زندہ شو تھا' وہ تازہ تازہ بمبئی سے آئی تھی۔ ساتھ [illegible]

ولی صاحب بھی تھے۔ میں یہ شو دیکھنا چاہتا تھا۔ اب اگر کوئی فلم ہوتی تو میں دھکم پیل کر کے گھس جاتا، مگر زندہ شو تھا۔ داخلے کا سارا انتظام دوسروں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ بہت سر مارا کہ کہیں سے دو چار آنے ہاتھ لگ جاویں مگر نہیں ـــــ کوشش بسیار کے باوجود جب کوئی دروازہ کھلتا دکھائی نہ دیا تو آخری "ترائی" کے طور اس بے سرو سامان غریبچی کا بے کھٹکے کا دروازہ نظر آیا۔

میں اپنے طور ہی ادھر نکل آیا تھا۔ دوپہر کا وقت۔ شو ساڑھے تین بجے شروع ہونا تھا۔ دو اڑھائی گھنٹے باقی تھے۔ گرمی اور تیز دھوپ سے بچتا ہوا میں اس کی کوٹھڑی کے سامنے شیشم کے پیڑ کے نیچے آ کھڑا ہوا۔ دیکھا تو دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ مطلب یہ کہ اندر کوئی بچارہ وقت کاٹ رہا ہے۔ دل کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ دو چار بچارے اگر مزید ادھر آ گئے تو اپنی دوٹی چوٹی پکی۔ اس بعد تھی میں پیڑ سے پشت لگا کر چپت کھڑا ہو گیا۔ پانچ دس پندرہ منٹ بعد بھی جب دروازہ نہ کھلا تو تشویش لاحق ہوئی ـــــ اللہ خیر! اندر کوئی نقل نہیں رہی۔ دروازہ بند ہے، کہیں کوئی چینڈو ہی نہ گھسا ہوا ہو..... جیسے وہ کہتے ہیں کہ مارنے سے کہیں زیادہ کھسکانا ہوتا ہے اسی طرح اکثر چینڈو بھی اچھا بھلا بیدھا کام کہیں نہ کہیں حماقت دکھا کر الٹا کر دیتے ہیں ـــــ مزید دس منٹ بیت گئے تو بڑے [illegible] سے سر اٹھانے لگے ـــــ کہیں ذرا سی [illegible] بیماری [illegible] ہو گیا ہے [illegible] دروازہ کھلا اور ایک سانولا سا نوجوان بڑے اعتماد سے باہر نکلا جیسے وہ گھر کا کوئی سامان لینے بازار جا رہا ہو۔ مجھے اللہ دی بھی دکھائی دی (یہ نام ہم نے اپنے طور اسے دے رکھا تھا) جو اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اس کا بھی انداز کچھ یوں ہی تھا جیسے تاکید کر رہی ہو [illegible] یا زیادہ پیچھے نہ ہوں تازہ دم ہو گیا اور شعلے کی طرح لالہ ہو رہا ـــــ میں نے دیکھا کہ وہ میری جانب اشارہ کرتے ہوئے بھی اسے کچھ کہہ رہی تھی ـــــ وہاں سے نیچے اترتے ہی یہ چینڈ شرٹ میں ملبوس بالکا سا نوجوان میری جانب بڑھا ـــــ میں بھی تیج رہا تھا کہ دیکھیں اسے نزدیک ہوتے تیور کھڑا تھا کہ شاید اللہ دی نے اپنے اس بندے سے میری پٹائی کا پروگرام بنایا ہوا ہو ـــــ میرے بھاگنے کے تیور بھانپتے ہوئے اس نے ذرا دوری سے مسکراتے ہوئے کچھ دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ـــــ میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک روپے کا سکہ اس جانکی بہار دکھا رہا تھا ـــــ کیوں کہ بھاگوں کہیں مجھے پکڑنے کی کوئی چال ہی نہ ہو؟ ـــــ ایک روپے کا نوٹ اتنی بڑی رقم میں سوچتا ہی رہ گیا اور وہ میرے سر پہ کھڑا تھا۔

کئی لوگ دور سے اتنے دکھائی دیتے ہیں پاس پہنچ پائیں تو پولیس والے لگتے ہیں اور کچھ یوں بھی کہ فاصلے سے فاختہ لگتے ہیں۔ قریب آ جائیں تو قصبی سے نکل آتے ہیں۔ !

یہ بھی ایسا ہی تھا۔۔۔ معمولی کسبی کی کوٹھڑی سے نکلنے والے کے چہرے پہ نہ تو عرق انفعال تھا نہ بد ذات اور نہ حرام کاری کی لعنت کا کوئی سایہ۔۔۔ صاف ستھرا لانڈری کے دھلے تولیے کی طرح نکھرا ہوا چہرہ، من بھاونی سی مسکراہٹ لیے وہ میری آنکھوں میں میری زبان کا محبت و مروت بھرا کوئی ابدی گیت [illegible] آنکھیں اتارے کھڑا تھا۔ جب طرفین آنکھیں محو گفتگو ہوں تو نطق کی نغمگی بے نیری پڑ جاتی ہے۔۔۔ زبانی باتوں اور نگاہوں کی گفتگو میں بڑا تفاوت ہوتا ہے۔ کلام اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کے لئے الفاظ و بیان کا محتاج ٹھہرا۔۔۔ وہ دماغی عقلی ذرائع سے سود و زیاں کا حساب لگا کے خوشگوار سے پیش کرتا ہے۔ نظریہ ضرورت، مصلحت، پس و پیش ہزار حیلوں وسیلوں سے کام لیتا ہے لیکن آنکھیں ایسے بودے وسیلوں سے احتراز کرتی ہیں۔ آنکھیں قلبی باطنی کیفیات کی مظہر ہوتی ہیں۔ نطق کے ذرائع وسیلے ہزاروں لیکن بصری طریق گفتگو ہر ایک سا ہی ہوتا ہے اور پھر محبت کی تو کوئی زبان ہوتی ہی نہیں۔

کون کہتا ہے محبت کی زباں ہوتی ہے
یہ حقیقت تو نگاہوں سے بیاں ہوتی ہے

میں نے جھٹ سے [illegible] اس بے ہودگی نگاہوں کی [illegible] میں ڈوبنے سے بچا لیا [illegible] وہ تو مجھ سے اسے دیکھ رہا تھا

اچانک وہ ایک روپے کا نوٹ میری جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

''تمہارے [illegible] پیسے ہیں۔''

اس کے ہاتھ میں [illegible] تھا اور [illegible] میں نے [illegible] پوچھ لیا۔

''یہ [illegible] تم مجھے یہ کیوں دے رہے ہو؟''

وہ پلٹ کر اللہ رکھی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''اس نے کہا ہے کہ میرے بھائی کو [illegible] دے دو [illegible] ضرورت ہے۔''

بھائی کے الفاظ [illegible] میرے کانوں میں جیسے کسی نے گرم [illegible] سلائیاں اتار دی ہوں [illegible] غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا۔

''اس کنجری کو مجھے بھائی کہنے کی جرأت کیونکر ہوئی؟''

ہلکی سی چپت میرے گال پہ رسید کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کم ظرف! تمہیں تو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔۔۔ بہت گندی بات!''

میرے منہ سے خود بخود نکل گیا۔

"۔۔۔اور تم بہت اچھے ہو جو اس کے کمرے سے نکلے ہو۔۔۔۔؟"

وہ چند ثانیے معنی خیز نظروں سے مجھے گھورتا رہا پھر بولا۔

"تمہیں یہ بھی نہیں کہنا چاہیے۔" اتنا کہہ کر وہ دوربان والے چوک کی جانب چل دیا۔

یکمشت روپیہ ملنے کی حیرت اور خوشی اپنی جگہ۔ مگر اس کنجری کا بھائی کہنا اور اس پہ مستزاد اس پلے نہ پڑنے والے نوجوان کی بھید بھری گفتگو نے مجھے سل پتھر کر دیا تھا۔۔۔ میں اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔ وہ شیشوں کے منڈوے کو کراس کر گیا تھا۔ ایسے میں میری نظر سینما کے باہر لگے ہوئے گیتا نظامی کے زندہ پروگرام والے ہورڈنگز پہ پڑتی ہے جو اس ساری خوشی اور بدمزگی کی اصل وجہ تھے۔ روپیہ کا سکہ میری مٹھی میں سنپولیے کی مانند دبا ہوا تھا کہ دباؤ کم ہوتے ہی مجھے ڈس لے گا۔

میں اللہ رکھی کی کوٹھری کی جانب تکنے لگا مگر وہ وہاں موجود نہیں تھی دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ شاید کوئی بھاڑو آ گیا تھا یا پھر اپنے کسی کام سے اندر گئی تھی۔۔۔ اسی تذبذب میں پھنسا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

[illegible] میں زیادہ دیر [illegible] کے پیچھے چل دیا۔

میں [illegible] اسٹیشن کے سامنے تانگے کے اڈے کے پاس جا لیا تھا۔

"بھائی! میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اسے شاید مجھ پر غصہ آ گیا تھا [illegible] آنکھوں سے بے بس کر دے۔ میری آنکھوں میں اپنی نگاہوں سے کچوکے مارتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے ساڑھے چار بجے تک چرچ میں ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔ میرے ساتھ چلتے آؤ۔ تم بھی ہو لیں اور میں وقت پہ پہنچ بھی پاؤں گا۔"

یہیں مجھے پہلی بار اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان کرسچن ہے۔

"تم کس چرچ میں جاؤ گے۔۔۔؟"

"بارہ پتھر والے بڑے چرچ میں۔۔۔!"

میں نے اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا۔

"اتنی دور۔۔۔ یہاں سے تانگے پہ بیٹھ جاتے ہیں۔"

وہ اپنی دُھن میں چلتے ہوئے بولا۔

"مجھے زمین اور مٹی پہ چل کر سکون اور سکت حاصل ہوتے ہیں۔ ٹانگیں ہوں تو تانگے پہ بیٹھنا کیا معنی ۔۔۔؟" مزید پوچھنے لگا ۔۔۔ "ہارس پاور جانتے ہو کیا ہوتی ہے؟ ۔ گھوڑے جیسی طاقت! ۔ اور گھوڑے کو یہ طاقت اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ وہ کسی تانگے پہ نہیں بیٹھتا کہ جس کے آگے کوئی احمق انسان جتا ہو ۔۔۔ انسان ہو یا جانور چوپایہ چیز پودے پہاڑ ۔۔۔ یہ فطری توانائی پاؤں جڑوں کے ذریعے زمین مٹی سے اور عقل لطیف اپنے سر چوٹی سے آسمان اور فضا سے حاصل کرتے ہیں۔"

میں نے پہلی بار اپنے اس دوست اور استاد سے زمین اور مٹی کی برکات و حکمات کے فلسفے کو سمجھنے کی اپنی سی سعی کی۔

وہ مجھے کشاں کشاں لیئے کچہری کی جانب بڑھ رہا تھا اور میں اس کے پیچھے کسی ایسے ڈھیٹ بھکاری کی طرح لپک رہا تھا جسے کوئی موٹی بھیک ملنے کی توقع ہوتی ہے ۔۔۔ دیکھنے میں وہ لمبے ہاتھ پاؤں والا آدمی بھی دس بارہ برس بڑا اور تیز گام بھی تھا۔

[illegible] کے پاس پہنچ کر مجھے اس سے بات کرنے کی مجال کش ملی محسوس ہوئی۔

[illegible]

"[illegible] ہاں جاتے ہیں؟"

وہ میری بات سنتے چلتے یوں رکا جیسے ایر جنسی بریک لگانے پہ گاڑی رک جاتی ہے ۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک کوندا سا لہرایا [illegible] شرارت لیئے ہوئے کہا۔

"بھائی! تم نے مجھے یا اسے کسی قسم کی زیادتی کرتے ہوئے دیکھا؟"

میں لاشعوری کی کیفیت میں تھا لہٰذا [illegible] پوچھنے کی بجائے گم سم ہو کر جواب دے

"تمہاری ٹانگوں کی ناکامی اس لئے ہوگئی ہیں کہ تم زمین اور مٹی سے براہ راست تعلق رکھتے ہو تمہیں دھرتی ماں کا دودھ مناسب مقدار میں نصیب نہیں ہوتا ۔۔۔ انسانوں درختوں پودوں کو [illegible] توانائی جڑوں اور پیروں کے ذریعے زمین سے ملتی ہے۔ پھر یہ قوت تمام جسم میں منتقل ہوتی اور [illegible] ہے۔ اسی طرح اس میں روحانی ذہنی بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔ ذرا غور کرو سر و دماغ میں طاقت ہوگی تو [illegible] عقل سوچ سمجھ اور دل کے روزن میں قوت فکر و تخیل پیدا ہوگا اسی طرح وہ شخص آنکھوں اور [illegible] سے ہی کام نہیں لے گا بلکہ باطن کی آنکھ اور روحانی برکات سے بھی آگاہی حاصل کرے گا۔"

میں شرمندگی سے آنکھیں جھکائے زمین میں گڑا جا رہا تھا ۔۔۔ تبھی مجھے احساس ہوا کہ [illegible]

یہ سے جواہرات' پانی' تیل' گیس اور دیگر معدنیات' نباتات و جمادات جیسے خزانے کیونکر چھپے ہوئے ہوتے تھا ۔۔۔ دنیا کی ہر بیش قیمت چیز اسی کی کوکھ سے برآمد ہوئی۔ ہر بڑا درخت' ٹاور' مینار' گنبد' عمارات' اہرام و حرم' چکاہوں' عبادت گاہوں کی بنیادیں جڑیں اسی زمین کے سینے میں گڑی ہیں ۔۔۔ ہر بڑا انسان اسی سے اُٹھا اور اسی میں لیٹ جاتا ہے۔ دیکھیں تو انسان بیک وقت کئی جہتوں میں دیکھنے' سننے' سوچنے اور دیگر بہت سارے کام سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میں اس کے ساتھ چل بھی رہا تھا' سن بھی اور اپنے اندر کہیں مجھے ہوئے تانے بانے بھی بن بھی رہا تھا۔ زمین اور مٹی کے بارے اس کی ایسی باتیں سن کر میں زمین پہ یوں سنبھل سنبھل پاؤں دھر رہا تھا جیسے اس پہ خار مغیلاں بچھے ہوئے ہوں یا پھر میرے پاؤں کے چھالے پھوٹے ہوں۔ میرے دل میں سمارہی تھی کہ ایسی مادر مہربان پہ پاؤں سے نہیں' سر کے بل چلنا چاہیے۔ اسی کہت سخت' اُوحت اور خوحت میں ہم بارہ پتھر آ گئے تھے۔

بارہ پتھر بھی عجیب سا نام ہے۔ یہ شاید شہر سے باہر چھاؤنی کی حدود کی اصطلاح میں استعمال ہوتا ہے۔ بارہ کے ہندسے میں چند اور بھی مثلاً بارہ ربیع الاول' بارہ مسالے' بارہ مہینے' بارہ باٹ' بارہ امام' بارہ برج' [illegible] بھی بارہ بجے (سکھوں والے) [illegible] بارہ دروازے [illegible]

[illegible] میں داخل ہوتے ہی اس نے گھڑی پہ وقت دیکھتے ہوئے مجھے کافی پینے کی دعوت دی۔ [illegible] میں چائے کی بہت کم استعمال ہوتی تھی جبکہ کافی چاکلیٹ بہت اور [illegible] مشروب تھے جو نہ تو [illegible] سے دستیاب تھے اور نہ [illegible] پڑھے لکھے لوگوں کے لیے تھے۔ [illegible] کے منہ سے کافی کا نام سن کر میں اور بھی مرعوب ہو گیا کہ یہ تو اونچی سطح کا بندہ ہے۔ اس کا چھوٹا سا گھر [illegible] گھروں سے خاصا مختلف تھا۔ ڈیکوریشن' سامان کی اصولیت' بالی وسیع تھا بیٹی تو آتشیں نہار۔ صحن میں بنا ہوا [illegible] کا گملہ' پرانی شراب کی بوتلوں میں منی پلانٹ کی بیلیں۔ فرش پہ کارپٹ ۔۔۔ بیٹھنے اور کھانے کا ۔۔۔ میں دیکھ دیکھ مرعوب سا سوچنے لگا ایسے پڑھے لکھے کیوں ہم عام لوگوں سے کس قدر مختلف ہوتے ہیں۔ وہ ایک عام سا گھر تھا ۔۔۔ اندر کا فرنیچر سامان کچھ ایسا شاندار اور قیمتی نہ تھا لیکن قرینہ اور سلیقہ ہر ایک [illegible] سے ایک رہا تھا کہ مکین اچھے ذوق والے اور پڑھے لکھے ہیں۔

جیسی دروازے پہ کال بیل کے موتیوں کی لڑیاں چھنکیں ۔۔۔ اندر سے چھوٹی سی ٹرے میں کافی کے کپ لیے ایک لڑکی برآمد ہوئی ۔۔۔ میری تو چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی ۔۔۔ دماغ جیسے جم گیا اور جسم پتھر بل ہو گیا ہو۔ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ بھی تکتے ہوئے ہلکی سی مسکرائی۔ ٹرے میز پہ رکھ کر واپس چلی گئی۔

مجھے یوں ہکا بکا دیکھ کر اس جوان فہم و ذکا نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

''کافی بلیک پیو گے یا دودھ کے ساتھ لو گے؟''

اس سے پیشتر میں نے محض ایک بار تین کافی پی ہو گی۔ عجیب سے دھوئیں ڈالتے ہوئی کافی... جیسے کسی نے حقے کا پانی ملتانی مٹی میں گھول کر کپ میں ڈال دیا ہو... زبردستی کے دو چار گھونٹوں کے بعد میں نے کافی سے توبہ کر لی تھی۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا کہ میزبان کے ہاں مشروب اس کے سٹیٹس کے مطابق ہوتا ہے۔ ٹھنڈے گھڑے کا پانی' گڑ شکر کا شربت' چاٹی کی لسی' چائے' کافی' سوڈا واٹر یا پھر بیئر اور وائن وغیرہ... بجائے کہ میں اس کے سیاہ و سفید کافی والے سوال کا کوئی جواب دیتا۔ اُسے بٹ بٹ دیکھنے لگا۔ وہ بھی اسی لڑکی کی مانند مسکراتے ہوئے بولا۔

''تم تو شاید کوئی جواب نہ دو گے کہ تم بے تکے سوچے سوالات کرنے کے عادی ہو۔ میرے حساب سے تمہیں لائٹ کافی بلک ود شوگر لینی چاہئے... نئے نئے کافی پینے والے کے لئے یہی نسخہ مناسب رہتا ہے اور جب وہ کافی پہ لگ جاتا ہے تو پھر مزا آتا ہے ود آؤٹ شوگر اینڈ ملک... تمہیں شاید پتہ نہیں کہ کافی میں [illegible] [illegible]''

[illegible] پوچھا۔

''اور نئے نئے شراب پینے والے کے لئے کیا مناسب ہوتا ہے...؟''

وہ مڑ کر پیچھے الماری کی جانب دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔ کرسمس قریب ہے۔ پاپا اپنے کولیگز کے ساتھ کرسمس سیلیبریٹ کرنے کے [illegible] شراب کے حساب سے مجھے ایک اچھی تو ہے کہ ہوتی سخت والوں کی ہیں...''

''تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا کہ نئے شراب پینے والے کے لئے پینے کا کیا طریقہ ہونا چاہئے...؟''

وہ لمبی سی ''ہوں'' کرتے ہوئے بتانے لگا۔

''اسے جن یا وڈکا کے ساتھ ہلکی پھلکی سوڈا یا جنجر واٹر لینا چاہئے... میں بھی کبھی کبھی وسکی میں اسی ترکیب سے گزارہ کر لیتا ہوں۔'' گھڑی دیکھتے ہوئے کہنے لگا... ''میں ٹھیک پانچ بجے تمہیں گھر واپس چھوڑوں گا... جیسے کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ مجھے چھ بجے ایک ضروری میٹنگ میں پہنچنا ہے۔ تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں... میرا نام ایلک جوزف ہے نام سے ظاہر ہے کہ میں کرسچن ہوں... یہ چھوٹا سا گھر ہے۔ میں مرے کالج میں سیکنڈ ایئر کا اسٹوڈنٹ ہوں... اب تم جلدی سے اپنے بارے

"...... نام' کلاس اور گھر وغیرہ......؟"

اب میں شروع ہوا ــــ محمد یحییٰ خان نام ہے۔ تمہاری کالج سے ٹھیک پانچ منٹ کے فاصلے پہ کالج [illegible] کے چوک میں سامنے میرا گھر ہے۔ سکول یا پڑھائی سے تعلق ہوتا تو میری ملاقات شاید تم سے نہ ہوتی ــــ میں جس قسم کا آوارہ گرد' بگڑا ہوا لڑکا ہوں۔ گھر' باہر کہیں بھی میری شہرت اچھی نہیں ... تم نے دیکھ لیا کہ میں [illegible] لڑکیوں کو تنگ کر کے ان سے پیسے اینٹھتا ہوں۔ فلمیں دیکھتا ہوں' سگریٹ پیتا ہوں ــــ گھر یا باہر کہیں بھی داؤ لگے تو چوری بھی کر لیتا ہوں..... مسجدوں' مزاروں سے تیل' نذرانے اور پیسے اڑانا بھی میرا مشغلہ ہے۔ بس یہ کام ابھی تک نہیں کیا یا شاید میں ابھی اس کے اہل نہیں ــــ یعنی وہ کام ــــ جو تم سرانجام دیتے اس بازار کے تھے ــــ اور ہاں' یہ سمجھاؤ کہ وہ' جس کے کمرے سے تم آدھے گھنٹے بعد نکلے تھے وہ یہاں ہم سے پہلے کیسے پہنچ گئی؟..... جب وہ کافی لے کر یہاں داخل ہوئی تو میں نے اسے پہچان لیا تھا۔"

وہ خاموشی اور تحمل سے میری گفتگو سنتا رہا۔ نہ کوئی چہرے کا زاویہ بگڑا' نہ آنکھوں سے چنگاریاں نکلیں اور نہ ہی کوئی اچھا برا کہا..... حالانکہ اس کا ردعمل تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ مجھے اٹھا کر باہر پھینکتا یا کم از کم وہاں سے چلے جانے کو کہتا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ [illegible]

"[illegible] ــــ [illegible] ہوگی۔"

میں [illegible] ہوئے اس کا دیا ہوا [illegible] کافی کی پیالی پہ [illegible] کہا۔

"اس لڑکی کو وہ [illegible] دے دینا اور کہنا کہ وہ اب تمہیں کوئی [illegible] نہیں کرے گا۔"

دو روز بعد حسینہ آنکھوں والا جو مجھے کالج کے باہر آنکھوں کی رہ بھی لگاتا تھا مجھے چوک میں [illegible] مل گیا۔

"ارے خان! کالج کا ایک عیسائی لڑکا تمہارے بارے میں مجھ سے پوچھ رہا تھا۔ وہ شاید تمہارے گھر بھی آیا تھا مگر تم اسے ملے نہیں۔ کیا بات ہے؟ کوئی واردات تو نہیں ڈالی ــــ؟"

میں نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا وہ روز تمہارے ہاں مجھے ملنے آتا ہے؟"

"ہاں' روز آتا ہے۔ جب کلاس نہیں ہوتی وہ میرے پاس ضرور آتا ہے۔"

دوسرے روز میں جیسے کے پاس کھڑا [illegible] ہوئے آتو پیچھے سے اس کا ہاتھ [illegible] کر ایک طرف کھینچ لیا۔ آتے ہی مجھے ڈانٹنے لگا۔

"یار! تمہاری تو تمہارے گھر میں بھی کوئی عزت نہیں۔ دو روز ہوئے تمہیں تلاش کرتا ہوا تمہارے گھر

پہنچا۔ تیری امی دروازہ پہ آئی۔ میں نے تمہارے بارے میں دریافت کیا۔ چھوٹتے ہی کہنے لگیں۔

"'بیٹا! کچھ لینا دینا ہے تو اسی کو پکڑو۔ ...ہم بالکل ذمہ دار نہیں۔ آئندہ یہاں مت آنا۔ وہ گھر بھی اپنی مرضی سے آتا ہے۔ پتہ نہیں کہاں کہاں کے دھکے کھاتا رہتا ہے......!'"

"بھائی! انسان کم از کم اپنے گھر تو کچھ عزت بنائے رکھتا ہے۔"

"میں نے تو تمہیں پہلے دن ہی اپنے بارے سب کچھ کلیئر کر دیا تھا جبکہ تم نے مجھے ٹال دیا تھا۔"

معنی خیز نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"'آؤ ریل کی پٹڑی پہ بیٹھ کر گپ شپ کرتے ہیں۔ میرے باقی کے پیریڈ خالی ہیں۔"

"ریل کی لائن؟ ... محض گپ شپ کرنے کے لئے کیا اس سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں ہو سکتی؟"

"ہو سکتی ہے پر ہر بات ہر جگہ پہ نہیں کی جا سکتی... بات چھوٹی ہو یا بڑی وہ اپنا ایک موڈ مزاج رکھتی ہے... کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو چلتے پھرتے بھی کی جا سکتی ہیں۔ جیسے اس دن ہم چلتے چلتے بے تبری کی چھوڑتے جا رہے تھے... [illegible] جنہیں سرانجام دینے کے لئے وقت کی بخش [illegible] پڑتی ہے۔ [illegible] ... پارٹ کی تاریکی [illegible] ... تعلق رکھتی ہوتی ہے جو درختوں کی چھاؤں یا نہر کے کنارے بیٹھ کر ہی کی جا سکتی ہے۔ [illegible] کریں گے تو نتائج مختلف ہوں گے... لوہے پہ بیٹھ کر یا اسے ہاتھ میں پکڑ کر کرنے والی بات چیت [illegible] انداز کی ہوتی ہے۔ جیسا کہ پیار کے بیشتر فیصلے ہوتے ہیں۔ [illegible] یا قبر میں اتر کر ہی [illegible] سنا جاتا ہے...... لہٰذا آج کی گفتگو لوہے پہ بیٹھ کر کرنے کی ہے۔"

"خدا یا یہ کس نوع کا بندہ ہے؟ ... بندہ ہے بھی یا کوئی اور مخلوق ہے ... اتنی چھوٹی سی عمر اور اٹھان......؟"

میں ایک بچہ نا سمجھ بیٹھے ہوئے معمول کی مانند اس کے پیچھے چل دیا اور ہم کالج کے پارک کی جانب جموں جانے والی ریل پٹڑی پہ آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

● ریل کی پٹڑیاں اسرار کی گٹھڑیاں......!

ریل کی پٹڑیاں بھی کیا چیز ہیں۔ لوہا ہو کر لوہے کی مار کھاتی رہتی ہے... تھپیڑے کھا کھا کر بھی [illegible]

وقت نہیں بدلتیں۔ گرمی سردی، بارش، خشکی، طوفان ہر موسم کی سختی اپنے سینے پہ جھیلتی ہیں۔ ہزاروں میلوں پہ پھیل جائیں لیکن اپنے مرکز سے رابطہ منقطع نہیں کرتیں۔ سدا ساتھ رہتی ہیں لیکن ایک متعین فاصلہ درمیان برقرار رکھتی ہے۔ بچھڑے ہوئے ملاتی ہیں جو مل چکے ہوں ان میں توازن پیدا کرنے کے لئے وقتی طور پہ جدا بھی کر رہی ہیں توازن پیدا کرنے کا اسلوب سکھاتی ہیں۔ میں نے جسم، ذہن اور مختلف توانائیوں میں توازن برقرار رکھنا ان پٹڑیوں سے سیکھا۔ پنجاب کے تقریباً سب ہی ندی نالے دریاؤں کے پُل بغیر اِدھر اُدھر گرے، شکے پاؤں میں نے اپنے پیچھے سے نکال دیئے ۔۔۔ عشق، شوق اور توجہ میں ایسی برکت حرکت پیدا ہوئی کہ ''رہِ شوق'' کی ہر منزل، دو گام ہوتی گئی...... اندھیرے سویرے، شوکتے کیٹے، گرمی سردی، نزدیک و دور، اکیلے دو کیلے سود و زیاں ہر کسی کا احساس لرز کر رہ گیا۔

جب دھیان میں دم توازن میں گئے، وجود بیتا پاؤں میں پھلی آ گئی اور لوہے سے آشنائی ہو گئی تو پھر مجھے نہیں یاد کہ میں کبھی کسی گاڑی کے نیچے کو راہ دینے کی خاطر پٹڑی سے نیچے اترا ہوں گا پھر تو یہ تھا کہ گاڑی خیلہ مجھ پہ سے گزر گئی یا کبھی میں ان میں سے نکل گیا۔

فیض، تصرف، اولاد کا تعلق کسی خاص عقیدے، مذہب، مسلک، اولیا یا صدقی و زندقی سے نہیں ۔۔۔ یہ چیزوں آپ کسی طرح [illegible]

[illegible] سے لوگوں سے متعلق نہیں ہوتی۔ بس ہم ان سے کچھ حاصل کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ سودا کرنا ہوتا چاہئے۔ دوکان کہاں ہے، دوکاندار کون اور کیا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا ۔۔۔ سودا جو ہے جہاں سے وہ چھلا کے لگے یا مُہرا دیا ہے...... علم، عقل و دانش، فن و ہنر اور ولایت، مذہب سے تعلق نہیں رکھتے جو ان کی قدر کرے ان کے حصول کے لئے محنت کرے آگے بڑھ کے استفادہ حاصل کرے ۔۔۔ یہ حق ہوتی ہے آس کی ہے۔

فیض، ولایت اور تصرف کے معنی یہ بھی ہیں کہ کسی (بزرگ، نیک، بیوقوف، عقلمند یا کسی اور مخلوق) سے ایسا علم و عمل، عقل، جذبہ، اور روحانی و اخلاقی دولت حاصل ہو جس میں طالب و وظیفہ پائے دین و دنیا اور انسانیت کے لئے سود مند قابلیت موجود ہو ۔۔۔ اب فیض حاصل کرنے کی یہ شرط نہیں کہ جس سے آپ لینا چاہتے ہیں وہ مسلمان ہی ہو ۔۔۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو آج علم و دانش اور سب ہنر کا ذخیرہ ایسا نہ ہوتا۔ اہلِ مغرب نے بیشتر علوم و فنون اہلِ عرب و مسلمانوں سے سیکھے ۔۔۔ آج کی سائنس نے اپنی ترقی و عروج کے تمام انکشافوں کا بنیادی مسالا اہلِ مشرق اور مشرقِ وسطیٰ کے حکمت والوں، وقت والوں، ریاضی دانوں، منجموں اور شاعروں سے مستعار لیا۔ الہامی کتابوں اور خاص طور پہ قرآن پاک سے استفادہ کیا ۔۔۔ انبیاء، پیغمبروں، رسولوں اور اولیاء کرام کی سیرتوں، اقوال، فرمانوں اور معجزوں، کراماتوں سے حاصل کیا ۔۔۔ ایسے ہی ہمارے اکابرین نے بھی اہلِ یونان

نصاریٰ اور اہلِ ہنود سے عصری علوم حاصل کیے جن میں بالخصوص میرے روحانی مرشد حکیم الامت بھی شامل ہیں۔ میری خوش نصیبی کہ مجھے بھی چند ایک غیر مسلموں سے اکتسابِ علم کا موقع ملا۔ اس ضمن میں میرا پہلا غیر مسلم استاد مسٹر ایلک جوزف تھا جو اس مرے کالج کی اسی کلاس اور بنچ پہ بیٹھتا اور پڑھتا لکھتا تھا جدھر میرے مرشد بھی بیٹھا اور پڑھا کرتے تھے کہ اس زمانے میں یہاں پچانوے فیصد پرنسپل پروفیسرز لیکچرار انگریز ہندو عیسائی اور سکھ ہوا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی۔

ایک اور باریک سی بات جو بدیر سمجھ میں آئی کہ استاد کی طرح شاگرد بھی نصیبوں سے ملتا ہے اور یہ کہ طرفین خود بخود ایک دوسرے کو تلاش کر لیتے ہیں۔ ان کی پہلی ملاقات "عام حالات" میں نہیں ہوتی۔ کچھ نہ کچھ اور کوئی نہ کوئی بھید لیے ہوئے ہوتی ہے جو بظاہر معمولی روزمرہ سا لگتا ہے ۔۔۔ مگر نہیں' یہ لمحہ ملاپ اور واقعہ ملاقات بڑا ہی خصوصی ہوتا ہے ۔۔۔ باقاعدہ طے شدہ اور پہلے سے ۔۔۔ !

اب واپس چلتے ہیں کانگے پارک اور غازی پور کے درمیان ریل کی پٹڑی پہ جو سیالکوٹ سے جموں تک میرے ہاتھ پہ قسمت کی لکیر کی طرح بچھی ہوئی تھی۔ یہی پٹڑی میرا ذاتی جسمانی اعتدال اور روحانی توازن ترازو کرنے [illegible] سیدھی [illegible] ہوئی۔

اس [illegible] معنوں اور تصوف کے [illegible] استعاروں میں استعمال ہوتی ہے۔ مٹی پتھر لکڑی اور لوہا کا ایسا بتدریج ملاپ اور [illegible] نہیں ہوتا ۔۔۔ [illegible] کا [illegible] دل [illegible] سے پیدا ہونے والی گرمی ۔۔۔ مقناطیسیت اور [illegible] ایک ایسا توازن پیدا کرتے ہیں جس کی مثال مادہ اور اس کی حرکت میں کم ہی ملتی ہے۔ یہی قوت مقناطیسیت اوپر کا بوجھ اور پٹڑیوں کے اندر کا دوڑتا ہوا کاربن گاڑی کے بے پناہ وزن کو سیدھا سادا کی سلامتی میں کم اور تیز رفتاری کی سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔ انسانی پاؤں کے انگوٹھے بھی پٹڑیوں کے اندر کی جانب ابھرے ہوئے بارڈر کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ اندھیرے میں انسان جب بھی کبھی پٹڑی گلی [illegible] کسی چیز کو جانا چاہتا ہے تو پاؤں کے اندرونی طرف بڑھتے ہوئے کا لاشعوری انگوٹھے سے ہی کام لیتا ہے۔

بارہ پتھر کے اس غیرانی فراست وقیامت نے میرے [illegible] طلب میں جو بھی لطیف [illegible] اور [illegible] سی تھی جسے اس نے پاؤں کے چوڑی پاٹے کے نیچے سے پتھر ہٹا کر ہٹا دیا تھا۔ میری چھوٹی سی سمجھ جیسے اس نے پوری دھرتی دھر دی ہو ۔۔۔ میں نظریں ہٹائے بغیر سے اس کی گود دیکھ رہا تھا جس میں موجود چنچل پتھر کے ذرے موٹے کالے تیل کی تہہ [illegible] لکڑی کے معصوم ریشے اور لوہے کے ٹوٹے چھوٹے پتے

چمک رہے تھے۔ یہ پرت سونے چاندی کے ایسے ورقوں کی طرح تھے جو ایسے نازک و نفیس ہوتے ہیں کہ دمِ تنفس کے ہلکے ارتعاش سے بھی لرز جاتے ہیں۔ اس زحل واقفِ اسرار نے مجھے یوں گم صم دیکھ کر کہا۔

"یہ نیم خشت مٹی؟ — دیکھا جانا اور غور کیا جائے تو کائنات سمجھنے میں مدد ثابت ہو سکتی ہے بلکہ اس کا ہر ایک ذرہ اپنی اپنی الگ پہچان اور اک علیحدہ جہان رکھتا ہے اور وہ جہان مکمل اور منفرد ہے۔ یہ مٹی جس کی استاد ٹھہری اور جس نے اس کی توقیر تاثیر سے آشنائی پائی اس نے اس کے بطن سے جنم لینے والی ہر شے تک رسائی پائی۔"

اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا — چہرہ پہ سنجیدگی، فکر مندی سی گھلنے لگی یوں کہ جیسے بے دھیانی میں کسی سربستہ راز کو افشا کر بیٹھا ہو۔

اپنی حیرت اور اس کی خاموشی سے نکلنے کی راہ میں نے پوچھی بات بنائی۔ میں اس مٹی سے ایسی آشنائی کیسے پیدا کر سکتا ہوں جیسے تم نے بیان کی ہے —؟"

اس نے مجھے کھب جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے دھرتی کا دامن تمہاری ہتھیلی پہ رکھ دیا [illegible] اب تم اس سے کیسے [illegible] یہ تم پہ موقوف ہے۔ یاد رکھو [illegible] ہے۔ بنیاد مضبوط ہو تو [illegible] پکا مستحکم ہوتا ہے۔ زمین اور مٹی ہر اس شے کی بنیاد ہے جو ان کے اوپر ایستادہ ہے۔ کئی کی جڑیں سطح ان کے اندر اترے ہوتے ہیں اور کوئی اوپر سطح پہ موجود ہے جو کشش ثقل کے ذریعہ اپنا تعلق استوار رکھے ہوئے ہے۔"

مجھے بتایا گیا کہ روحانیت کا اور الگ معاملہ ہے جبکہ مادیت کے لئے خود کو مستعد کرنا پہلا قدم ہے۔ خاک کی خاک سے نسبت پہلے ہے۔ طبعیات اور مابعد الطبعیات کے معاملات و مشاغل میں اس سے بچاؤ ممکن نہیں۔ جیسے عشق حقیقی کی ابتدا عشق مجازی کی سیڑھی چڑھنے سے شروع ہوتی ہے۔

میری خوش قسمتی کہ میں مٹی، کیچڑ، گارا، اس کے تہہ کی سب تعلیم و تحصیل کا موقع مجھے اس دوست نما استاد کے ملنے سے بہت پہلے ہی نصیب ہو چکا تھا — مٹی اکھاڑنے سے لے کر گوندھنے، پھانسنے، گوندھنے اور پھر ترو دینے — اس کے آگے پھر ملنے تھاپنے اور چاک چلانے چڑھانے، چڑھا کر کاٹ دینے — آوا چڑھانے، آگ لگانے تک میں سب دیکھ چکا تھا۔ یہ بانک محلہ میرا ننھیال اکھنور (کشمیر) میں تھا۔ والدہ مرحومہ کے ساتھ اس کے کاوش کی گئی تھی۔ بتا وہ یہاں کو زہ گروں کو گھڑیاں، پیالے، رکابیاں، دوریاں، کنالیاں، پانی کے گھڑے، گھوٹھیاں، ٹلیاں، گلیز بناتے دیکھتا، مٹی کی اقسام، رنگت، تاثیر

سادی، رنگلی، چکنی، پتھریلی، سوتی، نرم وغیرہ سے خوب گاڑھی چھن چکی تھی۔ مٹی کی تاثیر، طاقت، خصلت و خوبی کی پہچان کچھ ایسا آسان کام بھی نہیں ہوتا کہ دیکھتے ہی سمجھ میں آ جائے۔ یہ بڑی تپسیا، تجربے اور تن ماری کا متقاضی ہوتا ہے۔ ہر ظروف کی شکل اس کے ظرف کے مطابق تیار کرنا بھی ایک ایسا کارکرم ہے جو سب سے بڑے "کوزہ گر" کی خاص عنایت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مٹی ایسی ملائم اور سخت چیز کو اپنی منشا اور ضرورت کے تحت ڈھال کر کوئی شکل و وجود دینا، کارِ خداوندی ہے... مگر خدا نے اپنے اوصاف و خصائل، ایجاد و ابداع، اپنے اس خلیفۃ الارض کو بھی تو کسی حد تک عطا فرمائے ہیں۔

مٹی سے میری آشنائی جلد ہی ہو گئی تھی۔ شروع شروع میں نے مٹی کو اپنے ہاتھوں سے محسوس کرنا چاہا، پھر آہستہ آہستہ مختلف نوع کی مٹیوں کی خوشبو سے آگاہی پائی۔ کالی، سفید، سرخ، پیلی، نیلی، شیالی، بادامی اور ململ رنگی، ہر رنگ کی الگ مہک، ذاتی خاصیتیں۔

میں نے اپنی الگ مٹی گوندھ کر چھوٹے چھوٹے برتن، کھلونے، جانور، پرندے بنانے شروع کیے۔ ان کو پکانے کے لیے اپنی الگ بھٹی بنائی، آگ لگائی پھر ایک وقت آیا کہ میں باقاعدہ چاک پہ بیٹھا۔ اپنی مرضی کا پیالہ بنایا، ڈھالا [illegible] سے آر پار تھا۔ جب ہاتھوں سے اٹھا [illegible] بالوں والی کمر سے بچے [illegible]

میرے ہاتھوں، انگلیوں اور پوروں نے مٹی کے لمس کا ادراک حاصل کیا تھا لیکن مجھے بہت دور تک کر احساس ہوا کہ مٹی کے [illegible] کرنے سے کہیں پہلے اس کے "پاؤں لگنا" ضروری ہوتا ہے۔ پاؤں مرید ہونا پڑتا ہے۔ اس استاد نے [illegible] ہے۔ مٹی سے ملن کے لیے اس پہ پابرہنہ چلا کرو۔ ننگے پاؤں [illegible] کی وجہ سے وجود سے خود [illegible] ہوتی چلی جاتی ہے...!

گرم، سرد، نرم، سخت، اونچی نیچی زمین پہ برہنہ پا چلنے سے اندازہ ہوا کہ اس میں فائدے بے شمار ہیں جبکہ نقصان نہ ہونے کے برابر... مسافر سے زمین اور مٹی مسافت و شناسائی میں آشنائی پیدا کرتی ہے۔ صحرانوردوں سے صحرا [illegible] شب... جہازرانوں اور ملاحوں سے سمندر [illegible] شب... خلابازوں سے [illegible] سرشام اور کوہ پیماؤں سے پہاڑ، سورج جب [illegible] ہوتا ہے، سرگوشیاں کرتے ہیں۔ ایک ہی کہتے ہیں دوسرے کی سنتے ہیں۔ اسی طرح جنگل [illegible] میں پڑے ہوئے [illegible] دیوانوں اور [illegible] سے بھی جنگل، بیلے، ویرانے، اجڑی بستیاں، کھنڈر، کھلے باتیں کرتے ہیں... جنگلی جانور ان کے [illegible] رخت موسم تمام کے تمام ان کی حفاظت، خدمت و اطاعت پہ آمادہ ہوتے ہیں... دیکھو تو مذکورہ بالا ان تمام کا تعلق براہِ راست یا بالواسطہ اسی زمین اور اس کی مٹی سے ہے......!

• سفر شرط ہے مسافر نواز بہتیرے......!

جب میں تکریم الارض اور تفہیم التراب سیکھنے کے سلسلے میں نکلا تو میرا پہلا ٹارگٹ پورن بھگت کا کنواں تجویز ہوا جو بارہ پتھر سے خاصا دور' ایک ویران سی جگہ پہ خستہ حالت میں تھا۔ میرے استاد نے بتایا کہ اس کنویں اور اس کے گردو پیش والا قطعہ ارض ایک خاص قسم کے اثرات اور اہمیت کا حامل ہے۔ تفصیلات تو نہ بتائی گئیں' بس اتنا ہی کہ تم خود جانو اور سمجھو۔ میرا کام صرف راہوں کا راستہ دکھانا ہے' ساتھ نہیں جاتا۔

پورن بھگت کا کنواں' دنیا کے چند چیدہ پراسرار مقامات میں سے ایک ہے جو ایک ایسے تختۂ الارض پہ واقع ہیں جو اپنی ظاہری' مخفی' ماہیت' اندرونی معدنیاتی اثرات و کیفیات کے علاوہ برج جدی کے مقابل ہیں۔ سیالکوٹ کے علاوہ' منگلا دیوی کا قدیم ٹلہ جوگیاں (جگی یا لانا تحد) جلال پور جٹاں (قبّے شاہ کا مقبرہ) ترکی' عراق' آذربائیجان' تاران' سکردو' نیگملا' مہرولی' بھوپال کا جنگل' مصر' سائبیریا' نینوا' کوہ ارارط' تبت کے علاوہ بھی چند ایک مقامات ایسے ہیں جو عام انسان کے لئے محض زمین یا کوئی مشہور جگہ ہیں مگر طالبان [illegible] اور علوم علوی ارضی کے لئے ایک خاص اہمیت کے حامل [illegible] کر دیا ہے؟ [illegible] چپل کے علاوہ [illegible] مٹی اور مختلف نوع کی دھاتوں سے تیار کی ہوئے ہیں جو عام نہیں بلکہ بہت ہی خاص ریاضت و مجاہدات میں استعمال کروائے جاتے ہیں۔ ایسے جوتے بھی پہنوائے جاتے ہیں جن میں کنکر لوہے کے کیل میخیں ہوتی ہیں۔ [illegible]

ہاں! میں بتا رہا تھا میرا پہلا ننگے پاؤں پیدل سفر پورن بھگت کے کنویں تک کا تھا — دوسرا سفر بارہ پتھر سے جلال پور جٹاں تک شروع ہوا تو میرے استاد نے بارہ پتھر سے اگلی (سیالکوٹ سے وزیر آباد کی جانب کا پہلا قصبہ "پڑاؤ") کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"جاؤ سیدھے جاؤ' جب تک دریائے چناب کا پل پار نہ کر جاؤ — گجرات پہنچ کر شاہ کھاریاں والا کے مزار پہ سلام کرنا پھر وہاں سے جلال پور جٹاں پہنچ کر بابے قبّے شاہ کے مزار اور مجھ سے مسجد کا پوچھ لینا — پھر تم جانو اور وہ؟ ہاں! اگر کبھی واپس پہنچ پاؤ تو مجھے مل لینا......"

یہ سب کچھ یوں تھا جیسے وہ مجھے کہیں پاس کے گاؤں تک یا گلی تک لانے کے لئے بھیج رہا ہو — اس اللہ کے بندے نے یہ بھی نہ پوچھا کہ تیرے پاس کوئی دمڑی چونی جیب میں ہے یا نہیں۔ جوتے کپڑے حال حلیہ ایسے لمبے سفر کے لئے موزوں ہیں یا نہیں۔ کھانا پینا' شب بسری کا کیا بندوبست ہوگا؟ رخصت کے یہ بھی مژدہ سنایا کہ

اس راہ پہ قدم اٹھانے کے بعد مڑ کر دیکھنے کی غلطی نہ کرنا ۔۔۔ سفر کے دوران کسی سے لفٹ وغیرہ بھی نہیں مانگنی، کسی کھیت باغ سے مولی، گاجر، گوبھی، امرود وغیرہ خود اکھاڑ کر نہیں کھانے ہاں اگر کوئی چیز زمین پہ پڑی مل جائے یا کوئی اللہ کا بندہ قیام و طعام کی دعوت از خود دے تو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سڑک کے بیچ سفر سے اجتناب کرنا ہے۔ ایک پہر سے زیادہ کہیں قیام کی سختی سے ممانعت ہے۔ اطراف کی کچی زمین پہ درختوں، جھاڑوں کو چھوتے ہوئے گزرنا ہے۔"

ان نصیحتوں کے ساتھ مجھے ہلکا سا دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"چل میرے بچے! گت گت گت! ۔۔۔ اگلے ہی قدم مجھے بریک لگ گئے۔ پیچھے دیکھنے کی ممانعت تھی میں نے پاؤں الف ہو رہا دل میں ہی کہ پہلی زقند پہ اچھا زاد راہ ملا ۔۔۔ اچانک پیچھے سے جواب ملا۔

"کیچوے سے بہتر حیوان [illegible] اور کوئی نہیں ۔۔۔ کیونکہ یہ حیوان [illegible] بھی ارفع نظر آتا ہے۔ یہ واحد مخلوق ہے جو زمین مٹی کے اندر جھانک کر دیکھتا، لیٹتا اور موتتا ہے۔ مٹی کو کھوکھلا رہتا ہے [illegible] اندر دبے پڑے سب خزانے [illegible] سے روشن دکھائی دیتی ہیں۔ اس کی حس شامہ اور اس کے اندر کا نظام اسے زمین کے اندر بہت نیچے تک [illegible] میں مدد دیتا ہے اور بہت [illegible] [illegible] آفات سے [illegible] [illegible] سے اپنی عمر میں حاصل کر لیتا ہے ۔۔۔ [illegible] ایک ہی درگی [illegible] رہتا ہے۔"

پاؤں کے [illegible] سے [illegible] جھٹکے سے میں آگے [illegible]۔

یہ راہ جو پھول چلنے کا [illegible] [illegible] میں آ [illegible] مجھے [illegible] دیے شہر اور پھر ملکوں ملکوں میں اپنی آشفتہ سری اور آوارگی کی دھاک اور دھول اڑاتا پھرا۔ کسی نے مجھے آوارہ گرد اور کسی نے زندگی کے حقائق سے دامن چھڑاتا ہوا بے خدا تا ہے بے حقائق انسان ۔۔۔ کسی نے [illegible] کسی نے کچھ القاب۔ الزام دیا۔ کوئی کیا جانے کہ میں کس لذت آوارگی میں سرشار ہوں؟ ۔۔۔ لمبے طویل راستوں پہ اپنی لگن میں مگن مجھے پاؤں پیدل چلتے ہوئے میں کہیں سے کہاں ہوتا ہوں۔ بیچ میں کبھی ہوئی نرم ہوائی کی طرح دھرتی مجھے کیسے ہلکورے دیتی ہوئی آگے دھکیلتی اور پاؤں کے نیچے پولی پولی مٹی ملائی کی [illegible] کی طرح محسوس ہوتی۔

آوارگی کی راہ کا مسافر اور کسی بچائی کی جانب چلتا ہوا چند اور شوق سے مستقل قدم بڑھاتا ہوا بچہ بے گناہ ۔۔۔ ان میں اک عجیب سی سرمستی ہوتی ہے۔

یاد تو خبر نہ ہوئی کہ کتنے شب و روز چلتا رہا۔ کھایا پیا یا کہیں سویا جاگا ۔۔۔ اندھیرا سویرا دھوپ بارش

سب برابر۔ پتہ تب چلتا جب میں سائیں کانواں والے کے احاطہ میں داخل ہوتا ۔۔۔ سلام فاتحہ کے بعد یہاں خوب کمر سیدھی کرتا۔ وقت کشادہ ہوتا تو جلال پور جٹاں کی راہ پکڑتا ورنہ یہیں کا ہو رہتا ۔۔۔ شہر میں گلیوں بازاروں میں بے مقصد گھومتا رہتا۔ چناب کنارے چلا جاتا ۔۔۔ بیلے میں چرواہوں کی ونجلیوں بانسریوں کی تانیں سنتا ۔۔۔ دو ایک روز خوب خاک خوار ہوتا پھر جلال پور جٹاں کی راہ پکڑتا۔ جہاں کھنڈی پہ بیٹھا میرا پیارا راما دوست سدا سے میرا منتظر رہتا اور یہیں کہیں میرے حافظ بادۂ رنگین بھی رہتے تھے جن سے قلب و نظر کا باقاعدہ سلسلہ کچھ عرصہ بعد شروع ہوا تھا۔

ایک آدھ روز بعد واپسی کا اذن ملتا تو وہی جانی پہچانی راہیں راستے' وہی شجر و حجر' ندی نالے دریا پل ۔۔۔ سرسراتی ہوائیں' اشکر دو پہریں' آسودہ نا آسودہ موسم ۔۔۔ چہچہاتے طیور' بھانت بھانت کے لوگ۔ میرے سنگ سرکتی ہوئی رسوائیاں' طرح طرح کی ترتڑاتی ہوئی باتیں اور ان سب پہ مستزاد گھر والوں کے روتے گھومتے' لعن طعن اور۔۔۔!

ایک آدھ دن کا وقفہ آرام ۔۔۔ گھر والوں کے غصہ و دشنام میں دم بھاتے ہی پھر وہی کہ میں ہی گم تھا اور پھیر [illegible] ایک چھوٹی اور [illegible] سے کچھ آتا ہے۔

اگلی جمعرات تک حضرت جلال پور جٹاں کا دربار یہ وہ ظہور رہتا اس دوران میں اپنے "حسن آوارگی" کی سبو کشی میں شرابور رہتا یا پھر اپنے اس عیسائی استاد دوست کے ساتھ مختلف مشاغل میں رہتا ۔۔۔ زیادہ تر ہم کالج پارک میں ستاروں بھری چاندنی والی راتوں کی پہاڑی پہ آمنے سامنے بیٹھ جاتے اور وہ مجھے اپنی ایک ایب وغیرہ بیان کیا پُراسرار قسم کی باتیں بتاتا جو میں نے کبھی سنی نہ پڑھی تھیں۔ جبکہ اب میرا بازار حسن اس علاقے کی طرف بھی لگتا موقوف ہو چکا تھا جس سے میں پیسے بچا کرتا تھا اور جس کے "وسیلہ با جمیلہ" سے مجھے یہ مردِ پُراسرار میسر ہوا تھا۔

ایک روز وہ مجھے حقائق آسمانی کے مختلف حوالے جتنے کائنات' اس سے متعلق جہانوں اور دیگر دنیاؤں کے بارے میں بتا رہا تھا۔

کرۂ ارض اور اس کے گرد لپٹے ہوئے گونا گوں جوہری برقیاتی شعاعی' بخاراتی لہروں کے جو غلاف موجود ہیں ان میں کیسے کیسے تصرفات پنہاں ہیں اور ان کا اصل ماخذ سورج کی تمازت اور زمین کی مٹی کے مقناطیسی ذرات ہوتے ہیں۔ اس مٹی کے ذرات کے سائے یوں ہلکے اور سریع الحرکت ہوتے ہیں کہ وہ خلاء میں اک غبار کی صورت لہریے لیتے رہتے ہیں۔

یوں لگتا میرے اس دوست کا پسندیدہ موضوع دھرتی تھا ۔۔۔ زمین جو ایک مٹی ہے جس میں ریگ، سنگ، پانی اور ہوا بھی کسی حد تک شامل ہیں ۔۔۔ مٹی کے موضوع پہ وہ پہروں بحث کرتا ہوا نہ تھکتا تھا ۔۔۔ مٹی، مٹی اور مٹی ۔۔۔ سن سن کر میں خود مٹی کا باوا بن چکا تھا ۔۔۔ یہاں تک کہ مٹی نے مجھ پہ ڈھیرے ڈھیرے اپنے مزید اسرار و اوصاف کھولنے شروع کیئے۔ تب میں نے دیکھا کہ مٹی مجھے یوں لیئے لیئے پھرتی ہے جیسے پلاسٹک کی تھالی کے نیچے مقناطیس گھمانے سے اوپر تھالی میں پیرنگ کی گولی حرکت کرتی ہے۔ زمین کے اندر کی سری آشنائیاں اور وا شگاف ہوتی گئیں۔ اس کی باتیں رو بیچے اشارے کنایئے واضح سمجھ میں آتے گئے۔ اس کی اِک اِک ادا سے نظر و قلب شاد کام ہوئے۔

مٹی مرنے کے بعد دفن کے لئے دو گز جگہ دیتی ہی ہے کہ زندگی کے لئے دیا ہوا چند مٹھی مٹی کا ادھار جو واپس لینا ہوتا ہے۔ کیا سودا ہے؟ ۔۔۔ دے زندہ لے تو مردہ مٹی! ۔۔۔ جب وہ مٹی ہو جائے تو زندوں کو بھی اپنے اندر بلا لیتی ہے، خوب خاطر تواضع کرتی ہے، جھولیاں بھر بھر ثمرات دیتی ہے۔

قارئین! آپ کی نظر سے اس کتاب میں چند ایک ابواب ایسے بھی گزرے ہوں گے جہاں زیر زمین [illegible] وقت کا ذکر بھی شامل [illegible]

[illegible] ۔۔۔ ہونے ہونے کی وجہ طول کیفیت طاری ہے۔ دل دماغ میں دماغ دل میں ہوا ۔۔۔ گھر تک پہنچتا نیپ قیامت کی سی حالی الذہنی میں سوتے میں چلنے والے مریض کی مانند آگے بڑھتا چلا جا رہا ہوں ۔ پتہ نہیں کہاں کدھر نکل آیا ہوں؟ ۔۔۔ پکی تارکول والی سڑک [illegible] ۔۔۔ بچی راہ کھیت نہ کھلواڑے، رہٹ نہ کنواں اور نہ کوئی پاس سے گزرتی ہوئی گاڑی یا بس ۔۔۔ بس میں ہی اکیلا کہاں رہا دنیا کا میلہ؟ عجیب انجانی ان دیکھی سی راہیں یا منظر ۔۔۔ ہر دکھائی دینے والی چیز جیسے دیکھی ہے! کچھ کچھ ایسا جو پہلے دیکھے ہونے سے مماثلت رکھتا ہو۔ جیسے یہ کوئی اور جہان ہو ۔۔۔ باغ عدن کے مارے خاک میرے سامنے ۔۔۔ مست خرام آگے بڑھتے بڑھتے اچانک جیسے اس نیرنگ سازی سے باہر نکل آتا ہوں جیسے کوئی ایک سرے سے داخل ہو کر غار کی دوسری جانب نکل آتا ہے۔ اچانک روشنی اور منظر کے بدلنے سے ایک چونکا دینے والی سراسیمگی کا احساس ہوتا ہے۔ مدت کے زمانہ ہو گزرا کہ میری بھی حالت ایسی ہی رہتی منظر بہ منظر دونوں صورتوں میں میں کہیں سے کہیں نکل جاتا ۔۔۔ ظاہری خاکی جسم تو منظر پہ موجود رہتا مگر جانے کیوں میری نگاہ پہاڑوں، سمندروں، جنگلوں، صحراؤں، دور دراز برف زاروں کی جانب رجوع کر لیتا ۔۔۔ میں بیک وقت مختلف جگہوں میں موجود ہوتا ۔۔۔ یوں میری حس تخیلہ ایسی راسخ رسوخ انگیز اور رسیدہ خاطر تھی کہ بس ذرا جھکائی لی اور جہاں چاہا

نکل لئے۔

کہتے ہیں کہ سفر وسیلۂ ظفر ہوتا ہے مگر دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ سفر کے چلے ہونے کا رتوں کا اصل ہدف کیا تھا۔ نشانہ کی مشق یا کسی کی ہلاکت خیزی؟ جان و مال کی حفاظت سربلندی حق وصداقت محض دنیا کے مادی وسائل کا حصول یا پھر کسی روحانی دینی قومی تقاضا یا اُسوۂ وحصول ـــــ میرے اسفار تو کسی بھی خاص وجوہ کی بنیاد پہ نہ ہوتے۔ یہ تو میرا جنون آوارگی تھا جو مجھے بارگاہ قدرت سے عطائے خاص ہوا۔ بعدا تجربات و مشاہدات یہ معرفت سمجھ میں آئی کہ اس سفر میں نہ تو کوئی سنگ میل ہوتا ہے قیام اور نہ کوئی مقام و منزل ـــــ

ابدیت سفر کو ہے مُسافر کو نہیں

جس طالب کا کوئی مطلوب ہو جس شوق کا کوئی مول ہو اور جو محبت و الفت تعلق کی تالی بجانے کے لئے دوسرے ہاتھ کی محتاج ہو ایسا یکطرفہ جسم کی مانند تو ہو سکتا ہے کسی روح کی طرح حق اُمر نہیں ہو سکتا۔

آمد کے کسی معروف شعر کی مانند میرا بھی یہ سلسلۂ رفت ـــــ آمدن بر سر سفر کی طرح اک آمد ہی کی طرح ہوتا۔ انہیں اتفاقی حادثاتی جبری یا تعیناتی بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ تو کچھ بدیر یعنی مٹی کے ساتھ [illegible] ہونے کے بعد معلوم ہوا [illegible]

● کہاں کی قلندری کہاں کی [illegible] ...!

مختلف ادیان کے نبیوں اور [illegible] کی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب سب ہی نے اپنی اوائل عمری یا کم سنی کی دور حیات میں جیسے بکریوں اونٹوں اور دیگر جانوروں کے آگے چرواہے گڈریے کے فرائض انجام دیئے ـــــ پیدل قافلوں کے ساتھ دور دراز شہروں میں تجارت کی غرض سے سفر اختیار کیئے ـــــ کھیتوں باغوں اور مرغزاروں میں مزدوری کی مشقتیں اٹھائیں۔ دین کی تبلیغ کے لئے دور دراز تک پہنچے۔ جہاد جنگوں غزوات میں شرکت کی۔ یہی وہ دور تھا کہ جب مسافر مرد مجاہد تجارتی قافلوں کے افراد عام طور پہ اونٹ گھوڑے ہاتھی پہ سفر کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک سواری ـــــ مالکوں بیماروں بوڑھوں بچوں عورتوں اور یا پھر بار برداری کے لئے ہوتی ہے اور قریب و بعید کے لوگ زمین اور مٹی کی قربت نسبت اس پہ ہے ہوؤں کے پیدل سفر کی حکمت افادیت سے خوب واقف تھے۔ اندر کا الحمد جگانے کے لئے زمین کی قربت مٹی کا لمس مہک خاموشی تنہائی اور سفر کے ساتھ صبر بہت ضروری ہے۔

اسی اُستاد خارا قام نے مجھے بدی اچھائی برائی اور ثواب و گناہ کا ایک عجیب سا فلسفہ بیان کیا کہ یہ تصویر اور آئینے کے دو رُخ ہیں کہ ان کے بغیر تصویر مکمل ہے نہ آئینہ۔۔۔ ایک پاؤں اس لئے نہیں ہوتا کہ توازن برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ کوئی عبادت کا ذائقہ الحاد کے بغیر اور کوئی بشر گناہ سے گھبرانے بن نہیں رہ سکتا (استثناء کے ساتھ) کہ بشر تو ہے ہی "ب شر" ہے وہ "ب خیر" اسی شر کی خرابی سے جو گزر کر ہوتا ہے۔۔۔ اس شر سے مفر مشکل لہٰذا اس سے اسی طور نبھا کرنا پڑتا ہے جیسے کسی ناہنجار اور نا ادب و حیا اولاد سے کیا جاتا ہے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔۔۔ ویسے مجھے زعمِ پارسائی سے احساسِ نارسائی کہیں بہتر دکھائی دیا کہ یہ بندے کو کینڈے میں رکھتا ہے۔ غرور و فتور کھوپڑی کی اونچی پرواز کا نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے کہ اسے پاؤں کی پستی کے نیچے زمین کی مٹی کی عظیم ہستی تو دکھائی نہیں دیتی جبکہ بہت اوپر بامِ ثریا کا مبہم گرد قریب قریب سمجھ میں آتا ہے جو خلا مراحلوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ عجز و خاکساری پاؤں اور نیچے پڑی خاک پہ دھیان دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ سو بلندی اور پستی کا فرق اور عجز کے درمیانی فاصلوں کو سمجھنے کے لئے زمین اور آسمان کو جاننا از بس ضروری محسوس ہوتا ہے کہ آسمان محض خلائی فضائی مراحلوں کا نام ہے جسے ہماری شعبدہ گری سے [illegible] جا سکتا ہے مگر جو اور کس سے [illegible] [illegible] اور آپ کی نظر [illegible] ظاہر [illegible] اٹھائے قدم [illegible] رہتی ہے۔ [illegible] تو لیں کو آپ [illegible] خوشبو کہ آپ کے پاؤں [illegible] کی کرنی الفت [illegible] کرتی ہے۔ طرح طرح کے [illegible] چارے درخت پودے [illegible] خوشحالی کا سبب بنتی ہے۔ [illegible] کا اہتمام بھی وہی کرتی ہے۔ غور کریں کہ ہر نبی پیغمبر ولی قطب فقیر درویش [illegible] پیدائش [illegible] زمان [illegible] بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی سے ملا۔ [illegible] پہاڑ [illegible] ریگزار و برف زار اسی دھرتی کے پروردہ پرلیوار ہیں۔

مجھے بتایا گیا اور بچہ میں نے اپنے تئیں بھی جانا کہ اپنی حقیقی ماں مٹی اور اپنی مجازی ماں [illegible] کی بیوی کو اچھی طرح جانے پہچانے اس کی خدمت ادب اور پوجا کیئے بن زمین و دنیا کا کوئی بھید [illegible] کما حقہٗ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ مادیت اور روحانیت کی کوئی ارتقائی منزل زمین مٹی کے اندر [illegible] سیدھی دھرتی [illegible] بغیر [illegible] نہیں کی جاسکتی۔

ایک موقعہ پہ میں نے اپنے اس اُستاد سے یونہی پوچھ لیا۔

"دوست! مجھے یہ سب کچھ سکھاتے بتاتے ہو۔۔۔ تمہیں اس جمنا کے تیر کس نے ڈالا تھا؟"

وہ بے دھیانا سا کہنے لگا۔ "جب پیاس کی گاگر یا سوکھی پڑی ہو تو پھر کسی کنویں دریا کی کھوج میں نکلنا ہی پڑتا ہے۔"

میں اپنی عادت بد سے مجبور بول پڑا۔

"گاگر اٹھانے کھوکھلے گاڑھے گوری کو اگر کھات یا دلی کنویں خالی خشک ملیں اور اپنی پیاس بجھانے کے لئے نین میں دو قطرے آنسو بھی نہ ہوں تب ۔۔۔۔؟"

اب اس کا چہرہ آتش پا تپاں کا نقشہ پیش کرنے لگا۔

"درویش کی نگاہ فولادی برمے سے بھی زیادہ تیکھی ہوتی ہے ۔۔۔۔ جو پڑتے ہی دہلا سا دیتی ہے۔ مقابل کی آنکھوں میں اتر کر پورے وجود کو چھید ڈالتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ شاہ کے روبرو تو بہ درویش کے پیش در دروں عالم کے سامنے زبان اور عاشق صادق کے حضور اپنے دل کی حفاظت کرنی چاہئے ۔۔۔۔ لیکن کیا کیا جائے کہ احتیاط کے باوجود بھی کہیں بے احتیاطی ہو ہی جاتی ہے۔ مجھ سے بھی ایسے [illegible] سرزد ہو چکے تھے جو گستاخی و بے ادبی کی ذیل میں شمار ہو سکتے تھے مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

[illegible]

"[illegible]"

[illegible] ارشاد ہوا ۔۔۔۔ "اکثر مسافر منزلوں کے لئے ہوتے ہیں لیکن کوئی منزل ایسی بھی ہوتی ہے جسے خود ایسے مسافر کی تلاش رہتی ہے جو اس کی منزل کا سنگ میل ہوتا ہے۔"

ایک روز میرے کان میں [illegible] کے بنگلے سے پا چکے۔ وہ بھی شاید کسی [illegible] کے لئے آمیدوار کھڑا ہوا تھا۔ اِدھر اُدھر کے کاموں سے فراغت ملی تو ا [illegible] ایک منتقل کلاس روم کھول کر اندر لے گیا۔ دروازہ بند کر کے مجھے پچھلی رو کے ایک بنچ پہ بٹھا کر خود کچھ پرے آنکھیں میچے یوں استادہ ہو گیا جیسے کوئی مجرم قصور وار عدالت میں کھڑا ہوتا ہے۔ مجھے بنچ پہ بیٹھتے ہی ایک زور کا جھٹکا سا محسوس ہوا۔ اس کیفیت کو شاید ہی آپ سمجھنا چاہیں۔ میں ایک مثال دے کر اس کیفیت کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ دریا کے ہموار پانی پہ تیرتے ہوئے اک کو اچانک جھٹکے لگتے محسوس ہوتے ہیں۔ وہ ایک بھنور کے قریب آ پہنچتا ہے جو گرداب کی جذب لہروں کی عملداری ہوتی ہے۔ جو اپنے حصار میں داخل ہونے والی ہر شے کو اپنے گرداب کی مرکز کی جانب کھینچ لینے کی بے پناہ کشش رکھتی ہیں۔ گرداب پیدا ہونے کی بہت سی وجوہات میں کچھ جغرافیائی تغیر آبی اور چند ایک سماوی وارضی بھی ہوتی ہیں۔ جبکہ ارضی وجوہ میں وہاں کوئی گہرا گڑھا یا زمینی گڑھا ہو سکتا ہے کہ پانی کا تیز بہاؤ وہاں اپنے راستے میں کسی زاویے سے سخت مزاحمت پاتا ہے اور اس کی لہریں اپنے

زمین میں کھماؤ پیدا کرنے پہ مجبور ہو جاتی ہیں اور کہیں یوں بھی کہ نیچے تہہ زمین میں مدارک معدنیات — تانبا
توتیا، گندھک، فاسفورس اور دیگر تاثرات ارضی اپنی کیمیائی لہروں سے گھومنے والے مدوجزر پیدا کر کے
مخصوص کھیریاں پیدا کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں کچھ افلاکی استطاعتیں — مدوجزر نجوم سیارہ و بروج کے
اثرات — زہرہ مقناطیسی لہروں کے تصادم، سمندروں دریاؤں، جھیلوں اور وسیع آبی ذخیروں میں کے
غیر متوازن فاضل توانائی کے کوندے گرا کر تلاطم اور انتشار پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ گرداب
آبی چادریں، ہوا اور دوسرے، بھوت کھیریاں، جھکڑ، آندھیاں، آتش فشانیاں، زلزلے بھی اسی نوع کی لہروں
کارستانیوں کے شاخسانے ہوتے ہیں۔

ہر وہ مادہ جو ارضی جزویات سے تخلیق ہوا اپنی مقررہ مدت کے بعد مٹی، ہوا، پانی، بخارات [illegible]
میں تبدیل اپنی شناخت کھو دیتا ہے۔ امر حق یا روح اوپر مراجعت کر جاتے ہیں۔ مگر بعض جسم جو [illegible]
تبدیل ہوتے پھر بطون میں منتقل ہو کر واصل امر حق ہوتے وہ اپنے اپنے اجسام و وجود کے ساتھ وہ شخصیت
مسعود موجود رہتے ہیں — اپنی ظاہری حیات میں وہ جہاں کہیں بیٹھے لیٹے، چلے، سفر حضر یا [illegible] قیام
کیا ان کی [illegible]
جو موجود [illegible]
کر سکتوں کے ظہور کی جھلک پا گیا — اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے جس پر توجہ کی [illegible]
اپنے اعمال و خواص میں کامیاب ہو گی۔ جس طرح الیکٹرک کرنٹ تیر تاریں انسان [illegible] سے جکڑ
جان لیتی ہیں اسی طرح نورانی [illegible]
اپنے طالب صادق کے حصول کے لئے وسیلے فراہم کر دیتی ہیں۔

تاریخی واقعات بتاتے ہیں کہ نبی، پیغمبر، رسول اور دیگر ولی، قطب، غوث — پیر فقیر، درویش
جدھر جدھر سے گزرے، جہاں کہیں قیام و قیلولہ کیا — جس چیز کو چھوا، درخت، پتھر، پہاڑ، سمندر [illegible]
جانور، کھانا، دودھ، پانی وغیرہ وہ خوش بخت چیز چیز سے دیگر ہو گئی۔ اس میں برکت شفا [illegible]
گئی — ہزاروں سینکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی ان کی شفائی تاثیر و تیر کم نہ ہوئی — میں نے بھی
بے شمار ایسے مشاہدات و تجربات سے گزرا کہ چلتے چلتے اچانک کسی جگہ پتھر، پگڈنڈی، درخت وغیرہ نے
پاؤں پکڑ لیے ہیں۔ عجیب دل فریب مسحور کر دینے والی خوشبو نے جکڑ لیا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہونے
ہونے لگا جیسے کسی کے نادیدہ ہاتھوں نے مجھے آگے بڑھ کر تھام لیا ہے۔ میرے اعصاب و اذہان [illegible]

[illegible] دیا ہے۔ میں بے بس اور بے خود سا ہو جاتا ہوں۔ مجھے اپنے قول و فعل ارادے فیصلے پہ کوئی قدرت نہیں [illegible] ورنہ ہی اپنی کسی مادی یا جبلی ضرورت کا احساس باقی رہتا ہے۔ زمان و مکان کی قید سے نکل کر میں کسی اور [illegible] میں پہنچ جاتا ہوں۔ معصوم بچوں کا تتلیوں کے تعاقب میں نکلنے کی طرح میں بھی چمن زاروں [illegible] میں نکل لیتا ہوں —— اس طرح میں کئی جانے انجانے بزرگوں روحانی ہستیوں سے ملتا ہوں۔ [illegible] بظاہر پردہ کیے کئی زمانے لد گئے —— ان کے پاکیزہ تنفس کی خوشبو ان کے نورانی پیکروں کی [illegible] —— سبک قدموں کی آہٹ اور سرگوشیوں کا مدھر آہنگ! —— میری کتابوں کی زینت کئی ایک [illegible] ملاقاتیں اور روحانی مکاشفے جو بیتے زمانوں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں بزرگوں، صلحاء غیر معمولی رجال [illegible] مخلوق سے میری ایسی ہی ظاہری باطنی اور روحانی وابستگیوں کی روداد ہیں۔ جن کا اظہار محض کسی [illegible] کے نکتے کو بیان کرنا اور یہ واضح کرنا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے ارضی خلیفہ کو کیسی کیسی نعمتوں، حکمتوں [illegible] سے سرفراز فرمایا کہ وہ ان سے کام لے کر اپنے مالک و خالق کو پہچانے انہی کی حمایتوں کا شکر ادا [illegible] —— اس کی مخلوق کے لیے بالتخصیص آسانیاں مہربانیاں فراہم کرنے کے لیے کوشاں رہے [illegible] کی بزرگی قوتوں سے ماورائی استعدادوں کار دکر [illegible] کے [illegible] ۔ ——!

میری [illegible] کرتیں توفیق الٰہی سے بعیث انسانیت کی خدمت میں بسر [illegible] —— بے شک یہ [illegible] میرے خالق و مالک کا خاص فضل اور خاصان بندگان کا فیض ہے کہ [illegible] کسی بھی طور کسی [illegible] صورت اور کسی بھی حال [illegible] نے اسے اللہ کی مخلوق [illegible] کام نہیں لیا۔

آپ کے تجربے میں ہوگا کہ حسن والے ہر کسی کی توجہ کھینچتے ہیں۔ مزیدار پکوان چلتوں کی راہ مار دیتا ہے۔ عالیشان عمارت، دلنشیں منظر، لذیذ پکوان کی اشتہا انگیز مہک، پھولوں کی خوشبو —— کسی کا پیار، اخلاق [illegible] اور خدمت و آداب وغیرہ —— یہ سب کچھ تو دوسروں کے پاس ہوتا ہے مگر آپ کے پاس بھی تو حسیات [illegible] ہیں جو ان خوبصورتیوں، خوبیوں کو پہچانتے ان سے محظوظ ہوتے اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے —— مزید براں اگر آپ میں ذوق، صبر اور ضبط و تحمل شامل نہیں ہے تو آپ ابھی کچے خام ہیں ——!

[illegible] منتشر انداز میں پڑی بات کہاں کی کہاں جا پہنچی —— مقصود یہ تھا کہ مس خام نہیں مس خاص ہو تو [illegible] کیمیائی اثروں سے خوب قوت پکڑتا ہے اور جب ایک بار طالب مطلوب سے اپنی خاص روحانی [illegible] میں مس ہو جائے تو وہ بھی اس جیسا ہی ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جیسے کوئی چھوٹی سی آبجو جب کسی دریا [illegible] سمندر سے مس ہوتے ہی اپنی حیثیت کھو کر اس کی عظمت و وسعت کا حصہ بن جاتی ہے۔

● تنِ بیمار کے لئے دمِ عیسیٰ . . . !

بحرِ تصور میں ڈبکیاں لیتے لیتے جب میں بے دم سا ہو گیا تو یوں ہڑبڑا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے
ڈوبتے ڈوبتے بچنے والا اچانک زندگی کی بانہوں میں آ جاتا ہے — میں ایک پرانی مہاگنی کے بنچ پہ بیٹھا تھا
جس نے آکٹوپس کی طرح اپنے بہت سے نادیدہ بازوؤں سے مجھے جکڑ رکھا تھا..... نہ مجھ میں آنے والی
پُراسرار سی مہک، جو قلندر، مجذوبوں، شہیدوں کے تقدس آفریں مرقدوں پہ شب کے آخری پچھلے پہر میں نہ
جانے کہاں سے عود آتی ہے، کی لپک میں سرشار سا پڑا تھا۔ لگا کہ یہ کلاس روم یہ جگہ، بنچ — در و دیوار سب
ماحول کوئی عام سے نہیں — کہیں ذرا سامنے کھڑے سر جھکائے مراقبے الف سرکی میں اُترے اپنے استاد پہ
نظر پڑتی ہے تو اچانک... جیسے میرے ہاتھ بلکہ جیب سے ہی قلم سے گئے... دیکھتے ہی دیکھتے ارد گرد کا سارا منظر
کہیں غائب ہونا شروع ہو گیا اور دھند کی دبیز اوٹ سے خواب خواب کچھ منظر ابھرنا شروع ہوئے — چند ہی
لمحوں میں سب کچھ بدل گیا۔ وہی جگہ اور وقت پہلے کا زمانہ — کوئی جھلے سے پرانی وضع قطع کے کپڑے
سامنے استاد [illegible]
شامل ہیں۔ [illegible]
سی رہ گئی ... منظر بے صوت، بے رنگ اور دھندلا دھندلا سا — جیسے کوئی بہت پرانا خاموش فلموں کے
بلیک اینڈ وائٹ پرنٹ کو کسی پیچر سے پرانے پروجیکٹر پہ چڑھا دیا گیا ہو۔ یہ منظر پیش منظر ہونے لگے
عجیب عجیب سے [illegible] چہروں پر شرافت، نجابت اور علم
کا نور نقشہ ور تھا — یہ بنچ یہ جگہ یہ کمرہ وہی تھا جہاں حکیم الامت اپنے طالبعلمی کے زمانہ میں بیٹھے سب
میرے کانوں کے ان کمروں میں بھری گونج، ان کے خاندانوں کی اجلی پاکیزگیوں اور غلام گردشوں میں ابھی تک ان ہی قدم
کے قدموں کی چاپیں، گفتگو و افکار کا صوت سرمدی، مجھ و جہاں کی مہکتی ہوئی سی خوشبو، ہوا دروں
دانش نورانی کتاب مبین سے والہانہ وابستگی اور عشق احمدی کی مہکتی مہک دیدنی سی محسوس ہوتی ہے۔

جب کچھ وقت اسی کیفیت و حال میں ہو گزرا اور میرے اتالیق نے بھی مراقبہ سے
بالکل تو یہ کیفیت بھی رفتہ رفتہ سے کمی شروع ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں
کورے کاغذ کی مانند سفید ہو رہا ہے۔ پیشانی پہ پسینے کی تری اور تنفس میں اضطراب ... اس نے مجھے
سے باہر نکلنے کا اذن دیا — کچھ کی سی حالت میں ہم اس کے آگے آگے باہر برآمدے میں
پریکٹیکل سائنس کی لیبارٹری کی پائینتی سے ہوتے ہوئے ہم پیچھے گورنمنٹ ہائی سکول کی گراؤنڈ میں

آ گئے۔ ادھر چھوٹے سکولوں کی ٹیمیں کرکٹ کھیل رہی تھیں۔ ان سے بچتے بچاتے ہم سڑک تک آ گئے۔
دونوں غٹ گھگھنیاں ڈالے ہوئے جب کالنگے پارک کے ریلوے پھاٹک کے قریب پہنچے ہی تھے تو پھاٹک
والے چاچے نذر نے سڑک بند کرنے کے لئے پھاٹکوں کے ساتھ دھکم پیل شروع کر دی.... چک امرو
سے گاڑی آ رہی تھی ___ ہم دائیں جانب جھولا لے کر پٹڑی کے ساتھ غازی پور کے ڈچ پہ ہو لیے جدھر آگے
ایک ہلکے سے موڑ پہ ریل پٹڑی کے ایک مخصوص ٹکڑے پہ ہمارا ڈیرا یعنی ہماری میٹنگ پلیس تھی.... پشت پہ
غازی پور، سامنے امرودوں کا باغ، جو کالنگے پارک کے جنوب مشرق میں جوہڑ کے پاس تھا۔ اس جوہڑ سے ہم
نے ڈوڈے پکڑا کرتے تھے۔ دائیں ہاتھ شہر، بائیں طرف نارووال چک امرو، جموں وغیرہ ___!

نہ تو اس نے خود بتایا اور نہ میں نے ہی کبھی پوچھا کہ خاص طور پہ یہی پوائنٹ ہماری میٹنگ کے لئے
کیوں مخصوص ہے.... شہر سے ہٹ کر ایک الگ تھلگ سی جگہ.... کھیت، جوہڑ، پتھر اور بے قاعدہ سے بچے
ہوئے ___ ریلوے ٹریک کے دونوں اطراف تنگ تنگ پگڈنڈیاں جو پیدل چلنے والوں، سائیکل سواروں یا پھر
گھوڑوں گدھوں کی گزرگاہیں تھیں۔

سیالکوٹ میں اور بھی چند ایک جگہیں تھیں [illegible] تھا مگر وہ
ہمیشہ مجھے ساتھ [illegible] ایک پوائنٹ پہ لے آتا
اس پتھر سیٹ ٹریک کے بارے میں جہاں تک میں جان سکا تھا کہ دو چار وجوہ کی بنا پہ بیٹھنے کے قابل سمجھا
جا سکتا ہے ___ ایک تو یہ کہ [illegible] میٹنگ پوائنٹ کے بالکل سر پہ اپ اور ڈاؤن والا سگنل تھا۔ دوم سائیڈ پہ ڈبے
کا ایک نمایاں بورڈ لگا ہوا تھا جس پہ [illegible] ہوئی تھیں۔ تیسرے میں ہمارے
بیٹھنے کے [illegible] پٹڑیوں کا جوڑ تھا جس کا درمیانی گیپ سردیوں میں کم اور گرمیوں میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ چوتھے پٹڑی کے
ساتھ پڑی گٹی کے دو شیشے دل پہ کالا رنگ لگا ہوا تھا جیسے کوئی بڑے اہتمام سے باقاعدہ رنگ پھیر کر جاتا ہو۔ پیچھے
جوہڑ [illegible] کے نشک تر پھول پتے بھی اکثر دیکھنے کو ملتے اور اس جگہ سے ٹرین بہت آہستہ اور دو تین سیٹیاں
بجا کر گزرتی۔ اکثر گمان گزرتا کہ شاید ادھر قریب کسی پیر فقیر کا استھان ہو یا کسی کا کوئی عزیز ٹرین کے نیچے آ کر
ہلاک ہو گیا ہو جس کی نشانی کے طور پہ یہ سب کچھ ہو لیکن مجھے کبھی اس سے یہ کچھ پوچھنے کا موقع نہ ملا۔

آج بھی ہم دونوں یوں ادھر آ کر یوں بیٹھے تھے جیسے کسی سے ڈر [illegible] یا پولیس سے بچتے بچاتے
چھپا سر لیے بیٹھے ہیں ___ ہم دونوں اپنے اپنے اندر کے چور کو خوب جانتے تھے اور یہ بھی کہ ہم کن کیفیات
سے گزر کر یہاں پہنچے ہیں۔ اس طرح کی مابعد الطبیعاتی غیاب و حضوری سے گزرنے والوں کے ساتھ یہی
کچھ ہوتا ہے۔ ان کا ذہن خشک اور چہرے سُتے ہوئے ہوتے ہیں ___ گویا ٹنگ اور طبیعت منگ سی ہو کر رہ

جاتی ہے۔ جب کافی دیر ہم دونوں کی بولتی بند رہی اور بظاہر ایک دوسرے سے بے نیاز ادھر ادھر روڑے کنکر پھینک پھینک کر بیزار ہو گئے تو گفتگو کی پہلی کنکری بھی میں نے ماری۔

"یا استاد! بھوک اور پیاس سے برا حال ہے۔ کیا پیٹ پوجا کا بھی کچھ خیال ہے؟"

اس نے کھا جانے والی نظروں سے مجھے تکتے ہوئے کہا۔

"انسانی جسم میں محض معدہ ہی نہیں اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے جن کا خیال رکھنا معدے سے زیادہ ضروری ٹھہرتا ہے۔"

بھلا میں کہاں چپ رہنے والا...... جھٹ سے بول پڑا۔

سیانوں نے کہا ہے بھوک و افلاس انسان کو کفر کی حد تک لے آتے ہیں۔ "پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں......"

میں نے مصنوعی ثقاہت پیدا کرتے ہوئے مزید کہا۔

"[illegible] مجھے نہ تو کچھ دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی کچھ سجھائی۔ میرے بڑے بھائی! مجھے [illegible] کھاؤ [illegible]"

[illegible]

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

میرا کوئی ردعمل جانے بنا وہ بغیر کسی توقف کہنے لگا۔

"یہ تو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ قلندرانہ شعر کس ردعمل تک آ کر [illegible] آپ کہاں اور کیوں؟ اور یہ بھی کہ اس شعر کے مخاطب کون ہیں؟"

میں نے تو محض مذاق مذاکرت کے لیے یہ پھلجھڑی چھوڑی تھی تاکہ یہ طبع پر پڑا ہوا قفل [illegible] تو بات گفتگو بنا دی تھی۔ کیا کرتا میرا اس سے یہ معاملہ ہی کب تھا کہ جو میری جانب سے اشتیاق و انقطاع [illegible] شروع ہوتا مگر اس کے ہاں وہی ایک عذاب ناک یا [illegible] پہ اختتام ہوتا۔ اس کے مشاہدات [illegible] مکاشفات روحانی تجربے ایسی بالیدہ سطح پہ تھے کہ وہاں تک رسائی پاتے پاتے میری عقل و فکر کی [illegible] کے پر جھڑنے لگتے تھے۔ میں بے بس و تشنہ بھلا اٹھتا۔ تب میری وحشت کی [illegible] سے کوئی چونچ [illegible] ذہانت اور شعوری درماندگی کو چھپا لیتی۔

مجھے آئیں بائیں شائیں سا دیکھتے ہوئے بادلِ نخواستہ سا بتانے لگا۔

''جب پیٹ بول پڑے تو دماغ بند ہو جاتا ہے اور سماعت سست...... اٹھو! کچھ کھا پی لیتے ہیں! مجھے خود بھی پیاس محسوس ہو رہی ہے۔''

واپسی پہ اچانک وہ پوچھنے لگا۔

''جدھر ہم بیٹھے تھے اس جگہ کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟''

میں نے اک اچٹتی سی نظر اس پہ ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

''اس کے بعد تم مجھ سے اس کلاس روم کے بارے میں میری رائے جاننا چاہو گے جس میں داخل ہونے سے پیشتر ہم دونوں آپے میں تھے اور جب ہم وہاں سے نکلے تو دونوں اپنے اپنے سراپے میں ہی نہیں تھے اور خاص طور پہ میرے دل و دماغ کے سب ہی پنجرے عقل و دانش کی بولیاں بولتے پرندوں سے خالی ہو چکے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک عجیب سا پرندہ میرے شانوں پہ آ بیٹھا...... جو ادھر اس ریل کی پٹڑی پہ پہنچتے پہنچتے ایک خوبصورت طرحدار شاہین میں تبدیل ہو چکا تھا...... لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ بھوک کا احساس ابھرتے ہی وہ شاہین اپنے بڑے بڑے مضبوط شاندار پر[illegible] کسی سمت اڑان بھر گیا۔''

''ہاں [illegible] ہوتا ہے۔ بھوک کا بوکھلایا ہوا بھی آناً فاناً سب کچھ تہس نہس کر دیتا ہے...... میں تمہیں کچھ ایسی باتیں بتاتا ہوں جن کا علم فقط چند لوگوں کو تھا...... اور ان لوگوں کی نظر میں علامہ کے یہ معمولات اس وقت کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ ان کے تہہ در تہہ چھپی ہوئی حکمت انہیں دکھائی نہ دیتی تھی...... علامہ اقبال اپنے ابتدائی دور میں بڑے کھلنڈرے، شوخے اور لاپرواہ تھے۔ تعلیم کے حصول کے لئے سنجیدہ نہ تھے اسی طرح وہ سکول اور مدرسے میں اکثر غیر حاضر رہتے اور یہ وقت پہلوانی، کبڈی، کبوتر بازی، پتنگ بازی یا ریاضی میں گزارتے یا پھر وہ دیر سے پہنچتے جس کی بنا پہ انہیں تادیبی کارروائی سے گزرنا پڑتا...... وہ واقعہ تو تمہیں یاد ہوگا جب وہ ایک روز کلاس میں دیر سے پہنچے تو استاد نے قدرے درشتی سے کہا۔ ''اقبال! تم اکثر دیر سے آتے ہو...... یہ کہیں مکتب کے مطابق ہیں؟''...... اقبال نے فی الفور جواب میں کہا...... ''سر! اقبال ہمیشہ دیر سے آتا ہے''...... ماہر اور مشفق سا استاد بات کی نزاکت کو تاڑ سمجھا کہ نہیں البتہ اپنے اس ہونہار اعلیٰ فکر شاگرد کے جواب سے اسے اک گونہ مسرت کا احساس ضرور ہوا۔ اس جواب میں مستور عرفانی بالیدگی کو جیسے اس نے اپنی روح پہ مترشح ہوتا ہوا محسوس کیا۔ چند بہجت افروز لمحات کے توقف کے بعد وہ بڑی رسائی سے جواباً گویا ہوا...... ''صاحب اقبال دیر سے نہیں بڑی سویرے سویرے آتا ہے''...... سر اقبال!

اُن کی علمی، فکری اور روحانی دانش و بصیرت، انسانی، ملی اور آفاقی فلسفیانہ خدمات کے اعتراف میں جہاں اپنوں نے انہیں حکیم الامت، شاعرِ مشرق، عاشقِ رسول، واقفِ اسرار، آشنائے رازِ مردِ حق آگاہ اور پتہ نہیں کیسے کیسے القابات سے نوازا، وہیں دیگر مذاہب و علوم کے علماء نے بھی انہیں ڈاکٹر اور سر جیسے خطابات سے اُن کی قدر افزائی کی۔"

وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ "وہ کلاس روم، بینچ، لیبارٹری والی پچھلی گلی۔۔۔ گورنمنٹ سکول کی گراؤنڈ اور ریلوے کی پٹڑی والی جگہ۔۔۔ یہ سب وہی جگہیں ہیں جدھر وہ پہروں بیٹھا کرتے تھے۔ کیونکہ ہر جگہ بیٹھنے، کھڑے ہونے یا غور و فکر کرنے کی نہیں ہوتی اور علامہ اس راز و حکمت سے کماحقہ واقف تھے۔۔۔ نہ ہی ہر کس و ناکس سے وہ فیض، ہر مدرس سے علم اور ہر بزرگ سے باطنی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ انسانوں کی طرح جگہیں، جنہیں، جانور اور دیگر اشیاء بھی کسی بزرگ کی نشست [illegible] سے کسی نہ کسی طور بابرکت ہو جاتی ہیں۔۔۔ نسبت بڑی چیز ہے۔۔۔ قسمت بدل دیتی ہے۔۔۔!"

چلتے چلتے ایکا ایکی رک گیا۔ آنکھوں میں آنکھیں گاڑتا ہوا کہنے لگا۔

"کچھ وقت اُن کے لئے خاص ہوتا تھا۔۔۔ [illegible] کی جگہ [illegible] تے ہیں۔"

اچانک میں نے پوچھ لیا۔ "خاص طور پہ یہی جگہ کیوں۔۔۔ سیالکوٹ سارا ہی ان کا [illegible]"

"ہاں ایسا ہی ہے، تم نے [illegible] کہ ہم دونوں بہن بھائی یہ اہتمام کرتے ہیں۔۔۔ یہ بات [illegible] سمجھا نہیں۔"

قدرے جھلاتے ہوئے بولا۔ "دیکھو بھائی! ایک مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ تم بھی جانتے ہی ہو گے کہ تجسیم افلاکی اور اسرارِ آفاقی کے مشاہدہ و مطالعہ کے لئے مشاہدہ گاہیں، رصدگاہیں مخصوص جگہوں پر بنائی جاتی ہیں۔ جیسے قلعے، چھاؤنیاں، کیمپ، دفتر، دکانیں، جیلیں، ہسپتال اور عبادت گاہیں ہر جگہ نہیں بن سکتے۔ اسی طرح مضامین خاص پہ غور کرنے کے لئے بھی کہیں کہیں ایسی خاص جگہ کی ضرورت پیش آتی ہے جس جگہ پہ ارضی اور سماوی استعاروں کا کوئی واضح اتصال ہو۔ نورِ ستاروں کی کرنوں کے رنگ خاص طور پہ سفید اس جگہ پہ ایک خاص زاویہ سے ارتکاز کرتے ہیں۔ مٹی، پتھر، چوب اور آہن خاص کا میلان [illegible] قطبی تارا سامنے پیشانی کے قریب پہ۔۔۔ کوہ ہمالیہ دائیں جانب۔۔۔ جھیل سیف الملوک بائیں کان کی سمت نیچے۔۔۔ پشت پہ غاروں کے ریگ زار۔۔۔ یہ سب تصرفات اس جگہ کو ایک مقامِ خاص بنا دیتے ہیں۔ کسی طالبعلم کے لئے کسی درخت کی گھنی چھاؤں تلے بیٹھ کر آس پاس خاموشی اور خوشگوار موسم اس کو [illegible] کی جانب رغبت کا باعث بنتے ہیں۔ بعید از فلسفہ و تصوف، مشاہدات و مکشوفات کے طالبعلم کے لئے ایسے

گوشۂ تنہائی کی ضرورت ہوتی ہے جس کی ہر اس سمت اس کے لئے ممد ثابت ہو۔ ایسی جگہ کی نشاندہی اسے خود بخود ہو جاتی ہے۔"

"میں دوبارہ پوچھ رہا ہوں کیا پورے سیالکوٹ میں بس یہی ایک جگہ ہے؟"

"ہاں بلکہ پورے ضلع میں یہی ایک خاص پوائنٹ ہے جہاں ارض کے نیچے کے ذرو ج اور فلک کے بروج ایک ہی راس کے رخ پہ اکثر مقابل رہتے ہیں۔ کرۂ ارض پہ ایسی جگہیں روزِ ازل سے ہی مخصوص تھیں۔ کوہ طور، غارِ حرا، فلسطین کی وادیاں اور پہاڑ، گیا کا جنگل، چاہ کنعاں، زرتشت کا الاؤ، بندرابن، پورن بھگت کا کنواں، جھیل سیف الملوک، ٹیکسلا اور کابل کے پہاڑ، مہرولی، کشمیر کی ویرانی، حجرہ شاہ مقیم وغیرہ وغیرہ۔ اوتار، پیغمبر، ولی، قطب، رشی، مہاتما کہیں نہ کہیں گیان دھیان، عبادت و ریاضت کے لئے بیٹھے۔۔۔ مہاتما بدھ، شری رام چندر جی، بابا جی گورو نانک، سید وارث شاہ، بلھے شاہ، عارف کھڑی شریف، شاہ حسین اور بھی بہت سے بزرگوں کے بے شمار استھان تھے۔ سرکار داتا گنج بخش کے لئے لاہور میں بھی ہے ایسی جگہ، جہاں پہ آج سرکار کا مزار شریف ہے۔ مخصوص ہیں سرکار کے لئے [illegible] دریا کے [illegible] میں [illegible] کی پہاڑیوں میں عبادت اور مرقد کے قطعۂ ارض [illegible] ہوا۔۔۔ ایسی جگہیں [illegible] روحانی [illegible] آفاقی [illegible] زد کر دی جاتی ہیں۔"

ہم ابھی انہی باتوں میں تھے کہ شہباز خان آ گئے۔ لوہاروں والے بازار سے کچھ کھلونوں والی دکان پہ کچھ دیر بیٹھ کر آسرا لیا اور ساتھ بجلی کی سے ہوتے ہوئے قلعہ پہ پہنچ گئے۔ [illegible] مشرق کی جانب قریباً اٹھارہ کوس پہ جموں شہر ہے۔ مطلع صاف اور [illegible] وہاں کی عمارات و مکانات کی ہلکی جھلک دکھائی دے جاتی ہے جبکہ رات کے وقت ابھرتی ہوئی روشنیاں دور جھاڑ میں جگنوؤں کی مانند جھلملاتی ہوئی بڑی بھلی لگتی ہیں۔

اوپر پہنچتے ہی ہم بے فرادیے کے مزار پہ حاضر ہوئے۔۔۔ فاتحہ دعا کے بعد ہم وہیں پہ چھوٹی سیالکوٹی اینٹوں سے اٹھی ہوئی شمالی دیوار سے ٹیک لگا کر نیم دراز سے پڑ گئے۔ دونوں خاموش۔۔۔ جیسے کہنے سننے کے لئے اب ہمارے پاس کچھ باقی نہ بچا ہو۔۔۔ کھانے کا خمار ابھی آ رہا تھا، پر چڑھائی کی تھکاوٹ کہ ہم اک ذوبے کا آسرا کئے ہوئے اب بے سدھ سے پڑے تھے۔

ظاہری، خارجی عوامل و کیفیات کھلی آنکھوں اور باہوش و حواس دیکھی یا محسوس کی جا سکتی ہیں۔ مگر روحانی یا بطونی کیفیات و معاملات کی تہذیب و تکمیل اکثر حالات میں جاگتی آنکھوں اور عقل و شعور کی بیداری میں ممکن نہیں ہوتی۔ جیسے پیٹ بھر کر کھانے سے ڈکار اور خمار کی آمد شروع ہو جاتی ہے یا جیسے محنت و مشقت سے

غیور انسان کی آنکھیں خود بخود مندنے لگتی ہیں۔ انسان اپنے جسمانی فطری تقاضوں کے آگے بے بس سا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی طرح ذوق و شوق، علم و عشق اور جذب و جنون کے تقاضے بھی طالب کو رول کر رکھ دیتے ہیں...... پندار ذات، نفسِ امارہ، انا، بھرم بھروسہ سب کچھ تہس نہس ہو کر رہ جاتا ہے۔ ہم دونوں کی حالت یوں جیسے چار چار بوتلیں خون کی نکلوا کر یہاں پڑے ہیں۔

مُندھی مُندھی آنکھوں سے میں نے اُسے ٹٹولا ۔۔۔ وہ گردن ڈالے بے سُرت سا پڑا تھا۔ ٹھونسا مارتے ہوئے میں نے یونہی پوچھ لیا۔

"ملک صاحب! کیا آج ادھر ہی قیام کا ارادہ ہے ۔۔۔ اٹھیں، چلیں یہاں سے ورنہ نیند ہمیں یہیں پہ چوپٹ کر دے گی......"

اُس نے بھاری پپوٹے نوکم کی دم پچکاتے ہوئے بمشکل جواب دیا۔

"نیند، غنودگی، کسلمندی، محویت، حظ اور خالی الذہنی ۔۔۔ اگر تم ان کیفیات کے معنی، مطلب جانتے ہو تو اس وقت جس کیفیت و حال میں سے ہم گزر رہے ہیں اس کے بارے میں بھی تمہیں کچھ ادراک ہو گا کہ خواب دیکھنے [illegible] جسمانی [illegible] کے لیے [illegible] تابندگی سے تصرف کے لیے [illegible] سے انہیں بند نہیں کرتا۔ [illegible] تو وہ اس کی آمد سے قبل ہی محسوس کر لیتا ہے۔ اپنی جان بھی بچا لیتا ہے ۔۔۔ مگر درویش تو مشاہدۂ حضر کے [illegible] مقام پہ ہوتا ہے جہاں تقدیر کی جان متاعِ عزیز نہیں ہوتی بلکہ رب کی ٹھہری ہوئی ساعتیں حرزِ جاں بنی ہوتی ہیں [illegible] موجود کا امر وصل ہوتا ہے [illegible] لذت آفرینی میں کچھ ساعتیں گھڑیاں یوں بھی وارد ہوتی ہیں کہ ان کے زیر وہ صدیوں کی زندگی بے کیف ہو کر رہ جاتی ہے۔ پنچھوا تال پہ ہوا پاتال سے جڑا رہتا ہے۔ خشکی کو وہ اپنا یا نہیں ۔۔۔ ایک ہی لمحے اوپر چڑھنے والا [illegible] پانی میں اترتا ہے کہ پانی پانی ہو جائے کہ پانی کا قطرہ سے گہرا سمندر ہے ۔۔۔ پنچھی اور کتا دونوں اونچائی سے گھبراتے ہیں۔ زمین سے [illegible] نہیں ہوتے ۔۔۔ کوا [illegible] اور شاید ہی اڑان کا اور کبوتر تو وہ کا تابعدار رہنا پسند کرتا ہے مگر دھیان اور [illegible] کے لیے گھونسلا زمین کے قرب میں بناتا ہے اس لیے بلی کی زد میں رہتا ہے۔ اب پنچھی، کوا اور کتا گھر گھاٹ کے نہیں ہوتے اور [illegible] کی پکار دی بلی سے ان کا کوئی جھگڑا رہتا ہے۔"

میں نے اس تمہید طولانی سے قدرے اوب کر قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"بھائی جان! جان کی امان پاؤں تو گزارش کروں کہ میری طرح آپ بھی اس وقت اچھی خاصی

غنودگی کی زد میں ہیں جس کا نتیجہ آپ کی یہ پُر مغز گفتگو اور میرا بکمال متانت صبر سے سماعت کرنا ہے۔ اصل میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ نیند کے غلبے میں ہم کہیں یہیں بے سُدھ ہو کے نہ پڑ جائیں۔ جبکہ یہ جگہ کسی بھی طور قیلولہ کے لائق نہیں ___ اتنا تو آپ کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ اس قلعہ پہ محض پیر مرادیہ کا مزار ہی نہیں پولیس ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔"

استاد محترم نے مراقبہ کی سی کیفیت سے نکلتے ہوئے اک نگاہِ غلط مجھ پہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم نے ابھی جو کہا کہ اس میں پولیس ہیڈ کوارٹر تو یاد رہا لیکن پیر مرادیہ کے ساتھ اقبال میموریل ہال کا نام لینا شاید تمہیں یاد نہیں رہا۔ افسوس کہ ہم شکم پرور نہ بھوکے آپے میں رہتے اور نہ پیٹ بھرے ہوئے کسی کام کے ___ دیکھ لو وہاں ریلوے پٹڑی سے تمہیں بھوک نے اٹھایا اور یہاں شکم سیری تمہیں ٹہلا رہی ہے جبکہ یہ جگہیں وہ ہیں جہاں علامہ صاحب نے اک خاص عرصہ بیٹھ کے تردد، بلیغ اور عشق و جذب کی لاینحل گتھیاں سلجھائیں۔ پیٹ کی بھوک اور خمار معرفت کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹیں پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان میں مناسب اعتدال برقرار رکھنا ضروری ہوتا ہے۔"

"وہ تو ___ مراقبی حالت میں [illegible]

"[illegible] ___ باہر دھوپ اور تپش ہے ___ ذرا سورج ڈھلنے دو [illegible] پھر ٹھنڈے ٹھنڈے نکلیں گے۔"

آنکھیں موندے [illegible] جیسے اندر کا منظر جاگ پڑا ___ دھم سی [illegible] پتلیاں رقص شروع کر دیں ___ ہم جیسے کافوری غنودگی [illegible] ہوا جیسے زمان و مکان کے بند دروازے یکے بعد دیگرے تیزی سے وا ہوتے جا رہے ہیں پھر یکلخت رواں وقت نے الٹ بازی کھا کر عہدِ رفتہ کی جانب رُخ پھیر لیا۔

● سیالکوٹ عہدِ رفتہ کو لوٹے ......!

صدیوں پہلے کا علم نگر ___ راجہ سالبان کا راج پاٹ۔ جا بجا گئو شالے، مندر [illegible] اور مندر منڈپ ___ روپہلی چمکتے کلس [illegible] ناچتے ہوئے سنگھ [illegible] مورتیاں اور گھنٹیاں [illegible] ___ [illegible] کے اوم شانتی اوم آرتیاں ڈنڈوت پر اٹھتی ہیں۔ [illegible] پوجا پاٹ اور دان دکشنائیں [illegible] اور جا بجا گئودان ہر اور شانتی ہی شانتی ___ [illegible] اور داتا جگہ جگہ [illegible] اور [illegible] بال

مویشیوں سے بھرے پڑے تھے ۔۔۔ کھیت کھلیانوں میں ہریالی بارآوری کیوں نہ ہوتی کہ جموں کشمیر کی ہوا سے سُہانے موسموں اور سُہاگن پُروائیوں کی بہاریں پرے باندھے یہاں اترتی تھیں ۔۔۔ کشمیر سے یاتریوں کے قافلے در قافلے کشمیر کی وادیوں سے اُترتے ہوئے اوری نگلی یہیں پہ لیتے ۔۔۔ اُدھر جموں کی راج دھانی سے دھان پان سی ندی عیکاں رانی راج بھون کے پائے تک کر جیب جالیاں کے انگ چھوتے ہوئے آگے بڑھ جاتی ۔۔۔ الغرض عیک ندی کا گھاٹ بھی بڑا سریکھا گھاٹ تھا ۔۔۔ اس کے کنارے کسی البیلی ناری کے چوکے گوٹ کناری کی مانند تجل تھے ۔۔۔ یہیں پہ دھوبی گھاٹ گئوگھاٹ پنچھ اور ناری گھاٹ بھی تھے ۔۔۔ یہ سب اوڑ شہر سے قدرے دور مرتیو گھاٹ یعنی شمشان گھاٹ بھی تھا ۔۔۔ یہاں عیک ندی قدرے گہری اتری ہوئی بغل باٹ میں پھیلی ہوئی تھی ۔ یہیں کنارے نسبتاً ایک اونچے ٹیلے پہ اونلا مندر تھا ۔ یہ مندر کبھی جٹی جٹادھاری کے وقتوں کے اک اوشد حالیہ آشرم کے ڈھب پہ تھا ۔۔۔ اُدھر کریا کرم مُردوں کو آگ دکھانے تک کرنے کے ڈھنگ ڈھب ہون کرنے کی تربیت دی جاتی تھی ۔ یہ مندر نما آشرم یا آشرم نما مندر اوپر سے کہیں زیادہ دھرتی کے اندر تھا کسی خاص طریقے سے عیک ندی کی ایک آبجو نیچے تہ خانوں سے ہو کر رستی تھی ۔ جس سے پوتر پانی سے [illegible] کا رخ تھا [illegible] پھول راکھ گندھک [illegible] چھوٹے چھوٹے بُت بنائے جاتے تھے ۔۔۔ اس دوران بت پرستی والے طور طریقوں کی رسم کے ساتھ ساتھ اک خاص انداز کی پوجا ہوتی اور جنتر منتر پاٹ پوجا کی انتہا ہوتی تھی ۔ یہاں سے یہ مندر والے پروہتوں کی اک خاص کرت سے [illegible] جن میں قدیم فن سے ایسے بُت گھڑے جاتے جن کی شکل و صورت الف سنگھار کے انھیں دکھائی دیتی ۔۔۔ مندر کے پراسرار تہ خانوں میں بُت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزرتے ۔۔۔ رنگ روغن چڑھایا جاتا ۔ عیک ندی میں جل اشنان کرا کے اک خاص سجا کر روانہ کیا جاتا ۔ مندر باشی کے چہار اطراف کی بستی تک پہنچتی تھیں اور آگے عالم کی خوشبو ہر کے رضیلے چھپے ہٹ ہو جاتے ۔ ان طلسماتی پتلوں کو نیم مذہب یا کتان خرید کر اپنے گھروں کے مندروں میں دیوتاؤں کی مورتیوں کے ساتھ سجا دیتے اور پھر ان کی پوجا بھی اُن کا روز مرہ بن جاتی ۔

اس اونلا مندر کے گہرے اندھیرے پراسرار تہ خانوں میں بکھرے ۔۔۔ پتلوں میں کچھ پتلے ایسے بھی تھے جو صرف اور صرف رضیہ اور راجہ صاحب کے بڑے مندر کے لیے مخصوص ہوتے ۔ انھیں جوتش جنتر کے حساب سے بنایا جاتا ۔ ان خاص الخاص پتلوں کی گل میں جہاں شاہی شمشان گھاٹ کی راکھ مٹی استعمال ہوتی وہیں اس میں گنگا جل بندرابن ہری دوار متھرا بنارس اور دیگر پوتر استھانوں کی مختلف اشیاء بھی ڈالی جاتیں

جاتیں۔ بڑے مہان جوتشی' پنڈت' بُت تراش اور دیگر فنکار اپنی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے۔ اس کارکرم میں جہاں انسانی محنت و ہنر کام کرتے وہیں زر و جواہر' سونا چاندی کانسی وغیرہ بھی استعمال میں لائے جاتے۔ اصل مورتیوں پتلوں کی گِل... سرخ ملتانی مٹی' کھڑا چونا' مشکل ریت' چیڑ کی پتی' گوند' جوٹ' ریشے بانس کی جڑیں — ماش کی دال' تلسی کی بیج' گنگا جل' بیل' جھاڑ کی کونپلیں' آکاس کی بالوں کی آمیزے سے تیار ہوتی — چندن' مہوہ' برگد اور ساریل کا لکڑی (آگ) بھسم سے سرخ آنچ دے کر ہر ایک ندی کے مورتی گھاٹ کی مورتی تعالیٰ میں پورنماشی کی رات جوگ اشنان دیا جاتا' تب کہیں یہ مہا پوتر پتلے تشکیل مکمل ہوتے — پھر حسب مراتب انھیں سونے' چاندی یا کانسی کے ملکے بھاری چتروں سے منڈھ دیا جاتا۔

پروہت پنکٹ پرشاد نہ صرف اس شاہی صنم خانے کا مہان پجاری چتر کار تھا بلکہ اس سے کہیں زیادہ وہ راجہ کا مشیر خاص بھی تھا۔ یوں کہنا چاہیے کہ راجہ کا دایاں بازو اور دماغ تھا۔ ظاہر ہے فیصلہ تو راجہ کرتا مگر بھیتر میں سوچتا اور کھوجتا وہی تھا — یا انہی دنوں کی کتھا ہے کہ راجہ اپنے قلعہ کی تعمیر کی [illegible] میں ایسا پھنسا کہ کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ قلعہ کی دیواریں ادھر سر اٹھاتیں ادھر دھڑام سے ڈھے جاتیں۔ بنیاد [illegible] مضبوط سامان مسالہ پورا [illegible] مند بکا [illegible] کوئی [illegible] سب [illegible] اس کے باوجود [illegible] کوئی اپائے دکھائی دیتا — پچھلے کئی مہینے اسی طرح گزر گئے تھے۔ راجہ اور پرجا کا سکھ چین اس ناکامی نے چھین لیا تھا۔

شاہی مندر میں چندر گرہن کے کی متوقع اشبھ گھڑی کو ٹالنے کے کارن [illegible] پاٹھ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ راجہ اپنے تمام حرم کے [illegible] شریک تھا۔ [illegible] اپنی اپنی جگہ [illegible] تھے۔ شاہی پروہت پنکٹ پرشاد اپنی سنگت میں تمام پنڈتوں' پجاریوں' مہاجنوں کو لیے ہون میں شریک تھا کہ اچانک تھرتھراتا ہوا اپنے پتلے کے آگے سے ہٹ کر راجہ کے روبرو سر جھکائے کھڑا ہو گیا جیسے وہ کسی انجانی ناکامی سے دوچار ہوا ہو.... راجہ کے استفسار پہ وہ بمشکل بولا۔

''مہابلی! ہم بہت بڑے سنکٹ میں پھنس چکے ہیں — یم دیوتا ہم سے ناراض دکھائی دیتے ہیں۔ جو بڑے جوکھم جنجھٹ کا کارن بن سکتی ہے۔''

راجہ نے قدرے متردد ہوتے ہوئے کہا۔

''کوئی چارہ کرو مہاراج! کوئی بلیدان — دان دکشنا... کیا تم اس کا اپائے جانتے ہو؟''

پروہت' راجہ کا حکم سن کر مزید گھبراتے ہوئے گڑگڑایا۔

''مہابلی! ہم راج چندرما اور راہو کے بیچ پرادھان ہو چکا ہے۔''

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ چوبدار نے جان کی امان چاہتے ہوئے ایک ضروری خبر سنانے کی اجازت چاہی — اشارہ پاتے ہی وہ گویا ہوا۔

"زیرِ تعمیر قلعہ کی بڑی دیوار چار منزل تک تعمیر ہونے کے بعد ڈھیر ہوگئی ہے۔ اس کے گرنے سے کئی مزدور اور دوسرے کئی لوگوں کا کلیان ہوگیا ہے۔"

سیالکوٹ شہر کے قلب میں ایک اونچا پہاڑی نما ٹیلہ ہے۔ یہ ٹیلہ کیسے وجود میں آیا کوئی نہیں جانتا۔ اس دور اس کے راجہ نے راج پاٹ سنبھالتے ہی اپنے مشیروں کی تجویز پر اس اونچے اور وسیع ٹیلے پر ایک کثیر المقاصد قلعہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور فی الفور اس کی ابتدائی تعمیر کا حکم بھی صادر کر دیا۔ اس حکم کے پیچھے بھی [illegible] شاہی مندر کے اس پروہت کی آشیرواد شامل تھی جو اچھے جانے انجانے دیوتاؤں سے شگون اور آشیرواد لیتا تھا مگر اب درمیان میں اچانک راہو کیتو پڑا اور قلعے کی تعمیر سے متعلق ہر بنا کام بگڑ جاتا بلکہ دھن اور [illegible] کے کئی ایک جانوں کا نقصان بھی ہو چکا تھا — اس منصوبے کی ناکامی راجہ کے لیے بہت بڑی ہار تھی اور وہ قیمتی قربانی کے حوالے سے [illegible] تکمیل تک [illegible] جب [illegible] بے چارہ ہو گیا تو راجہ نے دیش بدیش سے بڑے بڑے بدھی مان، جوتشی، مہندس [illegible] اور تعمیراتی فن و کار کے ماہر کاریگر اکٹھے کیے۔ تا کہ کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے جس سے اس کی خواہش کی تکمیل ممکن ہو سکے۔ کئی روز تک غور فکر کیا گیا اور مشاورت کے بعد ایک اپائے سامنے لایا گیا کہ جوتش اور نجومی حساب کی جو صورت بتاتی ہے کہ اس ٹیلے کے اتھاہ گہرائی میں ایسی زبردست شکتیاں ہیں جو یہ نہیں چاہتیں کہ ان کے اوپر کوئی قلعہ یا ایسی عمارت تعمیر ہو جس میں آگ سے سرخ کی ہوئی اینٹیں استعمال ہوں۔ اسی بحث میں وقت بہت آگے نکل گیا — قریب و دور کے چھوٹے موٹے راجاؤں سے جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں۔ راجہ کے لیے اپنی راجدھانی کے لیے ایک مضبوط قلعے کی ضرورت شدید تر ہوگئی۔

پروہت پنڈت پرشاد پچھلے کئی دنوں سے اسی ٹیلے والے پوجا استھان پر پڑا ہوا تھا [illegible] کشٹ جھیل رہا تھا کہ کسی طرح اس کو کوئی اپائے دکھائی دے جائے — مہان پروہت اور راجہ کا مشیر ہونے کی بنا پر اس کے وقار کا مسئلہ بھی بن چکا تھا — کئی پوجا تپسیا اور کشٹ جھیلنے کے بعد بالآخر اس کو ایک اپائے سوجھا — اس سوجھا ہٹ میں کالی اور شکتی ماں کی پوری پوری شکتی اور سہارا شامل تھی۔ شکتی ماں نے خود سے اسے اس ذرہ لیش کی شکل بھی دکھا دی تھی جو بتوں پتلوں کو نہیں بلکہ ایک خدائے برتر پر ایمان رکھتا

تھا جو کہ تمام عالمین کا رب ہے..... جس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عیک ندی کے ایک ویران سے کنارے پہ وہ نہ جانے کب سے قیام کیے ہوئے تھا۔ گھاس پھوس کا ایک چھوٹا سا جھونپڑا اُس کی آماجگاہ تھا۔ بے سروسامانی کا یہ عالم کہ مٹی کا ایک لوٹا' پیالہ..... تن کے چھوٹے موٹے کپڑے' بچھی پرانی سی دلق' کھجور کی پتوں ڈنٹھلوں کی چٹائی..... چمڑے کا ایک ڈھیلا سا تھیلا' جس میں جَو کے ستو' کچھ خشک خوبانیاں اور کھجوریں تھیں..... اس کفرستان میں یہ شاید اکیلا اللہ کا بندہ مسلمان تھا جو اللہ کی کس رضا کے تحت نہ جانے کدھر سے جوکھموں کا سفر طے کر کے ادھر پڑا ہوا تھا۔ اس ویران سنسان سی جگہ پہ کون تھا جو دیکھتا کہ یہ ہندو ہے یا کسی اور دھرم کا پیروکار.....!"

پروہت پنکت پرشاد نے اپنی ذرد بڑھایا اور خشکی مان کے شردے کی شکتی سے اُسے کھوج لیا تھا اور جان لیا یہی وہ مسلمان مہاشے ہیں جن کے بلیدان سے مجوزہ قلعہ والے ٹیلے کی فصیل کی اونچی دیواریں' تیار گہری بنیادوں پہ اٹھائی جا سکتی ہیں۔ یہ پتہ پڑتے ہی اُس نے کمال عجلت سے اپنے خاص کارندوں کو اس درویش کی نگہداشت پہ مامور کرتے ہوئے راجہ کے چرنوں میں حاضر ہو کر تمام کتھا سنائی اور دوسرے [illegible] کی جان تو [illegible] [illegible] کا ذکر [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] کا آدیش دیا ہے۔ راجہ کے [illegible] پہ مزید بتایا کہ کسی مسلمان بھگت آتما کی بلی چڑھانی پڑے گی..... قلعے کی بنیادوں اور فصیل کی اتھاہ پہ کسی ایسے ہی تپسوی گیانی کا خون سینچا پڑے گا جو دھرتی کا بھید ہو۔ [illegible] مہاراج ہماری مشکلیں اور رکاوٹیں دور کریں گے۔"

راجہ کی اتھاہ چنتا سے شکتا ہوا پوچھا گیا۔

"مہاراج! ہماری راجدھانی میں کون ایسا تپسوی ہو گا جو ہندو جاتی سے بھی نہ ہو اور بھگت گیانی بھی ہو..... پر تو کسی درویش بھگت کا خون خرابہ کرنا ہمیں شوبھا دیتا ہے..... کیا یہ کسی مہاپاپی گیانی کے ساتھ انیائے نہ ہو گا؟"

پروہت نے دایاں ہاتھ دل پہ رکھتے ہوئے مزید تحقیق کر لیا۔

"مہاراج! دھرم شاستروں والے اور ہمارے سلطان بتاتے ہیں کہ ہمیں اپنے دھرم اور دھرتی' دشمن دھرم اور دھرتی کو اوشیہ اُتم رکھنا چاہیے۔ پر تو اس کے کارن ہمیں بلی سے بڑی بلی بھی کیوں نہ چڑھانی پڑے..... یہ قلعہ کا سرن ستدیپ کی ہمارے دھرم اور دھرتی کے سنگرام کا ہے اس کے لیے ہم کسی بھی بلیدان سے دریغ نہیں کریں گے۔"

بڑو بار راجہ نے اپنے اس بڈھی مان شاہی مہنت اور مشیر خاص کے اس فلسفۂ حکومت کو کمال تحمل سے اور مزید استفسار کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس مہاپرش کو کھوجنے کا کیا طریقہ ہوگا جہاں تک ہم سمجھتے ہیں ہماری راجدھانی میں کوئی ایسا مسلمان گیانی دھیانی نہ ہوگا جس کی بلی چڑھانے سے قلعہ کی دیواریں اپنی نیوؤں پہ ٹھہری رہیں گی ......؟"

پروہت پنگت چند نے کمال چاپلوسی سے راجہ کو رام کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مہاراج کی چھتر چھایا میں رہتے ہوئے اس داس کو کسی طرح کی کوئی چنتا نہیں ... میری تپسیا سویکار کرتے ہوئے دیوتاؤں نے اس مسلمان منش کو ہماری راجدھانی کے ندیا کے رشی گھاٹ پہ لا بٹھایا ہے۔ دیوتا یم دوت نے اس کی جانکاری پراپت کر دی ہے۔ بس اس چندن چوتھ پہ آپ کی آگیا اور آگیا شدہ سے اس کارکرم کی شروعات ہو جانی چاہیے کرتے کی تپسیا اور جوتش کی پیشین گوئی یہی ہے جسے کہ دھرتی کا [illegible] ہے۔"

راجہ نے اس کا مشورہ جس پہ عمل کرنے سے کسی زود رش مسلمان کی جان جاتی تھی [illegible] میں دیوتاؤں [illegible] آشیرواد کی شال تھا [illegible]

بادشاہ [illegible] تھی تو اور ہوتی تھی بلکہ اکثر اس لیے کہلاتے ہیں کہ ان کے سروں میں کہیں بھیجا بھی ہوتا ہے [illegible] بھی لیتے ہیں۔ ان کی نظر میں محض انسان ہی نہیں دیگر مخلوق بھی ہوتی ہے۔ مذہب و مسلک کی تمیز سے [illegible] وہ حکمران سب کا مائی باپ ہوتا ہے [illegible] حقیقت کے بچے سب ایک [illegible] طرح ہوتے ہیں۔ بادشاہ بادل کی مانند [illegible] وحشی کی طرح اور دعوے دار مراقی ہیولی فرحت بخش [illegible] حاکم وہ جو حق و انصاف کو عدالتوں کچہریوں سے اٹھا کر مظلوموں انصاف خواہوں کی دسترس تک لاتے یہ بھی ایسا ہی کوئی راجہ تھا جسے شاید دان پاٹ یونہی ملا تھا جیسے چکی کے پاٹ کے نیچے [illegible] ہاں منت و طلب آٹا نخالیوں کی صورت مل جاتا ہے

بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک

راجہ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد گہری نظروں سے پروہت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی جوتش ودیا آنے والے سمے کے بارے میں کیا دکھاتی ہے ... اس مسلمان کی ہتیا سے بلیدان سے قلعہ کی سنکٹ دور ہو جائے گی۔ ہمارا راج پاٹ سکھی رہے گا ......؟"

پروہت نے آنکھیں میچتے ہوئے دبی دبی آواز میں جواب دیا۔

"آکاش کو چھوتی ہوئی بلند مضبوط دیواریں دیکھ رہا ہوں ـــ قلعہ کے بلند استھان پہ ایک بڑا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ شہر کی اونچی دیوار پہ آپ کا شبھ نام لکھا ہے ـــ بس یہی کچھ دکھائی دیتا ہے۔"

ہونی نے ہونا تھا' سمے کی کوکھ سے اک اور سمے نے جنم لینا تھا ـــ تعمیر سے تخریب اور تخریب سے تعمیر نکلتی ہے۔ شہید اول پیر مراد شاہ کی قربانی سے سیالکوٹ کی سرزمین کو اقبال ملا... یہی وہ جگہ تھی جس کی اتھاہ گہرائی میں پیر مراد شاہ کی بلی چڑھائی گئی ـــ آپ کے خون سے بڑی دیوار کی اساس کو سینچا گیا' آپ کی کٹی گردن اور جسد مبارک کو دفن کر کے اوپر دیوار چن دی گئی... وقت بدلا' فطرت کی اتھل پتھل جاری رہی ـــ پرانوں کی جگہ نئے آ گئے۔ راجہ کا راج پاٹ چوپٹ ہو گیا۔ دیوتاؤں اور جیوتش سے شگن لینے والا شاہی پروہت اسی قلعہ سے نیچے گر کر ہلاک ہو گیا لیکن اس راجہ کا نام سیالکوٹ کی صورت میں شاید اس لیے باقی رہا کہ اس کے دل میں اس درویش کے لیے عقیدت تھی وہ اس کا بلیدان نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہی کہ جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

قلعہ کے نیچے بڑے بازار میں مسجد دو دروازہ ہے جس کی بغل میں اقبال کا آبائی مکان آج بھی موجود ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] ہو کر امام علی الحق کے مزار پہ چلے جاتے ـــ یعنی مولوی میر حسن کی صحبت میں بیٹھنے سے پہلے ان کی باطنی تربیت کی الف بائے اسی مزار سے ہی شروع ہوئی تھی بعد ازاں حضرت داتا علی ہجویری' [illegible] شریف کی بارگاہوں سے شرف پذیرائی نصیب [illegible] شریف کے روحانی سفر کے ورثے کا شجرہ لگا۔

بخت اگرچہ خفا ہی کیوں نہ ہو اس کے گرد اگرد کی زمین مٹی سیاہ رنگت اور مزاجاً تلخ و تند ہوتی ہے وہ کم وبیش ایسے ہی رہتی ہے۔ تا وقتیکہ اسے نکال کر پھینکا نہ جائے۔ ایسے ہی درویش عالم ولی عاشق مجذوب اور قلندر کہیں ٹھکانا کر لیں تو وہ جگہ مقام امتی' اور گرد و نواح کی فضا ایک خاص تاثیر و تشرف کی مزہ دار ہو جاتی ہے ـــ وقت کی گردش زمانے کی تغیر و تبدل اس مہدی خوشبو اور روحانی حقیقت پہ اثر انداز نہیں ہوتے۔ بندے کا باطن صیقل ہو اور حجابات نہ رہیں پہ زنگ کا غبار چھایا نہ ہو تو واضح طور پہ محسوس ہو جاتا ہے کہ ادھر بھی کبھی کوئی آیا۔ یا شاید ولی مست حال وہاں کو قطب نگاہ ہو گزرا تھا۔ اس کے قدم جو ذرہ نور بچے تھے ان کا ادھر قیام ٹھہرا یا رہا۔ جدھر سے بہاروں کے قافلے گزریں ان رستوں رہگزاروں پہ نکہتوں اور فرحت بخش ہواؤں کے سائے پڑے گھیرے رہتے ہیں ـــ زعفران' گلاب' گل سوسن اور ریشم کے جھاڑ پودوں کی مٹی بھی اکسیر

ہوتی ہے۔ مومن کی قبر بھی قطعہ بہشت نظیر ہوتی ہے جیسے کہ عطر خاص کی خالی شیشی بھی اپنی مہک بیزی سے کبھی بیزار نہیں ہوتی۔

راجستھان ایک وسیع و عریض اور پرکشش قطعہ ارض ہے۔ یہاں کا پنک سٹی لیعنی جے پور اپنی بہت ساری خصوصیات کی بنا پر دنیا بھر میں مشہور ہے ان خصوصیات میں ایک نمایاں خصوصیت یہاں قیمتی پتھروں کی صنعت ہے۔ ہیرے جواہرات کی بہت بڑی منڈی ہونے کے ساتھ ساتھ جواہرات کی بنائی کٹائی پالش اور [illegible] کا کام بھی لاجواب ہوتا ہے۔ قیمتی پتھروں کے بڑے بڑے پارکھ اور کاریگر یہاں موجود ہیں۔ غرضیکہ ہیرے جواہرات کے تاجر' خرید و فروخت' قدردان شوقین' نظارے والے ادھر کا ہی رخ کرتے ہیں۔ یہ راجے مہاراجوں' راجپوت ٹھاکروں' مونچھ والے مہندروں اور من موتی [illegible] ملیدی مہاراؤں کا دیس ہے۔ بوڑھے [illegible] کیلے نینوں والی گھرانیں [illegible] کو اپنا تک [illegible] رہتی ہیں [illegible] گردنوں اور تیکھی مونچھوں [illegible] پگڑ والے ٹھاکروں کے پاؤں تلے گھوڑی گھوڑوں کی دھمک سے دھرتی بھی کانپ اٹھتی ہے۔

● جے پور کا جوہری [illegible] پور کا جوہری.....!

[illegible] ہی جے پور پنک سٹی کے جوہری بازار میں ایک خاص جوہری کی تلاش میں [illegible] دو اس میرا ایک کافی بڑی اور شاندار دوکان پر تھا جو دوکان کم اور کوئی پرانی حویلی زیادہ دکھائی دیتی تھی۔ ایک مہذب سے ملازم نے [illegible] احترام سے بٹھایا اور [illegible] پتھر سے [illegible] لا کر رکھ دیئے [illegible] طرح دیکھنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ یہ پتھر کم اور معیار میں قدرے کم ہے۔ ملازم نے ایک دو اور پتھر دکھائے مگر جو مجھے مطلوب تھا وہ نظر نہ آیا..... میں وہاں سے اٹھنے ہی والا تھا کہ اندر کہیں سے ایک [illegible] نوجوان میرے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ ہلکی سی مسکراہٹ سے اس نے مجھے آداب کہا اور ملازم کو [illegible] ہوئے وہاں سے ٹہلا دیا۔

”آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اپنی پرسنل کلیکشن دکھاتا ہوں شاید ان میں سے آپ کو کچھ پسند آ جائے۔“

میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ بلی رو تھا اس کی سی عجب بات [illegible] میں کمال کی [illegible] نظر نشست میں تہذیب و تعلیم..... فراخ ماتھے پہ تیوری منڈی کی [illegible] ..... [illegible] شانوں پہ جھولتی کالکوں کی سیاہ بدلیاں..... بندہ تھا یا کوئی صنم بدخشانی..... نگاہ و نیت کے مختلف [illegible]

میں ابھی قول ہی رہا تھا کہ اس وہی تمیز دار ملازم چاندی کی ایک جڑاؤ طشتری جس میں قیمتی فیروزے اور کاشغری نقاشے جڑے ہوئے اور وہ اسی طرح کے پیالوں میں قہوہ خشک میوہ جات لیے حاضر ہوا۔ اس جوان رعنا وجاہت نے مجھے قہوہ بڑھاتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

''میرا نام ہاشم خان شیروانی ہے۔ جواہرات کا یہ ہمارا پرانا پرکھوں کا دھندا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری یہاں راجستھان میں کچھ زمینیں ہیں جہاں سنگ احمر نکلتا ہے جو آپ کے پاکستان شاہجہانی مسجد اور قلعہ کے لیے بھی بھیجا جاتا ہے۔''

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہی ملازم ہاتھوں ریشمی کپڑے کی تھیلیاں لیے پھر حاضر ہو گیا۔

میں نے مسکراتے ہوئے اس کی قیافہ شناسی کی داد دیتے ہوئے پوچھا۔

''میرا پاکستانی ہونا تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا جبکہ میرا لباس گفتگو اور شکل وصورت بھی اس کی چغلی نہیں کھاتی...... میرے بارے میں مزید آپ کچھ بتائیے جو یقیناً آپ جانتے ہوں گے [illegible]؟''

اب شاید اس کے زیر لب مسکرانے کی باری تھی...... وہ مجھے گہری نظروں سے [illegible] ہوئے بولا۔

''آپ بجگت [illegible] ہیں۔ انسانی [illegible] اور [illegible] مگر مگر [illegible] آپ کو [illegible] آپ [illegible] مطلب پرست اور احسان [illegible] نہیں [illegible] متواضع اور [illegible] دوست [illegible]۔''

وہ مجھے مزید [illegible] ہوئے تھا [illegible] خاموش ہوا تو میں نے مزہ لیتے ہوئے مزید پوچھا۔

''اس کے علاوہ کچھ اور [illegible]''

وہ شاید اب اپنا پنڈا چھڑاتے ہوئے بولا۔

''دیکھئے حضرت! ہم دوکاندار لوگ ہیں [illegible] روزانہ سینکڑوں گاہکوں سے واسطہ رہتا ہے۔ یہ جو کچھ کہ بتایا یہ محض فہم ومشاہدہ کی باتیں ہیں۔ اس میں کسی غیب کے علم کا دخل نہیں۔ چھوڑیئے ان باتوں کو۔ [illegible] کیجئے؟ یہ تھیلے میرے ذاتی ہیں جو میں کسی کو نہیں دکھاتا۔ اگر ان میں کوئی ذات آپ کے مطلب کا ہو تو فرمائیں انہیں پیش کروں۔''

میں نے اوچھتی سی نگینوں پہ ڈالتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تو ہوتا رہے گا۔ پہلے میں آپ کو تو دیکھ لوں۔''

اب میں نے اس کی چندن پیشانی پہ نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''آپ کے لیے راوی چین ہی چین لکھتا ہے...... دھنک کے سب ہی رنگ آپ کے نصیبوں کے

سارے انگ آپ کے ــــ شباب آپ کا شراب آپ کی ــــ سوال آپ کا جواب بھی آپ کا ــــ سونا آپ کا چاندی آپ کی ــــ جسم آپ کی باندی آپ کی ...... تحفے آپ کے تحفے آپ کے۔''

اس نے میرے منہ پہ ہاتھ رکھنا چاہا ــــ میں نے طرح دے کر کہا۔

''صرف آخری بات ...... خواب آپ کے عذاب ......؟''

میں پہ آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھ دیا۔ یہ ہماری پہلی ملاقات تھی جو ہنستے ہوئے اس وعدہ پہ ختم ہوئی کہ ہم رات کا کھانا فرینکفورٹ کے ایک بہترین ہوٹل میں اکٹھے کھائیں گے۔

میرا خیال تھا کہ کھانے پہ اس کے ہمراہ کچھ ہم خیال دوست بھی ہوں گے جن کا خصوصی ذکر اس نے دوپہر کی ملاقات میں کیا تھا...... میں ہوٹل کے لان میں بیٹھا تھا کہ وہ اپنی خوبصورت بلیک کار ڈرائیو کرتا میرے سامنے پہنچ گیا...... سفید بافت شرٹ، سیاہ ٹراؤزر اور مرون سکارف میں وہ کوئی فرنچ شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔ میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ ''السلام علیکم'' کہتے ہوئے مجھ سے لپٹ گیا۔

''خان صاحب! آپ سے دوبارہ مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ــــ آج کا دن میرے لیے مسرت انگیز......''

میری حیرت دو چند [illegible] اس نے مجھے خان صاحب کہہ کر مخاطب کیا جبکہ میں نے اسے ابھی مکمل تعارف [illegible] کرایا تھا۔

''آپ کو میرا [illegible] کیسے معلوم ہوا......؟''

وہ میرے سامنے کرسی پہ [illegible]

''آپ نے اپنے ہوٹل کا پتا دیا تھا ــــ اتفاق یہ بھی کہ وہ ہوٹل ہمارے ایک عزیز کا ہے اور حسنِ اتفاق آپ بھی شیروانی پٹھان ہیں اور ہاں آپ کا سامان وہاں سے ہٹا کر گھر پہنچا دیا جا چکا ہے۔''

کھانا کھاتے ہوئے وہ مجھ سے ہم کلام تھا۔

''خان صاحب! مجھے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ اکیس سال میں میرے اندر اتنے سوالات پیدا ہو چکے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کے لیے اک عمر اتنا ہی عرصہ درکار ہے۔ آپ سے مل کے یوں لگا جیسے آپ ہی میرے وہ محسن ہوں جن کے پاس میرے تمام سوالوں کے جوابات ہوں جو میرے اندر کے اندھے پن کو دور کرتے ہوں۔ آج دوپہر جب آپ میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو میں عجب سی سرشاری یا مدہوشی کی کیفیت میں اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ مجھے یوں لگا کہ میری ذات کی گہرائی کی گہرائی بھی بڑا ادھورا گھمبیر اور سوالات سے بھرا ہوا ہے۔ جب ہم اک ڈوبے میں ختم ہو جاتے ہیں تو

شکست خوردہ زخمی لشکریوں کی مانند ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں جو میدان ہارنے کے بعد حالات کے رحم و کرم پہ پڑے ہوتے ہوں۔ میرا یہ گھر ہماری اس پرانی حویلی جس کے ایک حصہ میں ہمارا آستانہ اچھو رحیم ہے، بالکل پیچھے گہرے تہہ خانہ میں واقع ہے۔ سرخ رنگیلے پتھروں سے بنی ہوئی یہ حویلی صدیوں پرانی ہے یعنی جس دور میں جیہ قلعہ تعمیر ہوا تھا یہ حویلی اس کے بعد معرض وجود میں آئی۔ گو قلعہ اور اس کا درمیانی فاصلہ بہت زیادہ ہے پھر بھی حویلی کا تعلق قلعہ سے بہت قریب کا تھا۔

میرے جد امجد فتح خان شیروانی جو کسی زمانے میں یہاں راجپوتانہ کے حاکم کے لشکر میں عہدہ دار تھے۔ بہادر جری، وفا کیش اور عسکری تربیت کے بہت بڑے ماہر تھے انہی خوبیوں کی بنا پر راجا انہیں اپنے قریب تر رکھتا تھا ۔۔۔ ایک وقت آیا کہ وہ اس کے ذاتی محافظوں اور معتمدوں میں شامل کرائے گئے۔ چونکہ ننی یا بازار اس زمانہ میں ایک چھاؤنی تھا ۔۔۔ یہ ہماری حویلی کی زمین اور ارد گرد کا جنگل راجہ کی جانب سے ان کی گرانقدر خدمات کے اعتراف میں عطا ہوئے کہ اپنی من مرضی اور ضرورت حیثیت کے مطابق رہائش تعمیر کر سکتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے مرشد پاک سے رجوع کیا انہوں نے قطعہ زمین [illegible] کی اور [illegible] حویلی بنانے کی اجازت [illegible] سب سے اس حویلی [illegible] کے مطابق ہوئی تھی۔ سامان [illegible] نے پتھر چوب کو [illegible] اس زمانے کے حساب سے ایک [illegible] سی حویلی تھی جس کی کوئی [illegible] میں نہ آتی تھی۔ کام کرنے والے مزدور اور کاریگر بھی مقامی نہیں تھے۔ ایران اور آذر بائیجان سے تعلق رکھنے والے [illegible] حاسدوں اور بدخواہوں نے راجہ کے کانوں میں الٹی سیدھی باتیں ڈالنا شروع کر دیں کہ فتح خان آپ کے خلاف سازشیں کر رہا ہے حویلی کی صورت میں وہ ایک ایسا مضبوط [illegible] قلعہ تیار کر رہا ہے جو آپ کے خلاف استعمال ہو سکتا ہے۔ اس کے تہہ خانوں میں مسلمان پیر فقیر، عامل اور جن بھوتوں کے استھان بنائے گئے ہیں تا کہ آپ کا راج پاٹ چھین کر راج اس پہ قبضہ کیا جا سکے۔ راسخ العقیدہ ہندو راجہ نے جب مسلمان فقیر، جن بھوتوں کا سنا تو وہ ان کی باتوں میں آ گیا۔ اس نے بذات خود حویلی جا کر تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا لیکن شاطر سازشیوں نے یہ کہہ کر راجہ کو تحقیق کرنے سے باز رہنے کا مشورہ دیا کہ اس طرح آپ خود ان کے جن بھوتوں کے [illegible] میں پھنس جائیں گے۔ راجہ کی نیت پہ [illegible] فتح خان کی وفاداری پہ اسے کبھی شک نہیں تھا وہ اسے ہر میدان میں آزما چکا تھا مگر دوسرے معتمدوں کی باتوں میں بھی وزن دکھائی دیتا تھا ۔۔۔ راجہ کے ہاتھ کوئی ایسا ثبوت نہیں تھا جس کی بنیاد پہ فتح خان پہ ہاتھ ڈال سکے۔ حویلی ہر طرح سے تیار ہو چکی تو فتح خان نے ایک شبھ

موقع پر راجہ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ راجہ نے دیگر مشیروں کی رائے مشورے کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس کی دعوت قبول کر لی۔ فتح خان نے حویلی کو راجہ کی شان بان کے مطابق آراستہ کیا اور راجہ کی مدارت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ دعوت کے بعد راجہ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ حویلی کی مکمل سیر کرنا چاہتا۔ فتح خان نے اس کی خواہش کے مطابق حویلی کا کونہ کونہ ملاحظہ میں کھول دیا۔۔۔ اب راجہ نے دریافت کیا۔

"فتح خان! معلوم ہوا کہ اس حویلی کے نیچے بڑے شاندار تہہ خانے بھی ہیں اور انہیں بڑے عجیب سے انداز میں بنایا گیا ہے جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ خاص طور پر یہ پوری زمین' نیچے تہہ خانے بنانے کے لیے کچھ خاص موزوں نہیں اور پھر یہاں تہہ خانوں کا رواج بھی نہیں۔ کیا تم ہمیں اس حویلی کے تہہ خانے دکھانا نہیں چاہو گے۔۔۔؟"

فتح خان متذبذب سا بولا۔ "مہاراج! یہ سب کچھ آپ کی دیا سے تعمیر ہوا۔ میری کیا مجال جو کسی حکم کی تعمیل میں حیل و حجت کروں۔۔۔ لیکن بات یہ ہے کہ ان تہہ خانوں میں صرف آپ کی پجاری' کسی اور شخص کا وہاں اترنا مناسب نہیں۔"

راجہ نے [illegible] ہوتے ہوئے پوچھا۔ "اس کا [illegible]؟"

فتح [illegible] نہیں۔

راجہ نے قہر بھری نظروں سے اسے تولتا ہوا گھورتے ہوئے کہا۔

"ہماری راج دھرتی میں کون ایسا شخص ہے جسے ہماری اچھیا کے علاوہ کسی اور سے اجازت کی ضرورت ہے؟ ہمیں جاننا ہوگا کہ ایسا کیا ہے جسے ہمارے علاوہ وہاں کوئی دیکھ سکتا ہے؟"

بادیدہ نم فتح خان نے کمال تحمل سے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"مہاراج! راج پاٹ میں ایسی بہت سی باتیں اور راز ہوتے ہیں جو صرف راجہ اور راج پنڈت تک محدود رہنے چاہئیں۔ میں راجہ کا وفادار اور دیوتا کا پجاری ہوں۔۔۔ آپ مہان ہیں سب جانتے ہیں کہ میں کس طرف اشارہ کر رہا ہوں۔"

راجہ کے دل میں گرہ پڑ گئی تھی کہ میرے علاوہ کوئی اور نیچے تہہ خانوں میں کیوں نہیں جا سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرے سچ ہی کہہ رہے تھے۔ راجہ نے فتح خان کی جانب فیصلہ کن نگاہوں سے دیکھتے ہوئے حکم دیا۔

"فتح خان! تم نے ہماری حکم عدولی کی ہے' یہ ہمارا اپمان ہے لیکن تمہاری خدمات کی قدر کرتے ہوئے تمہیں موقع دیا جاتا ہے کہ تہہ خانے کا کونہ کونہ ہمارے سامنے پیش کرو۔"

فتح خان نے بڑے ادب سے پھر وہی کہا کہ اس تہہ خانے میں صرف راجہ ہی جا سکتا ہے اور کوئی نہیں ـــــ راجہ نے انتہائی غضب سے پوچھا۔

''تہہ خانے میں کوئی اور شخص موجود ہے کیا؟''

''ایک مہاپُرش کا استھان ہے۔''

''وہ کون ہیں' کیا ہم انھیں جانتے ہیں؟''

''جی مہاراج! آپ اُنھیں میرے حوالے سے جانتے ہیں۔ وہ آپ کے اس سیوک کے پیر و مرشد اور سسر بھی ہیں... میں نے فنِ حرب کے علاوہ جینا مرنا بھی اُن ہی سے سیکھا ـــ میں برسوں پہلے اُن ہی کی ضمانت پہ آپ کی سینا میں شامل ہُوا تھا ـــ یہ حویلی اس کے نقشے تہہ خانے سب اُن ہی کے مشورہ سے تعمیر ہوئے ہیں اور وہی بہتر سمجھتے ہیں کہ اس حویلی اور تہہ خانوں میں آپ اور علاقے کے لیے کہاں سلامتی ہے۔''

''تم نے اس سے پہلے اپنے کسی پیر و مرشد کا ذکر نہیں کیا۔ کیا وہ ہمارے راج پاٹ اور اسی دھرتی پہ بستے ہیں؟''

''جی مہاراج! وہ میری شادی کے جوڑے میں [illegible] ہیں اور یہ بھی اُن ہی کا حکم تھا [illegible]

قصہ مختصر کہ راجہ نے اپنے تئیں فیصلہ کر لیا کہ کچھ بھی ہو وہ تہہ خانے میں ضرور جائے گا اور اس کے پیر و مرشد کی زیارت کرے گا۔ اس فیصلے پہ معاونوں نے پھر نہ جانے کا مشورہ دیا [illegible] راجہ فتح خان کی سنگت میں جمعرات کے روز حویلی میں موجود تھا۔ اس صورت میں کہ حویلی کے چاروں طرف ذاتی محافظ دستے کھڑے تھے۔ راجہ مخصوص پوشاک پہنے نیچے اترنے کے لیے فتح خان کے ہمراہ تیار کھڑا تھا۔ یہ اہتمام کر دیا گیا کہ کوئی بھی شخص سورج ڈھلنے سے پہلے حویلی میں داخل نہ ہو۔

حویلی کے وسیع صحن کے بائیں کونے میں ایک برجی کے پیچھے ایک نہ دکھائی دینے والا کنواں تھا' اس کنویں کا منہ بہت گہرا' دیواروں کے ساتھ گولائی میں پتھروں کی سیڑھیاں جو نیچے تک پہنچتی تھیں۔ نیچے اترائی میں چند چھوٹے دروازے تھے جو اندھیرے میں بظاہر دکھائی نہیں دیتے تھے ـــ ایسے بے پانی کے کنویں جو گنگ کہلاتے تھے راجپوتانے کے میدانی اور نیم صحرائی علاقوں میں صرف بڑے خاندانوں اور آسودہ حال زمینداروں کے ہاں ہی خفیہ طور پہ پائے جاتے تھے۔ ایک دو یا اس سے کم زیادہ یہ جگہ زمین پہ منحصر ہوتا کہ آسانی سے کھودنے یا نئے بنانے کے لائق ہے کہ نہیں۔ پانی کی قسم اور گہرائی موجودگی کا اندازہ بھی لگایا جاتا۔ پرندوں کے گھونسلوں جیسے یہ ٹھکے بڑے آسودہ خاطر بہت ہونے کے علاوہ یہاں کے بے رحم موسموں اور

دشمن داری سے بچاؤ کا ایک محفوظ ذریعہ بھی ہوتے تھے لیکن کبھی کبھی اتفاقی حادثات سے جان و مال کا نقصان بھی ہو جاتا۔ وقت بے وقت آندھیاں جھکڑ طوفان' اُڑتی ہوئی ریت سے روشنی ہوا اور آکسیجن میں رُکاوٹ بھی پیدا ہو جاتی۔ اسی خاطر انہیں اوپر سے ڈھانپ اور چھپا کر رکھا جاتا تھا۔

حویلی فتح خان میں چھوٹے بڑے ایک چھوڑ تین تین گلے تھے جو آپس ایک دوسرے سے اندرون خانہ منسلک تھے وہ بھی یوں کہ کسی ناواقف کے لیے ان کا داخلی دروازہ اور باہمی تلاش کرنا مشکل پڑتا۔ ان زیرِ زمین گلوں کی اپنی ایک الگ ہی مکانیت اور افادیت تھی۔ عارضی' مستقل رہائش و قیام' خوراک پانی' ضروری سامان اور حربی آلات وغیرہ۔ چونکہ ان کا مقصد محض موسموں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہنا ہی نہیں بلکہ ہنگامی اور جنگی حالات میں مکینوں کی حفاظت بھی ہوتا تھا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دور میں اس نوع کی خفیہ حفاظتی سرنگوں' گلوں' فصیلوں' خندقوں' قلعوں اور زمینی بھول بھلیوں نے باہمی جنگوں میں کلیدی کردار ادا کیا۔ کسی معرکہ کارزار یا تگ و تاز کے لیے شاید ہی کوئی قلعہ' چھاؤنی' حویلی یا محل ماڑی ایسے معرضِ وجود میں آئے ہوں جس کے نیچے کہیں کہیں گاؤ' سرنگ' تہہ خانے' عقوبت خانے' بندی خانے یا کوئی خفیہ راہ راست تعمیر نہ کیا گیا ہو۔ از منہ قدیم [illegible] پہاڑوں کی [illegible] چوٹیوں اور زمین کی گہرائی [illegible] بھی ان کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ جن سے ہزاروں سال پہلے کے انسان اور اس کی عسکری اہلیت اور قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت انسان نے [illegible] سرنگوں' تہہ خانوں' خفیہ راستوں' زمین دوز ٹھکانوں --- پہاڑوں' چٹانوں کی کھوؤں' دراڑوں اور غاروں وغیرہ --- جنگلوں' درختوں کے ذخیروں' شاخوں تنوں میں اپنی پناہیں ڈھونڈنے' اُڑنے اور رینگنے سرکنے والے جانوروں سے سیکھا۔ زمینی' پہاڑی اور جنگلی آبادیوں کی [illegible] ناسازگار حالات میں حیاتیاتی بقا بالیدگی کے لیے ناگزیر ٹھہریں۔ شاہین کی آسمان بلند چوٹیوں پہ بسیرا بندری --- بیا کا نادر روزگار لٹکتا ہوا گھونسلہ --- بندروں بھالوؤں کے بسیرے --- شیر کی کچھار' بھیڑیوں گیدڑوں کے بھٹ --- سانپوں کی بامبیاں اور بل' ابابیلوں چمگادڑوں سے بھری غاریں --- [illegible] چوہوں' خرگوشوں' گورکنوں کی زیرِ زمین پناہ گاہیں اور ایسی کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے۔ اندھیرے --- روشنی' ہوا' خشکی' نمی' خوراک --- یعنی ہر چیز موجود --- راستوں' سمتوں کا پورا پورا اہتمام --- دشمن سے بچ نکلنے کا انتظام۔ ہنگامی صورت میں محفوظ متبادل راستے اور کمین گاہیں۔ چھت کے نیچے پناہ' دیواروں کی اوٹ' دشمن کے سامنے پہاڑوں کے پیچھے وغیرہ۔ یہ حفاظتی اور نفسیاتی سنگر بندیاں بقائے حیات کے خوگر انسان کے لیے

سے ہی اہم ضرورت ٹھہریں۔

انسان نے ان ہنر مند جانوروں سے بھلائی، بہتری کی مد میں بہت کچھ سیکھا لیکن جہاں بنی نوعِ انسان کو بے پناہ فائدے حاصل ہوئے وہیں خاصا ضیاع بھی پہنچا۔ اُڑن غبارے' ہیلی کاپٹر' ہوائی جہاز جو پرندوں کے مرہونِ منت ہیں' بحری کشتیاں' جہاز' آب دوزیں آبی مخلوق کو دیکھ کر معرضِ وجود میں آئے۔ ابابیلوں چمگادڑوں نے ریڈاروں اور اندھیرے میں دیکھنے والے آلات اور ریڈیائی لہروں کی سوجھ بوجھ سکھائی۔ کنوئیں' باولیاں' سرنگیں' زیرِ زمین ٹوبے' آب رسانی' پانی' گیس' بجلی اور ٹرین گاڑیوں کی گزرگاہیں' گندے پانی کی نکاسی' حربی مقاصد کے لیے مورچے' پناہ گاہیں' یہ سب کچھ انسان نے چوہوں' خرگوشوں' بجوؤں' نیولوں' سانپوں اور اسی نوع کے حشرات الارض سے ہی جانا۔ قدرت اگر انہیں ایسی عقل' ہنر مندی اور ادراکِ خود حفاظتی عطا نہ کرتی تو ان جانوروں کی اکثر نسلیں صفحۂ ہستی سے معدوم ہو جاتیں۔ یہ ایک صحیح بات ہے کہ اس کائنات کی ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ کوئی بھی شے بغیر مقصد و افادیت تخلیق نہیں ہوئی۔ ہم کہہ سکتے کہ سانپ' بچھو' بجو' مگرمچھ' مکھی' مچھر' چمگادڑ' چوہا' شتر' لنگور' بگلا یا خارپشت ایسے کریہہ الصورت اور خطرناک جانوروں سے انسانیت کے لیے کیا بھلا ہو سکتا ہے۔ بظاہر سوائے نقصان کے [illegible] نظر نہیں آتا مگر [illegible] تحقیق [illegible] تعلیم سے یہ ثابت ہوا کہ یہ [illegible] انسان دوست جانور وہ کام کر سکتے ہیں جو دوسرے بشمول جن و بشر بھی نہیں کر سکتے۔ یہ انسان کو گزند پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ اس کو بھرپور تحفظ اور توانائی سے بہرہ مند کرنے کے لیے پیدا کیے گئے۔ اس لحاظ سے ارضی و سماوی' آبی و ہوائی مخلوق میں بھی انسانی مخلوق کی طرح [illegible] خاص الخواص کہ انسان کی ذہنی' شعوری اور فنی حرکت کی اولیت کے بھی سزاوار ٹھہرے [illegible] سائنسی معاشی سربلندی انہی کی بدولت معرضِ وجود میں آئی۔ بڑے بڑے دریاؤں' سمندروں کے بیچ جھولتے پل' ٹیلی پرنٹر' فلک بوس پہاڑوں کے آر پار سرنگیں' سمندروں کی تہوں میں سرپٹ بھاگتی ہوئی گاڑیاں ... پہاڑی دشوار گزار سلسلوں کے اوپر کیبل کیبن' زمین دوز ریلوے سسٹم' اسلحہ ڈپو ... آب و اجناس کے ذخیرے' کارخانے' بستیاں' چھاؤنیاں' تجربہ گاہیں وغیرہ ... ان سارے تصورات اور خیال و خواب کو ان ہی بے کار و بے جا تک دکھائی دینے والے جانوروں نے حقیقت کا روپ دینے میں مدد دی۔

ماں مچھلی مرغابی کے بچوں کو پیرنا کوئی نہیں سکھاتا ... مراثیوں بھانڈوں کی اولاد [illegible] قائم اور جگت باز ہوتی ہے۔ فلاں نسل کا مرغا پیدائشی بانکا جنگجو [illegible] سدا کا بانکا ہوتا ہے۔ کھوجی کھرے پتا کھوجی لگاتے ہیں ... کھدری خالہ جہاں مٹی اور جس وقت باشندانی ہوتی ہے۔ کھوتی مخلوق رہتی ہے

کُتی کو کتنی سنتاریاں ہوتی ہیں — بلّی بھوتر جاتی ہے اور رَج ’مذاق‘ سمجھتی ہے۔ سلوتری‘ پٹواری‘ پنساری اور کھوجی کٹھیاپے نہیں ہوتے مگر ان کی عزت توقیر وقدر چھاجوں برستی برسات میں تیلیاں ٹوٹے پرانے چھاج جیسی ہوتی ہے جو نہ تو ڈالے جو کی بھوسی دھنک سے پھٹک پاتا ہے اور نہ ہی برستے پانی کی چھلنی سے سندری کے کشکل بیر ایسے سر یکو مزید دھکے سے بچا پاتا ہے۔

جوگی‘ روگی‘ بھوگی اور کھوجی کبھی چھپے ہوئے نہیں رہتے اور نہ ہی کہیں ثانوی پکڑتے ہیں۔ ان کے ہاں بڑے اچیلی دھری رہتی ہے۔ جوگی‘ جگت کی جوت — روگی‘ رگ رگ روگ — بھوگی‘ جگت جگت بھوگے جبکہ کھوجی‘ کھماج کے کھلواڑے میں مدھم سُروں کی گتھیاں کھوجتا رہتا ہے۔ کھوجی سویا ہو یا جاگا کبھی بے کھوج نہیں ہوتا۔ اسے کھوج اپنی ذات کی ہو یا اس ذات کی..... چالیس کی ہو یا چور کی‘ بوم ہدہد کی ہو یا گس بھوری کی۔ مرغابی کی یا موری کی — آکاش کی یا پاتال کی وہ اپنی ہی دھن میں کھوجتا چلا جاتا ہے۔ اس کی نگاہوں میں آرپار ہونے والے برمے ہوتے ہیں۔ اس کی حسِ شامہ اتنی مہا تیز اور زبردست ہوتی ہے کہ کہیں کہیں کتے بلی بھی اس کے آگے چغلی ہوتے ہیں۔ فصل اس ایسی جاذب کہ کاذب سے کاذب بھی اجل وا کھول اٹھے سامت الخوشبوؤں کی ہفت زبانی کی ترجمانی [illegible] ادوں الکھی کھوٹے کھرے [illegible] کہتے ہیں جو پاتال میں بھی اتر جائے‘ کھوج لائے — ایک ایک ذرہ پت روگ رنگ کا واقف و محرم [illegible] پاتال اور بےتال کی چڑتال [illegible] تال پیش نہ ہو۔ تجزیے تشخیص میں یکتا [illegible] میں سانپ کی اندھا ہے — کھانیں کھود [illegible] جاسوسوں کی طرح بھاگے — بھولوں کو نیند نہیں آتی بھولوں کو مٹی نہیں بھاتی‘ وہ کرید کرید کھود کھود باہر ڈھیر کرتے رہتے ہیں۔ چھچھوندی اپنے چھچھوندے پیچھے کی رہتی ہے شور تھوڑ کہ ہمک دکھاتی رہتی ہے۔ پانی‘ کیس‘ تیل‘ سونا چاندی‘ ہیرے جواہر سب کچھ اس کی نگاہ میں ہوتا ہے۔ وہ زمین کی ساری ادائیں سمجھتا ہے کہ سب کچھ اس کو ودیعت ہوتا ہے۔

فتح خان شیر والی جب سن بلوغت کو پہنچا تو اسے بھی زندگی کی گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لئے کسی کار معاش کی تلاش ہوئی — افغانستان کا تاریخی‘ جغرافیائی‘ علاقائی اور معاشی پس منظر کچھ ایسا ہے کہ وہاں جمالی ذوقوں سے کہیں زیادہ جلالی رویے جنم لیتے ہیں۔ پھولوں سے کہیں زیادہ پتھر — شاعروں ادیبوں سے زیادہ عسکریت پسند‘ جنگجو لڑاکے ہر کوئی آمادہ پیکار‘ کسی نہ کسی سرداری سربراہی میں حاضر — تیر و تفنگ سے آراستہ۔ یہی ادھر کا سماج اور ذریعہ معاش تھا کہ لڑو مرو اور مال غنیمت حاصل کرو..... یہ سرزمین وطن پرست جنگجوؤں کی نرسری کی حیثیت رکھتی ہے۔ فتح خان بھی اپنے روایاتی اور معاشی تقاضوں کے تحت برائے نام مشق...

پہ ایک سردار کے جتھے میں شامل ہو گیا۔ اس افغانی سردار کا اصل پیشہ چھوٹے موٹے سرداروں، جتھے داروں کو مال غنیم کے بدلے یا کرائے پہ جنگجو فراہم کرنا تھا۔ تاہم وہ کبھی کبھی مالی مجبوری کے تحت لوٹ مار بھی کر لیتا تھا۔ فتح خان نے اپنی جواں مردی، بہادری اور خوش خلقی سے بہت جلد اپنے لیے ایک نمایاں جگہ بنا لی۔ افغانی سردار نے اسے مختلف معرکوں میں آزمایا اور جب ہر میدان میں کھرا پایا تو اسے اپنا معاون خاص تفویض کر لیا۔ پچھلی صفوں سے اگلی صف میں پہنچتے ہی اس کے عسکری جوہر کھلنا شروع ہوئے۔ کسی عام جنگ باز کے برعکس اس کے تیور ہی الگ تھے اس کی حربی حکمت عملیاں، شجاعت اور قائدانہ صلاحیتوں نے اسے بہت جلد اس مقام پہ لا کھڑا کیا جہاں سے اس کا درخشاں مستقبل صاف دکھائی دیتا تھا — اسی دوران ایک واقعہ ایسا ہو گزرا کہ اسے بادلِ نخواستہ اپنے جتھے کو چھوڑ کر تورغ بورغ کے پہاڑی سلسلوں میں روپوش ہونا پڑا۔

- دشتِ گریز، ایاز، خسرو و تبریز……!

تورغ بورغ کے پرخطر پہاڑی سلسلے افغانستان کے [illegible] دشوار گزار علاقے [illegible] عسکری نقطہ نظر سے بڑی اہمیت [illegible] بڑے تنگ اور دشوار گزار [illegible] تورغ بورغ جیسی قدرتی کمین گاہیں، زیر زمین بڑی بڑی وسیع سرنگیں اور پیچ در پیچ راستے کہ پرندے اور پروائی بھی راستہ بھول جائیں — یوں بھی محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہاں جنات کی سرگرمیاں رواں دواں رہی ہوں اور انہوں نے ان پیچ دار پراسرار پہاڑی سلسلوں کو اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کیا ہو — یہاں دس لاکھ فوج کو یوں چھپایا جا سکتا ہے کہ ان کی ہوا تک نہ لگے۔ فتح خان یہاں پہنچ کر یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ آسمان کے نیچے سے نکل کر پہاڑوں تلے دفن ہو گیا ہو اور واقعی وہ چاند، سورج، ستاروں اور نیلے آسمان کی وسعتوں کو بھول چکا تھا۔ کچھ ہی عرصے میں وہ تورغ کو ان پرہیبت پراسرار پہاڑوں کا ایک پتھر لگنے لگا تھا۔ یہاں کی حکمت عملی کے تحت وہ بھی اپنی سکونت بدلتا رہتا، کبھی تورغ کبھی بورغ — چند دن شور شرابے پھر غم اور پھر سکوت — اسی توڑ پھوڑ میں چند ایک برس اور آگے نکل گئے۔ اس دوران اسی علاقے کے دیندار گھرانے کی ایک دوشیزہ سے اس کی شادی ہو گئی۔ اس کا سسر ایک روشن ضمیر متقی تھا۔ اس کا قدیمی پیشہ زمین کے نیچے پہاڑوں کے اندر ایسی پیچ دار پراسرار پناہ گاہیں اور راستے بنانا تھا۔ جو دشمن سے محفوظ رہ سکیں۔ یہ اللہ کا ولی پیدائشی طور پہ پاتال کھوجتا تھا۔ زمین ہتھیلی، پہاڑ پتھر پہ نگاہ ڈالتے ہی ان کی رگ رگ سے آشنا ہو جاتا۔ زمین پہ ٹہل کر پہاڑ کے گرد گھوم کر، اوپر نیچے چڑھ اتر کر وہ ایک ایک بالشت کا نقشہ اپنے ذہن میں تیار کر

لیتا۔ وہ کھوہیں، غاریں، سرنگیں اور کمین گاہیں ایسی مہارت، پھرتی اور ہنرمندی سے کھودتا، گویا وہ پتھر نہ کاٹ رہا ہو بلکہ مٹی صاف کر رہا ہو۔ تاہم اس کا اصل ہنر تو بھول بھلیاں تعمیر و تخلیق کرنا تھا، وہ ایسی تکنیک کہ وہیں پتھر کاٹتے رہو لیکن داخل ہونے اور نکلنے کا راستہ نہ تلاش کر سکو۔ وہ اندرون زمین کچھ بھی بنانے سے پہلے وہاں قبلہ کے مطابق سجدہ گاہ ضرور تعمیر کرتا۔ پہلی اذان اور شکرانے کے نوافل ادا کرنے کے بعد ہی وہ اگلا کام شروع کرتا..... ان پہاڑوں کی اکثر اہم پناہ گاہیں اس کے نادر روزگار فن کی مرہونِ منت تھیں۔ اس چیرہ دست مگر مستعد فنکار کی ظاہری وجہ شہرت اس کا یہی ہنر و پیشہ تھا مگر کچھ نفوس خاصان اس کے باطنی مقام و منزلت سے بھی خوب واقف تھے کہ وہ اپنے عصر کا ایک جید صاحبِ تصرف ہے۔ اس کا شمار اولیائے مستورین میں ہوتا تھا۔

ولایت میں بھی مقام و مدارج ہوتے ہیں..... اگلی پچھلی صفیں، موذن، مکبر، مقتدی اور امام بھی ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک مستور ولی بھی جس کے ہاں محض مطلب و ماتحتی ہی نہیں ہوتے۔ تلوار، تیر اور چابک، اسپ تازی بھی ہوتے ہیں کہ وہ ہمہ اوقات مستعد، مصروفِ کار رہتا ہے۔ اپنے مشاغل اور زاویوں سے کسی حد تک روحانی رخ ایسا ہی تشکیل کرتا..... اسے خوشیاں، صبر، قناعت اور حسنِ خلق، تقویٰ تفویض کر کے ایک خاص [illegible] میں متعین کر دیا جاتا ہے۔ اس کی پہچان [illegible] جاب [illegible] امر [illegible] ایک رخ سے [illegible] جاتا ہے۔

سپاہ گری کا پیشہ [illegible] عسکری مزاج جنگ و جدل سے معلوم ہوتا ہے۔ جنگ باز [illegible] حیات و ممات کے مابین ایک جھولتے رستے کے [illegible] ہوتے ہیں۔ وہ [illegible] اور [illegible] کے حساب سے [illegible] کرتے ہیں..... لیکن دفن اور قبر تیجے کا ان کے ہاں موہوم سا تصور بھی نہیں ہوتا۔ روشنی کی کرنوں، ہوا کے جھونکے اور خوشبو کے پھریروں کی مانند ان کا وجود ایک وجود بے وجود سا ہوتا ہے۔

وقت کی کروٹ یا معاش کی کوئی اڑچن تھی کہ اس اقدام کے بعد [illegible] سے خاندان کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ دوبارہ ہونے کے ناطے فتح خان کو ان کا ساتھ دینا پڑا..... رزقِ حلال کی جستجو اور غربت کی کچھ چھاؤں کی تلاش انہیں ریگستان کے وسیع و عریض بے رحم موسموں کے جبر اور برداشت سے اٹے ریگزاروں تک لے آئی..... اللہ والی بستی یا جا [illegible] کھوجی بابا پیشرو تھے اور گھرانے کے چار [illegible] بڑا [illegible] اہلیہ فتح خان اور اس کی حاملہ بیوی، ایک چھوٹا بچہ جس کے والدین فوت ہو چکے تھے۔ اب وہ زیر کفالت تھا۔ دو دن قبل سے پیروں پہ یہ مختصر سا قافلہ کچھوے کی رفتار سے کسی انجانی منزل کی جانب گامزن تھا جس کا اتا پتا کھوجی بابا کو ہو تو ہو کسی اور کو نہ تھا اور نہ ہی ان سے سوال و جواب کرنے یا کچھ کہنے سننے کی ہمت

جرأت تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کچھ نادیدہ ہستیاں ان متوکل مسافروں کی نگہبانی و نظامت پہ مامور ہیں اور ان کو ان کی مخصوص منزل تک پہنچانا ان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ کھوجی بابا بوڑھا اور لاغر ہونے کے باوجود بھی پابرہنہ پیدل چلنا پسند کرتے تھے۔ نیچے پتھر ہوں یا مٹی ریت' پاؤں یوں پولے پولے دھرتے جیسے کوئی معصوم بچہ اپنی ماں کے پیٹ سینے پہ رکھتا ہے۔

تبت کی ترائیوں اُترائیوں چڑھائیوں اور معبدوں کے درمیانی راستوں پہ لامے' بھکشو وغیرہ اسی طرح سر جھکائے ہوئے ہولے ہولے پگ اُٹھائے چلتے ہیں جیسے کوئی کھویا ہوا لونگ تلاش کر رہے ہوں۔ پھوجا کھوجی ہو یا پاتال کھوجا' چور کا کھُرا اُٹھاتا ہو یا زمین کے اندر چھپے ہوئے کسی اسرار کی کھوج لگائی ہو تاکہ' نظر اور نیت کی ساری نیاز مندیاں تہہ زمیاں پڑتی ہیں ..... تاہم پاتال کھوجا' اس سے بہت سوا ہوتا ہے۔ اس کے ہاں اُوپر کم اور اندرون زیادہ دیکھنے سوجھنے کی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ قدرتی طور پہ پاؤں نیچے تلووں کے پیڈوں میں ایسے حساس سینسر لگے ہوتے ہیں جو دھرتی کے نیچے پاتال تک کی مقناطیسی لہروں کو محسوس کرتے ہیں۔ ان لہروں کی زد میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ محسوس سی تھرتھراہٹ اور مختلف ریڈیائی کیفیاتی اشکال میں تبدیل ہو کر دماغ اور انگ میں واضح ہو جاتا ہے۔ یہ افلاکی ارضی علوم جو ایک روحانی خداداد علم ہے جس کی تحصیل یا اکتساب ممکن نہیں [illegible] پرتھوی پاتال کی جدول بھی ہوتی ہے جو کسی حد تک اکتساب سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ القزوینی' ابن الوردی' طبری' جمشید' خیام' فارابی' فیروز آبادی وغیرہ کے علوم ہیئت' ریاضی' فلسفہ' نجوم و بروج اور علوم ارضی و افلاکی پہ مبنی مقالہ جات' نقشے' قلمی نسخے' جدول' مباحث' مخطوطات وغیرہ دنیا کے علمی کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

ارضی اور افلاکی علوم کا ذکر چھڑا تو یہ بھی جاننا چاہیے کہ صحراؤں میں اتنے ریگ ذرے' آسمان پہ اتنے نجوم اور بحر میں اتنی ماہیاں نہیں کہ جتنے علوم محض اس کرۂ ارض پہ علم الاسماء کے باطن اور اس کی برکت سے انسان کے لیے اُتارے گئے۔ ان علوم سے کس انسان کو کتنا حصہ اور وہبہ ملا یہ دینے والے کی مشیت اور لینے والے کے مقصودوں اور حسن عقیدت پہ منحصر ہے۔ آگے بڑھ کر مزید سمجھ میں آیا کہ ہر جہان اور طبقات کے اپنے اپنے طور' قانون' اصول' قدریں' نظام اور علوم ہیں۔ حتیٰ کہ ان پہ بنی تفاسیر' کتابیں اور شریعتیں تک ان کے مطابق اُتریں' جو دوسرے طبقات' دنیاؤں سے انضباط نہیں رکھتی تھیں۔ بالآخر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین اور فرقان الحمید کو آخری مکمل کتاب کہہ کر دین اور شریعت محمدیہ پہ کاملیت کی الٰہی مہر ثبت کر دی گئی۔

میں کئی بار ایسے تجربات مشاہدات سے ہو گزرا کہ عالم رؤیا' کیفیات شہود و مراقبت میں ڈوبا ہوا کہیں

سے کہیں نکل گیا۔ طبقات ارضی و فلکی میں ایسے ایسے جہان' جہاں پہلے کبھی رسائی نہ ہوئی وہاں ہر چیز منظر ہی الگ' کچھ بھی تو ایسا نہ جیسا ہماری دُنیا میں ہے۔ ہمارے ہوا پانی آکسیجن کے بنا زندگی کا تصور نہیں ۔۔۔ خوراک کے بغیر زندگی نہیں' روشنی کے بغیر بصارت نہیں ۔۔۔ پاؤں دھرنے کے لئے زمین ۔۔۔ ناک' منہ' کان' ہاتھ پاؤں' پھر موسم کے مطابق لباس' جوتے ۔۔۔ پرندے' جانور' پھل پھول سبزیاں۔ یہ سب مختص ہماری دُنیا کے تقاضے ہیں' ہماری دُنیاوی سسٹم انہیں سے مملو ہے۔ دوسری دُنیاؤں کے الگ الگ سسٹم ہیں۔ ہم اپنے سسٹم سے نکل کر دوسرے سسٹم میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کرۂ ارض کچھ باہر آپ اپنی ہر ضرورت کی چیز میں تبدیلی لے آتے ہیں۔ مزید کچھ اوپر جا کر ثقل مفقود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح زیر زمین کچھ منزلیں اتریے تو کشش فلک بھی دم توڑ دیتی ہے۔

ہر اک گام پہ بھٹکنا تو طلنا' پاؤں سے پیچھے زمین کی گن گن [illegible] بابا تال کھوجا' اجمیر کے [illegible] تارا گڈھ کے پہاڑ کے دامن میں چند جھونپڑوں پہ مشتمل ایک گوٹھ راہ پڑی تو حافظ جی بی کو کچھ پریشانی [illegible] ہوئی تو ادھر ہی ڈیرہ ڈال دیا گیا ۔۔۔ تیغ خان پیشہ ور سپاہی اور کوئی کام وام کیا نہیں تھا۔ [illegible] ہی آمد و رفت [illegible] ادھر سے حال کہ دو وقت کا [illegible] ایک وقت [illegible] تب [illegible] اجمیر شریف [illegible] مزدوری شروع [illegible] دن رات کا [illegible] چلنے لگا۔ کہیں مخدوم میاں میراں حسین شاہ سے [illegible] کے ہاں تربت [illegible] ساتھ چلہ جیوت [illegible] کا کام چلا۔ بابا کیر دکھو کر پہاڑ کی ایک کھوہ میں بیٹھ گئے کہ اس چلے میں وقت اور حیات کی کوئی قید شرط نہیں ہوتی ۔۔۔ میاں [illegible] خادم کا کام تو خدمت میں رہنا ہوتا ہے۔

تارا گڈھ کا پہاڑ ایک آدھ قد مٹی کو وطور سے ملتی سی مشابہت رکھتا ہے کہ اس کے کسی کسی دن رات کے اک لمحہ خصوص میں عرش بریں سے ایک تجلی اترتی ہے جس کی زد میں جتنی بشر یا کوہ پتھر بھی آ جائے اس میں اک جذب خاص پیدا ہو جاتا ہے۔ گو یہ پہاڑ کوہ طور کو اور اپنا کوہ ولد کو وہ رحمت جیسی عظمت' شہرت' جلالت' جمالت نہیں رکھتا لیکن خواجہ غریب نواز اور میاں جی مرشد کے تصرف نے اسے بہت سے تبرکات سے نواز دیا۔ میں اک زمانے سے اس تجلی کے پہاڑ کا گرویدہ ہوں۔ اس کے آوارہ گردی کر کے مجھے اک دلی تسکین ہوتی ہے۔ اب تو گاڑیاں فراٹے بھرتے اس کے اوپر تک چلی جاتی ہیں۔ پہلے وقتوں میں اس پہ چڑھنا ایسا آسان نہ تھا۔ اس کے اوپر خاص وسیع جگہ ہے۔ میاں صاحب مزار' مسجد' دیوان' لنگر خانہ' پولیس چوکی' پرانے قلعہ کے کھنڈرات اور مقامی لوگوں کے گھرانے اور چھوٹا بازار ہے۔

مزار شریف کے احاطہ میں حجرے، لنگر خانہ، سماع گاہ، مسجد بھی موجود ہیں۔ یہیں قریب لنگر کی دو چھوٹی بڑی دیگیں بھی نصب ہیں۔ حجم میں چھوٹی مگر شکل صورت اور لنگر کی تیاری کا طریقہ وہی اجمیر درگاہ شریف والا ہی ہے۔ میں نے ایک زمانہ ادھر اس پہاڑ کا خوب مطالعہ کیا۔ مگر حسرت ہی رہی کہ میاں جی مجھے بھی اس چلہ جبروت کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ شاید میں اس لائق نہ تھا۔ میں نے اس پہاڑ کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا۔ ایک جنون تھا جو مجھے اس کے اندر باہر لئے لئے پھرتا تھا۔ کھوہیں، کھائیاں، دراڑیں، غاریں ——— ایسے ایسے کونے کھدرے اور بل نما کہ جن میں شاید کوئی بھیڑ بکری بھی گھسنے یا ادھر جانے کی ہمت نہ کرتی ہو میں ہاتھ پاؤں کپڑوں کی پروا کیے بغیر ادھر گھس جاتا ——— کئی بار بچھوؤں، گوہوں، سانپوں سے پالا پڑا مگر انجام کی پروا کیے بغیر میں باز نہ آتا۔ بس ایک لپکا کہ کوئی غار، نما یا کھوہ ایسا دکھائی دے جدھر کسی اللہ کے خوش نصیب بندے نے چلہ جبروت کیا ہو۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ صاحب چلہ اتنا لمبا عرصہ کس مشغلے میں بسر کرتا تھا۔ تحفے کے طور پہ ہی سہی اس کے خورد و نوش کا بندوبست اور وہ کس طرح خود کو دنیا کی نظر سے مستور کر لیتا کہ [illegible] کے باوجود اس کا کہیں سراغ نہ ملتا۔

اس [illegible] نفس کی مختلف مشقیں ہوتی ہیں [illegible] مسلمانوں پہ کیا موقوف ہے [illegible] تپسیا، دھیان گیان، جاپ، عبادات کی صورت دیگر مذاہب میں بھی موجود ہے ——— معلوم ہوتا ہے روحانی مدارج کی بلندی اور اپنے جسم و جاں [illegible] نفسانی خواہشات کی سرکشی سے [illegible] حاصل کرنے کی خاطر یہ مشقیں ضروری ٹھہرتی ہیں۔ واضح رہے کہ [illegible] چیدہ واقعات ہی اس اہل [illegible] سکے ہیں جو تصوف و روحانیت کی ان پیچیدہ راہوں پہ استقامت دکھا سکتے ہیں۔

دیکھا گیا کہ ایسی آزمائشیں، تپسیائیں، چلے، مجاہدے بھی عملی طور پہ دو طرح کے ہوتے ہیں جیسے جلی اور خفی یعنی ظاہری اور باطنی یا اختیاری اور [illegible]۔ حضرا [illegible] نور کی غار میں چلہ، کھدائی [illegible] عراق [illegible] بغداد کے [illegible] پیران پتنا، داتا، شہودی [illegible] خواجہ غریب نواز کی چلہ گاہ، کوہ دماوند، منصوری کی چلہ گاہ، بابا فرید اور خواجہ کے چلے معکوس ——— آتش نمرود، کشتی نوح، معرکہ کربلا، حلاج کا قتل [illegible] کے پیالے زہر کی کھال ——— کسی ایک ایک دو دو دن کے لئے نفس کا ہزاروں سال اپنی بے نوری پہ رونا؟ ——— کیا یہ سب ہماری چلے یا مجاہدے کی ذیل میں نہیں آتا؟ ——— جبکہ حقیقت ہے کہ [illegible] ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ سانپ اور چور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ زمین، درو دیوار، آڑ اوٹ، درخت ہر کوئی انہیں پناہ دے دیتے ہیں۔ مٹی کے سوراخ میں سانپ اور خس کی ٹٹی کی اوٹ میں چور چین

ہو جائے۔ سانپ مسمریزم سے حواس مختل کر دیتا ہے اور چور پکڑے جانے کے خوف سے سر پہ سلیمانی ٹوپی اوڑھ لے مگر میں نے خود کبھی سانپ یا چوریوں غائب ہوتے نہیں دیکھا جبکہ کئی آستین کے سانپ اور بغدادی چور میرے آس پاس ہوتے ہیں —— ہاں البتہ اللہ کے ولیوں کو کئی مرتبہ منظر سے یوں مستور ہوتے ضرور دیکھا کہ جیسے صاعقہ چوندکرا کر اوجھل ہو جاتی ہے یا انوکھی سی خوشبو کا کوئی لہرا ایک جھونکے میں مشام جاں کو باغ بہشت کی فضا سے آشنا کر کے کہیں تحلیل ہو جائے۔

ولی جن بھی ہو سکتا ہے بشر بھی ان کے علاوہ کوئی اور مخلوق بھی اس درجہ مقام پہ تفویض ہو سکتی ہے۔ انسان چونکہ افضل المخلوقات ہے اس لئے عام تصور یہی ہے کہ صرف یہی درجہ ولائت تک رسائی پا سکتا ہے کوئی اور نہیں...... ظاہرین اور مستورین دونوں اقسام کے ولیوں کے درجات میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے ان کی ذمہ داریوں اور خدمات و کارہائے [illegible] کی تفاوت و تقسیم ہوتی ہے۔ جیسے سمندر میں مچھلیاں پکڑنے والے اور تہہ نیچے سے مونگے کی چٹانیں اور موتی نکالنے والے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں...... تصوف میں بھی کچھ ایسے ہی ہوتا ہے۔ کچھ اوپر اوپر تیرنے والے اور کچھ اندر اندر ڈبکیاں لگانے والے ...... ولی کا ایک پیمانہ [illegible] کی ہوتا ہے دوسرا [illegible] تصوف [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] بھی [illegible] ہے۔ مرغابی کی طرح پانی اور خشکی دونوں میں [illegible]۔ پانی میں رہے تو بھیگی نہ ہو اور خشکی میں رہے تو میلی نہ ہو ''رام تیری گنگا میلی'' جب سب کے پاپ دھوئے گی تو میلی تو ہوگی۔ ولی بھی [illegible] گنگا کی مانند ہوتا ہے۔ کہیں سے پھوٹی اچھوتی کدھر کدھر سے [illegible] بہتی ہوئی سوتی ہوئی ہنستی روتی ہوئی وشال ساگر میں اپنا وجود ضم کر دیتی ہے۔ سنگ و خشت کی دیوار روشنی کو روک دیتی ہے مگر شیشے کی دیوار راستہ دے دیتی ہے۔ صدائیں تو انہی دیواروں سے ٹکرا کر گونجتی ہوں اور فریادوں میں ڈھل جاتی ہیں۔ سنگلاخ پہاڑوں کے دامن [illegible] میں نرم خوش رو وادیاں، سبزہ پوش وادیوں مرغزاروں کی چادریں [illegible] پتھروں سے سر پٹختے خودکشی کی [illegible] پتھر پہ [illegible] کر جم جاتی ہیں جنھیں پھر بار بار [illegible] کھاتے رہتے ہیں۔

علم کائنات کے طالب علم بھی شاید افلاک میں بھٹکتے ہوئے اجرام کی مانند ہوتے ہیں کہ ہر پل وقت کی ابتدا و انتہا میں مبتلا —— سدا گردش کرتے ہوؤں میں غلطاں —— [illegible] جہانوں، جھرمٹوں، کہکشاؤں، سیاروں ستاروں، خلاؤں کے مطالعہ میں غرق —— حیات و کائنات کی صداقتوں حقیقتوں کی جستجو میں یہ بے [illegible] گھیرے اوپر بہت دور تک نکل لیتے ہیں ایسے کہ کائنات کی بسیط وسعتوں میں انھیں اپنا کرۂ ارض اک خفیف

سے نقطے سے زیادہ دکھائی نہ دے۔ کائناتی مطالعہ و مشاہدہ میں یوں گم کہ خود بھی آفاق و افلاک، ماہ و انجم کا اک حصہ بن گئے ..... کرۂ ارض پر رہتے ہوئے بھی وہ خلاؤں فضاؤں میں سانس لیتے ــــــ ان کی پرواز تخیلہ بہت پرے کی کوڑی لاتی ..... نجومی تحلیل نفسی اور مخصوص ترب و تہی ان کی تحقیق و تعلیم میں ممد ہوتی۔ مزید برآں ان کی چشم کاوشی رصدگاہیں، مطالعاتی جدولیں اور دیگر رسائل ہائے مضامین و تقلیل بھی ان کے علم و ادراک میں گیرائی پیدا کرنے کے موجب ہوئے۔ علوم متعارفہ اور غیر متعارفہ میں ارفع علم شاید علم الافلاک ہے۔ تخلیق کائنات کے بعد یہی افلاک و آفاق ہی تھے جو قائم ہوئے بعد از دیگر جہاں ہویدا ہوئے جن میں ارض بھی تھی فرقان الحمید میں دیگر جہانوں کے ساتھ ساتھ متعدد جگہ ارض و سما کا ذکر بھی بطور خاص ہوا لیکن ارض کو دیگر دنیاؤں جہانوں کی بہ نسبت تشرفات سے نواز کر منتخب کر دیا۔ آدم کی سجدہ گہ ہونا، عرش و فرش کا کعبۃ اللہ اور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جائے مولد و مدفن ہونا ہی ارض فرش کو رشک کرسی و عرش بنا دیتا ہے۔

مدار ارض سے باہر پہنچتے ہی ارض کچھ سے کچھ دکھائی دینی شروع ہو جاتی ہے۔ ـــــــ کا دہکتا ہوا شہاب ثاقب ـــــــ کا ضیا سا تو دائرہ، دو غبار ـــــــ ـــــــ عجیب عجیب نظارے دکھائی ـــــــ ـــــــ ہیں جو اس پہ استادہ پہاڑوں کے سلسلوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور ایک آڑھی ترچھی لکیر سی جو دنیا کے عظیم الشان طویل تر دریائے نیل کی عظمت کا پتہ دیتی ہے اور دیوار چین کی باقیات بھی بنظر غور ملاحظہ کی جا سکتی ہیں ــــــ اس کے بعد آگے بڑھتے رہیں تو دیکھیں کہ ـــــــ کرۂ ارض کا وجود ایک ـــــــ صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ تب آفاق کی بیکرانیوں میں افلاکی غبار کے اک معدوم ذرے سے سوا اس کی کوئی پہچان نہیں ہوتی۔

تحقیق سے معلوم ہوا عرشی افلاکی آسمانی، روحانی علوم، کسی شے کی ماورائی طور دیگر باطنی کے علاوہ عالم ناسوت آتش و ہوا یعنی اس کرۂ ارض پہ بھی اترے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں، غاروں، گھپاؤں، گہری کھوؤں میں ان کا نزول ہوا یعنی ہو رہا ہے بڑے بڑے نبی پیغمبر ولی اللہ کی توفیق سے بڑی ریاضتیں، گیان، عبادات و مراقبات، مجاہدات کی بدولت واقف اسرار ہوئے اور علوم الٰہیات و کائنات سے مستفید ہوئے ــــــ سو دنیا کے بڑے بڑے پہاڑوں کی وجہ شہرت اور برتری انہی برگزیدہ ہستیوں کی روحانی سرگرمیاں ٹھہریں۔ ان بلند و بالا پہاڑی سلسلوں پہ قدسیوں، جنوں اور دیگر نوری ناری کی آمد و رفت رہی انہیں سے ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمر اتمام شروع ہوا۔ قادر مطلق نے ظاہری تجلی اور کلام سے نوازا ــــــ وحی اور بعث اتاری، تقدیریاں تقسیم عطا کیں..... کشتی نوح کو سلامتی دی ــــــ پیغمبروں کی قیام گاہ، مرقد گاہ، پناہ گاہ اور آخری خطبہ گاہ بنایا۔ ان ہی

پہاڑوں پہ مختلف مذاہب کی قربان گاہیں' آشرم' شفاخانے' قلعے' محلات اور سیرگاہیں وجود میں آ گئیں۔ یونان کے اشراقیوں' ہندو یوگیوں' بدھسٹ بھکشوؤں اور مسلمان صوفیوں کے علاوہ چوروں ڈاکوؤں اور مفرور مجرموں نے بھی یہیں اپنی کمین گاہیں بنائیں۔ بڑے بڑے تاریخی نوعیت کے بندی خانے' عقوبت گاہیں بھی انہی ناقابل تسخیر پہاڑوں پہ بنائی گئیں۔ برازیل میں پہاڑ کی چوٹی پہ یسوع مسیح کا بلند و بالا مجسمہ' اجنتا ایلورا کی غاریں' بدھسٹ راک' افغانستان اور ٹیکسلا میں بدھا کے دیوہیکل مجسمے' اسٹوپے' کوہ بابا کی غاریں' وحدت کوہ ارارط' کوہ صیہون' چاہ بابل' نینوا کے باغات' حکیم مخشب چاہ ماہ' کوہ منگلی کے مزارات' متھرا وشنو دیوی کی سرنگ' رانی کوٹ' بامیان' کوہ سپید' قلعہ القیقان' کافرکوٹ کا قلعہ' کیر تھر کا قلعہ اور "اولڈ مین آف ماؤنٹین" حسن بن صباح کی پہاڑیوں میں جنت یا اسکردو میں شنگر فورٹ وغیرہ اسی طرح اور بھی بہت کچھ کہ سب کا احاطہ ممکن نہیں..... تہذیب نو سے بہت پہلے ہزاروں لاکھوں برس پیچھے بھی بہت کچھ تھا—— پہاڑوں پہ ایسی ایسی جگہیں' جہاں دوسرے سیاروں' جہانوں کی مخلوق اتری—— نظر بصیرت رکھنے والوں پہ یہ راز کھلا کہ دیگر مخلوقات نے تختۂ ارض پہ صرف [illegible] پہاڑوں کو ہی محض اپنی آمد کے لئے منتخب کیوں کیا۔ یا اسرار و حکمت جاننے کے لئے اس کتاب مبین سے رہنمائی ملتی ہے [illegible] زمین پہ ایسے [illegible] پہاڑ [illegible] زمین کو پکڑے [illegible] توازن کئے ہوئے ہیں۔ بنی نوع انسان اور دیگر مرئی' غیر مرئی مخلوقات کے لئے یہ بہا خزانوں [illegible] و معدنیات سے مستفید ہوتی ہیں۔ رب الکائنات نے انہیں یونہی بلا مقصد تخلیق نہیں کیا۔ کرۂ ارض پہ حیات [illegible] کے [illegible] بلکہ آسمانی زمینی علوم کی ترسیل و تحصیل کی مد میں بھی یہ سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قادر مطلق نے اپنی کمال حکمت و مصلحت سے مخلوقات میں کچھ مخصوص ہستیوں کو ایسی ایسی خاص [illegible] قوتوں' علوم و فنون اور صلاحیتوں کا مظہر و مرکز' امین و نائب بنایا ہے کہ اس کی بے نیازی' عطا اور کرم دیکھ کر بے اختیار منہ سے سبحان اللہ نکل جاتا ہے۔ اس بخشش و عطا میں حیوانات' نباتات یا جمادات کی قید یا تخصیص نہ ہوئی..... کسی کے ہاتھ آہن لگ کر موم ہو گیا..... کسی کے دست مسیحائی سے کوڑھیوں اور مریضوں کو شفا اور بقا ملی..... کسی کی نگاہ و بصیرت سے نوشتۂ تقدیر بدل گیا..... کسی کے دم نفس سے محبت اور فیض و فیوضات فرمودہ ظہیر ہے..... کسی کی شجاعت' کسی کی فراست' کسی کی علمیت..... کسی کا جلال' کسی کا جمال' کسی کا حسن اور کسی کا مال و اموال..... کہیں قناعت اور صبر و شکر..... کہیں فاقہ و فقر' کہیں سیاست و سلطنت اور کہیں ریاضت و عبادت..... کسی کو بحر و بر کی شناوری عطا کی اور کسی کو آفاق و افلاک کی پیمائی دے دی..... کسی کو گل شناسی [illegible]

تو کسی کو سنگ سازی ودیعت کی ..... یہ سب اُس ''کُل'' کی عطائیں ہیں جو ''جُز'' کو انسانیت اور حقانیت کی جز و بندی سکھاتا ہے۔

بابا افغانی گیت ولی اللہ تھا ..... پاتال کھوجا بھی وہ جماندرو تھا ..... پہاڑوں کا بیٹا' پہاڑ پتھر اُس سے باتیں کرتے تھے ..... وہ اُن کا ہم راز اور ہم نفس تھا جیسے وہ پہاڑوں سے ہو اور پہاڑ اُس سے ہوں ..... درختوں کی جڑوں کی مانند پہاڑوں کی جڑیں بھی ہوتی ہیں ..... درخت کی سب سے بلند پھنگ سے اگر باطنی رابطہ ہو جائے تو اس درخت کی جڑ کی آخری نوک کی خبر بھی لی جا سکتی ہے جبکہ درخت کی دھڑکن تو پورے درخت میں موجود ہوتی ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ جلال آباد کے نواح سے اجمیر شریف تک کا ارضی سفر دراصل بابا کا ایک رُوحانی سفر تھا جو پاتال کے سم تال سے ہوتا ہوا تارا گڑھ کے بابرکت پہاڑ پہ پڑاؤ پڑا۔ یہیں بابا کی بیٹی کے ہاں پہلے بچے کی ولادت ہوئی اور یہیں چلہ جبروت کھینچنے کا حکم ملا۔ بابا ساری ذمہ داری فتح خان پر رکھتے ہوئے۔ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد دائیں جانب سے پہاڑ پہ چڑھ گئے ..... خالی ہاتھ لوٹا نہ مصلّے' پانی نہ کوئی دال دلیا ..... نہ ہی وقت کا تعین کہ کب لوٹیں گے یا کسی طور لوٹنے کا نشان ..... کل کلاں تک کے لیے کوئی ہدایت ..... نصیحت نہ وصیت۔

پہاڑ [illegible] بابا کو یوں [illegible] جیسے [illegible] پیاس اور خوف سے [illegible] ڈھال [illegible] اُس کی ماں بچے کو اپنی ممتا کی چھاتی [illegible] سے لپٹا لیتی ہے۔ ہاں ..... اللہ کے بندوں ولیوں قطبوں ابدالوں کو پہاڑ جنگل صحرا سمندر زمین [illegible] کے بجائے سینے سے لگا لیتے ہیں دل وا کر دیتے ہیں۔ اُن کی راہوں میں اپنی ساری مشکلیں پھولوں کی مانند بچھا دیتے ہیں [illegible] اللہ [illegible] کرتا ہے ساری مخلوق اُس سے حیا کرتی ہے ..... جس کا مقصد حیات اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو اللہ کی مخلوق اس کی رضا حاصل کرنے کی جستجو میں لگی رہتی ہے۔ ذرا تصور میں لائیے وہ زمانہ جب اللہ کے پیارے حبیب اللہ کی عبادت و ریاضت کے لیے [illegible] فکر معاش اور فکر [illegible] سے علیحدہ ہو کر غارِ حرا میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ ایسا بلند اور دشوار گزار پہاڑ کہ جس کی کوئی ڈھلان سیدھی نہیں ..... کوئی راہ راستہ ایسا نہیں کہ کوئی آسانی سے اُوپر پہنچ سکے۔ وسائل و ذرائع کے اس دور میں بھی جدید [illegible] اور رخت رسول کے بغیر اوپر پہنچنا بہت مشکل ہے ..... پہاڑ پتھروں نے اللہ کے رسولؐ کے راستے کو پھولوں سے بھر دیا ..... کوہِ طور کو [illegible] کوہ آدم [illegible] کے بلند و بالا پہاڑی سلسلے ..... [illegible] دشوار گزار و مشکل مگر اللہ والوں کے لیے یہ گلستان کی روشیں بن گئے۔

اگلے روز فتح خان کچھ مقامی لوگوں کو لیے بابا کی تلاش میں نکلا مگر تلاش بسیار کے باوجود اس کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اُس سے اگلے روز اور پھر اک لمبا عرصہ اس کی تلاش رہی مگر وہ جیسے وہاں سے کہیں چلا گیا ہو یا پھر

پہاڑ نے اپنے اندر کہیں چھپا لیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ایک وقت آیا کہ تلاش بھی چھوڑ دی گئی۔ تلاش میں جنوں اور دیوانگی نہ ہو تو کوہر مراد حاصل ہونے کے بہت کم امکانات ہوتے ہیں یا اگر کہیں تعطل واقع ہو جائے تو تلاش پھر جاری نہیں رہتی بلکہ کوئی بھولی بسری خواہش بن کر سینے کی نیم گرم بھوبھل میں معدوم سی چنگاری سی دب کر رہ جاتی ہے اور پھر وقت کے آتے جاتے موسم اس بھوبھل کی بھسم اڑا کر اس نام نہاد چنگاری کی چمک بجھا دیتے ہیں۔ شیر خواری لڑکپن جوانی اور بڑھاپا بھی تو تلاش کے بدلتے موسموں کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسے آگے پیچھے ہونے والے موسم بالآخر ابد کے ایک ایسے چوراہے پر پہنچ کر ہجوم کرتے ہیں جدھر اربعہ عناصر کے راستے ملتے ہیں — دائیں بائیں سامنے پیچھے پکے ناریل کے چال بال اور کچے اخروٹ کا تمام چھلکا — جب پکے ناریل جل جیسی امرت دھارا کی جنم منزل پہ جیون اڈکھائی بھی بکی اور مرن مرتیو پہ کھوپڑی کے ناریل سے مغز اخروٹ کا نکا بھی چٹخے تو اوپر کی سمت کی بکی۔ معلوم ہوا کہ چہار سمت تو مادی آنکھ اور ساکھ کا کام کرے مگر پاؤں نیچے اور سر اوپر طرف وہ آنکھ جو کسی نظر بصر والے کی آنکھ سے بڑی ہو۔ لیکن کھنیے دیں کہ کشش جہت کی سوجھ بوجھ تو کچھ بھی رکھتے ہیں۔ لیکن سوچ کھکھور اور گمان کی سوجھ بوجھ کا مزا اور انسان ہی ختم ایک [illegible]

[illegible]

[illegible] کھاندی تھی۔

اس پربت پا [illegible] "بوڑھے بچے" کو اپنی ایک حقیقی [illegible] کے پہر کر دیا [illegible] اس کے لیے ایک سوکھ کا بھی [illegible] وقت سے لے کر شمسی [illegible] کی سمت نکلتی ہوا امرت جل اصل کاجل، بھوجن، جوہن وصولی کی چھتائی پھوپلی کی پکار — یوں کہ شہد مکھیاں سارے گرم کا رنگ ادھر موجود رہیں اور کیل رہتی، ہو کر میں تو ٹھنڈی اور سردیوں میں گرم — جب قدرت پچھلے پہر کی سی روشنی بھی موجود جبکہ چاندنی راتوں میں چندرما کی شیتل کرنیں کھپا کے اندر کے دودھیاپن کو مزید اجال دیتیں۔ دم کی دھانس کو دکھانے کے لیے جنتی ہوا کی خاصیت، پالا اور نہاوا پسینے قدرت نے اپنے اس بندے کے لیے اس کا بھی معقول انتظام کیا ہوا تھا — شہد کو ملک اور چھتے گرم تاثیر کی رکھتے ہوئے رطوبات و بوسیدگی کی ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ روغن زیتون گوگل مرکی پیاز "جن نیم" کا فرمی وجہ سے کی برودت بھی دافع جراثیم اور تعفن ہیں۔

جب اللہ کی رضا مرشد کی دعا سے کسی اہل کو ظاہر سے باطن کی جانب رجوع کی عطا ہوتی ہے تو تعلیم فقر سے نوازا جانا مقصود ہوتا ہے اور اقلیم کائنات میں کہیں کوئی خدمات تفویض مقصود ہوتی ہیں

عالمِ ہست و وجود سے عالمِ لاہوت و شہود کے رُخ پہ ڈال دیا جاتا ہے ۔۔۔۔ اس کے طبع و مزاج میلان و مراتب کے مطابق اربعہ عناصر میں سے کوئی ایک وسیلۂ تکمیل جہد منتخب کر لیا جاتا ہے۔ کسی کو کوہ و بر میں اور کوئی دریا سمندر میں اُتار دیا جاتا ہے۔ صحراؤں ویرانوں جنگلوں میں ڈیرے ڈلوائے جاتے ہیں یوں کوئی برف زاروں' آتش فشاروں میں ٹھکانا پکڑتا ہے۔ چہار جہت عالمین صغیرہ میں مشرق آتش فشاں ۔۔۔۔ مغرب باد بداماں ۔۔۔۔ شمال آب بستہ اور جنوب تراب خستہ ۔۔۔۔ مگر ٹھہریے! ایک تو یہ چہار جہتی نظام ہے مگر اس کے ساتھ دو جہتیں اگر اور شامل کر لیں تو ایک شش جہتی نظام سامنے آتا ہے وہ دو جہتیں عالم زیریں اور عالم بالیں ہیں۔ ایک تحت الثریٰ یعنی زمین کے نیچے کا طبق' پاتال وغیرہ دُوسرا عالم بالا یعنی عالم افلاک' گردش کواکب' خارجی دُنیا' خورج کے طبقات ۔۔۔ عرش سیر آفاق و انفاس وغیرہ۔ اپنے اپنے مقامات کے تحت درجات تقسیم ہوتے ہیں مگر چنداں مقربانِ الٰہی یوں بھی کہ انہیں شش جہات عالم کی [illegible] متصف کر دیے جاتے ہیں۔ کشفیات ثریٰ اور عالم افلاک و اشغال کی بازدید و بازگشت سے مستغنی کر دیا جاتا ہے۔ ہبوط و صعود کے لیے وسیلۂ باجہت او [illegible] و سہولت کی ضرورت نہیں رہتی ۔۔۔۔

[illegible] اق اور انتظار کی گھڑیں بھی وقت اور صبر کے پیش پیش ثابت ہو جاتی ہیں ۔۔۔۔ انسان دُکھتی آنکھوں کے ساتھ وقت کے سورج کی جھلسا دینے والی تمازت کے سامنے کھڑا رہنے کا حوصلہ پکڑ ہی لیتا ہے۔

فتح خان ایک عرصہ تک [illegible] اتفاقی یا باپ [illegible] وقت تو بہت بڑھ کر گزر تا ہے۔ اسی دوران دو بچوں کا باپ تک بن چکا تھا ۔۔۔۔ ایک گردش کی یا روزی روزگار کا ہیر پھیر کہ اُسے اپنے خاندان کے ساتھ ایک بار پھر جودھ پور کی جانب مراجعت کرنا پڑی ۔۔۔۔ پیشہ و سپاہی گری کوئی اور کام دھندا تو اُسے آتا نہیں تھا۔ چھوٹے موٹے راجواڑوں میں وقت گزاری کرتا رہا۔ وہ اپنے آبائی پیشہ سپاہ گری میں نام پیدا کرنا چاہتا تھا۔ خوش قسمتی سے وہ راجپوتانے کی کسی مہم میں ایک سکھ سردار کی نظر میں آ گیا۔ اس نے اس کے عسکری تیوروں' چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے راجہ صاحب جے پور میں قسمت آزمائی کا مشورہ دیا اور ساتھ اپنے اتالیق کی خدمت میں سفارشی پیغام بھی بھیجا کہ یہ وفا شعار خدمت گزار عہد و پیمان خوبیوں سے مالا مال ہے اس کی عسکری قائدانہ صلاحیتوں کو مزید اجاگر کرنے کے لیے اس کی رہنمائی کیجیے۔

ٹھاکر خوشبیر سنگھ جو راجہ دلیپ رائے کا معتمد اور رشتے دار بھی تھا اس سے مل کر بہت خوش ہوا دیکھتے ہی اندازہ کر لیا کہ یہ جواں سال تیز و طرار ایک دن ضرور اس کا اور اپنا نام روشن کرے گا' چنانچہ اس نے راجہ کی

ہینا میں اگلی باڑ کے لڑاکوں میں اسے شامل کر لیا۔ فتح خان شیروانی نے اپنے قابل فخر استاد اور محسن کو ہرگز مایوس نہ کیا۔ اس نے شجاعت اور حربی حکمت و دانش کے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ دیکھنے سننے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ کچھ ہی عرصہ میں وہ اپنے اولین نمایاں جنگجوؤں میں اک نمایاں حیثیت اختیار کر گیا۔ اپنے جیش کا سالار مقرر ہوا تو ناگہاں ایک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ وبائی بیماری میں مبتلا ہو کر اس کی بیوی داغ مفارقت دے گئی۔ بوڑھی سدا کی بیمار ساس نے گھر کی ذمہ داریاں سنبھال لیں تھیں دوسری شادی کے لیے اس کی طبیعت آمادہ نہ تھی اب شاید وہ ازدواجی جھگڑوں میں پڑنا نہیں چاہتا تھا اس کا پہلا اور آخری پیار اور شوق ہی میدان کارزار میں معرکہ آرائی تھا۔ اب جیسے اس کی تمام تر توجہ اپنے سپاہ گری کے پیشہ پر مرکوز ہو گئی ہو۔ بچوں کی جانب سے بھی مایوسی ہی تھی کہ ایک چھوٹا اور دوسرا ڈھیلا ڈھالا جیسے وہ سپاہی کا نہ کسی بنئے کا ہو۔ چھوت ہو۔ ساس اور دیگر افراد [illegible] ذمہ داری ڈال کر وہ رانچی کی رسالداری کا ہو کے رہ گیا۔

گھر داری کا باغی اور راجہ کا وفادار شجاعت و شہرت کی منزلیں مارتا مارتا اب اس مقام و منزلت پر متمکن ہوا کہ راجہ اسے اپنے دائیں ہاتھ کی مانند سمجھتا تھا۔ اب وقت کی گرہ کھلی ہے۔ امر حق کھلتا ہے کہ [illegible] بابا انچ جی [illegible] کے پہاڑ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ [illegible] ان کی کٹی پہچان [illegible] مومنوں کی [illegible] تھا جنگل کے دوران کی پرانی قبر سے اچانک دریافت ہو گیا ہو۔ اس علاقہ کے کسی جوان [illegible] نے اسے پہچاننے کی [illegible] کر دی۔ وہ مجاہد تھے بھی تو داروگی سے اجنبی [illegible] پہچان بھی گئی۔ جب اسے گھر والے بھی [illegible] کو وارد ہی بیٹے میاں صاحب کی مسجد کی زد میں پڑ گیا کہ اب جو آگے حکم ہو؟

شیر خوار بچہ جب ماں کی گود میں آسودہ ہوتا ہے تو وہ اس کے دل کی دھڑکن سے [illegible] ہوتا ہے۔ تھوڑی خاص طور پہ پاتال کھوجا اور وہ کہی ولی اللہ ادھر کی ماتا کے سینے پہ [illegible] اٹھائی پڑا تھا جیسے کوئی ہی بچہ بالک تخت جاتے ہیں ماں کی [illegible] گودڑی میں [illegible] بچہ بڑا ایک سا ہی تو ہوتا ہے۔ اکثر بچوں میں بوڑھے اور بوڑھوں میں بچے اگے ہوتے ہیں۔ منزلیں [illegible] بابا اعظم شاہ کے پچھواڑے اک چھوٹے سے مکان [illegible] سنگ مرمر [illegible] پتھر سنگ سرخ اور زرد پتھر کے ٹکڑوں سے جیسے ہوئے اک بچے میں ایک بڑھیا [illegible] بس اب [illegible] دانہ پڑنے کی دیر ہے۔ بچے کے باپ فتح خان تو اب برسات کے برسات [illegible] بچے کو باپ کی شفقت سے کہیں زیادہ بوڑھی نانی کی ڈپٹ سے سامنا رہتا۔ جو اس کی کھلنڈری طبیعت

آرام طلبی کی عادت سے بیزار تھی۔ ہر وقت کچھ کھیلنے کی وجہ سے وہ خاصی برہم رہتی اور اس کے باپ سے شکایت کرنے کی دھمکی بھی سناتی ۔۔۔ ایسا باپ! جس میں پدرانہ شفقت کی ازحد کمی تھی اُسے خاندانی ذمہ داریوں سے کہیں زیادہ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات عزیز تھیں۔

بیکانیر کے پلوچ گلدھ میں ایک لمبی جنگی مشق سے فراغت پا کر جونہی وہ جودھ پور پہنچا تو ساس کی جانب سے ایک اشد ضروری پیغام اس کا منتظر تھا۔ دل میں فکرمندی کی گانٹھ دبائے جھٹ پٹ جے پور پہنچا جدھر اس کی بوڑھی ساس اپنی تنگدستیوں بیماریوں اپنے نواسے یعنی اس کے بیٹے کی کھلنڈری طبیعت اور عجیب و غریب حرکتوں کا تھکا سنبھالے اس کی منتظر تھی۔ لڑکپن تو نام ہی شرارتوں شیطانیوں کا ہوتا ہے۔ اگر یہ حرکتیں کسی بچے میں نہیں ہیں تو وہ اپنی عمر اور اس کے تقاضوں کے حساب سے متوازن نہیں ہوتا۔ مگر اکثر بچوں میں کچھ حرکتیں اور باتیں ایسی انوکھی ہوتی ہیں کہ ان سے اغماض برتا نہیں جا سکتا۔ ان پر فوری توجہ دھرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی ہی عمر رسیدہ اور رنجیدہ ساس نے اپنے بڑھاپے اور مستقل بیماریوں کا رونا روتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اس کے بچوں کی نگہداشت اور پالنے پوسنے سے قاصر ہے تہذیب دار [illegible] دکھاتا تا تا نجانے کہاں غائب [illegible] وہ...... کہیں ادھر [illegible] نہیں پاتی۔ [illegible] کے علاوہ اور کچھ بھی کیا [illegible] اس وقت جب ایک عجیب سی بات اس کے کانوں میں پڑی بڑھیا اسے ساتھ لیے [illegible] سے ایک پرانی مٹی کی ہنڈیا اس کے سامنے دھرتے ہوئے بتانے لگی۔

"تو دیکھو یہ بچے اٹھا اٹھا کر کہاں سے لاتا ہے ۔۔۔ کون اسے دیتا ہے؟ سارا سارا دن انہی سے کھیلتا رہتا ہے [illegible] کا کیا واسطہ [illegible] ہے۔"

[illegible] نظروں سے ہنڈیا میں جھانکا [illegible] عجیب و غریب رنگ برنگے [illegible] گولیوں کو یوں دیکھ رہا جیسے وہ [illegible] ۔۔۔ کچھ توقف کے بعد [illegible] سے ہاتھ بڑھا کر ایک [illegible] اٹھایا۔ [illegible] محسوس کرتے ہوئے سوچنے لگا ۔۔۔ معمولی کانچ شیشے کے بنے [illegible] ایسی وزنی اور خوبصورت چمکدار نہیں ہوتیں۔ وہ مزید آگے جھک کر غور سے دیکھنے لگا ۔۔۔ کوئی خراش یا ٹوٹ پھوٹ کہیں دکھائی نہ دی ۔۔۔ ایک ایک کر کے ساری گولیاں بغور دیکھیں۔ صاف شفاف کوئی سیاہ کوئی سرخ کوئی سفید اور سبز ۔۔۔ جب کچھ سمجھ

سے سمجھ میں نہ آیا تو اس نے سارے پتھر ہنڈیا میں واپس ڈال کر بیٹے کو لے کر بیٹھ گیا۔ کچھ لمحے اسے گھورنے کے بعد قدرے نرم خوئی سے پوچھا کہ کنچے کہاں سے لیے۔ بچے نے رٹے رٹائے سبق کی طرح سب کچھ اگل دیا کہ ادھر تکیہ بابا اعظم شاہ میں ایک بابا دکھائی دیتا ہے۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے۔ ہر روز مجھے کنچے بھی دیتا ہے اور مزے مزے کے کھانے بھی کھلاتا ہے۔

فتح خان نے مزید پوچھا۔ ''وہ بابا کون ہے اور تم اسے کب سے جانتے ہو؟''

''میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر وہ میرا آپ کا اور نانو کا نام بھی جانتا ہے اور کہتا تھا تمہاری ماں میری بیٹی ہے اور میں تمہارا نانو ہوں۔''

بچے کا یہ بتانا تھا کہ اس کی نانی چیخ اٹھی۔

''فتح خان! تمہیں مبارک ہو تمہارے بابا مل گئے۔ چلو انھیں گھر لے آتے ہیں۔''

پتھروں والی ہنڈیا واپس اپنی جگہ پہ رکھ کر وہ تینوں بھاگم بھاگ تکیہ پہ پہنچے تو وہاں کوئی بابا وابا نہیں تھا ادھر ادھر [illegible] دیکھا وہاں مجاوروں سے پوچھا [illegible] بتایا مگر سب [illegible] شکل وصورت [illegible] پوچھا [illegible] ادھر سامنے [illegible] ہے۔ شاید [illegible] کوئی مریض ہے۔ پاس کھڑے ایک ملنگ نے [illegible] بار اس لڑکے کو [illegible] کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایسے [illegible] حبیب اللہ کے [illegible] بھی نہیں ملتے۔

فتح خان نے اپنے طور ادھر ادھر سے مزید کرید کی مگر بابا کو نہ ملنا تھا نہ ملا۔ ادھر بچہ [illegible] اور اعتماد سے بابا کے ساتھ ہر روز ملاقاتیں کو بتاتا [illegible] بیٹھ کر طعام اور مٹھائی سے پیٹ بھرنا کنچے لینا [illegible] کی بات پہ یقین نہ کرنے کی بظاہر کوئی وجہ بھی نہ تھی۔ ساری شہادتیں اس کی سچائی کی تصدیق کرتی تھیں۔

خاصا وقت خراب کرنے کے بعد [illegible] جب وہ گھر واپس پہنچے تو [illegible] بیٹھ گئے اور [illegible] سے غور کرنے لگے [illegible] سرِدست تین نکات ایسے تھے جو لاینحل تھے۔ [illegible] اگر کہیں سے ظاہر ہو کر بابا [illegible] گئے ہیں تو گھر والوں کی بجائے اس بچے سے ہی کیوں [illegible] ہیں۔ [illegible] یہ کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور کو دکھائی کیوں نہیں دیتے؟ تیسری بات ان قیمتی [illegible] کنچوں کی جو کوئی معمولی شیشے یا کانچ ہرگز نہیں تھے۔ ان کی صاف شفاف رنگت، خوبصورتی [illegible] سطح گولائی [illegible] حجم سے زیادہ وزنی ہونا یہ ثابت کرتا تھا کہ کوئی عام دستیاب ہونے والے بلور یا پتھر نہیں۔ [illegible]

سوچ بچار کی حلیم گھونٹنے میں خاصا وقت نکل لیا۔ اسی دوران بچے نے بسورنا شروع کر دیا کہ مجھے بھوک لگی ہے۔ نانی نے جو ہاتھ لگا سامنے لا کر رکھ دیا ــــ میں یہ نہیں کھاؤں گا۔ منہ لٹکائے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکلنے کے لیے دروازہ کی جانب بڑھا۔ نانی نے وہیں سے ڈانٹ پلائی۔ خبردار جو باہر نکلا! اتنے دنوں بعد باپ گھر داخل ہوا ہے اور تو باہر نکل رہا ہے۔ فتح خان نے چند لمحے کچھ سوچا اور ساس کو چپ رہنے کا اشارہ دیتے ہوئے بچے کو باہر جانے کی اجازت دے دی۔

● پٹھان کا پوت' گھڑی میں ولی گھڑی میں بھوت......!

وہ ایک چھلاوے کی مانند ان کی دسترس سے نکلا۔ آڑی ترچھی چھلانگیں لیتا ہوا چشم زدن میں وہیں آ گیا جدھر ہر روز اس کا نانا کھانا مٹھائی اور کچھ لیے اس کا انتظار کر رہا ہوتا۔ ادھر فتح خان اپنی بوڑھی بیمار ساس کو گھسیٹتا ہوا پیچھے پیچھے وہاں پہنچا۔ شاید پچھلے کئی دنوں کی دیر ہو چکی یا کہ انہیں دکھائی نہ دیا۔ وہیں پھولوں والی دوکانوں کے [illegible] اور [illegible] مستقل [illegible] کا ہوتا تھا پاس چلا آیا' سامنے والے چبوترے کی اوٹ آ گئے۔ بچے نے جب باپ نانا اور دیگر لوگوں کو دیکھا تو وہ [illegible] ہوئے اٹھ بھاگا۔ باپ پیچھے لپکا پر چھلاوہ کہاں ہاتھ آتا ہے۔ ان لوگوں سے پوچھا ــــ یہاں بچے کے ساتھ کوئی [illegible] ہوئے ایک بولا۔ "بھیا! یا تو تم باہر سے ہو یا پھر نہیں جانتے ہو۔ یہ نہیں لگتا کہ یہاں بیٹھے بچے جوان بوڑھے ان نظروں سے نکالتے رہتے ہیں ــــ تمہارا یہ لونڈا اور ادھر ہی ذرا پیچھے بھاگتا ہانپتا ہوا یہاں پہنچا تھا۔ غور سے کیے، جیسے کوئی اس کے پیچھے پڑا ہو ــــ خالی ہاتھ منہ بھاڑ لیے ادھر اپنے والی جگہ پر بیٹھ گیا ــــ یہ مٹی تھیلا یا بھی اس کونے پڑا اپنے دھندے میں لگا تھا ــــ بس ایک آدھ خالی نظر کبھی کبھار اس کی جانب اٹھی ہو گی۔ پھر جو پلٹ کر دیکھا تو اس کے پاس پلاؤ کبابوں کا دونہ دھرا تھا ــــ قلاقند امرتی بھی ساتھ پڑی تھی۔ یار تو ہر روز ادھر بیٹھا رہتا ہے ــــ ہم بھی کھاتے ہیں۔ یہ بھیا! ایسا پلاؤ کباب اور قلاقند امرتیاں تو ہم نے کبھی ادھر بنتے نہیں دیکھیں اور نہ ہی اس طرح کے بیٹھے دینے والے ادھر کہیں ہوتے ہیں ــــ ہمیں تو یہ کوئی جن بھوت ہی دکھے ہے جو یہی اسے ایسا بڑھیا کھانا دے کر جاوے ہیں۔

فتح خان' ساس کو گھر چھوڑ کر اس "جن بچے" کو تلاش کرنے دوبارہ درگاہ شریف کے اطراف نکل

آیا۔ وہ سوچ رہا تھا اس کی ساس ٹھیک ہی کہتی تھی کہ وہ اس اچپل بچے کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل نہیں۔ اس کی پُراسرار ناقابل فہم حرکات وسکنات خاصی مشکوک ہیں۔ یکدم اسے اپنی مہربان بوڑھی ساس پہ بے حد ترس آیا۔ دل میں فیصلہ کرلیا کہ اب وہ کسی کو بھی اس بچے کی وجہ سے پریشان ہونے نہیں دے گا۔

بچے کی تلاش میں خاصا سرگرداں رہنے کے بعد وہ تھکا ہارا مایوس سا مسلم سرائے کے عقب دھوپ والے میدان میں دم دوست کی غرض سے نکل آیا۔ وہ سامنے ایک درخت کے نیچے چپ چاپ بیٹھا گٹے کھیل رہا تھا۔ ایک گٹا سامنے دھرا تھا دوسرا انگلی کے دھرے پہ... وہ پیچھے سر پہ کھڑا کھیل میں اس کی محویت دیکھ رہا تھا۔ ایک بالکل نیا قدرے چھوٹا دوسرا اس سے سرخ سا... گٹے تھے کہ جواہر دانے! دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسی کیفیت میں منہ سے سبحان اللہ نکلا اسی لمحہ بچے کی انگلی کی انت پہ چڑھا ہوا گٹا بھی چھوٹ لیا۔ گٹے سے گٹا جب ٹکراتا ہے تو کھلاڑی بچوں کے دل بلیوں اچھل پڑتے ہیں۔ ناگاہ باپ کو سر پہ کھڑا پا کر اس ننھے کھلاڑی کا دل بھی گویا اچھل آیا تھا۔ تند خو جوان مگر زیرک باپ نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پہ رکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ایک خوب سا [illegible] اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ دونوں گٹے نیچے سے اٹھا کر اس کی قمیص کی جیب میں ڈالتے ہوئے [illegible] [illegible] تھا آج وہ اس کے ساتھ بیٹھا گٹے کھیل رہا [illegible] خوب زرد [illegible] ٹکڑے کو [illegible] سے دیکھ رہا تھا۔

باپ نے کمال مہربانی سے پوچھا۔

"کھانا کھایا ہے؟"

"ہاں آج نانا بابا بہت بڑھیا کھانا اور مٹھائی لائے تھے۔ پیٹ بھر کے کھایا ہے۔"

فتح خان نے حیرت سے آنکھیں دو چند کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا! کبھی ہمیں بھی ایسا بڑھیا کھانا اور مٹھائی کھلاؤ... سوکھی روٹی اور بری دال کھا کھا کر جی اکتا گیا ہے۔"

وہ انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"نا نا... نانو بابا ناراض ہیں گے... وہ کھانا میرا ہوتا ہے کوئی اور نہیں کھا سکتا۔"

"اچھا اچھا اپنے نانو بابا سے ہمیں ملوا تو سکتے ہو... ہم ان سے خود ہی مانگ لیں گے۔"

"وہ کسی سے ملتے بھی نہیں ہیں۔ صرف مجھ سے ملتے ہیں... کہتے تھے تم میرے دوست ہو..."

لیے تو وہ مجھے ہر روز کھیلنے کے لیے دو اچھے اچھے کنچے دیتے ہیں۔ کہتے تھے یہ کنچے نہ کسی کو دکھانا نہ دینا — جمع کرتے رہنا' یہ بہت قیمتی ہیں۔"

فتح خان نے اپنا رویہ بدل لیا تھا جیسے وہ سپاہی سے ایک دم مشفق باپ کے روپ میں بدل گیا ہو۔ گو وہ ابھی تک تمام تر صورت حال سے کما حقہ واقف نہیں ہوا تھا تاہم اتنا ضرور سمجھ گیا کہ اس کا سسر اور ناتالیق پاتال کھوجا افغانی بابا جو عرصہ پہلے ایک روحانی مجاہدہ کے سلسلے میں تارا گڑھ پہاڑ میں کہیں روپوش تھا اب تکمیل کے بعد واپس آ چکا ہے۔ اپنے نواسے سے ملتا ہے اور اسے اچھے اچھے کھانے مٹھائیاں کھلاتا ہے۔ قیمتی کنچے کھیلنے کے لیے دیتا ہے مگر خود اپنے گھر والوں کے سامنے نہیں آتا نہ کسی اور کو دکھائی دیتا ہے۔ اس کی کوئی معقول وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

اس نے مزید کچھ جاننے کے لیے بڑے تامل سے پوچھا۔

"تم اپنے بابا کو گھر کیوں نہیں لاتے — تمہاری ماں اور میں خود بھی ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اگر تمہارے بابا ہیں تو ہمارے بھی تو بابا جان ہیں۔"

وہ [illegible] ہوتے ہوئے بولا۔ "[illegible] سے ملتا ہوں کسی اور سے [illegible]"

وہ [illegible] بڑی معنی خیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ بیٹا وہ بابا تو گھر سے تو مل لیتے ہیں مگر ہم سے ملنے کے لیے انکاری ہیں — آخر تم بھی تو میرے بیٹے ہو — انہی بابا سے [illegible] ان سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ ان کی باتیں شفقت بھری باتیں یاد آتی ہیں۔ بتاؤ ان کی صحت کیسی ہے؟ کیا وہ ویسا ہی ہے جیسے تمہاری پیدائش سے پہلے تھا؟"

وہ باپ کے چہرے کو یوں تک رہا تھا جیسے وہ کوئی دلچسپ سی کہانی سنا رہا ہو۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے بتانے لگا۔

"میں نے تو کبھی نانا کا چہرہ دیکھا نہیں نہ ہی وہ صاف سامنے دکھائی دیتے ہیں — کپڑے ہوتے ہیں بالکل باریک [illegible] تو نہیں ہوتا پھر بھی وہ میرے پاس موجود ہوتے ہیں — جیسے آپ میرے پاس بیٹھے ہیں۔"

واپس گھر لوٹتے وقت باپ بیٹا دونوں خاموش تھے۔ باپ اس وجہ سے خاموش کہ پتہ نہیں اس بھولے بھالے سے بچے کا کیا ہوگا؟ جو گھر میں رہا کرتا ہے اور دینی کتب مدرسے جاتا ہے۔ [illegible] نانی اسے وقتاً فوقتاً نماز کے پڑھاتی رہتی — مگر اس کا زیادہ تر دھیان اعتقادی حرکتوں' کنچے کھیلنے ادھر ادھر آوارہ گردی میں رہتا۔ اب یہ نانا بابا والی نئی افتاد آ پڑی تھی۔ اب اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا کرے

اور کیا نہ کرے۔ سوچنے لگا ادھر آیا تو تھا دو چار روز کے لیے مگر لگتا تھا اب ادھر کا قضیہ نمٹا کر ہی جانا پڑے گا۔"

گھر پہ پہلی رات خوب گھوڑے بیچ کر سویا۔ دن بھر کی جاں گسل دوڑ دھوپ اور پُر اسرار قسم کے حالات و واقعات نے نڈھال کر کے رکھ دیا تھا۔ رات بستر پہ یوں لگا تھا جیسے جسم سویا پڑا ہے لیکن کھوپڑی میں کچھ کُلبلا رہا ہو۔ بعض ایسے معاملے جو کوشش کے باوجود سمجھ میں نہیں آتے تو ایسی ہی کیفیت ہوتی ہے وہ دماغ اٹھتے بیٹھتے' سوتے جاگتے اک عجیب سی ورزش میں مبتلا رہتا ہے اور جب تلک کوئی گتھی کنارہ آمد نہ ہو جائے بندے کی ایسی ہی حالت رہتی ہے۔"

صبح فجر کی نماز کے بعد نگینوں والی ہانڈی لیے بیٹھ گیا۔ گزرے روز والے دونوں نیلے اور سُرخ نگینے ابھی تک واسکٹ کی اندرونی جیب میں تھے۔ انہیں بھی شامل کر کے سب مصلّے پہ ڈال لیے ___ چھوٹے بڑے درمیانے رنگ برنگے گول قیمتی پتھر [illegible] اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ ہیئت کا اک خوشگوار سا احساس دلانے والی آب و تاب [illegible] کے اندر بڑی لطیف سی خیرگی اچھال رہی تھی۔ کچھ دیر دیکھنے کا مزہ لینے کے بعد یکے بعد دیگرے ان کے لمس سے محظوظ ہونے لگا ___ یکبارگی دل چاہا کہ وہ ان سے کھیلے بار ہا [illegible] ان سے باتیں کرے۔

مرا[illegible] چہرے گلزار کھلا دیے [illegible] جیسے ان کے دانوں سے [illegible] خبر [illegible] کی دھنک نے دھوم مچا [illegible] حسین نگینے کا [illegible] جب [illegible] کے اس کے تصور میں لمس کر [illegible] احساس دلایا کہ [illegible] اس کے علاوہ بھی کوئی ہستی موجود ہے [illegible] بے ترتیب سانسوں کا زیر و بم صاف سنائی دے رہا تھا۔ [illegible] کوئی آہستہ سے سرکتے نگینوں والی ہنڈیا کے پاس آ گیا ہو ___ محسوس میں وہ سانس لینا' آنکھیں جھپکنا بھی بھول گیا۔ جس طرح داخلی نورانی اور داخلی افلاکی میں تفاوت ہوتا ہے اسی طرح [illegible] کائنات [illegible] ماورائے کائنات میں بھی فرق ہے۔ بشری تقاضے نورانی تقاضے بھی علیحدہ علیحدہ ___ مگر جب کسی ہستی میں دونوں صفات موجود ہوں تو پھر جانچنا پڑتا ہے کہ توازن کی نسبت کیا ہے۔ مادیت زیادہ ہے یا نورانیت ___ ؟ اگر نورانیت بالاتر و ادراک ہو تو وہ روحانیت کے تقاضوں پہ منظم ہوگی اور اگر مادیت غالب اور نورانیت مغلوب ___ تو پھر مادیت کے مقاصد مقدم رہیں گے۔ ہر چند ایسی ہستیاں بھی [illegible] بشریت میں محبوس ہوتی ہیں کہ جن کی بشریت کا جوہر خشیت الٰہی تزکیہ نفس و باطنی مجاہدات و عبادات کی بنا پہ ایسے لاہوتی و لطیف عناصر کا پرتو بن جاتا ہے کہ خاکی ہونے کے باوجود خرق عادت و فطرت استعانتیں زیر دست آ جاتی ہیں اور ارضی و افلاکی علوم و اسرار ان پہ خوب کھلے

رہتے ہیں ...... گو ان کا بلا مقصد و ضرورت اظہار و اہتمام واجب نہیں ہوتا تاہم ان ہستیوں سے ان چاہے کاتب مالے کچھ نہ کچھ سرزد ہوتا ہی رہتا ہے۔ طویل فاصلے چشم زدن میں طے ہو جانا ——— پہاڑ کی اوٹ میں یا کسی دوسرے عالم میں جھانک لینا ——— آب آتش ہوا یا مٹی پتھر کے آر پار ہونا ——— کسی کو دکھائی نہ دینا ... کھانے پینے لباس یا کنبے سننے دیکھنے کی احتیاج نہ رہنا ——— نایاب نعمتوں زر و جواہر کا حصول وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا مادی دنیا سے کچھ تعلق ہو تو ہو روحانیت و تصوف میں ان کا کوئی تصور نہیں۔ لیکن افغانی بابا میں کوئی ایسا تصرف ہوگا کہ وہ جسے چاہتا دکھائی دیتا ——— جیسی نعمتیں کھانا اور کھلانا چاہتا اُسے غیب سے کہیں حاصل ہو جاتی ہوں گی اور نواسے کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہ آنے میں بھی اُس کی کوئی مصلحت کارفرما ہوگی۔ اولیائے مستورین کا ایک یہ بھی طریقہ ہے جب کبھی مخصوص حالات میں عالم مستور سے عالم ظہور میں کسی امر کی نشاندہی مقصود ٹھہرے تو وہ [illegible] درمیان ایک وسیلہ یعنی روحانی میڈیم ضرور رکھتے ہیں ——— ایسے میڈیم معصوم بچے، منزہ انسان پیدائشی طور پہ نامرد اور نا عورتیں جو بے خطا ہوں کام میں لائے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ [illegible] اور مادیت میں جو بنیادی حجاب ہے اس میں جھانکنے کے لیے اسی طرح کے افراد کے باطن [illegible] اور شفاف ہوتی ہے جو اس باریک [illegible] ہوتی ہے [illegible] طرح سے درمیانی وسیلہ [illegible]

[illegible] یا آخر شب نیند کا خمار ——— پیدا ہونا یا کسی کا انتظار ——— ان کیفیات میں [illegible] اور [illegible] امور [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] کیفیات [illegible] خاطرات واجبات کی [illegible] میں بھی پیدا [illegible] ارتکاز [illegible] روحانی [illegible] بیقراری اور طبیعت میں بے طرح کا انقباض ہوتا ہے ——— لیکن [illegible] ایک اور کیفیت بھی جو مشام و جاں میں پہنچے انفاس اور [illegible] کی شریانی [illegible] اور اعصاب و احساسات میں گدگدی سی پیدا کرتی ہے وہ ہے کسی رجل غیب ارواح سعید و مقربان الٰہی انفس قدسیہ یا کسی پیر طریقت کا قرب موجودگی آمد و نزول وغیرہ ——— مختلف کیفیات میں [illegible] وجد پہ [illegible] چند قلب و اذہان پہ [illegible] مخصوص حالات و ضرورت کے تحت چند ان وجدان [illegible] طاری ہوتی ہیں۔ یہ مشغول روحانی [illegible] اور معرفتی کیفیات صادق ہوتی ہیں۔ یہ یاد دید و بازگشت کے معاملے ہوتے ہیں ——— ہست و الست کی ہمہ ہم آیات صنعت کا مشاہدہ ...!

؎ لوح محفوظ است پیش اولیاء

چھوٹی کھڑکی کے روزن سے سورج کی چھنتی ہوئی روپہلی کرنوں کی چکاچوند نے اسے اور بچوں کو حیرت

اپنے حصار میں لے لیا تھا۔۔۔۔ نگینوں سے انعکاس ہونے والی چمک نے اس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔۔۔۔ اس کا اناس اور کافوری کی بھینی ہوئی مہک کا ایک خفیف سا لہریا اس کے اعصاب لطیفہ کو گدگدانے لگا یقیناً یہ ایک نئی صورت حال اس لیے کوئی اسرار لیے ہوئے تھی۔۔۔۔ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اس کے کانوں سے واضح طور پر ٹکرائی آس پاس دیکھا کوئی مکھی وکھی تو نظر نہ آئی۔۔۔۔ تاہم ایک غیر مرئی ہیولی اپنے روبرو محسوس ہوا۔ جیسے گہری دھند یا برف کی موٹی دیوار کے اس پار کوئی بیٹھا ہو۔۔۔۔ آنکھ کے قطبی تارے میں اگر نور ظاہری کی چادر ہو تو یہ دھندلے پرتو بھی دکھائی نہ دیں۔ وہ قدرے سنبھل کے بیٹھ گیا۔۔۔۔ ناگاہ اسے ذاتی طور پر ایک جھٹکا سا لگا جیسے کوئی مقناطیسی لہر اس کی گدی کی جانب سے دماغ میں سرایت کرتی ہو۔ ہلکی سی درد کی ٹیس محسوس ہوتے ہی کانوں کی بجائے اس کے دماغ میں بزبان پشتو آواز ابھری۔

”السلام علیکم! اپنے کیا حال؟۔۔۔۔ تمہارا بابا ولی۔۔۔۔ مجبوری ہے میں نہ تو تمہیں دکھائی دے سکتا ہوں اور نہ عام طرح سے بات کر سکتا ہوں۔ خدائے پاک کے امر اپنے مرشد پاک کی نگاہ کرم سے چلہ کی تکمیل ہوئی ہے اس کے تقاضات مجھے پردہ دے دیا گیا ہے۔ اب میں اک اگلے مرحلے کا مسافر ہوں۔“

بابا کی جانب سے چند ساعتوں کا وقفہ ہوا [illegible]

”[illegible] ہی یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ ہم آپ کو دیکھ کیوں نہیں سکتے جبکہ آپ میرے بیٹے اپنے نواسے سے ملتے ہیں اور دکھائی بھی دیتے ہیں۔ [illegible] کھانے کے لیے اور پینے کے لیے قیمتی پتھروں کی ڈلیاں۔“

مصطفےٰ چاندی کی ڈلیاں ہاتھ میں لیے ادب سے عرض کرنے لگا۔

”یہ پتھروں کی ڈلیاں اول تو شیشہ دکھائی نہیں دیتیں۔۔۔۔ آپ سے یہ بھی معلوم ہوا آپ پر علم ہے ان میں کسی کو دیا کہ انہیں استعمال کر سکتا۔ آپ کو پتہ ہو گا وہ اکثر گھر سے غائب رہتا ہے۔ گھر آتا تو پچھلے کمرے میں بیٹھ کر ان نگینوں سے اکیلا کھیلتا رہتا ہے۔ اپنی نانی کی کوئی بات نہیں سنتا نہ گھر سے کھانا ہے۔ اس کی عجیب و غریب حرکتوں کی وجہ سے اس کی نانی پریشان رہتی ہے جبکہ وہ خود بھی [illegible] ہے۔ اب آپ اس کے بارے میں کوئی حکم دیں کیونکہ ہم ایمانداری سے سمجھتے ہیں وہ اب ہمارے [illegible] نہیں آپ کی عملداری میں ہے۔“

ادھر چند ثانیے خاموشی طاری رہی۔ ادھر فتح خان سر جھکائے یوں سامنے بیٹھا تھا جیسے [illegible] وقت کوئی عقیدت مند اپنے شیخ کے روبرو متوجہ بیٹھا ہوتا ہے۔

بہ وقت بہ عجز نقاہت میں ڈولی خان بابا کی آواز ابھری۔

ہوئے اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ کوئی زیورات کی صفائی، چمک، ٹانکہ یا نگینے سازی کی دوکان ہے۔ سوچنے لگا قدرت نے اسے صحیح جگہ پہ پہنچایا ہے ۔۔۔ دوکان والا بھی نیک نمازی ہے یقیناً وہ نگینوں کے بارے کوئی صحیح رائے دے گا ۔۔۔ واسکٹ کی اندرونی جیب میں پڑے ہوئے نگینے جیسے باہر نکلنے کے لیے بے قرار ہوں۔ خود سے انہیں محسوس کرتے ہوئے دوکاندار کی جانب نگاہ اٹھائی تو وہ تسبیح چھوڑنے آنکھیں میچے زیرلب کوئی ورد پڑھ رہا تھا۔ اسی دوران اندر سے ناشتہ بھی پہنچ گیا ۔۔۔ دوکاندار نے چائے کا پیالہ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

''اتنی صبح صبح آپ بازار میں کس کام سے آئے یا محض ادھر سے گزر رہے تھے؟''

چائے کا ایک بھرپور گھونٹ لیتے ہوئے اس نے مدھم سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

''اصل کام شاید آپ کی زیارت تھا۔ آپ کی نورانی صورت، سورۂ رحمٰن کی دلپذیر تلاوت، پیار اور اخلاق نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ میری وقتی اوقت کا اندازہ بھی مترکہ کا لیکن خدا تعالیٰ کی حکمت اب سمجھ میں آئی ۔۔۔ اگر میں اتنی جلدی ادھر نہ پہنچتا تو سورۂ رحمٰن کی تلاوت آپ کے [illegible] کی حلاوت اور یہ مزیدار چائے کیسے نصیب ہوتی۔''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔۔۔ قدرت کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ [illegible] قدری [illegible] [illegible] رحمٰن [illegible] گیا ہے ۔۔۔ میں ہر روز دوکان کھولنے پہ اس کی تلاوت کرتا ہوں ۔۔۔ اس کے مطلب اور روح کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس پہ غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا ہے اور ان نعمتوں میں اخلاق [illegible] احسان [illegible] ۔۔۔ نعمتیں بیشمار ہیں۔ آج صبح مجھے آپ کی صورت میں بھی ایک نعمت میسر آئی ۔۔۔ آپ پہلے اس بازار میں کبھی نہیں دیکھا۔ کہیں آپ کہیں سے یہ تو نہیں آئے؟''

ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''میرے لب و لہجے سے آپ کو پتہ چل گیا ہوگا میں اجنبی نہیں ہوں ۔۔۔ حرکات و سکنات کہاں۔ جسم کی بو سے پٹھان یا پہاڑی ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ خود بھی پڑھا لکھا پہاڑ کا ہوں ۔۔۔ ایک روز پہلے یہاں پہنچا ہوں میرے دادا پچاس سال پہلے یہیں سے [illegible] ہیں ۔۔۔ دراصل میں اس بازار میں ایک ضرورت کے تحت آیا تھا۔ یہاں میرا کوئی جاننے والا نہیں۔''

دوکاندار بڑی اپنائیت سے بولا۔ ''اگر جاننے والے سے آپ کی مراد محض کوئی پرانی جان پہچان ہے تو پھر میں آپ کے لیے یقیناً اجنبی ہوں اور جان پہچان ۔۔۔ انسانی اقدار اخلاص، اعتماد اور باہمی ذہنی فکری ہم آہنگی سے مشروط ہے تو میں آپ کا جان پہچان والا ہوں ۔۔۔ حکم امیں آپ کے لیے

[illegible] کر سکتا ہوں؟"

دوکاندار کی ایسی جسامت و محبت سے لبریز گفتگو سن کر حیران سا رہ گیا۔ ابھی اسے صرافہ میں بیٹھنے والا کندن لعل ہے یا کسی ودیالیہ کا اپدیشی گیانی ہندو پرشاد ــــ گلا صاف کرتے ہوئے بتانے لگا۔

"میرے ایک بزرگ نے مجھے دو قیمتی پتھر دیئے تھے۔ پتھروں کے بارے میں میرا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ آج ادھر بازار میں آنے کا مقصد بھی یہی پتھر ہیں ــــ میری خوش بختی کہ اللہ نے آپ سے ملا دیا ــــ یہ پتھر دیکھئے......؟"

دوکاندار ان پُراسرار پتھر کی گولیوں کو دیکھتے ہی دنگ رہ گیا ــــ تھوڑی دیر وہ انہیں پُرتجسس نگاہی سے تکتا رہا، ہاتھ میں لے کر مختلف انداز سے جانچتا رہا ــــ پھر بڑے دھیرج سے پوچھنے لگا۔

"بھائی جی! اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو پوچھوں، یہ آپ کو جس بزرگ نے دیئے ہیں آپ ان کے بارے بتائیں گے؟"

[illegible] سے تذبذب میں بولا۔ "دراصل یہ بزرگ فقیر ہونے کے علاوہ میرے اتالیق اور محسن بھی تھے ــــ بلکہ اس [illegible] کہ ایک پہنچے ہوئے اللہ کے ولی بھی"

اچھا [illegible] میں بات کاٹتے ہوئے دوکاندار پوچھنے [illegible]

"کیا [illegible] ہیں؟"

فتح خان یہ سوال سن کر ایک عجیب سے مخمصے میں پھنس گیا ــــ کیا کہے کیا نہ کہے۔ جواب [illegible] دینے لگا۔

"حقیقت یہ ہے [illegible] بارے میں [illegible] خود بھی نہیں جانتا کہ وہ [illegible] ہونے میں [illegible]"

اس گفتگو کے بعد دونوں [illegible] ایک پتھر [illegible] جیسے دونوں اپنے اپنے ظاہری یا مادی روحانی تحقیقوں میں کھوئے ہوئے ہوں ــــ آخر فتح خان نے ہی زبان کھولی۔

"آپ خاموش ہو گئے ــــ کیا کوئی ایسی بات، جس کے اظہار میں کوئی تامل ہو؟"

دوکاندار پُرشوق نظروں سے پتھروں کو بن آنکھیں جھپکے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہماری پشتوں سے پیشہ نگینہ سازی ہے۔ مجھے ذاتی طور دعویٰ تو نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ ہزاروں قسم اور طرح کے نگینوں جواہرات کی تراش خراش، پالش اور پہچان کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ یہ [illegible] دوکان ــــ آپ دیکھ رہے ہیں ادھر بھی کام ہوتا ہے ــــ اصل کارخانہ پیچھے ہے جہاں کئی کاریگر بیٹھے قیمتی پتھر تراشتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں شاہی خزانے سے بھی ہیرے جواہرات تراش اور پالش کے لیے لائے جاتے ہیں۔" وہ پلکوں کو اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پھر کہنے لگا ــــ "یہ تمہید میں نے اس لیے باندھی کہ میرا آپ سے مناسب سا تعارف ہو جائے۔ میرا نام حبیب وارثی ہے ــــ [illegible] والے

کی طرفیت سے جے پور میں مجھے جانا جاتا ہے۔ کہنا یہ چاہ رہا تھا پوری پیشہ ورانہ زندگی میں میں نے ایسے شہ پارے نہیں دیکھے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ نے جو کچھ ان کے بارے بتایا وہ درست ہے۔ ورنہ میں کہتا کہ انہیں کسی راجہ مہاراجہ کے ہاں سے چرایا گیا ہے۔ یا ایسے جواہر ہیں جو اپنی جسامت' وزن' کوالٹی اور قیمت کے حساب سے کسی جن یا اللہ کے ولی کی دین ہی ہو سکتے ہیں۔"

سبز رنگت کاغذ کی پڑیا میں لپیٹ کر واپس اسے دیتے ہوئے رازدارانہ لہجہ میں مشورہ دیا۔

"میرے خوش نصیب بھائی! آج کے بعد انہیں لے کر اس بازار میں نہ آئیے گا اور نہ کسی اور کو ان کی جھلک دکھائیے گا۔ ورنہ......؟"

فتح خان آنکھیں پھاڑے اس کی جانب دیکھتے ہوئے' کچھ توقف کے بعد بولا۔

"ورنہ کیا ہو گا......؟"

"وہی کہ کوئی آپ سے چھین لے گا ـــ ان کی خاطر تو کئی قتل بھی کئے جا سکتے ہیں۔ ایسے انمول نایاب جواہر تو یہاں کے مہاراجہ کے خزانے میں بھی نہ ہوں گے۔"

[illegible] ـــ [illegible] چھوٹے ہیں [illegible] ـــ [illegible] مہاراجہ کی [illegible] ایک پیشہ ورانہ [illegible] مجھے علم ہوتا ان کے [illegible] اپنے خاندان کے لیے آمدنی کا [illegible] تعلیم و تربیت پر صرف کروں ـــ [illegible] بازار میں پہنچا

بازار کی باقیماندہ دکانیں سامنے' ساہوکارے کی آراستہ ہو چکے تھے۔ حبیب [illegible] سے ان پتھروں کی حفاظت اور اہمیت کے بارے میں چند باتیں مزید بتاتے ہوئے کہا میں اس بارے [illegible] کے بعد [illegible] کوئی بازار کے [illegible] سے پہلے وہ [illegible] پہنچ کے [illegible] آیا۔

پتھروں کا علم اور [illegible] عجیب [illegible] اور [illegible] دلچسپ ہوتا ہے۔ اس علم [illegible] بالخصوص علوم عالیہ میں ہوتا ہے ـــ علم کیمیا' [illegible] رمل' جفر' دست شناسی' نجوم' [illegible] قیافہ [illegible] اور [illegible] کی طرح علم الجواہرات کا تعلق بھی علوم متداولہ سے [illegible] آسمانی اور دیگر مقدس صحائف و کتب میں جواہرات کی اہمیت' برکات [illegible] وظائف [illegible] ہیں...... اساطیر میں بھی مختلف شکلوں میں جواہرات دکھائی دیتے ہیں ـــ دنیا کا کوئی شہنشاہ' سربراہ [illegible] کسی بھی نسبت سے سرکردہ انسان' اپنا یا [illegible] کسی نہ کسی انداز صورت' جواہرات ان کی زیب و زینت [illegible]

ہے۔ نبی پیغمبروں' رسولوں' اصحابِ کرام' آئمہ حضرات' پیر اولیاء' [illegible] فقراء' درویشوں نے بھی انہیں
اپنے لباس و جسم کا حصہ بنایا اور ان کی خصلتوں' برکتوں' شفائی' روحانی اثرات سے نہ صرف خود مستفید ہوتے
رہے بلکہ دکھی انسانیت کو بھی فیض یاب کرتے رہے۔ اللہ کریم نے بھی جواہرات کا بطور تحسین خاص ذکر فرمایا
اور انھیں اپنی ان عنایات میں شامل کیا جنھیں ابنِ آدم پہ اتارنا اس کا احسانِ عظیم ٹھہرا اور جس کے لیے
انسان پہ لازم ہوا کہ ان نعمتوں پہ شکر ادا کرے۔ باغ جنت و مضافات میں خوش نما برگ و گل اثمار و اشجار
علاوہ ازیں مقصد سامان زینت و زیبائش --- قیام و قیلولہ کے لیے نگاہوں کو خیرہ کر دینے والے شاندار ایوان و قصور جگہ
استراحت کے لیے بے داغ سنگ ابیض و مرمریں دیوان۔ یوں بھی دنیا بھر میں مساجد' مقابر' مزارات' معبد'
مندر' محلات' مینار' قومی یادگاریں وغیرہ مختلف قیمتی پتھروں سے تعمیر کی جاتی ہیں۔ ان میں سرفہرست سنگ مرمر
ہے جو صاف شفاف اُجلا سفید ہے' چمکدار اور مضبوط پتھر ہے جو صدیوں بعد بھی اپنی ہیئت' خوبصورتی اور
آب و تاب میں فرق نہیں آنے دیتا --- دنیا کی تو سے فیصد تاریخی ثقافتی اور مقدس جگہوں پہ یہی استعمال ہوا ہے
جواہرات کی اہمیت و تقدس کا اندازہ اس سے بھی لگائیے کہ عالم بالا سے اپنی حقیقی صورت' شفائی برکتوں' فضیلتوں اور
روحانی مادی حیثیت کے ساتھ جو پہلا تحفہ اس ارض [illegible] سنگ اسود
کے نام سے [illegible] پتھر سے
[illegible] کعبہ شریف میں کھڑے ہوں یا مدینہ منورہ کے اندر یا باہر آپ کے آگے پیچھے دائیں
بائیں ہر سو تبرکات ہی تبرکات --- جو اپنے منبع عظیم کی بزرگی بیان کرنے میں رطب اللسان ہوں
گے۔ کوہ طور ہو یا دس احکام خداوندی [illegible] یا جنت یا جبل نور ہو' رحمتوں'
برکتوں' عطاؤں' عبادتوں' ریاضتوں اور معراجوں کے آئینہ دار یا سدا بہار پتھر اور جبل ہی ہے۔

بات آگے بڑھتی ہے تو تاریخ بتاتی ہے۔ ہر پیغمبر' نبی' صحابی' اصحاب نسبت صوفی' ولی' قطب' فقیر'
درویش' بزرگ' حاکم' سلطان نے کسی باہتمام جواہرات کا استعمال کیا۔ انگشتری میں' نگینے کے طور یا لوح تسبیح میں گوندھے
دانوں کی صورت --- کئی قبروں کی موجودہ قیمتی پتھروں کے آب خورے' تختیاں' آئینے
کھانا کھانے کے برتن' بیٹھنے اور کھڑے ہونے کے تخت --- سامان حرب' سوار ہونے والے بڑے بڑے
زرتی گول پتھر' تیار ہونے والے [illegible] گھنٹیوں اور تیروں سے بچنے والے بھاری ہوتے تھے۔
حالاں کہ لیے بانہ بنچی کا پاٹ قطب صاحب کی لاٹ --- تو کہیں عجب بات کہ دنیا کا پہلا قتل بھی اسی پتھر سے
ہوا۔ پتھر کے زمانہ کو آج بھی لوگ یاد کرتے نہیں تھکتے کہ وہ زمانہ اس زمانہ کے حساب سے واقعی پتھر و لعل
جواہرات کا زمانہ تھا ... سوائے مرد' عورت' گھاس پھونس' کچھ دیگر جانوروں سب کچھ پتھروں کا تھا --- یہی

اس کا مجا ماوا تھے.... معاشرت، محبت، عداوت، ثقافت، شقاوت، غرضیکہ ہر معاملہ میں یہی پتھر ان کے استاد تھے۔ پتھر یہی پتھر... مختلف رویوں میں ان کے اظہار بھی ہے۔

پتھروں کی اَن گنت اقسام ہیں۔ ان کا ماخذ و اصل اٹک سنگ پربت پہاڑ ہی ہیں جن کے وسیع و عریض سلسلے دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے پڑے ہیں۔ ان [illegible] پہاڑوں کے بارے میں مختلف عجیب و غریب آثار ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی ان کی بابت بہت کچھ فرمایا گیا ہے... ابتدائے آفرینش سے ہی یہ کرۂ ارض پہ [illegible] میں توانائے خلق کی تسبیح کر رہے ہیں۔ روزِ قیامت صور پھونکے جانے پہ دہشت کے مارے پاؤں کی مٹی چھوڑ کر دھنکی روئی کے گالوں کی مانند اڑتے پھریں گے... ان کی بابت مختلف توجیہ بیان کی گئی ہیں کہ انہیں زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لیے پیدا کیا گیا... سمندر کھودنے سے جو ملبہ نکلا وہ پہاڑوں کی صورت اختیار کر گیا... انہیں غیر انسانی مخلوق جنات، پری زاد اور مخصوص پرندوں جانوروں کے لیے بنایا گیا... اور یہ کہ ان کے قبضے سے ملکی، تہذیبی، قومی، ارضی اور قدرتی حد بندیاں نشان زدہ کی گئیں۔ یہ بھی سمجھ میں آیا کہ انہیں زمین کے مختلف حصوں پہ استعمال کر کے ماحولیاتی نظام کو حیاتیاتی بہبود کے لیے بہتر بنایا گیا... رعب و دبدبہ [illegible] اسرار و معراج... اور پر [illegible] آب شیریں [illegible] وادیاں مرغزار [illegible] مرگ [illegible] رنگا رنگ [illegible]

دنیا کے پانچ پہاڑوں کو، طور سینا، طور زیتا، طور لبنان، طور [illegible]، طور حرا کو [illegible] دی گئی۔ ابن آدم اور حضرت [illegible] پہ اترنے والی [illegible] مرکزہ پہاڑوں کے وسیلہ سے پہنچے۔ روایت ہے کہ خدا نے پہاڑوں کو [illegible] فرمایا۔ یقیناً اس میں کوئی مصلحت پوشیدہ ہوگی... اور جب تک پہاڑ کے [illegible] آنکھ [illegible] پہاڑ اور جنگل... ایک پہاڑی راگ بھی ہوتا ہے اور پہاڑی رات بھی ہوتی ہے۔ [illegible] کی مٹی ہوتی ہے اسی طرح پہاڑوں کے پتھر ہوتے ہیں جو بے شمار جگہوں پہ استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ کچھ پتھر راستوں پہ بچھانے اور [illegible] ہوتے اور کئی ایک مارنے اور [illegible] کے کام بھی آتے ہیں [illegible] بدکاروں کو ان سے سنگسار کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی عقل پہ بھی پڑ جاتے ہیں... دل اور سینے پہ بھی [illegible] ہیں... دیوتاؤں، دیویوں اور دیگر اصنام کی مورتیاں بنا کر پوجا جاتا ہے۔ کسی طویل راستے [illegible]

ہوں تو سنگِ میل، تعمیر کے پیچھے سنگِ بنیاد اور قبر کے سرہانے لوحِ مزار کہلاتے ہیں۔ یہ دیوانوں، عاشقوں اور مخلوقوں کو مارنے دھمکانے کے کام بھی آتے ہیں۔ ایک قیس نامراد تھا جو تیشہ سے پہاڑ ڈھانے ہو گیا، تیشہ تو کوہ کن کے ہاتھ ہوتا ہے۔ عاشق لوگ آہن یا سنگ نہیں ہوتے وہ تو بیادہ رنگ ہوتے ہیں۔ اُلٹے پانی کی مچھلی اپنی جنم بھومی کا پتھر چاٹے بنا نہیں رہتی۔ دیوارِ گریہ کے قدیم پتھر بھربھرے، کھردرے پتھروں کی حالت پہ رونا آتا ہے۔ پتھر میں جونک سوراخ کر سکتی ہے مگر سنگ دل کے ہاں جذبۂ ترحم پیدا نہیں ہو سکتا۔

- سامنے گل، پیچھے پتھر سل.....!

"پیچھے مڑ کر جو دیکھ لیا تو پتھر سل ہو جاؤ گے۔" پھر جگہیں ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں جھوٹی سچی دل دہلا دینے والی باتیں زبان زدِ خاص و عام ہوتی ہیں۔ ایسی جگہیں ہر ملک شہر علاقہ بستی قریہ بلکہ اکثر گھروں حویلیوں [illegible] کی پائی جاتی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں انسان ہو وہاں [illegible] سانپ [illegible] [illegible] بہت سے [illegible] والوں سے [illegible] [illegible] کے مطابق وہاں جنات بھوت پریت [illegible] [illegible] کی صدیوں پرانے دبے کی [illegible] [illegible] اپنے ذہن کے مطابق دریافت کر لیتے ہیں [illegible] [illegible] ہوتے ہیں۔ پاکی ناپاکی پلیدی کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے [illegible] کہلاتی ہیں۔ جب سے حویلیوں، غلام گردشوں اور اونچے اونچے چھتوں، روشندانوں، سائبانوں والی کھڑکیوں، پچھلی اندروں کوٹھریوں، کنکی بیریوں، آم کے پیڑوں اور [illegible] کی باڑوں کا رواج جاتا رہا تب سے ان "خانہ زاد" والی چیزوں، مستورات بیوں اور پکی قبروں کی اہمیت بھی قدرے مدھم پڑ گئی..... لیکن اب بھی پرانے علاقوں کے محلوں اور دیہاتوں کے اکثر گھروں میں ایسے ٹھکانے موجود ہیں جو جنات یا بابا جی کے پکے استھان ہیں۔ بات کہاں سے آگے بڑھی تھی "پیچھے مڑ کے دیکھ لیا تو پتھر ہو جاؤ گے" تو وہ لفظ پتھر پہ تھا جو پچھلے چند صفحات سے موضوعِ سخن ہے..... یہی پتھر اگر عقل پہ پڑ جائے تو پھر اندھی وحشت ہوتا ہے۔ بڑے بڑوں کی عقل پہ پتھر پڑ جاتے ہیں مجھ کس حساب کتاب میں تھا۔

شہر کے کچھار میں شب بسری بچھوؤں کے پنڈال میں چہل قدمی سانپ کی بانبی میں دستِ دخول سے بچ رہنا شاید ممکن ہو مگر بانسوں کے جنگل یا خیمے میں سو کر زندہ اٹھ لینا ممکن نہیں ادھر زمین پہ سونے

والے کے جسم سے بانس کی برچھیاں بھالے بڑی آسانی سے آر پار ہو جاتی ہیں — خواب خرگوش کے مزے لینے والے کو خبر تک نہیں ہوتی اور وہ سفرِ عدم کا راہی بن جاتا ہے۔ مخفی اور باطنی علوم کے پکی پکی جماعت کے طلباء کے لیے یہ جاننا ضروری نہیں ہوتا کہ ان علوم کی بڑی کلاسوں میں کیسے کیسے مجاہدوں اور تحیر آمیز مراحل سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے ... طالب کو اپنے چہار اجزائے ترکیبی 'نفس' حواس 'حواس باطنی' عقل ظاہری اور فہم و [illegible] سے ماورا اپنی ذات کی نفی سے بھی بیچ ہو کر گزرنا ہوتا ہے اور یہ محض مبداء فیاض کے فضل و کرم اور مرشد پاک کی عطا و دعا سے ہی ممکن ہوتا ہے.....!

؎ بے فنا میں کمال درویشاں وصلِ حق ہے وصالِ درویشاں

مجاہدات' وظیفہ ہائے تزکیہ احوال' نفس یا چلوں کا مقصد شاید امتحان کی تیاری' عملی ریاضت' مجریہ توجہ کا ارتکاز ہوتا ہے۔ جیسے پاتال بھی اتفاقاً بابا کے پہاڑ کے دامن میں ٹھہر کر اپنی منزل پالی یا اسی طرح کے اور بابے درویش اپنے مرشد کے حکم کے تحت مختلف نوع کے چلے کاٹتے ہیں۔ ان کا مقصد کوئی فوق الفطرت صلاحیت حاصل کرنا نہیں ہوتا محض اپنی انسانی جسمانی اور نفسانی خواہشات پر قابو پانا ہوتا ہے۔ جیسے رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں کہ پیٹ بھر کھانا مقصود نہیں' استقامت حاصل کرنا اور [illegible] رکھنے والے [illegible] قوت حاصل ہوتی ہے جو صالحین' فقیروں' درویشوں کا طرۂ امتیاز ہوتی ہے — مجھ جیسا ان [illegible] ایسے عظیم برگزیدہ ہستیوں میں شمار نہیں ہوتا بلکہ میں تو اس پینڈولم کی مانند ہوں جسے کوئی حرکت یا حادثہ کسی وجہ سے حرکت میں لاتا ہے [illegible] کشف و [illegible] دیکھ کر [illegible] اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تعلیمی اخلاقی اور گھریلو زندگی اسے احساسِ محرومی کے گندے جوہڑ میں کہیں ڈبو دیتی ہے جدھر سے وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس گندے پانیوں کا عادی اور [illegible] معمولات میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے — [illegible] سال شہر میں رہنے کے باوجود [illegible] جاتی — کہ بے حسی بے بسی بے غیرتی و بے حسی کے داغ اتنے پوری طرح صاف نہیں ہوتے — [illegible] کوئی چارہ ساز مل جائے۔ نعوذ باللہ مست [illegible] میں — محض بے شرم کی طرح [illegible] کی عادت [illegible] جب تک پالی [illegible] [illegible] کوئی پیارا [illegible] کو [illegible] دیتا ہے کیا کہیے [illegible] سے میں ایک نیا رنگ لیے [illegible] میں کئی روز سے ایک نئی الجھن میں پھنسا ہوا تھا۔ [illegible] تذکرہ کہیں بابا جی کے [illegible]

اک عجیب سی ریاضت ''پنج گرہ'' کا ذکر نکل گیا۔ یہ نام بھی سنا پہچانا تھا۔ کسی جرائم پیشہ کی طرح یہ نیا نام سنتے ہی میرے تجسس کی رگ پھڑک اٹھی — پھر کیا! صبح و شام اس کھوج میں لگ گیا کہ یہ ریاضت کس نوع کی ہے۔ اس کی مقصدیت، نفع نقصان اور دیگر کوائف جاننے کا کوئی راستہ تلاش کرنے لگا۔ باباجی سے آگے بڑھ کر کچھ پوچھنے کی جرأت نہ تھی۔ کتابیں کھنگالیں اس سلسلہ کے کچھ بڑوں کو سینہ ٹٹولا — لیکن کہیں سے بھی کوئی ڈھنگ کا ہمدرد نہ ہوا تو اس نتیجے پہ سوچا کہ کسی دن موقع محل دیکھ کر باباجی سے پوچھ کر دیکھیں گے۔ اب خدا کی قدرت دیکھیے یہ موقع جلد ہی ہاتھ لگ گیا۔

سڑک کے راستے ہم سرگودھا سے سلانوالی جا رہے تھے — ہمیشہ کی طرح میں ہی باباجی کی خدمت میں تھا۔ سلانوالی کے نواح میں ایک چک ہے وہاں بابا سبحان اللہ کا زمیندارہ تھا۔ نام تو شاید کچھ اور رہا ہوگا، مشہور وہ بابا سبحان اللہ کے نام سے ہی تھے۔ ان کا شمار اولیائے مقربین میں ہوتا تھا — مقامی لوگ، گھر برادری والے ان کے مقام سے واقف نہ تھے۔ بالکل سیدھا سادا سا چٹا بابا ملازمان ذاتی کھرپہ ہاتھ میں لیے کھیتوں میں کانٹ چھانٹ کرتا رہتا۔ اولاد میں تین بیٹے جو ساتھ ہی کام کرتے تھے — بابا سبحان اللہ کی شہرت سے [illegible] اس لیے مشہور تھا کہ ان کا تکیہ کلام [illegible] بات بات پہ سبحان اللہ ان کے منہ سے خود بخود نکل جاتا [illegible] ایسے ہی جیسے کوئی کسی کے بیٹا مرنے یا مرنے پہ بھی مسکرا دے یا سبحان اللہ کہہ دے — ٹھیک ہے کہ موقع محل کے مطابق ہی منہ سے کوئی تحسین و آفرین کا کلمہ نکلنا چاہیے مگر کیا کیجیے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے لیے ہر موسم وصال کا موسم ہوتا ہے، وہ مصیبت میں بھی [illegible]۔

ایسا ہی ایک اللہ والا جس کا مقصد حیات اللہ کی مخلوق کی خدمت، ان کے لیے سہولتیں آسانیاں فراہم کرنا تھا "الحمدللہ" کے تکیہ کلام سے پکارا جاتا — ہر بات، سوال، جواب پہ خود بخود منہ سے الحمدللہ نکل جاتا کہ اس پہ اختیار نہ تھا — جاننے والے اسے بابا الحمدللہ کہتے تھے۔ دودھ کا کاروبار — خود اپنے ہاتھوں سے دوہتے اور خالص بیچتے — کہتے ہیں کہ ازل والے نے گوبر و پیشاب کے بیچ پاک صاف خوشبودار نافع نور پیدا فرمایا اس میں قوت، تقویت اور شفا رکھی — کیسا منحوس و بدنصیب شخص ہوگا جو اس میں ملاوٹ کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ بندۂ تسلیم و رضا جس پہ مالک مہربان نے "الحمدللہ" کا اسرار و رموز آشکار کر دیے تھے۔ مسجد میں نمازیوں کے بیچ اللہ کے بندوں سے دین کی باتیں کر رہے تھے کہ گھر سے ملازم بھاگا بھاگا پہنچا اطلاع دی مکان کے اوپر والے حصے میں آگ لگ گئی ہے۔ حسب عادت فوراً منہ سے الحمدللہ نکلا اور چند ہدایات دے کر رخصت کر کے دوبارہ مصروف گفتگو ہو گئے... کچھ دیر بعد وہی ملازم پھر نمودار ہوا اور مزید آگ پھیلنے کی خبر

دی ۔۔۔ اِدھر اُدھر وہی الحمدللہ اور وہی سکون و اطمینان ۔۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ علیٰ ھذا القیاس! آگ بڑھتی گئی پورا مکان جل کر راکھ ہو گیا۔ بعد میں مزید اطلاعات جان و اموال کے ضائع ہونے کی بھی موصول ہوئیں۔ آخری خبر جو ملی وہ یہ تھی کہ ہر چیز ختم ہو گئی ہے یعنی کچھ بھی تو نہیں جو باقی بچا ہو ۔۔۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! الحمدللہ! کہتے ہوئے پھر مشغول ہو گئے ۔۔۔ کسی نے جرأت کر کے اس ساری بے اعتنائی کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا ۔۔۔ "ہمیں اولاد و اموال کی آزمائش سے سرخرو ہوا ... سب کچھ اللہ کا ہے وہ جب چاہے دے اور جب چاہے واپس لے لے۔" ۔۔۔ اس واقعہ سے ایک آدھ سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ نقصان ہو رہا ہو تو یوں سکون سے بیٹھے بیٹھے الحمدللہ کہہ دینا ہی کافی ہوتا یا پھر نقصان سے بچنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ ضرور کرنی چاہیے لیکن یہ اپنا اپنا مقام اور عقل و سوچ کی بات ہے کہ ہم نقصان کسے سمجھتے ہیں اور فائدہ کی تعریف ہمارے نزدیک کیا ہے؟ جن کے نزدیک اول و آخر اللہ ہی ہوتا ہے وہ اس کی رضا کو ہی اپنی تسلیم سمجھتے ہوئے الحمدللہ کہہ دیتے ہیں۔

● سبحان اللہ! الحمدللہ ۔۔۔!

بابا سبحان اللہ بھی کوئی ایسا ہی بزرگ تھا۔ اپنے چند والوں کی نظر میں صرف سیدھا سادہ ان پڑھ اور محنت مشقت والا بابا ۔۔۔ جیسے گاؤں کے عام نمازی بابے ہوتے ہیں۔ کھیت کھلیان سے یا پھر گھر ... میرے بابا سال میں ایک بار ادھر ... ضرور جاتے تھے ۔۔۔ میں اس سے پہلے بھی ایک دو مرتبہ ادھر آ چکا تھا۔ ہم یہاں ایک دو روز رہتے پھر واپس آ جاتے۔ بابا جی ادھر کیا لینے دینے آتے؟ اس سے مجھے کوئی مطلب نہ تھا۔ میں تو چند دن سیر و تفریح، کھانے پینے کے چکر اور خصوصی طور پر روحانی تجربوں مشاہدوں کی چھینا جھپٹی ... کا مصاحب بنا ساتھ ... رہتا ۔۔۔ اور یہ بھی کہ شاید کہیں نہ کہیں کبھی نہ کبھی میرا بھی کہیں لگ جائے۔

ہر شخص میں اچھی بری عادتیں یا چھوٹی چھوٹی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ جنہیں آپ روز مرہ کی ... جانے والی ... عادتیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً میرا ایک عقیدت مند ... ناک کے بیچ اٹھانے کی عادت ہے خواہ وہ چیز سونگھنے کے لائق ہے یا نہیں اسے سونگھے گا ضرور ۔۔۔ بھلا یہ کے چپل جوتے بھی کوئی سونگھنے چکھنے کی چیزیں ہیں۔ خریدتے ہوئے یا پہنتے ہوئے وہ کمال پھرتی ہوشیاری سے انہیں سونگھنے لگے گا۔ کیک پیسٹری پیزا سموسے دال چاول چائے کی پتی ۔۔۔ مختلف دودھ دلیا دہی وغیرہ

خیر سونگھ لینے میں کچھ حرج نہیں کہ تازہ یا باسی' اصلی نقلی کا پتہ چل جاتا ہے۔ مگر کیا کہیے کہ وہ گھر میں چوہیا پکڑنے والی کڑکی بھی خریدتے وقت سونگھ لیتا ہے' کہیں باسی یا پرانی نہ نکل آئے۔ میلے کپڑے واشنگ مشین میں ڈالتے وقت' تلاشی کے ساتھ ساتھ سونگھتا بھی جا رہا ہے۔ کمرے کی صفائی یوں کے دوران اگر ٹیلیویژن کی ٹرالی کے پیچھے آزار بند پڑا نظر آ گیا ہے تو اسے بھی سونگھنا اس کا پہلا عمل ہوگا۔ سو اسی طرح اگنت ایسی چیزیں سونگھ چکا یا سونگھنے کی کوشش میں ہوتا ہے جو ناک کے لیے نہیں بلکہ آنکھ' کان یا منہ کے لیے ہوتی ہیں۔ موبائل پہ کال آ جائے تو کان پہ دھرنے کی بجائے ناک سے لگا کر ہیلو کہے گا۔ صابن یا فینائل کو سونگھ سکتے ہیں کہ خوشبودار ہوتے ہیں ـــ مچھر مار گولیاں' کیڑے مار دوا' گیس' اناج چاولوں کی بوریوں میں رکھنے والی زہر کی پوٹلیاں بھی اس کے لیے سونگھنی ضروری ہوتی ہیں.... اس کی اس معصوم سی عادت پہ اب ہم نے دھیان دینا چھوڑ دیا ہے اور اتنا ضرور سمجھ لیا ہے کہ بیوی سونگھنے سے کہیں زیادہ چکھنے کی چیز ہوتی ہے ـــ یہ اس لیے کہا گیا تھا کہ ایک بار شادی کے لیے لڑکی والوں کی جانب سے بھیجی تصویر بار بار سونگھ رہا تھا۔

ان کے گاؤں کو چھوتی ہوئی نہر گزرتی ہے۔ نہر قریب ہو تو آس پاس کے علاقے والوں کی بڑی موج رہتی ہے۔ [illegible] مچھلیاں ان کی [illegible] جاتا ہے وہ ادھر نکلا ادھر انعام دیا جاتا ہے۔ [illegible] دھوبی گھاٹ پہ دھوئے جاتے ہیں۔ [illegible] کا ایک فائدہ [illegible] ایک آدھ [illegible] کے اس پار [illegible] مرغیوں کی بازوں میں [illegible] کے لیے بیچے جاتے ہیں۔ [illegible] سیانے لوگ تربوز خربوز بیچ کرتے ہیں۔ [illegible] پانی کے اندر [illegible] کدھیاں باہر [illegible] مارتے رہتے ہیں۔ یہ دو کناروں [illegible] عاشقوں کی جائے ملاقات ـــ رحیم اللہ خان بتا رہا تھا کہ ریاض [illegible] نہر پہ جا کر پانی [illegible] مچھلیوں اور کچھوؤں کو بڑی دلچسپی سے سونگھتا ہے۔ [illegible] جانور کی بو کی پہچان وہ سونگھنے ہی سے کر لیتا ہے۔ ان کے گاؤں میں سانپوں کی [illegible] ہے۔ [illegible] سانپ زہریلے نہیں ہوتے۔ چوہوں کے اندر [illegible] والے ہوتے ہیں۔ اکثر یہ تمام نہاد سانپ بچوں بالوں کے [illegible] چڑھ جاتے ہیں۔ [illegible] سانپ [illegible] مستانہ کا واسطہ کہیں چیونٹوں سے نہ پڑے ـــ سانپ تو بے چارہ دو چار ڈنڈوں سے ڈھیر ہو جاتا ہے البتہ سور

سانڈ اور سنگ پاگل دو چار گاؤں‘ دس بیس کھیتوں کا راؤنڈ اور تین چار بندوقوں کے فائر ضرور لگواتے ہیں۔ بتایا گیا اس قسم کی شکاری پارٹیوں کا نزخیل بھی ریاض مندری ہوتا ہے۔ جس کے شوکیہ ملاحظے کے بعد ہی ان مقتولین کا پوسٹ مارٹم تکمیل کو پہنچتا ہے۔

پچھلی تچھان کو کیا اچھالے میرے اپنے ہاں سترہ بہتر شرقی غیر شرقی عیب موجود ہیں۔ دوسروں کے بیچ تو نظر آ جاتے ہیں پر اپنے کاندھوں پہ دھرے شہتیر دکھائی نہیں دیتے۔ میرا وہ حال کہ اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت۔ میرے عیبوں سے اگر کھوج سوچ اور رنج بیج کی عادت ہی کھولی جائے تو دیکھنے سننے والا میرے بارے میں کچھ اچھی رائے قائم نہیں کرے گا۔ حروف الفاظ کی تقطیع و تحقیق‘ ماہیت و مافی الضمیر میں اتر جانا اور اس کی معکوس ہیئت‘ معایب و محاسن کھوجتے رہنا۔ قاری کی قرأت‘ خطیب کا خطاب ـــــ مغنّی کی غنائیت اور شاعر کے سخن کی صوتی تابندگی سماعت میں سرایت کرتی ہے تو حروف و الفاظ کی اشکال‘ ان کا صوری حسن ذہن کے پردے پہ اپنے ابھار اجالنے شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً میں کسی نئے متعارف ہونے والے کے نام سے واقف ہوتا ہوں تو سماعت اور دماغ کی تمام تر قوتیں حرکت میں آ جاتی ہیں۔ کس زبان کا لفظ ہے۔ اس کا ماخذ، نسل و حسب [illegible]

[illegible]

خوبصورت ہوتی ہے۔ اس کج یا ناروا عادت کی بنا پہ بسا اوقات مجھے خوشی یا کبھی پریشانی بھی ہوتی ہے کہ فوری تجزیہ اخذ کرنے سے پسندیدہ و ناپسندیدہ رد عمل کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے۔ جیسے میانوالی کے سفر کا عَلَم ملا تو ہمت سے میرے منہ سے نکلا ـــــ [illegible] ؟ جواب میں ایک خفگی بھری خاموشی ہی نصیب ہوئی۔ ہمیں مجھے فکر کیے تھی کہ پھر اس والی کا سفر خالی از علت نہیں۔

ادھر کے پہلے دو سفر بذریعہ ریل طے ہوئے تھے۔ اب یہ تیسرا سفر بھی معلوم ہوا پہ بس کے ذریعے کرنے کا فیصلہ ہوا جبکہ ریل کا سفر بلا تکلیف و اور طویل تھا۔ پر پہنچنے کی جرأت کسی سے لاتے ـــــ خاموشی سادھے سرگودھا تک پہنچ ادھر سے ایک کھٹارا سی بس پکڑی۔ ہر دو لوئی پھولی مرادیں لے چچا بچے ـــــ کھی سوچ رہا تھی کہ یہ یا الٰہی کو بس پہ بیٹھنے کی پڑ گئی ـــــ اگلی سرگودھا تک اور سفر کافی خاصا دور تھا کہ کبھی آپ ابو دینے والی آواز کے ساتھ رک گئی۔ معلوم ہوا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔ یہ ویرانہ تھا جب ایک آدمی بس ادھر آ جانا کرتی تھی ـــــ گاڑی چالوں کا موسم ٹھہرا تھا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ـــــ سڑک پہ گھنے درختوں کی چھاؤں ـــــ سواریوں کے ساتھ ہی ہم دونوں نے ٹیلا بھی باہر نکل آئے۔ سفر کے دوران گاڑی بس خراب ہو جائے تو مسافروں کے لیے ایک مفت کی تفریح کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ جگہ پہ منحصر ہے کہ وہاں مسافروں کی

وقت گزاری کا کیا سامان میسر ہے۔ عموماً تمباکو نوش حضرات سگریٹ سلگاتے ہوئے آس پاس استنجا طہارت کے لیے چہل جاتے ہیں۔ کچھ ڈرائیور کی مدد میں جٹ جاتے ہیں۔ کچھ ٹانگیں سیدھی کرنے کی خاطر چہل قدمی میں لگ جاتے ہیں۔

باہر نکل کر بابا جی میری کلائی پکڑے اونچی سڑک سے نیچے اتر کر کھیتوں کی جانب ہو لیے ـــ یہی کہ شاید رفع حاجت کی غرض سے ذرا پرے کہیں اوٹ میں جانا چاہتے ہیں۔ جب دو چار کھیت آگے نکل لیے تو جرأت کر کے پوچھ لیا۔

"بابا جی! ہم کافی دور نکل آئے ہیں ـــ کہیں بس نہ نکل جائے؟"

وہ اسی رفتار سے چلتے ہوئے فرمانے لگے۔

"گھبراؤ مت ہمارے بغیر بس وہاں سے نہیں جائے گی۔"

● شجر حکمت کی زرد و زریاضت پیچ گرہ ـــ!

دور [illegible] زرمی دھوپ کی باریک سی لکیر اچانک رکی تھی پھر ہماری دائیں جانب ذرا دور بانسوں کا جھنڈ سا نظر آیا ـــ دیکھا کے نچ کر بابا جی ایک دم سے کھیت کی باڑ سے دائیں طرف ہو لیے۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے پکڑا ہوا تھا جیسے ہی چھوڑ چکے ہوں [illegible] بانسوں کا ذخیرہ سامنے [illegible] میرے ذہن میں یہی تھا کہ وہ ادھر آڑ پرے میں رفع حاجت کے لیے آئے ہیں۔ ذخیرے کے کنارے پہنچ کر وہ رک گئے۔ سر خم کیے کچھ دیر لب پڑھتے رہے۔ ـــ سر اٹھایا، با آواز بلند فرمایا: "السلام علیکم یا اہل القبور" ایک جانب خاموش کھڑے رہے۔ اس خاموشی میں ذخیرے کے اندر کی خاموشی بھی شامل ہو گئی۔ ذرا دیر پہلے ادھر سے پرندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ـــ اب جیسے گھمبیر چپ نے سارے ماحول کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ نظر گھما کر بابا جی کی جانب دیکھا تو وہ بھی آنکھیں میچے اسی پراسرار خاموشی کا ایک حصہ بنے ہوئے تھے۔ الٰہی! یہ کیسا تجربہ میری ناقص سمجھ سے بالا ہے! ایکا ایکی ذخیرے سے فرخ خلیفاں نے سنانے کی آواز ابھری۔ بابا جی نے الحمد للہ کہتے ہوئے میری کلائی پر دباؤ ڈالا اور واپس دائیں کی باڑ کے اندر قدم رکھا۔

پہاڑ، غار، صحرا، سمندر، ذخیرہ دور سے دکھائی کچھ دیتے ہیں، قریب سے دکھاوا ـــ اپنے ہی جنگل کی دور نزدیک اور باہر اندر سے مختلف ہوتے ہیں ـــ خاص طور پہ نیستاں کے اندر داخل ہو جاؤ تو وہ اک جہاں ہی

جاتا ہے۔ بھول بھلیاں کے راستوں کی کھوج کہیں گم ہو جاتی ہے۔ یہاں صرف بانس اور یا پھر ان کی پھانس ہوتی ہے۔ ساری بانس وادی ایک سی — سبز دھانی رنگوں کے اُچھوتے بلند بالا کے چھبیلے بانس — پور پور گرہ گرہ پہ گٹھے بند جس — زاویہ کا کے کٹیلے نیزوں ایسے لانبے لانبے گتاواں پتے باہم وابستہ و پیوست و یکجاں!

آدھا قدم پیچھے میں قریب قریب گھسٹتا ہوا ان کے ساتھ چل رہا تھا۔ نگاہیں اوپر تھیں لگتا تھا بانس کے ٹوٹے آسمان کی خبر لا رہے ہیں جبکہ بانس بن میں اوپر نہیں نیچے دیکھتے ہوئے سنبھل سنبھل چلنا پڑتا ہے کہ نوزائیدہ بانس کی کونپل پھوٹتی ہوئی جڑ زہر میں بجھی ہوئی کسی برچھی یا کٹاری کی انی سے کم نہیں ہوتی — شیر چیتا جنگل کی آگ میں چھلانگ لے لے گا پر بانس وادی میں گھسنے سے گریز کرے گا۔ شری رام چندر جی کی طرح کسی کو چودہ یا چوالیس برس کی بن باس دی جا سکتی ہے مگر کسی بانس بن میں چودہ گھنٹے نہیں رکھا جا سکتا — اس بن سے تو پروا بھی اپنا پنڈا اچولی بچا بچا کر گزرتی ہے — چند قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ چھدرے جلے بانس کے ساتھ گھنے بھاری اور قد آور بانس شروع ہو گئے۔ ان کے درمیان سے بیچ بیچ گزرتی ہوئی ہوا اور پتے شاید جن کی مہک سے ایک عجب سرا آہنگی سی پیدا ہو رہی تھی — کوئی راستہ تو تھا نہیں [illegible] اپنا راستہ [illegible] ہم شاید کوئی اور نہیں تھے [illegible] کے درمیان [illegible] آگے بڑھے [illegible] یوں کہ تو وہ کچھ کھلتی جا رہی ہو۔ پھر آگے جیسے کسی نے باقاعدہ اٹھنے بیٹھنے کی جگہ بنا رکھی ہے — [illegible] صاف ستھری جگہ کہ خود کو دیکھو اور اطمینان لینے کو دل چاہے — آپ اس جگہ کو دو حصے برابر کے [illegible] ہیں۔ ہمیں تو سے تیز چلنا ہو گا اور اس جگہ تک پہنچنا ہے [illegible] بائیں جانب تھیں جن پر سمت ہے۔ اب ہمیں کسی بھی نظروں سے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ اوپر جو دیکھا تو شاخوں میں جیسے جڑ سے روزنی کھلے ہوئے تھے، سورج کی زرد زرد چھدری کرنیں ایک عجیب سا ٹاٹ سنہری جال بناتے ہوئے تھیں بابا جی نے بہت سے شیخ پاؤں پسار لیے تو میں انہیں کو دیکھ کر ہولے ہولے دانے گا — شاید کسی اہم پہلے انتظار میں کرنا انہیں پیچھے پہنچنے سے کم وار تھے — ظاہر ہے اگر دو ساتھیوں میں ایک ڈھیلا پڑ جائے تو بھی ہماری اعلیٰ نیائی تو ڈانٹ لگتا ہے — پہ نہیں کس آسودگی میں بیٹھے بیٹھے اونگھ گیا۔

نیند کو موت سے تشبیہ دی گئی ہے جب کسی منظر سے پہلے شامیانے کھول دیتی ہے تو پھر قیامت کی آندھی بھی اس کی طنابیں ڈھیلی نہیں کر پاتی — پر میری نیند جنگل کی آنکھ کی طرح تھی کہ اس کی لطافت میں پھنسا ہوا مکڑی مکڑی کے جالے میں مکھی کی مانند جکڑا ہوا ہوتا ہے — آخر مکڑی کے پیٹ سے میں نکل کر اس کی نیند اُچاٹ ہوتی ہے۔

جب میری نیند کی ساری چاکلیٹ گھلی اور اندر سے ہوش کی کینڈی نکلی تو سورج کا منہ لال تھا۔ سارے دن کی تمازت سہہ سہہ کر لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ گھونسلوں کو لوٹتے پنچھی پکھیروں کو بنج ڈاروں نے اک سماں باندھ رکھا تھا۔ آہستہ آہستہ حواس بحال ہونے شروع ہوئے تو بہت سے سوال سر اٹھائے کھڑے تھے۔ ہم کہاں سے چلے تھے کہاں پہنچنا تھا — بس کا ٹائر پنکچر ہوا وہاں انتظار کرنے کی بجائے ہم سیدھے ادھر کیوں چلے آئے — کیا ٹائر کے لیے یہ ضروری تھا وہ ٹھیک بابس واڑی کے سامنے پنکچر ہوتا — ذخیرے کے اندر اس خاص مقام پہ بیٹھنے لیٹنے کے لیے یہ جگہ کس نے ہموار اور محفوظ کی کہ ہم ناک کی سیدھ سیدھے یہاں آ بیٹھے — پھر کچھ دیر بعد بے شدھ نیند نے آ لیا......!

یہ ظاہری سن بلوغت سے پہلے کا زمانہ تھا۔ ابھی جوہڑوں کے گندے اتھلے پانیوں سے "آنے ڈوبے" پکڑنے سیکھے تھے۔ شوریدہ دریاؤں گہرے سمندروں — موتی مرجانوں اور سیپیوں کے لولو مرواریدوں سے واقفیت حاصل نہیں ہوئی تھی۔ "بابا جی کی جانب دھیان دیا الٹ پٹ سی نیند میں تھے یا مراقبہ میں اترے ہوئے — ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آنکھیں کھولیں تو پوچھوں سرکار سالوانی کا ارادہ ہے یا آج یہاں والی میں ہی قیام [illegible] محبت سے دیکھتے ہوئے [illegible]

"ہر قلندری کوئی نہ کوئی منزل ہوتی ہے کسی کی کوئی لحظہ کمال اور کسی کی لحظہ وصال پر قلندر و درویش مال و اعمال سے بہت پہلے ہی مانگتے ہیں۔ مزید فرمایا "سالوانی میں پانچ رہتے ہیں ایک قلندری اور تین درویش اور ایک سالک بھی...... "خو گئے ویاں ترڑاں لگے دی ماں ہی جانے — دلی نوں دی ہی پہچانے۔"

ان کی یہ گنجلک سی باتیں مزید سے باطنوں کے مخروط کی طرح اوپر سے گزر گئیں۔ ابھی ادھوری باتوں کی ان تن لینے کی ساری ہی کوششیں کہاں ہوتی ہے" آتے ہوئے لفظوں کی مانند ان کو بھی پیچ دار سمجھتے تھا مجھے اس طرح استعجاب میں ڈوبا ہوا پا کر مزید فرمایا۔

"اگر بھولے نہیں تو یاد ہو گا کہ تم ریاضت چلہ کشی کے بارے میں کچھ جاننے کے لیے بے چین تھے — کوششیں بسیار کے باوجود جب تم کہیں سے معقول معلومات حاصل نہ کر سکے تو مجھ سے اس بارے پوچھنے کا سوچا لیکن اسی دوران اچانک ایک حل پہنچنے کی راہ نکل دکھائی دی۔ غور کیا تو محسوس ہوا کہ یہ سب سلسلے وسیلے تمہارے چلہ کشی وظیفہ کے لیے عمل رہے ہیں۔ اب میں سارا راستہ یہی دیکھ رہا تھا کہ کہاں تمہاری اس ریاضت کی تکمیل کے لیے جملہ انتظامات موجود ہیں — کچھ یاد کچھ فراموش اس بار سورج بارہ کے پار برج حمل

میں رہے گا۔ زمانہ اپریل بیساکھ کے درمیان پانچ دن کہ اس سے ارض وافلاک، نجوم و بروج کی گردشوں کے
بموجب اپنی فروزش کے حامل ہو سکتے ہیں کہ ان کے اثرات ۔۔۔ زمین کے مختلف نظام و موسم میں ایک خاطر خواہ
تبدیلی کا موجب بنیں۔ ارضی اور کوہستانی معدنیات واکحد پہ بالعموم اور سمندری صحرائی نباتات جمادات پہ
بالخصوص اپنے شفائی، کیمیائی اور ماورائی افلاکی استطاعتوں کی برکات لاتے ہیں ۔۔۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے
کائنات تخلیق فرمائی ۔۔۔ آسمانوں سے اپنی مخلوقات و موجودات کے لیے فلاحیں صداقتیں اتاریں۔
چاند سورج ستارے کہکشائیں انجم رمت سجائے اور ایک نظام تکوین دے کر ان کو تمام مخلوقات کے لیے مسخر کر
دیا ۔۔۔ ربّ العالمین نے اپنی مشیت خاص سے ازلوں ذواتِ قدسیہ، ملائکہ، جنات، شیاطین، محبوبان بارگاہ
دانش افلاکی اور اوراد حکمت نورانی کے حاملان علم کو یوں رازہائے کائنات سے بہرہ ور فرمایا کہ وہ افلاکی اور
ارضی سعد و نحس ساعتوں، سمتوں کی نشان دہی کر سکیں ۔۔۔ اب رازہائے ماورائے کائنات تک بھی بات
جا پہنچی ہے جس کا فی الوقت تحمل نہیں ۔۔۔!

روحانیات عملی کے عالم آسمانی موکلوں سے بھی استفادے کی صورت نکال لیتے ہیں ۔۔۔ عالم غیب
صداسے سروش کے کئی ایک سامان کر لیتے ہیں [illegible] نفسی اور استعانت حاجات [illegible] کرنے
والے [illegible]
کی وساطت سے ملا تھا اور اسی جگہ جہاں ہم دونوں بیٹھے ہیں ۔۔۔!

مجھے یقین ہے کہ اب تم ضرور یہ جاننا چاہو گے کہ اس منتر سے چلہ وظیفہ [illegible] کیوں کرتے ہیں
ان کے روحانی اور مادی اثرات کیا ہیں اور بشری مخلوق کے لیے اس میں کیا فائدے ہیں؟ ۔۔۔ سو اس
رمز کو تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو کہ اس نوع کے چلے محض سعد یا نحس اور عبادتیں کسی خواہش یا مادی مقصد کے
لیے اختیار نہیں کی جاتیں اور نہ ہی کسی طرح کے درجات کی بلندی مقصود ہوتی ہے ۔۔۔ فقیر اور عاشق کے لیے
نقد جان کی جان اور اپنے جان جاناں کے سوا رکھا ہی کیا ہوتا ہے!؟ وہ اپنے وجود کو کل جہاں کی طرح
[illegible] دے کر اس کے تشکیل کردہ سانچے میں اپنا قالب اصل کر دینے کی شکل اختیار کرنے کی [illegible] ہوتی
ہے۔ اس مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے جیسے ہنرمند لوہار [illegible] لوہا پگھلا کر [illegible]
لا کر فولاد میں تبدیل کر دیتا ہے اور اس سے انسانی وجود کے لیے بڑی بڑی کارآمد مصنوعات تیار کر کے
پیشہ ورانہ [illegible] سرانجام دیتا ہے۔ اسی طرح [illegible] اور پارکھی طلائے ناپختہ [illegible]
یا کسی گوہر [illegible] کی پراسرار [illegible] کو اپنی ہنرمندی کی تاب آنچ اور ساتھ سے طلائے [illegible]
ذات [illegible] گزشت گوہر کو ہر اصول کی صورت و سیرت عطا کر دیتے ہیں یعنی اس کا [illegible]

میں جوہری، پارکھ، لوہار، سنار، ترکھان، دھوبی، رنگریز، چوہڑے، قاکیے، موچی، ڈرائیور، چوکیدار، چھوا بے نوکر کاے وغیرہ میں باب اور درویش ہی تو ہوتے ہیں ——— یہی کام پیشے اصل میں ان کی ذات اوقات ہوتے ہیں ——— ولی ولایت والا ہوتا ہے وصانت و دراثت اور اونچی منصب و مقصد والا اس کی آن و شان نرالی جبکہ بابے بیکار کی بیگار اور درویش ڈر ڈر بھٹکیں......"

خدا جانے وقت کی کیسی گرہ تھی جو کھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی ——— بابا جی کی کھلی باتیں جو شاید کانوں کے لیے نہیں تھیں کہ ان سے کچھ مطالب نکالے جا سکیں۔ یہ باتیں میرے سر پر سے ان پرندوں کی مانند گزر رہی تھیں جو شام ڈھلے اپنے اپنے ٹھکانوں کی جانب رواں ہوتے ہیں ——— دن بھر کی کھوج لوٹ تیج چار نکلے پنڈوں کے بھار اور بام مینار سے اترتے سرخ رو سورج کے شمار سے ان کی ذاتی جھوتی کو کھڑاتی سی ازائیں یوں جان چڑاتی تھیں جیسے یہ کسی افلاک کی [illegible] سے اڑتے ہوئے آؤں [illegible] کی چہدری اوٹوں سے شفق کے رنگ ابھرنے لگے تھے...... جب خوشی کی تھکی مرتب کرد صانس دینے لگی تو بابا جی [illegible] تے ہوئے بولے۔

"اوپر [illegible] کے تو آسمان واضح دکھائی نہیں دے گا کہ فاصلوں کے قدرتے پیچھے [illegible] دیتے ہیں ——— [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] خشت اول کی حیثیت رکھتے ہیں ——— دیکھتے ہوں ہمارے [illegible] کے پانچ موجود ہیں۔ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ان پانچوں خوشوں میں تین تین گرہ پڑ گئی ہیں ——— [illegible] سے ان خوشوں میں مزید گرہیں بھی پیدا ہو [illegible] کا دورانیہ پانچ منزلوں میں سے گزر مقصود ہوتا ہے۔ تمہیں اس گرہ کی ادراک سورج کے نئے زینے سے ملاپ سے ——— برق رفتار بادلوں کی آوازوں سے حاصل ہو جائے گا جو تمہارے سر اور پھڑ پھڑاتی اوٹی گزریں گی۔ یہ کہ رات ایک پہر ڈھلنے کے بعد ہی متوقع ہوگا کہ اس عدے باس میں فصلوں کی ہتھیلی کا اندازہ نام لیتا ہے ——— سیپ کے پیٹ میں پڑے قطرہ نیساں میں امرائیں اترتا ہے ——— تیسری فصلوں زدک وہیں ذات مقام میں مطار پیدا ہوتی ہے ——— ان سنگھن کے آگے پیچھے ارضی معدنیات میں کثافت اور سنافت کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ ازن ختم میں تمام [illegible] مکمل ہوتا ہے ——— گہرائیوں میں تمازت کے خول میں آتش فشانی کے لیے لاوے بنتے ہیں۔ پہاڑ میں پھوٹ جاتی ہیں ——— پہاڑ کھسکتے ہیں۔ قیمتی معاملات از قسم جواہرات بھی اپنے رنگ و خمت میں نکھار اور جمالی جلالی توریوں میں کھاوٹ لیتے ہیں ——— ان کے رومانی شفافی اور کیمیائی درجات بڑھتے ہیں اور اس طرح مخلوقات جلیلہ کی دسترس میں پہنچنے کے امکان پیدا ہوتے ہیں ... خدا کی حکمت اور

شان — اسی وقت سعد و نحس مٹی سے کی اک کروٹ یوں بھی ہے کہ تیغ کے سامنے منہ کے دائیں بائیں تیغ دانتوں کی جڑیں پھوٹتی ہیں جو بند جو ہر کہلاتے ہیں۔ منہ کے کی نوکیلی کونپل کنڈلی لے کر نباتات و جمادات کا جو بند جان مرجان بخشی ہے کیلے میں کافوری کی پھلی پڑتی ہے۔ صندل و زعفران ظرف میں خوشبو خوش رنگی آتی ہے۔ مار سیاہ کی کچلیوں میں زہر ہلاہل اور بچھوؤں کے نیش میں قطرۂ شیش ٹپکتا ہے... اسی سے کے الٹے پیچھے میں نافۂ ختن میں کستوری [illegible] کی کستورہ مچھلی کے ماتھے میں عنبر ہی — مقام شام الشیخ ایوان اسود کے ٹکڑے کے تخت یوسف میں سیاہ گلاب — جھیل سیف الملوک کی ناف سے امواج زلال کلبلاتی ہیں — جنہیں کہ معدنیاتی اور روحانی تاثیر سے جن پریاں انس اور دیگر مخلوق مستفید ہوتی ہیں — کسی صاحبزاں کا تحفہ ہے۔

اصل حاصل اس لمحہ ساعت کی قبول کروٹ سے جو بندہ کریم کے فضل، مرشد پاک کی نگاہ و دعا سے ہی نصیب ہوتا ہے کہ جس خوش بخت کو اس سعد ساعت کا ادراک و اختیار مل جائے کامل [illegible] کی طفیل و برکت اور شاہ لیلیاں کے وسیلہ جلیلہ سے شیخ عرفان صاحب پنجہ زندہ و پیر کر دیا [illegible] حاصل [illegible] کے مراتب تک حاصل ہو سکتا ہے۔

سو [illegible] ایک بار کر رہا ہے۔ [illegible] آتش تحریں اور منظر کو دیکھنے والے کی آنکھوں میں خون کبوتر اتر آتا ہے [illegible] مغرب اوٹ اتنی ہی تیز ہو رہی تھی — بابا جی کی خود کلامی باتوں سے وقت بیتنے کا پتہ ہی نہیں چلا تھا — اندھیرے کی رنگت اور چھا جانے اور پھیلتی جا رہی تھی — ادھر بابا جی کی اپنی بات پوری کرتے ہی اٹھے چھوڑ کر خاموشی اور اُدھر چلے تھے اور میں اس اندھے سنپولے کی مانند تھے مال [illegible] چھوڑ جاتی ہے تو کسی [illegible] کسی باسی دادی کے کمالات کو دیکھ رہا تھا جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اماوس کی رات ہر کسی [illegible] چوبے — رات کسی بھی ہے بانس کی [illegible] لکڑی انہیں ایسی رغبت سے کھاتی ہیں کہ ان کی زندگی [illegible] جاندار جانور نہیں ہو پاتا۔

اسی کافوری کیفیت میں گمسم تنہا رواں وقت پکڑ اور آگے سرک لیتا ہے کہ آسمان [illegible] خاکستری اور سرمئی رنگی فضا گہری ہو کر اندھیرے میں ڈھلتی جاتی ہے — حشرات الارض اور دیگر شب جانور اپنے اپنے ہونے کا احساس دلانا شروع کر دیتے ہیں۔ شام کے لوتھی ہونے میں شاید کچھ [illegible] کہ قریب ہی کہیں سے بلائے تنہائی ابھرتی ہے — ہوا فضا پر تند تیز ایک خیپ کی لرزتی ہے [illegible] کے دوران دل کی دھڑکنیں بھی بے دھڑک سی ہو جاتی ہیں۔ موسم کا زوم زوم موذن کا اذان [illegible]

ہے۔ دیکھا جائے تو معراجی نماز تو اذان کے درمیان ہی ادا ہو جاتی ہے جبکہ بدنی نماز کا سفر بعدا کہیں طے ہوتا ہے۔

"جی ہاں' ملا کی اذان اور مجاہد کی اذان اور' کے مصداق — نماز نماز میں بھی "اور" ہوتا ہے۔ نماز نماز کے اجر و ثواب میں بھی تفاوت موجود — گھر' بازار' اکیلے' باجماعت' سفر' بیماری' عام مساجد' خاص مساجد' مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' بیت المقدس — غرضیکہ مختلف جگہوں پہ نمازوں کے علیحدہ علیحدہ اجر و ثواب — کچھ نمازوں کے وضو کے لیے آبِ زم زم عطا ہوتا ہے... اکثر نمازیں عام پانی کے وضو سے پڑھی جاتی ہیں — کچھ آنسوؤں سے سیراب ہوتی ہیں اور کچھ خون کے وضو سے ادا ہوتی ہیں — خاص نمازوں کے قیام و قعود' رکوع و سجود طویل تر ہوتے ہیں کہ پاؤں پنڈلیوں میں ورم — ٹخنوں میں گٹے اور پیشانی پہ نشان پڑ جاتے ہیں.... اکثر چار رکعتوں میں نماز تمام ہو جاتی ہے اور کہیں دو رکعتوں میں قصر ختم ہوتا ہے۔ سواری کی پیٹھ پہ' بسترِ مرگ' تختۂ دار' تلواروں کے سائے اور دشمنوں کے نرغے میں۔ سرحد پہ کھڑے کھڑے.... بن وضو بغیر کچھ پڑھے' فیصلے سے قبل رخ — سلام پھیر دیا — بیٹھے بیٹھے لیٹے لیٹے — خشوع کی طلب' امن' منظوری کی خواہش — عاشقوں کے لیے نمازیں الگ [illegible] کی طرف [illegible] ہوتی ہے کہ ان کی طرف [illegible] کوئی [illegible] بات لو تو اکثر [illegible] مؤذن کی [illegible] عام [illegible] کے [illegible] جاتے [illegible] کہیں نے [illegible] تسبیح [illegible] جگہوں پہ خیموں کو دوران نماز مختلف [illegible] جاتے پیچھے [illegible] کی جگہ پہ نظریں جمائے رکھنے [illegible] میں [illegible] کھجانا تو معمولی حرکتیں ہیں اور تو [illegible] ساتھ [illegible] سامنے سے گزر جائے وہاں کو ہاتھ مار کر ہٹا دیتے ہیں۔ اکثر نماز پڑھتے دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک اہم فرض ادا کر رہے ہیں بلکہ یوں لگتا ہے وہ [illegible] کی کوئی ورزش یوگا وغیرہ میں مشغول ہیں — نہ وہ خشیت نہ وہ تقویٰ — نہ خشوع — کی [illegible] کی طرح وہ زندگی میں [illegible] ہے — بندے کی بندگی میں انکسار' انجذاب اور پختگی نہ ہو تو وہ عبادت تو ہو سکتی ہے بندگی نہیں — عبادت اور بندگی میں بھی فرق ہوتا ہے۔ عبادت سر انجام بھی کی جا سکتی ہے — تاج پہنے تخت پہ متمکن ہو کر بھی ممکن ہے جبکہ بندگی میں [illegible] نچوڑنا پڑتا ہے — جسم و جان "انا" اور "میں" کے سانچے [illegible] پڑتے ہیں۔

یہاں فیصل وادی میں بھی اک نماز پڑھی — مؤذن کے حی علی الصلوٰۃ کہتے تک ہم ایک کھیت کی باڑ تک پہنچ چکے تھے جدھر ایک پتلی سی آب جو کھیتوں کو سیراب کر رہی تھی۔ طہارت کے بعد ہم آگے

پیچھے واپس اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ چکے تھے...... نماز سے فراغت تک اندھیرے میں مزید برکت پڑ چکی تھی۔ اک لمبی سی چپ دعا کے بعد بابا جی جیسے مراقبے میں اتر چکے تھے...... کچھ کہنے پوچھنے کا یارا کہاں! کچھ سمجھ نہ پائے تو چپ کا سہارا لینا پڑتا ہے...... سو اس وقت میں بھی چپ کا سادھو بنا بیٹھا تھا کہ ناگاہ تیز ہوا کا ایک جھونکا تھمدرے بانسوں سے باندر کا کھیلتا ہوا ہم سے چھیڑ خانی کرنے لگا...... تازگی اور شروع شب کی شوریدگی کا احساس ہوتے ہی بابا جی نے مجھے دوزانو ہونے کا حکم دیتے ہوئے اپنے ساتھ ساتھ پنج سورۃ کی تلاوت کرنے کو کہا...... پانچ بار پڑھنے کے بعد میرا ہاتھ دائیں جانب بانس کی جڑ کے بالشت بھر اوپر دھرتے ہوئے فرمایا۔

"تین گرہ پڑ چکی ہیں مزید دو گرہ لگنے کچھ وقت میں ظہور پذیر ہوں گی...... ہاتھ ہٹائے بغیر پنج سورۃ کی تلاوت جاری رہے...... اسی دوران ایسے لمحات بھی وارد ہوں گے جب تمہیں احساس ہوگا کہ یہ اور دائیں بائیں آگے پیچھے بانسوں کے [illegible] تمہارے جسم کو چھید رہی ہیں...... شدید درد اور تکلیف بھی محسوس ہوگی...... لیکن میرے لوٹ آتے ہی یہ سب کچھ مفقود ہو جائے گا...... یاد رہے یہ لمحات دو پہر شب بیتنے کے بعد وقفہ ہوں گے۔"

تھوڑی سی خاموشی کے بعد چند لمحے سے اور [illegible]

"[illegible]

[illegible] جانے۔"

مجھے پتہ ہے [illegible] کان سننے کے لیے ہوتے ہیں...... مگر ایسی باتیں کانوں سے [illegible] یہ تو کہیں اندر جا کر چپ ہو رہی [illegible]۔ انہیں ذہن قبول [illegible]...... اس وقت کسی حد تک تو آمنے سامنے بیٹھے ایک دوسرے کا سایہ بنے کہ اندھیرے میں سائے بھی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی دینے والے ہوتے تھے۔ عشق معشوق کی چوری چکاری کو روشنی کھٹکتی ہے...... ان میں اگر چاند نکلے تو بھی شامل [illegible]...... کیونکہ کھرے اندھوں اور اندھیروں کے لیے ہی تو ہوتے ہیں۔

عاشق چور فقیر خدا توں منگدے گھپ ہنیرا
اک لٹاوے اک لٹے اک کہندے سب کچھ تیرا

مجھے بیٹھے رہنے کا اشارہ دیتے ہوئے اچانک بابا جی اٹھے...... [illegible] عصا تھاما اور میرا کندھا تھپتھپاتے ہوئے مزید فرمایا۔

"چل پنج گرہ پڑتے ہی اک لٹ تیری تمہارے سر پہ پھڑپھڑاتے ہوئے [illegible] کی...... سمجھ تم نے بانس کی پانچویں گرہ پہ بڑی گرفت ہتھیلی ڈال دینی ہے...... [illegible]

نکل آتا ہے ——— لیکن یاد رہے کہ پاؤں میں چپل نہیں پہننا اور مڑ کر ادھر بانس والی کی جانب نہیں دیکھنا پتھر ہو جاؤ گے......"

ہسپتال میں آپریشن سے پہلے کلوروفارم سونگھائی جاتی ہے یا انجکشن لگا کر وقتی طور پہ بیہوش کر دیا جاتا ہے تا کہ مریض سرجری کی اذیت سے محفوظ رہے ——— ہوش اور بیہوشی کے درمیان کچھ ساعتیں یوں بھی ہوتی ہیں کہ مریض ہونے نہ ہونے کی مابین حالت میں ہوتا ہے۔ میں بھی کچھ ایسی ہی صورت میں تھا۔ خوف نہ ڈر، بے ساختہ انداز، نہ حیرت نہ حسرت ——— پھر بھی میرے منہ سے نکل ہی گیا۔

"آپ......؟"

بانسی حصار سے باہر نکلتے ہوئے فرمایا۔

"کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسوٹی میں سرانجام دیئے جاتے ہیں ——— اور پاؤں میں چپل نہیں ہوتی ——— "مڑ کر دیکھنا پتھر ہو جاؤ گے" کہتے ہوئے چل دیئے۔

میں نے انہیں اپنے سامنے سے جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا کہ کہیں خاک راکھ یا پتھر نہ ہو جاؤں۔ اس وقت تو [illegible] [illegible] مطلب اور [illegible] چلے کا فرق کیا ہے ——— ؟

● منزل اور قطبی قندیل ———

رات شاید دوسرے پہر کی گزر چکی ہوگی۔ میری کیفیت اس مریض کی سی جس کا کچھ دیر پہلے آپریشن ہوا ہو ——— ایسا مریض عالم برزخ کے کسی گودام میں دھیرے دھیرے [illegible] کی مانند کھونٹی پہ لٹکا ہوتا ہے ——— جسم ہے جس سے جان رواں، نہ دماغ [illegible] معطل نہ ہوشی ——— کچھ ایسی ہی صورت تھی کہ سر کے اوپر کسی کٹ کھڑی نے ٹکٹکانا شروع کر دیا پھر جب ایک دو ٹھونگے میری کھوپڑی پہ لگائے تو سمجھ گیا کہ اب مجھے یہاں سے اٹھ جانا ہے ——— شاید کبھی آپ نے کٹ کھڑی کا نام سنا ہو یا کبھی اسے دیکھا ہو؟ یہ مرغ سلیمان (ہدہد) مرغ [illegible] (بلبل)... مرغ چمن (فاختہ)... مرغ سحر (مینا)... مرغ سیاہ (تیتری)... مرغ فنا (ققنس) مرغ آرزو (چکور)... مرغ حسرت (پپیہا) کی قبیل کا ایک انتہائی چھوٹا پھرتیلا اور خوبصورت سیاہ پرندہ ہے۔ [illegible] اور اس میں نمایاں فرق اس کے ماتھے کے سیاہ خال اور خوراک کا ہے ——— آنکھوں کے اوپر درمیان ایک

سیاہ و قمر ابھرا ہوتا ہے۔ اس کی خوراک صرف جگنو ہوتے ہیں۔ جگنو نہ ہوں تو یہ بھی دکھائی نہیں دیتی —— ابابیل اور کٹ کھیری، یہ تینوں پرندے روحانی منازل، وظائف و مجاہدات میں صوفیوں، فقیروں، درویشوں اور عاملوں کاملوں کے کام آتے ہیں۔ ان تینوں میں کٹ کھیری اُن دو خاص پکھیروؤں میں نمایاں ہے جو ہوا میں چیل کا پڑ کی مانند معلق ہونے کے علاوہ عمودی پرواز بھی کر سکتا ہے اور خاص طور پہ تاریکی میں نزدیک اور دور چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کو بھی دیکھ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب چاہتا ہے کسی قمقمے کی مانند خود کو روشن بھی کر سکتا ہے۔ جگنو اس کی پرکشش کیف آور روشنی سے کھنچے چلے آتے ہیں جو بالآخر اس کی خوراک بن جاتے ہیں۔ یہ بانس کی کھوکھ میں اپنا گھونسلہ بناتا ہے —— کٹ کٹ کنگی کنگی کی آواز اس کا ورد...... اس کے بازو جیسے جسم معدوم سا ہوتا ہے۔ یہ شب خیز صوفیوں اور بن باسیوں درویشوں کے لیے شب چراغ کا کام بھی دیتا ہے۔ اسے قطبی قندیل بھی کہتے ہیں۔

میں خوب روشن اندھیرے پار ہو چلے کے کنڈل سے باہر نکلا تو یہی قطبی قندیل میرا حجرہ [illegible] ہو رہے تھے —— تبھی مجھے محسوس ہوا میں خود بھی اس بانس وادی کا ایک بیج کر رہا ہوں [illegible] میں واسطہ [illegible] شب [illegible] ہے [illegible] نیا امر [illegible] سے اپنا [illegible] تک حرکت کو قطبی [illegible] ہے دوسری گھنٹے تک قوت [illegible] —— تیسری کو ٹھے تک قوت [illegible] گردوں تک کار خانہ [illegible] تک منتخب رہے —— یہ پانچواں [illegible] جسم انسانی کا تصور ابھرتا ہوتا ہے [illegible] میں آتش اور آبی عنصر سے پیدا ہوئے اربعہ عناصر جس سے تخلیق آدم ہوئی تھی۔ پانچواں وہ نوری طرح ناہیں کیا جو ظلمت آدم میں ہوتا ہے۔ جو پنجرہ خالی کر جائے تو اربعہ عناصر سے تخمیر شدہ عمارت دھڑام سے گر جاتی ہو [illegible] کی شبیہ قندیل کے چار چراغوں کے ساتھ پانچواں چراغ بھی جلے تو اس میں مدھی نور کا ظہور دکھائی دیتا ہے۔ آپ عشق حقیقی کی مثال دے سکتے ہیں جو طالب صادق و اولویت سے منحاز کرتا ہے۔

مجھے تو یہ بھی خبر نہیں تھی کہ میں کدھر جا رہا ہوں۔ تجھے میں ساکت کھڑا ہوں اور پیچھے راستہ [illegible] ہے —— کی بات جن کو کسی منزل کی تلاش ہوتی ہے وہ راستے طے کرتے ہیں اور جن کی کوئی منزل نہیں انھیں منزلیں طے کرتی ہیں —— راستے کہیں پہنچنے کے لیے ہوتے ہیں لیکن بھٹکوں کے لیے بھی [illegible] بے راستوں کا کوئی تصور نہیں ہوتا —— پگڈنڈیاں، راستے، دیہاتیاں، پل، کشتیاں کا [illegible] مجھے اپنا [illegible] مگر کچھ ہستیاں اس نوع کے وسیلوں کی بھی وسیلہ ہوتی ہیں —— شاید میرے لیے یہ اک خوشگوار [illegible]

کسی عام فہامت و کمائت کا کوئی فرد ہوتا ۔۔۔ چوروں اور سادھوں کی کٹیوں میں سواؤں آدھوں اور پونوں کا رواج نہیں ہوتا ۔۔۔ ان کے ناپنے کے گز اور تولنے کے باٹ بھی جداگانہ ہوتے ہیں۔ ان کے فراسنگ و فرسانگ بھی الگ فاصلہ فرما ہوتے ہیں۔ ہوش کے ناخن لیے تو وہیں پہنچا ہوا تھا جدھر بس کا ٹائر پنکچر اور میرے چلنے والا پیٹ و پنچر شروع ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ فالتو ٹائر بھی خراب تھا ۔۔۔ رات کے وقت کوئی بس گاڑی دستیاب نہ ہوئی تو ایک سست رو ٹریکٹر کے ذریعہ سرگودھا ٹائر لے جایا گیا اب کہیں جا کر بس اس قابل ہوئی کہ آگے سلانوالی کی جانب رخ کرے ۔۔۔ باباجی اندر بیٹھے میری جانب دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے ۔۔۔ راستہ بھر ہم دونوں گرو چیلا یوں گم صم بیٹھے تھے جیسے ہمارے پاس کہنے کے لیے کچھ بھی نہ ہو ۔۔۔ خالی خالی یا بھرے بھرے تنبورے کے تانت ڈھیلے ہوں یا تنے ہوئے دونوں حالتوں میں حرکت سے خالی نہیں رہتے ۔۔۔ ہر اچھی بری کیفیت میں ایک سواد، تلذذ اور ادھورا پن ہوتا ہے ۔۔۔ کسی کیفیت کا لطف خوشی، غم، ہنسی اور پردہ رکھ کر لیا جاتا ہے۔ کسی کا اظہار کر کے بعد کو مچا کر کیا جاتا ہے اور کسی کیفیت کا مزہ بڑے تحمل بردباری سے لیا جاتا ہے۔ اس کیفیت میں [illegible] خوف اور جذب کا عجیب سا امتزاج ہوتا ہے۔ یہی حالت اس وقت [illegible] میں بظاہر لاتعلق دکھائی [illegible] رہا تھا [illegible] مگر میں بھی [illegible] گرو چیلا کا کھیل [illegible]

سلانوالی پہنچتے پہنچتے صبح کاذب کی سفیدی پھیل چکی تھی۔

- باباسبحان اللہ، اللہ اللہ!

ایسے سویرے سویرے کہ جاتی رات کہیں اور صبح کہیں ۔۔۔ [illegible] بس اڈے پر اترے تو [illegible] نظر آیا یا ایک آدھ چائے پانی کی دکان ۔۔۔ چند ایک سواریوں نے بس سے اترتے ہی اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف رخ کر لیا۔ ہم بھی پیدل اتر کر شہر کے وسط کی جانب ہو لیے کہ شاید باباجی نے ادھر ہی جانا ہو ۔۔۔ کتنے فاصلے تک [illegible] پیچھے پیچھے چلتا رہا تھا۔ ہم شہر سے باہر کھلی جگہ آ گئے تھے۔ شرقی [illegible] جانب [illegible] سبزہ اگے [illegible] درختوں پر پرندے ابھی نیند سے نہیں جاگے تھے۔ سواؤں اور [illegible] کے بیچ [illegible] کا عجیب سا [illegible] ہوتا ہے [illegible] ٹھنڈی ہوا [illegible] میں ڈول ڈول رہا تھا۔ باباجی نے مجھ سے [illegible] ہوئے پوچھا۔

”تھک گئے ہو یا تھک گئے ہو؟“ تھک کو الٹا پڑھیں تو کھت ہوتا ہے [illegible] روشن ضمیر باباؤں

صاحبوں کے ہاں ایک بات میں سو سو باتیں اور ایک نکات میں کئی کئی نکاتیں اور نکاتوں میں ہوتی ہیں، تو جب طالب اگر ذرا سا بھی اندر سے گیلا ہو تو وہ ان باتوں نکاتوں سے دھریں نکال نکال کر مزید پانی پانی ہو جاتا ہے۔ میں ابھی تھک اور تجھ کے کھوبے میں ہی کھبا ہوا تھا کہ مزید ارشاد ہوا۔ ''جسمانی مشقت سے انسان تھک جاتا ہے جبکہ روحانی محنت سے وہ کھل جاتا ہے......''

جن کھٹے گزاری آ رات وے...... میرا دل ڈلیاں دے واتے وے

راوی کی پڑی ریلوے پٹری عبور کر کے ہم اب ڈھلوان سے وسیع و عریض رقبے میں اُتر آئے تھے۔ چند کھیت پرے ایک مچان سی دکھائی دی جس پہ گھاس پھوس کا ایک قبہ سا بنا ہوا تھا...... ذرا ہٹ کر ایک کُلی کے باہر بندھی بکری اور دو ننھے منے میمنے ___ جو ہمیں دور سے ادھر آتے دیکھ کر میں میں کرنے لگے تھے ___ ابھی ہم ان کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ ایک دیہاتی کُرتا تہمند پہنے کُلی کے اندر سے برآمد ہوا...... ہماری جانب دیکھتے ہوئے وہیں سے ہاتھ ہلا ہلا کر سلام کرنے لگا۔ بابا جی نے بھی ہاتھ اٹھا کر سلام کا جواب دیا۔ وہاں تک پہنچنے میں ہمیں [illegible] منٹ ہی لگے مگر اس اثنا میں اس نے کمال پھرتی سے کُلی کے باہر [illegible] کر کے [illegible] تو شک بچھائی [illegible] کہتے ہوئے [illegible]

''[illegible] سبحان اللہ! آج عید مبارکاں!''

[illegible] بابا جی اسے عید مبارکاں تو سنا چکے [illegible]''

[illegible] صاحب حال و قال سے [illegible] طور چلے تیج گرو کی مبارک دی ہے۔ شرمندگی سے جھکے ہوئے میرے سر کو اوپر کرتے ہوئے انہوں نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

''اچھا اب بتاؤ کہ جو صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے کیا کہتے ہیں___؟''

میرے اندر سے بچپن سے رٹا ہوا جواب نکلا۔

''اسے بھولا نہیں کہتے......''

بابا جی میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے مسکرائے اور پوچھنے لگے۔

''اور جو شام کا بھولا ہو اور صبح گھر لوٹ آئے اسے کیا کہیں گے؟''

اب میں چکرایا، کوئی بھلا جواب بن نہ پایا تو بھاگ کر یونہی کہہ دیا۔

''شاید اسے بھی بھولا ہوا ہی کہیں گے۔''

"سُبحان اللہ! کوکا' کیا قائم دائم جواب دیا — لیکن اگر تم اس طرح کہہ دیتے —" صبح کا بھولا شام واپس گھر پہنچ جائے تو وہ بے سمتا اور غیر ذمہ دار ہے کہ دن کے اُجالے میں بھٹکنے کا کیا امکان —؟"
سُبحان اللہ کہتے ہوئے مزید فرمایا ..."اور شام کا بھولا صبح گھر آ جائے تو اُسے بھٹکا ہُوا کہہ سکتے ہیں کہ اندھیرے اور سیاہی کے ایک زُخ میں فسوں خیزی اور نسیان انگیزی بھی ہوتی ہے" سُبحان اللہ اور ہاں "مڑ کر نہ دیکھنا پتھر ہو جاؤ گے" اس کے بھی کچھ بھید ہیں — لاعلمی' بے سمجھی اور بے حسی کی راہ سے گزر کر بندہ جس مقام بصیرت و بینش اور تحقیق بھیت تک پہنچتا ہے وہاں سے مڑ کر پیچھے روندی ہوئی راہوں کو دیکھنے سے وہی تاثر اُبھرتے ہے جو سنگلاخ راہوں میں پھنسے ہوئے کسی اکیلے انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ پہاڑ ہوں یا جنگل — سمندر یا صحرا ان سب کے اپنے اپنے بھید ہیں۔ سُبحان اللہ' ہر مشقت' محنت' یا ریاضت و مجاہدہ — چلے مراقبے وغیرہ ان سب کا مقصد بھید بھیت جاننا ہی تو ہوتا ہے اور جاننے سے علم حاصل ہوتا ہے۔"

کچھ دیر سانس بحال کرنے کے بعد مزید فرمایا۔ "سُبحان اللہ! آپ لوگ [illegible] لمبا سفر اور بہت سی مشکلات اٹھا کر یہاں تک پہنچے۔ ہر وہ قدم جو حقیقت کو سمجھنے جاننے کے لیے اُٹھایا جاتا ہے وہ ایک مجاہدہ چلہ اور عبادت ہی تو ہوتا ہے۔ بھرے کے کی بات ہوتی ہے [illegible] وقت [illegible] ہوں اور [illegible] رات ہوتی ہے۔ اس سے [illegible]"

اسی [illegible] قریب ہی کسی مسجد سے اذان بلند ہوئی' وضو طہارت کے بعد ہمیں [illegible] کر نماز سے فارغ ہوئے تو آنکھیں [illegible] جاری تھیں۔ بدن [illegible] سے نکھارا تھا۔

بابا سُبحان اللہ نے ناشتہ کا [illegible] ایک ساتھ [illegible] گرم گرم اچھے نرم گرم تازہ مسلّم اور لسوڑوں کا اچار لے کر پہنچ گئے۔ وہیں کھاٹ پر دسترخوان بچھا دیا گیا — کسی گزری بات کی طرح بھوک بھی جیسے بھول چکی تھی — ان خستہ کلیوں کے بیچوں بیچ کھلی ٹھنڈی اس قدر [illegible] دیہاتی احتک کو من و سلویٰ دیکھ کر بھوک لشکارے مارنے لگی۔

آپ کو شاید اندازہ ہو کہ کسی بابے کے پاس بیٹھ کر کچھ کھانا پینا کس قدر مشکل کام ہوتا ہے اور یہاں تو ایک چھوڑ دو بابے — سُبحان اللہ اور الحمدللہ جن کے درمیان میں پھنسا ہوا استغفر اللہ — اور کسی تھی سے ترتراتے ہوئے بلوں والے خستہ پراٹھے — اسے موٹے موٹے رسیلے لسوڑے' مکھن' تازہ بلوئی ہوئی لسی — وہ بھی وافر — اس پر مستزاد لہلہاتی فصلوں کی خوشبو سے مست انام پولی پولی ہوا — اور اجر و ثواب یا بہشت سے اترا ہوا کوئی پکوان..... بابا سُبحان اللہ خود بھی یقیناً کچھ نہ کچھ کھا رہے تھے مگر ہم گرو چیلا کو اصرار کر کے زیادہ کھلا رہے تھے۔ کھانے والوں اور کھلانے والے نے خوب اپنا اپنا حق ادا کیا۔ دسترخوان سمیٹتے ہوئے

بابا سبحان اللہ گویا ہوئے۔

"عبادت ہو یا محنت و مشقت' وہ قولی ہو کہ بدنی ۔۔۔ ظاہری یا باطنی ۔۔۔ نظری ہو یا نطقی ۔۔۔ قلبی ہو یا دماغی ۔۔۔ عقلی یا اعصابی اس کے بعد کچھ توقف بصورت استراحت واجب ہوتا ہے۔ آپ پسند کریں تو اس تحمل مجھو نپڑے میں دم ساد ھ کریں مجھے دیگر امور نبھانے ہیں۔ انشاء اللہ! نماز ظہر اور ظہرانے پہ ملاقات ہوگی ۔۔۔" سبحان اللہ کہتے ہوئے وہ پولے پولے پگ ڈنڈی پہ نکل لیے اور ہم انہیں کچھ دور بیریوں کے جھنڈ میں اترتے دیکھ رہے تھے۔

ادھر سے نظریں ہٹیں تو بابا جی کھاٹ پہ دراز ہوتے ہوئے بولے۔

"یار! مجھے تو کچھ دم یہیں پہ کمر سیدھی کر لینے دو ۔۔۔ یہاں باہر موسم بڑا خوشگوار ہے فصلوں کی خوشبو اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بڑا سرور دے رہی ہے۔"

- خراٹوں کے آخروٹ......!

میں [illegible]
پاس ہو کی [illegible] ہوئے پڑتے ہی ہونٹ ہلکا سا کھول کر آنکھیں بند یا وا کر لیں اور لگے خراٹوں سے ماحول چالو کر دینے۔ [illegible] کہتے ہیں کہ خراٹے میں کچھ غدودیں اور جھلیاں کسی حد تک [illegible] پیدا ہو جاتی ہیں جو نیند کی حالت میں جھولیں یا [illegible] اس طرح تنفس میں رکاوٹ پیدا کرنے سے طرح طرح کے سر برآمد ہوتے ہیں ۔۔۔ گاؤں دیہاتوں میں آٹا پیسنے والی چکی کا سا وہ "تیورے کو ٹیون کرنے" کا سا [illegible] کر کے رہ جاتے ۔۔۔ [illegible] کے آزمانے کے لائق ۔۔۔ کا رکے انجن سٹارٹ کی آواز جس کے [illegible] ہو گیا ہو ۔۔۔ کبھی تو لگتا ہے کہ بزرگ خواب میں فرار ہے اور ہے ہیں یا حلق میں پھنسا مچھلی کا کانٹا نکالنے کی محنت میں ہیں ۔۔۔ حقیقی کے مارے کن ذریعے احتمادوں سازندوں کی آخری قیدوں میں ان کے فن کا اظہار ان خراٹوں میں ماتم کناں ہوتا ہے ۔۔۔ کل تیوروں کی ایک ایک تیغ صاف [illegible] ترتیب ہندسوں سے دکھائی دیتی ہے۔ [illegible] کی [illegible] تاروں کی [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] انکوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہر پیشہ کا قد و بود حالت اپنے اپنے راستے سے تمام تر قد و جسم فربہ اندام ہر وزن اور کچھ غیر ضروری آسودہ حال افراد بھی اس سکون لیوا آزار سے جل تھل اور [illegible] ہوتے

ہیں کہ راوی اُن کے لیے آرام ہی آرام لکھتا ہے۔ اکثر یہ ان بدنام اور لوٹے ناٹپ لیڈران تک نام بھی
بڑے بھیانک قسم کے خراٹے مروڑن فرما رہے ہوتے ہیں کہ مالِ حرام اور بے دریغ طعام و شراب کے نتیجے میں
ان کے نظامِ حلقوم و مخصوم میں واضح خلل واقع ہو جاتا ہے جس کی ایک بھیانک تعزیر ان مکروہ منحوس خراٹوں
کی صورت میں ان کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ عالمانِ صحت و صحاح کی دانست میں خراٹے انفش کی مزاجی طبعی جسمی
حلقومی اور خوابی کیفیات کا علامتی اظہار ہوتے ہیں.... کہا بھی گیا اور تجربہ مشاہدے سے بھی ثابت ہوا کہ بسیار خور
بسیار گو بسیار بدن اور حقیقتوں سے پرے خیالوں خوابوں میں خوش رہنے والے اس مرض نما عادت کے زیادہ
شکار ہوتے ہیں۔۔۔ چار پاؤں والے جانوروں میں گھوڑے، مارخور، بجو، ریچھ، بندر اور انسان کے علاوہ پرندوں
میں اُلو اور چمادڑیں بھی خراٹوں کی خوگر ہوتی ہیں.... سینگوں والے مینڈک کالے لمبے جینڈے بھی خراٹوں
کے بے تحاشا جینڈ بجاتے ہیں۔۔۔ بہت سی بیویاں اکثر اپنے خاوندوں کے خوفناک خراٹوں سے بیزار رہتی ہیں
اور خراٹوں کے حوالے سے کئی ریکارڈ پہ موجود ہے کہ کئی ایک تنگ پڑے شوہروں نے طلاقیں تھما دیں....
پیشہ ور قاتلوں [illegible] کی خدمات حاصل کی گئیں یا خود ہی ہمت کر لی۔۔۔ اکثر اپنے [illegible] شرفا تک
سے [illegible] نفسیاتی مریض [illegible] اتفاق [illegible] نصیب کر
میں خود بھی خرا[illegible]
جان امر ہو جاتی ہے [illegible] کسی طور شہادت بھی دی جا سکتی جیسے خراٹا کروں کا مارا ہوا نصیب [illegible] ہوتا ہے
اور [illegible] میڈیکل سائنس نے اس کے تدارک کے لیے [illegible] کیے۔۔۔ خراٹے
حلق میں [illegible]
گلٹیوں کی [illegible] آپریشن [illegible] مگر کوئی بھی [illegible] کامیاب نہ ہوا۔۔۔ اور تو اور
تک کوئی خراٹا تو [illegible] کو تیار نہیں ہوا کہ [illegible] ریکارڈ کیے ہوئے خراٹے بھی
وہ جعلی اور [illegible] قرار دیتا ہے۔ عوام الناس کے خراٹے بڑے [illegible] اشراف و خواص کے انتہائی خصوصی
ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی خواب دیکھتے ہوئے اپنی رم اور چہرے کی حرکات و سکنات سے دیکھے جانے والے
[illegible] خواب کی شرح بیان کرتی ہے ایسے ہی انسانوں کے خراٹے بھی اس کی ذہنی باطنی اور [illegible] آسودہ
خواہشات کی صوتی صورت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔ علم خراٹگی کے ماہرین کسی کا بھی ایک بلا سا خراٹا سن
کر اس کے اندر باہر کی تمام کیفیات بیان کر سکتے ہیں۔

میں خود اس علم کا ایک ادنیٰ سا طالبعلم ہوں بلکہ یوں کہئے کہ ریسرچ بنا دیا گیا۔۔۔ شروع شروع میں
تو میں خراٹوں اور خراٹا توڑوں کو محض تفنن کے طور پہ لیتا تھا پھر آہستہ آہستہ عادی ہوتا چلا گیا جیسے نوعمری میں

محفل محفل باتیں کرنے اور زیرو نمبر کی عینک لگانے کا بڑا جنون تھا۔ سوچ یوں کہ انوکھی مہمل باتیں کرنے اور موٹے فریم کی بھاری عینک استعمال کرنے والے دانشور شاعر پروفیسر وغیرہ لگتے ہیں۔ بس اسی کمپلیکس میں مبتلا میں عینک لگانے لگا۔۔۔ یار دوست یا رشتہ دار پوچھتے تو کھٹ سے جواب دیتا۔ بس پڑھائی لکھائی سے نظر ذرا مدھم پڑ گئی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے کچھ عرصہ میں مجھے واقعی ہی حقیقی عینک لگ گئی۔۔۔ حیدر علی عینک ساز گھاس منڈی والا میری آنکھوں اور بینائی کا حشر دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

"کاکا! سچ سچ بتا یہ عینک تم نے کہاں سے حاصل کی اور کب سے اسے استعمال کر رہے ہو؟"

حیدر علی انکل کی یہ بات سن کر میں سٹپٹا کر رہ گیا۔۔۔ انکل حیدر علی جو سیالکوٹ میں واحد جدید قسم کی عینکیں بنانے والے ادارہ کا مالک اور میرے ابا جی کا دوست تھا اور ہمارے محلہ کالج روڈ پہ ایک خوبصورت سی کوٹھی میں رہتا تھا۔ عینک کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے وہ استعجاب بھرے لہجے میں کہنے لگا۔

"کاکا! مجھے یاد آ گیا یہ عینک میں نے کوئی ڈیڑھ سال پہلے ماسٹر سکندر خان کو اس کی نظر کے مطابق بنا کر دی تھی ان دنوں اس کا آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا۔" پھر وہ عینک کا نمبر چیک کرتے ہوئے بولا۔ "اوئے بیوقوف شکر کر تجھے [illegible] دکھائی دیتا رہا [illegible] عینک اپنے پاس [illegible] میں ڈالتے رہو [illegible] اگلی جمعرات دوبارہ یہاں آ کر چیک کراؤ۔"

میں شرمندگی سے [illegible] دکان سے باہر بھاگ آیا۔۔۔ اگر میں اسے یہ بتاتا کہ یہ موٹے فریم اور شیشوں والی عینک میں نے تایا سکندر خان کے انتقال کے بعد ان کی کتابوں والی الماری سے اڑائی تھی کہ اس کا فریم میرے چہرے پہ خوب فٹ بیٹھا تھا اور مزید یہ کہ اب مرحوم کو اس [illegible] کیا ضرورت بھی تھی کہ [illegible] ان کی بینائی جیسی بھی کمزور [illegible] عینک ہرگز استعمال نہیں کرنے مجھے کیا پتہ تھا کہ عینکوں کے بھی جوتوں کی طرح نمبر ہوتے ہیں۔

بات شاید قزاقوں کی تھی اور میں عینکوں کی جانب نکل آیا۔ آپ کے مشاہدہ میں ہو گا کہ ہمارے گھروں میں چھوٹی موٹی چوریاں ہوتی رہتی ہیں اور وہ چوریاں یا تو [illegible] گھر کے ملازم [illegible] اولاد کے سر منڈھ دی جاتی ہیں۔ چاہے وہ کام کسی اور اندر یا باہر والے کا ہو مگر نزلہ اپنے گھر ہی کے کسی بدنام فرد پہ گرتا ہے۔۔۔ میرا بھی حال رہا کہ زندگی کے مختلف دوروں، علوم و فنون کی اٹکل سے تصوف و سلوک کی دنیا تک دلچسپیوں، مصروفیات جاننے بوجھنے کی چسک اور [illegible] جذب کی [illegible] نے مجھے قزاق عیار اور میرے دماغ کو اس کی زنبیل بنا دیا ہوا تھا۔۔۔ کوئی بھی کمال و زوال، خوبی خرابی، حرکت و واقعہ

ذہانت فہامت وغیرہ جیسے میں ان سب بوالعجبیوں کا مجرم ہوں — ان کے بارے پوچھ کچھ مجھ سے ہی ہوگی۔ خراٹوں کے معائب و محاسن کی زد میں آیا تو اب یہی میرا روز مرہ بن گئے۔ جسمانی، تنفسی، نفسیاتی عوارض کے علاوہ اور کون سے عوامل و آزار ٹھہرے جن کا ماحصل خراٹے ہیں اور کیا ان کی کوئی روحانی توجیہ بھی ہے؟ — بظاہر خراٹے یا نچوبے کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو بین الاقوامی نوعیت کا ہو لیکن ماننا پڑے گا کہ یہ بین الانسانی نوعیت کا بہر طور ہے۔ جیسے ظاہری باطنی بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جن پہ کوئی توجہ نہیں دیتا اور وہ کچھوے کی چال اپنی منزل کی جانب بڑھتی رہتی ہیں۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ کچھوا الٹا پڑ جاتا ہے... سنگ پشت کا پیالہ الٹ جائے تو اس کا لذیذ اور نرم گوشت چیونٹیاں، گڑھے اور کوے مزے لے لے کر چٹ کر جاتے ہیں — کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ خراٹے اور نچوبے دونوں بین الاقوامی اور بین الانسانی مسئلے ہیں۔ بظاہر معمولی مگر بباطن بڑے گمبھیر — چوہے چوری چوری چھپ چھپ کے کارروائی ڈالتے ہیں جبکہ خراٹے، بیانگ دہل گھر کے گھر کا بیچ کھیت ایسی خراٹا زنی کرتے ہیں کہ آس پاس کے متاثرین افراد کچھوے بکھرے چتے پہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت انہیں صرف تین قابل عمل آپشن دکھائی دیتے ہیں... بوریا بستر لپیٹ کر [illegible] کی معافی مانگی جائے [illegible] قانون ہے — پولیس اہلکار وہ بھی بڑا مددگار ہے۔ میں جب کسی ایسی صورت سے دوچار ہوتا ہوں تو ذہنی اپنا درویشی طریقہ اختیار کرتا ہوں — اطمینان سے "الٰہی میری رضا میں ہی تسلیم" کا ورد شروع کر دیتا ہوں میرے مخاطب اول و خدائے [illegible] مجبور، مقہور، عاجز، مسکین کی جان ناتواں ہے اور دوم دوشِ ناتواں نیوان ناحق جو دوسروں کے لیے ایک عذاب الٰہی بنا، کسی بیمار و نکل کی مانند پڑا "راگ نحوست" کے سُر چھیڑتے ہوئے ہوتا ہے.....

اتفاق کہہ لیں یا خوش قسمتی، شامت اعمال یا پیش احوال کہ مجھے بہت سے قریب اور اضعاف، قریب و قریب احباب و اصحاب کے خراٹے سننے اور برداشت کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ صبر، برداشت، ضبط و تحمل کی اصل تربیت کے باوجود میں کئی مقام پہ تھک سے گیا۔ [illegible] صبر برداشت سب ہی کچھ ہو گئے۔ پیش نظر صرف دو ہی راستے رہ گئے کہ یا میں خودکشی کر لوں یا پھر اس "خراٹا خراب" کو ہلاک کر دوں — یاد رہے کہ "خراٹا خوار" سے دین و دنیا کا اخلاص پہ کوئی تعلق قائم نہیں ہو سکتا — وہ پہ یا آخری تعلق ہو تھانہ، جیل، ہسپتال، عدالت یا ذاتی دشمنی پہ منتج ہوتا ہے۔ ذاتی گزشتہ اور پیوستہ زندگی میں مجھے جن زندیق قسم کے خراٹوں سے واسطہ پڑا۔ ان کے ماخذ و منبع زیادہ تر میرے بچھو استاد، بزرگ، عزیز رشتہ دار، حکیم صاحب اور بہت سے

دوست و احباب تھے اور ہیں — ہر چند کہ ان کے خراٹوں کی تمام تر جزئیات لکھنے میں ادب اخلاق اور خوف بھی حائل ہے تاہم کچھ اللہ لوک پردہ پوش بزرگ و احباب کے خراٹوں عیت زنانوں کا چنداں ذکر شاید کیا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے چاچا مظفر (پیار رنگ کالا والے) کے قندیلی خراٹوں سے میرا واسطہ پڑا — سوتے پکانے والے آگ کے الاؤ کے گرد دو تین روز دن رات ہم دونوں کو باری باری بیٹھنا پڑتا تھا۔ اکثر وہ وہیں کی چارپائی پہ پڑے اونگھنے لگتے — حقے کی نے منہ میں گھسی ہوتی — بڑی بڑی گھنی مونچھیں چمگادڑ کے بازوؤں کی مانند پھڑپھڑا رہی ہیں اور خراٹوں کے دہلا دینے والے زیروبم اور الاؤ میں کیمیائی تیلے پیلے شعلوں کا قندیلی رقص..... یا گرد اوجھی کی کھوپڑیوں کے دہکنے کی چمک تیز — خنک اور بھیگی رات کی پرہول تاریکی گھر والوں کا خوف — [illegible] والے حائل ہونے کی خوشی — یہ سب کچھ مل جل کر ایک عجیب پراسرار سا ماحول سامنے لاتا تھا — خراٹے کسی معصوم کے بھی ہوں نیند بھگانے اور ڈرانے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ خلق کا شوق قریب المرگ بڑھاپا [illegible] گھنٹے کا مارا [illegible] آخیر عمر [illegible] [illegible] کی ضرورت [illegible] ہوتی ہے کہ زندگی کی رتی رتی حرکت کو روک رکھا جائے اور باقی رہے خراٹے — [illegible] مقصد [illegible] کے زندہ لوگوں کو زندگی اور [illegible] کی حسرت بخش [illegible] سے منظر کیا جائے۔ [illegible] خراٹوں کی بہ صوتی کی حس [illegible] اور ذوق جمال کو [illegible] طرح [illegible] ہے۔ [illegible] زندگی سے پیار کرنے والے خراٹوں خراٹا زدگان کے داؤ میں نہیں آتے۔ کوئی نہ کوئی راہ ترکیب نکال کر وہ خود کو بچا لیتے ہیں۔ سب سے ہمدردی کا اہل وہ غریب شوہر ہے جس کی بیوی اس مرض کا شکار ہوتی ہے۔ وہ قابل رحم شوہر نہ وہ حرکت کر سکتا ہے جو دست اندازی پولیس ہوتی ہے۔ نہ بے چارہ حق مہر کی رقم ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے اور نہ بیوی کی بیماری یا عادت کا علاج کروانے کے قابل — بس اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ خود کو صبر اور برداشت کرنے کے قابل بنا سکے۔

میں ایک ایسے بہادر اور خوش نصیب انسان کو جانتا ہوں جس نے سہاگ رات کے آخری پہر میں خوبصورت وفا شعار بیوی کو طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور صبح سویرے تین "ط" لکھ کر سوتی ہوئی دلہن کے سینے پہ رکھ کر بنا کسی کو کچھ بتائے خاموشی سے گھر اور شہر چھوڑ دیا۔ مہمانوں سے بھرا ہوا گھر [illegible]

خوشیاں گہما گہمیاں ۔۔۔ سورج چمکنے پہ جب طلاق والا معاملہ کھلا تو پورا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ دلہن سکتے کے عالم میں گم صم۔ اسے کچھ کہنا سننا ہو تو بتائے بھی ۔۔۔ بس کہ گزرے دنوں کا منہ تکنے لگی کہ سب کچھ صحیح گزرا بس علی الصباح اذان سے "وہ" اٹھے اور غسل خانہ میں چلے گئے۔ اسی دوران کہیں مجھے اونگھ آ گئی۔ جو پھر دروازہ کھٹکھٹانے پہ جب جھٹکا لے کر بیدار ہوئی تو قسمت پھوٹ چکی تھی میرے سینے پہ حق مہر کی رقم کا چیک اور طلاق کا کاغذ دھرا ہوا تھا ۔ پورا قصہ کھولنے سے پہلے تھوڑا سا اونگھ کی بابت بتا دوں کہ یہ کیا ہوتی ہے؟ سیانا یہی ہے کہ کوئی بات چٹکلا بنے بن میرے یہاں سے گزرتی ہی نہیں ۔۔۔ میری فہامتی جراحت کی نشتر زنی کے بغیر کوئی مسئلہ آگے نہیں سرکتا کہ یہ میری عادت نہیں مجبوری ہے ۔۔۔ بس ایک آدھ بات اونگھ کی بابت سن لیں ۔۔۔ نیند موت صغیرہ ہوتی ہے اور یہ اونگھ اس کی ایک چلبلی سی سہیلی ۔۔۔ کہ سہیلیاں خوبصورت ہوں یا نہ ہوں اچھی تھی ضرور ہیں۔ یہ باقاعدہ نیند اور بے قاعدہ بیداری کے درمیان کی کوئی دلفریب سر مستی نما اک کیفیت ہوتی ہے ۔۔۔ جسم بدل سا جائے پہ ستانا' آنکھیں نیچی ہوتی لگتی نہ پوری طرح بند [illegible] اونگھ شیرازہ کے درمیان کا کوئی سرور ۔۔۔ کبھی کبھی اسی سرور میں خلل اور تحمل ہوتی تھی۔ تلاوت میں بھی اور بستر مرگ پہ [illegible] دنوں کی اونگھ دنوں [illegible] شامل ہو جائیں تو وہ [illegible] خواب جہنم بن جاتا ہے۔ حسین خواب میں خراٹے شامل ہو جائیں تو اس [illegible] دینے کو جی چاہتا ہے۔

بات پہلی رات ہی طلاق کی ہو [illegible] کی ۔۔۔ انسانی رویوں کی اس دنیا میں ایسا اور اس سے بڑھ کر بھی بہت کچھ ہوتا رہتا ہے۔ دلہن بہت خوبصورت، پڑھی لکھی اور امیر خاندان کی تھی ۔۔۔ باقاعدہ طے شدہ شادی تھی۔ دولہا دلہن نے اپنی پہلی رات روایتی انداز سے گزاری ۔۔۔ صبح دم دولہا میاں کہیں غسل کے لیے واش روم میں گھسا ۔۔۔ تھکی ہاری دلہن نے ٹیپ کی بلی جو فرصت پائی تو وہیں [illegible] نیند لے لی۔ اونگھنے میں جو کسل چڑھی تو خراٹے لے گئی۔ اب اونگھتے، غنودگی یا نیند کی حالت میں انسان کو کیا خبر کہ وہ خوبصورت سریلے یا خوف صورت ہیبتناک ڈراؤنے والے خراٹے لے رہا ہے۔ دلہن بیچاری خراٹوں کے مرض میں گرفتار تھی۔ دولہا نہا دھو واپس پلٹا تو ادھر خراٹوں کا ریلا چل رہا تھا۔ کبھی بین کی آواز کبھی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ۔۔۔ غبارے سے ہوا خارج ہوتی تو کہیں بلیاں غرا رہی ہیں ۔۔۔ خراٹوں کے ساتھ ساتھ منہ ماتھا پہ بھی عجیب و غریب سے تاثرات ابھر رہے ہیں۔ ماتھے پہ بل پڑ رہے ہیں تو کہیں بھینچے ہونٹ سکڑ رہے ہیں ادھم مسکراہٹ تو کبھی خفگی کی چڑھائیں ۔۔۔ وہ عجیب منظر دولہا صاحب خوشی دیکھ رہا

تھا۔۔۔ وہی دلہن جو کچھ دیر پہلے راحت جاں تھی اب وہ اک چڑیل کے روپ میں دکھائی دے رہی تھی۔ سوچ میں پڑ گیا کہ تمام زندگی تو اس عذاب میں نہیں گزاری جا سکتی۔ جو کام کل کرنا ہے ابھی کر دو۔ وہ طلاق تھما کر بغیر کسی کو کچھ کہے سنے گھر سے نکل آیا۔ شرعی طریقے سے نکاح کیا تھا۔۔۔ شرعی انداز سے ہی طلاق دے دی۔۔۔ دولہا دلہن کے دونوں گھروں میں کہرام مچ گیا۔ کسی کو کچھ خبر نہیں کہ اصل وجہ کیا ہے نہ ہی دولہا دلہن نے کسی طرح کی نشاندہی کی۔

یہ انگلینڈ کا واقعہ ہے۔۔۔ وہ میرا معتقد تھا' وہاں کا پڑھا لکھا مگر ویسا ہی جیسے وہاں پہ پروان چڑھے بچے ہوتے ہیں۔ وہ سیدھا کوے کی مانند اڑان بھرتے میرے مطب پہ آ بیٹھا۔ ساری صورت حال بتائی۔۔۔ میں نے مسکراتے ہوئے صرف اتنا کہا۔

"برخوردار! اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پیشتر اگر آپ ہم سا [illegible] مجھے کھڑکا دیتے تو صورت حال اتنی گمبھیر اور پریشان کن نہ ہوتی جتنی اب ہوتی ہے۔"

جلد بازی کے کیے اچھے فیصلے ایسے بھی اچھے نہیں ہوتے جو سنگین تر مفاد کے حامل ہوں اور عجلت میں کیے ہوئے اکثر غلط اقدام بھی اچھے نہیں ہوتے بلکہ بسا اوقات ان کے نتائج اور بھی بھیانک ہوتے ہیں۔

یہ [illegible] کے ان کی شخصیت کا ایک الٹا روپ بھی دیکھنے کو ملا۔ جان لو جو کہ میں نے اس واقعہ کو کوئی اہمیت نہ دی تھی کہ یہ ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا' اس پہ افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ انگلینڈ کے میرج کورٹ میں نکاح نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ اسلامی قانون کے تحت شادی اور طلاق تھی۔۔۔ یہ کورٹ میرج تھی اور نہ ہی رجسٹرڈ۔۔۔ میرے ذہن میں تمام متوقع اقدامات روشن تھے جو لڑکی والوں اور اس کے اپنے والدین کی جانب سے ممکن ہو سکتے تھے۔

کھانا کھلایا۔ تھوڑی دیر آرام کی کے بعد میں نے اسے پاس بٹھایا۔ شانے پہ دایاں ہاتھ دھرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں تو بھئی! آپ کیا ارادے ہیں۔۔۔ خوف کے خوف سے تو ڈرنے والی بیوی سے تو چھٹکارا پا لیا۔ لیکن اس کے نتیجے میں جو پیدا ہوئی تمہارے اور تمہارے ماں باپ کے لئے پریشانی اس کے بارے میں بھی کچھ سوچا ہے۔ تم تو جان چھڑا کر ادھر تو یہاں آن نکل آئے۔۔۔ ادھر لڑکی والوں نے تو تیرے ماں باپ بھائیوں کی جان شکنجے میں ڈال دی۔۔۔ ایسا انتہائی فیصلہ اور اس پہ عمل کرتے وقت تم نے اپنے والدین کو بھی اعتماد میں نہیں لیا بلکہ یہاں پہنچ کر ان کی نظر میں میری پوزیشن بھی مشکوک کر دی۔ وہ یہی اخذ کریں گے کہ تمہارا یہ فعل میری صحبت و محبت کا شاخسانہ ہے۔"

وہ سر اٹھائے مگر نگاہیں جھکائے بڑے ادب سے میری باتیں سن رہا تھا۔ پیشتر اس کے وہ کوئی معقول

غیر معقول جواب دیتا۔ ٹیلیفون کی ٹرن ٹرن نے متوجہ کر لیا۔ میں اس کی جانب ٹیلیفون بڑھاتے ہوئے کہا..... ”لو بیٹا! تمہارے اباجان کی کال.....“

وہ چونکتا سا فون کو گھورتا ہوا بولا۔

”باباجان! ضروری تو نہیں میرے ڈیڈی کی کال ہو..... آپ سنیں تو سہی۔“

”بیٹا! سے کے امر کے مطابق فون کی دوسری جانب چوہدری بشیر احمد ہی ہونے چاہئیں..... وہ اپنے مرد بیٹے چوہدری نوید احمد کے بارے میں کنفرم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ وہاں پہنچ چکا ہے جدھر اسے اس انتہائی قدم اُٹھانے کے بعد پہنچنا چاہیے تھا۔“

ٹیلیفون مسلسل بج رہا تھا..... میں نے چوہدری نوید کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

”لو ڈیڈی سے بات کرو اور کہو..... میں اگلے آدھ گھنٹے میں گھر پہنچ رہا ہوں۔ میں یہاں باباجی کو سلام کرنے آیا تھا۔“

اس نے ایسا ہی کیا..... [illegible] اس کے گھر پہنچتے پہنچتے ہمیں دو گھنٹے لگ ہی گئے تھے۔

[illegible] کے مطابق آج ولیمہ تھا۔ گھر کے قریب [illegible] اپنے پاکستانی روایتی [illegible] کی دعوت کا انتظام..... انواع و اقسام کے روایتی کھانوں کو پیش کرنے کے بعد انتظامات مکمل..... [illegible] اور صرف مہمانوں کا انتظار تھا۔ [illegible] اور کچھ سے پھر ہر طرف چہ میگوئیوں کی گھڑی تک۔ [illegible] چوہدری بشیر احمد کے گھر والے اور لڑکی [illegible] جھاڑو پھری ہوئی تھی جیسے ان کی رونق بشاشت اور اعتماد سب کچھ کوئی چھین کر لے گیا ہو۔ دونوں طرفین بڑے آسودہ حال، کاروباری اور عزت و وقار والے لوگ تھے۔ دونوں برادری کا بھلا مجرم اعتبار ادا تھا۔ [illegible] لڑکی اعلیٰ تعلیم یافتہ خوبصورت اور جدید و قدیم تہذیبی قدروں کی دلدادہ..... جہیز میں ڈھیروں سونا چاندی [illegible] اور باپ کی فیکٹری کے شیئرز بھی لائی تھی..... ہنی مون منانے کے لیے دبئی کے ایک خوبصورت جزیرے کے فائیو سٹار ہوٹل میں پانچ روز کے لیے ایڈوانس بکنگ تھی..... اس ولیمہ کی دعوت کے بعد ٹھیک پانچ بجے شام دولہا دلہن کو عازم ہوائی اڈہ ہونا تھا۔ جہاں رات آٹھ بج کر [illegible] منٹ پر انٹرنیشنل پرواز سے انہیں رات دو بجے وہیں پہنچنا تھا..... ہوائی اڈے تک سفر کے لیے سفید لیموزین باہر کھڑی تھی۔

ہم دونوں گروچیلا جب گھر میں داخل ہوئے تو ہمیں کھا جانے والی نظروں کا سامنا تھا..... لگتا تھا کہ ہم بھگوڑے مجرم ہیں اور اب جرگے میں اپنی صفائی پیش کرنے کے حاضر کیے گئے ہیں۔ میں تو ایسی غلط سلط

نگاہوں کی قہر باری دیکھنے برداشت کرنے کا عادی ہوں اسی لیے میرے پائے استقامت میں کبھی لغزش پیدا نہیں ہوتی اور ادھر میرا یہ بچہ جو تمہاری نظر میں فرد ہے۔۔۔ اس انداز سے داخل ہوا جیسے سکندر فتح کرنے کے بعد شہر کے ایوان میں داخل ہوا تھا۔ ''شمس تبریز'' کے زیر اثر مرد و زن بڑی آن بان اور شان والے ہوتے ہیں جن میں مسخر اور فتح کرنے کی خداداد صلاحیت ہوتی ہے۔۔۔ ذہانت اور قابلیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ ہزاروں میں چند ایسے افراد بڑے انا پرست اور کشادہ دست بھی ہوتے ہیں۔ راست روی اور اپنے موقف کے اظہار میں کسی مصلحت آمیزی کو پسند نہیں کرتے۔ حیرت ہے کہ خاندانی کاروباری صلاحیت اس میں نام کو نہ تھی۔ اس کے برعکس اس نے فلم ڈرامہ تھیٹر کی سکرپٹ رائیٹنگ اور پروڈکشن میں ڈگری حاصل کی اور مزید مہارت کے لیے امریکہ جانا چاہتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ ذرائع ابلاغ اس جدید دور کے بڑے ہتھیار میڈیا ہیں ان کے ذریعے انسانیت کے ہر شعبہ حیات میں ہم آہنگی پیدا کی جا سکتی۔۔۔ شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو مثبت اور راست انداز میں استعمال کیا جائے۔ میرے اس سے دوستی اور اس کی مجھ سے عقیدت کی بنیادی وجہ بھی ہم دونوں کا یہی پاگل پن تھا۔ ہم دونوں سنکی اور خبطی۔۔۔ میں سر اوک تھا اور وہ [illegible]۔ جانے اور قدریں بھی مشترک تھیں۔ شعر و شاعری، مصوری، موسیقی [illegible] [illegible] کی بات کی وہاں میری طرح [illegible]۔''

اندر داخل ہوتے ہی میں نے با آواز بلند السلام علیکم کہا۔ جواب میں چند میاں ہی [illegible] تھے وہ چوہدری لوگ بڑے بڑے [illegible] جواب۔ بیٹے پہ تیور ہیں۔ اسی تیکھے سے بیٹھے ہوئے تھے کہ لڑکے والے چوہدری بشیر احمد نے اپنے لڑکے [illegible] بات کرنے کی [illegible] کے بغیر سوچے سمجھے ہر بات کے طلاق کے بعد مزید کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں تھا جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔۔۔ اب لڑکی کا باپ چوہدری

''اس سے بہتر تھا کہ تم ہماری بچی اور ہم سب کو گولی مار دیتے۔ بغیر کسی وجہ یا شرعی جواز کے تم نے طلاق دے دی اور فیصلہ کر کے اس پر عمل بھی کر دیا۔۔۔ آخر تم نے ہم سے کس بات کا بدلہ لیا ہے۔۔۔ جب تمہاری اور تمہارے والدین کی رضامندی سے ہی یہ شادی ہوئی۔۔۔ تم نے ہمیں پوری برادری میں ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ ہچکیوں سے رونے لگ گیا۔

ماحول میں خاصی گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہو چکی تھی۔ لوگ کھا جانے والی نظروں سے ہم دونوں کو تک رہے تھے اور آپس میں کانا پھوسی بھی شروع ہو گئی۔ اب وہ مولوی صاحب جنہوں نے نکاح پڑھایا تھا بڑے خشوع و خضوع سے شروع ہوئے۔

''عزیزم! کبھی کبھی غلط فہمی یا کسی اور وجہ سے انسان عجلت میں نامناسب فیصلے بھی کر لیتا ہے۔ شریعت

میں ایسی نادانی کے لیے بھی گنجائش موجود ہے۔ اگر تم میرے چند سوالات کا جواب دینا پسند کرو تو میں ۔۔۔؟"

لڑکا بیچ میں بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "مولانا! بالضرورت و رغبت نکاح کرنا اور بوجوہ کراہت طلاق کا شرعی حق مجھے حاصل ہے ۔۔۔ میں اس ضمن میں مزید گفتگو کرنے یا نہ کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔"

اس کی خاموشی سادھنے پہ اس کے والد بادل نخواستہ گویا ہوئے۔

"برخوردار! جیسے نکاح کے وقت کچھ قریبی عزیز رشتہ دار اور دیگر گواہان کی موجودگی ضروری ہوتی ہے اسی طرح باکراہت علیحدگی پہ بھی کچھ گواہیاں اور شواہد ضروری ہوتے ہیں ۔۔۔ اب جب تم نے اپنے ساتھ ہمیں بھی ذلیل و بدنام کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو جس کی تلافی بھی سر دست ممکن نہیں تو کم از کم اس علیحدگی کی وجہ بھی بیان کرو۔۔۔۔؟"

لڑکے نے بڑے تحمل سے جواب دیا۔ "میں ضرور بتا سکتا ہوں مگر کچھ باتیں صرف لڑکی اور لڑکے والوں کے درمیان ہی کرنی مناسب ہوتی ہیں ۔۔۔ سرِ عام نہیں۔"

جب کوئی بات بامِ مقصد پہ پہنچتی ہوئی دکھائی نہ دی تو اعلان کیا گیا کہ دولہے کی جانب سے حق مہر کی حد تک [illegible] تقسیم کر [illegible]

[illegible] کے علاوہ آس پاس کے ماحول کو خاصا رنجیدہ اور سنجیدہ بنا دیا تھا ۔۔۔ طرح طرح کی باتیں اس پہ ہو رہی تھیں ۔۔۔ سب آپس میں رشتہ دار یا پاس پڑوس والے تھے۔ ایک عجیب و غریب جتنے منہ اتنی باتیں۔ [illegible] کرتے ہوئے چلے گئے ۔۔۔ وہی بات کہ [illegible] کسی کا بسے یا اجڑے شریکوں کو صرف تماشا لگانا ہوتا ہے۔ ہر تماشے کا کوئی نہ کوئی "دی اینڈ" بھی ہوتا ہے اس کے بعد تماشا اور تماش بین اپنے اپنے راستوں پہ ہوتے ہیں ۔۔۔ اللہ پاک نے شاید ان دونوں پارٹیوں کو کچھ عقل اور تحمل عطا کر دیا ۔۔۔ شام کو جب ذرا فراغت ملی تو لڑکی کا باپ اور ماما اپنے چوہدری بشیر احمد مجھے لے کر بیٹھک میں بیٹھ گئے ۔۔۔ لڑکی طلاق لے کر ابھی تک اپنے میکے نہیں پہنچی تھی کہ وہ [illegible] کی وجہ سے اس قابل نہیں تھی۔ ڈاکٹر نے اسے سکون آور دوا کے ذریعہ سلایا ہوا تھا۔ کسی کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا ہے۔ دونوں گھروں کے کسی بھی فرد کا ذہن اس ناگہانی افتاد کو قبول کرنے پہ تیار نہیں تھا اور ماما اپنے ہونہار بیٹا چوہدری تنویر احمد ایسے نفیس مطلق سے تھے جیسے انہوں بیوی کو نکاح کے بارہ گھنٹوں بعد بھی طلاق [illegible] دی ہو کھانے میں نمک ہلکا سا زیادہ ہونے پہ معمولی سی سرزنش کی ہو۔

ہم چند معدودے لوگ جب کسی حتمی نتیجے پہ پہنچنے کے لیے بیٹھک میں بیٹھے تو فریقین کے اذہان سے کافی

حد تک تلخی کا ادبار چھوٹ چکا تھا۔۔۔ اس حقیقت کو خاندانی لوہار خوب جانتا ہے کہ لوہے کو کب اور کس طرح کس قسم کے عمل سے گزارنا ہے۔ میں جب سے ادھر پہنچا تھا سوائے علیک سلیک اور چند رسمی جملوں کے علاوہ کسی بات چیت میں حصہ نہیں لیا تھا۔۔۔ میں ان چوہدریوں [illegible] شخصیتوں اور خواہشوں کو خوب سمجھتا ہوں ان کے نزدیک "اک چپ سو سکھ" والی پالیسی بڑی نتیجہ خیز ہوتی ہے اور پھر میں جو کچھ بھی تھا وہ اس پنچے کے لیے تھا۔ اس کے رشتہ داروں اور سسرالیوں کے لیے میں شاید تعویذ گنڈوں والے پیر فقیر کی مانند تھا۔ میں ان کی نظروں میں اپنے رتبے پر چڑھ رہا تھا۔ اس لیے خاموشی سادھے ہوئے اپنی جگہ پر کسی بے کار چیز کی طرح پڑا ہوا لیکن اس امر سے بھی واقف تھا کہ مجھے ایک مشاق لوہار کی طرح کب اور کیسا سلوک "ان نیم خام" لوہے کے ہاتھوں" سے روا رکھنا ہے۔ اب وہ وقت شاید آ گیا تھا۔ چوہدری بشیر احمد نے انتہائی بے دلی سے مجھ سے پوچھا۔

"باباجی! آپ سے تو یہ بات [illegible] مخفی نہیں ہے۔ میں حیران ہوں اس کے باوجود اس نے ایسی غیر انسانی حرکت کی۔۔۔" چوہدری تو میرے دائیں پہلو بیٹھا ہوا تھا شاید اس کے باپ کی اس بات کا جواب دینا چاہا مگر میں نے پاؤں سے اس کے پیر کو دباتے ہوئے جواب دینے سے باز رہنے کا اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

"[illegible] دوسری کے سکتے ہیں [illegible] دل ملے کا میل اور کرموں کا [illegible] ہے۔۔۔ اسے نہ اختلافات اس سے کوئی تعلق نہیں تھی۔ طرفین کی رضا و رغبت سے شادی اور تمام میاں بیوی والے مراحل بخوبی طے ہوئے [illegible] جوش قسمت کہ رات کے آخری [illegible] دلہا [illegible] غسل [illegible] کے بعد جب [illegible] آیا تو گہری نیند سے [illegible] لے رہی تھی۔ خراٹوں کا بھیانک صوتی آہنگ [illegible] یوں تھا جو ایک مخصوص پیچ کے افراد سے [illegible] سے کم نہیں ہوتا۔۔۔ اس صورت حال میں ان سے کوئی بھی ایسی انتہائی حرکت سرزد ہو سکتی ہے جس کی کسی صورت توقع نہیں کی جا سکتی۔"

بڑے چوہدری صاحب آنکھیں پھاڑے میری جانب دیکھ رہے تھے جبکہ لڑکی کے باپ کی حالت یوں جیسے کسی نے ان کی زبان قبضے میں کر لی ہو۔ میں یہ [illegible] ان کا [illegible] جانے کی غرض سے [illegible] کہا۔ یہ خاموشی کے ساتھ [illegible] شاید [illegible] کے [illegible] رہے تھے
چوہدری بشیر احمد نے ہی خشک ہونٹوں کو زبان سے تر کرتے ہوئے کہا۔

"باباجی! اس نے تو قریب قریب ہر امتحان لیتا ہے۔ میں لیتا ہوں میری اہلیہ بھی۔۔۔ [illegible] داماد سب لیتے ہیں۔۔۔ مگر ایسا کچھ تو کبھی اس گھر میں نہیں ہوا۔۔۔"

میں نے ایک استہزائیہ سی نگاہ چوہدری نوید پر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک تو آپ کے خراٹے ایسی نوعیت کے نہیں ہیں۔۔۔ دوسری وجہ یہ کہ چوہدری نوید ہمیشہ دوسروں سے الگ تھلگ شب بسری کا عادی ہے۔۔۔ اگر کبھی ایسی صورت پیدا ہو بھی جائے کہ اسے اجتماعی طور پر رہنا پڑ جائے تو وہ اطمینان کر لے گا کہ ادھر کوئی خراٹے لینے والا فرد تو نہیں۔۔۔"

چوہدری بشیر احمد میری بات پر اپنی بات رکھتے ہوئے بولا۔

"یہ میرا پتر ہے اتنا سا چھوٹا تھا اب ماشاءاللہ اچھا گھبرو جوان۔۔۔ مگر میں تو یہ سب کچھ نہیں جانتا، آپ اتنی تفصیل سے اس کی یہ عادتیں کیسے جانتے ہیں؟"

میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ محض باپ ہیں اس لیے نہیں جانتے اور میں اس کا بابا ہوں اس لیے جانتا ہوں۔ باپ میں ایک 'با' ہوتا ہے اور 'بابا' میں دو چوہدری صاحب!۔۔۔ بحیثیت باپ آپ کو کچھ یاد ہو گا بچپن میں بھی یہ شور زدہ سے چیختے اور خراٹوں سے پریشان ہو جاتا تھا اور ابھی دو دن پہلے آپ نے مکہ شریف سے ٹیلیفون پر اس کی شکایت کرتے ہوئے بتایا تھا کہ نوید اپنی منگلی کو چھوڑ کر کسی دوسرے ہوٹل میں چلا گیا ہے اور میں [illegible]۔۔۔ آپ میری بات کو سمجھے نہیں [illegible] ٹیلیفون پر [illegible] اور آپ اس باریک بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اصل قصہ یوں تھا کہ آپ میاں بیوی بھی خراٹوں کے عادی ہیں [illegible] بھی تو زبردست خراٹوں کے عادی مریض۔۔۔ اصل بات بتانے کے بجائے اپنی اور آپ صاحب کی آسودگی کی خاطر دوسرے ہوٹل میں چلا گیا۔ اس کی [illegible] نہیں بلکہ یہ اس کی عقلمندی اور وقت کی ضرورت تھی۔۔۔ اب اس شادی کے موقع پر آپ دونوں پرندوں سے غلطی یہ ہوئی کہ لڑکی کی اس عادت یا مرض کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے [illegible] کو بے خبر رکھا۔۔۔ آیئے میں آپ کو ایک چھوٹا سا عام سا واقعہ سناتا ہوں۔ میرے ایک عقیدت مند کی ایک خلیری بہن تھی۔ جن سے قبل پیٹ کے کسی عارضے کی وجہ سے ہر وقت پیچ میں ہوتی تھی۔ تمباکو نوشی کرنے سے افاقہ رہتا تھا۔ بچپن سے لڑکپن اور شباب تک وہ حقے کی ایسی عادی ہو چکی کہ اب اس کے بغیر اس کا رہنا ناممکن تھا۔۔۔ ایک چھوٹا سا حقہ ہر وقت اس کے تصرف میں رہتا۔۔۔ سارے خاندان والے اس کی کمزوری کو سمجھتے تھے اس لیے کوئی اس سے شادی نہیں کرتا تھا۔ ہوتے ہوتے اب اس کی شادی کا وقت آیا تو یہ خلل بھی آڑے آیا۔۔۔ جو بھی رشتہ آتا حقہ نوشی کا سن کر بھاگ جاتا۔ وہ بیاہ والی عمر کی حد چھوتی۔۔۔ کئی رتیں آئیں گئیں یہ بے نیاز رہے تو اس اپنی جوانی کی چادر میں بھی حقے کی ہمراہی خط کشید کرتی رہی۔۔۔ کہتے ہیں کہ بارہ برس بعد روڑی کی بھی سنی جاتی ہے۔ کہیں دور کے گاؤں سے ایک رشتہ آیا۔ بندہ کوئی افسر ٹائپ تھا۔ خود بھی سگریٹ کا

پانچ خقہ کا رسیا ــــ سردیسلن تیرچل نواز اور نصراللہ خان پیر صاحب پگاڑو کی طرح تمباکو کا کیڑا ــــ وہ کسی ایسی شریکِ حیات کی جستجو میں تھا جو اس کی بے انتہا تمباکو نوشی سے متنفر نہ ہو بلکہ اک اور حقے کے پہلو میں بیٹھے "واریاں لیں اور دیں" اس طرح تمباکو کی بھینی بھینی مہکاروں سے مشامِ جاں کو تازہ کرتے رہیں۔ بے حساب و بے شمار تمباکو نوشی کی وجہ سے اس کے کئی رشتے ہوتے ہوتے رہ گئے تھے۔ ادھر لڑکی والوں کے بھی وارے نیارے ہو گئے ــــ بڑی شان و شوکت سے بارات آئی مہمانوں کی انواع و اقسام کے تمباکو، حقوں، سگریٹوں، سگاروں سے تواضع کی گئی ــــ دولہا گھوڑی پہ بیٹھا ہوانا کے قیمتی سگار سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ باراتیوں کے ہاتھوں میں بھی سگار تھے۔ جہیز میں لڑکی کو بہت کچھ دیا گیا ــــ خاص طور پر چاندی کا قیمتی حقہ جو خصوصی طور پہ کاریگر سے بنوایا گیا ــــ جس کی منہال سونے کی اور دستِ پناہ چاندی کا، چلم کا گنبد تانبے کا، نیچہ چیتل اور اونٹ کی پوست کا تھا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ایسی کامیاب اور ہر کل شادی آج تک نہیں دیکھی گئی۔

یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ دونوں شادی سے قبل ایک دوسرے کے معائب و محاسن کو جانتے سمجھتے تھے جبکہ یہاں ایسا نہیں ہوا ــــ لڑکی والے اپنی بیٹی کے اس مرض سے اچھی طرح واقف تھے

[illegible]

شریکِ حیات کے بارے میں ہر پہلو کا خیال رکھتے۔"

میری باتیں تو کھری کھری اور تلخ تھیں جو دونوں پارٹیاں اپنی اپنی جگہ پی گئیں اور محسوس کر رہی تھیں کہ مناسب ماحول [illegible]

"چوہدری صاحب بتائیے کیا آپ اپنی بیٹی کی اس پریشانی سے واقف نہیں تھے؟ وہ بچپن ہی سے گھر کے افراد سے اجتناب رکھتی تھی۔ آپ نے اس سلسلے میں ڈاکٹروں اور ماہرین سے کئی کئی مرتبہ رجوع فرمایا ــــ ڈاکٹر حکیم اور مختلف طریقہ ہائے علاج بھی آزمائے گئے لیکن بیماری بھی تھی مگر بیٹی نہ مانی ــــ پڑھی لکھی، خوبصورت بیٹی شادی کی عمر کو آ گئی ــــ آپ کو بہت اچھا بر بھی مل گیا اور شادی ہو گئی۔ اچانک پہلی رات اس پہ ظاہر ہوا کہ بیوی گھر والوں کی بیمار ہے ــــ وہ بھاگ گیا پہلے تو اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا پھر جو اس کی سمجھ میں آیا وہ کر گزرا ــــ اب سارا کا سارا حساب کتاب آپ کے سامنے ہے۔ مجھے اجازت دیں رات کے وقت میری کچھ مصروفیات ہیں۔

میں واپسی کے لیے گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ لڑکی کا والد لپکتا ہوا میرے پاس آیا۔ نہایت بھرے لہجہ میں مخاطب ہوا۔

"باباجی! اجازت دیں تو ایک دو باتیں پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں۔"

"پوچھئے۔۔۔" میں نے اس کی [illegible] دیکھتے ہوئے کہا۔

"باباجی! آپ نے ابھی اندر جو باتیں کی ہیں وہ تو میرے گھر کے اندر کی باتیں ہیں۔ زندگی میں پہلی مرتبہ آج آپ سے ملاقات اور بالمشافہ گفتگو کا شرف حاصل ہوا۔ آپ میرے گھر اور بچوں کے معاملات اتنی تفصیل سے کیسے جانتے ہیں اور وہ باتیں بھی جن کا تعلق محض ہماری ذات سے ہے۔"

بڑی نرمی سے میں نے جواب میں کہا۔ "حضرت! اس کا جواب تو آپ نے سوال کرنے سے پہلے خود ہی دے دیا ہوا ہے۔"

وہ قدرے غور کرتے ہوئے بولا۔ "میں کچھ سمجھا نہیں.....؟"

"بھائی! آپ نے مجھے کیا کہہ کر مخاطب کیا تھا۔"

وہ حیرت سے بولا۔ "میں نے آپ کو باباجی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔"

معاً اس کے ہاتھ کو تھپتھپاتے ہوئے میں نے جواباً کہا۔ "آپ نے مجھے صحیح بابا کہا تھا....!"

[illegible]

ہوتے ہیں۔ [illegible] موسموں کی تبدیلیاں، طعام و مشروبات، خوشبوئیں، بدبوئیں، پھل پھول، دن رات، مخصوص [illegible] چرند پرند چوپائے، [illegible] تہوار اور بھی بہت کچھ؟ [illegible] تو یہ کوئی خود ہی یادی، کوئی خاص نفسیاتی عارضہ [illegible] خاص طور پر اس کے جنگلی جانور کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کا جنگلی جانور [illegible] تو ظاہر ہے اس کے زیر اثر اس پاس اگر کوئی فرد [illegible] کے روپ میں ہوگا تو یہ پکڑنے جھپٹنے پر آمادہ ہو جائے گا یا اس کی حرکات اور رویوں میں بے چینی، اضطراب، خطرہ در آئے گا۔ [illegible] کے آگے کوئی چیز [illegible] جب وہ لقمہ تر کھائے گا۔ چاندنی [illegible] اور زخم ہوئی کیفیت کر دیتی ہیں۔ ماحول [illegible] ہوں تو انہیں سورج کے ڈوبتے [illegible] کے نتھنوں کی سانسوں سے [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] برداشت نہیں کر سکتے۔ باورچی خانہ میں برتنوں کے کھڑکنے کی آوازیں [illegible] تخلیقی کام کرنے والوں میں انتشار پیدا کرنے کا موجب بنتی ہیں۔ گدھے کی ڈھینچوں ڈھینچوں [illegible] آوارہ [illegible] جھینگروں کی بے طرح آوازیں [illegible] دھوبی کی

نجومِ حاملہ کا دردِ زہ سے کراہنا ۔۔۔ چوکیدار کے کھنکھرو اور سوٹے کی ٹک ٹک یا جاگتے رہو کی آواز ۔۔۔ طبلہ مردنگ کی ٹھکائی کی تھک تھک ۔۔۔ خوف کی کراہٹ سرخ اور سیاہ رنگ ۔۔۔ کسی درندے کا کسی معصوم اور کمزور جاندار پہ جھپٹنا ۔۔۔ غروبِ آفتاب، سورج گرہن علیٰ ھذا القیاس ہزاروں رنگ ڈھنگ یوں کہ حضرتِ انسان ان سے بھرے ۔۔۔۔ موسیقی میں کئی ایک راگ ایسے کہ اگر ان کی سماعت اور وقتِ حاضری میں احتیاط نہ برتی جائے تو خودکشی کے رجحانات عود آتے ہیں۔

میرے ایک بیٹے نے اپنا اچھا خاصا کاروبار محض اس لیے خراب کرلیا کہ اس کے پارٹنر کا ناک ابوجہل اور ابوالہول کی طرح تھا۔ ایک شام وہ خاصا پریشان میرے ہاں پہنچا۔

''الٰہی خیر ۔۔۔!'' اس کا بنا ہوا تھوبڑا دیکھتے ہی خود بخود میرے منہ سے نکل گیا۔ علیک سلیک اور دست بوسی کے بعد پھٹ پڑا۔

''بابا جی! مجھے لگتا ہے عنقریب آپ کو میرے بارے کوئی اچھی بری خبر سننے کو ملے گی۔''

میں نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ ''کواس بند کرو اور وہ بات بتاؤ جس کی وجہ سے تمہارے دماغ میں ایسا فتنا ہی [illegible] آیا ہے؟''

[illegible]

آلۂ قتل میرے علاقہ تھانے میں اس نے قتل کے ضمن میں اقبالی بیان لکھ رہا ہوتا مگر آپ کی [illegible] میں مشکل خود پہ قابو پاتے ہوئے ادھر نکل آیا۔''

''پوری بات بتاؤ ۔۔۔ [illegible]''

''ابھی سہ پہر کی چائے پر کے میں دفتر میں بیٹھا تھا کہ وہ وقت سے کچھ پہلے ہی لوٹ آیا سے پہنچ کر کے واپس آ گیا۔ گرمی پسینے سے اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا ۔۔۔ پہنچتے ہی وہ صوفے پہ ڈھے گیا۔ میں نے پانی چائے کا پوچھا۔ اس نے ہاں ناں میں کوئی جواب نہ دیا تو میں نے خود ہی اس کے لیے چائے بنانی شروع کر دی۔ اب اُس سے مخاطب ہوا۔

''اٹھو منہ پہ پانی کا چھینٹا کا لو ۔۔۔ اتنی دیر میں چائے تیار ہو جاتی ہے۔''

وہ جلدی ہی واپس نکل آیا ۔۔۔ جیسے واش روم میں ہاتھ منہ دھوئے نہیں محض گیلے کرنے گیا ہو۔

اچھا! آپ جانتے ہیں کہ میں بات چیت کرتے وقت اس کے چہرے کی جانب کبھی نہیں دیکھتا۔ بالادب بچے کی طرح سر اور نظریں جھکائے رکھتا ہوں کہ آپ نے ایک بار نصیحت کی تھی کہ [illegible] لانگ پارٹنر کے روبرو بالادب با ملاحظہ کا صوفہ ہی کر رہنا چاہیے کہ یہ دونوں جب چاہیں نالہ کا [illegible]

اور دوسری خاص وجہ اُن کے چہرے کا وہ حصہ ہے جس سے انسان کا وقار، بھرم اور عزت کا معاملہ قائم رہتا ہے۔ جسے میں بقصد کوشش بھی ایک نظر دیکھ نہیں سکتا۔ یہاں نظریۂ ضرورت کا فلسفہ بھی کچھ کام نہ آیا..... میں نے کچھ گڑبڑ محسوس کرتے ہوئے یونہی ان چاہے میں اُس کے چہرے پہ نظر ڈالی تو ناک خاصا پھولا ہوا اور سرخ آلو بخارا کی مانند دکھائی دیا..... اک دم مجھے نپولین یاد آ گیا۔ جس نے مصر میں ابوالہول کے مجسمے کا ناک تڑوا دیا تھا کہ یہ خاصا بھدا ہے میں اس مزید برداشت نہیں کر سکتا...... خدا جانے کیا ہوا میرا دماغ اک دم اُلٹ گیا..... اب میرا ارادہ کہ کسی طرح میں اس کے مجوبہ ناک کا قصہ پاک کر دوں اور اللہ کی معصوم مخلوق کو اس کے آزار سے آزاد کرا دوں۔ اس ڈیڑھ ساری نازک اندام بیوی جس کا پورا وجود اس کے ناک کے حجم سے بھی کہیں کم ہے اور میں خود جو عرصہ ساڑھے تین برس سے کئی بار اسے یا کم از کم اس کے ناک کو سبوتاژ کرنے کے منصوبوں پہ سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔ مگر ہنوز کوئی ایسا آزمودہ طریقہ دریافت نہ کر سکا جس سے میری عزت سادات پہ بھی آنچ نہ آئے اور موذی ناک کا [illegible] بھی ہو جائے۔

میں نے اس کی ہرزہ سرائی سے جب خاصا بیزار ہو چکا تو ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"شاہ صاحب معقول کہاں سے لاؤں آلۂ قتل؟"

[illegible] وہ پاپی ناک والا ٹھہرا تھا کوشش کے باوجود کوئی ایسا اوزار دکھائی نہ دیا جسے اس مقصد کے لیے کام میں لایا جا سکتا ہو۔ سوائے سنگِ سفید کے ایک پیپر ویٹ کے مگر وہ اس کے منحوس ناک سے بہت زیادہ نازک اور کارآمد تھا پیپر نائف سے تو موم کا ناک تک [illegible] نہیں جا سکتا [illegible] آپ سکتا ہے۔"

میں نے اوچھے ہوتے پھر پوچھا۔ "اس کا مطلب ہے کہ موذی ناک ابھی اپنے چہرے اور چہرہ اپنے جسم کے ساتھ سلامتی میں ہے۔"

"جی ہاں میری بدقسمتی کہ موقع بھی ملا مگر کوئی اوزار ہاتھ نہ لگا۔ سچ پوچھیں تو میں اسی پریشانی میں یہاں آیا تھا۔ آپ میرے بابا ہیں کچھ میری دستگیری فرمائیں گے۔"

دیکھا آپ نے ناک اس کے پارٹنر کے چہرے پہ ہے۔ تکلیف اس سید زادے کو ہے اور اسکی بیزاری اور نفرت کہ وہ اسے پار کرنے کا کوئی محفوظ اور شریفانہ طریقہ ڈھونڈ رہا ہے اور اس نیک کام میں میری دستگیری کا بھی طلبگار ہے۔

میں اس کے مسئلے کو خوب سمجھتا ہوں۔ اس ناک سے شاہ صاحب کا تعلق اور دشمنی بہت پرانی ہے..... ان کے والد مرحوم بھی ناک والے کے ابا جنت مکانی کے کاروباری پارٹنر تھے..... آگے پیچھے دونوں

کے اتوں کا ارتحال ہوا تو غیر محسوس انداز میں یہ دونوں اسی کاروبار میں اپنے اپنے مرحومین کی جگہوں پہ آ بیٹھے۔
گویا اس حادثہ نما واقعہ میں یہ ہولناک ناک میرے بچے شاہ صاحب کو کاروباری وراثت میں ملا —
شاہ صاحب کا اصل مسئلہ ناک نہیں ان کا جبلی جانور اور اک خاص طرح طبیعت تھا۔ جس کا ذکر پہلے کہیں ہو چکا
ہے۔ ہمارے پرانے بزرگ اپنے بچوں کی شادیاں بیاہ — بہت دیکھ بھال اور چھان پھٹک کے بعد کرتے
تھے — ان کے باندھے ہوئے بندھن بڑے مضبوط اور بابرکت بھی ثابت ہوتے … گو ہمارے بزرگ بھی
پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے مگر ان کے ہاں باطنی علم، تجربہ مشاہدہ وافر اداس ہوتا تھا۔ وہ ماتھے پڑھ لیا کرتے تھے۔
انسانی فطرت اور اس کی جبلت پہ ان کی پوری پوری نظر ہوتی تھی — وہ ظاہری خوبصورتی، دولت و حشمت
قد کاٹھ رنگ و روپ کی بجائے — سیرت، نیت و نگاہ، غیرت و حیا اور فریقین کی مزاجی طبعی ہم آہنگیاں کو مد نظر
میں لاتے تھے — جائیداد زمین جانور اور ہتھیاروں کی خرید فروخت، دوستیاں دشمنیاں اور رشتہ داریاں
نبھانے میں بڑی وضعداریاں دکھاتے تھے۔

شرالی کی بات دراصل میرے اپنے بابا جی کے ذکر سے نکلی تھی کہ وہ کچھ کے باہر بھی شفقت پیدا کی [illegible]
لیے کہ باہر کا [illegible] خوشبو تھی [illegible]
[illegible]
غرض سے [illegible] خود بخود واردہ ہیں۔ اس حالت میں ایک خارج ہوتی تعفن کی آواز اللہ ھو
(اللہ ھو) کہلاتی ہیں اور یہ اللہ ھو والے آدمیوں کے لیے بدحواسی اور تعفن کا باعث نہیں بلکہ انتہائی رحمت و برکت
کے حامل ہوتے ہیں۔ ہم خود اپنے [illegible] کے اللہ ھو [illegible] کرتے تھے۔ یہ بھی
کہ جو کوئی کسی ولی اللہ کے اللہ ھو سے الجھے وہ بھی کسی اللہ ھو کے لپٹنے کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اب میں بابا جی کی پانچویں نمبر اللہ ھو نے میں رہا تھا — لپٹنے سے پیشتر انہوں نے حقہ [illegible]
جانے کا حکم دیا اور تب ہی کی وصیت کا ذکر فرمایا تھا۔ [illegible] شب کا تجربہ — [illegible]
[illegible] — اور پھر [illegible] کا اچار تازہ بتازہ مکھن اور جوانی کی [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] ہوتی ہے۔ پیٹ میں پہنچتے ہی کسی ہوش و حواس [illegible]
ہے [illegible] سب [illegible] باقی [illegible] ہوتا ہی رہے [illegible]
[illegible] کہیں یہ [illegible] نہ پہنچ سکے۔

علی الصباح اس دیہاتی لسی کے خمار پیدا کرنے والے تحریکات پہ گہری توجہ کے بعد اس نتیجہ پہ پہنچا
ہوں کہ یہ محض دیسی دودھ بلونے ہی کا کمال نہیں، کچھ اور لوازمات بھی ہیں جن کے تحرکات روحانیت [illegible]

کی کیفیات عود آتی ہیں۔ اس برکت وحمت والی لسی میں اس ظہور کے نور کی شفافیت بھی سرایت ہوتی ہے —— وہی دھیمی ٹھنڈک —— مہرِ جہاں تاب کی وہ لو خیز کرنیں شعاعیں اور لہریں بھی، جو حیات خیز ہی نہیں، حقانیت اور روحانیت کا سرچشمہ بھی ہوتی ہیں۔

چکی کے آہنی قطب کی مانند اس کی چوٹی مدھانی بھی ایک ابدال ہی ہوتی ہے —— پیچھے مجرنور اوپر گرفت طور ماہین تمسر منصور اور قرآنی ہات میں محصور —— جب کوئی مشکل خور اسے اللہ ھو کے سرمدی آہنگ پہ ماٹ میں رڑکے لگاتی ہے تو ایسی لسی نوش کر کے جو قیدیا خمار اترتا ہے جس میں وہ اللہ ھو نے اپنی سرمدی بہار دکھانا شروع کرتے ہیں جو خاصان خاص کا ہی خاصا ہوتے ہیں۔ لسی کا خمیر دہی میں ہوتا ہے اور دہی کا خمیر دودھ سے تیار ہوتا ہے —— سویا ہوا کھوٹ جاگے تو اس کے سوئے ہوئے بھاگ بھی نہیں جاگتے —— شیر آتش خیز میں نخ بستہ "جاگ" نہ لگے تو وہ بھی یونہی کلیں بنا جو بندہ سراپا سیال ہوتا ہے اور یعنی مکمل تھال تھال ..... ناخن پیچھے کی مانند گوشت نہ ہڈی ....!

سرکے بالا سا مردہ کا ہوا ہوا بے حس و حرکت ہو کے پاؤں ذرا [illegible] یا گھٹی کی جانب سرک کر بابا کے پاؤں سے [illegible] ..... بابا کے [illegible]

"[illegible]"

[illegible] چھوٹے مایاں جو چارپائی پہ بیٹھے لیٹے ابا جی کے پاؤں پہ بیٹھ کر پیا کرتے تھے اور پھر خود بھی اپنے بچوں کے بعد پوتوں پوتیوں نواسوں کو بھی دیتے۔

"[illegible] ...!"

ایک اور ملاحظہ فرمائیں۔

"آ کا با تو کی تا کو تانیاں ... گھر ہویا کاکا تو کے ماری چیخ کاکا اپ گیا سیت ...!"

"اللہ ھو باوے والا بابا [illegible] آوے کا ہاؤں ہے [illegible] کی اک روپیا کھوٹا نوا لیا نما لوٹا، لوٹے وچ پانی، ماں تیری رانی، پیو تیرا راجا [illegible] چاندی دیاں پوڑیاں، تے بھیناں گوریاں، اک بکن کالی، اوہ دو کر ماں والی.....!"

"[illegible] ......!"

اسی طرح اور بھی کئی گن تھے جو بچوں والے گھروں میں زبان زدِ عام تھے —— بچوں کے لیے ٹھوٹے مایاں اور تو گھروں کے لیے جھولے پینگیں پنگوڑے .... ساون کی جھکی ہوئی رُتیں —— گھٹا سور گھٹا میں، چھما چھم مینہ برستی برساتیں .... آموں کے باغ، جامنوں کے ڈھیر .... کوکلیں، قمریاں، عندلیبیں، بلبلیں

طوطے۔ مستیاں، ترنگیں، امنگیں..... کیا کچھ نہ تھا اب کہیں اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔

یہی کچھ اپنی عمر، عقل کے مطابق سوچتا کھوجتا ..... جانے کب کہیں نیند کی کسی گلی میں اُچک لیا۔ پھر پتھری پتھریلی سی گلیں ..... کیا دیکھتا ہوں میں ایک ڈھلوانی پتلی سی گلی میں اترتا جا رہا ہوں۔ پیچھے سے بابا سبحان اللہ کی آواز گونجتی ہے۔

"سبحان اللہ سبحان اللہ ..... بچے! پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا [illegible] زدہ ہو جاؤ گے ....."

• تلوار کی اَنی، ہیرے کی کنی.....!

کہتے ہیں کہ ہیرے جواہرات کو حاصل کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ انسان خود ان جیسی صفات اپنے اندر پیدا کر لے۔ فتح خان دنیا اور اس کی آسائشوں کا کچھ زیادہ طالب نہیں تھا۔ اصل پہلوانوں فنکاروں کی طرح پیشہ ور [illegible] باز بھی زیادہ تر متوکل، قناعت پسند اور حال مست ہونے کے ساتھ ساتھ [illegible] تلوار کے بھی [illegible] ہوتے ہیں ..... وفاداری [illegible] مگر فتح خان [illegible] توقعات سے کہیں آگے بڑھ کر عسکری میدانوں میں کامیابیاں حاصل کی تھیں ..... سکھ بڑی دلیر اور جنگجو قوم ہے۔ [illegible] کی کمر میں کرپان کی موجودگی اس کے اندر فخر کی نشاندہی کے لیے کافی ہے۔ بہادر انسان میں [illegible] کے ساتھ ایک نمایاں خوبی یہ بھی [illegible] کہ وہ [illegible] بہادر دلیر انسان کی عزت کرتا ہے چاہے وہ جانی دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح یہ استاد شاگرد بھی مذہبی، علاقائی اور لسانی فرق ہونے کے باوجود انسانی اور فنِ حرب کی مشترک قدروں کی وجہ سے ایک دوسرے کے بہت قریب تھے ..... ایک ساتھ کھاتا پیتا، ایک ہی زاویے سے سوچتا ..... اسی مہربان کی خصوصی کاوشوں اور توجہ سے وہ اس مقام پر تھا کہ راجہ رنجیت سنگھ نہ صرف اس پر بے پناہ اعتماد کرتا بلکہ اسے ناقابلِ شکست بھی سمجھتا تھا ..... نہ جانے کیسے احساس ہو گیا تھا کہ فتح خان اپنے نام کی مانند اس کے راج پاٹ اور شہرت کے لیے فتح کا نشان ہے اور یہ بھی کہ مسلمانوں اور خاص طور پر فتح خان کے قبضے میں ایسی [illegible] ہیں جو ان سے بڑے کام لے سکتے ہیں ..... اور قدردان مردم شناس راجہ اپنے سینا پتی خوشحال سنگھ کو بھی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا کہ وہ اور اس کا شاگرد ..... راجہ راج پاٹ اور راج دربار کے لیے عزت، حفاظت اور اعتماد کا نشان ہیں۔

سینا پتی، اس کا استاد تھا کہ خوشحال سنگھ خوب جانتا تھا کہ اس کی بیوی انتقال کر چکی ہے۔ وہ بیٹے [illegible]

اور قاسم خان اپنی بوڑھی نانی کے پاس رہتے ہیں اور یہ بھی کسی حد تک معلوم تھا کہ اس کا بوڑھا سسر افغانی بابا' چالاک کھوجا ہے۔ جو کسی دھیان گیان کے سلسلہ میں کہیں مگن ہے... یہ بھی کہ اس کے ہاتھوں' بازوؤں اور پاؤں کے دھرتی اپنے وجود کو کھول دیتی ہے' پتھر پہاڑ آ کے گود بھر لیتے ہیں۔ ادھر راجہ دھنپت رائے بھی گیانی دھیانی بدھی مانوں پہ خوب وشواس دھرنے والا منش تھا۔

فتح خان کو جے پور میں براجے کئی روز گزر چکے تھے۔ ساس کی بیماری بڑھاپے کے علاوہ بڑے بیٹے ہاشم خان کے پُراسرار حالات نے جو رخ اختیار کیا اُس کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اس وقت تک واپس اپنے جتھے میں نہ جائے جب تک گھر کے حالات سے مطمئن نہ ہو جائے۔ ایک اور خوشگوار تبدیلی جو سسر کی جانب سے عطا ہونے قیمتی پتھروں اور ان سے [illegible] راجہ کی ملاقات سے حاصل ہوئی تھی وہ بھی ایک وجہ تھی۔ اس کے علاوہ ان سے جو روزانہ [illegible] کے بعد غائبانہ ملاقات اور بات چیت ہوتی تھی اس کا مزہ اور کیفیت بھی کچھ نیا انوکھی تھی۔ اس ملاقات کے بعد وہ سارا دن ایک عجیب سے انبساط میں لہرتا رہتا... جیسے [illegible] کا فوری تھے نے اس [illegible] اس کا محسن استاد اور دوست بھی تھا۔ اس مقام تک پہنچنے میں وہی تو تھا جس نے اس کا ساتھ دیا... اب [illegible] ملاقات پہ تمام حالات و واقعات [illegible] اس کے گوش گزار کر دیئے... وہ آنکھیں پھیلائے اس کی سب عجیب باتوں پہ غور کر رہا تھا۔ مثلاً اپنے نواسے کا [illegible] بھی دستیاب نہ تھے... اس کے علاوہ کسی اور کو دکھائی تو دینا' کھیلنے کے لیے قیمتی پتھر کے کنچے' اور خاص طور پہ وہ نایاب جواہر جو فتح خان کے پاس تھے جن کے بارے میں جوہری بازار جواہرات کی گتالی' پالش والے حبیب وارثی المعروف خستو گتالی والے کی رائے تھی کہ ایسے نایاب بیش قیمت جواہر تو کسی راجہ کے خزانے میں بھی نہیں ہوں گے۔

اس ملاقات میں فتح خان نے چمڑے کی تھیلی سے وہ چار دانے پتھروں کے نکال کر خورشید جنگ کی ہتھیلی پہ دھر دیئے... ان کی چمک اور خوش رنگی سے اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ کئی ایک لمحے وہ مسحور سا انہیں تکتا رہا... پھر نظریں ہٹائے بنا بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"اس جوہری بازار والے خستو گتالی والے نے کچھ غلط نہیں کہا تھا۔" وہ انہیں مختلف زاویوں سے دیکھنے تو لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہتھیلی میں ڈال کر واپس دیتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"خستو کے علاوہ کسی اور کو بھی ملاحظہ کرائے...؟"

"نہیں! میں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی ... میں فقط اتنا جاننا چاہتا تھا کہ یہ معمولی پتھر ہیں یا کوئی خاص......"

"فتح خان! میں کوئی پارکھ یا جوہری تو نہیں البتہ اچھے بُرے پتھر اور خاص و عام نگینوں [illegible] کی پہچان ضرور رکھتا ہوں۔ یہ انمول جواہر ہیں ... ایسے تو کسی راجہ مہاراجہ کے کنگن جوشن یا مکٹ مالا میں بھی نہیں دیکھے ... میری مانو تو انہیں کہیں خوب نگہداشت میں رکھو ... اور ہاں! اس جگہ اور مکان میں رہنا اب تمہارے لیے مناسب نہیں میں موقع دیکھتے ہی مہاراجہ سے بات کروں گا اور تمہارے کنبے کے لیے کسی اچھی سی رہائش کا انتظام ہو جائے گا۔"

اب وہ اسے رخصت کا اذن دیتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"اس طرح کے اور کتنے دانے تمہارے بیٹے کے پاس ہیں؟"

"ہیں تو بہت سے مگر وہ شاید ان جیسے نہیں ... بچوں کے کھیلنے والے کنچوں کی طرح کے بچے سے گول گول ... لیکن وہ کانچ کے ہرگز نہیں! آپ چاہیں تو میں وہ بھی لا کر دکھا سکتا ہوں۔"

ٹھاکر خوشبیر سنگھ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"[illegible] ... تمہارے خوش نصیب بیٹے سے بھی مل لوں گا اور گھر بھی دیکھ لوں گا۔"

فتح خان کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ اسے ساتھ لیے گھر کی جانب نکل گیا ... قریب ترین [illegible] مسلمانوں کا علاقہ تھا۔ جامع [illegible] مسلم [illegible] اور [illegible] قبرستان اور [illegible] اسی علاقہ میں واقع تھے۔ اس لیے مردوں پر ٹوپیاں، شانوں پر رومال [illegible] کرتے اور [illegible] دکھائی دے رہے تھے۔ ایک تنگ سی گلی کی نکڑ پہ چھوٹا سا پرانا مکان ... جس میں چند نفر سے [illegible] رہ سکتے تھے مگر اس قدرت [illegible] رہنے کا [illegible] نہیں ہو سکتا تھا ... پرانی سی [illegible] سفید [illegible] نے [illegible] سے ان کا استقبال کیا ... اسی دوران ایک چھوٹا سا بچہ کمرے سے نکل کر اپنے باپ کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ یہ قاسم خان تھا ... [illegible] فتح خان نے قاسم خان سے ہاشم خان کے بارے میں پوچھا [illegible] کہ وہ کہیں کام سے نکلا ہوا ہے ... فتح خان نے حسب منشا وہاں کی خاطر تواضع کی پھر اندر کمرے میں چلا گیا تاکہ وہ قیمتی کنچے لا کر اسے دکھا سکے مگر وہ الٹے پاؤں ہی واپس پلٹ آیا اور باہر دالان میں قاسم [illegible] ماں سے کچھ پوچھنے لگا۔ ٹھاکر خوشبیر سنگھ پشتو میں ہونے والی اس گفتگو کو کچھ سمجھ نہ سکا لیکن اتنا ضرور [illegible] کہ بات کچھ ہاشم خان اور کنچوں کی ہو رہی ہے۔

"خیریت......؟"

فتح خان تشویش بھرے لہجے میں بتانے لگا۔ "میری ساس کہہ رہی ہے کہ ہمارے ادھر پہنچنے سے کوئی دس منٹ پہلے ہاشم خان بُری طرح بھاگتا ہوا آیا اور بغیر کچھ کہے سنے سیدھا اندر پچھلی کوٹھڑی میں گھس گیا اس سے پیشتر کہ اس کی اس حرکت پر کوئی گرفت کی جاتی وہ کنچوں کی تھیلی اٹھائے باہر بھاگ نکلا۔ اس کی نانی تو اٹھنے بیٹھنے سے معذور ۔۔۔ محض آوازیں دیتی رہ گئی۔ اگر آپ میرے ساتھ جانا پسند کریں تو اسے کہیں دیکھتے ہیں کچھ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا اور پھر مجھے اس کے ٹھکانوں کا بھی پتہ ہے۔"

"چلو! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ اس تھیلی میں وہ قیمتی کنچے ہی ہوں گے جن کا ذکر تم مجھ سے کر چکے ہو۔۔۔ میں سمجھتا تھا کہ تم نے ان کی حفاظت کا کوئی معقول بندوبست کیا ہوگا لیکن بچے کا تھیلی کو اتنی آسانی سے باہر لے جانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔"

"میں خود انتہائی حیران ہوں کہ اسے تھیلی کا پتہ کیونکر چلا جبکہ اس کی نانی کو بھی خبر نہیں کہ میں نے یہ تھیلی کدھر چھپا کر رکھا ہے۔"

ادھر [illegible] وہ چلا وہ کہیں نظر [illegible] آیا۔

"بچہ [illegible] ہوتا ہے مگر تمہیں تو احتیاط اور اس پر کڑی نگاہ رکھنی چاہیے۔"

ادھر فتح خان اپنے تئیں سوچ رہا تھا کہ اس بے ڈھنگے بچے نے پیر صاحب کے سامنے اسے شرمندہ کروا دیا ہے۔ فتح [illegible] اس کی تلاش میں [illegible] ہو گیا۔ اس نے ارادہ کر لیا ہوا تھا کہ اب کے وہ اسے سخت سرزنش کرے گا۔

شام سے تھوڑا پہلے گھر پہنچا تو ہاشم خان نانی کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا اس کے کوسنے سن رہا تھا۔ باپ کو آتے دیکھ کر جیسا تھا ویسا ہی پچھلی کوٹھڑی میں گھس گیا ۔۔۔ اندر اسے پکڑنے کے لیے جانے لگا تو ساس نے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔

"کیوں اس کا خون خشک کرنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے ۔۔۔ یہاں میرے پاس بیٹھو میں تمہیں بتاتی ہوں سارا قصہ کیا ہوا ہے۔ ہاشم خان نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دادو شریف کے باہر میدان میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک مجھے دور کھڑے نانو دکھائی دیے جو اشارے سے مجھے بلا رہے تھے۔ وہاں گیا تو نانو نے پوچھا تم کنچوں سے کیوں نہیں کھیلتے۔ میں نے بتا دیا بابا نے میرے کنچے چھین لیے ہیں۔ نانو نے خفا ہوتے ہوئے حکم دیا۔ بھاگا بھاگا گھر جا پچھلی کوٹھڑی میں اناج کے بھڑولے میں کنچوں کی تھیلی دبی پڑی ہے۔

نکال کر لا اور ادھر میرے سامنے بیٹھ کر کھیل ۔۔۔ جب کھیل چکو تو تھیلی ادھر برگد کے نیچے جڑوں میں رکھ دیا کرو، وہاں یہ محفوظ رہے گی۔"

اب وہ پوچھنے لگی۔ "تم نے کنچے چھینے یا اس سے چھپانے کی کیا ضرورت محسوس کی تھی۔ تم جانتے ہو کہ یہ اس کے نانو نے بچے کو کھیلنے کے لیے دیئے ہوئے تھے؟"

فتح خان بوڑھی بیمار اور معمولی عقل و سوچ کی حامل ساس کو کیا جواب دیتا۔ وہ کنچوں کو معمولی کانچ کی گولیاں سمجھے ہوئے تھے جبکہ وہ قیمتی بیش قیمت پتھر تھے ۔۔۔ وہ ٹال مٹول کر کے پچھلی کوٹھڑی میں پہنچ گیا ۔۔۔ کھاٹ پہ پڑی چادروں میں گھسے ہوئے بچے کو بڑے پیار و پچکار سے باہر نکالا ۔۔۔ میٹھی گولی اس کے منہ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے نانو کیسے ہیں؟"

"اچھے ہیں۔۔۔"

"تم نے آج بھی بڑھیا سا کھانا اور مٹھائیاں کھائی ہوں گی ۔۔۔؟"

اس نے سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا۔

" [illegible]"

"نانو نے کہا تھا وہ تیرے کھیلنے کے لیے ہیں۔ کھیلنے کے بعد انہیں پیڑ کے نیچے رکھ [illegible] میں انہیں درگاہ والے [illegible] پیڑ کے نیچے رکھ آیا ہوں ۔۔۔"

اب وہ اسے ساتھ لیے ہوئے [illegible] برگد کے نیچے پہنچا تو [illegible] بسیار کے باوجود وہ تھیلی کہیں دکھائی نہ دی تو وہ جھنجلایا ہوا پوچھنے لگا۔

"بتاؤ کہاں رکھی تھی تھیلی؟ ۔۔۔ یہاں تو کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی۔"

وہ بھلا کیا جواب دیتا۔ بس منہ بسور کر رہ گیا۔ فتح خان بھی کچھ سوچ کر مصلحتاً خاموش ہو رہا۔

اگلے روز صبح نماز کے بعد وہ اس آس میں بیٹھ گیا کہ اختیار کرتے ہی اسے فقیر افغانی بابا سے دوبارہ ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا ۔۔۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اسے محسوس ہوا کہ بابا آس پاس موجود ہیں مگر [illegible] رہے۔ پھر جب انتظار کے بعد بھی جب کچھ صورت برقرار رہی تو اسے یقین ہو گیا کہ [illegible] اجتناب برت رہے ہیں ۔۔۔ ظاہر ہے اس کی سمجھ میں یہی تھا کہ انہیں اس کی بددیانتی کے پیش نظر سے [illegible] گیا تھا جبکہ افغانی بابا کے لیے اس کے پیارے لاڈلے نواسے کی خوشی سب سے اہم تھی۔ [illegible] کاموں سے فراغت کے بعد درگاہ شریف پہ فاتحہ پڑھنے کی نیت سے گھر سے نکلنے لگا تو ہاشم خان اپنے چھوٹے

بوجھ کو اٹھائے اور تھمائے رکھتا ہے یوں کہ حصارِ قطب سے تجاوز نہ کرے۔ پاٹوں کے گرد اور نیچے مٹی کا جما ہوا تودہ جس میں پیا ہوا گرم گرم اناج پیس کر جمع ہوتا ہے۔ کارزارِ حیات، نیرنگیِ مقدرات، سود و زیاں، مکافاتِ عمل، جزا سزا، قدر و قضا یہ سب کچھ کیا؟ — وقت کی چکی میں پاٹوں بیچ سب کچھ پس کر رہ جاتا ہے — گندم کے ساتھ گھن، باپ کے سنگ پوت پستے بھی اور بیٹی بھی، عارضی بھی ہمیشہ بھی — غرضیکہ عصر کی چکی میں چکھو در بھی نمودار ہو نکلتے ہیں۔ سرخ، پیلے، سبز، نیلے — سوختہ، گیلے اور تپتے ہوئے ذائقے تو ہوتی جاتے ہیں۔"

وہ وقت بھی آ گیا کہ فتح خان اپنے مختصر سے کنبے اور مال کا ریوڑ، چھکڑا کاٹھ کباڑ دھرے اس حویلی تک آ گیا — پہلے کی نسبت یہاں کی بود و باش اور گرد و کا ماحول، سہولتیں انہیں اچھی لگیں۔ چھوٹا ہاشم خان یہاں خوش کرتا سو وہ نہیں تھا۔ ادھر کا خانقاہی ماحول، گرد و نواح کی وسعت، اپنی ہی حیثیت کے لوگ باگ بچے..... کھیلنے کے لیے میدان درخت پودے — یہاں یکسر مختلف ماحول تھا..... نتیجہ نکلا کہ ہاشم خان کی چھوٹی آوارہ گردی اور کھیل کود ختم ہو کر رہ گئی — وہ بجھا بجھا سا رہنے لگا تھا — بابا افغانی بابا کو شاید اس کی حالت پہ ترس آ گیا کہ انہوں نے حویلی [illegible] اتار دیے تھے — حویلی [illegible] آباد تھے مستری معمار بھی ان کی ایما سے یہاں پہنچے تھے — پچھواڑے بڑے بھاری پتھروں کے بیچ تعمیر ابھار تھے۔ ان میں بڑی پرانی کھوہیں اور بھول بھلیاں غاریں سی تھیں۔ کیا عجب کہ اس قدرتی اسرار اور پھیلاؤ والی جگہ بھی افغانی بابا کے روحانی تصرف و تشرف سے [illegible] یہاں موجود تھے یا بابا نے انہیں بھی یہاں بھجوا دیا تھا — غار کوٹھوں کی موجودگی سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ادھر پیچھے بھی ایک جہانِ دگر واقع ہے — اور تھا بھی کچھ ایسے ہی! ادھر فرلانگ کے فاصلے پر کچھ ہی پیچھے ایک کنڈولا تھا — کنڈولا یا کنوئیں کی شکل کا ہوتا ہے۔ گہرائی کم و زیادہ ضرورت کے مطابق — کئی میں پکی سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں اور کئی بانس رسی کی۔ مثلاً کنڈولا اوپر سے تنگ بھی ہوتا ہے اور وہ تنگ ہوا بھی۔ یہ کوٹھڑی گھر کے اندر بھی ہوتے ہیں۔ ان کے اندر نیچے دیواروں میں کھدائی کر کے چھوٹے بڑے غار بنائے جاتے ہیں آپ انہیں کمرے یا کوٹھڑیاں بھی کہہ سکتے۔ مقصد ان کے بہت سے ہو سکتے ہیں — موسم کی تیزی سے بچنا، دشمن سے حفاظت، اجناس اجلی کی ذخیرہ اندوزی — روحانی مجاہدات و ریاضت یا چلہ کشی حاصل کرنے کی خاطر — انہیں تیار کرنے کے لیے بڑے تجربے محنت اور سرمائے کی ضرورت در آتی ہے۔ پالتو چوہوں اور خرگوش سے مدد لی جا سکتی ہے — افغانی بابا نے اپنے تاریخی وسائل و تصرفات سے اپنے افغانی شاگردوں سے یہ کنڈولے تعمیر

کروائے تھے۔۔۔۔ ان میں سے ایک کنڈولہ کا نقشہ ایسا کہ اس میں سے ایک چھوٹا سا راستہ درگاہ شریف سے میدان میں چھتنار برگد کی ہزار اقسام شاخوں جڑوں میں چھپا ہوا تھا اور اس سے آگے نہ جانے کدھر اور کہاں؟ اس نقشے کو افغانی بابا ہی صحیح سے جانتے ہوں گے۔

اب یہ قصہ وہاں سے شروع ہوتا ہے جب راجہ حشمت رائے اپنے حساب کے مطابق فتح خان کی حویلی کے ملاحظے کے لیے اس کے ہاں پدھارتا ہے۔۔۔۔ راجہ حانی کا دستور تھا کہ راجہ کے جنم دن سے کچھ پہلے راجہ کے مشیر، امیر، درباری تعلق دار اور سینا کے عہدے دار اپنے اپنے مقام کے مطابق راجہ کو اپنے ہاں دعوت دیتے، خاص طور پر وہ جنہیں اس نے تعلقہ، زمین یا کوئی باغ، کھیت وغیرہ بخشا ہوتا۔

راجہ کی نظر میں فتح خان کھٹکنے کے لیے بڑی وجہ تھی کہ وہ اپنے ہم منصبوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ ایک پیشہ ورانہ رقابت تو یہ تھی کہ اس کا بڑا جری بہادر اور آزمودہ ہونا اور سب سے بڑھ کر اس کا مسلمان ہونا۔۔۔۔ ہندوستان کے چھوٹے موٹے راجوں مہاراجوں کی ایک بڑی بدقسمتی یہ بھی تھی کہ [illegible] محلاتی سازشوں [illegible] اور دیگر درباری رسہ کشیوں [illegible] شاہی [illegible] ہوتا [illegible] سازشوں کا شکار ہو کر اپنے اچھے برے انجام کو پہنچے۔۔۔۔!

فتح خان کے خلاف [illegible] کوئی موقع نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی کہ اس کی حویلی کی تعمیر نے بدخواہوں کو اس کے خلاف سازش کرنے کے خاطر خواہ مواقع فراہم کر دیے۔ اس کے پاس کئی جواز بھی تھے جیسے کہ حویلی کی تعمیر کے کاریگر اور مستری مزدور کابل اور بیرون سے آئے تھے لیکن یہ بھی کوئی ایسی اچنبھے کی بات نہ تھی۔۔۔۔ [illegible] شہروں میں بہت سی خصوصی تعمیرات ایسی تھیں جو بیرونی استاد معماروں کے کمال فن کا شاہکار تھیں۔۔۔۔ [illegible] تو اس کا راجہ کی نظر میں قابل اعتبار ہونا تھا۔ باقی رہی سہی کسر حویلی کا افغانی طرز کا قلعہ نما ہونا اور اس کے نیچے کی پُراسرار طرز تعمیر نے نکال دی۔ تعمیر کے دوران کسی بھی غیر متعلقہ فرد کا ادھر آنا ممنوع تھا۔ یہ [illegible] شکوک پیدا کرتی تھی۔ یہ ایک غیر معمولی تعمیر تھی اور اس پر اٹھنے والے مصارف بھی کچھ معمولی نہ تھے۔ اور بھی چند شبہات و ابہام تھے جن کی بنیاد پہ بدخواہوں نے اس کے بارے میں راجہ کے دل میں شکوک پیدا کرنے شروع کر دی تھیں۔

راجے کا بج گیا باجا......!

بالآخر ایک صبح وہ دن آن پہنچا جب مہاراجہ تن تنہا وہاں پہنچتا ہے کہ یہی ایک قابل اور مناسب صورت فتح خان کی سمجھ میں آئی جو اس کے خسر اتالیق اور مرشد کے حکم اور مصلحت کا تقاضا بھی تھی...... ضروری عملہ اور حفاظتی دستہ حویلی کے باہر تعینات تھا...... شاید یہ پہلا موقع تھا کہ راجہ اپنی پرجا یا کسی جاگیردار کی حویلی میں یوں تن تنہا داخل ہوا...... فتح خان نے اپنی افغانی اور راجستھانی روایات کے مطابق اس کا استقبال کیا...... اس کی ساس نے ایک ماتا کے بطور اس کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا...... ماتھے سیندور کا ٹیکا لگا کر تھالی بھر چاندی کے روپوں کا شگن ڈال دیا۔ سر پہ ہاتھ رکھ کر آشیرباد دی۔ راجہ بے انتہا خوش ہوا...... پاس ہی افغانی لباس میں ہاشم خان اور قاسم خان کھڑے اشتیاق بھری نظروں سے پُروجاہت مہربان مہمان کو تک رہے تھے...... راجہ کو ایسے خوبصورت لباس میں ملبوس بڑی آنکھوں والے من موہنے بچوں پہ بے حد پیار آیا۔ دونوں نے قدرے جھک کر سینہ پہ ہاتھ دھرتے ہوئے تعظیم دی۔ راجہ کے من میں کیا آئی اس نے اپنے گلے سے دو مالائیں اتاریں اور ان دونوں کو [illegible]

فتح خان نے بڑے احترام و اعتماد سے ایک خوبصورت مسند پہ راجہ کو بٹھایا۔ اسی اثنا میں اس کی بوڑھی ساس نے تانبے کی [illegible] میں اپنے خاندانی روایت کے مطابق سات اناج (گندم، جو، باجرہ، جوار، چاول، چنے، مسور) پانچ پھل (آم، [illegible] سنگترہ، شریفہ، انگور، کیلا) پانچ ترکاریاں ([illegible] شلجم، آلو، گوبھی) چار پارچہ (پگڑی، انگرکھا، تہبند، پاجامہ) [illegible] (دودھ، شہد) اور ایک ہتھیار (کٹار) پیش کیے...... اب وہ بوڑھی ساس جل پان کا بندوبست کرنے ملازمہ کے سنگ اندرون خانہ چلی گئی اور ادھر دونوں بچے بھی شفیق والدہ سمیت کہیں غائب ہو چکے تھے۔

راجہ تحسین بھری نظروں سے پیشکش کی ہر چیز کو ملاحظہ کر رہا تھا...... اس کی ساس بچوں اور تحائف کی مناسب پذیرائی و توصیف کے بعد وہ ہولے سے فتح خان سے مخاطب ہوا۔

"فتح خان! ہمیں تمہاری وفاداری اور بہادری پہ رتی بھر شک نہیں...... تم ہماری سینا کے ایک اصول پرست اور [illegible] تم نے بہت کم مدت میں ہمارا وشواس حاصل کر لیا ہے...... یہ حویلی والی جگہ صرف شاہی خاندان کے لیے تھی...... ہم نہیں جانتے تم کس طرح اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہو؟ اس کے باوجود ہم کہتے ہیں تم اس قابل تھے کہ ہمارے اور قلعے کے قریب رہو۔"

راجہ اسے دُزدیدہ نگاہوں سے تولتا ہوا مزید گویا ہوا۔

"اپنے بہادر بیٹا تقی خوشبیر سنگھ کی زبانی بھی سنا اور خود اپنے طور بھی محسوس ہوا کہ تمہارے خاندان والوں کے پاس کچھ ایسی شکتیاں ہیں جن سے آپ انہونی کو بھی ہونی میں بدل سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ تم نے کسی ایسی ہی شکتی سے کام لے کر یہ جگہ حاصل کی اور ایسی پراسرار قلعہ نما حویلی بنائی کہ جس پہ میرے اندازے کے مطابق بہت سے اخراجات اٹھے۔ جبکہ تعمیر کے معاملہ میں تمہاری کوئی خاطر خواہ معاونت بھی نہیں کی گئی۔" راجہ کہہ رہا تھا۔ "عطا کی گئی زمین پہ جو حویلیاں مکان تعمیر کیے جاتے ہیں ان پہ اٹھنے والے اخراجات بھی ریاست ادا کرتی ہے مگر ایسی تعمیرات ایک خاص طرز اور معیار کی ہوتی ہیں...... نہ صرف ان کے نقشے مکانیت اور تعمیری مصارف ایک سے ہوتے ہیں بلکہ ان کے رنگ بھی گلابی ہوتے ہیں۔ تمہاری یہ حویلیا جے پور کی کسی بھی تعمیر سے مختلف ہے...... اس پہ کام کرنے والے مستری مزدور بھی باہر سے منگوائے گئے کچھ سامان کانچ وغیرہ بھی کہیں اور سے یہاں لایا گیا اور اٹھنے والے خرچ کا تو کوئی شروع آخر ہی دکھائی نہیں دیتا۔ اب تم ہی کہو کہ موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے اور اصل حقائق سے بے خبر کوئی عقل تمہارے اور حویلی کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟ مگر میرا معاملہ مختلف ہے۔ بلاشبہ تم جو بھی ہو مگر میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ تم میرے اور ریاست کے وفادار ہو۔"

[illegible] نے خاموشی سے جواب میں ابھی تک اس نے زبان نہیں ہلائی تھی۔ اسی دوران اجازت لے کر اس کی ماں شربت کی صراحی لیے داخل ہوئی۔ شربت پیش کر کے فتح خان نے فرمانروا کی توجہ سے باریک جنت کا چھوٹا سا کمرہ دکھایا۔ راجہ نے دیکھا کہ سات پھولوں میں روشنی ہے کہ کچھ ایسے پھل ہیں جو اس جگہ ادھر ادھر پائے جاتے ہیں۔ ترکاریوں کا بھی یہی حال تھا۔ حالانکہ جل کی دھرتی بھی ایسی خوبصورت کرتی ہوئی دیکھتے ہی رہیں۔ کرداروں کی کاری میں طلائی رنگ تازہ پھول پتیاں۔ ننھے ننھے ہیرے ٹنکے ہوئے ریشم سے لباس۔ کاڑھے کا اعلیٰ تہبند افغانی ریشم کی پگڑی اور پشمینے کی چادر۔ کالے رنگ میں سے دوزخ کی تمازت اور تیز تلوار۔ میوے کے اونا پھول کر یقینی طاقت کو لانا ہو... سے محسوس کرتے تھے ہوں۔ راجہ ششدر سا دیکھا کیے۔ ایسی کرشماتی جنت جو دیکھی نہ گئی۔

فتح خان نے آہستگی سے یہی تواضع ہوتے ہوئے پان کی درخواست کی۔ راجہ اب اس کی طرف سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔ کچھ توقف کے بعد خود ہی بولا۔

"فتح خان! یہ انوکھی سی جنت ہے موسم کے پھل پھول اور یہ ساری انوکھی سی چیزیں؟ کسی سے یہ منتروں کی تھیں۔ کن دیوتاؤں نے جنگل کے اس پار سے بھیجی ہیں۔ سچ بتاؤ یہ سب کچھ کیا ہے؟"

فتح خان ہاتھ جوڑتے ہوئے نہایت ادب سے کہنے لگا۔

"مہاراج! آپ جانتے ہیں کہ میرے سسر ہیں جو پاتال کھوجی ہیں۔ وطن میں لوگ انھیں اللہ کا پہنچا ہوا ولی کہتے ہیں۔ چوٹیاں ان کی بیٹیاں اور پہاڑ ان کے فرزند ہیں۔ اجمیر شریف میں تاراگڑھ کے پربت پر انھوں نے بابا میراں شاہ سرکار کے حکم سے ایک لمبی تپسیا پوری کی —— اس کے بعد ان کی کوئی ایسی منزل شروع ہو گئی کہ انھیں اپنے ظاہری جسم کو پردہ دینا پڑا۔ پاتال کھوجی ہونے کے ناتے' انھیں زمینوں' پہاڑوں کے بھیتر کی ایسی کھوجوں اور رازوں تک رسائی حاصل تھی جو کسی عام انسان کے لیے ممکن نہیں ہوتی —— اس پربتی چلّے کے دوران اور بعد بابا پر جو ایسی شکتیاں بھی کھلیں جو اس سے پہلے حاصل نہ تھیں انھی شکتیوں سے بابا کو پربتوں کے نیچے چھپے قیمتی پتھروں کی پرتوں کی کھوج پڑی۔"

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دونوں بچے [illegible] —— دونوں نے اپنے ہاتھ اپنی پشت کی اوٹ میں کیے ہوئے تھے۔ انھوں نے اندر پہنچتے ہی سر جھکا کر تعظیم دی پھر ایک دوسرے کو استفہامیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے لانے' ہاتھوں میں ایک ایک لڑی کی مالا سی لٹک رہی تھیں۔ مالائیں کیا تھیں [illegible] کے سرخ ڈورے میں ایک ایک نگینہ بندھا ہوا تھا —— کسی کول پتھر کو دھاگے کے ڈورے میں باندھ دیا گیا [illegible] قابو کر ہی لیا ہوا تھا —— راجہ اور فتح خان ان کا یہ معصوم سا جھگڑا اور عقیدت کا اظہار دیکھ کر اندر ہی اندر خوب محظوظ ہوئے —— راجہ [illegible] دونوں کو باری باری شفقت بھری نظروں سے تکتا رہا پھر خود دو قدم آگے بڑھتے ہوئے گردن ان کے آگے کر دی۔ گردن میں ڈالنے کے بعد بچوں نے اپنی جیبوں سے ایک ایک اور خوشنما [illegible] نکال کر اس کے پیش کیا تو یہ اس کے لیے ایک [illegible] کا رابطہ حیرت میں تھا اور اب ان نگینوں کی فسوں خیزی نے مزید جکڑ لیا.....!

بہت ہی دیر بعد تک میری سمجھ میں آیا تھا کہ مادیت میں بھی ماورائیت پیدا ہو سکتی ہے اگر کسی صاحبِ تصرف کا اذن حاصل ہو جائے تو —— مثال اس کی یوں کہ اگر کوئی درویش آپ کے منہ میں لقمہ ڈالے تو یہ کوئی لقمہ ہوتا ہے اگر [illegible] کھلائے تو کیچڑ اور [illegible] —— دوائی اور گولی کے لقموں میں بھی یہ الگ الگ ہوتا ہے.... اور اگر کوئی مرشد یا بابا کھلا دے تو یہ لقمے ایک نعمت ہو جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں' انگلیوں میں اللہ کریم و حکیم نے مسیحائی پیدا فرما دی تھی —— اسی طرح جناب داؤد علیہ السلام کے دست و بازو میں آہن کو گداز کرنے کی قوت تھی —— سیدنا نوح علیہ السلام کے لیے لکڑی کا کام آسان تھا۔ غور کریں کہ نبیوں' پیغمبروں' ولیوں' قطبوں اور اللہ کے دیگر منتخب بندوں کو وصفِ مسیحائی سے سرفراز فرمایا گیا —— عبادات' مجاہدات اور اعمالِ صالحہ سے بھی شفائی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں

اوران سے انسانیت کی فلاح کے لیے بہتر کام لیے جاسکتے ہیں۔ شفائی لہروں کا تعلق انسان کی باطنی صلاحیت اور روحانی بیداری سے ہے۔ لگاوہ روحانیت کی ذکاوت و بالیدگی اور ظاہری جسمانی طہارت ومجاہدت کے ذریعے سے ہوتا ہے — ہاتھوں کی انگلیاں توجہ دم نفس نظریں نگاہیں ارتکاز خیال تحلیل نفسی وغیرہ یہی وہ روحانی قوتیں ہیں جو چیز انازل سائنس کے مفہوم میں آتی ہے۔ اب ان کے آگے میگنٹ ازم سائیکولوجی یا ہپناٹزم ریڈیونک تھراپی ریکی تھراپی کلر تھراپی بائیو انرجی میڈیٹیشن وغیرہ سے مسیحائی یا شفائی لہروں کی افادیت یا مقبولیت کا تصور آگے بڑھتا ہے۔ مقصد اس کا اجمال کا یہ تھا کہ ایک مسیحا صفت اللہ کے بندے سے جو ایک عام چیز چھو جائے یا جسے وہ چھو لے تو کیا عجب وہ خاص نہ ہو جائے۔ اس کی عام سی مثال مقناطیس سے دی جاسکتی ہے کہ اس کو اگر مس خام سے مس کر دیا جائے تو اس میں بھی مقناطیسیت آجاتی ہے۔

پاتال کھوجا بھی افغانی بابا اپنی عبادت و بندگی یا مقصدوں سے وہ مقام پا چکا تھا کہ زمین کی تہہ سے پاتال تک وہ ہر مادہ مائع و معدن منظر و مرکب کو نہ صرف محسوس کرسکتا تھا بلکہ ان سے استفادہ حاصل کرنے کی استطاعت بھی رکھتا تھا۔ واضح رہے کہ اللہ کے ایسے خاص بندے اپنی فوق الفطرت استطاعتوں — روحانی قوتوں [illegible] اپنی ذات — دنیاوی معاملات میں بڑے محتاط ہوتے ہیں — افغانی بابا کو اپنی اصول میں سے والہانہ محبت تھی۔ جو کسی سے اپنے [illegible] کی ولادت کے بعد ہی مرنے کے بعد گویا موت کا شکار ہو گیا تھا [illegible] ان کو [illegible] کر گیا۔ بوڑھا افغانی بابا بھی [illegible] تھا اللہ کی رضا کے آگے سر ڈال دیا — [illegible] یا آل اولاد کی محبت کہ ہاشم خان نامی نواسے کی پیدائش ہی نے اپنی محبت [illegible] اور پیار — معاشی [illegible] دور دور تھا۔ اس نے اپنا من [illegible] پر باندھا کہ نواسوں کو کمی اگر کرے۔ ان بیٹوں کا [illegible] تعلق [illegible] کی خاطر [illegible] جیسے جواہرات [illegible] پہاڑوں سے کھوج کر ان باپ بیٹوں کو دے اور احتیاجی جانب سے زمین تھی تو اس پر حویلی کی تکمیل و تعمیر کے لیے شاہانہ وسائل پیدا کر دیے — [illegible] کی گہرائیوں میں اپنی استطاعتوں سے ایسے ایسے راستے تھے اور تہہ خانے بنائے جنہیں دیکھ کر [illegible] کام عام انسانوں کا نہیں — یقیناً یہاں ایسی ہستیوں کا عمل دخل رہا جو زمین کے ظاہر و باطن کی محرم تھیں۔ اکثر اس کے [illegible] موجود درآنے والے وقت حالات کا خوب ادراک تھا۔

راجی کی ہتھیلی پر دو رنگ والے جواہر دمک رہے تھے۔ جو نہ صرف انمول تھے بلکہ ایک عجیب سا مسرت بھری کشش بھی پیدا کر رہے تھے۔ آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل میں شادمانی سی بھر آئی تھی۔ ویسے جواہرات راجوں مہاراجوں کے لیے روزمرہ کی طرح ہوتے ہیں مگر یہ تو کچھ اور ہی کیفیت لیے ہوئے تھے

کیونکہ انہیں اک پاتال کھوجی اور ولی نے بھجوایا تھا۔ شفائی قوتوں کے حامل ان پتھروں نے راجہ کے دل و دماغ میں اک نور سا بھر دیا تھا... وہ کھوئی کھوئی حالت میں کبھی نگینوں کو تکتا اور کبھی ان بچوں کو..... چند ثانیے توقف کے بعد پوچھنے لگا۔

''بالکو! یہ انمول جواہر کہاں سے لائے ہو؟'' پھر وہ اپنے گلے کی مالاؤں کو دیکھتے ہوئے مزید بولا۔

''ایسے سندر جواہر تو کسی نے سپنے میں بھی نہ دیکھے ہوں گے — ہاں! کہو یہ کہاں سے ملے؟''

بچوں نے اک دوجے کو استفہامیہ نظروں سے دیکھا — بدقت ہاشم خان گویا ہوا۔

''یہ نگینے ہمیں نانو بابا نے دیے تھے' کہا تھا راجہ جی کو دے دیں —'' چند لمحے وہیں خاموشی طاری رہی — راجہ جی تو جیسے پتھر کی لاٹ بن چکے تھے۔ آخر پتھر کی لاٹ میں جونک لگی۔

''بچو! کیا میں آپ کے پیارے نانو بابا کے درشن کر سکتا ہوں؟''

''جی نہیں — نانو بابا نہ کسی سے ملتے ہیں اور نہ ہی دکھائی دیتے ہیں۔'' ہاشم خان نے جواب دیا۔

راجہ نے اس کے سر پہ پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

''اچھا یہ کہو تمہارے نانو بابا اس وقت کہاں ہیں اور کیا وہ تمہیں دکھائی دیتے ہیں؟''

''[illegible]''

راجہ نے دلچسپی لیتے ہوئے مزید پوچھا — ''یہ بھی تو بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟''

ہاشم خان نے فوراً جواب دینے کی بجائے اپنے باپ کی جانب دیکھا — [illegible] کہ وہ نیچے تہہ خانے میں ہوتے ہیں۔ [illegible] وہ دونوں تیزی سے باہر کی جانب نکل گئے۔

راجہ کو جیسے چین پڑ گیا تھا [illegible] کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بادشاہ سے ہلکی پھلکی بات چیت کے دوران ہلکا پھلکا ناشتہ بھی ہوتا رہا — گفتگو زیادہ تر حویلی کی تعمیر' مسالہ' سامان اور ان پہ اٹھنے والے مصارف کے متعلق تھی۔ راجہ کی معلومات کے مطابق' حقیقہ وزمین کے علاوہ اور کسی طرح کے اخراجات ایسے نہ تھے جو ریاست سے وصول کیے گئے ہوں۔ جبکہ تعمیراتی مصارف غیر معمولی مالیت کے دکھائی دے رہے تھے۔ فتح خان کے بدخواہوں نے جن الزامات کی بنیاد پہ راجہ کو بھیجا تھا ان میں سرفہرست دو الزام تھے۔ ایک یہ کہ فتح خان نے قصداً شاہی عمارات کے قریب عجیب و غریب حویلی تعمیر کی ہے۔ اس کے اندر نیچے اوپر ایسی پراسرار مماثلت و مقامیت ہے جس سے اس کے مذموم عزائم کی بو محسوس ہوتی ہے۔ دوم ایک دلدار جس کے دماغ کی ایک حد تک محدود ہوں وہ اٹھنے والے غیر معمولی اخراجات کا کیونکر متحمل ہوا اور پھر یہ کہ مستری مزدور وغیرہ وکوئی فرد مقامی نہیں تھا اور نہ ہی کسی ریاستی اہلکار کو سوائے حمایتی تھا کہ خوشبیر سنگھ کے معائنہ کی اجازت دی گئی۔ یہ سب الزامات بڑے گمبھیر اور قابل فہم تھے — یہی وجہ تھی کہ راجہ کے ذہن میں بھی

بال پڑ گیا تھا اور یہ بھی کہ راجہ کے علاوہ کوئی اور دعوت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ یہ قدغن بھی مزید اس شک کو مضبوط کرتی تھی کہ فتح خان راجہ کے وفاداروں میں سے نہیں جبکہ اس کا مسلمان ہونا بھی اس کے حق میں نہیں جاتا تھا......!

کہتے ہیں کہ راجے مہاراجے بادشاہوں کے سروں پہ اوپر والے کا خاص سایہ ہوتا ہے۔ ان کے پاس عقل و دانش، بردباری، مصلحت کوشی اور غائبی اشارے بھی ہوتے ہیں۔ ...حکمران ہوتے ہی وہی ہیں جو خاصان خاص ہوتے ہیں۔

جو بظاہر سامنے تھا وہ اس کے حق میں نہیں تھا مگر اس کے باوجود راجہ باطنی طور پہ محسوس کر رہا تھا کہ فتح خان اس کا وفادار اور ایک بہادر جانباز ہے.... مگر کچھ تو ہے جس کے پردہ داری ہے ---- وہ اسی پردے کو ہٹانے کی غرض سے شاہی اور حفاظتی اصولوں کے خلاف کسی ہوشیار کے اکیلا ہی اس کی پراسرار حویلی میں چلا آیا --- بغیر موسم کے پھل دیکھ کر جو کھٹکا ہوا وہ سوچ رہا تھا کہ فتح خان کے حاسدوں نے تو اس کے خلاف کان بھرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی ---- بھگوان کی کرپا سے وہ دروش کی جیا کرنے سے بچ گیا ---- راجہ تخیلی پہ نقاب کے ... کی مانند خوش رنگ و خوش ذائقہ ... میں تو لتا ہوا اس سے مخاطب ہوا۔

مہاراج

"ہم ... کے ... کی کوشش کرنا چاہتے ہیں۔"

فتح خان ... پہ ہاتھ ... ہوئے بولا۔

"میں خود ایک عرصے ... نہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بھی ان کی ... دیا ہے کہ میں ان کی ... آواز نہیں پاتا ہوں --- انہوں نے دیکھنے کی حتی شاید ہاشم خان کو ہی ... اس کے علاوہ وہ تو اپنی بیوی کو بھی دکھائی نہیں دیتے۔"

راجہ ... کی ... کرتے ہوئے بھلی سی آواز میں کہا۔

"اس کا کوئی اپائے ......؟"

"مہاراج! میری سمجھ میں تو اس کا اپائے کوئی نہیں اور اگر کوئی ہے بھی تو وہ ہاشم خان کے پاس ہوگا جو ان کا لاڈلا نواسہ ہے۔ یہ تحفہ تحائف آپ کا اور ... حویلی ٹھاٹ باٹ وغیرہ سب ان ہی کا آپ کا اور ان نانا نواسے کا ہی چمتکار ہے۔"

فتح خان کا جواب اپنی جگہ پہ درست مگر راجہ مطمئن نہیں تھا ---- کافی دیر ان کے درمیان اسی طرح سے متعلق گفتگو ہوتی رہی مگر راجہ کے چہرے سے لگتا تھا اس کے دماغ کی سوئی کہیں اور اٹکی ہوئی ہے۔

اچانک راجہ پوچھ بیٹھا۔ "بچے کہیں آس پاس دکھائی نہیں دے رہے ۔۔۔ کہیں وہ کھیلنے کے لیے باہر تو نہیں نکل گئے؟"

"مہاراج! وہ اکثر پیچھے حویلی کے صحن میں کچے کھیلتے رہتے ہیں۔ کھیل میں وہ اس قدر منہمک رہتے ہیں کہ کسی اور کام کا ہوش ہی نہیں رہتا۔ شاید یہی وجہ کہ ان کے کھانے پینے کی ذمہ داری اک زمانہ سے نانو بابا نے اٹھا رکھی ہے۔ ہم تو اتنے مجبور اور خوف زدہ ہیں کہ انھیں کچھ کہہ ہی نہیں سکتے۔ خاص طور پہ بڑے بچے ہاشم خان پہ تو ہماری کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ پڑھائی لکھائی نہیں کرتا' نہ ہی نانی کی کسی بات پہ دھیان دیتا ہے۔ آوارہ گردی یا کچے کھیلتا رہے گا ۔۔۔ ادھر سے اگر جی بھرے تو پھر پتھر اور مٹی میں جٹ جائے گا ۔۔۔ جب سے حویلی بنی ہے' جانے کہاں سے بڑے بڑے جنگلی خرگوش ادھر چلے آتے ہیں۔ آپ پسند فرمائیں تو پیچھے چل کر بچوں اور خرگوشوں کے تماشے بھی ملاحظہ کر لیں!"

"پچھواڑے والا آنگن اک طرح کا ٹیلے نموں کا چھوٹا سا صحرا ہی تو تھا۔ خاردار جھاڑیاں' کیکریاں' پھلاہیاں اور [illegible] کے جھاڑ پودے ۔۔۔ لگتا تھا یہ سب کچھ پہلے سے ہی موجود تھا یا پھر انھیں کسی ضرورت کے تحت پیدا کیا گیا ہے۔ کسی صحرا کے فلمی سیٹ کی طرح یہ ماحول بڑا ہی قدرتی اور نظر نواز تھا۔ [illegible] یہاں چھوٹے بڑے [illegible] اور بہت لمبے لمبے کانوں جیسے [illegible] کی جھاڑیں دونوں اطراف ڈال رکھی ہوں ۔۔۔ جدھر خرگوشیاں اور خرگوش ہوں گے وہاں ان کے ننھے منے خرگوشتے بھی ہوں گے۔ [illegible] میں بڑے دیکھے لگتے ہیں مگر جو لطف خرگوش کھیلتے ہوں اور بچوں کو [illegible] کر کے حاصل ہوتا ہے وہ ایک [illegible] مشاہدہ [illegible] ہوتا ہے ۔۔۔ اس سے بڑا [illegible] ایک اور جہاں محبت و ہمدردی ہے کہ آپ کے آس پاس ریشم کی گچھیوں' اطلس و کمخواب کے گولوں اور روئی کے پھوؤں جیسے خرگوشتے' اچھلتے کودتے' ہوا چاٹتے' بے صورت سرگوشیاں کر رہے ہوں۔ ایسا ماحول' منظر' باغ عدن کے کسی گوشے یا کسی معصوم بالک کے خواب کی طرح ہوتا ہے جسے حویلی بابا کی ماں تھپک تھپک کر سلا رہی ہوتی ہے۔"

راجہ بڑا مدہوش ہوا سامنے یہ حیرت ناک منظر دیکھ رہا تھا۔ یوں تو سارے راجستھان میں ایسے منظر جا بجا دکھائی دیتے ہیں مگر اسے یاد نہیں کہ جے پور شہر میں شاہی محل کے آس پاس یہ سماں کبھی کہیں دکھائی پڑا ہو ۔۔۔ آتے جاتے ادھر اُدھر کبھی ایک آدھ خرگوش اور خرگوشتے ادھر ٹپک آتے ۔۔۔ یہ بھی راجہ کے لیے حیرانی کی بات تھی' پتھر ٹیلے اور ریتیلے علاقے میں خرگوشوں کا کیا کام! انھیں تو نرم مٹی چاہیے ہوتی ہے جس کے اندر دور اندر وہ اپنے لڑکوں کی طرح لمبے لمبے پرپیچ بل کھودتے رہیں ۔۔۔ یوں تو خرگوش' سانپ' موش' نیولے' گلہریاں' بچھو وغیرہ یہ تمام پاتال کھوجتے ہوتے ہیں۔ ان میں تو چند ایسے بھی کھوج سوجھ والے کرم [illegible] ہیں

کی ایک جانب سے گھسیں تو دوسرے رخ سے برآمد ہوں۔

راجہ اس جہان حیرت میں یوں گم صم کہ اسے ایک جانب کنڈ والے سے اوپر آتے ہوئے ہاشم خان اور قاسم خان کی خبر بھی نہ ہوئی ۔۔۔ ہاشم خان کی مٹھی میں ابابیل کا بچہ اور قاسم خان کے ہاتھ کالا سیاہ خرگوش ۔۔۔ ایسا معدوم معلوم ہوا کہ جیسے سیاہ زربافت کا گچھا نرم ہاتھ داب رکھا ہو ۔۔۔ اچانک باپ اور راجہ کو سامنے پاکر مبہوت سے ابابیل اور خرگوش والے ہاتھ پیٹھ پیچھے لگانے لگے۔

راجہ نے بات بناتے ہوئے پوچھ لیا۔ "بھئی بچو! کچھ ہمیں بھی تو دکھاؤ! تمہارے ہاتھوں میں کیا ہے؟"

بچے اک ذرا جھجکتے تکنے لگے جیسے پوچھ رہے ہوں کہ اب کیا کریں؟

یہاں اب فتح خان بولا۔ "شاباش بچو! مہاراج کو دکھاؤ کہ تمہارے ہاتھوں میں کیا ہے؟"

دونوں نے ایک ساتھ اپنے ہاتھ آگے کر دیے ۔۔۔ [illegible] چھوٹے ہاتھوں میں ننھے ننھے بچے ۔۔۔ یوں آسودہ مطمئن جیسے وہ کسی جائے اماں میں پناہ پائے ہوں۔

راجہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "ان معصوموں کو کاہے دبوچ رکھا ہے ۔۔۔ اتنے چھوٹے بچے ان کی مائیں [illegible] تلاش کر رہی ہوں گی ۔۔۔ لاؤ ذرا مجھے بھی دکھاؤ انہیں۔"

[illegible]

[illegible] تھے جیسے مسرور [illegible] ساتھ ننھے ہاتھوں [illegible] کی ہوا سا کرتی [illegible] ان کے دماغوں میں سوال [illegible] رہی تھیں۔

راجہ انہیں دیکھتے ہوئے بے ساختہ بول اٹھا۔

"ارے یہ تو بڑے خوبصورت جانور ہیں ۔۔۔ کہاں سے ملے؟"

"نانو بابا نے دیے کھیلنے کے لیے ...."

راجہ ان کے برابر آ کر وہیں بیٹھ گیا ۔۔۔ ہاشم خان کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی محبت سے کہنے لگا۔

"ہمیں بھی تو ملواؤ اپنے بابا سے ۔۔۔ ان کے درشن سے بڑی شانتی ملے گی۔ ان کے پاس سے ہم میں ان کے چرن چھونا چاہتا ہوں ....."

دُو دونوں بیک وقت اپنے باپ کی جانب تکنے لگے۔ چند لمحے تو فتح خان کی بدحی میں نہ آیا کہ بچوں کو کیا کہے جو اپنے باپ سے اس کٹھن مرحلہ پہ مدد کے خواہاں تھے ــــ آنجی کی دیکھا دیکھی اور خاموشی میں جب جھنجھلاہٹ کی تشکیل پڑنے لگی اور راجہ نے بھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو ناگہاں اس کے منہ سے نکل گیا۔

''ہاں ہاں اپنے تاؤ بابا سے کہو ــــ مہاراج آپ کے درشن کرنا چاہتے ہیں ــــ''

حکم پاتے ہی بچے بائیں جانب برآمدے کی جانب لپکے اور کونے کے ایک کمرے میں اتر گئے۔''

فتح خان نے شاید راجہ کا دھیان ہٹانے کی غرض سے کہا۔

''آئیے مہاراج! آپ کو خرگوشوں کے بل دکھاتا ہوں۔''

''یہ خاص خرگوش سیاہ کھوجی خرگوش کہلاتے ہیں یہ عام گھروں میں پائے جانے والے پالتو نما تی خرگوشوں سے قطعی مختلف ہوتے ہیں اور ان سے بھی جو جنگلوں و صحرائی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ بلی کی جسامت رکھنے والے یہ سیاہ خرگوش ناپید ہونے والی اک خاص نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ دیکھا ہوگا کہ فاسد یا فالتو خون نکالنے کے لیے ماچھی ماشکی لوگ جونکیں جمع کرتے ہیں ــــ شکاری حضرات [illegible] شکرے چیتے پالتے ہیں اور [illegible] اپنے فن میں استاد کے ہاں [illegible] ہوتے ہیں ان کے ہاں جیسا [illegible] کے [illegible] استعمال کرتے ہیں [illegible] خاص طور پہ چوری کے لیے چڑھنا آسان نہیں ہوتا ــــ پاک و ہند کے [illegible] مندروں کے کلسوں مسجد [illegible] گنبدوں میناروں پہ منڈھا ہوا ہونے کا [illegible] کو ہے والے چور [illegible] کرتے ہیں۔ اسی طرح تربیت یافتہ [illegible] اور سانپ تک مختلف جانور [illegible] استعمال ہوتے ہیں ....

ان میں سیاہ کھوجی خرگوش صرف [illegible] زمین میں دفن اشیاء' پتھر پانی معدنیات کی [illegible] کے معاملہ میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ عام کھوجی اور خاص پاتال کھوجی بھی نہ صرف ان سے بیشتر معاملات میں رہنمائی لیتے ہیں بلکہ پال کر ان کی مناسب تربیت بھی کرتے ہیں۔''

راجہ بظاہر فتح خان کی باتیں اور ان سیاہ خرگوشوں کی کہانیاں دیکھ اور سن رہا تھا مگر اندر سے دھیان ان گوشت پوستوں کی جانب تھا جو ہرن جیسے دونوں بچے غائب ہو گئے تھے۔ راجہ نے اس کی باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے پوچھا۔

''یہ بالک کدھر او جھل ہو گئے۔ کیا ان کے بابا ادھر کہیں پیچھے رہتے ہیں!''

''جی مہاراج! ان کے اصل ٹھکانے کا تو پتہ نہیں کہ کہاں رہتے ہیں لیکن پیچھے کمرے میں ان کا آستانہ سا بنا ہوا ہے ــــ بچوں سے وہیں پہ بات چیت ہوتی ہے ــــ اور میں بھی ظہر کی نماز کے بعد وہیں پہ انہیں محسوس کرتا ہوں اور اگر ضروری ٹھہرے تو کچھ بات چیت کا اذن بھی مل جاتا ہے لیکن انہیں دیکھنے کی شانتی نصیب نہیں

ہوتی۔"

راجہ ابھی اس کی بات پہ کچھ غور ہی کر رہا تھا کہ دونوں بچے اسی کونے سے نکل کر سامنے آ گئے۔۔۔
آتے ہی انھوں نے راجہ کو مودب ہو کر سلام کیا پھر پیغام دیا کہ بابا نے آپ کو سلام کہا اور دعائیں بھی دیں اور
یہ بھی کہا کہ مجھے دیکھنے کا طریقہ فتح خان سے سمجھ لیں۔"

اتنا کہہ کر بچے پھر ملبے میں اتر گئے اور راجہ فتح خان کو استفہامیہ نظروں سے تکنے لگا۔۔۔!

● فیروزہ وادیٔ نیل کا جو آنسو آیا نیل کا۔۔۔۔!

کچھ دنوں بعد جب راجہ اپنے جنم دن کے جشن سے فارغ ہوا تو حسبِ معمول اس نے قلعہ والے
چندن دیول بھون دوارکامائی کے مندر میں اپنی خاص پوجا کا اہتمام کیا تو بطور رفاقت اس میں فتح خان کو شامل
کیا۔ دستور کے مطابق پوجا میں سات سرکردہ شخص شامل ہوتے۔۔۔ شاہی خاندان کا بڑا کھانچی جو گنگا جل سے
اشنان کرواتا۔۔۔ مندر کا مہنت جو آرتی اتارتا۔۔۔ شاہی پروہت جو ڈنڈوت کرواتا۔۔۔ چوتھا [illegible]
[illegible]
چھٹا [illegible] ہوتی۔۔۔ [illegible]
راج پاٹ کا [illegible] جواہرات سونے کی انگشتری میں امبر واند (کہربا) نیلا (نیلم) [illegible] (زمرد) [illegible]
(یاقوت) [illegible] (زمرد) اور [illegible] (فیروزہ) [illegible] سات پرشوں
وفاداری اور پریم پریا کا اظہار [illegible] ان سات پرشوں میں ایک
تبدیل ہو جاتے۔ شامل ہونے والوں کے لیے اس تقریب کا حصہ بننا یقیناً بڑے مان اعزاز کی بات
ہوتی۔ یہی کیفیت فتح خان کی بھی تھی کہ اس کے نصیب میں یہ دن دیکھنا لکھا ہوا تھا۔

ایسی تقریب سے پہلے راجہ کے جنم دن پہ ہی ان سات پرشوں اور نگینے کے رنگوں کا انتخاب ہو جاتا
تھا۔۔۔ فتح خان کے لیے فیروزہ (فیروزہ) منتخب ہوا۔ اس اضافت آفاقیت کے ساتھ کہ وہ فیروزہ ابا نیل کا
آنسو ہو۔ اس نے سنا اور پھر [illegible] گیا [illegible] تھا جو ہری نہ تھا اور نہ ہی کسی ابا نیل کے آنسو کا مطلب تھا
وہ سیدھا جوہری بازار میں خسرو کمالی والے کے ہاں پہنچا ساری بات بتائی۔۔۔ اس کا جواب پا کر جو اس کی سمجھ
میں آیا وہ بھی کچھ آسان نہ تھا۔

فیروزے دنیا کے چند ممالک میں ہی دستیاب ہیں۔ فیروزوں کی کئی ایک اقسام اور تیز نرم گھنیں
ہوتی ہیں۔۔۔ ان کی آب تاب میں بھی فرق ہوتا ہے۔ شفاف سطح اور دراڑیں بھی ہوتے ہیں۔ جیسے کیسے

اقسام ہیں۔ شیرازی، کرمانی، مشہدی، حسنی، حسینی، سلیمانی، نیشاپوری اور شجری مشہور ہیں۔ مرجان کے بعد اور مروارید سے پہلے یہ اپنی خواصی اثرات اور روحانی کیفیات کی بدولت صفِ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ فیروزی رنگت اور شفافیت اس کے درجات بلند کرتی ہیں۔

''ابابیل کا آنسو'' کوئی باقاعدہ فیروزہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ ہیرے کی کنی کی مانند ایک انتہائی معدوم نقطہ سا دانہ ہوتا ہے۔ جو مصر کے جنوب مشرق کے علاقائی وسیع کانوں سے سرخ رتیلے پتھروں سے چپکے ہوئے فیروزوں کے ساتھ کہیں برآمد ہوتا ہے۔ ایسا باریک بادن سا کہ باریک چھلنی سے بھی چھن کر نکل لے اور دکھائی بھی نہ دے۔ یہ باریک دانے کانوں کے علاقے کی آس پاس بھربھری ریت میں کہیں کنکروں میں چھپے ہوئے بھی ملتے ہیں۔ ایسے دانے اگر حاصل ہو بھی جائیں تو وہ کچے ہوتے ہیں یا پھر بدرنگے ــــ تیز روشنی اور خشک ہوا انہیں بے توقیر کر دیتی ہے۔ [illegible] مقبروں اور قدیم قبرستانوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ فیروزہ دانے ان کی من بھاؤنی نعمت ہوتے ہیں جنہیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر چگتی ہیں۔ مزے کی بات ہے کہ یہ دانے انہیں دن کے اجالے کی نسبت شام کے جھٹپٹے اور رات کی تاریکی میں زیادہ واضح دکھائی دیتے ہیں ــــ اور یہ [illegible] کہ کوئی باطنی حس انہیں ریت کے نیچے بھی نگینوں کی موجودگی کی نشاندہی کرا دیتی ہے اور یہ [illegible] دانہ اس کی پوٹی کی گرفت میں آجاتا ہے [illegible] سے نیچے جھول [illegible] ــــ ذہن ابھی بہت دور ہوتی ہے کہ اسے فضا میں ہی [illegible] لیتی ہے۔ اسے فضا میں یہ [illegible] بہت پسند ہے۔ شاید یہی وجہ کہ عرب میں [illegible] ابرہہ کے لشکر کے ہاتھیوں پہ ان پُراسرار پرندے کے ذریعے [illegible] اس کا ذکر قرآن الحمید میں خصوصی طور پہ ہوا ــــ مچھلیوں کے بعد کثرت سے اللہ کی حمد بیان کرنے والا یہی پرندہ ہے۔ اسے اللہ کا سپاہی، ہواؤں فضاؤں کی ماہی اور ایڑی داموں کا داعی بھی کہتے ہیں۔ اس میں حمیت، حریت، غیرت اور عطائیت سب پرندوں سے زیادہ ہوتی ہے ــــ اس کی اس روحانیت کا اندازہ یوں لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فرشتوں کی اعلیٰ حکمت کے شرف کے ساتھ عطا کیا ــــ جیسے جبرائیل، عزرائیل، اسرافیل اور میکائیل [illegible] ــــ ابابیل کا بسیرا بھی عجیب ہوتا ہے۔ [illegible] کہ قدرت میں ان کے کارہائے بھی ایک عجیب قدرت کے حامل ہوتے ہیں۔

ابابیل کے تمام تر بھید تو چند ہی [illegible] جانتے ہوں گے جنہیں مالکِ کل نے اپنی حکمت کے خزانوں سے علوم اسرار ظاہریہ باطنیہ خفیہ کے ساتھ تفکر، تدبر اور تفقہ، قدرتی فراست عطا فرمائی ــــ ابابیلوں کے بسیرے اور بیرے وہاں ہوتے ہیں جہاں پہ نورانی روحانی استعانتوں کی عملداری اور نگہداری ہوتی

ہے ۔۔۔ مزار، مقبرے، بزرگوں کے ڈیرے، مسجدیں، پرانی حویلیاں، باؤلیاں، مینار، پُل، قبرستان، ویرانے وغیرہ۔۔۔ ان جگہوں پہ یقیناً ظاہری یا پردہ داری میں کسی نہ کسی برگزیدہ ہستی کا ٹھکانا ہوتا ہے اور یہ آتشی پرندے اُن کی نورانی خوشبو میں مست قادرِ مطلق کی ثنا میں رطب اللسان رہتے ہیں۔"

فتح خان نے حسو کباڑی والے سے اباتیل کے آنسو کی بابت بات کی تو اس نے ایسی ہی حیرت کا اظہار کیا جیسی پہلے دن کی ملاقات میں قیمتی نگینے دیکھنے پہ کیا تھا۔ چائے پانی کے بعد پوچھنے لگا۔

"خان صاحب! کیا آپ اباتیل کے آنسو بھی کہیں سے ہاتھ لگے ہیں؟"

"نہیں۔۔۔ ہاتھ نہیں لگے بلکہ اب مجھے ان کی اشد ضرورت ہے۔"

اب اس نے تفصیل سے ساری کتھا سنائی کہ راجہ کو ان کے شجھ دن پہ بھینٹ کرنا ہے۔۔۔ حسو نے اُس سے پوچھا۔

"کیا تم نے پہلے بھی اباتیل کے آنسو کا نام سنا ہے۔۔۔؟"

فتح خان نے منہ سے کچھ بولنے کی بجائے بڑے جلوہ کدہ سا سر نفی میں ہلا دیا۔

"اب۔۔۔ تو بات یہ ہے کہ [illegible] ادم! کچھ چیزوں کے محض نام مشہور ہوتے ہیں یا پھر پرانی کہانیوں، قصوں میں ان کے عجیب و [illegible] ۔۔۔ یا الف لیلیٰ قصہ چہار درویش [illegible] ۔۔۔ یا [illegible] کوئی پانی دو آبِ حیات کا کوئی ہما پرندہ پارس پتھر، جو قالین، اڑن کھٹولا، سلیمانی ٹوپی وغیرہ۔۔۔ اسی طرح چیتے یا شیر کی مونچھیں، پھولوں کے اندر سے۔۔۔ چھپکلی کے [illegible] سے پتھر، بوم الو کی آنکھ، جھری اور اباتیل کے آنسو بھی ہیں۔۔۔" وہ بازاری کے لہجے میں قریب ہوتے ہوئے بتانے لگا۔

"ایمانداری کی بات یہ ہے کہ اباتیل [illegible] دیکھے ہیں۔۔۔ ایک بار رنگپور کا ایک جوہری فروخت کی خاطر ادھر لایا تھا۔۔۔ اس کے بعد کہیں دکھائی نہیں دیئے۔۔۔ ویسے میرے خیال میں یہ عام خرید و فروخت کی چیز بھی نہیں......"

"یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں۔ اسی لیے مشورہ کی خاطر یہاں آیا کہ اس کا کوئی اپائے کریں۔"

"پتہ کرتا ہوں مگر فائدہ کچھ نہیں ہوگا۔ طرح طرح کے ہزاروں پتھر نگینے یہاں کٹائی صفائی کے لیے لائے جاتے ہیں۔ اب مجھے پچاس سال اسی نگینہ سازی میں ہو گئے مگر کبھی اس نگینے کی صفائی کٹائی کا موقع نہ ملا۔" پچھ دیر کی گہری خاموشی کے بعد پھر کہنے لگا۔ "تم شاید نہیں جانتے کہ اباتیل کا آنسو زینت و قیمت کے علاوہ روحانی مقاصد اور خیر و برکت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ راجہ کو نہیں اس کے تقدس کا پتہ تو نہ ہوگا بلکہ قیمتی نگینوں اور تمہارے بزرگ نسخے کے بارے میں کہ وہ بہت کچھ جان چکا ہے۔ اب اس چو [illegible] کے بعد وہ کیسے نہیں چاہے گا کہ تمہاری وساطت سے اس نادر نگینے کو حاصل نہ کرے۔"

''تمہاری تمام دُرست باتوں کے ساتھ میری یہ بات بھی دُرست ہے کہ مجھے یہ نگینہ ہر قیمت پہ چاہیے۔ راجہ نے اس کا قرعہ میرے نام نکالا ہے ـــــ جبکہ دوسرے چھ لوگوں کے لیے ایسے جواہر منتخب ہوئے جو قابلِ حصول ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ راجہ نے اس آزمائش کے لیے میرا ہی انتخاب کیوں کیا ہے؟''

''جیسے تم نے بھی میرا انتخاب کیا تھا۔''

فتح خان نے اس کے برجستہ جواب کا مزہ لیتے ہوئے کہا۔

''بھائی! وہ تو صبح صبح کا سمے تھا ـــــ تمہاری دوکان نمایاں سی کھلی ہوئی نظر آئی..... تم سورۂ رحمٰن کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں پل کی پل رُکا' تم نے مجھے اوپر آنے کی دعوت دی کہ بازار میں خاکروب اور سقہ صفائی اور چھڑکاؤ کر رہے تھے۔ بس یہ سب کچھ آپ ہی آپ ہو گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس ملاقات میں ہم دونوں کا دانستہ کوئی عمل دخل ہو.....''

''بالکل ٹھیک کہتے ہو ـــــ رحمٰن جب مزید رحم فرمانے پہ آتا ہے اور جب رحمت کی میٹھا برکھا برستی ہے تو سارے سبب [illegible] خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ آزمائشیں بھی تو اک ادا [illegible] کی صورت ہوتی ہیں۔ تمہیں راجہ نے آزمائش میں ڈالا ـــــ یقیناً اس ساری کتھا میں تمہارے لیے بہتری کے فیصلے ہیں۔ [illegible] وہ دن مجھے دونوں [illegible] [illegible] تھا اور وہ اس کی [illegible] ہمارے شہر میں پہنچا دیا تھا ـــــ اسے بھی جواہرات کے [illegible] میں ڈال رکھا ہے ان کے چہرہ [illegible] کے آنسو یا پوری کی پوری ابابیل ہی مل جائے گی۔''

پٹھان بیٹھا تھا' اپنے [illegible] میں آخر وقت نیز ابابیلوں کے مغز تیکھے تیکھے [illegible] اٹھ آیا۔

اگلے روز صبح نماز کے بعد [illegible] ملاقات ہوئی تو انہی نے جھپٹے جھپٹے دعا بیان کی۔

بابا نے فرمایا۔ ''ابابیلوں کے بچے گھونسلوں سے باہر نکلنے کے لیے پَر پھڑا رہے ہیں' کئی ایک خود بخود نیچے بھی گر پڑتے ہیں ـــــ خرگوشوں کے بچوں نے معصومیت کی روئیں نکھیر رکھی ہیں۔ ایسے میں ان دونوں بچوں کی بھی خوب موج لگی ہوئی ہے ـــــ بس ذرا ہاشم خان سے شفقت محبت سے مجھے دو ـــــ اس کی کے ہی میں آنے اور وہ تمہیں کہیں کوئی ابابیل یا اس کا بچہ دے تو دے لو ـــــ رات بھر کی کا بک میں دانہ دُنکا ڈال کے سہمان رکھو۔ اگلی صبح اس کا بک میں تمہیں ہیرے کا دانہ دکھائی دے جائے تو تمہارا مقدر ـــــ ورنہ؟''

ان دنوں تو چھوا سے گھر میں واقعی جو شے بہار آئی ہوئی تھی ـــــ جھاڑیاں' پودے' جھاڑ' درخت' پرندے' خرگوش اور ابابیلیں ـــــ چہچہاتی' سرگوشیاں' چہلیاں ـــــ ایک عجیب سا جلترنگ جیسے چاروں اور گونج رہی ہو ـــــ نماز' تلاوت اور قدرے آرام کے بعد گھر کا سودا سلف لانے کے لیے بازار نکلنے لگا تو دونوں بچے بھاگے بھاگے پاس آ گئے۔

"بابا! ہمیں پرندے رکھنے کے لیے کابک لا کر دو....."

کابک اور پرندے کا سنتے ہی اسے صبح نماز کے بعد اپنے سسر سے ہونے والی گفتگو یاد آ گئی۔ بازار سے واپسی ہوئی تو دوسرے گھریلو سامان کے علاوہ پتلی تیلیوں سے بنی ہوئی ایک نہایت ہی کابک اور بہت سے کھلونے بھی اس کے ساتھ تھے۔ بچے پچھواڑے اپنے کھیل کود میں مصروف تھے..... کھیل کود تو ان کی پہلے بھی ہوتی رہتی تھی مگر اس حویلی میں منتقلی کے بعد ان کے کھیل کود کی ترجیحات تبدیل ہو کر رہ گئی تھیں..... بکری کے بچے اور ابابیلوں' خرگوشوں کے بچوں سے کھیلنا زیادہ ہو چکا تھا..... لگتا تھا ابابیلوں اور خرگوشوں نے اپنے بچوں کے پالنے پوسنے کا فریضہ ان بچوں کے سپرد کر دیا ہوا ہے۔

فتح خان انہیں کھوجتا ہوا پچھواڑے نکل آیا..... ادھر کی دنیا ہی کچھ اور تھی اجالوں' نغموں اور رنگوں نے اپنے باطن کشادہ کیے ہوئے تھے لگتا تھا جیسے گلشن ارم کا کوئی گوشہ ادھر نمونے کے طور اتار دیا گیا ہو..... ادھر ادھر دیکھا جب بچے کہیں دکھائی نہ دیے تو آواز دی۔

"ہاشم خان! قاسم خان میرے پاس آؤ..... میں تمہارے لیے کابک لایا ہوں۔"

بچے تو جیسے کہیں تاک ہی میں تھے۔ آواز سنتے ہی [illegible] سے باہر نکل کر باپ کی جانب لپکے..... ہاشم خان [illegible] ابابیل [illegible] ہوئے تھے۔ خوبصورت [illegible] کابک [illegible] ابابیل اور ان کے بچے انسانی [illegible] کے پردے تھیں..... [illegible] کابک نما [illegible] چڑیوں' کوئل یا تیتر خطوں کے لیے ہوتی ہیں [illegible] کابک کی تیلیوں میں [illegible] کے [illegible] پر [illegible] ہاشم کے پھندنے..... اندر [illegible] ہوئی کھٹی اور پینے کے لیے پانی..... بچے آنکھیں [illegible] اور فتح خان من ہی من میں خوش ہو رہا تھا کہ بچوں نے کابک کو اپنی پسندیدگی دے دی ہے۔

اچانک ہاشم خان نے ابابیل والا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لے بابا! ابابیل..... اسے کابک میں ڈال لو۔"

فتح خان نے [illegible] اور مسکراتے ہوئے بڑے میٹھے انداز میں سہمی ہوئی ابابیل کو اس کے ہاتھ سے لیا اور کابک کی اندرونی کھڑکی سے کھولتے ہوئے اسے اندر ڈال دیا۔ ابابیل نے پر پھیلاتے ہوئے انگڑائی تو لی ایک آدھ چکر لگایا اور پھر [illegible] سے جا بیٹھی..... بچے دیکھ دیکھ خوش ہو رہے تھے۔ فتح خان کی آنکھیں تو سامنے کے منظر سے لطف لے رہی تھیں مگر دماغ ادھر اس جید پیر کے اشارے کی گتھی سلجھا رہا تھا اتفاق ہوا ہے کہ فتح خان کی کے اس پار [illegible] ابابیل کا آنسو کے حصول کے لیے امکان ممکن ہے..... اور یہ پراسرار باریک نکتہ بھی حد ادراک سے باہر تھا کہ ایک معدوم الوجود سے فیض [illegible]

کسی ابابیل سے کچھ تعلق ہو سکتا ہے اور اسے ابابیل کا آنسو کیوں کہتے ہیں؟

یہ سچائی تھا۔۔۔ کیمیا یا حکمت دان نہیں تو یہ جانتا ہو کہ جواہرات کا منبع و ماخذ محض سمندر، دریا، پہاڑ، صحرا، میدان ہی نہیں چرند پرند درند دیگر جاندار اور نباتات و اشجار بھی ہوتے ہیں۔ غیر معمولی بصارتی تب و تاب رکھنے والے پرندے از قسم شاہین، شکرا، چیل، چکور، ابابیل، ہُد ہُد، چینی مرغ، مرغابی، مرغ خاکی ۔۔۔ گہرے، گرم اور نیلے پانیوں کی مچھلیاں، کچھوے ۔۔۔ کوہستانی علاقوں کے نیل کنٹھ، چکاری چڑیاں، مارخور، عقاب ۔۔۔ شیش ناگ، تیتر، صحرائی کوہ کے پیٹ، پوٹوں اور سر کی ہڈی میں ایسے سنگ دانے دستیاب ہوتے ہیں جن کا شمار جواہرات میں ہوتا ہے ۔۔۔ متعدد پرندوں کے گھونسلوں میں بھی قیمتی پتھر ملتے ہیں۔ جنگلوں میں گھومنے والے شکاری لوگ اس راز سے خوب واقف ہوتے ہیں اور اکثر ان پتھروں کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ زیرِ زمین حشرات الارض کے بلوں اور کھوکھلے تنوں یا شتیوں حتیٰ کہ خرگوشوں اور کیڑوں مکوڑوں کی کھڈوں میں بھی قیمتی سنگ دانوں کے شب چراغ پائے جاتے ہیں ۔۔۔ اساطیر کے قصوں کہانیوں اور دیومالائی کتھاؤں میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جس سے ہمیں ان کی پُراسراریت، افادیت اور کرشماتی اثرات کا اندازہ ہوتا ہے۔

سوا [illegible] اور دنیا و کاروبار کرنے والے اکثر ایسی مچھلیاں شکار کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جن کے پیٹ اور [illegible] سے قیمتی موتی اور سنگ بھی مل جاتے ہیں ۔۔۔ بگلوں اور سمندری مرغابیوں کی چونچوں اور گلے سے بھی کبھی کبھی قیمتی جواہر دانے مل جاتے ہیں۔ جانوروں کے معدے سے بھی قیمتی دانے نکلتے دیکھے ہیں۔ اکثر چیلوں کے گھونسلوں سے [illegible] نکلتے ہیں ۔۔۔ [illegible] کوئی بھی مل جاتا ہے۔ آپ کے لیے یہ چھوٹا سا واقعہ درِ حیرت کھول دے گا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

وارث [illegible] ذہن میں رہا تھا۔ میں نے کسی نہ کسی طور وہاں ایڈمنسٹریشن کی نوکری حاصل کر لی تھی جو بجلی کی الف با سے بھی واقف نہیں تھا۔ چرب زبانی، جھوٹ، مکاری اور اداکاری سے میں نے سادہ دل حقانی پٹھانوں میں اچھی خاصی "عزت سادات" پیدا کر لی تھی۔ چھوٹی سی شرعی داڑھی، سر پہ ٹوپی، ڈھیلے ڈھالے کپڑے، دائم لہجہ، موقع محل کے مطابق چند قلمی [illegible] ۔۔۔ دکھاوے کا نماز روزہ اور قاضی کی پرہیزگاری ۔۔۔ اللہ معاف کرے تھوڑے ہی عرصے میں میں شاہ صاحب کے لاحقے سے خاصا مشہور ہو گیا۔ دم درود، چھوٹے موٹے تعویذ گنڈے بھی چلنے لگے۔ اب یہ عالم کہ محض نمائش کے لیے ورکشاپ جاتا اور سارا دن یار دوستوں میں [illegible] رہتا ۔۔۔ نہ کام نہ کوئی پوچھ پڑتال۔ تنخواہ کی رقم اور دیگر بونس ہر ماہ سیدھی میری جیب میں پہنچ جاتی یعنی راوی میرے لیے عیش ہی عیش لکھتا تھا ۔۔۔ چلیے آپ اس اجمال کا دوسرا رخ دیکھتے ہیں یہ سچ ہے کہ اس نوکری

کو حاصل کرنے کے لیے میں نے جعلی اسناد پیش کی تھیں جبکہ میں ٹیوب لائٹ ابھی نہیں جانتا تھا کہ گھر میں مٹی کے تیل کی لالٹین جلا کرتی تھی ——— اس حالت یا مقام تک پہنچنے کے لیے میری کسی خاص کوشش کو بھی دخل نہیں تھا بلکہ زیادہ تر قصور پٹھانوں، ان کے عقیدے، توہمات اور کچھ میرے بے تکلف دوستوں کا بھی تھا جنہوں نے مجھے سید زادہ اور پہنچا ہوا درویش بنا کر وہاں مشہور کر کے اپنے الّوؤں کو سیدھا کیا تھا یا پھر ایک ایسا عجیب اتفاق جس میں میرا کوئی کمال نہیں تھا بس اک بہانہ بن گیا جس سے میں کچھ اور مشہور ہو گیا۔ یہ بھی اڑا دیا گیا تھا میرے ہاں موکلات کی حاضری ہوتی ہے۔

● لا میری مچھلی مونگا موتی......!

ہوا یوں کہ ہماری الیکٹرک شاپ کا ایک مزدور جس کا تعلق علاقہ غیر سے تھا، ہمارے ساتھ والے خیمہ میں رہتا تھا۔ غریب سا اور شریف سا یہ پٹھان تیس بتیس برس کا ہوگا۔ دوسرے مقامی لوگوں کی طرح یہ بھی توہمات کا مارا ہوا، پیروں فقیروں کا دیوانہ وہ دولت حاصل کرنے کا بے پناہ خواہشمند تھا۔ اسے اپنے قبیلے سے باہر کی دوشیزہ [illegible] جنہیں پورا کرنے کے لیے اسے ایک اچھی خاصی رقم درکار تھی اور یہ رقم اس کی اوقات اور سوچ سے کہیں زیادہ تھی مگر وہ جو کہتے ہیں عشق تو ایسے ایسے معرکے بھی طے کروا لیتا ہے جو حد امکان سے کہیں باہر ہوتے ہیں۔ اس عاشق صادق نے مایوس ہونے کی بجائے [illegible] اپنے پیار کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے مہلت مانگی اور فرہاد کی طرح محنت کا کدال اور محبوب کی [illegible] کی خاطر اپنے گاؤں سے یہاں چلا آیا ——— وارسک ہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں قدرے معقول آمدن ہو سکتی تھی۔ پڑھا لکھا یا کوئی ہنرمند تو تھا نہیں ——— دیہاڑی دار مزدور [illegible] ——— تنخواہ کے حساب سے کہ وہ اس میں ایک پیسہ بھی لیے بغیر جمع کرتا رہے تو چند برسوں کا لمبا عرصہ درکار تھا۔ اس وقفے کو کم کرنے کی خاطر یہ عاشق صادق اپنی مزدوری کی پوری تنخواہ جمع کر لیتا۔ اپنی روٹی پانی خود کمائی کرنے کے لیے وہ ادھر ادھر کے کام کرتا رہتا۔ ڈیوٹی کے بعد کسی ہوٹل پہ یا خانے میں برتن صاف کرنے چلا جاتا۔ ہر ہفتہ جنگل سے [illegible] ایندھن اکٹھا کر لیتا، وہاں سے لوگوں کی ضرورت کا سامان لے آتا ——— اس طرح کے چھوٹے موٹے کاموں سے وہ اپنے مصارف پورے کر لیتا۔ میری نام نہاد شہرت اڑنے پر اس کا میری جانب متوجہ ہونا [illegible] تھا کہ میں اس کا ہمسایہ بھی تھا۔ وہ میرا بن بلایا چیلا بن گیا۔ چھوٹے موٹے کام کھانا پکانا، برتن دھونا، صفائی ستھرائی، کپڑے دھونا، پاؤں دبانا ——— غرضیکہ پوری طرح اس نے مجھے اپنی "خدمات" کے حصار میں محصور کر

ہوا تھا۔ میں یونس خان کی ظاہری باطنی ساری کیفیات سے خوب واقف تھا۔ خوب سمجھتا تھا وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ بارہا کوشش کے باوجود میں اُس کے دل و دماغ سے اپنے بارے میں خوش فہمی نکال نہ سکا۔۔۔ کئی بار اُسے دلیل دے کر سمجھایا کہ اگر میں ایسا ہی دوسروں کے حالات بدلنے پہ قادر ہوتا تو خود اپنے حالات درست کیوں نہیں کر لیتا۔ چودہ روپے دیہاڑی پہ پردیس میں جھک کیوں ماروں۔۔۔ مگر اس کی کھوپڑی میں بھیجا کی جگہ کوئی ونڈہ تھا جو اس کی عقل پہ پڑا ہوا تھا۔ بس ایک ہی رٹ۔۔۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں جلد سے جلد اتنی رقم حاصل کر سکوں کہ میری شادی ہو جائے۔ اُسے خدشہ تھا اس کی محبوبہ کا باپ کہیں رشتہ دینے سے انکاری نہ ہو جائے۔۔۔ جوں جوں میں اسے سمجھاتا توں توں وہ اور پُر اُمید ہو جاتا کہ میں ہی اُس کی یہ شادی والی مشکل کو حل کر سکتا ہوں۔

"شاہ صیب! آپ ہم کو کوئی تعویذ [illegible] لکھ دو [illegible]" وہ میرے سامنے بیٹھا اخروٹ کی گریاں نکالتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میں نے [illegible] سے پوچھا۔ "کیسا تعویذ؟۔۔۔ میں کوئی تعویذ ویذ نہیں لکھتا۔"

"شاہ صیب! خفا نہ ہوں۔ میں کوئی شیطانی تعویذ نہیں مانگتا۔ بس کوئی ایسا تعویذ [illegible] سے بہت سا پیسہ مل جائے۔" [illegible] اُس نے جیب سے ایک [illegible] کاغذ کا ٹکڑا [illegible] سامنے کرتے ہوئے مزید بتایا۔ "یہ تعویذ مردان کے ایک پیر صیب نے دیا تھا۔ اب ایک آپ بھی دے دو۔"

تعویذ پہ لکھا ایسا کچھ تھا۔

"اِل کے [illegible] انیس کا [illegible] محبوب کا [illegible] الدین کا"

بے ساختہ میرے منہ سے لاحول ولا قوۃ نکلا۔۔۔ یہ کیا جہالت ہے۔

"شاہ صیب! اس تعویذ نے بہت کام کیا ہے۔ میں ہر روز آدھی رات دریا کے کنارے پانی میں دائیں ٹانگ پہ کھڑا ہو کر اُنیس بار یہ تعویذ والا کلام پڑھتا ہوں۔"

میں نے قہر بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہاری محبوبہ کے گاؤں میں دریا ہے؟۔۔۔ اور تم اُنیس مرتبہ کیوں پڑھتے ہو۔۔۔ تیس یا اکتیس مرتبہ کیوں نہیں؟"

"شاہ صیب! ہماری محبوبہ کے گاؤں میں دریا نہیں پتھری چھپر ہے اور شفقت جان انیس برس کی ہے ہم تیس یا اکتیس بار کیسے پڑھ سکتا ہے۔۔۔ بس ایک تعویذ ایسا بنا دو کہ جس سے اتنی رقم مل جائے کہ میری شادی بن جائے۔"

میں اس حقیقت سے خوب واقف ہوں کہ کسی پڑھے لکھے مردار اور ان پڑھ خان سے کسی معقول بات کی تصدیق کروانا کتنا دشوار عمل ہے ـــ یہ شادی کا مارا ہوا پٹھان میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا تھا ـــ مجھ سے دولت کے حصول کے لیے تعویذ مانگ رہا تھا میں اسے کیسے بتاتا کہ مجھے خود کتنے لوگوں کا قرض دینا ہے۔ ان قرض خواہوں سے منہ چھپا کر ہی تو ادھر بھاگ آیا تھا!

اس کے جن جپھے سے تنگ پڑ کر اور جان چھڑانے کی خاطر میں نے اسے رازداری کے لہجے میں بتایا کہ آدھی رات آگے آدھی پیچھے دریا کے کنارے کسی پتھر پہ بیٹھ کر اپنی اور محبوب کی عمر کی تعداد جمع کر کے "لا میری مچھلی موٹا موتی" کا ورد کرنے کے بعد اس کی صورت تصور میں لا کر مچھلی پکڑنے کی کانٹا ڈوری دریا میں پھینک دینی ہے ـــ اگر مچھلی پھنس جائے تو مچھلی کا پیٹ چاک کر کے اس کے معدے کی آلائش میں کوئی سنگ دانہ تلاش کرے ـــ تب ہی شادی کی رقم کا مسئلہ حل ہو جائے گا مچھلی صرف ایک پکڑنی ہے اور اگر مچھلی کانٹے میں نہ لگے یا معدے سے کچھ برآمد نہ ہو تو اس وقت تک یہ عمل جاری رکھنا ہے جب تک گوہر مقصود حاصل نہ ہو جائے۔"

[illegible] ایسا مارا ہوا [illegible] میں نے اس سے اپنی جان کی امان پانے کی غرض سے کیا تھا ـــ [illegible] مطمئن ہو [illegible] یونس خان کی توجہات تبدیل ہو چکی تھیں ـــ ان گھر میں بس ایک آدھ بار ہی مسجد یا خیمہ میں رونمائی ہوتی ـــ مجھے خوشی تھی کہ میری "جان چھڑاؤ" کی ترکیب کامیاب ہوئی۔ اب میں اکثر رات کو اٹھ کر دریا کی جانب دیکھتا ہوں دور سے دیکھتا شوقیہ وہ دریا [illegible] ڈالے پتھر پہ بیٹھا ہوتا ـــ وہ اور [illegible] حماقت [illegible] ڈالے ہیں ـــ میں چھوڑ کے [illegible] واپس کیمپ میں لوٹ آتا۔

انہی دنوں میں بیمار پڑا تو چند روز آرام اور گھر والوں سے ملنے کی خاطر سیالکوٹ چلا آیا ـــ گھر میں تو آرام اور ملنے ملانے کے لیے تھا ـــ مگر دل کا کام ایسا تھا کہ مسجد اور دم جھاڑ کروا لیا ـــ چند روز بعد واپس دوارنگ پہنچا تو سب شد تبدیلیاں میری منتظر تھیں ـــ نمایاں تبدیلی یہ تھی کہ یونس خان یہاں سے جا چکا تھا۔ جانے کی وجہ تو معلوم نہ ہو سکی ـــ البتہ اڑتی خبر یہ تھی کہ اچانک وہ امیر ہو گیا اور ادھر کی معمولی نوکری چھوڑ کے ذاتی کرائے کا واپس چلا گیا۔ پیچھے وہ بہت سا قیمتی گھریلو سامان بھی اپنے ساتھ لے گیا ہے ـــ میرے مشورے سے اس نے نیا ہو کیا واقعی کوئی موتی موٹا ہاتھ لگ گیا تھا [illegible] چند اور دوسروں سے بھی اندر کی بات دریافت کرنے کی کوشش کی مگر پتہ نہ لگ سکا۔ معلوم نہ ہو سکا۔ کچھ عرصے بعد میں بھول بھی گیا کہ یونس خان نامی کوئی بندہ میرے پاؤں دبایا کرتا اور میرے لیے اوپر کے کام کرتا تھا۔ شاہ صاحب، شاہ صاحب کہتے کہتے وہ عقیدت سے شرابور ہو جایا کرتا تھا۔ اب پھر وہی تو دیکھ رہا ہوں وہ صاحب

بھاری مشینوں کی گڑگڑاہٹ، دریا کا شور، ہوٹلوں، چائے خانوں اور خیموں کی دنیا——"

ہاں میں بتا رہا تھا کہ مجھے شاہ صاحب بنا کر مشہور کر دیا کہ میرے قبضے میں ہوائی چیزیں ہیں۔ میں بھی وہاں اچھی نوکری اور عزت شہرت حاصل کرنے کی خواہش کے پیش نظر خاموش تھا۔ دریائے کابل کنارے ایک خیمہ میرے تصرف میں تھا۔ پاس ہی مسجد اور پیچھے ڈھلوان کے ادھر رفع حاجت اور طہارت کے لیے مناسب سی اوٹ تھی۔ اس ڈھلوان سے سو قدم آگے دوسری خاردار آہنی باڑ استادہ تھی جس پہ نمایاں سی پشتو، اردو اور انگریزی میں ہدایات لکھی تھیں کہ اس سے دوسری جانب علاقہ غیر ہے۔ ڈار سک پروجیکٹ میں کام کرنے والے ملکی غیر ملکی کارکنوں کو واضح طور پہ خبردار کیا جاتا ہے کہ وہ اس حد کی دوسری جانب جانے سے قطعی گریز کریں۔ اس انتباہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کی جان و مال کی کمپنی ہرگز ذمہ دار نہ ہوگی—— سرخ رنگ کی یہ سنسنی خیز تحریر ہم بڑے خوف و استعجاب کی کیفیت میں پڑھا کرتے اس ڈرائن باڑ کی دوسری جانب بھی دیکھا کرتے جدھر خشک پہاڑوں کی اونچے پتھروں اور جلے بھنے جھاڑ جھنکاڑ کے علاوہ کچھ اور دکھائی نہ دیتا—— انسان تو انسان کوئی پہاڑی جانور پرندہ تک نظر نہ آتا—— سوچا کرتے یہ کس طرح کا علاقہ غیر ہے کہ ادھر کی کوئی چیز مثلاً موسم، زمین، آسمان کچھ بھی تو [illegible] پٹھان رہتے ہیں—— قتل و غارت [illegible] اس پار کوئی ایسا خوفناک انسان دکھائی دے جائے مگر کوئی نظر نہ آیا۔ یہ دوست بتاتے رات کی تاریکی میں ادھر سے پٹھان آتے ہیں اور اکثر بڑے بڑے غیر ملکی اہم افراد کو اغوا کر کے علاقہ غیر لے جاتے ہیں پھر ان کی رہائی کے لیے بڑی بڑی رقموں کا [illegible] کہ وہ مقامی اور اپنے مسلمان پاکستانیوں کو چنداں پریشان نہیں کرتے کہ ان کے اغوا سے انہیں نہ تو کچھ حاصل ہوتا اور نہ ہی خوشی ہوتی بلکہ الٹا انہیں کھلانا پلانا پڑتا۔ اسی خوش فہمی کے پیش نظر ہم ایسے اوسط درجے کے ہزاروں کارکن بڑی آزادی سے کھلی ڈھلی زندگی بسر کرتے تھے۔ جدھر جی چاہا اٹھ کر چل دیا۔ جہاں من چاہا خیمہ ٹھونک لیا—— پٹھان پنجابی ہوٹل، قہوہ خانے، چھوٹی موٹی دوکانیں—— ایک عجیب سا کاسموپولیٹن ماحول تھا کہ پردیس میں اپنوں سے الگ دور رہ کر روزی کمانا اور پھر خود کو مصروف و مسرور رکھنا کچھ ایسا مشکل بھی نہیں تھا۔

دریائے کابل کا کنارا جدھر ملکی والوں کے چند خیمے، چھوٹی سی مسجد، چپل کباب ہوٹل، چائے خانہ تھا۔ بڑی شاداب اور خوشنما جگہ تھی—— دریا یہاں سے مڑ کر پہلو تہی کرتا ہوا گزرتا تھا۔ دھوپ میں چمکیلے جھاگ اڑاتا ہوا پانی، اچھلتی پھدکتی مچھلیاں، ابراتی بل کھاتی حسین لہریں، یہاں بڑا دلنواز منظر پیش کرتی تھیں—— چمکدار چکنے گول پتھروں کناروں پہ پانی میں پاؤں لٹکا کر بیٹھنا بڑا تسکین آمیز ہوتا—— ذرا آگے بڑھ کر

مچھلیاں بھی پکڑی جا سکتی تھیں۔۔۔ کانٹوں بھری مچھلیاں کھانے میں مشکل مگر لذت اور غذائیت میں لاجواب!

زندگی محض حلوہ اور کھیر فیرنی کی طرح ہی نہیں ہوتی ـــ نمکین چاٹ اور چٹنی کی مانند بھی ہوتی ہے کہ میٹھے کے ساتھ کھٹے نمکین کڑوے اور کسیلے سب سواد شامل ہوتے ہیں۔ انسانی زندگی میں ہمہ رنگی ہمہ جہتی توازن و تنوع نہ ہو تو انسان وحشی پاگل بن کر رہ جائے۔

اکثر مواقع پہ مجھے احساس ہوتا ہے کہ وجود میرے اجزائے ترکیبی میں اربعہ عناصر کے علاوہ بھی ادھر ادھر کے کچھ معقول و منقول عناصر بدرجہ اتم شامل کر دیے ہوئے ہیں۔ میرے چہار عناصر کے حصار ترکیبی میں میری طبع طے نہیں رہتی۔ مٹی کی مجھون گل چاٹ کر تو چت پڑے رہنا چاہیے ـــ مگر میرا کچھ افلاک پہ ستارے جھانکنے کو چاہتا ہے۔ [illegible] آب جو مجھے پالی پالی نہیں کر پاتے تو پھر کوئی قلزم بے کنار اپنی جانب کھینچ لیتا ہے ـــ پھونکوں سے کچھ تھماتے نہیں مجھے ان کے لیے آندھیاں جھکڑ چلائے جاتے ہیں ـــ خرمن قلب و جگر چنگاریوں سے جلا نہ پکڑیں تو ان کے لیے بڑا اہتمام کسی نار نمرود کا کرنا ہوتا ہے۔ تغیر زدہ دل الٹ پلٹ چکر پھیر ـــ میں ہمیشہ ان کی زد میں رہا۔ کبھی سمجھ میں نہ آیا کہ میں اصل کیا ہوں [illegible] کے اور بھی دکھائی نہ دیا۔ [illegible] جواب میں سنائی دیا۔

تبھی [illegible] اس رات بھی ہوا ـــ خیمے کے دو ساتھی کچھ دنوں کے لیے چھٹی پہ پنجاب گئے ہوئے تھے۔ آدھی رات کا [illegible] صفدر علی اور میں پورے خیمے میں تنہا لیٹے ہوئے ٹیپ ریکارڈر پہ کلام فرید صابری کی قوالی "بھر دو جھولی میری یا محمد" [illegible] پہلو میں بیٹھے والا "بابا کابلی" بھی مرحوم [illegible] نے قوالی کو [illegible] کوہستانی مرحلہ ہوا اس کی چھینٹوں نے بھی ایک الگ سے سماں باندھا ہوا تھا۔ لگتا تھا دریا [illegible] ہوا تھا۔ سب قوالی سننے میں مگن ہیں ـــ اچانک خیمے کے باہر پتھروں پہ کسی کے چلنے کی آواز ابھری ـــ چند لمحوں کے بعد غیر مانوس سی انسانی آوازیں بھی سنائی دیں۔ لگتا تھا کچھ لوگ خیمے کے باہر کھڑے آپس میں بات چیت کر رہے ہیں۔ میں نے صفدر علی کی ٹانگ کو ہلایا مگر وہ تو گھوڑے بیچ سویا پڑا تھا ـــ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ لوگ [illegible] اندر داخل ہو گئے۔ میں اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ ایک نے آگے بڑھ کر السلام علیکم کہتے ہوئے پوچھا۔

"آپ شاہ صاحب ہیں؟"

میں نے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیا۔

"میرا نام محمد یحییٰ خان ہے میں پٹھان ہوں سید نہیں ـــ" صفدر علی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے

پوچھا۔ "یہ جو سوئے ہوئے ہیں یہ شاہ صاحب ہیں؟"

"نہیں یہ صفدر علی باجوہ ہیں ۔۔۔" اتنے میں ایک اور پٹھان اندر داخل ہوا ۔۔۔ ان کی آپس میں پشتو میں بات چیت ہوئی۔

اب آگے بڑھ کر تینوں اجنبیوں نے باری باری میرے ہاتھوں پہ بوسہ دیا ۔۔۔ پہلے والا بولا۔

"شاہ صاحب! اس بے وقت تکلیف دینے کی معذرت چاہتے ہیں۔ مجبوری ہے اس وقت آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے ......"

میں ہکا بکا ان کا منہ تکنے لگا ۔۔۔ اس وقت آدھی رات جان نہ پہچان لٹیرے ہیں یا [illegible] الٰہی! مجھے یہ کہاں لے جانا چاہتے ہیں ۔۔۔ میں نے جرأت کرتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔

"اس وقت آپ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں کوئی کام کروانا ہو تو صبح تشریف لے آئیں اس وقت ......؟"

وہی شخص پھر بولا۔ "شاہ صاحب! مجبوری نہ ہوتی تو آپ کو تکلیف نہ دیتے۔ کام ہوتے ہی آپ کو واپس چھوڑ جائیں گے ......" میرے لیے رستہ بناتے ہوئے مزید کہا۔ "وقت کم ہے آپ آئیے!"

[illegible] صفدر علی کو اک نظر دیکھتے ہوئے میں سوچ رہا تھا ۔۔۔ [illegible] میرے اغوا کی خبر سن کر اس پہ کیا گزرے گی۔

دریا کے کنارے چلتے ہوئے ہم قدرے کشادہ سی جگہ آ گئے تھے۔ تین [illegible] اور ایک [illegible] چار ۔۔۔ جبکہ دو مزید کراڑیل سے پٹھان [illegible] حلیے سمیت ادھر [illegible] نظر آئے ۔۔۔ [illegible] ہی انہوں نے ایک بیچ کی باڑ کے ساتھ لگا دی۔ اب میں [illegible] اونٹوں اور خچروں کو تھامے باڑ سے لگے ہوئے دکھائی دیے۔ اب دونوں پارٹیوں میں کچھ گفتگو کا تبادلہ ہوا۔ اسی پہلے والے اجنبی نے ملتجی ہوتے ہوئے مجھے اپنے کندھے پہ سوار ہونے کی درخواست کی۔ انکار و اقرار کا اب کون سا وقت تھا اب تو چل سو چل والا معاملہ تھا۔ جھٹ اونٹ کے کوہان جیسے کندھے پہ بیٹھ گیا۔ اونٹ اٹھتے وقت سوار کو رکوع بھی کرواتا ہے اور سجدہ بھی ۔۔۔ مگر یہ مافوق [illegible] کا پختون مجھے کسی اسپ تازی کی مانند لے کر الف کھڑا ہوا ۔۔۔ [illegible] پہ قدم جما کر جیسے [illegible] اوپر چڑھا دو ہاتھ بازوؤں سے مجھے کسی دستار کی مانند اٹھا کر دوسری جانب کے جوان کے سپرد کر دیا ۔۔۔ پگڑی بدل دوست بھی ایسے ہی کرتے ہیں ۔۔۔ کیا کمال ہے [illegible] کی دستری پہ شکن نہ پڑے ۔۔۔ ہاتھ ناخن انگلیوں کی پوروں کا کمال ہے [illegible] کی [illegible] جاتی ہے۔

میں [illegible] ہاتھوں کی باڑ پہ سے پھولوں کی خوشبو کی مانند [illegible] دوسری جانب طاقتور [illegible] ایک جوان نے خچر پہ گداز سی کاٹھی پہ دھرا تھا ۔۔۔ ہنکارتے ہی خچروں اور اونٹوں نے اپنا سفر شروع کر دیا ۔۔۔

یہ سب کچھ ایسی عجلت و عزت سے ہُوا کہ میں ان کی پیشہ ورانہ مہارت اور اپنی درویشانہ جہالت پہ عش عش کر اُٹھا۔

ستاروں کی بھیگی بھیگی چھاؤں میں سفر بڑی آسانی اور روانی سے طے ہوتا ہے۔ حد فقط حدی خوانی اور کسی ناقہ کی جوانی کی ہوتی ہے ۔۔۔ اس کے بعد تیل گاڑیوں اور ریل گاڑیوں کا سفر کہ مسافر روزِ آخر تک شتر بدر ہو کر مسافرت کے لیے نکلتا ہے ۔۔۔ ایسی بھی مسافرت جس کی راہ پگڈنڈی ۔۔۔ لق و دق صحرائی وسعتوں میں نکل کر ۔۔۔ سرابوں عذابوں زرنگی دلدلوں اور سوئی جھکڑوں میں گھر کر بند ہو جاتی ہے ۔۔۔ مگر یہ اس نوع کا سفر نہ تھا۔ لیلیٰ نہ محمل ۔۔۔ صحرا نہ ناقہ اور تو اور آس پاس کہیں وحشت بھی نہ تھی ۔۔۔ وحشت کو تلاش کیا اس کا وجود بھی کہیں نہ ملا ۔۔۔ آگے پیچھے اور اس سے پیچھے چند خچر سوار جن کا لیڈر جیل بار بار مجھے دودھ، پھل پانی کا پوچھتا ۔۔۔ خاصی بہتر اردو بولنے والا پختہ عمر پٹھان بڑا اہلِ خرد اور شائستہ تھا۔

صحرا کے ذروں پہ دوال سفر تنہا اور نیاز آور ہوتا ہے۔ اتھاہ خوشیوں اور وسعتوں میں سفر..... لگتا ہے مسافر ازل سے ابد کی مسافرت میں اپنے باطن کا سفر کر رہا ہے ۔۔۔ شتر پہ کجاوہ یزدانہ ہو تو سوار اس کے کوہے یا کوہان کی فرکی تیاتی چربی بن جائے ۔۔۔ رقص درویش یا کر محبوبی سیکھنے کی جستجو ہو تو اونٹ پہ سفر تیر القرآن کی حیثیت رکھتا [illegible] خاکستری یا ڈب کھڑبی رنگت [illegible] وحشت اور [illegible] کی سیاہی کی چمک جہاں پہ بجلی فام کر کے رکھ دیتی ہے۔ خچر کی پیٹھ کا سفر الٹرن کا ہے ... اور مزاج میں سفر اونٹ کا باعث بنتا ہے ... اور مادہ اسپ کے ملاپ سے وجود میں آتا ہے۔ خچر پہ مسلسل سواری مرد کو ناکارہ بنا دیتی ہے۔ اسی خاطر اس کا زیادہ تر استعمال بار برداری کے لیے ہوتا ہے۔ دشوار گزار پہاڑوں دروں پتھریلے راستوں پہ یہ خوب رواں رہتا ہے، بڑا محنتی ہے۔ اس کا پیشاب ہتھیاروں کو زہر آلود کرنے کے کام آتا ہے۔ جس کا لگا ہوا زخم کبھی مندمل نہیں ہوتا۔ اس کا گوشت کھانا زہر پینا ہے۔ صرف مردہ بوڑھے گدھ نوچتے ہیں جن کے لیے مرنا ضروری ٹھہرتا ہے۔ اس کی تازہ اتری ہوئی گرم گرم کھال دشمن داروں کے لیے بڑی کام کی چیز ہے۔ دشمن کو خوب کھلا پلا کر بے حالت نشہ کی تازہ اتری ہوئی کھال میں باندھ لپیٹ کر میدان کی دھوپ میں پھینک دیتے ہیں۔ صرف سر باہر رکھا جاتا ہے۔ دور سامنے بیٹھ کر اس پہ قہقہے لگاتے ہیں، جگتیں کستے ہیں، رقص کرتے ہیں، ڈھول تاشے پیٹتے ہیں ۔۔۔ کیڑے کیڑے مکوڑے اپنا کام دکھاتے ہیں ۔۔۔ کھال سکڑتا ہے اور دشمن پھولنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی چیخیں فریادیں ان تماش بینوں کی ہا ہو اور ڈھول تاشوں کے ہنگام میں دب کر دب جاتی ہیں ۔۔۔ سورج ڈھلنے تک یہ موذی دشمن کیڑے مکوڑوں چیل کوؤں اور کتوں کے پیٹ میں پہنچ جاتا ہے۔ اگلی صبح وہاں چند ہڈیاں

باقتوں اور خون گندگی کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچتا..... کہہ سکتے ہیں کہ کسی بدترین دشمن کے لیے اس سے بڑھ کر بدترین تعزیر شاید ہی کوئی اور ہو۔

گھپ اندھیروں سے جب شناسائی ہو جاتی ہے تو راہ و راستے' سنگِ میل بلکہ دائیں بائیں آگے پیچھے کی ہر چیز روشن ہو جاتی ہے..... ہمارا مختصر سا قافلہ بغیر کسی رو کد یا دشواری اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا..... میں بھی یوں اینٹھا ہوا خچر پہ بیٹھا تھا جیسے کوئی مفوبہ نہ ہوں دولہا ہوں..... اترائیاں چڑھائیاں۔ یہ کوئی باقاعدہ راہ و راستہ نہ تھا..... تنگ کی پیچی پگڈنڈیاں' پتھریلی پتھر کہ خچروں کے پاؤں رپٹ رپٹ جائیں..... ابھی تک میری کسی سے باضابطہ گفتگو نہ ہوئی تھی حتیٰ کہ میں نے یہ تک نہ پوچھا کہ بھائی لوگو! آپ کے نزدیک میرا مصرف کیا ہے۔ کالے بیل کا پکا گوشت بڑی دعوتوں کے کام آتا ہے۔ ڈنب بھیڑ بکری مرغی اکا دکا آئے گئے مہمانوں کے لیے کاٹے جاتے ہیں۔ میرے جیسے پپے پوسٹے پکانے کھانے لائق نہیں' بلی چیل کتے کے قابل ہوتی ہیں..... مگر ادھر کسے پروا تھی کہ یہ میرے ساتھ کیا حشر کریں گے؟

چور دو گدھوں کو چرا کر لے جا رہے تھے۔ راستے میں موقع ملا تو ایک گدھا دوسرے سے کہنے لگا۔

"بھائی! اب کیا ہوگا' ہمیں تو چور لے جا رہے ہیں۔" دوسرے نے جو میری طرف کا ذرا گدھا تھا'

عجیب سی بے نیازی سے ... نصیب تھی۔

"ارے بھائی! ہم گدھے ہیں' پہلے مالک سے بھی گالیاں' سوٹے اور ڈنڈے ... ان چوروں سے بھی یہی کچھ ملے گا۔ ہمارے لیے ساہو اور چور میں کچھ فرق نہیں"

ایک اور کہاوت کہ کتے کو ہڈیوں سے غرض ... وہ کسی مرنے والے کے ... کے ہوں یا کسی کے ولیمے کے ... اس کے لیے دونوں ... کا حال کہ میں سفر پہ رہوں یا حضر میں کسی فقیر کے مزار پہ یا شاہی بازار میں۔ مجھے چھوڑے جائیں یا موڑ' کچھ فرق نہیں پڑتا ہے ... جہاں ہوں گے گردش میں ہوں گے.....

ٹھوکر تو کھاؤ پہلے سفر میں قدم قدم ... پھر اس کے بعد راستہ ہموار دیکھنا

دور اونچے پہاڑوں کی کنار پہ دھائی دھارتی چڑی دکھائی دی تو احساس ہوا کہ چھیدو مگر کا حجرہ کا لک چکا ہے۔ پھوا کے راستے تو دائیں جانب چند کمرے اور باڑے دکھائی دیے ... ہماری آہٹ پا کر قریب دور کچھ جھونکے گئے تھے۔ کتوں کی چند پھڑاہٹ نے اطلاع دی کہ یہاں ہریالی' پانی اور انسانی قورا کے بھی موجود ہے۔ ایک کشادہ سے باڑے کے قریب ہمارا قافلہ رک چکا تھا ... اسی اثنا کوئی آیا اور ایک روشن لالٹین باڑے کے اندر کھونٹی پہ لٹکا کر چلا گیا..... قدرے روشنی ہوئی تو معلوم ہوا یہ باڑا ان کا حجرہ تھا جو مہمانوں کی نشست و برخاست کے لیے ہوتا ہے۔ دو ڈھائی گھنٹے کی پہاڑی مسافت کے بعد ہم نے پہلی نیکی

لی تھی جبکہ یہ کچھ خبر نہ تھی کہ ہماری اصل منزل کہاں ہے؟ یقیناً یہ جگہ راہ کا کوئی پڑاؤ تھا — ادھر کے دو چار بوڑھے ادھر حجرے میں آ بیٹھے تھے پشتو چل رہی تھی۔ بوڑھے گفتگو کے دوران بار بار عقیدت بھری نظروں سے مجھے دیکھ رہے تھے — میں سمجھ گیا کہ بات "مولوی مدنی" کی ہی ہو رہی ہے۔ لازم تھا کہ اب میں لیئے دیئے کی نشست اختیار کر لیتا۔ قہوہ ناشتہ نقد نسوار سب ہی مہمانداری کے لوازمات پہنچ گئے — اذان سے پہلے ہم کھا پی کر فارغ ہو چکے تھے — حجرے کے عقب میں قدرے اونچی جگہ پہ مسجد تھی۔ میرے خدشے کے عین مطابق امامت کے لیے مجھ سے درخواست کی گئی جبکہ وہاں کے امام صاحب کے پوتے کے برابر میری عمر تھی — پٹھان پیر ہو یا مرید دونوں صورتوں میں دوسرا پٹھان ہوتا ہے اسی لیے کہ اس کے پاس لوڈڈ بندوق ہوتی ہے۔ بندوق کی موجودگی میں حرف انکار کفر ہوتا ہے۔

امریکہ کی کسی ریاست کے ایک دور افتادہ ہوٹل کے بار میں دو جواری تاش پہ جوا کھیل رہے تھے — کافی دیر تک ہار جیت اور برابری ہوتی رہی۔ آخر ایک بازی بری طرح پھنس گئی — دونوں کے پاس پتے بھاری تھے اور دونوں کو ہی اپنی اپنی جیت کا یقین تھا — ہر بازی کی کوئی حد ہوتی ہے وہ پیار کی ہو یا قمار کی..... جب چالوں میں رقمیں ڈالتے ڈالتے دونوں کی جیبیں خالی ہونے لگیں تو ایک نے باقی ماندہ آخری پونجی ڈالتے ہوئے پتے [illegible] اپنی جانب سرکانا چاہا کہ [illegible] کے پاس بڑے پتے [illegible] میں بادشاہ تھے — پہلے نے کسی رقم پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "میرے پتے [illegible] دیکھو" — پھر اس نے اپنے پتے بھی الٹ دیئے جو دو اکے اور ایک غلام تھا — دوسرا چلایا "یہ دو اکے ہیں اور میرے پاس تین بادشاہ ہیں۔" دو اکوں والے نے بڑے آرام سے ریوالور نکال کر دو اکوں کے ساتھ رکھتے ہوئے کہا "یہ تیسرا اکا [illegible]"

کہنا یہ مقصود تھا کہ زور اور [illegible] ہوتا ہے اور کمزور کا انکار بھی کفر ہوتا ہے — اللہ کا احسان ہے [illegible] اور [illegible] بھائیوں کی مہربانی تھی انہوں نے مجھے شاہ بنایا کوئی گدا نہیں بنایا اور ادھر نماز پنجگانہ کی امامت کے لیے منتخب کیا ورنہ اگر مجھے اپنی اور اپنے پیچھے والے [illegible] کی نماست پہ [illegible] کرنی پڑے تو میں ان کیا بچا لیتا — بات وہی رائفل کی کہ جس کے ہاتھ ہوتی ہے وہی مسائلے میں جاہل ہوتا ہے

عزتاں شہرتاں پردے رکھنے والی وہی ذات بے نیاز ہے.....!

واپس پٹھانوں کے "حجرے شاہ مقیم" چلتے ہیں جدھر ہم نے اپنے سفر کے پہلے پڑاؤ کے طور پر درست کرنے کی غرض سے قیام [illegible] — یہیں ٹھہرے ایک چھوٹا سا واقعہ حجرہ شاہ مقیم کے حوالے سے یاد آ گیا — پاک پتن شریف کے کاروباری لوگ ہر سال عید میلاد النبی کے موقع پہ ایک نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام کرتے ہیں بابا مظفر وارثی خصوصی طور پہ اس مشاعرہ میں شامل ہوتے ہیں۔ ایک بار انہوں نے مجھے بھی [illegible]

بابرکت محفل میں شمولیت کی دعوت دی' وہاں کی کاروباری برادری باباجی کی بڑی معترف ہے۔ مشاعرہ کے بعد طعام کی دعوت میں بھی باباجی سے ان کا نعتیہ حمدیہ کلام سنا جاتا اور رات وہیں قیام رہتا اگلے روز واپسی ہوتی۔ ہم دونوں کے قیام کا انتظام وہاں کے ایک محکمے سے پولیس افسر کے ہاں تھا۔۔۔ آدھی رات آگے آدھی پیچھے۔۔۔ ہم دونوں کروٹیں بدل بدل بے حال ہو گئے مگر نیند نے نہ آنا تھا' نہ آئی۔

"بابا! نیند نہیں آ رہی۔۔۔"

وہ چپ چاپ سے بولے۔ "ادھر بھی یہی حال ہے۔"

جب یقین ہو گیا کہ ہم کسی نہ کسی وجہ سے یہاں سو نہیں سکتے تو ایک دوسرے کو شعر سنانے شروع کر دیئے۔ جب ان کا سٹاک بھی ختم ہو گیا تو لطیفے شروع ہو گئے۔۔۔ آخر یہ سلسلہ بھی جلد بند کرنا پڑا کہ جائز جائز لطیفے چند ایک ہی نکلے' باقی ناجائز' جنہیں دہرانے کا حوصلہ نہیں تھا۔۔۔ انہیں نے الگ وقف کر رکھا تھا۔

میں نے ہی تجویز پیش کی۔ "بابا! مناسب سمجھو تو لاہور کی جانب رخ کرتے ہیں۔"

پہلے تو وہ چند لمحے خاموش رہے پھر آنکھیں میچے ہوئے ہی پوچھا۔

"کیا اس وقت آدھی رات سفر کرنا مناسب ہو گا یہاں سے اوکاڑہ تک کا راستہ کچھ [illegible] نہیں۔"

"[illegible] ہی ہو گا۔"

بہرحال میں [illegible] بابا [illegible] کا نام لے کر

لیے۔۔۔ راستہ [illegible] بابا [illegible] گئے۔

"یار! تم بھی [illegible] کے فیصلے بھی کیا کرتے ہو۔"

رات کا پچھلا پہر [illegible] جو اکثر جیبوں پہ ڈالی ہوئی تھی۔۔۔ پیلا سا چاند اور دھند کا عالم۔۔۔ ہم دونوں کی طرح ہماری گاڑی بھی تھکی ہوئی تھی۔ پچکولوں سے اور بھی اودھم بڑھا رہی تھی۔ میں مختلف حیلوں بہانوں سے بابا کو جگائے رکھنے کی کوشش میں تھا جو میری سائیڈ سیٹ پہ اونگھنے کے ابتدائی مراحل سے گزر رہے تھے۔ ڈرائیونگ کے ساتھ اگر ساتھ والا دلچسپ خاص طور پہ کوئی بوڑھا بیمار ہو تو اس بیچارے کی حالت بڑی دگرگوں ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے سفر قیامت کا سفر بن جاتا ہے۔ میرا بھی یہی حال۔۔۔ پچھتا رہا تھا کہ میں نے اس وقت سفر کا مشورہ کیوں دیا' مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔۔۔ رات کو سفر خوب کٹتا ہے آدھے ہوئے آدھے جاگے ہم تینوں بڈھے کھوسٹ۔ یعنی میں' بابا اور یہ دو دہائی پرانی کار' گاڑی المعروف داتا کی ملتنی' کسی نہ کسی طور اپنے راستے پڑنے والے پہلے پڑاؤ' گوجرشاہ مقیم کے قریب پہنچ گئے۔ میں بابا۔ سڑک کنارے ایک مناسب سے ہوٹل میں روشنی دیکھ کر گاڑی روک لی۔۔۔ پرانی گاڑی' عمر رسیدہ بوڑھا اور دل کا مریض۔ چلتے یار کتے وقت ایک آدھ جھٹکا معذوری یا مجبوری سے ضرور کھاتے ہیں۔

بابا وارثی' گاڑی رُکنے کے جھٹکے سے جھٹکا لے کر بیدار ہو گئے۔

"لاہور پہنچ گئے......؟"

"جی نہیں! ابھی ہم بمشکل جتی والے حجرہ شاہ مقیم کے آس پاس ہی پہنچ پائے ہیں۔"

"حجرے شاہ مقیم دے اک جتی عرض کرے......" میں گنگنا رہا تھا اور بابا' حیرت سے میری جانب دیکھ رہے تھے۔

"آ گئے چائے پینے ہیں..."

بابا نے ہونق ہونے کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں ہے چائے......؟"

"ہوٹل میں......!"

اب بابا نے جھنجھلا کر پوچھا۔ "ہوٹل کہاں ہے......؟"

میں نے اشارے سے بتایا۔ "وہ سامنے ایک ہوٹل ہے۔ باہر بڑے سے دربار والے سائن بورڈ کے اردگرد بلب جل بجھ رہے ہیں۔"

اب [illegible] سے پوچھا۔

"یہ ہوٹل اور دربار ہے یا ہوٹل"

اب میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اتارتے ہوئے جواب دیا۔

"اندر جا کر دیکھتے ہیں کہ یہ دربار یا کوئی بار......؟"

اب میں بابا کا ہاتھ تھامے ہوٹل کے [illegible] خود دیکھ رہا ہوں کہیں کوئی ہوٹل والا ملازم کا بیٹا یا چھوٹا بڑا دکھائی دے مگر نہیں...... شک ہوا کہیں کسی بھوت ہوٹل میں تو چلے نہیں آئے۔ لیکن یہ دربار ہوٹل ہے بھوت وت کا یہاں کیا کام؟...... اب میں اور بابا جی باہر کھڑے ہیں میں سوچ رہا ہوں کہ کیا کروں کیا نہ کروں۔ بابا جی نے خود ہی آواز نکالی۔

"بھئی کیا کوئی اندر ہے...... چائے مل جائے گی؟"

اب جواب میں اندر سے یوں آواز آتی ہے جیسے پرانی کالی کھانسی کا مریض دودھ پڑے پڑے جھٹی بیوی سے کہتا ہے۔ "نی اندر آ کے میریاں رگاں تے تیل تے نچوڑ دے......" ہوٹل کے اندر کہیں قریب سے جواب آتا ہے۔

"لنگ آؤ تے بیٹھ جاؤ۔ اللہ دے حکم نال سب کج ملے گا......"

چلیے کچھ تو تسلی ہوئی...... بابا ذرا اونچا سنتے ہیں۔ پوچھنے لگے۔

"نالوں کا کیا جواب آیا......؟"

میں نے کوئی جواب سنانے کی بجائے ادب سے بڑھاوا دیتے ہوئے اندر لے گیا.... قریب ہی ایک مناسب سا ٹیبل دیکھ کر انہیں بٹھایا۔ اپنی لوکیشن کے حساب سے خاصا بہتر ہوٹل تھا۔ صاف ستھرا دیواروں پر طغرے اور کاغذی رنگین پھول..... سامنے شیشے کی الماریاں یا شوکیس جن میں دیہاتی انداز کی رنگ برنگ مٹھائیاں سموسے وغیرہ دھرے تھے۔ ابھی میں دیکھ ہی رہا تھا کہ بابا نے کچھ کہنے کے لیے مجھے کان قریب لانے کو کہا..... قریب ہُوا تو سرگوشی کے انداز میں بولے۔

"یہاں دیسی تمباکو سلگنے کی بو آ رہی ہے۔"

میں نے فوراً ناک دھرا، بابا درست کہہ رہے تھے انتہائی گھٹیا قسم کے پینڈو تمباکو کی ذہلا دینے والی باس تھی۔ خود پہ تاؤ آیا کہ اندر داخل ہوتے ہوئے مجھے محسوس کیوں نہیں ہوا جبکہ میرا ناک تو اُن سے بھی تیز ہے۔

"کیا خیال ہے [illegible] چلیں..... اِدھر چائے پینے آئے تمباکو کی بدبو [illegible] نہیں۔"

ابھی ہم اس مخمصے میں ہی تھے کہ اندر کی جانب سے ایک لمبی سی ریش والا دیہاتی باہر آیا۔ ریش کے ساتھ زرا زلفیں بھی جھول رہی تھیں۔ لمبی سی السلام علیکم کے بعد اس نے ہمارا حال پوچھا [illegible] وہ خوشی سے بے قابو سا ہوا [illegible] طالب ہو رہا تھا۔ اسی دوران بابا جی نے واش روم جانے کا اظہار کیا۔ وہ [illegible] آگے بڑھ کر لے جانے لگا تو بابا نے منع کرتے ہوئے کہا....

"آپ مجھے واش روم کا بتا دیں۔"

وہ آگے ہم دونوں بولے [illegible] دیکھا فوراً دکان ایک دائرے میں بیٹھے ہیں۔ درمیان میں ایک جہازی سائز کا حقہ جس کی نے کچھ زیادہ ہی لمبی تھی پڑا ہے۔ چھوٹا بڑا ریشہ بے ریشہ باری باری تمباکو کش کر رہے ہیں۔ دو چار منٹ لگا کر نے آگے بڑھا دی جاتی ہے۔ ہم لوگ تھے جیسے انجانے میں امیر علی ٹھگ کے گروہ کو دیکھ لیا ہو..... وہ ہمیں دیکھتے ہی پہچان گئے اور حقّے کی جان چھوڑ ہمارے حوالے ہو گئے۔

ہاتھ منہ گیلے کرنے کے بعد ذرا ہوش بحال ہوئے تو بابا بولے۔

"ہمیں اِدھر سے نکل کر، میری حاجت یہاں [illegible] نہیں رہی۔"

میں نے آہستہ سے کہا۔ "میری بھی یہی کیفیت ہے..... لیکن اخلاق کا تقاضہ ہے ہم زیادہ نہ کہیں کچھ دیر کے لیے یہاں رکیں..... چائے کی بھی حاجت ہے۔"

بابا بولے۔ "بھئی پیشاب کی حاجت تھی سو پوری ہوئی..... چائے کہیں آگے چل کر پی لیں گے۔"

حسن نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔ ''بابا! دیکھیں یہ لوگ آپ کو پہچانتے ہیں۔ آپ کی مشہور زمانہ ''وہی خدا ہے دکھائی بھی جو نہ دے کسی کو'' والی حمد' استاد نصرت فتح علی خان کی منفرد پیشکاری اور ''پیا رنگ کالا'' کی اسی کالی سیاہ پس منظری نے آپ کو بے پناہ عزت و شہرت سے نوازا ہے۔۔۔۔۔ اب اگر ہم چائے پیئے بغیر ادھر سے چلے گئے تو یہ سادہ و مرادہ سے لوگ کیا سوچیں گے؟ مجھے تو ادھر کوئی نہیں جانتا' سوچ لیں۔۔۔۔!''

بابا میرے چکر میں آ گئے اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

واش روم سے واپسی پہ اسی بڑے ہال سے گزرنے لگے دیکھا کہ وہ تمام لوگ ہمارے انتظار و احترام میں دست بستہ کھڑے ہیں۔ آگے بڑھ کر باری باری بابا جی اور میرے ساتھ مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ اس عمل سے بھی ہمیں خاصی پریشانی ہوئی کہ ان لوگوں کے منہ سے دیہاتی تمباکو کی بیزار کر دینے والی بو کے بھبکے اٹھ رہے تھے جبکہ یہ ہال بھی گھٹیا ترین تمباکو کی بو سے اٹا ہوا تھا۔۔۔۔ ابھی یہ مصافحوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ اچانک میری نظر پیچھے دیوار پہ آویزاں اک بڑی سی تصویر پہ پڑی۔۔۔۔۔ ایک بوڑھے سے دیہاتی بزرگ مسند پہ ٹیک لگائے بیٹھے منہ لگے حقہ پی رہے ہیں۔ اب میری سمجھ میں کچھ بات آئی کہ یہ تصویر ان کے پیر صاحب کی ہے اور مرید [illegible] بھی ان کی تقلید میں واسطے ثواب و نجات' تمباکو نوشی کرتے ہیں۔ اب [illegible] منظوری پہ اس طرف دیکھتے [illegible]

''یہ تصویر آپ کے۔۔۔۔؟'' میرا فقرہ پورا ہونے سے قبل ہی وہ بتانے لگا۔

''جی یہ ہمارے بابا [illegible] ہیں۔'' مختصر سا تعارف اور اسم گرامی بتانے کے بعد ان کے تصرفات اور کرامتوں کا بھی ذکر کیا۔

میں نے جھجکتے جھجکتے پوچھ ہی لیا۔ ''آپ کے بابا [illegible] حقہ نوشی کی رغبت دکھائی دیتی ہے۔''

''جی۔۔۔!'' تصویر کی جانب عقیدت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مزید بتایا۔ ''حقہ' حق ہے یہ معرفت اور طریقت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔۔۔۔۔ مٹی (روزہ) آگ (حجم) پانی (نیچہ) ہوا (دم) بشر کے بنیادی چہار عناصر کا مجموعہ ہوتا ہے۔''

معاً یہ ارادہ میرے منہ سے نکل گیا۔ ''حقہ کا بنیادی جزو تو تمباکو ہے جس کے بغیر حقہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور تمباکو مکروہ ہے۔۔۔۔۔ مکروہات لوطا' عبادات' ذکر' فکر میں کراہت کا موجب بنتا ہے۔''

وہ مرید مسکرانے لگا۔۔۔۔۔ بجائے جواب دینے کی بجائے ہمیں ہوٹل کے باہر بیٹھنے کی دعوت دیتے باہر آ گیا۔ چار کرسیاں میز پانی گلاس موجود تھے۔

''آپ کے لیے چائے بنواتا ہوں آپ یہاں کھلی فضا میں بیٹھیں۔''

بابا بولے۔ ''مجھے تو بڑی اخلاقیات پہ حرارت تھے اور خود اس غریب کی اچھی خاصی کلاس لے لی۔''

''کیا کرتا' بابا؟ ان کے تو پیر صاحب بھی حقے کے رسیا نکلے۔۔۔ حقہ پورے کا پورا تانا بانا ہی لپیٹا ہوا ہے۔۔۔ اندر چھوٹے بڑے سب اکٹھے بیٹھے منہ سے لگا رہے تھے۔۔۔ ان کے درمیان پڑا ہوا حقہ بھی اک عجوبہ چیز تھی۔ ایسی جناتی اور ابو البولی تمباکو کشیدن مشین میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔۔۔ دس بارہ ہاتھ لمبی نے چاندی کی منہال' چرم چڑھا نیچہ' بیچ آتش چوکی پہ پیر تمگ کہ ہوا کے جھونکے سے جھوم سے۔ چلم کی چماری ایسی چوبارے چڑھی ہوئی کہ دم دم پہ چنگاریاں چھوڑے۔۔۔ نڑیوں کے سر پیچ سے پہلو تک خوبصورت دست پناہ پھندنے اور انو تین بالشت ٹل لمبائی پیچدار پیچ سلائی جو آتش دم کرنے میں کشادگی کے لیے گھمائی جاتی ہے۔''

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہی بزرگ چائے اور کچھ مٹھائی لیے تشریف لے آئے' بڑے ادب خلوص سے کہنے لگے۔

''چائے پیجئے' میں نے خود تیار کی ہے۔ ہماری خوش قسمتی آپ جیسی شخصیات ہمارے ہاں تشریف لائی ہیں۔ آپ لوگ شاید حقے تمباکو کو پسند نہیں کرتے اور مجھے افسوس ہے کہ آپ کو ہماری حقہ نوشی کی وجہ سے زحمت برداشت کرنا پڑی۔۔۔ دراصل یہ ہماری مجبوری ہے جو اب ہمارے روز مرہ میں شامل ہو چکی ہے۔ جیسا کہ [illegible] زندگی میں گئی ہیں۔''

''کیا میں ایک ذاتی سا سوال۔۔۔ کیا یہ حقہ نوشی آپ کے خصوصی [illegible]؟''

''بالکل نہیں' بس [illegible] دیکھا دیکھی ہے۔ ہمارے خصوصی کی [illegible] حقہ صدیوں سے یونہی زندہ چلا آ رہا ہے۔۔۔ جبکہ ہمارے [illegible] حقہ نوشی نہیں کرتے۔''

''ایک اور سوال! کیا یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے بچوں کو بھی اس علت میں مبتلا کر دیں؟''

''بالکل نہیں لیکن کچھ معاملہ یوں ہے کہ بچے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہمارا حق حقے پہ بیٹھے زندہ رہتا ہے۔ اس کے لیے آگ انگارے تمباکو' تازہ کرنے کے لیے صاف عرق آب وغیرہ کا باقاعدہ اہتمام رہتا ہے۔ بچے یا ملازم جو بھی اسے تیار کرتے ہیں وہ اسے جگانے کے لیے دو کش بھی ضرور کھینچتے ہیں' نتیجتاً وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔۔۔ ویسے میں عرض کروں کہ یہ اتنی بھی بری علت نہیں جو بندے کو کھوکھلا کر دے۔ صفائی' اعتدال اور سلیقے کے ساتھ حقہ نوشی کی بے شمار خوبیاں بھی ہیں یا کم از کم ہمارا تو تجربہ یہی ہے۔۔۔۔''

میں نے دیکھا کہ بابا فاروقی چائے پینے کے بعد وقفے سے خاموش تھے۔ میں نے اٹھتے اٹھتے کہا۔

''پیار محبت قربت اور عبادت کے لیے نفس کی طہارت میں اگر نقص ہو تو کچھ بعید نہیں کہ ادھر سے

کوئی جواب نہ آئے۔"

بس یونہی پٹھانوں کے اس حجرے سے حجرہ شاہ مقیم والوں کا حق حقہ یاد آ گیا تھا۔ ویسے حجرہ کسی صوفی درویش کا ہو یا پٹھانوں کا، ان میں تو اشیاء نشست و برخاست، قیام و طعام کے طور طریقے ایک سے ہی ہوتے ہیں ـــــ اس کوہستانی بستی کے حجرے میں اس وقت میرے علاوہ مجھے اغوا کرنے والے چار کرنیل پٹھان، جن میں دو اردو بولتے سمجھتے تھے۔ تین ادھر کے مقامی بوڑھے، جن میں ایک اپنی ریش، دستار و وضع قطع سے سرکردہ لگتا تھا اور دو مجہول سے لڑکے، جو شاید ادھر حجرے کی دیکھ بھال کے لیے تھے، موجود تھے۔ حجرے میں مہمان نوازی کی جو پہلی "نعمت" لائی گئی وہ سوئی حقہ تھا۔ لانے والا نوجوان اس کی چھوٹی سی چلم میں انگارے پہ پھونکیں مارتا لا رہا تھا۔ وہ نوجوان سیدھا میری جانب بڑھا اور نے میرے منہ کے قریب لا کر حقہ کو پکڑے یوں آکڑوں بیٹھ گیا جیسے کسی شیر خوار بچے کو [illegible] "معزز مہمان" کے پروٹوکول کا ابتدائیہ تھا۔ میں اس ناگہانی آفت سے گھبرا کر پیچھے کی جانب جھک گیا، ہاتھ کے اشارے سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ میرے انکار کے بعد "شمع مشاعرہ" کی طرح "حقۂ حجرہ" میرے ساتھ بیٹھے ہوئے مہمان کے پیش کر دیا گیا ـــــ اس کے بعد پہ "چراغوں میں روشنی نہ رہی" کے مصداق حجرہ میں آ [illegible] ہونے نہ ہونے میں کہیں رہ گیا ـــــ وہاں سے اٹھنے یا ادھر ادھر ہونے کا کوئی محل نہ تھا کہ اغوا شدگان کچھ ہوں تو ضرور سکتے ہیں مگر ہرگز نہیں سکتے ـــــ بہرحال ناشتہ بھی پہنچ گیا۔ قہوہ، جوار کی موٹی موٹی روٹیاں، چھاچھ، دو گھنا ساگ اور ساتھ افغانی [illegible] اور آلو چے سے بنایا جاتا ہے ـــــ وقت کی بات، [illegible] کا تقاضا یا ماحول کی کیفیت، گلیں کا اثر یا کوہستانی آب [illegible] سے بہت پرے [illegible] کے اس ناشتے سے ایک ایسا لطیف تلذذ حاصل ہوا کہ طبیعت بشاش ہو گئی۔ جلد ہی مٹی کے ایک برتن میں ہاتھ دھلائے گئے تھے۔

دور پرے پہاڑوں کی اوٹ سے سورج طلوع ہو رہا تھا۔ ہلکے ہلکے سنہری غبار سے فضا اٹی ہوئی تھی۔ ایسے میں وہی خدمتگار دو شخص گدے تکیے اٹھائے داخل ہوئے، معلوم ہوا کہ کمر سیدھی کرنے کا اہتمام ہے۔ اک مناسب سے کونے میں میری نشست کے لیے گدے بچھائے گئے، بڑے بڑے رنگین تکیے بھی تھے ـــــ میرے ساتھی بھی آس پاس لیٹ گئے اور حجرہ کا دروازہ بھیڑ دیا گیا ـــــ نیند تو کانٹوں کی سیج پر بھی اپنا کام دکھا جاتی ہے۔ یہاں تو تکیے، نرم گدے، پیٹ میں بڑا لذیذ ناشتہ اور اعصاب میں تھکن کا خمار اترا ہوا تھا ـــــ آنکھیں موندتے ہی مومن مشرک برابر ہو گئے... گھوڑے بیچ کر کا امتیاز جاتا رہا...!

شاید کسی قیچی کے ہنہنانے پہ آنکھ اچٹی یا اوپر کھپریلی چھت سے مٹی برادہ گرنے سے کہ منہ ماتھا پہ

خاصی خاک پڑی ہوئی تھی۔ دیکھا تو ساتھیوں کے بستر خالی دکھائی دیئے' کھڑکی سے آنے والی آوازوں سے اندازہ ہوا کہ باہر کافی لوگ جمع ہیں..... انگڑائیاں توڑتا ہوا اٹھا۔ حجرے کے در اور کھڑکیوں سے چھنے والی تیز روشنی سے وقت کا اندازہ ہوا کہ دن دوسرے پہر میں داخل ہو چکا ہے — ایسے میں پاس ہی کسی مسجد سے اذان کی سریلی آواز ابھری' دھیرے سے چوپٹ وا ہوا تو میرے سفر کا ایک ساتھی السلام علیکم کہتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''شاہ صیب! غیند بخیر! باہر آ جائیں..... نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھائیں گے' پھر ادھر کے بھائیوں سے آپ کی ملاقات ہوگی۔ بہت دور دور سے آپ کی زیارت کے لیے یہاں پہنچے ہیں۔''

میں نے مسکراتے ہوئے پوچھ لیا۔ ''خان صاحب! دارمک سے یہاں تک میں نے آپ سے کچھ نہیں پوچھا اور نہ ہی مجھے کچھ پوچھنے کی ضرورت یا مجھے کوئی تردد' خوف یا جلدی ہے — مجھے آپ جہاں بھی لے چلیں' میں آپ کے ساتھ ہوں — لیکن ایک بات پھر واضح کر دوں کہ میں سید نہیں ہوں اور نہ ہی کوئی ولی پیر' میں ایک عام سا پڑھا لکھا اور دارمک میں بجلی کا کام کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ صاف صاف واضح کر دینے کے باوجود بھی اگر آپ کسی خوش فہمی میں خود اور دوسروں کو مبتلا رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی — ''

ادب [illegible] اور تحمل میں ڈوبا ہوا جواب آیا۔ ''شاہ صیب! ہم لوگ [illegible] کا رندے ہیں — ہمارا [illegible] یا غلط دیکھنا نہیں [illegible] جمعۃ المبارک ہے — خطبہ اور امامت بھی آپ ہی کرائیں۔''

میری تو [illegible] معلوم ہوئی کہ عام نماز میں تو کسی نہ کسی طرح کام چلایا جا سکتا ہے مگر [illegible] کا خطبہ امامت کسی عالم فاضل خطیب کا کام ہے۔ اس کارندے کے جواب سے تسلیم و رضا [illegible] ایک نکتہ بھی پلے پڑا کہ اگر بندہ اپنے جیسے کسی بندے کے کارندے کی حیثیت سے [illegible] کے سراپا تسلیم و نیاز بن کر اس کے ہر حکم کی من و عن تعمیل کرتا ہے' میں میخ یا حیل حجت نہیں نکالتا — تو ہم اس سب مالکوں کے مالک کے رو برو قضا و قدر کے معاملے پر کیوں بحث و تنقید کر سکتے ہیں' وہی بات ہوا جس کا خدشہ تھا۔ چھوٹی سی مسجد جو ادھر کے مقامی افراد کے لیے تو کافی ہوتی مگر آس پاس کی دور دراز بستیوں سے ادھر پہنچے ہوئے لوگوں کے لیے وسعت نہیں رکھتی تھی۔ ان کے لیے باہر اونچی نیچی جگہوں پر صفیں اور مصلے بچھا کر نماز کا انتظام کر لیا گیا تھا' لمبی لمبی ریشوں اور بڑے بڑے پگڑوں والے پٹھان جن کے تاثرات پختہ ارادے کے عقیدت کی ہوئی تھیں یہاں نماز کے لیے جمع تھے — بیتو بعد میں معلوم ہوا وہ نماز سے کہیں زیادہ میری زیارت کے لیے ادھر پہنچے ہوئے ہیں۔ ورنہ جمعہ کی نماز تو وہ اپنے گاؤں میں بھی ادا کر سکتے تھے۔

اب اصل بات کھل چکی تھی۔ وہ مجھے کوئی پہنچا ہوا سید زادہ ولی اللہ سمجھ کر ادھر لائے تھے جو اپنی روحانی طاقت سے غریب لوگوں کے مالی مسائل حل کر سکتا ہے۔ خاص طور پر ان جوانوں کے مسائل جن کی

شادیاں سرمائے کی کمی کی وجہ سے التوا میں ہوتی ہیں۔

شیرے سے بزنس لگانے والا میرا اوپی ڈی زادہ ایک والا عقیدت مند پٹھان تھا جو اپنے قبیلے سے باہر ایک لڑکی پہ عاشق ہو گیا اور شادی کرنا چاہتا تھا۔ لڑکی کے باپ نے اس عاشق بے مایہ سے پلا بچانے کی خاطر اک خاصی رقم کا مطالبہ کر دیا۔ اتنی بڑی رقم کا حصول اس کی بساط و اوقات سے باہر تھا۔ تاہم وہ طے شدہ عرصہ کے اندر اس کا مطالبہ پورا کرنے کا عہد کر کے اپنے علاقے سے باہر نکل آیا۔ سر پہ عشق کا بھوت سوار تھا' جلد سے جلد دولت حاصل کرنے کا جنون اسے دربدر کیے رہا۔ بندہ نیک خصلت تھا' محنت و مشقت پہ یقین رکھنے والا اس لیے کوئی ناجائز ذرائع اختیار کرنے سے مجتنب رہا لیکن ان خوبیوں کے متوازی ایک خرابی بھی موجود تھی کہ پہلے درجے کا صوفی مست اور پیر فقیر پرست تھا — ایسے افراد میں ادب' خدمت اور صبر انتہا کا ہوتا ہے۔ میری "شامت اعمال" اور اس کی "طمع ام[illegible]" کہ میں اس کی عقیدت و خوش فہمی کی زد میں آ گیا۔ پیر کامل نہیں؛ یقین کامل ہوتا ہے — اسے کسی نہ کسی طور یقین ہو گیا کہ شادی والا گوہر مقصود میری دعا اور توجہ سے ہی حاصل ہو گا۔ اس پہ مستزاد وہ مجھے عجیب الطرفین سید زادہ سمجھے ہوئے تھا۔ میرے بار بار نفی کرنے اور ثبوت دینے کے باوجود اسے یقین تھا کہ میں محض اپنی جان بچانے کی خاطر ایسا کہتا ہوں۔ اسے کسی اپنی طرح کے [illegible] سے مجھے سید اور [illegible] کے حسب [illegible] دکھائی دے رہی ہیں۔

ایک عرصہ دراز تک وہ اصل بات مجھ سے چھپاتا رہا — ایک دن اس کی خدمت و خلوص سے تنگ پڑ کر میں نے اس کے پیچھے پڑ کر کرید شروع کی تو اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر آنکھوں کی نمی کو آستین سے پونچھتے ہوئے اپنی ناکام عشق [illegible] بیان کر دی۔ میں اس کے عشق صادق اور جذبے کی سچائی سے خاصا متاثر ہوا — بلکہ مجھے شیریں والا فرہاد یاد آ گیا اور بھی کئی ناکام عاشق جو اپنی محبوبہ کے سنگدل باپ کے ظلم و ستم اور وقت کی ستم ظریفی کے آگے بے بس پہاڑی دیوار ثابت ہوئے — داستان حسرت بیان کرنے کے بعد وہ مجھ سے ملتجی ہوا کہ میں اس کے عشق صادق کے معاملے میں اس کے حق میں دعا کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا وظیفہ' چلہ یا طریقہ بھی بتاؤں جس سے وقت مقررہ کے اندر اندر اس کے پاس اتنی دولت آ جائے کہ وہ اپنے لالچی سسر کے منہ پہ مار کر اپنی شادی کر سکے۔

میں اس کی اس معصوم یا بیوقوفانہ خواہش پہ زیر لب مسکرا کر رہ گیا۔ پھر بڑا مشفقانہ لہجہ اختیار کر کے سمجھایا کہ میرے پاس ایسا کوئی وظیفہ یا طریقہ نہیں جس کے ذریعے فی الفور کوئی خزانہ ہاتھ لگ سکے۔ لیکن جب اس نے اپنے اصرار کی انتہا کر دی تو سمجھایا کہ کثرت سے السلام علیکم اور ہر فرض نماز کے بعد الحمد شریف پڑھا کرے۔ اللہ غائب سے مدد ہو گی — مگر وہ شاید مطمئن نہ ہوا تھا۔ ہر 2 ہفتے وہ فون پہ مجھے تیزی سے وقت گزرنے کا احساس دلاتا تھا۔

پیسہ پیدا کرنے کے لیے ہر جائز کام کرنے کے لیے تیار رہتا لیکن فارغ اوقات میں کسی ہوٹل پہ اوپر کے کام کرنے یا کسی کے پاؤں دابنے کی خدمت سے تو اتنی دولت نہیں کمائی جا سکتی تھی کہ کسی دوشیزہ کے باپ کی طلب پوری کی جا سکے۔ ایسا لگتا تھا اس کی اول اور آخری امید اب میں ہی بن چکا تھا۔ اپنے وہ فارغ اوقات میں بڑی تندہی سے میری خدمت کرتا اور پُرامید نگاہوں سے میری جانب تکتا رہتا۔۔۔۔ اکثر موقعہ پاتے ہی وہ اپنی خواہش کا اظہار کرنا بھی نہ بھولتا کہ جسے سن سن کر میں بیزاری کی حالت تک پہنچ چکا تھا۔

ایک دن عشاء کی نماز کے بعد وہ میرے پاؤں دابتے دابتے پھسک پڑا۔

"شاہ صیب! اوپر خدا ہے نیچے آپ ۔۔۔ بات شادی کی نہیں اس کے دیوث باپ کی نیت کی ہے۔ اس نے مجھے کم تر اور غریب سمجھ کر یہ پیسے والی شرط لگائی اور ایک سال کا ٹیم دیا۔ میں نے اللہ پاک کا نام لے کر قبول کر لیا...... اب بات میرے لیے غیرت اور عزت کی ہے۔"

میں نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"فرض کرو کہ وقت کے اندر رقم کا بندوبست ہو گیا ہے لیکن وہ کوئی اور بہانہ تراش کر رشتہ دینے سے انکاری ہو جاتا ہے تو پھر تم کیا کرو گے؟"

"[illegible] وہ بھی تو اس لیے انکار نہیں کر سکتا۔" اس دوران اس نے مضبوطی سے میرے پاؤں پکڑ لیے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"شاہ صیب! خدا پاک کی قسم اگر میں اس دیوث کی شرط پوری نہ کر سکا تو اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دوں گا۔"

میں نے ادبدتے ہوئے کہا۔ "ایسی باتیں مت کرو [illegible] جب تم نے اس لڑکی سے عشق کیا یا جب اس کے باپ سے شرطیں وعدے کیے تھے اس وقت تو میں تمہارے پاس نہیں تھا۔ تم عمر میں مجھ سے بڑے ہو اور اپنے علاقے میں ہو ۔۔۔ بھلا میں کس طرح اس معاملے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں؟"

وہ میرے پاؤں پڑ گیا۔ "شاہ صیب! آپ بڑی پہنچ کی ہستی ہیں لیکن مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ مشکل کام آپ کی دعا برکت سے ہی حل ہوگا اور ایک دن میں آپ کو اس کا ثبوت بھی دوں گا۔"

میں اس کی آخری بات پہ چونک سا گیا۔ سوالیہ نظروں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو ۔۔۔؟"

بلاتوقف جواب میں بولا۔ "مجھے سید بابا مردان یا شاہ نے آپ کا پیر و مرشد کا دکھا کر بتایا تھا کہ اسے پہچان لو یہ تمہیں بہتے پانی کے کنارے ملے گا۔ اسے مت چھوڑنا۔" پھر بتانے لگا کہ یہ اشارہ حالت خواب میں کئی مرتبہ ہو چکا ہے۔

عید میلاد النبیؐ سامنے تھی پھر اور ادھر اُدھر کے کام۔۔۔ قصہ کوتاہ لگ بھگ بیس پچیس روز بعد واپس وارسک پہنچا تو بجلی والوں کا کیمپ پہلی جگہ سے اُٹھا کر ذرا پرے دریا کے بہاؤ کی جانب جما دیا گیا تھا۔۔۔ مسجد اور ہوٹل وغیرہ اب قدرے دُور ہو چکے تھے۔۔۔ یہاں پہنچتے ہی میں نے دوسرا سوال اس پٹھان کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ اسے تو میرے استقبال کے لیے ادھر موجود ہونا چاہیے تھا۔ اب جو سُننے کو ملا وہ میری توقع کے عین مطابق تھا۔ میرے ادراک میں تھا کہ یہ حضرت داغ مجھے کسی نہ کسی غیر معمولی حالات و واقعات سے ضرور دوچار کریں گے سو ایسا ہی ہوا۔

وہ میری ہدایت کے مطابق ہر شب دوپہر رات بیتے پہ دریا کنارے ایک پتھر پہ بیٹھ جاتا۔ ورد و ورود پڑھ کر بنسی پانی میں پھینک دیتا۔ پو پھٹنے تک وہیں موجود اس دوران اگر کوئی مچھلی لگ جاتی تو ادھر بیٹھے اسے صاف کر کے معدہ پیٹ دیکھ لیتا۔ میں نے ہی اسے بتایا تھا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کسی مچھلی کے پیٹ سے ہی تمہارا گوہر مراد برآمد ہو گا جو تمہارے سارے مسئلے حل کر دے گا۔

اصل میں میں نے اپنی بے علمی کی بنیاد پہ یہ فرض کر لیا اللہ کے نبی یونس علیہ السلام جن کی آزمائش میں مچھلی کا بہت بڑا کردار رہا اور تھا جو مچھلی ہی ان کا ذریعہ نجات بنی تھی اس بیچارے کی بالی اور بڑی مشکلوں کا حل بھی کیا [illegible] اللہ کی شان یا یہ امتحان کہ یہ تُکا ایک تیر بہدف ثابت ہوا۔۔۔ ایک ایسی مچھلی جو ادھر دریائے کابل کے پانیوں میں شاذ ہی کہیں دکھائی دیتی ہے اُن کے ہاتھ لگ گئی۔۔۔ پیٹ چاک کیا تو اسے کالے چنے کے برابر ایک گوہر دانہ لگا کہ اُچھلتا ہوا نیچے بچھے ہوئے گول پتھروں میں کہیں گم ہو گیا۔ بجلی کی چوندھ اسے [illegible] ہوا کہ کوئی چمکدار شے نیچے گری تو ہے لیکن نیم تاریکی میں [illegible] نہ تھی۔ بڑا سا سر موٹی موٹی [illegible] کوئی ہوئی دم۔ آنکھیں اسی رنگت کے چھلکے جیسے [illegible] سفید نرم پیٹ اور دم کی جانب دو شاخہ سی دُم۔ ٹارچ کی روشنی میں مچھلی ایک عجیب سی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کٹی ہوئی آلائش سے بدبو کی بجائے ایک مست کر دینے والی بھینی بھینی خوشبو خارج ہو رہی تھی۔ اسے ہلکی ہلکی نیند کا غلبہ سا محسوس ہوا ابھی وہ اس کیفیت کو سمجھ نہ پایا تھا کہ دائیں جانب ڈھلک کر بے سُدھ سا پڑ گیا۔

صبح دم نمازی لوگ جب فراغت و طہارت کے لیے اس جانب سے گزرے تو یہ دریا کنارے مزے سے سوتا ہوا پایا گیا۔ بجھی ٹارچ قریب ہی پاس دھری تھی۔ وہ رات والی نادر مچھلی نادارد تھی۔۔۔ دوستوں ساتھیوں نے اسے جگایا تو ہڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش ٹھکانے لگے تو رات والی مچھلی اور اس کے پیٹ سے نکلنے والی وہ چمکدار چنگاری سی یاد آ گئی۔ نیم اندھیرے میں وہ سنگ دانہ ایک چمکتی ہوئی چنگاری کی مانند ہی تو تھا جو نیچے پڑے ہوئے گول پتھروں میں کہیں اتر گیا تھا۔ وہ ایک اچٹتی سی نظر ادھر ڈال کر

سامان اُٹھائے خیمے کی جانب بڑھ آیا۔

آج وہ اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر رہا ۔۔۔ اک عجیب سا ہنگام اُس کے اندر بپا تھا وہ کسلمندی کا بہانہ بنائے لیٹا رہا۔ وہ چاہ رہا تھا کہ تمام ساتھی اپنے اپنے کام پہ نکل جائیں تو پھر دریا کی جانب بڑھے جدھر رات وہ چمکدار سنگدانہ جھلک دکھا کر پھر کہیں غائب ہو گیا تھا۔

تنہا جب تمنا اُٹھے خوش خوشبو چھوڑتے کمرے مخمل میں ماہتاب بن کر اتر آئے تو فردِ عصر کی قید سے وقتی طور پہ آزاد ہو جاتا ہے اور وہ خود بھی امرِ عصر کی خوابناک سی کیفیت بنا ہوتا ہے۔ ایسی ہی کسی کیفیت میں سرشار اٹھا۔ دریا پہ اسی جگہ پہنچا ۔۔۔ عین تھوڑی تلے خوبصورت رنگ برنگے پتھروں میں اس سنگدانہ کو تلاش کرنے لگا جو مچھلی کے پیٹ سے نکل کر ادھر کہیں چھپ گیا تھا۔

چھوٹے موٹے سنگریزوں کو اٹھاتے اٹھاتے وہ ایک بے عیب نایاب زُمرد کی جھلک تھا جیسے ریت پہ پڑا وہ ٹک رہا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے اُٹھایا ۔۔۔ خیرہ نگاہوں کے روبرو اس کی چھب ہی نرالی تھی ۔۔۔ اس کی سبز کرن [illegible] سے اس کی محرومیوں کی کشتِ ویراں میں جیسے بہار آگئی ہو ۔۔۔ [illegible] جگنو کی مانند مٹھی میں دبائے خیمے میں آیا۔ داخلی دروازہ بند کر کے اپنے بستر پہ بیٹھ گیا ۔۔۔ سامنے چادر پہ [illegible]

[illegible]

کے آر پار دیکھا [illegible] ہتھیلی پہ رکھ کے وزن کا اندازہ لگایا۔ عجیب دیوانگی کی حالت تھی کہ کسی وقت [illegible] کا احساس تک نہ ہوا..... ظہر کی اذان پہ وہ باہر نکل آیا۔ یہ گوہرِ نایاب رومال کے کونے میں بندھا اس کی واسکٹ کی اندرونی جیب میں تھا۔

پشاور کے جوہری بازار میں [illegible] حیثیت خان شمالی علاقہ جات سے برآمد ہونے والے تمام قیمتی پتھروں کا کام کرتا تھا۔ اس سے معمولی سی یاد اللہ بھی تھی ۔۔۔ سامنے بیٹھ کر سنگدانہ رو برو کر دیا۔ مختلف انداز سے دیکھنے پرکھنے کے بعد اس نے ایک معقول قیمت پہ اسے خریدنے کا عندیہ دیا۔ یہ قیمت اتنی تھی جو اس کی ضرورت اور سوچ سے کہیں بڑھ کر تھی۔ اس کے بار بار پوچھنے پہ بھی اس نے یہ نہ بتایا کہ اسے کہاں سے حاصل ہوا ۔۔۔ اس پارکھ نے بتایا اس نے اپنی پیشہ وارانہ عمرِ حیات میں ایسا آب دار بے داغ اور قدرتی زمرد شاید دوسری یا تیسری بار دیکھا ہے۔

شادی اور گھر کے لیے کچھ ضروری سامان خرید کر وہ واپس وارسک اپنے کیمپ میں چلا آیا۔ یہاں اس کے دو منجھلے بھائی بھی کام کرتے تھے ۔۔۔ دو چار روز میں کمپنی سے اپنا حساب کتاب اور دیگر امور سے نمٹا کر منجھلے بھائیوں کے ساتھ علاقہ غیر اپنے گاؤں لوٹ آیا۔

یہاں کیمپ میں نوکری چھوڑنے اور اک دم امیر ہو جانے کی خبر وبا کی طرح پھیل گئی تھی ۔۔۔ جیسے

تفصیل کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ کون سا الہ دین کا چراغ آیا ہے جس کے جن نے راتوں رات اسے لفظر سے تونگر بنا دیا ہے..... آدھی رات دریا پہ بیٹھنا' کچھ ورد کرنا' مچھلی پکڑنا تو سب کے سامنے تھا مگر اصل بات میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ میرے حساب سے یہ پٹھان' شاید اپنی زندگی میں پہلی بار کوئی سیانی حرکت کر گزرا تھا..... مگر اپنے گاؤں پہنچ کر وہ اسے برداشت نہ کر سکا یا اس کے رشتہ داروں نے اس سے اگلوا ہی لیا۔ ہاں' یہی آخری بات درست تھی۔

یونس خان' شادی کی پوری تیاری کر کے اپنے ہونے والے سسر کے پاس پہنچا..... مطالبہ والی رقم سامنے رکھی اور نکاح کی تاریخ طلب کی..... سسر جو انتہائی خسیس' چالاک اور مکار آدمی تھا' اپنے سامنے ڈھیر سارے نوٹ دیکھ کر گھبرا سا گیا..... اسے قطعی توقع نہ تھی کہ یہ کچا سا پکا نوجوان' کبھی اتنی بڑی رقم اکٹھی کر سکے گا اس نے بس اس کم حیثیت سے اپنی حسین و جمیل بیٹی کا پیچھا چھڑانے کی خاطر یہ چال چلی تھی۔ جو اس پہ ہی الٹی پڑ گئی۔ اب بات وعدہ پورا کرنے کی رہ گئی تھی جس میں اسے تامل تھا۔ اس کے شاطر ذہن نے ایک نئے خدشے کا اظہار کر دیا' کہ تم یہ ثابت کرو کہ یہ خطیر رقم ناجائز طریقے سے حاصل نہیں کی گئی۔ ہو سکتا ہے کہ تم نے کوئی چوری' ڈاکہ' کسی کا قتل یا کسی اور ناجائز ذریعے سے اس کا انتظام کیا ہو..... اس طرح کل کو پکڑے جانے پہ میری بدنامی [illegible]

اس مکار نے ایک بار پھر یونس خان کی محبت اور حمیت کو آزمائش میں ڈال دیا تھا..... اس نے کچھ بزرگوں کو بیچ میں ڈالا کہ تمہاری رقم والی شرط پوری کر دی گئی اب تم شادی کا وعدہ پورا کرو..... مگر اس کی ایک ہی رٹ کہ پہلے یہ ثابت کرو کہ تم نے یہ جائز طریقے سے حاصل کی ہے کیونکہ اتنے کم عرصے میں اتنی رقم محض محنت مزدوری سے حاصل نہیں ہو سکتی..... اگر ثبوت پیش کرو اور شادی کر لو۔

اُدھر اس کی محبوبہ نے بھی یہی کہا..... محبت اور شادی اپنی جگہ ہے لیکن عزت اور خاندانی روایات بھی کوئی چیز ہیں۔ تم اگر اپنے موقف میں سچے ہو تو ثبوت پیش کرو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو میں بھی محض محبت کی خاطر اپنے خاندان اور معزز باپ کی عزت پہ حرف نہیں لا سکتی.....!

بس یونس خان' یہیں مات کھا گیا..... اس نے انتہائی رازداری اور اعتماد میں اپنے بزرگوں اور جرگہ کے سرکردہ افراد کو من و عن ساری "داستان الہ دین، میری مچھلی خوشی کا موتی" سنا دی۔ مگر کسی کو بھی اس کی داستان سرائی پہ یقین نہ آیا..... ثبوت کے طور پہ اپنے خطیر سے بھائیوں کی کمائی والی فکر کہ انہیں بھی مسترد کر دیا گیا کہ اول تو اس دور میں ایسا تو مگر کوئی شاہ صاحب ہو ہی نہیں سکتا کہ جو خود تو بارہ چودہ سو روپے روز پہ مزدوری کرتا ہو اور دوسروں کو تیس چالیس ہزار روپے کا زمرد دلواتا ہو۔ دوسری بات یہ کہ شاید ہی اس دور میں کسی مچھلی کے پیٹ سے زمرد نکلا ہو۔ سمندر کی کسی مچھلی سے اگر موتی مرجان نکل آئے تو تعجب نہیں لیکن دریائے کابل کے پانیوں

کی مچھلی سے ایسا قیمتی اور صاف ستھرا پالش کیا ہوا زمرد کا مل جانا ممکنات میں نہیں۔ لہٰذا تمہاری یہ بات قابل قبول نہیں ..... اب آخری چارہ یہی رہ گیا تھا کہ مجھے ثبوت کے طور پیش کر کے ..... اس کے لیے مجھے اغوا کیا گیا اور میرے اُدھر پہنچنے سے پیشتر میری یہ کرامت زبان زدِ عام تھی ..... لوگ مجھ کم عمر "شاہ صیب" کی جو شادی کے مطالبے کی رقم کے لیے مچھلی کے پیٹ سے زمرد و الماس برآمد کرواتا ہے زیارت کرنا چاہتے تھے اور شاید اپنی اپنی شادیوں کے زر و جواہرات بھی .....!

واپس چلتے ہیں اُسی گاؤں جدھر جمعے کی نماز کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ جو میری اقتداء میں پڑھی جانی تھی اور میں اس کوشش میں تھا کہ کسی طور یہ گناہ کم از کم مجھ سے سرزد نہ ہو۔ دنیاوی معاملات میں بھی گناہ گناہ ہی ہوتا ہے مگر دین کے مسئلے میں کسی کو فریب دینا ..... کذب و کراہت سے دوچار کرنا بہت بڑا گناہ ہے .....

اللہ سے دل ہی دل میں فریاد کی "اے مالک چند دن کی اسیری بعد فرما۔ میں کوئی پروفیشنل رنگ باز اور کذب پسند نہیں محض تفنن طبع یا چھوٹی موٹی ضرورت کے تحت ایسا کچھ ہو جاتا ہے۔ سیالکوٹی ہونا بھی تو ساتھ لگا ہوا ہے۔"

پہلی اذان تک کوئی معجزہ رونما نہ ہوا۔ خیال آیا مجھے پشتو تو آتی نہیں میں ان پختونوں سے کیا خطاب کروں گا ..... بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ تھی اور بچنے کی کوئی معقول ترکیب سجھائی نہیں دے رہی جو ان کے لیے قابل قبول ہو .....

[illegible] سے میں بیٹھا ہوا تھا امامت سے بچنے کی کوئی اور ترکیب تلاش کر رہا تھا کہ ایک دم پیٹ میں مروڑ اٹھا اور میں پیچھے بیٹھے احمد داد چلا شاید صبح والے افغانی ناشتے کا ردِعمل تھا یا میرے اندر کا سیالکوٹی بیدار ہو گیا۔

یہ طہارت خانہ مسجد سے [illegible] اردگرد کا شانوں کی باڑ تھی یکسانی ..... بیت الخلا نہیں تھا۔ بس گڑھا کھود کر اوپر پتھر رکھ دیا گیا۔ پاس ایک قدرتی گڑھا جس میں گدلا سا پانی اور پاس پڑا مٹی کا لوٹا ..... حاجت مند اپنی آنکھیں تو بند کر لے تو پردہ ہے کھلی رکھے تو ننگا پن دوسرے کا ..... مجھ سے صرف تین چار فٹ پرے میرے پہرے دار مستعد کھڑے تھے۔ جن کے مضبوط کاندھوں پر تھری ناٹ تھری کی بھری ہوئی بندوقیں لٹک رہی تھیں ..... اب جو بیت الخلاء سے اذان ظہر اور مسلسل لوٹے سے پانی ڈالنے کی دہلا دینے والی آوازیں ان تک پہنچیں تو وہ گھبرا اٹھے اور اندر جھانک کر اردو پشتو میں پوچھنے۔

"شاہ صیب! خیریت کیا بات ہے.....؟"

میں نے مزید ڈرامائی کیفیت پیدا کرتے ہوئے آواز کو زار کر جواب دیا۔

"میرے پیٹ میں بڑی گڑبڑ ہے شاید صبح کا ناشتہ میرے لیے مناسب نہیں تھا ..... مجھے پیچش لگ گئے

ہیں۔"

ایک دو مزید فائر جب چھوڑے تو ان میں سے ایک حجرے کی جانب بھاگا۔۔۔ تھوڑی دیر میں وہاں سے وہی بڑی سی ریش والا معزز پٹھان پہنچ گیا۔۔۔ اس کے دریافت کرنے پہ میں نے اندر بیٹھے بیٹھے ہی بتایا کہ مجھے محسوس ہوتا ہے صبح کا ناشتہ میرے لیے پریشانی کا باعث بنا ہے۔ پیٹ میں سخت گڑگل پڑ رہے ہیں اور پیچش جیسی صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ جسمانی کمزوری ایسی کہ میرے لیے یہاں اٹھنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ ان کی آپس میں کچھ نرم گرم گفتگو ہوئی جسے میں سمجھ نہ سکا صرف یہی دیکھنے میں آیا کہ وہی باہر کھڑے دونوں گلہدار اندر آئے بڑے آرام سے پکڑ کر اٹھایا میرا آزار بند باندھا اور سہارا دے کر حجرے تک لے آئے۔۔۔ پڑے پڑے محسوس ہوا کہ ان کی سرگرمیوں میں خاص سردمہری واقع ہو چکی ہے۔۔۔ باہر مسجد کے آس پاس اچھے خاصے لوگ اکٹھے ہو چکے تھے جو میری زیارت و خطابت کی خاطر دور دراز سے کھنچے چلے آئے تھے۔ میں چت پڑے دونوں ہاتھ پیٹ پہ رکھے ہائے وائے کی آوازیں نکال رہا تھا۔۔۔ چہرے پہ کرب کی کیفیت جیسے زچگی کے دوران کسی زچہ کے بشرہ پہ در آتی ہے۔

قصہ مختصر کہ نماز جمعہ کی امامت خطابت حسب سابق ان کے مولوی صاحب سے ہی سرانجام پائی۔ جو میرے لیے [illegible] میں سوجھ آئی کہ یہ ترکیب [illegible] مجھے بیت الخلا میں پہنچ کر ہی سوجھی۔۔۔ معلوم ہوا کہ سوجھ بوجھ کے لیے کوئی مقام مخصوص ہوتا ہے۔۔۔ پھول پھلواریوں میں اگتے ہیں کوڑیوں میں نہیں۔۔۔ کوڑیوں میں زہریلی کھمبیاں اگتی ہیں جن پہ ناگ اٹھائے بیٹھے ہوتے ہیں۔۔۔ یہ سب میرے شرارتی ذہن کا ادنیٰ سا کارنامہ تھا۔۔۔۔

میری مکاری اور اداکاری کہ میں اپنے [illegible] سے مختلف آوازیں نکال لیا کرتا تھا۔ مثلاً یوں کہ کھڑے کھڑے کسی لڑکے کے پیچھے منہ کر کے یوں آواز نکالتے جیسے اس کی ہوا کسی نے پکڑ کر چھوڑ دی ہے۔ وہ پلٹ کر دیکھتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اسی طرح کسی مجمع میں بیٹھے بیٹھے ایسی خفیہ آواز نکالتے جیسے کسی کا پیٹ بول رہا ہے۔ اسے باتھ روم جانے کی ضرورت ہے۔ ویگن بس میں اپنی سیٹ پہ بیٹھے بیٹھے یہ کرشمہ دکھاتا ایسی ہشیاری اور ہنر سے نکالتا کہ آگے پیچھے والے تلاش ہی کرتے رہ جاتے کہ کس کا پیٹ خراب ہے۔ جب تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد یہ سلسلہ جاری رہتا تو کوئی نہ کوئی شخص تنگ پڑ کر بول اٹھتا۔

"یارا کہا جو اسے ہوا باتھ روم جان دی جائے [illegible]" جبکہ میں بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھا ہوتا۔۔۔ کسی جلسے محفل یا قوالی میں بیٹھے بیٹھے بور ہو جاتا تو رانجھن پیدا کرنے کی خاطر اسی فن سے کام لیتے کہ بڑی مشاقی سے کسی کی چیخ جیسی چیخ نما آواز نکالتا جو کسی کے پیچھے دبی ہوئی کراہ رہی ہے۔ بس میرے اردگرد وہ جو ہونق مچتی کہ اللہ بچائے! اپنی شلوار جھاڑ رہا ہے تو کوئی اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے یا ادھر سے اٹھ کر

کہیں اور جا بیٹھتا ہے۔ میں خود بھی اپنے نیچے کسی پو سے چوہیا کو تلاش کرنے کی ایکٹنگ کرتا۔ محفل درہم و برہم اور میں خوش و خرم۔

• بیگم کا میکا بلیوں کا سسرال......!

ایک بار مجھے اپنی بیگم کے ہمراہ اس کے ایک قریبی رشتہ دار کے ہاں (مجبوراً) جانا پڑا۔ دور دراز شہر اور کچھ ملاقات کی نوعیت یوں تھی کہ پانچ چھ روز وہاں ٹھہرنا بنتا تھا — عام رشتہ داروں سے تو بچ بھلی ہوتی ہے چہ جائیکہ سسرالی رشتہ دار ان سے نپٹنے کے لیے تو چیتے کا کلیجا چاہیے ہوتا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی شریف اور ذکی الحس انسان اپنی بیوی کے میکے میں زیادہ باوقار اور باعزت نہیں رہ سکتا — یہی حال میرا ہوا ایک آدھ روز میں میں اپنی ہی نظر میں اجنبی سا ہو گیا۔ لگتا تھا میں کوئی بھاڑے کا ٹٹو ہوں جو ادھر سسرال میں بیکار پڑا ہوں — بس میرے گلے میں کسی زنجیر رسی کی کسر باقی رہ گئی تھی۔ گھر بھر کے بچے اپنی نظمیں الٹ مجھے سنا رہے ہیں۔ نیا نئے سلے ہوئے کپڑے استریاں کار بجلی مرمت کے لیے مجھے دکھائی جا رہی ہیں کہ میں بجلی کا کام جانتا ہوں۔ شا [illegible] لیے میں ہی لیبارٹری جا رہا ہوں۔ جنگ واپڈا کے بل، ٹیلیفون دفتر سب محکموں کے لیے میں ہی موزوں ہوں کہ دفتری اور افسری زبان جانتا ہوں۔ اپنی جوان بچیوں کے لیے کوئی آ موجود حال ناہموار قسم کا بر تلاش کرنے اور ان کو گھر کے مسالے کی بریانی کی ترکیب عملی طور پر سمجھانے کے علاوہ خوش خطی کا فریضہ بھی جب مجھ پہ ڈالا گیا تو میں نے بیگم سے اپنی بے بسی بیچارگی کا [illegible] کیا [illegible] چھ روز پورے کر اسم [illegible] کے واپس چلتے ہیں۔ بیگم نے انتہائی خشمگیں نگاہوں سے تاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ بڑے بے صبرے اور ناشکرے ہیں۔ گھر بھر آپ کی خاطر مدارت میں لگا رہتا ہے جو توقیر اور فوقیت آپ کو یہاں مل رہی ہے بھلا کہیں کسی کو نصیب ہوئی۔ چھوٹے بڑے آپ کے دیوانے 'خالو خالو' رٹ رہے ہیں۔ ہر مسئلے میں آپ کو آگے رکھا جا رہا ہے۔ میں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی ہوں کہ چلو آپ کی کہیں تو اتنی عزت اور قدر ہو رہی ہے اور آپ ہیں کہ ناشکری کرتے ہوئے ادھر سے بھاگنے کی کر رہے ہیں۔"

بیوی کو کسی معاملے میں قائل کر لینا یا کوئی سمجھداری کی بات اسے سمجھا لینا اگر اتنا ہی آسان ہوتا تو آج دنیا کی حالت یوں دگرگوں نہ ہوتی — اس کشمکش میں جب تیسرا روز بھی آگیا اور مجھے ادھر سے نکلنے کی کوئی معقول صورت دکھائی نہ دی تو تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق میں نے اپنا انسانی پورشن بند کرنے اور شرارتی پورشن کھولنے کا فیصلہ کر لیا یعنی بلا کی حالات ڈکلیئر کر دیے۔

اب مجھے رات کا انتظار تھا — گلابی سردیوں کے دن' ہم اوپر چھت پہ الگ برآمدے میں سو رہے تھے جبکہ دیگر اہل خانہ کھلی چھت پہ چھاؤنی ڈالے ہوئے تھے — آدھی رات آگے آدھی پیچھے بیگم صاحب حسب حال خراٹوں کے چابک میری نیند پہ برسا رہی تھیں — بتا دوں کہ اگر میں کوئی بزرگ ورگ ہوں تو بیگم کے ان خراٹوں اور اُس کی ازلی حماقتوں کی بدولت ہوں ورنہ مجھ بے آب بے تاب کو کون پوچھتا تھا کہ ساری ساری رات جاگتا تیسرے کلمہ کا ورد کرتا رہتا۔ بہت بعد ایک اللہ والے دوست نے مشورہ دیا تھا اگر اتنا عرصہ سورۃ یٰسین کا دورہ شروع کیا ہوتا تو آج نہ شکایت ہوتی اور نہ —؟ بہر حال' جب بیگم کے خراٹوں کے ساتھ ادھر گھر والوں کے دو تین بوڑھے جوان افراد نے بھی سنگت دینی شروع کی تو میں بے خود سا ہو کر اپنے کام میں جت گیا۔

خدا جانے کہاں سے ایک [illegible] کسی شریر بلی کو سونگھتا چھت پہ چڑھ آیا تھا۔ جب کوئی مہذب دوشیزہ سی بلی کسی اجڈ گنوار کالے بلے کے ہتھے چڑھ جاتی ہے اور وقت بھی رات کا ہو تو پھر جائے وقوع کے گرد اگرد شاید ہی کوئی خوش نصیب ہو جو سکون کی نیند سو سکے۔ بلی بیچاری اپنا پنڈا چھڑانے کی خاطر بے تحاشہ تنگی چالاکی سے ادھر بھاگتی بھاگتی ہے — بیچ سے کسی دیوار میں تو کبھی چارپائیوں کے نیچے اور پھر بھی آم [illegible] ہو جاتا [illegible]

آج بلی تھا کہ میں ایسی چیز [illegible] کہ سوئے ہوئے بھی چڑ جاتا [illegible] بیدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن تمام بند ہو جائیں کیا بتلاؤں سب کچھ ادا ہو جاتا ہے۔ کمبخت زور دیا یا گرا۔ بلے نے معصوم بلی کو گھیر لیا اوپر سے [illegible] طرح جکڑ رکھا ہوتا ہے۔ وہ اس کی زبردستی سے عاجز آ کر [illegible] دیتی ہے اور ادھر سوئے ادھ جگے لوگ' آگر دوں چارپائیوں [illegible] کوئی تنگ ترکیبیں سوچ رہے ہوتے ہیں — تربیتی میں مشغول یہ گرسنے بلا' وقتاً چھڑی پڑنے کے باوجود وہاں سے ٹلتے نہیں کہ وہ اس حالت میں نہیں ہوتے — انہیں دیکھ کر عورتیں منہ دوسری طرف کر لیتی ہیں اور مرد منہ ان کی طرف —!

میں نے ایک بار [illegible] سے متاثر ہو کر ایک مضمون "بلیوں کے راستے بند نہیں ہوتے" لکھا تھا کوئی بار [illegible] کو رنگ' شیشیوں کی کھڑکیاں' آٹا کڑا' گلی' چھتیں' جال' دام وغیرہ ان کی راہ ارادوں میں حائل نہیں ہو سکتے۔ اس کو چھوڑ دیں تو اپنے ساتھ ٹولا لیے دوسرے بھی وہاں پہنچا آتی ہیں جہاں کچھ بھی ڈالے نہیں دے سکتی اور چکنی [illegible] نہیں سکتی — کبوتر' مرغیاں' تیتر' بٹیر [illegible] لکڑی کے مضبوط پنجروں سے [illegible] بال کی مانند نکال کر لے جاتی ہے۔ دودھ تو وہ اونچی جگہوں پہ رکھے اور لٹکائے برتنوں سے بھی پی جاتی ہے جدھر اس کی رسائی کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ انسانوں سے وہ بالکل خائف نہیں ہوتی۔ شاید اس کا بیری اس لیے ہے کہ وہ اس کے پنجرے [illegible] لگتی ہے۔ فرق صرف بلا کے [illegible]

جو اس کی گردن' اسی طرح ہی دبوچتا ہے جس طرح یہ چوہے کی گردن دبوچتی ہے۔ دونوں کے دبوچنے میں فرق یہ ہوتا ہے۔ بلی دبوچے تو چوہا پیٹ میں ہوتا ہے اور بلا دبوچے تو بلونگڑے پیٹ میں ہوتے ہیں..... قصہ مختصر' بلی بڑی کمینی' مکارہ' خرانٹ' خود پسند اور خلفندری طبیعت کی ہوتی ہے۔ گھٹیا پنے کی انتہا کہ سامنے چکارے کی ران دھری ہو مگر یہ دکھائی دینے والی دمڑی کی چھیچھڑا پکا لے کر ہر چیز کا پلیتھن کر دے گی۔

شاید سلسلۂ گفتگو وہاں سے اکھڑا تھا جدھر میں بیگم کے میکے پھنسا ہوا تھا۔ بیگم وہاں کچھ روز رکنا چاہ رہی تھی جبکہ میں وہاں سے بھاگنے کی فکر میں تھا۔۔۔۔ پرانے پینڈو بابے کہتے ہیں کہ بہن کے گھر بھائی کتا اور سوہرے گھر جوائی کتا..... میں بابے بلھے شاہ کا کتا تو بن سکتا ہوں لیکن کسی قطبے شاہ کا نہیں۔ شادی کے ایک لمبے عرصے کے بعد مجھے بیگم کے ساتھ کسی سسرالی رشتہ دار کے ہاں جانے کا موقع ملا تھا۔۔۔۔ ذہن میں یہی تھا کہ داماد کی حیثیت سے خوب خاطر داری کا لطف اٹھاؤں گا مگر افسوس کہ میری یہ خواہش اک حسرت بن کر میرے لیے ایک آسیب کی صورت اختیار کر گئی اور جب بیگم کے آگے بھی میری ایک نہ چلی تو میں پھر سیالکوٹی وژن میں آ گیا۔

پہلے بلیوں کی مسلسل غراہٹ نے سونے والوں کی میٹھی نیند میں کھنڈت ڈالی [illegible] اس کے بعد دو بلیوں میں [illegible] بھی جڑ کر اٹھ بیٹھیں [illegible] بچے ہیں۔

"اے [illegible] کالیاں' منحوساں [illegible] آ مریاں نیں؟"

میں نے کمال بے نیازی سے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی آنکھ لگی تھی [illegible]"

انگڑائیاں توڑتے ہوئے پھر سونے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔۔۔۔ بمشکل پلک سے پلک جڑی ہوگی کہ پھر کمبخت ماری بلیاں آ گئیں۔ لڑائی جھگڑا تو شاید تھم گیا البتہ آوازا شروع ہو گیا۔ لگتا تھا وہ عورتیں تازہ تازہ بیوہ ہوئی ہیں۔۔۔۔ ایسی فریادیں [illegible] اور بین کہ سن سن کر کلیجہ منہ کو آ رہا ہے۔۔۔۔ کمرہ اور چوبارہ [illegible] کر پھر سارے کوٹھے والے بشمول میری بیگم اٹھ بیٹھے۔۔۔۔ [illegible] کی مانند آنکھیں پھاڑے خود کو کوس رہے ہیں کہ [illegible] بلیوں کے رونے پیٹنے اور بین بسوری کے لیے کیا ہمی کو [illegible] تھا؟؟ کاش ہاتھوں میں [illegible] کہیں نظر آ گئیں تو اسے مار [illegible] بلیاں تو چپ [illegible] کی من مانیاں ہوتی ہیں۔۔۔۔ [illegible] میں [illegible] ہو کے پھر سب اٹھ کے بیٹھے [illegible] کی طرح خوب نیند جو کبھی طویل راتوں میں بڑی [illegible] رہتی ہے۔۔۔۔ دیر دیر تک نوحہ [illegible] پھر کہیں سے اپنی درد ناک [illegible] ہو جاتی ہیں کہ آنکھوں میں [illegible] کیے ہوئے نیند کے [illegible] پھر اٹھ بیٹھتے ہیں' چاروں اطراف نوحہ گر بلاؤں کو تلاش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے سوچتے ہوں گے

کہ بلیوں کو نیند کیوں نہیں آتی؟

صبح کوؤں نے کائیں کائیں کی چونچیں مارتے ہوئے سب مردوں کو غفلت کی قبروں سے اٹھنے پہ مجبور کر دیا۔۔۔ نحوستوں اور بے زونقیوں کے بے رنگ سانے سجانے سارے کھا جانے والی نظروں سے اک دوسرے کو پہچاننے کی کوشش میں تھے۔

رات کی محنت وصل کی ہو یا ہجر کی۔۔۔ عبادت کی یا ریاضت۔۔۔ چوری کی یا یاری کی۔۔۔ نگہداری یا بیماری سب کے اچھے برے نتائج چہروں پہ کندہ ہوتے ہیں۔۔۔

آنکھیں تو کہہ رہی ہیں کہ جاگے ہو رات بھر
ان ساغروں میں بوئے شراب وصال ہے

میں ذرا پرے منیر کے ساتھ بیٹھا [illegible] مسواک کر رہا تھا اور کالی نظروں سے بیگم کو بھی دیکھ رہا تھا۔ جو بھاڑ منہ لگائے مجھے یوں بے نیاز سا تک رہی تھی۔ یہیں مجھے اندازہ ہوا کہ ایسی گھریلو ٹائپ دیسی بیویاں ان کے جسم جدائی کا کوئی دین مذہب نہیں ہوتا۔۔۔ ہوتی کچھ ہیں دکھائی کچھ اور دیتی ہیں۔ خوش نظر اور خوش بخت ہے وہ شوہر جس کی بیوی دو ڈھائی برس کے بعد بھی اسے بیوی ہی دکھائی دے۔۔۔ ان بیویوں مظلوموں کی [illegible] بیوی، گھر والی، اہلیہ بیگم کی [illegible] شروع [illegible] سب مختلف ادوار زندگی اور مختلف ازدواجی رویوں اور کیفیتوں کے اشارے ہیں۔ شوہر نامدار کے لیے وہ وقت بھی آتا ہے کہ دونوں سے بیوی مستقل بے بے ہی لگنے لگتی ہے جب کوئی ہمدرد شخص بیوہ عورت سی محسوس ہونے لگے۔ میں کئی ایسے مجبور اور مفلس شوہروں سے واقف ہوں کہ اک عرصہ دراز سے کبھی اپنی بیوی کے ہمراہ شاپنگ اور [illegible] کسی اور مقصد کے لیے باہر نہیں نکلے لہٰذا وہ لوگ ان کی بیوی کو کوئی بزرگ سمجھ کر نیازمندی سے سر آگے جھکا لیتے ہیں۔ کئی گھروں میں ایسے بھی ہوا کہ صاحب کو ملنے کوئی گھر پہ آیا۔ دروازے پہ ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ گھر پہ موجود نہیں شام چھ بجے کے بعد آئیں گے۔۔۔ آنے والا احترام سے ایک فائل دے کر کہتا ہے۔

''ماں جی! یہ کاغذات شیخ صاحب کو دے دیجئے گا۔ باقی بات میں ان سے ٹیلیفون پہ کر لوں گا۔''
شام کو ٹیلیفون پہ بات ہوتی ہے۔

''ہاں جی! فائل میں آپ کی اماں جی کو دے آیا تھا آپ نے دیکھ لی ہوگی؟''
اس کے بعد جو گفتگو ہوئی ہوگی آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

مسواک دیوار کے پرے پھینک کر میں بیگم کی جانب بڑھ آیا۔ آنکھوں میں نیند کی سلمندی تھی بال جو کبھی زلفیں ہوا کرتی تھیں یوں بکھرے بکھرے ہوئے تھے جیسے کسی نے دھنک دیئے ہوں۔۔۔ انسان

خاص طور پہ بیوی عورت کے اصل خدوخال خالی پیٹ صبح صبح بیداری کے بعد چند منٹ تک اپنے جنگلی انداز لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ میری سالی کی بہن اس سمے ایک ایسی عمر رسیدہ مستقل پالتو جیسی مرغی کی مانند دکھائی دے رہی تھی ـــــ جس کے بال ویری پلاننگ کروائے گئے ہوں ـــــ ہونے کے سارے انڈے ایک بار اکٹھے نکلوا کر اس کے پیٹ میں پرانے گولف بال بھروا دیے گئے ہوں ـــــ مجھے اس طرح تکتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس بے طرح گھور گھور کیا دیکھتے ہیں؟"

میں نے کمال کذب سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"رات ادھر چھپکلیوں نے تمہیں کتنا پریشان کیا ـــــ پھول سا چہرہ کملا کر رہ گیا ہے۔ ذرا اپنے بالوں کی حالت دیکھو۔ جیسے بال نہ ہوں جنگل اگا ہوا ہو۔"

روہانسی بولیں۔ "چھپکلیاں تو لاہور میں بھی ہیں مگر ایسی ڈھیا اور مینڈکیاں نہیں ـــــ کم بختوں نے ایسے ایسے دل ہلا دینے والے بین اور پٹ سیاپے کیے ہیں کہ مجھے اپنے کئی مرنے والے یاد آ گئے ہیں۔"

میں نے مزید چونکاتے ہوئے کہا۔ "یقین مانو میرا تو زندگی سے ہی اچاٹ ہو گیا ہے۔ اس رات سے اب تک [illegible]

[illegible] کر میرے منہ پہ تھوکتے ہوئے بولی۔ "ہائے ہائے ایسے کوسنے منہ سے نہ نکالو ـــــ بس ادھر جو رہنا تھا رہ لیا۔ [illegible] کے نکلے گی۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ مہندی تیل کی رسم ہے پھر شادی پھر ولیمہ... اتنا خرچہ اور وقت کا حرج کر کے آئے ہیں اور پھر یہ تمہارے رشتہ دار [illegible]"

"دفعان کرو سب کو اپنی جان سے تو زیادہ کوئی عزیز نہیں۔" پھر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔ "میں تو کہوں ان کو یہ شادی بھی ملتوی کر دینی چاہئے۔"

سامان بیوی تیار رکھی رہی اور میں سیاگیٹی انداز میں بیت الخلاء کے چکر اور سچ پوچھو چلتا رہا۔ مہندی تیل کی رسم سے پہلے ہم وہاں سے نکل چکے تھے۔

قارئین اب شاید آپ کو مزید بتانے کی ضرورت نہیں وہ بلائیں اور بلا ـــــ ان کی لڑائیاں بین وہ ماتم سب کیا ـــــ میرے پہلے کی مضمون میں اس فن کا قدرے تعارف درج ہے اور یہ بھی کہ آواز کو کس طرح تبدیل اور کسی دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔ اس فن سے واقف لوگ کسی سے کام لے سکتے ہیں اور جیسے جعلی پیر اور جھوٹے روحانیت والے عامل اس فن سے توہم پرست لوگوں کو خوب بے وقوف بناتے ہیں اور پیسے بٹورتے ہیں۔ وہ آپ کے روبرو بیٹھے ہوئے کہیں دور باہر سے جن یا ہمزاد کی آواز سنا سکتے ہیں جبکہ ان کے ہونٹ بھی ہل

نہیں پاتے۔ آپ کو پہاڑوں، غاروں، صحراؤں، میدانوں میں تجربہ ہُوا ہوگا۔ آواز دینے سے وہی آواز تبدیل ہوکر اِک گونج کی صورت واپس پلٹتی ہے۔ اس کو ساؤنڈ ایکو کہتے ہیں فنِ موسیقی کا تمام دار و مدار صوت و آہنگ کی لہروں کی [illegible] پہ محمول ہوتا ہے۔ اکثر آوازیں، ہونٹوں، زبان، تالو، دانتوں، حلق کی محتاج ہوتی ہیں لیکن کچھ آوازیں ان اعضا و اعصاب کی مرہونِ منت نہیں ہوتیں پھر طریقے بھی یوں ہوتے ہیں کہ آواز کی لہروں میں جھکاؤ، پھیلاؤ اور گھماؤ پیدا کیا جا سکے ۔۔۔۔ سپورٹس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ کھلاڑی آہنی وزنی گولے یا لمبے نیزے کو کس پھرتی اور ہنر سے دور اپنے نشانے کی طرف اچھالتے ہیں، وہ بڑی لکڑی کی بنی ہوئی کمان یا طشتری جو نشانے کی جانب اچھالی جاتی ہے فضا میں لہرا، بل کھا کر واپس اپنے مرکز پہ پہنچتی ہے۔ سارا کمال پھینکنے والے کے ہنر، مشق اور اس چیز کی ساخت پہ ہوتا ہے۔ آپ نے منہ سے مختلف آوازیں نکالنے والے بھی دیکھے ہوں گے جو منہ سے ہر قسم کی آوازیں نکال سکتے ہیں۔ فلم میکنگ میں اکثر اقسام کی آوازیں ان فنکاروں کی مرہونِ منت ہوتی ہیں۔ ہوائی جہاز، ریل، مشینیں، گھنٹیوں کی جھنجھناہٹ، جانوروں کی بولیاں، بچے کے رونے کی، زنانہ مردانہ، غرضیکہ ہر طرح کی آوازیں پیدا کرنے والے فنکار موجود ہیں۔ میں نے ایک روسی فلم دیکھی تھی۔ جنگِ عظیم کے موضوع پہ اس فلم میں شروع سے آخر تک جو بھی آوازیں تھیں وہ ایک ہی فنکار کی تھیں۔ [illegible] پھینکے جانے کی آوازیں [illegible] کی آوازیں [illegible] ایسا ہے [illegible] آپ وہ ایسے ہی صوتی کرتب دکھانے کا [illegible] ششدر رہ جائیں گے ۔۔۔۔ میں نے اس سے ایک ایسا ہی کرتب سنا تھا۔ [illegible] دیہاتی گھر کا صبح سویرے کا ماحول پیش کرتا ہے ۔۔۔۔ کسی مٹکے کی مدھانی، کوّے، چڑیاں [illegible] ان کو الاؤ کے سنائی ہوئی [illegible] کی چوں چوں، کھانسی، بلی، کالیاں ۔۔۔۔ مسالے والی مانگ، جی کہ پیٹ سے ہوا کا خارج ہونا بھی تھا اور ان کا ماخذ صرف ایک فنکار، میں نے محظوظ ہو کر اُسے خاصا انعام دیا تھا اور بہت کچھ سیکھا بھی۔

ایک ایسا ہی صوتی مظاہرہ ایک اور فنکار کا دیکھا۔ وہ فن کم خرچ پہ منہ نا بجنے والوں کو اپنے ہنر سے بھی [illegible] پہ جیسا نمائش رنگی [illegible] کرتے اور لڑائی جھگڑائی کا حال پیش کرتا ہے۔ ان کی مدھم کی کھنچ، بے تحاشا بے اختیاری برتنوں کا بجنا، کھنکنا، گھنٹیوں کا بجانا، چار مدرسوں کا جس فطری انداز میں کھانے پہ جھپٹنے لڑتے جھگڑتے پیش کیا وہ کمال تھا۔ ایک آدمی اور اتنے کردار وہ بھی مختلف طبیعت کے مالک ۔۔۔۔ ان میں سے ایک کی آواز باقی سب کی اپنی ہی کر [illegible] ۔۔۔۔ پتلی اور بھاری آواز۔

میں نے بھی طاقِ قبر کے اس کالان کے بیت الخلا میں اسی فن کا آسرا لے کر پیٹ خرابی کی آوازیں نکالی تھیں ۔۔۔۔ جس کے باعث میں لوگوں کی نماز خراب کرنے سے بچا ۔۔۔۔ مجھے یہ معصوم سا دھوکہ دینا

قبول تو تھا مگر اس بڑے دھوکے کا مرتکب ہونا منظور نہ تھا — نماز کے بعد لوگ میری زیارت اور دعاؤں تعویذوں سے مستفید ہونا چاہتے تھے مگر اچانک میری طبیعت خراب ہو جانے سے اُن میں خاصی مایوسی پھیل گئی تھی۔ وہ دور سے مجھے لیٹے ہوئے دیکھ کر ہاتھ اٹھا کے شاید میری صحت کے لیے دعائیں مانگ رہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا یہ بھولے بھالے لوگ دعا مانگ رہے ہیں کہ میں صحت مند ہو جاؤں تاکہ میں ان کے لیے دعائیں مانگوں۔ یہاں یہ فلسفہ بھی سمجھ میں آیا کہ اللہ کریم چاہتا ہے اُس سے مانگا جائے اُسے قاضی الحاجات کہا جائے — تاکہ وہ ہماری حاجتیں پوری کرے — اور یہ بھی کہ کسی والی وارث کو اپنا وسیلہ بھی مقرر کیا جائے۔ کسی اچھے وکیل کا مقرر ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ مقدمہ صحیح ہاتھوں سے ہوتا ہوا منصف تک پہنچ رہا ہے۔

پرہیزی کھانا اور قہوہ — طبیعت تخت پیر از پڑے پڑے بھی بور ہو گیا تھا — بیماری چونکہ خود ساختہ تھی محض جمعہ کی نماز نہ پڑھانے کی خاطر اس لیے اب میں خود ہی تندرست ہو گیا تھا۔ میرے محافظوں کی جان میں بھی جان آ گئی تھی۔ کمال یہ کہ ابھی تک میرے علم میں یہ نہ تھا کہ میں راہ میں کہاں یا کسی منزل پہ ...ظہر کی اذان کا ابھی زور دار رنگ پتہ نہ تھا کہ حجرے کے باہر کچھ معمول سے زیادہ ہلچل سی محسوس ہوئی ابھی میں اس سے کچھ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ ایک نوجوان اندر داخل ہوا اور سید عاشر [illegible] کی مانند میرے پاؤں پہ جھک [illegible] پکڑتے ہی اس نے پشتو میں [illegible] رونا شروع کر دیا۔ ظاہر ہے میں بھی گھبرا گیا تھا کہ یہ بھی [illegible] کہاں سے آ ٹپکی [illegible] ہاتھ [illegible] اسے سید عاشر کیا تو [illegible] والا پیر العقیدت مند ہے کہ پاؤں دابنے والا ”آ میری [illegible]“ [illegible] یونس خان تھا — میں کئی منٹ اس کے چہرے پہ نظریں گاڑے تکتا رہا۔ کچھ مقام اور معاملے ایسے بھی ہوتے ہیں [illegible] نہ نکلنات محض آنکھیں متکلم ہوتی ہیں — [illegible] اور وہ کی گفتگو الفریقین ایک دوسرے کا مافی الضمیر خوب سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ سوال اور جوابات سب کچھ — مگر خوشیوں اور نگاہوں کی زباں سے — وہ شاید میری نگاہوں کی تاب نہ لا سکا اور نہ ہی اس سے میرے اس سوال کا جواب بن پڑا کہ ”تم نے اپنے شاہ صیب کو بھی اٹھوا لیا؟“ وہ گڑگڑا کر پھر میرے پاؤں میں گر گیا۔

”یونس خان! کیسے ہو؟ اٹھو آرام سے بیٹھ کر بات کرو — تمہاری شادی ہو گئی یا ابھی —!“

اس نے اپنی دگرگوں حالت پہ قابو پانے میں خاصا وقت لیا — لگتا تھا وہ اپنے دل و دماغ میں بہت کچھ دبائے ہوئے ہے — وہ پہلے سے کچھ بدلا ہوا اور کھویا کھویا سا تھا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے کے بعد اس نے بتانا شروع کیا کہ کس طرح پھیلی تھی اس کے پیٹ سے حاصل ہونے والا سنگ دانہ پشاور میں اپنے علاقے والے جوہری کو دکھانا۔ اس کو فروخت کر کے واپس اپنے گاؤں پہنچا اور پھر طے شدہ رقم لے جا کر اپنے ہونے والے

خسر سے ملاقات کر کے نکاح کی تاریخ کے لیے کہا..... اور پھر اس کا اعتراض ڈالا کہ ثابت کرو کہ یہ رقم تم نے جائز طریقے سے حاصل کی ہے ــــــ وہ پھر میرے پاؤں پکڑتے ہوئے گھگھیایا۔

''شاہ صیب! خدائے پاک کی قسم نہ تو میری نیت تھی اور نہ ہی میں نے خود دانستہ ایسا کیا ... میں نے بہت اس کو سمجھایا قسم کھایا کہ نہ تو میں نے چرس پوڈر بیچا ہے اور نہ کرائے کی قاتلی کی ہے۔ یہ پیسہ خدائے پاک نے دیا ہے۔ میرے شاہ صیب کی دعا سے ــــــ لیکن وہ دیوث نہیں مانا اور بولا یہ پیسے اٹھا کے لے جاؤ میں رشتہ نہیں دیتا۔ اب شاہ صیب! میں نے مجبور ہو کر جرگہ بلایا۔ جرگے نے بھی یہی فیصلہ دیا کہ اگر تم نے جائز طریقے سے یہ رقم حاصل کیا ہے تو اس کا ثبوت دینے میں کیا اعتراض ہے؟ ــــــ شاہ صیب! پھر میں نے ڈرتے ڈرتے آپ کا بتایا کہ آپ میرے پیر بابا ہیں۔ آپ نے اپنی کرامت اور دعا سے مچھلی کے پیٹ سے مجھے جواہرات دلوایا ہے اور یہ بھی بتایا تھا ــــــ حضرت یونس پیغمبر کی طرح میری مشکل کا حل بھی مچھلی تھا کہ مجھ مسکین کا نام بھی یونس خان ہے۔ شاہ صیب! اب مصیبت یہ پڑا کہ سب گاؤں قبیلہ والا میری مخالفت میں ہو گیا۔ کہنے لگا کہ شاہ صیب کو ادھر بلاؤ ہم بھی ان سے دعا برکت لے گا۔ شاہ صیب! ادھر تو علاقہ غیر ہے پاکستان کا حکم قانون تو ادھر نہیں چلتا اور نہ ادھر کا ادھر چلتا ہے..... میں نے ان کو منع کرنا چاہا مگر میری کسی نے نہیں سنی ــــــ آگے [illegible] ادھر پہنچایا ہے۔ خدائے پاک کی قسم میں نے ان کو بہت منع کیا مگر وہ.....''

میں نے اس کی رواں بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں تم میری فکر نہ کرو ــــــ بولو شادی کب ہو رہی ہے؟ شاید اللہ نے مجھے تمہاری شادی میں شرکت کے لیے یہاں بھیجا ہے۔''

وہ تو خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ ایک دم چھلانگ لگا اٹھا ــــــ باہر برآمدے میں پہنچا جا رہا تھا۔ پھر ایک زوردار ہوائی فائرنگ کی ـــــ ٹھاہ ٹھاہ پورے گاؤں میں فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہر گھر سے لوگوں نے بھی یہی عمل دہرایا ــــــ میرا تو کلیجہ اچھل آیا۔ مارے خوف میری گھگھی بندھ گئی ــــــ یوں محسوس ہوا جیسے دو قبائل کے درمیان فائرنگ ہو رہی ہے۔ باہر لوگوں کی حالت دیدنی تھی جوش و خروش کا یہ عالم کہ آگ بگولے کی طرح ملامت ہو رہی ہے۔ پشتو میں گیت اور ڈھول بجنے بھی شروع ہو گئے۔ میں حیران کہ ان اللہ کے بندوں کو کیا ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ یونس خان کی شادی میں میری شرکت کے سلسلے میں خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

ان ہنگاموں سے ذرا سی فراغت ملی تو یونس خان بڑے ادب سے سر جھکائے اندر داخل ہوا۔

''شاہ صیب! اجازت ہو تو ہم کچھ دیر بعد اپنے گاؤں روانہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ! شام سے پہلے پہلے اپنے گھر پہنچ جائیں گے۔''

قارئین! اتنا تا چلو کہ ابھی تک مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں اغوا ہو کر کن ہاتھوں میں ہوں اور جدھر ایک دن رات سے پڑا ہوا ہوں وہ لوگ کون ہیں — نہ میں نے کسی سے پوچھا اور نہ ہی مجھے کسی نے بتایا کہ ان ترددات کا کوئی فائدہ بھی تو نہ تھا۔ اندیشۂ سود و زیاں نہ فکرِ امروز و فردا تا رقص کا تقاضہ داد و دہش کا دبافہ ٹھیک ہے کائنات اور حیات کی بنیادی صداقتوں کی کھوج میں بھٹکنے والوں کے لیے شاید ضرور ٹھہرتا ہے کہ وہ بالخصوص ان بشری کمزوریوں کے معاملہ میں بانجھ ہوں اور میری تو مختتم کے آگے ہی مختتم ہوتی ہے۔ میں اُسے کیا کہتا... کہنا سننا تو وہاں ہوتا ہے کہ جہاں یقین ہو کہ کافی کے ساتھ رائی جتے گی — پٹھان بچے کو کسی امر پہ قائل کرنا اور بچاری کو چنبیلی کا تیل دے کر یاری پہ مائل کرنا بے نتیجہ ہوتا ہے — میں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا... کیوں میں نے جانا ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں —!

میں نے میدانوں، جنگلوں، صحراؤں، سمندروں اور دشتاؤں کے علاوہ پہاڑوں میں بھی بے شمار سفر کیے ہیں۔ ہر خطے کے باشندے اپنے اپنے جغرافیائی اور موسمی مزاج کے مطابق ہوتے ہیں۔ علاقہ غیر کے یہ پہاڑی سلسلے اپنے محل وقوع، موسم، مزاج اور ہیئت کذائی کے حساب سے دُنیا میں منفرد ہیں۔ ان پہاڑوں میں پہاڑی جانوروں کی بجائے پٹھان ہوتے ہیں کہ جہاں جانور رہتے ہیں وہاں یہ رہتے ہیں — اکثر پہاڑ بے رنگ [illegible] پہاڑوں کھوؤں کے اندر اور [illegible] رہتے ہیں۔ [illegible] نہ جانے یہ سخت کوش لوگ کس طرح سے [illegible] قائم رکھتے ہیں۔ تنگ راستے ڈھلانیں جدھر صرف گھوڑے گدھے اور بکری ہی آ جا سکتے ہیں۔

اب ہماری منزل میں چند اور [illegible] تھا — صحراؤں میں سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ منزل پہ پہنچنے سے پہلے ہی اطلاع ہو جاتی ہے کہ کوئی قافلہ یا مسافر ادھر آ رہا ہے۔ پہاڑوں میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہوائیں فضائیں، موسم اور پرندے پہلے ہی اطلاع دے دیتے ہیں۔

یہی ادھر بھی ہوا۔ ابھی ہم بہت دور تھے کہ بہت سے پیر و جوان ہمارے استقبال کے لیے ایک پہاڑی کی ترائی میں موجود تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ایک ایک ہمارے گھوڑوں کی لگامیں تھام لیں۔ چونکہ میں ایک نمایاں چیز تھا، شکل و صورت، لباس سے بھی پٹھان دکھائی نہ دیتا تھا۔ انہوں نے شاہ صاحب کے نعرے لگاتے ہوئے میری دست بوسی شروع کر دی — ہم ایک بارات کی طرح بستی میں داخل ہوئے جو قلعے نما گھروں، ایک وسیع حجرے اور ایک خوبصورت مسجد پہ مشتمل تھی۔ گاؤں کے مکین قدرے آسودہ و خوشحال سے دکھائی پڑے۔ پانچ گھنٹے کے لگاتار پہاڑی سفر نے انجر پنجر ہلا کر رکھ دیے ہوئے تھے۔ حجرے میں اترتے ہی میں اپنے لیے مخصوص بستر پہ لیٹ گیا۔

حواس بحال ہوئے تو اگلے روز میں نے یونس خان کو تکیے میں بلا کر پوچھا۔

''عزیز من! اب آپ کے کیا ارادے ہیں......؟''

جواب میں بتانے لگا۔ ''آج عصر کی نماز کے بعد میرا ہونے والا سسر آپ کی زیارت کے لیے آنے والا ہے۔ اصل مقصد اس کا یہ تصدیق کرنا ہے کہ میرے پاس جو رقم ہے وہ جائز ہے اور آپ اس کے گواہ ہیں۔''

''ٹھیک ہے مجھے یہ کہنے میں کوئی اعتراض نہیں......''

سارا دن مصافحے زیارت اور دعائیں چلتی رہیں۔ یہاں کے لوگ حیران تھے کہ میں کوئی تعویذ گنڈا اور پھونک پھونکیا کیوں نہیں کرتا...... چھوٹے بچوں کی بیماریوں کے تعویذ مانگنے والوں کی بہتات تھی۔ بوڑھے حج کے لیے آسانی کی دعاؤں کے طلبگار، جوان طبقہ شادی کی رقم کے لیے میری کرامت کے خواہاں تھے۔ یونس خان کی طرح ہر جوان کی خواہش تھی کہ وہ خدمت ... اپنی شادی کا بندوبست کروا لیں۔ یہ صورت حال میرے لیے بڑی خطرناک تھی۔ یونس خان والا نسخہ اب ہر جگہ نہیں چل سکتا تھا...... میں من ہی من میں دعا مانگ رہا تھا...... ''اے پٹھانوں، پنجابیوں کے بھی مالک اب میری ''عزت سادات'' تیرے ہاتھ میں ہے۔ پولیس، وکیلوں، ڈاکٹروں کی طرح پٹھانوں کی عقیدت اچھی نہ ان کی بدعت اچھی۔''

[illegible]

زور رنگ تھا ... کے لیے وہ ... کے ساتھ لایا...... وہ لمبا چوڑا اور دبنگ پٹھان تھا اسے دیکھ کر مجھے یہ اندازہ ہوا کہ یونس خان کے ساتھ ... بہر حال وہ احترام و عقیدت سے پیش آیا اور اس رقم والے معاملے میں تصدیق چاہی...... میں نے ان دونوں کا سارا قصہ اس کے سامنے رکھ دیا اور یونس خان کی تعریف کرتے ہوئے ... اسی قسم کی اور بھی بہت باتیں ہوئیں...... اللہ کا شکر کہ وہ مطمئن ہو گیا اور مجھ سے بہت سے معاملات میں دعاؤں کا متمنی ہوا...... اب آخری شرط جو تھی اسے سن کر میں پریشان ہو گیا...... شرط یہ تھی کہ آپ خود نکاح پڑھائیں گے اور شادی کی تمام رسومات میں بھرپور شرکت کریں گے...... شادی کی جو تاریخ رکھی گئی وہ ... سے ایک ماہ کی تھی۔ میں نے شرکت کا وعدہ کر لیا مگر ایک شرط کے ساتھ...... میں واپس اپنے گھر جاؤں گا شادی سے چند دن پیشتر میں ... میں موجود ہوں گا۔ وہاں سے آپ مجھے دوبارہ اغوا کر کے یہاں لے آئیں۔ تب یہ بتایا کہ یونس خان یتیم بچہ ہے اس کی شادی کی تکمیل میں چونکہ میں بھی ذہنی طور پر شامل کر لیا گیا ہوں اس لیے اس کے سرپرست کی حیثیت سے اس کی شادی میں روایتی انداز سے شرکت کروں گا۔ اس کی دلہن اور اس کے لیے کپڑے تحفے لے کر آؤں گا۔ بات معقول اور وزنی تھی اس لیے سب کے لیے قابل قبول ہوئی۔

قارئین! میں نے یہ سارا ڈرامہ ان سے جان چھڑانے کی غرض سے کیا تھا۔ مجھے ساری عمر بھی اگر وہ

وہاں اپنے پاس رکھتے' مجھے کچھ فرق نہ پڑتا تھا۔ میں صرف اُن کی اندھی عقیدت اور اپنے دو نمبر "شاہ صیب" ہونے سے ڈرتا تھا۔

انسان کچھ بھی کرے مگر دین کے نام پر فراڈ نہ کرے ۔۔۔۔ اللہ نے مجھے اور انھیں بچنے کی توفیق فرمائی۔ وہاں سے رخصت ہونے سے پہلے میں نے چیدہ چیدہ لوگوں کو حجرے میں بلایا اور کم و کاست بغیر تمام اپنی کہانی سنائی کہ کس طرح میرے دوستوں نے مجھے نوکری اور اپنے ٹور بنانے کی خاطر وہاں شاہ صیب بنا کر پیش کیا ۔۔۔۔ ویسے میں خود بھی ایسا ہی جھوٹا' مکار اور فراڈیہ سا تھا۔ اپنے مطلب کی برآوری کے لیے میں سو بھیس بدل لیتا تھا۔ پھر میں نے انھیں پیٹ خرابی کے سلسلہ میں آواز بدلنے کا قصہ سنایا ۔۔۔۔ مچھلی والی بھی جان چھڑاؤ سٹوری سنائی۔ غرضیکہ اپنے پیٹ پر سے سارے پردے اٹھا دیے ۔۔۔۔ کسی ابہام کی پرواہ کیے بغیر پچھلے اگلے سارے فراڈ' جھوٹ' مکاریاں' چکر بازیاں' پھکیاں' فارمولے اور سوچ لگانا وغیرہ پورے سیاق و سباق سے گوش گزار کر دیے۔ یہ بھی بتا دیا کہ میں آدھا تیراہی والی پٹھان اور باقی [illegible] کمہار ہوں۔ ہمارے آبا و اجداد بھی افغانستان سے سیالکوٹ آئے تھے اور میری تعلیم زیرو بٹا زیرو ہے ۔۔۔۔ مقصد صرف اجمال بیان کرنے کا تھا کہ یہ سیدھے سادے اللہ کے بندے میرے بارے میں کسی خوش فہمی میں پڑ کر نہ خود خراب ہوں اور نہ مجھے [illegible] نہ کیا بلکہ سارے قبائلی [illegible] کو میری عاجزی' کسر نفسی اور جان چھڑاؤ حکمت عملی تصور کیا۔۔۔۔!

جب مجھے [illegible] پروٹوکول سے واہ کینٹ میں پہنچایا گیا تو کیمپ والوں کی تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اول تو علاقہ غیر سے کسی [illegible] کی واپسی ہی نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو یوں [illegible] عزت و توقیر سے نہیں ہوتی۔ یوں میری واپسی بھی [illegible] پراسرار حیثیت اختیار کر گئی تھی جو میرے لیے مزید پریشانی کا سبب بن گئی تھی۔ وہاں پہلے سے ہی ادھر کے [illegible] پسند [illegible] لوگوں تک [illegible] ہوا تھا ۔۔۔۔ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پٹھان اپنے اور دوسرے کے عہد کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان' انسان' مرد اور پٹھان ہو ہی نہیں سکتا جو اپنے وعدے کا پاس نہ کر سکتا ہو۔ اسی طرح کا میں بھی شادی میں شرکت کا ایک وعدہ کر کے آیا تھا ۔۔۔۔ اصل مقصد تو یہی تھا کہ یونس خان کی کسی نہ کسی طرح شادی سر انجام پا جائے۔ جس کی وجہ سے یہ سارے [illegible] پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی طے ہے کہ جو بھلا کام جس کے ہاتھوں انجام پذیر ہونا لکھا ہوتا ہے وہ اسی کے ہاتھوں ہو کر رہتا ہے۔

وقت مقررہ پر وعدے کے مطابق میں وہاں پہنچ گیا تھا اور وہ لوگ بھی پہلے سے وہاں پر موجود تھے۔ اس بار یوں محسوس ہوا کہ میں اغوا ہو کر نہیں بلکہ بارضا و رغبت اپنے دوستوں سے ملنے جا رہا ہوں۔ آدھی رات کا وقت جب ایک مخصوص پوائنٹ سے بارڈر پھلانگی تو اس بار تین چار اغوا کنندگان کی بجائے تیس پچیس اسلحہ بردار

پٹھانوں کا جمگھٹ میرے استقبال کے لیے موجود تھا۔ یہ تو کچھ سفر طے کر لینے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ چار کو چھوڑ کے باقی تمام شادیوں کے امیدوار تھے جنھیں شادی کے مصارف اور مطالبے کی رقم کی ضرورت تھی اور یہ سب کچھ وہاں رہ کر جائز طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ میری شکل میں انھیں بھی شادی والا لوٹا گیلا ہونے کی کوئی صورت دکھائی دے رہی تھی۔ اب یہ حالت کہ یونس خان کی شادی کی تیاریاں زوروں پہ ہیں اور ادھر ان ناکتخداؤں جوانوں کی خدمات بھی عروج پہ ہیں۔ دن رات میری ناز برداریوں میں جتے ہوئے ہیں.... کوئی پاؤں داب رہا ہے، کوئی پشتو کے گیت سنا رہا ہے۔ الغوزہ بج رہا ہے تو کہیں چنگ و رباب لہریں بکھیر رہے ہیں۔۔۔ تلواروں و انگاروں پہ رقص ۔۔۔ ہر جوان مجھ سے کسی تعویذ، کرامت کا طلبگار جبکہ میری مصیبت کہ میں انھیں اُردو میں ہی سمجھا سکتا تھا۔ وہ ہاں ہاں کرتے رہتے مگر کسی کے پلے کچھ نہ پڑتا۔ اُدھر وہ پشتون ٹل مل فارسی اُردو میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے اور میں بھی انھیں یہی تاثر دیتا کہ میں ان کی بات خوب سمجھ رہا ہوں جبکہ بات ایک ہی تھی جو میں پہلے ہی سمجھ گیا ہوا تھا کہ وہ شادی چاہتے ہیں جو ڈھیروں روپوں کے بغیر ممکن نہیں اور وہ روپے حاصل کرنے کی ننھی منی امید مجھ سے لگائے ہوئے ہیں۔ "لا میری مچھلی میرا [illegible]" والا وظیفہ ہر جوان کو زبانی ازبر ہو چکا تھا۔۔۔ وہاں پہاڑوں میں برساتی ندی نالے تو [illegible] تھا وہ کوئی دریا و ریا نہیں [illegible] کے پہاڑ کر چھوٹے موٹے برساتی پانی کے ذخیرے ہیں جن میں کوئی مچھلی [illegible] یہاں تو مینڈک بھی نہ تھے مچھلی کہاں سے آتی۔"

شادی سے فراغت ہوئی تو میں فوری واپسی کی کوئی موثر سی ترکیب سوچنے لگا کیونکہ میں شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ شادی اور اس کے لیے دولت حاصل کرنے کے [illegible] جوانوں کی تعداد اور ذوق و شوق میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اسی نسبت میرے خدشات میں برکت پڑتی جا رہی ہے۔۔۔ ایسے ہی ایک نشست میں نسبتاً کچھ معقول سے ایک جوان نے، جو اردو میں بھی شد بد رکھتا تھا۔ مجھ سے پوچھا۔

"شاہ صیب! جس علاقے میں دریا اور مچھلی نہ ہو۔۔۔ وہاں "لا میری مچھلی میرا [illegible]" والا وظیفہ کیسے کام کرے گا..... آپ کے پاس اس کا کیا جوڑ توڑ ہے؟"

میں نے ایک لحظہ ان کی سماعت میں اس کا سوال سنا اور سوچنے لگا کہ اس کا کون سا معقول جواب ہو سکتا ہے جو وہی صاحب اس کو بھی مطمئن کرے اور مجھے بھی کسی مزید مصیبت میں مبتلا ہونے سے بچائے۔۔۔ دماغ کی گراریاں گھوم کر چل رہی تھیں۔۔۔ میرا معمول رہا ہے کسی سوال کا کوئی معقول جواب یا کسی مسئلے کا کوئی حل مجھے نہ سوجھے تو میں دماغ اور عقل کو کھونٹی سے آلو ویلے پہ لگا دیتا ہوں۔۔۔ اس طرح یہ نوکا مجھے فضول قسم کی ذہنی اُتھل پتھل سے محفوظ رکھتا ہے۔۔۔ آلو لگاتے ہی کھٹ منہ سے نکلا۔

''لا میرے بندر شما جیت کا کھنڈر'' کا وظیفہ کرنا چاہیے۔''

یہ شبد کیسے میرے ذہن میں آئے اور میں نے کیونکر انہیں ادا کیا' یہ میری سمجھ میں نہ آیا۔ پر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ بہت بعد میں معلوم ہُوا' یہ جوان سلاجیت کے کاروبار میں بہت کامیاب رہا اور لاکھوں میں کھیلا اور بھی کئی واقعات ایسے جن سے معلوم ہُوا جب کوئی معاملہ بیچ پڑ آتا ہے تو پھر یہ نہیں ہوتا کہ وسائل کیسے ہیں۔ عقل اسے مانتی ہے یا نہیں' بس بہاتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کچھ بگڑنے پہ آتا ہے تو سو فیصد بنا بنایا کام ایسی کروٹ لیتا ہے کہ چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہاں بھی عقل سوچتی رہ جاتی ہے کہ یوں کیے کیونکر ہوا؟

یہ سب کاز ہے پوری ——— جب فتح خان کو راجہ دھلیپ رائے نے اپنے چندن دیول بھوتن دنگ ولی کے مندر میں اپنی خاص پوجا کے ان سات سرکردہ منشیوں میں شامل کیا۔ جو راجہ کے انتہائی وفادار ہوتے اور جنہیں راج پاٹ کا مان پرمان بتایا جاتا ہے۔ راجہ انہیں اپنا ایک سلاد [illegible] ——— پوجا ڈنڈوت سے یہ سات منشی راجہ کو سات مختلف انمول رتن بھینٹ کرتے' جنہیں راجہ مندر کے خاص سیوکوں میں دان کر دیتا ——— [illegible] انہیں خریدتا [illegible] مول دے کر حاصل کر لیتا ——— ان سات منشیوں نے جو رتن پیش کرنے ہوتے ان کا فیصلہ خود راجہ کرتا ——— فتح خان کو اس تقریب میں پہلی مرتبہ شامل کیا گیا تھا جو اس امر کا ثبوت تھا کہ راجہ اسے [illegible] بطور [illegible] [illegible] [illegible] ان سے پہلے کبھی کسی نے پیش نہ کیا تھا ——— اباحیل کا آنسو......!

قارئین وہی اباحیل کا آنسو ہے جس کا تفصیل سے ذکر ''پیلا رنگ کالا'' میں [illegible] ہے۔ جس کی جوانی میں تھیں اک زمانہ [illegible] ——— یہ نادر و نایاب کیڑے سے قدرتی طور پر [illegible] اور [illegible] دیکھنے اور بنانے والے تو بے پوری کائنات [illegible] قدرت جہاں بھر کے [illegible] دکھائی دے جائے ——— پچھلی اور اس سے پچھلی ملاقات میں بھی ذکر ہُوا کہ جواہرات' سمندروں [illegible] میدانوں اور دریاؤں سے بھی دستیاب نہیں ہوتے ——— یہ شفاف چوپایوں' مچھلیوں' مینڈکوں [illegible] سانپوں' حشرات' عقابوں کے سروں' گھونسلوں اور ان کی بیٹوں سے بھی دستیاب ہوتے ہیں اور [illegible] درختوں اور شیریں پھلوں سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ کئی پھلوں اور قبروں کی آنتوں جیسوں سے بھی [illegible] ——— برآمد ہوتے دیکھے ہیں۔ جنتی انار' رتن' انگور' انار' انجیر' زیتون' کھجور وغیرہ آپ غور کریں تو ان کی [illegible] جواہرات سے مشابہ ہیں یعنی ان کا دار رنگ روغن میں جب بھی کوئی جواہر تراشا جاتا ہے تو اسے [illegible] حجم' وزن' رنگ روپ کے تحت کسی نہ کسی ثمر کی صورت پر ڈھالا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدرت [illegible] جنتی اشجار کی تخلیق میں جواہرات کی وضع قطع کو بھی ملحوظ رکھا ہے ——— قارئین اب تک کی حقا تمام ہوئے

(باب دوم تمام ہُوا)







● درویشی فقیری...... اس کے کتنے روپ اور کیسے کیسے انگ رنگ ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کسی کے ہاں اس کی تعریف کچھ اور ہے ریاضت و مجاہدات کو درویشی گردانتا ہے۔ کوئی مستِ الست ہو کر منشیات میں فقیری تلاش کرتا ہے۔ میں نے جانا کہ یہ جہاں گردی کی دین ہے۔ یہ قیاس و قیافہ ہے قیاس بھی درویشی قیافہ بھی فقیری۔ جہاں گردی کی دین، جہاں بانی و جہاں گیری...... جہاں بینی و جہاں نوردی...... ہر لحظہ نیا طور نئی برق و تجلی...... ہر گوشۂ گمان میں گم گشتگی......!

● فرمانِ سعدیہ ہے کہ درویش...... سورج، بادل، ہوا اور زمین کی مانند ہوتا ہے۔ وہ کاسۂ درویش افلاک ہے...... وہ قلزمِ جستجوئے ادراک ہے...... وہ ابرِ صبر نمناک ہے...... وہ جنت میں بھی طاق ہے۔ وہ اک شعلۂ بے باک، وہ جھلستا ہوا آفاق ہے، وہ گریبان صد چاک ہے...... راکھ اور کبھی خاک ہے۔ یہ پُراسرار بندے کیا نہیں ہوتے؟...... یہ لوگ سناں پہ تتلی بٹھانے والے...... سرِ مژگاں موتی سجانے والے یہ آہ و فغاں سے صحرا [illegible] والے...... کلمۂ حق سنانے والے۔ یہ [illegible]

● صادق اظہار لوگ کہتے ہیں۔ کہیں بہت جاننا بھی بڑی خرابی ہے...... اور کہیں کم جاننا عیب ٹھہرتا ہے۔ کہیں عقل معیار ہے تو کہیں عقل و دانش ختم [illegible]...... کہیں حجاب بے حجابی کی ذیل میں آتا ہے اور کہیں نقاب کی اوٹ میں نقاب ہی آنکھیں کتنے حجابوں کی [illegible] کلمۂ حق...... دونوں ہی کاٹ کیسی بے حجاب ہوتی ہے۔ شمشیر کی آب اور درویش کی نگاہ کی تاب کے مقابل گردن ہے نہ گردوں...... مست ملنگڑے مرجان میں ہی رہتے ہیں مگر کہنے والے حق بات ہی کہتے ہیں۔ ممولوں کے بلوں کی مٹی بھُربھُری ہوتی ہے۔ جو نہ تھک کی نہ تھاگ کی...... مگر درویشوں، عقابوں کے گھونسلوں ٹھکانوں میں خارِ مغیلاں کے استر بستر ہوتے ہیں، جو تھلوں میں کسی کے پاؤں کی پازیب بھی اور کسی شانہ بدوش دار کے سر کا تاج بھی......!

الٰہی! یہ کن لوگوں کے گھر ہوتے ہیں......؟



اس صحیفہ میں اَزمنۂ قریب و قدیم کے بہت سے پُراَسرار واقعات و حالات درج ہیں...... کچھ کا تعلق تاریخ وتمدّن اور کچھ کا سلسلہ اس دَور کی طرزِ معاشرت‘ ثقافت اور تصوّف ورُوحانیت سے جُڑا ہُوا ہے...... تاریخ کا حصّہ ایسے واقعات و حالات بنتے ہیں جن کے ڈانڈے عوام الناس‘ جغرافیائی اور سیاسی‘ سماجی معاملات سے جُڑے ہوئے اور اظہر مِن الشمس ہوتے ہیں...... صدیوں پُرانے اَسرار وَ واقعات جن کا واسطہ ذاتیات یا کسی مخصوص مقصد سے ہوتا ہے وہ سَربستہ ہی رہتے ہیں اور وقت زمانے کی زد میں آئے بغیر عہدِ رفتہ کا حصّہ بن کر اَساطیر میں ڈھل جاتے ہیں۔ اُصولِ کائنات کے تحت جب کبھی رَدّوبدل [illegible] تہذیب وتمدن کا ظہور ہوتا ہے تو پھر بہت سے [illegible] اسرار کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ جیسے پہاڑوں کی آتش فشانی‘ دریاؤں سمندروں کے سیلاب وطوفان...... اَرضی جھٹکے زلزلے آندھیاں جھکڑ‘ آسمانی بجلیاں دھماکے وغیرہ اپنے اَندر بے شمار کرشاتی اَسرار رکھتے ہیں...... انسان کے لئے نت نئی معلومات سامنے آتی ہیں۔ اَرض و آفاق‘ بحر و برَ نے اپنے بطون میں جو کچھ چھپایا ہوا ہے یہ سب کچھ جنوں اور انسانوں کے لئے ہے‘ قُدسیوں کے کام کی یہ چیزیں نہیں ہیں...... اَب ان انسانوں میں کچھ مخصوص بندے بھی ہوتے ہیں یہ بندے خاص اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ وہبی علوم‘ مابعدالطبیعاتی حِسّیں اور چشمِ بینا ہوتی ہے۔ گُزرا ہُوا‘ موجودہ اور آنے والا وقت زمانہ ان سے سَرگوشیاں کرتا ہے۔ یہ اُن کے مزاج اور انداز سمجھتے ہیں۔ غیر مروجہ‘ مُردہ زبانیں‘ لوحیں‘ حرف و نقش‘ اُن کے رُوبرو لب کُشا ہوتے ہیں۔ روزِ نزول سے روزِ نشور تک کی ایک ایک ساعت‘ مخلوق کی ہر حرکت ونُطق کی ایک اک جنبش تک رسائی اور آشنائی ہوتی ہے۔

Rs. 2000.00

www.sang-e-meel.com

ISBN-10:969-35-2288-3
ISBN-13:978-969-35-2288-4



9789693522884
www.sang-e-meel.net